

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تفسیر

# روح القرآن

تفسیر حکامین

اردو ترجمہ جلالین

فقیر اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی  
مفتی اول دارالعلوم دیوبند

حاشیہ اردو تفسیر

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلان عثمانی

جامعہ دارالسلام ٹالیر کوٹلہ

جلد پنجم پارہ ۲۱ تا ۲۵

فَيْصَلُ يَبْلُغُكَ شَرْدُ يَوْمِي



تفسیر

# روح القرآن

تفسیر جلالین

حاشیہ اردو تفسیر

اردو ترجمہ جلالین

حضرت مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

فقہ اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی

جامعہ دارالسلام ایلرکولہ پنجاب

مفتی اول دارالعلوم دیوبند

جلد پنجم (پارہ ۲۱ تا ۲۵)

فیزر سٹیکیشن دیوبند

**Tafseer Roohul Quraa'n  
ma'  
Tafseer Jalalain**

روح القرآن  
تفسير جلالين

**Edition :2012**

**Volume : 5**

**Para : 21 - 25**

**Pages : 936**

حضرت مولانا مفتی فیض الرحمن ہلال عثمانی  
جامعہ دارالسلام، ٹیکہ کورٹ، پٹیالہ

Published By

**FAISAL PUBLICATIONS**

Jama Masjid Deoband.247554 UP  
Phone :01336-224110,8439971786,Fax.223339  
e-mail:faisalpublications@gmail.com

# فہرست عنوانات تفسیر روح القرآن جلد ۵

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۹	شکست و فتح اللہ کے قبضہ میں ہے۔		صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ		۱۔ سورۃ العنکبوت
۶۰	اللہ کی حکمتوں کو لوگوں کی بے خبری۔	۲۴	کرنے والوں کا اجر کبھی ضائع		
"	ظاہر کا سطحی علم۔		نہیں ہوتا۔	۲۳	مشکلات کی اس کش مکش میں قرآن
۶۲	آخرت کے دلائل، اندر بھی	۲۵	ہجرت کرنے میں معاشی تنگی		اور ناز سے مدد لیں۔
	اور باہر بھی۔		کی منکرت کرو۔	۲۶	مخالفین خاص طور پر اہل کتاب کے
۶۳	عقیدہ آخرت پر تاریخ کی گواہی۔	۲۷	سب مانتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔		ساتھ عمدہ طریقہ سے بات کرو۔
۶۴	اللہ کی نشانیاں جھٹلانے والوں کا انجام۔	"	رزق کی تقسیم اللہ کی حکیمانہ تدبیر	۲۷	پیغمبروں کا مقرر کرنا اور ان پر کتابوں
	جس نے پہلی بار بنایا وہی دوسری		کے مطابق ہے۔	۲۸	کا نازل کرنا یہ سلسلہ شروع سے جاری ہے
"	بار بھی بنائے گا۔	"	اللہ کے حکم سے بارش مردہ زمین		نئی کامی ہونا قرآن کی صداقت کی دلیل ہے
۶۵	اللہ کے حضور پیشی کے وقت مجرم	"	کو زندہ کرتی ہے۔	۲۹	آں حضرت م کی ذات گرامی بہت سی
	دم بہ خود رہ جائیں گے۔	۲۸	اصل منکر آخرت کی کرنی چاہیے۔		روحانی نشانوں کا مجموعہ ہے۔
"	جن کو خدائی میں شریک بجاتھا	۲۹	انسانی نظرت خدائے واحد سے آشنا ہے۔	۳۰	حقیقی معجزوں کا مطالبہ۔
"	پتہ لگے گا کہ یہ سب غلط تھا۔	"	یہ ناشکری اور احسان فراموشی ہے۔	۳۲	کیا قرآن جیسا معجزہ کافی نہیں ہے۔
۶۶	نیک اور بد الگ الگ کر دیا جائیں گے۔	۵۱	حرم مکہ کو امن کی جگہ کس نے بنایا۔	"	میری صداقت کے لئے اللہ کی
"	مومنین صالحین کی تکویم۔	"	سب سے بڑی نا انصافی۔	"	شہادت کافی ہے۔
۶۷	سچائی کو جھٹلانے والوں کی حالت۔	۵۲	حق کے لئے جدوجہد کرنے والوں	۳۳	عذاب کے لئے جلدی کیوں؟
"	پس صبح شام اللہ کا ذکر کرتے رہو۔		کے سامنے راہیں کشادہ	"	آخرت کا عذاب بھی دُور نہیں ہے۔
۶۸	ناز کے اوقات۔		ہو جاتی ہیں۔	۳۵	دوزخ کا عذاب ہر طرف سے گھرے گا۔
	اللہ کی قدرت کی نشانی مردے سے زندہ	۵۳	سُورَةُ الرَّوْمِ	"	رب کی بندگی کے لئے وطن چھوڑنا
۶۹	اور زندہ سے مردے کو پیدا کرنا۔		روم و ایران کی کش مکش اور روم		پڑے تو چھوڑ دو۔
"	اللہ کی قدرت کی نشانی۔ مٹی	۵۴	کی فتح کی پیشین گوئی۔	۳۶	هِجْرَتِ جَبَشَةَ
۷۱	کے پتلے میں شعور و احساس۔		حدوف مقلعات۔		وطن چھوڑنے کا نام کیوں ایک دن
"	اللہ کی قدرت کی نشانی۔ اسی جنس	۵۷	رومیوں پر غلبہ۔	۳۷	دنیا ہی چھوڑنی ہے۔
"	سے عورت کی تخلیق۔		قرآن کی پیشین گوئی کہ چند سال		دنیا کا محوم محروم نہیں ہے
۷۲	اللہ کی قدرت کی نشانی۔ زمین	۵۹	میں رومی دوبارہ غالب ہائیں گے	"	آخرت کا محروم
	و آسمان کی تخلیق اور انسانوں	"	رومیوں کا غلبہ چند سال میں ہو جائے گا۔		محروم ہے۔
	میں تنوع۔	"			

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۹	{ قیامت کے دن معذرت اور توبہ کا کوئی موقع نہ ہوگا۔	۹۲	{ موت و حیات اور روزی دنیا پر سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔	۷۳	{ اللہ کی نشانیوں میں سے سونا جاگن اور روزی تلاش کرنا۔
"	{ قرآن نے حق و صداقت واضح کرنے کا ہر اسلوب اختیار کیا۔	۹۳	{ ثامت اعمال کے نتائج دنیا اور آخرت میں۔	۷۵	{ بجلی کی چمک اور بارش میں اللہ کی نشانیاں۔
"	{ جاہلانہ ضد دلوں پر مہر لگا دیتی ہے۔	۹۴	{ شرک نے ہمیشہ تباہی مچائی ہے۔	"	{ زمین و آسمان کا قائم رہنا اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔
۱۱۰	{ یہ بے یقین لوگ آپ کو ہلکا نہ پائیں۔	۹۶	{ دنیا کے فساد کا علاج دینِ قیم کا قیام۔	"	{ زمین و آسمان کی ہر چیز اس کے تابع فرمان ہے۔
۱۱۱	{ <b>سُوْرَةُ الْقَمَانِ</b>	"	{ نافرمانوں کی نافرمانی کا وبال ان پر ہوگا اور نیک لوگ اپنی صلاح کا سامان کر رہے ہیں۔	"	{ پہلی بار بھی اسی نے پیدا کیا اور دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔
۱۱۲	{ حروف مقطعات۔	"	{ نیک بندوں کو اللہ اپنے فضل سے نوازنا چاہتا ہے۔	۷۶	{ شرک کے بے اصل ہونے کی ایک مثال جس کی عقل ہی الٹ جائے اسے کون راہ پر لاسکتا ہے۔
"	{ حکمت والی کتاب۔	۹۷	{ اللہ کی قدرت اور اس کی نعمتیں۔	۷۹	{ اسلام دینِ فطرت ہے۔
"	{ نیک کرنے والوں کے لئے ہدایت۔	۱۰۰	{ رسولوں کی آمد ہی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔	۸۱	{ مالکِ حقیقی کی طرف رجوع، اس کا خوف اور اقامتِ صلوٰۃ۔
۱۱۳	{ نیکو کار کون ہیں۔	"	{ بارانِ رحمت سے زمین کی سیرابی اور بارانِ وحی سے دلوں کی زندگی۔	۸۲	{ ان لوگوں میں شامل مت ہو جنہوں نے اصل دینِ فطرت کو چھوڑ کر بہت سے فرقے بنائے۔
۱۱۷	{ دونوں جہاں میں فلاح پانے والے۔	۱۰۲	{ مردہ زمین کی طرح اللہ تم مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔	۸۵	{ اصل دینِ فطرت اسلام ہے اس کی دلیل ناشکری کا نتیجہ جلد سامنے آجائے گا۔
"	{ حقیقت پسندی کے مقابلے میں کھیل تماشے والے۔	"	{ زوالِ نعمت کے بعد ناشکری پر اصرار آتے ہیں۔	۸۷	{ شرک کی صداقت پر کوئی دلیل نہیں۔
"	{ گھنڈ کی وجہ سے اللہ کی آیتیں سننے سے انکار۔	۱۰۳	{ مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو جو سنا نہ چاہیں۔	"	{ انسان کی کمزوری کہ وہ کم ظرف ہوتا ہے۔
"	{ ایمان اور نیک عمل والوں کے لئے اللہ کی نعمتیں۔	۱۰۵	{ جو آنکھوں سے کام نہ لینا چاہیں انہیں نبی راہ نہیں دکھا سکتے۔	۸۸	{ رزق کی تنگی اور کشادگی سب میں اللہ کی حکمت ہے۔
"	{ اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوگا۔	"	{ زندگی کے مختلف مرحلوں میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔	۸۹	{ مال میں غریب رشخہ داروں اور حاجت مندوں کا حق۔
۱۲۰	{ اللہ کی تخلیق، قدرت اور حکمت مناظر۔	۱۰۶	{ عالمِ آخرت میں دنیا کی زندگی کے بارے میں احساس۔	۹۱	{ سود سے مال بڑھتا نہیں ہے زکوٰۃ سے بڑھتا ہے۔
"	{ ذرا معبودانِ باطل کی کوئی تخلیق دکھاؤ۔	۱۰۷	{ اہل ایمان کا قول۔		
۱۲۲	{ حضرت لقمان کی نصیحت کہ اللہ کے شکر گزار بن کر رہو۔				
"	{ حضرت لقمان کی بیٹے کو نصیحت کہ بیٹا شرک کبھی نہ کرنا۔				
"	{ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ دیکھو اپنے والدین کا اور خاص طور پر اپنی ماں کا حق پہنچاؤ۔				

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۵۹	تم نے بدلے کے دن کو بھلا دیا تھا اب ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا۔	۱۳۶	ممندر کا سفر، اشرفی نشانیوں میں مشرک کے مواقع۔	۱۳۶	اشرفی کا ارشاد کہ شرک میں والدین کی بات نہ مانی جائے۔
"	اہل ایمان کا خوف و خشیت۔	۱۳۳	طوفان کے وقت صرف اللہ کو بکارتا ہے۔	"	حضرت لقمان کی دوسری نصیحت کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔
"	اہل ایمان راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔	۱۳۴	سمندر کے طوفان سے بڑا طوفان۔ قیامت۔	"	حضرت لقمان کی بیٹے کو تیسری نصیحت کہ اللہ کی بندگی کرو۔
۱۶۱	نیک بندوں کے لئے جنت کی خاص نعمتیں۔	"	قیامت آئے گی مگر کب آئے گی اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔	"	حضرت لقمان کا بیٹے کو چوتھی نصیحت اچھے اخلاق اختیار کرو، غرور مت کرو۔
"	فراہاں بردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔	۱۳۵	الستجد کا	۱۳۷	حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو پانچویں نصیحت کہ رفتار اور بول چال میں میانہ روی اختیار کرو۔
"	اہل ایمان کے لئے جنت کا ٹھکانا۔	۱۳۶	حروف مقطعات۔	۱۳۸	زمین و آسمان کی کل مخلوق انسان کی خادم مگر خالق کے بارے میں بے علمی کی باتیں۔
۱۶۳	ایمان نہ لانے والوں کا ٹھکانہ دوزخ۔	"	یہ خداوند عالم کا کلام ہے۔	"	اشرفی کتاب کی بیرونی یا باپ ادا کی اندھی تقلید۔
"	عذاب تنبیہ کے لئے نازل ہوتے رہیں گے۔	۱۳۸	قرآن بلاشبہ وحی الہی ہے۔	"	اشرفی ہدایت کا راستہ سے مضبوط اور بے خطر راستہ ہے۔
"	پروردگار کی نشانیوں سے منہ پھرنے والا سزا پا کر رہے گا۔	۱۳۹	اللہ ہی خالق کائنات ہے۔	۱۳۲	اے نبی جو آپ کی بات نہیں مانتا وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ اپنا ہی بگاڑتا ہے۔
۱۶۴	اس سے پہلے حضرت موسیٰ پر کتاب نازل کر چکے ہیں اور وہی کتاب بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنی۔	۱۵۱	زمین سے آسمان تک تمام معاملات کی تدبیر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔	"	دنیا کے مزے تھوڑے دن کے ہیں۔ جب خالق اللہ تو معبود دوسرا م کیسے ہو سکتا ہے۔؟
۱۶۵	بنی اسرائیل کے حق پرستوں کو پیشوائی کا درجہ حاصل ہوا۔	"	کائنات کا نظام چلانے والی بلند و بالا ہستی۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
۱۶۶	آخری فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔	۱۵۲	اللہ ہی خالق اور اللہ ہی خالق انسان کی تخلیق کا آغاز۔	"	اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
۱۶۷	رسول کو جھٹلانے کے بعد کوئی قوم نجات نہیں سکتی۔	"	انسانی تخلیق اپنی ابتداء سے کمال تک اور پھر اس کا مقصد۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
۱۶۸	اللہ کے دین کا فروغ دیکھ کر تم دنگ رہ جاؤ گے۔	۱۵۳	انسان اللہ کے تخلیقی عمل کا شاہکار۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
۱۶۹	پوچھتے ہیں کہ آخر وہ فیصلہ کون کب آئے گا۔؟	۱۵۴	انسانی تخلیق اپنی ابتداء سے کمال تک اور پھر اس کا مقصد۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
"	جانتے ہو کہ وہ وقت آئے گا تو کیا ہوگا۔؟	۱۵۶	موت کی حقیقت۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
"		۱۵۷	میدان حشر کا منظر جب مجسم سر جھکائے کھڑے ہوں گے۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔
"		۱۵۸	اللہ کی طرف سے جواب دیا جائے گا شاہدہ کرنا کب تمہاری حقیقت کو ظنی رکھ کر تمہارا امتحان لینا تھا۔	"	اللہ تعالیٰ ہی نہیں مالک بھی ہے۔ اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں۔ اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصرات۔ دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت۔ معبود بحق صرف اللہ ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۳	مسلم معاشرے کی خصوصیات۔	۲۰۱	کیسے کیسے چھوٹے وعدے کئے تھے۔	۱۴۰	اپنی ذمہ داری ادا کر کے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔
۲۳۶	حضرت زینب کا نکاح حضرت زید بن عاص کے ساتھ۔	"	موت سے بھاگنا ممکن نہیں ہے۔	۱۴۱	الْأَحْزَابُ
۲۲۹	زید کے طلاق دینے کے بعد آنحضرتؐ سے حضرت زینب کا نکاح۔	۲۰۲	اللہ کا ارادہ ہر حال میں پورا ہو کر رہتا ہے۔	۱۴۲	
"	انبیاء پر اللہ کے حکم پر عمل کرنا لازم ہے۔	"	اللہ تم جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے۔	۱۴۳	بنی قریظہ۔
۲۳۰	اللہ کا پیغام پہنچانے والے اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔	۲۰۳	گرم دم گفتگو۔ نرم دم جستجو۔	۱۴۴	حضرت زینب سے نکاح۔
۲۳۲	حضرت محمدؐ ربی اور زمانی ہر لحاظ سے خاتم النبیین ہیں اس لیے اس جاہلانہ رسم کو آپ کے ہی ہاتھوں ختم ہونا تھا۔	۲۰۴	آس مشرق کی زندگی بہترین نمونہ عمل۔	۱۸۳	دین کی مصلحت کس میں ہے۔ یہ اللہ کی زیادہ جانتے ہیں۔
"	ایمان والوں اللہ کو بکثرت یاد کرو۔	۲۰۵	صحابہ کرام کا اسوہ حسنہ۔	۱۸۳	آپ صرف اللہ کے حکم کی پیروی کریں اللہ ہر ایک کے عمل سے خوب واقف ہے کار سازی کے لئے اللہ کافی ہے آپ اس پر بھروسہ کریں۔
"	صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو۔	۲۰۶	صحابہ کرام کا بے مثال عزم۔	۱۸۳	ایک آدمی کے سینے میں دودل نہیں ہوتے۔ ایک آدمی کی دو باتیں نہیں ہوتیں۔ ایک بیٹے کے نو باپ نہیں ہوتے۔ بیٹوں کو حقیقی باپ کی نسبت سے بکار کرو۔ نبی اور اوزان نبی کا مومنین سے تعلق۔
۲۳۳	اللہ کی رحمت کا وعدہ۔	۲۰۷	غزوہٴ احزاب بچوں اور چھوٹوں کا امتحان تھا۔	۱۸۵	اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے اور کرانے کا قول و قرار۔
"	آخرت میں مومنین کا اعزاز۔	۲۱۰	مخالفین کی ذلت آمیز شکست۔	۱۸۶	اللہ کے احکام پہنچانا مخلوق پر تمام محبت۔
"	آنحضرتؐ کے بلند مرتبے۔	۲۱۲	یہود کے قبیلے بنی قریظہ کا معاملہ۔	۱۸۹	غزوہٴ احزاب کے موقع پر اہل ایمان کی خدمت جب بنو قریظہ کی بیچہدی سے حالات انتہائی نازک موڑ پر پہنچ گئے۔ اہل ایمان کی سخت آزمائش۔ منافقین کے ہنرے۔
۲۳۵	اللہ نے آپ کو سراج مبین بنایا۔	۲۱۳	بنو قریظہ کی زمین مہاجرین میں تقسیم کر دی گئی۔	۱۹۱	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔
۲۳۶	امت محمدیہ کی برتری۔	۲۱۵	حضور کی خانگی زندگی کا مسئلہ۔	۱۹۲	ازواج مطہرات کے رتبے کی بلندی۔
"	آپ مخالفین کی بے ہودگیوں کی بالکل پرواہ نہ کریں۔	۲۱۶	اجر آخرت چاہیے تو وہ بھی اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔	۱۹۶	پَارِعًا وَمَنْ يَلْقَئَتْ
۲۳۰	عدت کا ایک مسئلہ۔	۲۱۷	ازواج مطہرات کو اطاعت پر درود براجر۔	"	
"	نکاح کے سلسلے میں نبیؐ کی خصوصیت۔	۲۱۸	نئی کا گھر سارے گھروں کے لئے قابل تقلید۔	۱۹۷	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔
۲۳۳	آپ حضرتؐ نے اپنی مرضی سے ازواج کے درمیان عدل و مساوات کا رویہ اختیار فرمایا۔	۲۲۰	عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے۔	۱۹۹	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔
۲۳۴	ازواج کے سلسلے میں نبیؐ کو اللہ کا حکم۔	۲۲۳	بچوں کے گھروالو، قرآن و سنت کی باتیں بکھوادیں گے اور اللہ نے اپنی مہربانی سے اس خدمت کے لئے چنا ہے۔	۲۰۰	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔
"	اسلام کے بعض اہم معاشرتی احکام۔	۲۲۴	بھوادیں گے اور اللہ نے اپنی مہربانی سے اس خدمت کے لئے چنا ہے۔	۲۰۱	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔
۲۵۰	آنحضرتؐ اور آپ کی ازواج کے متعلق دل میں بھی کوئی برا خیال نہ آنے پائے۔	۲۲۵	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔	۲۰۲	اللہ کے احکام پہنچانے والے اللہ کے پاس واقعہ موجود ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۹۲	اپنے عمل کا ہر شخص ذمہ دار ہے۔	۲۷۰	قیامت ضرور آئے گی۔	۲۵۰	مہارم وہ قریبی رشتہ جن سے پڑھ نہیں ہو
"	ہم سب کو ایک ہی رب کے سامنے	"	قیامت کیوں آئے گی۔	۲۵۲	نبی مہر پرورد و سلام۔
"	پیشکش ہونا ہے۔	۲۷۲	قیامت آئے گی تاکہ نافرمانوں کو سزا دی جا۔	"	اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے
۲۹۳	ذرا نہیں بھی توبت اڈوہ کون سے	"	اہل علم حق کو پہچانتے ہیں۔	۲۵۳	ملعون ہیں۔
"	زور آور ہیں جو خدا کی خدائی میں	"	آخرت کا مذاق۔	"	اہل ایمان پر بہتان تراشی کرنے والے۔
"	شریک ہیں۔	۲۷۳	دوبارہ زندہ کرنے والی بات کہنے	۲۵۴	عورتوں کو پردے کا حکم۔
"	رسالت محمدی تمام عالم کے لئے ہے۔	"	والا پتہ نہیں جھوٹا ہے یا پاگل !	"	بد نظر اور جھوٹی خبریں اڑانے والے۔
"	قیامت کی گھڑی کب آئے گی۔	"	خالق ارض و سما کی قدرت سے	"	اسلامی معاشرے کو ایسے مذہوم
۲۹۶	قیامت اپنے وقت پر آئے گی۔	۲۷۶	گھری ہوئی یہ کائنات۔	"	لوگوں سے پاک کیا جائے گا۔
"	اللہ کی ہدایت نہ ماننے کا انجام۔	"	حضرت داؤد ؑ۔	۲۵۸	اللہ کی عادت یہی رہی ہے۔
۲۹۸	چودھریوں کا جواب۔	"	حضرت داؤد کی صفت لوہے کی زنجیر میں بنانا۔	"	قیامت کا صحیح وقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔
"	چودھریوں کے پیچھے ننگے والوں	۲۷۹	حضرت سلیمان ؑ۔	"	حق کی مخالفت کرنے والوں پر اللہ کی سخت
"	کا جواب۔	"	حضرت سلیمان جنات سے بڑے	"	حق کے میکر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔
۲۹۹	ہم ہر مرکزی بستی میں آگاہ کرنے	"	بھاری کام لیتے تھے۔	۲۵۹	منکرین حق کی حسرت۔
"	والا بھیجتے رہے ہیں اور کھاتے بیٹے	۲۸۱	حضرت سلیمان ؑ کی وفات کا عجیب واقعہ جس سے	"	ہمارے چودھریوں نے نہیں گمراہ کیا۔
"	لوگ انکار کرتے رہے ہیں۔	"	معلوم ہوا کہ جنات کو غیب کا علم نہیں ہوتا۔	"	پروردگار ان سرداروں کو دوسرا
"	مال داروں کو مال و دولت پر غرور رہا۔	۲۸۳	قوم سبا کا واقعہ۔ قانون مکافات	۲۶۱	عذاب دیکھے۔
۳۰۱	رزق کی تقسیم اللہ کی حکمت و صلہ سے ہے۔	"	کی شہادت۔	"	بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ کو اذیت رسانی۔
"	مال و اولاد ایمان و عمل صالح کے ساتھ	"	قوم سبا کی ناشکری کا انجام۔	"	پرہیزگاری اور سیدھی سچی بات۔
"	تقرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔	"	قوم سبا کی ناشکری کا بدلہ۔	"	اللہ اور رسول کی اطاعت میں
۳۰۲	اللہ کے دین کو کوئی نیچا نہیں کھا سکتا۔	۲۸۷	قوم سبا کی خوش حالی۔	۲۶۳	دونوں جہان کی کامیابی۔
"	رزق کی فراخی اور تسکین اللہ کی	"	قوم سبا کا زوال۔	"	اسلام میں امانت کا تصور۔
"	مشیت پر ہے۔	"	قوم سبا کی اکثریت شیطان کی	۲۶۴	امانت میں خیانت کا نتیجہ۔
"	میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں	"	پیروی کرنے لگی۔	۳۶۵	سورہ سبا
۳۰۵	سے ایک سوال۔	۲۸۹	شیطان پہا کھا سکتا ہے زبردستی نہیں کر سکتا۔	"	حمود شکر خالق و مالک دو جہان
"	فرشتوں کا جواب۔	"	فرضی مجبوروں کو کوئی اختیار نہیں۔	"	کے لئے ہے۔
"	اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔	۲۹۱	اللہ کے حضور میں بغیر اس کی اجازت کے	۲۶۸	اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ
"	قرآن کو اور رسول کو	"	کوئی سفارش بھی نہیں کر سکے گا۔	"	کئے ہوئے ہے۔
۳۰۷	جھٹلاتے ہیں۔	"	راہ راست پر کون ہے۔	"	



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۴۲	نفع بخش تجارت۔	۲۲۵	جس طرح بارش سے بجز زمین جیٹھتی ہے	۳۰۷	کیا کسی پیغمبر نے دوسروں کی بندگی کی تسلیم دی ہے۔ ؟
"	{ انشر تم ان کو پورے اجر سے بھی زیادہ ہی دے گا۔	۲۲۸	حقیقی عزت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔	۳۰۹	حق کے جھٹلانے والوں کا انجام دیکھیں۔
"	{ قرآن کتاب برحق، سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور بندوں کے لئے ضابطہ حیات ہے۔	"	انسان کی پیدائش کے مرحلے۔	"	{ خدا را بناؤ تمہارے صاحب میں جنوں کی کونسی بات نظر آتی ہے؟
۲۴۵	کتاب اللہ کے وارث اور ان کے درجہ۔	"	{ مظاہر فطرت کے نمونے، دن اور رات کے تغیرات۔	۳۱۰	وہ بے غرض ہے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ حق غالب ہو کر رہے گا۔
۲۴۶	اہل ایمان آخرتہ جنت میں جائیں گے۔	۳۲۲	باطل معبودوں کی حقیقت۔	۳۱۲	حق آگیا اور باطل رکنے والا نہیں ہے۔
۲۴۸	جنت میں منکر و نعم سے آزادی۔	۳۲۳	اللہ کسی کا محتاج نہیں۔	"	{ میرا نبوت کا دعویٰ اگر ڈھونگ ہو تا تو ڈھونگ چلا نہیں کرتا۔
"	جنت ابدی قیام گاہ۔	"	وہ چاہے تو تمہاری طرح دوسری مخلوق لے آئے۔	"	{ میدان حشر میں منکرین کی حالت۔
"	اہل جہنم کا حال۔	"	کسی دوسری مخلوق کا پیدا کرنا اس کے لئے مشکل نہیں ہے۔	"	{ اس وقت کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے۔
۲۵۰	اہل دوزخ کی فریاد، اور اللہ کا جواب۔	۳۲۵	{ قیامت میں کوئی کسی کی ذمہ داری کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔	۳۱۳	{ دنیا کی زندگی میں بہت دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔
"	اللہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔	"	بنا اور نابینا برابر نہیں ہیں۔	"	{ شکوک و شبہات ان کو لے ڈوبے۔
۲۵۳	{ انسان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔	۳۲۶	روشنی اور اندھیرا ایک جیسے نہیں ہیں۔	۳۱۵	<b>سورہ فاطر</b>
"	{ فرضی معبودوں کے کارنامے ذرا ہیں بھی تو بتاؤ۔	"	دھوپ کی تیزی اور ٹھنڈی چھاؤں برابر نہیں ہیں۔	۳۱۸	{ تعریف کے لائق وہی ہے جو وجود بخشنے والا ہے اور فرشتے اس کے حکم کی تعمیل کے لئے اڑتے پھرتے ہیں۔
۲۵۵	{ زمین و آسمان تمام کرات کو اللہ اپنی قدرت سے تھامے ہوئے ہے۔	۳۲۷	زندہ اور مردہ برابر نہیں ہیں۔	"	{ انشر تم اپنی حکمت کے مطابق جو کرنا چاہیں کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔
"	{ نبی کے آنے سے پہلے ان کی آرزو کرتے تھے۔	"	اسے پیغمبر آپ صرف خبردار کرنے والے ہیں۔	"	{ جس نے پیدا کیا وہی معبود ہے۔
۲۵۸	{ برائی خود برائی کرنے والے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔	۳۲۸	{ پھلی امتوں کی طرح ہم نے آپ کو حق کی دعوت دینے بھیجا ہے۔	"	{ نبیوں کو جھٹلانا باطل پرستوں کا وہی سہرا رہا ہے۔
"	{ دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالو اور عبرت حاصل کرو۔	۳۳۱	{ کھلے دلائل کے باوجود رسولوں کو جھٹلایا گیا۔	۳۲۲	{ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔
۲۶۰	{ اللہ کا عفو و کرم کہ گنہگاروں کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے۔	"	{ جھٹلانے والوں کا انجام بھی دیکھو۔	"	{ شیطان تمہارا پکا دشمن ہے۔
"		"	{ کائنات کے مختلف رنگوں میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔	۳۲۵	{ دو کردار، دو انجام۔
۲۶۱	<b>سورہ یس</b>	"	{ مخلوقات کے مختلف رنگ۔	"	{ بگڑا ہوا ذہن جو برائی کو ہی اچھا سمجھتا ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۳	مردہ زمین کے دوبارہ زندہ ہونے کی طرح مردہ انسان بھی دوبارہ زندہ ہوں گے۔	۳۴۳	نحوت کوئی چیز نہیں ہے حق و باطل کے فیصلے دلیل سے ہوتے ہیں۔	۳۶۳	یٰسٰ - اس حکیمانہ کلام کی قسم۔
"	اسی مردہ زمین سے جسے چھوٹے ہیں باغ پہلہاتے ہیں۔	۳۴۵	رسولوں کی پیروی میں جھلائی ہے۔	"	یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پیغمبر کی پیروی کرنے والوں کو بھینکنے کا خطرہ نہیں ہے۔
۳۸۴	زمین کی روئیدگی کا نظام ایک حکیمانہ منصوبے کے تحت ہے۔	۳۴۶	رسول کی صداقت کا معیار۔	"	قرآن کا نازل کرنے والا غالب بھی ہے اور رحیم بھی۔
۳۸۵	اللہ کی ہر تخلیق میں جوڑے جوڑے کا قانون توحید الہی کی زبردست دلیل ہے۔		<b>پارہ ۲۳</b>	"	غفلت میں پڑی ہوئی ایک قوم کو خبردار کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔
۳۸۷	دن رات کے آنے جانے میں اللہ کی نشانی ہے۔	۳۴۸	خالق کی بندگی عقل و فطرت کے مطابق ہے۔	۳۶۶	ہٹ دھرم لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ ان کی ہٹ دھرمی ان کے گلے کا طوق بن گئی۔
"	نظام شمسی میں سوزج کی گردش اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔	"	سب کو اسی کے پاس جانا ہے۔	"	ماضی سے بے خبر اور مستقبل سے بے فکر۔ خبردار کرنے کا ان پر اثر ہو یا نہ ہو مگر آپ اپنا کام کئے جائیں۔
"	چاند کی مقررہ منزلیں اس میں بھی اللہ کی نشانی ہے۔	"	غیر اللہ کی بندگی کیوں کی جائے جب کہ ان کو نہ کوئی اختیار ہے اور نہ ان کی سفارش کام آسکتی ہے۔	۳۶۸	اللہ سے ڈرنے والے ہدایت پاتے ہیں۔ موت کے بعد زندہ کیا جائے گا اور تمام اعمال مع اپنے نقوش کے سامنے رکھے جائیں گے۔
۳۸۸	اپنے اپنے عار میں گردش۔	"	صلابت شعار انسان کی جرأت ایمانی۔	"	ایک بستی کا قصہ جہاں پیغمبر بھیجے گئے تھے اس بستی میں پہلے دو رسول اور اس کے بعد تیسرا رسول بھیجا گیا۔
۳۹۰	کشتی نوح میں اللہ کی نشانی۔	۳۴۹	اس حق پسند انسان کی شہادت اور جنت کی بشارت۔	۳۷۰	انسانیت رسول کا کمال۔ ہدایت انسانی کے لئے وحی کی ضرورت۔
"	کشتی نوح کی طرح دوسری کشتیاں انسان نے بنائیں۔	"	میری قوم کو معلوم ہوتا کہ کس چیز کی بدولت میری مغفرت ہوئی۔	۳۷۲	رسول نے اپنی صداقت کا یقین لایا۔ ہمارا کام ہیچا دینا ہے۔
"	سمندروں میں انسان کا سفر۔	"	ان کے کرتوتوں کی سزا کے لئے آسمان سے کسی شکر کے اتارنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔	"	بستی والوں کا جواب ہم تو ہمیں اپنے لئے منحوس سمجھتے ہیں۔
"	اللہ کی رحمت ہے کہ سمندری سفر حفاظت سے ہوتا ہے۔	۳۸۰	بس ایک چنگھاڑ اور بکھ ختم۔	۳۷۱	
"	انجام سے لا پرواہی۔	"	افسوس بندوں کے حال پر جو بھی رسول آیا اس کا مذاق اڑاتے رہے۔	۳۷۲	
۳۹۲	آیات الہی سے بے توجہی۔	۳۸۲	پھلی قوموں کے حال سے عبرت حاصل نہ کی۔	"	
"	اخلاقی حس کی مردنی۔	"	دنیا ہی نہیں آخرت کا عذاب بھی ان کا منتظر ہے۔	"	
"	اگرچہ ہو تو قیامت کیوں نہیں آتی؟	"		"	
۳۹۳	قیامت اچانک آجائے گی۔	"		"	
"	قیامت آئے گی رب ظہر ہو جائیں گے اور وصیت کرنے کی بھی فرصت نہیں ملے گی۔	"		"	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۲۱	ہیم غلب۔	۳۰۵	مویٹیوں کے طرح طرح کے فائدے۔	۳۹۴	دوسری مرتبہ تصور پھونکا جانا۔
"	تیز شعلہ ان کا بچھا کرتا ہے۔	"	خالق کے بجائے مخلوق کو معبود بنالیا۔	۳۹۵	دوبارہ زندہ ہونے پر تعجب سا احساس۔
"	انسان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے	۳۰۶	جھوٹے معبود کوئی مدد نہیں کر سکتے۔	"	ایک ہی آواز میں سب حاضر ہو جائیں گے۔
"	یا زمین و آسمان کا۔	"	اسے غیر ہم ان کے ظاہر و باطن کو جانتے ہیں	۳۹۶	انشر تم پورا پورا انصاف فرمائیں گے۔
"	یہ انش کی قدرت کا مذاق اڑاتے ہیں۔	"	آپ ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں۔	"	جنت والوں کے حالات۔
۳۲۳	بجھایا جاتا ہے تو سمجھتے نہیں۔	۳۰۹	انسان کی اصل عقیدہ آخرت کی	"	اہل جنت اپنی بویوں کے ساتھ
"	انش کی نشانی دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں۔	"	صدقہ کی دلیل ہے۔	۳۹۷	سندوں پر بیٹھتے ہوں گے۔
"	انش کی نشانی کو جادو کہتے ہیں۔	"	اب وہ ہمیں عاجز سمجھتا ہے اور	"	اہل جنت کے لئے لذیذ کھانے۔
"	کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو	"	اپنی تخلیق کو بھول گیا۔	"	اہل جنت کو حق تعالیٰ کا سلام۔
"	ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔	"	جس نے پہلی بار پیدا کیا	۳۹۹	مجرموں کی جنتوں سے علیحدگی۔
"	ہمارے باپ دادا کو بھی پیدا کیا جائے گا۔	"	وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔	"	انسوس تم شیطان کے پیچھے لگے رہے۔
"	ہاں ایسا ہی ہوگا۔	"	اس نے پانی سے درخت اور	"	میں نے کہا تھا کہ سیدھا راستہ
"	بس ایک جھڑکی، اور رب کچھ	"	درخت سے آگ نکالی۔	"	میری بندگی کا ہے۔
۳۲۴	تمہارے سامنے ہوگا۔	۳۱۱	کیا وہ زمین و آسمان کا خالق نہیں ہے۔	"	عقل رکھنے کے باوجود شیطان
"	کہیں گے کہ ہائے یہ ہے فیصلہ کا دن۔	"	اس کو کسی چیز کے پیدا کرنے میں	"	نے تمہیں گمراہ کر دیا۔
"	جی ہاں وہی فیصلہ کا دن جس	"	کوئی دشواری نہیں ہوتی۔	۴۰۱	بہی وہ ہم ہے جس سے تمہیں لیا جاتا تھا۔
"	کو جھٹلایا کرتے تھے۔	"	مکمل اقتدار انش ہی کا ہے۔	"	اب اپنے ٹھکانے پر پہنچو۔
"	انش کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنانے	۳۱۲	سورۃ الصافات	"	اب ان کے بدن کے حصے گواہی
۳۲۵	والوں اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لاؤ	"	صف در صف قطار باندھنے والوں کی قسم	"	دیں گے۔
"	دونوں قسم کے معبودوں کو	۳۱۵	ڈانٹنے پھٹکارنے والوں کی قسم۔	"	یہ آنکھوں کی بنیائی ہماری دی ہوئی ہے
"	جہنم کا راستہ دکھاؤ۔	۳۱۶	نصیحت کا کلام سنانے والے۔	"	ہم چاہیں تو اس کو چھین سکتے ہیں۔
۳۲۷	حکم سنانے کے بعد ٹھہرنے کا حکم ہوگا۔	"	تمہارا الہ ایک ہے۔	۴۰۲	ہم چاہیں تو سب کچھ مسخ کر دیں۔
"	سوال ہوگا کیا بات ہے اب کیوں	۳۱۷	انسانوں کا ہی نہیں زمین و آسمان اور	"	بڑھاپے کی حالت۔
"	ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟	"	اس کے درمیان کی ہر چیز کاڑھی ہے۔	"	یہ حقائق ہیں شاعری نہیں ہے۔
"	سب خود کو حوالے کئے جا رہے ہیں۔	"	ستارے آسمان دنیا کی رونق۔	"	یہ زندہ انسانوں کو بھنبھوڑنے والی
"	آپس میں بخوار۔	۳۱۸	ستارے آسمان کے محافظ	"	کتاب ہے۔
"	تم ہی ہمیں بہکاتے تھے۔	"	کائنات کا نظام شیطانوں کی عقل اندازگی	۴۰۳	انسانوں کی خدمت کے لئے
"	یٹھروں کا جواب۔	۳۱۹	سے قطعاً محفوظ ہے۔	"	مویسیٰ ہم سے فہم بنائے۔
۳۲۸	ہم نے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی۔	"		"	جو پاؤں کے مختلف فائدے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۲۷	رسولوں کی بات پر توجہ نہ دینے والے۔	۴۲۷	دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا۔	۴۲۸	جو ہونا تھا ہو چکا، ہمارے رب کی بات ہمارے اوپر قائم ہو گئی۔
"	جن کو خبردار کیا گیا تھا ان کا انجام دیکھو۔	"	کیا تم بھی موت کے بعد زندگی کو ماننے ہو۔	۴۲۹	ہم خود ہی گمراہ تھے۔
"	انشر کے چنیدہ بندے محفوظ رہے۔	۴۲۸	ہم دوبارہ زندہ کیسے ہوں گے؟	"	ہم جرم میں بھی شریک تھے۔ عذاب میں بھی شریک ہیں۔
۴۲۵	حضرت نوح کا واقعہ۔	"	کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں	"	ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔
"	ہم نے نوح کو بدکردار قوم کی اذیت سے نجات دی۔	"	کہ وہ صاحب کساں ہیں!	"	ان کو جب توحید کی دعوت دی جاتی تھی تو گھنڈ کرتے تھے۔
۴۲۶	حضرت نوح کی نسل ہی باقی رہی۔	"	جزا و سزا کے منکر کا حال دوزخ میں۔	"	کہتے تھے کہ کیا ہم دیوانے شاہو کے لئے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔
"	بعد کی نسلوں میں حضرت نوح کی	"	انشر کا فضل نہ ہوتا تو تم نے مجھے تباہ کر دیا ہوتا۔	۴۳۰	وہ رسول حق بات لے کر آیا ہے اور پچھلے رسولوں کی تصدیق کر رہا ہے
"	کی تعریف کرنے والے موجود رہے۔	"	انشر کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے مجھے بچا لیا۔	"	عذاب الیم کا مزہ چکھنے کے لئے تیار رہو۔
"	سلام ہو نوح پر۔	"	اب تو ہمیں موت ہی نہیں آئے گی۔	"	تمہیں تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ملے گا۔
۴۲۷	نیکی کرنے والوں کی جزا۔	۴۲۹	نہ موت آئے گی نہ عذاب ہوگا۔	"	انشر کے چنیدہ بندے انجام بد سے محفوظ ہوں گے۔
"	نوح ہمارے وفادار بندوں میں سے تھے۔	"	یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔	"	نیک بندوں کے لئے اعلیٰ درجہ کا رزق
"	مخالف گروہ کا خاتمہ ہو گیا۔	"	دائمی کامیابی کا راستہ۔	"	لذیذ چیزیں اکرام کے ساتھ۔
"	حضرت ابراہیم کا واقعہ۔	"	یہ خوش گوار نصیحت اچھی ہے یا بد بودار درخت۔؟	"	جنت کے باغوں میں ہوں گے۔
۴۲۹	حضرت ابراہیم کا اپنے رب کی طرف جھکاؤ۔	۴۲۸	چہنم کی دیکھتی آگ میں زقوم کا درخت	"	تخنوں پر آنے سے سامنے بیٹھے ہوئے۔
"	حضرت ابراہیم کی اپنے والد اور قوم کو نصیحت۔	"	منکرین کے لئے ایک نئی آزمائش	"	شراب کے چشموں سے بھرے ساغر
"	جھوٹے معبود۔	"	دوزخ کی تہہ سے ایسا ہی درخت نکلے گا۔!	"	گردشش کرتے ہوئے۔
"	کیا تمہیں رب العالمین کے وجود میں شبہ ہے۔	"	زقوم کی شاخیں جیسے شیطان کے سر۔	"	دنیا کی شراب کی خرابیاں اس میں نہ ہوں گی۔
۴۵۰	حضرت ابراہیم نے آسمان کے ستاروں پر نگاہ ڈالی۔	"	دوزخوں کو اسی سے پریش بھرنا پڑے گا۔	"	جنت کی شراب سے نہ جسمانی نقصان ہوگا نہ اخلاقی۔
"	میری طبیعت ناساز ہے۔	"	دوزخوں کے پینے کے لئے	"	جنت کی حوریں۔
"	قوم ابراہیم کو چھوڑ کر چلی گئی۔	۴۳۲	کھوٹا ہوا پانی۔!	"	خواتین جنت کا رنگ و روپ۔
"	ابراہیم بتوں کے مندر میں۔	"	پھر دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔	"	اہل جنت کی مجلسیں۔
"	ابراہیم کا بتوں سے خطاب کہ تم بولتے کیوں نہیں ہو۔	"	یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی عقل سے کبھی کام نہیں لیا۔	"	
"	بتوں کی توڑ پھوڑ۔	"	مگر انہوں نے نقش قدم پر چلنے والے۔	"	
۴۵۱	قوم کے لوگ بھاگے بھاگے ابراہیم کے پاس آئے۔	"	ایسا نہیں ہے کہ خبردار کرنے والے نہیں سمجھے گئے۔	"	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۴۲	حضرت یونس کو مچھلی نے نکل لیا۔	۴۴۳	انشہ نے بنی اسرائیل کو ایک واضح کتاب دی۔	۴۵۲	تم لوگ یہ حرکت کرتے کیوں ہو؟
۴۴۳	حضرت یونس کی توبہ۔	۴۴۴	انھیں سیدھا راستہ دکھایا۔	۴۵۳	ابراہیم کا بیان
۴۴۴	انشہ نے حضرت یونس کی توبہ قبول کی۔	۴۴۵	بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا۔	۴۵۴	انشہ تمہارا بھی خالق ہے۔ اور ان
۴۴۵	ورد مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر بن جاتا۔	۴۴۶	موسیٰ و ہارون پر سلام ہو۔	۴۵۵	چیزوں کا بھی جو تم بناتے ہو۔
۴۴۶	مچھلی نے حضرت یونس کو ساحل پر اگل دیا۔	۴۴۷	نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ ملتا ہے۔	۴۵۶	ابراہیم کو دکھتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔
۴۴۷	حضرت یونس ۳ کے لئے بیل دار	۴۴۸	وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔	۴۵۷	آگ کا حضرت ابراہیم کو جلانے سے انکار۔
۴۴۸	درخت کی پیدائش۔	۴۴۹	حضرت ایسا کا واقعہ۔	۴۵۸	ہجرت کا فیصلہ۔
۴۴۹	حضرت یونس کی واپسی۔	۴۵۰	حضرت ایسا کی دعوت۔	۴۵۹	اولاد کے لئے دعا۔
۴۵۰	اہل بستی کا ایمان۔	۴۵۱	تم انشہ کو چھوڑ کر بعل کی پوجا کرتے ہو۔	۴۶۰	اولاد کی بشارت۔
۴۵۱	انشہ کی بیٹیاں۔	۴۵۲	انشہ تمہارا اور تمہارے آباء و اجداد	۴۶۱	انشہ کی راہ میں اکلوتے بیٹے اسمعیل کی قربانی۔
۴۵۲	کیا فرشتے انشہ کی بیٹیاں ہیں۔	۴۵۳	کارب۔	۴۶۲	حکم الہی کی تعمیل میں قربانی کی تیاری۔
۴۵۳	من گھڑت بات۔	۴۵۴	قوم نے حضرت ایسا کی دعوت کو ٹھکرایا۔	۴۶۳	انشہ نے حضرت ابراہیم کو پکارا۔
۴۵۴	انشہ کے اولاد ہونا سب سے بڑا جھوٹ۔	۴۵۵	سچائی کو ماننے والے سزا سے محفوظ رہیں گے۔	۴۶۴	تم نے خواب کو حقیقت میں بدل دیا۔
۴۵۵	کیا انشہ نے اپنے لئے بیٹیاں	۴۵۶	حضرت ایسا کا ذکر بعد کے	۴۶۵	یہ ایک کھلی آرائش تھی۔
۴۵۶	پسند کی ہیں۔	۴۵۷	لوگوں میں باقی رہا۔	۴۶۶	اسمعیل کا فدیہ ذبح عظیم۔
۴۵۷	یہ کیسی بے سچی بات ہے؟	۴۵۸	سلام ہو ایسا پر۔	۴۶۷	ابراہیم کو آج تک دنیا بھلائی کے
۴۵۸	کیا تمہیں ہوش نہیں آتا؟	۴۵۹	نیکی کرنے والوں کی جزا۔	۴۶۸	ساتھ یاد کرتی ہے۔
۴۵۹	کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟	۴۶۰	ایسا ہمارے فرماں بردار بندوں	۴۶۹	ابراہیم پر سلام۔
۴۶۰	اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ۔	۴۶۱	میں سے تھے۔	۴۷۰	نیک بندوں کو انشہ کی طرح
۴۶۱	انشہ کے ساتھ نسبی رشتہ۔	۴۶۲	حضرت لوط کا واقعہ۔	۴۷۱	صلہ عطا فرماتے ہیں۔
۴۶۲	انشہ تم ان تمام باتوں سے پاک ہے۔	۴۶۳	حضرت لوط ۳ کے ماننے والے	۴۷۲	ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔
۴۶۳	سب کو انشہ کے سلنے	۴۶۴	عذاب سے محفوظ رہے۔	۴۷۳	حضرت اسمعیل کی بشارت اور ان کی
۴۶۴	جواب دہ ہونا ہے۔	۴۶۵	حضرت لوط کی بیوی بھی عذاب	۴۷۴	نبوت کا اعلان
۴۶۵	تم اور تمہارے معبود۔	۴۶۶	میں مبتلا ہوئی۔	۴۷۵	نسل ابراہیم کی دونوں شاخوں
۴۶۶	گمراہی کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔	۴۶۷	قوم لوط کی بستیاں جلتے عذاب ہوئیں۔	۴۷۶	میں برکت کی وجہ
۴۶۷	فقہ میں سو ہی پڑے گا جس کی شامت آئی۔	۴۶۸	اگر بڑے دیار عبرت کا نشان۔	۴۷۷	حضرت موسیٰ اور ہارون کا واقعہ۔
۴۶۸	فرشتے کہتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک	۴۶۹	کیا پھر بھی نہیں سمجھتے۔	۴۷۸	موسیٰ و ہارون اور ان کی قوم کو
۴۶۹	کا مقررہ مقام ہے۔	۴۷۰	حضرت یونس کا واقعہ۔	۴۷۹	اکش مکش سے نجات ملی۔
۴۷۰	ہم انشہ کے ساتھ بے تکڑے رہتے ہیں۔	۴۷۱	حضرت یونس کا شستی میں سوار ہونا۔	۴۸۰	انشہ کی مدد سے بنی اسرائیل کا غلبہ۔
۴۷۱	ہم انشہ کی تسبیح کرنے والے ہیں۔	۴۷۲	قرعہ اعجازی میں حضرت یونس کا نام		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۱۰	معاشرہ ہے ننانوے اور ایک نبی کا۔	۴۸۳	الذوالحدی دعوت دراصل ایک	۴۸۳	اہل مکہ سے خطاب
~	حضرت داؤد کا فیصلہ۔	~	انقلابی دعوت تھی۔	~	وہ کتاب جو پچھلی قوموں کو ملی اگر نہیں
~	اللہ کی طرف سے معافی۔	~	پوری زندگی میں ایک خدا کی فرمان برداری	~	ملی ہوتی تو ہم عمل کر کے دکھاتے۔
۵۱۲	اسلامی حکومت وہی ہے جس کی	۴۸۴	یہ بات تو ہم نے کسی سے سنی نہیں۔	~	ہم اللہ کے چنیدہ بندے ہوتے۔
~	بنیاد اللہ کی حاکمیت پر ہو۔	~	نبی ۴ پر اعتراض دراصل اللہ پر	۴۸۴	جب وہ پیغمبر آئے تو ان کا انکار کرنے لگے۔
~	دنیا کی زندگی کا اصل مقصد۔	~	اعتراض ہے۔	~	علم الہی کا فیصلہ۔
۵۱۳	آخرت کے عقلی دلائل۔	۴۸۹	رحمت کے خزانے اللہ کے قبضے میں ہیں۔	~	پیغمبروں کی مدد کی جائے گی۔
۵۱۶	قرآن کتاب مبارک صحیفہ ہدایت ہے۔	~	زمین و آسمان کی حکومت اللہ	۴۸۶	ہا را لشکر ہی غالب ہوگا۔
~	حضرت داؤد کے جانشین	~	کے ہاتھ میں ہے۔	~	چند روزان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے
~	ان کے بیٹے حضرت سلیمان ۴۔	~	یہ چند شکست خوردہ لوگوں کا گروہ ہے۔	~	آپ دیکھتے رہیں یہ بھی دیکھ لیں گے۔
~	حضرت سلیمان اور جہاد کے گھوڑے۔	~	حق کے مقابلے میں اس سے پہلے	~	عذاب میں جلدی کا مطالبہ۔
۵۱۹	گھوڑوں کی دوڑ۔	۵۰۱	بڑی بڑی قومیں شکست کھا چکی ہیں۔	~	جب عذاب ان کے صحن میں اترے گا
~	حضرت سلیمان ان گھوڑوں کو واپس بلوایا۔	~	اور بھی بڑی بڑی قوموں کا انجام	~	تو ان کے لئے بہت برادن ہوگا۔
~	حضرت سلیمان کی آزمائش۔	~	سامنے ہے۔	~	پس کچھ مدت کو ان کو ان کی
~	حضرت سلیمان م کی اللہ کے سامنے	~	ان بڑی بڑی قوموں نے	۴۸۸	حالت پر چھوڑ دو۔
۵۲۲	معدرت خواہی۔	~	رسولوں کو جھٹلایا تھا۔	~	دیکھتے رہو یہ بھی دیکھ لیں گے۔
~	حضرت سلیمان م کے لئے ہوا کا فریونہا۔	~	عذاب کا ایک ہی کردگان کے لئے کافی ہوگا۔	~	آپ کا رب ہر عیب سے پاک ہے۔
~	حضرت سلیمان کے لئے جنات کی تسخیر۔	~	بے وقوف عذاب کے لئے	~	رسولوں کو اس کا سلام آتا ہے۔
~	حضرت سلیمان کے لئے پانچ سلاسل جنات۔	۵۰۳	جلد بازی کیا کرتے ہیں۔	~	تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔
~	اللہ کی بخشش اور بے نساب۔	~	اسے پیغمبر آپ صبر سے کام لیں اور	~	
~	اللہ کے یہاں حضرت سلیمان کا تقرب۔	~	داؤد کے نمونے کو سامنے رکھیں۔	۴۸۹	
~	حضرت ایوب کا تذکرہ اور لطیف	~	حضرت داؤد کا پہاڑوں کے ساتھ	~	
۵۲۳	انداز میں اللہ کے حضور میں	~	تسبیح کرنا۔	۴۹۲	
~	درخواست۔	~	حضرت داؤد کی تسبیح کے ساتھ	~	
~	حضرت ایوب کے لئے پانی کا چشمہ۔	۵۰۳	ان اردگرد پرندے جمع ہوجاتے۔	~	
~	اہل و عیال کی واپسی اور اللہ	~	حضرت داؤد کی بعض اور خصوصیات۔	~	
۵۲۶	کی مزید عنایتیں۔	۵۰۶	حضرت داؤد کے سامنے ایک عجیب و غریب	۴۹۳	
~	حضرت ایوب کی قسم اور اس کے	~	ان کے اچانک داخل ہونے پر	~	
~	لئے اللہ کی طرف سے سہولت۔	۵۰۷	حضرت داؤد کی گھبراہٹ۔	۴۹۳	

سورہ ص

قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ عمدہ نصیحتوں سے پڑ ہے۔  
 قرآن سے انکار کا سبب منکرین کام محکسر اور ان کی ضد ہے۔  
 تاریخ کی شہادت۔  
 نبوت محمدی پر اعتراض۔  
 بڑی عجیب بات ہے اتنے خداؤں کی جگہ بس ایک خدا۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۲۸	سچائی جلد تمہارے سامنے آجائے گی۔	۵۲۸	قیامت کی خبر۔	۵۲۸	ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا بھی ذکر کرو۔
۵۲۹	سورۃ الزمر	"	تم قیامت کے آنے سے بے فکر ہو۔	"	انبیاء کرام کا امتیاز آخرت کی فکر دہی۔
۵۵۱	قرآن مجید کا کلام نہیں ہے اللہ کا کلام ہے۔	۵۲۹	نظام عالم کی فنا و بقا تخلیق آدم وغیرہ لاء اعلیٰ کی باتیں ان کا علم مجھے صرف وحی کے ذریعے ہوتا ہے۔	۵۲۹	ان کا شمار جنیدہ بندوں میں ہے۔
۵۵۳	ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے لہذا صرف اللہ کی بندگی اور اس کی ہدایت کی پیروی کرو۔	۵۳۱	میرے علم کا ذریعہ صرف وحی ہے۔ مٹی سے بشر کی تخلیق۔	"	حضرت اسمعیلؑ اور دیگر انبیاء کا بھی ذکر کرو۔
"	خالص اور بے آمیز اطاعت و بندگی صرف اللہ کا حق ہے۔	"	انسان کی خلافت اور فرشتوں کو سجدے کا حکم۔	۵۳۱	متقی لوگوں کا انجام۔
۵۵۵	اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے۔	"	فرشتوں کا انسان کو سجدہ کرنا۔	"	جنت میں بے روک ٹوک داخلہ۔
۵۵۸	زمین و آسمان کی تخلیق حق پر ہوئی ہے۔	"	ابلیس کا سجدہ کرنے سے انکار۔	"	جنت کی راحتیں۔
"	انسان کی تخلیق اور اس کی خدمت کے لئے جانوروں کی پیدائش۔	۵۳۲	اللہ تعالیٰ کا ابلیس سے سوال کرتے ہوئے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔	۵۳۱	جنتیوں کے لئے ہم سن بیویاں۔
۵۶۱	اللہ تم شکر گزاری کو پسند فرماتے ہیں۔ توحید انسان کی فطرت ہے اس لئے مصیبت میں خدا یاد آتا ہے۔	۵۳۲	ابلیس کا جواب کہ میں آدم سے افضل ہوں۔	"	حساب کے دن کا وعدہ۔
"	کیا قرآن بردار اور نافرمان برابر ہو سکتے ہیں؟	"	بارگاہ الہی سے ابلیس کا اخراج اور ہمیشہ کے لئے اس پر لعنت۔	۵۳۲	جنت کی نعمتوں کی خصوصیت کہ وہ کبھی ختم نہ ہوں گی۔
"	ہجرت کی فضیلت۔	۵۳۳	تاقیامت ابلیس پر اللہ کی لعنت۔	"	سرکشوں کا انجام۔
"	سب سے پہلے میں خود عمل کرنے والا ہوں۔	"	ابلیس کی مہلت کی درخواست۔	"	سرکشوں کا ٹھکانا جہنم۔
"	میں سب سے پہلے خود اس کا مسلم ہوں۔	"	اللہ کی طرف سے مہلت کی منظوری۔	"	کھوٹا ہوا پانی پیپ اور لہو۔
۵۶۴	نافرمانی کرنے پر عذاب سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔	۵۳۵	مقررہ وقت تک ابلیس کو مہلت۔	"	دوزخ میں اسی قسم کی تکلیفیں۔
"	خلوص کے ساتھ اللہ کی بندگی۔	"	ابلیس نے کہا اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔	۵۳۵	دوزخ والوں کی تکرار۔
"	اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی بندگی دیو الیہ پن ہے۔	"	مگر تیرے مخلص بندوں پر میرا بس نہ چلے گا۔	"	سرداروں کی بات سن کر پیر و کاروں کا جواب۔
"	اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرنے والوں کی سزا۔	۵۳۶	اللہ تم کا ارشاد۔	"	پروردگار ان چودہ ہریوں کو دو گنا عذاب دیجئے۔
"	طاغوت سے نمٹنے والوں کے لئے بتا۔	"	تجھ جیسے شیطانوں اور تیرے پیروکاروں سے جہنم کو بھروں گا۔	"	اہل دوزخ کی حیرت کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کو ہم دنیا میں بلا سمجھتے تھے۔
"		"	نہی کی نصیحت بے غرض ہے۔	"	جن کا ہم مذاق بناتے تھے وہ نظروں سے اوجھل ہیں۔
"		۵۳۸	جہان والوں کے لئے ایک نصیحت۔	۵۳۸	اہل دوزخ میں یہی کچھ جھگڑے ہونگے۔
"		"		"	میں صرف خبردار کرنے والا ہوں اور معبود حقیقی صرف اللہ ہے۔
"		"		"	اللہ زمین و آسمان پر جبر کا مالک ہے۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۰۶	{ مذاب دفن و یکدم کردوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا۔	۵۸۳	{ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہیں۔	۵۴۹	{ حق بات قبول کرنے والوں کے لئے خوش خبری۔
"	{ حق کا انکار کرنے والوں کی جھوٹی تمنا۔	۵۸۶	{ خالق ہے یا کوئی اور۔	"	{ جس نے اپنے آپ کو عذاب کا حق دار بنایا اسے کون بچا سکتا ہے۔
"	{ دنیا میں سچائی کو جھٹلانے والے قیامت میں روسیہا ہونگے۔	۵۸۷	{ تم جو زور لگا سکتے ہو لگا لو۔	"	{ اہل تقویٰ کے لئے جنت کے درجات۔
"	{ پرہیزگار بندوں کا مقام۔	۵۹۰	{ مغرب دیکھ لو گے عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔ ؟	۵۷۳	{ دنیا کی زندگی کی چند روزہ بہار۔
۶۰۷	{ اللہ ہر چیز کا خالق اور نگہبان ہے۔	"	{ آپ رسول ہیں وکیل نہیں ہیں۔	"	{ انسانی قلب کی تین کیفیات۔
"	{ اللہ ہر چیز کا مالک ہے اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں۔ ؟	۵۹۱	{ نیند بھی ایک طرح کی موت ہے۔	"	{ بہترین کلام کتاب اللہ۔
"	{ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا پرلے درجے کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ ؟	۵۹۲	{ اللہ کی بارگاہ میں دوسروں کی شفاعت کی کیا دلیل ہے ؟	۵۷۵	{ ظالموں اور اہل حق کافرق۔
۶۱۰	{ عقل اور نقلی ہر اعتبار سے اللہ ہی معبود ہے۔	۵۹۵	{ سارا اختیار صرف اللہ کو ہے۔	"	{ ان سے پہلے حق کو جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا ہے۔
"	{ عبادت صرف اللہ کی کرو۔	"	{ صرف اللہ کے ذکر پر دل کڑھتے ہیں۔	"	{ دنیا میں رسوائی اور آخرت کا عذاب جوں کا توں۔
"	{ اللہ تعالیٰ کی قدر و حکمت کا کیا ٹھکانا ہے۔	"	{ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیجئے۔	"	{ قرآن نے مختلف مثالوں سے بات سمجھائی ہے۔
۶۱۱	{ نفع صور۔	"	{ مال آخرت کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔	۵۷۶	{ قرآن میں کوئی کجی نہیں ہے۔
۶۱۲	{ حساب کے لئے اللہ کا نزول اجلال ہر متنفس کو اس کا پورا بدلہ لے گا۔	۵۹۸	{ ان کی پوری کمائی کے نتیجے ان کے سامنے ہوں گے۔	۵۷۸	{ ایک غلام کئی آقا، ایک غلام ایک آقا۔
۶۱۳	{ فیصلے کے بعد منکرین دوزخ میں پہنچا دئے جائیں گے۔	"	{ مصیبت اور خوشی میں دوہرا اہل اپنی قابلیت پہ ناز کرنے والے پہلے بھی گزرے ہیں۔	۵۷۹	{ اسے نبی مرناتھیں بھی ہے اور ان کو بھی قیامت کے دن آخری فیصلہ ہو جائے گا۔
"	{ اب پڑے رہو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں۔	"	{ اللہ تعالیٰ کی رحمت عام کا اعلان۔		
۶۱۸	{ اہل جنت کا اعزاز و اکرام۔	۵۸۱	{ مغفرت کی امید کے بعد توبہ کی طرف توجہ۔		
"	{ اہل جنت کا اظہار شکر۔	۵۸۲	{ قرآن کی پیروی کرو اس سے پہلے کہ پھانسی عذاب تمہیں گھیر لے۔		
"	{ اللہ کی حمد پر عدالت کی درخواستگی۔	۵۸۳	{ میدان حشر میں پھتاوا۔		
"	{	"	{ کاش مجھے ہدایت ملتی اور میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہوتا۔		

## پارہ پنجم اظلم ۲۲

سب سے بڑا ظالم اللہ پر جھوٹا بندھنے والا۔  
 سچائی لانے والا اور حق ماننے والا  
 دونوں متقی ہیں۔  
 محسنین کی جزا۔  
 ایمان لانے سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔  
 بندے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۶۱۹	میدانِ حشر کا حال۔	۶۱۹	المؤمنین		
۶۲۱	آج کے دن پورا پورا اور جلد انصاف ملے گا۔	۶۲۱	حشر		
۶۲۲	میدانِ حشر میں گھبراہٹ کا عالم۔	۶۲۲	اس کتاب کا نزول اظہر کی طرف ہے۔		
۶۲۳	میدانِ حشر میں فیصلہ کرنے والا وہ ہے جو سینوں کے راز بھی جانتا ہے۔	۶۲۳	اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔		
۶۲۴	اللہ کا فیصلہ بے لاگ ہوگا۔	۶۲۴	ہٹ دھرم لوگ ہی اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔		
۶۲۵	تاریخ سے عبرت حاصل کرو۔	۶۲۵	پھیلی قوموں کا انجام۔		
۶۲۶	اللہ کی پکڑ اس لئے آئی کہ انھوں نے اللہ کی روشنی دیکھ لی تھی۔	۶۲۶	دنیا میں یہ آخری سزا نہیں تھی انھیں جہنم کا عذاب بھی بھگتنا ہے۔		
۶۲۷	سے انکار کر دیا۔	۶۲۷	مکرمین کے مقابلے میں مومنین کی فضیلت		
۶۲۸	حضرت موسیٰ رسالت کی کھلی نشانیوں کے ساتھ۔	۶۲۸	اہل ایمان اور ان کے اقربا کے جنت کے داخلے کے لئے فرشتوں کی دعائیں۔		
۶۲۹	فرعون اور سردارانِ فرعون کا جواب۔	۶۲۹	اہل ایمان کے لئے فرشتوں کی دعا کہ پروردگار ان کو دنیا کی برائی اور آخرت کی گھبراہٹ سے بچائے۔		
۶۳۰	فرعونوں کی طرف سے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم۔	۶۳۰	تم اپنے آپ سے بیزار ہو اللہ تم سے بے زار ہے۔		
۶۳۱	فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ کی کش مکش میں ایک اہم واقعہ۔	۶۳۱	اپنی غلطی کا اعتراف کہ موت کے بعد زندگی کو نہ مان کر تم نے بڑی خطا کی۔		
۶۳۲	فرعون کے قتل کی دھمکی پر حضرت موسیٰ کا تاثر۔	۶۳۲	یہ فیصلہ اس خدائے واحد کا ہے جس کا تم انکار کرتے تھے۔		
۶۳۳	ایک بچے آدمی کا لہرہ حق۔	۶۳۳	اللہ کی وحدت کی نشانیاں پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں۔		
۶۳۴	قوم فرعون کے مومن شخص کی نصیحت اور فرعون کا جواب۔	۶۳۴	صرف ایک اللہ کی بندگی پورے خلوص کے ساتھ۔		
۶۳۵	قوم فرعون کے مرد مومن کا اندیشہ۔	۶۳۵	اللہ تبارک و تعالیٰ کی شانِ عالی اور اس کے اختیارات۔		
۶۳۶	وہ عذاب جو قوم نوح وغیرہ پر آیا تھا۔				
۶۳۷	قوم فرعون کے مرد مومن کی فہمائش کہ کہیں ہانکا پکاری کا دن نہ آجائے۔				
۶۳۸	جو گمراہی سے نکلنا چاہے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔				
۶۳۹	یوسف کی نبوت کو تم نے ان کے بھینٹے جی مان کر دیا۔				
۶۴۰	ہٹ دھرم اور فندی لوگ گمراہی کے گڑھے میں پڑے رہتے ہیں۔				
۶۴۱	فرعون نے کہا ہا مان میرے لئے اور نبی عمارت تو بنواد۔				
۶۴۲	آسمان کے راستے جہاں موسیٰ کا خدا رہتا ہے۔				
۶۴۳	قوم فرعون کے مرد مومن کی بات کہ میں تجھے صحیح راستہ دکھاتا ہوں۔				
۶۴۴	دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔				
۶۴۵	آخرت کی نجات نیک عمل پر ہے۔				
۶۴۶	قوم فرعون کے مرد مومن کی پُر درد نصیحت۔				
۶۴۷	اللہ کا کوئی ساجھی ہے اس کا کوئی نبوت نہیں ہے۔				
۶۴۸	نفع نقصان سب اللہ کے قبضے میں ہے۔				
۶۴۹	قوم فرعون کے مرد مومن کی آخری بات۔				
۶۵۰	الٹی پڑ گئیں سب تدبیریں۔				
۶۵۱	قیامت تک برزخ کی سزا اور قیامت کے بعد دوزخ کا ہونا عذاب۔				
۶۵۲	دنیا میں اپنی چلانے والے آخرت میں کسی کے کام نہ آسکیں گے۔				
۶۵۳	دنیا میں بڑا بننے والوں کا جواب۔				
۶۵۴	دوزخ کے منتظم فرشتوں سے درخواست۔				
۶۵۵	دوزخ کے اہل کار فرشتوں کا جواب۔				

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۰۲	قرآن ایک عملی کتاب ہے۔	۶۸۳	اللہ کی ہدایت کو ٹھکرانے کا اخروی انجام۔		اللہ کے رسولوں اور اہل ایمان کی
"	نہ سننے کی وجہ سے دھری۔	"	ان مجرموں کو کھولتے پانی اور آگ میں	۶۶۶	دنیا اور آخرت میں سر بلندی۔
"	تمہارے دلوں کو بدلنا میرے	"	جھونک دیا جائے گا۔	"	میدانِ حشر میں ظالموں کی بے ہودہ معذرت۔
"	بس میں نہیں ہے۔	"	بلاؤ ان شریکوں کو جن کی پوجا کرتے تھے۔	"	موسیٰ اور فرعون کے واقعے سے عبرت۔
"	نفس کی پاکیزگی سے دور، غلوں	"	صداقت سے انکار کرنے والوں کی	"	تورات کتاب ہدایت کتاب نصیحت۔
"	کا حق مارنے والے۔	"	گمراہی سامنے آجائے گی۔	۶۶۸	آنحضرتؐ کو تسلی اور صبر و استغفار کا حکم۔
۷۰۵	ایمان لانے والوں کے لئے دائمی اجر۔	۶۸۵	منکرین کے انجام بد کا سبب۔	"	اللہ کی آیتوں سے انکار کی وجہ
"	اللہ رب العالمین کے برابر کوئی دوسرا	"	مجرمین کا دائمی ٹھکانا جہنم۔	"	ان کا غرورِ نفس۔
"	کیسے ہو سکتا ہے۔؟	"	اللہ کا وعدہ سچا ہے پورا ہو کر رہے گا۔	۶۶۹	امکانِ آخرت۔
"	زمین جس کو اللہ نے بنایا ذرا اس کی	۶۸۷	رسول اور رسالت کی نشانی۔	۶۷۰	وجوبِ آخرت۔
"	برکتوں کا اندازہ کرو۔	"	عمومہ کی دعوتِ حق کے لئے نشانیاں	"	وقوعِ آخرت کا قطعی حکم
۷۰۸	تخلیق کائنات۔	۶۹۰	بہت ہیں۔	۶۷۲	قیامت کا آنا۔
"	سات آسمانوں کی تخلیق۔	"	جانور تمہارے ذرا ذرے کام	"	اسلام کا اہم ستون۔ توحید
"	اگر اتنی مضبوط نشانیاں کو بھی ماننے	"	آتے ہیں۔	۶۷۳	اور اس کے تقاضے۔
۷۱۰	کے لئے تیار نہیں ہو تو عا دثمود	"	کیا یہ نشانیاں تمہارے لئے	"	توحید کی دلیل دن اور رات کا آنا۔
"	جیسے عذاب کا انتظار کرو۔	"	کافی نہیں ہیں۔؟	"	اشرفی ہر چیز کا خالق ہے اور
"	یہ کیسے رسول ہیں جو ہم ہی جیسے	"	گذشتہ قوموں کی تاریخ سے	۶۷۵	وہی مبعود ہے۔
"	انسان ہیں۔	"	سبق حاصل کرو۔	۶۷۶	یہ فریب بردہ میں کھایا جاتا رہا ہے۔
۷۱۳	قوم عاد کی اگر ٹھنوں۔	"	گذشتہ قوموں کی تباہی کی وجہ ان کا	"	تمہارا رب وہی ہے جو تمہارا اور
"	قوم عاد پر عذاب۔	۶۹۳	صداقت سے منہ موڑنا تھا۔	"	ہر چیز کا خالق ہے۔
۷۱۶	قوم ثمود پر عذاب۔	"	عذاب کو دیکھ کر ایمان لانا بے سود۔	"	ازلی وابدی حیات والا مبعود حقیقی
"	اہل ایمان عذاب سے محفوظ رہے۔	"	ایمان اور توبہ کا فائدہ موت	۶۷۹	لائی تعریف۔
"	انگلی پھیلی تمام نسلوں کا لکھا	"	سے پہلے پہلے ہے۔	"	وہاں ہی اسی سے، عبادت بھی اسی کی۔
"	حساب کیا جائے گا۔	"		"	فدا اپنی اصلیت اور تخلیق کے
۷۱۸	میدانِ حشر میں حساب کتاب کا منظر۔	۶۹۵	حَمْرُ الشَّجَدَاتِ	"	مرغلوں پر غور کرو۔
"	منکرین کا اپنے جہم سے خطاب	۶۹۹	حشر۔	۶۸۱	وہ موت و حیات کا مالک ہے۔
"	اور ان کا جواب۔	"	قرآن زمین اور رحیم کی طرف سے	"	گمراہی کی جڑ کہاں ہے۔؟
"	دنیا میں گناہ کرتے وقت تمہیں گمان	"	اتانا ہوا ہے۔	"	گمراہی کی جسٹ اللہ کی کتابوں
۷۱۹	بھی نہ تھا کہ ہمارا ہی بدن ہمارے	"	اس کتاب میں خاص باتیں عربی زبان میں ہیں۔	"	کو جھٹلانا ہے۔
"	خلاف گواہی دے گا۔	"		"	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۴۵۶	اشتر کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں پر وحی نازل کرتا رہا ہے۔	۴۳۹	ہر زمانے میں سچائی کا انکار کرنے والوں کا یہی طریقہ رہا ہے۔	۴۲۲	تہا را غلط گمان نہیں لے ڈوبا۔
"	زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے اشتر کی ملکیت ہے۔	۴۴۱	قرآن عربی کے سوا دوسری زبان میں کیوں نہیں؟	"	اب ان مجرموں کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں۔
۴۵۸	اشتر برتر و عظیم کی جناب میں اس ستانی پر آسمان پھٹ کر گر سکتا ہے	۴۴۲	یہ جھٹلانا کوئی نیا نہیں ہے موسیٰ کے نفلق سے بھی یہ ہو چکا ہے، ان کے دل اندر سے مضطرب ہیں۔	"	ان کے ساتھی وہ تھے جو ہر بری چیز کو اچھا کر کے دکھاتے تھے۔
"	جنھوں نے اشتر کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا دلی بنا لیا ہے اشتر ان سے بے خبر نہیں ہے۔	۴۴۳	انسان اچھا بڑا جو کرے گا اپنے لئے اور اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔	۴۲۳	قرآن سے لوگوں کو روکنے کی کوشش ایسے لوگوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر رہے گی۔
۴۶۰	ہم نے قرآن اس لئے نازل کیا کہ وہ حق اور باطل کو الگ الگ کر دے۔			"	منکرین حق کی جزا عذاب دوزخ - گمراہ کرنے والے لیڈروں کے بارے میں اہل دوزخ کے خیالات -
۴۶۱	انسان کی آزادی میں اشتر تعالیٰ کی بے پناہ حکمت پوشیدہ ہے۔			۴۲۴	اہل ایمان پر سکینت اور اطمینان قلب صاحب ایمان بندوں کا اعزاز۔
۴۶۲	ولی حقیقت میں وہ ہے جو موت و حیات پر تدرت رکھتا ہو۔	۴۴۶	قیامت اور تمام امور غیب کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا علم صرف اشتر کو ہے۔	"	غفور الرحیم کی طرف سے سامان ضیافت سے بڑی نیکی دوسروں کو اشتر کی طرف بلانا ہے۔
"	اشتر کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے۔	"	اس وقت ان کا کوئی مددگار نظر نہیں آئے گا۔	۴۳۰	تبلیغ و دعوت کے آداب - عزم و جوہلے کا یہ اعلیٰ مقام غیر معمولی آدمی کو ہی ملتا ہے۔
"	اشتر جیسا کوئی نہیں ہے۔	۴۴۹	انسانی فطرت کے عجیب پہلو۔	"	شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے اشتر سے پناہ مانگو۔
۴۶۴	وہ زمین و آسمان کے تمام خزاؤں کا مالک ہے۔	"	اگر حالات حق میں ہو جائیں تو کہے گا یہ سب کچھ میری قابلیت کی وجہ سے ہوا ہے۔	۴۳۳	زمین و آسمان میں اشتر کی نشانیاں۔
"	حضرت نوحؑ سے لے کر غیر حضرت محمدؐ تک تمام نبیوں اور ان کی امتوں کی ذمہ داری کہ وہ اپنے قول و عمل سے دین کو قائم رکھیں۔	۴۵۱	انسان عیش و آرام میں اپنے رب کو بھول جاتا ہے۔	"	کائنات کا نظام اشتر کی توحید کا گواہ ہے۔
۴۶۹	مذہب کے اختلاف کی بنیادی وجہ لا علمی نہیں تھی۔	۴۵۲	قرآن کو اشتر کا کلام ماننے سے انکار کا نتیجہ کیا ہوگا۔	"	سو کھنڈ میں کی شادابی آخرت کی دلیل ہے۔
۴۷۱	اختلافات کے طوفان میں نبیؐ کا اور قرآن کا کردار	"	انفس و آفاق میں قرآن کی حقانیت کی نشانیاں۔	۴۳۶	مناہضین کی چالیں ہم سے چھپی نہیں ہیں۔
۴۷۲	جنھوں نے اشتر کے دین کو قبول کر لیا ان سے جھگڑا کرنا بے معنی ہے۔	۴۵۲	اشتر کی ملاقات سے انکار۔	"	گھٹیا جانوں سے سچائی کو شکست نہیں دی جاسکتی۔
		۴۵۲	سورہ الشوریٰ	"	قرآن کو دھملا لیا جاسکتا ہے اور نہ اس کو شکست دی جاسکتی ہے۔
		۴۵۶	حم - عشق	"	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۰۷	اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے علم عطا فرماتا ہے اور وحی کی کئی شکلیں ہوتی ہیں۔	۴۹۰	جھگڑا اولوگ دیکھ لیں گے اس وقت کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔	۴۴۳	اللہ نے میزان نازل کی ہے۔
۸۰۸	قرآن بذریعہ وحی نازل ہوا ہے۔	۴۹۲	چند روزہ زندگی کا سامان بہتر ہے یا آخرت کی پائیدار زندگی۔	"	قیامت پر یقین نہ رکھنے والوں کا قیامت کے بارے میں مذاق۔
"	سیدھا راستہ مالکِ ارض و سما کا راستہ	"	مومن کی صفت بڑے گناہوں سے پرہیز اور غصے سے درگزر۔	"	اللہ کی عطا و بخشش کا نظام بڑی باریک بینی کے ساتھ قائم ہے۔
۸۰۹	سورۃ الزخرف	"	مومن کی بہترین صفات۔ اپنے رب کا حکم ماننے میں ناز قائم کرتے ہیں معاملات مشورے سے چلاتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔	۴۴۶	اللہ کے لطف عام میں اصولی فرق۔
۸۱۲	حشر	۴۹۳	اہل ایمان ظالموں کے ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں بدلے کی اجازت مگر درگزر بہتر۔	۴۴۷	اہلی قانون کے مقابلے میں انسانی قانون۔
"	قسم ہے اس کتاب میں کی کہ اس کے مصنف ہم ہیں۔	۴۹۴	منظوم کا ظالم سے بدلہ لینا گناہ نہیں ہے۔	۴۸۰	آخرت میں نافرمانوں کو سزائیں اور فرماں برداروں کو عنائیں۔
"	تمہیں آسانی سے سمجھانے کے لئے یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔	"	ظالم قابلِ ملامت ہیں۔	"	میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں مگر ظلم سے تو باز رہو۔
"	قرآن وہ حقیقت پیش کرتا ہے جو ام الکتاب بلند مرتبہ والی کتاب میں ثبت ہے۔	۸۰۰	جو ہدایت سے یہاں منہ موڑتا ہے اسے کبھی ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔	۴۸۲	اللہ بڑھو یا بہتان گھڑنے کا الزام اور وہ بھی محرم جیسی شخصیت پر۔
۸۱۳	کیا تمہاری زیادتیوں کی وجہ سے ہم آس و وحی کو روک دیں گے۔	"	آخرت میں ان کا حال یہ ہوگا کہ ذلت کے مارے سر نہ اٹھا سکیں گے۔	"	بندوں کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔
"	نبیوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔	۸۰۱	جو ہدایت کا طالب نہ ہو اس کے لئے دنیا میں ہدایت نہ آخرت میں نجات۔	۴۸۳	نیک بندوں کو اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرتا ہے۔
۸۱۳	نبیوں کے ساتھ بدسلوکی ہوتی رہی ہے۔	"	نہ ٹلنے والا دن آنے سے پہلے اپنے رب کی بات مان لو۔	"	خوش حالی عام نہ کرنے میں بھی اللہ کی بڑی حکمت ہے۔
"	گزری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔	۸۰۲	رسول کی ذمہ داری پہنچانا ہے منوانا نہیں۔	"	بندوں کا ولی اور کارساز اللہ ہی ہے۔
۸۱۵	تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق ایک اللہ ہے۔	"	زمین و آسمان کی ہر چیز پر بادشاہی اللہ کی ہے۔	۴۸۷	پر مخلوق اللہ کی گرفت میں ہے۔
۸۱۶	زمین کا گہوارہ تمہارے لئے کس نے بنایا۔	"	اولاد دینا نہ دینا اسی کے قبضے میں ہے۔	"	نعتوں کی طرح مصیبتوں میں بھی حکمت کا پہلو ہوتا ہے۔
۸۱۷	اللہ ہی آسمان سے مناسب مقدار میں پانی برساتا ہے۔	۸۰۳	اللہ ہی آسمان کی ہر چیز پر بادشاہی اللہ کی ہے۔	۴۸۸	اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔
"	ہر چیز کا جوڑے جوڑے پیدا کرنا سمندروں میں کشتیاں چلانا اور جانوروں کو انسانوں کی سواری بنا دینا یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔	۸۰۴	اولاد دینا نہ دینا اسی کے قبضے میں ہے۔	"	سمندروں میں بڑے بڑے جہازوں کا چلنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔
۸۱۸	اللہ ہی آسمان سے مناسب مقدار میں پانی برساتا ہے۔	۸۰۵	اللہ ہی آسمان کی ہر چیز پر بادشاہی اللہ کی ہے۔	۴۹۰	ہواؤں پر اللہ کی حکومت اور انسان کا رویہ مصیبتیں اعمال کی وجہ سے بھی آتی ہیں۔

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۱۹	احسان شناسی کا تقاضا منہم حقیقی کی یاد	۸۱۹	نبوت کسی بڑے آدمی کو کیوں نہیں دی گئی۔	۸۱۹	اس سفر کے بعد ایک سفر اور بھی ہے۔
۸۲۱	انسان کی ناسفکری۔	۸۲۱	تقسیم کا خدائی نظام نہایت حکیمانہ ہے۔	۸۲۱	انسان کی ناسفکری۔
۸۲۲	اپنے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں۔	۸۲۲	مال و دولت کی فراوانی انسانی شرافت کی دلیل نہیں ہے۔	۸۲۲	اپنے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں۔
۸۲۲	جس بیٹی کو اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہو خود اپنے لئے اس کا ہونا باعث ننگ و عار سمجھتے ہو۔	۸۲۲	مال و دولت کی حقیقت اللہ کی نظر میں دنیا مٹا کر حقیر ہے اور آخرت پر سہز گاروں کے لئے ہے۔	۸۲۲	جس بیٹی کو اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہو خود اپنے لئے اس کا ہونا باعث ننگ و عار سمجھتے ہو۔
۸۲۳	صنف نازک کو اللہ کے حصے میں دیکر یا۔	۸۲۳	اللہ کے ذکر سے منہ موڑنے والے کی سزا۔	۸۲۳	صنف نازک کو اللہ کے حصے میں دیکر یا۔
۸۲۵	فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مؤنث۔	۸۲۵	بدی نیکی کی تمیز جاتی رہتی ہے۔	۸۲۵	فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مؤنث۔
۸۲۸	اپنی مشرکانگ تاجوں پر عقلی دلیل۔	۸۲۸	آخرت میں شیطان کا غصہ۔	۸۲۸	اپنی مشرکانگ تاجوں پر عقلی دلیل۔
۸۲۸	اللہ کی پسند ناپسند کے لئے کیا کوئی سند ان کے پاس ہے۔	۸۲۸	گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سبھی عذاب میں شریک ہوں گے۔	۸۲۸	اللہ کی پسند ناپسند کے لئے کیا کوئی سند ان کے پاس ہے۔
۸۲۹	عقلی دلیل نہ نقلی دلیل۔ بس باپ دادا کی اندھی پیروی۔	۸۲۹	اندھے بہرے ہدایت نہیں پاسکتے۔	۸۲۹	عقلی دلیل نہ نقلی دلیل۔ بس باپ دادا کی اندھی پیروی۔
۸۳۰	ہر دور میں کھاتے پیتے لوگ باپ دادا کی تقلید کا جھنڈا بلند کرتے نظر آتے ہیں۔	۸۳۰	ایسے لوگوں کو سزا تو ملنی ہی ہے۔	۸۳۰	ہر دور میں کھاتے پیتے لوگ باپ دادا کی تقلید کا جھنڈا بلند کرتے نظر آتے ہیں۔
۸۳۱	پیغمبروں کی دعوت ماننے سے انکار۔	۸۳۱	ہمیں ان پر پوری قدرت ہے۔	۸۳۱	پیغمبروں کی دعوت ماننے سے انکار۔
۸۳۱	آخر اللہ نے ان کی خبر لے ڈالی۔	۸۳۱	آپ مضبوطی کے ساتھ جے رہیں اللہ کے فضل سے آپ سیدھے آتے ہیں یا قرآن ایک عظیم نعمت ہے۔	۸۳۱	آخر اللہ نے ان کی خبر لے ڈالی۔
۸۳۲	حضرت ابراہیم کی آبار پرستی کے خلاف حق پرستی۔	۸۳۲	ہر رسول نے توحید کی تعلیم دی ہے۔	۸۳۲	حضرت ابراہیم کی آبار پرستی کے خلاف حق پرستی۔
۸۳۳	وجود تو وہی ہے جو خالق ہے۔	۸۳۳	حضرت موسیٰ کی فرعونوں کو دعوت توحید۔	۸۳۳	وجود تو وہی ہے جو خالق ہے۔
۸۳۴	ظہری معبود ہے یسوع مسیح ابراہیم نے اپنی اولاد کو ادا کی۔	۸۳۴	فرعونوں اللہ کی نشانوں کا مذاق اڑایا۔	۸۳۴	ظہری معبود ہے یسوع مسیح ابراہیم نے اپنی اولاد کو ادا کی۔
۸۳۵	ابراہیم کے نام پوراؤں نے ان کی وصیت کو بھلائے رکھا۔ یہاں تک ابے یں روشن کے ساتھ اللہ کے قول آگئے ہیں۔	۸۳۵	ہم ان کو ایک سے بڑھ کر ایک نشانیاں دکھانے گئے۔	۸۳۵	ابراہیم کے نام پوراؤں نے ان کی وصیت کو بھلائے رکھا۔ یہاں تک ابے یں روشن کے ساتھ اللہ کے قول آگئے ہیں۔
۸۳۶	حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کو جادو کہنے لگے۔	۸۳۶	راہ راست پر آنے کا وعدہ، جادو اور معجزہ کا منسرق۔	۸۳۶	حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کو جادو کہنے لگے۔
۸۳۷		۸۳۷	وعدہ کیا منکر گئے۔	۸۳۷	
۸۳۸		۸۳۸	فرعون کا قوم سے خطاب۔	۸۳۸	
۸۳۹		۸۳۹		۸۳۹	
۸۴۰		۸۴۰		۸۴۰	
۸۴۱		۸۴۱		۸۴۱	
۸۴۲		۸۴۲		۸۴۲	
۸۴۳		۸۴۳		۸۴۳	
۸۴۴		۸۴۴		۸۴۴	
۸۴۵		۸۴۵		۸۴۵	
۸۴۶		۸۴۶		۸۴۶	
۸۴۷		۸۴۷		۸۴۷	
۸۴۸		۸۴۸		۸۴۸	
۸۴۹		۸۴۹		۸۴۹	
۸۵۰		۸۵۰		۸۵۰	
۸۵۱		۸۵۱		۸۵۱	
۸۵۲		۸۵۲		۸۵۲	
۸۵۳		۸۵۳		۸۵۳	
۸۵۴		۸۵۴		۸۵۴	
۸۵۵		۸۵۵		۸۵۵	
۸۵۶		۸۵۶		۸۵۶	
۸۵۷		۸۵۷		۸۵۷	
۸۵۸		۸۵۸		۸۵۸	
۸۵۹		۸۵۹		۸۵۹	
۸۶۰		۸۶۰		۸۶۰	
۸۶۱		۸۶۱		۸۶۱	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۸۸۶	عیش کے سامان سے بھرے رہ گئے۔	۸۷۵	رسول کو بھیجنے کا فیصلہ۔		مجرم ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔
"	{ فرعونوں کے مارے سرداران کے دوسرے لوگ وارث ہو گئے۔	"	یہ ہماری رحمت کا تقاضا تھا۔	۸۷۱	{ اہل باطل کے عذاب میں بھی کمی نہ ہوگی۔
"	{ نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین۔	۸۷۶	اللہ کے رب ہونے پر یقین۔	"	مجرمین پر اللہ کا یہ عذاب ظالم نہیں ہے۔
"	بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات۔	"	معجزہ حقیقی وہی ہے۔	۸۷۲	عذاب سے تنگ اگر موت کی تمنا۔
"	فرعون بذات خود عذاب تھا۔	۸۷۸	حق کا انکار کرنے والے دھوکے میں ہیں۔	"	{ حق تمہارے پاس پہنچا تھا مگر وہ تمہیں برا لگتا تھا۔
۸۸۸	ذیبا کی قوموں میں بنی اسرائیل کا انتخاب۔	"	{ کھلی کھلی دلیلوں کے باوجود جب تم مان کر نہیں دیتے تو قیامت کا انتظار کرو۔	۸۷۳	{ نبی کے مخالفین کا فیصلہ۔
"	{ بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے طرح طرح کی نشانیاں دکھائی گئیں۔	"	یہ دھواں لوگوں پر چھا جائے گا۔	"	{ اللہ تمہارے دلوں کے بھید اور ان کے غصیہ مشورے جانتا ہے۔
"	مشرکین مکہ کی گمراہی۔	"	اب کہتے ہیں کہ قحط کا عذاب مال میں۔	۸۷۳	{ اگر اللہ کے کوئی اولاد ہوتی تو میں سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔
"	{ باطل پرست کہتے ہیں کہ اس موت کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے۔	"	ان کی غفلت دور ہونے والی نہیں ہے۔	"	{ اللہ تمہارے سب باتوں سے پاک ہیں۔
"	{ اگرچہ ہو تو ہمارے باپ دادا کو قہر سے اٹھا کر لاؤ۔	۸۸۰	قحط کا عذاب ٹل گیا تو پھر بدل گئے۔	۸۷۵	ان کو اپنے خیالوں میں مگن رہنے دو۔
۸۸۹	کارخانہ عالم کوئی کھیل تماشہ نہیں۔	"	ہٹ دھری۔	"	زمین و آسمان میں ہوی تمہا معبود ہے۔
۸۹۱	{ اللہ نے یہ کارخانہ عالم بڑی حکمت سے بنا یا ہے۔	"	ان کو تو بس بڑی ضرب کا انتظار ہے۔	۸۷۹	زمین و آسمان ہر چیز پر اس کی حکومت ہے۔
"	{ سب کے لئے فیصلے کا ایک دن مقرر ہے۔	"	فرعون اور اس کی قوم بھی آزمائش میں ڈالی جا چکی ہے۔	"	{ اللہ کے سامنے سفارش کا حق۔
۸۹۲	اس دن نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا اور نہ کہیں سے مدد پہنچ سکے گی۔	۸۸۲	{ قوم فرعون سے رسول نے کہا تھا کہ میں رسول امین ہوں اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔	"	{ ان کا بد کرنے والا کون ہے۔
"	{ اللہ کی عدالت کا رنگ منصفانہ اور رحمانہ ہوگا۔	"	سرکشی مت کرو میں سنبھلے کر آیا ہوں۔	"	{ قول رسول کی قسم واقعی یہ ہٹ دھرم لوگ ہیں۔
"	دوزخ میں زقوم کا درخت۔	"	موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ میں آچکا ہوں۔	"	{ اے نبی ہم آپ درگزر سے کام لیں، عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔
"	گنہگاروں کا کھاجا۔	"	مجھ ایذا پہنچانے سے باز رہو۔	۸۷۱	
۸۹۵	زقوم کا پھل پیٹ میں جوش مارے گا۔	۸۸۳	حضرت موسیٰ کی دعا۔	۸۷۲	
"	جیسے کھولتا پانی جوش اارتلبے۔	"	امت موسویٰ کو ہجرت کا حکم۔	"	یہ کتاب خود گواہ ہے کہ اس کے مصنف ہم ہیں۔
"	اس کو گھسیٹتے ہوئے لے چلو۔	"	سمندر کو اسی حالت میں رہنے دو۔	"	{ قرآن بڑے مرتبے والی اور مبارک رات میں نازل ہوا۔
۸۹۷	کھولتا پانی اس کے سر پر اترے۔	"	فرعونوں کے مٹانے کا عمل۔	"	{ اہم فیصلوں کی رات۔
"	چمکھ عذاب کا مزہ۔	"	عیش کے مسلمان۔	"	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۲۹	باطل پرستوں کو قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس دھوکے میں پڑے ہوئے تھے۔	۹۱۰	بھوٹا بعل گھنڈی جس نے اپنے دل کے دروازے سچائی کے لیے بند کر لئے ہیں۔	۸۹۷	یہی توبہ جس کے آنے پر تم حک کرتے تھے۔
"	قیامت کا ہولناک منظر ہر گروہ کو ان کے اعمال نامے چھائے جائیں گے۔	۹۱۲	بد بخت اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتا ہے۔	"	اللہ سے ڈرنے والوں کی حالت۔
۹۳۰	اعمال کا ٹھیک ٹھیک ریکارڈ۔	"	ان کے پرے جہنم ہے اور کون ان کے کام نہ آئے گا۔	"	وہاں باغات ہوں گے اور پانی کے چشے ہوں گے۔
"	نیک عمل کرنے والوں پر اللہ کی عنایتیں۔	۹۱۳	قرآن سراسر ہدایت ہے۔	۸۹۸	جنت والوں کا لباس۔
۹۳۲	عجربین کا حال۔	"	اللہ کی نشانیوں میں سے ایک گھنڈی تیغ۔	"	حسین عورتوں سے جوڑے ملادئے جائیں گے۔
"	وہ لوگ جو قیامت کے دن ہونے کا گمان رکھتے تھے۔	"	ایک سمندری کیا زمین و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔	"	اہل جنت بے فکری سے ہر میوہ منگوائیں گے۔
"	دنیا میں کی ہوئی اپنی غلطی قیامت کے دن ان کے سامنے آجائے گی۔	۹۱۵	خرابی اور گھٹیا لوگوں کے مقابلے میں اہل ایمان کا رویہ۔	۹۰۱	جنت میں نہ ختم ہونے والی زندگی۔
۹۳۳	وہ دنیا میں اللہ کو بھول گئے تھے، وہاں ان کو بھلا دیا جائے گا۔	۹۱۸	ہر ایک کے عمل کا نفع نفسان اسی کو پہنچا ہے۔	"	بفضل الہی عذاب دوزخ سے حفاظت۔
"	دنیا میں اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے۔	"	نبی اسرائیل پر نوازشیں۔	۹۰۲	قرآن سے فائدہ اٹھانا مشکل نہیں ہے۔
۹۳۶	تعریف اللہ کے لئے ہے۔	۹۲۰	نبی اسرائیل کا ایم تفرقہ لاطمی کی وجہ سے تھا۔	"	تم بھی انتظار کرو یہ بھی منتظر ہیں
"	کبریائی صرف اللہ کے لئے ہے۔	"	اسے نبی آپ بن کی صاف شاہراہ پر ہیں۔	۹۰۳	سورۃ الجاثیہ
		"	نادانوں کی خواہش پر دین کو بدلا نہیں جاسکتا۔	۹۰۵	حَمَّ
		"	رفیق نہیں ہو سکتے۔	"	قرآن اللہ نے نازل کیا ہے۔
		"	قرآن بصیرت اور ہدایت کی کتاب ہے۔	۹۰۷	ایمان لانے والوں کے لئے زمین و آسمان میں بے شمار نشانیوں ہیں۔
		۹۲۲	نیکیوں اور بروں کا انجام ایک نہیں ہو سکتا۔	۹۰۸	خود انسان کی اور دوسرے جانداروں کی بناوٹ میں اللہ کی نشانیاں ہیں۔
		۹۲۳	اللہ تعالیٰ کا حکیمانہ نظام۔	"	اہل منکر و دانش کے لئے قدم قدم پر اللہ کی نشانیاں۔
		۹۲۵	آخرت کی جواب دہی سے بے فکری انسان کو خواہشات کا غلام بنا دیتی ہے۔	۹۱۰	یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اب اس سے بعد کون سی بات رہ گئی جس پر یہ ایمان لائیں گے۔
		۹۲۶	آخرت کا انکار۔ مگر ان کے پاس اس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں۔	"	نبی ہی ہے جو نئے بدلے شخص کے لئے۔
		۹۲۷	ہمارے باپ ادا کو زندہ کر کے دکھاؤ۔		
		۹۲۹	موت اور زندگی اللہ کے اختیار میں اور وہی قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا۔		

## أَمْلُ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ

أَمْلُ	مَا	أَوْحَىٰ	إِلَيْكَ	مِنَ	الْكِتَابِ	وَأَقِمِ	الصَّلَاةَ
آپ پڑھیں	جو	وحی کی گئی	آپ کی طرف	سے	کتاب	اور قائم کریں	نماز

آپ پڑھیں جو آپ کی طرف کتاب وحی کی گئی ہے اور نماز قائم کریں

## إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ

إِنَّ	الصَّلَاةَ	تَنْهَىٰ	عَنِ	الْفَحْشَاءِ	وَالْمُنْكَرِ	وَلَذِكْرُ
یہ	نماز	روکتی ہے	سے	بے حیائی	اور بری بات	اور اللہ یاد

بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے ، اور اللہ یاد

## اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿۲۵﴾

اللَّهُ	أَكْبَرُ	وَاللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا تَصْنَعُونَ
اللہ	سب سے بڑی بات	اور اللہ	جانتا ہے	جو تم کرتے ہو

کی یاد سب سے بڑی بات ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

### ﴿۲۵﴾ أَمْلُ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ

الْكِتَابِ الْقُرْآنِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ  
إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ  
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ مَشْرَعًا أَيْ مِنْ  
شَأْنِهَا ذَلِكَ مَا دَامَ التَّمْرُ فِيهَا  
وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ غَيْرِهِ  
مِنَ الطَّاعَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا  
تَصْنَعُونَ ۝ فَيَجَازِيكُمْ بِهِ

### تشریح

﴿۲۵﴾ اَمْلُ مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ  
اے محمدؐ پڑھ تو وہ کتاب جو تیری طرف وحی کی گئی یعنی قرآن  
اور نماز کو پوری طرح سے ادا کر بے شبہ نماز روکتی ہے فحش اور  
اور منوعات شرعیہ سے یعنی نماز کی شان یہ ہے کہ وہ بڑے امور  
سے روکتی ہے جب تک انسان نماز میں رہے۔  
اور بے شبہ اللہ کا ذکر دیگر طاعتوں سے افضل اور برتر ہے۔  
اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔  
سو وہ تم کو اس کا عوض دیگا۔

﴿۲۵﴾ مشکلات کی اس کش مکش میں قرآن اور نماز سے مدد لیں | مکہ مکرمہ میں اللہ کے رسول اور اہل ایمان جن سخت مشکلات کا سامنا کر رہے  
تھے اور جن کی وجہ سے کچھ مسلمانوں کو مکہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی ایسے جاں گسل حالات میں مبروئہات  
اور استقامت توکل علی اللہ کی تلقین کرتے ہوئے اللہ کے نبیؐ اور آپ پر ایمان لانے والوں کو اللہ تعالیٰ ایک عملی تدبیر بتا رہے  
ہیں کہ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تلاوت قرآن اور نماز سے مدد لیں کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت اور نماز دونوں ایسی چیزیں  
ہیں جو مومن کی ہمت اور اس کے کردار و اخلاق میں وہ صلاحیت پیدا کرتی ہیں جن سے وہ باطل کی بڑی سے بڑی طاقت کے  
مقابلہ میں کھڑا رہ سکتا ہے۔



اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ اس کی تعلیم کو اپنے اندر جذب کرنا چاہا جائے۔ حضرت علامہ اقبال نے اپنا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ میں ایک مرتبہ گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ میرے والد صاحب ادھر سے گزرے اور مجھ سے کہا کہ جب تلاوت سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ تلاوت کے بعد میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ ہاں ایک بات کرنی ہے لیکن اب نہیں پھر کریں گے۔ دو مہینے ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے مجھے بلا لیا کرتے تھے اور پھر آئندہ ہر بات کو رکھ دیا۔ آخر ایک روز مجھے بٹھا کر کہا کہ اقبال تم روز قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہو۔ تلاوت الیہ کیا کرو جیسے وہ تمہارے اوپر نازل ہو رہا ہو۔ اس پر اقبال نے ایک شعر کہا کہ

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب کہ کتاب ہے رازی نہ صاحب کشف

توحیف میں تلاوت کا پورا فائدہ بھی ہوتا ہے جب اس کے مضامین ہمارے دل میں ترترتے چلے جائیں اور ہماری سیرت اس کے مطابق ڈھلتی چلی جائے۔ حدیث میں آتا ہے نبی نے ارشاد فرمایا کہ ایک گروہ وہ بھی ہوگا جو قرآن پڑھے گا لیکن قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَلَا يُفْعَلُونَ وَلَا يَخَافُونَ عَذَابَ اللَّهِ

(وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جسم سے پار ہو جاتا ہے) (بخاری، مسلم، ابوداؤد) دوسری بات قرآنی نازک کے حلق سے کہ اس کے اوصاف میں سے ایک اہم وصف یہ ہے کہ وہ برائیوں سے روکتی ہے "فَحَفِظْنَا" (یعنی بے حیائی اور زکر ایسی برائیاں۔ جنہیں انسانی فطرت شروع سے بڑھاتی ہے اور ہر قوم اور معاشرے کے لوگ چاہے وہ کتنے ہی بگڑے ہو کیوں ہوں اس کو برائی سمجھیں۔ نازکی اس خوبی کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ نازکی خامیت یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا بے حیائی اور برائی سے ڈک جاتا ہے۔

دوسرے اس کا وصف مطلوب ہے یعنی ناز پڑھنے والے کو بے حیائی اور برائی سے رکنا چاہیے۔

لیکن وہ ناز جو بے حیائی سے روکنے والی ہے وہ ناز ہے جو پورے شعور کے ساتھ ادا کی جائے صرف بدن کی حرکت وہ نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی جو خشوع و خضوع دلی کو پیدا کرے اور پورے شعور و احساس کے ساتھ ناز پڑھنے سے حاصل ہوگا۔ اس بات کو متعدد حدیثوں میں واضح کیا گیا ہے عن ابن عباس کی روایت ہے حضور نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ قَرَأَ تَنْتَهَتْ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَوةَ لَهُ۔ جس کی ناز نے اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا، اس کی ناز ناز نہیں ہے۔ (ابن ابی حاتم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ مَنْ قَرَأَ تَنْتَهَتْ صَلَاتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزِدْ ذِمَّتَهُ مِنَ اللَّهِ إِلَّا بَعْدًا۔ (جس کی ناز نے اسے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اس کو ناز نے اللہ سے اور زیادہ دور کر دیا) (ابن ابی حاتم) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ لَمْ يَطِيعِ الصَّلَاةَ وَطَاعَةَ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْتَهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (اس شخص کی کوئی ناز نہیں ہے جس نے ناز کی اطاعت نہ کی۔ اور ناز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحش اور منکر سے روک جائے۔) (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

ناز اس بات کی تربیت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر حال میں دیکھ رہے ہیں۔ اگر وہ ناز کی نیت نہ کرے یا باوجود ناز ادا کرے تو کسی دوسرے کو کیا تہ لگ سکتا ہے کہ ناز پڑھنے والے نے ایسا کیا ہے یا نہیں۔ لیکن جب وہ تمام شرطوں کے ساتھ دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس قانون کی پابندی کرے جس پر وہ ایمان لایا ہے۔ یہ احساس اس میں کوئی طاقت اس پر عمل لانے والی موجود ہو یا نہ ہو۔

اللہ کا ناز میں بھی موجود ہے جو اللہ کے ذکر کی ہر چیز میں موجود ہے۔ اور ناز برائیوں کیوں نہ روکے بلکہ اللہ کی یاد دلاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ اَقْبِرِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (سورہ طہ، رکوع ۱)۔ (ناز قائم کرو میری یاد کے لئے۔)

ذکر اللہ تمام عبادتوں کی روح ہے اگر ذکر اللہ نہ ہو تو عبادت ایک بے جان چیز ہے۔ ناز، جہاد معنی عبادتیں ہیں ان سب میں ذکر اللہ کی روح کا اثر ہے۔ ایک شخص نے آنحضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ایسی کوئی بات اور مانع چیز بتا دیجئے جس میں اسلام کے تمام احکام سمٹ آئیں۔ فرمایا۔

"لَا يَزَالُ لِسَانُكَ ذِكْرًا مِمَّنْ ذَكَرَ اللَّهَ" (تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہتی چاہئے)

انسان اللہ کو یاد رکھتا ہے یا نہیں رکھتا۔ سب اللہ کو معلوم ہے اس لئے اللہ کا ذکر کرنے والے کے ساتھ اس کا خصوصی معاملہ ہوگا۔

وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالتَّتِي هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْإِلَّا الَّذِينَ

وَلَا تَجَادِلُوا	أَهْلَ الْكِتَابِ	إِلَّا	بِالتَّتِي	هِيَ أَحْسَنُ	مِنَ الْإِلَّا	الَّذِينَ
اور تم نہ جھگڑو	اہل کتاب	مگر	اس طریقے سے	وہ بہتر	بجز	جن لوگوں نے
اور تم اہل کتاب سے	نہ جھگڑو،	مگر اس طریقے سے جو بہتر ہو۔	بجز ان میں سے جن لوگوں			

ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقَوْلُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأَنْزِلَ إِلَيْكُمْ

ظَلَمُوا	مِنْهُمْ	وَقَوْلُوا	آمَنَّا بِالَّذِي	أُنزِلَ	إِلَيْنَا	وَأَنْزِلَ	إِلَيْكُمْ
ظلم کیا	انہیں سے	اور تم کہو	ہم ایمان لائے	نازل کیا گیا	ہماری طرف	اور نازل کیا گیا	تمہاری طرف
نے ظلم کیا اور تم کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا اور تمہاری طرف نازل کیا گیا							

وَالهِنَا وَالِهَكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٣٦﴾

وَالهِنَا	وَالِهَكُمْ	وَاحِدٌ	وَنَحْنُ	لَهُ	مُسْلِمُونَ
اور ہمارا معبود	اور تمہارا معبود	ایک	اور ہم	اس کے	مسلّم ہیں (جمع)
اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔					

﴿۳۶﴾ اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر نرمی اور خوبی کے ساتھ یعنی ان کو اللہ کی طرف بلاؤ اس کے احکام سننا اور اس کے دلائل بتلا کر

لیکن وہ لوگ جو ان میں سے ظالم اور کافر ہیں اور اہل اسلام سے لڑتے ہیں اور جزیہ دینے سے انکار کرتے ہیں سو ان سے لڑو و تلوار سے یہاں تک کہ وہ اسلام لادیں یا جزیہ دیں۔

اور وہ لوگ جو جزیہ دینے کا اقرار کر لیں اگر وہ تم کو خوبیوں میں احکام کی جو ان کی کتابوں میں ہیں تو ان سے کہو ہم ایمان لائے ان احکام پر جو ہماری طرف نازل ہوئے اور ان احکام پر جو تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آئے اور ان کے قول کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب۔

﴿۳۶﴾ وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالتَّتِي هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْإِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقَوْلُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأَنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَالِهَنَا وَالِهَكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿٣٦﴾

اور ہمارا اور تمہارا ایک موجود ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔

وَاللَّهُنَّ وَاللَّهُمُّ وَاحِدٌ وَ  
نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ○ مُطِيعُونَ

## تشریح

(۳۶) مخالفین خاص طور پر اہل کتاب کے ساتھ عمدہ طریقے سے بات کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کا حکم دیا گیا تھا۔ قرآن مجید کے ذریعہ جب دین کی دیکھ بھال کی جائے گی تو ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ الجھنے لگیں۔ دوسری بات یہ کہ عنقریب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانا تھا جس کی اسی سورت میں آگے چل کر تلقین کی جا رہی ہے اور حبشہ پر اس زمانے میں عیسائیوں کا غلبہ تھا اسلئے تبلیغ دین اور دعوت دین میں حکیمانہ طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے خاص طور پر اہل کتاب کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ جب ان کے ساتھ پیش آئے تو ان کے سامنے دین کی بات کو طرح پیش کی جائے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسا مننے والے سے بات کی جائے تو متفقہ چیزوں کو سامنے رکھ کر نقطہ اتفاق تلاش کیا جائے پھر جن چیزوں میں اختلاف ہو ان کی وجہ اختلاف کو حکمت کے ساتھ دور کیا جائے۔

دوسری بات یہ کہ ہمارا رویہ ایک مقابل کا نہیں بلکہ وہ ہونا چاہیے جو ایک حکیم یا ڈاکٹر کا اپنے مریض کے ساتھ ہوتا ہے جس میں مریض کی ہمدردی کے ساتھ اس کے مرض کی تشخیص اور اس کی شفا کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اہل کتاب میں اور مسلمانوں میں کیونکہ بہت سی باتوں میں باہم اتفاق ہے اسلئے ان کے ساتھ گفتگو میں اس پہلو کو خاص طور پر سامنے رکھنا چاہیے۔ بہر حال حکمت کے ساتھ عمدہ طریقے سے اپنے مخاطب کا لحاظ رکھتے ہوئے دین کو اس طرح پیش کرے کہ بات دل میں اترتی چلی جائے اس بات کو قرآن مجید میں مختلف جگہ پر کئی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالنُّوعِ الْعَظِيمَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِ لِعُصْبَاتِنِي هِيَ أَحْسَنُ. (النمل - آیت ۱۷)

(دعوت دو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ پنڈ و نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہتر ہیں۔)

وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُوحَةَ إِذْ دَفَعْنَا بِاللَّيْلِ هِيَ أَحْسَنُ فَاذِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (م - آیت ۲۱)۔ (بھلائی اور برائی یکساں نہیں ہیں) مخالفین کے حملوں کی مدافعت ایسے طریقے سے کرو جو بہتر ہو۔ تم دیکھو گے کہ وہی شخص جس کے اور تمہارے درمیان عداوت تھی وہ ایسا ہو گیا جیسے گرم جوش دوست ہے۔)

إِذْ دَفَعْنَا بِاللَّيْلِ هِيَ أَحْسَنُ السُّبُوحَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ (المومن - آیت ۹۷)

(تم بدی کو اچھے ہی طریقے سے دفع کرو، ہم معلوم ہے جو باتیں وہ تمہارے خلاف بتاتے ہیں۔)

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝ وَإِنَّمَا يُوْعَىٰ لَكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ

فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ. (الاعراف - آیات ۱۹۹ - ۲۰۰)۔ (درگزر کی روش اختیار کرو بھلائی کی تلقین کرو اور جاہلوں

کے منہ نہ لگو اور اگر (نہی بڑی جواب دینے کے لئے) شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو۔)

رہے ظالم یعنی وہ لوگ جو جو بوجہ بوجہ سے کام لینے اور غور و فکر کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اور اپنی غلط روش چھوڑنا نہیں چاہتے تو دعوت کا کتابی اچھا طریقہ اختیار کیا جائے ان پر کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ بات سننے کے لئے تیار ہیں ان سے جب بات کی جائے تو وہ باتیں جو آپس میں متفق ہیں ان کی اپنی گفتگو کا محور بناؤ۔ مثلاً یہ کہ تمہارا اور ہمارا موجود ایک ہے ہم بھی اس کے فرماں بردار ہیں اور تم بھی اسکے فرماں بردار ہو جو پیغمبر تمہارے پاس آئے ہیں اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی ہے ہم ان پر ایمان لائے ہیں۔ اب جو کتاب ان پیغمبر پر نازل ہوئی ہے اؤ ہم اور تم دونوں ان پیغمبر اور کتاب کو مان لیں ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی اختلافی بات نہیں ہے۔ اس طرح کی گفتگو دونوں میں گھر کرتی ہے اور اختلاف کی خلیجیں کم ہوجاتی ہیں۔

وَكذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ فَاَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهِۦ وَ

وَكذٰلِكَ	اَنْزَلْنَا	اِلَيْكَ	الْكِتَابَ	فَاَلَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِهِۦ	وَ
اور اسی طرح	ہم نے نازل کی	تہماری طرف	کتاب	پس وہ لوگ	ہم نے دیا نہیں	کتاب	وہ ایمان لاتے ہیں اس پر	اور	اور اہل مکہ میں

مِنْ هُوَ لَآءٍ مِّنْ يُّؤْمِنُ بِهِۦ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

مِنْ هُوَ	لَآءٍ	مِّنْ يُّؤْمِنُ	بِهِۦ	وَمَا يَجْحَدُ	بِآيٰتِنَا	اِلَّا	الْكٰفِرُوْنَ
ان (اہل مکہ سے)	بعض ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور وہ نہیں انکار کرتے	ہماری آیتوں کا	مگر (مگر)	کافر (جمع)	ان (اہل مکہ سے)

سے بعض اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے انکار صرف کافر کرتے ہیں۔

﴿۴۷﴾ اور ہم نے جس طرح ان کی طرف تورات وغیرہ نازل کی اسی طرح تیری طرف قرآن اتانا۔ سو وہ لوگ جن کو ہم نے تورات دی جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

اور اہل مکہ میں بھی بعض وہ لوگ ہیں جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور بعد ظاہر ہونے ہماری آیتوں کے کافر ہیں ان کا انکار کرتے ہیں

مراد ان سے یہودی ہیں کہ ان کو یہ امر ظاہر ہو گیا تھا کہ قرآن بھی کتاب ہے اور جو اس کو لائے وہ سچے پیغمبر ہیں۔

پھر ان کا انکار کیا۔

﴿۴۷﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۝ الْفُرْقٰنَ اَيَّ كَيْفًا اَنْزَلْنَا اِلَيْهِمُ التَّوْرَةَ وَغَيْرَهَا فَاَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ التَّوْرَةَ كَعْبِدُ اللّٰهَ اٰبِيْنَ سَلَامٍ وَغَيْرٍ ۝ يُّؤْمِنُوْنَ بِهِۦ بِالْفُرْقٰنِ ۝ وَمِنْ هُوَ لَآءٍ مِّنْ يُّؤْمِنُ بِهِۦ ۝ وَمَا يَجْحَدُ بِآيٰتِنَا بَعْدَ ظُهْرِهَا اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ اَيَّ الْبُهٰوْدِ وَظَهَرَ لَهُمْ اَنَّ الْفُرْقٰنَ حَقٌّ وَالْحَبٰثَةُ بِهٖ مُّجْحِقٌ وَجَحَدُوْا ذٰلِكَ

### تشریح

﴿۴۷﴾ پیغمبروں کا مقرر کرنا اور ان پر کتابوں کا نازل کرنا یہ سلسلہ شروع سے جاری ہے | آج اے محمد ہم نے تمہیں اپنا رسول مقرر کیا ہے اور تم پر اپنی کتاب قرآن نازل کی ہے اس سے پہلے بھی ہم پیغمبر مقرر کرتے رہے ہیں اور ان پر اپنی کتابیں نازل کرتے رہے ہیں۔ تم سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی تھی ان میں سے جو حق کے طلبگار ہیں وہ پچھلے کتابوں کے ساتھ موجودہ کتاب پر بھی ایمان لارہے ہیں ان میں اہل کتاب بھی ہیں جیسے حبشہ کے عیسائی اور دوسرے لوگ بھی ہیں۔ انکار کرنے والے تو بس وہی ہیں جو ہٹ دھرمی پر جے ہوئے ہیں اور تعصب کی وجہ سے بالفس کی خواہشات کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہیں ورنہ جب حق ایک ہی ہے جو پچھلے پیغمبروں کو بھی دیا گیا اور موجودہ پیغمبر کو بھی اور اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو ماننے والی نہ ہو تو انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا	مِنْ قَبْلِهِ	مِنْ كِتَابٍ	وَلَا تَخُطُّهُ	بِيَمِينِكُمْ
اور نہ آپ پڑھتے تھے	اس سے قبل	کوئی کتاب	اور نہ اُسے لکھتے تھے	اپنے دائیں ہاتھ سے

اور آپ اس سے (نزول قرآن) قبل کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے اُسے لکھتے تھے

إِذَا لَأْسَرْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۳۸﴾

إِذَا	لَأْسَرْتَابَ	الْمُبْطِلُونَ
اس صورت میں	البتہ شک کرنے	حق ناشناس

اس صورت میں البتہ حق شناس شک کرتے۔

﴿۳۸﴾ اور تو اسے محمد قرآن سے پہلے کوئی اور کتاب نہ پڑھتا

تھا اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتا تھا اگر تو پڑھنے والا لکھنے والا ہوتا تو اس صورت میں یہودی تیرے بارے میں شک کرتے اور کہتے کہ توریت میں جس پیغمبر کا بیان ہے وہ تو اُمی ہیں نہ پڑھ سکتے ہیں نہ لکھ سکتے ہیں

﴿۳۸﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ أَمْ يَقُولُونَ

مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ

إِذَا أَمْ لَوْ كُنْتُمْ تَارِكًا كَاتِبًا

لَأْسَرْتَابَ شَكَّ الْمُبْطِلُونَ ○

أَمْ أَلِيتُمُودُ فِيهِمْ وَقَالُوا الَّذِي فِي

التَّوْرَةِ آتَاهُ أَمْ لَمْ يَكْفُرْ أَوْ لَا يَكْتُبُ

تشریح

﴿۳۸﴾ نبیؐ کا اُمی ہونا قرآن کی صداقت کی دلیل ہے | حضور نبی کریمؐ نے کسی سے لکھنا اور پڑھنا نہیں سیکھا تھا آپ کے اہل وطن اور شیعہ

فارجد کے درمیان آپکی پوری زندگی بسر ہوئی تھی اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ آپؐ نے عمر بھر نہ کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی قلم ہاتھ میں لیا۔ اس کے باوجود چالیس سال کی عمر میں جب اللہ نے آپکو اپنا رسول مقرر کیا اور آپ پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تو قرآن جیسی کتاب جو علوم و معارف کا خزانہ ہے اور نبیوں کے تاریخی واقعات کو بھی یہ کتاب پوری صحت کے ساتھ پیش کر رہی ہے۔ آپؐ کی زبان مبارک سے وہ کتاب نکل رہی ہے جو دونوں کے لئے نسوہ شفا ہے جس کا ایک ایک لفظ لعل و گہر سے زیادہ قیمتی ہے جس کی ایک ایک بات چھی تلی انسان کے کردار و اخلاق کو سنوارنے والی ہے جو خدا کی صبح معرفت عطا کرتی ہے جس میں انسان کی ہدایت کا وہ سامان پیش کیا گیا ہے جس سے بڑے بڑے مفکر اور دانشور حیران ہیں اس شان کی کتاب پیش کرنا ایک اُمی کے لئے کیسے ممکن ہوا۔ اس کا جواب ایک ہی ہے کہ قرآن آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اللہ کی نازل کردہ کتاب ہے اور یہ قرآن کی صداقت اور آپ کی رسالت کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ اے نبیؐ! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے لکھتے تھے (کیونکہ عموماً داہنے ہاتھ سے لکھا جاتا ہے) اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست تم پر شک کر سکتے تھے کہ یہ پہلی کتابیں پڑھ کر ان کو اپنے الفاظ میں ڈھال کے بیان کر رہے ہیں جیسا کہ سورہ فرقان میں ارشاد ہے۔

أَسْأَلُكُمْ الْأَوْلِيَيْنَ أَلَكُنَّهَا فَمَنْ تَلَّى عَلَيْهِنَّ بَكْرًا وَأَصِيلًا (فرقان رکوع ۱ آیت ۵)

(وہ تو پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں جنہیں فیض نقل کرتا ہے اور اسے صحیح و شام سنائی جاتی ہیں۔)

بَلْ هُوَ آيَةٌ بَيِّنَةٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

بَلْ هُوَ	آيَةٌ بَيِّنَةٌ	فِي	صُدُورِ	الَّذِينَ	أُوتُوا	الْعِلْمَ
بلکہ وہ (یہ)	واضح آئینہ	میں	سینوں	وہ لوگ جنہیں	علم دیا گیا	

بلکہ یہ واضح آئینہ ان لوگوں کے سینوں میں (مخوف) ہیں جنہیں علم دیا گیا

وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۳۹﴾

وَمَا يَجْحَدُ	بِآيَاتِنَا	إِلَّا	الظَّالِمُونَ
اور نہیں انکار کرتے	ہماری آیتوں کا	مگر صرف	ظالم (جمع)

اور ہماری آیتوں کا انکار صرف ظالم کرتے ہیں

﴿۳۹﴾ بلکہ یہ قرآن جس کو تو لایا ظاہر آئینہ میں ان لوگوں کے سینوں میں جسکو علم دیا گیا یعنی ایمان والوں کے سینوں میں کہ وہ جو قرآن کو یاد کرتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں کا انکار وہی کرتے ہیں جو ظالم ہیں یعنی یہود کہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا بعد ان کے ظاہر ہونے کے۔

﴿۳۹﴾ بَلْ هُوَ آيَةٌ بَيِّنَةٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيَجْحَدُونَ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْحَقِّ بَعْدَ ظُهُورِهِمْ

تشریح

﴿۳۹﴾ آنحضرت کی ذات گرامی بہت ہی روشن نشانیوں کا مجموعہ ہے دنیا میں جتنی بھی مت از تاریخی شخصیات گزری ہیں اگر ان کے حالات پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے ماحول نے ان کی شخصیت کے بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے لیکن نبی کی شخصیت حیرت انگیز طور پر اپنے وقت کے اور ارد گرد کے ماحول سے بالکل الگ نظر آتی ہے۔ چالیس سال تک آپ ایک خاموش انسان نظر آتے ہیں اگرچہ اس مدت میں بھی آپ کا کردار بالکل بے داغ ہے مگر کسی پہلو سے ایسا محسوس نہیں ہوتا کہ آپ کے اندر کوئی انقلابی شخصیت پوشیدہ ہے۔ چالیس سال کی عمر میں جب آپ کو نبوت عطا ہوتی ہے تو اچانک آپ دوسرے ہی انداز میں لوگوں کے سامنے آتے ہیں آپ کی زبان مبارک پر علم و حکمت کی باتیں جاری ہو جاتی ہیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں سنی تھیں آپ وہ دعوت پیش کرتے ہیں جو عین فطرت کے مطابق ہے۔ قرآن کی آیتوں کو سن کر ایک سلیم الفطرت شخص محسوس کرتا ہے کہ یہ ایک ممتاز کلام ہے اور اس کلام میں اللہ ہی بول رہا ہے۔ قرآن کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں گویا یہ اہل علم کے لوح قلب پر لکھی ہوئی ہیں۔ اس کلام کی حفاظت کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ سینوں میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ غرض قرآن اور صاحب قرآن کو دیکھ کر لوگ اس کی صداقت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ انکار کرتے ہیں تو کون؟ جو کبھی سچی بات مان کر نہیں دیتے وہ غیر منصف جو روشن سے روشن چیز کا بھی انکار کر دیتے ہیں وہ حقیقت تو یہ ہے کہ ”آفتاب آمد و دلیل آفتاب“ (سورج خود اپنی دلیل ہے اسکو کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہے)۔ غیر جانب داری کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کرنے والا اس کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا اس لئے کہ قرآن اپنے پڑھنے والے کے دل پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔

دیکھا تقریر کی لذت جو اس نے کہا ؟ میں نے جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ طَقُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ

وَقَالُوا	لَوْلَا	أُنزِلَ	عَلَيْهِ	آيَاتٌ	مِّن رَّبِّهِ	طَقُلْ	إِنَّمَا	الْآيَاتُ
اور وہ بولے	کیوں نہ	نازل کی گئی	اس پر	نشانیوں	اسکے رب سے	آپؐ فرمادیں	ایکے سوا نہیں	نشانیوں
وہ بولے اس پر اس کے رب کی طرف سے نشانیاں (معجزات) کیوں نہ نازل کی گئیں، آپؐ فرمادیں کہ اس کے سوا نہیں نشانیاں								

عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۵۰

عِنْدَ اللَّهِ	وَإِنَّمَا	أَنَا	نَذِيرٌ	مُّبِينٌ
اللہ کے پاس	اور ایسے سوا نہیں کہ میں	ڈرانے والا	صاف صاف	

(معجزات) اللہ کے پاس ہیں اور اس کے سوا نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

۵۰ اور مکہ کے کافر کہتے ہیں کہ محمدؐ پر اس کے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہ اتری۔

(ایک قرأت میں بجائے آیت کے آیات ہیں یعنی بہت سی نشانیاں کیوں نہ اتریں جیسے صالح کو نافر اور عاصم موسیٰ اور ہارون عیسیٰ کا) ان سے کہہ دے کہ بات یہ ہے کہ آیتوں کا اتارنا اللہ کی طرف سے ہے وہ جس طرح چاہے ان کو اتارے اور میں صرف گناہگاروں کو ڈرانے والا ہوں و ذبح کی آگ سے۔

۵۰ وَقَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ كُفَّارٌ مِّثْلَهُمْ لَوْلَا  
هَلَّا أُنزِلَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ  
مُحَمَّدٌ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ  
وَقَدْ فَتَرْنَا آيَاتٍ كُنُفَاءً  
صَالِحٍ وَعَصَا مُوسَىٰ وَمَائِدَةٌ  
عِيسَىٰ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ  
عِنْدَ اللَّهِ بِإِذْنِ اللَّهِ  
بِإِذْنِ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ  
مُّبِينٌ ۝ مَطَهَّرُوا شِدَارِي  
بِالنَّارِ أَهْلَ النَّعْصِيَّةِ

تشریح

۵۰ حتی معجزوں کا مطالبہ | وہ لوگ جو اللہ کے رسول حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو نہیں مانتے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس شخص پر اس کے رب کی طرف سے ایسے معجزے کیوں نازل نہیں ہوتے جنہیں دیکھ کر یقین آجائے کہ واقعی یہ شخص اللہ کا پیغمبر ہے یعنی ایسی حتی نشانیاں ہوں جن کو دیکھ کر انکار نہ کیا جاسکے۔

اے پیغمبر! ان سے کہو کہ معجزے دکھانا میرے قبضے کی بات نہیں ہے کہ تم جو نشانیاں مانگا کر دو رہے ہو دکھاتا رہا کروں اور نہ کسی نبی کی صداقت فرمائشی معجزوں پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے میری سچائی ظاہر کرنے کے لئے جو نشانیاں دکھانا چاہیں دکھا سکتے ہیں یہ ان کے اختیار میں ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ میں گھول گھول کر تمہیں بتاتا رہوں کہ گمراہی کے کیا نتیجے نکلنے ہیں میں خبردار کرنے والا ہوں کہ تمہیں بتا دوں کہ اللہ کی ہدایت پر عمل کرنے میں کیا فائدہ ہے اور اس کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنے میں کیا نقصان ہے بس یہی میری ذمہ داری ہے۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۗ

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ	أَنَّا أَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتَابَ	يُتْلَىٰ	عَلَيْهِمْ
کیا ان کے لئے کافی نہیں	کہ ہم نے نازل کی	آپ پر	کتاب	پڑھی جاتی ہے	ان پر

کیا ان لوگوں کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

إِن فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةٌ وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ

إِن فِي	ذَلِكَ	لَرَحْمَةٌ	وَذِكْرَىٰ	لِقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ
بیشک	اس میں	البتہ رحمت ہے	اور نصیحت	ان لوگوں کے لئے	وہ ایمان لاتے ہیں

بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ آپ فرمادیں

كُفِيَٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۗ يَعْلَمُ مَا فِي

كُفِيَٰ	بِاللَّهِ	بَيْنِي	وَبَيْنَكُمْ	شَهِيدًا	يَعْلَمُ	مَا فِي
کافی ہے	اللہ	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	گواہ	وہ جانتا ہے	جو میں

اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَ

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	بِالْبَاطِلِ	وَ
آسمانوں	اور زمین میں	اور جو لوگ	ایمان لائے	باطل پر	اور

میں اور زمین میں ہے، اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے، اور

كَفَرُوا بِاللَّهِ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿٥٢﴾

كَفَرُوا	بِاللَّهِ	أُولَٰئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُونَ
وہ منکر ہوئے	اللہ کے	وہی ہیں	وہ	گھٹا پانے والے

اللہ کے منکر ہوئے وہی لوگ ہیں گھٹا پانے والے۔

﴿٥١﴾ کیا ان آیات مطلوبہ کے عوض ان کو قرآن کافی نہیں کہ جس کو ہم نے تم پر اسے عہد اتارا

وہ ان پر پڑھا جاتا ہے پس قرآن ایک معجزہ دائمی ہے

﴿٥١﴾ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ فِيهَا طَلَبُوا أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ أَنْ تَمُوتَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۗ هُوَ آيَةٌ



## فیصل

جو کبھی ختم نہ ہوگا بخلاف ان معجزوں کے جو مذکور ہوئے

بیشک اس قرآن میں رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے۔

مُنْمِرَةٌ لَا تَنْفَعُنَا لَهَا  
بِخِلَافِ مَا ذُكِرَ مِنَ  
الآيَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ  
الْحِكْمَ لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ  
عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

○ ۵۲ ○ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ  
شَهِيدًا إِذْ بَصَدَفْتُمْ يَتْلُمُ مَا فِي  
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ هَالِكٌ  
وَمَا لَكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
بِالْبَاطِلِ وَهُوَ مَا يُعْبَدُ  
مِن دُونِ اللَّهِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ  
مِنْكُمْ أُولَئِكَ هُمُ  
الْمُخْسِرُونَ ○ فِي صَفَقَتِهِمْ  
حَيْثُ اشْتَرُوا الْكُفْرَ  
بِالْآيَاتِ

○ ۵۲ ○

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ○  
اے محمدؐ کہدو میرے اور تمہارے درمیان میں اللہ کافی گواہ ہے  
میرے سچے ہونے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ  
زمین میں یعنی وہ میرے اور تمہارے حال کو خوب جانتا ہے اور وہ  
لوگ جو تم میں سے غیر اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے منکر ہوئے  
وہی ہیں اپنی تجارت میں ٹوٹا اٹھانے والے کہ انھوں نے کفر کو  
ایمان پر اختیار کیا۔

## تشریح

○ ۵۱ ○ کیا قرآن جیسا معجزہ کافی نہیں ہے | بار بار معجزوں کا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ایسا حتیٰ اور ناقابل انکار معجزہ اور نشانی دکھاؤ کہ یقین آجائے  
کہ واقعی حضرت محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

کیا قرآن جیسی کتاب کا ایک ایسے شخص پر نازل ہونا جنہوں نے کسی انسان سے لکھنا پڑھا نہیں سیکھا کیا یہ حضرت محمدؐ کی رسالت کی  
صداقت کے لئے کافی نہیں ہے کیا اس کے بعد بھی کسی اور معجزے کی ضرورت رہ جاتی ہے؟ یہ تو وہ معجزہ ہے جس کی آیتیں ہر  
وقت تمہیں سنائی جاتی ہیں یہ کتاب ماننے والوں کے لئے نصیحت ہے جس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اللہ کی رحمت سے بہرہ ور  
ہو رہے ہیں۔ اس کتاب کا نازل ہونا اللہ کی بہت بڑی نشانی اور مہربانی ہے۔ جس میں انسانی زندگی کے لئے وہ ہدایات ہیں  
جو اس کو کامیابی کی منزل تک پہنچا سکتی ہیں مگر اس سے فائدہ وہی اٹھا سکتے ہیں جو اس پر ایمان لائے ہیں۔

○ ۵۲ ○ میری صداقت کے لئے اللہ کی شہادت کافی ہے | جب قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اللہ کا کلام ہے تو میری صداقت  
کے لئے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تم خود میرا گواہ ہے۔ اللہ کی زمین پر اور اس کے آسمان کے نیچے میں کھلم کھلا اللہ کا رسول ہونے کا  
دعویٰ کر رہا ہوں جسے اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے اور خوب جانتا ہے۔ کیا قرآن کی حجت اور اللہ کی شہادت کے بعد بھی کسی اور دلیل کی ضرورت ہے؟  
اللہ اس کا حجت کی سب سے بڑی حقیقت ہے جس کی صحیح معرفت اس کی کتاب اور اس کے رسول کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اس حقیقت کے  
خلاف آدمی جو نظریہ بھی اپنائے گا وہ بلاشبہ باطل ہوگا اور اس کا نتیجہ گمراہی ہوگا۔

بغیر تحقیق اور بنا سوچے سمجھے باطل کو قبول کر لینا اور حق کا انکار کر دینا سب سے بڑی تقاوت اور سب سے بڑی خسران ہے ایسے  
لوگ خود بھی گھاٹے میں رہتے ہیں اور دنیا کو بھی تباہ کرتے ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمْ

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ	بِالْعَذَابِ	وَلَوْلَا	أَجَلٌ	مُّسَمًّى	لَّجَاءَهُمْ
اور وہ آپ سے جلدی کرتے ہیں	عذاب کی	اور اگر نہ	میعاد	مقرر	آچکا ہوتا ان پر

اور وہ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔ اور اگر میعاد نہ ہوتی مقرر تو ان پر عذاب آچکا

الْعَذَابُ وَلِيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ

الْعَذَابُ	وَلِيَأْتِيَنَّهُمْ	بَغْتَةً	وَهُمْ	لَا يَشْعُرُونَ	يَسْتَعْجِلُونَكَ
عذاب	اور ضرور ان پر آئے گا	اجانک	اور وہ	انہیں خبر نہ ہوگی	وہ آپ سے جلدی کرتے ہیں

ہوتا، اور وہ ان پر ضرور اچانک آئے گا اور انہیں خبر (بھی) نہ ہوگی۔ اور وہ آپ سے عذاب کی جلدی

بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۵۴﴾

بِالْعَذَابِ	وَإِنَّ	جَهَنَّمَ	لَمُحِيطَةٌ	بِالْكَافِرِينَ
عذاب	اور بیشک	جہنم	البتہ گھیرے ہوئے	پاکفرینوں کو

کرتے ہیں، اور بیشک جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

﴿۵۳﴾ اور وہ تجھ سے جلد مانگتے ہیں عذاب۔ اور اگر عذاب کے لئے ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو دنیا میں ہی ان پر عذاب آجاتا اور بے شبہ ان پر عذاب آجائے گا ناگاہ اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔

﴿۵۴﴾ وہ لوگ تجھ سے دنیا میں ہی عذاب طلب کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ دوزخ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

﴿۵۳﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمْ الْعَذَابُ وَلِيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۳﴾

﴿۵۴﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۵۴﴾

﴿۵۳﴾ عذاب کے لئے جلدی کیوں۔ ﴿۵۴﴾ اللہ تعالیٰ کا طریقہ یہ ہے کہ بندے کو مہلت دیتا ہے اور موقع دیتا ہے کہ شاید وہ سنبھل جائے اس وقت تک موقع دیتا رہتا ہے جب تک معاملہ حد سے نہیں گزرتا۔ جب معاملہ حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور خطہ ہوتا ہے کہ اس کی غلط روش سے نظام دردم برہم ہو جائے گا تو پھر اللہ کی گرفت آجاتی ہے اس لئے بار بار یہ تقاضا کرنا کہ جو عذاب کی دھمکی رسول دے رہے ہیں وہ عذاب آتا کیوں نہیں، ایک طرح سے اللہ تم کو چیلنج کرتا ہے اگر اللہ کی سنت یہ نہ ہوتی کہ رسول کا انکار کرنے والوں کو سنبھلنے کا موقع دیا جائے تو کبھی کا عذاب آچکا ہوتا۔ اگر وہ اپنی روش پر قائم رہے تو اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی مہلت ختم ہونے پر عذاب آئیگا اور اچانک آئیگا اور ایسا آئیگا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ عذاب عام ہو اور قہر کی صورت میں نازل ہو۔ باطل کا ناکام ہونا اور حق کا غالب ہونا یہ بھی اہل باطل کے لئے عذاب کی صورت ہے جیسا کہ صبح منکر کے موقع پر ہوا۔

﴿۵۴﴾ آخرت کا عذاب بھی دور نہیں ہے اللہ کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر دنیا میں یہ عذاب آتا ہے کہ انسان ایسے مسائل میں گھبراتا ہے جس کا حل اس کی بصر میں نہیں آتا اور کوشش کر لیا اور ملامت نہیں آتا۔ رہا آخرت کا عذاب وہ بھی اہل باطل سے دور نہیں ہے، ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ موت کے ساتھ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

يَوْمَ يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ

يَوْمَ	يَغْشَاهُمْ	الْعَذَابُ	مِنْ	فَوْقِهِمْ	وَمِنْ	تَحْتِ	أَرْجُلِهِمْ
(جس دن)	انہیں ڈھانپے گا	عذاب	ان کے اوپر سے	اور نیچے سے	ان کے پاؤں		

جس دن انہیں ڈھانپ لے گا عذاب، ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے

وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾ يِعْبَادِيَ الَّذِينَ

وَيَقُولُ	ذُوقُوا	مَا	كُنْتُمْ	تَعْمَلُونَ	يِعْبَادِيَ	الَّذِينَ
اور وہ کہے گا	چکو	جو	تم کرتے تھے	اے میرے بندو	جو	

اور (اللہ تعالیٰ) کہے گا (اس کا مزہ) چکو جو تم کرتے تھے۔ اے میرے بندو! جو

أَمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

أَمَنُوا	إِنَّ	أَرْضِي	وَاسِعَةٌ	فَإِيَّايَ	فَاعْبُدُونِ
ایمان لائے	بیشک	میری زمین	وسیع	میں میری ہی	تم عبادت کرو

ایمان لائے ہو بیشک میری زمین وسیع ہے پس تم میری عبادت کرو۔

﴿٥٥﴾ يَوْمَ يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ مِنْ

فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ

وَيَقُولُ فِيهِ بِالسُّونِ

أَيُّ نَامُورٍ بِالسُّونِ

وَبِالسُّونِ أَيُّ يَفْتُولُ

النُّونِ كُلُّ بِالْعَذَابِ

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾

أَيُّ جَزَاءَهُ فَلَا تَطُوتُونَنَا

﴿٥٦﴾ يِعْبَادِيَ الَّذِينَ أَمَنُوا

إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ

فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ فِي أَيُّ

أَرْضِي تَبْتَغُونَ فِيهَا الْعِبَادَةَ

بِأَنَّهَا جَرُودٌ إِلَيْهَا

﴿٥٥﴾ اس دن کہ ان کو عذاب ان کے اوپر اور نیچے سے گھیر لے گا

اور ہم کہیں گے یعنی اس فرشتہ کو جو عذاب پر مقرر ہے حکم کریں گے کہ وہ کہے گا۔

چکو تم بدلہ اس عمل کا جو تم کرتے تھے پس تم ہم سے چوٹ نہ سکو گے۔

﴿٥٦﴾ اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شبہ میری

زمین فراخ ہے سو میری ہی عبادت کرو جس جگہ آسانی سے عبادت ہو سکے۔

یعنی اس زمین کو چھوڑ کر جہاں عبادت دشوار ہو کسی دوسری

زمین ہجرت کر جاؤ جہاں عبادت آسان ہو یہ آیت  
ان ضعیف مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ میں  
اظہار اسلام نہ کر سکتے تھے اور تنگ تھے۔

مِنْ اَرْضٍ لَّمْ يَتَسَوَّرْ فِيهَا  
سُنُورٌ فِي هَضْبَاءٍ مُّسَلَّمَةٍ  
كَانُوا فِي ضَيْقٍ مِنْ اِظْهَارِهَا  
الْاِسْلَامِ فِيهَا۔

### تشریح

۵۵) دوزخ کا عذاب ہر طرف سے گھیرے گا اور زخ کا عذاب کوئی معمولی عذاب نہ ہوگا ہر طرف سے گھیر لے گا اور پسے بھی نیچے سے بھی اور  
کہا جائیگا کہ لو چکھو اب اپنے کرتوتوں کا مزا۔

۵۶) رب کی بندگی کے لئے وطن چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دو! یہ ساری زمین اللہ کی ہے اس نے انسان کو اس زمین پر کھمدت کے  
لئے برائے امتحان بھیجا ہے اور زمین پر اس کے قیام کا مقصد اپنی مرضی سے اپنے رب کی عبادت و اطاعت ہے۔ اگر کوئی  
چیز رب کی بندگی کے اور اس کی مرضی پر چلنے کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے تو چاہے وہ مکہ مکرمہ جیسا مقدس شہر ہی  
کیوں نہ ہو بندگی رب کی خاطر اس کو چھوڑ دینا چاہیے۔ آخر موت کے بعد ایک دن اپنا وطن گھر بار اور رشتے دار سب  
— چھوٹنے ہی ہیں اس لئے ایک مومن کو آخرت کی تسکین ہونی چاہیے اور اس کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے  
لئے تیار رہنا چاہیے۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ جو لوگ مکہ میں رہتے ہوئے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں وہ کسی دوسری  
جگہ چلے جاتیں۔ نبی نے اللہ تعالیٰ کے اس اشارے کو سمجھ کر ایمان لانے والوں سے کہا کہ حبشہ کا بادشاہ انصاف پسند ہے  
تم لوگ وہاں ہجرت کر جاؤ چنانچہ اہل ایمان کا یہ قافلہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا۔

یہ رجب کا مہینہ تھا اور نبوت کا پانچواں سال ۶۱۰ء۔ ایک ایک دو دو مسلمان چھپتے چھپاتے شعبہ کی  
بندر گاہ میں جمع ہونے لگے۔ یہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ اتفاق سے کشتیاں تیار مل گئیں اور بچھا کرنے والے  
ان لوگوں کو نہیں پاسکے۔

یہ لوگ حبشہ پہنچ کر سکون کے ساتھ رہنے لگے۔ یہ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت تھی۔ پھر دوبارہ بھی ہجرت  
ہوئی جن میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حبشہ ہجرت کر گئے۔  
دونوں مرتبہ ہجرت کے واقعات کا خلاصہ یہ ہے۔



## ہجرت حبشہ

اسلام کا یہ سرچشمہ مکہ کی سر زمین سے پھوٹا تھا۔۔۔۔۔ مگر یہ صرف ارضِ مکہ کے لئے نہیں تھا اس کو پھیلنا تھا۔ چشمہ سے دریا اور دریا سے سمندر بنتا تھا۔۔۔۔۔ یہ نعمت کسی ایک خطہ کے لئے نہیں تھی، دنیا کے تمام انسانوں کے لئے تھی۔۔۔۔۔ حالات کی سختی ایک طرح کی بھی تھی جس میں اہل ایمان کا سونا کندن بنتا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کھرے سونے کو دنیا کی مارکیٹ میں لانا تھا۔ اشارہ ہوا۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِنِّي أَفْعَلُ لَكُمْ  
كُلَّ نَفْسٍ ذَاتِ نَسَبٍ وَالنَّسُوتِ

(اے میرے مومن بندو، میری زمین وسیع ہے اور دیکھو، کیسے بھی رہو) میری بندگی بجاتے رہنا۔ ہر جا مدار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (اس لئے یہ دنیا کوئی بہت زیادہ دل لگانے کی جگہ نہیں ہے کہ اپنا ٹھکانا چھوڑنے کا رنج و غم ہو، موت ایک دن یہ ٹھکانا چھڑا دینی ہے) شَرُّ الْيَنِّ شَرْجَعُونَ۔ (پھر تم سب پلٹ کر ہماری طرف لائے جاؤ گے)۔

حکم الہی کا اشارہ پا کر آپ نے فرمایا۔

”حبشہ کی سر زمین پر ایسا بادشاہ حکمراں ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ تم اس ملک میں چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس مصیبت کو رفع کرنے کی کوئی صورت پیدا فرمادے جس میں تم مبتلا ہو۔“

رجب کا مہینہ اور نبوت کا پانچواں سال (۳۱ھ) ایک ایک دو دو مسلمان چھپتے چھپاتے مکہ سے شعبہ کی بندرگاہ میں جمع ہونے لگے۔ یہ گیارہ مرد اور چار عورتیں تھیں۔ اتفاق سے تجارتی کشتیاں جانے کے لئے تیار ملیں اور نصف دینار پر لے جانا منظور کر لیا۔

مشرکین کو پتہ چلا، پکڑنے کے لئے آدمی دوڑائے مگر جب تک وہ پہنچے کشتیاں روانہ ہو چکی تھیں اعلیٰ تدریوں اور ایک بلند نصب العین کے لئے وطن کی قربانی، عزیز و اقارب، گھر بار کی قربانی، جہاد کے بعد اہم ترین عبادت ہے۔ براعظم افریقہ میں ایمان کی شمع روشن کرنے والا یہ پہلا کارواں روانہ ہوا، تو سورہ مريم کا نزول ہو چکا تھا جس میں حضرت عیسیٰ کی حقیقت بتادی گئی تھی۔ اور اہل کتاب سے بحث کرنے کا طریقہ بتا دیا گیا تھا۔

حبشہ کے پہلے ہاجرین کے قافلے میں یہ حضرات شامل تھے۔

مرد

- ۱- حضرت عثمان بن عفان
- ۲- حضرت ابوذر غفیر بن عتبہ
- ۳- حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد
- ۴- حضرت عامر بن ربیعہ
- ۵- حضرت ابوسبرہ بن ابی برہم عامری
- ۶- حضرت زبیر بن عوام
- ۷- حضرت عبدالرحمن ابن عوف
- ۸- حضرت عثمان بن ملعون
- ۹- حضرت ابوہریرہ بن عمرو
- ۱۰- حضرت ہبیل بن بیضار
- ۱۱- حضرت مصعب بن عمیر

قبیلہ

- بنی امیہ  
بنی عبدالشمس  
بنی مخزوم  
بنی عدو کے حلیف  
بنی عامر  
بنی اسد — حضرت خدیجہ رحمہ کے بھتیجے۔ اُن حضرت م  
کی پھوپھی حضرت صفیہ کے بیٹے۔  
بنی زہرہ — حضور کے نھیلی رشتہ دار  
بنی جمح  
بنی حارث  
بنی عبدالدار — ہاشم کے پوتے

شوہر کا نامقبیلہعورتیں

- |                      |           |                           |
|----------------------|-----------|---------------------------|
| حضرت عثمان رحمہ      | بنی ہاشم  | ۱- حضرت رقیہ بنت محمد     |
| حضرت ابوذر غفیر رحمہ | بنی عامر  | ۲- حضرت سہلہ بنت ہبیل     |
| حضرت ابوسلمہ رحمہ    | بنی مخزوم | ۳- حضرت ام سلمہ بنت امیہ  |
| حضرت عامر رحمہ       | بنی عدو   | ۴- حضرت جیلہ بنت ابی عثمہ |

جب میں یہ قافلہ حبشہ پہنچا اور سکون کے ساتھ رہنے لگا۔ تین چار مہینے گزرے تھے کہ ایک غلط فہمی کی وجہ سے مشرکین کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی۔

○ یہ واقعہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے بڑا عجیب ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ انسان اپنی فطرت کے خلاف لاکھ چلنا چاہے مگر ایک لمحہ اس کی زندگی میں ایسا آتا ہے جب فطرت عرباں ہو جاتی ہے۔ ایک اشرہ پر ایمان اور اس کے جذبوں کی اللہ کے سامنے خود سپردگی انسان کی فطرت کی آواز ہے۔

بجایہ کہ قریش کا ایک مجمع کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں سورہ النجم نازل ہوئی۔ نبی نے قریش کے مجمع میں اس کی تلاوت فرمائی شروع کی۔ کلام الہی کا صوتی آہنگ، مہبط وحی کی پڑتائیں زبان سے۔ مجمع میں وحید کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور جب آپ آیت سجدہ تلاوت کرتے ہوئے اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوئے تو غیر امتیازی طور پر مسلم و کافر سب ہی سجدہ میں گر پڑے۔ ولید بن مغیرہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکا تو



سفر بنی نضیر اور طوفانی ہواؤں کی زد میں ہوتا اس کے باوجود بھری سفر اور سندر سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ اکثر مکی تاجر و نجاشی، سے شخصی تعارف بھی رکھتے تھے۔ اس زمانے میں نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا۔ نجاشی حبشی زبان کے لفظ نجوش یا نیگوش کا معرب ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہیں۔

چونکہ صدی عیسوی میں اتھاناسیوس سکندریہ کا لارڈ پادری تھا اس نے سن ۳۰۰ء میں حبشہ کے دارالسلطنت اسکوم میں پہلا کتب خانہ بھیجا تھا حبشیوں کا کہنا ہے کہ حضرت سلیمان کی ملکہ بلقیس حبشہ کے بادشاہوں کی نسل سے تھیں جو یمن میں آباد ہو گئی تھی۔ شاہ حبشی یمن اولیٰ کی درخواست پر سن ۵۲۵ء میں شاہ حبشہ نے یمن کے نصرانیوں کی مدد کے لئے حملہ کیا اور یہاں بحیثیت فاتح پچاس سال تک حکومت کی۔ اسی زمانے میں حبشی گورنر ابرہہ نے کعبہ کو ڈھا کر صنعا کا کلیسا آباد کرنا چاہا تھا۔ اس وقت آنحضرت م کے دادا عبدالمطلب قریش کے سردار تھے۔ اس وقت کے نجاشی حکمران کا نام "اصمہ" تھا اس کے عدل و انصاف کی دور دور شہرت تھی۔

○ مسلمانوں پر مشرکین کا ظلم و تشدد بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ اپنے ہی عزیزوں نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلسلہ نبوی میں آنحضرت م نے مسلمانوں کو دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دیدی۔ اس دفعہ بھی تعاقب کیا گیا اس کے باوجود ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں نجا چکا حبشہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان ۱۸ عورتوں میں سے ۱۱ عورتیں قریش سے تعلق رکھتی تھیں۔ پہلے مہاجرین میں سے اکثر دوبارہ شامل ہو گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مع زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مع زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا — ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت عبید اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ مع زوجہ ام جمیہ بنت ابوسفیان — عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ام جمیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت م کی زوجیت میں آئیں۔

ابوہل کے سوتیلے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابنی ربیعہ۔

رئیس مکہ عقبہ کے صاحبزادے حضرت ابوحنظلہ رضی اللہ عنہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت مقداد ابن عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت جعفر بن ابوطالب — ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس کے بطن سے حبشہ میں مین بیٹے ہوئے۔

حضرت خالد بن حزام ابن خویلد۔ (حضرت خدیجہ کے بھتیجے)

○ حضرت خالد حبشہ جاتے ہوئے راستہ میں سانپ کے کاٹنے سے انتقال فرما گئے اور قرآن مجید کی اس آیت کے حقدار بنے۔

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْنَتِهِمْ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، لَشَرَّ يَذُرُّكُمْ التَّوَاتُ

فَكَذَّبَكُمْ وَأَجْرًا عَلَى اللَّهِ. (سورہ نساء آیت ۸۱)



## فیصل

○ حبشہ کی اس دوسری ہجرت سے مکے کے ہر گھر میں کہرام مچ گیا کیونکہ ہر خاندان کا کوئی نہ کوئی فرد اس میں شامل تھا مسلمان حبشہ پہنچے اور آرام و سکون سے رہنے لگے۔ یہ سن کر مشرکین کے سینہ پر سانپ لٹے۔ لگا انہیں یہ اندیشہ تھا کہ مسلمان حبشہ میں جمع ہو کر ایک طاقتور بن جائیں اور حبشیوں کی مدد سے ہم پر حملہ نہ کر دیں۔ دارالندوہ میں غور ہوا اور برطے ہوا کہ سرکردہ لوگوں کا ایک وفد نجاشی کے دربار میں بھیجا جائے

اس مقصد کے لئے عمرو بن العاص اور ابو جہل کے ماں جائے بھائی عبداللہ بن ربیعہ کو بہت سے تحفوں کے ساتھ حبشہ روانہ کیا گیا نجاشی کے لئے اعلیٰ درجہ کے دیباغت کے لئے چڑے بطور تحفہ بھیجے گئے۔ ان دونوں نے پہلے نجاشی کے امرا اور مذہبی پیشواؤں سے ملاقات کی انہیں تحفے پیش کر کے ہموار کیا

○ کفار مکہ کے وفد نے نجاشی کے دربار میں باریابی حاصل کی اور عرض گزار ہوئے کہ۔  
شابا! ہمارے چند ہم وطن نادانوں نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے۔ انھوں نے آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا۔ ایک نیا دین گھڑ لیا ہے اور آپ کے ملک میں پناہ لے رکھی ہے۔

ہماری قوم کے اشراف اور سربراہ آوردہ لوگوں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔  
درباری کیونکہ پہلے ہی ہموار تھے انھوں نے تائید کی۔ پادروں نے کہا کیونکہ یہ لوگ ہمارے دین میں داخل نہیں ہوئے اس لئے ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے۔  
مگر نجاشی نے کہا۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ان مہاجرین کی بات بھی سنی جائے۔ مہاجرین کو بلا لیا گیا۔

○ دوسرے دن مہاجرین دربار میں اس شان کے ساتھ آئے کہ دروازہ پر پہنچے ہوئے گھبرا گئے۔ بادشاہ سلامت! اشرکوں کا گروہ دربار میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔

نجاشی نے یہ کلمات سنے تو خوب دار سے کہا۔ ان سے کہو یہ کلمات ایک بار پھر دہرائیں۔  
دوبارہ آواز آئی تو نجاشی نے کہا۔ اشرک کے حکم سے داخل ہو جاؤ اور تم اس کی امان میں ہو۔  
مہاجر صحابہ السلام علیکم کہتے ہوئے دربار میں آئے۔  
درباری امیروں میں سے ایک نے کہا۔ تم نے شاہ ذی جاہ کو سجدہ نہیں کیا؟  
جواب دیا ہم اشرک کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، خود اپنے رسول کو بھی اسی طرح سلام کرتے ہیں جو اہل جنت کا طریقہ ہے۔

نجاشی نے پوچھا تم میں اجازت طلب کرنے والا کون تھا؟  
جعفر ابن ابی طالب آگے بڑھے۔

نجاشی نے کہا اپنے موقف کی وضاحت کرو۔

حضرت جعفر نے کہا، پہلے میں مکہ کے وفد سے پوچھتا ہوں۔ کیا ہم میں سے کوئی غلام ہے جو اپنے آقا کو دغا دے کر بھاگ آیا ہو؟۔ "نہیں"۔

کیا ہم میں سے کوئی کسی کا مال لے کر فرار ہوا ہے؟۔ "نہیں"۔

اس جرح سے درباریوں پر مسلمانوں کی اخلاقی حیثیت واضح ہو گئی۔

نجاشی نے مکہ کے وفد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اے قریشیو! تم ان سے کیا چاہتے ہو؟

عروب العالم نے کہا — ہم اور یہ اپنے آباء و اجداد کے دین پر تھے۔ انھوں نے اسے چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کیا ہے۔

نجاشی نے حضرت جعفر کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا — پہلے تمہارا دین کیا تھا؟ — اور اب تم نے کون سا دین اختیار کر لیا ہے؟ —

○ حضرت جعفر نے جواب دیا — ہم نے اپنے آباء و اجداد کے بت پرستی کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور اللہ کے پسندیدہ دین کو اختیار کر لیا ہے جسے ہمارے رسول نے ہمیں سکھایا ہے ان پر اللہ کی کتاب بھی اتری ہے جو انجیل عیسیٰ ہے اور اس کے موافق بھی ہے۔

نجاشی نے کہا — تم نے ایک امیر عظیم کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ ذرا رک جاؤ پھر اس نے ناقوس بجانے کا حکم دیا جسے سن کر راہب، مذہبی پیشوا اور علماء دربار میں جمع ہو گئے۔ نجاشی نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا — تمہیں اس رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ پر انجیل مقدس کو نازل فرمایا، کیا حضرت عیسیٰ اور روز قیامت کے درمیان کوئی اور نبی بھی آئے گا؟ —

مذہبی پیشواؤں اور علماء نے جواب دیا — قسم ہے اللہ کی ایک رسول ضرور آئے گا۔ ان کی آمد کی بشارت حضرت مسیح نے دی ہے اور فرمایا جو ان پر ایمان لائے گا وہ مجھ پر ایمان لائے گا اور جو ان کے ساتھ کفر کرے گا وہ مجھ سے کفر کرے گا۔

پھر نجاشی نے حضرت جعفر سے مخاطب ہو کر پوچھا، یہ بتاؤ وہ رسول کس بات کا حکم دیتے ہیں اور کن چیزوں سے منع کرتے ہیں؟ اس پر حضرت جعفر نے ایک مفصل اور بلیغ تقریر فرمائی۔



”اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں بُری قوم تھے، بت پرست اور مردار خور تھے، بے حیائی کے کام کرتے اور قطع رحمی کرتے، پڑوسی کا کوئی حق نہ پہچانتے تھے، طاقتور کمزور کو کھا جاتا۔ ہم اس حال میں تھے کہ اللہ نے ہماری طرف خود ہم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جس کے حسب نسب صداقت و دیانت تقویٰ اور پاک دامنی سے ہم خوب واقف ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بلا یا کہ ہم اس کی توجید کے قابل ہوں، اس کی عبادت کریں — بتھروں اور بتوں کی پوجا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباء و اجداد کرتے تھے۔ اس نے ہمیں راست گوئی، امانت داری، صلہ رحمی، حقوق ہمسائیگی اور عہدہ بیان کی پاسداری کا حکم دیا۔ حرام افعال اور خوں دہیزی سے منع کیا۔ اس نے ہمیں تاکید کی کہ بے حیائی سے بچو، جھوٹ نہ بولو، بیٹیوں کا مال نہ کھاؤ، حکم دیا کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، روزے رکھو۔ اس نے جس چیز کو حرام بتایا ہم نے حرام جانا جس چیز کو حلال بتایا حلال جانا، ہم اس پر ایمان لائے، شرک اور بت پرستی چھوڑی، برے کاموں سے باز آئے — اس پر ہماری قوم ہماری جانی دشمن ہو گئی اور ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم وعدہ لا شریک لہ کی عبادت چھوڑیں، لکڑی اور تھہر کی صورتیں پوچھیں۔ ہم نے قوم کے ہاتھوں بہت ظلم سہے، انھوں نے ہماری زندگی اجھرن کر دی، ہمارے دین کے راستے میں مائل ہو گئے۔ آخر مجبور ہو کر یہ اپنے ملک سے

نکل آئے، دوسروں کے بجائے آپ کی پناہ لی۔ اس امید پر کہ شاید ہم پر یہاں ظلم نہ ہوگا۔  
تقریر اتنی واضح اور موثر تھی کہ سماں بندھ گیا۔ نجاشی نے کہا ہمیں وہ کلام سناؤ جو تمہارے  
رسول پر اتر رہا ہے۔

حضرت جعفر نے موقع کی مناسبت سے سورہ مریم کے ابتدائی حصہ کی تلاوت کی۔  
نجاشی اور اہل دربار کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ نجاشی نے کہا خدا کی قسم، کلام  
اور انجیل ایک ہی چراغ کے پر تو ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہی پیغمبر ہیں جن کی خبر حضرت  
عیسیٰ نے دی تھی، اللہ کا شکر ہے مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔  
پھر قریش کے سفروں سے کہا۔ تم واپس چلے جاؤ، بخدا میں انہیں ہرگز ہرگز تہمت  
حوالے نہ کروں گا۔

○ عمرو بن العاص نے دوسرا داؤ کھیلا۔ نجاشی کو بھڑکانے کے لئے انھوں نے کہا کہ وہ حضرت  
عیسیٰ کے بارے میں گستاخی کرتے ہیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔  
هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَكَلِمَتُهُ أُنشِأَهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَوَدَّحْنَاهُ  
» وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ اس کی طرف سے روح اور کلمہ ہیں جسے اللہ  
نے کنواری مریم پر القا کیا تھا۔

نجاشی نے کہا صحیح ہے۔ اگر انتظام سلطنت میرے سپرد نہ ہوتا تو مجھے تمہارے پیغمبر کی جوتیاں اٹھانے  
میں فخر ہوتا۔  
نجاشی نے حکم دیا کہ قریش کے لئے ہوئے تحفے واپس کر دیئے جائیں۔

( « معارج انسانیہ - صفحہ ۱۲۹ تا ۱۳۰ » )

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۵۷﴾

کُلُّ نَفْسٍ	ذَائِقَةُ	الْمَوْتِ	ثُمَّ	إِلَيْنَا	تُرْجَعُونَ
ہر شخص	چکنا	موت	پھر	ہماری طرف	تم لوٹائے جاؤ گے

ہر شخص کو موت (کا مزہ) چکنا ہے، پھر تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ

وَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	لَنُبَوِّئَنَّهُمْ	مِنَ
اور	جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کے نیک	ہم ضرور انہیں جگہ دیں گے	سے

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ہم ضرور انہیں جگہ دیں گے

الْجَنَّةِ غُرُفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

الْجَنَّةِ	غُرُفًا	تَجْرِي	مِنْ	تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ	خَالِدِينَ
جنت	بالا خانے	جاری ہیں	سے	اس کے نیچے	نہریں	وہ ہمیشہ رہیں گے

جنت کے بالا خانوں میں۔ اس کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿۵۸﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا

فِيهَا	نِعْمَ	أَجْرُ	الْعَمِلِينَ	الَّذِينَ	صَبَرُوا
اس میں	(کیا ہی) اچھا	اجر	کام کرنے والے	جن لوگوں نے	صبر کیا

کیا ہی اچھا اجر ہے کام کرنے والوں کا۔ جن لوگوں نے صبر کیا

وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۵۹﴾

وَعَلَىٰ	رَبِّهِمْ	يَتَوَكَّلُونَ
اور	پر	وہ بھروسہ کرتے ہیں۔

اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

﴿۵۷﴾ ہر ایک جان موت کو چکنے والی ہے پھر تم ہماری طرف آؤ گے۔

﴿۵۸﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ○  
بِالْقَاءِ وَالْبَاءِ بَعْدَ الْبُعْثِ

## فیصل

۵۸) اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بے شک ہم ان کو جنت میں اونچے اونچے عمل اور بالا خانے رہنے کے لئے دیں گے۔

کرنے والوں کے لئے۔  
کرنے کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ عمدہ ثواب ہے نیک عمل کرنے والوں کے لئے۔

۵۹) وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرکین کی تکلیف پر صبر کیا اور ہجرت کی دین کے ظاہر کرنے کو اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ سو وہ ان کو روزی و ناکار ہے اس جگہ سے کہ ان کے گمان میں بھی نہیں۔

۵۸) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنْ تَحْتِ الثُّرَاثِ فِي أَصْنَافٍ مِمَّا تَرَكَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ الثَّمَنِ الْأَمْثَلِ أَلْفًا مِائَةً وَرَفَعْنَا لَهُمْ فِي ذَلِكَ مِنَ الْجَنَّةِ عُزُوفًا وَمَجْرَىٰ مِنْ حَمِيمٍ الْأَنْهَارِ الْخَالِدِينَ مُقَدَّرِينَ لَكُمْ فِيهَا نَعَمٌ أَجْرًا لِّلْعَمَلِينَ ۝ هَذَا الْأَجْرُ هُمُ

۵۹) الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ أَذَى الشِّرْكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَى الدِّينِ وَعَلَىٰ سَائِرِهِمْ يَكْفُرُونَ ۝ فَيَرْزُقُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُونَ

## تشریح

۵۷) وطن چھوڑنے کا غم کیوں؟ ایک دن دنیا ہی چھوڑنی ہے | مومن کی نظر میں سب سے عزیز چیز اس کا ایمان ہے۔ وطن ہو یا جان، ایمان کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایمان کو بچانے کے لئے اگر ہجرت کرنا مشکل ہو رہا ہو اور ایمان کی حفاظت کے لئے اگر جان کی قربانی دینے میں ہی کھپا ہٹ محسوس ہو رہی ہو تو خوب سمجھ لو کہ ہر جاندار کو ایک دن موت کا ڈالوہ چلنا ہے موت سے نہ کوئی بچا ہے نہ بچکا اور موت کے بعد اللہ کی کتاب لکھی ہوئی اسے اگر ایمان بچا دیکے لئے جان کی یا وطن کی قربانی دینی پڑے تو کوئی پروا نہیں ہونی چاہئے۔ جان تو جانی ہے ایمان نہ جانی ہے۔ دنیا کا محروم محروم نہیں ہے، آخرت کا محروم محروم ہے | حق کے راستے پر چلتے ہوئے اور ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اگر دنیا کی نعمتوں سے محروم بھی رہنا پڑے تو دنیا کی محرومی محرومی نہیں ہے۔ آخرت کی نعمتوں سے اسکی تلافی ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اسکو وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جن کا وہ تصور نہیں کر سکتا جنت کی بلند والی اعمار میں ہونگی جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی خوب صورت مناظر اور اعلیٰ درجے کی زندگی ہوگی جہاں اہل ایمان اور نیک اور صالح عمل والے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن اگر آخرت کی ان نعمتوں سے محروم رہا تو اس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے اللہ کی جنت کہ قربانیوں کا تقاضہ کرتی ہے۔

۵۹) صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والوں اور کبھی صانع دہوگا | صبر اور توکل ایسی اعلیٰ درجے کی صفات ہیں جو انسان کو ہر شکل جھینے کی طاقت دیتی ہیں مشکل اور صبر آزما حالات میں سچائی پر قائم رہنا اور ان تمام تکلیفوں اور پریشانیوں کو استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ برداشت کرنا جو سچائی پر چلنے میں پیش آئیں ظاہری اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر بھروسہ رکھنا اسی پر توکل کرنا اس کی کارسازی پر یقین ہونا اور اس کے لئے گھر چھوڑ کر ایسی جگہ چلے جانا جہاں بندگی رب کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکے۔ ان کو یہاں کے وطن سے بہتر وطن اور یہاں کے گھروں سے بہتر گھر عطا کئے جائیں گے۔

وَكَاتِنٌ مِّنْ دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾

وَكَاتِنٌ	مِّنْ دَابَّةٍ	لَّا تَحْمِلُ	رِزْقَهَا	اللَّهُ	يَرْزُقُهَا	وَإِيَّاكُمْ	وَهُوَ	السَّمِيعُ	الْعَلِيمُ
اور بہت	جانور	نہیں اٹھاتے	اپنی روزی	اللہ	انہیں ہی پاتا	اور میں بھی	اور وہ	سننے والا	جاننے والا

اور بہت جانور ہیں (جو) نہیں اٹھاتے (پھرتے) اپنی روزی، اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور میں بھی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

④ اور بہت جانور ہیں کہ وہ اپنا رزق اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتے بسبب اپنی ضعیفی کے انشان کو اور تم کو لے مہاجرین روزی پہنچاتا ہے اگرچہ تمہارے ساتھ توثر اور غرح کا سامان نہ ہو۔ اور وہ سنا ہے تمہاری بات کو جانتا ہے تمہارے جی کی باتوں کو۔

④ وَكَاتِنٌ مِّنْ دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا لِيُضْعَفُهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾

### تشریح

④ ہجرت کرنے میں معاشی تنگی کی فکر مت کرو | اپنا وطن اور گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہ جانے میں اور مسائل کے علاوہ ایک بڑا مسئلہ معاش کا بھی ہوتا ہے ایک آدمی کا کاروبار ایک جگہ جما ہوا ہے یا روزگار لگا ہوا ہے۔ اس کو چھوڑ کر ایک نئی جگہ کام کرنے میں بہت سے اندیشے ہوتے ہیں اس لئے مہاجرین کو اطمینان دلایا جا رہا ہے کہ دیکھو تمہاری ذمہ داری رزق کے حصول کے لئے صحیح تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے لیکن جہاں تک اس تدبیر کے نتیجے کا تعلق ہے تو اس میں کامیابی دینا یہ اللہ کے اختیار میں ہے اس لئے جو تمہیں یہاں رزق دے رہا ہے وہاں بھی کوئی بندوبست ضرور کر دے گا۔ آخر کتنے چرند پرند اور حیوانات ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے مگر اللہ تعالیٰ ان کو ہر جگہ رزق دے رہا ہے۔ اسی طرح انسانوں کو بھی ان کی روزی پہنچانی جارہی ہے تمہیں فکر اللہ کی عبادت کی ہونی چاہیے نہ کہ اس بات کی کہ کھائیں گے کیا۔ توکل المفہوم یہ نہیں ہے کہ تدبیر اختیار نہ کی جائے۔ تدبیر نہ کرنا تعطل ہے اور تدبیر کرتے ہوئے اللہ پر بھروسہ کرنا توکل ہے۔ توکل تدبیر سے نہیں روکتا زر پرستی سے روکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے :-

لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقًّا تَوْكَلْنَا لَكُنَّا ثَوْرًا تَغْدُوا  
خِصَامًا وَتَكْرُومًا بَطَاقًا۔ (الترمذی۔ ابواب الزہد)

(اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو ہمیں اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو دیا جاتا ہے، صبح بھوکے نکلے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں۔)

اللہ تمہارے حال سے خوب واقف ہے اور تمہاری فریاد سنتا ہے۔ کشادگی کی کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکالے گا۔

دعوت حق کی راہ میں ایک ایسا مرحلہ بھی آجاتا ہے جب حق پر چلنے والوں کے لئے ایک ہی راستہ ہوتا ہے کہ ظاہری اسباب سے قطع نظر کر کے اللہ کی راہ میں سر دھڑکی بازی لگادیں۔ اس مرحلے پر حصول رزق کی ضمانتیں تلاش نہیں کی جاتیں بلکہ سر جھیلی پر رکھ کر ہنجرے سے گرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی بدولت انقلابات آیا کرتے ہیں۔

وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ

وَلَيْنَ	سَأَلْتَهُمْ	مَنْ خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	وَسَخَّرَ
اور البتہ اگر تم	پوچھو ان سے	کس نے بنایا	آسمان (جمع)	اور زمین	اور سخر کیا (کام میں لگایا)

اور البتہ اگر تم ان سے پوچھو کس نے زمین اور آسمانوں کو بنایا اور سورج اور چاند کو

الشَّمْسِ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَلَىٰ يَوْمَئِذٍ كَوْنٌ ﴿٦١﴾

الشَّمْسِ	وَالْقَمَرَ	لَيَقُولُنَّ	اللَّهُ	فَأَلَىٰ	يَوْمَئِذٍ	كَوْنٌ
سورج	اور چاند	وہ ضرور کہیں گے	اللہ	پھر کہاں	وہ اگلے دن	ہم سے ہوتے ہیں

کام میں لگا یا؟ تو وہ ضرور کہیں گے "اللہ نے" پھر وہ کہاں اگلے دن پھرے جاتے ہیں

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ

اللَّهُ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ يَشَاءُ	مِنْ عِبَادِهِ	وَيَقْدِرُ	لَهُ
اللہ	فراخ کرتا ہے	روزی	جس کے لئے وہ چاہے	اپنے بندوں میں سے	اور نیک دیتا ہے	ان کے لئے

اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی فراخ کرتا ہے اور (جس کے لئے چاہے) ان کے لئے تنگ کرتا

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ

إِنَّ اللَّهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيمٌ	وَلَيْنَ	سَأَلْتَهُمْ	مَنْ نَزَّلَ	مِنَ
بیشک اللہ	ہر چیز کا	جاننے والا	اور البتہ اگر تم ان سے پوچھو	کس نے اتارا	سے	پانی

ہے بیشک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اور البتہ اگر تم ان سے پوچھو کس نے اتارا آسمانوں سے پانی

السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

السَّمَاءِ	مَاءً	فَأَحْيَا	بِهِ	الْأَرْضَ	مِنْ بَعْدِ	مَوْتِهَا	لَيَقُولُنَّ	اللَّهُ
آسمان	پانی	پھر زندہ کر دیا	اس	زمین	بعد	اس کا مرنا	البتہ وہ کہیں گے	اللہ

پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا، وہ ضرور کہیں گے "اللہ نے"

قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾

قُلِ	الْحَمْدُ	لِلَّهِ	بَلْ	أَكْثَرُهُمْ	لَا	يَعْقِلُونَ
آپ کہیں	تمام تعریفیں اللہ کے لئے	لیکن	ان میں اکثر	عقل سے کام نہیں لیتے۔		

آپ فرمادیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے نہیں لیکن ان میں اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔

﴿٦١﴾ اور بے شک اگر تم کافروں سے پوچھو کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور کس نے فراں بردار کر رکھا ہے سورج اور چاند کو تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

﴿٦١﴾ وَلَيْنَ لَا مَسِيرَ سَأَلْتَهُمْ أَيُّ الْكُفَّارِ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَلَىٰ

يُوقُونَ ○ يَصْرُفُونَ عَنْ تَوْحِيدِهِ

بَعْدَ إِشْرَارِهِمْ بِذَلِكَ

۶۲ ○ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ يُوسِعُهُ لِمَن يَشَاءُ  
مِنَ عِبَادِهِ أَمَّا أَنَا وَبِقَدْرِ يُضَيِّقُ لَهُ بَعْدَ  
الْبُسْطِ أُولَئِكَ يَفْءَاءُ إِنَّا اللَّهُ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ وَمِنهُ مَعْلُ البُسْطِ وَ  
التَّضْيِيقِ وَلَئِن لَّمْ نُقَسِّمْ سَأَلْتَهُم مِّن  
نَّزَلٍ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنحِيَابِهِ  
الْأَرْضِ مِن بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ مَدَّ كَيْفَ  
يُفْرِكُونَ بِهِ قُلْ لَسْتُ الْهَمْدُ لِلَّهِ عَلَى  
ثُبُوتِ الْحُجَّةِ عَلَيْكُمْ بَلْ أَكْتَرْتُمْ  
لَا يَعْقِلُونَ ○ تَنَاقَضَتْ فِي ذَالِكَ

سو وہ لوگ بعد اس اقرار کے اللہ کی توحید سے کونکر  
منکر ہوتے ہیں۔

۶۲ ○ اللہ فراخ کرتا ہے روزی کو جس کے لئے چاہے اپنے  
بندوں میں سے اس کے آزمانے کو اور جس کے لئے چاہتا  
ہے فراخی کے بعد تنگی کرتا ہے واسطے آزمانے کے بے شکر اللہ  
ہر چیز کو جانتا ہے روزی کے فراخ کرنے کی جگہ اور تنگی کے  
عمل کو بھی جانتا ہے یعنی جو کچھ جس کے لئے مناسب جانتا ہے کرتا ہے  
اور اللہ اگر اے محمد تم ان سے پوچھو کہ کس نے اتارا ہے آسمان  
سے پانی کہ زندہ کیا ہے اس سے زمین کو بعد اس کے خشک ہو جانے  
کے تو ان پر درود کہیں گے، اللہ نے پھر اس کے لئے شکر کیا بناتے  
ہیں ان کی ذمہ داری جو اللہ کو ہے کہ تم پر دلیل قائم ہوئی بلکہ ان میں  
اکثر اس بنا کو نہیں سمجھتے کہ ان کے دعوے میں تناقض ہے۔

تشریح

۶۱ ○ سب جانتے ہیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ ہے | مکے کے مشرکین ہوں یا آج حق سے منہ پھرنے والے سب جانتے اور مانتے ہیں کہ زمین  
و آسمان میں رزق کے تمام اسباب اللہ نے پیدا کئے ہیں وہی ہر چیز کا خالق ہے اسی نے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہے  
پھر معلوم نہیں کدھر کو بہک جاتے ہیں اور بھروسہ نہیں رکھتے کہ جب رزق کے اسباب اس نے پیدا کئے ہیں تو وہ رزق بھی دیگا مگر  
اتنا ہی دیکھنا چاہتا ہے۔ اتنا نہیں جتنا چاہتے ہو۔ جیسا کہ آنے والی آیت میں بتایا جا رہا ہے۔

۶۲ ○ رزق کی تقسیم اللہ کی حکیمانہ تدبیر کے مطابق ہے | بے شک اللہ تم نے اپنی مخلوق کے لئے رزق کا انتظام کیا ہوا ہے اور رزق کے سارے  
سرچشمے اللہ کے مکمل تلفن اور اختیار میں ہیں وہ رزق اپنے بندوں کو دیتا ہے مگر کس کو کتنا دیتا ہے یہ فیصلہ وہ خود اپنی حکیمانہ تدبیر  
کے مطابق کرتا ہے۔ اگر کسی کے رزق میں کسادگی کرتا ہے تو اس میں بھی اس کی مصلحت اور اس کی حکمت ہوتی ہے اور اگر کسی  
کے رزق میں تنگی کرتا ہے تو اس میں بھی بندے کی خیر خواہی اور اس کی حکیمانہ تدبیر ہوتی ہے اس لئے اگر گھر اگر کوئی غیر اللہ سے رزق طلب  
کرنے لگے تو جب اس کے اختیار میں ہے ہی نہیں تو وہ دیگا کیسے؟ روزی کے دروازوں کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں اللہ انسان کا کام یہ ہے کہ وہ  
محنت اور جائز تدبیر اختیار کرتا رہے کیونکہ اللہ تم ہر چیز سے باخبر ہے اس لئے کسی بیشی کا اس کا فیصلہ صحیح فیصلہ ہوتا ہے۔

۶۳ ○ اللہ کے حکم سے بارش مردہ زمین کو زندہ کرتی ہے | دنیا کے کسی بھی انسان سے یہاں تک کہ ان لوگوں سے بھی جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو  
سامی کرتے ہیں اگر یہ پوچھا جائے کہ بتاؤ آسمان سے پانی کون برساتا ہے جس سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے اور سبزہ اہلانے لگتا ہے؟ تو وہ  
یہی کہیں گے کہ اللہ۔ جب اللہ یہی کرتا ہے تو ہر حمد و ثنا کا اور شکر گزاری کا مستحق وہی ہے اس حقیقت کے اعتراف کے بعد  
پھر اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اور اطاعت کی گنجائش کہاں رہی؟

پھر یہ بھی دیکھتے ہو کہ آسمان سے بارش ہر جگہ ایک جی نہیں ہوتی۔ کہیں خوب پانی برستا ہے کہیں کم برستا ہے یہ سب اللہ  
کی حکمت کے مطابق ہوتا ہے اسی طرح رزق میں کسی بیشی یہ بھی اللہ کی حکمت سے ہوتی ہے۔

جس طرح بارش برستے ہی مردہ زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح انسانوں کی حالت بھی بدلتے دیر نہیں لگتی۔ وہ خدا اسی دیر میں  
مفسس کو دولت مند کر دیتا ہے۔ پھر بھی بہت سے لوگ ان باتوں پر غور نہیں کرتے۔



وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ

وَمَا	هَذِهِ	الْحَيَاةُ	الدُّنْيَا	إِلَّا لَهُوٌ	وَلَعِبٌ	وَإِنَّ	الدَّارَ
اور نہیں	یہ	زندگی	دنیا	سوائے کھیل	اور کُود	اور بیشک	گھر

اور یہ دنیا کی زندگی کھیل کُود کے ہوا کہ نہیں اور بیشک آخرت

الْآخِرَةُ لَهِىَ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۶۳﴾

الْآخِرَةُ	لَهِىَ	الْحَيَاةُ	الدُّنْيَا	لَوْ	كَانُوا	يَعْلَمُونَ
آخرت	البتہ وہی	زندگی	کاش	کاش	وہ جانتے ہوتے	

کا گھر ہی (اصل) زندگی ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔

﴿۶۳﴾ وَ مَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوٌ وَلَعِبٌ الخ اور نہیں ہے یہ زندگی دنیا کی کھیل اور تماشا اور دنیا میں جو نیک عمل اللہ کی نزویٰ حاصل کرنے کو کئے جاتے ہیں وہ امور آخرت سے ہیں دنیا میں سے نہیں کیونکہ ان کا ثمرہ آخرت ہی میں ظاہر ہوگا بے شک پھلا گھر وہی ہے زندگی اصل۔ اگر وہ اس امر کو جانتے تو دنیا کو آخرت پر پسند کرتے۔

﴿۶۳﴾ وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوٌ وَلَعِبٌ ۖ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَظُهُورٌ شَرِيحًا فِيهَا فِيهَا وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ مَا أَشْرُوا الدُّنْيَا بِعَالِمِهَا

### تشریح

﴿۶۳﴾ اصل فکر آخرت کی کرنی چاہیے | اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے دو جہان بنائے ہیں۔ ایک یہ دنیا ہے، دوسرا جہان موت کے بعد عالم آخرت ہے۔ دنیا کی زندگی فانی اور عارضی ہے آخرت کی زندگی لاقانی اور ابدی ہے۔ اس دنیا میں انسان کو بھیجنے کا مقصد اس کا امتحان اور اس کی آزمائش ہے کہ وہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے پروردگار کی اپنی مرضی سے فرما بڑھاتا کرتا ہے یا نہیں؟ انسان کو علم و آگہی دیکر بھلا دیا گیا کہ رب کی فرماں برداری میں اس کا فائدہ ہے اور نافرمانی میں اس کا نقصان اور گھانا ہے۔ فرماں برداری میں فائدہ یہ ہے کہ اس کو دونوں جہان کی کامرانیوں میں گی دنیا کی زندگی میں اس کو اطمینان قلب نصیب ہوگا اور آخرت کی زندگی میں اس کے عمل کا بہترین بدلہ ملے گا۔ اس کو بھلا دیا گیا کہ نافرمانی کی صورت میں نہیں آخرت میں سزا ملے گی اور یہاں کی بد عملی کا نتیجہ تمہیں وہاں جا کر بھگتنا ہوگا کیونکہ یہ دنیا دارالاصل ہے اور آخرت دارالجزا ہے۔ یہ دنیا کیونکہ عارضی اور فانی ہے اس لئے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی ایک کھیل اور دل کے بہلاوہ کی زیادہ نہیں یہاں کی صورتیوں پر اکتاننا ایسا ہے جیسے بچے کو کھلونا دیدیا جائے تو وہ تھوڑی دیر کے لئے خوش ہو جاتا ہے۔ اصل زندگی کا گھر آخرت ہے جہاں انسان مرنے کے بعد زندہ ہوگا اور اپنے رب کے سامنے اکی پیغمبی ہوگی جیسے مرنے کے بعد زندہ ہوتی ہے اسی طرح انسان جہاں موت کے بعد اللہ کی قدرت سے پھر زندہ ہوگا اور اپنے اعمال کا بدلہ پائے گا۔ اس لئے انسان کی بھمداری یہ کہ اس کی نگاہ آخرت پر رہے۔

فَاذَارِكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

فَاذَارِكِبُوا	فِي الْفُلِكِ	دَعُوا اللَّهَ	مُخْلِصِينَ	لَهُ الدِّينَ
پہر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں	کشتی میں	اللہ کو پکارتے ہیں	خالص رکھ کر	اس کے لئے اعتقاد

پہر جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص اسی پر اعتقاد رکھتے ہوئے۔

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا

فَلَمَّا نَجَّاهُمْ	إِلَى الْبَرِّ	إِذَا هُمْ	يُشْرِكُونَ	لِيَكْفُرُوا	بِمَا
پہر جب وہ انہیں بحاری سے نجات دیتا ہے (بہا لہا)	خشکی کی طرف	نہاں (فوراً) وہ	شک کرنے لگتے ہیں	تاکہ ناشکری کریں	وہ جو

پہر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے (بہا لہا) تو وہ فوراً شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ انہیں ناشکری کریں

أَتَيْنَهُمْ ۖ وَلِيَتَمَنَّوْا لَهُمْ فَيَسْأَلُوهُم مِّنْهُم مَّا آتَوْهُم بِهِمْ ۚ وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا مِنْ أُلْقِيَتْ لَهُمْ حَصَائِرُ الْحَدِيدِ ۗ فِئْتَابَتِ الْحَصَائِرُ فَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ سَوَابِقًا مِّنْ نَّارٍ يُسْقِطُهَا اللَّهُ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَصْحَابِ الْقُبُورِ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ ﴿٦٦﴾

أَتَيْنَهُمْ	وَلِيَتَمَنَّوْا	فَيَسْأَلُوهُم	مِّنْهُم	مَّا آتَوْهُم	بِهِمْ
ہم نے انہیں دیا	اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں	پس عنقریب وہ	سے	جان لیں گے۔	

جو ہم نے انہیں دیا ہے اور تاکہ وہ فائدہ اٹھائیں پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

﴿٦٥﴾ سوجب وہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اللہ پکارتے ہیں

افلاص سے یعنی کسی دوسرے کو اس کے ساتھ نہیں پکارتے کیونکہ اس وقت وہ کشتی میں ہوتے ہیں اور کشتی کو اللہ ہی دہرکتا ہے۔

﴿٦٦﴾ پہر جب اللہ ان کو نجات دیکر خشکی میں پہنچاتا ہے اس وقت وہ اللہ کے ساتھ شک کرنے لگتے ہیں تاکہ انہیں ناشکری کریں اور انہیں کی عبادت پر انہیں ٹھکرانے اور انہیں کو نزدیک ہے کہ وہ اس کے انجام کو جان لیں گے۔

﴿٦٥﴾ فَاذَارِكِبُوا فِي الْفُلِكِ دَعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ

لَهُ الدِّينَ ۖ أَيْ الدَّعَاءُ أَيْ لَا يَدْعُونَ مَعَهُ غَيْرَهُ ۖ وَلَا يَتَمَنَّوْنَ فِي شِدْقِهِ وَلَا يَكْفُرُوا بِاللَّهِ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ

﴿٦٦﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۖ وَلِيَتَمَنَّوْا لَهُمْ

فَيَسْأَلُوهُم مِّنْهُم مَّا آتَوْهُم بِهِمْ ۚ وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا مِنْ أُلْقِيَتْ لَهُمْ حَصَائِرُ الْحَدِيدِ ۗ فِئْتَابَتِ الْحَصَائِرُ فَأَنزَلْنَا السَّمَاءَ سَوَابِقًا مِّنْ نَّارٍ يُسْقِطُهَا اللَّهُ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا وَأَصْحَابِ الْقُبُورِ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ ﴿٦٦﴾

### تشریح

﴿٦٥﴾ انسانی فطرت خدا سے آشنا ہے | اللہ کو ایک ماننا یہ صرف علمی بات ہی نہیں ہے بلکہ ایک فطری حقیقت ہے۔ قرآن مجید اس فطرت کی نقاب کشائی اس طرح کرتا ہے کہ جب تم لوگ سمندر میں سفر کرتے ہوئے طوفان میں گھر جانے ہو اور کوئی سہارا نہیں نظر نہیں آتا تو پہرچیز کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارتے ہو مصیبت میں تمہیں خدا ہی یاد آتا ہے یہ الگ بات ہے کہ طوفان سے نکل کر جب خشکی میں قدم رکھتے ہو تو پھر وہی پرانی روش اختیار کر لیتے ہو اور بھول جاتے ہو کہ طوفان میں گھرے ہوئے تم نے کس کو پکارا تھا اور کس نے تمہاری مدد کی تھی۔

﴿٦٦﴾ یہ ناشکری اور احسان فراموشی ہے | مصیبت کے وقت ایک اللہ کو پکارنا اصل فطرت ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ نجات پانے پر اسکے شکر گزار رہیں اس کے احسان مند ہوں مگر ہونا کیا ہے کہ خشکی پر آکر پھر وہی ناشکری، پھر وہی احسان فراموشی پھر وہی بغاوت و سرکشی تاکہ میسے من چاہے دنیا کے مزے لوٹتے رہیں اور کوئی روک ٹوک نہ ہو۔ عنقریب نتیجے کا پتہ لگ جائیگا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَفَتِ النَّاسُ

أَوَلَمْ يَرَوْا	أَنَا + جَعَلْنَا	حَرَمًا	آمِنًا	وَيُتَخَفَتِ	النَّاسُ
کیا انھوں نے نہیں دیکھا	کہ ہم نے بسایا	حرم (مذہب میں مکہ)	امن کی جگہ	اپک لئے جاتے ہیں	لوگ

کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے سرزمین مکہ کو امن کی جگہ بنایا، جبکہ اس کے ارد گرد کے لوگ

مِنْ حَوْلِهِمْ أَفِيَالِبَاطِلٍ يُؤْمِنُونَ وَيَنْعَمُ اللَّهُ

مِنْ	حَوْلِهِمْ	أَفِيَالِبَاطِلٍ	يُؤْمِنُونَ	وَيَنْعَمُ	اللَّهُ
سے	اس کے ارد گرد	کیا پس باطل پر	ایمان لاتے ہیں	اور اللہ کی نعمت کی	

اپک لئے جاتے ہیں۔ پس کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی

يَكْفُرُونَ ﴿٦٦﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَىٰ

يَكْفُرُونَ	وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	افْتَرَىٰ	عَلَىٰ
ناشکری کرتے ہیں	اور کون	بڑا ظالم	اس شخص نے	باندھا	پر

ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ

اللَّهُ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ أَلَيْسَ

اللَّهُ	كَذِبًا	أَوْ	كَذَّبَ	بِالْحَقِّ	لَمَّا	جَاءَهُ	أَلَيْسَ
اللہ	جھوٹ	یا	جھٹلایا	حق کو	جب	وہ آیا اس کو پاس	کیا نہیں

باندھا، یا جب حق اس کے پاس آیا اس نے اسے جھٹلایا کیا جہنم میں

فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

فِي	جَهَنَّمَ	مَثْوًى	لِّلْكَافِرِينَ	وَالَّذِينَ	جَاهَدُوا	فِينَا
جہنم میں	ٹھکانا	کافروں کے لئے	اور جن لوگوں نے	کوشش کی	ہماری راہ میں	

کافروں کے لئے ٹھکانا نہیں؟ اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٨﴾

لَنَهْدِيَنَّهُمْ	سُبُلَنَا	وَإِنَّ	اللَّهَ	لَمَعَ	الْمُحْسِنِينَ
ہم ضرور انھیں ہدایت دیں گے	اپنے راستے (جہاں)	اور بیشک	اللہ	البتہ	نیکو کاروں کے

ہم ضرور انھیں ہدایت دیں گے اپنے راستوں کی اور بیشک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

## فیصل

۶۷) کیا وہ نہیں جانتے کہ ہم نے ان کے شہر مکہ کو حرم امن والا بنایا، اور حال یہ ہے کہ ان کے گرد نواح کے آدمی قتل کئے جاتے ہیں اور قید کئے جاتے ہیں، ان سے کوئی تعزیر نہیں کرتا کیا وہ بت پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ کہ بتوں کو اس کے ساتھ شریک بناتے ہیں۔

۶۸) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ اس کے ساتھ شریک کرے۔

یا پیغمبر کو یا کتاب کو جھٹلائے جبکہ وہ اس کے پاس آوے

کیا کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں ہے یعنی ضرور ہے اور یہ شخص مغزی بھی کافروں میں سے ہے تو اس کا ٹھکانا بھی دوزخ ہے۔

۶۹) اور جو لوگ ہماری رضا جوئی کے لئے جہاد کرتے ہیں البتہ ہم انکو اپنی طرف آنے کے راستے دکھلاتے ہیں اور بے شبہ اللہ کی مدد اور اعانت ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

۶۷) أَوَلَمْ يَرَوْا يَخْلُقُوْا اَنْجَعَلْنَا

بَدَلًا لَهُمْ مَّكَّةَ حَرَمًا

اٰمِنًا وَّيَتَخَفَتِ النَّاسُ

مِنْ حَوْلِهِمْ فَبَدَلُوْا

سَبِيْدًا وَّذٰنَهُمْ اَهْبٰتُ الْبٰطِلِ

الصَّنَمِ يَوْمَئِذٍ وَّبِعْمَةٍ

اَللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ○ بِاِشْرٰكِهِمْ

وَمَنْ اَظْلَمُ اَمۡى لَا اَحَدٌ

اَظْلَمُ مِمَّنۡ اَفْتَرٰى

عَلٰى اَللّٰهِ كَذِبًا يٰۤاَنۡ اَشْرَكَ

بِهٖٓ اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ

النَّبِيِّ وَالْكِتٰبِ لَمَّا

جَاۤءُوْا بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَبِّهِمْ

مَثُوٰى مَادٰى لِّلْكَافِرِيْنَ ○

اٰى فِیْهِ ذٰلِکَ وَّهُوَ مِنْهُمْ

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا

فِیْ حَقِّنَا لَنُهٰدِيْهُمْ سُبُلَنَا

اٰى طَرِقَ الشِّرْکِ اَلَيْتَا وَاِنۡ

اَللّٰهُ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

الْمُؤْمِنِيْنَ بِالنَّصْرِ

وَالْعَوٰبِ

## تشریح

۶۷) حرم مکہ کو امن کی جگہ کس نے بنایا | آج حرم مکہ امن و امان کا مرکز بنا ہوا ہے جو تجارتی قافلے مکے سے نکلتے ہیں ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا جس کی وجہ سے اہل مکہ کو معاشی خوشحالی میسر ہے۔ کیا یہ امن و امان اور مکے کا احترام باقی رکھنے والا اللہ کے سوا کوئی اور ہے ؟ اسی گھر کے طفیل مکے کے لوگ محفوظ رہے جبکہ سارے عرب میں بد امنی تھی یہاں امن رہا اللہ کی اس نعمت پر شکر گزار ہونے اور اللہ کا احسان ماننے کے بجائے یہ سمجھنا کہ اگر اللہ کے گھر کو شرک سے پاک کر دیا گیا اور یہاں سے مختلف قبیلوں کے بت ہٹا دئے گئے تو یہ سارے قبیلے ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔

کیا امن کا گھر ان قبیلوں اور بتوں نے بنایا ہے یا اللہ نے ؟ جس کی نسبت سے اللہ کی عبادت کا یہ مرکز تعمیر ہوا ہے بگ جب عقل پلٹ جاتی ہے تو آدمی حق کے بجائے باطل کی طرف جھکتا ہے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

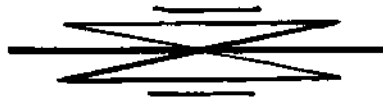
۶۸) بڑی نا انصافی | سب سے بڑی نا انصافی یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے یا اللہ تم کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اس کی شان کے مطابق نہیں ہیں اور سب سے بڑی نا انصافی یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلائے اور ان کے رسول

## فیصل

ہونے کا انکار کرے۔ اگر رسول نے رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے تو وہ سب سے بڑا ظالم ہے اور اگر تم سچے نبی کو جھٹلا رہے ہو تو تم سب سے بڑے ظالم ہو۔ رسول کی صداقت اس کی زندگی اس کے پیغام اور اللہ کے کلام سے ثابت ہے۔ حق کے سامنے آنے کے بعد اس کو جھٹلانا اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا۔ کیا حق کا انکار کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے۔ کس بے باکی اور بے حیائی سے وہ انصاف کا اور عقل کا خون کر رہے ہیں کیا اس کا ان کو اندازہ ہے؟

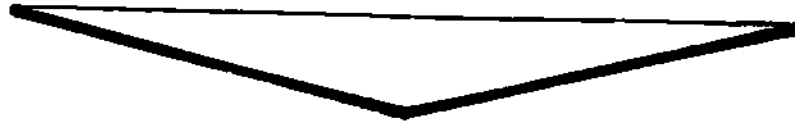
(۶۹) حق کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے سامنے راہیں کشادہ ہو جاتی ہیں۔ حق پر چلنے والے کی زندگی ایک مسلسل مجاہدہ اور جدوجہد ہے۔ حق اور باطل میں کش مکش رہتی ہے۔ راہ حق کا مجاہد، اپنے نفس سے بھی لڑتا رہتا ہے اپنے ارد گرد کے ماحول سے بھی۔ اس کا یہ مجاہدہ ہمہ وقت جاری رہتا ہے۔

بظاہر یہ کام بڑا دو بھر نظر آتا ہے مگر جب انسان ایک مرتبہ راہ حق پر قدم رکھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راہیں کشادہ کر دیتا ہے اس میں وہ نور بصیرت پیدا ہو جاتا ہے جس کو حدیث میں فراسبت مومنان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کا جذبہ اخلاص اس کے لئے خود ایک راہ نور بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت ایسے لوگوں کے ہم رکاب رہتی ہے۔ باطل بظاہر طاقت ور نظر آتا ہے مگر جب وہ حق سے ٹکراتا ہے تو مکڑی کے جالے کی طرح بکھر جاتا ہے۔





# الرُّوم



○ ترتیب تلاوت ————— ۳۰	○ ترتیب نزول ————— ۸۴
○ مکی / مدنی ————— مکی	○ تعدادِ کوعات ————— ۶
○ تعداد آیات ————— ۶۰	○ تعداد الفاظ ————— ۸۲۷
○ تعداد حروف ————— ۳۵۴۷	

○ سورت کی دوسری آیت غَلِبَتِ الرُّومُ میں لفظ "الرُّوم" کو لے کر اس سورت کا نام "الرُّوم" رکھا گیا ہے۔

○ بتانا یہ ہے کہ انسان کا علم بہت محدود ہے، وہ ظاہرِ حالات کو دیکھ کر ایک اندازہ لگاتا ہے اور اکثر اس کے اندازے غلط بھی ثابت ہوتے ہیں۔

انسانی زندگی کیونکہ صرف اسی دنیا تک محدود نہیں ہے بلکہ جہانی موت کے بعد ایک اور سچی زندگی ہے۔ وہ زندگی کیسی ہے جو لامحدود ہے۔ وہ دنیا کیسی ہے جو لازوال ہے۔ اس دنیا کے تقاضے کیا ہیں، اس دنیا میں بامراد ہونے کے طریقے کیا ہیں اور خود یہ دنیا کی ماڈی زندگی جو محدود اور فانی ہے اس کا مقصد کیا ہے ان سب چیزوں کے معلوم کرنے کے لئے اس کو ربانی ہدایت کی ضرورت ہے کیونکہ معاملہ پوری زندگی کا ہے

اور پوری زندگی وہ جو دنیا سے آخرت تک چلی گئی ہے اس لئے اپنے قیاس اندازے، تخمینے اور ظاہری حالات پر بھروسہ کر کے پوری زندگی کو داؤ پر نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کے لئے ایک یقینی علم کی ضرورت ہے اور وہ صرف بذریعہ وحی رکھنے والوں کے ذریعہ انسانوں تک پہنچتا ہے۔ اس بات کو پوری طرح ثابت کرنے کے لئے ایک تاریخی واقعہ کا ذکر اس سورت میں کیا گیا ہے اور قرآن کا یہ بیان قرآن کی صداقت کی ایک روشن دلیل بن گیا ہے۔ آئیے اس واقعہ پر ایک ہلکی سی نظر ڈالتے ہیں تاکہ اس سورت میں بیان کردہ واقعہ پورے پس منظر کے ساتھ سامنے آسکے۔

## روم و ایران کی کش مکش

### اور روم کی فتح کی پیشین گوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کے سربراہ رسالت فروری سن ۶۱۰ء میں رکھا۔ اس سے آٹھ سال پہلے کی بات ہے کہ روم کے بادشاہ یعنی قیصر کے خلاف ایک شخص نے بغاوت کا علم بلند کیا۔ اس وقت کے قیصر کا نام ماریس (MAVRICE) تھا اور بغاوت کرنے والا شخص اوقارہ فوکاس (PHOCAS) تھا۔ اس نے روم کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے قیصر ماریس کی آنکھوں کے سامنے اس کے پانچ بیٹوں کو قتل کیا اور پھر خود ماریس کو بھی نہہربخ کر کے باپ بیٹوں کے سر قسطنطنیہ میں بہرام لگا دئے۔ چند دن کے بعد اس کی بیوی اور تین لڑکیوں کو بھی قتل کر دیا۔

○ قیصر ماریس ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کا محسن تھا۔ ماریس کی مدد سے ہی خسرو کو ایران کا تخت ملا تھا اور وہ قیصر ماریس کو اپنے باپ کی طرح بھنا تھا۔ قیصر ماریس کے خلاف بغاوت کے اس واقعہ نے خسرو پرویز کی آتش غضب کو بھڑکا دیا اور اس نے اعلان کیا کہ میں باغی فوکاس سے اس ظلم کا بدلہ لوں گا۔ چنانچہ سن ۶۱۰ء میں اس نے روم کے خلاف جنگ شروع کر دی اور چند سال کے اندر فوکاس کی فوجوں کو شکست دیتا ہوا انطاکیہ تک پہنچ گیا۔

رومی سلطنت کے سرداروں نے یہ دیکھ کر کہ فوکاس ملک کی حفاظت کے قابل نہیں ہے۔ افریقہ کے گورنر سے مدد مانگی۔ گورنر افریقہ نے اپنے بیٹے ہرقل (HERACLIUS) کو ایک طاقتور بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جیسے ہی ہرقل اپنے بیڑے کے ساتھ روم کے دارالسلطنت قسطنطنیہ پہنچا، فوکاس کو معزول کر کے ہرقل کو روم کا قیصر مقرر کر دیا گیا۔

ہرقل نے تخت سنبھالتے ہی فوکاس کے ساتھ وہی کیا جو فوکاس نے ماریس کے ساتھ کیا تھا۔ یہ سلسلہ کا واقعہ ہے اسی سال حضور نبی کریم م کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ ○ خسرو پرویز نے ماریس کے خلاف بغاوت اور اس کے قتل کو ایک بہانہ بنا کر روم کے خلاف جنگ چھیڑی تھی اگر یہ بہانہ نہ ہوتا تو فوکاس کے قتل کے بعد اس کو جنگ بند کر دینی چاہیے تھی۔ مگر خسرو نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ اس جنگ کو ایک

مذہبی جنگ کا رنگ دے دیا۔ یہ مذہبی جنگ تھی جو مسیحیت اور مسیحیت کی یعنی آرتش پرست مجوسی مسیحیت، عیسائیوں کے خلاف برسرِ بیکار تھی۔

○ عیسائیوں کے کچھ فرقے نسطوری، یعقوبی وغیرہ ایسے تھے جن کو رومی سلطنت کے سرکاری کلیسا نے مرتد قرار دیکر ان پر ظلم ڈھا رکھا تھا ان فرقوں کی ہمدردیاں بھی مجوسیوں کے ساتھ ہو گئیں اور ادھر یہودیوں نے بھی مجوسیوں کا ساتھ دیا یہاں تک کہ چھبیس ہزار یہودی خسرو کی فوج میں بھرتی ہوئے۔ اس طرح خسرو کی طاقت قیصر کے مقابلے میں بہت بڑھ گئی اور ہرتل اس زبردست طاقت کے مقابلے میں انتہائی کمزور پڑ گیا۔ یہاں تک کہ کالڈیہ میں فارس نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور نوے ہزار عیسائیوں کو قتل کیا۔

بیت المقدس کی فتح کے ایک سال کے اندر اندر ایرانی فوجیں اردن، فلسطین جزیرہ نمائے سینا کے پورے علاقے پر قبضہ کر کے مصر کی حدود تک پہنچ گئیں۔

○ ادھر تو عالمی سطح پر روم اور ایران کی جنگ جاری تھی ادھر مکہ معظمہ میں اہل ایمان اور ان کے مخالفین میں زبردست کش مکش تھی۔ قریش کے سرداروں کی رہنمائی میں اہل ایمان پر ظلم ڈھائے جا رہے تھے یہاں تک کہ قرآن مجید کا اشارہ پا کر جس کا ذکر گذشتہ سورت عنکبوت کی آیت ۵۷ میں آچکا ہے کہ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اٰتِآءَناَ لَظٰلِمٰتٍۭ ۝۵

(اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔)

چنانچہ نبی م کے ارشاد پر ۵۷ھ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی۔ واضح ہے کہ حبش میں عیسائی سلطنت تھی جو روم کی حلیف تھی۔ اس وقت روم پر ایران کے غلبے کا گھر گھر چرچا ہو رہا تھا اور مکے میں مسلمانوں کے مخالف خوش ہو رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایران کی حکومت آرتش پرست تھی اور روم کی حکومت عیسائی اہل کتاب میں سے تھی جو دمی اور رسالت کے ماننے والے تھے۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں روم کے ساتھ تھیں جب کہ مخالفین کے جذبات ایران کے ساتھ تھے۔ اس طرح یہ روم اور ایران کی کش مکش مکے کے مسلمان اور مشرکین کی کش مکش بن گئی تھی۔

○ ان حالات میں یہ سورت، سورہ روم نازل ہوئی جس میں دو پیشین گوئیاں کی گئیں۔ ایک تو یہ کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو بھی اس زمانے میں اپنے دشمنوں پر کامیابی حاصل ہوگی۔ یہ دونوں ہی پیشین گوئیاں ایسی تھیں جن کے پورا ہونے کے بظاہر دور دور تک کوئی آثار نہ تھے۔ مکے کے مٹھی بھر مسلمان جو مکے سے نکلنے پر مجبور ہو رہے تھے وہ کیسے غالب آجائیں گے۔ دوسری طرف ایران جو بڑی تیزی کے ساتھ روم پر قبضہ کرتا چلا جا رہا تھا یہ کیسے ہوگا کہ وہ روم ایران پر غالب آجائے۔

اس پیشین گوئی کے نازل ہونے کے سات آٹھ سال تک حالات یہ تھے کہ شکست خوردہ قیصر نے دارالسلطنت قسطنطنیہ چھوڑ کر قرطاجنہ (CARTHAGE) جس کو اب تیونس کہتے ہیں، میں منتقل ہونے کا ارادہ کر لیا تھا۔ جب قیصر نے خسرو کے پاس اپنا اپنی بیچ کر بڑی عاجزی کے ساتھ صلح کی درخواست کی تو خسرو نے جواب دیا کہ میں قیصر کو اس وقت تک پناہ نہ دوں گا جب تک وہ میرے سامنے پابہ زنجیر حاضر ہو کر اپنا مذہب چھوڑ کر میرا مذہب اختیار نہ کر لے۔ کوئی امید نہیں تھی کہ اب سلطنت روم کا وجود زمین پر باقی رہ سکے گا۔

جب قرآن مجید کی ان آیات میں روم کے غلبے کی پیش گوئی کی گئی تو مکے میں اسلام کے مخالفین نے خوب مذاق



اڑایا۔ ابی بن خلف نے حضرت ابو بکرؓ سے شرط لگائی کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آگئے تو دس اونٹ میں دوں گا ورنہ تمہیں دس اونٹ دینے ہوں گے۔

نبیؐ کو جب اس شرط کا علم ہوا تو آپ نے ابو بکر سے فرمایا کہ قرآن میں جو الفاظ آئے ہیں وہ ”فِي بَعْضِ مَبِينَاتٍ“ کے آئے ہیں اور عربی میں بضع کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے یعنی چند سال کا مطلب یہ ہے کہ دس سال کے اندر اندر ایسا ہو جائے گا۔ اس لئے دس سال کے اندر کی شرط کرو اور اونٹوں کی تعداد بڑھا کر سو کر دو۔ چنانچہ حضرت ابو بکر نے ابی بن خلف سے دوبارہ بات کی اور یہ شرط ہوئی کہ دس سال کے اندر اندر دونوں فریقوں میں سے جس فریق کی بات غلط نکلے گی وہ سو اونٹ دے گا۔

○ ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ ادھر ہرقتل نے ایران پر پشت کی طرف سے جوابی حملے کا پروگرام بنایا اور اس کی تیاری کے لئے اس نے کلیسا سے مدد مانگی۔ کلیسا کے بڑے پادری اسقف اعظم سر جیس نے مسیحت کو عجو سیت سے بچانے کے لئے گرجاؤں میں نذرانوں کی جمع شدہ دولت قیصر کو سود پر قرض دے دی۔ اس رقم سے قیصر نے زبردست تیاری کے ساتھ ۶۲۳ء میں ارمینیا سے حملہ شروع کیا۔ دوسرے سال ۶۲۴ء میں آذربائیجان میں گٹس کر زرتشت کے مقام پیدائش ارمیا کو تباہ کر دیا۔ اور ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

اللہ کی قدرت دیکھیے کہ اسی سال ۶۲۴ء میں بدر کے مقام پر مسلمانوں کو مشرکین کے مقابلے میں فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح دونوں پیشین گوئیاں دس سال پورے ہونے سے پہلے ہی پوری ہو گئیں۔ پھر توروم کی فوجیں ایرانیوں کو تھکڑی چلی گئیں۔ اور ۶۲۴ء میں نینوا کی لڑائی میں ایران کی کمر توڑ دی۔ ۶۲۵ء میں خسرو پرویز کے خلاف بغاوت ہو گئی اس کو قید کر لیا گیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے اٹھارہ بیٹے تہ تیغ کر دیے گئے۔ چند دن کے بعد خسرو بھی قید کی سختیوں سے ہلاک ہو گیا۔

یہی سال تھا یعنی ۶۲۵ء مطابق ۶۲۵ء جس میں صلح حدیبیہ ہوئی جس کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر کیا ہے۔ اسی سال خسرو کے بیٹے قباد ثانی نے روم کے وہ تمام علاقے جن پر ایران نے قبضہ کیا تھا چھوڑ کر صلح کرنی اور اصل مہلب روم کو واپس کر دی۔

۶۲۹ء میں قیصر مقدس مہلب کو اس کی جگہ رکھنے کے لئے خود بیت المقدس گیا۔ اور اسی سال نبیؐ عمرۃ القضاہ ادا کرنے کے لئے ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح قرآن کی دونوں پیشین گوئیاں حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئیں۔

۶۰ آیاتہا	۳۰ سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ ۸۴	زُكُوعَاتُهَا ۶
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ		
اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔		
۱ غَلِبَتِ الرُّومُ ۲		
الْم	غَلِبَتِ	الرُّومُ
الم	مغلوب ہو گئے	رومی
الف۔ لام۔ میم رومی مغلوب ہو گئے۔		

سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ  
سِتُّونَ اَوْ تِسْعٌ وَخَمْسُونَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
۱ الْم ۲ اَعْلَمُ بِبِرَادٍ بِذَلِكَ  
۳ غَلِبَتِ الرُّومُ ۴ وَهُمْ  
اَهْلُ كِتَابٍ غَلِبَتْهَا فَارِسٌ  
وَلَيَسُوْا اَهْلُ كِتَابٍ بَلْ يَعْذُوْنَ  
الْاَوْثَانَ فَفَرِحَ كَفَّارِمَكَّةَ  
بِذَلِكَ وَقَالُوْا لِلْمُسْلِمِيْنَ  
تَخَعْنُ نَغْلِبُكُمْ كَمَا غَلِبَتْ  
فَارِسُ الرُّومَ

سورہ روم مکی ہے اور اس میں چھین یا اونٹ  
آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

۱ الْم اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس ان حروف سے ارادہ کیا  
۲ غَلِبَتِ الرُّومُ مَرَّتِ اَدْنٰی الْاَرْضِ اِذْ مَغْلُوْبٌ هُوَ رُوْمٌ اَوَّلُ  
اس کتاب میں ان پر فارس غالب ہو گئے تھے جو اہل کتاب نہ تھے  
بلکہ انہوں کو پوجتے تھے۔ اس وجہ سے کافر خوش ہوئے اور  
مسلمانوں سے کہا کہ تم پر غلبہ ہو گا جیسا کہ فارس روم پر  
غالب ہوا۔

### تشریح

- حروف مقطعات الف۔ لام۔ میم۔ یہ حروف مقطعات ہیں۔ یعنی ان کو ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے بعض لوگوں نے ان حروف سے کچھ اشارات بھی متعین کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے اور اس کی مراد معلوم ہونے سے قرآن مجید کے کلمے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔
- رومیوں پر غلبہ فارس یعنی ایران نے ۶۰۲ء میں روم کے خلاف جنگ چھیڑی جس میں روم کو پے در پے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور حالات اس موڑ پر پہنچ گئے کہ سلطنت روم کا وجود بھی خطرے میں پڑ گیا۔

۴  
فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سَيَغْلِبُونَ ۝۲

فِي	أَدْنَى الْأَرْضِ	وَهُمْ	مِّنْ بَعْدِ	عَلَيْهِمْ	سَيَغْلِبُونَ
میں	قرب کی زمین	اور وہ	بعد	اپنے مغلوب ہونے	مغرب غالب ہونگے

قرب کی سر زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد مغرب چند سالوں میں

فِي بَضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ

فِي	بَضْعِ سِنِينَ	لِلَّهِ	الْأَمْرُ	مِنْ قَبْلُ	وَمِنْ بَعْدُ	وَيَوْمَئِذٍ
میں	چند سال (جمع)	اللہ ہی کے لئے حکم	پہلے	اور پیچھے	اور اس دن	غالب ہوں گے

غالب ہوں گے۔ پہلے بھی اور پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور اس دن

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝۳ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۵

يَفْرَحُ	الْمُؤْمِنُونَ	بِنَصْرِ اللَّهِ	يَنْصُرُ	مَنْ يَشَاءُ	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الرَّحِيمُ
خوش ہونگے	اہل ایمان	اللہ کی مدد سے	مدد دیتا ہے	جس کو چاہتا ہے	اور وہ	غالب	مہربان

اہل ایمان اللہ کی مدد سے خوش ہونگے وہ جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب مہربان ہے۔

۳) اور پیغمبر فارس کا روم پر اس زمین میں ہوا جو روم کی زمین فارس کے  
قرب تھی جزیروں سو وہاں فارس اور روم کے لشکر باہم لڑے  
اور ابتدا کرنے والے لڑائی میں فارس تھے  
اور روم بعد اپنے مغلوب ہونے کے مغرب فارس پر غالب  
ہوں گے۔

۴) چند برس میں۔ مراد چند برس سے تین سال سے نو تک یا  
دس تک ہیں۔ سوچو وہ دونوں لشکر سات برس بعد اول  
لڑائی سے باہم لڑے اور روم غالب ہوئے فارس پر۔ اللہ  
ہی کے لئے ہے ہر امر کا اختیار اور اسی کا حکم نافذ ہے روم  
کے غلبے سے پہلے اور پیچھے۔ حاصل یہ ہے کہ فارس کا پہلے  
غالب ہونا اور پھر روم کا غالب ہونا دوبارہ یہ سب اللہ  
کے حکم اور ارادہ سے ہے۔

۳) فِي أَدْنَى الْأَرْضِ أَيْ اقْرَبِ  
أَرْضِ الرُّومِ إِلَى فَارِسَ  
بِالْحَبْرِيَّةِ الشَّعْبِ فِيهَا الْجَيْشَانِ  
وَالْبَادِي بِالْعَزْوِ وَالْمُرُوسِ وَهُمْ  
أَي الرُّومُ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ أَهْلُ  
الْمَصْدَرِ إِلَى الْمَفْعُولِ أَيْ غَلَبَهُ  
فَارِسٌ إِيَّاهُمْ سَيَغْلِبُونَ ○  
فَارِسٌ

۴) فِي بَضْعِ سِنِينَ ۗ هُوَ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ  
إِلَى التِّسْعِ أَوْ الْعَشْرِ فَالتَّعْنِ الْجَيْشَانِ  
فِي السَّنَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْإِتِّعَاوِ الْأَوَّلِ  
وَعَلَّتِ الرُّومُ فَارِسَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ  
قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ أَيْ مِنْ قَبْلِ غَلَبَةِ  
الرُّومِ وَمِنْ بَعْدِهَا الْمَعْضَى أَيْ  
قَلْبَةَ فَارِسٍ أَوَّلًا وَغَلَبَةَ الرُّومِ ثَانِيًا

اور جس دن روم غالب ہوئے مسلمان خوش ہوں گے۔  
اس سے

(۵) کہ انہوں نے روم کو فارس پر غالب کیا اور بیشک مسلمان اس سے خوش ہوئے اور اس غلبہ کی خبر انکو بدر کے دن ہوئی۔ جبرئیل کے اترنے سے جس سے ان کو دوسری خوشی ہوئی ایک کافروں کی شکست اور مسلمانوں کے غالب ہونے سے اور دوسرے روم کے غالب ہونے کی خبر فارس پر باعث سرور ہوئی۔ اللہ جس کو چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور وہ غالب ہے مسلمانوں پر مہربان ہے۔

بِأَمْرِ اللَّهِ فَإِذَا رَادَ بِهِ وَيَوْمَئِذٍ  
يَوْمَ تَغْلِبُ الرُّومُ يَفْزَحُ الْمُؤْمِنُونَ  
بِنَصْرِ اللَّهِ إِيَّاهُمْ عَلَى مَنَارِسٍ  
وَقَدْ فَتَحُوا بِنِذَائِكَ وَعَلِمُوا بِهِ  
يَوْمَ وَشَوْعِهِ يَوْمَ بَدْرٍ يَوْمَ  
جَبْرَائِيلَ بِنِذَائِكَ فِيهِمْ مَعَ قُرْحِهِمْ  
بِنَصْرِهِمْ عَلَى الْمُشْرِكِينَ  
فِيهِ يَنْصُرُهُمْ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ  
الْعَزِيزُ الْغَالِبُ الرَّحِيمُ  
بِالنُّصُورِ مِنْ بَيْنِ

### تشریح

(۲) قرآن کی پیشین گوئی کہ خیبر سال میں رومی دوبارہ غالب آجائیں گے | پڑوس کے ملک میں جہاں اس وقت یہ کش مکش ہو رہی ہے اور رومی مغلوب ہو رہے ہیں اپنی اس مغلوبیت کے بعد وہ پھر غالب ہو جائیں گے آیت کے الفاظ میں فِي آدْنَى الْأَكْمَادِ۔ ادنیٰ بمقابلہ اعلیٰ کے ہے جس کا مطلب ہے نیچے کی زمین۔ یہ علاقہ جہاں فیصلہ کن معرکہ ہوا سطح سمندر سے ۴۱۷ میٹر نیچے ہے۔ اس وقت ساتیس کے ذریعہ یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا تھا کہ کون سا علاقہ سطح سمندر سے کتنا بلند یا کتنا نیچا ہے۔ اس وقت میں قرآن کی یہ تعبیر اس کلام الہی ہونے کا واضح ثبوت ہے قرآن مجید نے یہ پیشین گوئی اس وقت کی جب حالات پوری طرح سے ایران کے حق میں اور روم کے خلاف تھے اور کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا تھا کہ شکست خوردہ روم دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے گا اور پھر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر کے ایران پر غالب آسکے گا۔

(۳) رومیوں کا غلبہ چند سال میں ہو جائے گا | رومیوں کے ایران پر غالب آنے میں بہت لمبی مدت نہیں لگے گی دس سال کے اندر اندر رومی غالب آجائیں گے۔  
اصل میں کسی قوم کا غلبہ یا مغلوبیت، کسی کی شکست اور فتح یہ تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں وہ جب چاہتا ہے کسی کو غالب کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے کسی کو مغلوب کر دیتا ہے اور قوموں کے یہ فیصلے بڑی حکمت اور مصلحت کیساتھ ہوتے ہیں۔ جب ایرانی غالب آئے جب بھی اللہ کے حکم سے آئے اور جب رومی فتح یاب ہوں گے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوں گے اصل فرماں روائی اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کی حکومت لازوال ہے۔ اس کی فدائی میں کوئی اپنے زور سے اس کے حکم کے بغیر غالب نہیں آسکتا۔ جسے اٹھانا ہے وہ اٹھاتا ہے اور جسے گراتا ہے وہی گراتا ہے۔

جب رومی غالب آئیں گے تو اس دن اہل ایمان بھی اللہ کی دی ہوئی فتح پر خوشیاں منائیں گے یعنی مسلمانوں کو دوسری خوشی ہوگی ایک اہل کتاب عیسائیوں کی کامیابی جن کے ساتھ مسلمانوں کی ہمدردیاں تھیں۔ دوسرے خود مسلمانوں کی فتح جو جنگ بدر میں ۳۱ھ مطابق سلمہ میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔  
شکست و فتح اللہ کے قبضے میں ہے | اللہ کی نصرت سے رومی ایرانیوں پر غالب ہوں گے اور اہل ایمان مفرکین پر فتح حاصل کریں گے۔

(۵) شکست و فتح اللہ کے قبضے میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں غلبہ عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ہیں اور اس کے ساتھ رحم بھی ہیں جس کو مغلوب کرنا چاہیں کوئی زبردستی کر کے مغلوبیت سے روک نہیں سکتا اور اگر مہربانی فرمانا چاہیں اسے بے روک ٹوک غالب کر کے رہتے ہیں۔

وَعَدَ اللَّهُ لَا يُخَلِّفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۶﴾

وَعَدَ + اللہ	لَا يُخَلِّفُ اللہ	وَعْدَا	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ
اللہ کا وعدہ	اللہ خلاف نہیں کرتا	اپنا وعدہ	اور لیکن	اکثر لوگ	نہیں جانتے

(یہ) اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اور لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ﴿۷﴾

يَعْلَمُونَ	ظَاهِرًا مِّنَ	الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَهُمْ	عَنِ	الْآخِرَةِ	هُمُ	غٰفِلُونَ
دہ جانتے ہیں	ظاہر کو	دنیا کی زندگی	اور وہ	سے	آخرت	وہ	غافل ہیں

وہ دنیا کی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔

﴿۶﴾ وَعَدَ اللَّهُ مَضَدًا مُّبَدَّلًا مِنَ التَّفْظِ بِفَعْلِهِ

وَالْأَصْلُ وَعَدَهُ هُمُ اللَّهُ التَّصَرُّ لَا يُخَلِّفُ

اللَّهُ وَعَدَا بِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

أَيُّ كَفَّارٍ مَّكَّةَ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَعَدَا تَعَالَى

بِنَصْرِ هِمُّ

﴿۷﴾ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

أَيُّ مَعَايِشَهَا مِنَ الْقَبْرِ وَالزَّرْعِ وَالْبِنَاءِ وَ

التَّغْرِيبِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ

هُمْ غٰفِلُونَ ○ إِعَادَةٌ هُمُ تَأَكِيدُ

﴿۶﴾ اللہ نے ان سے غلبہ کا وعدہ فرمایا وہ اپنے وعدہ کا ظان نہ کریگا

لیکن کفار مکہ کو اس کی خبر نہیں کہ اللہ نے مدد کا وعدہ

فرمایا۔

﴿۷﴾ وہ دنیا کی ظاہری زندگی کو جانتے ہیں یعنی دنیا کی تجارت

اور کھیتی کرنا اور مکانات بنانا اور دولت لگانا وغیرہ جہاں ان

معیشت میں وہ لوگ اسی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل

بے خبر ہیں۔

### تشریح

﴿۶﴾ اللہ کی حکمتوں سے لوگوں کی بے خبری | اللہ تعالیٰ کسی کو کیوں غلبہ دیتے ہیں اور کوئی مغلوب کیوں ہوتا ہے اس کی حکمتوں پر ہر ایک نگاہ

نہیں جاتی۔ لوگ تو بس ظاہری اسباب کو دیکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ خود مسبب الاسباب میں اور جب وہ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں

تو اسباب بھی اسی کے مطابق ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے اس کے وعدے ظاہری اسباب

کے تابع نہیں ہیں۔ بظاہر حالات رومیوں کے خلاف ہیں۔ اسی طرح ظاہر میں اس وقت اہل ایمان کمزور اور مغلوب ہیں لیکن اللہ

تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں گے اس کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

﴿۷﴾ ظاہر کا علمی علم | لوگ علم ظاہر پر دنیا کے ظاہر کا علمی علم رکھتے ہیں نہیں کے آلام و آسائش اور سہولت کی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیتے ہیں اور اسی کے ارد گرد گھومتے رہتے ہیں

اس دنیا کی زندگی کی تہ میں جو ایک دوسری زندگی کا راز چھپا ہوا ہے یعنی آخرت اور جہاں پہنچ کر اس دنیا کی زندگی کے بُرے بھلے نتائج سامنے آئیں گے ان لوگ

بے خبر ہیں بے خبری نہیں اگر جو شخص دنیا میں بھی زندگی گزار رہا ہو، میاں کے پیش میں ہو وہ آخرت میں بھی پیش میں رہے۔

اس دنیا کے حالات میں دیکھ لو کسی ایک فرد یا ایک قوم دنیا کے عروج پر پہنچتی ہے اور پھر وہی قوم نزلت اور ناکامی سے دوچار ہو جاتی ہے اسی طرح

معاملہ دنیا اور آخرت کا ہے کہ آخرت کے نتائج دنیا کے ظاہری حالات پر نہیں بلکہ اعمال اور اللہ کے رحم و کرم پر ہوں گے۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا	فِي أَنفُسِهِمْ	مَا خَلَقَ	اللَّهُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ
کیا وہ غور نہیں کرتے	اپنے جی (دل) میں	نہیں پیدا کیا	اللہ	آسمانوں	اور زمین

کیا وہ اپنے دل میں غور نہیں کرتے؟ اللہ نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

وَمَا بَيْنَهُمَا	إِلَّا بِالْحَقِّ	وَأَجَلٍ	مُّسَمًّى	وَإِنَّ	كَثِيرًا	مِّنَ النَّاسِ
اور جو	ان کے درمیان	مگر	درست تدبیر کے ساتھ	اور ایک معاد	مقرر	اور بیشک

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر درست تدبیر کے ساتھ اور ایک معمرہ معاد کے لئے اور بیشک اکثر لوگ

يَلْقَاؤُ رَبَّهُمْ لَكُفْرُونَ ﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

يَلْقَاؤُ رَبَّهُمْ	لَكُفْرُونَ	أَوَلَمْ يَسِيرُوا	فِي	الْأَرْضِ
ملاقات سے	انجانب	منکر ہیں	کیا انھوں نے سیر نہیں کی	زمین میں

اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ کیا انھوں نے زمین (دنیا) میں سیر نہیں کی

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَانُوا

فَيَنْظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِينَ	مِن قَبْلِهِمْ	كَانُوا
جو وہ دیکھتے	کیا	ہوا	انجام	وہ لوگ جو	ان سے پہلے	وہ تھے

کہ وہ دیکھتے کیا انجام ہوا؟ ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے وہ قوت

أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا

أَشَدَّ	مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَأَثَارُوا	الْأَرْضَ	وَعَمَرُوهَا	أَكْثَرَ	مِمَّا
بہت زیادہ	ان کے	قوت میں	اور بھونچے بھونچے	زمین	اور انھوں نے اس کو آباد کیا	زیادہ	اس سے جو

میں ان سے بہت زیادہ تھے۔ اور انھوں نے زمین کو بھونچا بھونچا اور اس کو آباد کیا اس سے زیادہ (جس قدر) پہلے

عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ

عَمَرُوهَا	وَجَاءَتْهُمْ	رُسُلُهُم	بِالْبَيِّنَاتِ	فَمَا	كَانَ	اللَّهُ
انھوں نے آباد کیا	اور ان کے پاس آئے	ان کے رسول	روشن دلائل کیساتھ	پس	تھا	اللہ

نے آباد کیا ہے۔ اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل کے ساتھ آئے پس اللہ (ایسا) = تھا

## لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾

لِيُظْلِمَهُمْ	وَ	لَكِنْ	كَانُوا	أَنْفُسَهُمْ	يَظْلِمُونَ
کہ ان پر ظلم کرتا	اور	لیکن	وہ تھے	اپنی جانیں	ظلم کرتے

کہ ان پر ظلم کرتا اور لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ لِيَرْجِعُوا

عَنْ عَقْلِهِمْ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّشْكُوتٍ ۚ لِيَذَّبَ نَفْسًا تَفْضَىٰ عِنْدَ اللَّهِ مَا آتَاهُ وَبَعْدَهُ

الْبَعْثُ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ آتَىٰ كُفَّارٍ

مَكَّةَ بِإِلْقَاءِ رَبِّهِمْ لَكُفْرُونَ ﴿٩﴾ أَى لَا

يُؤْمِنُونَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

مِنَ الْأَمْمَارِ هِيَ أَهْلَاكُهُمْ يَكْفُرُونَ رُسُلَهُمْ

كَانُوا أَشْدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَكَادُوكُمْ

أَثَارًا وَالْأَرْضِ حَرَّوْهَا وَفَلَسُوا بِاللَّذَرِيعِ

وَالغُرَبِيسِ وَعَمَّرُوْهَا أَلْثَمَ مِمَّا عَمَّرُوْهَا

أَى كُفَّارٍ مَّكَّةَ وَجَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ يَآبَيْتِيبَ بِالْبَحْرِ

النَّظَاهِرَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ يَآهْلَاكِهِمْ

بِغَيْرِ حَبْرَةٍ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩﴾

يَكْفُرُونَ رُسُلَهُمْ

يَكْفُرُونَ رُسُلَهُمْ

﴿٨﴾ کیا وہ لوگ اپنی جانوں میں غور نہیں کرتے جس سے ان کی مخالفت

دور ہو اشرنے آنا لوں اور زمینوں کو اور جو کچھ ان کے

دریان میں ہے پیدا کیا ساتھ حق کے اور ایک مدت

مقرر تک کہ جب وہ مدت پوری ہو جائے گی سب چیزیں

فنا ہو جائیں گی اور اس کے بعد پھر زندہ ہونگی اور بیشک بہت

آدمی یعنی کفار مکہ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں یعنی بعد

مرنے کے زندہ ہونے پر ایمان نہیں رکھتے۔

﴿٩﴾ اور کیا وہ زمین میں نہیں چلے کہ دیکھنے کیونکر ہوا انجام

ان لوگوں کا جو ان سے پہلے امتیں گزریں یعنی یہ کہ وہ

لوگ، بسبب جھٹلانے اپنے پیغمبروں کے ہلاک کئے

گئے جیسے قوم عاد اور ثمود۔ یہ لوگ ان مکہ کے کافروں

سے زیادہ قوت والے تھے اور انھوں نے زمین کو

کھودا کھیتی کے لئے اور درخت بونے کے لئے اور زمین

کو آباد کیا اسات زیادہ جو کہ گے کافروں نے آباد کیا اور ان کے

پاس انکے پیغمبر ظاہر ہو گئے پس اشرنے ان پر ظلم نہیں کیا

کہ بدون قصور کے ان کو ہلاک کیا ہو لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم

کرتے تھے کہ اپنے پیغمبروں کو جھٹلاتے تھے۔

### تشریح

﴿٨﴾ آخرت کے دلائل۔ اندر بھی باہر بھی انسان اگر خود اپنے اوپر غور و فکر کی نگاہ ڈالے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس زندگی کے بعد ایک دوسری

زندگی یقیناً آنی چاہئے۔ انسان میں تین چیزیں ایسی ہیں جو دوسری مخلوقات میں نہیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ اس زمین پر بہت سی چیزیں انسان کے تصرف میں ہیں جن کو وہ جس طرح چاہتا ہے استعمال کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ انسان کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ اپنا راستہ خود منتخب کرے۔ تیسرے یہ کہ انسان کے اندر فطری

طور پر اچھائی اور برائی کی جس موجود ہے جس سے وہ بھٹتا ہے کہ یہ چیز اچھی ہے یہ چیز بُری ہے۔

یہ تین خصوصیات ایسی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ ایک دن ایسا ضرور ہونا چاہئے کہ جب انسان سے پوچھا جائے

کہ جن چیزوں پر اس کو تصرف کا اختیار دیا گیا تھا ان کا استعمال اس نے کس طرح کیا۔

ایک دن ایسا ہونا چاہیے جب اس کا حساب ہو کہ اس نے اپنی آزادی عمل کو کس طرح استعمال کیا۔ ایک دن ایسا ہونا چاہیے جب یہ دیکھا جائے کہ اس نے جو عمل کئے وہ اچھے کئے یا بُرے کئے۔ اس جاتی کا وقت وہی ہوگا جب دفتر عمل بند ہو جائے، اور اس دنیا کا خاتمہ ہو جائے، جہاں انسان کے اچھے برے اعمال کا اثر اس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ یہ تو ہے انسان کی اندرونی شہادت جو آخرت کے آنے کا پتہ دیتی ہے۔

○ اسی طرح اگر انسان اس کائنات کے نظام پر غور کرے تو وہ دیکھے گا کہ یہ پورا نظام ایک نہایت سمجیدہ اور حکیمانہ نظام ہے۔ یہاں ہر چیز ایک مقصد کے ساتھ جڑی ہوئی نظر آئے گی جب ہر چیز ایک مقصد کے ساتھ وابستہ ہے تو انسان جیسی اعلیٰ درجے کی مخلوق بے وجہ اور بے مقصد کیسے ہو سکتی ہے؟

دوسری چیز اس کائنات کے نظام میں نظر آئے گی کہ یہاں ہر چیز کے اندر ایک تغیر ہے اور ہر چیز کی ایک عزم مقرر ہے یعنی یہاں کی ہر طاقت محدود ہے لہذا ایک مقررہ وقت پر یہ عالم فنا ہوگا اور ایک دوسرا عالم قائم ہوگا جہاں انسان کو حساب کرنا پڑے گا کہ جو اس نے کیا ہے وہ اپنے مقصد کے مطابق ہے یا نہیں؟ لیکن ہر بھی لوگ ان دلائل کے ہوتے ہوئے بھی اپنے رجب ملاقات کے منکر ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ میں مرنے کے بعد اپنے رب کے سامنے پیش ہونا نہیں ہے۔

عقیدہ آخرت پر تاریخ کی گواہی اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا جو نظام بنایا ہے وہ ایک تو کھوئی نظام ہے یعنی اللہ کے حکم سے حالات آتے ہیں، قوموں کا انقلاب برپا ہوتا ہے۔ دوسرا ایک اخلاقی نظام ہے یعنی یہ دنیا جس نظام پر چل رہی ہے اس میں کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے، فتنہ فساد برپا نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا یہ مقرر کردہ نظام صحیح طریقے پر چلتا رہے۔

اس اخلاقی نظام میں انسان کا رول یہ ہے کہ وہ اللہ کی اس دنیا کو ٹھیک ٹھنک پر چلنے دے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار اور آزادی دینے کے ساتھ کچھ ہدایات دی ہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ان ہدایات پر عمل پیرا ہوتا کہ اللہ کی بنائی ہوئی یہ دنیا اسی طرح سچی بنی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لئے اپنے پیغمبروں اور ان پر نازل کردہ کتابوں کے ذریعہ جو ہدایات دی ہیں ان میں ایک اہم ہدایت ہے آخرت کا عقیدہ۔ یعنی یہ ماننا کہ انسان اس دنیا میں بے قیاد اور شتر بے مہار نہیں ہے بلکہ اسے کائنات کے حاکم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے آخرت کا یہ عقیدہ انسان کو اس کی حدود میں رکھتا ہے اور وہ ذمہ دار مخلوق کی طرح اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔ تاریخ ثابت ہے کہ جن لوگوں نے بھی آخرت کا انکار کیا ان کے اخلاق بگڑے وہ غیر ذمہ دار بن گئے، ظلم و فساد اور فحش و فجور میں مبتلا ہوئے اور اس طرح قوموں کی قومیں انکار آخرت کی بدولت تباہ ہوتی چلی گئیں۔

رہی یہ بات کہ بہت سی قوموں نے دنیا میں مادی ترقی کی عظیم الشان تعمیراتی کام انجام دئے۔ ایک شاندار تمدن کو جنم دیا۔ لیکن یہ مادی ترقی اخلاق صالح کے بغیر تھی اس لئے اس ظاہری ترقی کے باوجود وہ قومیں تباہ ہو گئیں اور تاریخ کی گرد میں گم ہو کر رہ گئیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں کہ کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا؟ ان سے پہلی قومیں مادی اعتبار سے ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں انھوں نے زمین کو خوب کنگھا لایا تھا۔ بڑی بڑی تعمیرات کی تھیں۔ لیکن یہ تعمیرات اور یہ ترقیات ان کے لئے اخلاق کا زوال بنتی چلی گئیں۔ کردار و عمل کے اعتبار سے یہ قومیں نہایت نجلی سطح پر پہنچ گئیں اور جب ان کے پاس پیغمبروں کو بھیجا گیا اور وہ روشن لٹانیاں لیکر آئے تو انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا پھر جب یہ قومیں تباہ ہوئیں تو اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم کیا تھا بلکہ اس لئے کہ انھوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا تھا اور ان کو ان کی غلط روی کے نتائج بھگتتے پڑے۔



ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا وَالشُّرَاٰى اَنْ كَذَّبُوْا

ثُمَّ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِيْنَ	اسَاءُوا	وَالشُّرَاٰى	اَنْ كَذَّبُوْا
پھر	ہوا	انجام	وہ لوگ جنہوں نے	بُرے کام کئے	بڑا	کہ انہوں نے جھٹلایا

پھر جن لوگوں نے بُرے کام کئے ان کا انجام بُرا ہوا ، کہ انہوں نے اللہ کی

بَايَاتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ اَللّٰهُ يَبْدُوْا

بَايَاتِ اللّٰهِ	وَكَانُوْا	بِهَا	يَسْتَهْزِءُوْنَ	اَللّٰهُ	يَبْدُوْا
اللہ کی آیتوں کو	اور تھے	اس سے	مزاح بھی کرتے	اللہ	پہلی بار پیدا کرتا ہے

آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے ۔ اللہ پہلی بار خلقت کو پیدا کرتا ہے

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُ لَهُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱

الْخَلْقَ	ثُمَّ يُعِيْدُ	لَهُمْ	ثُمَّ اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
خلقت	پھر وہ اسے دوبارہ پیدا کرے گا	پھر	اس کی طرف	تم لوٹائے جاؤ گے۔

پھر وہ اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۱۰ پھر انجام ان لوگوں کا جنہوں نے برائی کی برا ہوا

۱۰ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ اسَاءُوا وَالشُّرَاٰى

تَايِيْتِ الْاٰمُوْنَ اَلَا كُنْتُمْ خَيْرًا مِّنْ اٰمُوْنَ عَلَيْهِمْ عَلٰى رَفِيعِ عَاقِبَةٍ  
وَاللّٰهُ كَانَ عَلٰى نَصْبِ عَاقِبَةٍ وَالْمَوَدَّةَ بَيْنَهُمْ وَ  
اسَاءُوا ثُمَّ اَنْ اٰى بَانَ كَذَّبُوْا بَايَاتِ

اللّٰهِ الْفُرَاٰنَ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰

۱۱ اَللّٰهُ يَبْدُوْا وَالْخَلْقَ اٰى يَلِيْسَ خَلْقَ الْاٰنْسِ

ثُمَّ يُعِيْدُ لَهُمْ اٰى خَلَقْتُمْ بَعْدَ مَوْتِهِمْ ثُمَّ اِلَيْهِ

تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ بِالْقَارِ وَالْاِنْبَاءِ

اس ویر سے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کو یعنی قرآن کو جھٹلایا  
اور وہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔

۱۱ اَللّٰهُ يَبْدُوْا وَالْخَلْقَ اٰى يَلِيْسَ خَلْقَ الْاٰنْسِ

اللّٰهُ يَبْدُوْا وَالْخَلْقَ اٰى يَلِيْسَ خَلْقَ الْاٰنْسِ  
اللّٰهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ يَبْدُوْا كَمَا هُوَ اَوَّلَ مَرَّةٍ يَبْدُوْا  
زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم جاؤ گے۔

تشریح

۱۰ اللہ کی نشانیں جھٹلایا لوں کا انجام ان لوگوں نے اللہ کی نشانوں کو جھٹلایا تھا اور برائیوں میں مبتلا ہوئے تھے دنیا میں ان کا انجام تباہی اور بربادی  
کی صورت میں سامنے آیا اور اس جھٹلانے کی اور اللہ کی نشانوں کے ساتھ عقارت کا برتاؤ کرنے کی آخرت میں جو سزا ہوگی وہ ہوگی ہی قوموں کے  
اس انجام سے عبرت پکڑنا یہی محمداری کی بات ہے۔

۱۱ جس نے پہلی بار بنایا وہی دوسری بار بھی بنائے گا جس نے اس کائنات کی تخلیق کی ابتدا کی اور جس نے انسان کو پیدا کیا اس کے لئے دوبارہ بنانا

دوبارہ نہیں ہے۔ وہ موت کے بعد پھر زندہ کرے گا اور پھر بپٹ کر اسی کے پاس جائیں گے۔  
تخلیق کی ابتدا کو سب مانتے ہیں ایک وقت تھا کہ انسان نہیں تھا پھر وہ ہو گیا، پھر وہ نہیں رہا اور دوبارہ پھر وہ ہو گا۔ اللہ کے  
لئے یہ کچھ بھی ناممکن نہیں ہے اور نہ دشوار ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ

وَيَوْمَ	تَقُومُ السَّاعَةُ	يُبْلِسُ	الْمُجْرِمُونَ	وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ
اور جس دن	برپا ہوگی قیامت	ناامید رہ جائیگی	مجرم (جمع)	اور نہ ہوں گے ان کے لئے
اور جس دن قیامت برپا ہوگی مجرم ناامید ہو کر رہ جائیں گے اور نہ ہوں گے ان کے				

مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعُوا وَأُكُلُوا شُرَكَائِهِمْ كَفِيرِينَ ﴿١٣﴾

مِنْ شُرَكَائِهِمْ	شُفَعُوا	وَأُكُلُوا	شُرَكَائِهِمْ	كَفِيرِينَ
ان کے شریکوں میں سے	کوئی سفارشی	اور ہو جائیں گے	اپنے شریکوں کے	منکر
شریکوں میں سے کوئی ان کے سفارشی اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔				

﴿١٢﴾ اور جب قیامت آجاوے گی مشرکین ناامید ہوں گے کہ ان کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی۔

﴿١٣﴾ اور ان کے بت جن کو وہ اللہ کا شریک سمجھتے تھے ان کی سفارشی نہ کریں گے اور اس وقت وہ ان اپنے معبودوں سے بیزاری ظاہر کریں گے۔

﴿١٢﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

الْمُجْرِمُونَ ○ يَسْكُتُ

الْمُشْرِكُونَ لِأَنقِطَاعِ حُجَّتِهِمْ

﴿١٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ أَى لَا يَكُونُ

لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ مِتْنٌ

أَشْرَكُوهُم بِاللَّهِ وَهِيَ الْاِهْتَامُ

يَشْفَعُوا لَهُمْ شُفَعَاءُ وَا

وَكَانُوا أَى يَكُونُونَ

بَشْرًا كَفِيرِينَ ○

### تشریح

﴿١٢﴾ اللہ کے حضور پیشی کے وقت مجرم دم بخود رہ جائیں گے ہر طرح کے مجرم اور گناہ گار جنہوں نے دنیا میں اللہ کے احکام ماننے سے انکار کیا اپنے نفس کی خواہشات پر چلتے رہے جان بوجھ کر نافرمانیاں کرتے رہے جب یہ عالم آخرت میں جی اٹھیں گے اور اللہ کے حضور میں ان کی پیشی ہوگی تو یہ دم بخود رہ جائیں گے۔

﴿١٣﴾ جن کو خدائی میں شریک سمجھا تھا بتہنگے گا کہ یہ سب غلط تھا اللہ تبارک و تعالیٰ کی بنا اور بے مثال ہیں کسی حیثیت سے بھی ان کے ساتھ کوئی شریک اور سا بھی نہیں ہے۔ مگر جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو اس کی خدائی میں شریک کیا ہے وہ جب روز قیامت دیکھیں گے کہ جن کو شریک ٹھہرایا تھا نہ ان کی سفارشی چل سکتی ہے اور نہ وہ کوئی اختیار رکھتے ہیں اور وہ معتبر ہستیاں چاہے انبیاء ہوں فرشتے ہوں یا اولیاء اللہ ہوں جن کو زبردستی بغیر ان کی مرضی کے اللہ کا شریک سمجھا تھا وہ بھی صاف کہہ دیں گے کہ ہاری مرضی اور تعظیم اور ہدایت کے خلاف تم یہ سب کرتے رہے ہو تو یہ شریک ٹھہرانے والے بھی خود کہہ اٹھیں گے کہ واقعی غلطی ہاری تھی۔ ان میں سے کسی کا بھی خدائی میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِدِ يَتَفَرَّقُونَ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ

وَيَوْمَ	تَقُومُ السَّاعَةُ	يَوْمِدِ	يَتَفَرَّقُونَ	فَأَمَّا الَّذِينَ
اور جس دن	قائم ہوگی قیامت	اس دن	متفرق ہو جائیں گے	پس جو لوگ
اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (لوگ) متفرق (تفرقہ پزیر) ہو جائیں گے۔ پس جو لوگ ایمان				

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿۱۵﴾

أَمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	فَهُمْ	فِي رَوْضَةٍ	يُحْبَرُونَ
ایمان لائے	اور انہوں نے عمل	نیک	سو وہ	باغ میں	خوشحال (آؤ بھگت) کئے جائیں گے
لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے سو وہ باغ (جنت) میں آؤ بھگت کئے جائیں گے۔					

﴿۱۴﴾ جس دن قیامت ہوگی مسلمان اور کافر جدا ہو جائیں گے۔

﴿۱۵﴾ لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کے باعث میں خوش رہیں گے۔

﴿۱۴﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِدِ  
سَائِدٌ يَتَفَرَّقُونَ ○ أَي  
الْمُؤْمِنُونَ وَالْكَافِرُونَ

﴿۱۵﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ أَمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ  
جَنَّةٍ يُحْبَرُونَ ○ يُسْرَرُونَ

### تشریح

﴿۱۴﴾ نیک اور بد الگ الگ کر دئے جائیں گے | دنیا میں جتنے بندیاں دو طرح کی ہیں۔

○ ایک جتنے بندی تو وہ ہے جو قوم نسل زبان وطن قبیلے اور برادری اور معاشی و سیاسی مفادات کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔  
○ دوسری جتنے بندی وہ ہے جو عقیدے، اخلاق، کردار اور عمل کی بنیاد پر بنتی ہے اور اسی بنیاد پر اللہ کی ہدایت کو ماننے والے ایک امت کہلاتے ہیں چاہے ان کی زبان کوئی ہو، رنگ و نسل کوئی ہو، قبیلہ اور برادری کوئی ہو۔ ان کی گروہ بندی کی بنیاد صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کو ماننے والے اور اس کی ہدایت پر چلنے والے انسانوں کا ایک گروہ ہے۔

اسلام اسی گروہ بندی اور جتنے بندی کو قبول کرتا ہے اور دعوت دیتا ہے کہ حزب اللہ (اللہ کی جماعت) میں شامل ہو جاؤ اور رنگ و نسل و وطن اور زبان اور سارے مفادات کے رشتوں کو نظر انداز کر دو۔

روز محشر میں یہی منظر ہوگا۔ نیک لوگ الگ کر دئے جائیں گے بڑے لوگ الگ کر دئے جائیں گے۔ پھر ہر گروہ میں ان کے اعمال کے اعتبار سے چھانٹ کر پھر میں سے الگ کر لئے جائیں گے۔ اس طرح نیکوں کا ایک گروہ ہوگا اور مجرمین کے الگ الگ گروہ بن جائیں گے۔

﴿۱۵﴾ مومنین صالحین کی تحریح | مومنین صالحین کا ٹھکانا ایسے اعلیٰ درجے کے باغ میں ہوگا جہاں ہر طرح کی لذتوں سے شاد کام ہوں گے شان و شوکت کے ساتھ میں گے۔ عزت کے ساتھ خوش خرم بھی ہوں گے ہر طرح کی لذت اور سرور سے بہرہ اندوز ہوں گے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا	وَكَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ	فَأُولَٰئِكَ	فِي الْعَذَابِ
اور جن لوگوں نے	کفر کیا	اور جھٹلایا	ہماری آیتوں کو اور ملاقات کو	اور آخرت کی ملاقات کو	پس یہی لوگ عذاب میں
اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو، پس یہی لوگ عذاب میں گرفتار					

مُحَضَّرُونَ ﴿۱۴﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تَسُوْنُ وَحِيْنَ تَصْبِحُوْنَ ﴿۱۵﴾

مُحَضَّرُونَ	فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ	حِيْنَ تَسُوْنُ	وَحِيْنَ تَصْبِحُوْنَ
ماضی گزارنے والے جاتیں گے	پس پاکیزگی (بیان کرنا)	اللہ	جب
	تسبیح کرنا	تسبیح کرنا	تسبیح کرنا
	تسبیح کرنا	تسبیح کرنا	تسبیح کرنا

کے جاتیں گے۔ پس اللہ کی پاکیزگی بیان کرنا شام کے وقت اور صبح کے وقت۔

﴿۱۴﴾ اور جو کافر ہوئے اور قرآن کا انکار کیا اور مکر میں سے  
وغیرہ امور آخرت کا انکار کیا وہ عذاب میں ڈالے  
جاویں گے۔

﴿۱۵﴾ پس تسبیح کر دو تم اللہ کی شام اور صبح یعنی نماز صبح  
مغرب اور عشاء اور صبح کی۔

﴿۱۴﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالْقُرْآنِ  
وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ أَلْعَنَ وَعِزُّكَ وَالْقَائِلَاتِ

فِي الْعَذَابِ مُحَضَّرُونَ ○

﴿۱۵﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اَيُّ سُبْحٰنِ اللّٰهِ بِمَعْنٰى صَلَوٰتِ  
حِيْنَ تَسُوْنُ اَيُّ تَسْبِيْحِ اللّٰهِ فِي النَّسَاءِ وَفِيْهِ  
صَلٰةٌ اِنَّ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَحِيْنَ تَصْبِحُوْنَ ○  
تَسْبِيْحِ اللّٰهِ فِي الصَّبٰحِ وَفِيْهِ صَلَوٰةٌ الصَّلٰةِ

### تشریح

﴿۱۴﴾ سچائی کو جھٹلانے والوں کی حالت | نیک لوگوں کی اعلیٰ زندگی کے مقابلے میں سچائی کو جھٹلانے والوں اور حق سے روگردانی کرنے والوں کی  
حالت یہ ہوگی کہ وہ ہر وقت عذاب میں رہیں گے۔ ان کو کوئی لمحہ ایسا میسر نہیں آئے گا جو تکلیف سے خالی ہو۔ جنہوں نے اللہ کی نشانیوں  
کو جھٹلایا یا پیغمبروں کو نہیں مانا آخرت کا انکار کیا۔ عزم ہر حقیقت اور ہر سچائی ان کے لئے ناقابل قبول تھی۔ آج اس کی نزاں کول کرے گی۔  
﴿۱۵﴾ پس صبح شام اللہ کا ذکر کرتے رہو | جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ حق کو جھٹلانے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور حق پر چلنے کی جزا کیا ملے گی اور جب تمہیں  
یہ بھی معلوم ہو گیا کہ منکرین حق آخرت کی زندگی کا انکار کر کے گویا یہ کہتے ہیں کہ اللہ تمہیں ہمارے بڑے اعمال کی کوئی  
مزدادیں گے پس تمہیں اگر جنت کی طلب ہے تو دل سے زبان سے بدن کے اعضاء سے اللہ کو یاد کرو۔ جس کی بہترین صورت  
نماز ہے اور نماز کے اوقات صبح شام یعنی فجر، مغرب، ظہر، عصر، عشاء نماز کے وہ اوقات ہیں جن میں اللہ کی قدرت و عظمت  
کے آثار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔

عالم اجسام میں سورج سب سے زیادہ روشن سیارہ ہے۔ حضرت ابراہیم نے سورج کو دیکھ کر فرمایا تھا هٰذَا اَرَبِيْ هٰذَا الْكَبِيْرُ  
اس عظیم گزے کی بے چارگی کا سب سے زیادہ اظہار ان بائیں وقتوں میں ہوتا ہے جو نماز کے ہیں اور سورج کی بے چارگی کو دیکھ کر پھر مجبور حقیقی اور سورج  
اور زمین و آسمان کے خالق کی طرف دھیان جاتا ہے اور موجد اعظم حضرت ابراہیم علی زبان پر بے اختیار جاری ہوتا ہے کہ۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ  
لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ کوئی مجبور و عاجز مخلوق چاہے وہ دیکھنے میں کتنی ہی بڑی ہو مجبور  
ہونے کا حق نہیں رکھتی۔ مجبور وہی ہے جو تمام کائنات کا خالق و مربی ہے۔

## وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿۱۸﴾

وَلَهُ	الْحَمْدُ	فِي السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَعَشِيًّا	وَحِينَ	تُظْهِرُونَ
اور اس کے لئے	تہم تہمیں	آسمانوں میں	اور زمین	اور بعد زوال (سجھڑیا)	اور جب	تم ظہر کرنے ہو (ظہر کے وقت)
اور اسی کے لئے ہیں تمام تعریفیں آسمانوں میں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور ظہر کے وقت۔						

﴿۱۸﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اعْتَرَفُوا وَمَعْنَاهُ يُحْمَدُ أَهْلُهَا وَعَشِيًّا عَطَفٌ عَلَى حِينَ وَفِيهِ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَحِينَ تُظْهِرُونَ تَدْخُلُونَ فِي الظُّهْرِ وَفِيهِ صَلَاةُ الظُّهْرِ

﴿۱۸﴾ اور وہی لائق حمد کے ہے آسمانوں اور زمینوں میں یعنی آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اسی کی حمد کرتے ہیں۔ اور تسبیح کو اس کی شام کو قبل غروب کے یعنی عصر کی نماز پر پڑھا اور جب پہر کرو یعنی نماز ظہر ادا کرو۔

﴿۱۸﴾ نماز کے اوقات زمین و آسمان اور کائنات کی ہر ہر چیز اللہ کی تسبیح اور اس کی پاکی بیان کرنے میں مصروف ہے۔ خود انسانوں کو بھی حکم ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنی زبان اور اپنے دل سے اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔ اللہ کے ذکر کی سب سے زیادہ پسندیدہ صورت نماز ہے جو ہر صاحب ایمان پر پانچ وقت فرض ہے۔ اوپر کی آیت میں صبح و شام تسبیح کی تاکید کر کے نماز کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

آیت ہذا میں نماز کے چار اوقات کی طرف اشارہ ہے۔ وہ چار نماز ہیں فجر، مغرب، عصر اور ظہر۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی نماز کے اوقات کی طرف اشارے کئے گئے ہیں مثلاً سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۸ میں ہے کہ۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنِ الْفَجْرِ

نماز قائم کرو آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کی تاریکی تک اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا اہتمام کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اوقات سورج کے زوال سے لیکر عشاء تک ہیں اور اس کے بعد فجر کا وقت ہے۔

سورہ ہود آیت ۱۱۱ میں ارشاد ہوا ہے وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِ النَّهَارِ وَرِزْقَانِ اللَّيْلِ اور نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر۔ اس آیت میں دن کے دونوں سروں سے مراد صبح کی نماز اور مغرب کی نماز کے اوقات ہیں۔ اور کچھ گزرنے پر سے مراد عشاء کا وقت ہے۔

اسی طرح سورہ طہ آیت ۱۳۱ میں نماز کے اوقات کی طرف اشارہ موجود ہے۔

قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ

(اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کی کچھ گھڑیوں میں پھر تسبیح کرو اور دن کے کناروں پر)

اس آیت میں سورج نکلنے سے پہلے سے مراد فجر کی نماز ہے اور سورج غروب ہونے سے قبل سے مراد عصر کی نماز

ہے۔ رات کی گھڑیوں میں مغرب اور عشاء دونوں شامل ہیں۔ اور دن کے کنارے عین ہیں ایک صبح دوسرے زوال

آفتاب تیسرے مغرب۔ اسی طرح قرآن مجید کی مختلف آیات میں نماز کے اوقات کی طرف اشارات موجود ہیں۔ لیکن ان

آیات کے اشارات کی صاف طور پر تشریح حضرت محمد رسول اللہ نے اپنے قول اور عمل سے فرمائی ہے اور یہ اس

بات کا ثبوت ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کی مراد کو پوری طرح سمجھا نہیں جاسکتا۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي

يُخْرِجُ	الْحَيَّ	مِنَ الْمَيِّتِ	وَيُخْرِجُ	الْمَيِّتَ	مِنَ الْحَيِّ	وَيُحْيِي
وہ نکالتا ہے	زندہ	مردے سے	اور نکالتا	مردہ	زندہ سے	اور وہ زندہ کرتا ہے

وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ سے مردہ کو نکالتا ہے ، اور وہ زندہ کرتا ہے

ع  
۱۹

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تَخْرُجُونَ ۱۹

الْأَرْضَ	بَعْدَ	مَوْتِهَا	وَ	كَذَلِكَ	تَخْرُجُونَ
زمین	بعد	اس کا مرنا	اور	اسی طرح	تم نکالے جاؤ گے

زمین کو اس کے مرنے کے بعد اور اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

۱۹ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

كَأَنَّا نَسَانٍ مِنَ النَّطْفَةِ وَالطَّائِرِ  
مِنَ الْبَيْضَةِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ  
النَّطْفَةَ وَالْبَيْضَةَ مِنَ الْحَيِّ  
وَيُحْيِي الْأَرْضَ بِالنَّبَاتِ  
بَعْدَ مَوْتِهَا أَيُّ يَكْتُمُهَا  
وَكَذَلِكَ إِلَّا خُرُوجُ  
تَخْرُجُونَ ○ مِنَ الْقُبُورِ  
بِالنَّبَاتِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ

تشریح

۱۹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی مردے سے زندہ اور زندہ سے مردے کو پیدا کرنا سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ زندہ سے مردے کو اور مردے سے زندہ کو پیدا کرتا ہے۔ انسان کا نطفہ بے جان ہے اس سے جاندار انسان پیدا ہوتا ہے۔ انسان جو جاندار ہے اس میں سے بے جان نطفہ نکلتا ہے۔ اللہ تم اپنی قدرت سے جانور کو انڈے سے پیدا کرتے ہیں اور جانور کے اندر سے بے جان انڈہ نکلتا ہے۔ اسی طرح اللہ تم سوکھی زمین کو جو مردہ ہو جاتی ہے بارش برسا کر زندگی عطا فرماتے ہیں۔ غرض موت اور زندگی چاہے حقیقی ہو یا مجازی جیسی ہو یا معنوی سب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اللہ تم اپنی قدرت سے مومن کے گھر میں کافر پیدا کر دیتا ہے اور کافر کے گھر میں مومن جنم لیتا ہے۔ جب سب اللہ کی قدرت میں ہے تو پھر انسانوں کو زندہ کر کے قبروں سے اٹھانا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

۱۹ وہ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے جیسے انسان کو نطفہ منی سے

اور پرند کو بیضہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ جیسے نطفہ اور بیضہ کو آدمی اور جانور سے اور زندہ کرتا ہے پرنے کو ساتھ سبزہ کے بعد اس کے خشک ہو جانے کے اور جس طرح اللہ تم سبزہ کو نکالتا ہے اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ

وَمِنْ	+	آيَاتِهِ	أَنْ	خَلَقَكُمْ	مِنْ	تُرَابٍ	ثُمَّ	إِذَا	أَنْتُمْ	بَشَرٌ
اور اس کی نشانیوں سے		کہ	اس نے پیدا کیا تمہیں	سے	مٹی	پھر	ناگہاں تم	آدمی		

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم ناگہاں (جا بجا) پھیلے ہوئے

تَنْتَشِرُونَ ۲۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ

تَنْتَشِرُونَ	وَمِنْ	آيَاتِهِ	أَنْ	خَلَقَ	لَكُمْ	مِنْ
پھیلے ہوئے	اور اس کی نشانیوں سے	کہ	اس نے پیدا کیا	تمہارے لئے	سے	

آدمی (ہو گئے) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے پیدا کئے تمہاری

أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَ

أَنْفُسِكُمْ	أَزْوَاجًا	لِتَسْكُنُوا	إِلَيْهَا	وَجَعَلَ	بَيْنَكُمْ	مَوَدَّةً	وَ
تمہاری جنس	جوڑے	تا کہ تم سکون حاصل کرو	(انکی طرف پاس)	اور اس نے کیا	تمہارے درمیان	محبت	اور

جنس سے جوڑے (بیویاں) تا کہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے درمیان محبت اور مہربانی

رَاحَةً ۲۱ فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۲۱

رَاحَةً	فِي	ذَلِكَ	لآيَاتٍ	لِقَوْمٍ	يَتَفَكَّرُونَ
مہربانی	میں	اس	البتہ نشانیاں	ان لوگوں کے لئے	وہ (غور) میں کرتے ہیں

(پیدا کی - بیٹک اس میں البتہ ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں -

۲۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ

تَنْتَشِرُونَ الخ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جو اس کی کمال قدرت پر ولادت کرنے والے ہیں تمہارے باپ آدم کا مٹی سے پیدا کرنا پھر تم آدمی بن گئے گوشت اور خون سے کہ پھرتے ہو زمین میں۔

۲۱ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ اس نے تمہارے

لئے تمہاری جانوں سے بیویوں کو بنایا چنانچہ نچر حواء کو

۲۰ وَمِنْ آيَاتِهِ تَعَالَى الذَّلَالَةَ

عَلَىٰ مِنْ دُونِ رَبِّهِمْ تَعَالَىٰ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ أَمْ أَنْتُمْ بَشَرٌ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ مِنْ دَمٍ وَلَحْمٍ تَنْتَشِرُونَ ۲۰ فِي الْأَرْضِ

۲۱ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ

لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

آدم کی پسلی سے بنایا اور تمام عورتوں کو مردوں اور عورتوں کے نطفے سے تمہاری بیویوں کو اسلئے پیدا کیا کہ تم ان سے الفت کرو اور آرام حاصل کرو اور تمہارے اندر ایک دوسرے کی محبت اور مہربانی رکھ دی بیشک اس میں جو مذکور ہوا بڑی نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جو اللہ کی کاریگری میں فکر کرتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں میں منکر کرتے ہیں

فَخَلَقَتْ حَوَاءً مِنْ ضِلْعِ أَدَمَ وَسَائِرُ  
النِّسَاءِ مِنْ نُطْفِ الرَّجَالِ وَ  
النِّسَاءِ لِيَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَ  
يَأْتِفْنَوهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ  
حَبِيبًا مَتَوَدَّةً وَرَحْمَةً  
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَلْمَذْكُورِ  
لَايَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○  
فِي صُنْعِ اللَّهِ تَعَالَى

## تشریح

۲۰) اللہ کی قدرت کی نشانی - مٹی کے چٹلے میں شعور و احساس | اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے خود انسان کی تخلیق ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ بے جان مٹی کے چٹلے کو اللہ تعالیٰ زندگی دیتے ہیں جس میں شعور و احساس، جذبات، عقل اور خیالات کی ایسی عجیب قوتیں ہیں جو اس بے جان مٹی میں کہاں سے آئیں پھر اللہ تعالیٰ نے انسان میں ایسی تولیدی قوت دیدی جس کی بدولت کروڑوں، اربوں انسان بے شمار مورتی اور انفرادی خصوصیات لئے ہوئے پیدا ہو رہے ہیں۔ آدم کا پتلا اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر کس طرح ان کی اولاد زمین پر پھیلتی چلی گئی اور کس طرح ان میں عجیب عجیب صلاحیتیں سامنے آ رہی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کائنات نہ تو بغیر مدد کے ہے اور نہ اس کے بہت سے خدا ہیں۔ وہی ایک خدا تبارق ہے مرتبہ مالک اور فرماں روا ہے لہذا اس کا معبود بھی اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

۲۱) اللہ کی قدرت کی نشانی - اسی جنس سے عورت کی تخلیق | اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق مٹی سے کی پھر انہی سے اور ان کی جنس انسان سے ان کا جوڑا عورت کی شکل میں بنایا پھر مرد اور عورت میں عجیب انسیت رکھ دی تاکہ اس سے انسانی نسل پھیلے اور دونوں ایک دوسرے سے سکون حاصل کریں جس سے انسانی کنبہ بنے۔ مرد اور عورت دونوں انسان ہیں مگر دونوں ایک دوسرے سے جسمانی بناوٹ میں مختلف، ذہنی اوصاف میں مختلف اور جذبات میں مختلف مگر دونوں میں حیرت انگیز مناسبت کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا پورا جوڑا ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر ادھورا ہے۔

پھر مرد اور عورت کی پیدائش میں شروع سے لے کر آج تک ایک خاص تناسب چلا آ رہا ہے۔ کہیں ایسا نہیں ہوتا کہ کسی بستی میں لڑکے ہی لڑکے پیدا ہو جائیں یا کسی بستی میں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں بلکہ ہمیشہ آبادی کا تناسب ایسا رہتا ہے کہ ضرورت کے مطابق لڑکے اور ضرورت کے مطابق لڑکیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا نظام کتنا حکیمانہ اور مدبرانہ اور مکمل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت میں جنسی کشش کے ساتھ ایک دوسرے کی ہمدردی، غم خواری ایسی رکھ دی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے شریک، رنج و راحت بنے رہتے ہیں جو کہ لڑنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

سورہ نسا میں اپنی اس قدرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد ہوا کہ ۱۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (۱۷۱ انسانوں!) اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔



## وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ

وَمِنْ	آيَاتِهِ	خَلْقُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَ	اخْتِلَافُ
اور اس کی نشانیوں سے	اشہدائیا	آسمان (جمع)	اور زمین	اور	مختلف ہونا	

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں کو اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری

## اللِّسَانِ وَالْوَأْنِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٢٢﴾

الِّسَانِ	وَالْوَأْنِمْ	إِنَّ	فِي	ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّلْعَالَمِينَ
تمہاری زبانیں	اور تمہارے رنگ	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	عالم (دانشمندوں) کے لئے	

زبانوں اور تمہارے رنگوں کے مختلف ہونے میں (نشانیاں ہیں) بیشک اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

﴿٢٢﴾ اور ان کی نشانیاں میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں کا اختلاف کہ کسی کی زبان عربیہ کسی کی عجمی وغیرہ اور اس کی قدرت کی نشانیاں میں سے ہے تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا کسی کا رنگ سیاہ ہے کسی کا سفید اور اس کے سوا اور قسم کی رنگتیں حالانکہ تم سب ایک مرد و عورت کی اولاد ہو۔ بے شبہ اس مذکور میں بڑی نشانیاں ہیں جلتے لؤلؤ کے لئے اس کے کمال قدرت پر۔

﴿٢٣﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ اللِّسَانِ أَى لُّغَاتِكُمْ مِنْ عَرَبِيَّةٍ وَعَجَمِيَّةٍ وَعَنْبَرِيَّةٍ وَالْوَأْنِمْ مِنْ بَيَاضٍ وَسَوَادٍ وَعَنْبَرِيَّةٍ مَا وَأَنْتُمْ أَوْلَادٌ ذَكَرَ وَاحِدٌ وَأَمْرًا وَاحِدًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ عَلَى قُدْرَتِهِ تَعَالَى لِّلْعَالَمِينَ بِقِيَمَةِ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالْحَيَاةِ ذَوِي الْعُقُولِ وَأَوْلِيَ الْعِلْمِ

تشریح

﴿٢٣﴾ اشرکہ قدرت کی نشانی۔ زمین و آسمان کی تخلیق اور انسانوں میں انواع زمین و آسمان کا عدم سے وجود میں آنا اور زمین و آسمان کا ایک ضابطے پر قائم ہونا اور ان میں بے شمار قوتوں کا ایک توازن کے ساتھ کام کرنا یہ بتلاتا ہے کہ اس پوری کائنات کا خالق اور اسکی تدبیر کرنے والا ایک ہی ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زمین اور دوسرے بہت سے سیارے ان سب کے عناصر ایک میں اور ان میں ایک ہی قانون فطرت کا فرما ہے۔ جو وحدت الہی کی کھلی نشانی ہے۔

اسی طرح انسان کا مادہ ایک ہے۔ ان کی بناوٹ کا فارمولہ ایک ہے مگر زبانوں میں رنگوں میں اتنا اختلاف اور تنوع ہے کہ زبان الگ لعل و نگار الگ، رنگ دروہ الگ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی ہے۔ دانشمند لوگ یہیں سے اپنے رب کو پالیتے ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاءُكُمْ

وَمِنْ آيَاتِهِ	مَنَامُكُمْ	بِاللَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	وَابْتِغَاءُكُمْ
اور اس کی نشانیوں سے	تمہارا سونا	رات میں	اور دن	اور تمہارا تلاش کرنا

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات میں اور دن (کے وقت) میں اور تمہارا تلاش کرنا

مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُسْمِعُونَ ﴿۲۳﴾

مِنْ فَضْلِهِ	إِنَّ	فِي	ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّقَوْمٍ	يُسْمِعُونَ
اس کے فضل سے	بیشک	میں	اس	البتہ نشانیاں	ان لوگوں کیلئے	وہ سنتے ہیں

اس کے فضل (روزی) سے - بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں۔

﴿۲۳﴾ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا سونا رات اور دن میں تمہارے آرام حاصل کرنے کو اللہ کے ارادہ سے اور دن کو تمہارا روزی کی تلاش میں پھرنا اس کے ارادہ سے۔

﴿۲۳﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِإِذْنِهِ تَعَالَى رَاحَةٌ لَّكُمْ وَابْتِغَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنْ فَضْلِهِ أَي تَصَرُّفِكُمْ فِي طَلَبِ الْمَعِيشَةِ بِإِذْنِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُسْمِعُونَ ○ مِعَاعٌ صَدَّبُوا وَعَتَبَارٌ

بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عبرت اور غور سے سنتے ہیں۔

### تشریح

﴿۲۳﴾ اللہ کی نشانیوں میں سے سونا جانا اور روزی تلاش کرنا | اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانی ہے کہ انسان روزی کی تلاش میں دوڑ دھوپ کرتا ہے اور تھک جاتا ہے تو سو کر آرام کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تم خالق ہوئے کے ساتھ ساتھ اپنی مخلوق پر نہایت شفیق و مہربان بھی ہے کہ محنت کے بعد اس کو آرام کے لئے سونے کا موقع ملتا ہے جس سے اس کی ساری تکان دور ہو جاتی ہے۔ نیند کا انسان کی ضرورت کے مطابق ہونا یہ بتاتا ہے کہ یہ اس حکمت والے خالق کے منصوبے کا ایک حصہ ہے جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے۔

انسان کا رزق تلاش کرنا اور اس دنیا میں اپنی روزی حاصل کرنا یہ بھی اللہ کی نشانی ہے کہ پروردگار نے انسان کے لئے رزق کے اسباب پیدا کر دیئے ہیں اور زمین و آسمان کی طاقتیں اس میں لگی ہوئی ہیں۔ انسان روزی ڈھونڈتا ہے اور وہ اس کو مل جاتی ہے کیونکہ خالق کائنات نے رزق اور اسباب رزق مہیا کر رکھے ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبُرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنزِلُ مِنْ

وَمِنْ آيَاتِهِ	يُرِيكُمُ	الْبُرْقَ	خَوْفًا وَطَمَعًا	وَيُنزِلُ	مِنْ
اور اس کی نشانیوں سے	وہ دکھاتا ہے نہیں	بجلی	خوف اور امید کیلئے	اور وہ نازل کرتا ہے	سے

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ نہیں بجلی دکھاتا ہے خوف اور امید کے لئے، اور نازل کرتا ہے

السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَلِكَ

السَّمَاءِ	مَاءً	فَيُحْيِي	بِهِ	الْأَرْضَ	بَعْدَ	مَوْتِهَا	إِنَّ	فِي	ذَلِكَ
آسمان	پانی	پھر زندہ کرتا ہے اس سے	زمین	اس کے مرنے کے بعد	بیشک	اس میں			

آسمان سے پانی پھر اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرنے کے بعد۔ بیشک اس میں

لَايَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ

لَايَاتٍ	لِّقَوْمٍ	يَعْقِلُونَ	وَمِنْ آيَاتِهِ	أَنْ	تَقُومَ	السَّمَاءُ
البتہ نشانیاں	ان لوگوں کیلئے	عقل سے کام لیتے ہیں	اور اس کی نشانیوں سے	کہ	قائم ہیں	آسمان

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے علم سے

وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ تُنَادٍ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ

وَالْأَرْضُ	بِأَمْرِهِ	تُنَادٍ	إِذَا	دَعَاكُمْ	دَعْوَةً	مِّنَ	الْأَرْضِ
اور زمین	اس کے علم سے	پھر	جب وہ تمہیں بلاوے گا	ایک ندا	زمین سے		

زمین اور آسمان قائم ہیں۔ پھر جب وہ ایک ندا دے کر زمین سے بلائے گا تو

إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ

إِذَا	أَنْتُمْ	تَخْرُجُونَ	وَلَهُ	مَنْ	فِي	السَّمَوَاتِ
تم	یک بارگی	نکل آؤ گے	اور اس کے لئے	جو	آسمانوں میں	

تم یک بارگی نکل آؤ گے اور اسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے

وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهِ قَانِتُونَ ﴿٢٦﴾

وَالْأَرْضِ	كُلٌّ	لَّهِ	قَانِتُونَ
اور زمین میں	سب اسی کے لئے	فرماں بردار	

اور زمین میں ہے سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔

۲۳) وَمِنْ آيَاتِهِ يُرْسِلُ الْغَاسِقَاتِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْنَ فِيهَا نِسَاءٌ يُرْسِلْنَ فِيهَا السَّيْفَاتِ لِكَيْ يُقَاتِلْنَ فِيهَا وَمِنْ آيَاتِهِ يُرْسِلُ السَّيْلَ الْكَبِيرَ لِيَكْفُرُوا بِهِ وَيُرْسِلَ فِيهَا صواعقاً كبرياتاً تضرعون

۲۴) وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ وَإِنَّ يَوْمَ السَّيْرَةِ لَشَدِيدٌ إِذْ دَعَاكُمْ دَعْوَةَ يَوْمَ تَبَايَعْتُمْ فِي الْمَوَدَّةِ الْأَخْرَجِيَّةِ لِيُتَبَّعَ مِنَ الْقُبُورِ إِذَا أَنْتُمْ تُخْرَجُونَ مِنْهَا أَحْيَاءٌ فَخَرُّوا كَمَا خَرُّوا مِنْ آيَاتِهِ تَعَالَى

۲۵) وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْكُمْ وَأَخْلَقَكُمْ وَعَبِيدًا كُنْتُمْ لَكُنْ قَائِمُونَ

۲۳) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے تم کو بجلی کا دکھلانا جس سے مسافروں کو ڈر ہوتا ہے اور شہر کے رہنے والوں کو بارش کی امید ہوتی ہے۔ اور حق تعالیٰ اتارتا ہے آسمان سے پانی پس زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو سبزہ جا کر بعد اس کے خشک ہونے کے بے شہر اس مذکور میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

۲۴) اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں بدون ستون کے۔ پھر جس وقت تم کو حق تعالیٰ زمین سے بلا دے گا اس طرح کہ اسرافیل صویر بھونکے گا قبروں سے نکلنے کے لئے اس وقت تم زندہ ہو کر قبروں سے نکلو گے سو یہ تمہارا قول نکلتا ہے اور اسی کے بندے اور ملک ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔

## تشریح

۲۳) بجلی کی چمک اور بارش میں اللہ کی نشانیاں آسمان پر چمکتی ہوئی بجلی ایک طرف بارش ہونے کی خبر لاتی ہے دوسری طرف اس کی چمک اور کواکب سے دلوں میں خوف بھی پیدا ہوتا ہے۔ پھر بارش برستی ہے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے اسی طرح انسان بھی مرنے کے بعد زندہ ہوگا۔ پانی کا نظام اور زمین کی پیداوار کا منصوبہ پھر ان سب قوتوں میں ایک ہم آہنگی یہ بتلاتی ہے کہ یہ سب ایک ہی خالق کا کارنامہ ہے۔ کائنات کی ابتداء سے لیکر آج تک اس پورے نظام کا اس خوبی کے ساتھ چلنے رہنا اللہ کی قدرت کی وہ نشانی ہے جو اہل فکر کو متوجہ کرتی ہے۔

۲۴) زمین و آسمان کا قائم رہنا اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔ یہی نہیں کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا کر دیا اور ایک دفعہ وجود میں آگے بلکہ ان کا بغیر کسی ظاہری سہارے کے رہنا کہ یہ سب چیزیں اپنے مرکز پر پوری طرح قائم ہیں اور کیا مجال ہے خدا سے ادھر سے ادھر ہو جائیں یہ اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کائنات کے خالق و مدبر کے لئے ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا کوئی بڑا کام نہیں ہے بس ایک نکار کافی ہوگی اور ابتداءئے آفرینش سے لے کر قیامت تک جتنے انسان پیدا ہوئے ہیں سب ایک ساتھ زمین سے نکل کھڑے ہوئے اور پروردگار کے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔

۲۵) زمین و آسمان کی ہر چیز اس کے تابع فرمان ہے زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اس کی ملکیت ہے سب اس کے تابع فرمان ہیں سب اس کی پیدائشی رعایا ہیں۔ کیا مجال ہے کہ اس کے محوینی حکم سے کوئی سرتابی کر سکے۔ رہے اس کے تشریحی احکام تو صرف انسان ایک ایسی مخلوق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اختیار دیا ہے کہ چاہے ان تشریحی احکام پر عمل کرے چاہے نہ کرے مگر خالق کی رعایا ہی ہے کہ انسان ان تشریحی احکام پر بھی اس طرح عمل کرے جس طرح محوینی احکام پر عمل کرنا اس کی مجبوری ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ

وَهُوَ الَّذِي	يَبْدَأُ	الْخَلْقَ	ثُمَّ يُعِيدُهُ	وَهُوَ	أَهْوَنُ	عَلَيْهِ	وَلَهُ
اور وہی ہے جو	پہلی بار پیدا کرتا ہے	خلقت	پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا	اور وہ	بہت آسان	اس پر	اور وہی ہے

اور وہی ہے جو خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے اور وہی ہے

الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾

الْمَثَلُ	الْأَعْلَىٰ	فِي السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ
شان	بلند تر	آسمانوں میں	اور زمین	اور وہ	غالب	حکمت والا

بلند تر شان آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿٢٤﴾ اور اشارہ ہے جو آدمیوں کو اول مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر ان کے مرنے کے بعد دوبارہ ان کو زندہ کرے گا اور دوبارہ زندہ کرنا اس کو زیادہ ہل ہے اول مرتبہ بنانے سے لوگوں کے خیال کے موافق کہ انسان کے نزدیک دوبارہ بنانا کسی چیز کا آسان ہوتا ہے اول مرتبہ بنانے سے ورنہ حق تعالیٰ کو دونوں آسانی میں برابر ہیں اور اسی کے لئے ہے اونچی مثال آسمانوں میں اور زمین میں یعنی وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور وہ غالب ہے اپنے ملک میں حکمت والا ہے اپنی مخلوق میں سے۔

﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ لِلنَّاسِ ثُمَّ يُعِيدُهُ بَعْدَ هَلَاكِهِمْ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ مِنَ الْبَدْءِ بِالنَّظَرِ إِلَى مَا عِنْدَ الْمُخَاطَبِينَ مِنْ أَنْ إِعَادَةَ الشَّيْءِ بِأَسْهَلُ مِنْ إِبْتِدَائِهِ وَالْأَهْوَنُ عِنْدَ تَعَالَىٰ سِوَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَيْ الصِّفَةُ الْعُلْيَا وَهِيَ أَنْتَ لِإِلَهِ الْأَهْوَنُ وَهُوَ الْعَزِيزُ فِي مُلْكِهِ الْحَكِيمُ فِي

### تشریح

### خاتمہ

﴿٢٤﴾ پہلی بار بھی ای نے پیدا کیا اور دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ کی قدرت اتنی بڑی ہے کہ اس کے لئے پہلی بار یا دوسری بار پیدا کرنا آسان ہی آسان ہے لیکن تمہارے حساب بھی دیکھا جائے تو کسی چیز کو پہلی بار بنانا مشکل ہوتا ہے اور جب ایک مرتبہ بنایا تو دوبارہ بنانا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تو سب مانتے ہیں کہ تخلیق کی ابتداء اللہ نے کی ہے وہی خالق ہے جس کا ثبوت خود انسان کا وجود ہے کہ پہلے وہ نہیں تھا اور اب ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک بار پیدا کر دیا تو سیدھی سی بات ہے کہ اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ کوئی بھی چیز حسن و خوبی میں اللہ کے ساتھ میل نہیں کھاتی بلکہ جہاں بھی کوئی خوبی اور کمال ہے وہ اللہ کے کمال کا ایک ہلکا سا عکس ہے۔ اللہ کی پاکیزہ مخلوق فرشتے ہیں جو انسانی ضروریات کے محتاج نہیں ہیں اور سوائے بندگی کے ان کا کچھ کام نہیں ہے دوسری طرف انسان ہے جو کھانے پینے کا محتاج ہے مگر اللہ کی شان عالی نہ فرشتوں سے میل کھاتی ہے نہ انسانوں سے وہ ان سب سے بزرگ ہے۔ وہ کیسا ہے ہم سوچ بھی نہیں سکتے وہ ہمارے خیالوں سے بھی بلند ہے۔ ہم اس کو سمجھ نہیں سکتے وہ ہماری عقل کے احاطے سے باہر ہے۔ تو دل میں تو آتا ہے مجھ میں نہیں آتا بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ

ضَرَبَ	لَكُمْ	مَثَلًا	مِّنْ	أَنْفُسِكُمْ	هَلْ	لَكُمْ
اس نے بیان کی	تہارے لئے	ایک مثال	سے	تمہاری جانیں (حال)	کیا	تہارے لئے

اس نے تمہارے لئے تمہارے حال سے ایک مثال بیان کی ، کیا تمہارے لئے ہے

مِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ

مِنْ	مَّا مَلَكَتْ	أَيْمَانُكُمْ	مِّنْ شُرَكَاءَ
سے	جو مالک ہوئے	تمہارے دائیں ہاتھ (غلام)	کوئی شریک

ان میں سے جن کے تم مالک ہو (تمہارے غلاموں میں سے اس رزق میں کوئی

فِي مَا رَزَقْنَكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ

فِي	مَا رَزَقْنَكُمْ	فَأَنْتُمْ	فِيهِ	سَوَاءٌ	تَخَافُونَهُمْ
میں	جو ہم نے تمہیں رزق دیا	سو (تا کہ تم)	اس میں	برابر	(کیا تم ان سے ڈرتے ہو

شریک؟ جو ہم نے تمہیں دیا تا کہ تم سب آپس میں برابر ہو جاؤ، کیا تم ان سے (اس طرح) ڈرتے

كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسُكُمْ كَذَلِكَ نَقُصِّلُ الْآيَاتِ

كَخِيفَتِكُمْ	أَنْفُسُكُمْ	كَذَلِكَ	نَقُصِّلُ	الْآيَاتِ
جیسے تم ڈرتے ہو	(اپنی جانیں) (اپنوں سے)	اسی طرح	ہم کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں

ہو جیسے اپنوں سے ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم عقل والوں کے لئے کھول کر نشانیاں

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٨﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

لِقَوْمٍ	يَعْقِلُونَ	بَلِ	اتَّبَعَ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا
عقل والوں کے لئے	بلکہ	پیروی کی	جن لوگوں نے ظلم کیا		

بیان کرتے ہیں۔ بلکہ پیروی کی نشانیاں نے بے جا

أَهْوَأَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ

أَهْوَأَهُمْ	بِغَيْرِ	عِلْمٍ	فَمَنْ	يَهْدِي	مَنْ	أَضَلَّ
اپنی خواہشات	بے جانے		تو کون ہدایت دے گا	جسے	گمراہ کرے	

اپنی خواہشات کی ، تو جسے اللہ گمراہ کرے

## اللَّهُ ۖ وَمَا لَهُمْ مِنْ تَصْرِيحٍ ۝۲۹

اللَّهُ	وَمَا	لَهُمْ	مِنْ	تَصْرِيحٍ
اللہ	اور نہیں	ان کے لئے	کوئی	مددگار

(اُسے) کون ہدایت دے گا؟ اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار

۲۸ ضَرَبَ جَعَلَ لَكُمْ آيَاتِ الشُّرُكُونَ  
مِثْلًا كَمَا بَدَأَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ  
وَهُوَ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا  
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ أَى مِنْ  
مِمَّا يَلِيكُم مِّمَّنْ شُرَكَاءُ  
لَكُمْ فِيمَا رَزَقْتَكُمْ مِنْ  
الْأَمْوَالِ وَعَنْبَرَهَا فَكَفَرْتُمْ  
وَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ مِمَّا آتَاوْنَهُمْ  
كَخَيْفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ هَ أَى  
أَمْثَلَكُمْ مِنَ الْأَحْرَارِ  
وَالْأَسْتَفْهَامِ بِمَعْنَى التَّفْهِيمِ  
الْمَعْنَى لَيْسَ مِمَّا يَلِيكُم  
شُرَكَاءُ لَكُمْ إِلَى الْخَيْرِ  
عِندَكُمْ فَكَيْفَ تَجْعَلُونَ  
بَعْضَ مِمَّا يَلِيكُمُ اللَّهُ  
شُرَكَاءَ لَهُ كَذَلِكَ  
نُفِصِلُ الْآيَاتِ بَيْنَمَا  
مِثْلَ ذَلِكَ التَّفْصِيلِ  
لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ يَتَذَكَّرُونَ  
۲۹ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ  
ظَلَمُوا آيَاتِ الشُّرَكَاءِ  
أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ

۲۸ ضَرَبَ لَكُمْ مِثْلًا مِمَّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِيمَا رَزَقْتُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ الْغُ  
اللہ نے اے کافر تمہارے لئے ایک مثال بیان کی تمہاری  
جانوں سے اور وہ مثال یہ ہے کہ آیا تم نے جو کچھ تم کو مال وغیرہ  
دیا اس میں تمہارے غلام باندیاں شریک ہوتے ہیں کہ تم اور  
وہ اس میں برابر ہو اور ان سے ایسے کچھ ڈرتے ہو جیسے تم  
اپنے ہم مثل آزاد لوگوں سے ڈرتے ہو۔  
ماضی معنی یہ ہے کہ جب تمہارے مالوک تمہارے اموال میں  
شریک نہیں پھر کیوں کر تم اللہ کے بندوں کو اللہ کے شریک  
بناتے ہو۔

ہم اسی طرح کھول کر اپنی نشانیاں اور احکام بیان  
کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے  
ہیں۔

۲۹ بلکہ بات یہ ہے کہ ظالم مشرک لوگ بدون سمجھ اپنی  
خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔

سو جس کو اللہ نے گمراہ کیا اس کوئی ہدایت نہیں کر سکتا

عَلِيمٌ فَمَنْ يُهْدِي  
مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ أَيُّ لَأ  
هَادِي لَهُ وَمَا لَهُمْ  
مِنْ نَصِيرِينَ ○ مَا لِعَيْنِ  
مِنْ عَذَابِ اللَّهِ

اور ان کے لئے کوئی مددگار اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہیں۔

### تشریح

②۸ شرک کے بے اصل ہونے کی ایک مثال | امکانِ آخرت یعنی مرنے کے بعد انسان کا دوبارہ زندہ ہونا اور اللہ کے روبرو پیش ہونا اس کے ساتھ توحید یعنی اللہ کا یکتا اور بے مثال ہونا مختلف دلائل اور اللہ کی نشانیوں کے ذریعے کھول کھول کر بیان کیا گیا۔

آیت ہذا میں توحید الہی کو بہت بڑی بلیغ مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے۔ مثال اللہ تعالیٰ یہ دے رہے ہیں کہ دیکھو تمہارے نوکر چاکر غلام ہوں گے جن کو تم اپنے مال میں سے ان کی ضرورت کے مطابق کھانا کپڑا وغیرہ دیتے ہو کیا کبھی تمہیں یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے نوکر چاکر ہمارے مال میں شریک ہو سکتے ہیں تمہیں کبھی ان کی طرف سے شرکت کے دعوے کا گمان تک نہیں ہوتا۔ حالانکہ تمہارے پاس جو مال ہے تم اس کے حقیقی مالک نہیں ہو پھر بھی اس کی عارضی ملکیت میں تمہارے نوکر دعویٰ کریں ایسا نہیں ہوتا۔

جب تمہارے معاملے میں ایسا نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کے خالق اور مالک حقیقی ہیں اور جس کو جتنا چاہتے ہیں دیتے رہتے ہیں۔ گویا تمام مخلوق ان کی غلام اور پیدائشی رعیت ہے۔ اس مخلوق میں سے کسی بھی مخلوق کو تم کس طرح اللہ کے ساتھ شریک کر سکتے ہو۔ جب تمہارا نوکر تمہارے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا تو اللہ کی مخلوق کس طرح اللہ کی شریک ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کھول کھول کر نشانیاں پیش کرتے ہیں اور دلائل دیتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ بوجھ سے کام لیں۔

②۹ جس کی عقل ہی الٹ جائے اُسے کون راہ پر لاسکتا ہے؟ | اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل سلیم دی ہے، شعور و آگہی دی ہے اگر وہ عقل سے کام لے تو سیدھی بات وہ خود بھی سمجھ سکتا ہے اور سمجھانے والے کے سمجھانے سے بھی بات سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اس طرح معقول آدمی کو حق تک پہنچنے میں مشکل پیش نہیں آتی۔ مگر جب انسان نہ اپنی سمجھ سے کام لے اور نہ کسی کے سمجھانے سے سمجھ لے جائے اور ضدی انسان کو کون سمجھا سکتا ہے۔

اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق اسی کو ہوتی ہے جو ہدایت طلب کرتا ہے اور جب انسان ہدایت کا طلبگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سچی طلب کے مطابق ہدایت کے اسباب پیدا کر دیتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی شخص گمراہی کی دلدل سے نکلنا نہ چاہے تو اللہ تم بھی اس کو زبردستی ہدایت کی توفیق نہیں دیتے اور وہ گمراہی میں دھنسا جلا جاتا ہے۔

جس کو اللہ تمہارے ہدایت کی توفیق عطا فرمادیں اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے توفیقِ ہدایت نہ ہو کوئی مددگار اس کی مدد نہیں کر سکتا۔



فَأَقْرِبْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ

فَأَقْرِبْ	وَجْهَكَ	لِلدِّينِ	حَنِيفًا	فِطْرَتَ
پس سیدھا رکھو	اپنا چہرہ	دین کے لئے	یک رخ ہو کر	فطرت
پس (اللہ کے دین کے لئے) سب سے کٹ کر) یک رخ ہو کر اپنا چہرہ سیدھا رکھو۔ اللہ کی فطرت				

اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ

اللَّهِ	الَّتِي	فَطَرَ + النَّاسَ	عَلَيْهَا	لَا تَبْدِيلَ
اللہ	(جو جس)	لوگوں کو پیدا کیا اس نے	اس پر	تبدیلی نہیں
ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ اس کی خلق (بنائ ہوئی فطرت) میں کوئی				

لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِن

لِخَلْقِ	اللَّهِ	ذَٰلِكَ	الدِّينُ	الْقَيِّمُ	وَلَٰكِن
اللہ کی خلق میں	یہ	دین	سیدھا	اور لیکن	کوئی تبدیلی نہیں۔
یہ سیدھا دین ہے اور لیکن اکثر					

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٠﴾

أَكْثَرُ	النَّاسِ	لَا يَعْلَمُونَ
اکثر	لوگ	وہ جانتے نہیں۔
لوگ جانتے نہیں۔		

﴿۲۰﴾ پس اے محمد اپنا منہ سیدھا کر سچے دین کی طرف  
ماہل یہ کہ تو اور تیرے پیروی کرنے والے دین کو اللہ  
سے پکڑ لو۔ اور کسی مذہب کی طرف توجہ نہ کرو۔

اللہ کے دین کو جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا لازم پکڑو

اللہ کے دین میں تبدیلی نہیں یعنی تم اس کو نہ بدلو شرک

﴿۲۰﴾ فَأَقْرِبْ وَجْهَكَ  
لِلدِّينِ حَنِيفًا مَا ظَلَمَ إِلَيْهِ  
أَيَّ أَخْلِصْ دِينَكَ لِلَّهِ أَنْتَ  
وَمَنْ تَبِعَكَ فِطْرَتِ اللَّهِ  
خَلَقْتَهُ الَّتِي فَطَرَ حَسَنَ  
النَّاسِ عَلَيْهَا وَهِيَ دِينُهُ  
أَيَّ التَّوْحِيدِ لَا تَبْدِيلَ  
لِخَلْقِ اللَّهِ مَدِينِهِ أَيَّ لَا

تَبَدَّلُوهُ بِآبٍ تَشْرَبُونَ  
ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ  
الْمُسْتَقِيمُ تَوْحِيدِ اللَّهِ وَ  
لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ أَعْمَى  
كُمَّارِ مَكَّةَ لَا يَعْلَمُونَ  
تَوْحِيدِ اللَّهِ

۷۔  
اللہ کی توحید کا اقرار کرنا سیدھا راستہ ہے  
ولیکن کفار مکہ اللہ کی توحید کو نہیں  
مانتے۔

## تشریح

۳۰) اسلام دین فطرت ہے | جو گمراہی سے نکلنا نہ چاہے اسے ہدایت کا راستہ کون دکھا سکتا ہے اُس کے

حال پر چھوڑ کر تم اللہ کے سچے دین دین فطرت کو پوری طرح اپنالو۔ اور ہر طرف سے یکسو ہو کر اپنا رخ اسی  
کی طرف کر لو کیونکہ یہ دین ”دین فطرت“ ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کی جو فطرت بنائی ہے وہ سلیم  
اور بے عیب ہے جب تک یہ فطرت اپنی اصل پر رہتی ہے اور انسان اس کو بگاڑتا نہیں ہے یہ پک کر اس سچائی  
کو قبول کر لیتی ہے۔ اسی بات کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح سمجھایا ہے کہ ہر بچہ اپنی اصل  
فطرت یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ  
بالکل ایسا ہی ہے جیسے جانور کے بچہ پیدا ہوتا ہے تو صحیح سالم پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کے کان کاٹ دئے جائیں،  
تو وہ پیدائش کے اعتبار سے صحیح سالم تھے بعد میں کانٹے لگائے گئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام انسان کی اصل فطرت ہے، اللہ نے انسان کو اپنا بندہ بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں  
کے معبود ہیں اس حقیقت کو بدلا نہیں جاسکتا اور بدلا نہیں چاہیے۔ فطرت سلیمہ پر قائم رہنا ہی سیدھا اور صحیح  
طریقہ ہے مگر بہت سے لوگ اس نکتے کو نہیں سمجھتے۔

یہ فطرت انسانی کی یکسانیت ہی ہے کہ بہت سی باتوں کو سبھی لوگ تسلیم کرتے ہیں مثلاً سبھی اس بات کو جانتے اور  
مانتے ہیں کہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے اور اس کے برابر کوئی نہیں، کسی کو ستانا، کسی پر ظلم کرنا، کسی کا حق دباننا اس کو سارے  
ہی انسان بڑا جانتے ہیں۔ غریبوں کی ہمدردی، سچ بولنا، کسی کے ساتھ دغا نہ کرنا یہ وہ باتیں ہیں جن کو وہ  
اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ سب فطری باتیں ہیں۔ بس اللہ نے پیغمبروں کی زبان سے ان کی تعلیم دی اور انسان کی فطرت نے  
ان کو قبول کر لیا۔ سچائی کا بیج انسان کی فطرت میں موجود ہے اگر انسان اس کو نہ بگاڑے تو وہ یقیناً پھلنا پھولتا  
ہے۔ انسان کی فطرت اسی طرح شفاف ہے جیسے ایک شیشہ صاف و شفاف ہوتا ہے البتہ اس پر کبھی غبار  
اگر اسے دھندلا کر دیتا ہے۔ وہ غبار شیشے کے اندر نہیں ہوتا مٹی کو ذرا صاف کر دو تو فطرت کا شیشہ پھر  
چمک اٹھتا ہے۔

اسی لئے پیغمبروں کا کام تذکیر اور یاد دہانی ہے کہ وہ سبق جو پروردگار نے پڑھایا تھا انسان اس کو بھول گیا ہے  
وہ بھولا ہوا سبق اس کو یاد دلادیا جائے۔ فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ  
(آپ یاد دہانی کرائیں بے شک آپ یاد دہانی کرنے والے ہیں۔)

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

مُنِيبِينَ	إِلَيْهِ	وَ اتَّقُوا	وَ أَقِيمُوا	الصَّلَاةَ	وَ
رجوع کرنے والے	اس کی طرف	اور تم ڈرو اس سے	اور قائم رکھو تم	نماز	اور

سب اس کی طرف رجوع کرنے والے (ہوں) اور اسی سے ڈرو، اور تم قائم رکھو نماز اور

لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِينَ

لَا تَكُونُوا	مِنَ	الْمُشْرِكِينَ	مِنَ	الَّذِينَ
نہ ہو تم	سے	شرک کرنے والے	(ان میں سے)	جنہوں نے

تم شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو ان میں سے جنہوں نے

فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا كُلُّ جُزْبٍ

فَرَّقُوا	دِينَهُمْ	وَ	كَانُوا	شِيعًا	كُلُّ جُزْبٍ
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا	اپنا دین	اور	ہو گئے	فرقہ فرقے	سب گروہ

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ سب کے سب گروہ

بِمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُونَ ﴿۳۲﴾ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ

بِمَا	لَدَيْهِمْ	فِرْحُونَ	وَ إِذَا	مَسَّ	النَّاسَ	ضُرٌّ
اس پر	ان کے پاس	خوش ہیں	اور جب	پہنچتی ہے لوگوں کو	کوئی تکلیف	کوئی تکلیف

اس پر خوش ہیں جو ان کے پاس ہے۔ اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے

دَعَا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَاهُمْ مِنْهُ

دَعَا	رَبَّهُمْ	مُنِيبِينَ	إِلَيْهِ	ثُمَّ	إِذَا	آذَاهُمْ	مِنْهُ
وہ پکارے ہیں	اپنے رب کو	رجوع کرتے ہوئے	اس کی طرف	پھر جب	وہ ان کو دکھاتا ہے	اپنی طرف سے	

تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنی طرف سے رمت (کامزہ) دکھاتا

رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾

رَحْمَةً	إِذَا	فَرِيقٌ	مِّنْهُمْ	بِرَبِّهِمْ	يُشْرِكُونَ
رمت	ناگہاں	ایک گروہ	ان میں سے	اپنے رب کے ساتھ	شریک کرنے لگتے ہیں

دیتا ہے تو ناگہاں ایک گروہ کے لوگ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں۔

۳۰) تم لوگ اپنی توجہ مذہب حق کی طرف کرو اللہ کی طرف رجوع ہو کر یعنی جس چیز کا اس نے حکم فرمایا اس کو مانو اور جس چیز سے اس نے منع کیا اس کو چھوڑو

اور اسی سے ڈرو  
اور نازت قائم کرو  
اور مشرکوں میں سے نہ بنو۔

۳۱) جنہوں نے اختلاف کر کے اپنے دین میں تفریق کر لی

اور اس بارے میں وہ چند فرقے ہو گئے۔ کوئی بتوں کو پوجتا ہے کوئی ستاروں کو کوئی فرشتوں کو ان میں سے ہر ایک جماعت اس مذہب سے خوش ہے جس پر وہ قائم ہے۔

ایک قرأت میں بجائے فرقوں کے فارقوا ہے اس وقت مطلب یہ ہے کہ انہوں نے چھوڑ دیا اس دین کو جس کی پیروی کا ان کو حکم ہوا تھا۔

۳۲) اور جب کنار مکہ کو کوئی سختی پہنچتی ہے اس وقت وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

اسی کی طرف متوجہ ہو کر نہ اس کے غیر کی طرف پھر جب اللہ ان پر رحمت کرتا ہے یعنی مینہ برساتا ہے۔ اس وقت ایک جماعت ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شریک کرتے ہیں

۳۱) مُنِيبِينَ رَاجِعِينَ إِلَيْهِ  
تَعَالَىٰ فِيمَا أَمَرَ بِهِ  
وَنَهَىٰ عَنْهُ حَالًا مِّنْ  
فَاعِلٍ أَتَيْمٍ وَمَا أُرِيدُ  
بِهِ أَيُّ أَقِيمُوا وَاتَّقُوا  
خَافُوا لَهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ  
وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

۳۲) مِنَ الَّذِينَ بَدَلُوا  
بِإِعَادَةِ الْجَارِ فَتَرَفَتُوا  
دِينَهُمْ بِإِخْتِلَافِهِمْ  
فِي مَا يَعْبُدُونَ وَكَانُوا  
شَيْعَةً فِرْعَوْنِ ذَٰلِكَ  
كُلٌّ حِزْبٌ مِنْهُمْ بِمَا لَدَيْهِمْ  
عِنْدَهُمْ فِرْحُونَ  
وَإِن يَسْرَءَوْا فَتَارَفَتُوا  
أَيُّ تَرَكَوْا دِينَهُمُ الَّذِي

۳۳) أُمِرُوا بِهِ وَإِذَا مَسَّ  
النَّاسَ آيٌ كُفَّتْ مِنْهُمُ  
صُرَّةٌ شِدَّةٌ دَعَاؤًا رَبَّهُمْ  
مُنِيبِينَ رَاجِعِينَ إِلَيْهِ  
دُونَ غَيْرِهِ شَرًّا إِذَا أَذَاهُمْ  
مِنْهُ مَرَحْمَةً بِالنَّظَرِ  
إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَرْبِّبُهُمْ  
بَشْرِكُونَ

## تشریح

(۳۱) مالک حقیقی کی طرف رجوع، اس کا خوف اور اقامت صلوة | انسان اللہ تعالیٰ کی پیدائشی رعیت (BORN SUBJECT) ہے۔ پیدائشی طور پر وہ اللہ کا بندہ ہے لیکن ایک محدود دائرے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ اختیارات دئے ہیں۔ محدود دائرے میں یہ اختیارات انسان کے اپنے حاصل کئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے (DELEGATED) ہیں۔ انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مالک کی فرماں برداری کرے یا نہ کرے اگرچہ پیدائشی رعیت ہونے کی حیثیت سے اسے فرماں برداری کا رویہ اختیار کرنا چاہیے جو فطرت اور حقیقت کا تقاضا بھی ہے۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آزادی اور خود مختاری کا رویہ ترک کر کے بندگی رب کی طرف پلٹ آئے اور اس کا بندہ بن جائے جس کا وہ حقیقت میں بندہ ہے۔

تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں اس بات کا خوف ہونا چاہئے کہ اگر اس نے مالک حقیقی کے مقابلے میں خود مختاری کا رویہ اختیار کیا یا مالک حقیقی کی جگہ کسی اور کی بندگی کی تو اسے تک حرامی اور غداری کی سزا بھگتنی ہوگی۔

اللہ کی طرف رجوع اور اس کی ناراضگی کا ڈر یہ دونوں دل کی کیفیات ہیں دل کی ان کیفیات کے ظہور اور استحکام کے لئے ایسے جسمانی عمل کی ضرورت ہے جس سے دیکھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص رب حقیقی کی وفاداری کی طرف پلٹ آیا ہے اور خود اس کے نفس میں بھی اس عمل کے ذریعے رجوع اور تقویٰ کی کیفیات مستحکم ہو جائیں۔

اس لئے فکر و نظر کی اس تبدیلی کے بعد کہ وہ اللہ کا وفادار بندہ بن گیا ہے اور اس میں وہ تقویٰ پیدا ہوا ہے جس سے اللہ کے غضب کا خوف ابھرتا ہے۔ فوراً ہی اللہ تعالیٰ نماز قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔

کیونکہ جب تک آدمی کے ذہن میں ایک خیال رہتا ہے تو صرف خیال رہنے سے پائیداری پیدا نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ خیال دھندلا جاتا ہے لیکن جب انسان اس خیال کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو جیسے جیسے عمل کرتا جاتا ہے وہ خیال مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔ رجوع الی اللہ اور خوف خدا کو مستحکم کرنے کا سب سے مؤثر اور کامیاب ذریعہ نماز ہے۔ دوسری عبادت کے مقابلے میں نماز کا امتیاز یہ ہے کہ تبدیلی کے فوراً بعد ہی اس پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دوسرے ایمان اور اسلام کا پورا سبق اس عبادت کے اندر سمیٹا ہوا ہے۔ جس کو آدمی بار بار دہراتا رہتا ہے۔

نماز سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ انسانی آبادی میں سے کن لوگوں نے اللہ کی اطاعت اختیار کر لی ہے تاکہ نماز باجماعت کے ذریعہ ان کی ایک الگ سوسائٹی بن سکے اور باہمی تعاون کی راہیں کھل سکیں۔

نماز کو دیکھ کر غیر وفادار لوگوں کی سوئی ہوئی فطرت جاگ سکے اور فرماں برداروں کی سرگرمی عمل کو دیکھ کر ان میں بھی انقلاب کی صدا سنیں اٹھ سکیں۔

اصل دین دین فطرت پر مضبوطی سے جمے رہنے کا بڑا اہم ذریعہ نماز قائم کرنا ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ سے وفاداری کا کھلا اعلان ہے۔ نماز بتاتی ہے کہ یہ جماعت مشرکین کی جماعت سے ایک الگ جماعت ہے۔

(۳۲) ان لوگوں میں شامل مت ہو جنہوں نے اصل دین فطرت کو | اوپر کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اصل دین جو دین فطرت ہے اور جو اللہ تبارک تعالیٰ نے شروع سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے بتایا ہے چھوڑ کر بہت سے فرقے بنائے۔

وہ دین ہمیشہ سے ایک ہے اور ایک ہی رہے گا مگر ہوا یہ ہے کہ اللہ کے دین میں کچھ لوگوں نے اپنی طرف سے کچھ باتیں شامل کر لیں اور جب ان کو بتایا گیا کہ یہ شامل کی ہوئی باتیں اصل دین میں ملاوٹ ہیں تو کچھ نے مانا اور کچھ نے نہیں مانا۔ اس طرح

نمانے والوں کے واسطے الگ ہو گئے، ان کے الگ الگ دین الگ الگ فرقے بنتے چلے گئے اور ہر گروہ کے پاس جو کچھ رسوم اور رواج کا سرمایہ ہے بس وہ اسی میں مگن ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جب چٹنے میں سے پانی نکلتا ہے تو وہ بالکل صاف ستھرا اور بے پھل ہوتا ہے جب وہ بلندی سے بہتا ہوا تھیب میں جاتا ہے تو راستے کا کوڑا کرکٹ مٹی اور غبار اس میں مل جاتا ہے۔ گنگا میں نظر آنے لگتی ہے وہ اصل میں مٹی نہیں ہوتی اصل تو وہی صاف و شفاف ہوتی ہے۔

اسی طرح اللہ کا دین بالکل خالص اور بے میل ہوتا ہے لوگ اپنے خیالات اس میں ملا دیتے ہیں وہ اصل دین کا حصہ نہیں ہوتے ان خیالات اور رسوم کو لے کر الگ الگ مذہب اور طریقے بنتے چلے جاتے ہیں۔

اب اگر اصل دین کو دیکھنا ہو تو ان تمام اصنافوں سے اس کو الگ کر کے اصل حقیقت کو دیکھنا ہوگا یہی دعوت ہے جو قرآن دنیا کے تمام انسانوں کو دیتا ہے کہ اس کائنات کا رب بھی ایک ہے رب کا بھیسا ہوا دین بھی ایک ہے اور انسان بھی ایک ہے اس میں طبقاتی تفریق اور اونچ نیچ نہیں ہے۔ وہ دعوت دیتا ہے کہ اصل حقیقت کی طرف پلٹو اور دین فطرت کو اپناؤ۔ پروردگار نے تو ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ بنایا ہے۔ یہ جو بہت سے مذہب نظر آتے ہیں ان انوں کے اپنے بنائے ہوئے ہیں۔

اصل دین فطرت اسلام ہے اس کی دلیل قرآن مجید کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا کوئی دعویٰ بغیر دلیل کے نہیں ہوتا۔ اور دلیل بھی وہ ہوتی ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ (۳۳)

دعویٰ یہ ہے کہ دین توحید انسان کی فطرت ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟۔ دلیل یہ ہے کہ جب انسان کسی تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کے تمام ظاہری سہارے ساتھ چھوڑ دیتے ہیں تو پھر وہ اندر سے صرف اللہ کو پکارتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی بجائی اگر کوئی بنا سکتا ہے تو صرف وہی جو فرماں روا ہے کائنات ہے۔ یہ اس کی فطرت کی پکار ہوتی ہے جو اس کے اندر سے نکلتی ہے۔

معاذے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ جب وہ تکلیف دور ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا ذائقہ چکھا دیتے ہیں تو وہی انسان جو تڑپ تڑپ کر پروردگار کو پکار رہا تھا وہی انسان ناشکری پر اتر آتا ہے اور وہ لوگ بھی ہیں جو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔

تاریخ کے واقعات دیکھ لیجئے کہ فرعون جیسا سرکش مصیبت کے وقت خدائے واحد کو پکار رہا ہے جس کی طرف انسانی فطرت رہنمائی کرتی ہے مگر انسان زیادہ دیر تک اس حالت پر قائم نہیں رہتا۔ جہاں مصیبت دور ہوئی پھر وہی جھوٹے دیوتاؤں کے بھجن شروع ہو جاتے ہیں۔

اصل میں انسانی ضمیر جب بیدار ہوتا ہے تو وہ بالکل صحیح کہتا

ہے۔ اور جب اس پر جھوٹے خیالات کے پردے

پڑ جاتے ہیں تو پھر اس کی آواز

دب کر رہ جاتی ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ۖ فَتَمْتَعُوا بِقَفَاةٍ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ

لِيَكْفُرُوا	بِمَا آتَيْنَهُمْ	فَتَمْتَعُوا	فَسَوْفَ	تَعْلَمُونَ	أَمْ
کناکاری کریں	اکی جو ہم نے انہیں دیا	سوفائدہ اٹھاؤ	پھر عنقریب	تم جان لو گے	کیا

کہ وہ اس کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دیا سو تم (چند روز) فائدہ اٹھاؤ پھر عنقریب (تم اس کا انجام) جان لو گے۔ کیا

أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿۳۵﴾ وَإِذَا

أَنْزَلْنَا	عَلَيْهِمْ	سُلْطَانًا	فَهُوَ	يَتَكَلَّمُ	بِمَا	كَانُوا	بِهِ	يُشْرِكُونَ	وَإِذَا
ہم نے نازل کی	ان پر	کوئی سند	کہ وہ بتلاتی ہے	وہ جو	ہیں	ایک بات	شریک کرتے ہیں	اور جب	

ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے؟ کہ وہ بتلاتی ہے جس کے ساتھ یہ شریک کرتے ہیں۔ اور جب ہم

أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ

أَذَقْنَا	النَّاسَ	رَحْمَةً	فَرِحُوا	بِهَا	وَإِنْ	تُصِيبُهُمْ	سَيِّئَةٌ
ہم چکھائیں	لوگ	رحمت	تو وہ خوش ہوں	اس سے	اور اگر	بہینچے انہیں	کوئی برائی

چکھائیں لوگوں کو (رحمت کا مزہ) تو اس سے خوش ہوں اور اگر انہیں اس کے سبب کوئی برائی پہنچے

بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذْ هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿۳۶﴾

بِمَا	قَدَّمَتْ	أَيْدِيهِمْ	إِذَا	هُمْ	يَقْنَطُونَ
اس کی بنا پر	آگے بھیجا	ان کے ہاتھ	ناگہاں وہ	مابوس ہو جاتے ہیں	

جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا (ان کے اعمال سے) تو وہ ناگہاں مابوس ہو جاتے ہیں۔

﴿۳۴﴾ چاہیے کہ وہ ناشکری کریں (ہر امر ہے تہدیداً) پس فائدہ اٹھاؤ تم سو عنقریب تم اس فائدہ حاصل کرنے کا انجام جان لو گے۔

﴿۳۵﴾ کیا ہم نے ان پر کوئی دیسیل اور کتاب نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کا حکم کرتی ہے۔ نہیں

﴿۳۴﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ۖ أُرِيدُ

بِهِ التَّهْدِيَةُ فَتَمْتَعُوا

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ○

عَاقِبَةُ تَمْتَعُكُمْ فِيهِ وَالنَّفَاتُ

عَنِ الْغَيْبَةِ

﴿۳۵﴾ أَمْ بِمَعْنَى هَمَزَةِ الْإِنْكَارِ

أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا

حُجَّتَهُ وَكِتَابًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ

تَكَلَّمَ دَلَالَةً بِمَا كَانُوا

بِهِ يُشْرِكُونَ ○ اَلَى بَأْسِهِمْ

بِالْإِشْرَاقِ - لَا

فیصل

۳۶ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ كُفَارَ مَكَّةَ وَغَيْرَهُمْ  
رَحْمَةً نَّعْمَةً فَرِحُوا بِهَا فَأَنْزَخْ  
بَطْرًا وَإِنْ تَصِبُّهُمْ سَيِّئَةٌ  
مِنْهُ فَذُرُّهُمَا قَدْ مَتَّ أَيْدِيَهُمْ  
إِذَا هُمْ يَقْتَبُونَ ○ يَكْفُرُونَ  
مِنَ الرَّحْمَةِ وَمِنَ شَانِ  
الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَشْكُرُوا عِنْدَ  
الْبَعْثَةِ وَيَرْجُوا رَبَّهُ عِنْدَ الشِّدَّةِ

۳۶ اور جب ہم کفار مکہ وغیرہ کو کوئی نعمت عطا کرتے ہیں وہ اس سے اذراہ مگر خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کو کوئی سختی پہنچتی ہے بہ سبب ان کے اعمال کے جو انہوں نے پہلے کئے ناگاہ وہ رحمت سے ناامید ہو جاتے ہیں۔  
مالائکم مسلمان کی شان یہ ہے کہ نعمت کے آنے پر شکر کرے اور سختی کے وقت اپنے رب سے امیدوار رحمت رہے۔

تشریح

۳۴ ناشکری کا نتیجہ جلد سامنے آجائے گا | اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت ایسی صاف اور کھری بنائی ہے کہ وہ اچھائی برائی کو خوب سمجھتا ہے جس طرح اس کو سونگھنے کی طاقت، بد بو اور خوشبو کو محسوس کر لیتی ہے اسی طرح اس کا دل اچھائی اور برائی کو پہچانتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کا رجوع ہونا یہ بھی اس کی فطرت ہے جب انسان کسی پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے تو خود بخود اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔

مگر اسی انسان کے اندر یہ کمزوری بھی ہے کہ انسان اس حالت پر دیر تک قائم نہیں رہتا جیسے ہی پریشانی زور ہوتی پھر ناشکری پر اتر آتا ہے اور اللہ کے احسانات کو بھول جاتا ہے۔ فرمایا کہ دنیا میں کچھ دن مزے کر لو اگر تمہاری یہی ناسپاسیاں ہیں کہ دے ہم ہے میں گن کسی کے گار ہے ہو تو اس کا نتیجہ جلد ہی تمہارے سامنے آجائے گا۔

۳۵ شرک کی صداقت پر کوئی دلیل نہیں ہے | اللہ تعالیٰ تمہارا پورا کائنات کے خالق مالک اور مدبر ہیں۔ وہی اذیٰ حکمت سے اس کے نظام کو چلا رہے ہیں۔ کائنات کا یہ نظم و ضبط اور یہ بہترین انتظام پکار بکار کر رہا ہے کہ اس کا چلانے والا ایک ہے کئی نہیں ہیں ورنہ یہ نظام قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ توجید کے دلائل ذرے ذرے میں گھمے ہوئے ہیں لیکن شرک ایک بے دلیل عقل سلیم اور فطرت کے خلاف ہے۔ انسان کی عقل اور فطرت شرک کو رد کرتی ہے۔ بتائے کوئی حجت اور دلیل ہے جو یہ بتا سکے کہ خدا کی خدائی میں کوئی دوسرا شریک ہے۔ کس دلیل سے معلوم ہوا کہ معیبت کے ٹالنے والے اللہ نہ نہیں ہیں بلکہ دوسری ہستی ہیں نہ عقل اس کی شہادت دیتی ہے نہ فطرت اور نہ کوئی اللہ کی بھیجی ہوئی کتاب اور اس کے مقرر کئے ہوئے پیغمبر تو پھر کہاں سے یہ پتہ لگا کہ فلاں ہستی کو معبود بتانا ہوتا ہے۔

۳۶ انسان کی کمزوری کہ دائم لطف ہوتا ہے | انسان جب اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس پر بھروسہ کرتا ہے تو اس میں شکر گزارنا اور اللہ پر توکل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی میرے پاس ہے وہ میرے پروردگار کی عطا کردہ نعمت ہے۔

لیکن بے بہرہ انسان جہالت، حماقت ناشکری کے ساتھ کم ظرفی میں بھی مبتلا ہوتا ہے ذرا سی دولت طاقت اور عزت ملی بھول جاتا ہے کہ یہ سب پروردگار کا دیا ہوا ہے۔ فخر و غرور میں مبتلا ہو کر کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ لیکن فطرتی چوٹ لگی نہیں کہ سارا نشہ مرن ہو جاتا ہے۔ تو اس کی کیفیت تو ہوتی ہی نہیں یہ تو جانتا ہی نہیں کہ جو کچھ جتنا ہے رب کی طرف سے ہوتا ہے حالات، ذرا سے جڑے نہیں کہ دل توڑ بیٹھے اور بات خود کشتی تک پہنچ جاتی ہے۔



أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

أَوَلَمْ يَرَوْا	أَنَّ اللَّهَ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَاءُ
کیا انہوں نے نہیں دیکھا	کہ اللہ	کثادہ کرتا ہے	رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کثادہ کرتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے)

وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳۷﴾

وَيَقْدِرُ	إِنَّ	فِي	ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّقَوْمٍ + يُؤْمِنُونَ
اور تنگ کرتا ہے	بیشک	میں	اس	الہ نشانیاں	ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں

تنگ کرتا ہے۔ بیشک جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

﴿۳۷﴾ اور کیا وہ جانتے اس بات کو کہ اللہ جس کے لئے چاہے روزی فراخ کرتا ہے ازراہ آزمائش کے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کرتا ہے واسطے آزمانے کے۔

بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ان پر ایمان رکھتے ہیں۔

﴿۳۷﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَبْعَلَمُوا

أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ  
يُؤَسِّفُهُ لِمَنْ يَشَاءُ  
إِمْتِحَانًا وَيَقْدِرُ  
يُضَيِّقُهُ لِمَنْ يَشَاءُ ابْتِلَاءً  
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ بہا

### تشریح

﴿۳۷﴾ رزق کی تنگی اور کثادگی سب میں اللہ کی حکمت ہے | اللہ تعالیٰ نے جن کو ایمان کی نعمت عطا کی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں رزق کی کثادگی یا تنگی حالات کی سختی اور نرمی، روزی کا گھٹانا یا بڑھانا یہ سب اللہ کے قبضے میں ہے اور اس میں اللہ کی بہت سی حکمتیں ہیں۔ اس لئے بندے کو شکر اور صبر کے ساتھ اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نعمت عطا کریں رب کا شکر ادا کرتا رہے اور ڈرتا رہے کہ یہ نعمت کہیں واپس نہ لے لی جائے اور حالات اگر تنگ ہوں تو صبر سے کام لیں اور اللہ کے فضل سے امید رکھیں کہ وہ اپنی عنایت سے سختی کو دور کر دے گا۔ یہ اخلاق اور یہ شکر گزاری ای میں ہوگی جو اللہ پر ایمان رکھنے والا ہوگا۔ ایک صاحب ایمان اخلاقی طور پر اتنا بلند ہوتا ہے کہ تنگی میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑتا اور دیانت امانت اور خودداری کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے اللہ کے کرم پر اس لگائے رکھتا ہے۔ اہل ایمان اس سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ دو طرح کے انسانوں میں یہ اخلاقی فرق کیسے واقع ہوتا ہے۔ جو شخص ایمان سے خالی ہو اس میں کبھی وہ اخلاقی بلندی نہ ہوگی جو ایمان کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّبِيلَ وَالَّذِينَ يَدْعُونَكَ إِلَىٰ طَرَفٍ مِّنَ الْمَدِينَةِ لِيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِمْ فَمِمْ تَصَدَّقْ عَلَيْهِمْ فَمِمْ تَصَدَّقْ عَلَيْهِمْ فَمِمْ تَصَدَّقْ عَلَيْهِمْ

فَاتِ	ذَا الْقُرْبَىٰ	حَقَّهُ	وَالْيَتَامَىٰ	وَالسَّبِيلَ	وَالَّذِينَ يَدْعُونَكَ	إِلَىٰ طَرَفٍ	مِّنَ الْمَدِينَةِ	لِيُتَصَدَّقَ	عَلَيْهِمْ
پس دوئم	قرابت دار	اس کا حق	اور محتاج	اور مساکین	اور مساکین	اور مساکین	اور مساکین	اور مساکین	اور مساکین

پس تم قرابت دار کو اس کا حق دو اور محتاج اور مساکین کو یہ ان کے لئے

لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

لِلَّذِينَ	يُرِيدُونَ	وَجْهَ اللَّهِ	وَأُولَئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُونَ
ان لوگوں کے لئے جو	وہ چاہتے ہیں	اللہ کی رضا	اور وہی لوگ	وہ	فلاح پانے والے

بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ فلاح (دو جہان کی کامیابی) پانے والے ہیں۔

﴿٣٨﴾ فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ الْقَرَابَةَ  
حَقَّهُ مِنَ الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ  
وَالسَّبِيلِ وَالَّذِينَ يَدْعُونَكَ  
إِلَىٰ طَرَفٍ مِّنَ الْمَدِينَةِ  
لِيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِمْ وَسَلَّم  
تَبَّ لَدُنِّي ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ  
يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ أَىٰ ثَوَابَهُ  
بِمَا يَعْمَلُونَ وَأُولَئِكَ هُمُ  
الْمُفْلِحُونَ ○ الْفَائِزُونَ

﴿٣٨﴾ سو دے تو رشتہ دار کو حق اس کا یعنی اس کے  
ساتھ سلوک کر، اور صلہ رحمی کر اور مسکین  
اور مسافر کو صدقہ دے (یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کو ہے اور آپ کی امت اس بارہ میں آپ کے تابع ہے)  
یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے عملوں سے اللہ سے  
ثواب چاہتے ہیں۔  
اور وہی ہیں نجات پانے والے۔

### تشریح

﴿٣٨﴾ مال میں غریب رشتہ داروں اور حاجت مندوں کا حق | جب فطرت کی شہادت سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر چیز کا مالک اور پروردگار صرف اللہ ہے  
اور تمام نعمتیں اسی کی عطا کردہ ہیں تو جن کو اللہ تم نے خوشحالی دی ہے ان کے مال میں غریب رشتہ داروں اور ضرورت مندوں کا حق ہے اور  
یہی حکمت ہے اللہ تم کو اللہ تعالیٰ کسی کو خوشحالی عطا کرتے ہیں اور کسی کو تنگی تاکہ خوش حال لوگ اپنے مال کے ذریعہ تنگ دست  
لوگوں کی دست گیری کریں۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو سبھی کو رزق کی فراوانی عطا فرما سکتے تھے اور ان کے لئے یہ بھی دشوار نہ  
تھا کہ سارے انسان تنگ دستی میں مبتلا رہیں مگر یہاں کسی کو خوش حالی اور کسی کو تنگ دستی دیکر دونوں کا ہی امتحان لیا گیا ہے۔  
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب  
تمنائے اہل کرم دیکھتے ہیں

جن کو اللہ نے رزق کی فراوانی دی ہے ان کے مالوں میں حق ہے کہ وہ اپنے غریب رشتہ داروں  
معاشرے کے ضرورت مندوں اور مسافروں کی مدد کریں اور اس طرح مالی عبادت کے ذریعے اللہ کی خوشنودی حاصل کریں۔  
ایسے ہی بندوں کو دنیا اور آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی۔

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رَبِّا تَيْرَبُوا فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا

وَمَا	آتَيْتُمْ	مِنْ	رَبِّا	تَيْرَبُوا	فِيْ	اَمْوَالِ	النَّاسِ	فَلَا
اور جو	تم دو	سے	سود	تاکہ بڑھے	میں	مال (جمع)	لوگ (جمع)	تو نہیں

اور جو تم سود دو کہ لوگوں کے مال بڑھیں (امنا فہ بو) تو (یہ) اللہ کے

بِرَبُّوْا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوٰةٍ تَرِيْدُوْنَ

بِرَبُّوْا	عِنْدَ اللّٰهِ	وَمَا	آتَيْتُمْ	مِنْ	زَكٰوٰةٍ	تَرِيْدُوْنَ
بڑھتا	اللہ کے پاس	اور جو	تم دو	سے	زکوٰۃ	چاہتے ہو

پاس نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا چاہتے ہوئے زکوٰۃ

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

وَجْهَ اللّٰهِ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُضْعِفُوْنَ
اللہ کی رضا	تو وہی لوگ	وہ	چند در چند کرنے والے

دیتے ہو تو یہی لوگ ہیں (اپنا مال اور اجر) چند در چند کرنے والے

(۳۹) اور جو کچھ تم مال بطور سہرا یا ہدیہ کے دیتے ہو زیادتی طلب کرنے کو تاکہ دینے والوں کا مال بڑھے تو جان لو کہ اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا یعنی دینے والوں کو اس طرح دینے میں کچھ ثواب نہیں۔

اور جو کچھ تم صدقہ دیتے ہو کہ رضائے الہی اس سے حاصل کرو سو انہیں کو دو چند ثواب ملے گا بسبب ان کی نیک نیتی کے۔

(۳۹) وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رَبِّا تَيْرَبُوا بِاَنَّ يُعْطَى شَيْئًا هَبَةً اَوْ هَدًى يَدَّ لِيُطْلَبَ اَكْثَرَ مِنْهُ فَسَلَى بِاِسْمِ الْمَطْلُوْبِ مِنَ الزِّيَادَةِ فِي النِّعَامَةِ لِيُرَبُّوْا فِيْ اَمْوَالِ النَّاسِ اَلْمُعْطِيْنَ اَيْ بَزِيْدٍ فَلَا يَزُرُّوْا بِزَكٰوٰةٍ عِنْدَ اللّٰهِ اَيْ لَا ثَوَابَ فِيْهِ لِلسُّعْطِيْنَ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوٰةٍ صَدَقَةٍ تَرِيْدُوْنَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ ثَوَابُهُمْ بِهَا اَرَادُوْهُ فِيْهِ اِلْتِقَاتٌ عَنِ الْخَطَابِ

## تشریح

سود سے مال بڑھتا نہیں ہے زکوٰۃ سے بڑھتا ہے | اللہ کی حکمت ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے کسی کو مال کی خوب فراوانی اور خوشحالی عطا فرماتے ہیں اور اس میں حکمت یہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کے دئے ہوئے مال میں انسان ضرورت مندوں کا حق پہچانے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اس میں شکر گزاری اور اخلاقی بلندی پیدا ہو۔

مال میں ایک خاص حق جو لازم اور ضروری ہے وہ زکوٰۃ کا ہے۔ زکوٰۃ کے ذریعے دل مال کی محبت سے پاک ہوتا ہے اور مال کا حق جو اللہ نے فرض فرار دیا ہے ادا ہوتا ہے۔ بظاہر لگتا ہے کہ مال میں زکوٰۃ نکلے گی تو مال گئے گا۔

اس کے مقابلے میں سود اور بیاج جس میں مال سے مال کمایا جاتا ہے اس میں ایسا لگتا ہے کہ مال بڑھ رہا ہے کسی چیز کے گھٹنے اور بڑھنے کی حقیقت کیا ہے اس کو ہم ایک مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کسی آدمی کے بدن پر ورم آ جائے بدن سوج جائے تو بظاہر ایسا لگتا ہے کہ بدن بڑھ گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ بدن بڑھا نہیں بلکہ بیماری بڑھی ہے۔

اگر کسی شخص کو صفائی کی دوا دی جائے جس سے وہ تھوڑی دیر کے لئے دہلا معلوم ہونے لگے تو بظاہر لگتا ہے کہ بدن گھٹا ہے مگر حقیقت میں بدن گھٹا نہیں بلکہ صحت میں اضافہ ہوا ہے۔

یہی معاملہ سود اور زکوٰۃ کا ہے سود معاشرے کی بیماری کو بڑھاتا ہے، اخلاق کو بگاڑتا ہے، دلوں میں سختی پیدا کرتا ہے، ہمدردی اور محبت کے بجائے مال کی محبت غالب رہتی ہے۔

اس کے مقابلے میں زکوٰۃ سماج کو پاکیزہ بناتی ہے، ادریح بیچ کم ہوتی ہے، پیسے کا سرکولیشن بڑھتا ہے جیسے رگوں میں خون دوڑتا ہے اور اس سے تندرستی اچھی ہوتی ہے۔ اسی طرح معاشرے کی رگوں میں یہ خون گردش کرتا ہوا ہر ایک کو کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو سود تم دیتے ہو اس سے

مال بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی کے لئے دیتے ہو حقیقت میں مال اس سے بڑھتا ہے۔

سود کی برائی کے سلسلے میں یہ قرآن مجید کی پہلی آیت ہے جس میں اتنا بتا دیا گیا کہ سود سے دولت کی حقیقی افزائش نہیں ہوتی بلکہ حقیقی افزائش زکوٰۃ سے ہوتی ہے۔

اس کے بعد دوسرا حکم نازل ہوا جس میں سود در سود کو منع کیا گیا۔ ارشاد ہوا۔

”يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَلرِّبٰوَا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

تُقَدَّرُوْنَ ۝ (پارہ ۵ سورہ آل عمران آیت ۷۵)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو امید ہے فلاج پاؤ گے)

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ۔

”يَسْتَحِقُّ اللّٰهُ الرِّبٰوَا وَيُرِيْهِ الصَّدَقٰتِ“ (آیت ۷۵ سورہ بقرہ)

(اللہ سود کا مٹھ مار دیتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے۔)

آخر سود کی حرمت کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ ارشاد ہوا۔ ”وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوَا“ (سورہ بقرہ آیت ۲۷۵)

(اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے۔) ————— زکوٰۃ دینے سے مال میں اضافہ دنیا میں خیر و برکت کی صورت میں اور آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں ہوتا ہے اور اس اضافے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے جتنی ریت خالص ہوگی اور جتنی رضائے الہی کی طلب ہوگی اللہ تعالیٰ اسی کے مطابق راہ خدا میں دینے کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

اللَّهُ + الَّذِي	خَلَقَكُمْ	ثُمَّ	رَزَقَكُمْ	ثُمَّ	يُمِيتُكُمْ
اللہ ہے جس نے	پیدا کیا تمہیں	پھر	اس تمہیں رزق دیا	پھر	وہ تمہیں موتا ہے

اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دیتا ہے۔

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَن يَفْعَلُ مِثْلَ

ثُمَّ	يُحْيِيكُمْ	هَلْ	مِنْ	شُرَكَائِكُمْ	مَن	يَفْعَلُ	مِثْلَ
پھر	وہ تمہیں زندہ کرے گا	کیا	سے	تہارے شریک (جمع)	جو	کرے	سے

پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے (کوئی ہے) جو ان کاموں میں سے

ذَلِكَ مِمَّنْ شَيْءٌ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۰﴾

ذَلِكَ	مِمَّنْ	شَيْءٌ	سُبْحَانَهُ	وَتَعَالَى	عَمَّا	يُشْرِكُونَ
ان (کاموں) میں	کچھ بھی	وہ پاک ہے	اور برتر	اس جو	وہ شریک ٹھہراتے ہیں	

کچھ بھی کرے؟ وہ پاک ہے اور برتر اس سے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

﴿۴۰﴾ اللہ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر اس نے تم کو

روزی دی پھر وہ تم کو نارتا ہے پھر زندہ کرے گا۔

کیا جن کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے ان میں سے کوئی ہے جو کسی چیز کو ان میں سے کرے؟

﴿۴۰﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ

رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ

شُرَكَائِكُمْ مَن

يَفْعَلُ مِثْلَ

ذَلِكَ مِمَّنْ شَيْءٌ

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۰﴾

نہیں۔ وہ ذات پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے۔

﴿۴۰﴾ موت و حیات اور روزی دینا یہ سب اللہ کے قبضے میں ہیں جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک کرتے ہیں کیا ان میں سے کوئی ایسا ہے جس کے اختیار میں موت و حیات اور روزی دینا ہو۔

اللہ قتل کے قبضے میں زندگی بھی ہے اور زندگی کے سامان بھی۔ وہ زمین میں رزق کے ذرائع فراہم کرتا ہے

اور اس نے ایسا انتظام کیا ہے کہ رزق کی گردش سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ پہنچ جاتا ہے۔ زندگی کے بعد پھر موت دینا

یہ بھی اللہ ہی کے قبضے میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی موت کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام کام اللہ تم اپنی

قدرت سے بغیر کسی کی مدد کے انجام دیتے ہیں۔ پھر دوسروں کو اس کے ساتھ معبود ہونے میں شریک کرنا کیا معنی رکھتا

ہے۔ وہ بے اختیار ہستیاں جو خود محتاج ہیں کسی کی حاجت روا کیسے بن سکتی ہیں۔

## ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ

ظَهَرَ	الْفَسَادُ	فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	بِمَا	كَسَبَتْ	أَيْدِي النَّاسِ
ظاہر ہو گیا	فساد	خشکی میں	اور دریا (تری)	اس جو	کمایا	لوگوں کے ہاتھ

فساد خشکی اور تری میں ظاہر ہو گیا (پھیل گیا) اس سے جو کس یا لوگوں کے ہاتھوں نے (الحکمہ اعمال کے سبب)

## لِيَذِبْنَهُمْ بِبَعْضِ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾

لِيَذِبْنَهُمْ	بِبَعْضِ	الَّذِي	عَمِلُوا	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُونَ
تا کہ وہ انہیں (مزمہ) چکھائے	بعض	انہوں نے کیا (اعمال)	شاید وہ	باز آجائے	

تا کہ وہ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے انہیں۔ شاید وہ باز آجائیں۔

﴿۴۱﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ  
ظاہر ہوا فساد خشک زمین میں (خشکی میں) کافساد سبزہ کا درجہ اور بارش کا درجہ ہونا ہے) اور ظاہر ہوا فساد ان شہروں میں کہ جو نہروں کا پاس ہیں۔ (ان شہروں کے فساد سے مراد نہروں کا پانی کم ہونا ہے) یہ فساد خشکی اور تری کا سبب آدمیوں کے گناہوں کے ہے تا کہ یہ ان کو چکھائیں۔ سزا بعض ان اعمال کی جو انہوں نے کئے تا کہ وہ توبہ کریں۔

﴿۴۱﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ أَيْ الْفَسَادُ بِبَعْضِ الْبَطْرِ  
وَقِيلَةَ الثَّابِتِ وَالْبَحْرِ أَيْ الْبِلَادِ الْبَلَدِيَّةِ  
عَلَى الْأَنْهَارِ بِقِيلَةَ مَا مَثَلًا بِمَا كَسَبَتْ  
أَيْدِي النَّاسِ مِنْ الْمَعَاصِي  
لِيَذِبْنَهُمْ بِبَعْضِ الَّذِي  
عَمِلُوا أَيْ عَقُوبَتَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ  
يَتَوَبُّونَ

### تشریح

﴿۴۱﴾ شامت اعمال کے نتائج دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے تحت انسان کو پیدا کیا اور کچھ محدود اختیارات اور آزادی دیکر اس زمین پر بسایا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو آزادی دی اسی کے ساتھ اس کو علم و فہم کی نعمت بھی عطا کی تاکہ وہ اس صلاحیت سے کام لے کر اچھائی اور برائی کی تمیز کرے اور صحیح راستہ اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ جو ہدایت کا راستہ بتایا ہے اس کے اختیار کرنے میں دنیا کا نظام بھی درست ہوتا ہے اور آخرت بھی سنورتی ہے۔ لیکن جب انسان غلط راہ پر پڑتا ہے تو اس کی شامت اعمال کی وجہ سے دنیا میں بھی فساد برپا ہوتا ہے۔ یہ فساد بوجہ میں ہل چل پیدا کر دیتا ہے جنگ و جدال ہوتی ہے، امن چین اٹھ جاتا ہے۔ یہ حالات اس لئے بھی پیدا کئے جاتے ہیں کہ انسان اپنے اعمال پر غور کرے اپنی غلطی کو محسوس کرے اور اس صحیح عقیدے کی طرف رجوع کرے جس کی طرف اللہ کے پیغمبر اور اس کی کتابیں دعوت دیتی رہی ہیں۔ اس دعوت کا خلاصہ یہ ہے۔

”کہ اس کائنات کا رب ایک ہی ہے۔ انسان اس کو اپنا معبود اپنا آفت اور مالک اور اپنا حاکم تسلیم کر کے اس کی فرماں برداری اختیار کرے اور اپنی زندگی کی بنیاد اس سچائی پر رکھے کہ اس دنیا سے ایک دن اس کو جانا ہے۔ اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور جزا و سزا کے مرحلے سے گزرنا ہے۔“

آخرت پر ایمان انسان کی دنیا بھی بناتا ہے اور آخرت بھی سنوارتا ہے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

قُلْ	سِيرُوا	فِي	الْأَرْضِ	فَانظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ
آپ فرما دیں	تم چلو پھرو	میں	زمین	پھر دیکھو	کیسا	ہوا	انجام

آپ فرما دیں تم زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو ان کا انجام کیا ہوا؟

الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۳۲﴾

الَّذِينَ	مِنْ قَبْلُ	كَانَ	أَكْثَرُهُمْ	مُشْرِكِينَ
ان کا جو	پہلے (تھے)	تھے	ان کے اکثر	شرک کرنے والے
جو پہلے تھے	ان کے	اکثر	شرک	کرنے والے تھے

﴿۳۲﴾ کہہ دے کہنا کہ سے کہ چلو تم زمین میں پس

دیکھو کہ کیوں کروا انجام ان لوگوں کا جو پہلے گمراہ

ان ان کے شرک تھے سو وہ ہلاک کے گئے پر یہ

اپنے شرک کے اور ان کے مکانات ویران پڑے

ہوئے ہیں۔

﴿۳۲﴾ قُلْ لِكُلِّ دَمَكَةٍ سِيرُوا

فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ

قَبْلُ كَانِ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۳۲﴾

فَأَهْلِكُوا بِاِشْرَاقِهِمْ وَمَسَاكِينُهُمْ

وَمَنَازِلَهُمْ خَاوِيَةً

تشریح

﴿۳۲﴾ شرک نے ہمیشہ تباہی پائی ہے | جہاں توحید یعنی ایک اللہ کا خالق اور مالک ہونا ایک صداقت ہے ایک حقیقت ہے اور

ناقابل انکار پائی۔ وہاں شرک یعنی اللہ کے ساتھ کسی بھی حیثیت سے کسی دوسری ہستی کو شریک اور ساھی سمجھنا دنیا

کا سب سے بڑا جھوٹ، سب سے بڑا ظلم اور خود اپنے اوپر سب سے بڑی زیادتی ہے۔ یہ ایسی خلاف حقیقت بات ہے

جس کی کوئی دلیل نہ عقل سے دی جاسکتی ہے اور نہ فطرت سے۔

جب انسان ایک رب کا ہو کر اس کی فرماں برداری اختیار کرتا ہے تو وہ سیدھی راہ اور صراط مستقیم پر اپنا

قدم رکھ دیتا ہے۔ جہاں اس کے بچکنے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ جب کہ شرک ایسی بے اصل اور کمزور چیز ہے

کہ جیسے کسی کو آسمان سے دھکا دیدیا جائے اور وہ خلا میں ہاتھ پیر مار رہا ہو اور اسے کوئی سہارا نہ مل رہا ہو۔

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو سب سے زیادہ تباہی شرک نے پائی ہے۔ یہ تباہ شدہ بستیاں، یہ

گھنڈرات یہ سب ان لوگوں کے کارنامے ہیں جنہوں نے توحید کے صحیح راستے کو چھوڑ کر شرک اختیار کیا تھا

توحید امن ہے سلامتی ہے اور شرک تباہی اور بربادی ہے

فَاقِمِ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا

فَاقِمِ	وَجْهَكَ	لِلدِّينِ	الْقَيِّمِ	مِنْ قَبْلِ	أَنْ يَأْتِيَ	يَوْمٌ لَا
پس سیدھا رکھو	اپنا چہرہ	دین	راست	اس سے قبل	کہ آجائے	وہ دن نہیں
پس اپنا چہرہ دین راست کی طرف سیدھا رکھو اس سے قبل کہ وہ دن آجائے جس کو اللہ						

مَرَدًّا لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ ﴿٣٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

مَرَدًّا لَهُ	مِنْ اللَّهِ	يَوْمَئِذٍ	يُصَدِّعُونَ	مَنْ كَفَرَ	فَعَلَيْهِ
ٹلنا	اکے لئے	اللہ سے	اس دن	جدا جدا ہو جائیں گے	جس نے کفر کیا
سے ٹلنا نہیں اس دن اسب جدا جدا ہو جائیں گے جس نے کفر کیا تو اس پر بڑے کا					

كُفْرًا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا تَنْفُسِهِمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣٤﴾ لِيَجْزِيَ

كُفْرًا	وَمَنْ عَمِلَ	صَالِحًا	فَلَا تَنْفُسِهِمْ	يَهْتَدُونَ	لِيَجْزِيَ
اس کا کفر	اور جس نے کئے	اچھے عمل	تو وہ اپنے لئے	سامان کر رہے ہیں	تاکہ جزا دے
اس کے کفر کا وبال اور جس نے اچھے عمل کئے تو وہ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو جزا دے					

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٣٥﴾

الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	مِنْ فَضْلِهِ	إِنَّهُ لَا يُحِبُّ	الْكَافِرِينَ
ان لوگوں کو جو ایمان لائے	اور انھوں نے اچھے عمل کئے	اپنے فضل سے	بیشک	پسند نہیں کرتا	کافر جمع	
جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے اپنے فضل سے (جزا دے) بیشک اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔						

﴿٣٣﴾ پس متوجہ ہو دین اسلام کی طرف سیدھا۔ پہلے

اس سے کہ آوے وہ دن اللہ کی طرف سے  
کہ اس کو کوئی ٹوٹا نہیں سکتا (مرا داس سے  
دن قیامت کا ہے)

اس دن لوگ متفرق ہوں گے۔ بعد حساب کے بعض  
جنت کی طرف بعض دوزخ میں جائیں گے۔

﴿٣٤﴾ جو کوئی کافر ہوا اسی پر ہے وبال اس کے

کفر کا۔ یعنی دوزخ اس کے لئے تیار ہے۔

﴿٣٣﴾ فَاقِمِ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ

دین اسلام میں قبل  
ان یأتی یوم لا مرداً

لہ من اللہ ہو یوم القیمہ

یومئذ یصدعون ۞ فیہ  
ادعنا من السماء فی الأرض بل فی

المناد یتفرقون بعد الحساب  
إلی الجنة والنار

﴿٣٤﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ  
وَبِالْكَافِرِ هُوَ النَّارُ وَمَنْ



اور جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے جنت میں مکان تیار کرتا ہے۔

عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسٍ لَهُمْ  
يَنْهَدُونَ ○ يُوظِّفُونَ مِنْ

مَنَّا لِيَسْمُرُوا فِي الْجَنَّةِ  
لِيَجْزِيَهُمْ أَثْمَارُ الَّذِي كَانُوا  
يَعْمَلُونَ ○ أَمْ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
مِنْ فَضْلِهِ يَخْتَصِمُونَ ○ أَمْ

لَا يُحِبُّ الْكُفْرَانَ ○ أَمْ  
يُعَاقِبُهُمْ

(۳۵) قیامت کے دن لوگ متفرق ہو جائیں گے تاکہ اللہ جڑے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، اپنے فضل سے بیشک اللہ دوست نہیں رکھتا کافروں کو۔ یعنی ان کو عذاب کرے گا۔

### تشریح

(۳۳) دنیا کے فساد کا علاج دینِ قیام کا قیام | دنیا میں فتنہ و فساد کی اصل بڑا شرک ہے تو اس کا علاج یہ ٹھہرا کہ اللہ کا بھیجا ہوا دینِ قیام جو عین فطرت کے مطابق ہے وہ قائم ہوتا کہ سب خرابیوں کا علاج ہو سکے۔ کیونکہ ایک دن تو آنا ہے جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور اعمال کا محاسبہ ہوگا وہ دن اٹل ہے نہ اللہ تو اس دن کو ٹالیں گے اور نہ اس نے ایسی تدبیر کی کوئی گنجائش رکھی ہے کہ وہ دن ٹل سکے۔ جب اللہ کے دین کا غلبہ ہوگا تو دنیا میں بھی لوگ سزا پانے والے اور اللہ کے قبول بندے ایک دوسرے سے کٹ کر الگ الگ ہو جائیں گے اور یہی حال یومِ حساب میں بھی ہوگا کہ ایک طرف فرماں بردار بندے ہوں گے اور دوسری طرف نافرمان۔ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ (ثوری)

(۳۴) نافرمانوں کی نافرمانی کا وبال ان پر ہوگا اور | اچھائی اور برائی نیکی اور بدی خیر اور شر ان دونوں راستوں کی طرف اللہ نے نیک لوگ اپنی صلاح کا سامان کر رہے ہیں۔ رہنمائی کر دی ہے نشانہ ہی فرمادی ہے کہ یہ راستہ خیر کا ہے اور یہ شر کا، اب جو نافرمانی کرتا ہے کفر کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اس کے کفر کا ہی اس پر وبال پڑتا ہے وہ سارے نقصانات خود اس کی اپنی کرتوت کا نتیجہ ہیں۔

هَ جَانٍ مِّنْ خُودِ كُودُهُ بِدِ خُودِ كُودِهِ رَادِرِيَانِ نِيَسْتِ

(میری جان تو نے جو کیا ہے خود کیا ہے۔ اپنے کئے کا کیا علاج ہے؟)

اور جو لوگ نیکی کا راستہ اختیار کر رہے ہیں وہ خود اپنی صلاح کا سامان کر رہے ہیں دنیا میں بھی وہ اپنے کھٹکی سزا بھگتیں گے اور آخرت میں بھی ان کے اعمال کا وبال ان پر پڑے گا۔

(۳۵) نیک بندوں کو اللہ اپنے فضل سے نوازنا چاہتا ہے | اللہ تم اپنے مومن اور صالح بندوں کو اپنے فضل سے نوازنا چاہتے ہیں بغیر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے کوئی بھی جنت میں نہ جائیگا۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی جنت میں جائیگا وہ اللہ کی رحمت سے جائے گا۔ اس پر کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بھی اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں جائیں گے؟۔ نبی ام یہ سوال سن کر کچھ دیر خاموشی کے ساتھ سر جھکائے رہے پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور ارشاد فرمایا بے شک محمد کا داخلہ بھی جنت میں اللہ کی رحمت ہی ہوگا۔

بے شک اللہ نے ان کو آزادی دی ہے کہ نہ کرنے کا اختیار دیا ہے مگر وہ نافرمانوں کو پسند نہیں فرماتے جو اللہ کو نہ بجائے اس کا کہاں ٹھکانا؟

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی اور وہ تمہیں چکھائے اور تاکہ

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے والی اور وہ تمہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ

الْفُلُكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۳۶﴾

الْفُلُكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو

کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم تلاش کرو اس کا فضل (رزق) اور تاکہ تم شکر کرو

﴿۳۶﴾ اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ وہ چلاتا ہے ہوائیں

کو جو تم کو بارش کی خوشخبری دیتی ہیں اور تاکہ وہ تم کو عطا کرے بارش اور ارزانی اپنی رحمت سے۔

اور تاکہ چلیں کشتیاں ان ہواؤں سے حکم الہی سے،

اور تاکہ تم روزی طلب کرو دریا میں ساتھ تجارت کے

اور تاکہ تم شکر کرو ان نعمتوں کا اے اہل مکہ پس اللہ کی توحید کا اقرار کرو۔

﴿۳۶﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ تَعَالَى أَنْ يُرْسِلَ

الرِّيَّاحَ مُبَشِّرَاتٍ بِمَعْنَى

لِتُبَشِّرِكُمْ بِالنَّظَرِ وَلِيُذِيقَكُمْ

بِهَا مِنْ رَحْمَتِهِ أَنْ تَطْرُقَ

الْخِصْبَ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ الشُّعْنُ

بِهَا بِأَمْرِهِ بِإِزَادَتِهِ وَ

لِتَبْتَغُوا تَطْلُبُوا مِنْ فَضْلِهِ

السَّرْتِ بِالتَّجَارَةِ فِي الْبَحْرِ

وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○ هَذِهِ

التَّعْبِيرُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ فَتَوَحَّدُوا وَسُبِّحُوا

### تشریح

﴿۳۶﴾ اللہ کی قدرت اور ان نعمتیں | انسان اللہ کی بے پناہ قدرت اور اس کی بے شمار نعمتوں اور مخلوق پر اس کے احسانات پر غور

کرے تو خود بخود سر نیاز اس کے سامنے جھک جاتا ہے مگر انسان ایسا ناشکرا اور نا احسان شناس ہے کہ اسی مالک کی نافرمانی کر کے بر و بحر میں فساد مچاتا ہے۔

اللہ کی قدرت پر غور کرو پہلے دھول بھری آندھیاں چلتی ہیں تو اس کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہوائیں بارانِ رحمت

کی بشارت لے کر آتی ہیں۔ سمندر کے راستے سفر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ ایسی ہوائیں چلاتا ہے جو ان کے سفر کو

آسان کر دیتی ہیں اور وہ سمندر کے راستے سے کاروبار اور تجارت کر کے اللہ کا فضل حاصل کرتے ہیں۔ اگر انسان ان

جیزوں پر غور کرے تو کفرانِ نعمت سے باز آکر اللہ کا شکر گزار بن کر رہے۔ اس طرح اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور

آخرت بھی بن جائے۔ اور اللہ تم بھی یہی چاہتے ہیں کہ میرے بندے دونوں جہان کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوں اور اسی کے

لئے وہ اپنے پیغمبروں کو بھیجتا رہا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ

وَلَقَدْ +	أَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	رُسُلًا	إِلَى	قَوْمِهِمْ	فَجَاءَهُمْ
اور تحقیق ہم نے بھیجے	آپ سے پہلے	بہت رسول	طرف	ان کی قومیں	پہنچانے کے لئے	اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے

بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا

بِالْبَيِّنَاتِ	فَانْتَقَمْنَا	مِنَ الَّذِينَ	أَجْرَمُوا	وَكَانَ	حَقًّا
کھلی نشانوں کے ساتھ	پھر ہم نے انتقام لیا	وہ جنہوں نے جرم کیا (مجرم)	اور ہے	حق	دیتے

کھلی نشانوں کے ساتھ آئے۔ پھر ہم نے مجرموں سے انتقام لیا۔ اور ہمارے ذمے ہے

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۳۶﴾ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُبْرِ

عَلَيْنَا	نَصْرُ	الْمُؤْمِنِينَ	اللَّهُ	الَّذِي	يُرْسِلُ	الرِّيحَ	فَتُبْرِ
ہم پر (ہم پر)	مدد	مومن (جمع)	اللہ	جو بھیجتا ہے	ہوائیں	تو وہ اُٹھاتی ہیں	مومنوں کی مدد کرنا۔ اللہ (ہی ہے) جو ہوائیں بھیجتا ہے تو وہ بادل اُٹھاتی

سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا

سَحَابًا	فَيَبْسُطُهُ	فِي السَّمَاءِ	كَيْفَ	يَشَاءُ	وَيَجْعَلُهُ	كِسْفًا
بادل	پھروہ بادل پھیلاتا ہے	آسمان میں	جیسے	وہ چاہتا ہے	اور وہ اسے کرتا ہے	ٹکڑے ٹکڑے

ہیں، پھروہ بادل پھیلاتا ہے آسمان میں، جیسے وہ چاہتا ہے اور وہ اسے (بادل) ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خَلِّهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ

فَتَرَى	الْوَدْقَ	يَخْرُجُ	مِنْ خَلِّهِ	فَإِذَا	أَصَابَ	بِهِ	مَنْ
پھر تو دیکھے	مینہ	نکلتا ہے	اس کے درمیان سے	پھر جب	وہ اسے پہنچا دیتا ہے	جسے	پھر تو دیکھے کہ اس کے درمیان سے مینہ نکلتا ہے پھر وہ اپنے بندوں میں سے جسے

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۷﴾ وَإِنْ كَانُوا

يَشَاءُ	مِنْ	عِبَادِهِ	إِذَا هُمْ	يَسْتَبْشِرُونَ	وَإِنْ	كَانُوا
وہ چاہتا ہے	سے	اپنے بندے	اچانک وہ	خوشیاں منانے لگتے ہیں	اور اگرچہ	تھے

چاہے وہ پہنچا دیتا ہے تو وہ اچانک خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اگرچہ اس سے قبل کہ (بارش)

مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ﴿۳۶﴾

مِنْ قَبْلِ	أَنْ + يُنَزَّلَ	عَلَيْهِمْ	مِنْ قَبْلِهِ	لَمُبْلِسِينَ
اس سے قبل	کہ وہ نازل ہو	ان پر	پہلے ہی سے	البتہ مایوس (جمع)

ان پر نازل ہو وہ پہلے ہی سے مایوس ہو رہے تھے۔

﴿۳۶﴾ اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے بہت پیغمبر بھیجے ان کی اقوام میں سو وہ پیغمبر ان کے پاس اپنے سچے ہونے کی ظاہر دلیلیں لائے جو ان کی رسالت کو ثابت کرتی تھیں۔

پھر انہوں نے ان پیغمبروں کو جھٹلایا۔ سو ہم نے بدلہ لیا گناہگاروں سے یعنی جھٹلانے والوں کو ہلاک کیا۔

اور ہمارا ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو کافروں پر غلبہ دیں کہ کفر کو ہلاک کریں اور ایمان والوں کو نجات دیں۔

﴿۳۸﴾ الشروہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر وہ ہوائیں ابر کو اٹھاتی ہیں پھر حق تعالیٰ اس ابر کو تمام آسمان میں جس طرح چاہے پھیلاتا ہے کہیں تھوڑا، کہیں زیادہ اور اس کو متفرق ٹکڑے کرتا ہے۔

پس دیکھ تو بارش کو اس کے نیچے میں سے نکلتی ہے

پس جب حق تعالیٰ اس بارش کو جس اپنے بندے پر چاہے پہنچاتا ہے تو اس بارش سے وہ خوش ہوتے ہیں۔

﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ بِالْحُجَجِ الْوَاضِحَاتِ عَلَى صِدْقِهِمْ فِي رَسُولَاتِهِمْ إِلَيْهِمْ فَكَذَّبُوهُمْ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرُمْ وَأَهْلَكْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوهُمْ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ○ عَلَى الْكَافِرِينَ يَا هَلَاكِهِمْ وَإِنْجَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

﴿۳۸﴾ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا تَرْعَجُهُ فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ مِنْ قَلِيلٍ وَكَثْرَةٍ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا يَفْتِي السِّينَ وَسُكُونًا قَطْعًا مُتَفَرِّقَةً فَتَرَى الْوَدْقَ السَّكْرَ يَخْرُجُ مِنْ خَلِيمٍ أَيْ وَسَطِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ بِالْوَدْقِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○ يَفْرَحُونَ

۴۶) وَإِنْ وَتَدُ كَانُوا مِنْ قَبْلُ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ تَاكِيدًا لِمُبَلِّسِينَ  
إِثْبَاتٍ مِنْ إِشْرَالِهِ  
 ۴۷) اور بے شک وہ پہلے بارش کے آنے کے مینہ برسنے سے نا امید تھے۔

## تشریح

۴۶) رسولوں کی آمد، اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے | اللہ کی نشانیاں ایک نشانیاں تو وہ ہیں جو کائنات میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ جہاؤں کا چلنا، بارش کا ہونا یہ وہ فطری نشانیاں ہیں جن سے انسان اپنے مالک کو پہچانتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ سب اس کے پروردگار کی عطا کردہ نعمتوں میں سے چند نعمتیں ہیں۔  
 دوسری نشانیاں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ دنیا کے آغاز سے رسولوں کی شکل میں انسانوں کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ رسولوں کو دئے گئے معجزے ان پر نازل کردہ اللہ کا کلام اسی طرح اللہ کے رسولوں کی پاکیزہ سیرتیں اور پھر انسانی سوسائٹی پر اس کے اچھے اثرات یہ بھی اللہ کی نشانیاں ہیں سے ایک نشانی ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ توحید الہی کی جو تعلیم اللہ کے نبی دیتے رہے ہیں وہ تعلیم برحق ہے۔

یہ دونوں نشانیاں فطرت کی نشانیاں اور رسولوں کی آمد کی نشانیاں دونوں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔ کائنات کی نشانیاں انبیاء کے بیان کی صداقت کو بتاتی ہیں اور انبیاء کرام کی لائی ہوئی نشانیاں اس حقیقت کی نشان دہی کرتی ہیں جس کی طرف کائنات کی نشانیاں اشارے کر رہی ہیں۔

جب دونوں طرح کی نشانیاں سے حق واضح ہو گیا تو جو لوگ ان دونوں نشانوں سے انکار کر رہے ہیں ان کو ان کے لئے کا مزہ چکھانا اور اہل ایمان کی مدد کرنا یہ ہم پر حق تھا تاکہ اللہ کا دین غالب آئے اور سب کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

۴۸) بَارَانِ رَحْمَتٍ۔۔۔ زمین کی سیرابی اور بارانِ وحی سے دلوں کی زندگی | جب زمین خشک ہو جاتی ہے تو اللہ تم کو بھی زمین کو زندہ کرنے کے لئے ہواؤں کو بھیجتے ہیں ہوائیں اپنے دوش پر بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں وہ بادل آسمان میں پھیل جاتے ہیں پھر ان میں سے بارش کے قطرے زمین کو تر کر دیتے ہیں۔

جس طرح بارش کا یہ نظام زمین کو زندگی دیتا ہے اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ بارانِ وحی کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں۔ وحی آسمانی کے نازل ہونے سے اخلاق اور روحانیت کی کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں۔ دنیا میں نیکیاں پھلتی ہیں، اچھائیوں کا فروغ ہوتا ہے۔ اب یہ انکار کرنے والوں کی اپنی بدقسمتی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کو اپنے لئے زحمت سمجھتے ہیں۔

۴۹) رَحْمَتِ كِي بَارَشِي دِلُولِ كُو سُرُو ر ك ر د تِي هِي | بارش سے پہلے زمین خشک ہوتی ہے چہرہ پر مایوسی ہوتی ہے لیکن جب اللہ جہاڑتے ہیں اور رحمت کی بارش برستی ہے تو جدے غم سے ہو جاتے ہیں جس طرح آسمان سے رحمت کی بارش مسرت کا پیغام لے کر آتی ہے اسی طرح اللہ کی طرف سے ہدایت کا نازل ہونا اللہ کے بندوں کے لئے نیکی کی بشارت ہوتا ہے جس سے برائیاں ختم ہوتی ہیں اور نیکیاں پھلتی ہیں۔ اخلاق حمیدہ، اخلاقِ رزق کی جگہ لیتے ہیں اور انسانی آبادی کے لئے امن و سکون کا پیغام ملتا ہے۔

فَانظُرْ إِلَىٰ آثَرِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ

فَانظُرْ	إِلَىٰ	آثَرِ	رَحْمَتِ	اللَّهِ	كَيْفَ	يُحْيِي	الْأَرْضَ
پس دیکھو تو	طرف	آثار	اللہ کی	رحمت	وہ کیسے	زندہ کرتا ہے	زمین

پس تو آثار (نشانیوں) کی طرف دیکھو اللہ کی رحمت کی، وہ کیسے زمین کو اس کے

بَعْدَ مَوْتِهِمْ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُنجِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ

بَعْدَ	مَوْتِهِمْ	إِنَّ	ذَٰلِكَ	لَمُنجِي	الْمَوْتَىٰ	وَهُوَ
بعد	انکے مرنے	بیشک	وہی	اللہ زندہ کرنے والا	مردوں	اور وہ

مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے! بیشک وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَلَئِن أَرْسَلْنَا رِيحًا

عَلَىٰ	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيرٌ	وَلَئِن	أَرْسَلْنَا	رِيحًا
پر	ہر چیز	قدرت رکھنے والا	اور اگر	ہم بھیجیں	ہوا

ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے اور اگر ہم ہوا بھیجیں پھر

فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظُلُومًا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝

فَرَأَوْهُ	مُصْفَرًّا	لَّظُلُومًا	مِنْ	بَعْدِهِ	يَكْفُرُونَ
پھر وہ اسے	زرد شدہ	فرد ہو جائیں	اس کے	بعد	ناشکرانہ کرنے والے

وہ اسے زرد شدہ دیکھیں تو وہ ضرور ہو جائیں اس کے بعد ناشکرانہ کرنے والے

فَإِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الْقَتْمَ

فَإِنَّكَ	لَا تَسْمِعُ	الْمَوْتَىٰ	وَلَا تَسْمِعُ	الْقَتْمَ
پس بیشک آپ	نہیں سنا سکتے	مردوں	اور نہیں سنا سکتے	بہروں

پس بیشک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز نہ سنا سکتے ہیں

الدُّعَاءُ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝

الدُّعَاءُ	إِذَا	وَلَّوْا	مُدْبِرِينَ
آواز	جب	وہ پھر جائیں	پیٹھ دے کر

جب وہ پیٹھ دے کر پھر جائیں

## فیصل

۵۰) پس دیکھ تو اللہ کی نعمت کے اثر کو کہ وہ بارش برس کرکس طرح زمین کو زندہ کرتا ہے مگر سبزہ کے بعد اس کے خشک ہونے کے۔

بے شک جو زمین کو زندہ کرتا ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۵۱) اور بالتحقیق اگر ہم کوئی ایسی ہوا چلائیں جو سبزہ کو معز ہو جس سے وہ دیکھیں کہ کھیتی زرد ہو گئی تو وہ اس زرد ہونے کے، اللہ کی نعمت یعنی بارش کی ناشکری کرتے ہیں۔

۵۲) سو بات یہ ہے کہ تو کسی طرح مردوں کو نہیں سانسکتا اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنانا سکے جبکہ وہ پشت دیکر بھاگیں۔

۵۰) فَانظُرُوا إِلَىٰ أُنثُرٍ فِي قِرَاءَةِ

أُنثُرٍ مَّا رَحِمَتِ اللَّهُ أَيُّ نِعْمَتِهِ

بِالنَّظَرِ كَيْفَ يُحْيِي

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

أَيُّ بَيِّنَاتٍ تَثْبُتُ

إِنَّ ذَلِكَ النُّجْحُ الْأَرْضِ

لِنَجْحِ الْمَوْتِ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۵۱) وَلَئِن لَّمْ نَسِمْ أَرْسَلْنَا

رِيحًا مَّصْنُورَةً عَلَى الثَّابِتِ

فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا حَاثِلًا

جَوَابِ الْقَسْرِ مِنَ بَعْدِهِ

أَيُّ بَعْدِ اضْفِرَارِهِ

يَكْفُرُونَ ۝ يَجْعَلُونَ

النِّعْمَةَ بِالنَّظَرِ

۵۲) فَإِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتِ

وَلَا تَسْمَعُ الصُّمَّ الدَّعَاءَ

إِذَا يَتَحَقِّقُ الْهَمَزَاتِ

وَتَسْمَعُ الثَّابِتَةَ بَيْنَهُمَا

وَبَيْنَ الْبَاءِ وَالْوَاوِ مَدِيرِينَ ۝

## تشریح

۵۰) مردہ زمین کی طرح اللہ تم مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا! جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو بارانِ رحمت سے زندہ کرتے ہیں اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی زندہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں موت بھی ان کے قبضے میں ہے زندگی بھی بارش کا برسانا بھی اور کھیتوں کا اگانا بھی۔

۵۱) زوالِ نعمت کے بعد ناشکری ہر اتر آتے ہیں | بارانِ رحمت کے بعد سوکھی زمین پر کھیتیاں بہلہانے لگیں جس کو دیکھ کر خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اب اگر اس کے بعد ایسی ہوا چلے کہ ہری بھری کھیتیاں اجڑ جائیں اور وہی ہریالی جو آنکھوں کو تراوٹ دے رہی تھی زردی میں بدل جائے تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر اتر آتے ہیں اور اللہ کے گذشتہ سب احسانوں کو بھول جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی احسان مندی یا ناشکری سب دنیاوی اغراض کی وجہ سے ہے۔ اپنی غرض پوری ہو گئی تو خوش۔ غرض پوری نہ ہوئی تو اللہ سے ناراض۔ جب اللہ نے اپنی نعمت کی بارش کی تھی تو نافروری کی، اور نعمت چلی گئی تو باؤں ہو گئے اور ہمت ہار کر بیٹھ رہے۔

۵۲) آپ نہ مڑوں کو سنا سکتے ہیں، اور نہ بہروں کو جو سُننا زچاھیں۔

اللہ کے پیغمبر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہیں اور حق بات لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہیں

لیکن جن کے منیر مردہ ہو چکے ہیں اور جن کی ضد اور ہٹ دھرمی نے قبول حق کی صلاحیت ہی ختم کر دی ہے یا وہ لوگ جنہوں نے اپنے دلوں پر تالے ڈال لئے ہیں اور سُکر بھی وہ سنا نہیں چاہتے اور اللہ کی طرف بلانے والے کی شکل دیکھ کر ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں آپ، ایسے مُردوں کو اور ایسے بہروں کو زبردستی حق کی طرف نہیں لایا جاتا اور نہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

اے اللہ کو سب کچھ قدرت ہے وہ مُردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے ان کو سُنا بھی سکتا ہے، بہروں کو بھی سنا سکتا ہے اور اندھوں کو بھی دکھا سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کا طریقہ نہیں ہے کہ جو خود سُننا اور دیکھنا اور قبول کرنا نہ چاہے اس کو زبردستی سوادے اور دکھا دے۔

○ اس آیت میں کیونکہ یہ بات آئی ہے کہ اے نبی! آپ مُردوں کو نہیں سُننا سکتے۔ تو اس سے یہ بحث پیدا ہوئی ہے کہ آیا وہ لوگ، جو دنیا سے جا چکے ہیں وہ سنتے ہیں یا نہیں؟ ”سماع موتی“ یعنی مُردوں کا سُننا ایک، انتظام، سبب ہے۔ اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمُوتٰی۔ آپ مُردوں کو نہیں سُننا سکتے۔ یعنی یہ بات عام عادت اور ظاہر، ایسا، کے خلاف ہے کہ آپ بولیں اور مُردہ آپ کی بات سُن لے۔ لیکن اللہ تو اے کو قدرت ہے کہ اگر وہ سُننا چاہے تو سُننا سکتا ہے۔

دنیا میں کوئی کام اللہ کی مشیت، اس کے ارادے اور اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ مگر آدمی جو کام اسباب کے ذریعہ عادت کے مطابق کرتا ہے وہ اس کرنے والے آدمی کی طرف منسوب ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی کے گولی ماری اور وہ مر گیا تو عام کہیں گے کہ فلاں نے گولی ماری اس کی گولی سے آدمی مرا۔ اور یہ گولی مارنے والا قاتل ہے۔ کیونکہ یہ قتل عام اسباب کے تحت ہوا ہے اس لئے قاتل کی طرف ہی نسبت کریں گے۔

اور فرس لیجئے کسی نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کر کسی لشکر کی طرف پھینکیں اور وہ لشکر تباہ ہو گیا تو کہا جائے گا اللہ نے اپنی قدرت سے لشکر کو تباہ کر دیا۔

حالانکہ گولی سے مارنا بھی اللہ کی مشیت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور کنکریوں سے لشکر کی ہلاکت یہ بھی اللہ کی مشیت ہے لیکن عام عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت براہ راست اللہ کی طرف کی جائے گی جیسا کہ ارشاد ہوا، سورۃ انفال میں ہے:-

فَنَكَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَنَارَ سَيْفٍ اِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اِلٰهًا رَحِيْمًا

(آیت ۱۷ پارہ ۲ رکوع ۲)

(بس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا۔ اور اے نبی! آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا۔)

یعنی غزوہ بدر کے موقع پر جب حضور نے مٹھی بھر ریت ہاتھ میں لے کر ”شَاهِبَةُ الْوُجُوْهِ“ کہتے ہوئے مخالفین کی طرف پھینکی۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ہاتھ تو رسول کا تھا مگر ضرب اللہ کی طرف سے تھی۔

اس لئے آیت میں اگر اسماع کی نفی ہے تو اس سے مطلقاً سماع کی نفی نہیں ہوتی۔ عادتاً آپ مُردوں کو سُننا نہیں سکتے لیکن اگر اللہ چاہے تو مُردوں کا سُننا بھی ناممکن نہیں ہے۔



وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعَمَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ

وَمَا أَنْتَ	بِهَادٍ	الْعَمَىٰ	عَنْ	ضَلَالَتِهِمْ	إِنْ	تُسْمِعُ	إِلَّا	مَنْ
اور تیرا	ہدایت دینے والا	نہیں	اس کی گمراہی سے	ضلالہ سے	اگر	سنائے	صرف	جو

اور آپ اندھے کو اس کی گمراہی سے ہدایت دینے والے نہیں، نہیں سنا سکتے مگر صرف اسے جو

يَوْمٍ مِّنْ بَيْنَا فِيهِمْ مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

يَوْمٍ	مِّنْ	بَيْنَا	فِيهِمْ	مُّسْلِمُونَ	اللَّهُ	الَّذِي	خَلَقَكُمْ	مِنْ
ایک دن	میں	میں	انہوں میں	مسلم	اللہ	جو	تم کو پیدا کیا	میں

ہمارا دن آج، ہمارے آجوں پر پس وہ فرماں بردار ہیں۔ اللہ ہی ہے وہ جس نے ہمیں کمزوری سے پیدا

ضَعِيفٌ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعِيفًا

ضَعِيفٌ	ثُمَّ	جَعَلَ	مِنْ	بَعْدِ	قُوَّةٍ	ثُمَّ	جَعَلَ	مِنْ	بَعْدِ	قُوَّةٍ	ضَعِيفًا
کمزوری	پھر	اس نے	پھر	اس نے	قوت	پھر	اس نے	پھر	اس نے	قوت	کمزوری

کیا پھر کمزوری کے بعد قوت دی پھر قوت کے بعد کمزور بنا اور

وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾

وَشَيْبَةً	يَخْلُقُ	مَا	يَشَاءُ	وَهُوَ	الْعَلِيمُ	الْقَدِيرُ
اور بڑھاپا	وہ پیدا کرتا ہے	جو	وہ چاہتا ہے	اور وہ	علم والا	قدرت والا

بڑھا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ علم والا قدرت والا ہے۔

﴿٥٣﴾ اور تو انہوں کو راہ پر نہیں لاسکتا انکی گمراہی سے۔ تیری بات ازراہ قبول اور سمجھ کر وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں یعنی قرآن پر ایمان رکھتے ہیں

سو یہ لوگ اللہ کی توحید کے اخلاص کے ساتھ مقرر ہیں۔

﴿٥٤﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ بَعْدِ ضَعِيفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعِيفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعِيفًا وَشَيْبَةً وَاللَّهُ ذَاتِ الْبَاطِنِ الْعَلِيمِ

﴿٥٣﴾ وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعَمَىٰ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ مَا تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا أَنْفَرَاتٍ فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾ مَخْلُصُونَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ

﴿٥٤﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعِيفٍ مَاءٍ مَّهِينٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعِيفٍ آخَرًا

کیا پھر ضعف لڑا کپن کے بعد تم کو قوت جوانی کی دی  
پھر بعد قوت کے ضعف اور بڑھاپا دیا وہ جو کچھ چاہتا  
ہے پیدا کرتا ہے  
کبھی ضعف  
کبھی قوت  
کبھی بڑھاپا  
کبھی جوانی دیتا ہے۔  
وہ اپنی مخلوق کی تدبیر سے واقف ہے۔  
جو چاہتا ہے بنا سکتا ہے۔

وَصَنَعْنَا الطَّفْلَةَ لَيْسَةَ  
قُوَّةً اِنَّ قُوَّةَ الشَّبَابِ  
شَمْرٌ جَعَلَ مِنْ اَعْمَالِ  
قُوَّةٍ ضَعْفًا وَ شَيْبَةً ضَعْفًا  
الْكِبَرِ وَ شَبَابُ الْهَرَمِ وَ الضَّعْفُ فِي  
الثَّلَاثَةِ بَضْمٌ اَوْ لِهٖ وَ فُتِحَ لِهٖ  
يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ مِنَ الضَّعْفِ وَ  
الْقُوَّةِ وَ الشَّبَابِ وَ الشَّيْبَةِ وَ هُوَ  
الْعَلِيمُ بِتَدْبِيرِ ذُنُوبِهِ  
الْمَكْرُورِ عَلَى مَا يَشَاءُ

## تشریح

جو آنکھوں سے کام لینا نہ چاہیں، اللہ کے رسول وین کی دعوت دیتے ہیں، اللہ کی نشانیوں کی طرف، تو وہ دلاتے ہیں لیکن  
انہیں نبی راہ نہیں دکھاتا۔ جو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندسے بنے رہیں اور اللہ کی نشانیاں دیکھنا نہ  
چاہیں ان کو رازی عمر ساتھ چڑھ چلایا نہیں جا سکتا۔ جو رہنمائی حاصل کرنا نہ چاہتے ان کی رہنمائی کرنا بھی کے بس کا کام  
نہیں ہے۔ نبی تو ان ہی کو راستہ دکھانے کے ہیں، جو دیکھنا چاہیں انہی کو سنا سکتے ہیں جو سنا چاہیں اور جو اپنا نانا چاہیں اور  
اللہ کے احکام کے آگے تسلیم خم کرنا چاہیں وہی نبی کی تعلیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

زندگی کے مختلف مرحلوں میں اللہ، قدرت، نشانیاں، بچپن جوانی اور پھر بڑھاپا انسانی زندگی کے عام طور پر یہ تین  
مرحلے ہیں۔ پیدائش کے وقت بچہ بہت کمزور ہوتا ہے پھر اس کی ناتوانی آہستہ آہستہ قوت میں بدلنے لگتی ہے یہاں  
تک جوانی کے وقت اس کا زور پورے شباب پر ہوتا ہے پھر جوانی کے بعد عمر کا ڈھلاؤ شروع ہوتا ہے کمزوری  
کے آثار شروع ہو جاتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے جس میں بدن کے اعضاء ڈھیلے پڑنے لگتے ہیں اور وہی  
انسان جو در شباب میں پورن قوت پر تھا کمزوری کے دور میں داخل ہو جاتا ہے۔ عمر کے ان تمام مرحلوں میں اللہ تو جس کو  
چاہیں کمزور پیدا کریں جس کو چاہیں جوانی میں موت دیدیں جس کو چاہیں لمبی عمر میں بھی تندرست و توانا رکھیں، اور جس کو چاہیں  
شاندار جوانی کے بعد عبرت، ایک بڑھاپے سے دوچار کر دیں۔ غرض زندگی کے یہ اتار چڑھاؤ سب، اللہ کی مشیت پر موقوف  
ہیں اور سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں، وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کا یہ معاملہ جس طرح افراتے ساتھ ہے اسی طرح قوموں کے ساتھ ہے۔ تو یہ، کمزوری سے  
طاقت کی طرف بڑھتی ہیں اور طاقت سے بعد پھر کمزور ہو جاتی ہیں۔ قوموں کی زندگی کا یہ اتار چڑھاؤ خاص  
اسباب کے تحت ہوتا ہے۔

یہ اشارہ اس طرف بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح انسان پیدا ہوتا ہے، قوت کمزور ہوتا ہے اور پھر جوان ہوتا  
ہے اسی طرح "دین" اگر کمزور نظر آ رہا ہے تو پھر ایک وقت آئیگا کہ جوانوں کی طرح قوت حاصل کرے گا اور یہ بھی  
مکن ہے کہ قوت کے بعد پھر اس میں ضعف آئے۔ قوموں کا عروج و زوال، ایک مسلسل فاسد ہے جس میں، عبرت کی  
بہت سی داستاںیں نظر آتی ہیں۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا

دینوم	تقوم	الساعة	يقسم	المجرمون	مالبتوا
اور جس دن	قائم ہوگی	قیامت	قسم کھائیں گے	مجرم جمع	وہ نہیں رہے
اور جس دن قیامت قائم ہوگی قسم لیا جس کے مجرم کہ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ					

غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾

غیر ساعۃ	كذلك	كانوا	يؤفكون
ایک گھنٹے سے زیادہ	ایسی طرح	وہ تھے	اندھے جاتے

نہیں رہے، ایسی طرح وہ اندھے جاتے تھے

﴿٥٥﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

يُقْسِمُ بِحَيْثُ الْمُجْرِمُونَ لَا

الْكَافِرُونَ مَا لَبِثُوا فِي

الْقُبُورِ غَيْرَ سَاعَةٍ

وَقَالَ تَعَالَى كَذَلِكَ

كَانُوا يُؤْفَكُونَ ○

يُضْرَبُونَ عَنِ الْحَقِّ

الْبَعْثِ كَمَا صَرَّحُوا عَنِ الْحَقِّ

الصِّدْقِ فِي مَدَّةِ اللَّيْلِ

### تشریح

﴿٥٥﴾ عالم آخرت میں دنیا کی زندگی کے بارے میں احساس یہ ہے دنیا کی زندگی بچپن، جوانی، بڑھاپا اور پھر موت۔ یہاں تک کہ قیامت کا وقت آجائے گا اور جب قیامت قائم ہوگی، تو وہ لوگ، جو دنیا کی زندگی پر فریفتہ تھے اور دنیا کی عزت و جاہ کو بہت بڑی چیز سمجھتے تھے۔ ان کا دنیا کی زندگی اور عالم برزخ کے بارے میں یہ احساس ہوگا کہ ہمیں تو دنیا میں گھڑی بھر سے زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا۔ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ پلک بھٹکتے ہی سارا وقت گزر گیا۔ دنیا میں بھی یہ ان کے غلط اندازے تھے کہا کرتے تھے کوئی قیامت و یا موت نہیں آئی ہے، کوئی حساب کتاب نہیں ہوا ہے۔ وہی غلط اندازے جو دنیا میں تھے آج وہی خلافت حقیقت باتیں یہاں بھی ہیں۔ نہ وہ وہاں صحیح تھے اور نہ یہاں صحیح ہیں۔ صحیح بات وہی ہے جو حقیقت پسند صاحب ایمان لوگ سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔

﴿٥٥﴾ اور جس دن قیامت آوے گی کافرین قسمیں کھا کر کہیں گے کہ

ہم قبروں میں ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔  
فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس طرح یہ لوگ قبور کے ٹھہرنے  
کی مدت میں ناحق پر ہیں اسی طرح یہ حشر و نشر میں غلاب  
حق کہتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ

وَقَالَ	الَّذِينَ	أُوتُوا	الْعِلْمَ	وَالْإِيمَانَ	لَقَدْ	لَبِثْتُمْ	فِي	كِتَابِ
اور کہا کہیں	وہ لوگ جنہیں	علم دیا گیا	اور ایمان	یقیناً تم رہے ہو	میں کتاب (نوشتہ)			
اور کہیں گے جنہیں علم اور ایمان دیا گیا یقیناً تم نوشتہ الہی کے مطابق								

اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾

اللَّهُ	إِلَى	يَوْمِ	الْبَعْثِ	فَهَذَا	يَوْمُ	الْبَعْثِ	وَلَكِنَّمْ	كُنْتُمْ	لَا	تَعْلَمُونَ
الہی	تک	جی اٹھنے کا دن	پس یہ	جی اٹھنے کا دن	اور لیکن تم	تم	تم	تم	تم	تم
جی اٹھنے کے دن تک رہے ہو پس یہ جی اٹھنے کا دن لیکن تم جانتے نہ تھے۔										

﴿٥٦﴾ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا فرشتے وغیرہ وہ کہیں گے کہ بیشک تم قیامت کے دن تک رہے موافق تقدیر الہی اور اس کے علم کے۔

سو یہ دن قیامت کا ہے جس کے تم منکر تھے لیکن تم کو معلوم نہ تھا کہ قیامت جی آدگی۔

﴿٥٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ مِنْ الْمَلَائِكَةِ وَغَيْرِهِمْ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فِيمَا كُنْتُمْ سَابِقِينَ عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾ وَتَوَعَّاهُ

### تشریح

﴿٥٦﴾ اہل ایمان کا قول اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کا علم اور ایمان کی دولت دی ہے وہ کہیں گے کہ یہ وہی قیامت کا حشر کا دن ہے جس کا وعدہ اللہ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ تم سب اللہ کے علم اور اس کی خبر کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے اور آج اللہ کا وعدہ پورا ہوا۔ اگر اس وقت قیامت کے دن کا یقین کرتے اور اس کے لئے تیاری کرتے تو یہاں کی سڑکیں دیکھ کر تمہارا احساس یہ ہوتا کہ یہ دن بڑے انتظار اور بڑے شوق کے بعد آیا ہے اور اس کے آنے میں بڑی دیر لگی ہے یعنی ایک احساس تو ان لوگوں کا ہوگا جو یوم آخرت پر ایمان نہ رکھتے تھے اور دوسرا احساس ان لوگوں کا ہوگا جن کا آخرت پر یقین تھا دونوں کے احساسات میں یہ فرق نمایاں ہوگا جس کا ذکر اوپر کی آیات میں آیا ہے صاحب ایمان بڑے شوق کے ساتھ اس دن کے منتظر ہوں گے جب حشر قائم ہو حساب کتاب ہو صاحب ایمان اللہ کی نعمتوں سے سرفراز ہوں اور اس کی رضا کی دولت حاصل کریں۔ جب کہ یوم آخرت پر ایمان نہ لانے والے مایوس و دل گرفتہ اور اس دن کے آنے سے دلزدہ اور یہ سوچتے ہوئے کہ دنیا کی لذتیں اتنی جلدی ختم بھی ہو گئیں حسرت و افسوس کرتے ہوئے ہوں گے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعذِرَتُهُمْ وَلَا

فَيَوْمَئِذٍ	لَا يَنْفَعُ	الَّذِينَ	ظَلَمُوا	مَعذِرَتُهُمْ	وَلَا
پس اس دن	نفع نہ دے گی	وہ لوگ جو	جنہوں نے ظلم کیا	ان کی معذرت	اور نہ

پس اس دن نفع نہ دے گی ان لوگوں کو ان کی معذرت (مذخر خواہی) جنہوں نے ظلم کیا، اور نہ ان سے

هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي

هُمْ	يُسْتَعْتَبُونَ	وَلَقَدْ	ضَرَبْنَا	لِلنَّاسِ	فِي
وہ	راضی کرنا چاہا جائیگا	اور تحقیق	ہم نے بیان کیا	لوگوں کے لئے	میں

(اللہ کو) راضی کرنا چاہا جائے گا۔ اور تحقیق ہم نے بیان کیا لوگوں کے لئے اس

هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَلِنُجِثَهُمْ بِآيَةٍ

هَذَا	الْقُرْآنِ	مِنْ	كُلِّ	مَثَلٍ	وَلِنُجِثَهُمْ	بِآيَةٍ
اس	قرآن	ہر قسم	مثالیں	اور اگر	تم لاؤ ان کے پاس	کوئی نشانی

قرآن میں ہر قسم کی مثالیں، اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشانی لاؤ تو

يَقُولُونَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿٥٩﴾

يَقُولُونَ	الَّذِينَ كَفَرُوا	إِنْ أَنْتُمْ	إِلَّا	مُبْطِلُونَ
تو ضرور کہیں گے	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	تم نہیں ہو	مگر بھڑا	جھوٹ بناتے ہو

کافر ضرور کہیں گے تم صرف جھوٹ بناتے ہو۔

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾

كَذَلِكَ	يَطْبَعُ	اللَّهُ	عَلَى	قُلُوبِ	الَّذِينَ	لَا يَعْلَمُونَ
اسی طرح	اللہ مہر لگا دیتا ہے	پر	دل (سج)	جو لوگ	نہیں جانتے	

اسی طرح اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو سمجھ نہیں رکھتے۔

﴿٥٨﴾ سو اس دن ظلم کرنے والوں کو قیامت کے انکار میں

ان کا عذر کام نہ آوے گا اور نہ ان سے اس امر کی طلب

ہوگی کہ تم حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں سہی کرو۔

﴿٥٩﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ بِالشَّاءِ  
وَالْيَأْسِ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعذِرَتَهُمْ  
فِي انْكَارِهِمْ لَهُمْ وَلَا هُمْ  
يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٩﴾ لَا يَطْلُبُ مِنْهُمْ

اور اللہ کو خوش کرو۔

(۵۸) اور بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر ایک طرح کی مثال بیان کی جس سے ان کو تنبیہ ہو۔

اور بے شک اگر تو اے محمد! ان کے پاس کوئی نشانی لاوے جیسے عصائے موسیٰ اور یدریشا تو جو ان میں سے کافر ہیں وہ کہنے لگیں گے۔

اے محمد! تو اور تیرے ہمراہی سب باطل پر ہیں۔

(۵۹) اللہ اسی طرح مہر لگاتا ہے ان لوگوں کے دلوں پر جو اللہ کی توحید کو نہیں جانتے جیسے ان کے دلوں پر مہر لگادی۔

الْعَتَبَىٰ أَى الرَّجُوعِ إِلَىٰ مَا يَرْضَىٰ اللَّهُ ۚ وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا جَعَلْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ تَنْبِيهًا لَهُمْ وَ لَعَلَّ لَكُمْ مِنْهُ نَسُوذٌ لَّئِي تَتَّقُوا إِلَى التَّوَاتُاتِ وَ التَّوَاتُاتِ ضَمِيرُ الْجَمْعِ لِإِنْتِقَاءِ السَّاكِنِينَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ مَا أَنْتُمْ أَى عُنْدَ وَ أَصْحَابَهُ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝ اَهْلِيَابِ أَبَاطِيلِ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ التَّوْحِيدِ كَمَا طَبَعَ عَلَى قُلُوبِ هَؤُلَاءِ

### تشریح

(۵۸) قیامت کے دن معذرت اور توبہ کا کوئی موقع نہ ہوگا کیونکہ اللہ تم نے دنیا کی یہ زندگی امتحان اور آزمائش کے لئے رکھی ہے اس لئے مرنے سے پہلے پہلے اس بات کا موقع ہے کہ انسان اللہ کی ہدایت کو قبول کرے پروردگار کو راضی کرے اور اپنے کئے پر شرمندہ اور نادم ہو کر توبہ و استغفار کرے۔

لیکن قیامت کے روز ظالموں کی معذرت اور ان کی حسرت و ندامت ان کو کوئی فائدہ دے گی نہ وہ کوئی معقول عذر پیش کر سکیں گے جو ان کے کام آسکے۔ اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا کہ تم معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کر لو کیونکہ امتحان کا وقت ختم ہو کر فیصلے کی گھڑی آچکی ہوگی۔

(۵۸) قرآن نے حق و صداقت واضح کرنے کا ہر اسلوب اختیار کیا اس وقت قیامت کے دن تو حق کا انکار کرنے والے پھتائیں گے لیکن جب ماننے کا موقع تھا اس وقت مان کر نہ دیا حالانکہ قرآن نے سمجھانے کا کوئی طریقہ اور کوئی اسلوب ایسا نہیں چھوڑا کہ کھول کھول کر حق کو واضح نہ کیا گیا ہو مگر کتنی ہی نشانیاں ان کے سامنے رکھی گئیں اور وہ یہی کہتے رہے کہ یہ سب جھوٹ ہے بناوٹ ہے۔

(۵۹) جاہلانہ ضد دلوں پر مہر لگادیتی ہے | جاہلانہ ضد اور بھٹ کا نتیجہ ہی ہوتا ہے کہ قبول حق کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ دل سخت ہو جاتے ہیں اور کسی بات کا اثر نہیں ہوتا ایسا لگتا ہے جیسے دلوں پر مہر لگ گئی ہے کہ اب کچھ بھی کہہ لو کسی طرح بھی سمجھا لو ماننا ہے ہی نہیں۔

## فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿۶۰﴾

فَاصْبِرْ	إِنَّ	وَعْدَ اللَّهِ	حَقٌّ	وَلَا يَسْتَخِفُّكَ	الَّذِينَ	لَا يُوقِنُونَ
پس آپ صبر کریں	بیشک	اللہ کا وعدہ	سچا	اور وہ ہرگز کسی (لو) ایک کر دیا آپ کو	جو لوگ	یقین نہیں رکھتے
پس آپ صبر کریں بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ کسی طور آپ کو شک (بڑا شک دہ کرنے والا) نہ کریں						

﴿۶۰﴾ سوائے محمد تو صبر کر بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے غالب کرنے کا کفار پر سچا ہے اور تجھ کو بے صبر نہ بنادیں وہ لوگ جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ یعنی ان کے ابھارنے سے تو صبر کو نہ چھوڑو۔

﴿۶۰﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ بِتَمْرِكَ عَلَيْهِمْ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ○  
بِالْبَعْثِ أَيْ لَا يَحْمِلُكَ عَلَى الْخِطَّةِ وَالطَّبِئِ بِتَرْكِ الصَّبْرِ أَيْ لَا تَتْرُكْنَهُ

### تشریح

﴿۶۰﴾ بے یقین لوگ آپ کو ہلکانہ پائیں | اللہ کے مقرر کئے ہوئے نبی اور رسول جب اللہ کی نشانیاں معجزوں کی صورت میں لے کر آتے ہیں۔ کلام الہی کی صورت میں اور اپنی غیر معمولی پاکیزہ سیرت کی شکل میں حق و صداقت کو پیش کرتے ہیں تو اگر اس وقت انکے ساتھ تھمیک کا معاملہ کیا جائے اور ان کی بات کو سنجیدگی سے لینے کے بجائے اس کا مذاق اڑایا جائے تو یہ ایک ایسا جرم ہے جس کو حق تعالیٰ معاف نہیں کرتے۔ بغاوت کی سزا مل کر رہتی ہے اور حق غالب آکر رہتا ہے۔ اللہ تم کا طریقہ سبھی رہا ہے کہ جب بھی رسولوں کی لائی ہوئی روشن نشانیوں کا مقابلہ ہٹ دھرمی کے ساتھ کیا ہے تو اللہ تم نے مجرموں کو سزا دی ہے۔ اور مومنین کی مدد فرمائی ہے۔

آیت مذکورہ میں اللہ تم اپنے نبی کو تسلی دے رہے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ پورا ہو کر رہیگا آپ صبر تحمل کے ساتھ دعوت و اصلاح کے کام میں لگے رہیے۔ مخالفوں کی مخالفت اور ان کی پھبتیوں سے پست ہمت نہ ہوں، وہ لوگ، آپ کو کسی میدان میں ہلکا محسوس نہ کریں۔ ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی خوف آپ کو ڈرا نہیں سکتا کسی قیمت پر آپ کو خرید نہیں جاسکتا، کسی فریب سے آپ کو بہکا یا نہیں جاسکتا۔ دین کے معاملے میں آپ سے کوئی سودا نہیں ہو سکتا۔ کوئی خطرہ کوئی نقصان اور کسی تکلیف کا اندیشہ آپ کو اپنی راہ سے ہٹا نہیں سکتا۔ چنانچہ نبی نے اپنے کردار کی عظمت اپنی شخصیت کی بلندی اور اپنے پیغام کی سحر انگیزی سے وہ انقلاب برپا کر کے دکھا دیا۔ جس کو روکنے کے لئے عرب کی ساری طاقت اور مخالفین کے سارے حربے بے کار ثابت ہوئے اور سب کو معلوم ہو گیا کہ

» پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔ «

۳۱

# لُقْمَانُ

○ ترتیب تلاوت ————— ۳۱	○ ترتیب نزول ————— ۵۷
○ مکی / مدنی ————— مکی	○ تعداد رکوعات ————— ۴
○ تعداد آیات ————— ۳۴	○ تعداد الفاظ ————— ۵۵۴
○ تعداد حروف ————— ۲۲۱۷	

- حضرت لُقْمَانُ عظیم اپنے علم و حکمت اور دانش مندی کی وجہ سے عرب میں معروف تھے اور ان کا نام ادب و احترام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ اس سورت میں ان کی بعض نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں اور اس مناسبت سے اس سورت کا نام ”سورۃ لقمان“ رکھا گیا ہے۔
- اس سورت کا مرکزی موضوع اور مضمون یہ ہے کہ شرک ایک نامعقول اور لغو عقیدہ ہے۔ حقیقت، صداقت اور معقولیت یہ ہے کہ اس کائنات کا رب صرف ایک ہے۔
- اس سورت میں دعوت دی گئی ہے کہ باپ دادا کی انڈھی تقلید اور تمام تعصبات سے الگ ہو کر اس تعلیم پر غور کریں



جو حضرت محمدؐ اللہ کی طرف سے پیش کر رہے ہیں اور آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ ہر طرف کائنات میں اور خود ان کے اندر اس کی سچائی کی نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔

○ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ماں باپ کا حق یہ بچانا چاہیے اور ماں کا حق باپ سے بھی بڑھ کر ہے۔ لیکن اگر ماں باپ اولاد کو یہ کہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو شریک کرے، تو ان کی یہ بات اولاد کو نہیں ماننی چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا چاہیے۔

○ حضرت لقمان صبر و تحمل، متانت، میانہ روی اور تواضع کی نصیحت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ماری مخلوق کو نوع انسانی کی خدمت اور آسائش کے لئے مقرر کیا ہے۔ مگر خود انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کی عظمت و جلال کے آگے جھک جائے اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ کے احکام کی تعمیل کرے۔

○ حضرت لقمان نصیحت کرتے ہیں کہ انسان کو کبھی تکبر نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ کو فخر و تکبر سخت ناپسند ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قیامت ضرور آئے گی مگر کب آئے گی یہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ماں کے پیٹ میں پلنے والا بچہ اپنی صفات کے اعتبار سے کیسا ہوگا۔ شقی ہوگا یا سعید اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ غرض سورہ لقمان بہترین نصیحتوں اور اعلیٰ تعلیم کا ایک گنجینہ ہے اور مجسم دعوتِ عمل ہے اور دونوں جہاں کی صلاح کی راہ دکھاتی ہے۔

آیاتہا ۳۳	۳۱	سُورَةُ الْقَمْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۷	رُكُوعَاتُهَا ۴
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ			
اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔			
<b>الْم ۱ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۲ هُدًى وَرَحْمَةً لِلْحَسَنِينَ ۳</b>			
الْم	تِلْكَ	آيَةُ	الْكِتَابِ . الْحَكِيمِ
الْم	تِلْكَ	آيَةُ	پُر حکمت کتاب
الْم		هُدًى	وَرَحْمَةً
الْم		ہدایت	اور رحمت
الْم		لِلْحَسَنِينَ	نیکو کاروں کے لئے
الف۔ لام۔ میم۔ یہ آیتیں ہیں پر حکمت کتاب کی ہدایت اور رحمت نیکو کاروں کے لئے			

سورہ لقمان مکی ہے مگر ولو ان ما فی الارض من شجرۃ  
 اقلامہ الودو آیتیں مدنی ہیں۔ اور اس سورت میں چونتیس آیتیں  
 ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔  
 ۱۔ الـم۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے الودہ کیا۔  
 ۲۔ یہ آیتیں قرآن حکمت والے کی آیتیں ہیں۔

سُورَةُ لُقْمَانَ مَكِّيَّةٌ الْاُولُوْا اَنْ مَا فِي  
 الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ الْاَيْتِ الْاَلْفِ الْاَلْفِ الْاَلْفِ  
 وَهِيَ اَرْبَعٌ وَتَلْتُونَ آيَةً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 ۱۔ الـم۔ اللہ اعلم بما زادہ بہ

۲۔ تِلْكَ اٰیَةُ الْكِتَابِ الْقُرْآنِ  
 الْحَكِيمِ ۲ ذِي الْحِكْمَةِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنَى  
 مِنْ هُوَ

۳۔ هُدًى وَرَحْمَةً بِالرَّفْعِ لِلْحَسَنِينَ  
 وَفِي قِرَاةٍ الْعَامَّةِ بِالنَّصْبِ خَالِ مِنْ  
 الْاٰیَاتِ الْعَامِلِ فِيْهَا مَا فِي تِلْكَ مِنْ  
 مَعْنَى الْاِشَارَةِ

## تشریح

۱۔ حروف مقطعات | الف۔ لام۔ میم۔ یہ حروف مقطعات ہیں ان کو اگر پڑھا کر لکھا جاتا ہے مگر پڑھا الگ الگ جاتا ہے۔ یہ ایک  
 انداز اسلوب ہے قرآن کا اعجاز بھی اور کلام کی شوکت بھی۔

۲۔ حکمت والی کتاب | قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت سے لبریز ہیں جس کی ہر بات حکیمانہ ہے اس میں نصیحت کی وہ  
 وہ باتیں ہیں جو تمام مخلوق کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں۔

۳۔ نیکی کرنے والوں کے لئے ہدایت | جو لوگ نیکی کا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب رحمت ہے  
 اور ان کی رہنمائی کرتی ہے ان کو راستہ دکھاتی ہے اور اگر کوئی نیکی کے راستے پر چلنا ہی نہ چاہے تو وہ  
 کسی چیز سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جیسے سورج کی روشنی سارے عالم کو منور کرتی ہے لیکن اگر کوئی کمرہ بند کر کے بیٹھ  
 جائے اور سورج کی روشنی کو اندر نہ آنے دے تو وہ اس کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی طرح  
 قرآن مجید کتاب ہدایت ہے ہر دل کو روشن اور ہر دماغ کو منور کرتی ہے۔

## الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

الَّذِينَ	يُقِيمُونَ	الصَّلَاةَ	وَيُؤْتُونَ	الزَّكَاةَ
جو لوگ	قائم کرتے ہیں	نماز	اور ادا کرتے ہیں	زکوٰۃ

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

## وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿۴﴾

وَهُمْ	بِالْآخِرَةِ	هُمْ	يُوقِنُونَ
اور وہ	آخرت پر	وہ	یقین رکھتے ہیں۔

اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

﴿۴﴾ وہ جو نماز پوری طرح ادا کرتے ہیں۔

اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

اور آخرت کے ہونے کا ان کو پورا یقین ہے۔

﴿۴﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ

الصَّلَاةَ بَيَانٌ لِلْمُحْسِنِينَ

وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

يُوقِنُونَ ○ هُمْ

الثَّانِي تَاكِيدٌ

### تشریح

﴿۴﴾ نیکو کار کون ہیں؟ اللہ کی یہ کتاب قرآن مجید ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو نیک

بنا چاہتے ہیں۔ جنہیں بھلائی کی جستجو ہے۔ جب ان کے سامنے نیکی کا راستہ رکھا جائے تو وہ

اس پر چلتے ہیں اور جب انہیں برائیوں سے روکا جائے تو وہ رکھتے ہیں۔

نیکی پر چلنے والوں کی تین خاص صفتیں ہیں جن پر ساری نیکیوں کا مدار ہے۔

۱۔ پہلی نیکی ان میں یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں یعنی خدا پرستی اور خدا ترسی ان کی عادت میں شامل ہے

۲۔ دوسری نیکی ان میں یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں جس سے ان میں مالی قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا

ہے دنیا کی محبت سے دل پاک ہوتا ہے اور رضائے الہی کی طلب پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ تیسری نیکی ان میں یہ ہے کہ وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں جس سے ان میں ذمہ داری اور جوابدہی

کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے اپنے ہر عمل کے لئے اپنے آقا اور مالک کے سامنے

جواب دینا ہے۔

۴۔ نیکی کی تین خصوصیات ان میں ایسے اطلاق پیدا کرتی ہیں جس سے ان کی زندگی حرم عمل کی پابند اور اللہ کے منابط کے مطابق ہوتی ہے۔

أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ

أُولَئِكَ	عَلَىٰ	هُدًى	مِّن رَّبِّهِمْ	وَأُولَئِكَ
یہی لوگ	پر	ہدایت	اپنے رب سے	اور یہی لوگ

یہی لوگ اپنے رب (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح (دو جہانوں کا یابی)

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي

هُمُ	الْمُفْلِحُونَ	وَمِنَ	النَّاسِ	مَن يَشْتَرِي
وہ	فلاح پانے والے	اور کوئی	لوگ	جو خریدتا ہے

پانے والے ہیں۔ اور کوئی (بد نصیب بھی) ہے جو خریدتا ہے

لَهُوَ الْحَدِيثُ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا

لَهُوَ	الْحَدِيثُ	لِيُضِلَّ	عَن سَبِيلِ	اللَّهِ	بِغَيْرِ	عِلْمٍ	وَيَتَّخِذَهَا
کھیل کی (بہودہ) باتیں	تاکرہ گمراہ کرے	سے	اللہ کا راستہ	بے	بجھے	اور وہ اسے ٹھہراتے ہیں	

بہودہ باتیں تاکر وہ بے سمجھ اللہ کے راستے سے گمراہ کر دے۔ اور وہ اسے ہنسی مذاق

هُزُوءًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۶﴾ وَ

هُزُوءًا	أُولَئِكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	مُّهِينٌ	وَ
ہنسی مذاق	یہی لوگ	ان کے لئے	عذاب	ذلت والا	اور

ٹھہراتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ذلت والا عذاب ہے۔ اور جب اس پر

إِذَا تَشَلَّىٰ عَلَيْهِ اِتِّتَاوَلَىٰ مُسْتَكْبِرًا

إِذَا	تَشَلَّىٰ	عَلَيْهِ	اِتِّتَاوَلَىٰ	مُسْتَكْبِرًا
جب	پڑھی جاتی ہیں	اس پر	ہماری آیتیں	مہم ٹوڑ لیتے ہیں

ہماری آیتیں پڑھی (سنائی) جاتی ہیں تو ہنجر کرتے ہوئے منہ موڑ لیتا ہے۔

كَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا كَاتٌ فِي أذُنِهِ وَقَرَّاهُ

كَانَ	لَمْ يَسْمَعْهَا	كَاتٌ	فِي	أُذُنِهِ	وَقَرَّاهُ
گویا	اس نے اسے سنا نہیں	گویا	میں	اس کے کانوں	گرائی

گویا اس نے اسے سنا ہی نہیں، گویا اس کے کانوں میں گرائی ہے۔

## فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ⑤

فَبَشِّرْهُ	بِعَذَابٍ	أَلِيمٍ
بس اسے خوشخبری دو	عذاب کی	دردناک

بس اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔

⑤ یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی جانب سے اور انہیں کورستگاری ہے۔

⑥ اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ کئی باتیں جو شرع میں ممنوع ہیں مول لیتے ہیں۔

تاکہ طریق اسلام سے لوگوں کو گمراہ کریں،

بغیر سمجھے۔

اور ہماری آیتوں سے استہزاء کریں۔

انہیں لوگوں کے لئے ہے عذاب  
اہانت والا۔

⑥ اور جب اس پر قرآن پڑھا جاتا ہے۔ ایمان سے منہ پھیرتا ہے حکم کی راہ سے گویا اس نے اس کو سنا ہی نہیں۔ گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے یعنی گویا اس کے کان بہرے ہیں۔

سو بشارت دے ایسے شخص کو عذاب دردناک کی (عذاب کی خبر کو تھکنا بشارت سے تعبیر کیا) اور یہ حال جو ان آیتوں میں بیان ہوا۔ نظرین حارث کا ہے وہ حیرہ میں تجارت کرنے جاتا تھا وہاں سے عجیبوں کے قصوں کی کتابیں

⑤ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ①

⑥ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ أَىٰ مَا يَلْهَىٰ مِنْهُ عَن مَّا يَعْزُبُ

بِئْحْسَانٍ بَعَثَ الْبَآءَ وَضَمَّهَا عَن سَبِيلِ اللَّهِ طَرِيقِ

الْأَسْلَامِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ يَتَّخِذُهَا بِلِصَابٍ عَظَمًا

عَلَىٰ يَضِلُّ وَيَالِئِذْ عَظَمًا عَلَىٰ يَشْتَرِي هَزْوَآءَ مَهْزُورًا

بِهَا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ② ذُرِّاهَا سَةِ

⑥ وَإِذَا تَسَلَّىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا

الْمُتَكَبِّرَاتِ وَلَىٰ سُنُكْبَرًا مُّتَكَبِّرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا

كَأَن فِي أذُنَيْهِ وَقَرًّا مِّنْهَا وَجُمِلَتْ أَلْتَشْبِيهِ

حَالَاتٍ مِّنْ ضَمِيرٍ وَلَىٰ أَوِ الثَّانِيَةِ بَيَانٌ لِلْأُولَىٰ

فَبَشِّرْهُ أَعْلَمُهُ بِعَذَابِ أَلِيمٍ ③ مَوْلِيْمِ ذِكْرُ

الْبَشَارَةِ تَهَكُّمٌ بِهِ وَهُوَ التَّضَرُّ بِنِ الْحَارِثِ كَأَن يَأْتِي الْحَيَوَةَ

بِنِ الْحَارِثِ كَأَن يَأْتِي الْحَيَوَةَ

يَتَجَرَّفُ فَيَشْتَرِي كُتُبَ اَخْبَارِ  
الْاَعَاجِمِ وَيَحْدِثُ بِهَا  
اَهْلَ مَكَّةَ وَيَقُولُ اِنَّا مُحَمَّدًا  
يُحَدِّثُكُمْ اَحَادِيثَ عَادٍ  
وَشَمُوذَ وَاَنَا اَحَدُ ثَلَاثِ اَحَادِيثِ  
فَارِسَ وَالرُّومِ فَيَسْتَمْلِحُونَ  
حَدِيثَهُ وَيَتَزَكُّونَ اِسْتِمَاعَ  
النُّعْرَاتِ .

## تشریح

خرید کر لاتا تھا۔  
اور مکہ والوں سے بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ  
محمدم تم سے عاد و ثمود کے قصے بیان کرتا ہے

اور میں تم کو فارس اور روم کے قصے سناتا ہوں۔  
سو اہل مکہ اس کی باتوں کو پسند کرتے تھے اور قرآن  
کاسنا پھوڑ دیتے تھے۔

⑤ دونوں جہان میں فلاح پانے والے | یہ لوگ قرآنی فکر کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہدایت یافتہ ایک مثالی  
انسان ہوتے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور اس راستے کو چھوڑنے والے فلاح  
سے محروم ہیں۔ قرآن میں فلاح کا تصور بڑا وسیع ہے۔ دونوں جہان کی فلاح و کامیابی۔ دنیا میں دل کاسکون و اطمینان  
۔ نہ کہ صرف مادی خوش حالی۔ اور آخرت میں اللہ کی رضا اور اس کی نعمتیں۔

⑥ حقیقت پسندی کے مقابلے میں کھیل تماشے | ایک طرف اللہ کے دین کی یہ حقیقت پسندانہ اور سنجیدہ دعوت ہے جو انسان  
کو دونوں جہان کی فوز و فلاح کا راستہ دکھاتی ہے۔ انسان کو صحیح معنی میں انسان بناتی ہے اس کے اندر اعلیٰ اخلاق اور بلند  
کردار پیدا کرتی ہے۔ اس حدیث حق کا مقابلہ کرنے کے لئے اور زندگی کے بنیادی اور سنجیدہ مسائل سے لوگوں کی  
توجہ ہٹانے کے لئے کچھ لوگ ایسا طرز عمل اختیار کرتے ہیں جس میں آدمی مشغول ہو کر ہر دوسری چیز سے غافل ہو جائے۔  
چلے وہ کچھ اور ثقافت کے نام پر رقص و سرود ہوں یا کھیل کود کے وہ مشغلے جس میں الجھ کر انسان بنیادی معاملات سے  
غافل ہو جاتا ہے۔ وہ لاعلمی کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ جو میں کر رہا ہوں وہ اچھا کر رہا ہوں۔ ان کو ثقافتی سرگرمیوں کا خوبصورت  
عنوان دیکر اللہ کے دین کی دعوت کو مذاق میں اڑا دیا جاتا ہے۔

روح المعانی میں لہو الحدیث کی تشریح حضرت حسن رضی سے یہ منقول ہے۔

كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللَّهِ وَذِكْرِهِ مِنَ السَّمْرِ وَالْاَهْوَاكِ  
وَالْمُحْرَاقَاتِ وَالْعِنَاءِ وَنَحْوِهَا

(یعنی لہو الحدیث ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے ہٹانے والی ہو مثلاً فضول تفریحی نسی مذاق کی باتیں و ایسا مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔)

ایسے لوگوں کے لئے سخت دلیل کرنے والا عذاب ہے کیونکہ ان کا جرم اسی کا تقاضا کرتا ہے۔

⑦ گھمنڈ کی وجہ سے اللہ کی آیتیں سننے سے انکار | یہ لوگ جنہوں نے اللہ کے دین کی دعوت کے مقابلے میں ان باتوں کو فروغ دیا ہے  
جن سے لوگ حدیث حق کو چھوڑ کر حدیث باطل کی طرف لگ جاتے ہیں ان کے تکبر اور گھمنڈ کا یہ حال ہے کہ جب اللہ  
کی آیتیں ان کو سنائی جاتی ہیں تو سنی اُن سنی کر کے اس طرح رُخ پھیر کر دیتے ہیں جیسے ان کے کان بہرے  
ہو گئے ہوں۔ جان بوجھ کر بہرہ بننے والوں کو ہماری طرف سے دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ چند روزہ  
دنیا کی زندگی گزار کر جب رب کے سامنے پیش ہوں گے تب انہیں احساس ہوگا کہ وہ اپنے طرد میں مبتلا  
ہو کر کیسی خطا کر چکے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝۸

ان	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	لَهُمْ	جَنَّاتُ	النَّعِيمِ
بیشک	جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	ان کے لئے	جنت کے باغات	نعمت کے باغات ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۹

خَالِدِينَ	فِيهَا	وَعَدَّ اللَّهُ	حَقًّا	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ
بیشک رہیں گے	اس میں	اللہ کا وعدہ	سچا	اور وہ	غالب	حکمت والا

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

۸ بے شبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے جنت میں نعمتیں ہیں۔

۹ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ نے ان سے سچا وعدہ کیا ہے اس میں خلاف نہ ہوگا۔

اور وہ غالب ہے کہ اس پر کوئی چیز غالب نہیں کہ وہ اس کو روکے۔ وعدہ ثواب اور عذاب کے پورا کرنے سے۔

حکمت والا ہے کہ ہر چیز کو اس کے موقع مناسب پر رکھتا ہے۔

۸ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝

۹ خَالِدِينَ فِيهَا إِذْ أَخْلَقُوا مِنْ نَفْسٍ

أَيُّ مَقَدَّرًا إِذَا دَخَلُوهَا وَعَدَّ

اللَّهُ حَقًّا أَيُّ وَعَدَّهُمُ اللَّهُ

ذَلِكَ وَحَقَّقَهُ حَقًّا وَهُوَ

الْعَزِيزُ الَّذِي لَا يَغْلِبُهُ شَيْءٌ

فَيَنْتَعَهُ عَنِ انْجَازِ وَعْدِهِ

وَوَعِيدِهِ الْحَكِيمُ ۝ الَّذِي

لَا يَضَعُ شَيْئًا إِلَّا فِي مَقَلِّهِ

### تشریح

۸ ایمان اور نیک عمل والوں کے لئے اللہ کی نعمتیں دوسری طرف وہ لوگ ہوں گے جو نہ صرف یہ کہ ایمان لائے بلکہ ایمان کے تقاضے کے مطابق نیک عمل بھی کئے ان کے لئے نعمت بھری جنتیں ہوں گی۔ ان جنتوں پر اور ان کی نعمتوں پر ان نیک بندوں کا حق ہوگا اور وہ ان سے پوری طرح لطف اندوز ہوں گے۔

۹ اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوگا اللہ کے وعدے جو ایمان لائے اور نیک کی راہ پر چلتے رہے ان کے لئے اللہ کی طرف سے نعمتوں سے بھر پور جنتیں ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ کوئی طاقت اس کو اپنا وعدہ پورا کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب اور زبردست اختیار والا ہے۔ اور نہ وہ بے موقع کسی سے وعدہ کرتا ہے کیونکہ وہ نہایت حکمت والا ہے اس کے یہاں کوئی غلط محسوس نہیں ہوگی کہ مستحق کو محروم رکھا جائے اور جو مستحق نہ ہوں ان پر نوازشیں کی جائیں۔ اب اس سے آگے توحید کی دعوت اور شرک کی تردید پر سلسلہ کلام شروع ہو رہا ہے۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ أَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ

خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	بِغَيْرِ عَمَدٍ	تَرَوْنَهَا	وَأَلْقَى	فِي الْأَرْضِ	رَوَاسِيَ	أَنْ
ساخت	آسمان (جمع)	بغیر ستون	تم انہیں دیکھتے ہو	اور اس نے ڈالے	زمین میں	پہاڑ (جمع)	کہ

اس نے ستون کے بغیر آسمانوں کو پیدا کیا، تم انہیں دیکھتے ہو اور اس نے ڈالے زمین میں پہاڑ کہ

تَمِيدًا بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

تَمِيدًا	بِكُمْ	وَبَثَّ	فِيهَا	مِنْ كُلِّ	دَابَّةٍ	وَأَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَاءِ	مَاءً
جگہ پر	آگے	اور بھلا	اس میں	ہر قسم	جانور	اور ہم نے اتارا	آسمان سے	پانی

تمہارے ساتھ جگہ نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور بھیلانے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی

فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ⑩ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي

فَأَنْبَتْنَا	فِيهَا	مِنْ كُلِّ	زَوْجٍ	كَرِيمٍ	هَذَا	خَلْقُ	اللَّهِ	فَأَرُونِي
پھر ہم نے اگائے	اس میں	ہر قسم	جوڑے	عمدہ	یہ	خلقت	(بنایا جو) اللہ کا	پس تم مجھے دکھاؤ

پھر ہم نے اگائے اس میں ہر قسم کے عمدہ جوڑے۔ یہ اللہ کا بنایا ہوا ہے، پس تم مجھے دکھاؤ

مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ⑪

مَاذَا	خَلَقَ	الَّذِينَ	مِنْ دُونِهِ	بَلِ	الظَّالِمُونَ	فِي	ضَلَالٍ	مُّبِينٍ
کیا	پیدا کیا	وہ جو	اس کے سوا	بلکہ	ظالم (جمع)	میں	گھلی گراہی	

کیا پیدا کیا انہوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ ظالم گھلی گراہی میں ہیں۔

⑩ اللہ نے آسمانوں کو پیدا کیا بدون ستونوں کے جو نظر آتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ آسمان میں ستون ہی نہیں ہیں جو نظر آویں۔ اگر ہوتے تو نظر آتے

اور اس نے زمین پر اونچے اونچے پہاڑ رکھے کہ اس میں حرکت نہ ہو اور اس کی حرکت سے تم کو حرکت نہ ہو۔

اور اس نے زمین میں ہر ایک قسم کے جانور بھیلانے اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا،

⑪ خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا أَيْ الْعَمَدُ جَسَدٌ عِمَادٌ وَهِيَ الْأَسْطُوانَةُ وَهُوَ صَادِقٌ بِأَنَّ لَأَعْمَادَ أَمْثَلًا وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ جِبَالًا مُرْتَفِعَةً أَنْ لَا تَمِيدَ تَمْتَرُ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا فِيهِ النِّقَاطَ عَنِ الْغَيْبَةِ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً



سوا سے جایا ہر ایک قسم کے درختوں کو۔

فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَجَرٍ  
كَرِيمٍ ۝ صِبْغٌ حَسَنٌ

۱۱ ۝ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ أَنَّى خَلَقْتُهُ فَأَرُونِي

أَخْبِرُونِي يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَاذَا خَلَقَ اللَّهُ مِنِّي

مِن دُونِهِ غَيْرَ ۚ أَلَيْسَ إِلَهُكُمْ حَتَّىٰ أَشْرَكْتُمُوهَا

بِهِ تَعَالَىٰ وَمَا اسْتَفْتَاهُمْ إِلَّا أَن كَارِهُنَّ ذَا

بِمَعْنَىٰ التَّذْيِ بِصَلْتِهِمْ خَبْرًا وَأَرُونِي

مُعَلِّقٌ عَنِ الْعَلَلِ وَمَا بَعْدَ كَأْسٍ مَّسَدًا

الْمَعْمُولِينَ بَلِ لَّا شَيْعَانَ لَظَلَمُونَ

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ بَيْنَ يَدَيْهِ أَلْبَاقُ

وَأَنْتُمْ مِنْهُمْ

۱۱) یہ اللہ کی مخلوق ہے۔ سوائے مکہ والو تم مجھ کو بتلاؤ کہ تمہارے معبودوں نے جن کو تم نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے کیا پیدا کیا جس کی وجہ سے تم نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرایا۔

بلکہ ظلم کرنے والے ظاہر گمراہی میں ہیں کہ شرک کرتے ہیں اور تم بھی انھیں میں ہو۔

### تشریح

۱۰) اللہ کی تخلیق، قدرت اور حکمت کے مناظر ذرا آسمانوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو، یہ آسمان اور عالمِ فلک میں بے شمار تارے اور سیارے اپنے اپنے مدار پر بغیر ستونوں کے اور بغیر ان سہاروں کے جو نظر آتے ہیں گردش کر رہے ہیں۔ اللہ کا بنایا ہوا قانون جذب و کشش بغیر کسی تار کے ان سب کو جوڑے ہوئے ہے کیا تمہیں اس میں اللہ کی خلاقیت اس کی قدرت اور حکمت نظر نہیں آتی؟

○ اب ذرا زمین پر نظر ڈالو اس نے زمین پر پہاڑوں کی مینیں گاڑیں تاکہ زمین ڈھلک نہ جائے اس کا بیلنس قائم رہے اور وہ اپنے مدار پر چمی ہوئی گردش کرتی رہے کیا تمہیں اس میں اللہ کی قدرت کا کوئی کرشمہ نظر آتا ہے۔

○ اب ذرا زمین میں پھیلے ہوئے قسم قسم کے جانوروں کو دیکھو، ہزار ہا قسم کے جانور ان کی پرورش ان کی نسل کی افزائش اور پھر ان کا اتنا ہی پیدا ہونا کہ وہ حد سے آگے نہ نکل جائیں کیا تمہیں اس میں پروردگار کی کوئی حکمت نظر آتی ہے؟

○ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے بارش ہوتی ہے اور اس سے زمین پر قسم قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگتی ہیں خوش منظر اور پر رونق درخت زمین کو حسن و جمال اور مخلوق کو غذا دیتے ہیں۔ کیا اس میں اللہ تم کی تخلیق کا کوئی کرشمہ تمہیں نظر آتا ہے؟

آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں کے بعد اب اور کس نشانی کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ ایک ایک چیز زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا خالق اور میرا رب اللہ ہے۔ صرف اللہ۔

۱۱) ذرا معبودانِ باطل کی کوئی تخلیق دکھاؤ! آسمان، زمین، بارش کا برسانا اور طرح طرح کی چیزیں جن کا ذکر اوپر کی آیت میں آیا کہ ان کا خالق اور رب اللہ ہے۔ معبودِ جہلی اللہ کی تخلیق اس کی قدرت اور حکمت کی نشانیاں ہیں۔ اب ذرا معبودانِ باطل

نے جو پیدا کیا اور بنایا وہ بھی دکھاؤ۔ وہ ہستیاں جن کو تم اپنی قسمتوں کا بنانے والا اور بگاڑنے والا سمجھتے ہو۔ اور جن کی بندگی بجالاتے ہو کہ ان کا کا نام بھی دکھاؤ کہ انھوں نے کیا چیز بنائی اگر ان کی کسی تخلیق کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی تو پھر ان کو مذکورہ

خدائی میں کسی طرح بھی شریک ماننے کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ کھلی گمراہی نہیں ہے؟ اگر ان ظالموں کو سوچنے بھننے سے کوئی سروکار نہیں ہے اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ اب آنگے حضرت لقمان کی وہ نصیحتیں نقل کی جا رہی ہیں جو انھوں نے اللہ کی طرف سے دانائی اور حکمت پا کر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ

وَلَقَدْ آتَيْنَا	لُقْمَانَ	الْحِكْمَةَ	أَنْ	اشْكُرْ	لِلَّهِ	وَمَنْ
اور اللہ ہم نے دی	لقمان	حکمت	کہ	شکر	اللہ	اور جو

اور اللہ ہم نے دی لقمان کو حکمت (اور فرمایا) کہ اللہ کا شکر کرو اور جو

يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ

يَشْكُرْ	فَإِنَّمَا	يَشْكُرُ	لِنَفْسِهِ	وَمَنْ	كَفَرَ	فَإِنَّ	اللَّهَ	غَنِيٌّ
شکر کرے	تو اسے	وہ شکر کرے	اپنے لئے	اور جس نے	ناشکری کی	تو بیشک	اللہ	بے نیاز

شکر کرتا ہے تو وہ صرف اپنے (ہی بھلے کے) لئے کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو بیشک اللہ بے نیاز

حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا

حَمِيدٌ	وَإِذْ	قَالَ	لُقْمَانُ	لِابْنِهِ	وَهُوَ	يَعِظُهُ	يَا	بُنَيَّ	لَا
ستورہ مہمقا	اور جب	کہا	لقمان نے	اپنے بیٹے کو	اور وہ	اصحیت کر رہا ہے	اے	بیٹے	نہ

ستورہ صفات ہے اور (یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہا تھا اے میرے بیٹے

تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾

تَشْرِكْ	بِاللَّهِ	إِنَّ	الشِّرْكَ	لَظُلْمٌ	عَظِيمٌ
تو شریک ٹھہرا	اللہ کے ساتھ	بیشک	شرک	البتہ ظلم	عظیم

تو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرا بے شک شرک ایک ظلم عظیم ہے۔

﴿١٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ الْخَيْرِ  
اور تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (اس کی حکمت کی  
بہت سی باتیں ہیں جو منقول ہیں۔ اور لوگوں میں معروف منجملہ  
حکمتوں کے ہے اس کا علم، اور دیانت اور ٹھیک بات  
جس میں غلطی نہ ہوتی تھی۔ لقمان فتویٰ دیتا تھا اور لوگوں کو  
مسائل بتلاتا تھا داؤد کے مبعوث ہونے سے پہلے اس  
نے داؤد کا زبانا پایا اور اس سے علم حاصل کیا۔ اور بعد داؤد  
کے مبعوث ہونے کے فتویٰ چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ میں کیوں سبکدوش  
ہوں جبکہ میں سبکدوش کیا گیا۔ اور اس سے کہا گیا کون زیادہ بڑا آدمی ہے  
اس جواب دیا کہ بزرگ ناس وہ ہے جس کو آدمی بڑی میں دیکھیں اور اس کو  
اس کی پرواہ نہ ہو۔ اور ہم نے لقمان سے کہا کہ اللہ کا شکر کر اس پر جو

﴿١٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ مِنْهَا  
الْعِلْمُ وَالذِّكْرُ وَالْإِصَابَةُ فِي  
الْقَوْلِ وَحِكْمَةٌ كَثِيرَةٌ مَا اشْتَوْسَكُ  
كَانَ يَعْنِي قَبْلَ بَعَثِ دَاوُدَ وَأَدْرَكَ  
زَمَنَهُ، وَأَخَذَ مِنْهُ الْعِلْمَ وَتَرَكَ  
الْفَتْيَا وَقَالَ فِي ذَلِكَ أَلَا أَكْتَفِي  
إِذَا كَفَيْتَ وَقِيلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ  
شَرُّ قَالَ الْكَذِبِيُّ لَا يَبَالِي أَنْ  
رَأَاهُ النَّاسُ مُسِيئًا أَنْ آفَ  
وَمَنَّا لَهُ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ عَلَى

مَا اَعْطَاكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَمَنْ  
يَشْكُرْ فَاثْمًا يَشْكُرْ لِنَفْسِهِ  
بِرَاتٍ ثَوَابٍ مُّكْرَبَةٍ لَهُ وَمَنْ  
كَفَرَ النِّعْمَةَ فَاِنَّ اِلٰهَ عَنِي  
عَنْ خَلْقِهِ حَمِيْدٌ ۝ عَمُوْدٌ  
فِي صُنْعِهِ

اس نے تجھ کو حکمت عطا کی۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے پس وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے کیونکہ اس کے شکر کا اسی کو ملے گا اور جو کوئی نعمت کی ناشکری کرتا ہے پس بے شکر اللہ اپنی مخلوق سے بے پرواہ ہے اس کے افعال لائق تعریف ہیں۔

۱۳ اور یاد کر جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے میرے پیارے فرزند اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا بیشک اللہ کے لئے شریک بنانا سخت ظلم ہے سو لقمان کے بیٹے نے نصیحت منکر کفر سے توبہ کی اور اسلام لایا۔

۱۳ وَ اذْکُرْ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ  
هُوَ یُعِظُهٗ یٰبُنَّی تَصٰغَبُ اِشْفٰقٍ  
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْکَ بِاللّٰهِ  
ظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ فَرَحِمَ رَیْبَہٗ وَاَسْلَمَ

تشریح

۱۴ حضرت لقمان کی نصیحت کہ اللہ کے شکر گزار بن کر رہو حضرت لقمان ایک فہیم وانا عقل مند، پاکباز اور متقی انسان کی حیثیت سے عرب میں معروف تھے۔ ان کے شخصی حالات زیادہ روشنی میں نہیں ہیں وہ نسل کے اعتبار سے حبشی تھے اور حضرت داؤدؑ کے عہد میں ہوئے تھے۔ انہوں نے عقل و حکمت کی وہ قیمتی باتیں بیان کی ہیں جو پیغمبروں کی تعلیم کے موافق تھیں۔ اللہ رب العزت نے ان کی باتوں کا حصہ اپنے کلام میں نقل فرما کر اس کی قدر و قیمت میں اضافہ فرما دیا۔ اب بتانا یہ ہے کہ شرک جس طرح انسانی فطرت کے خلاف ہے اللہ کی وحی اور انبیاء کی دعوت سے شرک کا غلط ہونا ثابت ہے اسی طرح دنیا کے عاقل و دانا لوگ بھی یہ معقول باتیں بتاتے چلے آئے ہیں۔

حضرت لقمان نے یہ حکیمانہ بات ارشاد فرمائی کہ انسان کو اپنے مالک حقیقی اللہ کا شکر گزار رہنا چاہیے۔ اللہ تم کے اپنے بندوں پر احسانات اتنے زیادہ ہیں کہ بندہ کبھی بھی اس کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اللہ تم شکر کے محتاج نہیں ہیں جو اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے وہ دراصل اپنے ہی لئے ہوتا ہے بھداری اور داناتی کا تقاضہ یہ ہے کہ ناشکری کو چھوڑے، احسان مندی اور اعتراف نعمت کا رویہ اختیار کرے نہ کہ کفران نعمت کا۔ اللہ تعالیٰ کسی کے شکر کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ان کو کسی کی تعریف کی ضرورت ہے وہ بے نیاز ہیں اور بندہ ہر آن ان کا محتاج ہے۔

۱۴ حضرت لقمان کی بیٹے کو نصیحت کہ بیشک شرک کبھی نہ کرنا حضرت لقمان کی وہ بات یاد کرو جب وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے کہ کبھی میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو سا بھی اور شریک مت کرنا۔ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ اس سے بڑا حق مارنا کیا ہوگا کہ ان ہستیوں کو خالق کے برابر میں لاکر کھڑا کر دیا جائے جن کا تخلیق میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کو رازق مانا جائے جن کا رزق پہنچانے میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ان کو منعم قرار دیا جائے جن کا نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی حصہ نہیں ہے اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہو سکتی ہے۔ ایک اولاد کے لئے ماں باپ کی محبت اور ان کا غلوں اور ان کی خیر خواہی کا جو تقاضہ ہے وہ حضرت لقمان کی زبان سے اپنی اولاد کے لئے ادا ہو رہا ہے۔ آدمی ہمیشہ اپنی اولاد کا بھلا چاہتا ہے حضرت لقمان بھی اپنے بیٹے کی بھلائی کے لئے اس کو اچھائی برائی سے آگاہ کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی بندگی کرنا سب سے بڑی زیادتی ہے اور دیکھو تم اس زیادتی سے بچتے رہنا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَ

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَ

اور ہم نے تاکید کر دی انسان اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسن سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری پہلے ہوئے ہیں اور ہم نے انسان کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے بارے میں (حسن سلوک کی) اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری پہلے ہوئے ہیں

فِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ﴿۱۳﴾

فِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ

ان کا دودھ پھڑانا دو سال میں کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا میری طرف لوٹ کر آنا

لکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا، کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا میری طرف (ہی) لوٹ کر آنا ہے

﴿۱۳﴾ اور ہم نے انسان کو یہ نصیحت کی ہے کہ اپنے ماں باپ کی فرماں برداری کرے اس کے ماں باپ نے اس کو پیٹ میں رکھا سو وہ ضعیف ہوئی کے مرتبہ۔ اول جب حمل کے ضعیف ہوئے پھر دروزہ میں اس کو ضعف اور تکلیف پہنچی پھر بوقت ولادت اس کو ضعف ہوا۔ اور دو برس کے بعد اس کا دودھ چھڑایا اور ہم نے آدمی کو کہا کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر میری ہی طرف تجھ کو آنا ہے۔

﴿۱۳﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ  
أَمْرًا إِتْقَانًا يَبْرَهُمَا  
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ فَتَوْهَنَتْ  
وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ أُنَى ضَعْفَتْ  
لِلْحَمْلِ وَضَعْفَتْ لِلتَّلْبِيحِ  
وَضَعْفَتْ لِلْوِلَادَةِ وَفِصَالِهِ  
فَطَامَهُ فِي عَامَيْنِ وَقُلْنَا  
لَهُ أَنْ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ  
إِلَى الْمَصِيرِ ○ أَي الْمَرْجِعِ

تشریح

﴿۱۳﴾ اللہ تعالیٰ کا ارشاد رکھو اپنے والدین کا اور خاص طور پر اپنی ماں کا حق پہنچا نو وہ اپنے والدین کا حق پہنچانے اور خاص طور پر ماں کا جس نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اُسے اپنے پیٹ میں رکھا پھر دو سال اس کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔ حمل کا پیٹ میں رہنا اور پھر دودھ چھوٹنا اس میں تقریباً تیس مہینے لگتے ہیں اس عرصے میں کسی کسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر ماں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے اپنا آرام اس پر قربان کرتی ہے اس لئے انسان پر لازم ہے کہ پہلے اپنے پروردگار کا حق پہنچانے پھر ماں باپ کا اور خصوصاً ماں کا۔

اللہ کا حق یہ ہے کہ اسی کی عبادت کرے، ماں باپ کا حق یہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ان کی خدمت اور اطاعت میں لگا رہے۔ ماں باپ کا کہنا ماننے، جہاں اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ کیونکہ اللہ کا حق سب سے مقدم ہے۔ اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرماں برداری نہیں ہے۔ ( لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَخْصِيَةِ الْمَلِكِ )

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

وَإِنْ	جَاهَدَاكَ	عَلَىٰ	أَنْ + تُشْرِكَ	بِي	مَا لَيْسَ	لَكَ	بِهِ
اور اگر	ادو تیرے ساتھ کوشش کریں	پرانی	کہ تو شریک ٹھہرائے	میرا	جس کا نہیں	تجھے	اس کا

اور اگر وہ دونوں تیرے ساتھ کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم (سند)

عِلْمٌ فَلَا تُطْعَمُهُمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَ

عِلْمٌ	فَلَا تُطْعَمُهُمَا	وَصَاحِبَهُمَا	فِي الدُّنْيَا	مَعْرُوفًا	وَ
کوئی علم	تو ان دونوں کا کھانا مان	اور ان کے ساتھ بسر کر	دنیا میں	اچھے طریقے سے	اور

نہیں، تو ان کا کھانا مان اور دنیا کے معاملات میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بسر کر اور

اتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ

اتَّبِعْ	سَبِيلَ	مَنْ	أَنَابَ	إِلَيَّ	ثُمَّ	إِلَيَّ	مَرْجِعُكُمْ	فَأُنَبِّئُكُمْ
اور میری پیروی کر	راستہ	جو	تو لوٹ کر	میرے پاس	پھر	میرے پاس	تو لوٹ کر آئے	سو میں تمہیں آگاہ کروں گا

اور اس کے راستے کی پیروی کر، جو رجوع کرے میری طرف، پھر تمہیں میری طرف ہی لوٹ کر آئے سو میں تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يُبَيِّنُ إِنَّمَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةِ

بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ	يُبَيِّنُ	إِنَّمَا	إِنْ	تَكُ	مِثْقَالَ	حَبَّةِ
جو کچھ	تم کرتے تھے۔	اے میرے بیٹے	بیشک	اگر	ہو	وزن (برابر) دانہ	

آگاہ کروں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اے میرے بیٹے! اگر (برائی) ایک رائی کے دانہ کے برابر (بھی) ہو، پھر وہ

مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي

مِنْ	خَرْدَلٍ	فَتَكُنْ	فِي	صَخْرَةٍ	أَوْ	فِي السَّمَوَاتِ	أَوْ	فِي
سے (کے)	رائی	پھر وہ ہو	میں	سخت پتھر	یا	آسمانوں میں	یا	میں

کسی سخت پتھر (چٹان) میں (پوشیدہ) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں

الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾

الْأَرْضِ	يَأْتِ	بِهَا	اللَّهُ	إِنَّ	اللَّهَ	لَطِيفٌ	خَبِيرٌ
زمین	آئے گا	اسے	اللہ	بیشک	اللہ	باریک	خبردار

(پوشیدہ) ہو اللہ اسے لے آئے گا (حاضر کر دے گا) بیشک اللہ باریک بین باخبر ہے۔

يُبْنَىٰ أَقِيمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

يُبْنَىٰ	أَقِيمِ	الصَّلَاةَ	وَأْمُرْ	بِالْمَعْرُوفِ	وَانْهَ	عَنِ	الْمُنْكَرِ
اے میرے بیٹے	قائم کر	نماز	اور حکم دے	اچھے کام	اور	رہ سے	بڑی بات

اے میرے بیٹے نماز قائم کر اور اچھے کاموں کا حکم دے اور بری باتوں سے روک

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝۱۵

وَاصْبِرْ	عَلَىٰ	مَا أَصَابَكَ	إِنَّ ذَٰلِكَ	مِنْ	عَزْمِ	الْأُمُورِ
اور صبر کر	پر	جو تجھ پر پہنچے	بیشک یہ	سے	بڑی ہمت کے کام	

اور تجھ پر جو (افراد) پہنچے اس پر صبر کر بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

۱۵ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ

تَشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ

بِهِ عِلْمٌ مِّثْلُ مَا وَقَعَ

فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي

الدُّنْيَا مَعْرُوفٌ فَإِذَا أُنِيَ بِالْمَعْرُوفِ

الْبَيْتِ وَالصَّلَاةِ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ

طَرِيقِ مَنْ أَنْتَ رَجَعُ إِلَىٰ

بِالطَّلَاعَةِ ثُمَّ إِلَىٰ مَنْ رَجَعُكُمْ

فَأَنْتُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

فَاجْازِيكُمْ عَلَيْهِ وَجِهَةٌ

التَّوْحِيدِ وَمَا بَعْدَهَا اِغْتَرَاهُنَّ

۱۶ يَا بَنِيَّ إِنِّي أَخَذْتُ مِنَ

السَّيِّئَةِ إِنَّكَ مَثْقَالُ

حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ

أَوْ فِي الْأَرْضِ مِنْ أَيْ فِي أَخْفَىٰ

مَكَانٍ مِنْ ذَٰلِكَ يَأْتِ

بِهَا اللَّهُ فِيمَا سَبَّ عَلَيْهَا

إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ بِاشْتِخَارِهَا

خَيْرٌ مِنْهَا ۝

۱۵ اور اگر تیرے ماں باپ تجھ پر یہ مشقت ڈالیں کہ تو بتوں

کو میرا شریک بناوے جس کی تجھ کو خبر نہیں تو اس امر میں ان

کا کہنا نہ مان۔

اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی کر اور صلہ رحمی اور سلوک

کر۔

اور پیروی کر اس کے طریق کی جو میری طرف رجوع کرے

اور میری فرماں برداری کرے۔

پھر میری طرف تم سب کو آنا ہے سو میں تم کو خبر کر دوں گا تمہارا

اعمال کی

پھر تم کو اس کے مطابق بدلہ دوں گا۔ یہ جملہ معترضہ تھا پھر نصیحت

نعمان کی شروع ہوئی

۱۶ اے میرے پیارے بیٹے بیشک اگر برائی رائی کے دانہ

ہو پھر وہ پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں یا اس سے

بھی زیادہ پوشیدہ تر جگہ میں ہو اللہ اس کو ظاہر کرے

گا اور اس کا حساب کرے گا

بیشک اللہ باریک بین ہے چھوٹی سی چیز بھی اس سے

پوشیدہ نہیں جانتا ہے اس کی جگہ کو۔

۱۴) يَا بَنِي آدِمِ اصْبِرُوا لِمَا نَزَّلْنَا بِكُم مِّنَ الْأَمْرِ وَالْمَعْرُوفِ وَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرُوا عَلَىٰ مَا آصَابَكُم بِسَبَبِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ إِنَّ ذَٰلِكَ أَلْمَذُورُ  
مِنَ عَزْمِ الْأُمُورِ ○ أَي مَعْرُوفَاتِهَا  
 الشَّيْءُ يُعْزَمُ عَلَيْهَا لِوُجُودِهَا

۱۴) اے میرے پیارے فرزند نماز کو پوری طرح ادا کرو اور بھلی بات کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو اور جو کچھ تم کو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ جو کچھ مذکور ہوا۔ ضروری باتوں میں سے ہے جن کا لازم پکڑنا ضروری ہے

## تشریح

۱۵) الشِّرْكُ کا ارشاد کہ شرک میں والدین کی بات نہ مانی جائے۔ حضرت لقمان نے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے شرک سے باز رہنے کی نصیحت کی تھی۔ انھوں نے ماں باپ کا حق بیان نہیں کیا تھا کہ سزا اپنی غرض نہ معلوم ہو۔ اللہ تعالیٰ درمیان میں ماں باپ کا حق بتایا اور ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ اگر ماں باپ اللہ کے ساتھ کسی ہستی کو شریک کرنے کے لئے کہیں اور تو نہیں جانتا کہ وہ ہستی کون ہے تو شک و شبہ میں بھی والدین کی یہ بات بھی مت ماننا۔ البتہ دنیا میں دستور کے مطابق ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا۔

ان لوگوں کے راستے پر چلنا جو میرے دین پر چل رہے ہیں۔ اللہ کے پیغمبر اور مخلص بندوں کا راستہ اختیار کرنا نہیں اور تمہارے ماں باپ کو لوٹ کر میرے پاس ہی آنا ہے اور وہاں پہنچ کر کیا ماں باپ کیا اولاد سب کو حقیقت کا پتہ لگ جائیگا۔

۱۶) حضرت لقمان کی دوسری نصیحت کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ بیشا کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور پہاڑ کی کسی چٹان میں یا آسمان دوزمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو تو اللہ اس کو نکال لائے گا۔ چٹان میں ایک چھوٹا سا دانہ تمہاری نگاہوں سے چھپ سکتا ہے مگر اللہ کی نگاہ سے نہیں چھپ سکتا۔ زمین و آسمان میں کوئی ذرہ تم سے دور ہو سکتا ہے مگر وہ اللہ کے بالکل قریب ہے۔ زمین کی تہ میں پڑی ہوئی کوئی چیز تمہارے لئے اندھیرے میں ہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ روشن ہے تم کہیں بھی کسی حال میں بھی کوئی کام کر دو گے وہ اللہ سے چھپ نہیں سکتا۔ حساب کے وقت تمہارے اعمال کا پورا ریکارڈ سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انتہائی باریک بین اور بہت باخبر ہیں۔

تم کوئی کام لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کر سکتے ہو مگر اللہ سے چھپ کر نہیں کر سکتے۔

دل پر اللہ کی یہ پیرے داری انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانے کا سب سے زیادہ با اثر طریقہ ہے۔ ہر لمحہ یہ احساس کہ ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہے وہ ہماری ہر بات سے باخبر ہے اور ہمیں اس کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔

۱۷) حضرت لقمان کی بیٹے کو تیسری نصیحت کہ اللہ کی بندگی کرو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ اللہ کے شکر گزار رہنے اور اللہ سے شکر کے ساتھ اللہ پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کی جائے۔ اللہ کی عبادت میں بڑی اہم عبادت نماز ہے لہذا بیٹا نماز قائم کرنا۔ خود بھی نیکی پر چلنا اور دوسروں کو بھی نیکی پر چلانے کی کوشش کرنا۔ اور برائیوں سے روکنا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حوصلہ مند لوگوں کا کام ہے۔ اس راہ میں جو تکلیفیں پیش آئیں ان کو برداشت کرنا۔ ان کاموں کے لئے بڑی تاکید کی گئی ہے اور یہ کام کم ہمت لوگوں کا نہیں ہے اس کے لئے بڑے دل گڑے کی ضرورت ہے۔ ممالعتوں سے گھر اگر ہمت ہار دینا ہمسادروں کا کام نہیں ہے۔ اس لئے مخلوق کی اصلاح کے سلسلے میں جو بھی رکاوٹیں پیش آئیں ان کو ہمت کے ساتھ برداشت کرنا۔

## وَلَا تَصْغُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ

وَلَا تَصْغُرْ	خَدَّكَ	لِلنَّاسِ	وَلَا تَمْشِ	فِي	الْأَرْضِ
اور تو ٹیڑھا نہ کر	اپنا رخسار	لوگوں سے	اور نہ چل	میں	زمین
اور تو لوگوں سے (بات کرتے ہوئے) اپنا رخسار ٹیڑھا نہ کر، اور زمین میں اترانا ہو ا نہ چل					

## مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾

مَرَحًا	إِنَّ اللَّهَ	لَا يُحِبُّ	كُلَّ	مُخْتَالٍ	فَخُورٍ
اِترانا	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	ہر کسی	اِترانے والے	خود پسند
بیشک اللہ پسند نہیں کرتا کسی اترانے والے خود پسند کو					

﴿١٨﴾ اور نہ موڑ اپنے چہرے کو لوگوں سے عجب کی راہ سے اور زمین میں اتر کر نہ چل

بیشک اللہ کسی عجب کی چال والے کو محبوب نہیں رکھتا جو لوگوں پر فخر کرے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھے۔

﴿١٨﴾ وَلَا تَصْغُرْ وَفِي قِرَاءَةِ تَصَاغُرُ خَدَّكَ لِلنَّاسِ لَا تَمَلْ وَجْهَكَ عَنْهُمْ فَكَبْرًا وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا أَيْ خَيْلَاءً إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ مُبْتَغِي فِي مَشِيئِهِ فَخُورٍ ○ عَلَى النَّاسِ

### تشریح

﴿١٨﴾ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو چوتھی نصیحت | حضرت لقمان نے عقائد کے ساتھ اپنے بیٹے کو حُسنِ اخلاق کی بھی تعلیم دی اور فرمایا کہ لوگوں اچھے اخلاق اختیار کرو و غرور مت کرو کے ساتھ منہ پھلا کر بات مت کیا کرو یعنی تمہاری گفتگو میں عاجزی و شائستگی اور شیرینی ہونی چاہیے۔ اور فرمایا کہ زمین پر اکر کر مت چلو۔ اللہ تعالیٰ خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتے۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، چال میں اکر کا ہونا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ چلنے میں مسانہ روی بات میں متانت آواز نہ اونچی ہو اور نہ ایسی کہ سنائی نہ دے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم کی رفتار ایسی تھی جیسے کوئی بلندی سے نیچے اتر رہا ہو۔ آپ جب گفتگو فرماتے تو نہ آواز اتنی بلند ہوتی کہ سننے والے کو گراں گزرے اور نہ اتنی ہلکی کہ سنائی نہ دے۔ ایک ایک لفظ واضح اور صاف ہوتا تھا آیت میں "مختال" اور "فخور" دو لفظ آئے ہیں۔ مختال کا مطلب ہے کہ وہ شخص جو اپنی دانست میں اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتا ہو۔ اور فخور کا مطلب ہے جو اپنی بڑائی دوسروں پر ظاہر کرے۔ چال میں اکر اور اتر اہٹ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب آدمی کے دماغ میں تکبر ہوتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس کو بڑا سمجھیں۔ یہ دونوں ہی باتیں اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔ اس لئے حضرت لقمان نے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹے تمہارے اخلاق اچھے ہونے چاہئیں لوگوں سے منہ پھیر کر بات مت کرو۔ تمہاری چال میں تکبر اور بڑائی معمول نہ ہو اس کے بجائے تواضع اور عاجزی کا اظہار ہو۔

حدیث میں ہے کہ - مَنْ تَوَاضَعْنَا لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ

(جو اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اونچا اٹھاتے ہیں۔)

یعنی لوگوں کی نظروں میں اسکی عزت بڑھ جاتی ہے۔



وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۝

وَاقْصِدْ	فِي	مَشْيِكَ	وَاعْضُضْ	مِنْ	صَوْتِكَ
اور میانہ روی کر	میں	اپنی رفتار	اور پست کر	اپنی آواز کو	

اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو پست رکھ۔

إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝

إِنَّ	أَنْكَرَ	الْأَصْوَاتِ	لَصَوْتُ	الْحَمِيرِ
بیشک	سب ناپسندیدہ	آوازیں	آواز	گدھا

بیشک آوازوں میں سب ناپسندیدہ آواز گدھے کی ہے۔

۱۹ اور نیچے کی چال اختیار کرنے بہت آہستہ کیڑے کی چال چل اور نہ دوڑ اور لازم پکڑا آہستگی اور بردباری کو

اور اپنی آواز کو پست کر بیشک سب زیادہ بڑی آواز گدھے کی ہے کہ اول بہت سخت ہوتی ہے اور آخر میں وہ شدت نہیں رہتی۔ پھر ہر حال میں مگر وہ معلوم ہوتی ہے۔ جیسے دوزخیوں کا چلانا اور آواز کرنا۔

۱۹ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ تَوَسَّطْ  
فِيهِ بَيْنَ الذَّمِّ وَالْمَدْحِ  
الْأَسْوَجُ وَعَلَيْكَ السَّكِينَةُ  
وَالسُّوَارُ وَالْأَعْيُنُ  
مِنْ صَوْتِكَ ۝ إِنَّ  
أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ أَقْبَحُهَا  
لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ أَوْلَى  
زَيْدٌ وَأَخْرَجَ شَيْبَانُ

### تشریح

۱۹ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو پانچویں نصیحت | حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اولاد پر شفقت اور باپ کی مرمت کی وجہ رفتار اور بول چال میں میانہ روی اختیار کرو سے پانچویں نصیحت یہ کہ بیٹے تو واضح، متانت اور میانہ روی کی چال اختیار کرو۔ تمہارا چلنا ایک سیدھے سادے معقول اور شریف آدمی جیسا ہو۔ نہ تو اس میں اینٹھ اور اکڑ پن ہو، نہ مرل پن۔ اور نہ ریاکارانہ زہد و انکسار۔ دوسری بات گفتگو کے متعلق فرمائی کہ بے ضرورت مت بولو اور بولتے وقت حد سے زیادہ مت چلاؤ۔ اگر اونچی آواز سے بولنا کوئی کمال ہوتا تو ذرا خیال کرو گدھے کی آواز کتنی زور کی نکلتی ہے مگر وہ بڑی کریمہ اور کرخت ہوتی ہے۔ بے ڈھنگی اور بے شری آواز گلا پھاڑ کر چلانا گدھے کی سی آواز میں بولنا ہے۔

حضرت لقمان کا نام صحابہ کرام میں تکمیل ہوا۔ پھر آگے حق تم کی عظمت و جلال اور اس کے احسانات اور بندوں پر اس کے انعامات کو یاد دلا کر توحید کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ

أَلَمْ تَرَوْا	أَنَّ اللَّهَ	سَخَّرَ	لَكُمْ	مَّا	فِي السَّمَوَاتِ
کیا تم نے نہیں دیکھا	کہ اللہ	سخر کیا	تمہارے لئے	جو کچھ	آسمانوں میں

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے سخر کیا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَ

وَمَا	فِي الْأَرْضِ	وَأَسْبَغَ	عَلَيْكُمْ	نِعْمَهُ	ظَاهِرَةً وَ
اور جو کچھ	زمین میں	اور بھر پور دیں	تم پر (تمہیں)	اپنی نعمتیں	ظاہر اور

اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمہیں اپنی ظاہر اور پوشیدہ نعمتیں بھر پور دیں۔ اور

بَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ

بَاطِنَةً	وَمِنَ النَّاسِ	مَن	يُجَادِلُ	فِي اللَّهِ
پوشیدہ	اور بعض	لوگ	جو جھگڑتا ہے	اللہ (کے بارے) میں

لوگوں میں بعض (اپسے لہما) جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾

بِغَيْرِ	عِلْمٍ	وَلَا هُدًى	وَلَا	كِتَابٍ	مُنِيرٍ
بغیر	علم	اور بغیر ہدایت	اور بغیر	کتاب	روشن

بغیر علم، بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ

وَإِذَا	قِيلَ	لَهُمُ	اتَّبِعُوا	مَا أَنْزَلَ	اللَّهُ	قَالُوا	بَلْ
اور جب	کہا جائے	ان سے	تم پیروی کرو	جو نازل کیا	اللہ	وہ کہتے ہیں	بلکہ

اور جب ان سے کہا جائے جو اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں بلکہ

نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ

نَتَّبِعُ	مَا وَجَدْنَا	عَلَيْهِ	آبَاءَنَا	أَوْ لَوْ كَانَ
ہم پیروی کریں گے	جو ہم نے پایا	اس پر	اپنے باپ دادا	کیا اگر ہو

ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا (اس صورت میں بھی کہ)

## الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿۲۱﴾

الشَّيْطَانُ	يَدْعُوهُمْ	إِلَىٰ	عَذَابِ	السَّعِيرِ
شیطان	انکو بلاتا	طرف	عذاب	دوزخ

اگر شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو

﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي

اَلْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظٰهِرَةً وَّ بَاطِنَةً اَلَا  
کیا اے مخاطبین تم نہیں جانتے کہ اللہ نے تمہارے تابع کیا ان چیزوں  
کو جو آسمانوں میں ہیں جیسے سورج اور چاند اور ستارے تاکہ  
تم کو ان سے نفع حاصل ہو اور تابع کیا تمہارے ان  
چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔ یعنی ان کو تمہارے کام کے لئے  
بنایا جیسے پھل اور نہریں اور چہار پائے۔ اور پوری کی تم پر  
اپنی نعمت ظاہری اور باطنی۔ ظاہری نعمت یہ ہے صورت  
کا اچھا ہونا، اعضا کا مناسب و موزوں ہونا اور باطنی نعمت  
معرفت حق تعالیٰ کی اور اس کے سوا دیگر کمالات باطنی۔  
اور کفار مکہ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بدون  
اس کے کہ ان کے پاس کوئی علم اور پیغمبر کی ہدایت اور  
کتاب روشن ہو۔ جو اللہ نے اتاری ہو بلکہ جھگڑا  
ان کا محض تقلید کی راہ سے ہے

﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَوْا تَعْلَمُونَ بَا

مُعَاظِمِينَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ  
لَكُمْ مَافِي السَّمٰوٰتِ مِنْ  
الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالتَّجْوِيْمِ  
يَسْتَفْعُوْنَ بِهَا وَمَافِي الْاَرْضِ  
مِنْ الثَّمَرٰتِ وَالْاَنْهٰرِ وَالْاَنْبٰتِ  
وَاَسْبَغَ اَوْسَعَ وَاَنْتُمْ عَلَيَّكُمْ  
نِعْمَةً ظٰهِرَةً وَّهِيَ حُسْنُ  
الضُّوْرِۃِ وَتَسْوِيَةِ الْاَعْصٰۤى  
وَعِيْرَ ذٰلِكَ وَّ بَاطِنَةً هِيَ  
التَّعْرِفَةُ وَعِيْرُهَا وَمِنْ  
النَّبَاۤىِٕسِ اَيْ اَهْلِ مَكَّةَ  
مَنْ يَتَجَادَلُ فِي الدِّيْنِ  
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَاهُدٰى  
مِنْ رَسُوْلٍ وَّ لَا كِتٰبٍ  
مِّنْ بَيْنِهِمْ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ بِنِ  
بِالتَّقْلِيْدِ

﴿۲۱﴾ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس کی جو

اللہ نے اتارا وہ کہتے ہیں بلکہ ہم پیروی کریں گے اس  
چیز کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا وہ پیغمبر اس کی پیروی کریں گے  
اگر یہ شیطان ان کو ایسے امور کی طرف بلا دے جو باعث  
عذاب دوزخ کا ہو۔

﴿۲۱﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اتَّبِعُوْا مَا

اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاَلْوَابِلُ يَتَّبِعُوْهُ  
مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اَبَاۤءَنَا  
قَالَ تَعَالٰى اَتَتَّبِعُوْنَہٗ وَاَلَوْ كَانَ  
الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى  
عَذَابِ السَّعِيْرِ اَيْ مُّوْجِبَاتِهٖ

(۲۰) زمین و آسمان کی کل مخلوق انسان کی خادم | اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی کل مخلوق انسان کے کام میں لگا دی ہے کہ وہ اس مگر خالق کے بارے میں بے علمی کی باتیں کی خدمت کر رہی ہے پھر انسان اپنے مالک و خالق کے کام میں کیوں نہیں لگتا اللہ نے کچھ چیزیں انسان کے تابع کر دی ہیں کہ وہ جس طرح چاہے انہیں استعمال کرے مثلاً ہوا پانی مٹی آگ زمین سے اگنے والی چیزیں، معدنیات، مویشی اور جانور ایسی بے شمار چیزیں ہیں کہ ہم ان سے کام لیتے ہیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے فائدہ کے لئے کام کرتی ہیں جیسے چاند سورج کہ ہمارے فائدے کے لئے خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کھسلی اور چھپی نعمتیں انسان کے اوپر تمام کر دی ہیں۔ کھلی نعمتیں تو وہ ہیں جو کسی نہ کسی طرح محسوس ہوتی ہیں اور انسان کے علم میں ہیں اور بے تکلف مجھ میں آجاتی ہیں۔ چھپی ہوئی نعمتیں بے حد و حساب وہ ہیں جو انسان کے جسم میں اور اس کے باہر کی دنیا میں انسان کے فائدے کے لئے کام کر رہی ہیں مگر انسان کو اس کا پتہ تک نہیں ہے انسان کی حفاظت کے لئے اس کے لئے سامانِ رزق پہنچانے کے لئے انسان کی نشوونما کے لئے بے شمار نعمتیں ہیں جن کا انسان کو ابھی تک پتہ نہیں ہے وہ غور و فکر سے سمجھ میں آتی ہیں۔ ان میں اللہ کی وہ باطنی اور روحانی نعمتیں بھی ہیں جن میں اپنے پیغمبر مبعوث کرنا، اپنی کتاب نازل کرنا اور انسان کو اچھائی کی توفیق دینا یہ وہ باطنی نعمتیں ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہیں۔

اللہ کے ان تمام احسانات اور نعمتوں کے باوجود پھر بھی انسانوں میں کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور بحثیں کرتے ہیں کہ وہ ہے یا نہیں، وہ اکیلا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی شریک ہیں اس کی کیا صفات ہیں۔ ان کی یہ بحثیں بے علمی کی وجہ سے ہیں نہ ان کے پاس وہ علم ہے کہ وہ عقل اور سمجھ سے کام لے کر اللہ کی معرفت حاصل کر لیں اور نہ وجدانی بصیرت ہے اور نہ ان کے پاس کوئی روشن کتاب ہے یعنی نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی دلیل۔ اور بلاوجہ کی بحثیں کے جا رہے ہیں۔ حالانکہ غور کیا جائے تو اللہ کی معرفت کے لئے اللہ کے احسانات اور اس کے انعامات ہی کافی ہیں۔

(۲۱) اللہ کی کتاب کی پیروی یا باپ دادا کی اندھی تقلید | ایسے بھٹکے ہوئے لوگوں کو جب دعوت دی جاتی ہے کہ اس کتاب کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی ہے تو اللہ کی نازل کردہ ہدایت پر چلنے کے بجائے ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کر چکے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہر قوم کے باپ دادا حق پر ہوں یہ ضروری ہے؟ ہو سکتا ہے کہ ایک غلط بات چل پڑی ہو اور لوگ دیکھا دیکھی دیا ہی کرنے لگے ہوں۔ تحقیق یہ کرنی چاہیے کہ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ راستہ صحیح ہے یا نہیں اور تحقیق کے بعد ہی اس راستے کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ صرف باپ دادا کی اندھی تقلید ہو سکتا ہے کہ شیطان ان کو بھٹکا رہا ہو اور بھٹکا کر ان کو عذاب میں مبتلا کر رہا ہو۔

اس لئے حق و صداقت کو جانچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک فہم و بصیرت دی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے پیغمبروں کو بھیجا ہے، اپنی کتابیں نازل کی ہیں۔ ان کی روشنی میں انسان اپنی زندگی کے سفر کی راہ متعین کرے۔

یعنی ہر رسم اور طریقہ جو چلا آ رہا ہو برا نہیں ہوتا۔ مگر ہر رسم صحیح ہو یہ ضروری نہیں ہے اسی لئے انسان کو فہم و بصیرت اور اللہ کی ہدایت کو سامنے رکھنا چاہیے۔

وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ

وَمَنْ	يُسَلِّمُ	وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ	وَهُوَ مُحْسِنٌ	فَقَدِ
اور جو	بھکادے	اپنا چہرہ اللہ کی طرف	اور وہ نیکو کار	تو بیشک
اور جو بھکادے اپنا چہرہ (پر تسلیم کر دے) اللہ کی طرف اور وہ نیکو کار ہو تو بیشک				

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَتَا

اسْتَمْسَكَ	بِالْعُرْوَةِ	الْوُثْقَىٰ	وَإِلَى اللَّهِ	عَاقِبَتَا
اس نے تھاما	علقہ	مضبوط	اور اللہ کی طرف	انہا
اس نے مضبوط علقہ (دست آویز) تھام لیا اور اللہ کی طرف (ہی) تمام کاموں				

الْأُمُورِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزَنُكَ كُفْرًا

الْأُمُورِ	وَمَنْ	كَفَرَ	فَلَا يَحْزَنُكَ	كُفْرًا
تمام کام (جمع)	اور جو	کفر کرے	تو آپ کو غمگین نہ کر دے	اس کا کفر
کی انتہا ہے اور جو کفر کرے تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کر دے۔ انہیں				

إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ

إِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ	فَنُنَبِّئُهُمْ	بِمَا عَمِلُوا	إِنَّ اللَّهَ	عَلِيمٌ
ہماری طرف	ان کا لوٹنا	پھر ہم انہیں مزور بتلائیں گے	وہ جو کرتے تھے	بیشک اللہ	جاننے والا
ہماری طرف (ہی) لوٹنا ہے، پھر ہم انہیں مزور بتلائیں گے وہ جو وہ کرتے تھے بیشک اللہ دلوں کے بھید					

بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ نَمِتْعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ غَلِيظٍ ۝

بِذَاتِ الصُّدُورِ	نَمِتْعُهُمْ	قَلِيلًا	ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ	إِلَىٰ عَذَابِ	غَلِيظٍ
دلوں کے بھید	ہم انہیں فائدہ دینگے	تھوڑا	پھر ہم انہیں کھینچ لائیں گے	طرف عذاب	سخت
جاننے والا ہے۔ ہم انہیں تھوڑا (چند روزہ) فائدہ دیں گے پھر ہم انہیں کھینچ لائیں گے سخت عذاب کی طرف					

۲۲) اور جو شخص اپنے چہرے کو اللہ کی طرف متوجہ کرے یعنی اس کی بندگی کی طرف رجوع کرے اور وہ مومن ہو تو اس نے مضبوط جانب کو پکڑا کر جس کے ٹوٹنے کا خوف

۲۲) وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ أَيْنَ يُقْبَلُ عَلَىٰ طَاعَتِهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَتَا

نہیں ہے۔ اور اللہ کی طرف سب کام رجوع ہوتے ہیں۔

الَّذِي لَا يَخْفَاُ انْقِطَاعَهُ وَإِلَى  
اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ○  
مَرْجِعُهَا

۲۲) اور جو شخص کافر ہو تو اسے محمد تو ان کے کفر کی دہ سے غم گین نہ ہو۔ ہماری طرف ان کو آنا ہے سو ہم ان کو خبر کر دیں گے جو کچھ انہوں نے کیا بیشک اللہ جانتا ہے دل کی باتوں کو۔ جیسے اور چیزوں کو جانتا ہے۔ پھر ان کو بدلہ دینے والا ہے۔

۲۲) وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ بَايِعْتَهُ  
كُفْرًا وَلَا تَتَّبِعْهُ بِكُفْرِهِ إِنَّمَا مَرْجِعُهُمْ  
فَتُبِّئَهُمْ بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ  
بِذَاتِ الصُّدُورِ ○ أَمَّا بِمَا فِيهَا  
كَغَيْرِهِ فَبِعَذَابِنَا

۲۳) ہم ان کو دنیا میں تھوڑی مدت فائدہ دیتے ہیں یعنی بقدر ان کی حیات کے پھر آخرت میں ان کو ڈالیں گے سخت عذاب یعنی دوزخ میں کہ وہ اس سے کہیں بھاگ نہ سکیں گے۔

۲۳) نَمَتْنَاهُمْ فِي الدُّنْيَا قَلِيلًا آيَاتِ  
حَيَاتِهِمْ ثُمَّ لَتَضَطَّرَّهُمُ فِي الْآخِرَةِ  
إِلَىٰ عَذَابٍ عَلِيمٍ ○ وَهُوَ  
عَذَابُ النَّارِ لَا يَجِدُونَ  
عَنْهَا مَخْرَجًا

### تشریح

۲۲) اللہ کی ہدایت کا راستہ رب سے مضبوط اور بے خطر راستہ ہے۔ بجائے اس کے کہ انسان آنکھیں بند کر کے حق و ناحق کی تمیز کے بغیر پڑانے وقتوں کے چلے ہوئے راستے پر چلتا رہے۔ انسان کے لئے سب سے محفوظ اور بے خطر راستہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی ہدایت قبول کر کے پورے طور پر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دے اور اپنے سارے معاملات اللہ کی ہدایت کی روشنی میں چلائے۔ یہ بات زبان کی حد تک نہ ہو بلکہ عملاً پورے اخلاص کے ساتھ وہ اللہ کا بندہ بن جائے تو یہ سمجھ لو کہ اس نے اپنے آپ کو ہر خطرہ سے محفوظ کر لیا اور ایسا بھروسے کے قابل سہارا اس کو مل گیا کہ اب اسے غلط رہنمائی کا کوئی اندیشہ اور خطرہ نہیں رہا۔

ہر طرف سے کٹ کر اسے اللہ کی ہدایت کے مضبوط سہارے کو کیوں تھامنا چاہیے اس لئے کہ سارے معاملات کا آخری فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پس جو اس کی رسی کو پکڑے رہے گا وہ بے خوف و خطر منزل تک پہنچ جائے گا۔ بیشک انسان عقل و فہم سے کام لے لیکن عقل و فہم کو ہدایت الہی کے تابع بنا دے۔

۲۳) اے نبی جو آپ کی بات نہیں مانتا وہ آپ کا بندوں کی ہدایت و رہنمائی کا یہ راستہ جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں کو بتایا ہے کچھ نہیں بگاڑتا اپنا ہی بگاڑ رہا ہے۔ اور اس کے لئے سب کے اخیر میں حضرت محمد رسول اللہ کو مبعوث فرمایا ہے جن پر دین ہر طرح سے مکمل ہو گیا اور کوئی گوشہ اس کا باقی نہیں رہا۔ اب اگر کوئی آپ کی بات نہیں مانتا اس کا یہ انکار اے نبی آپ کو غم میں مبتلا نہ کرے آپ اس کے انکار پر رنجیدہ نہ ہوں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اپنا ہی بگاڑ رہا ہے۔ آخر تمام انسانوں کو پلٹ کر ہماری ہی طرف آنا ہے اس وقت سب کیا دھرا سائے آجائیں گے۔ وہ اپنے کسما جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے۔

۲۴) دنیا کے نئے تھوڑے دن کے ہیں اگر اللہ کی ہدایت سے منہ موڑنے والے یہ بھڑھے ہیں کہ ہم دنیا میں خوب مزے کر رہے ہیں تو ہم تھوڑی مدت انہیں دنیا میں مزے کرنے کا موقع دے رہے ہیں۔ یہ عیش اور بے فکری چند دن کی ہے مہلت ختم ہونے پر سخت عذاب کے نیچے کھینچے چلے آئیں گے ان کی کیا مجال ہے کہ اللہ کے عذاب سے چھوٹ کر نکل جائیں۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

وَلَئِنْ	سَأَلْتَهُمْ	مَنْ خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ
اور اگر	تم ان سے پوچھو	کس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ ؟

لَيَقُولَنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۵﴾

لَيَقُولَنَّ	اللَّهُ	قُلِ	الْحَمْدُ	لِلَّهِ	بَلْ	أَكْثَرُهُمْ	لَا	يَعْلَمُونَ
تو وہ یقیناً کہیں گے	اللہ	کہ	الحمد	تو	بلکہ	ان کے اکثر	نہیں	جانتے

تو وہ یقیناً کہیں گے "اللہ نے" آپ فرمادیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

﴿۲۵﴾ اور بیشک اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے بنایا ہے آسمانوں کو اور زمین کو تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

اسے محرم کہہ کر تمام تعریفیں اللہ کو ہیں کہ ان پر دلیل توحید کی ظاہر ہوئی۔ اور وہ انکار توحید میں مغلوب ہوئے بلکہ اکثر ان میں سے نہیں جانتے کہ اقرار توحید ان کو لازم ہے۔

﴿۲۵﴾ وَلَئِنْ لَأَمْسَمْتَهُمْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولَنَّ اللَّهُ حُذِفَ مِنْهُ شَوْنُ الرَّفْعِ لِتَوَالِي الْأَمْثَالِ ذَوَا الْقَمِيمِ لِإِلْتِقَاءِ الشَّاكِئِينَ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ظُهُورِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ بِالشُّكْرِ جِدَّ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○ وَجُوبَةُ عَلَيْهِمْ

تشریح

﴿۲۵﴾ جب خالق اللہ ہے تو معبود دوسرا کیسے ہو سکتا ہے | انسانوں میں سے کسی انسان سے بھی آپ یہ سوال کر کے دیکھیں کہ بتاؤ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ خالق کائنات کون ہے کیا اس کائنات کی تخلیق میں اللہ کے سوا کسی اور کا حصہ ہے؟ تو ہر شخص یہی کہے گا کہ نہیں خالق تو وہی ہے۔ آپ کہیں، اللہ کا شکر ہے اتنی بات کا اعتراف تو سبھی کو ہے۔ کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا اللہ کے سوا کسی کا کام نہیں۔ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور انتہائی مضبوطی اور حکمت کے ساتھ اس کائنات کے نظام کو چلانا بغیر قدرت، بغیر علم و حکمت کے ممکن ہے؟۔ جب ہم اس کو خالق تسلیم کریں گے تو لازماً اس کے لئے قدرت، علم، اختیار تمام صفات مانتی پڑیں گی کیونکہ ان صفات کے بغیر نہ زمین و آسمان اور کائنات کا پیدا کرنا ممکن ہے اور نہ ان کے نظام کو چلانا۔ اللہ کو خالق ماننے کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ وہی الہ اور رب ہے وہی عبادت اطاعت اور بندگی کا تہا مستحق ہے۔ حمد و ثنا کے لائق صرف وہی ہے، وہی حاجت روائے اسی سے مانگنا چاہیے۔ وہی حاکم ہے اور وہی اپنے بندوں کے لئے زندگی کا قانون دینے والا ہے۔ سر نیز اسی کے آگے جھکتا چاہیے۔ اسی کو حاکم ذی اختیار مقتدر اعلیٰ اور مطاع مطلق تسلیم کرنا چاہیے مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ خالق ماننے کے تقاضے کیا ہیں۔

بِاللَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

بِاللَّهِ	مَا	فِي السَّمَاوَاتِ	وَالْأَرْضِ	إِنَّ	اللَّهَ	هُوَ
الشرکیہ	جو کہ	آسمانوں میں	اور زمین	بیشک	اللہ	وہ
الشری کے لئے ہے جو کہ آسمانوں اور زمین میں ہے بیشک اللہ وہ						

الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٣٦﴾ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ

الْغَنِيُّ	الْحَمِيدُ	وَلَوْ	أَنَّ	مَا	فِي الْأَرْضِ	مِنْ
بے نیاز	ستودہ صفات	اور اگر	یہ ہو کہ	جو	زمین میں	سے کوئی
بے نیاز ستودہ صفات ہے اور اگر یہ ہو کہ زمین میں جو بھی درخت						

شَجَرَةٍ أَقْلَامٍ وَالْبَحْرِ يَدًّا مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ آبِحُرٍ

شَجَرَةٍ	أَقْلَامٍ	وَالْبَحْرِ	يَدًّا	مِنْ	بَعْدِهِ	سَبْعَةُ	أَبِحُرٍ
درخت	قلمیں	اور سمندر	اکی سیاحی	اس کے بعد	سات	سمندر (بحر)	
ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاحی (بن جائیں) اور اس کے بعد سات سمندر							

مَا نَفَعَتْ كَلِمَتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٧﴾

مَا نَفَعَتْ	كَلِمَتُ اللَّهِ	إِنَّ اللَّهَ	عَزِيزٌ	حَكِيمٌ
تو بھی ختم نہ ہوں	الشرکی باتیں	بیشک اللہ	غالب	حکمت والا
(اور ہوں) تو بھی شرکی باتیں ختم نہ ہوں بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے				

﴿٣٦﴾ اللہ کی ملک اور مخلوق اور بندے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔

پس کوئی مستحق عبادت کا نہیں آسمانوں میں اور زمین میں اس کے سوا۔ بیشک اللہ غنی ہے اپنی مخلوق سے اس کے افعال پسندیدہ ہیں۔

﴿٣٧﴾ اور بے شمار اگر تمام زمین کے درخت قلم ہوں اور سمندروں کا پانی سیاحی ہو۔

﴿٣٦﴾ بِاللَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَعَبِيدُهُمْ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْعِبَادَةَ فِيهِمَا عَتَبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ عَنِ خَلْقِهِ الْحَمِيدُ الْمَخْسُودُ فِي صُنْعِهِ

﴿٣٧﴾ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٍ وَالْبَحْرِ



تو اللہ کی باتیں یعنی اس کی معلومات تمام نہ ہوں بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ قلم اور سیاہی ہو جب بھی تمام نہ ہوں کیونکہ معلومات اللہ تم کی غیر متناہی ہیں۔

عَطَفَ عَلَٰی اَسْمٰہَ اَنْ يَّمُدَّ  
مِنْ اَبْعَدِ لَا سَبْعَةَ اَبْحُرٍ  
مِثْلًا اِذَا مَا نَقَدَتْ كَلِمَتُ  
اللّٰهِ اَلْمُعْتَبِرُ بِهَا عَنِ مَعْلُوْمَاتِ  
بِكْتِهْمَا بِحِلْكَ الْاَوْفَلَامِ  
بِذَلِكَ الْمِثْلِ اِدْوَالًا كَثْرًا  
مِنْ ذَلِكَ لِاَنَّ مَعْلُوْمَاتَهُ  
تَعَالٰی غَيْرُ مُتَنَاہِيَةٍ اِنْ  
اَدْلَهُ عَزِيْزٌ لَا يُعْجِزُهُ  
شَيْءٌ وَّ حَكِيْمٌ وَّ اَلْحَمْدُ  
لِلّٰهِ عَنِ عَلَيْهِ وَ  
حِكْمَتِهِ

بیشک اللہ غالب ہے کہ کوئی چیز اس کو عاجز نہیں کر سکتی  
حکمت والا ہے کہ کوئی چیز اس کے علم و حکمت سے باہر  
نہیں ہے۔

### تشریح

(۲۶) اللہ خالق ہی نہیں مالک بھی ہے اللہ تعالیٰ جہاں زمین و آسمان اور اس میں تمام چیزوں کے خالق اور پیدا کرنے والے ہیں۔ خالق ہونے کے ساتھ وہ تمام چیزوں کے مالک بھی ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اس کی ملک ہے۔ ہر چیز اس کی محتاج ہے اپنے وجود میں بھی اور وجود کے تقاضوں میں بھی۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ وہ بالذات خود بخود جب عزتوں اور خوبوں کا مالک ہے وہ آپ سے آپ محمود ہے کوئی اس کی حمد کرے یا نہ کرے۔ ذرہ ذرہ اس کے کمال اس کے جمال اس کی خلاق کی شہادت دیکھا ہے مخلوق زبان حال سے اس کی حمد بجالا رہی ہے وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

(۲۷) اللہ کے کلمات حد و انتہا سے باہر ہیں زمین میں جتنے درخت ہیں اگر سب کے سب کاٹ کر تراش کر ان کے قلم بنائے جائیں اور جتنے سمندر ہیں ان میں مزید سات سمندر ملا کر روشنائی بنائی جائے اور اللہ کی ہر مخلوق اپنی بساط کے مطابق اللہ کی وہ باتیں لکھنے لگے جس سے اس کے تخلیقی کام اس کی قدرت و حکمت کے کرسٹے اس کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں اور یہ باتیں کیا اگر موجودات عالم کی فہرست ہی بنائے لگیں تو ان کا بھی شمار نہیں کیا جاسکتا۔ قلم گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گے سیاہی ختم ہو جائے گی مگر اللہ کی تعریفیں اور اس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی۔

۵ دفتر تمام گشت و بیاباں رسیدم بہ ماہچمنان در اقل و صف تو ماندہ ایم  
(دفتر کے دفتر ختم ہو گئے اور عمر پوری ہو گئی۔ اور ہم ابھی تک آپکا پہلا وصف بھی بیان نہیں کر سکے۔)  
ابوداؤد کی حدیث فریفت ہے:-

اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ تَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَشْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ -

(اے اللہ میں آپکی پوری تعریف نہیں کر سکتا، بس تو ایسا ہی ہے جیسا کہ خود تو نے اپنی تعریف فرمائی۔)  
جو خدا اتنی بڑی کائنات کو پیدا کرنے والا اور اس کا نظام چلانے والا ہے اور اس کے ایک ایک جز سے پوری طرح واقف ہے۔ مخلوقات میں سے کون ہے جس کے بارے میں اس کی ادنیٰ سی برابری کا تصور بھی کیا جاسکے۔

مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْثُبُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةً إِنَّ

مَا خَلَقَكُمْ	وَلَا يَعْثُبُكُمْ	إِلَّا	كَنَفْسٍ وَاحِدَةً	إِنَّ
نہیں تم سب کا پیدا کرنا	اور نہیں تمہارا اٹھانا	مگر	جیسے ایک شخص	بیشک

نہیں ہے تم سب کا پیدا کرنا اور نہیں ہے تمہارا جی اٹھانا مگر جیسے ایک شخص (کا پیدا کرنا) بیشک

اللَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي

اللَّهُ	سَمِيعٌ	بَصِيرٌ	أَلَمْ تَرَ	أَنَّ اللَّهَ	يُولِجُ	اللَّيْلَ	فِي
اللہ	سننے والا	دیکھنے والا	کیا تو نے نہیں دیکھا	کہ اللہ	داخل کرتا ہے	رات	میں

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو

النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلًّا

النَّهَارِ	وَيُولِجُ	النَّهَارَ	فِي	اللَّيْلِ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلًّا
دن	اور داخل کرتا	دن	رات میں	اور اس کو	سورج	اور چاند	ہر ایک	

دن میں اور دن کو داخل کرتا ہے رات میں اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر ایک

يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾

يَجْرِي	إِلَىٰ	أَجَلٍ	مُسَمًّى	وَأَنَّ	اللَّهَ	بِمَا	تَعْمَلُونَ	خَبِيرٌ
چلتا رہے گا	طی	مدت	مقررہ	اور یہ کہ	اللہ	اس سے جو تم کرتے ہو	خبردار	

چلتا رہے گا مدت مقررہ (یعنی قیامت تک) اور یہ کہ جو تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

﴿٢٨﴾ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا يَعْثُبُكُمْ

إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةً ط

خَلَقًا وَبَعَثًا لِأَنَّهُ بِكَلِمَاتٍ

كُنُفٍ فَيَكُونُ إِنَّ اللَّهَ

سَمِيعٌ بِسَمْعٍ كُلِّ مَسْمُوعٍ

بَصِيرٌ ○ يَبْصُرُ كُلَّ

مُبْصِرٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ

عَنْ شَيْءٍ ۖ

﴿٢٩﴾ أَلَمْ تَرَ تَعْلَمُ يَا مُنَاطِبِيَا

﴿٢٨﴾ تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کر کے اٹھانا اللہ کے نزدیک

ایسا ہے جیسا کہ ایک جان کا پیدا کرنا اور اٹھانا اسلئے

کہ تمام مخلوق کا پیدا کرنا ایک مرتبہ کن کے کہنے سے

ہوگا۔ بیشک اللہ سننے والا ہے ہر ایک سننے کی بات

کو سنتا ہے۔

دیکھنے والا ہے ہر ایک دیکھنے کی چیز کو دیکھتا ہے اس

کو کوئی چیز کسی چیز سے مشغول نہیں کر سکتی۔

﴿٢٩﴾ اے مخاطب کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ داخل کرتا ہے

رات کو دن میں اور دن کو رات میں

أَنَّ اللَّهَ يُوَلِّجُ بَدَنَهُ  
الْبَيْتَ فِي الْكَوَاكِبِ وَيُوَلِّجُ  
النَّهَارَ بِدُخُلِهِ فِي اللَّيْلِ  
فَيَزِيدُ كُلَّ مِنْهُمَا بِمَا نَقَصَ  
مِنَ الْآخِرِ وَتَهْتَزُّ الشَّمْسُ  
وَالْقَمَرُ كُلُّ مِنْهُمَا يَجْرِي  
فِي فَلَكِهِ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى  
هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ  
خَبِيرٌ

جو جس قدر رات کم ہوتی ہے دن زیادہ ہو جاتا ہے اور جس قدر دن کم ہوتا ہے رات بڑھ جاتی ہے اور اللہ نے تابع کیا سورج اور چاند کو ہر ایک ان میں سے اپنے دورہ میں چلتا ہے مدت معین تک یعنی قیامت تک اسی طرح چلتا رہے گا۔ اور بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

تشریح

○ خبیر

۳۸) اللہ کی قدرت اور اس کی سماعت و بصارت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عالم یہ ہے کہ اس کے لئے ایک انسان کا پیدا کرنا اور جتنے انسان پیدائش کے آغاز سے لے کر پیدا ہونے میں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہوں گے اس کے لئے آن کی آن میں ان کا پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ ایک انسان کے بنانے میں لگا ہوا ہے تو اس وقت دوسرے انسان نہیں بنا سکتا، ایک انسان ہو یا کھربوں انسان اس کے لئے آن کی آن میں بنا دینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسی طرح موت کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کرنے میں بس صرف ارادہ کرنے کی دیر ہے۔ اور اللہ نے ارادہ کیا اور انسان دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔ یہی حال اس کی سماعت اور بصارت کا ہے وہ بیک وقت ساری کائنات کی آوازیں الگ الگ سن رہا ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ ایک آواز کے سننے میں وہ اس طرح مشغول ہو جائے کہ دوسری چیزیں نہ سن سکے۔

○ اسی طرح وہ ساری کائنات اور اس کی ایک ایک چیز کو بیک وقت پوری تفصیل کے ساتھ دیکھ رہا ہے اور کسی چیز کے دیکھنے میں اس کی بینائی اس طرح مشغول نہیں ہوتی کہ وہ دوسری چیزوں کو نہ دیکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام اولین و آخرین اگلے پچھلے اعمال کا رتی رتی حساب چکانے میں کوئی مشکل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ہماری تمام باتوں کو سنتا ہے اور ہمارے کاموں کو دیکھتا ہے۔ کوئی چھپی کھلی بات وہاں پوشیدہ نہیں ہے۔

۳۹) دن اور رات کے ہونے میں اللہ کی قدرت کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اس نے سورج اور چاند اور تمام ستاروں اور ستاروں کو اہل منابط میں کس رکھا ہے جس سے وہ ایک بال برابر ہٹ نہیں سکتے۔ جو خود اسے مجبور ہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور یہ چاند اور سورج اور تمام تارے اور سبارے اور یہ زبردست نظام فلکی ان سب کی ایک عمر مقرر ہے جب تک مدت ہے یہ چل رہے ہیں ان میں نہ کوئی چیز ازلی ہے اور نہ ابدی۔ ان میں ہر چیز پہلے موجود نہ تھی۔ ان کا ایک آغاز ہے اور پھر موجود نہ رہے گی ان کا ایک انجام ہے۔ جو خود فنا ہے وہ بھلا معبود کیسے ہو سکتا ہے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے تو پھر اس کے لئے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا اور تمہارا حساب کتاب لینا کیا مشکل ہے۔؟

ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنْتَ مَا يَدْعُونَ

ذَلِكَ	بِأَنَّ	اللَّهَ	هُوَ	الْحَقُّ	وَأَنْتَ	مَا	يَدْعُونَ
یہ	اس لئے کہ	اللہ	وہی	برحق	اور یہ کہ	جو جس	وہ پرستش کرتے ہیں

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ اس کے ہوا جس کی پرستش کرتے ہیں

مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ

مِنْ	دُونِهِ	الْبَاطِلُ	وَأَنَّ	اللَّهَ	هُوَ	الْعَلِيُّ
اس کے	ہوا	باطل	اور یہ کہ	اللہ	وہی	بلند مرتبہ

سب باطل میں اور یہ کہ اللہ ہی بلند مرتبہ بڑا ہی

الْكَبِيرُ ۝ الْمُرْتَأَنَ الْفُلُكَ تَجْرِي

الْكَبِيرُ	الْمُرْتَأَنَ	الْفُلُكَ	تَجْرِي
بڑائی والا	کیا تو نے نہیں دیکھا	کہ کشتی	چلتی ہے

والا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی نعمتوں کے ساتھ کشتی

فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي

فِي	الْبَحْرِ	بِنِعْمَتِ	اللَّهِ	لِيُرِيَكُمْ	مِنْ	آيَاتِهِ	إِنَّ	فِي
دریا میں	اللہ کی نعمتوں کے ساتھ	تاکہ وہ تمہیں دکھا دے	اس کی نشانیاں	بیشک	میں			

دریا میں چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اس کی نشانیاں دکھا دے بیشک

ذَلِكَ لَأَيِّ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝

ذَلِكَ	لَأَيِّ	لِكُلِّ	صَبَّارٍ	شَكُورٍ
اس	ابنہ نشانیاں	واسطے ہر	بڑے صبر والے	بڑے شکر گزار

اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں۔

۳۰) یہ جو کچھ مذکور ہوا اس لئے کہ اللہ موجود اور قائم ہے

۳۱) ذَلِكَ الْمَذْكُورُ بِأَنَّ

اللَّهُ هُوَ الْحَقُّ الشَّابِتُ  
وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ بِالْبَاءِ

اور جن کی وہ لوگ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں وہ سب

## فصل

باطل اور نابود ہیں۔  
اور بیشک اللہ اپنی مخلوق پر غالب اور بلند  
ہے بڑائی والا ہے۔

(۳۱) اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ قُن  
اٰيَاتِهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ اَلَا كَيْفَ تُوْنُوْنَ  
دیکھا کہ کشتیاں دریاؤں میں چلتی ہیں یہ اللہ کا تم پر انعام ہے تاکہ اے  
مناطبین وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلا دے۔ بے شکر اس میں جو  
مذکور ہوا عبرت ہے ہر ایک گناہوں سے بچنے والے اور اللہ کی  
نعمتوں کا شکر کرنے والے کے لئے۔

وَالشَّآءُ يَغْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ  
الْبَاطِلُ الْزَّائِلُ وَاِنَّ  
اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ عَلَى خَلْقِهٖ  
بِالْقَهْرِ الْكَبِيْرِ ۝ الْعَظِيْمِ  
(۳۱) اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ السُّفْرٰنُ  
تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ  
لِيُرِيَكُمْ بَآئِمًا طَبِيْنًا بِذٰلِكَ  
مِنْ اٰيَاتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ  
عِبْرًا لِّكُلِّ صَبَّارٍ عَسَىٰ مَعَاذِ اللّٰهِ  
شَكُوْرًا ۝ لِنِعْمَتِهٖ

## تشریح

(۳۰) معبود برحق صرف اللہ ہے | حقیقت میں قائل محنتار پیدا کرنے والا اور تدبیر کے اختیارات کا اصل مالک صرف اللہ ہے  
اس لئے معبود حقیقی وہی ہے کیونکہ وہ واجب الوجود اور موجود بالذات ہے۔ اپنے وجود کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہے جب کہ  
ہر چیز اپنے وجود کے لئے اللہ کی محتاج ہے۔ اس لئے اللہ کو چھوڑ کر جو لوگ دوسری چیزوں کو پکارتے ہیں وہ سب خیالی  
چیزیں ہیں یعنی فرض کر لیا کہ فلاں ہستی کا خدائی میں دخل ہے، فلاں ہستی مشکل کشا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کوئی  
بھی ہستی نہ خدائی میں دخل رکھتی ہے نہ مشکل کشائی میں نہ حاجت روائی میں یہ سب فرضی اور خیالی باتیں ہیں۔ اللہ تو  
ہر چیز سے بالاتر ہے۔ سب چیزیں اس کے سامنے پست ہیں وہ تمام چیزوں سے برتر ہے، بزرگ ہے۔ اس  
کے سامنے ہر چیز چھوٹی ہے لہذا بندے کی انتہائی پستی اور تذلل جس کا نام عبادت ہے اس کی ہر  
قسم صرف اللہ اور اللہ ہی کے لئے ہونی چاہیے۔

(۳۱) سمندر کا سفر۔ اللہ کی نشانیاں۔ صبر و شکر کے مواقع | گھر پر اور امن و اطمینان کی حالت میں انسان کے خیالات  
کچھ بھی ہوں لیکن سمندر کے سفر میں بہترین حفاظتی تدبیروں کے باوجود جن حالات سے سابقہ پڑتا ہے  
وہ انسان کے صبر اور شکر دو جذبوں کا امتحان ہوتے ہیں۔

پہلا جذبہ ہے انسان کا کہ وہ بڑا صبر مہر کرنے والا ثابت قدم رہنے والا اور مشکل حالات میں  
چمنے والا ہو۔ دوسرے وہ شکر انتہائی شکر کرنے والا احسان پہچاننے والا نعمت کی قدر کرنے والا ہو۔  
جس میں یہ دو صفات ہوں گی وہ سمندر کے سفر سے بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔  
خود کشتیوں کا اور جہازوں کا سمندر میں چلنا بذات خود اللہ کی نشانوں  
میں سے ایک نشانی ہے۔ کیسے کیسے بھاری بھاری  
جہاز بھاری سے بھاری سامان لاد کر سمندر  
کی موجوں کو چیرتے پھاڑتے چلے  
جاتے ہیں۔

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوَجُّ كَالظَّلِيلِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ

وَإِذَا	غَشِيَهُمْ	مَوَجُّ	كَالظَّلِيلِ	دَعَوْا + اللَّهُ	مُخْلِصِينَ
اور جب	ان پر چھا جاتی ہے	موج	ساٹانوں کی طرح	وہ اللہ کو پکارتے ہیں	خالص کر کے

اور جب موج ان پر ساٹانوں کی طرح چھا جاتی ہے تو اللہ کو پکارتے ہیں خالص کر کے اسی کے

لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ

لَهُ + الدِّينَ	فَلَمَّا	نَجَّاهُمْ	إِلَى الْبَرِّ	فَمِنْهُمْ	مُّقْتَصِدٌ
اس کے لئے دین (عبادت)	پھر جب	اسے نہیں بچایا	خشکی کی طرف	تو ان میں کوئی	میان رو

لئے عبادت - پھر جب اس نے انہیں خشکی کی طرف بچایا تو ان میں کوئی میان رو رہتا ہے

وَمَا يَجْعَدُ يَأْتِينَا إِلَّا كَلٌّ خِثَارٍ كَفُورٍ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا

وَمَا يَجْعَدُ	يَأْتِينَا	إِلَّا	كَلٌّ	خِثَارٍ	كَفُورٍ	يَا أَيُّهَا
اور انکار نہیں کرتا	ہماری آیتوں کا	سوائے	ہر	عبد شکن	ناشکرا	اے

اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتا سوائے ہر عبد شکن ناشکرے کے۔ اے

النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ

النَّاسُ	اتَّقُوا	رَبَّكُمُ	وَأَخْشَوْا	يَوْمًا	لَا يَجْزِي	وَالِدٌ
لوگو	تم ڈرو	اپنا پروردگار	اور خوف کرو	وہ دن	نہ کام آئے گا	کوئی باپ

لوگو! تم اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو (جس دن نہ کام آئے گا کوئی

عَنْ وَالِدِهِ زَوْلاً مَوْلُودٌ هُوَ جَارٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ

عَنْ	وَالِدِهِ	زَوْلاً	مَوْلُودٌ	هُوَ	جَارٍ	عَنْ	وَالِدِهِ	شَيْئًا	إِنَّ
بے	اپنے بیٹے	اور نہ کوئی بیٹا	وہ	لا آئے گا	بے	کے	اپنے باپ	کچھ	بیشک

باپ اپنے بیٹے کے اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ بے شک

وَعَدَا اللَّهُ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا

وَعَدَا + اللَّهُ	حَقٌّ	فَلَا	تَغُرَّنَّكُمُ	الْحَيَاةُ	الدُّنْيَا	وَلَا
اللہ کا وعدہ	سچا	سو نہیں	ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے	دنیا کی زندگی	اور نہ	

اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تمہیں دنیا کی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے میں نہ ڈالے گا۔

يَعْرِزْكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝۳۳ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ

يَعْرِزْكُمْ	بِاللَّهِ	الْغُرُورُ	إِنَّ + اللَّهُ	عِنْدَهُ	عِلْمُ
نہیں ہرگز دھوکہ دے	اللہ سے	دھوکہ دینے والا	بیشک اللہ	اس کے پاس	علم

نہیں ہرگز اللہ سے دھوکہ دے بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا

السَّاعَةِ وَيُنزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَحْمَامِ وَمَا تَدْرِي

السَّاعَةِ	وَيُنزِّلُ	الْغَيْثَ	وَيَعْلَمُ	مَا فِي الْأَحْمَامِ	وَمَا تَدْرِي
قیامت	اور وہ نازل کرتا ہے	بارش	اور وہ جانتا ہے	جو (ماں کے) رحم میں	اور نہیں جانتا

علم ، وہی بارش نازل کرتا ہے ، اور وہ جانتا ہے جو (ماں کے) رحم میں ہے اور نہیں جانتا

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ عَدَاً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ

نَفْسٌ	مَّاذَا	تَكْسِبُ	عَدَاً	وَمَا	تَدْرِي	نَفْسٌ
کوئی شخص	کیا	وہ کرے گا	کل	اور نہیں	جانتا	کوئی شخص

کوئی شخص کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ

بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝۳۴

بِأَيِّ	أَرْضٍ	تَمُوتُ	إِنَّ	اللَّهَ	عَلِيمٌ	خَبِيرٌ
کس	زمین	وہ مرے گا	بیشک	اللہ	علم والا	خبردار

کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ علم والا خبردار ہے۔

۳۲) اور جب کافروں پر موج مسل پہاڑوں چھا جاتی ہے اس وقت وہ اللہ کو غالب جی سے پکارتے ہیں تاکہ ان کو نجات دے یعنی اس وقت اللہ کے ساتھ کونسی کو نہیں پکارتے۔

پھر جب ان کو نجات دیکر خطکی میں پہنچاتا ہے تو بعض ان میں سے کفر و ایمان میں مذبذب رہتے ہیں اور بعض مروج کفر باقی رہتے ہیں۔

ہماری ان نشانیوں کا جن میں سے موج دریا سے نجات دینا بھی

۳۳) وَإِذَا غَشِيَ سَمَآءٌ عِلَاقًا كَالظُّلِّ كَالظُّلِّ مِنَ تَحْتِهَا دَعَا إِلَى اللَّهِ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ أَيُّ الدُّعَاءِ بِأَنَّ يُنَجِّيَهُمْ أَيْ لَا يَدْعُونَ مَعَهُمْ فَكَلَّمْنَا بَعْضَهُمْ إِلَى السَّبْرِ فَمِنْهُمْ مَن قَتَلَهُ مُتَوَسِّطِينَ الْكُفْرَ وَالْإِلَاقَةَ بَيْنَهُمْ وَمِنْهُمْ مَن بَاقٍ عَلَى كُفْرِهِ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا

## فیصل

ہے وہی انکار کرتا ہے جو دھوکے باز اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے

(۳۲) اے لوگو! یہ خطاب کہ والوں کو ہے) اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف رکھو جس میں نہاب بیٹے کے کام آئے گا نہ نہاب کے کام آوے گا۔

بیشک اللہ کا وعدہ قیامت کے ہونے کا سچا ہے۔

پس تم کو زندگی دنیا کی اسلام سے نہرو کے اور دھوکے میں نہ ڈالے اور اللہ کی بر دباری اور مہلت دینے سے شیطان دھوکے باز تم کو دھوکے میں نہ رکھے

(۳۳) بیشک اللہ ہی کو معلوم ہے قیامت کا آنا اور وہی بارش اتارتا ہے۔ اس وقت میں جو اس کو معلوم ہے۔

اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے آیا لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور ان تینوں چیزوں میں کسی ایک کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور کوئی آدمی نہیں جانتا کہ آئندہ کیا عمل کرے گا بُرا یا بھلا۔

اور نہیں جانتا کوئی آدمی کہ کہاں مرے گا۔ اور اس کو اللہ جانتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز کی ظاہر اور باطن کو خوب جانتا ہے

اور امام بخاری نے ابن عمر سے یہ حدیث روایت کی کہ غیب کی کہنیاں پانچ ہیں اور یہ آیت آپ نے پڑھی إِنَّ اللہَ عَلَّمَنَا عِلْمَ السَّاعَةِ

وَمِنْهَا إِلَّا نَجَاؤٌ مِنَ الْمَوْتِ إِلَّا  
كُلُّ حَتَّارٍ غَدَارٍ كَفُورٍ ○ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ  
بِأَيِّهَا النَّاسُ أَىٰ أَهْلِ مَكَّةَ  
الْتَّعْوَىٰ أَوْ بِكُمْ وَأَخْشَوْا يَوْمَ مَا لَآ  
يُجْزَىٰ يُغْفِرُ وَالْإِدْعَىٰ وَالْكَذِبَىٰ  
فِيهِ شَيْطَانٌ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَارٍ  
عَنْ وَالِدٍ ○ فِيهِ شَيْطَانٌ إِنَّ  
وَعَدَ اللّٰهُ بِالْبَعْثِ حَقٌّ فَلَا  
تَغْوَىٰكُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا  
عَنِ الْإِسْلَامِ وَلَا يَغْوَىٰكُمْ  
بِاللّٰهِ فِي حَلِيمَةٍ وَأَمَّا إِلَيْهِ  
الْعَوْرُودُ ○ الشَّيْطَانُ

(۳۴) إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ  
مَتَىٰ تَقُومُ وَيُنزِلُ بِالْغَيْفِ وَالْغَيْبِ  
الْتَّحْدِيدِ الْغَيْبِ بِوَقْتٍ يَعْلَمُهُ  
وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ أَذْكَرٌ  
أَمْ أُنْثَىٰ وَلَا يَعْلَمُ وَاحِدًا  
مِّنَ الثَّلَاثَةِ غَيْرَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ  
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا  
تَكْسِبُ غَدًا مِّنْ خَيْرٍ أَوْ نِقْمٍ يَعْلَمُهُ  
اللّٰهُ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ  
أَرْضٍ تَمُوتُ وَيَعْلَمُهُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ  
عَلِيمٌ بِكُلِّ شَيْءٍ خَبِيرٌ ○  
بِبَاطِنِهِ كَفَّاهِرٌ ○ رَوَى الْبُخَارِيُّ  
عَنِ ابْنِ عُمَرَ حَدِيثٌ مِّمَّنْ عَلَّمَنَا  
الْغَيْبَ حَمْسَةً ○ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ  
السَّاعَةِ إِلَىٰ آخِرِ السُّورَةِ

## تشریح

(۳۲) طوفان کے وقت صرف اللہ کو پکارتا ہے | سمندر میں کس طرح سے حوادث پیش آتے ہیں کس طرح طوفانوں سے گزرنا پڑتا ہے اور جب طوفان آتا ہے تو سمندر میں بڑے سے بڑے جہاز کی جہیت ایک تنکے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ طوفانوں میں گھرا ہوا انسان سب کچھ بھول کر صرف اللہ کو پکارتا ہے۔ بڑی ناشکری ہوگی کہ ساحل پر قدم رکھنے کے بعد وہ اپنے اس محسن



کو بھول جائے جس نے اسے طوفانوں سے نکالا ہے۔

(۳۲) سندر کے طوفان سے بڑا طوفان قیامت | سندر میں طوفان آتا ہے تو جہاز کے مسافروں میں افزائگری پھیل جاتی ہے ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اس طوفان میں ماں باپ اپنی اولاد سے اور اولاد اپنے ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتے بلکہ ایک دوسرے کو بچانے کی فکر کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات والدین کی محبت کا تقاضہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی جان قربان کر کے بھی اپنی اولاد کو بچالیں۔

سندری طوفان سے ایک اور بڑا طوفان بھی انسانیت کو گھیرنے والا ہے اور وہ ہولناک اور شوشرہ بادلن قیامت کا ہوگا۔ جب ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ اولاد اور ماں باپ کے رشتے، شوہر اور بیوی کا تعلق سب بے معنی ہو کر رہ جائیں گے اور کوئی دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ یہ دن آ کر رہے گا اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دنیا کی چند روزہ بہار سے دھوکا نہ کھاؤ شیطان کی دغا بازی سے ہوشیار رہو۔ جو اللہ کا نام لیکر تمہیں دھوکا دینا چاہتا ہے وہ تمہارے دلوں میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ اللہ غفور الرحیم ہے سب بخش دے گا کیوں فکر میں مرے جاتے ہو۔ کبھی اس طرح بھکتا ہے کہ مہیاں جو مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ ہو کر رہے گا گھبرانے کی کیا بات ہے؟ غرض مختلف لوگوں کو مختلف انداز میں دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔

(۳۳) قیامت آئے گی مگر آئے گی اس کا علم صرف اللہ کو ہے | قیامت کا آنا یقینی ہے اللہ کا یہ فیصلہ ٹلنے والا نہیں ہے مگر جو لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ قیامت کی گھڑی کا صحیح علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

○ انسان دنیا کی وقتی بہار پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن اس بہار کا سراسر بھی اللہ کے قبضے میں ہے دنیا کی شادابی کا بہت کچھ صبر و بردباری پر ہے لیکن بارش کا برسا نا، کہاں اور کتنی بارش ہو یہ فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

○ عورت اور مرد کے نطفے سے حل قرار پاتا ہے مگر پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ کیسا ہوگا، کن بجلائوں کو لے کر آئیگا نہ تمہیں معلوم نہ اس کو جس کے پیٹ میں بچہ پرورش پاتا ہے۔

○ تمہیں یہ تک معلوم نہیں کہ کل تمہارے ساتھ کیا پیش آنا ہے۔ کوئی بھی حادثہ تمہاری تقدیر بدل سکتا ہے مگر ایک منٹ پہلے بھی تمہیں اس کی خبر نہیں ہوتی۔

○ تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہاری زندگی کا خاتمہ کہاں ہوگا کس طرح ہوگا؟ یہ ساری معلومات اللہ نے اپنے پاس ہی رکھی ہیں ان میں سے کسی کا بھی علم اس نے کسی کو نہیں دیا۔ تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ان معاملات میں اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اسی طرح دنیا کا خاتمہ کب ہوگا اس معاملے میں بھی اللہ کے فیصلہ پر اعتماد کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارا کام اتنا ہی ہے کہ اپنے جیسی تدبیر کئے جائیں اور باقی معاملات اللہ کے سپرد کر دیں۔



# السَّجْدَةُ

○ ترتیب تلاوت ————— ۳۲	○ ترتیب نزول ————— ۷۵
○ مکی / مدنی ————— مکی	○ تعداد رکوعات ————— ۳
○ تعداد آیات ————— ۳۰	○ تعداد الفاظ ————— ۲۷۲
○ تعداد حروف ————— ۱۵۷۷	

○ اس سورت کی آیت ۱۵ میں ہے :  
 اٰمَنَّا بِرَبِّنَا مَا كَانَ مِنَ اٰمَانٍ لَّا يَشْكُرُوْنَ ۝  
 (ہماری آیات پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں یہ آیات سنا کر جب نفعیت کی مانتی ہے  
 تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور شکر نہیں کرتے۔)  
 اس آیت میں سجدہ کا مضمون آیا ہے اور اسی کو سورت کا عنوان بنا دیا گیا ہے۔ یہ آیت سجدہ ہے اس کو  
 پڑھنے والا اور سننے والا عملاً سجدہ کر کے اپنی اطاعت کا اظہار کرتا ہے۔

○ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے اور مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ کا متوسط دور ہے جب کہ اسلام کی مخالفت میں وہ شدت پیدا نہیں ہوئی جو آخری دور میں پائی جاتی تھی۔

○ اس سورت کا مرکزی مضمون توحید، رسالت اور آخرت کے تعلق سے لوگوں کے شکوک و شبہات کو دور کرتے ہوئے ان کو ان تینوں باتوں کی دعوت دینا ہے۔

○ قرآن مجید چونکہ توحید، رسالت اور آخرت کی دعوت دیتا ہے اس لئے بتایا گیا ہے کہ بلاشبہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اسی لئے نازل کیا گیا ہے کہ غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو جگا یا جائے۔ ان سے کہا گیا ہے قرآن جو باتیں تمہارے سامنے رکھ رہا ہے ان میں سے کون سی بات ایسی ہے جو عقل اور صداقت کے خلاف ہو۔

زمین و آسمان کی بناوٹ اس کے انتظام پر نگاہ ڈالو، پھر خود اپنی پیدائش پر غور کرو کیا یہ سارا انتظام ایک پروردگار کی گواہی نہیں دے رہا ہے۔ کیا تمہاری عقل یہ گواہی دیتی ہے کہ جس پروردگار نے تمہیں پیدا کیا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟

○ بتایا گیا ہے کہ کسی پیغمبر کا آنا اور اس پر اللہ کا کلام نازل ہونا کوئی پہلی بار تو نہیں ہوا ہے کیا اس سے پہلے پیغمبر نہیں آئے ہیں کیا ان پر کتابیں نازل نہیں ہوئی ہیں؟ پھر بتایا گیا ہے کہ جو اللہ کی کتاب کو مانیں گے اور اس کو اپنا رہنا بنائیں گے وہی دنیا کے رہنا بنیں گے۔

○ منوجہ کیا گیا ہے کہ ذرا چل پھر کر تباہ شدہ بستیوں کا منظر بھی دیکھو اور ان سے عبرت حاصل کرو کہ جن قوموں نے اللہ کی ہدایت چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کیا ان کا انجام کیا ہوا۔

○ اس سورت کے تمام مضامین کا حاصل یہ ہے کہ۔

- ۱۔ قرآن کریم اللہ رب العالمین کا کلام ہے اس کو جھٹلانے کا انجام گزری ہوئی قوموں کے انجام میں دیکھ لو۔
- ۲۔ اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہترین نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ ایمان والے اور ایمان دلانے والے ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ خاص طور پر آخر شب کی نماز تہجد کی فضیلت اور اس کے فائدے بتائے گئے ہیں۔

۳۔ اہل ایمان کو صبر کی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ حق و باطل کا آخری فیصلہ قیامت کے روز ہوگا جب وہ دن آئے گا تو تو بہ کرنا کسی کام نہ آئے گا۔ ماننا ہے تو اب مان لو، آخری فیصلے کا انتظار کرنا ہے تو بس انتظار ہی کرتے رہو گے۔

آیاتہا ۳۰ ۳۲ سورۃ الشجدہ فکیہ ۷۵ ۷۶ آیاتہا ۳

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

الْم ۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَارِيبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۲

الْم	تَنْزِيلُ	الْكِتَابِ	لَارِيبَ	فِيهِ	مِنْ	رَبِّ	الْعَالَمِينَ
الْم	نازل کرنا	کتاب	کوئی شبہ نہیں	اس میں	سے	پروردگار	تمام جہان

الف۔ لام۔ میم۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب (قرآن) کا نازل کرنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

سورۃ سجدہ کی ہے اس میں تیس آیتیں ہیں  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ الشجدہ فکیہ ثلاثون آیتہا  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱) الْم: اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔  
۲) تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَارِيبَ فِيهِ: قرآن کو جہان کے رب نے اتارا ہے اس میں کچھ تردد نہیں۔

۱) الْم: اللہ اعلم بسرائرہ  
۲) تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَارِيبَ فِيهِ: خبوتان

### تشریح

۱) حروف مقطعات | الف۔ لام۔ میم۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ ان کو الگ الگ کر کے

پڑھا جاتا ہے۔

۲) یہ خداوند عالم کا کلام ہے | یہ کتاب مقدس رب العالمین نے اتاری ہے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی دھوکا ہے۔

سورت کا یہ تمہیدی جملہ دعویٰ بھی ہے اور دعویٰ کی دلیل بھی۔ دعویٰ یہ ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے خداوند عالم کا کلام ہے اس کے منزل من اللہ ہوتے ہیں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ کتاب جس کی زبان سے پیش کی جا رہی ہے اس کی پوری زندگی اس وقت کے لوگوں کے سامنے بھی تھی اور آج کے لوگوں کے سامنے بھی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ جو شخص اس دعوے کے ساتھ قرآن کو پیش کر رہا ہے کہ یہ میرا نہیں انسانوں کے رب کا کلام ہے وہ کتنا سچا سچیدہ اور پاک سیرت انسان ہے۔ نبوت کے دعوے سے پہلے کسی نے اس کی زبان سے وہ باتیں نہیں سنی تھیں جو اس نے نبوت کے بعد بیان کرنی شروع کیں۔ اس شخص کی اپنی زبان فرمایاں اور اسلوب اور قرآن کی زبان اور طرز بیان میں ایک نمایاں فرق ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص بیک وقت دو طرح کی زبانیں اور اسلوب استعمال کر سکے۔

پھر اس کے سوا نہ ادب اور اس کے پاکیزہ مضامین جو انتہائی بلند پایہ ہیں۔ پھر اس کلام کی اثر انگیزی اور اس کے ماننے والوں کی زندگیوں میں صالح انقلاب یہ سب کچھ دعویٰ بھی ہے اور اپنے اندر دلیل دعویٰ بھی۔ اس لئے کوئی شک نہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیائے انسانیت عاجز تھی عاجز ہے اور عاجز رہے گی۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا

أَمْ	يَقُولُونَ	افْتَرَاهُ	بَلْ	هُوَ	الْحَقُّ	مِنْ	رَبِّكَ	لِتُنذِرَ	قَوْمًا	مَّا
کیا	وہ کہتے ہیں	یہ اس نے گھڑیا ہے	بلکہ	یہ	حق ہے	سے	تمہارا رب	تا کہ تم ڈراؤ	اس قوم کو	نہیں

کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ اس نے گھڑیا ہے (نہیں) بلکہ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے تاکہ تم اس قوم کو ڈراؤ جس کے

أَتَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِمَّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣﴾

أَتَهُمْ	مِنْ	نَذِيرٍ	مِمَّنْ	قَبْلِكَ	لَعَلَّهُمْ	يَهْتَدُونَ
انکے پاس آیا	کوئی	ڈرانے والا	تم سے پہلے	تا کہ وہ	ہدایت پالیں۔	

پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تم سے پہلے تاکہ وہ ہدایت پالیں

﴿٣﴾ بلکہ کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنالیا ہے یہ قول کفار کا غلط ہے بلکہ یہ قرآن سچی کتاب ہے تیرے رب کی تباری ہوئی تاکہ تو ڈراوے اس سے اس قوم کو کہ جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ شاید وہ تیرے ڈرانے سے راہ پر آجائیں۔

﴿٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ مُحَمَّدٌ  
لَا بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ  
لِتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا مَّا نَذِيرُهُمْ  
أَتَهُمْ مِنْ نَذِيرٍ مِمَّنْ  
قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣﴾  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### تشریح

﴿٣﴾ قرآن بلاشبہ وحی الہی ہے | قرآن کا کلام برحق ہونا اتنا واضح اور روشن ہے جیسے دن میں سورج نکل رہا ہو اور کوئی ہٹ دھرم کہہ دے کہ نہیں یہ دن نہیں ہے رات ہے۔ تعجب ہے اگر لوگ یہ الزام لگائیں کہ یہ کلام محمد نے خود لکھ کر جھوٹ موٹ اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کلام برحق ہے وحی الہی ہے یہ اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ جس قوم کے پاس ایک عرصے سے کوئی ہدایت دینے والا نہیں آیا شاید وہ اس کے ذریعے سے ہدایت پا جائے۔ عرب میں سب سے پہلے دین حق کی روشنی حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کے ذریعے پہنچی تھی اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ ہوئے جنہوں نے مکہ میں بیت اللہ کی تعمیر کی۔ عرب میں سب سے اخیر میں آنے والے پیغمبر جو حضرت محمدؐ سے تقریباً دو ہزار سال پہلے گزر چکے تھے وہ حضرت ثعلبہؑ تھے۔ قریب کی سرزمین میں آنے والے انبیاء حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے واسطے سے بھی وہ توحید سے نا آشنا نہیں تھے۔ اگرچہ توحید کی دھندلی دھندلی روشنی کہیں کہیں چمکتی تھی۔ اور عرب کے لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیمی کی طرف منسوب کرتے تھے۔ مگر ایک عرصہ گزرنے کے بعد اصل دین ابراہیمی کے نقوش بھی دھندلا گئے تھے اور شرک بت پرستی عام ہو چکی تھی۔ اس لئے ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ ایک پیغمبر بھیجیں اور ان پر اپنا کلام نازل کریں تاکہ عالمی ہدایت کا سلسلہ مرکز ابراہیمی سے شروع ہو۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

اللَّهُ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	فِي
اللہ	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	اور جو	انکے درمیان	میں

اللہ (وہی ہے) جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو ان کے درمیان ہے

سِتَّةَ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ

سِتَّةَ	أَيَّامٍ	ثُمَّ	اسْتَوَىٰ	عَلَى الْعَرْشِ	مَا لَكُمْ	مِّنْ
چھ دن	پھر	اس پر	اسٹوئی	عرش پر	تمہارے لئے نہیں	کے

چھ دن میں پھر اس نے عرش پر سترار کیا، تمہارے لئے اس کے سوا نہیں

دُونِهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ ؕ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۴﴾

دُونِهِ	مِنْ وَّلِيٍّ	وَلَا شَفِيعٍ	أَفَلَا	تَتَذَكَّرُونَ
ہوا اس سے	کوئی مددگار	اور نہ سفارش کرنے والا	سو کیا تم	غور نہیں کرتے۔

کوئی مددگار، اور نہ سفارش کرنے والا۔ سو کیا تم غور نہیں کرتے۔؟

﴿۴﴾ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا پہلا دن تھا اور آخر ان میں سے جو پھر حق تعالیٰ مستوی ہوا عرش پر جو استواء کا اسکی شان کے مناسب ہے۔ تمہارے لئے اے کفار مکہ اللہ کے سوا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہیں جو تم سے عذاب الہی کو دفع کر سکے سو کیا تم اس میں غور نہیں کرتے کہ ایمان لاؤ۔

﴿۴﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۚ وَهُوَ فِي السَّمَاءِ الرَّبُّ الْغَنِيُّ ۚ يَلْقَىٰ بِهِ مَا لَكُمْ يَا كَافِرُونَ مَكَّةَ ۚ مِّنْ دُونِهِ غَيْرٌ ۚ مِّنْ وَّلِيٍّ ۚ إِنَّمَا يَزِيدُ بَادِيَةً مِّنْ آيٍ نَّاجِيَةٍ ۚ وَلَا شَفِيعٍ يُدْفَعُ بِكُمْ عَذَابُهُ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۴﴾ هَذَا الْكُتُبُ مَسْنُونٌ

### تشریح

﴿۴﴾ اللہ ہی خالق کائنات ہے | پہلے کچھ بھی نہیں تھا اللہ نے تخلیق کا آغاز کیا تو زمین و آسمان اور اس کے درمیان جتنی چیزیں ہیں مختلف مرحلوں میں ان کی تخلیق فرمائی اور تخلیق کے وہ مرحلے اس کے اپنے مقررہ پیمانے کے مطابق چھ دن میں مکمل ہوئے۔ تخلیق کے ان مرحلوں سے زمین و آسمان گزرنے تو یہ پوری کائنات اللہ کے تصرف و اختیار میں تھی۔ جب ہر طرف اسی کا تصرف و اختیار ہے اور وہ شاہانہ طور پر ہر چیز پر حکم چلا رہا ہے تو اس کے سوا نہ کوئی تمہارا حامی اور مددگار ہے اور نہ کوئی اس کے آگے سفارش کرنے والا ہے اس کے سوا جتنی چیزیں ہیں ان کی صفیت مخلوق کی ہے وہ اپنی وسیع و عریض سلطنت میں ایک با اختیار حاکم و فرماں روا ہے۔ اگر اللہ تمہاری مدد نہ کرے تو کس کی طاقت ہے کہ تمہاری مدد کر سکے۔ اور اگر تمہیں پڑے تو کس کا زور ہے کہ تمہیں چھڑا سکے۔ تم کس خام خیالی میں مبتلا ہو کیا تمہیں اب بھی ہوش نہیں آئے گا؟۔

يُدَبِّرُ الْأُمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ

يُدَبِّرُ	الْأُمْرَ	مِنَ	السَّمَاءِ	إِلَى	الْأَرْضِ	ثُمَّ	يَعْرُجُ
وہ تدبیر کرتا ہے	تمام کام	سے	آسمان	تک	زمین	پھر	وہ رجوع کرے گا

وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک پھر (وہ کام) اس کی طرف رجوع

إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ⑤

إِلَيْهِ	فِي	يَوْمٍ	كَانَ	مِقْدَارُهُ	أَلْفَ	سَنَةٍ	مِّمَّا	تَعُدُّونَ
اسکی طرف	ایک دن میں	ہے	اس کی مقدار	ایک ہزار سال	اس سچو	تم شمار کرتے ہو	کرے گا	ایک دن میں جس کی مقدار

ایک ہزار سال ہے اس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو

ذَلِكَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑥

ذَلِكَ	عِلْمُ	الْغَيْبِ	وَالشَّهَادَةِ	الْعَزِيزُ	الرَّحِيمُ
وہ	جاننے والا	پوشیدہ اور ظاہر	غالب	مہربان	

وہ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے غالب مہربان

⑤ اللہ تدبیر کرتا ہے آسمان سے زمین تک یعنی امت دنیا میں قیامت تک ہر امر کی تدبیر فرماتا ہے گا پھر اس دن میں کہ جس کی مقدار ہزار برس کی ہے تمہاری گنتی اور شمار کے موافق ہر ایک کام کی تدبیر وہی فرما دے گا۔ (مراد ہزار برس کے دن سے قیامت کا دن ہے۔)

دوسری سورت میں پچاس ہزار برس کا فرمایا۔ یہ درازی قیامت کے دن کی کافروں کو معلوم ہوگی بسبب شدت ہول قیامت کے اور اہل ایمان پر وہ دن نماز فرض کے ادا کرنے کے وقت سے بھی زیادہ ہلکا ہوگا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

⑤ يُدَبِّرُ الْأُمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ الْأُمْرَ وَالشَّهَادَةِ إِلَى إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ⑤ فِي الدُّنْيَا فِي سُورَةِ سَالِحِينَ أَلْفَ سَنَةٍ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ لِشِدَّةِ أَهْوَالِهِ يَا نَبِيَّ إِلَى الْكَافِرِينَ وَأَمَّا الْمُؤْمِنُونَ فَيَكُونُونَ أَحَقُّ عَلَيْهِ مِنْ صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ يُصَلِّيهَا فِي الدُّنْيَا كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ.

⑥ ذَلِكُمُ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ أَيُّ مَا عَنَابَ عَيْنِ الْخَلْقِ وَمَا حَضَرَ الْعَزِيزُ السَّمِيعُ فِي مَلِكِهِ الرَّحِيمِ ○ بِأَهْلِ طَاعَتِهِ

⑥ اللہ جو خالق تدبیر والا ہے جانتا ہے اس چیز کو جو مخلوق سے پوشیدہ ہے اور جو کچھ ظاہر ہے۔

غالب ہے اپنی بادشاہت میں قوت والا مہربان ہے ان پر جو اس کی بندگی کرتے ہیں۔

تشریح

⑤ زمین سے آسمان تک تمام معاملات کی تدبیر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں | اللہ تم زمین سے آسمان تک جملہ معاملات میں تدبیر فرماتے ہیں کہ ان کو کس طرح سے انجام دینا ہے اس کے لئے ظاہری اور معنوی ہر طرح کے اسباب کام میں لگ جاتے ہیں آخر وہ کام اللہ کے نظام اور اس کی مشیت اور حکمت کے مطابق مدتوں جاری رہتے ہیں پھر اس کی تمام روداد کارکنانِ قصار و قدر اللہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ اس کام کے بعد دوسرے دن کا کام اللہ تعالیٰ سپرد فرماتے ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک دن کا کام دنیا کے حساب سے ایک ہزار سال کی تاریخ ہے۔ یعنی اللہ کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حساب کے پیمانے وہ نہیں ہیں جو ہمارے دنیا میں ہیں۔ اس طرح کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تم کے یہاں ایک دن ہمارے یہاں ایک ہزار سال کے برابر ہے چنانچہ سورہ حج کی آیت میں افرادِ آسمانیوں کو یاد دلا کر فرمایا ہے: **وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ** (یہ لوگ عذاب کے لئے جلدی چاہ رہے ہیں۔ اللہ ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہ کرے گا اگر تم سے رب کے ہاں کا ایک دن تم لوگوں کے شمارے ہزار برس جسا ہوا تھا) سورہ معارج میں ارشاد ہے کہ:

سَأَلْنَا سَأَلُوكَ بِعَذَابِ بَدَأْتَهُ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ لِمِنَ اللَّهِ ذِي الْقَعَارِ وَهُوَ يَعْرِضُ الْمَلَائِكَةَ وَالرُّوحَ الْبَيِّنَاتِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا وَهُمْ لَهُ قَرِيبًا ○ (العارج آیت مائتہ)

(پوچھنے والا پوچھتا ہے اس عذاب کو جو واقع ہونے والا ہے کافروں کے لئے جس کو دفع کرنے والا کوئی نہیں ہے اس خدا کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے (یعنی درجہ بدرجہ کام کرنے والا ہے) چڑھتے ہیں اس کی طرف مائیکہ اور روح ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے پس اسے نبی صبر جمیل سے کام لو۔ یہ لوگ اسے دُور سمجھتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔)

یعنی انسانی تاریخ میں خدا کے فیصلے دنیا کی گھڑیوں اور جنتیوں کے لحاظ سے نہیں ہوتے۔ اس لئے نتائج کے ظہور کے لئے دنیا کے اعتبار سے دن اور مہینے نہیں بلکہ سال اور صدیاں لگ جاتی ہیں۔

⑥ کائنات کا نظام چلانے والی بلندی والا ہے | اس عظیم الشان کائنات کا انتظام چلانا اور اس کی تدبیر قائم کرنا اس بلند ہستی کا ہی کام ہے جو ہر چیز کا مانتے والا ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں ہے جو ہو چکا، جو ہے، اور جو ہو گا سب اس پر عیاں ہے۔ ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کی خبر رکھنے کے ساتھ وہ ہر چیز پر غالب اور زبردست ہے کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس کی راہ روک سکے۔ اس غلبے اور طاقت کے باوجود وہ ظالم و جابر نہیں ہے بلکہ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان اور رحیم و شفیع ہے۔ یہ اعلیٰ صفات رکھنے والی ہستی ہی اس کائنات کے نظام کو بخوبی چلا سکتی ہے۔



الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ

الَّذِي	أَحْسَنَ	كُلَّ شَيْءٍ	خَلَقَهُ	وَبَدَأَ	خَلْقَ	الْإِنْسَانِ	مِنْ
وہ جس نے	خوب بنایا	ہر چیز	جو اس نے پیدا کی	اور ابتدا کی	پیدائش	انسان	سے

وہ جس نے ہر شے خوب بنائی جو اس نے پیدا کی اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی

طِينٍ، ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝

طِينٍ	ثُمَّ جَعَلَ	نَسْلَهُ	مِنْ سُلَالَةٍ	مِّنْ مَّاءٍ	مَّهِينٍ
مٹی	پھر بنا یا	اس کی نسل	غلامی سے	پانی	خیر (بے قدر)

سے کی پھر اس کی نسل کو بے قدر پانی کے غلامی سے بنایا۔

④ وہ جس نے ہر چیز کو عمدہ طرح پیدا کیا اور آدم کی پیدائش مٹی سے کی۔

④ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ  
يَفْتِنُهُ اللَّامُ فِعْلًا مَّا ضِيًّا صِفَةً  
وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ آدَمَ مِنْ

طِينٍ

⑤ پھر اس کی اولاد کو قطرہ مٹی سے بنایا جو گوشت کا ٹکڑا ہوا۔

⑤ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ  
مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ  
ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ

تشریح

④ اللہ کی تخلیق لاجواب۔ اور انسانی تخلیق کا آغاز اللہ کی وسیع و عریض کائنات میں بی شمار مخلوقات میں مگر اللہ کی تخلیق لاجواب اپنی جگہ موزوں اور متناسب ہے ہر چیز ایسی ہے جیسے اس کو ہونا چاہیے نہ کوئی چیز بے ڈھنگل ہے نہ بے مٹی ہے۔ ہر چیز کی بناوٹ اتنی موزوں اور اتنی متناسب کہ اس سے زیادہ مزوٹ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ کی بنائی ہوئی کسی چیز کے نقشے میں کسی کمی کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تم بار بار مصلح کرتے ہیں کہ ہماری بنائی ہوئی ایک ایک چیز کو دیکھو کیا نہیں اس میں کوئی کمی نظر آتی ہے؟ پھر دوبارہ پلٹ کر دیکھو کہیں کوئی کمی معلوم ہوتی ہے۔ ہر ہر چیز حسن تخلیق کا شاہکار نظر آتی ہے۔

اب اللہ کی بے شمار تخلیقات میں اس کی سب سے اہم مخلوق انسان کو لیجئے۔ انسانی تخلیق کا آغاز اس طرح ہوا کہ اللہ نے سب سے پہلے انسان کو اپنے براہ راست تخلیقی عمل سے مٹی کے گارے سے تیار کیا پھر خود اسی انسان کے اندر تو اللہ وصال کی ایسی صلاحیت رکھ دی کہ اس کے نطفے سے انسان پیدا ہوتے چلے جائیں۔

⑤ انسان اللہ کے تخلیقی عمل کا شاہکار پہلا کمال یہ تھا کہ زمین سے کچھ مادے لیکر انسان جیسی حیرت انگیز صاحب شعور و عقل مخلوق بنا دی۔ دوسرا کمال یہ دکھایا کہ خود انسان ہی کے اندر انسان کی پیدائش کے لئے صلاحیت رکھ دی کہ اس سے دوسرے انسان پیدا ہوتے چلے جائیں زندگی کوئی حادثہ نہیں ہے بلکہ خالق کے تخلیقی عمل کا شاہکار ہے۔

ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ

ثُمَّ	سَوَّاهُ	وَنَفَخَ	فِيهِ	مِنْ	رُوحِهِ	وَجَعَلَ	لَكُمُ	السَّمْعَ
پھر اس کے اعضاء کو ٹھیک کیا	اور پھونکی	اس میں	سے	اپنی روح	اور بنائے	تمہارے	کان	کان

پھر اس نے اس کے اعضاء کو ٹھیک کیا اور اس میں پھونکی اپنی (روح سے) اپنی روح اور بنائے تمہارے لئے کان

وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ⑨

وَالْأَبْصَارَ	وَالْأَفْئِدَةَ	قَلِيلًا	مَّا	تَشْكُرُونَ
اور آنکھیں	اور دل (جمع)	بہت کم	جو	تم شکر کرتے ہو

اور آنکھیں اور دل، تم بہت کم ہو جو تم شکر کرتے ہو۔

⑨ پھر آدم کو پیدا کیا درست اور اس میں اپنی روح ڈالی یعنی اس کو زندہ متحرک کر دیا بعد اس کے کہ وہ جان مٹی تھے۔ اور تمہارے لئے اسے اولاد آدم کان اور آنکھیں اور دل بنایا۔ تم لوگ بہت ہی کم شکر گزار ہو۔

⑨ ثُمَّ سَوَّاهُ أَي خَلَقَ أَدَمَ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ أَي جَعَلَهُ حَيًّا حَسَّاسًا بَعْدَ أَنْ كَانَ جَمَادًا وَجَعَلَ لَكُمْ أَيْ الذَّرِّيَّةَ السَّمْعَ بِمَعْنَى السَّمَاعِ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ أَيْ الْعُلُوبَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○ مَا زَايِدَةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلْعَلَّةِ

تشریح

⑨ انسانی ظہن اپنی بندار سے کمال تک اور پھر اس کا مقصد یہ مارہین حقیر سا پانی جو مختلف غذاؤں کا پھوڑ ہے۔ عورت اور مرد کا لطف یہ آپس ملتا ہے رحم مادر میں پہنچتا ہے۔ جے ہوئے خون کی شکل اختیار کرتا ہے پھر وہ گوشت کا لوتھر ڈالین جاتا ہے تب پروردگار اس کو ٹکٹک سے درست کرتے ہیں ایک مناسب اعضاء والا بدن تیار ہو جاتا ہے۔ اب اس مادی بدن میں اللہ تعالیٰ اپنی روح پھونکتے ہیں۔ اپنی روح یہ جان عالم غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی۔ اس کو اپنا کہا عزت بڑھانے کے لئے بھی اور اس لئے بھی کہ یہ روح۔ صرف وہ زندگی نہیں ہے جس سے بدن کی مشین حرکت کرتی ہے بلکہ یہ روح وہ جو ہر خاص ہے جس سے انسان فکر و شعور عقل وغیرہ اور فیصلے اور اختیار کا مال ہوتا ہے اس کو اس لئے اپنی روح کہا کہ انسان کے یہ اوصاف اللہ کی صفات کا پرتو ہیں۔ اللہ کے علم سے انسان کو علم ملا ہے، اللہ کی حکمت سے انسان کو دانائی ملی ہے، اللہ کے اختیار سے انسان کو اختیار ملا ہے۔ اب یہ جیتا جاگتا انسان بن گیا جو سنتا ہے دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے۔ پروردگار نے انسان کو زبان دی! اور خطاب انسان سے براہ راست ہو رہا ہے کہ ہم نے تم کو کان دیئے تم کو آنکھیں دیں تم کو دل دیئے، یہ سب طاقتیں ہم نے تمہیں کیوں دیں یہ بلند پایہ اوصاف ہم نے تم کو کیوں عطا کئے۔ تمہیں آنکھیں دیں کہ ان سے بصیرت حاصل کرو، تمہیں کان دیئے کہ ان سے حقیقت کی باتیں سنو، تمہیں دل دیئے کہ ان سے صداقت کو سمجھو اور صحیح راستہ فکر و عمل کا اختیار کرو اور سراپا شکر گزار بن کر رہو۔

## وَقَالُوا آءِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ

وَقَالُوا	آءِذَا	ضَلَلْنَا	فِي	الْأَرْضِ	أِنَّا	لَفِي	خَلْقٍ	جَدِيدٍ
اور انہوں نے کہا	کیا جب ہم زمین میں	گم ہو جائیں گے	میں	زمین	کیا ہم	تو میں	پیدائش	نئی
اور انہوں نے کہا کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے تو کیا نئی پیدائش میں آئیں گے ؟								

### بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَفِرُونَ ۝۱۰

بَلْ	هُم	بِلِقَاءِ	رَبِّهِمْ	كَفِرُونَ
بلکہ	وہ	ملاقات سے	اپنا رب	منکر (جمع)
بلکہ وہ اپنے رب کی ملاقات سے منکر ہیں۔				

۱۰ اور ان لوگوں نے جو مشرک و شرکے منکر ہیں کیا ہم جس وقت مٹی میں مل جائیں گے اس وقت پھر از سر نو زندہ نہیں گئے۔

۱۰ وَقَالُوا آءِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ  
غَيْبًا فِيهَا يَبْتِغِيبُ  
مُتَلَبِّطِينَ لِابْنِ آدَمَ  
خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ أَشَقُّهَا مُنْكَارُ  
الْمُتَلَبِّطِينَ وَتَسْمِيَةُ  
وَادْخَالُ الْآلِيفِ بَيْنَهُمَا عَلَى  
الْمُؤْتَصِّلِينَ قَالَ تَعَالَى بَلْ هُمْ  
بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَفِرُونَ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلکہ یہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں یعنی قیامت ہونے کا یقین نہیں رکھتے۔

#### تشریح

۱۰ کیا مٹی میں ملنے کے بعد ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائیگا؟ رسالت اور توحید پر نہ ماننے والوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے بعد اسلام کے تیسرے بنیادی عقیدے آخرت پر ان کے اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے۔ نہ ماننے والوں کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ محمد اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ جواب دیا گیا کہ ذرا اس کلام کو دیکھو جو ان پر نازل ہو رہا ہے۔ یہ خالق کا کلام ہے اور محمد کی رسالت کی تصدیق ہے۔ دوسرا اعتراض تھا کہ اللہ معبود واحد نہیں ہے۔ جواب میں کائنات کی تخلیق اس کے تدبیر اور اختتام کو سامنے رکھ دیا گیا جو اللہ کے معبود اور اس کے واحد ہونے کی دلیل ہے۔

اب تیسرا اعتراض کہ ہم نہیں مانتے کہ ہم مر کر دوبارہ زندہ ہوں گے۔ جب ہم مٹی میں مل گئے تو کیا ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔ جواب دیا گیا کہ تم مٹی ہی سے پیدا ہوئے تھے اس لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ پھر یہ کہ مٹی سے تم نہیں پیدا ہوئے تمہارا بدن پیدا ہوا۔ موت کے بعد بدن مٹی میں ملا تم مٹی میں نہیں ملے۔ تم تو جووں کے توں اپنے رب کے پاس چلے گئے اس لئے تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوبارہ تو تمہارا بدن بنایا جائے گا۔

قُلْ يَتَوَقَّكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ

قُلْ	يَتَوَقَّكُمْ	مَلَكُ الْمَوْتِ	الَّذِي	وُكِّلَ	بِكُمْ
فراہیں	تمہاری روح قبض کرتا،	موت کا فرشتہ	وہ جو کہ	مقرر کیا گیا ہے	تم پر

آپے فراہیں موت کا فرشتہ تمہاری روح قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

ع

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝۱۱ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ

ثُمَّ	إِلَىٰ + رَبِّكُمْ	تُرْجَعُونَ	وَلَوْ	تَرَىٰ	إِذَا	الْمُجْرِمُونَ
پھر	تم اپنے رب کی طرف	لوٹائے جاؤ گے	اور اگر	تم دیکھو	جب	عسیر (جمع)

پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اگر تم دیکھو جب عسیر اپنے

نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

نَاكِسُوا	رُءُوسِهِمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	رَبَّنَا	أَبْصَرْنَا	وَسَمِعْنَا	فَارْجِعْنَا
بھکائے ہونگے	اپنے سر	اپنے رب کے سامنے	اے ہمارے رب	ہم نے دیکھا	اور ہم نے سنا	پس ہمیں لوٹا دے

رب کے سامنے سر بھکائے ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب! (اب) ہم نے دیکھا اور سنا لیا پس ہمیں لوٹا دے

نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝۱۲ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ

نَعْمَلْ	صَالِحًا	إِنَّا	مُوقِنُونَ	وَلَوْ	شِئْنَا	لَآتَيْنَا	كُلَّ	نَفْسٍ
ہم کریں	اچھے عمل	بیشک ہم	یقین کرنے والے	اور اگر	ہم چاہتے	ہم ضرور دیتے	ہر شخص	ہر شخص

کہ ہم اچھے عمل کریں بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ضرور ہر شخص کو اسکی ہدایت

هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ

هُدَاهَا	وَلَكِنْ	حَقَّ	الْقَوْلُ	مِنِّي	لَأَمْلَأَنَّ	جَهَنَّمَ
اس کی ہدایت	اور لیکن	ثابت ہو چکی ہے	بات	میری طرف سے	البتہ میں ضرور بھردوں گا	جہنم

دے دیتے لیکن (یہ) بات ثابت ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں البتہ جہنم کو ضرور بھردوں گا

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝۱۳

مِنَ	الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ	أَجْمَعِينَ
سے	جنوں	اور انسان	اکٹھے

اکٹھے جنوں اور انسانوں سے۔

## فیصل

۱۱) ان سے کہہ دے کہ تم کو وفات دیگا وہ فرشتہ جو تمہارے  
روحوں کے قبض کرنے پر مقرر ہے پھر تم اپنے رب کی  
طرف زندہ کر کے لوٹائے جاؤ گے۔

پس وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

۱۲) وَتَوَكَّرِي إِذَا الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُؤُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
رَبَّنَا ابْصُرْنَا وَسْمِعْنَا فَإِن جَعَلْنَا صَالِحًا إِنَّا مُؤَقِّنُونَ  
اور اگر تو دیکھے جبکہ کافرین اپنے رب کے سامنے شرمندگی سے سر  
جھکائے ہوئے یہ کہتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے  
دیکھ لیا وہ جس کے ہم منکر تھے یعنی مر کر جینے کے۔

اور ہم نے سن لیا تم سے پیغمبروں کا سچا ہونا ان امور میں جن  
میں ہم ان کو جھوٹا سمجھتے تھے۔  
سو ہم کو لوٹنا دنیا کی طرف کہ ہم وہاں جا کر نیک عمل کریں

بیشک اب ہم کو یقین ہو گیا۔

پھر ان کو ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور وہ دنیا کی  
طرف دلوٹائے جائیں گے  
تو ان کی اس حالت کو دیکھ کر گھبرا جاوے اور بڑے خوف  
ناک امر کو دیکھے

۱۳) اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک جان کو اس کی ہدایت دینے  
جس سے وہ راہ پر آجاتا اور ایمان لاتا اور بندگی کرتا اپنے  
اختیار سے

ولیکن بات یہ ہے کہ میرا کلام حق ہے اور میرا وعدہ پتلا  
ہے وہ یہ کہ میں دوزخ کو بھروسہ کا جنات اور کلموں  
سے سب سے۔

۱۱) قُلْ لَكُمْ يَسْأَلُكُمْ مَلَكُ

الْمَوْتِ الَّذِي ذُكِّرَ بِكُمْ

أَيْ يُقْبِضُ أَرْوَاحَكُمْ ثُمَّ إِلَى

رَبِّكُمْ تَرْجِعُونَ ○ أَحْيَاءُ

فَيُبَازِئِكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ

۱۲) وَلَوْ كَرِهَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ

الْكَايِرُونَ نَاكِسُوا رُؤُوسِهِمْ

عِنْدَ رَبِّهِمْ مُطَاطِبُونَ

هَٰذَا حَيَاءٌ يَقُولُونَ

رَبَّنَا ابْصُرْنَا مَا انكُرْنَا

مِنَ الْبَغْتِ وَسَمِعْنَا مِنكَ

تَصَدِّيقَ الرُّسُلِ فِيمَا

كَذَّبْنَا هُمْ فِيهِ فَأَرْجِعْنَا

إِلَى الدُّنْيَا نَعْمَلْ صَالِحًا

فِيهَا إِنَّا مُؤَقِّنُونَ ○

الآنَ فَمَا يَنْفَعُهُمْ ذَٰلِكَ

وَلَا يَرْجِعُونَ وَجَوَابِ

لَوْلَا أَيْتُكَ أَمْرًا فُطِيعًا

وَقَالَ تَعَالَى

۱۳) وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ

نَفْسٍ هُدًىٰ فَتَهْتَدُوا

بِالْآيَاتِ وَالطَّاعَةِ

بِاخْتِيَارٍ مِّمَّا وَلَكِنْ

حَقُّ الْقَوْلِ مِنِّي وَأَهُوَ

لَا مَلَكُتُ بَجَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

الْمَجْنُونِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○

## تشریح

۱۱) موت کی حقیقت | تم محض بدن اور دھڑ نہیں ہو کہ مٹی میں مل کر مٹی بن گئے بلکہ تم حقیقت میں جان اور روح ہو  
جسے موت کا فرشتہ پورا کا پورا اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ یہ اسی کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ لہذا موت کی  
حقیقت یہ ہے کہ جسم اور روح کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ روح بدن سے لکنے کے بعد جوں کی توں باقی رہتی  
ہے۔ موت کے وقت جو چیز قبضے میں لی جاتی ہے وہ انسان کی جان اور روح ہے اور اسی سے اس کی شخصیت کا

تعلق ہے جس کو انا (Ego) کہا جاتا ہے۔ اور اسی کو ہم، تم، اور میں کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔  
 (۱۲) میدان حشر کا منظر۔ جب مجرم سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور پر کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ موت بدن پر طاری ہوتی ہے اور انسانی روح اور اس کی وہ انا اور خودی جو اعمال سے تیار ہوئی، جوں کی توں رب کے حضور میں پیش ہو جاتی ہے۔ اسی روح کو میدان حشر میں سابقہ بدن کے ساتھ اللہ کے حضور میں پیش کیا جائیگا وہ لوگ جو دنیا میں موت کے بعد زندگی اور آخرت کے حساب کتاب کا انکار کرتے ہیں وہ مجرم بنے اللہ کے حضور میں سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور گڑگڑا رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب اب ہم نے حقیقت کا مشاہدہ کر لیا ہے خوب دیکھ اور سن لیا ہے۔ حق وہی ہے جو آپ نے پیغمبروں کے ذریعہ بتایا۔ اب آپ ہیں ایک مرتبہ واپس بھیج دیں تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ اب سب باتوں پر ہمیں یقین آ گیا ہے۔

(۱۳) انشکی طرت جواب دیا جائیگا۔ مشاہدہ کرنا تک تھا اس بات کے جواب میں کہ اب ہم نے سب کچھ سن لیا اور دیکھ لیا ہے اور حقیقت حقیقت کو محضی رکھ کر تمہارا امتحان لینا تھا ہمارے سامنے آگئی ہے۔ انشکی طرت سے جواب دیا جائیگا کہ ہم نے نہیں دیا میں امتحان اور آزمائش کے لئے بیجا تھا۔ امتحان یہ تھا کہ حقیقت کو محضی رکھ کر عقل اور دلائل سے اور علامات سے اور ہماری نشانیوں سے سچائی کو سمجھو اس کو مانو اور پھر نفس کی خواہشات کو قابو میں رکھ کر ہمارے احکام کی تعمیل کرو۔ اگر مشاہدہ حق کرانا ہوتا تو دنیا میں ہی کرادیا جاتا ان تمام بھگڑوں کی کتابوں کے نازل کرنے، پیغمبروں کے بھیجنے اور تمہیں سمجھانے، بھانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

اب تم کہتے ہو کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجو تو ہم نیک بن کے دکھا دیں گے۔ اب اس کی دوہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ تمہیں دنیا میں بھیجا جائے جو کچھ تم نے دیکھا سنا ہے وہ سب تمہیں یاد ہو اس صورت میں امتحان کا مقصد ختم ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تمہیں کچھ یاد نہ ہو تمہاری شخصیت بالکل ایک نئی قسم کی شخصیت ہو اس صورت میں تہجدی ہوگا جو آج ہوا ہے۔  
 جیسا کہ سورہ انفام میں ارشاد ہوا۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَبَدُوْا لِمْا نَشَهُوْا عَنۡہٗ (پارہ ۷ رکوع ۲۷ آیت ۲۸)

(ورد نہ اگر انہیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا۔)

سب کو زبردستی راہ ہدایت پر قائم کرنا حکمت کے خلاف تھا لہذا وہ بات پوری ہوئی جو تخلیق آدم کے وقت ابلیس کو خطاب کر کے ارشاد فرمائی گئی تھی۔ ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور نسل آدم کو بہکانے کے لئے قیامت کی مہلت مانگی ابلیس کا دعویٰ تھا۔

لَا تُغۡوِبۡتۡہُمۡ اٰجۡمَعِیۡنَ الْاَعۡبَادَ لَکَ مِنْہُمۡ الْمُتَخَلِّصِیۡنَ۔ مَا لَکَ

مِنۡہُمۡ اٰجۡمَعِیۡنَ (سورہ ص رکوع ۵ آیت ۵۷ تا آیت ۵۹)

ابلیس نے کہا تیری موت کی قسم میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا سولے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ظاہر کر لیا ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ، تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب لوگوں سے بھر دوں گا جو ان انسانوں میں سے تیری پیروی کریں گے۔

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ

فَذُوقُوا	بِمَا	نَسِيتُمْ	لِقَاءَ	يَوْمِكُمْ	هَذَا	إِنَّا	نَسِينَاكُمْ
بس چکھو	وہ جو	تم نے بھلا دیا تھا	ملاقات	اپنے دن	اس	جسک تم نے تم کو بھلا دیا	

بس تم اس کا مزہ چکھو جو تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات (حاضری) کو تم نے ابھی تمہیں بھلا دیا

وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾ إِنَّمَا

وَذُوقُوا	عَذَابَ	الْخُلْدِ	بِمَا	كُنْتُمْ	تَعْمَلُونَ	إِنَّمَا
اور چکھو تم	ہمیشہ کا عذاب	اس کا بدلو جو	تم کرتے تھے	اس کے سوا نہیں		

جو تم کرتے تھے اس کے بدلے ہمیشہ کا عذاب چکھو۔ اس کے سوا نہیں کہ

يَوْمَ مَنْ يَأْتِنَا الَّذِينَ إِذْ ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا

يَوْمَ	مَنْ	يَأْتِنَا	الَّذِينَ	إِذَا	ذُكِرُوا	بِهَا	خَرُّوا	سُجَّدًا
ایمان لاتے ہیں	ہماری آیتوں پر	وہ جو	جب	یاد دلائی جاتی ہیں	وہ	گر پڑتے ہیں سجدوں میں		

ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدوں میں گر پڑتے ہیں۔ اپنے

وَسَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾

وَسَبِّحُوا	بِحَمْدِ	رَبِّهِمْ	وَهُمْ	لَا	يَسْتَكْبِرُونَ
اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں	توہین کے ساتھ	اپنا رب	اور وہ	عجب نہیں کرتے	

رب کی توہین کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے ہوئے اور وہ عجب نہیں کرتے۔

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ

تَتَجَافَى	جُنُوبُهُمْ	عَنِ	الْمَضَاجِعِ	يَدْعُونَ	رَبَّهُمْ
الگ رہتے ہیں	ان کے پہلو	سے	خواب گاہوں (بستروں)	وہ پکارتے ہیں	اپنا رب

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱۶﴾

خَوْفًا	وَطَمَعًا	وَمِمَّا	رَزَقْنَاهُمْ	يُنْفِقُونَ
ڈر	اور امید	اور اس سے جو	ہم نے انہیں دیا	وہ خرچ کرتے ہیں

ڈر اور امید سے اور تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

﴿۱۳﴾ اور دونوں کے فرشتے ان سے کہیں گے جب وہ اس میں ڈالے جاویں گے کہ چکھو تم اس عذاب کو اس سبب سے کہ تم بولے اس

﴿۱۳﴾ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا أَلَمْ يَذُكِّرْكُمْ اللَّهُ أَنْ

## فصل

دن کے آنے کو کہ تم ایمان نہ لائے اور آخرت کا یقین نہ کیا اس کو میں ہم نے تم کو عذاب میں چھوڑ دیا۔ اور چھوٹے عذاب ہمیشہ کا بہ سبب اپنے انکار اور جھٹلانے کے۔

بِهِ اِنَّا نَبِيْنَكُمْ تَزَكَّيْنَاكُمْ فِي الْعَذَابِ  
وَذُوْقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ اِنَّكُمْ بِمَا  
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ  
وَالْكَذِبِ

۱۵) ہماری آیتوں یعنی قرآن پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب ان کو قرآن سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں اور حمد کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ وحمده کہتے ہیں اور ایمان اور بندگی سے سبک نہیں کرتے

۱۵) اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا  
ذُكِّرُوْا وَعُظُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا  
سَبِّحُوْا مُتَسَبِّحِيْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ  
اَيُّ وَالْوَالِجُحٰنِ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ  
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

۱۶) ان کی کر وہیں خواب گاہوں سے جڑی رہتی ہیں تہجد کی نماز کے لئے اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید کر کے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے صدقہ کرتے ہیں۔

عَنِ الْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ  
۱۶) تَلْبَعَانِ خَشُوْهُمْ تَرْقُبُ عَنِ الْمُنَاجِعِ  
مَوَاضِعِ الْاَضْطِرَّاءِ بِفَرَشَتِهَا لِصَلَاتِهِمْ بِاللَّيْلِ  
تَهَجَّدًا يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا مِّنْ عِقَابِهِ  
وَطَمَعًا فِي رَحْمَتِهِ وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ  
يُنْفِقُوْنَ ۝ يَتَصَدَّقُوْنَ

## تشریح

۱۳) تم نے بدلے کے دن کو بھلا دیا تھا اب تم یہ بھول گئے تھے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جو بھی تم عمل کرو گے تمہیں اس کا حساب ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا۔ دینا ہے اور تمہیں اس کا بدلہ ملنا ہے۔ اب تم نے جیسے عمل کئے ان کا مواجھو۔ ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا یعنی تم ہماری رحمت سے محروم ہو گئے۔ اب تم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔

۱۵) اہل ایمان کا خوف و خشیت | مجرمین کے مقابلے میں جن میں سرکشی اور تکبر کوٹ کوٹ کر بھلا تھا اور جو شیطان کے پیروکار بنے ہوئے تھے۔ اہل ایمان کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے غلط خیالات کو چھوڑ کر اللہ کی اطاعت اور اس کی عبادت کو اپنی شان کے خلاف نہیں سمجھتے نفس کی بڑائی انہیں حق کو قبول کرنے اور رب کی اطاعت سے نہیں روکتی زبان سے بھی اللہ کی تسبیح اور اس کا ذکر اور اس کی حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں ( اس آیت پر سجدہ کرنا عملاً بھی اللہ کی اطاعت کا اظہار ہے۔

۱۶) اہل ایمان راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں | اہل ایمان اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ دن بھر محنت کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں۔ رزق حلال کے لئے بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور ان کی راتیں عیش و عشرت میں نہیں بلکہ اللہ کی عبادت میں گذرتی ہیں۔ نفس کا حق ادا کرتے ہوئے آرام بھی کرتے ہیں اور رات کا ایک حصہ اللہ کی عبادت میں گزارتے ہیں اور جو اللہ نے ان کو رزق حلال عطا فرمایا ہے اس میں سے وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں یعنی جان اور مال ہر طرح سے اللہ کی اطاعت ان کی زندگی ہوتی ہے۔



فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

فَلَا تَعْلَمُ	نَفْسٌ	مَّا	أُخْفِيَ	لَهُمْ	مِنْ	قُرَّةِ أَعْيُنٍ
موتیں جانتا	کوئی شخص	جو	چھپا رکھا گیا	ان کے لئے	سے	آنکھوں کی ٹھنڈک

سو کون شخص نہیں جانتا جو چھپا رکھا گیا ہے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک سے

جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾ أَفَمَنْ كَانَ

جَزَاءً	بِمَا	كَانُوا	يَعْمَلُونَ	أَفَمَنْ	كَانَ
جزا	اس کا	جو وہ	کرتے تھے	تو کیا جو	ہو

اس کی سزا جو وہ کرتے ہیں۔ تو کیا جو مو من ہو

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾ أَمَّا

مُؤْمِنًا	كَمَنْ	كَانَ	فَاسِقًا	لَا يَسْتَوُونَ	أَمَّا
مومن	اس کا مانند جو	ہو	فاسق (نافران)	وہ برابر نہیں ہوتے	رہے

وہ اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو؟ (فرمادیں) وہ برابر نہیں ہوتے۔ رہے وہ

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ

الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	فَلَهُمْ	جَنَّاتُ
جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	توان کے لئے	باغات

جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے توان کے لئے رہنے کے

الْمَأْوَىٰ ذُرًّا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾

الْمَأْوَىٰ	ذُرًّا	بِمَا	كَانُوا	يَعْمَلُونَ
رہنے کے	مہانی	اس (ملاں) جو	وہ	کرتے تھے۔

باغات ہیں اس کے صلہ میں جو وہ کرتے تھے

﴿۱۷﴾ سو کوئی آدمی نہیں جانتا کہ جو کچھ ان کے لئے ٹھنڈک  
آنکھوں کی پوشیدہ رکھی گئی ہے عومن ان کے اعمال کا

﴿۱۸﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا  
أُخْفِيَ خَبْرٌ لَهُمْ مِنْ  
قُرَّةِ أَعْيُنٍ مَّا تَقْرِيهِ  
أَعْيُنُهُمْ فِي قِرَاءَةِ بَسْمَلِ

الْبَاءِ مُضَارِعٌ جَزَاءٌ

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۱۸) أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا

يَسْتَوُونَ ○ أَى الْمُؤْمِنُونَ

وَالْفَاسِقُونَ

۱۹) أَمْ الْكَافِرِينَ أَمْتُوا وَ

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ

جَنَّاتُ النَّارِ وَيُزَكَّى

وَهُوَ مَا يُعَدُّ لِلضَّيْفِ بِمَا

كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

۱۸) سو کیا وہ شخص جو مومن ہے مثل اس کے ہے جو  
الشرکی بندگی سے باہر ہے۔ ہرگز یہ دونوں  
برابر نہیں۔

۱۹) لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کے  
سوان کے لئے جنت میں ٹھکانا اور مہانداری ہے۔  
بہ سبب ان کے عملوں کے۔

### تشریح

۱۸) نیک بندوں کے لئے جنت کی فاس نعمتیں! شر کے وہ نیک بندے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس سے رحمت کی امید  
لگائے ہوئے ہیں چکے چکے رات کو اٹھ کر اس کو یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لئے جنت  
کی وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کوئی انسان ان نعمتوں کا  
تصور کر سکا۔

نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: - عَدَدٌ لِّعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَأَعْيُنٌ  
رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ اگر میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ  
فراہم کر رکھا ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کبھی کسی کان نے سنا، نہ کوئی انسان کبھی اس کا تصور کر سکا،  
- (رادى حضرت ابو ہریرہ - بخاری - مسلم - ترمذی - مسند احمد)

یہی حدیث تھوڑے نفظی فرق کے ساتھ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ حضرت سہل بن سعدؓ ساعدی نے بھی  
حضورؐ سے روایت کی ہے جسے مسلم، احمد، ابن جریر اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۸) فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے | ایک وہ شخص جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کے قانون کو مان کر اس کی فرماں برداری کرتا  
ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو مکمل نافرمانیوں میں مبتلا ہے اور اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ نفس کی خواہشات کے پیچھے  
لگا ہوا ہے یہ دونوں برابر کیے ہو سکتے ہیں۔

اگر ایمان دار اور بے ایمان کا انجام اللہ کے یہاں ایک جیسا ہو جائے تو سمجھ لو کہ اندھیر نگری اور چوہا پٹراج  
ہوا۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے ہر ایک کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔

۱۹) اہل ایمان کے لئے جنت کا ٹھکانا | جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اللہ کے فضل و کرم سے ان کے اچھے اعمال کی  
وجہ سے جنت ان کا ٹھکانا ہوگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَا لَهُمْ النَّارُ كَلِمًا

وَأَمَّا	الَّذِينَ	فَسَقُوا	فَمَا لَهُمْ	النَّارُ	كَلِمًا
اور رہے	وہ جنہوں نے	نافرمانی کی	تو ان کا ٹھکانا	جہنم	کلمہ
اور رہے وہ جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وہ جب بھی					

أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ

أَرَادُوا	أَنْ يَخْرُجُوا	مِنْهَا	أُعِيدُوا	فِيهَا	وَقِيلَ
وہ ارادہ کریں گے	کہ وہ نکلیں	اس سے	لوٹا دئے جائیں گے	اس میں	اور کہا جائے گا
اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں لوٹا دئے (دھکیل دئے) جائیں گے اور انہیں کہا جائیگا					

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا

لَهُمْ	ذُوقُوا	عَذَابَ	النَّارِ	الَّتِي	كُنْتُمْ	بِهَا
انہیں	تم چکھو	عذاب	دوزخ	وہ جو	تم تھے	اس کو
دوزخ کا عذاب چکھو، وہ جس کو تم بھٹلاتے تھے						

تُكذِّبُونَ ②۰ وَلَنْذِيقَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى

تُكذِّبُونَ	وَلَنْذِيقَهُمْ	مِنَ	الْعَذَابِ	الْأَدْنَى
بھٹلاتے	اور البتہ ہم انہیں ضرور چکھائیں گے	کچھ	عذاب	نزدیک
اور البتہ ہم انہیں ضرور چکھائیں گے کچھ عذاب نزدیک (دنیا) کا				

دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ②۱

دُونَ	الْعَذَابِ	الْأَكْبَرِ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُونَ
سوائے (پہلے)	عذاب	بڑا	شاید وہ	لوٹ آئیں
(آخرت کے) بڑے عذاب سے پہلے شاید وہ لوٹ آئیں				

②۰ اور لیکن وہ لوگ جو فاسق و کافر ہیں بہ سبب تکذیب کے سو ان کے لئے دوزخ ہے۔ جب وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں ڈھکیل دئے جائیں گے اور ان سے کہا جاوے گا کہ۔

②۰ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَا لَهُمْ كَلِمًا وَالشَّكَايِبُ فَمَا لَهُمْ النَّارُ كَلِمًا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ

چکھو عذاب دوزخ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ  
الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ  
تُكذِّبُونَ ○

(۲۱) اور البتہ ہم ان کو چکھادیں گے عذاب دنیا میں ماتھ  
قتل اور قید اور برسوں کی قحط سالی اور بیماریوں  
کے۔  
پہلے عذاب آخرت سے جو نہایت سخت ہے۔  
تاکہ جو لوگ ان میں سے باقی رہیں ایمان کی طرف  
رجوع کریں۔

(۲۱) وَلَنذِيقُنَّ عَذَابَ  
الْأَذَىٰ عَذَابَ الَّذِينَ  
بِالْقَتْلِ  
وَالْأَسْرِ وَالْجَذْبِ  
سِينِينَ  
وَالْأَمْوَاحِ ذُوقُوا  
قَبْلَ  
الْعَذَابِ الْكَبِيرِ  
عَذَابِ  
الْآخِرَةِ لَعَلَّهُمْ  
أَيُّ  
مَنْ يَفْقَهُ مِنْهُمْ  
يَرْجِعُونَ ○  
إِلَى الْإِيمَانِ

### تشریح

(۲۰) ایمان نہ لانے والوں کا ٹھکانہ دوزخ | اہل ایمان کے مقابلے میں وہ لوگ جنہوں نے فسق کا رویہ اختیار کیا ان کا ٹھکانہ  
دوزخ ہے جب کبھی وہ ان سے نکلنا چاہیں گے تو دوبارہ اسی میں دھکیل دئے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ چکھو اب  
اسی آگ کے عذاب کا مزاجس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

(۲۱) آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے دنیا میں جھوٹے چھوٹے عذاب | اللہ تم نے انسان کو دنیا میں آزمائش کے لئے اور امتحان کے لئے بھیجا ہے  
عذاب تنبیہ کے لئے نازل ہوتے رہیں گے۔ اور اس کو محدود دائرے میں عمل کی آزادی اور اختیار دیا ہے اور انسان  
کو ایسی صلاحیتیں دی ہیں کہ وہ علم اور عقل کی روشنی میں اپنے لئے صحیح فیصلہ کر سکے۔ ان انحرافات کے ساتھ پروردگار نے  
انسان کی ہدایت کے لئے اندرونی اور بیرونی بہت سے انحرافات کئے ہیں مگر بہر حال ارادہ اور اختیار انسان کو دیا ہے  
اور اس پر کوئی جبر نہیں کیا البتہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے کہ میرے بندے میری رضا کا راستہ اختیار کر کے میری  
نعمتوں سے سرفراز ہوں۔ اس کے انصاف کا تقاضہ یہ ہے اور وہ تقاضہ پورا ہو گا کہ اچھوں کو اچھا اور بروں کو برا بددعا  
اللہ کی رحمت اور شفقت کا ایک انداز یہ ہے کہ آخرت کی بڑی سزا سے بچانے کے لئے دنیا میں مختلف انداز  
سے اپنے بندوں کو اجتماعی اور انفرادی طور پر تنبیہ کرتا رہتا ہے تاکہ ان کو احساس ہو کہ ان کے اختیار کا دائرہ لامحدود  
نہیں ہے اور ان سے اوپر ایک بڑی طاقت ہے جو ان پر کنٹرول کر رہی ہے۔ اس لئے انفرادی طور پر انسان مختلف  
پریشانیوں دکھوں اور آزمائشوں سے گزرتا رہتا ہے۔

اسی طرح اجتماعی طور پر زلزلے، قحط سالی، حادثات وغیرہ پیش آنے رہتے ہیں تاکہ انسان محسوس  
کر لے کہ وہ ایک عظیم طاقت کے سامنے کتنا بے بس ہے۔ اور راہ راست اختیار کرے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ  
آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے ہم اسی دنیا میں کسی نہ کسی چھوٹے عذاب کا مزاجس نہیں چکھانے رہیں گے  
کہ شاید یہ اپنی باغیانہ روش سے باز آجائیں اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی توفیق ہو جائے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ آيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا مِنَ

وَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	ذَكَرَ	آيَاتِ رَبِّهِ	ثُمَّ	أَعْرَضَ	عَنْهَا	إِنَّا	مِنَ
اور کون	بڑا ظالم	اس سے جو	آیتوں کی	اس رب کی آیات سے	پھر	اس سے منہ پھیرا	اس سے	بیشک	ہم

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جسے اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی گئی پھر اس نے اس سے منہ پھیر لیا بیشک ہم

الْمُجْرِمِينَ مُتَّقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي

الْمُجْرِمِينَ	مُتَّقِمُونَ	وَلَقَدْ	آتَيْنَا	مُوسَى	الْكِتَابَ	فَلَا	تَكُنْ	فِي
مجرم (جمع)	انعام لینے والے	اور تحقیق ہم نے	دی	موسیٰ	کتاب (توریت)	تو تم نہ رہو	میں	میں

مجرموں سے انعام (بدل) لینے والے ہیں اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو توریت عطا کی تو تم اس کے ملنے کے متعلق

مِرْيَةً مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾

مِرْيَةً	مِّنْ لِّقَائِهِ	وَجَعَلْنَاهُ	هُدًى	لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ
شک	اس کا ملنا	اور ہم نے بنایا	ہدایت	بنی اسرائیل کے لئے

شک میں نہ رہو۔ اور ہم نے اسے بنا دیا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے۔

﴿٢٢﴾ اور اس سے زیادہ کون نا انصاف ہے جو اپنے رب کی آیتوں یعنی قرآن کے ساتھ نصیحت کیا جاوے۔ پھر اس سے منہ پھیرے۔ یعنی کوئی زیادہ ظالم اس سے نہیں بیشک ہم مشرکین سے بدلہ لینے والے ہیں۔

﴿٢٢﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ آيَاتِ رَبِّهِ أَنْتُرَاتٍ لَّمْ أَعْرَضَ عَنْهَا أَمَى لَا أَحَدٌ أَظْلَمُ مِنْهُ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ أَمَى الشُّرَكِيَّاتِ مُتَّقِمُونَ ○

﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ وَجَعَلْنَا مَلَكَنَا آيَةً فَتَدَا بِأَمْوَالِ النَّاسِ كَرَاهًا وَأَكَاوَابًا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَلَا أَدْرِ بِكُمْ نَارًا كَوْتَاةً دَى سَوْتَاةً حَمْرًا اس كے ملنے سے شک میں نہ رہو اور بیشک وہ دونوں ملے شب معراج میں۔ اور ہم نے موسیٰ کو یا توراة کو نبی اسرائیل کے واسطے ہادی بنایا۔

﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ التَّوْرَةَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ شَيْئًا مِّنْ لِّقَائِهِ وَقَدْ آتَيْنَا لَيْلَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَجَعَلْنَا لَأَى مُوسَى أَدِ الْكِتَابِ هُدًى هَادِيًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ○

### تشریح

﴿٢٢﴾ پروردگار کی نشانیوں سے منہ پھرنے والا سزا پا کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور اس کی رہنمائی کے لئے اپنی نشانیاں کائنات میں بکھیر کر رکھ دی ہیں جو یہ بتا رہی ہیں کہ یہ کائنات نہ تو بے خدا ہے اور نہ اس کے بہت سے خدا ہیں۔ یہ نشانیاں زمین سے آسمان تک کائنات کے جموعی نظام میں بکھری ہوئی ہیں۔ یہ کائنات کیسے وجود میں آئی اس پر

کیسی کسی کاری گریاں ہیں، خالق کی قدرت کے نمونے ہیں۔ پھر یہ پورا نظام کتنا گھنا بندا ہوا اور منظم ہے انسان ذرا سا غور کرے تو اس کے لئے خالق کو پہچانتا کوئی مشکل نہیں ہے۔

○ دوسری وہ نشانیاں ہیں جو انسان کی اپنی پیدائش اس کی بناوٹ اور اس کے وجود میں پائی جاتی ہیں۔ انسان کس طرح ایک جھیر پانی سے پیدا ہوتا ہے، رحم مادر میں پرورش پاتا ہے۔ اس کے متناسب اعضاء اس کا سراپا یکنون بناتا ہے۔ پھر اس میں کون جان ڈالتا ہے۔ پھر اس کی ایک فطرت اس کا ایک مزاج اس کا ایک ذوق اور طرح طرح کی صلاحیتیں اور گن جو انسان اپنے ساتھ لے کر آتا ہے آخر یہ سب کس کی دین ہے؟ پھر پیدائش سے لیکر موت تک اس کی پرورش اور نگہبانی اور تمام ضروریات کی کفالت کون کرتا ہے۔ کیا انسان کا اپنا وجود خالق کی گواہی نہیں دے رہا ہے۔

○ پھر ذرا انسان اپنے دماغ اپنے وجدان اور اپنے شعور کو دیکھے یہ سب کس کی دین ہے؟ اچھائی اور برائی کی تمیز اس کے اخلاقی تصورات جو تمام جانداروں سے اس کو متاثر کرتے ہیں یہ سب کس کی قدرت ہے؟

○ پھر وہ کھلی کھلی نشانیاں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ بھیجتا ہے تاکہ انسان سمجھ سکے کہ اس کے پیغمبر جس چیز کی طرف بلا رہے ہیں وہ کس درجہ معقول اور صحیح بات ہے۔

ان تمام نشانیوں کو نظر انداز کر کے جو شخص منہ پھیر کر چل دیتا ہے اس سے بڑا مجرم کون ہوگا یہ سب سے بڑھ کر ظالم ہے جو سمجھنے کے باوجود بھی نہیں سمجھتا۔ یہ اللہ کی گرفت سے کیسے بچ سکتا ہے۔

آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ ؑ کو بھی کتاب دی تھی جس کی پیروی کر کے بڑے بڑے پیشوا اور امام بنے ہیں۔ آپ کو بھی اللہ کی طرف سے ایک عظیم کتاب ملی ہے جس سے ایک بڑی مخلوق ہدایت پائے گی اور بنی اسرائیل سے بڑھ کر آپ کی امت میں امام اور پیشوا ہوں گے۔

رسولوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی آتے رہے ہیں اور ان پر کتابوں کا نازل ہونا یہ بھی اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

اس سے پہلے حضرت موسیٰ پر کتاب نازل کر چکے ہیں۔ (۲۳) اور وہی کتاب بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنی۔ کسی پیغمبر پر کتاب کا نازل ہونا کوئی نرالہ واقعہ نہیں ہے اللہ کے بہت سے پیغمبروں میں سے ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ پر ہم اس سے پہلے کتاب نازل کر چکے ہیں اور یہی کتاب بنی اسرائیل کی ہدایت اور ان کے عروج کا ذریعہ بنی۔

بنی اسرائیل کئی صدیوں سے مصر میں انتہائی ذلت کی زندگی بسر کر رہے تھے فرعونوں نے پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا تھا یہاں تک کہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور عورتوں کو کیز بنالیتا تھا۔ اس طرح ان کی نسل کشی کی جا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی قوم میں سے حضرت موسیٰ ؑ کو اپنا پیغمبر مقرر کیا اور ان پر اپنی کتاب توریت نازل فرمائی اور اس کے فیض سے ایک دبی پس قوم ہدایت پا کر قوموں کی امامت کے درجے کو پہنچی۔ اب اسی طرح کی چیز اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ میں اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد پر نازل فرمائی تو اب اس میں مشکوک و شبہات پیدا کرنا اور اس کو کوئی انوکھا واقعہ قرار دینا تاریخ کی سچائیوں کا انکار کرنا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَاتَهُ يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا

وَجَعَلْنَا	مِنْهُمْ	آيَاتَهُ	يَهْدُونَ	بِأَمْرِنَا	لَمَّا
اور ہم نے بنایا	ان سے	اجمع امام پیشوا	وہ رہنمائی کرتے	ہمارے حکم سے	جب
اور جب ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے، وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے، جب انھوں					

صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿۲۳﴾

صَبَرُوا	وَكَانُوا	بِآيَاتِنَا	يُوقِنُونَ
انھوں نے صبر کیا	اور وہ تھے	ہماری آیتوں پر	یقین کرتے
نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین کرتے تھے۔			

﴿۲۳﴾ اور بنی اسرائیل میں سے ہم نے پیشوا بنائے جبکہ انھوں نے مصیبتوں پر اور دشمنوں کی سختیوں پر صبر کیا اور اپنے دین میں پختہ رہے وہ ہدایت کرتے ہیں لوگوں کو ہمارے حکم سے۔

اور وہ ہماری وحدانیت اور نشانیوں کا یقین رکھتے ہیں

﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَاتَهُ يَسْتَحْقِقُونَ  
الْمُرْتَدِّينَ وَابْدَالِ الثَّانِيَةَ  
بِنَاءٍ فَتَادَةٌ يَهْدُونَ النَّاسَ  
بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَعَلَىٰ ذَٰلِكُمْ  
عَلَىٰ الْبَلَاءِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِمْ  
وَكَانُوا بِآيَاتِنَا الدَّالَّةِ عَلَىٰ  
قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا  
يُوقِنُونَ ۝ وَفِي هَرَاءِ  
بِكُورِ اللَّامِ وَتَحْقِيقِ  
النَّبِيِّ

### تشریح

﴿۲۳﴾ بنی اسرائیل کے حق پرستوں کو پیشوائی کا درجہ مل گیا تھا اور اس پر کتاب نازل ہوتی ہے تو قوم کے لئے ایک آزمائش ہوتی ہے۔ اگر قوم اس پر ایمان لائے اور اللہ کے احکام کی پیروی میں ثابت قدمی دکھائے اور حق پرستی میں ہر خطرے اور نقصان کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ ان امتحانات سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے بعد اس قوم کو پیشوائی کا درجہ ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا یقین کیا ایمان پر ثابت قدم رہے تو پھر ان میں سے ایسے پیشوا اور رہنما پیدا ہوئے جن کو رہنمائی کا مقام ملا۔

اب یہی معاملہ یہاں بھی ہوگا۔ یہ پیغمبر تمہارے سامنے ہیں۔ ان پر اللہ کی کتاب نازل ہوئی ہے۔ جو لوگ ان کے احکامات کی پیروی کریں گے اور اس کے لئے ہر طرح کی سختیاں برداشت کریں گے، تو انھیں عزت اور رہنمائی کا مقام ملے گا۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْضِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

إِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	يَفْضِلُ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بیشک	تمہارا رب	وہ	فیصلہ کرے گا	ان کے درمیان	قیامت کے دن

بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾

فِيمَا	كَانُوا	فِيهِ	يَخْتَلِفُونَ
اس میں	وہ تھے	اس میں	اختلاف کرتے

جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

﴿٢٥﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْضِلُ

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فِيمَا كَانُوا فِيهِ

يَخْتَلِفُونَ ○ مِنْ

أُمُورِ الدِّينِ

﴿٢٥﴾ بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا

قیامت کے دن

ان باتوں میں جن میں وہ دین کے بارے میں

اختلاف کرتے تھے۔

### تشریح

﴿٢٥﴾ آخری فیصلہ قیامت کے دن ہوگا | دنیا میں اللہ تعالیٰ ایسے واقعات دکھاتا رہتا ہے جنہیں دیکھ کر اور سمجھ

کر انسان عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ عاد اور ثمود کی تباہ شدہ بستیاں جن پر سفر کے دوران اہل عرب گزرتے رہتے ہیں گواہی دے رہی ہیں کہ جن لوگوں نے حق کا انکار کیا ان کا کیا انجام ہوا۔ باقی اہل حق اور منکرین کے درمیان آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے۔

روز قیامت اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا کہ ہر فرقہ اور ہر مسلک والا جو اپنے آپ کو اہل حق

میں سمجھتا ہے ان میں سے کون حق پر ہے۔ دنیا میں دلائل عقلی اور نقلی کے ذریعہ حق و باطل کا فرق سمجھا جاسکتا

ہے بشرطیکہ انسان سمجھنا چاہے لیکن جب انسان ایک خاص نقطہ نظر اختیار کر لیتا ہے اور اس کی وجہ

سے اس میں تنگ نظری پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے لئے حق کا سمجھنا کافی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے

حق تک پہنچنے کے لئے دماغ کی کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رہنی چاہئیں۔ اور انسان کو پورے خلوص کے

ساتھ حق تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔



أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ	لَهُمْ	كَمَا أَهْلَكْنَا	مِنْ قَبْلِهِمْ	مِنَ الْقُرُونِ
کیا	ہدایت نہ ہوئی	انکے	ہم نے کتنی ہلاک کیں	ان سے

کیا ان کے لئے (یہ حقیقت) موجب ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے قبل کتنی (ہی) امتیں ہلاک کیں

يَمْشُونَ فِي مَسْجِدِهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿۲۶﴾

يَمْشُونَ	فِي	مَسْجِدِهِمْ	إِنَّ	فِي ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	أَفَلَا يَسْمَعُونَ
وہ چلتے ہیں	میں	انکے گھر (میں)	بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	تو کیا وہ سنتے نہیں۔

وہ ان کے گھروں میں چلتے (بہرتے) ہیں بیشک اس میں نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں

﴿۲۶﴾ کیا مکہ کے کافروں کو ظاہر نہیں ہوا کہ ہم نے بہت جماعتوں کو ہلاک کیا

بہت بے ایمانوں کے گھر کے

جب مکہ والے شام وغیرہ کی طرف سفر کرتے ہیں

ان کے نشانیاں دیکھتے ہیں۔ سو چاہئے کہ ان سے عبرت لیں

بیشک اس میں جو مذکور ہوا نشانیاں ہیں ہماری قدرت کی سو کیا یہ لوگ غور کے ساتھ نہیں سنتے۔ اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

﴿۲۶﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا

أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ أَمْ

لَمْ يَتَّبِعُوا كُفْرًا مَكَّةَ

أَهْلَاكُنَا كَثِيرًا مِنَ الْقُرُونِ

الْأَمْثَرِ بِكُفْرِهِمْ يَمْشُونَ

حَالًا مِنْ ضَيْقِ نَفْسِهِمْ

فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَسْفَارِهِمْ

إِلَى الشَّامِ وَعَنْبَرِهَا

فَيَعْتَبِرُوا إِنَّ فِي ذَلِكَ

لَآيَاتٍ ذَلَالَتِنَا أَفَلَا

يَسْمَعُونَ ○ سَمَاعٌ تَذَبُّرٌ وَتَعَاظٌ

تشریح

﴿۲۶﴾ رسول کو جھٹلانے کے بعد کوئی قوم نجات نہیں سکی | رسول کی بعثت کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا وہ اللہ کی زمین پر اللہ کی کاہل

حمت بن کر آتے ہیں۔ اس لئے جس قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا وہ قوم نجات نہیں سکی۔ ان میں سے صرف وہی لوگ بچے ہیں جو اس پر ایمان لائے، رسول کو جھٹلانے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عبرت کا سامان بن کر رہ گئے۔ کیا ان لوگوں نے دیکھا نہیں کہ ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔

کیا ان واقعات میں انہیں کوئی ہدایت نہیں ملی؟ یہ اتنی بڑی بڑی نشانیاں، قوموں کی بستیوں کے کنڈرات کیا ان سے کچھ نہیں کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ بہرے ہیں سنتے نہیں ہیں۔ کیا یہ اندھے ہیں دیکھتے نہیں ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زُرْعَاتًا كُلُّ

أَوَلَمْ يَرَوْا	أَنَا + نَسُوقُ	الْمَاءَ إِلَى	الْأَرْضِ	الْجُرُزِ	فَنُخْرِجُ بِهِ	زُرْعَاتًا	كُلُّ
کیا انہوں نے نہیں دیکھا	کہ ہم چلاتے ہیں	پانی	طرف	زمین	خشک	پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی	کھاتے ہیں
کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم خشک زمین کی طرف پانی چلاتے ہیں (روا کرتے ہیں) پھر اس سے ہم کھیتی نکالتے ہیں اس سے ان کے							

مِنَهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۲۷ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْمُ

مِنَهُ	أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ	أَفَلَا يُبْصِرُونَ	وَيَقُولُونَ	مَتَى	هَذَا	الْفَتْمُ
ان کے	مویشی اور وہ خود	تو کیا وہ دیکھتے نہیں	اور وہ کہتے ہیں	کب	یہ	فتح (فیصل)
مویشی کھاتے ہیں اور وہ خود (بھی) تو کیا وہ دیکھتے نہیں؟ اور وہ کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا۔ اگر						

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۲۸ قُلْ يَوْمَ الْفَتْمِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا

إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ	قُلْ	يَوْمَ	الْفَتْمِ	لَا يَنْفَعُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا
اگر تم ہو	سچے	فراہیں	فتح (فیصل) کے دن	نفع نہ دے گا	جنہوں نے کفر کیا (کاٹرا)			
تم سچے ہو۔ آپ فراہیں فیصلے کے دن کا فردوں کو ان کا اسیان (لانا) نفع نہ								

أَيْمَانِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۲۹ فَأَعْرَضُ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ

أَيْمَانِهِمْ	وَلَا هُمْ	يُنْظَرُونَ	فَأَعْرَضُ	عَنْهُمْ	وَانْتَظِرْ
ان کا ایمان	اور نہ وہ	مہلت دئے جائیں گے	پس تم بھرو تم	ان سے	اور تم انتظار کرو
دے گا اور نہ وہ مہلت دئے جائیں گے پس تم ان سے منہ پھرو اور تم انتظار کرو					

إِنَّهُمْ مُنْتَضِرُونَ ۳۰

إِنَّهُمْ	مُنْتَضِرُونَ
بیشک وہ	منتظر ہیں۔
بیشک وہ بھی منتظر ہیں۔	

۲۷ اور کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم خشک زمین میں پانی جاری کرتے ہیں جہاں بالکل گھاس نہیں۔ پس لکھی ہے اس پانی سے کھیتی کہ اس میں سے آدمی انکے جانور کھاتے ہیں سو کیا یہ لوگ اس کو نہیں دیکھتے جس سے جان لیویں ہماری قدرت کو ان کے دوبارہ زندہ کرنے پر۔

۲۸ کاٹرا کہتے ہیں اہل ایمان سے کہ ہم میں اور تم میں کب فیصلہ ہوگا اگر

۲۷ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ الْيَابِسَةِ الَّتِي لَانْبَات فِيهَا فَنُخْرِجُ بِهَا زُرْعَاتًا كُلُّ مِمَّنْ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۲۷ هَذَا فَيَعْلَمُونَ أَنَّا نَقْدِرُ عَلَى إِعَادَتِهِمْ

۲۸ وَيَقُولُونَ لِلْمُؤْمِنِينَ مَتَى هَذَا الْفَتْمُ

تم بچے ہو۔

(۲۹) کہدے کہ جس دن ان پر عذاب آکر فیصلہ ہوگا۔ اس وقت کڑوا کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دیگا اور نہ ان کو توبہ اور عذر کرنے کی ہمت ملے گی۔

(۳۰) سوان سے اعراض کر اور ان پر عذاب کے آنے کا خطر رہ بیٹک وہ لوگ بھی اس امر کے منتظر ہیں کہ تم پر عذاب نازل یا قتل ہونے کا پیش آدے تو ان کو تیری طرف سے ایمان ہو جائے اور راحت ملے ایسے علم جہاد کے حکم سے پہلے تھا پھر شروع ہو گیا۔

بَيْنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○  
 قُلْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْزِلُ الْعَذَابُ بِهَمَزٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ ○ يَنْهَكُونَ يَتُوبُونَ اَوْ مَعَذَرَةٌ ○  
 فَاعْرِضْ عَنْهُمْ ○ يَنْظُرُونَ اِنْزَالِ الْعَذَابِ ○ يَدُكَ حَادِثٌ ○  
 مَوْتٍ اَوْ قَتْلِ فَيَسْتَوِيحُونَ مِنْكَ وَهَذَا اَقْبَلَ الْاَمْرِ بِقِتَالِهِمْ

### تشریح

(۲۷) اللہ کے دین کا فروغ دیکھ کر تم دنگہ جاؤ گے | بارہا ایسا ہوتا ہے اور کتنے لوگوں نے یہ منظر دیکھا ہوگا کہ زمین بخر بڑی ہوتی ہے بے آب و گیاہ، کسی کو یہ خیال بھی نہیں گزرتا کہ اس بخر زمین پر کبھی کوئی تنکا بھی اُگے گا۔ مگر ہوتا کیا ہے کہ بارش بری پانی کا ایک ریلہ اس بخر زمین کی طرف بہتا ہوا چلا گیا اور اب اس زمین کا رنگ ہی بدل گیا وہاں سبزہ لہلہا رہا ہے ہری بھری کھیتی لگا ہوں کو تازگی دے رہی ہے، فصلیں اُگ رہی ہیں جس سے وہ خود بھی کھا رہے ہیں اور جانوروں کو بھی چارو مل رہا ہے۔

اس مثال کو سامنے رکھ کر اللہ کے دین کی دعوت پر غور کرو۔ آج تمہیں اللہ کا دین بخر زمین کی طرح بے کشش نظر آ رہا ہے جس کو چند ملنے والے بھی میسر نہیں ہیں مگر جس طرح بخر زمین برسات کے پانی سے سیراب ہو کر اس میں کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اسی طرح اللہ کا دین اللہ کے فضل و کرم سے قوت حاصل کر کے وہ فروغ حاصل کرے گا کہ تمہاری آنکھیں خیرہ ہو جائیں گے مردوں کو زندگی دینا اللہ کی قدرت سے کب باہر ہے جس طرح مُردہ زمین میں وہ جان ڈال سکتا ہے اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے اور کمزور قوموں کو طاقت و درنا سکتا ہے۔ آج اگر اسلام کے ماننے والے تمہیں کمزور نظر آ رہے ہیں تو کل تم ان کی طاقت پر رشک کرتے نظر آؤ گے۔

(۲۸) پوچھتے ہیں کہ آخر وہ فیصلے کا دن کب آئے گا | کہتے ہیں کہ اگر تم بچے ہو تو بتاؤ کہ آخر وہ فیصلے کا دن کب آئے گا جس میں جھوٹ اور سچ کا فیصلہ ہو جائے گا؟ قیامت قیامت کہتے رہتے ہو تو بتاؤ کہ کب آئے گی قیامت؟ کب ہونگے فیصلے؟

(۲۹) جانتے ہو کہ وہ دن آئے گا تو کیا ہوگا | بڑی بے چینی لگی ہوئی ہے پوچھتے رہتے ہیں کہ کب آئے گی قیامت، کب آئیگی قیامت کب ہوگا فیصلہ؟۔ قیامت آگئی یا خدا کا عذاب آگیا تو سنبھلنے کا موقع نصیب نہیں ہوگا۔ عذاب سامنے دیکھ کر ایمان لاؤ گے تو وہ ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جو ہمت ملی ہوئی ہے اس کو غنیمت جانو اور اس کا فائدہ اُٹھا لو۔

(۳۰) اپنی ذمہ داری ادا کر کے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے | اے پیغمبر! ایسے لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے منھامارا جائے اور ان کا غم کھایا جائے۔ آپ اپنی ذمہ داری ادا کر کے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ آپ بھی انتظار رکھیے یہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔



# الْأَحْزَابُ

○ ترتیب تلاوت ————— ۳۳	○ ترتیب نزول ————— ۹۰
○ مکئی / مدنی ————— مدنی	○ تعداد رکوعات ————— ۹
○ تعداد آیات ————— ۷۲	○ تعداد الفاظ ————— ۱۲۱۰
○ تعداد حروف ————— ۵۹۰۹	

- اس سورت کی آیت ۲ میں ہے کہ،  
 يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا  
 (بمگر ہے میں کہ مسلہ آور گردہ ابھی گئے نہیں ہیں۔)
- اس سورت میں لفظ الْأَحْزَابِ کو لے کر سورت کا نام "الاحزاب" رکھا گیا ہے۔
- اس سورت میں اسلامی تاریخ کے تین اہم واقعات زیر بحث آئے ہیں۔ پہلا واقعہ غزوہ احزاب یا غزوہ خندق کا ہے۔ غزوہ احزاب سنہ ۶ میں پیش آیا تھا۔  
 دوسرا واقعہ غزوہ بنی قریظہ کا ہے جو ذی قعدہ ۶ میں ہوا تھا۔

تیسرا واقعہ نبی م کا حضرت زینب سے نکاح ہے۔ یہ نکاح ذی قعدہ ۳ھ میں ہوا تھا۔ ان واقعات سے متعین ہو جاتا ہے کہ یہ سورت پانچویں اور ساتویں ہجری کے درمیان نازل ہوئی ہے۔

## ○ غزوہ احزاب (یا خندق)

شوال ۳ھ میں جنگ احد کے موقع پر نبی م کے مقرر کئے ہوئے تیر اندازوں کی غلطی سے لشکر اسلام کو جس شکست اور نقصان سے دوچار ہونا پڑا تھا اس کی وجہ سے مشرکین عرب، یہود اور منافقین کی ہمتیں بہت بڑھ گئی تھیں اور انہیں امید بندھ چلی تھی کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان بڑھے ہوئے عواملوں کا اندازہ ان واقعات سے ہوتا ہے جو احد کے بعد پہلے سال ہی پیش آئے۔

نبی م کے سامنے ایک طرف تو اس نئے مسلم معاشرے کی تعمیر اور اصلاح کا کام تھا۔ معیشت اور معاشرے کے بہت سے ضابطے نافذ کئے جا رہے تھے، قوانین نکاح و طلاق جاری کئے گئے۔ وراثت کا قانون نازل ہوا۔ شراب اور جوئے کو حرام کیا گیا۔ پردے کے احکام آنے شروع ہوئے۔

دوسری طرف یہ ضروری تھا کہ احد کے واقعے سے جو منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو دور کیا جائے۔ عربوں نے اہل مدینہ کا معاشی مقاطعہ کر رکھا تھا جس کی وجہ سے اہل مدینہ کے لئے جینا دشوار ہو رہا تھا۔ گرد و پیش کے تمام مشرک قبائل چہرہ دست ہو رہے تھے۔ خود مدینے کے اندر یہود اور منافقین مارا آستین بنے ہوئے تھے۔ مگر ان مٹھی بھرے منافقین نے رسول اللہ کی قیادت میں پے در پے ایسے اقدامات کئے جن سے عرب میں اسلام کا رعب بحال نہیں ہو گیا بلکہ پہلے سے بڑھ گیا۔

قریش اور قبائل عرب یہ سمجھ چکے تھے کہ مدینہ میں جو زبردست طاقت ابھری ہے اس کا مقابلہ کرنا اب دو ایک قبیلوں کے بس کی بات نہیں رہ گئی۔ غزوہ احزاب بہت سے قبیلوں کا ایک مشترکہ حملہ تھا جو مدینے کی اس طاقت کو کھل دینے کے لئے کیا گیا تھا۔

اصل میں یہ تحریک یہودیوں کے قبیلے بنی نضیر کے ان لوگوں کی تھی جو مدینے سے جلا وطن ہو کر خیبر میں رہنے لگے تھے۔ انھوں نے دورے کر کے قریش، غطفان، ہذیل اور دوسرے قبیلوں کو اس پر آمادہ کیا کہ سب مل کر ایک بڑی جمعیت کے ساتھ مدینہ پر ٹوٹ پڑیں۔

شوال ۳ھ میں — شمال سے بنو نضیر اور بنو قینقاع — مشرق سے غطفان کے قبیلے (بنو سلم، خزاعہ، مرہ، اضمح، سعد اور اسد وغیرہ) — جنوب سے قریش اپنے حلیفوں کے ساتھ آگے بڑھے اور اس طرح دس بارہ ہزار کا لشکر جزیرہ مدینے پر حملہ آور ہو گیا۔

اصولی اور نظریاتی تحریک اور قوم پرست تحریک میں بنیادی فرق ہوتا ہے — نظریاتی تحریک ہر بہت بڑھتی ہے ہر جتنے میں لغو کرتی ہے — وہ ایک قوم میں محدود نہیں رہتی — اسلام کو ماننے والے اور اس سے متاثر ہونے والے اب ہر قبیلے اور گروہ میں تھے۔ وہ آپ کو ہر نقل و حرکت سے مطلع کرتے رہتے تھے اور آپ اپنے طور پر بھی گرد و پیش کے حالات سے پوری طرح باخبر رہتے تھے۔

اس سے پہلے کہ یہ جم غفیر مدینہ پہنچتا آپ نے چھ دن کے اندر اندر مدینے کے شمال مغربی رخ پر ایک خندق کھدوائی اور کوہ سلع کو پشت پر لے کر تین ہزار کی فوج کے ساتھ خندق کی پناہ میں مدافعت کے لئے تیار ہو گئے۔

مدینہ کی پوزیشن یہ تھی کہ اس کا جنوبی حصہ باغات کی کثرت کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مشرق اور مغربی جنوبی سمت میں لاوے کی چٹانیں ہیں۔ اب صرف احد کے مشرقی اور مغربی حصوں سے حملہ ہو سکتا تھا اور اس جانب خندق کھدوا کر شہر چاروں طرف سے محفوظ ہو گیا تھا۔

اہل عرب کے لئے یہ بالکل نئی چیز تھی۔ ناچار جاڑے کے زمانے میں ایک طویل محاصرہ کے لئے تیار ہونا پڑا جس کے لئے وہ گھروں سے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔

اس کے بعد کفار کے لئے ایک تدبیر باقی رہ گئی تھی اور وہ یہ کہ بنی قریظہ کے یہودی قبیلہ کو غدار کی غدار پر آمادہ کریں جو مدینہ طیبہ کے جنوب مشرقی گوشے میں رہتا تھا۔ چونکہ اس قبیلہ سے مسلمانوں کا باقاعدہ حلیفانہ معاہدہ تھا جس کی رو سے مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مدافعت کرنے کا پابند تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے اس طرف سے بے فکر ہو کر اپنے بال بچے ان گڑھیوں میں بھجوا دئے تھے جو بنی قریظہ کی جانب تھیں۔ اور ادھر مدافعت کا کوئی انتظام نہ کیا تھا۔

کفار نے بنی نضیر کے سوار حجاج بن اخطب کو بنی قریظہ کے پاس بھیجا تاکہ انہیں معاہدہ توڑ کر جنگ میں شامل ہونے پر آمادہ کرے۔ شروع شروع میں انہوں نے بد عہدی سے انکار کیا۔ لیکن ابن اخطب نے ان سے کہا کہ دیکھو میں عرب کی متحدہ طاقت چڑھا لایا ہوں، یہ اسلامی طاقت کو ختم کر دینے کا نادر موقع ہے۔ اگر تم نے اسے کھو دیا تو پھر ایسا موقع نہ مل سکے گا۔ تو یہودی ذہن کی اسلام دشمنی تمام عہد و معاہدہ پر غالب آگئی اور بنو قریظہ عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے۔

نبی مکرم کو بروقت اس کی اطلاع مل گئی اور آپ نے انصار کے سرداروں سعد بن عبادہ، سعد بن معاذ، عبداللہ بن رواحہ اور خوات بن جبیہ کو بنو قریظہ کے پاس بھیجا۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ اگر بنو قریظہ عہد پر قائم ہوں تو علی الاعلان یہ خبر سنا دینا اور اگر وہ بد عہدی پر اصرار کریں تو صرف مجھے اشارتاً بتا دینا تاکہ عام مسلمان یہ سنا کر ہمت نہ ہو جائیں۔

یہ حضرات بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو انہیں پوری خواہش پر آمادہ پایا۔ انہوں نے صاف کہہ دیا۔ لَاعْتَهْدُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَدُوِّنَا۔ ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی عہد و پیمانہ نہیں ہے۔

سرداران انصار بنو قریظہ کے اس جواب کو سن کر لشکر اسلام میں واپس آئے اور اشارۃً حضور سے عرض کر دیا۔ عَضَلْنَا وَفْتَارَهُ " یعنی قبیلہ عضل وقارہ نے ریحح کے مقام پر مبلغین اسلام کے ساتھ جو غدار کی تھی وہی کھاب بنو قریظہ کر رہے ہیں۔

کوسخس کے باوجود یہ خبر چھپ نہ سکی اور مدینہ کے مسلمانوں میں پھیل گئی اور ان کے اندر اس سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا کیونکہ اب وہ دونوں طرف سے گھیرے میں آگئے تھے اور ان کے شہر کا وہ حصہ خطرہ میں پڑ گیا جسے مدینہ کا بھی کوئی انتظام نہ تھا اور رب کے بال بچے بھی اسی جانب تھے۔

اس صورت میں منافقین کی سرگرمیاں اور تیز ہو گئیں اور انہوں نے اہل ایمان کے حوصلے پست کرنے کے لئے طرح طرح کے نفسیاتی حملے شروع کر دیئے۔ کسی نے کہا ہم سے وعدے تو قبور و کسریٰ کے ملک فتح ہو جانے کے لئے جارہے تھے اور حال یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کے لئے بھی نہیں نکل سکتے۔ کسی نے یہ کہہ کر خندق کے محاذ سے رخصت مانگی کہ اب تو ہمارے گھر بھی خطرے میں پڑ گئے ہیں باکران کی حفاظت کرنی ہے۔

کسی نے یہاں تک خفیہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ حملہ آوروں سے اپنا معاملہ درست کر لو اور محمدؐ کو ان کے حوالے کر دو

قرآن مجید میں ہے۔

اذْجَاءَ بَؤُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَنْصَارُ  
وَمَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنُونَا هُنَالِكَ  
ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنِينَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا (الاحزاب ۱۰)

(جب وہ اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے، جب وہ خوف کے مارے آنکھیں پتھر اتاریں کیجیے  
منہ کو آگے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگیے۔ اس وقت ایمان لانے والے  
تو آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے۔)

یہ ایسی شدید آزمائش کا وقت تھا جس میں ہر اس شخص کا پردہ فاش ہو گیا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی نفاق  
موجود تھا۔ صرف صادق اور مخلص اہل ایمان ہی تھے جو اس کڑے وقت میں بھی فداکاری کے عزم پر ثابت قدم رہے۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ بَغَىٰ النَّاسُ لَوْلَا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِمَا وَعَدُوا  
اللَّهُ دَرَسُوكَهُ الْأَعْرُوسِ ۝۱

(یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا صاف صاف صاف  
کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھے)  
وَإِذْ مَاتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا۔  
جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو تمہارے لئے اب ٹھہرنے کا کوئی  
موقعہ نہیں ہے، پلٹ چلو۔)

وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ  
وَمَا هُمْ بِعَوْرَةٍ عَلَيْنَا أَلَّا نَرَىٰ الْآخِرَ أَوَّلًا (احزاب - ۱۳)

(جب ان کا ایک فریق یہ کہہ کر نبیؐ سے رخصت طلب کر رہا تھا کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں۔  
حالانکہ ان کے گھر خطرے میں نہ تھے۔ دراصل وہ (مجاز جنگ) بھاگنا چاہتے تھے۔)

بنو قریظہ کی بدعہدی سے جو خطرہ پیدا ہوا تھا اس سے بچاؤ کی تدبیر کرنا حضورؐ کا کام تھا نہ کہ فوج  
کے ایک فرد کا، اور آپ اس کا انتظام فرما رہے تھے۔ پھر یہ گھبراہٹ کا اظہار میدان جنگ سے بھاگنے کا ایک بہانہ  
ہی تھا۔ اس طرح اللہ تم نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔

○ حالات کے اس نازک موڑ پر نبیؐ نے بنی غطفان سے صلح کی بات چیت شروع کی اور ان کو اس پر آمادہ  
کرنا چاہا کہ مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کا ایک تہائی حصہ لے کر واپس چلے جائیں  
لیکن جب آپ نے اس صلح کی بابت انصار کے سرداران سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہم اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو  
انہوں نے عرض کیا،

یا رسول اللہ! یہ آپ کی خواہش ہے کہ ہم ایسا کریں۔ یا اللہ کا حکم ہے کہ ہمارے لئے اسے قبول کرنے  
کے سوا چارہ نہیں۔؟ یا آپ صرف ہمیں بچانے کے لئے یہ تجویز فرما رہے ہیں۔

آپ نے جواب دیا۔ ”میں صرف تم لوگوں کو بچانے کے لئے ایسا کہہ رہا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب متحد ہو کر تم پر پل پڑا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو ایک دوسرے سے توڑ دوں۔“

اس پر دونوں سرداروں نے بالاتفاق کہا کہ۔۔۔ اگر آپ ہماری خاطر یہ معاہدہ کر رہے تو اسے ختم کر دیجئے۔ یہ قبیلے ہم سے اس وقت بھی ایک جہت خراج کے طور پر لے سکے تھے جب ہم مشرک تھے اور اب تو انشاء اللہ اس کے رسول پر ایمان لانے کا شرف ہمیں حاصل ہے۔ کیا یہ ہم سے خراج لیں گے۔۔۔ ہمارے اور ان کے درمیان اب صرف تلوار ہے۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارا اور ان کا فیصلہ کر دے۔

○ اسی دوران قبیلہ غطفان کی شاخ اشجع کے ایک صاحب نعیم بن مسعود مسلمان ہو کر حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابھی تک کسی کو بھی میرے قبول اسلام کا علم نہیں ہے آپ مجھ سے اس وقت جو خدمت لینا چاہیں میں اسے انجام دے سکتا ہوں۔

حضور نے فرمایا تم جا کر دشمنوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوئی تدبیر کرو۔

چنانچہ نعیم بن مسعود پہلے بنو قریظہ کے پاس گئے جن سے ان کا بہت میل جول تھا اور ان سے کہا کہ، ”قریش اور غطفان تو محاصرے سے تنگ آ کر واپس بھی جاسکتے ہیں۔ ان کا کچھ نہ بگڑے گا مگر تمہیں مسلمانوں کے ساتھ اسی جگہ رہنا ہے۔ وہ لوگ اگر چلے گئے تو تمہارا کیا بنے گا؟ میری رائے یہ ہے کہ تم اس وقت تک جنگ میں حصہ نہ لو جب تک ان سے باہر سے آئے ہوئے قبائل کے چند نمایاں آدمی تمہارے پاس یرغمال کے طور پر نہ بھیج دیئے جائیں۔

یہ بات بنو قریظہ کے دل میں اتر گئی اور انھوں نے متحدہ محاذ کے قبائل سے یرغمال طلب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر یہ صاحب قریش اور غطفان کے سرداروں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بنی قریظہ کچھ ڈھلے پڑتے نظر آ رہے ہیں۔ بعید نہیں کہ وہ تم سے یرغمال کے طور پر کچھ آدمی مانگیں اور انہیں محمد کے حوالے کر کے اپنا معاملہ صاف کر لیں اس لئے ذرا ان سے ہوشیاری سے معاملہ کرنا۔

اس سے متحدہ محاذ کے لیڈر بنی قریظہ سے کھٹک گئے اور انھوں نے قرظی سرداروں کو پیغام بھیجا کہ اس طویل محاصرے سے اب ہم تنگ آ گئے ہیں۔ اب ایک فیصلہ کن جنگ ہونی چاہیے۔ کل تم ادھر سے حملہ کرو اور ہم ادھر سے کھڑے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بنی قریظہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ لوگ جب تک اپنے چند نمایاں آدمی یرغمال کے طور پر ہمارے حوالے نہ کریں ہم جنگ کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔

اس جواب سے متحدہ محاذ کے لیڈروں کو یقین آ گیا کہ نعیم کی بات سچی تھی۔ انھوں نے یرغمال دینے سے انکار کر دیا اور اس سے بنو قریظہ نے سمجھ لیا کہ نعیم نے ہم کو ٹھیک مشورہ دیا تھا۔

اس طرح یہ جنگی چال بہت کامیاب ہوئی اور اس نے دشمنوں کے کیمپ میں پھوٹ ڈال دی۔ اسی موقع پر نبی م

نے فرمایا ”الحرب سے خیر عتہ“

○ اب محاصرہ ۲۵ دن سے زیادہ طویل ہو چکا تھا۔ سردی کا زمانہ تھا اتنے بڑے لشکر کے لئے پانی اور غذا اور چارے کی فراہمی بھی مشکل تر ہوتی جا رہی تھی اور پھوٹ پڑنے سے بھی محاصرین کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔

اس حالت میں ایک رات یکایک سخت آندھی آئی جس میں سردی اکڑا اور چمک تھی اور اتنا اندھیرا تھا کہ ہاتھ



کو ہاتھ بٹھائی نہیں دیتا تھا۔

آندھی کے زور سے دشمنوں کے نیچے الٹ گئے اور ان کے اندر شدید افراتفری برپا ہو گئی۔ قدرتِ خدادادی کا یہ کاری وار وہ نہ بہرے اور راتوں رات ہر ایک نے اپنے گھر کی راہ لی اور صبح جب مسلمان اٹھے تو میدان میں ایک شخص بھی موجود نہ تھا۔

قرآن مجید میں ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ  
مِّنَّا نَسْتَأْذِنُكُمْ وَجُنُودًا لَّمْ تَشْرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

بَصِيرًا (احزاب-۱۹)

(اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے جب لشکر تم پر چڑھائے تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آتی تھیں۔ اللہ وہ سب دیکھ رہا تھا جو تم لوگ اس وقت کر رہے تھے۔)

انسان واقعات و حوادث کو صرف ان کے ظاہری اسباب پر محمول کرتا ہے لیکن اندر ہی اندر غیر محسوس طریقہ پر جو قوتیں کام کرتی ہیں وہ اس کے حساب میں نہیں آتیں۔ حالانکہ اکثر حالات میں ان ہی طاقتوں کی کارفرمائی فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کو دشمنوں سے خالی دیکھ کر ارشاد فرمایا، ”لن تغزواکم قریش بعد عاکم هذا ولكن تغزونہم“ یعنی اب قریش کے لوگ تم پر کبھی چڑھائی نہ کر سکیں گے، اب تم ان پر چڑھائی کرو گے۔ یہ حالات کا بالکل صحیح اندازہ تھا۔ قریش ہی نہیں سارے دشمن قبائل متحد ہو کر اسلام کے خلاف اپنا آخری داؤد چل چکے تھے (OFFENSIVE) کی قوت دشمنوں سے مسلمانوں کی طرف منتقل ہو چکی تھی۔

## ○ بنی قریظہ

بنی قریظہ کا معاملہ انتہائی سنگین تھا، انھوں نے عین بیرونی حملے کے موقع پر بدعہدی کر کے اہل مدینہ کو تباہ کرنے کا سامان کیا تھا۔

خندق سے پلٹ کر جب حضورؐ گھر پہنچے تو ظہر کے وقت حضرت جبریلؑ نے آکر حکم سنایا کہ ابھی ہتھیار رکھو جائیں۔ بنی قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے، ان سے اسی وقت ٹٹ لینا چاہیے، یہ حکم پاتے ہی حضورؐ نے فوراً اعلان فرمایا کہ جو کوئی سح و طاعت پرفتام ہو وہ عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھے جب تک دیار بنی قریظہ پر نہ پہنچ جائے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی آپ نے حضرت علیؑ کو ایک دستہ کے ساتھ مقدمہٴ ابغیش کے طور پر بنی قریظہ کی طرف روانہ فرمادیا۔

وہ جب وہاں پہنچے تو یہودیوں نے کوٹھوں پر چڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر گالیوں کی بو بھاری کر دی۔ لیکن یہ بدزبانی ان کو اس جرمِ عظیم سے کیسے بچا سکتی تھی کہ انھوں نے عین لڑائی کے وقت معاہدہ توڑ ڈالا اور حملہ آوروں سے مل کر پوری آبادی کو ہلاکت کے خطرے میں مبتلا کر دیا۔ حضرت علیؑ رض کے دستے کو دیکھ کر وہ سمجھ گئے کہ یہ محض دھمکانے آئے ہیں۔ لیکن حضورؐ کی قیادت میں پورا

اسلامی لشکر وہاں پہنچ گیا اور ان کی بستی کا محاصرہ کر لیا گیا تو ان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ مہاجرے کی شدت کو وہ دو تین ہفتوں سے زیادہ برداشت نہ کر سکے اور آخر کار انہوں نے اس شرط پر اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا کہ قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ ان کے حق میں جو بھی فیصلہ کریں گے اسے فریقین مان لیں گے۔

انہوں نے حضرت سعد بن معاذ کو اس امید پر حکم بنایا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں اوس اور بنی قریظہ کے درمیان جو طیفانہ تعلقات مدتوں سے چلے آ رہے تھے وہ ان کا لحاظ کریں گے اور انھیں بھی اس طرح مدینہ سے نکل جانے دیں گے جس طرح بنی قینقاع اور بنی نضیر کو نکل جانے دیا گیا تھا۔ خود قبیلہ اوس کے لوگ بھی حضرت سعد بن معاذ سے تقاضا کر رہے تھے کہ اپنے طیفوں کے ساتھ نرمی برہیں۔

لیکن حضرت سعد بن معاذ ابھی دیکھ چکے تھے کہ پہلے جن دو یہودی قبیلوں کو مدینہ سے نکل جانے کا موقعہ دیا گیا وہ کس طرح گروہ ہمیش کے قبیلوں کو بھڑکا کر مدینہ میں دس بارہ ہزار کا لشکر چڑھا لائے تھے اور ان کی بین لڑائی کے وقت بد عہدی کا جرم معمولی نہ تھا۔

حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ دیا کہ — بنی قریظہ کے تمام مرد قتل کر دئے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے۔ اور ان کی تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ اس فیصلہ پر عمل کیا گیا۔

اور جب مسلمان بنی قریظہ کی گڑبھوں میں داخل ہوئے تو انہیں پتہ چلا کہ جنگ احزاب میں حصہ لینے کے لئے ان غداروں نے پندرہ سو تلواریں، تین سو زبردیں، دو ہزار نیزے اور پندرہ سو ڈھالیں فراہم کی تھیں۔ اگر اللہ کی تائید مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو یہ سارا جی سامان عین اس وقت مدینہ پر عقب سے حملہ کرنے کے لئے استعمال ہوتا جب کہ مشرکین ایک بارگی خندق پار کر کے ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس انکشاف کے بعد تو اس امر میں شک کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی کہ حضرت سعد بن معاذ نے ان لوگوں کے معاملہ میں جو فیصلہ دیا وہ بالکل حق تھا۔

## ○ حضرت زینبؓ سے نکاح

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک طرف تو دارورسن کی یہ آزمائشیں، بیرونی اور اندرونی خطرے تھے — دوسری طرف اصل کام اس نظام اسلام کو عملی طور پر قائم کرنا تھا جس کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا۔ یہ نظام چھو منتر اور دعاؤں سے قائم نہیں ہو سکتا تھا — بگڑے ہوئے عقیدوں اور غلط رسوم و رواج کو ختم کر کے ان کی جگہ صحیح چیزوں کو جاری کرنا آسان کام نہ تھا۔ حکمت اور تدبیر کے ساتھ انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے ایک ایک قدم اٹھایا جا رہا تھا — پہلے لوگوں سے زندگی کی اصلاح کا کام جاری تھا اور جیٹی مصروفیات کے باوجود آپ ایک لمحے کے لئے بھی اس سے غافل نہیں تھے۔

نکاح اور طلاق کے قانون قریب قریب مکمل ہو چکے تھے۔ وراثت اور ترکہ کی تقسیم کا ضابطہ آچکا تھا عبادت نماز، روزے کا نظام قائم ہو چکا تھا — ادھر جوئے اور شراب جیسی اخلاق بگاڑنے والی چیزوں کو حرام کر دیا گیا تھا — بد اخلاقی کے دروازے ہر طرف سے بند کرنے کے لئے پردے کے احکام کی طرف اشارے ہو چکے تھے — عرب معاشرے کی رگ و پے میں بسا ہوا ایک زبردست مسئلہ تھا گود لینے اور بیٹا بنانے کا مسئلہ — اس مسئلے کی جڑیں سماج کے اندر تک اتری ہوئی تھیں جن کا اکھاڑنا آسان نہ تھا۔

○ عرب کے لوگ جس بچے کو مبتنی بناتے تھے وہ ان کی حقیقی اولاد کی طرح سمجھا جاتا تھا، اسے وراثت ملتی تھی اس سے منہ بولی ماں اور منہ بولی بہنیں وہی ظالملا رکھتی تھیں جو حقیقی بیٹے اور بھائی سے رکھا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ منہ بولے باپ کی بیٹیوں کا اور اس کے مرجانے کے بعد اس کی بیوہ کا نکاح اسی طرح ناجائز سمجھا جاتا تھا جس طرح سگی بہن اور حقیقی ماں کے ساتھ کسی کا نکاح حرام ہوتا ہے اور یہی معاملہ اس صورت میں بھی کیا جاتا تھا جب منہ بولا بیٹا مرجائے یا اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔ منہ بولے باپ کے لئے وہ عورت سگی بہو کی طرح بھی جاتی تھی۔

یہ رسم قدم قدم پر نکاح، طلاق اور وراثت کے ان قوانین سے ٹکراتی تھی جو اسلام نے حقیقی رشتوں کی بنا پر مقرر کئے تھے۔ جو لوگ حقیقت میں وراثت کے حق دار تھے یہ رسم ان کا حق مار کر ایک ایسے شخص کو دلاتی تھی جو سب سے کوئی حق نہ رکھتا تھا۔ اسلامی قانون کی رو سے جن خود توں اور مردوں کے درمیان رشتہ نکاح حلال تھا یہ رسم ان کے باہمی نکاح کو حرام کرتی تھی۔

اور سب سے زیادہ یہ کہ اسلامی قانون جن بد اخلاقیوں کا سدباب کرنا چاہتا تھا یہ رسم ان کے پھیلنے میں مددگار تھی کیونکہ رسم کے طور پر منہ بولے رشتے میں خواہ کتنا ہی تقدس پیدا کر دیا جائے، بہر حال منہ بولی ماں، منہ بولی بہن اور منہ بولی بیٹی حقیقی ماں بہن اور بیٹی کی طرح نہیں ہو سکتی۔ ان معنوی رشتوں کے رسمی تقدس پر بھروسہ کر کے مردوں اور عورتوں کے درمیان جب حقیقی رشتہ داروں کا سا ظالملا ہو تو وہ برے نتائج پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان وجوہات کا تقاضا یہ تھا کہ اس تخمیل کو جڑ سے اکھاڑا جائے۔

لیکن صدیوں کے جمے ہوئے رسوم و رواج محض کہہ دینے سے ختم نہیں ہو سکتے۔ اگر حکماً لوگ مان بھی لیں تب بھی دلوں میں اس لئے کراہت کا اثر باقی رہے گا اور جڑیں نہیں نکل سکیں گی۔

○ آگے بڑھنے سے پہلے ایک بار رک کر غور کیجئے کہ اس کے لئے صرف پند و نصائح یا قانونی آرڈیننس سے کام نہیں لیا جا رہا ہے بلکہ ایک تو ذہن و فکر کو آمادہ کیا جا رہا ہے۔ دوسرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو آگے بڑھا رہے ہیں کہ پہلے وہ خود اس پر عمل کریں۔ ایک مشکل کام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانے پر۔

○ پہلا کام خود رسول کے گھر سے یہ شروع ہوا کہ بچوں کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے پکارا جائے اور خود آپ کے منہ بولے فرزند کو زید بن محمد کے بجائے زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں ہے:-

أَدْعُوهُمْ لِأَسْمَاءِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ (احزاب-۵)

”منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔“

بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نے فرمایا:-

مَنْ أَدْعَى إِلَى عَيْزِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ عَيْزُ أَبِيهِ

فَنَجَسَتْهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔

”جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے ہوا کسی اور کا بیٹا کہا اور اسے علم ہے کہ وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس

کا باپ نہیں ہے، اس پر جنت حرام ہے۔“

اس معنوی نسبت کو بول چال میں بھی ختم کر دینے سے ذہن دوسری طرف متوجہ ہوا۔ اس بات کی تشریح کر دی

گئی کہ کسی کو پہلے سے یا اخلاقیات یا بیٹا کہہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس کو باقاعدہ بیٹا بنا لینا اور معنوی رشتہ کو حقیقی رشتہ کی جگہ دینا غلط ہے۔ بیٹوں یا بیٹیوں جیسا حسن سلوک کرنا اور قانونی طور پر اس کو حقیقی رشتہ کی جگہ

دینا اس میں فرق ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَئِن مَّا تَعَمَّدَتْ  
 قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (احزاب - ۵)

” نادانستہ جو بات تم کہو اس کے لئے تم پر کوئی گرفت نہیں ہے لیکن اس بات پر مزدور گرفت ہے جس کا تم  
 دل سے ارادہ کرو۔ اللہ درگزر کرنے والا رحیم ہے۔“

اس طرح ہلکی سی ضرب اس رسم پر لگادی گئی۔ اور ذہنوں کو تیار کر دیا گیا۔ اب اس کو جڑ سے اکھاڑنے  
 کی عملی ابتداء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرانی گئی۔

○ زید قبیلہ کلب کے ایک شخص حارث بن شریح کے بیٹے تھے اور ان کی ماں سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ۔  
 ”بنی معن“ سے تھیں۔ جب یہ آٹھ سال کے بچے تھے اس وقت ان کی ماں انھیں میکے لے کر گئیں۔ وہاں بنی قین بن جسر  
 کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن آدمیوں کو پکڑ کر لے گئے ان میں حضرت زیدؓ بھی تھے۔  
 پھر انھوں نے طائف کے قریب عکاظ کے میلے میں لے جا کر ان کو بیچ دیا۔ خریدنے والے حضرت خدیجہ بنت ابی طالب کے بھتیجے سلیم بن  
 حزام تھے۔ انھوں نے لا کر اپنی پھوپھی صاحبہ کی خدمت میں نذر کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حضرت خدیجہؓ کا نکاح  
 ہوا تو حضور نے ان کے یہاں زید دیکھا اور ان کی عادت و اطوار آپ کو اس قدر پسند آئیں کہ آپ نے انھیں حضرت خدیجہؓ  
 سے مانگ لیا۔ اس طرح یہ خوش نصیب لڑکا اس خیر المخلوق ہستی کی خدمت میں پہنچ گیا جسے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نبی بنانے  
 والا تھا۔ اس وقت حضرت زید کی عمر ۵ سال تھی۔ کچھ مدت کے بعد ان کے باپ اور چچا کو پتہ چلا کہ ہمارا بچہ مکہ میں ہے وہ  
 انھیں تلاش کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور عرض کیا کہ آپ جو فدیہ چاہیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں آپ  
 ہمارا بچہ ہمیں دے دیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں لڑکے کو بلاتا ہوں اور اس کی مرضی پر چھوڑے دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا  
 ہے یا میرے پاس رہنا پسند کرتا ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہیگا تو میں کوئی فدیہ نہ لوں گا اور اسے یوں ہی چھوڑ  
 دوں گا۔ لیکن اگر وہ میرے پاس رہنا چاہے تو میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ جو شخص میرے پاس رہنا چاہتا ہو اسے خواہ  
 خواہ نکال دوں۔

انھوں نے کہا یہ تو آپ نے انصاف سے بھی بڑھ کر درست بات فرمائی۔ آپ بچے کو بلا کر پوچھ لیجئے۔ حضور نے  
 زید کو بلایا، اور ان سے کہا۔ ان دونوں صاحبوں کو جانتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا جی ہاں۔ یہ میرے والد  
 ہیں اور یہ میرے چچا ہیں۔

آپ نے فرمایا، اچھا تم ان کو بھی جانتے ہو اور مجھے بھی۔ اب تمہیں پوری آزادی ہے کہ چاہو ان کے ساتھ چلے  
 جاؤ، اور چاہو تو میرے ساتھ رہو۔

انھوں نے جواب دیا۔ میں آپ کو چھوڑ کر کسی کے پاس جانا نہیں چاہتا۔

ان کے باپ اور چچا نے کہا۔ زید کیا تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے۔ اور اپنے ماں باپ اور  
 خاندان کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے؟

انھوں نے جواب دیا کہ۔ میں نے اس شخص کے جو اوصاف دیکھے ہیں ان کا تجربہ کر لینے کے بعد میں اب دنیا  
 میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

زید کا یہ جواب سن کر ان کے باپ اور چچا بخوشی راضی ہو گئے۔

حضور نے اسی وقت زید کو آزاد کر دیا۔ اور حرم میں جا کر۔ جمع عام میں اعلان فرمایا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ آج سے زید میرا بیٹا ہے، یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے۔“

اس بنا پر لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے۔ یہ سب واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے تو چار بہنیں ایسی تھیں جنہوں نے ایک لمحہ شکر و تردد کے بغیر آپ سے نبوت کا دعویٰ سنتے ہی اسے تسلیم کر لیا۔ ایک حضرت خدیجہؓ۔ دوسرے حضرت زیدہؓ تیسرے حضرت علیؓ اور چوتھے حضرت ابوبکر صدیقؓ۔

اس وقت حضرت زیدہؓ کی عمر تیس سال تھی اور ان کو حضورؐ کی خدمت میں رہتے ہوئے ۱۵ سال گزر چکے تھے۔ ہجرت کے بعد مکہ میں نبیؐ نے حضرت زید کے لئے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینب حضورؐ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت زینب اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا تھا۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جب حضورؐ نے یہ پیغام دیا تو حضرت زینب نے کہا اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ نَسَبًا (میں اس سے نسب میں بہتر ہوں)

ابن سعد کا بیان ہے کہ انہوں نے جواب میں یہ بھی کہا تھا کہ لَا اَرْضَاكَ لِتَنْفِيسِي وَاَنَا اَيْتُرُ قُرَيْشًا (میں اسے اپنے لئے پسند نہیں کرتی، میں قریش کی شریف زادی ہوں۔)

کیونکہ حضرت زیدہؓ نبیؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان لوگوں کو یہ بات سخت ناگوار تھی کہ اتنے اونچے گھرانے کی لڑکی اور وہ بھی غیر نہیں بلکہ حضورؐ کی پھوپھی زاد بہن ہے اور اس کا پیغام آپ اپنے آزاد کردہ غلام کے لئے دے رہے ہیں۔ مگر اسلام غلام اور آزاد کو ایک صف میں گھرا کر ناچاہتا تھا۔ اس پر قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی

وَمَا كَانَتْ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَاٰمُرًا اَنْ يَكُوْنُوْا لِهٰمْ خَيْرًا مِنْ اٰمِرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَتَقْدِرْ عَلَيْهِمْ حَتّٰى لَا مَسِيْبَ لَكَ (احزاب ۳۶)

(کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ مرتع گمراہی میں پڑ گیا۔)

اللہ کے اس حکم کو سننے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں نے سر اطاعت بلا تامل خم کر دیا۔ اس کے بعد نبیؐ نے ان کا نکاح پڑھایا۔ خود حضرت زید کی طرف سے دس دینار اور چھ درہم مہر ادا کیا اور گھر بنانے کے لئے ان کو ضروری سامان عنایت فرمایا۔

حضرت زینبؓ نے اگرچہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مان کر زید کے نکاح میں جانا قبول کر لیا تھا لیکن وہ اپنے دل سے اس احساس کسی طرح نہ مٹا سکیں کہ زید ایک آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کے اپنے خاندان کے پروردہ ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے زید سے ان کے ازدواجی تعلقات کبھی خوشگوار نہ ہو سکے۔ ایک سال سے کچھ ہی زیادہ مدت گزری تھی کہ زینب کی طلاق تک پہنچ گئی۔ اسی زمانے میں جب حضرت زید اور حضرت زینب کے درمیان تلخی بڑھتی جا رہی تھی اللہ تمہ کی طرف سے نبیؐ کو اشارہ ہو چکا تھا کہ زید اپنی بیوی کو جب طلاق دیں تو ان کی مطلقہ بیوی سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔

حضورؐ جانتے تھے کہ عرب کی اس سوسائٹی میں منہ بولے بیٹے کی مطلق بیوی سے نکاح کرنا کیا معنی رکھتا ہے اسلام کے خلاف ہنگامہ اٹھانے کے لئے منافقین، یہود اور مشرکین کو، جو پہلے ہی پھرے بیٹھے ہیں ایک زبردست شوشرہ ہاتھ آجائے گا۔ اس بنا پر جب حضرت زید نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق نہ دو۔ آپ کا منشا یہ تھا کہ یہ شخص طلاق نہ دے تو میں اس بلا میں پڑنے سے بچ جاؤں ورنہ اس کے طلاق دینے کی صورت میں مجھے حکم کی تعمیل کرنی ہوگی اور پھر مجھ پر وہ کیچڑ اچھالی جائے گی کہ پناہ بخدا۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اولوالعزمی کے اعلیٰ مرتبے پر دیکھنا چاہتا تھا اور ایک بڑی مصلحت کی خاطر آپ سے یہ کام لینا چاہتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے :-

وَإِذْ تَقُولُ لِيكَذِبِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ (احزاب - ۳۷)

(اے نبی یاد کرو وہ مواقع جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہ — اپنی بیوی کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو۔ اس وقت تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ کھولنا چاہتا تھا تم لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔) آخر نوبت طلاق تک آگئی اور عدت پوری ہونے کے بعد نبی ص نے اللہ کے حکم سے حضرت زینب سے نکاح کیا — لوگ منہ بولے رشتوں کے معاملہ میں محض جذباتی بنیادوں پر جس قسم کے نازک اور گہرے تصورات رکھتے تھے وہ اس وقت تک ہرگز نہ مٹا سکتے تھے جب تک آپ خود آگے بڑھ کر اس رسم کو نہ توڑیں۔ قرآن مجید میں ہے:

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرًا لِلَّهِ مَفْعُولًا (احزاب - ۳۷)

جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکے (یعنی عدت پوری ہوگئی) تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا نکاح تم سے کر دیا تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔) کہنے والوں کا ایک کہنا یہ تھا کہ اچھا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ صرف جائز ہے ضروری تو نہیں — پھر ایسا کرنا ضروری کیوں تھا؟ اس کا جواب قرآن مجید میں دیا گیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب - ۴۰)

(لوگو! محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔)

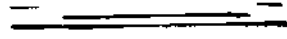
ایک تو یہ ہے کہ ان کے کوئی بیٹا نہیں ہے اس لئے ان کی بہو کہاں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ وہ رسول ہیں اس حیثیت سے ان کی ذمہ داری ہے کہ جس ملال چیز کو تمہاری رسوں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا ہے،

اس کے بارے میں تمام تعصبات کا خاتمہ کر دیں اور اس کے حلال ہونے کے بارے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہنے دیں۔ — تیسرے یہ کہ وہ قائم النبیین ہیں، ان کے بعد نہ کوئی رسول آنے والا ہے اور نہ کوئی نبی کہ اگر قانون اور معاشرے کی کوئی اصلاح ان کے زمانے میں نافذ ہونے سے رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی یہ کسر پوری کر دے۔

اس طرح جاہلیت کے اس بت کو ایک کاری ضرب سے توڑ کر رکھ دیا گیا۔

○ مذکورہ تین اہم معاملات کے علاوہ اس سورت میں معاشرتی اصلاح کے تعلق سے کئی اہم امور بیان ہوئے ہیں۔ پردے کے احکام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں غیر مردوں کی آمد رفت پر پابندی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکاح کا خاص ضابطہ کہ حضور ان پابندیوں سے مستثنیٰ ہیں جو ازدواجی زندگی کے معاملے میں عام مسلمانوں پر عائد کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ طلاق کا ایک خاص قانون اور اس بات پر مسلمانوں کو تنبیہ کہ وہ نکتہ چینی سے اپنا دامن بچائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں یہ حکم کہ وہ مسلمانوں کے لئے ماں کی طرح حرام ہیں اور حضور کے بعد بھی ان میں سے کسی کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو یہ اختیار دیا گیا کہ اگر وہ عسرت اور تنگی کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتیں تو ان کو بخوشی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے رخصت کر دیا جائے گا، وہ دنیا اور اس کی زینت، خدا رسول اور آخرت ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیں۔ — ازواج نے بخوشی آپ کی رفاقت کو پسند کیا۔

غرض یہ سورت اہم ترین معاشرتی معاملات میں رہنمائی کرتی ہے۔



آیاتہا ۲۲ - ۳۳ - سُورَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ - زُكُوَّتُهَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ①

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا  
اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہیں اور کافران اور کھانہ مانیں اور منافقوں سے بھاگنا ہے چاہے وہ کھانے والا  
اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہیں اور کافروں اور منافقوں کا کھانا نہ مانیں بھاگنا اللہ جانتے والا حکمت والا ہے

سورہ احزاب مدنی ہے اس میں تہتر آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے  
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ  
① كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا اے پیغمبر، اللہ سے اور کافروں اور منافقوں  
کی بات نہ مان جو تیری شریعت کے خلاف ہو۔  
بھاگنا اللہ جانتا ہے جو کچھ آگے کو ہوگا پہلے اس کے ہونے سے۔  
حکمت والا ہے اس چیز میں جو پیدا کرتا ہے۔

سُورَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ

وَسَبْعُونَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ ذم على  
تَقْوَاهُ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ  
وَالْمُنَافِقِينَ فِيمَا خَالَفَ  
شَرِيْعَتَكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ  
عَلِيمًا حَكِيمًا  
قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ  
فِي مَا خَلَقَهُ

تشریح

① دین کی مصلحت کس میں ہے، یہ اللہ زیادہ جانتے ہیں | آں حضرت م کی بھوپھی کی لڑکی حضرت زینب بنت جحش کا نکاح اللہ کے حکم پر  
آں حضرت م کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ سے ہوا مگر دونوں کے تعلقات خوش گوار نہ رہ سکے  
اور حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ آں حضرت م اللہ تعالیٰ کے اس اشارے کو سمجھ رہے تھے کہ زید کے  
طلاق دینے کے بعد وہ خود حضرت زینب سے نکاح کر لیں تاکہ جاہلیت کی یہ رسم ختم ہو جائے کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی  
بیٹے کی طرح اور اس کی بیوی کو حقیقی بیوی کی طرح سمجھا جاتا تھا۔

آں حضرت م کا میلان یہ تھا کہ منافقین کے پروپیگنڈے سے بہت سے لوگ متاثر ہو جائیں گے اور اس سے  
اسلام کے بڑے مقصد کو نقصان پہنچے گا اندیشہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اندیشوں کو ختم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ  
دین کی مصلحت کس میں ہے، یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں جہاں تک آپ کا معمول رہا ہے آپ کفار و منافقین کی باتوں پر دھیان نہ دیں  
اور صرف اللہ کی مرضی کے مطابق کام کریں کیونکہ اللہ کے لائق وہی ہے۔



وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ

وَاتَّبِعْ	مَا يُوحَىٰ	إِلَيْكَ	مِنْ رَبِّكَ	إِنَّ
اور پیروی کرنا ہے	جو وحی کیا جاتا ہے	آپ کی طرف	آپ کے رب کی طرف سے	بیشک
اور جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اس کی پیروی کریں بے شک				

اللَّهُ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝۲ وَتَوَكَّلْ

اللَّهُ	كَانَ	بِمَا	تَعْمَلُونَ	خَبِيرًا	وَ	تَوَكَّلْ
اللہ	ہے	اس سے جو	تم کرتے ہو	خبردار	اور	بھروسہ رکھیں آپ
اللہ اس سے خبردار ہے جو تم کرتے ہو اور آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں						

عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝۳

عَلَى	اللَّهُ	وَ	كَفَىٰ	بِاللَّهِ	وَ	كَيْلًا
اللہ پر	اور	کافی ہے	اللہ	کارساز	اور	کافی ہے
اللہ پر اور کافی ہے اللہ کارساز						

۲ اور پیروی کر قرآن کی جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا ہے

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے

۲ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ أَيُّ الْقُرْآنِ  
إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَفِي مِرَاوٍ  
بِالنَّوْثَانِيَةِ

۳ اور اے محمد اپنے کاموں میں اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کی بھگسائی تجھ کو کافی ہے یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہیں اور آپ کی امت اس میں آپ کے تابع ہے یعنی ان کو بھی بھی حکم ہیں۔

۳ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فِي أَمْرِكَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ حَافِظًا لَكَ وَأُمَّتًا تَبَعُ لَكَ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ

تشریح

۴ آپ صرف اللہ کے حکم کی پیروی کریں۔ اللہ اے پیغمبر! آپ صرف اللہ کے حکم کی پیروی کریں۔ اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں جو نکتہ چینی کا خطرہ ہے آپ اس پر صبر کریں وہ اہل ایمان جو آپ کی پیروی میں ثابت قدم رہیں گے اللہ کو ان کے عمل کی بھی خبر ہے اور جو اہل ایمان آپ کے

عمل سے شکوک و شبہات میں مبتلا ہونگے ان کا حال بھی اللہ سے چھپا نہیں ہے۔ اور آپ کے مخالف جو آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں گے اللہ تم اس سے بھی باخبر رہیں گے۔ اس لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا اور سزا مل جائے گی۔ آپ اللہ کے حکم پر پوری طرح ثابت قدم رہیں جیسا کہ اب تک آپ کا طریقہ رہا ہے۔

کار سازی کے لئے اللہ کافی ہے | دوسرے کی خدمت انجام دینے کے لئے عربی میں دو لفظ ہیں ایک رسول دوسرے وکیل آپ اس پر بھروسہ رکھیں رسول اور وکیل کا تعریف اپنے لئے نہیں ہوتا دوسرے کے لئے ہوتا ہے مگر رسول اور وکیل میں فرق یہ ہے کہ رسول صرف اس امانت کے پہنچا دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ جب کہ وکیل اپنے موکل کی طرف سے مختار ہوتا ہے کہ اگر چاہے تو بطور خود بھی کچھ کر سکتا ہے۔

قرآن کریم نے کئی جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ جنہیں ہم بھیجیں گے وہ صرف ہمارے رسول ہوں گے ہمارے وکیل نہیں ہوں گے۔ سب کا وکیل خود اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کسی بڑے سے بڑے انسان کی یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے وکیل ہونے یعنی کار سازی کی ذمہ داری لے سکے۔ کارخانہ عالم کی ذمہ داری، اس کی کار سازی اس کی ذمہ ذرہ کی کفالت اور وکالت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے لے لی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر اس بات کا صاف صاف اعلان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ:-

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (زمر - آیت ۶۲)

(اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا کار ساز ہے۔)

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

(نار آیت ۱۲۲)

(آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور سب کے لئے خدا کی ذات کار ساز کافی ہے۔)

أَلَا تَتَذَكَّرُونَ أَمْ بِنَاؤِكُمْ لَا تَلْمِزُونَ لَوْ كُنْتُمْ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ بِحُجَّةٍ (بنی اسرائیل آیت ۲۷)

(میرے سوا کسی کو اپنا وکیل و کار ساز مت بناؤ۔)

فَتَلَّمَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ (انعام آیت ۶۲)

(آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا رسول مقرر ہوا ہوں۔)

فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ۔

(جو راہ یاب ہوا، اپنے فائدے کے لئے اور جس نے گمراہی اختیار کی اپنا ہی نقصان کیا)

اور میں تو تم پر وکیل و مختار مقرر نہیں ہوا کہ جواب دہی میرے سر ہو۔)

ساری خیر اور مصلحت اللہ کے حکم کی تعمیل میں ہے۔ اللہ کے اعتماد پر صرف تعمیل ارشاد کرنی چاہئے۔ اللہ تم

اس بات کے ضامن ہیں کہ اس کی رہنمائی میں کام کرنے والا برے نتائج سے دوچار نہ ہوگا۔ جب اس پر بھروسہ رکھو گے تو وہ سارے کام اپنی قدرت سے بنا دے گا۔ تنہا اسی کی ذات بھروسہ کرنے کے لائق ہے۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ وَمَا

مَا جَعَلَ	اللَّهُ	لِرَجُلٍ	مِّنْ قَلْبَيْنِ	فِيْ جَوْفِهِ	وَمَا
نہیں بنا	اللہ	کسی آدمی کے لئے	دو دل	اس کے سینے میں	اور نہیں

اللہ نے نہیں بنائے کسی آدمی کے لئے اس کے سینے میں دو دل ، اور تمہاری

جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ اِلَيْهِ تَظْهَرُونَ مِنْهُنَّ اُمَّهَاتِكُمْ

جَعَلَ	اَزْوَاجَكُمْ	اِلَيْهِ	تَظْهَرُونَ	مِنْهُنَّ	اُمَّهَاتِكُمْ
بنایا	تمہاری بیویاں	وہ جنہیں	تم ماں کہہ بیٹھے ہو	ان سے	تمہاری مائیں

ان بیویوں جنہیں تم ماں کہہ بیٹھے ہو نہیں بنایا تمہاری مائیں ۔ اور

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ

وَمَا جَعَلَ	اَدْعِيَاءَكُمْ	اَبْنَاءَكُمْ	ذٰلِكُمْ	قَوْلُكُمْ	بِاَفْوَاهِكُمْ
اور نہیں بنایا	تمہارے منہ بولے بیٹے	تمہارے بیٹے	یہ تم	تمہارا کہنا	اپنے منہ (جمع)

تمہارے منہ بولے (لے پالکوں کو) (قائ) تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ (من) تمہارے منہ سے کہنے (کلمات ہے) اور

وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ﴿۴﴾

وَاللَّهُ	يَقُولُ	الْحَقَّ	وَهُوَ	يَهْدِي	السَّبِيلَ
اور اللہ	فرماتا ہے	حق	اور وہ	ہدایت دیتا ہے	راستہ

اللہ حق فرماتا ہے اور وہ راستہ کی ہدایت دیتا ہے۔

﴿۴﴾ اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہیں بنائے (اس میں دو ہے اس شخص پر جو کافروں میں سے یہ کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں ہر ایک دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل سے زیادہ سمجھتا ہوں۔)

اور اللہ نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری ماں نہیں بنایا۔ یعنی اپنی بیوی کو یہ لفظ کہنے سے کہ اَنْتِ عَلَيَّ كَقَدْرِ اُمِّيْ جس کا حاصل یہ ہے کہ تو میرے اوپر ایسے ہی حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت۔ وہ بیوی مثل ماں کے حرام

﴿۴﴾ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ

قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ رَدًّا اَعْلَى

مَنْ قَالَ مِنَ الْكُفَّارِ اَنَّ

لَهُ قَلْبَيْنِ يَعْقِلُ بِكُلِّ

مِنْهُمَا اَفْضَلَ مِنْ عَقْلِ

مَعْتَدٍ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمْ

الَّذِيْنَ يَهْمُرُهُ زِيَاةً وَّيَلَا

يَاةً تَظْهَرُونَ يَلَا الْعِيْنَ

قَبْلَ الْهَيْءِ وَبِهَا وَالشَّاهِدِ

الثَّانِيَةِ فِي الْاَهْلِ مَدْ عِيْمَةٌ

نہیں ہوتی۔

جیسا کہ اہل جاہلیت اس کو طلاق سمجھتے تھے بلکہ حکم ظہار کا یہ ہے کہ اس میں کفارہ آتا ہے۔ شرائط معینہ کے ساتھ جس کا مفصل بیان سورہ مجادلہ میں آوے گا۔ اور جن کو تم متبنیٰ بناتے ہو اللہ نے ان کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنایا۔

یہ تمہاری بات ہے جو تم زبان سے کہتے ہو اس کی کچھ اصل عند اللہ نہیں ہے۔ یعنی تم نے اسے یہود اور منافقین جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نکاح کیا جو بیوی تھی زید بن حارثہ کی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متبنیٰ بنایا تھا کہ محمد نے اپنے فرزند کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ سوال اللہ تعالیٰ نے ان کو اس بات میں جھوٹا فرمایا کہ متبنیٰ مثل حقیقی بیٹے کے نہیں اور اللہ جو کچھ اس بارے میں فرماتا ہے وہ ٹھیک ہے اور وہی تمہارا کتابچہ راہ راست کی۔

فِي الطَّاءِ مِنْهُنَّ بِقَوْلِ  
الْوَّاحِدِ مَثَلًا لِّزَوْجَتِهِ  
أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي  
أُمَّهَاتِكُمْ أَيُّ كَالْأُمَّهَاتِ  
فِي تَحْرِيبِهَا بِاللُّغَةِ  
الْمُعَدَّةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ  
طَلَاقًا وَإِنَّمَا تَجِبُ بِهِ  
الْكُفَّارَةُ بِشَرْطِهِ كَمَا  
ذَكَرْنَا فِي سُورَةِ الْمُجَادِلَةِ  
وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ  
جُنْحُ دَعَى وَهُوَ مَنْ يَدْعَى  
لِغَيْرِ أَبِيهِ ابْنًا لَهُ أَبْنَاءُكُمْ  
حَقِيقَةً ذَالِكُمْ قَوْلُكُمْ  
بِأَفْوَاهِكُمْ أَيْ الْيَهُودُ  
وَالنَّافِقِينَ قَالُوا لَمَّا تَزَوَّجَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ  
بِنْتَ جَحْشِ التَّمِيمِيِّ كَانَتْ امْرَأَةً  
زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ الَّذِي تَبَنَّاهُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لَوْ تَزَوَّجَ مُحَمَّدٌ  
امْرَأَةً ابْنَهُمْ فَأَكْذَبْنَا اللَّهَ تَعَالَى فِي ذَلِكَ  
وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقُّ فِي ذَلِكَ وَهُوَ يَمْدِي  
السَّبِيلَ ۝ سَبِيلَ الْحَقِّ

تشریح

سَبِيلَ الْحَقِّ

(۳) ایک آدمی کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے۔ ایک آدمی | ایک آدمی کے سینے میں ایک ہی دل ہوتا ہے دو دل نہیں ہوتے ایسا نہیں کی دو باتیں نہیں ہوتیں۔ ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے ہو سکتا کہ ایک دل میں اخلاص ہو، دوسرے دل میں ریاکاری۔ بیک وقت ایک مومن بھی ہو اور غیر مومن بھی۔ بیک وقت ایک آدمی ڈرنے والا بھی ہو اور بے خوف بھی۔

اسی طرح اگر کوئی اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ تمہاری پیٹھ میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو اس کہنے سے تمہاری بیوی تمہارا ماں نہیں بن جاتی۔

اسی طرح ایک بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے۔ اگر تم کسی کو بیٹا بنا لیتے ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ حقیقت میں باپ بن گیا اور حقیقی باپ حقیقی باپ نہ رہا۔

یہ تو وہ باتیں ہیں جو تم اپنے منہ سے نکال دیتے ہو مگر اللہ تعالیٰ وہی بات ارشاد فرماتے ہیں جو حقیقت میں اور اصلیت میں ہے اور وہی صریح طریقے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

أَدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ

أَدْعُوهُمْ	لِآبَائِهِمْ	هُوَ	أَقْسَطُ	عِنْدَ اللَّهِ	فَإِنْ
انہیں پکارو	ان کے باپوں کی طرف	یہ	زیادہ انصاف	اللہ کے نزدیک	پھر اگر

انہیں ان ہی کے باپوں کی طرف (منسوب کر کے) پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ (قرین) انصاف ہے پھر اگر

لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ

لَمْ تَعْلَمُوا	آبَاءَهُمْ	فَاِخْوَانُكُمْ	فِي	الدِّينِ
تم نہ جانتے ہو	ان کے باپوں کو	تو وہ تمہارے بھائی	میں	دین

تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں

وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا

وَمَوَالِيكُمْ	وَلَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	فِيمَا
اور تمہارے رفیق	اور نہیں	تم پر	کوئی گناہ	اس میں جو

اور تمہارے رفیق ہیں اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو تم سے بھول

أَخْطَأْتُمْ بِهِ لَوْلَا كُنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ

أَخْطَأْتُمْ	بِهِ	وَلَوْلَا	كُنْ	مَا تَعَمَّدَتْ	قُلُوبُكُمْ
تم سے بھول چوک ہو چکی	اس سے	اور لیکن	جو ارادے سے	اپنے دل	

چوک ہو چکی، لیکن (باں) جو اپنے دل کے ارادے سے کرو، اور

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

وَكَانَ	اللَّهُ	غَفُورًا	رَحِيمًا
اور ہے	اللہ	بخشنے والا	مہربان

اللہ بخشنے والا مہربان ہے

⑤ بلا تم کو جاہلیہ کہ فرزند ان معنی کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو۔ یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی ہے پھر اگر تم ان کے باپ کو نہ جانتے ہو تو تمہارے دینی بھائی اور

⑤ لَيْسَ أَدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا

چپاکی اولاد ہیں۔ اسی رشتہ سے ان کو پکارو۔

اور جو کچھ تم نے اس بارے میں بھولے سے کہہ دیا اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں

اور اللہ بخشنے والا ہے تمہارے اس کلام کو جو مانعت سے پہلے تم سے سرزد ہوئے۔  
تم پر ہر بان ہے اس بارے میں۔

أَبَاءَهُمْ نَسَبُهُمْ وَإِخْوَانُكُمْ  
فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ  
بَشُرْ عَنِكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ  
جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ  
فِي ذَلِكَ وَلَكِنْ فِي  
مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ  
وَهُوَ بَعْدَ الثَّبَهِتِ وَكَانَ  
اللَّهُ عَفُورًا لِمَا كَانَ مِنْ  
قَوْلِكُمْ قَبْلَ التَّهِ  
رَحِيمًا ۝ بِكُمْ فِي ذَلِكَ

### تشریح

۵ بیٹوں کو حقیقی باپ کی نسبت سے پکارا کرو | منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے پکارا کرو۔ یہی بتا  
اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ ہے اگر کسی نے کسی کو لے پاک بن لیا تو وہ واقعی اس کا باپ نہیں بن گیا۔ یوں  
شفقت اور محبت سے کسی کو مجازاً بیٹا یا باپ کہہ دینا الگ بات ہے۔  
نبی م نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور لوگ ان کو زید بن محمد کہنے لگے تھے مگر اس حکم کے آنے کے  
بعد ان کو ان کے حقیقی باپ کی نسبت سے زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔  
بخاری مسلم اور ابوداؤد نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی م نے فرمایا کہ:-  
مَنْ رَادَّ عَنِّي إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ  
فَنَاجَتْهُ عَلَيْهِ حَرَامٌ  
(جس نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے بوا کسی اور کا بیٹا کہا درآں مایکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ  
نہیں ہے اس پر جنت حرام ہے۔)

اور اگر باپ کا نام معلوم نہ ہو تو بہر حال وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں ان کو اسی لقب سے  
یاد کرو چنانچہ نبی م نے زید بن حارثہ کو فرمایا:- أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔ (تم ہمارے بھائی اور ہمارے  
ساتھی ہو۔)۔ اخلاقاً ان الفاظ کا استعمال کوئی گناہ نہیں۔ لیکن اس ارادے سے یہ بات کہنا کہ جسے بیٹا یا بیٹی  
کہا جائے اس کو واقعی وہی حیثیت دی جائے جو ان رشتوں کی ہے اور اس کے وہی حقوق اور تعلقات ہوں  
جو ان رشتہ داروں کے ہیں یہ بات قابل گرفت ہوگی۔ اگر بلا ارادہ یا صرف اخلاقاً ایسی بات کہی جائے جس کی  
ظاہری صورت اس فعل کی ہو جس سے منع کیا گیا ہے مگر درحقیقت اس منع کردہ فعل کی نہ ہو تو محض نفل  
کی ظاہری صورت پر اللہ تعالیٰ سزا نہیں دیں گے۔ اور اس حکم کے آنے سے پہلے جو کہا گیا اس پر بھی کوئی  
گرفت نہ ہوگی۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ

النَّبِيُّ	أَوْلَىٰ	بِالْمُؤْمِنِينَ	مِنْ	أَنفُسِهِمْ	وَأَزْوَاجُهُ
نبی	زیادہ (مقدر)	مومنوں کے	سے	ان کی جانیں	اور اس کی بیبیاں

نبیؐ مومنوں کے (امور کے تفرق میں) ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں اور اس کی بیبیاں

أُمَّهَاتُهُمْ وَأَوْلُوا الْأَرْحَامَ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ

أُمَّهَاتُهُمْ	وَأَوْلُوا	الْأَرْحَامَ	بَعْضُهُمْ	أَوْلَىٰ	بِبَعْضٍ
ان کی مائیں	اور	قرابت دار	ان میں سے بعض	نزدیکتر	بعض دوسروں سے
ان کی مائیں ہیں	اور	قرابت دار	اللہ کی کتاب میں	ان میں سے بعض	(عام) مسلمانوں

فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا

فِي	كِتَابِ	اللَّهِ	مِنَ	الْمُؤْمِنِينَ	وَالْمُهَاجِرِينَ	إِلَّا أَنْ	تَفْعَلُوا
میں	اللہ کی کتاب	سے	مسلمانوں	اور	مہاجروں	مگر یہ کہ	تم کرو
اور	مہاجروں کی	نسبت	ایک دوسرے سے	زیادہ	نزدیک (فائق) ہیں	مگر یہ کہ	تم کرو اپنے

إِلَىٰ أَوْلِيَّكُمْ مَّعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝۶

إِلَىٰ	أَوْلِيَّكُمْ	مَّعْرُوفًا	كَانَ	ذَلِكَ	فِي	الْكِتَابِ	مَسْطُورًا
طرف (ساتھ)	اپنی دوست (جمع)	حسن سلوک	ہے	یہ	کتاب میں	لکھا ہوا	

دوستوں کے ساتھ حسن سلوک، یہ (اللہ کی) کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

۶) النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ

مِنْ أَنفُسِهِمْ فَمَا دَعَاهُمْ

إِلَيْهِ وَدَعَتْهُمُ أَنفُسُهُمْ

إِلَىٰ خِلَافِهِ وَأَزْوَاجُهُ

أُمَّهَاتُهُمْ فِي حُرْمَةِ

بِنِكَاحِهِمْ عَلَيْهِمْ وَأَوْلُوا

الْأَرْحَامَ ذُو الْقُرْبَىٰ بَاتِ

بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي

الْآيَاتِ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ

۶) پیغمبر صاحب کی فرماں برداری ایمان والوں کو ان کی

جانوں سے بھی مقدم ہے یعنی اگر رسول اللہ ایک امر

فرمادیں اور خواہش نفسانی اس کی خلاف کی طرف بلاوے

تو فرما نہواری رسول اللہ کے حکم کی پابندی۔ اور پیغمبر کی بیویاں ایمان

والوں کی ماں ہیں یعنی ان سے نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسا

اپنی ماؤں سے اور رشتہ دار باہم ایک دوسرے کی میراث

پانے کے زیادہ مستحق ہیں ایمان والوں اور ہجرت کرنے

والوں سے یعنی شروع اسلام میں جو بوجہ ایمان اور ہجرت

کے ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا اگرچہ ان میں کوئی قرابت

نہ ہو اور رشتہ دار محروم ہوتے تھے وہ حکم اب منسوخ ہو گیا یہ حکم ہے کتاب اللہ کا۔  
نہیں تم اگر اپنے دوستوں کو کچھ مال کی وصیت کرو یہ جائز ہے۔ یہ جو حکم ایمان و ہجرت کی وجہ سے میراث پانے کا منسوخ ہوا اور ذوی الارحام کی وراثت مقرر ہوئی  
لوح محفوظ میں اسی طرح تھا۔

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ أَيَّ مَنِ  
الْأَرْثِ بِالْإِنِّانِ وَالْهَجْرَةِ الشَّذِي  
كَانَ أَوَّلَ الْإِسْلَامِ فَتَسْبِخُ إِلَّا لَكِنَّ  
أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَاءِكُمْ  
مَعْرُوفًا بِوَصِيَّةِ فَبَائِزٌ كَانَ ذَلِكَ  
أَيَّ تَسْبِخُ الْأَرْثِ بِالْإِنِّانِ وَالْهَجْرَةِ  
بِأَرْثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ فِي الْكِتَابِ  
مَسْطُورًا ۝ وَارْتِدَّ بِالْكِتَابِ فِي الْمَوْضِعِينَ  
الَّذِينَ مَخْفُوظٌ

## تشریح

نبی اور ازواج نبی کا مومنین سے تعلق حضرت محمد رسول اللہ م آفتاب نبوت ہیں اس نور اعظم سے جو کرن پھوٹی ہے اور مومنوں کے دل کو روشن کیا ہے وہ اس نور اعظم کی ایک شعاع ہے۔ اس لئے حقیقت یہ کہ نبی م کا مبارک وجود ہماری ہستی سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ اس روحانی تعلق کی بنیاد پر نبی م مومنین کے لئے بمنزلہ باپ کے ہیں بلکہ باپ سے بھی بڑھ کر شفیق اور ہماری ذات سے بھی بڑھ کر ہمارے خیر خواہ ہیں۔ نبی م کا اہل ایمان پر یہ حق ہے کہ وہ آپ کو اپنے ماں باپ، اپنی اولاد، اپنی جان اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ آپ م کو عزیز رکھیں۔ اپنی رائے پر آپ کی رائے کو، اپنے فیصلے پر آپ کے فیصلے کو مقدم سمجھیں اور آپ کے ہر حکم کے آگے ہر تسلیم خم کر دیں۔ نبی م نے فرمایا۔ لَا يُوَدُّ مِنْ أَحَدِكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ  
مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالشَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری و مسلم)  
تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے باپ اور اولاد سے اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوں۔

سنن ابی داؤد میں نبی م کا ارشاد منقول ہے۔ فرمایا۔

أَنْتُمْ مَا أَنْتُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ

(میں تمہارے لئے بمنزلہ والد کے ہوں۔)

باپ بیٹے کا تعلق کیا ہے۔ یہی کہ بیٹے کا جسمانی وجود باپ کے جسم کا ایک حصہ ہے اور باپ کی تربیت اور شفقت اوروں سے بڑھ کر ہے۔ نبی اور امتی کے تعلق میں امتی کا ایمانی وجود نبی کی روحانیت کا ایک پرتو ہوتا ہے اور جو شفقت اور تربیت نبی کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے ماں باپ تو کیا تمام مخلوق میں اس کا نمونہ نہیں مل سکتا۔ ازواج مطہرات تعظیم اور احترام میں مومنین کی دینی مائیں ہیں اور بعض احکام میں جو ان کے لئے شریعت سے ثابت ہیں وہ ماں کے درجے میں ہیں۔ کل احکام میں ماں کی طرح نہیں ہیں۔ مثلاً پردہ ازواج مطہرات سے بھی اسی طرح سے ہوگا جس طرح دوسری عورتوں سے کیا جاتا ہے۔

اسی طرح رشتہ داروں کا حق وراثت میں اور مسئلہ رحمی میں تمام مومنین سے زیادہ ہے۔ البتہ

اچھا سلوک ہر شخص سے کیا جائے گا۔

یہ حکم قرآن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔



وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَ

وَإِذْ	أَخَذْنَا	مِنَ	النَّبِيِّينَ	مِيثَاقَهُمْ	وَمِنْكَ	وَمِنْ	نُوحٍ	وَإِبْرَاهِيمَ	وَ
ادبیب	ہم نے لیا	سے	نبیوں	ان کا عہد	اور تم سے	اور	نوح سے	اور ابراہیم سے	اور

اور یاد کرو) جب ہم نے لیا نبیوں سے ان کا عہد اور تم سے (بھی لیا) اور نوح سے اور ابراہیم سے اور

مُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝

مُوسَى	وَعِيسَى	ابْنِ	مَرْيَمَ	وَأَخَذْنَا	مِنْهُمْ	مِيثَاقًا	غَلِيظًا
موسیٰ	اور مریم کے بیٹے عیسیٰ	اور	ہم نے لیا	اور	ان سے	عہد	پختہ

موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔

④ اور یاد کر جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا جبکہ آدم کی پشت سے نکلے مثل جیونٹوں کے اور تجھ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ مریم کے بیٹے تم سب سے عہد لیا کہ

④ وَادْكُرْ إِذْ أَخَذْنَا مِنَ

النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ حِينَ  
أُخْرِجُوا مِنْ حُبْلِ آدَمَ  
كَالذَّرَجِ جَمْعُ ذَرَّةٍ وَهِيَ  
أَصْغَرُ الْقَبْلِ وَمِنْكَ وَ  
مِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ  
وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ  
مَرْيَمَ بَيَانُ تَعْبُدُ وَاللَّهُ  
وَيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى عِبَادَتِهِ  
وَذَكَرُ الْخَنَسَةَ مِنْ عَظْمِ النَّاسِ  
عَلَى الْعَامِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ  
مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝ شَدِيدًا أَبَالُوفَاءِ  
بِمَا حَمَلُوهُ وَهُوَ النَّبِيُّنَ بِاللهِ  
تَعَالَى ثُمَّ أَخَذْنَا الْمِيثَاقَ

اللہ کی عبادت کرو۔ اور لوگوں کو حق تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاؤ۔

ان پانچوں پیغمبروں کو علیحدہ ذکر کرنا حالانکہ تمام پیغمبروں میں یہی داخل تھے طریق مطلق خاص علی العالم ہے اور ہم نے ان سے اس عہد کے پورا کرنے کا سخت مضبوط اقرار لیا کہ جو تم کو حکم ہوا اس کو پورا کرے۔ مضبوط قرار سے مراد اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔

تشریح

④ اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے اور کرانے کا قول و قرار اے نبی! اللہ تعالیٰ آپ سے اور دوسرے پیغمبروں مثلاً نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) سے قول و قرار لے چکا ہے کہ آپ خود بھی اللہ کے احکام کی اطاعت کریں گے اور دوسروں سے بھی اس کی اطاعت کرائیں گے۔ اللہ کی باتوں کو بے کم و کاست پہنچائیں گے اور انہیں عملاً نافذ کرنے اور قائم کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس عہد کا ذکر قرآن مجید میں متعدد

مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً

شَرَّمْ لَكُمْ مِنَ الَّذِينَ مَآوَاهُمْ فِي بُرُوحٍ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ  
رَمًا وَصَبَّأً بِهٖ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقْبَلُوا الذِّكْرَ  
وَلَا تَتَّقُوا فِيهِ (الشوریٰ - آیت مٹا)

(اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا تمہارے لئے وہ دین جس کی ہدایت کی تھی اس نے نوحؑ کو اور جس کی وحی لی گئی  
(اے محمدؐ) تمہاری طرف اور جس کی ہدایت کی گئی ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو۔ اس تاکید کے ساتھ کہ تم لوگ قائم  
کرو اس دین کو اور اس میں تفرقہ نہ کرو۔)

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ  
لِلنَّاسِ وَلَا تَكْفُرُ بِهِ (آل عمران - ۱۸۷)

(اور یاد کرو اس بات کو کہ اللہ نے عہد لیا تھا ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم لوگ  
اس کی تعلیم کو بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ (البقرہ - ۸۳)

(اور یاد کرو کہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو گے۔)

أَلَمْ يَأْمُرْ بِذُنُوبِهِمْ وَإِن كَانُوا لَكَاذِبِينَ  
أَذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (الاعراف - آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱)

(کیا ان سے کتاب کا عہد نہیں لیا گیا تھا؟ — مضبوطی کے ساتھ تھا مگر اس چیز کو جو ہم نے  
تمہیں دی ہے اور یاد رکھو اس ہدایت کو جو اس میں ہے، تو قیام ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی سے بچے رہو گے۔)

وَإِذْ كَرِهْنَا لَكُمْ إِتْيَانَكُمْ سُبُلَ الْيَمِينِ  
وَالشَّمَالِ وَالْأَسْوَاطِ وَالْأَسْنَانِ وَالشَّجَرِ  
وَالْأَعْنَابِ وَالشَّجَرِ الْأَخْضَرِ وَالْأَشْجَارِ  
الْأُخْضَرِ وَالْأَشْجَارِ الْأُخْضَرِ وَالْأَشْجَارِ  
الْأُخْضَرِ وَالْأَشْجَارِ الْأُخْضَرِ (المائدہ - ۷)

(اور اے مسلمانو! یاد کرو اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا ہے، اور اس عہد کو جو اس  
نے تم سے لیا ہے جب کہ تم نے کہا "ہم نے سنا اور اطاعت کی")

پیغمبروں کو یہ اعلیٰ رتبہ ملا کہ وہ اہل ایمان پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔

یہ مرتبہ بلند جو پیغمبروں کو ملا ہے اس لئے ملا ہے کہ ان کی محنت اور ذمہ داری بھی سب سے بڑھ کر ہے۔

اکیلے ساری مخلوق سے مقابلہ کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا کوئی خوف اور امید نہ رکھنا پیغمبروں کے سوا اور کس کا کام ہو سکتا ہے۔ پانچ اولوالعزم اور

اور علیہ السلام کا نام خاص طور پر لیا گیا کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا موجود ہے ان کی تعلیم کا اثر ہے گا۔ ان

پیغمبروں میں حضرت محمد رسول اللہ کا نام نامی سب سے پہلے لیا گیا آپ کا ظہور اگرچہ بعد میں ہوا ہے مگر درجے میں آپ سب سے پہلے میں اور عالم

غیب میں آپ کا وجود مسود بھی سب سے مقدم ہے جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ۔ كُنْتُ نَبِيًّا وَالْأَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ

وَالسَّمَاءِ - میں نبی تھا جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مرحلے میں ہی تھے۔

یہ عہد آپ کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ وہ جبکہ جو آپ کو حضرت زینب سے نکاح کرنے میں تھی دور ہو جائے۔ آپ یہ خیال

فرما رہے تھے کہ معاملہ ایک خاتون سے شادی کا ہے کیسی بھی نیکی ہو مگر نفی پرستی کا الزام لگ سکتا ہے جس سے

اصل دعوتی کام متاثر ہونے کا ڈر ہے۔

لِيَسْئَلِ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

لِيَسْئَلِ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ  
تاکر وہ (ان) بچوں سے ان کی چھائی (کے بارے میں) سوال کرے۔ اور اس نے کافروں کے لئے

ع ۱۰ عَدَا أَبَا أَلِيمًا ۝ يَأْتِيهَا الثَّالِثِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا

عَدَا أَبَا أَلِيمًا ۝ يَأْتِيهَا الثَّالِثِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا  
عذاب دردناک اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی

نِعْمَةً اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا

نِعْمَةً ۝ اللَّهُ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا  
اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب تم پر چڑھ آئے (شکر جمع) ہم نے بھی

عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا

عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا  
ان پر آندھی اور شکر تم نے انہیں نہ دیکھا اور ہے اللہ سے جو

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ

تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ إِذْ جَاءُوكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ  
تم کرتے ہو دیکھنے والا جب وہ تم پر آئے سے تمہارے اوپر اور

مِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

مِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ  
سے نیچے تمہارے اور جب کچھ ہوئیں (چندھائیوں) آنکھیں اور ہونے لگیں

تمہارے نیچے (کی طرف) اے اور جب آنکھیں چندھائی گئیں اور دل گھوم میں

## الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتُظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ⑩

الْقُلُوبُ	الْحَنَاجِرَ	وَتُظُنُّونَ	بِاللَّهِ	الظُّنُونَا
دل (جمع)	لگے	اور تم گمان کرتے تھے	اللہ کے بارے میں	الظنوں سے گمان
(لیجئے منہ کو آنے لگے اور تم اللہ کے بارے میں (طرح طرح کے) گمان کر رہے تھے)				

⑧ پھر یہ عبدلیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق کو پوچھے کہ احکام رسالت پہنچا بھی دئے بغرض اس سے کافروں کو سزائش اور مغلوب کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے مکروں کے لئے عذاب دردناک تیار کیا ہے۔

⑨ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودًا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا الْوَإِذْ آمَنَّا بِاللَّهِ كَمَا كُنَّا كَارِثِينَ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا الْوَإِذْ آمَنَّا بِاللَّهِ كَمَا كُنَّا كَارِثِينَ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا

تم سے لڑنے کو آیا خندق کے کھودنے کے دن۔ سو بھی ہم نے ان پر ہوا اور فرشتوں کا لشکر جس کو تم دو جکتے تھے اور اللہ دیکھتا تھا جو کچھ تم کرتے تھے خندق کا کھودنا وغیرہ اور جو کچھ تم کرتے تھے جماعت جماعت ہو کر تمہارے لڑائی کے لئے آنا۔

⑩ جبکہ آئے کفار تمہارے پاس اور نیچے سے یعنی ولوی کے اوپر کی جانب اور نیچے کی جانب سے غرض یہ ہے کہ دشمن اور مغرب ہر طرف سے فوج فوج آئے۔ اور وہ وقت وہ تھا کہ آنکھوں کو کچھ نظر آتا تھا بجز دشمن کے ہر طرف سے دشمن ہی دشمن نظر آتے تھے۔ اور دل لگے میں اٹھے تھے بوجہ شدت خوف کے

اور اللہ پر تم کو طرح طرح کے گمان تھے کہ ہم کو فتح ہوگی یا نہ ہوگی۔

⑧ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ فِي مَسْجِدٍ كُنْتُمْ فِيهِ إِذَا دُعِيَ إِلَى اللَّهِ فِى الْحَرْبِ أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهُ لِيُقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ رَسُولِهِ ذَلِكَ إِذْ يُؤْتِي الْقَوْمَ نَبَأَهُمْ خَائِبًا وَقَدْ حَضَرُوا لِلْحَرْبِ ذَلِكَ لِيُعْلَمَ أَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا مُخْلِصُونَ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ وَلِيُنبَأَ سَلَامٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ اللَّهُ مُخْلِصٌ لِلرَّسُولِ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِي الصَّابِرِينَ

⑨ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودًا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا الْوَإِذْ آمَنَّا بِاللَّهِ كَمَا كُنَّا كَارِثِينَ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا

⑩ وَإِذْ جَاءَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ الْيَمَنِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُحُبًا مِنْ السَّمَاءِ فَرَزَقَهُمُ خُبْرًا ذَلِكَ إِذْ يُؤْتِي الْقَوْمَ نَبَأَهُمْ خَائِبًا وَقَدْ حَضَرُوا لِلْحَرْبِ ذَلِكَ لِيُعْلَمَ أَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا مُخْلِصُونَ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ وَلِيُنبَأَ سَلَامٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ اللَّهُ مُخْلِصٌ لِلرَّسُولِ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِي الصَّابِرِينَ

## تشریح

۸) اللہ کے احکام پہنچانا مخلوق پر تمام حجت | اللہ نے اپنے پیغمبروں سے جو قول و قرار لیا کہ وہ اللہ کے احکام پر خود بھی عمل کریں گے اور مخلوق خدا تک ان احکام کو پورا کا پورا پہنچادیں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے تمام حجت ہے کہ جب پہنچانے والوں نے پہنچا دیا تو دیکھتے ہیں کون ان پر عمل کرتا ہے تاکہ بچے لوگوں کا سچائی پر قائم رہنا ظاہر ہو جائے اور سچائی سے انکار کرنے والوں کو ان کے انکار کی سزا دی جائے۔

آگے کی آیات میں جنگِ احزاب کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے اللہ کے بچے پیغمبر اور ان پر خلوص کے ساتھ ایمان لانے والوں کے حالات اور ان کے مقابلے میں جھوٹے اور منکرین کے اعمال اور اس کے ثمرات اور نتائج کا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔

۹) غزوہٴ احزاب کے موقع پر اہل ایمان کی نصرت | غزوہٴ احزاب یا خندق کے موقع پر جب دشمنوں کے متحدہ لشکر نے مدینہ پر چڑھائی کی اور ایک مہینے تک انکی فوجیں مدینہ کا محاصرہ کئے رہیں، تو ایک رات ایسی سخت آندھی آئی جس میں سردی بھی تھی گردک بھی اور جگ بھی اور ایسا اندھیرا کہ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہیں دیتا تھا۔ آندھی کے زور سے دشمنوں کے خمیے اُٹ گئے اور ان کے اندر ایسی آفراتفری پیدا ہو گئی کہ انھوں نے راتوں رات اپنے گھر کی راہ لی۔ صبح جب مسلمان اٹھے تو میدان خالی تھا۔ انان واقعات کو اس کے ظاہری اسباب سے دیکھتا ہے لیکن اندر اندر جو غیر محسوس طاقتیں کام کرتی ہیں وہ اس کے حساب میں نہیں آتیں۔ حالانکہ اکثر انہی غیر محسوس طاقتوں کی کارفرمائی فیصلہ کن ثابت ہوتی ہے۔ یہ طاقتیں کیونکہ اللہ کے فرشتوں کی ماتحتی میں اللہ کے حکم سے کام کرتی ہیں اس لئے فوجوں سے مراد فرشتے بھی لئے جاسکتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے

اللہ تعالیٰ اس وقت سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ کیا تمہیں اللہ کی یہ نصرت اور اس کی یہ نعمت یاد ہے؟ جب بنو قریظہ کی بدعہدی سے حالات انتہائی نازک موڑ پر پہنچ گئے | غزوہٴ احزاب یا خندق مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف ایک زبردست معرکہ تھا اس لئے کہ عرب کی متحدہ فوجوں نے ل کر اب مدینہ سے آریار کی جنگ کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نازک موقع پر نبیؐ نے مدینہ کے شمال مغربی رخ پر چھ دن کے اندر اندر ایک خندق کھدوائی اور سلع پہاڑ کو پشت پر لے کر تین ہزار کی فوج کے ساتھ دفاع کے لئے تیار ہو گئے۔

۱۰) مدینہ کا جنوبی حصہ باغوں کی کثرت کی وجہ سے محفوظ تھا۔ مشرق اور مغربی جنوبی سمت میں لاوے کی چٹانیں ہیں۔ اب صرف احد کے مشرقی اور مغربی حصوں سے حملہ ہو سکتا تھا اور اس طرف خندق کھدوا کر شہر چاروں طرف سے محفوظ ہو گیا تھا۔

عرب والوں کے لئے جنگ کا یہ طریقہ بالکل نیا تھا۔ جاڑے کے زمانے میں انہیں ایک طویل محاصرے کے لئے مجبور ہونا پڑا جس کے لئے وہ تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔

اب دشمنوں کے پاس صرف ایک ہی تدبیر رہ گئی تھی کہ بنو قریظہ کے یہودی قبیلے کو غداری کے لئے آمادہ کریں۔ ان کی بدعہدی نے زبردست خطرہ پیدا کر دیا۔ اور اہل ایمان میں ایسی گھبراہٹ پیدا ہو گئی کہ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

انہوں نے بازار گرم تھے۔ شدید آزمائش کا وقت تھا جس میں ہر شخص کا پردہ فاش ہو گیا۔ قرآن مجید کی ان آیتوں میں اسی کا منظر بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ دشمن اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے، جب خوف کے مارے آتھیں پتھر اٹھائیں، کیجئے منہ کو آگے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔

هَذَا لِكَ ابْتَلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزَلُوا لَزْلًا شَدِيدًا ۝۱۱

هَذَا لِكَ	ابْتَلِيَ	الْمُؤْمِنُونَ	وَزُلْزَلُوا	لَزْلًا	شَدِيدًا
یہاں	آزمائے گئے	مومن (جمع)	اور وہ ہلائے گئے	ہلایا جانا	شدید

یہاں (اس موقع پر) مومن آزمائے گئے اور وہ شدید ہلائے (بجھوڑے) گئے

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ

وَإِذْ	يَقُولُ	الْمُنَافِقُونَ	وَالَّذِينَ	فِي	قُلُوبِهِمْ	مَّرَضٌ
اور جب	کہنے لگے	منافق (جمع)	اور وہ جن کے	میں	دلوں	مرضِ روگ

اور جب کہنے لگے منافق اور وہ جن کے دلوں میں روگ ہے ہے ہم سے

مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝۱۲

مَا	وَعَدَنَا	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ	إِلَّا	غُرُورًا
جو ہم سے وعدہ کیا	اللہ	اور اس کا رسول	مگر	دھوکہ دینا	

اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا وہ صرف دھوکہ تھا۔

۱۱) اس وقت ایمان والوں پر آزمائش تھی تاکہ اہل اخلاص جُدی ہو جاویں غیر اخلاص والوں سے اور مسلمانوں پر اس وقت سخت زلزلہ تھا شدتِ خوف سے۔

۱۱) هَذَا لِكَ ابْتَلِيَ الْمُؤْمِنُونَ  
أُخْتَبِرُوا لِيَتَّبِعَنَّ الْمُخْلِصُ  
مِنْ غَيْرِهِ وَزُلْزَلُوا حُرُكُوا  
لَزْلًا شَدِيدًا ۝۱۱ مِنْ شِدَّةِ  
الْفِتْرِ

۱۲) اور یاد کر جبکہ کہتے تھے منافقین اور ضعیف الاعتقاد آدمی کہ اللہ نے ہم سے جو کچھ وعدہ مدد کا فرمایا ہے غلط ہے۔

۱۲) وَإِذْ كُرِّدَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ  
فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ صَعَفْتُ إِعْتِقَادِي مَا  
وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ بِالْغُرُورِ  
غُرُورًا ۝۱۲ بَاطِلًا

تشریح

۱۱) اہل ایمان کی سخت آزمائش اس نازک موقع پر وہ ہے اہل ایمان بھی تھے جو ہر طرح سے اللہ کے رسول کا ساتھ دے رہے تھے ان کی بھی خوب خوب آزمائش کی گئی کہ بڑی طرح ہلا کر رکھ دیئے گئے۔ مگر وہ اس کڑے وقت میں بھی خدا کا رعبہ کے عزم پر ثابت قدم رہے۔

۱۲) منافقین کے بصرے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ تھا تبصرے کرنے لگے کہ بچے صاحب ہم سے وعدے تو فیہر و کسری کے ملک فتح ہو جانے کے لئے جارہے تھے اور حال یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کے لئے بھی گھر سے باہر نہیں نکل سکتے اس طرح کے لہیاتی طور سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے حوصلے پست ہوں۔

وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ

وَإِذْ	قَالَتْ	طَائِفَةٌ	مِّنْهُمْ	يَا أَهْلَ	يَثْرِبَ	لَا مُقَامَ
اور جب	کہا	ایک گروہ	ان میں سے	اے یثرب (مدینہ) والو!	یثرب	لامقام

اور جب ایک گروہ نے کہا ان میں سے۔ اے مدینے والو! تمہارے لئے کوئی جگہ (ٹھکانا)

لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنَ النَّبِيِّ يَقُولُونَ إِنْ

لَكُمْ	فَارْجِعُوا	وَيَسْتَأْذِنُ	فَرِيقٌ	مِّنْهُمْ	النَّبِيِّ	يَقُولُونَ	إِنْ
تمہارے لئے	ہذا تم لوٹ چلو	اور اجازت مانگتا تھا	ایک گروہ	ان میں سے	نبی سے	وہ کہتے تھے	بیشک

نہیں ہذا تم لوٹ چلو۔ اور ان میں سے ایک گروہ اجازت مانگتا تھا نبی سے وہ کہتے تھے کہ بیشک

بِوُتُنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝۱۳

بِوُتُنَا	عَوْرَةٌ	وَمَا هِيَ	بِعَوْرَةٍ	إِنْ	يُرِيدُونَ	إِلَّا	فِرَارًا
ہمارے گھر	غیر محفوظ	حالا کہ وہ نہیں	غیر محفوظ	ان	وہ نہیں چاہتے	الّا	فرار

ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں، حالا کہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں۔ وہ تو صرف فرار چاہتے ہیں۔

وَلَوْ دَخَلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سَأَلُوا الْفِتْنَةَ

وَلَوْ	دَخَلَتْ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ	أَقْطَارِهَا	ثُمَّ	سَأَلُوا	الْفِتْنَةَ
اور اگر	داخل ہو جائیں	ان پر	سے	اس (مدینہ) کے اطراف	پھر	ان کا پوچھنا	فساد

اور اگر ان پر مدینہ سے اطراف سے داخل ہو جائیں (آگھسیں) پھر ان سے فساد چلا جائے (کہا جائے)

لَاتُوهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۝۱۴

لَاتُوهَا	وَمَا	تَلَبَّثُوا	بِهَا	إِلَّا	يَسِيرًا
تو وہ ضرور دے دینگے	اور نہ	دیر لگائیں گے	اس گھر میں	مگر (صرف)	تھوڑی سی

تو وہ اسے ضرور دیں گے (منظور کس کے) اور گھروں میں صرف تھوڑی سی دیر لگائیں گے۔

۱۳) وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ  
أَيُّ النَّبِيِّينَ يَا أَهْلَ  
يَثْرِبَ هِيَ أَرْضُ الْمَدِينَةِ  
وَلَسْنَا نَعْمُرُ بِهَا لِلْعَلْبِيَّةِ وَوَدَّ  
الْفِعْلُ لَامُ مَقَامَ لَكُمْ بِضَمِّ الْبَاءِ

۱۳) اور جب کہ کہا منافقین کی ایک جماعت نے اے مدینہ والو! یہاں تمہارے گھر کے کا موقع نہیں پس چلے جاؤ تم اپنے گھروں کو۔

یہ ان لوگوں سے کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے باہر پہاڑ کی طرف جس کا نام سلع تھا نکلے تھے کافروں سے لڑنے کو۔

اور منافقوں میں سے ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہتی تھی واپس ہونے کی یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر پر کوئی نہیں وہاں دشمنوں کا خوف ہے۔

مالا لکان کے گھر ضعیف نہ تھے ان کا ارادہ صرف لڑائی سے بھاگنے کا تھا۔

وَفَتْحَهَا أَيُّ لَأَقَامَةَ وَلَا مَكَانَةً  
فَنَارِجِعُوا إِلَىٰ مَنَازِلِكُمْ  
مِنَ الْمَدِينَةِ وَكَانُوا تَخْرُجُوا  
مَعَ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَىٰ بَلْعَمَ جَبَلٍ خَارِجِ الْمَدِينَةِ  
لِلْقِتَالِ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيضٌ  
مِنْهُمْ الشَّيْخَ فِي التَّحْجُوزِ  
يَعْتَوِلُونَ إِنْ بَيُّوتُنَا  
عَوْرَةً غَيْرَ حَصِينَةٍ نَخْشَى  
عَلَيْهَا قَالَ تَعَالَىٰ وَمَا  
هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ مَا  
يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۝

۱۳) اور اگر مدینہ میں ان کے پاس اطراف مدینہ سے لشکر آجائے۔  
پھر وہ ان سے شرک چاہے۔

تو فوراً مشرک ہو جاویں اور اس میں کچھ دیر نہ کریں۔

۱۳) وَلَوْ دَخَلَتْ أَيْ الْمَدِينَةَ  
عَلَيْهِمْ مِنْ أَقْطَارِهَا  
تَوَاجَيْبِهَا شَرُّهُمْ سَعِلُوا أَيْ  
سَأَلَهُمْ التَّوَجُّلُ الْفِتْنَةَ  
الْمَشْرُكَةَ لِأَنَّهَا بِالسُّبُورِ  
الْقَصْرِ أَيْ أَعْظَمُهَا وَقَعَلُوهَا  
وَمَا تَكَلَّبْتُمْ أَيْ إِلَّا يَسِيرًا ۝

### تشریح

۱۳) منافقین کے ایک گروہ کا بہانہ کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں | منافقین کے ایک گروہ کو بنو قریظہ کی بدعہدی کی وجہ سے میدان جنگ چھوڑ کر جانے کا بہانہ مل گیا کہ صاحب کیا کریں اب ٹھہرنے کا کوئی موقع نہیں ہے شہر کی طرف چلو اب تو ہمارے گھر خطرہ میں ہیں۔ حالانکہ گھروں کی حفاظت کی ذمہ داری نبی م کی تھی نہ کہ فوج کے ایک ایک فرد کی۔ بہانے بنا کر اجازت لے رہے تھے اور حضور نبی م بھی ان کو اجازت دیتے رہے۔ آپ جانتے تھے کہ یہ میدان جنگ سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف باہر کے نظرات تھے دوسری طرف اندر کی آزمائشیں تھیں۔ اللہ کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

۱۴) منافقین کے چھوٹے چلے بہانے | منافق جو دکھاوے کے لئے اسلام لے آئے تھے ذرا سی آزمائش نے ان کی قلبی کھول کر رکھ دی۔ ان کے ایمان کا حال یہ تھا کہ اگر شہر کے اطراف سے دشمن شہر میں گھس آئے اور ان سے کہے کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں کا صفایا کرو تو فوراً تیار ہو جاتے۔ اس وقت نہ گھروں کی حفاظت کا خیال آتا اور نہ اس بات کا کہ وہاں عورتیں اور بچے خطرے میں ہیں انہیں اس ہمہ میں جو اسلام کے خلاف ہوتی شرک ایک فتنہ ہونے میں ذرا دیر نہ لگتی۔



وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْتُونَ

وَلَقَدْ	+	كَانُوا عَاهِدُوا	اللَّهِ	مِنْ قَبْلُ	لَا يُؤْتُونَ
حالانکہ	وہ	عہد کر چکے تھے	اللہ	اس سے پہلے	نہ پھیریں گے
حالانکہ وہ اس سے پہلے اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ					

الْأَذْبَارُ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۱۵ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ

الْأَذْبَارُ	وَكَانَ	عَهْدُ اللَّهِ	مَسْئُولًا	قُلْ	لَنْ يَنْفَعَكُمْ
پیٹھ	اور ہے	اللہ کا وعدہ	پوچھا جانے والا	فرمادیں	تمہیں ہرگز نفع نہ دینگا
پھیریں گے اور اللہ کا (سے کیا ہوا) وعدہ پوچھا جانے والا ہے۔ آپ فرمادیں فرار تمہیں ہرگز					

الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا

الْفِرَارُ	إِنْ	فَرَرْتُمْ	مِنَ الْمَوْتِ	أَوِ الْقَتْلِ	وَإِذَا لَا
فرار	اگر	تم بھاگے	موت سے	یا قتل	اور اس صورت میں
نفع نہ ملے گا اگر موت یا قتل سے بھاگے اور اس صورت میں تم موت توڑا					

تَمْتَعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۱۶ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِيكُمْ مِنْ

تَمْتَعُونَ	إِلَّا	قَلِيلًا	قُلْ	مَنْ ذَا الَّذِي	يَعْصِيكُمْ	مِنْ
فائدہ دے جاؤ گے	مگر	تھوڑا	فرمادیں	کون جو	وہ جو تمہیں بھائے	سے
(بندوں) فائدہ دے جاؤ گے۔ آپ فرمادیں کون ہے جو تمہیں اللہ سے بھائے؟ اگر						

اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا

اللَّهُ	إِنْ	أَرَادَ	بِكُمْ	سُوءًا	أَوْ	أَرَادَ	بِكُمْ	رَحْمَةً	وَلَا
اللہ	اگر	وہ چاہے تم سے	برائی	یا	چاہے تم سے	مہربانی	اور نہ		
وہ تم سے برائی (کرنا) چاہے، یا تم پر مہربانی کرنا چاہے اور وہ اپنے									

يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۱۷

يَجِدُونَ	لَهُمْ	مِنْ دُونِ اللَّهِ	وَلِيًّا	وَلَا	نَصِيرًا
وہ پائیں گے	اپنے لئے	اللہ کے سوا	کوئی دوست	اور نہ	مددگار
لئے اللہ کے سوا کوئی دوست نہ پائیں گے اور نہ (مددگار پائیں گے)					

## فیصل

۱۵) اور بیشک انہوں نے اللہ سے پہلے عہد کیا تھا کہ وہ پیچھے نہ پھریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جاوے گا کہ اس کو پورا بھی کیا

۱۵) وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا لَإِلَهِهِ  
مِن قَبْلُ لَا يُؤْتُونَ  
الْأَذْبَانَ وَكَانَ عَهْدُ  
اللَّهِ مَشْعُورًا ○ عَنِ الْوَفَاءِ

۱۶) اے محمد کہدے کہ تم کو بھانگنا فائدہ نہ دیکر اگر تم موت سے یا مقتول ہونے سے بھاگو۔ اور اگر تم بھاگو گے تو اس کے بعد تم کو دنیا میں فائدہ حاصل نہ ہوگا مگر ٹھوڑا۔ یعنی صرف اسی قدر فائدہ اٹھاؤ گے جو تمہاری زندگی باقی رہی ہے۔

۱۶) فَلَنْ تَنفَعَكُمُ الْفَرَارُ  
إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ  
أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا أَنْ فَرَرْتُمْ  
لَا تُمْتَعُونَ فِي الدُّنْيَا بَعْدَ فَرَارِكُمْ  
إِلَّا قَلِيلًا ○ بَقِيَّةً أَجَابِكُمْ

۱۷) کہدے کہ اگر اللہ تم کو ہلاک کرنا یا شکست دینا چاہے تو کون تم کو اس سے بچا سکتا ہے۔ یا اگر اللہ تم پر جسٹان کرنا چاہے تو کون برائی پہنچا سکتا ہے اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار جو ان کے کام آوے اور ان کی مدد کرے کہ عذاب سے ان کو بچاوے نہ پا دیں گے۔

۱۷) قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ  
مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا  
أَوْ هَزِيمَةً أَوْ يُصِيبْكُمْ  
بِسُوءٍ إِنْ أَرَادَ اللَّهُ  
بِكُمْ رَحْمَةً خَيْرًا وَلَا  
يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ  
أَيَّ غَنِيْرَةٍ وَلَا يَنْفَعُهُمْ  
تَصَدِيرًا ○ يَدْفَعُ الضَّرْعَ عَنْكُمْ

## تشریح

۱۵) کیسے کیسے جھوٹے وعدے کئے تھے | حالانکہ اس سے پہلے جنگ اُحد کے موقع پر جو کمزوری دکھائی تھی اس کے بعد انہوں نے اقرار کیا تھا کہ اب وہ کبھی بھی پیچھے نہ پھریں گے اور کوئی آزمائش کا موقعہ آیا تو اپنی اس کوتاہی کی تلافی کر دیں گے لیکن اللہ تم کو باتوں سے دھوکا نہیں دیا جاسکتا جب کوئی اللہ سے عہد کرتا ہے تو اللہ تم ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں کہ عہد کو آزمانے کا موقع مل جائے۔ اور جھوٹ کی پول کھل جائے۔ اللہ سے کئے ہوئے عہد کی باز پرس تو ہونی ہی تھی اور اب غزوہ خندق ہی میں اس کا دوبارہ موقع آگیا تھا۔

۱۶) موت سے بھاگنا ممکن نہیں ہے | موت کے ڈنڈے اگر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی فائدہ مند نہ ہوگا۔ موت تو اپنے وقت پر آ کر ہی رہے گی۔ اور بھاگ کر اگر جنوگے بھی تو چند ہی سال۔ آخر موت تو آنی ہی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اگر قسمت میں موت لکھی ہے تو بھاگ کر جان نہیں بچا سکتی قضاے الہی ہر جگہ پہنچ جائے گی اور اگر موت کا وقت نہیں آیا تو میدان جنگ میں بھی موت نہیں آئے گی۔ کیا جنگ کے میدان میں سب مارے ہی جاتے ہیں۔

۱۷) اللہ کا ارادہ ہر حال میں پورا ہو کر رہتا ہے | کوئی طاقت اللہ کے ارادے کو رد نہیں سکتی اور کوئی تدبیر اور حیلہ اللہ کے مقابلے میں کام نہیں آسکتا۔ انسان صرف اللہ پر بھروسہ رکھے اور اس کی مرضی کا طلبگار رہے اس کے علاوہ نہ کوئی کار ساز ہے اور نہ کوئی حامی اور مددگار۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا

قَدْ يَعْلَمُ	اللَّهُ	الْمُعَوِّقِينَ	مِنْكُمْ	وَالْقَائِلِينَ	لِإِخْوَانِهِمْ	هَلُمَّ	إِلَيْنَا
خوب جانتا ہے	اللہ	رودکنے والے	تم میں سے	اور کہنے والے	اپنے بھائیوں سے	آجاؤ	ہماری طرف

اللہ خوب جانتا ہے تم میں سے (دوسروں کو روکنا) روکنے والوں کو اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہماری طرف آجاؤ

وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۸ أَسْتَحْتُمْ عَلَيْنُمْ فَاذْجَأُوا الْخُوفَ

وَلَا يَأْتُونَ	الْبَاسَ	إِلَّا	قَلِيلًا	أَسْتَحْتُمْ	عَلَيْنُمْ	فَاذْجَأُوا	الْخُوفَ
اور نہیں آتے	لڑائی	مگر	بہت کم	بجھل کرتے ہیں	تمہارے متعلق	پھرب آئے	خوف

اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت کم۔ تمہارے متعلق بجھلی کرتے ہوئے، پھر جب خوف آئے تو تم

رَأَيْتُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْتَشَى عَلَيْهِ مِنَ

رَأَيْتُمْ	يَنْظُرُونَ	إِلَيْكَ	تَدُورُ	أَعْيُنُهُمْ	كَالَّذِي	يُغْتَشَى	عَلَيْهِ	مِنَ
تم دیکھو گے	انہیں	وہ دیکھنے لگے ہیں	تمہاری طرف	گھوم رہی ہیں	انہی آنکھیں	اس شخص کی طرح	غشی آتی ہے	اس پر سے

انہیں دیکھو گے وہ تمہاری طرف یوں دیکھنے لگے ہیں (جیسے) ان آنکھیں گھوم رہی ہیں اس شخص کی طرح جس پر موت کی غشی

الْمَوْتِ فَاذْهَبْ الْخُوفُ سَلْقُوكُمْ بِالسِّنَةِ جِدَادِ أَسْتَحْتُمْ

الْمَوْتِ	فَاذْهَبْ	الْخُوفُ	سَلْقُوكُمْ	بِالسِّنَةِ	جِدَادِ	أَسْتَحْتُمْ
موت	پھر جب	خوف	چلا جائے	تمہیں طعن دینے لگیں	زبانوں سے تیز	بجھل کر آتے ہوئے

(طریق) ہو پھر جب خوف چلا جائے تو تمہیں طعن دینے لگیں تیز زبانوں سے مال پر بجھیل

عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَاخْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ

عَلَى	الْخَيْرِ	أُولَئِكَ	لَمْ يُؤْمِنُوا	فَاخْبَطَ	اللَّهُ	أَعْمَالَهُمْ
مال پر	یہ لوگ	نہیں ایمان لائے	تو اکارت کر دینے لگے	اللہ	ان کے عمل	ان کے عمل

کرتے ہوئے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ نے اکارت کر دئے ان کے عمل

وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۱۹

وَكَانَ	ذَلِكَ	عَلَى	اللَّهِ	يَسِيرًا
اور ہے	یہ	پر	اللہ	آسان

اور اللہ پر یہ آسان ہے۔

۱۸) قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ الشُّبُهَاتِ  
وَمِنْكُمْ وَالْفَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ  
هَلُمُّ تَعَالَى الْإِنشَاءِ وَلَا يَأْتُونَ  
الْبَاسَ الْقِتَالَ إِلَّا قَلِيلًا ○ رِيَاءٌ  
وَسَمْعَةٌ

۱۹) أَشَقَّةٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُعَاوَنَةِ جَمْعٌ تَمِيحٌ  
وَهُوَ حَالٌ مِنْ خِيَابِ يَأْتُونَ فَإِذَا جَاءَ  
الْخَوْفُ رَأَيْتُمْهُمْ يُنظَرُونَ الْبَيْتُ  
تَدْوِيرٌ أَعْيَنَهُمْ كَالَّذِي كُنْظِرَ أَوْ  
كَدْوَرَانَ التَّوْبَى يُغْفَى عَلَيْهِ مِنَ  
الْمَوْتِ أَيْ سَكَرَاتِهِ فَإِذَا ذَهَبَ  
الْخَوْفُ وَخَيَّرَتِ الْغَنَائِمُ سَلَفُوكُمْ  
أَذْوَكُمْ وَهَوَّوْكُمْ بِالسَّيَةِ حِدَادِ أَشَقَّةٌ  
عَلَى الْخَيْرِ أَيْ الْعَيْبَةِ يَطْلُبُونَهَا أَوْلَافًا  
لَمُؤْمِنِينَ أَحَقَّقِيَةً فَاحْبِطُوا اللَّهُ  
أَعْيَانَهُمْ ○ وَكَانَ ذَلِكَ الْأَحْبَطُ  
عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ○  
بِإِرَادَتِهِ

۱۸) بیشک اللہ جانتا ہے تم میں سے ان لوگوں کو جو دوسروں کو ایمان سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور وہ لڑائی میں نہیں آتے مگر سنانے اور دکھلانے کو۔

۱۹) تمہاری امانت سے بخل کرنے والے جو جس وقت کوئی امر خوف کا پیش آتا ہے تو ان کو دیکھے کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں اس حال میں کہ ان کی آنکھیں پھرتی ہیں جیسے وہ شخص دیکھے جس پر سکرانے موت کا غلبہ ہو۔

پھر جس وقت خوف جاتا رہتا ہے اور مال غنیمت اکٹھا ہو جاتا ہے اس وقت تم کو ایذا پہنچاتے ہیں اور تم پر تیز زبانی کر کے مال غنیمت کی حرص کرتے ہیں اور مانگتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت میں ایمان نہیں لائے۔ بوائٹھ نے ان کے عمل باطل کئے اور اللہ پر ان کے اعمال کا کھودینا آسان ہے اس کا ارادہ غالب ہے۔

### تشریح

۱۸) اللہ تعالیٰ جہاد میں رکاوٹ ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے | اللہ تم ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو جہاد کے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ کہاں حق و صداقت کے چکر میں پڑے ہو اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈال رہے ہو تم ہماری جماعت میں شامل ہو جاؤ اور غنیمت کو شہی کی وہ پالیسی اختیار کرو جو ہم نے اختیار کر رکھی ہے۔ یہ لوگ اگر جہاد میں شرکت کرتے ہیں تو بس نام چارے کو، کبھی شرما شرما میں آکر کھڑے ہو جاتے ہیں ورنہ عموماً گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں

۱۹) گرم دم گفتگو۔ نرم دم جستجو | ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ ایک طرف تو مخلص اہل ایمان سب کچھ اللہ کی راہ میں کھپا رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ دکھاوے کے مسلمان جان کھپانا اور خطرے برداشت کرنا تو بڑی بات ہے کسی کام میں بھی کھلے دل سے اہل ایمان کا ساتھ دینا نہیں چاہتے۔ جب کوئی خطرے کا وقت آتا ہے تو لگتا ہے موت کے ڈر سے غشی طاری ہو رہی ہے معرکہ خطرہ ٹل جاتا ہے تو زبانیں مہنپی کی طرح چلتی ہیں بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہیں ان کے نیک کام جو بظاہر نیک ہیں ان کی ناریں، ان کے روزے ان کی عبادتیں اللہ کے یہاں کوئی وزن اور قیمت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اللہ کے یہاں اعمال کا فیصلہ ان کی ظاہری شکل پر نہیں ہوگا بلکہ دیکھا جائے گا کہ اعمال کی تہ میں کتنا ایمان اور خلوص ہے اور حق و باطل کی کش مکش میں کتنی وفاداری دکھائی ہے۔

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ

يَحْسَبُونَ	الْأَحْزَابَ	لَمْ يَذْهَبُوا	وَإِنْ يَأْتِ	الْأَحْزَابُ
وہ گمان کرتے ہیں	شکر (جمع)	نہیں گئے ہیں	اور اگر آئیں	شکر
وہ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے (شکر) نہیں گئے ہیں اور اگر لڑکر (دوبارہ) آئیں تو وہ				

يُودُوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُوا فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِكُمْ

يُودُوا	لَوْ أَنَّهُمْ	بَادُوا	فِي	الْأَعْرَابِ	يَسْأَلُونَ	عَنْ	أَنْبَاءِكُمْ
وہ تناکرے	کہاں وہ	باہر نکلے ہوتے	فی	دیہات میں	پوچھتے رہتے	سے	تمہاری خبریں
تمنا کریں کہ کاش وہ دیہات میں باہر نکلے ہوتے۔ (محرشین ہوتے) تمہاری خبریں پوچھتے رہتے							

وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝

وَلَوْ	كَانُوا	فِيكُمْ	مَا قَاتَلُوا	إِلَّا	قَلِيلًا
اور اگر	ہوں	تمہارے درمیان	جنگ نہ کریں	مگر	بہت کم
اور اگر تمہارے درمیان ہوں تو جنگ نہ کریں مگر بہت کم					

۲۰ یہ منافقین کافروں کی جماعتوں کو سمجھتے ہیں کہ وہ کہیں واپس ہو کر نہیں گئے۔ ان کے دل میں خوف کفار غالب ہے اور اگر کوئی لشکر دوبارہ آدے تو منافقین اس بات کی تمنا کریں کہ کاش ہم لوگ یہاں نہیں رہتے کسی گاؤں میں چلے جاتے کہ وہاں تمہارا مال پوچھتے رہتے کہ شکر کفار سے کیوں محروم ہو اور اگر اس دفعہ وہ منافقین تمہارے پاس بھی ہوتے تو نہ لڑتے مگر حضورؐ اپنی دکھانے کو اور عمار کے خوف سے لڑتے، اگر لڑتے۔

تشریح

۲۰ يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ مِنَ الْكُفَّارِ لَمْ يَذْهَبُوا إِلَى مَكَّةَ لِحُوقِهِمْ مِنْهُمْ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ كَرْهًا أُخْرَى يُودُوا أَنْ يَأْتِيَهُمُ الْيَوْمَ الْأَحْزَابُ فِي الْأَعْرَابِ أَيْ كَأَنَّ فِي الْبَادِيَةِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِكُمْ أَهْبَأَكُمْ مَعَ الْكُفَّارِ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ هَلِكًا الْكَرْهَ مَا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ۝ رِيَاءًا وَخَوْفًا مِنَ التَّغْيِيرِ

۲۰ منافقین کی بزدلی کی حقیقت | ان دکھا دے کے ایمان والوں کی بزدلی کا حال یہ ہے کہ دشمنوں کی فوجیں ناکام چل گئیں لیکن ان کو ابھی یقین نہیں آ رہا ہے کہ فوجیں اس طرح ناکام ہو کر جا چکی ہیں۔

اور فرض کر دو اگر دشمن کی فوجیں پلٹ کر پھر حملہ آور ہو جائیں تو یہ دکھا دے کے مسلمان شہر چھوڑ کر بھاگ کرے ہوں گے اور کہیں گاؤں میں بیٹھ کر صحرا میں بڑوں کے ساتھ باتیں بنا رہے ہوں گے اور وہیں پوچھ رہے ہوں گے کہ ہاں بھی بتاؤ مسلمانوں کا کیا حال ہے؟ اور اگر یہ تمہارے بیٹے رہے بھی اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتنی تو بھی لڑائی میں کم ہی حصہ لیں گے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

لَقَدْ + كَانَ	لَكُمْ فِي	رَسُولِ + اللَّهُ	أُسْوَةٌ	حَسَنَةٌ
البتہ ہے	تمہارے لئے میں	اللہ کا رسول	مثال (نمونہ)	اچھا

البتہ تمہارے لئے ہے اللہ کے رسول میں ایک اچھا نمونہ (ہر) اس

لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝۲۱

لِمَنْ	كَانَ + يَرْجُوا	اللَّهُ	وَالْيَوْمَ + الْآخِرَ	وَذَكَرَ اللَّهُ	كَثِيرًا
انکے لئے جو	امید رکھتا ہے	اللہ	اور روز آخرت	اور اللہ کو یاد کرتا ہے	کثرت سے

نفس کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر امید رکھتا ہے، اور اللہ کو بجزت یاد کرتا ہے۔

۲۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ

اللَّهِ أُسْوَةٌ

وَضَمَّتْهَا حَسَنَةٌ

إِقْتِدَاءً

سِيَه فِي الْقِتَالِ وَالسَّابِ

فِي مَوَاطِنِهِ لِمَنْ بَدَلُ

مِنْ تَكْرُرًا كَانَ يَرْجُوا

اللَّهُ بِخَافَةِ

الْآخِرِ وَذَكَرَ اللَّهُ

كَثِيرًا ○ بِخِلَافِ مَنْ

لَيْسَ كَذَلِكَ

۲۱) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ  
بیشک تم کو اسے ایمان والو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی  
عمدہ طرح کرنی چاہیے جہاد میں اور وہاں ثابت قدم  
رہنے میں۔

جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اور پچھلے دن کا خون  
رکھتے ہیں اور اللہ کا ذکر بجزت کرتے ہیں۔ ان کو اقتداء،  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لازم ہے بخلاف ان لوگوں کے  
جو ایسے نہیں کہ وہ آپ کی پیروی نہیں کرتے۔

### تشریح

۲۱) آنحضرتؐ کی زندگی بہترین نمونہ عمل | حضرت محمدؐ کی حیات پر نظر ڈالو، آپ کے شب و روز دیکھو، آپ کے استقلال کو  
دیکھو اور آپ کے صبر اور ثابت قدمی پر نگاہ ڈالو۔ جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے  
ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے رسول اللہؐ کی ذات اقدس برکات کا منبع اور بہترین نمونہ ہے انہیں  
چاہیے کہ ہر معاملے میں ہر حرکت و سکون میں ہر نشست و برخاست میں رسول اللہؐ کے نقش قدم کو دیکھیں اور ہمت  
و استقلال میں انکی پیروی کریں۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ لَقُوا هَذَا مَا

وَلَمَّا	رَأَى الْمُؤْمِنُونَ	الْأَحْزَابَ	فَلَقُوا	هَذَا مَا
اور جب	مومنوں نے دیکھا	شکروں کو	وہ کہنے لگے	یہ ہے جو

اور جب مومنوں نے شکروں کو دیکھا تو وہ کہنے لگے یہ ہے جس کا

وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

وَعَدَنَا	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ	وَصَدَقَ	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ
ہم کو وعدہ دیا	اللہ	اور اس کا رسول	اور سچ کہا تھا	اللہ	اور اس کا رسول

ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿۲۲﴾

وَمَا	زَادَهُمْ	إِلَّا	إِيمَانًا	وَتَسْلِيمًا
اور نہ	ان کا زیادہ کیا	مگر	ایمان	اور فرماں برداری

اور (اس صورت حال نے) ان میں نہ زیادہ کیا مگر ایمان اور (جذبہ) فرماں برداری

﴿۲۲﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ

الْأَحْزَابَ مِنَ الْكُفَّارِ

فَلَقُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا

اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنَ الْإِبْتِلَاءِ

وَالنَّصْرِ وَصَدَقَ اللَّهُ

وَرَسُولُهُ فِي الْوَعْدِ وَمَا

زَادَهُمْ ذَلِكَ إِلَّا إِيمَانًا

تَصَدِّقًا بِمَا وَعَدَ اللَّهُ وَتَسْلِيمًا

لِلْأَمْرِ

﴿۲۲﴾ اور ایمان والے جب کافروں کے لشکر کو دیکھتے ہیں کہتے

ہیں یہ وہی جو ہم سے اللہ اور اس کے پیغمبر نے وعدہ کیا کہ تم کو کفار سے مقابلہ پیش آئے گا اور تم کو ہی غلبہ رہے گا۔

اور اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ سچا ہوا اور جہاد

کے پیش آنے سے ان کا ایمان بڑھتا ہے

اور اللہ کے وعدہ کی زیادہ تصدیق ہو جاتی ہے۔

اور اس کے حکم کو دل و جان سے مانتے ہیں۔

تشریح

﴿۲۲﴾ صحابہ کرام کا امویہ حسنہ | رسول اللہ کے نمونہ عمل کی طرف توجہ دلانے کے بعد اب اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے طرز عمل کو نمونے

کے طور پر پیش فرما رہے ہیں۔

وہ بچے تک مسلمان جب انھوں نے دیکھا کہ دشمن کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں ہیں تو بجائے پریشان

ہونے کے ان کا جذبہ ایمان اور جذبہ وفاداری اور اطاعت شکاری اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ یہ تو وہی بات ہے جس کی خبر اللہ اور رسول نے پہلے سے دے رکھی تھی۔ اور جس کے متعلق وعدہ ہو چکا تھا جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا  
مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَكْبِهِمْ السَّيِّئَاتِ وَالضَّرَّاءُ وَالْمُرْسَلَاتُ يَمْشُونَ  
الرَّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصُرَ اللَّهُ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ  
قَرِيبٌ ۝ (البقرہ- آیت ۲۱۷)

(کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت میں بس یوں ہی داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی وہ حالات تو تم پر گزرے ہی نہیں جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکے ہیں۔ ان پر سختیاں اور مصیبتیں آئیں اور وہ ہلا مارے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھی پکاراٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد۔ سنو اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔) اور دوسری جگہ ارشاد ہوا کہ۔

جُنُودًا مَّشَاهِدًا لِّكَ مَحْزُومًا مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝ (ص- آیت ۱۱)

یہ تو جنتوں میں سے ایک جھوٹا سا جتھہ ہے جو اسی جگہ شکست کھانے والا ہے۔ واضح رہے کہ سورہ صحت مکی سورت ہے اور اس میں مکہ معظمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ جہاں یہ لوگ باتیں بنا رہے ہیں اسی جگہ یہ شکست کھانے والے ہیں اور یہیں وہ وقت آنے والا ہے جب یہ منہ لٹکائے اس شخص کے سامنے کھڑے ہوں گے جسے آج یہ تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يَمُوتُوا أَنْ يُقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ - (العنکبوت آیت ۲-۳)

(کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بس یہ کہنے پر وہ چھوڑ دیے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے۔" اور انہیں آزمایا جائے گا؟ حالانکہ ہم نے ان سب لوگوں کو آزمایا ہے جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو یہ ضرور دیکھنا ہے کہ کچھ کون ہیں اور کچھ کون۔ اللہ اور اس کے رسول کے مخلص و فاداروں میں جب دشمنوں نے اس سیلاب بلا کو دیکھا کہ ان کے ایمان متزلزل ہونے کے بجائے اور زیادہ بڑھ گئے اور وہ اپنا سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

جہاں تک ایمان کا تعلق ہے ایک ہی اقرار اور تصدیق ہے جس سے کوئی انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے اور جب تک وہ اپنے اقرار پر قائم ہے مسلمان مانا جاتا ہے لیکن دنیا کی زندگی میں قدم قدم پر ایسے مواقع سامنے آتے رہتے ہیں جہاں سلام کسی چیز کا حکم دیتا ہے یا کسی چیز سے منع کرتا ہے۔ ایسے موقع پر جتنی اطاعت مکمل ہوگی دین حق کی سر بلندی کے لئے لگن تیز ہوگی اتنا ہی اس کا مرتبہ بلند ہوتا چلا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام میں جو لوگ پورے خلوص کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے قدم قدم پر مکمل اطاعت اور وفاداری کا ثبوت دیا ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ عام مسلمان ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اللہ نے اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے رسول کو نمونہ عمل قرار دیا اس کے ساتھ ہی صحابہ کرام کے عمل کو بھی بطور اسوہ حسنہ کے پیش کیا ہے۔



مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا

مِنَ	الْمُؤْمِنِينَ	رِجَالٌ	صَدَقُوا	مَا	عَاهَدُوا
سے (میں)	مومن (جمع)	ایسے آدمی	انہوں نے سچ کر دکھایا	جو	انہوں نے عہد کیا

مومنوں میں کچھ ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا وہ سچ کر دکھایا

اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ

اللَّهُ	عَلَيْهِمْ	مِنْ	قَضَىٰ	نَحْبَهُ	وَمِنْهُمْ
اللہ	اس پر	جو	پورا کر چکا	نذر اپنی	اور ان میں سے

سو ان میں سے (کچھ ہیں) جو اپنی نذر پوری کر چکے اور ان میں سے (کچھ ہیں)

مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا ۗ لِيَجْزِيَ اللَّهُ

مَنْ	يَنْتَظِرُ	وَمَا	بَدَّلُوا	بَدِيلًا	لِيَجْزِيَ	اللَّهُ
جو	انتظار میں ہے	اور انہوں نے	تبدیلی نہیں کی	کچھ بھی تبدیلی	تاکہ جزا دے	اللہ

جو انتظار میں ہیں اور انہوں نے کچھ بھی تبدیلی نہیں کی (یہ اس لئے ہوا) کہ اللہ جزا دے

الضَّادِّقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ

الضَّادِّقِينَ	بِصِدْقِهِمْ	وَيُعَذِّبُ	الْمُنَافِقِينَ	إِنْ	شَاءَ	أَوْ
سچے لوگ	ان کی سچائی کی	اور وہ مذاہبے	مانفوقوں	اگر وہ چاہے	یا	

سچے لوگوں کو ان کی سچائی کی اور اگر وہ چاہے تو منافقوں کو عذاب دے، یا وہ

يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ بِكُمْ

يَتُوبَ	عَلَيْهِمْ	إِنْ	كَانَ	اللَّهُ	بِكُمْ
وہ ان کی توبہ قبول کرے	بیشک	اللہ	ہے	بخشنے والا	مہربان

ان کی توبہ قبول کرے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۳) مسلمانوں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو کچھ اللہ سے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کا اور ثابت قدم رہنے کا۔

سوا بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کی یعنی رگے آبا اللہ کی راہ میں فہید ہوئے۔ اور بعض ان میں سے

۲۴) مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الثَّابِتِ مَعِ الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَسَلَّم فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

وہ ہیں جو ابھی منتظر ہیں اور انہوں نے اپنے عہد اور  
اقرار کو بالکل نہیں بدلا۔ بخلاف منافقوں کے حال کے

(۲۳) تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں کوان کے بیچ کا عوض دے اور  
منافقوں کو عذاب دے۔ اور ان کو نفاق پر مارنا چاہیے  
یا ان کی توبہ قبول کرے اور ان کو توبہ کی توفیق دے  
اگر چاہے، بیشک اللہ بخشنے والا ہے توبہ کرنے والوں کو  
اور ان پر مہربان ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ  
ذَلِكَ وَمَا بَدَلُوا بَدِيلًا فِي  
الْعَهْدِ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ حَالِ الْمُنَافِقِينَ

(۲۳) لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ  
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ فَإِنَّ  
بَيْنَهُمْ عَلَىٰ نِعْمَةِ اللَّهِ مِن تَوْابٍ  
عَلَيْهِمْ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ  
عَفُورًا رَّحِيمًا ○ یہ

### تشریح

(۲۳) صحابہ کرام کا بے مثال عزم | جنگ احد کے بعد منافقین نے قول و قرار کیا تھا کہ ہم آئندہ میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے جس  
کا ذکر اسی سورہٴ احزاب کی آیت ۷۵ میں آچکا ہے کہ وَلَقَدْ عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤَلَّفُونَ الْأَدْبَارَ  
(ان لوگوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ یہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔)  
جب اس وعدہ کی سچائی کے جانچنے کا موقع آیا تو غزوہٴ احزاب یا خندق کے موقع پر منافقین اپنا وعدہ توڑ کر  
بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے واپس چلے گئے۔

یہ حال تو منافقین کا تھا۔ دوسری طرف وہ اہل ایمان تھے جو اپنے ایمان پر پختگی کے ساتھ قائم تھے۔ انتہائی  
سختیوں کے باوجود وہ دین کی حایت اور رسول اللہ کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹے۔ پہاڑ کی طرح ثابت  
قدم رہے۔ ان میں کچھ تو وہ ہیں جو جام شہادت نوش کر کے سرخروئی حاصل کر چکے۔ کچھ وہ ہیں جو بڑے شوق کے ساتھ  
شہادت کا رتبہ حاصل کرنے کے منتظر ہیں۔

ان میں سے ایک بزرگ حضرت طلحہؓ ایسے بھی ہیں جن کو اللہ کے رسول ان کی زندگی ہی میں شہادت کی بشارت  
دے چکے ہیں۔ یہ رسول اللہ کی حفاظت کے لئے آپ کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے ہاتھ پر روکتے رہے یہاں تک  
کہ ہاتھ سشل ہو گیا۔ آپ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا هَذَا امِيسُنٌ قَضَىٰ نَحْبَهُ۔ (یہ ان میں سے  
ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے۔)

ہ بناگردند خوشش رسے بخاک و خون غلظیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(خاک و خون میں تڑپنے کا کیسا پایا لڑھکے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ طینت عاشقوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔)

انہوں نے اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور فزہ بھراچی بات سے نہیں بدلے۔  
غزوہٴ احزاب بچوں اور جھوٹوں کا امتحان تھا | اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور مصلحت سے حق و باطل کے درمیان کش مکش کے ایسے معاملات  
(۲۳) پیدا کر دیتے ہیں کہ حق اور جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے۔

غزوہٴ احزاب میں حق پرستوں کی صداقت ابھر کر سامنے آگئی تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی سچائی کی جزا ان کو عطا فرمائے۔  
بادکھاوے کے مسلمان منافقین کا معاملہ اب چاہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیں اور چاہیں تو ان کی توبہ قبول فرمائیں بیشک اللہ تعالیٰ بہت  
مغفرت فرماتے والے اور بہت رحم کرنے والے ہیں توبہ کی توفیق دے کر عافیت بھی فرما سکتے ہیں ان کی مہربانی سے کچھ بھی امید نہیں ہے۔

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمَنَّا لِوَآخِرٍ أَدْوَكُنِي

وَرَدَّ	اللَّهُ	الَّذِينَ كَفَرُوا	بِغَيْظِهِمْ	لَمَنَّا	لِوَآخِرٍ	أَدْوَكُنِي
اور لوٹا دیا	اللہ	ان لوگوں جنہوں نے کفر کیا (کافر)	ان غصے میں پھر ہوئے	انہوں نے پناہ	کوئی بھلائی	اور کافی ہے

اور اللہ نے کافروں کو لوٹا دیا ان کے (اپنے) غصے میں پھرے ہوئے انہوں نے کوئی بھلائی نہ پائی۔ اور

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾

اللَّهُ	الْمُؤْمِنِينَ	الْقِتَالَ	وَكَانَ	اللَّهُ	قَوِيًّا	عَزِيزًا
اللہ	مومن (جمع)	جنگ	اور ہے	اللہ	توانا	غالب

جنگ کے معاملہ میں (مومنوں کے لئے اللہ کافی ہے اور اللہ ہے توانا اور غالب۔

﴿٢٥﴾ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى  
الْأَحْزَابِ بِغَيْظِهِمْ لَمَنَّا  
لِوَآخِرٍ أَدْوَكُنِي  
الْكَفَرِ بِالْمُؤْمِنِينَ وَكَفَى  
اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ  
بِالتَّرْيِيعِ وَالسَّلَايِكَةِ وَ  
كَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا  
إِنِجَادِ مَا يُرِيدُكَ عَزِيزًا  
عَالِيًا عَلَى أَمْرِهِ

﴿٢٥﴾ اور اللہ نے پسا کر دیا کافروں کو وہ اپنے دل میں غصے  
لے کر گئے یعنی کینہ نہ نکال سکے نہ اپنی مراد کو حاصل  
کر سکے یعنی مسلمانوں پر غلبہ حاصل کر سکے۔  
اور اللہ مسلمانوں کی طرف سے کفار کی لڑائی کو کافی ہو گیا  
اور فرشتے بھیج کر ان کی مدد کی۔  
اور اللہ قوت والا ہے جو چاہے کر سکتا ہے اپنے علم  
میں غالب ہے۔

### تشریح

﴿٢٥﴾ مخالفین کی ذلت آمیز شکست | غزوہ احزاب میں جب کہ دشمنوں کو سخت سردی کے زمانے میں محاصرہ کے پچیس سے زیادہ دن  
ہو چکے تھے۔ ایک رات اچانک سخت آندھی آئی جس میں سردی کے علاوہ بجلی کی کڑک اور جھک تھی اور اتنا اندھیرا تھا  
کہ ہاتھ کو ہاتھ سمجھائی نہیں دیتا تھا، آندھی کے زور سے دشمنوں کے خیمے الٹ گئے اور اذرا تفری کی حالت میں پورا  
شکر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جس کا ذکر اسی سورت کی آیت ۱۹ میں آچکا ہے۔ اللہ تم نے دشمنوں کا منہ پیر دیا  
نہ فتح ملی نہ مال غنیمت۔ اپنے دل کی جلن لئے اپنے گھروں کو پلٹ گئے۔ اہل ایسان کی طرف سے اللہ کے  
شکر کی مدد ہی کافی ہو گئی۔ بے شک اللہ تم بڑی طاقت والے اور زبردست ہیں۔  
اس جنگ میں دشمنوں کا ایک بڑا نامور سوار عمرو بن عبدود جس کو ایک ہزار سواروں کے برابر گنتے تھے  
حضرت علی رضی اللہ عنہم نے قتل ہوا۔ مخالفین نے درخواست کی کہ دس ہزار یسکر اس کی لاش ہمیں دے دی جائے  
آپ نے بغیر کچھ لئے ہوئے اس کی لاش حوالے کر دی اور فرمایا کہ ہم مردوں کے پیسے نہیں کھاتے۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ

وَأَنْزَلَ	الَّذِينَ	ظَاهَرُوهُمْ	مِنْ	أَهْلِ الْكِتَابِ	مِنْ
اور اتار دیا	ان لوگوں کو	جنہوں نے انکی مدد کی	سے	اہل کتاب	سے

اور اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان کی مدد کی تھی، ان کے قلعوں سے انہیں اتار دیا۔

صِيَاحِيهِمْ وَقَدَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَ

صِيَاحِيهِمْ	وَقَدَفَ	فِي	قُلُوبِهِمْ	الرُّعْبَ	فَرِيقًا	تَقْتُلُونَ	وَ
ان کے قلعے	اور ڈال دیا	میں	ان کے دل	رعب	ایک گروہ	تم قتل کرتے ہو	اور

اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ایک گروہ کو تم قتل کرتے ہو اور

تَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۝۳۶ وَأَوْرَثَكُمُ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا

تَأْسِرُونَ	فَرِيقًا	وَأَوْرَثَكُمُ	أَرْضَهُمْ	وَدِيَارَهُمْ	وَأَمْوَالَهُمْ	وَأَرْضًا
اور تم قید کرتے ہو	ایک گروہ	اور تمہیں وارث بنا دیا	ان کی زمین	اور ان کے گھر (جمع)	اور ان کے مال (جمع)	اور وہ زمین

ایک گروہ کو قید کرتے ہو اور تمہیں وارث بنا دیا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا

لَمْ تَطْرُقْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝۳۷

لَمْ تَطْرُقْهَا	وَكَانَ	اللَّهُ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرًا
تم نے وہاں قدم نہیں رکھا	اور ہے	اللہ	پر	ہر	چیز (شے)	قدرت رکھنے والا

اور اس زمین کا جہاں تم نے قدم نہیں رکھا تھا، اور اللہ ہے ہر شے پر قدرت رکھنے والا۔

۳۶) اور اتارا ان لوگوں کو جنہوں نے کفار کی امانت کی اہل کتاب میں سے یعنی بنی قریظہ کو ان کے مضبوط قلعوں سے اور ان کے دل میں خوف ڈال دیا۔

جو ان میں لڑے ان کو تم نے مارا اور بچوں اور عورتوں کو قید کیا۔

۳۶) وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صِيَاحِيهِمْ خُمُودِهِمْ جَنَّةً صَيِّبِيَةً وَهُوَ مَا يُبْعَثُونَ بِهِ وَقَدَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَتَقْتُلُونَ مِنَ الْمُتَمَتِّتِينَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۝ مِمَّنْ أَى الْكُذَّابِ

(۲۷) اور ان کی زمین اور مکانات اور مالوں کا تم کو وارث کیسا۔ اور تم کو وہ زمین دی جس میں تم اب تک نہیں چلے۔ مراد اس سے خیر ہے جو قریظہ کے بعد ہاتھ آیا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

(۲۷) وَ اُوْرَثْکُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ  
وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضَاتِمْ تَطَوُّهَا  
بَعْدُ وَ هِیَ خَیْرٌ  
اُخْذَتْ بَعْدَ فِتْرَتِیْظَہٗ  
وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ  
قَدِیْرًا ○

## تشریح

(۳۶) یہود کے قبیلے بنو قریظہ کا معاملہ | مدینے کے مشرقی جانب یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کی آبادی تھی اور ان کا ایک مضبوط قلعہ تھا۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کا صلح کا معاملہ تھا کہ کسی بھی بیرونی حملے کے موقع پر سب مل کر دفاع کریں گے۔ مگر غزوہ احزاب کے موقع پر بنو قریظہ نے بد عہدی کی اور بنی قریظہ کے سردار "حجی بن اخطب" کے اگسا نے بنو قریظہ بد عہدی کے لئے تیار ہو گئے۔

جنگ احزاب سے فارغ ہو کر جب حضور ظہر کے وقت گھر پہنچے تو حضرت جبرئیل ؑ نے آکر اللہ کا حکم سنایا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولے جائیں۔ بنو قریظہ کا معاملہ ابھی باقی ہے۔ نہایت تیزی کے ساتھ اسلامی فوجوں نے بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ جو بیس پچیس دن محاصرہ جاری رہا۔ آخر تنگ آ کر بنو قریظہ نے پیغام بھیجا کہ ہم اپنے آپ کو اس شرط پر حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو حکم بتایا جائے وہ جو بھی فیصلہ کریں گے نہیں منظور ہوگا۔

حضرت سعد نے تورات کے حکم کے مطابق فیصلہ فرمایا تورات کی کتاب استنثار، اصحاح ۲۰ آیت ۱۱ میں ہے کہ، "جب کسی شہر پر تو حملہ کرنے کے لئے جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے، اگر وہ صلح تسلیم کر لیں اور تیرے لئے دروازہ کھول دیں تو جتنے لوگ وہاں موجود ہوں گے سب تیرے غلام ہو جائیں گے۔ لیکن اگر صلح نہ کریں تو ان کا محاصرہ کر لو اور جب تیرا خدا تجھ کو ان پر قبضہ دلا دے تو جس قدر مرد ہوں سب کو قتل کر دے۔ باقی بچے، عورتیں، جانور اور جو چیزیں شہر میں موجود ہوں سب تیرے لئے مال غنیمت ہوں گے۔"

اس حکم کے مطابق حضرت سعد نے فیصلہ دیا کہ بنی قریظہ کے تمام مرد قتل کر دئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کی تمام املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔

آیت مذکورہ میں اسی واقعہ کا بیان ہے کہ پھر اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے یعنی بنو قریظہ نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ اللہ ان کی گڑھیوں اور قلعوں سے ان کو اتار لایا اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رعب ڈال دیا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔

(۳۷) بنو قریظہ کی زمین مہاجرین میں تقسیم کر دی گئی | بنو قریظہ کی زمین چھوڑ کر گئے تھے، ان کے گھرانے کے اموال وہ سب مہاجرین میں تقسیم کر دئے گئے جس سے مہاجرین کے گزارے کا سامان ہو گیا اور انصار پر جو بوجھ تھا وہ ہلکا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے کامیابی بھی عطا کی اور آسودگی بھی بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ وہ غالب کو مغلوب اور مغلوب کو غالب کر سکتے ہیں۔ اور بد حال کو خوش حال بنانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ	لِأَزْوَاجِكَ	إِن كُنْتُنَّ	تُرِدْنَ	الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ
اے نبی! فرمادیں	اپنی بیویوں سے	اگر تم ہو	چاہتی ہو	دنیا کی زندگی اور
اے نبی! اپنی بیویوں سے فرمادیں، اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت				

زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمْتِعْكَنَّ وَأُسْرِحْكَنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾

زِينَتَهَا	فَتَعَالَيْنَ	أُمْتِعْكَنَّ	وَأُسْرِحْكَنَّ	سَرَاحًا	جَمِيلًا
انکی زینت	تو آؤ	میں تمہیں کچھ دے دوں	اور تمہیں رخصت کر دوں	رخصت	اچھی
چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور رخصت کر دوں اچھی طرح رخصت					

﴿٢٨﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَهُنَّ  
تَسَعٌ وَطَلَبُنَّ مِنْهُ مِنْ زِينَةٍ  
الدُّنْيَا مَا لَيْسَ عِنْدَكَ  
إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا  
وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمْتِعْكَنَّ أَيُّ مُتْعَةٍ  
الطَّلَاقِ وَأُسْرِحْكَنَّ سَرَاحًا  
جَمِيلًا ○ اُطْلِقْكَنَّ مِنْ  
عَنْوَاجِبِهَا

﴿٢٨﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ  
الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمْتِعْكَنَّ وَأُسْرِحْكَنَّ  
سَرَاحًا جَمِيلًا ○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات  
نے آپ سے دنیا کی زیبائش کا سوال کیا جو آپ کے پاس موجود  
تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اے پیغمبر کہہ دے اپنی بیویوں کو  
(جو تو تمہیں) کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زیبائش چاہتی ہو تو لو یہ  
کچھ دے دوں اور میں تم کو چھوڑے دیتا ہوں اچھی طرح یعنی تم کو  
طلاق دینے سے میری طرف تم کو فریبہ نہیں پانا نہیں۔

### تشریح

﴿٢٨﴾ حضور کی خانگی زندگی کا مسئلہ ایک طرف تو نبی م اس کا عظیم میں مشغول تھے جو دین کو پروان چڑھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ ڈالا تھا دوسری طرف جب کو آپ کو گھر یلو زندگی میں سکون کی ضرورت تھی ایک خانگی مسئلے نے آپ کو الجھن میں مبتلا کر دیا مسئلہ یہ تھا کہ نبی م اس وقت مالی حیثیت سے انتہائی تنگ دست تھے اگر پر سکہ میں بنو نضر کی جلاوطنی کے بعد ان کی چھوٹی زمینوں کی آمدنی کا ایک حصہ اللہ کے حکم سے آپ کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا مگر وہ آپ کے کہنے کے لئے کافی نہ تھا منصب رسالت کے فرائض اتنے بھاری تھے کہ آپ فکر معاش کے لئے کوئی وقت نہیں نکال پاتے تھے۔ ان حالات میں جب آپ کی ازواجِ مطہرات طرح کی تنگی کی شکایت کرتی تھیں تو آپ کے ذہن پر دوہرا بار پڑتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کر لو۔ اگر دنیا کی آسودگی چاہتی ہو تو میں تمہیں کچھ دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں۔“  
اس ایک جملہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کی طرف سے مزید خرچ کے تقاضے  
مزان مبارک پر کیا اثر ڈال رہے تھے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ تُرَدُّنَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَةَ الْآخِرَةَ

وَإِنْ	كُنْتُمْ . تُرَدُّنَ	اللَّهُ	وَرَسُولَهُ	وَالذَّارَةَ الْآخِرَةَ
اور اگر	تم جاہتی ہو	اللہ	اور اس کا رسول	اور آخرت کا گھر
اور اگر تم اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر جاہتی ہو، تو				

فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾

فَإِنَّ	اللَّهُ	أَعَدَّ	لِلْمُحْسِنِينَ	مِنْكُمْ	أَجْرًا	عَظِيمًا
پس بیشک	اللہ	تیار کیا ہے	نیکی کرنے والوں کیلئے	تم میں سے	اجر	بڑا
بیشک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔						

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ مِمَّنْ يَأْتِ مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ

يُنِسَاءَ . النَّبِيِّ	مِمَّنْ	يَأْتِ	مِنْكُمْ	بِفَاحِشَةٍ
اے نبی کی بیویوں	جو کون	لائے (رکبہ ہو)	تم میں سے	بیہودگی کے ساتھ
اے نبی کی بیویوں! جو کون تم میں کھلی بیہودگی کی مرغوب ہو تو اس کے لئے				

مُبَيِّنَةٍ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ

مُبَيِّنَةٍ	يُضَعَّفُ	لَهَا	الْعَذَابُ	ضِعْفَيْنِ	وَكَانَ
کھلی	بڑھایا جائیگا	اسکے	عذاب	دو چند	اور ہے
عذاب دو چند بڑھا دیا جائے گا اور یہ					

ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿۳۰﴾

ذَلِكَ	عَلَى	اللَّهُ	يَسِيرًا
یہ	پر	اللہ	آسان

اللہ پر آسان ہے۔

﴿۲۹﴾ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی رضا طلب کرتی ہو اور

جنت چاہتی ہو تو بے شبہ اللہ نے بڑا ثواب  
یعنی جنت تیار کر رکھی ہے ان کے لئے جو تم

﴿۲۹﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ تُرَدُّنَ اللَّهُ

وَرَسُولَهُ وَالذَّارَةَ الْآخِرَةَ  
أَيُّ الْجَنَّةِ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ

میں نیکی کر کے آخرت کا ثواب چاہتی ہیں یہ سن کر  
آپ کی ازواج مطہرات نے آخرت کو پسند کیا دنیا پر

۳۰) اے پیغمبر کی بیویو! جو کوئی تم میں سے ظاہر برائی کرے  
اس کو یہ نسبت دوسروں کے دوہرا عذاب کیا  
کیا جاوے گا۔

لِلْمُحْسَنَاتِ مِنْكُنَّ بِإِزَادَةِ الْآخِرَةِ  
أَجْرًا عَظِيمًا ○ أَمِ الْعَجَنَةُ  
فَاخْتَرْنَ الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا  
۳۰) يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنِ بَيَّتَ  
مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ  
بِفَتْحِ النَّيِّاءِ وَكَسْرِهَا أَوْ  
بُيَّتَتْ أَوْ هِيَ بَيِّنَةٌ يَضَعَفَتْ  
وَفِي تِرَاوِغٍ يَضَعَفَتْ بِالشَّدِيدِ  
وَفِي أُخْرَى نَضَعَفَتْ بِالشُّوْنِ  
مَعَهُ وَنَصَبِ الْعَذَابِ  
لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ  
ضِعْفَى عَذَابِ غَيْرِهَا  
أَمِ مِثْلِيهِ كَانَتْ ذَلِكَ عَلَى  
اللَّهِ يَسِيرًا ○

اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

### تشریح

۳۹) اجر آخرت چاہیے تو وہ بھی اللہ کے پاس داخل موجود ہے | اگر تم دنیا کی خوش حالی اور آسودگی کے بجائے اللہ اور اس  
کے رسول، دار آخرت کی طلبگار ہو تو تم میں سے جو نیکو کار ہیں اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر مہیا کر رکھا

○ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں ہیں اس وقت حضور کے نکاح میں چار بیویاں تھیں۔ حضرت سودہؓ حضرت  
عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت ام سلمہؓ۔ ان میں سے بعض نے آنحضرتؐ سے گفتگو کی کہ ہم کو مزید اجزا  
دے جائیں تاکہ ہم آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔

نبیؐ کو ان کا یہ مطالبہ بار خاطر ہوا۔ اور آپ نے قسم کھالی کہ ایک مہینہ گھر میں نہیں جائیں گے مسجد  
کے قریب ایک بالا خانے میں علیحدہ رہنے لگے۔ صحابہ کرام آپ کی طرف سے بڑے منکر مند تھے اور چاہتے تھے  
کہ قلب مبارک سے یہ بوجھ ہلکا ہو۔ خاص طور پر حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ اپنی بیٹیوں عائشہؓ اور حفصہؓ کی طرف سے بہت  
منکر مند تھے۔ ایک مہینے کے بعد اللہ کی طرف سے یہ مذکورہ آیتیں ۲۵ اور ۲۹ نازل ہوئیں۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپ نے سب سے پہلے حضرت عائشہؓ سے گفتگو کی اور فرمایا کہ میں تمھ  
سے ایک بات کہتا ہوں، جو اب دینے میں جلدی نہ کرنا اپنے والدین کی رائے لے لو پھر فیصلہ کرنا۔ پھر  
حضور نے اللہ کی طرف سے جو حکم آیا تھا ان کو سنادیا۔

حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ اس معاملے میں مجھے اپنے والدین سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے  
میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہوں۔

اس کے بعد حضور باقی ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے یہاں گئے اور ہر ایک سے یہی بات



فرمائی اور ہر ایک نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی نے دیا تھا۔ اس واقعہ کی پوری تفصیل مسند احمد، مسلم اور نسائی میں موجود ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حضور م کے گھرانے کی اخلاقی زندگی کا معیار اللہ تعالیٰ بہت بلند دیکھنا چاہتے تھے تاکہ وہ پوری امت اور عالم انسانیت کے لئے اس کے اعمال اور ان کے اخلاق نمونہ بنیں۔ اس لئے دنیا کے عیش و عشرت کا تصور بہت دور رہتا تھا اور جو کچھ آتا تھا وہ اپنے سے زیادہ دوسروں پر خرچ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جو اجر عظیم آپ کے گھرانے کو عطا فرمانا چاہتے تھے دنیا کی دولت اس کے سامنے کچھ نہ تھی۔

۳۰) ازواجِ مطہرات کے سبب کی بندگی | اسلامی معاشرے میں جو کہ اخلاقی اعتبار سے بہت اونچا ہوتا ہے سب سے بلند اور پاکیزہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا ہے کیونکہ ان کو پوری امت کے لئے اور پوری امت کے گھرانوں کے لئے ایک نمونہ بننا ہے جس کا رتبہ جتنا اونچا ہوتا ہے اس کی ذمہ داریاں بھی اتنی ہی نازک ہوتی ہیں۔ اور اگر ان کے مرتبے کے لحاظ سے کوئی کام ذرا بھی مقامِ بلند سے فروتر ہو جائے تو ان پر گرفت بھی اوروں سے زیادہ ہوتی ہے اس لئے ازواجِ مطہرات کو اور ان کے واسطے سے پوری امت کو یہ احساس دلایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مرتبے اور اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ رکھیں ان کا اخلاق اور ان کا کردار اتنا بلند ہونا چاہیے جو پورے معاشرے کے لئے اسوہ حسنہ ہو۔ اور اس کا خیال رہے کہ کوئی بات تمہارے مرتبے سے کمتر سرزد نہ ہو ورنہ اللہ کے لئے گرفت کرنا کوئی دشوار نہیں ہے۔



وَمَنْ يُقِنْتُ مِنْكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

وَمَنْ	يُقِنْتُ	مِنْكُمْ	لِلَّهِ	وَرَسُولِهِ	وَتَعْمَلْ	صَالِحًا
اور جو	اطاعت کرے	تم میں سے	اللہ کی	اور اس کا رسول	اور عمل کرے	نیک

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور نیک عمل کرے

تَوَاتِبَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ﴿۳۱﴾

تَوَاتِبَهَا	أَجْرَهَا	مَرَّتَيْنِ	وَأَعْتَدْنَا	لَهَا	رِزْقًا	كَرِيمًا
ہم دینگے اسکو	اس کا اجر	دوہرا	اور ہم نے تیار کیا	اسکے لئے	عزت کا رزق	ہم اسے اس کا دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کا رزق تیار کیا ہے۔

﴿۳۱﴾ وَمَنْ يُقِنْتُ بِطِيعَةِ مَنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا تَوَاتِبَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ أَمْ مِثْلَىٰ ثَوَابٍ غَيْرِ هَٰذَا مِنْ نِسَاءٍ وَفِي ثَوَابٍ بِاللَّحْتَانِيَّةِ فِي تَعْمَلْ وَتَوَاتِبَهَا وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ فِي الْجَنَّةِ زِيَادَةً

﴿۳۱﴾ وَمَنْ يُقِنْتُ مَنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا تَوَاتِبَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرماں برداری اور نیک عمل کرے گا اس کو بہ نسبت اور عورتوں کے دوہرا ثواب ملے گا۔ اور یہ اور زیادتی کہ جنت میں اس کے لئے عمدہ رزق تیار ہے۔

### تشریح

﴿۳۱﴾ ازواج مطہرات کو اطاعت پر دوہرا اجر اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو معاشرے میں امتیازی مرتبہ عطا فرماتے ہیں عام طور پر لوگ برائی اور اچھائی میں ان کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ اگر وہ کوئی غلط کام کرتے ہیں تو ان کی دیکھا دیکھی بہت سے لوگ بگڑ جاتے ہیں اس طرح وہ اپنے بگاڑ کے ساتھ دوسروں کے بگاڑ کی بھی سزا پاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ اچھے کام کرتے ہیں تو ان کو دیکھ کر بہت سے لوگ وہ کام کرنے لگتے ہیں اور ان کی انفرادی بھلائی بہت سے انسانوں کی فلاح کا سبب بن جاتی ہے۔ اس طرح ان کی نیکی کے اجر کے علاوہ وہ دوسرے لوگوں کی نیکی کے اجر میں بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی اس کو ہم دوہرا اجر دیں گے۔ مزید برآں خاص روزی عزت کی عطا ہوگی۔ رزق کریم اور عزت کی روزی اللہ کا خاص عطیہ ہے۔

ازواج مطہرات جو مزید اخراجات کا مطالبہ کر رہی تھیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے رزق کریم کا وعدہ کر کے مطمئن فرمادیا۔

يُنْسَاءُ النَّبِيَّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

يُنْسَاءُ النَّبِيَّ	لَسْتُنَّ	كَأَحَدٍ	مِنَ النِّسَاءِ	إِنْ	اتَّقَيْتُنَّ	فَلَا تَخْضَعْنَ
اے نبی کی بیوی	نہیں ہوتی	کسی ایک طرح	عورتوں میں سے	اگر	تم پرہیزگاری کرو	تو طاعت نہ کرو
اے نبی کی بیوی! عورتوں میں سے تم کسی ایک کی طرح (بھی) نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو گفتگو میں ملامت						

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقَلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿۳۲﴾

بِالْقَوْلِ	فَيَطْمَعُ	الَّذِي	فِي قَلْبِهِ	مَرَضٌ	وَقَلْنَ	قَوْلًا	مَعْرُوفًا
گفتگو میں	کہ لالچ کرے	وہ جو	اس کے دل میں	رنگد کھوٹا	اوقات کو	بات	اچھی (معقول)
نہ کرو کہ جس کے دل میں کھوٹ ہے وہ لالچ (خیال خاسد) کرے اور بات کرو معقول بات۔							

﴿۳۲﴾ اے پیغمبر کی بیوی! تم اور عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو تمہارا مرتبہ بہت بڑا ہے سو تم کو چاہیے کہ مردوں کے سامنے نرمی سے کلام نہ کرو۔ کہ جس کے دل میں نفاق ہے وہ تم کو بری نظر سے نہ دیکھے۔ اور جو بات کسی سے کرنی ہو اچھی طرح سے صاف کہہ دو ایسی نرم آواز سے نہ کہو جس سے کسی بد طبیعت کو بد خیال پیدا ہو۔

﴿۳۲﴾ يُنْسَاءُ النَّبِيَّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُنَّ اللَّهَ فَإِنَّكُمْ لَعَنَّا وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ لِلرِّجَالِ فَيَطْمَعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقَلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ﴿۳۲﴾

### تشریح

﴿۳۲﴾ نبی کا گھر سارے گھروں کے لئے قابل تقلید | اسلام جو پاکیزہ طرز زندگی اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے اس کے لئے خطاب نبی کی ازواج مطہرات سے کیا گیا ہے تاکہ آپ کے گھر کی تقلید کرتے ہوئے تمام مسلم گھرانے اور اہل ایمان کی خواتین اسی نمونے کی تقلید کریں۔

اسلامی معاشرت میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ اگر بوقت ضرورت عورت کو کسی غیر مرد سے جو اس کا محرم نہیں ہے بات چیت کی ضرورت پیش آئے تو عورت کا لہجہ اور انداز گفتگو ایسا ہونا چاہیے جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں یہ خیال تک نہ آسکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع قائم کی جاسکتی ہے۔ اس کی باتوں میں کوئی لگاؤ نہ ہو جو سننے والے کے جذبات میں اینگھت پیدا کرے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت بڑھائے منشار یہ ہے کہ عورتیں خواہ مخواہ اپنی آواز یا اپنے زیوروں کی جھنکار سے غیر مردوں کو متوجہ نہ کریں۔ اور کسی اجنبی آدمی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو پوری احتیاط کے ساتھ بات کریں۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ

وَقَرْنَ	فِي	بُيُوتِكُنَّ	وَلَا تَبَرَّجْنَ	تَبَرُّجَ	الْجَاهِلِيَّةِ	الْأُولَىٰ
اور قرار پڑو	میں	اپنے گھروں	اور بناؤ سنگھار کا اظہار کرتی نہ پھرو	بناؤ سنگھار	(زائد) جاہلیت	اکلا

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو، اور اگلے زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار کا اظہار کرتی نہ پھرو

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ

وَأَقِمْنَ	الصَّلَاةَ	وَآتِينَ	الزَّكَاةَ	وَأَطِعْنَ	اللَّهَ
اور قائم کرو	نماز	اور دیتی رہو	زکوٰۃ	اور اطاعت کرو	اللہ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول

وَرَسُولَهُ طَائِمًا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ

وَرَسُولَهُ	طَائِمًا	يُرِيدُ	اللَّهُ	لِيُذْهِبَ	عَنْكُمُ	الرِّجْسَ
اور اس کا رسول	اس کو اپنی	چاہتا ہے	اللہ	کہ دور فرمادے	تمہے	آلودگی

کی اطاعت کرو، اس کے ہوا نہیں کہ اللہ چاہتا ہے اے اہل بیت! کہ تم سے

أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾

أَهْلَ الْبَيْتِ	وَيُطَهِّرَكُمْ	تَطْهِيرًا
اے اہل بیت	اور تمہیں پاک کرے	خوب پاک

آلودگی دور کرے اور تمہیں خوب (ہر طرح سے) پاک کرے

﴿٣٣﴾ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو کہیں باہر نہ نکلو

﴿٣٣﴾ وَقَرْنَ بِكُسْرِ الْقَابِ وَفَتْحِهَا  
فِي بُيُوتِكُنَّ مِنَ الْقَرَارِ  
وَأَمْلُهُ أَقْرَدَتْ بِكُسْرِ  
الْتَرَاءِ وَفَتْحِهَا مِنْ قَرَدَتْ  
بِفَتْحِ التَّرَاءِ وَكُسْرِهَا نَعَلَتْ  
حَرْكَةَ التَّرَاءِ إِلَى الثَّقَابِ وَ  
حَدَفَتْ مَعَ هَمْزَةِ الْوَصْلِ  
وَلَا تَبَرَّجْنَ بِتَرْكِ أَحَدَى  
التَّائِبِينَ مِنْ أَصْلِهِ تَبَرُّجٌ

اور جاہلیت کی رسم کے موافق اپنی زیبائش مردوں  
کو دکھلاؤ اور جس قدر بدن کا کھونا

بعد اسلام کے جائز ہے وہ آیت کریمہ :-  
 وَلَا يُبَدِّلَنَّ زِينَتَهُنَّ  
 إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (الہا میں مذکور ہے)

اور نماز ادا کرتے رہو اور زکوٰۃ دینے ہو

اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو مانو۔ اللہ  
 صرف یہ چاہتا ہے کہ اسے اہل بیت، یعنی  
 پیغمبر کی بیویوں!  
 تم کو گناہوں سے پاک اور خوب صاف  
 اور مستحضر کر دے۔

الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ أَيْ مَا قَبْلَ  
 الْإِسْلَامِ مِنْ إِظْهَارِ النِّسَاءِ  
 مَعَ زِينَتِهِنَّ لِتُجَالِ وَالْإِظْهَارُ  
 بَعْدَ الْإِسْلَامِ مَذْكَورٌ فِي  
 آيَةٍ وَلَا يُبَدِّلَنَّ زِينَتَهُنَّ  
 إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَأَقْبَمَنَّ  
 الصَّلَاةَ وَآيَةَ الزَّكَاةِ  
 وَأَطِيعَنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
 إِنْ شَاءَ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ  
 عَنْكُمْ الرِّجْسَ الْأَشْمَ  
 يَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَيْ نِسَاءَ  
 النَّبِيِّ وَبُطْهَرَكُمْ مِنْهُ  
 تَطْهِيرًا ○

## تشریح

۳۳) عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے | اس آیت کا منشا یہ ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا  
 گھر ہے۔ عورت کو اسی دائرہ میں رہ کر اپنی ذمہ داریوں کو انجام دینا چاہیے اور گھر سے باہر بضرورت ہی نکلنا چاہیے  
 حافظ ابو بکر بزار حضرت انس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا  
 کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ لے گئے وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں، ہم کو کیا عمل  
 کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟ جو اب میں نبی ص نے فرمایا جو تم میں سے گھر میں بیٹھے گی وہ مجاہدین  
 کے عمل کو پالے گی۔ (مسند تَعَدَّتْ مِنْكُمْ فِي بَيْتِهَا نِسَاءً تَدْرِكُ عَسَلَ الْمُجَاهِدِينَ )  
 یعنی مجاہد جہاد میں اطمینان کے ساتھ جب ہی حصہ لے سکتا ہے جب اسے اپنے گھر کی طرف سے پورا اطمینان  
 ہو کہ اس کی بیوی اس کے گھر اور بچوں کو سنبھالے بیٹھی ہے۔ جو ایسا کرے گی وہ مرد کے جہاد میں برابر کی حصہ لے ہوگی  
 حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی سے روایت ہے نبی ص نے ارشاد فرمایا، عورت چھپے رہنے کے قابل چیز ہے  
 جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے، اور اللہ کی رحمت سے قریب تر وہ اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ  
 اپنے گھر میں ہو۔ (ترمذی)۔ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر پھرتی تھیں اور اپنے بدن اور لباس کی  
 آرائش کا مظاہرہ کرتی تھیں، اسلام نے اس بد اخلاقی اور بے حیائی سے روکا ہے۔ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ ٹھوڑوں میں ٹھیریں اور  
 زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش نہ پھریں۔ امہات المؤمنین کا فرض اس معاملے میں بھی دوسری عورتوں سے زیادہ ہے۔  
 باقی کسی شرعی اور طبی ضرورت کی وجہ سے زیب و زینت کا اظہار کے بغیر پردے میں باہر نکلنا اس کی اجازت دی گئی  
 ہے اور خاص ازواجِ مطہرات کے حق میں بھی اس کی مانعت ثابت نہیں ہوتی۔

○ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی م کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کروا کر خوب پاک و صاف کردے اور ان کے رتے کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی پاکیزگی عطا فرمائے جو دوسروں سے بڑھ کر ہوتا کہ تہذیب نفس قلب کی صفائی اور باطن کے تزکیے کا وہ اعلیٰ مرتبہ حاصل ہو جو اللہ کے خاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ حاصل ہونے کے بعد نبی م کے گھر والے معصوم تو نہیں مگر محفوظ کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ آیت میں **يُرِيذُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الَّذِي فِيكُمْ إِذًا لَكُمْ** نہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ اہل بیت کے لئے عصمت ثابت نہیں۔ عصمت شان ہے صرف انبیاء کرام کی۔

○ اہل بیت کا مطلب آیت میں وہی ہے جس کو ہم اردو میں 'گھر والوں' سے تعبیر کرتے ہیں۔ گھر والوں میں بیوی، اولاد یہ سب شامل ہوتے ہیں۔ بیوی کو الگ کر کے گھر والے یا اہل خانہ کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ چنانچہ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر اہل بیت سے مراد بیوی بچے ہیں۔

سورہ ہود میں ہے، جب فرشتے حضرت ابراہیم م کو بیٹے کی پیدائش کی بشارت دیتے ہیں تو ان کی اہلیہ اس کو سن کر تعجب کا اظہار کرتی ہیں کہ بھلا اس بڑھاپے میں ہمارے یہاں بچہ کیسے ہوگا۔ اس پر فرشتے کہتے ہیں:-  
**أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ**۔ (کیا تم اللہ کے امر پر تعجب کرتی ہو؟ اس گھر کے لوگو تم پر تو اللہ کی رحمت ہے اور اس کی برکتیں ہیں۔)

سورہ قصص میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ ایک بشیر خوار بچے کی حیثیت سے فرعون کے گھر میں پہنچے ہیں اور فرعون کی بیوی کو کسی ایسی اُنا کی تلاش ہوتی ہے جس کا دودھ بچہ پی لے تو حضرت موسیٰ کی بہن جا کر کہتی ہیں کہ:-  
**هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ**۔ کیا میں تمہیں ایسے گھر والوں کا پتہ دوں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کا ذمہ لیں؟

سورہ طلاق میں ہے **وَلَا تَنْخَرُجُوهُنَّ مِنْ بَيْتِهِنَّ** (اور ان کو مت نکالو ان کے گھروں سے) یہ اس عورت سے متعلق ہے جس کو طلاق ہو چکی اور ابھی وہ طلاق کی عدت گزار رہی ہے اس لئے عدت ختم ہونے سے پہلے گھر کی نسبت گھر والی کی طرف کی گئی ہے۔ اسی طرح سورہ یوسف میں ہے **وَمَا أَدْرَاكَ الَّذِي هُوَ فِي بَيْتِنَا** (آیت ۲۳)۔ (جس عورت کے گھر میں وہ تمہارے اس پر ڈورے ڈالنے لگی۔) یہاں بیت کو عزیز مصر کی بیوی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

بہر حال آیت میں اہل بیت میں ازواج مطہرات کا داخل ہونا یقینی ہے۔ بلکہ آیت کا خطاب اولاً ان ہی سے ہے لیکن چونکہ اولاد اور داماد خود گھر والوں میں شامل ہیں بلکہ بعض حیثیات سے وہ اس لفظ کے زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ مسند احمد کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو ایک عمار میں لے کر فرمایا کہ **اَللَّهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي**۔ (اے اللہ میرے اہل بیت ہیں) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے قریب گزرتے ہوئے فرمایا کہ:-

**اَلصَّلَاةُ اَهْلُ الْبَيْتِ يَرْيَدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ**

اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا کہ گو آیت کا نزول بظاہر ازواج مطہرات کے حق میں ہوا اور خطاب بھی ان ہی سے ہو رہا ہے مگر یہ حضرات داماد اور اولاد بھی بطریق اولیٰ اس لقب کے مستحق اور فضیلت کے اہل ہیں۔ باقی چونکہ ازواج مطہرات اولین مخاطب تھیں اس لئے ان کے لئے اس طرح کے اظہار کی ضرورت نہیں تھی۔

وَ اذْكُرْنَ مَا يُكَلِّفُنَّ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ

وَ اذْكُرْنَ	مَا يُكَلِّفُنَّ	فِيْ	بُيُوْتِكُنَّ	مِنْ	اٰيٰتِ اللّٰهِ	وَ
اور تم یاد رکھو	جو پڑھا جاتا ہے	میں	تمہارے گھر (جمع)	سے	اللہ کی آیتیں	اور
اور تم یاد رکھو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت (ادانائے) کی باتیں پڑھی						

الْحِكْمَةَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۳ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ

عج

الْحِكْمَةَ	اِنَّ اللّٰهَ	كَانَ	لَطِيْفًا	خَبِيْرًا	اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ
حکمت	بیشک اللہ	ہے	رازدان	خبردار	بیشک مسلمان مرد
جاتی ہیں۔ بیشک اللہ رازدان خبردار ہے۔ بے شک مسلمان مرد					

وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَ

وَالْمُسْلِمٰتِ	وَالْمُؤْمِنِيْنَ	وَالْمُؤْمِنٰتِ	وَالْقٰنِتِيْنَ	وَ
اور مسلمان عورتیں	اور مومن مرد	اور مومن عورتیں	اور فرماں بردار مرد	اور
اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور				

الْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ

الْقٰنِتٰتِ	وَالصّٰدِقِيْنَ	وَالصّٰدِقٰتِ	وَالصّٰبِرِيْنَ	وَالصّٰبِرٰتِ
فرماں بردار عورتیں	اور راست گو مرد	اور راست گو عورتیں	اور صبر کرنے والے مرد	اور صبر کرنے والی عورتیں
فرماں بردار عورتیں اور راست گو مرد اور راست گو عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں				

وَالْحٰشِعِيْنَ وَالْحٰشِعٰتِ وَالْمُتَّصِدِقِيْنَ وَالْمُتَّصِدِقٰتِ وَ

وَالْحٰشِعِيْنَ	وَالْحٰشِعٰتِ	وَالْمُتَّصِدِقِيْنَ	وَالْمُتَّصِدِقٰتِ	وَ
اور عاجزی کرنے والے مرد	اور عاجزی کرنے والی عورتیں	اور صدقہ کرنے والے مرد	اور صدقہ کرنے والی عورتیں	اور
اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور				

الصّٰاِمِيْنَ وَالصّٰاِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فَرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

الصّٰاِمِيْنَ	وَالصّٰاِمٰتِ	وَالْحٰفِظِيْنَ	فَرُوْجَهُمْ	وَالْحٰفِظٰتِ
روزہ رکھنے والے مرد	اور روزہ رکھنے والی عورتیں	اور حفاظت کرنے والے مرد	اپنی شرم گاہیں	اور حفاظت کرنے والی عورتیں
روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شرم گاہوں کی اور حفاظت کرنے والی عورتیں				

## وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ

وَالذَّكِرِينَ	اللَّهُ	كَثِيرًا	وَالذَّاكِرَاتِ	أَعَدَّ اللَّهُ
اور یاد کرنے والے مرد	اللہ	بجزت	اور یاد کرنے والی عورتیں	اللہ نے تیار کیا
اور اللہ کو بجزت یاد کرنے والے مرد اور (اللہ کو) یاد کرنے والی عورتیں ، اللہ نے ان سب کے لئے تیار کی				

## لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝۳۵

لَهُمْ	مَغْفِرَةٌ	وَأَجْرًا	عَظِيمًا
ان کے لئے	بخشش	اور اجر	عظیم
بے مغفرت (بخشش) اور اجر عظیم۔			

۳۴) اور یاد کرو کہ تمہارے گھروں میں کیا کچھ آیتیں قرآن شریف کی اور حکمت کی باتیں یعنی حدیث شریف پر بھی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر مہربان اور جمیع مخلوق کے احوال سے خبردار ہے۔

۳۴) **وَإِذْ كُنَّا مَائِلَةً فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَةِ اللَّهِ الْقُرْآنِ وَالْحِكْمَةِ الشَّعْءِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا بآلِيَاءِهِ خَيْرًا** ○  
بِجَمِيعِ خَلْقِهِ

۳۵) **إِنَّ السُّلَيْمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْعَاقِلِيْنَ وَالْعَاقِلَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْحَاشِعِيْنَ وَالْحَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا**

بیشک فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور عاجزی کے ساتھ بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور ایمان میں سچے مرد اور عورتیں اور اللہ کی عبادت پر مستقیم رہنے والے مرد اور عورتیں اور تواضع کرنے والے مرد اور عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں اور روزہ دار مرد اور عورتیں اور حرام سے اجتناب رکھنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں

۳۵) **إِنَّ السُّلَيْمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْعَاقِلِيْنَ وَالْعَاقِلَاتِ وَالصَّادِقِيْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِيْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْحَاشِعِيْنَ وَالْحَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً لِّلْمَعَاصِيْ وَأَجْرًا عَظِيمًا** ○ عَنِ الطَّلَاعَاتِ

### تشریح

۳۴) اے نبی کے گھر والو! قرآن و سنت کی باتیں سمجھو اور کھواداؤ اے نبی کے گھر والو! تمہارا گھرانہ کوئی معمولی گھرانہ نہیں ہے تمہارے گھر میں قرآن و سنت کے جو احکام اور داناتی کی باتیں بتائی جاتی ہیں ان کو سیکھو یاد کرو اور دوستوں کو سکھاؤ اور اللہ کے اس احسان کا شکر ادا کرو کہ تم کو ایسے گھر میں رکھا ہے جو ہدایت کا سرچشمہ اور حکمت کا خزانہ ہے اللہ کے فیصلے بڑے اہم ہوتے ہیں ان میں بڑی باریکیاں ہوتی ہیں وہی جانتا ہے کہ کون اس امانت کے اٹھانے کا اہل ہے



یہ اس کی عنایت ہے کہ اس نے محمد کو اپنی رسالت کے لئے اور تمہیں ان کی زوجیت کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ کیوں کہ وہ ہر ایک کے احوال سے اور اس کی صلاحیت سے باخبر ہے اللہ کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔

(۳۵) مسلم معاشرے کی خصوصیات انبیاء کے گھرانے کو نمونہ عمل بنا کر جو مسلم معاشرہ تشکیل پائے اس معاشرے کے مرد و عورت کا کردار کیسا ہونا چاہئے اور ان میں کیا صفات اور خصوصیات ہونی چاہئیں جو ان کو عام سماج سے ممتاز کرتی ہیں۔

○ وہ مرد و عورت جنہوں نے اسلام کو زندگی کے ضابطے کے طور پر اختیار کر لیا ہے جن کے منکر و عمل میں یہ بات سما گئی ہے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرنی ہے جو صحیح معنی میں مسلم ہو چکے ہیں۔

○ وہ مرد و عورت جن کا اسلام ظاہری نہیں ہے بلکہ ان کے قلب و ذہن میں اتر چکا ہے اور وہ بچے مومن بن چکے ہیں ان کا حال یہ ہو چکا ہے کہ حدیث کے الفاظ میں انہوں نے اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین، حضرت محمد کو اللہ کا سچا رسول مان کر ایمان کی لذت حاصل کرتی ہے۔ اور جن کا حال یہ ہے کہ ان کی تمام چاہشیں اس چیز کے تابع ہو چکی ہیں جس کو اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔

○ وہ مسلم اور مومن ہونے کے علاوہ پوری طرح عملاً اطاعت کرنے والے ہیں۔

○ وہ مرد و عورت گفتار کے علاوہ معاملات میں بھی پوری طرح کھڑے ہیں جب معاملہ کرتے ہیں تو پوری دیانت داری کے ساتھ کرتے ہیں۔

○ وہ مرد و عورت جو اللہ کے دین کے راستے میں پوری طرح ثابت قدم رہنے والے ہیں کوئی بھی مشکل کوئی بھی خطرہ ان کو اللہ کے دین کے راستے سے ہٹا نہیں سکتا۔

○ وہ مرد و عورت جن پر اللہ کا خوف غالب رہتا ہے ان کے روئے سے کبھی ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ کسی بڑائی اور گھمنڈ میں مبتلا ہیں۔ تکبر اور غرور نفس سے ہمیشہ دور رہتے ہیں۔

○ صرف جان سے ہی اللہ کے عباد گزار نہیں ہیں بلکہ مالی عباد میں بھی آگے آگے رہتے ہیں اللہ کے راستے میں کھلے دل سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

○ روزے رکھنے والے ہیں فرض روزوں کے علاوہ بھی نعلی روزے شوق سے رکھتے ہیں۔

○ وہ مرد و عورت جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں صرف یہی نہیں کہ وہ ناجائز تعلقات سے بچتے ہیں بلکہ عریانی اور عریاں لباس اور ایسے لباس سے بھی پرہیز کرتے ہیں جو باریک ہونے کی وجہ سے یا چست ہونے کی وجہ سے جسم کے نشیب و فراز کو نمایاں کرے۔

○ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد و عورت۔ جب انسان کے تحت الشعور میں پروردگار کا تصور بار بار ہوتا ہے تو ہم وقت اس کی زبان پر اسی کا نام رہتا ہے۔ کام کرے گا تو بسم اللہ کہہ کر، فارغ ہوگا تو الحمد للہ کہے گا، سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے۔ اللہ کا ذکر ایک ایسی عبادت ہے جو مستقل طور پر بندے کا رشتہ پروردگار سے جوڑے رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں اصل قدر و قیمت ان ہی مرد و عورت کی ہے۔ یہ اسلام کی وہ بنیادی اقدار ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں اور بندوں میں دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔

اس آیت میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے تاکہ عورتوں کو تسکین ہو کہ ہمارا ذکر بھی اللہ سے کیا گیا ہے ورنہ عام طور پر جو احکام قرآن مجید میں مردوں کے لئے ہیں خصوصی احکام کے علاوہ وہ عورتوں کے لئے بھی ہیں۔ چونکہ اوپر کی آیات میں نبی کی ازواج مطہرات کا ذکر آچکا تھا اس لئے عام مومنات صاحبائے کاذکر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے یہ بتانا ہے کہ مردوں کی طرح مددگاری اور اخلاقی ترقی کے دروازے عورتوں کے لئے بھی کھلے ہوئے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ

وَمَا كَانَ	لِمُؤْمِنٍ	وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ	إِذَا	قَضَى	اللَّهُ	وَرَسُولُهُ
اور نہیں ہے	کسی مومن مرد کے لئے	اور نہ کسی مومن عورت کے لئے	جب	فیصلہ کر دیں	اللہ	اور اس کا رسول

اور انجائش نہیں ہے کسی مومن مرد اور نہ کسی مومن عورت کے لئے کہ جب فیصلہ کر دیں اللہ اور اس کے رسول

أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ

أَمْرًا	أَنْ يَكُونَ	لَهُمُ	الْخَيْرَةُ	مِنْ أَمْرِهِمْ	وَمَنْ	يَعْصِ	اللَّهُ
کسی کام	کہ باقی ابو	انکے لئے	کوئی اختیار	ان کے کام میں	اور جو	نا فرمانی کرے گا	اللہ

کسی کام کا کہ ان کے لئے ان کے کام میں کوئی اختیار باقی ہو، اور جو نافرمانی کرے گا اللہ

وَرَسُولُهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُّبِينًا ﴿٣٦﴾

وَرَسُولُهُ	فَقَدْ ضَلَّ	ضَلًّا	مُبِينًا
اور اس کا رسول	تو البتہ وہ گمراہی میں جا پڑا	گمراہی	صریح

اور اس کے رسول کی تو البتہ وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔

﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ

إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخَيْرَةُ

مِنْ أَمْرِهِمْ خِلَافَ أَمْرِ اللَّهِ

وَرَسُولِهِ نَزَلَتْ فِي عَيْدِ اللَّهِ

بَيْنَ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

وَأَخِيهِ زَيْنَبِ

خَطْبَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَعَنْ لِيْزِيدِ بْنِ

حَارِثَةَ فَتَكَرَّرَ ذَلِكَ حِينَ

عَلَّمَا لِيْظَنَّهُمَا قَبْلُ أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خَطَبَهَا لِنَفْسِهِ ثُمَّ رَضِيَ

بِلَايَةِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ

رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا

﴿٣٦﴾ اور کسی ایمان والہ مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ

اور اس کا رسول کوئی حکم فرمادیں تو وہ اس کا خلاف کرے

اور اپنی رائے پر عمل کرے بلکہ اس کو اطاعت حکم خدا اور رسول

کی لازم ہے۔ یہ آیت عبد اللہ بن جعفر اور اس کی بہن زینب

کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور قصہ ان کا یہ ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے نکاح کا پیغام بھیجا اور عرض

آپ کی اہلیہ عمارت سے ان کا نکاح کر دینا تھا۔ زینب

اور اس کے بھائی عبد اللہ بن جعفر کو جب یہ معلوم ہوا تو

ان کو بلا معلوم ہوا کیونکہ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ آپ

اپنا نکاح زینب سے کریں گے پھر جب یہ آیت نازل ہوئی

تو وہ دونوں راضی ہو گئے۔

اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو

ظاہر گمراہی میں رہا۔

پس جب زینب اور اس کا بھائی راضی ہو گئے تو رسول ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا۔ پھر بعد ایک عرصہ کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک زینب پر پڑی اس کو دیکھ کر آپ کے جی میں زینب کی محبت واقع ہوئی اور زید کو اس سے نفرت ہو گئی چنانچہ پھر زید نے حضرت سے عرض کیا کہ میں زینب کو چھوڑنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو کیوں چھوڑتا ہے اس کو اپنے نکاح میں رکھ جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے

مُبِينًا ۝ بَيِّنًا فَرَزَوْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزَيْدٍ ثُمَّ نَصَرَ كَافِرًا بِهَا بَعْدَ حَيْثُ فَتَوَّجَعَتْ فِي نَفْسِهِ لِحُبِّهَا وَفِي نَفْسِ زَيْدٍ كَرَاهَتُهَا ثُمَّ قَالَ يَسْخَرُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرِي دُفِرَاقَهُمَا فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ كَمَا قَالَ تَعَالَى

## تشریح

(۳۶) حضرت زینب کا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ | آنحضرت م کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی امیمہ حضرت زینب کی والدہ تھیں۔ اس طرح حضرت زینب آپ حضرت م کی چھوٹی لڑکی اور قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھیں۔

جس وقت نبی م کا نکاح حضرت زید سے ہوا تو انھوں نے آپ کی خدمت کے لئے اپنے ایک غلام حضرت زید کو پیش کیا۔ حضرت زید کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے مگر ان کو پورا کر بطور غلام بیچ دیا گیا تھا۔ جب حضرت زید کے گھر والوں کو پتہ لگا کہ ان کا بیٹا زید مکے میں ہے تو وہ آپ حضرت م کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا بیٹا آپ کے پاس ہے آپ معاوضہ لے کر زید کو ہمارے حوالے کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ زید اگر آپ لوگوں کے ساتھ جانا چاہیں تو بخوشی جاسکتے ہیں۔ مگر حضرت زید نے گھر والوں کے مقابلے میں آپ حضرت م کے پاس رہنا پسند کیا۔ آپ نے زید کے گھر والوں کی دلداری کے لئے حضرت زید کو آزاد کر کے ان کو اپنا بیٹا (متبنی) بنا لیا اس وقت کے رواج کے مطابق لوگ زید کو زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے۔

اس کے بعد اللہ کا حکم نازل ہوا کہ ۔ اُدْعُوهُمْ لِأَسْمَاءِهِمْ هُوَ أَحْسَنُ عِنْدَ اللَّهِ (احزاب آیت ۵)

(منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔)

اس وقت سے زید اور زید بن محمد کی جگہ پھر زید بن حارثہ ہو گئے۔ حضرت زید کو یہ شرف حاصل ہے کہ قرآن مجید میں ان کا نام اللہ تعالیٰ نے مراحتاً لیا ہے جیسا کہ فرمایا: فَتَكْتَبُ قَضَى زَيْدًا مِمَّنْهَا وَكَطَرًا (احزاب - ۳۷)

(پھر جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا۔)

کیونکہ حضرت زینب کی خاندانی حیثیت بہت اونچی تھی اور زید پر غلامی کا داغ لگ چکا تھا اس لئے حضرت زینب کی مرضی ان سے نکاح کرنے کی نہ تھی۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول کو منظور تھا کہ اس طرح کے خاندانی تصورات نکاح کے راستے میں نہ آئیں اس لئے آپ نے زینب اور ان کے بھائی پر زور دیا کہ وہ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیں اور حضرت زینب نے اپنی مرضی کو اللہ اور اس کے رسول کی مرضی پر قربان کر دیا۔

اس لئے ارشاد ہوا کہ کسی مؤمن مرد اور عورت کو حقیقت نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو پھر انہیں اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا

اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت زینب اور ان کے سب خاندان والوں نے بلا تاامل سر اطاعت خم کر دیا۔ اس کے بعد نبی م نے ان کا نکاح پڑھایا۔ اور خود حضرت زید کی طرف سے دس دینار اور ساٹھ درہم ہبہ ادا کیا۔ کچھ کپڑے دئے کچھ سامان خوراک وغیرہ کا گھر کے خرچ کے لئے بھجوا دیا۔

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ

وَإِذْ تَقُولُ	لِلَّذِي	أَنْعَمَ اللَّهُ	عَلَيْهِ	وَأَنْعَمْتَ	عَلَيْهِ	أَمْسِكْ
اور یاد کرو جب آپ نے تھے	اس شخص کو	اللہ نے انعام کیا	اس پر	اور آپ نے انعام کیا	اس پر	روکے رکھ

اور یاد کرو جب آپ اس شخص (زید بن حارثہ) کو فرماتے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور تم نے (حج) اس پر انعام کیا کہ اپنی بیوی (زینب) کو

عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ

عَلَيْكَ	زَوْجَكَ	وَاتَّقِ	اللَّهَ	وَتُخْفِي	فِي	نَفْسِكَ	مَا	اللَّهُ	مُبْدِيهِ
اپنے پاس	اپنی بیوی	اور ڈر	اللہ سے	اور آپ چھپاتے تھے	میں	اپنے دل	جو اللہ	اس کو ظاہر کر دالا	

اپنے پاس روکے رکھ اور اللہ سے ڈر، اور تم چھپاتے تھے اپنے دل میں وہ (بات) جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔

وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَهُ فَلَمَّا

وَتَخْشَى	النَّاسَ	وَاللَّهُ	أَحَقُّ	أَنْ	تَخْشَهُ	فَلَمَّا
اور آپ ڈرتے تھے	لوگ	اور اللہ	زیادہ سزاوار	کہ	تم اس سے ڈرو	پھر جب

اور آپ لوگوں کے طعن سے ڈرتے تھے اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ پھر جب

قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَا بِكَ لَا يَكُونُ

قَضَى	زَيْدٌ	مِّنْهَا	وَطَرًا	زَوَّجْنَا	بِكَ	لَا	يَكُونُ
پوری کر لی	زید	اس سے	اپنی حاجت	ہم نے اے تمہارا نکاح	تاکہ	نہ رہے	

زید نے اس (زینب) سے اپنی حاجت پوری کر لی (طلاق دے دی) تو ہم نے اسے آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مومنوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ

عَلَى	الْمُؤْمِنِينَ	حَرَجٌ	فِي	أَزْوَاجِ	أَدْعِيَائِهِمْ
پر	مومنوں	کوئی تنگی	بیویوں میں	انہیں لے پالک	

کوئی تنگی نہ رہے اپنے لے پالکوں کی بیویوں (سے نکاح کرنے) میں جب وہ ان سے

إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿۲۷﴾

إِذَا	قَضَوْا	مِنْهُنَّ	وَطَرًا	وَكَانَ	أَمْرُ	اللَّهِ	مَفْعُولًا
جب	پوری کر لیں	ان سے	اپنی حاجت	اور ہے	اللہ کا حکم	ہو کر رہنے والا	

اپنی حاجت پوری کر لیں (طلاق دیدیں) اور اللہ کا حکم (پورا ہو کر) رہنے والا ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرْجٍ فِيمَا فَرَضَ

مَا كَانَ	عَلَى	النَّبِيِّ	مِنْ	حَرْجٍ	فِي	مَا	فَرَضَ
نہیں ہے	پر	نبی	کوئی	حرج	اس میں	جو	مقرر کیا

نبی پر اس کام میں کوئی حرج (تنگی) نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لئے

اللَّهُ لَهُ سُنَّةٌ اللَّهُ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

اللَّهُ	لَهُ	سُنَّةٌ	اللَّهُ	فِي	الَّذِينَ	خَلَوْا	مِنْ	قَبْلُ
اللہ	اس کے لئے	اللہ کا دستور	میں	وہ	جو	گزرے	میں	پہلے

مقرر کیا (اللہ کا یہی دستور (رہا ہے) ان میں جو پہلے گزرے ہیں

وَمَا كَانَ لِأَيِّ امْرِئٍ أَنْ يَأْتِيَ بِنِجْمَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

وَمَا	كَانَ	لِأَيِّ	امْرِئٍ	أَنْ	يَأْتِيَ	بِنِجْمَةٍ	إِلَّا	بِإِذْنِ	اللَّهِ
	اور ہے	کوئی	اللہ کا حکم	مقرر کیا ہوا	اندازے سے				

اور اللہ کا حکم (صحیح) اندازے سے مقرر کیا ہوا ہے۔

اور یاد کر جب کہ تو کہتا تھا اس شخص کو جس کو اللہ نے اسلام کی

نعت دی ہے اور تو نے اس پر یہ انعام کیا کہ اس کو آزاد کیا

(مراد اس سے زید بن حارثہ ہے وہ جاہلیت کے قیدیوں میں

سے تھا اس کو خرید لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے

ہونے سے پہلے اور آزاد کر کے متبغی بنایا) کہ نہ چھوڑ تو اپنی بیوی

کو اور اللہ سے ڈر اس کو طلاق نہ دے حالانکہ اے محمدؐ تو اپنے

جی میں پوسیدہ رکھتا تھا اس امر کو جس کو اللہ ظاہر فرمانے والا ہے

یعنی زینب کا محبوب رکھنا اور یہ کہ اگر زینب اس کو چھوڑ دے گا تو

میں اس سے نکاح کر لوں گا۔ اور اس امر میں تو لوگوں کو ڈرتا تھا کہ وہ

کہیں کہ محمدؐ نے اپنے زینب کی زوجہ نکاح کر لیا۔

حالانکہ اللہ سے زیادہ ڈرتا جا ہے ہم میں اور اس نکاح میں بھی اور

لوگوں کے کہنے سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیے پھر زینب کو طلاق نہ

دی اور اس کی مدد بھی کر گئی جیسا کہ فرمایا اللہ تم نے اسے جب پوری کرنا

زیواجت اپنی زینب سے ہم نے اس سے نکاح کر دیا۔ جو داخل ہو گئے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم زینب کے پاس بدون اذن کے اور اس کے دل میں تمام

مسلمانوں کو بیٹے بھرنے کے گوشت اور روٹی کھلانی۔ یہ ہم نے اس کے لئے کیا کہ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

وَأَذَانٌ مِّنْ رَبِّكَ يُبَيِّنُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُرْآنِ الَّتِي كُنْتُمْ تُخْفَىٰ عَلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

## فیصل

مسلمانوں کو اپنے مشینی بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کبھی نہ رہے جبکہ وہ ان کو طلاق دے دیں اور اللہ جو حکم فرماتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔

(۳۸) پیغمبر پر کچھ گناہ اور تنگی نہیں ہے اس امر میں جو اس کے لئے اللہ نے طلال کر دیا مثل طریقہ اللہ تعالیٰ کے

ان انبیاء میں جو پہلے گزرے کہ ان پر بھی اس بارہ میں تنگی نہ تھی نکاح میں ان کو وسعت دی گئی تھی اور اللہ کے کام وقت پر مقدر ہوتے ہیں۔

يَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَرْوَاجِ  
أَدْعِيَاءِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ  
كَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَقْضِيَةً مَفْعُولًا ○

(۳۸) مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا  
فَرَضَ أَحَلَّ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ  
الَّتِي كَسَّبَتْهُ اللَّهُ فَنُصِبَ بِتَرْجِخِ الْحَنَاءِ فِضْ  
فِي الدِّينِ نَخْلًا مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ  
أَنْ لَا حَرَجَ عَلَيْهِمْ فِي ذَلِكَ بَوَسَّعَهُ  
لَهُمْ فِي النَّكَاحِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ فِعْلًا  
فَدَسْرًا مَقْدُورًا ○ مَقْضِيَةً

## تشریح

(۳۷) زید کے طلاق دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت زینب کا نکاح پیدائش ہوئی۔ ایک دوسرے سے شکایت رہتی اور زید آکر اس حضرت سے کہتے رہتے۔ ایک سال سے کچھ ہی زیادہ مدت گزری تھی کہ نوبت طلاق تک آگئی۔ اس حضرت م چاہتے تھے کہ زید طلاق نہ دیں اسی کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ — اے نبی! یاد کرو وہ موقع جب تم اس شخص سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا (یعنی زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا) کہ اپنی بیوی کو دھپوڑو اور اللہ سے ڈرو۔ اس وقت تم وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کھولنا چاہتا تھا۔

وہ بات جو آپ چھپائے ہوئے تھے اور اللہ کھولنا چاہتا تھا، کیا تھی؟ — وہ بات یہ تھی کہ آپ اس شدید آزمائش میں پڑنے سے بچکھا رہے تھے کہ زید کے طلاق دینے پر خود آپ کو زینب سے نکاح کرنا ہوگا۔ آزمائش میں پڑنے کی بچکھاہٹ کی وجہ آپ کا یہ خیال تھا کہ اس سے دین کی دعوت کو ٹھیس پہنچے گا اندیشہ تھا کہ بہت سے اپنے بھی یا غیر جانبدار لوگ بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

مگر اللہ کو منظور تھا کہ یہ کام حضور ہی کریں تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے یہ ایسی ضرورت اور مصلحت تھی جو اس تدبیر کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے پوری نہ ہو سکتی تھی۔ عرب میں منہ بولے رشتوں کے بارے میں جو غلط رسمیں رائج ہو گئی تھیں ان کے توڑنے کی صورت کوئی اس کے سوا نہ تھی کہ اللہ کے رسول خود آگے بڑھ کر ان رسموں کو توڑیں لہذا یہ نکاح ایک اہم ترین ضرورت تھی۔

اور فرمایا ذُرِّجْتُمْ كَمَا (ہم نے اس خاتون کو تم سے نکاح کر دیا) یعنی یہ نکاح نبی ص نے اپنی خواہش کی بنا پر نہیں بلکہ اللہ کے حکم پر کیا۔

(۳۸) انبیاء پر اللہ کے حکم پر عمل کرنا لازم ہے۔ انبیاء کرام کے لئے ہمیشہ سے اللہ کا ضابطہ یہی رہا ہے کہ جب کوئی حکم اللہ کی طرف سے آجائے تو چاہے ساری دنیا ان کی مخالفت کرے ان کے لئے اللہ کے حکم پر عمل کرنا لازم ہے۔ اور زینب سے آپ کا نکاح اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہو چکا تھا جسے آپ نے کرنا ہی کرنا تھا اور اس کی حکمت میں اور مصلحتیں اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے۔

## الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ

الَّذِينَ	يُبَلِّغُونَ	رِسَالَاتِ	اللَّهِ	وَيَخْشَوْنَهُ	وَلَا يَخْشَوْنَ
وہ جو	پہنچاتے ہیں	پیغامات	اللہ	اور اس سے ڈرتے ہیں	اور وہ نہیں ڈرتے
وہ جو اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا					

## أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿۳۹﴾

أَحَدًا	إِلَّا اللَّهَ	وَكَفَىٰ	بِاللَّهِ	حَسِيبًا
کسی سے	اللہ کے سوا	اور کافی ہے	اللہ	حساب لینے والا
کسی سے نہیں ڈرتے، اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔				

﴿۳۹﴾ وہ انبیاء و رسل کے پیغام پہنچاتے تھے اور ان سے ڈرتے تھے اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے جو چیز اللہ نے ان کے لئے حلال کر دی اس میں وہ لوگوں کے طعن و تشنیع کا باک نہ کرتے تھے۔

اور اللہ اپنی مخلوق کے عملوں کا پورا نگہبان اور حساب لینے والا ہے۔

﴿۳۹﴾ الَّذِينَ نَعَتْ لِلَّذِينَ قَبْلَهُ  
يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَ  
يَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ  
أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ فَكَلَّا يَخْشَوْنَ  
مَعَالَهُ النَّاسِ فِيهَا  
أَحَلَّ اللَّهُ لَهُمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ  
حَسِيبًا ۝ حَافِظًا لِأَعْيُنِ  
خَلْقِهِ وَمُحَاسِبًا لَهُمْ

### تشریح

﴿۳۹﴾ اللہ کا پیغام پہنچانے والے اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے | اللہ کے نبی اور رسول بغیر کسی ڈر کے اللہ کا پیغام دنیا میں پہنچاتے رہے ہیں اور خود حضرت محمد نے بھی اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں نہ کسی کی پرواہ کی اور نہ کسی کہنے سننے سے متاثر ہوئے پھر اس نکاح کے معاملے میں جس کا حکم اللہ کی طرف سے آچکا تھا کیوں کسی سے ڈریں۔ آگے بتایا جا رہا ہے کہ زید بن حارثہ جن کو آپ نے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ بیٹا بنانے سے وہ واقعی آپ کے بیٹے نہیں ہو گئے تھے کہ ان کی مطلقہ بیوی سے آپ نکاح نہ کر سکیں۔ پچھلے پیغمبروں میں حضرت داؤد کی سو بیویاں تھیں۔ حضرت سلیمان کی کثرت ازواج مشہور ہے۔ جو الزام نادان لوگ آپ کو دے سکتے تھے پچھلے پیغمبروں کی زندگی میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ حساب لینے کے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کسی اور کی باز پرس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَ

مَا كَانَ	مُحَمَّدٌ	أَبَا	أَحَدٍ	مِّن	رِّجَالِكُمْ	وَ
نہیں ہیں	محمد	باپ	کسی کے	سے	تمہارے مردوں	اور
محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور						

لَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ

لَكِن	رَّسُولَ	اللَّهِ	وَخَاتَمَ	النَّبِيِّينَ	وَكَانَ
لیکن	رسول	اللہ	اور مہر	نبیوں	اور ہے
لیکن وہ اللہ کے رسول اور (سب) نبیوں پر مہر (آخری نبی) ہیں۔ اور					

۴۰

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۴۰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اللَّهُ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيمًا	يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ
اللہ	ہر شے	کا	جاننے والا	اے	الذین
اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو					

آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝۴۱ وَسَبِّحُوهُ

آمَنُوا	اذْكُرُوا	اللَّهَ	ذِكْرًا	كَثِيرًا	وَسَبِّحُوهُ
ایمان لائے	یاد کرو	اللہ	یاد	بجزت	اور پاکیزگی بیان کرو اسکی
(مومنو!) اللہ کو یاد کرو بجزت اور صبح و شام					

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝۴۲

بُكْرَةً	وَأَصِيلًا
صبح	اور
شام	

اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

۴۰) محمد تم مردوں میں سے کسی کا باپ ہی نہیں سوا اس پر زینب، اس کی بیوی حرام نہیں۔

لیکن محمد اللہ کا پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہے سوا اس کے

۴۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ فَتَلَسَّ أَبَا شَرِيذٍ أَيْ وَالِدًا فَلَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ التَّرَدُّ بِزَوْجَتِهِ زَيْنَبُ وَ لَكِن كَانَ رَسُولَ اللَّهِ



کوئی بیٹا نہ ہوگا جو اس کے بعد پیغمبر ہو۔

وَحَاتِمَ النَّبِيِّنَ ۚ فَلَا يَكُونُ  
لَهُ ابْنٌ رَجُلٌ يَكُونُ بَعْدَهُ  
نَبِيًّا وَفِي صِرَاطٍ بِفَتْحِ الشَّاءِ  
كَأَلَةِ الْخَتَمِ أَيْ بِهِ  
خَتَمُوا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ  
عَلِيمًا مِنْهُ يَأْنِ لَا يَتَّبِعُ بَعْدَهُ وَاذًا  
نَسُوْلَ الشَّيْطَانِ عِيْنِي بِحُكْمِ بَشَرِيَّتِهِ  
بَيِّنَاتِهَا التَّنْبِيْنُ اٰمَنُوْا اذْكُرُوْا اللّٰهَ  
ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝

اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے یعنی یہ بھی جانتا ہے کہ اس کے  
بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اور جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو  
وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق حکم کریں گے۔

۴۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً  
وَأَصِيلًا۔ اے ایمان والو ذکر کرو اللہ کا بہت۔

۴۲) اور اس کی پاکی بیان کرو صبح اور شام۔

۴۲) وَتَسْبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ اَوَّلُ  
النَّهَارِ وَآخِرَهُ

### تشریح

۴۰) حضرت محمدؐ رتبی اور زمانی بر لحاظ سے خاتم النبیین ہیں | محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں کیونکہ آپ کی اولاد  
اس لئے اس جاہلانہ رسم کو آپ کی ہاتھوں ختم ہونا تھا | میں جو لوٹ کے ہوئے وہ بچپن میں گزر گئے۔ اور بعض اس آیت کے  
نازل ہونے کے وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ یا پھر آپ کی بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت فاطمہؑ کی اولاد دنیا  
میں پھیلی، اس لئے وہ مومنین کے روحانی باپ تو ہیں مگر حقیقی باپ کسی بیٹے کے نہیں ہیں۔ رہے زید تو بیٹا بنانے  
سے وہ حقیقی بیٹے نہیں ہو گئے کہ ان کی مطلقہ بیوی سے نکاح جائز نہ ہو۔ البتہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں آپ کی  
تشریف آوری سے نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور مہر لگا دی گئی ہے کہ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ  
بھی آخری زمانے میں ایک امتی کی حیثیت سے آئیں گے نہ کہ نبی کی حیثیت سے۔ اصل میں تو نبی م رتبی اور زمانی نہر  
اعتبار سے خاتم النبیین ہیں۔ جس طرح رات کو چاند چمکتا ہے مگر وہ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ رات  
کو سورج دکھائی نہیں دیتا مگر چاند ستاروں کی روشنی سورج کی روشنی سے مستفاد ہوتی ہے اسی طرح نبوت  
اور رسالت کے تمام کمالات نبی م پر ختم ہو جاتے ہیں۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے اگر یہ حدیث بھی پیش نظر رہے تو بات واضح ہو جائے گی۔ نبی م نے فرمایا  
کہ آج موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے  
جاننے والے ہیں جس کو چاہا رتبہ بلند عطا کر دیا۔

۴۱) ایمان والو اللہ کو بجزت یاد کرو تمہیں اللہ تعالیٰ ایسے رتبے والے پیغمبر دیے ہیں جو انتہائی تکلیفیں اٹھا کر  
اللہ کے احکام کو پورا کر رہے ہیں اس وقت میں تم اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے تمہارے دل  
میں اللہ کا خیال رہے اور زبان پر اس کا پاک نام رہے۔

۴۲) صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہو | صبح و شام اللہ کی پاکیزگی اس کی تسبیح بطور شکر تمہاری زبان  
پر رہے۔ اس منعم حقیقی کو کبھی نہ بھولو جس نے تمہاری ہدایت کے لئے محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم کو بھیجا ہے۔

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ

هُوَ	الَّذِي	يُصَلِّيْ	عَلَيْكُمْ	وَمَلَائِكَتُهُ	لِيُخْرِجَكُم	مِّنَ
وہی جو	رکت پھیلتا ہے	تم پر	اور اس کے فرشتے	تاکہ وہ نکالے	تاکہ وہ نہیں اندھیروں سے	سے

وہی ہے جو تم پر رکت پھیلتا ہے اور اس کے فرشتے (بھی) تاکہ وہ نہیں اندھیروں سے

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿۳۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ

الظُّلُمَاتِ	إِلَى	النُّوْرِ	وَكَانَ	بِالْمُؤْمِنِينَ	رَحِيمًا	تَحِيَّتُهُمْ
اندھیروں سے	نور کی طرف	اور ہے	اور اللہ	مومنوں پر	مہربان	انکی دعا

نور کی طرف نکال لائے، اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے ان کی دعا

يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿۳۴﴾ يَا أَيُّهَا

يَوْمَ	يَلْقَوْنَهُ	سَلَامٌ	وَأَعَدَّ	لَهُمْ	أَجْرًا	كَرِيمًا	يَا أَيُّهَا
جس دن	وہ ملیں گے	اسلام	اور تیار کیا ہے	انکے	اجر	بڑا اچھا	اے

جس دن وہ اس کو ملیں گے "سلام" ہوگا اور اس نے ان کے لئے بڑا اچھا اجر تیار کیا ہے۔ اے

النَّبِيِّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا أَوْ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۳۵﴾ وَذَاعِبًا

النَّبِيِّ	إِنَّا	أَرْسَلْنَاكَ	شَاهِدًا	أَوْ مُبَشِّرًا	وَنَذِيرًا	وَذَاعِبًا
نبی	بے شک	ہم نے آپ کو بھیجا	گواہی دینے والا	اور خوشخبری دینے والا	اور ڈرمانے والا	اور بلانے والا

نبی بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرمانے والا اور اس کے

إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿۳۶﴾

إِلَى	اللَّهِ	بِأَذْنِهِ	وَسِرَاجًا	مُنِيرًا
اللہ کی طرف	اس کے حکم سے	اور چراغ	روشن	

حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔

﴿۳۳﴾ وہی ہے کہ تم پر رکت پھیلتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے استغفار کرتے ہیں تاکہ اللہ تم کو کفر سے جدا کر کے ایمان میں رکھے۔

﴿۳۳﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ أَيُّ بِرَحْمَتِهِ وَمَلَائِكَتُهُ أَيُّ يَسْتَغْفِرُونَ لَكُمْ لِيُخْرِجَكُم بِيَدِيهَا خِرَاجَةً إِنِّي أَنَا اللَّهُ الَّذِي تَلَمَّتُ أَيُّ الْكُفْرَ إِلَى النُّوْرِ أَيُّ الْإِيمَانِ

اور اللہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔  
 (۳۳) جب وہ اللہ سے ملیں گے ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی زبانی مبارک باد دی جائے گی اور حق تعالیٰ کا ان پر سلام ہوگا اور ان کے واسطے بڑا ثواب یعنی جنت تیار کر رکھی ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا  
 (۳۳) تَحِيَّتُهُمْ مِنْهُ تَعَالَى يَوْمَ  
 يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ سَلَامٌ بِلِسَانِ  
 الْمَلَائِكَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا  
 كَرِيمًا ۝ هُوَ الْجَنَّةُ

(۳۵) اے پیغمبر تم نے مجھ کو بھیجا گواہ بنا کر ان لوگوں پر جن کی طرف تم بھیجا گیا اور خوشخبری سنانے والا جنت کی ان لوگوں کو جنہوں نے مجھ کو سچا پیغمبر سمجھا اور ڈرانے والا دوزخ سے ان لوگوں کو  
 (۳۶) اور اللہ کی عبادت کی طرف بلانے والا اس کے حکم سے اور چراغ روشن یعنی جیسے چراغ سے راہ پاتے ہیں اسی طرح آپ سے ہدایت پاتے ہیں۔

(۳۵) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا  
 عَلَىٰ مَنْ أُرْسِلْتَ إِلَيْهِمْ وَبَشِيرًا مَنِ  
 صَدَقْتَ بِالْجَنَّةِ وَنَذِيرًا مَنِ كَذَبَكَ  
 بِالنَّارِ ۚ وَذَاعِبًا إِلَى اللَّهِ إِلَى طَاعَتِهِ  
 بِأَذْنِهِ بِأَمْرِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ أَيْ  
 مَثَلُهُ فِي الْإِهْتِدَادِ بِهِ

## تشریح

(۳۳) اللہ کی رحمت کا وعدہ | اللہ کو بجزرت یاد کرنے اور اس کا شکر ادا کرتے رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اس کی رحمتیں اس کے فرشتوں کے ذریعہ تم پر نازل کی جاتی ہیں۔ اسی رحمت کا نتیجہ ہے کہ تمہیں ہدایت نصیب ہوئی ایمان کی دولت نصیب ہوئی اسی کی رحمت کی برکت سے ایمان والوں کو احسان کی راہوں میں ترقی نصیب ہوتی ہے ان کے اخلاق بلند ہوتے ہیں ان کا وجود دنیا والوں کے لئے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔

(۳۴) آخرت میں مومنین کا اعزاز | دنیا میں عزت و ناموری کے علاوہ آخرت میں مومنین کا اعزاز یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ الرَّحْمَنِ (آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ خود سلام کے ساتھ ان کا استقبال فرمائیں گے۔ فرشتے خود سلام کرتے ہوئے ان کے پاس آئیں گے جیسا کہ سورہ نحل میں ارشاد ہوا۔ اَلَّذِينَ تَتَّقُوا فَمِمَّا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (آیت ۳۲)

جن لوگوں کی رو میں ملائکہ اس حالت میں قبض کریں گے کہ وہ پاکیزہ لوگ تھے ان سے وہ کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں اپنے ان نیک اعمال کی بدولت جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ اور مومنین آپس میں بھی ایک دوسرے کو سلام کریں گے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا۔

دَعْوُهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَأُخْرَىٰ دَعْوُهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (آیت ۵) (وہاں ان کی صدایہ ہوگی خدا یا پاک ہے تیری ذات، ان کا تحیہ ہوگا سلام اور ان کی تان ٹوٹے گی اس بات پر کہ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہے۔)

(۳۵) آخرت میں کے بلند مرتبے | اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں کو بلند ترین مقام پر سرفراز فرمایا ہے۔ آپ کا ایک رتبہ تو یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی ایک شہادت اپنے قول سے ہے کہ جو کچھ آپ ارشاد فرما رہے ہیں جس کی طرف اللہ کے بندوں کو دعوت دے رہے ہیں وہ بالکل برحق ہے۔ اگر ساری دنیا سائل کر بھی اس کو غلط کہنے لگے تب بھی نبی کی زبان سے یہی بات ارشاد ہوگی کہ جو کچھ میں پیش کر رہا ہوں وہ بالکل برحق ہے۔

آپ کی دوسری شہادت اپنی سیرت اور کردار اور اپنے عمل سے کہ آپ کا ایک ایک عمل حق کا گواہ ہے جس چیز کو وہ حق فرما رہے ہیں جس کو اپنے عمل سے جاری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ان کا عمل ایسا تو نہ ہے جسے دیکھ کر ہر شخص پکار اٹھے کہ جس دین کی طرف دعوت دی جا رہی ہے وہ اس معیار کا انسان بنا نا چاہتا ہے۔  
آپ کی تیسری شہادت آخرت میں ہوگی کہ جو ذمہ داری اللہ نے آپ کو آپ کے سپرد کی تھی اس کو آپ نے پورا پورا نبی بنا دیا۔ اور اپنے قول اور عمل سے حق کو پوری طرح واضح کر دیا۔ آپ کی اسی گواہی پر فیصلہ کیا جائے گا کہ ماننے والے کس جزا کے اور نہ ماننے والے کس سزا کے مستحق ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مقام شہادت پر فائز ہونا کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔

انبیاء کرام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ بندوں تک اللہ کی بات پہنچا دیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی آخرت میں بھی اسی پر ہوگی کہ آپ نے دین حق کی قوی اور عملی شہادت پیش کرنے میں کوئی ذرہ برابر بھی کوتاہی نہیں کی۔  
رہا بندوں کے اعمال کا معاملہ تو اس کے لئے اللہ کے فرشتے نامہ اعمال تیار کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ کے دین پر لوگوں نے عمل کیا یا نہیں اور کس حد تک عمل کیا اس کا تعلق انبیاء کرام سے نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ ارشاد ہوا ہے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيقُولُوا مَاذَا أُجِبْتُمْ  
فَالْوَالِاَعِلَمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَمُ الْغُيُوبِ ۝ (المائدہ - ۱۱۹)

(جس روز اللہ تمام رسولوں کو جمع کرے گا پھر پوچھے گا کہ تمہاری دعوت کا کیا جواب دیا گیا تو وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں تمام غیب کی باتوں کو جاننے والے تو آپ ہی ہیں۔)

حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے کہ جب ان سے ان کی امت کی گواہی کے بارے میں سوال ہوگا تو وہ عرض کریں گے۔  
وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَكَيْمًا تَوْفَيْتَنِي كُنْتُ

اَنْتَ الْوَقِيْبُ عَلَيْهِمْ (المائدہ - آیت ۱۱۱)

(میں جب تک ان کے درمیان تھا اسی وقت تک ان پر گواہ تھا جب آج مجھے اٹھا لیا تو آپ ہی نگران تھے۔)

دوسرا رتبہ بلند آپ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوٹن خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ اچھے اعمال پر بشارت دیتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک یہ کام پسندیدہ اور اجر کا مستحق ہے اور برے کام کے انجام کی خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کام سے منع کر رہے ہیں اور اس کا کرنے والا سزا کا مستحق ہوگا۔

(۳۶) اللہ نے آپ کو سراج منیر بنایا | آپ کے مرتبے کی بلندی جہاں یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو حق کا گواہ بنایا ہے اور بشیر و نذیر بنایا ہے۔ آپ کے مرتبے کی بلندی یہ بھی ہے آپ اللہ تمہ کی طرف سے دعوت دینے والے بنائے گئے ہیں یعنی آپ کا سرکاری منصب ایک داعی کا منصب ہے جس کا کام یہ ہے کہ وہ دنیا کو دین حق کی دعوت دے۔ آپ اللہ کے حکم سے دین حق کے داعی ہیں۔ دوسرے اللہ نے آپ کو روشن چراغ بنایا ہے جس سے کتنے ہی چراغ روشن ہوئے کتنے ہی دیئے جلے اور حق کی روشنی ہر طرف پھیلی چلی گئی۔  
قرآن مجید کی سورہ لُوح میں ارشاد ہے کہ: جَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا  
(اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔)

سورج کے طلوع ہونے کے بعد دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ آفتابِ نبوت کے طلوع ہونے کے بعد کسی اور روشنی کی ضرورت نہیں سب روشناں اسی روشنی میں سما گئی ہیں۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿۳۷﴾ وَلَا تَطْعِ الْكُفْرِينَ

وَبَشِّرِ	الْمُؤْمِنِينَ	بِأَنَّ	لَهُمْ	مِّنَ اللَّهِ	فَضْلًا	كَبِيرًا	وَلَا تَطْعِ	الْكُفْرِينَ
اور خوشخبری	مومنوں (جمع)	یہ کہ	انکے لئے	اللہ کی طرف سے	فضل	بڑا	اور کھانئیں	کافروں (جمع)

اور مومنوں کو خوشخبری دیں یہ کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے اور آپ کہانہ مانیں کافروں کا

وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعِ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿۳۸﴾

وَالْمُنَافِقِينَ	وَدَعِ	أَذَاهُمْ	وَتَوَكَّلْ	عَلَى اللَّهِ	وَكَفَىٰ	بِاللَّهِ	وَكَيلًا
اور منافقوں (جمع)	اور ڈال کریں	انکا ایذا دینا	اور بھروسہ کریں	اللہ پر	اور کافی	اللہ	کار ساز

اور منافقوں کا اور ان کے ایذا دینے کا خیال نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کریں اور کافی ہے اللہ کار ساز

﴿۳۷﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝ هُوَ الْجَنَّةُ

﴿۳۸﴾ وَلَا تَطْعِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ

فِي مِمَّا يَخَالِفُ شَرِيْعَتَكَ

وَدَعِ أَذَاهُمْ لَا تَجَاهِدْهُمْ عَلَيْهِ إِلَىٰ

أَنْ تَشُوْكَرَ فِيهِمْ بِأَمْرِ

وَتَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ

كَافِيكَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

مُفْتَضِّلًا إِلَيْهِ

﴿۳۷﴾ اور اے محمدؐ مسلمانوں کو خوشخبری سنا اس امر کی کہ ان کے

واسطے اللہ کی طرف سے بڑی بزرگی اور ثواب ہے یعنی جنت۔

﴿۳۸﴾ اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مان اس امر میں کہ تیری شریعت

کے خلاف ہے اور درگزر کر ان کی ایذا رسانی سے یعنی ان

کی ایذا رسانی پر ان کو کچھ عوض نہ دے جب تک کہ ان کے

ہارے میں تجھ کو کچھ حکم نہ ہو۔

اور اللہ پر بھروسہ کر کہ وہی تجھ کو کافی ہے اور سب کام

اللہ کے سپرد کرنے چاہئیں وہ کافی ہے۔

### تشریح

﴿۳۷﴾ امت محمدیہ کی برتری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء افضل الانبیاء اور تمام انبیاء و رسل کے سردار ہیں آپ کو اللہ نے

سراج منیر بنایا ہے جس طرح تمام پیغمبروں میں آپ کو فضیلت و برتری ہے اسی طرح تمام امتوں میں آپ کے طفیل دنیا اور آخرت میں امت محمدیہ

کی فضیلت اور برتری ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ آپ پر ایمان لانے والے تمام امتوں پر بزرگی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے آپ کے واسطے یہ بشارت دی گئی ہے۔

﴿۳۸﴾ آپ منافقین کی بے ہودگیوں کی بالکل پرواہ نہ کریں جب اللہ تم نے آپ کو ایسے کمالات عطا فرمائے ہیں اور آپ پر ایمان لانے

والی امت کو ایسی فضیلت دی ہے تو آپ اپنے معمول کے مطابق دعوت کے فریضے کو ادا کرتے رہیں منافقین کی لذت رسانی

کی بالکل پرواہ نہ کریں اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ آپ کی مدد کے لئے اللہ ہی کافی ہیں آپ اپنے معاملات اللہ کے سپرد کریں

اور اللہ کے احکام کی بجا آوری میں کسی کے کہنے سننے کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ آپ کی کار سازی اور کامیابی کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ

يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ	آمَنُوا	إِذَا	نَكَحْتُمُ	الْمُؤْمِنَاتِ	ثُمَّ
اے	وہ جو	ایمان لائے	جب	تم نکاح کرو	مومن عورتوں	پھر

اے ایمان والو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں

طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

طَلَقْتُمُوهُنَّ	مِنْ قَبْلِ	أَنْ	تَمْسُوهُنَّ	فَمَا لَكُمْ	عَلَيْهِنَّ
تم انہیں طلاق دو	پہلے	کہ	تم انہیں ہاتھ لگاؤ	تو انہیں تمہارے	ان پر

اس سے پہلے طلاق دے دو کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ تو ان پر تمہارا (کوئی حق) انہیں کہ

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَ لَهَا فَمَتَّعُوهُنَّ وَسِرَّهِنَّ سَرَاحًا

مِنْ عِدَّةٍ	تَعْتَدُونَ	لَهَا	فَمَتَّعُوهُنَّ	وَسِرَّهِنَّ	سَرَاحًا
کوئی مدت	کہ پوری کرو اس سے	پس تم انہیں کچھ متاع دو	اور انہیں رخصت کرو	رخصت	

ان کی مدت پوری کرو اس سے پس انہیں کچھ متاع دے دو اور رخصت کرو اچھی رخصت

جَمِيلًا ﴿٣٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

جَمِيلًا	يَا أَيُّهَا	النَّبِيُّ	إِنَّا	أَحْلَلْنَا	لَكَ	أَزْوَاجَكَ	الَّتِي
اچھی طرح	اے	نبی	ہم نے	حلال	کے	تمہاری بیبیاں	وہ جو کہ

اے نبی ہم نے تمہارے لئے حلال کیں تمہاری وہ بیبیاں جن کو تم نے

أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا آفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ

أَتَيْتَ	أَجُورَهُنَّ	وَمَا مَلَكَتْ	يَمِينُكَ	مِمَّا	آفَاءَ	اللَّهِ	عَلَيْكَ
تم نے دیا	ان کا مہر	اور جو مالک ہوا	تمہارا ہاتھ	ان سے جو	اشرف ہاتھ لگا دیں	تمہارے	

ان کا مہر دے دیا اور تمہاری کبزیں ان میں سے جو اللہ نے (غنیمت میں سے) تمہارے ہاتھ لگا دیں

وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ خَالَكَ وَبَنَاتِ خَلَّتِكَ

وَبَنَاتِ	عَمِّكَ	وَ	بَنَاتِ	خَالَكَ	وَ	بَنَاتِ	خَلَّتِكَ
اور تمہارے چچا کی بیٹیاں	اور	تمہاری پھوپھی کی بیٹیاں	اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں	اور	تمہاری خالوں کی بیٹیاں		

اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھی کی بیٹیاں اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری خالوں کی بیٹیاں

الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا

الَّتِي	هَاجَرْنَ	مَعَكَ	وَامْرَأَةً +	مُؤْمِنَةً	إِنْ +	وَهَبَتْ	نَفْسَهَا
وہ جنہوں نے	اپنی ہجرت کی	تمہارے ساتھ	اور	مومن عورت	اگر وہ	بخش دے (منگدے)	اپنے آپ کو

وہ جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی، اور وہ مومن عورت جو اپنے آپ کو نبی کی نذر کر دے

لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ

لِلنَّبِيِّ	إِنْ	أَرَادَ	النَّبِيُّ	أَنْ	يَسْتَنْكِحَهَا	خَالِصَةً	لَّكَ
نبی کے لئے	اگر	چاہے	نبی	کہ	اسے نکاح میں لے لے	خاص	تمہارے لئے

اگر نبی اسے نکاح میں لینا چاہے، یہ امام مومنوں کے علاوہ

مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي

مِنْ دُونِ	الْمُؤْمِنِينَ	قَدْ عَلِمْنَا	مَا فَرَضْنَا	عَلَيْهِمْ	فِي
علاوہ	مومنوں	البتہ ہمیں معلوم ہے	جو ہم نے فرض کیا	ان پر	میں

خاص تمہارے لئے ہے۔ البتہ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے ان کی عورتوں اور کیزوں

أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ

أَزْوَاجِهِمْ	وَمَا	مَلَكَتْ +	أَيْمَانُهُمْ	لِكَيْلَا	يَكُونَ	عَلَيْكَ
ان کی عورتیں	اور جو	مالک ہوئے ان کے	دائیں ہاتھ (کیزیں)	تاکہ نہ رہے	تم پر	(کے بارے میں)

ان پر نہ ہو۔ تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ

حَرْجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۵۰

حَرْجٌ	وَكَانَ	اللَّهُ	غَفُورًا	رَحِيمًا
کوئی تنگی	اور ہے	اللہ	بخشنے والا	مہربان

رہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۴۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا طَلَقْتُمْ

۴۹) اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو طلاق دو جماع سے پہلے سو اس صورت میں تمہارا واسطے ان پر کوئی عدت نہیں۔

الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فِي نِكَاحٍ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

## فیصل

جس کو تم شمار کر وحیف وغیرہ سے۔ پس اس وقت اگر ان کے لئے کچھ بہ مقرر نہ ہوا تھا تو ان کو متعہ دہ یعنی وہ کہے جس سے وہ نفع اٹھائیں۔ اور اگر بہ مقرر ہوا تھا وہ پھر قبل جامع طلاق دی تو صرف آدھا بہر ان کو دیا جائے یہ ابن عباس کا قول ہے اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور ان کو چھوڑا وہی طرح یعنی طلاق سے ان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

۵۰) اے پیغمبر تم نے کس تیرے لئے حلال تیری وہ بیبیاں جن کو تو نے بہر دیا اور وہ عورتیں جو تیری مملوکہ ہیں یعنی وہ باندیاں جو کافروں سے قیدیں ہاتھ آئیں جیسے سفید اور جویریہ۔

اور ہم نے تیرے لئے حلال کیں تیرے چچا کی بیبیاں اور چوپوں کی بیبیاں اور ماموں کی بیبیاں اور خالہ کی بیبیاں۔ جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی۔ بخلاف ان کے جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت نہیں کی کہ ان سے نکاح حلال نہیں۔ اور حلال کی ہم نے تیرے لئے وہ عورت مسلمان کردہ اپنی جان بہر کر دے آپ کے لئے اگر پیغمبر چاہے کہ بدون بہر کے اس کو نکاح میں لاوے تو وہ خاص تیرے لئے درست ہے نہ اور ایمان والوں کے لئے یعنی نکاح بدون بہر کے لفظ بہر کے ساتھ خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

بے شک ہم نے جان یا جو کچھ ہم نے احکام نکاح کے ان کی بیبیوں کے بارے میں مقرر اور لازم کئے ایمان والوں پر کہ چار عورتوں سے زیادہ نکاح نہ کریں اور بدون ولی کے نکاح نہ کریں اور بدون گواہوں اور بہر کے نکاح کریں۔

اور جو احکام ان کی باندیوں میں مقرر کئے خواہ ان باندی

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُ وَنَسَاءَ مَخْضُوعَاتٍ  
بِالْإِثْرَاءِ أَوْ غَيْرِهِنَّ مَتَّعْتَهُنَّ  
أَعْطُوهُنَّ مَا يَتَمَتَّعْنَ بِهِ  
أَيُّ إِنْ لَمْ يُسَمِّرْ لَهُنَّ أَصْدَقَةٌ  
وَالْأَقْلَهُنَّ نِصْفَ الْمَسْمُومِ فَقَطْ  
قَالَ هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَلَيْهِ  
الشَّافِعِيُّ وَسَوْحُوهُنَّ مَرَاحًا  
جَمِيلًا ۝ هَلُوا سَبِيلَهُنَّ مِنْ  
غَيْرِ إِضْرَارٍ

۵۰) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ  
أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أَجُورَهُنَّ  
مُحْضُوعَاتٍ وَمَا مَلَكَتْ  
بِيَمِينِكَ مِنَّا أَوْ فَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ  
مِنَ الْكُفْرَاءِ بِالشَّيْءِ كَصَفِيَّةَ  
وَجُوزَيْرِيَةَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ  
وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ  
خَالَاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ الَّتِي  
هَاجَرْنَ مَعَكَ بِخِلَافِ مَنْ  
لَمْ يَهَاجِرْنَ وَأَمْرًا مَوْمِنَةً  
إِنْ وَهَبْتَ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ  
أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا  
يَطْلُبُ نِكَاحَهَا بِغَيْرِ صِدَاقٍ  
خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ  
الْمَوْمِنِينَ ۝ النِّكَاحُ يَلْفُظُ  
الْهَبَةَ مِنْ غَيْرِ صِدَاقٍ  
وَقَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ  
أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ فِي أَزْوَاجِهِمْ  
مِنَ الْأَحْكَامِ بِأَنْ لَا يَزِيدُوا  
عَلَى أَرْبَعِ نِسْوَةٍ وَلَا يَتَزَوَّجُوا  
إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَهِودٍ وَمَهْرٍ  
وَفِي مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ



کو خریدیا ہو یا اور کسی طرح ان کی ملک میں آئی ہوں۔  
باندیوں کے احکام یہ کہ وہ باندی ان میں سے ہو جو اپنے  
مالک کو حلال ہو جیسے کتابیہ ہو آتش پرست لڑکت  
پرست نہ ہو کہ وہ حلال نہیں۔ اور یہ کہ وطی سے پہلے اس کا  
رحم پاک کیا جائے یعنی اس کو ایک حصین آجائے تاکہ نمہ پر  
اسے محرم نکاح کے بارے میں تسکین نہ ہو۔

اور اللہ بخشنے والا ہے اس امر کو جس سے پختا شور ہے  
مہربانی والا ہے کہ اس بارے میں وسعت فرمائی۔

مِنَ الْأَمْوَاءِ بِشِرَاءٍ أَوْ غَيْرِ بَابٍ  
تَكُونُ الْأَمَةُ مِمَّنْ تَحِلُّ  
لِمَالِكِهَا كَالنِّكَاحِ بِغِلَافِ  
الْمَجْزُوسِيَّةِ وَالنَّوْثِنِيَّةِ وَأَنْ  
تَسْتَبْرَأَ قَبْلَ الْوَطْنِ لِكَيْلَا  
مُتَعَلِّقٌ بِمَا تَبَلَّ ذَلِكُ  
يَكُونُ عَلَيْكَ حَرْجٌ ضَيِّقٌ  
فِي النِّكَاحِ وَكَانَ اللَّهُ  
عَفْوًا مَرًّا فِيمَا يَعْسُرُ التَّحْزُرُ  
عَنْهُ رَحِيمًا ۝ بِالتَّوَشُّعَةِ  
فِي ذَلِكَ.

### تشریح

(۴۹) عدت کا ایک مسئلہ | عدت کے معنی لغت میں تعداد اور گنتی کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اس انتظار  
اور رکنے کو عدت کہتے ہیں جو نکاح کے ختم ہونے کی وجہ سے عورت پر لازم ہوتا ہے۔ عدت کا مقصد برأتِ رحم بھی  
ہے اور نعمتِ نکاح کے چلے جانے پر اظہارِ انوس بھی۔ عدت شوہر کا بھی حق ہے کہ اگر اس کا بچہ ہے تو اس کو ملے گا  
عدت اولاد کا بھی حق ہے کہ اس کا نسب اپنے باپ سے صحیح ثابت ہونے پر وہ اپنے حقوق وراثت کی بھی حق دار  
ہوگی۔ اور عدت شریعت کا بھی حق ہے تاکہ اس کے قانون کے مطابق اولاد اور باپ دونوں کو ان کے حقوق لوٹے  
جائیں اور عدت نکاح کا بھی حق ہے کہ وہ مافظِ قلعہ نہ رہا جو عورت کا محافظ ہے۔

آن حضرت م کی ازواجِ مطہرات کا ذکر چل رہا تھا بیچ میں اور مسائل آگئے پھر اسی مسئلے کی طرف لوٹتے ہوئے  
آپ کے لئے بھی اور دیگر اہل ایمان کے لئے عدت کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے اور ارشاد ہو رہا ہے کہ اے ایمان  
دانو! جب تم مومن عورتوں سے — اور ممکن ہے اہل کتاب کی عورتوں سے — نکاح کرو، اور نکاح کے بعد ابھی  
تم نے ان کو چھو نہیں ہے اور نہ ایسی تنہائی ہوئی ہے جس میں پھونے کا موقع ملے۔ جس کو خلوتِ صحیح  
کہتے ہیں۔ اور تم نے ان کو طلاق دے دی تو تمہاری طرف سے ان پر عدت لازم نہیں ہے جس  
کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کرو۔

اگر مہر مقرر ہوا ہے تو آدھا مہر دے دو، اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تب بھی کچھ نہ کچھ دے کر خوبصورتی  
کے ساتھ بھلے طریقے سے شریفانہ انداز سے رخصت کرو۔ بلاوجہ جھگڑا کرنے اور الزام تراشیوں کی ضرورت  
نہیں ہے۔ اس لئے کہ اسلام کی نظر میں طلاق خود مسئلہ نہیں ہے بلکہ ایک مسئلے کا حل ہے کہ اگر کسی وجہ  
سے بات آگے نہیں چل پارہی ہے تو بہتر ہے کہ دونوں اپنے اپنے راستے الگ کر لیں۔

(۵۰) نکاح کے سلسلے میں نبی م کی خصوصیات | عام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص چاہے  
تو عدل کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی خصوصیات میں سے نکاح کے سلسلے میں یہ خصوصیت ہے کہ آپ بیک وقت چار سے زائد عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت زینبؓ نے نکاح کیا تو اس وقت آپ کی چار بیویاں پہلے سے موجود تھیں۔ حضرت زینبؓ آپ کی پانچویں بیوی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ پہلی وہ چار بیویاں بھی جن کے مہر آپ دے چکے ہیں اور یہ پانچویں بیوی بھی ہم نے آپ کے لئے حلال کر دی ہے۔

اس کے علاوہ وہ عورتیں آپ کے لئے حلال ہیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے آپ کی ملکیت میں آئیں۔

اس اجازت کے مطابق غزوہ بنی قریظہ میں حضرت ریحانہ، غزوہ بنی مصطلق میں حضرت جویریہ، غزوہ خیبر میں حضرت صفیہ، اور مصر کے بادشاہ مقوقس کی بھیجی ہوئی حضرت ماریہ قبطیہ ان کو آپ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا اور ان میں سے تین کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ حضرت ماریہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ آپ نے ان سے ملک یمین کی بنیاد پر تعلق قائم فرمایا یا ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔

○ اس کے علاوہ آپ کی چچا زاد، چھو بھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جو ہجرت کر کے آئی ہوں ان سے بھی آپ نکاح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس اجازت کے مطابق مکہ میں حضرت ام حبیبہ سے نکاح فرمایا۔

○ نکاح کے سلسلے میں آپ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اگر کوئی مومن عورت بغیر مہر کے اپنے آپ کو نبیؐ کے لئے ہبہ کرے اور آپ اسے قبول فرمائیں تو بغیر مہر کے بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ اس اجازت کی بنا پر آپ نے ثوال مکہ میں حضرت میمونہ کو اپنی زوجیت میں لیا مگر آپ نے ان کے مطالبہ کے بغیر ان کو مہر عطا فرمایا۔ یہ اجازت نبیؐ کے لئے خاص طور پر ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے نکاح میں مہر دینا لازم ہے۔

○ نبیؐ کی چار سے زائد شادیوں میں بہت سی دینی، دعوتی مصلحتیں تھیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرد و عورت سب کے لئے معلم بنا کر بھیجا تھا۔ عورتوں کی تعلیم کی صرف یہی شکل تھی کہ آپ مختلف طبقات کی عورتوں سے نکاح کریں ان کو دین سکھائیں اور ان کے ذریعہ دوسری عورتوں تک دین پہنچے۔ اس کے لئے آپ نے شہری، دیہاتی، کم عمر، زیادہ عمر مختلف قسم کی عورتوں سے نکاح کیا۔

اس کے علاوہ اس میں سیاسی اور اجتماعی مصلحت بھی تھی، عرب کی قبائلی زندگی میں اگر کسی قبیلے کی عورت کا نکاح دوسرے قبیلے میں ہو جاتا تھا تو اس کا شوہر پورے قبیلے کا داماد بن جاتا تھا، آپ نے ان شادیوں کے ذریعہ عرب کے مختلف قبیلوں سے تعلقات استوار کر لئے

اس طرح متعدد عورتوں سے آپ کا نکاح اسلام کی دعوت اور عالم نسوانیت کے لئے رحمت بن گیا۔ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ آپ کی گھریلو زندگی کا ایک مکمل نمونہ لوگوں کے سامنے آ گیا۔ جہاں ایک یا دو چار نہیں بلکہ نو یا گیارہ عورتیں آپ کے اخلاق آپ کی مروت اور آپ کی گھریلو زندگی کی گواہ بن گئیں۔

آیت کے اخیر میں فرمایا کہ سب بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف کی مکمل کوشش کے باوجود اگر کوئی معمولی کمی رہ جائے اور ذہنی رحمان ایک طرف زیادہ ہو تو یہ ایک بے اختیاری بات ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں۔

تُرْجَىٰ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَوَىٰ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمِنْ

تُرْجَىٰ	مَنْ تَشَاءُ	مِنْهُمْ	وَتَوَىٰ	إِلَيْكَ	مَنْ تَشَاءُ	وَمِنْ
دور رکھیں	جس کو آپ چاہیں	ان میں سے	اور پاس رکھیں	اپنے پاس	جسے آپ چاہیں	اور جس کو

آپ جس کو چاہیں دور رکھیں ان میں سے اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور ان میں سے جس کو

اُبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ

اُبْتَغَيْتَ	مِمَّنْ	عَزَلْتَ	فَلَا جُنَاحَ	عَلَيْكَ	ذَلِكَ	أَدْنَىٰ	أَنْ
آپ طلب کریں	ان میں سے	دور کر دیا تھا آپ نے	کوئی تعلق نہیں	آپ پر	یہ زیادہ قریب ہے	کہ	آپ نے دور کر دیا تھا (بھروسہ) طلب کریں تو کوئی تعلق (حرج) نہیں آپ پر، یہ زیادہ قریب ہے کہ اس کے

تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ كُلَّهُنَّ ط وَ

تَقَرَّ	أَعْيُنُهُنَّ	وَلَا يَحْزَنَ	وَيَرْضَيْنَ	بِمَا آتَيْتَهُنَّ	كُلَّهُنَّ	ط	وَ
ٹھنڈی ہیں ان کی آنکھیں	اور وہ آرزو نہ ہوں	اور وہ راضی رہیں	اس پر جو آپ انھیں دیں	وہ سب کی سب اور	ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ آرزو نہ ہوں، اور وہ اس پر راضی رہیں جو آپ انھیں دیں وہ سب کی سب اور		

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ط وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ٥١

اللَّهُ	يَعْلَمُ	مَا فِي	قُلُوبِكُمْ	ط	وَكَانَ	اللَّهُ	عَلِيمًا	حَلِيمًا
اللہ	جانتا ہے	جو تمہارے دلوں میں	اور ہے	اللہ	جاننے والا	برودبار		

اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ جاننے والا برودبار ہے۔

۵۱) اے محمد! تو اپنی بیبیوں میں سے جس کی نوبت کو چاہے توڑ کرے اور جس کو چاہے صحبت کرے یعنی تجھ پر مساوات کرنا لازم نہیں اور جس کو تو نے قسمت سے جدا کر دیا ہے اس کو طلب کرنے اور اس سے صحبت کرنے میں تجھ پر کچھ گناہ نہیں۔

اول آپ پر مساوات کرنا بیبیوں میں واجب تھا پھر منسوخ ہو گیا اور آپ کو اختیار دیا گیا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہوا

یہ اختیار دینا نزدیک تر ہے اللہ کے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ ٹھنڈی نہ ہوں اور وہ سب خوش رہیں اس سے کہ جو تو نے ان کو دیا، کیونکہ جب کسی کا کوئی حق واجب نہیں تو

۵۱) تَرْجَىٰ بِالْمُزْمَرَةِ وَالْيَاءِ بَدَلَةٌ تَوَخَّرُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ أَي أَدْوَلَجَكَ عَنْ نَوْبَتِهَا وَتَوَىٰ تَضَمَّرَ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ فَتَاتِيَهُنَّ وَمِنْ اِبْتِغَيْتَ طَلَبْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ مِنَ الْقِسْمَةِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فِي ظَلَمِهَا وَظَلَمَهَا إِلَيْكَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ كَانَ الْقَسْمُ وَاجِبًا عَلَيْكَ ذَلِكَ التَّخْيِيرُ أَدْنَىٰ اقْتَرَبَ إِلَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْتَهُنَّ

جس صحبت کی بنا دگی باعث اس کی خوشنودی اور رضا کا ہوگا کہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے عورتوں کے بارے میں کہ بعض کی طرف زیادہ رغبت اور محبت ہوتی ہے بہ نسبت بعض کے اور ہم نے اے محمدؐ تجھ کو عورتوں کے بارے میں اس لئے اختیار دیا کہ تجھ پر آسانی ہو جو امر تو چاہے کرے دشواری پیش نہ آوے اور اللہ اپنی مخلوق کا حال جانتا ہے بردبار ہے۔ ان کو عذاب دینے میں۔

مَا ذَكَرَ الْمُخَيَّرُ فِيهِ كَلِمَةً تَأْكِيدًا  
لِلْفَاعِلِ فِي بَرِّضَيْنِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ  
مَا فِي قُلُوبِكُمْ مِنْ أَمْرِ النِّسَاءِ  
وَالْمَيْلِ إِلَى بَعْضِهِنَّ وَإِنَّمَا خَيَّرْنَاكَ  
فِيهِمْ تَيْسِيرًا عَلَيْكَ فِي كُلِّ  
مَا أَرَدْتَ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهَا  
بِخَلْقِهِ حَلِيمًا ○ عَنْ عَقَابِ بْنِ مُحَمَّدٍ

## تشریح

(۵۱) آن حضرت نے اپنی مرضی سے ازواج کے درمیان اللہ تعالیٰ دعوتِ دین اور احکام شریعت کا جو عظیم کام آپ سے لینا چاہتے عدل و مساوات کا رویہ اختیار فرمایا | تمہ اور مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی اس دین کی تعلیم کی ضرورت تھی اس کے لئے اللہ تم نے آپ کو خصوصی اجازت دی کہ آپ بیک وقت چار سے زیادہ عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں چنانچہ وفات کے وقت آپ حضرت م کی نو ازواج جات تھیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خانگی الجھنوں سے آپ کو آزاد رکھتے ہوئے یہ خصوصی اجازت دی کہ آپ اپنی ازواج میں سے جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں جس کو چاہیں چھوڑیں آپ کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام ازواج کے ساتھ برابری کا سلوک کریں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے باوجود آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ازواج کے درمیان عدل و انصاف سے کام لیتے تھے۔ ہر ایک کے لئے باری مقرر تھی۔ سب کی دل داری، سب کے ساتھ حسن سلوک آپ کا طریقہ رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ متعدد عورتوں سے آپ کا نکاح ایک دینی دعوتی، سماجی اور سیاسی ضرورت تھی ورنہ جو آپ کا دور شباب تھا اس میں آپ نے ایک ایسی خاتون سے شادی کی جس کے پہلے دو شوہر رہ چکے تھے اور جو عمر میں آپ سے بڑی تھیں اور تریپن سال کی عمر تک آپ نے تنہا اسی خاتون پر اتکایا اور حسن سلوک و وفاداری محبت و اغیار کا دونوں طرف سے وہ بہترین نمونہ سامنے آیا جس کی مثال نہیں ملتی اس لئے اگر اہل ایمان کے دلوں میں آپ کی گھریلو زندگی کے بارے میں کوئی شک پیدا ہو تو وہ خوب سمجھ لے کہ اللہ تمہ کو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اس کو خوب جانتا ہے اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کس کے دل میں کیا ہے اگر دل میں کوئی دوسوہ پیدا ہو تو اسے فوراً دور کر دے اللہ کے یہاں معافی کی امید ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ عیش و عشرت تو کجا آپ کے گھروں میں کئی کئی دنوں تک چولہا نہیں جلتا تھا آپ خود بھی فقرو وفاق سے بسر کرتے تھے۔ عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور اپنی منصبی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرتے تھے۔ دوسری طرف آپ کی ازواج کی زندگی ایثار و قربانی اسلامی اخلاق محبت و مروت اور اس کے ساتھ دین کی تعلیم اور خواتین کو مسائل شریعت سے آگاہ کرنے کے گویا مرکز بنے ہوئے تھے۔ آپ کی ازواج کے لئے یہ فی کس کوئی کم نہ تھا کہ وہ آنحضرت کے نکاح میں رہ کر دین کی اس مہم میں آپ کی رفاقت کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ پھر کون بد بخت ہوا گا جہ یہ سوچے کہ متعدد شادیاں صرف نفسانی اغراض کا ذریعہ تھیں۔ آپ کی اور آپ کی ازواج کی پاکیزہ زندگیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ مومنین کے لئے آپ کی خانگی زندگی ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

لَا يَجِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ

لَا يَجِلُّ	لَكَ	النِّسَاءُ	مِنْ بَعْدُ	وَلَا	أَنْ تَبَدَّلَ	بِهِنَّ
مطلال نہیں	آپ کے لئے	عورتیں	اس کے بعد	اور نہ	یہ کہ بدل لیں	ان سے

مطلال نہیں آپ کے لئے اس کے بعد (اور) عورتیں نہ یہ کہ آپ ان سے اور عورتیں بدل لیں

مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ

مِنْ	أَزْوَاجٍ	وَلَوْ	أَعْجَبَكَ	حُسْنُهُنَّ	إِلَّا	مَا مَلَكَتْ
سے (اور)	عورتیں	اگرچہ	آپ کو اچھا لگے	ان کا حسن	سوائے	جس کا مالک ہو

اگرچہ آپ کو اچھا لگے، ان کا حسن سوائے آپ کی کینر کے

يَمِينِكَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَاقِبًا ۝۵۲ يَا أَيُّهَا

يَمِينِكَ	وَكَانَ	اللَّهُ	عَلَىٰ	كُلِّ شَيْءٍ	رَاقِبًا	يَا أَيُّهَا
تھارا ہاتھ (کینر)	اور ہے	اللہ	پر	ہر شے	نگہبان	اے

اور اللہ ہر شے پر نگہبان ہے۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ

الَّذِينَ	آمَنُوا	لَا تَدْخُلُوا	بُيُوتَ النَّبِيِّ	إِلَّا أَنْ	يُؤْذَنَ
ایمان والو	نہ داخل ہو	گھر (جمع)	نبی	سوائے	یکہ اجازت دی جائے

ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو سوائے اس کے نہیں اجازت

لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَظِيرٍ إِنَّهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ

لَكُمْ	إِلَىٰ	طَعَامٍ	غَيْرَ نَظِيرٍ	إِنَّهُ	وَلَكِنْ	إِذَا	دُعِيتُمْ
تھارے لئے	طعام (کھانا)	کھانا	نہ راہ نہ کو	اس کا پلنا	اور لیکن	جب	تمہیں بلا یا جائے

دی جائے کھانے کے لئے، اس کے پکنے کی راہ نہ کو لیکن جب تمہیں بلا یا جائے

فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مَسْتَأْنِسِينَ

فَادْخُلُوا	فَإِذَا	طَعِمْتُمْ	فَانْتَشِرُوا	وَلَا	مَسْتَأْنِسِينَ
تو داخل ہو	پھر جب	تم کھاؤ	تو منتشر ہو جایا کرو	اور نہ	جی رگا کر بیٹھے رہو

تو داخل ہو پھر جب تم کھانا کھاؤ تو منتشر ہو جایا کرو اور باتوں کے لئے جی رگا کر

لِحَدِيثٍ اِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

لِحَدِيثٍ	اِنَّ	ذَلِكُمْ	كَانَ	يُؤْذِي	النَّبِيَّ
باتوں کے لئے	بیشک	یہ تمہاری بات	گنا +	یؤذی	النبی
			ایذا دیتی ہے		نبی م

نہ بیٹھے رہو بے شک تمہاری یہ بات نبی م کو ایذا دیتی ہے

فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَاذَا

فَيَسْتَحْيِي	مِنْكُمْ	وَاللَّهُ	لَا يَسْتَحْيِي	مِنَ الْحَقِّ	وَاذَا
پس وہ شرماتے ہیں	تم سے	اور اللہ	نہیں شرماتا	حق (بات) سے	اور جب

پس وہ تم سے شرماتے ہیں، اور اللہ حق بات (فرمانے) سے نہیں شرماتا اور جب تم

سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذِكْرُكُمْ

سَأَلْتُمُوهُنَّ	مَتَاعًا	فَسْأَلُوهُنَّ	مِنْ وَرَاءِ	حِجَابٍ	ذِكْرُكُمْ
تم ان سے مانگو	کوئی سے	تو ان سے مانگو	پیچھے سے	پردہ	تمہاری بات

ان (نبیوں کی بیویوں) سے کوئی سے مانگو تو ان سے پردہ کے پیچھے سے مانگو، یہ بات تمہارے اور

أَطَهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا

أَطَهَرُ	لِقُلُوبِكُمْ	وَقُلُوبِهِنَّ	وَمَا كَانَ	لَكُمْ	أَنْ تُؤْذُوا
زیادہ پاکیزگی	تمہارے دل کے لئے	اور ان کے دل	اور (جائز نہیں)	تمہارے لئے	کہ تم ایذا دو

ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی (کا ذریعہ) ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول م

رَسُولُ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ

رَسُولُ اللَّهِ	وَلَا	أَنْ تُنكِحُوا	أَزْوَاجَهُ	مِنْ بَعْدِهِ
اللہ کا رسول	اور نہ	یہ کہ تم نکاح کرو	اس کی بیویاں	ان کے بعد

کو ایذا دو، اور نہ یہ کہ تم ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔

أَبَدًا اِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝۵۲

أَبَدًا	اِنَّ	ذَلِكُمْ	كَانَ	عِنْدَ اللَّهِ	عَظِيمًا
کبھی	بیشک	تمہاری یہ بات	ہے	اللہ کے نزدیک	بڑا

بیشک تمہاری یہ بات اللہ کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

۵۲) اے محمدؐ تم کو بعد ان تو بیسیوں کے جنہوں نے تمہ کو اختیار کیا اور کسی عورت سے نکاح کرنا درست نہیں اور نہ یہ کہو ان سب یا بعض کو چھوڑ کر ان کے عوض اور عورت سے نکاح کرے۔

اگرچہ ان کا من تم کو خوش آوے مگر بانڈیاں کہ وہ تم کو حلال ہیں چنانچہ آپ ان تو بیسیوں کے بعد ہر قبیلہ کے مالک ہوئے۔ اور اس سے آپ کا فرزند ابراہیمؑ تولد ہوا اور وہ آپ کی حیات ہی میں مرا۔

اور انہر چیز کا نگہبان ہے۔

۵۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُدْعُوا لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَظِيرِهَا مِنَ الْمَسْكِينِ اے ایمان والو پیغمبر کے گھر میں نہ جاؤ مگر یہ کہ تم کو اندر آنے کی اجازت دی جاوے اور کھانے کے لئے بلا یا جاوے تو چلے جاؤ۔ پر کھانے کے پکنے کے انتظار میں وہاں نہ بیٹھے رہو۔ لیکن جس وقت تم کو بلا یا جائے چلے جاؤ اور

پھر جب کھانا کھا چکو تو علیحدہ ہو جاؤ اور آپس میں باتیں دل لگا کر وہاں ٹھہر کر نہ کرو بے شک وہاں تمہارا زیادہ ٹھہرنا پیغمبر کو تکلیف دیتا ہے سو پیغمبر تمہارے نکلنے سے حیا کرتا ہے۔ اور اندر حق بات سے یعنی تمہارے باہر نکلنے کا حکم بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ حاصل یہ کہ حق تعالیٰ حق بات کو بیان فرمانا سے اس کو ترک نہیں کرتا۔

اور جب پیغمبر کی بیسیوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ

۵۲) لَا يَجِلُّ بِالنِّسَاءِ وَالنِّسَاءُ مِنَ النَّسَاءِ مَنْ بَعْدَ التَّبَعِ الْوَالَاتِ اخْتَرْتِكِ وَلَا أَنْ تَبْدَلِ بِتَرْكِ إِحْدَى التَّاشِيَةِ فِي الْأَصْلِ بِهِنَّ مِنْ أَرْوَاحِ بَانَ تَطْلُقُهُنَّ أَوْ بَعْضَهُنَّ وَنَشِيءِ بَدَلٍ مَنْ طَلَقْتَ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِنَ الْأَمْوَالِ فَتَجِلُّ لَكَ وَتَمَّا مَلَكَتْ بَعْدَهُنَّ مَارِيَةَ الْقَيْطِيَّةَ وَوَلَدَتْ لَهَا إِبْرَاهِيمَ وَمَاتَ فِي حَيَاتِهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عَظِيمًا ○ حَفِيظًا

۵۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُدْعُوا لَكُمْ فِي الدُّخُولِ بِالذُّعَاءِ إِلَى طَعَامٍ فَتَدْخُلُوا غَيْرَ نَظِيرِهَا مِنْ مُنْتَظَرِينَ إِنَّهُ تَضَجُّهُ مَضْمُونًا أَوْ بَانِيًا وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا تَمْلِكُوا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثِهِ مِنْ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ مِنْ ذَلِكَ الْمَسْكِينِ كَأَنْ يُؤْذَى النَّبِيُّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ أَنْ يُخْرِجَكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ أَنْ يُخْرِجَكُمْ أَيْ لَا يَتْرُكُ بَيَانَهُ وَشَرِيحَتَهُ يَسْتَحْيِي بِيَانِهِ وَاحِدَةً وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ

سے باہر کھڑے ہو کر مانگو۔

یہ امر تمہارے اور غیر کی بیبیوں کے دلوں کو زیادہ پاک کرنے والا ہے کہ کوئی دوسرے شک ڈالنے والا پیدا نہ ہو۔

اور تم کو یہ روا نہیں کہ کسی قسم کی تکلیف اللہ کے پیغمبر کو پہنچاؤ۔ اور یہ کہ اس کے بعد اس کی بیبیوں سے کبھی نکاح کرو۔ بے شبہ یہ امر اللہ کے نزدیک موجب عنت گناہ کا ہے۔

أَمْ أَرْذَا جِ الشَّيْءِ مَتَاعًا  
فَمَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ  
حِجَابٍ سَتَرِ ذَالِكُمْ أَظْهَرَ  
لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ  
مِنَ الْخَوَاطِرِ الْمَرِيئَةِ  
وَمَا كَانَتْ لَكُمْ أَنْ تَوَدُّوا  
رَسُولَ اللَّهِ بِشَيْءٍ وَلَا أَنْ  
تَتَّخِذُوا أَرْوَاجَهُ مِنْ  
بَعْدِهَا أَبَدًا إِنَّ ذَالِكُمْ  
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ ذَنْبًا  
عَظِيمًا ○

### تشریح

۵۲) ازدواج کے سلسلے میں نبی م کو اللہ کا حکم | اللہ تعالیٰ نے نبی م کو یہ اجازت دی تھی کہ آپ موجودہ بیویوں میں سے جن کو رکھنا چاہیں رکھ لیں جن کو چھوڑنا چاہیں چھوڑ دیں اور اگر ایک بیوی کے بدلے دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہیں تو اس کی بھی آپ کو اجازت ہے۔

اس خصوصی اجازت کے بعد حضور نبی کریم نے پہلے کی طرح اپنی ازدواج کے ساتھ حسن سلوک فرمایا اور ازدواج نے بھی پوری طرح ایشار و قربانی سے کام لیا اور آپ کا ساتھ دیا۔

اس آیت میں اب یہ اجازت ختم ہو گئی ہے اور یہ حکم ہوا ہے کہ آپ کے لئے جو عورتیں حلال کی گئی ہیں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کے بعد دوسری عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت ہے۔ کہ آپ ان بیویوں کی جگہ دوسری کسی عورت سے نکاح کریں۔ البتہ لونڈیوں کی اور کنیزوں کی اجازت ہے اور اس کی کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ اس حکم کے بعد آپ نے کوئی اور نکاح نہیں فرمایا۔

جو اللہ کے احکام اور اس کی حدود کی پابندی کرتے ہیں وہ سب اللہ کی نگاہ میں ہیں۔

○ غلاموں اور کنیزوں کا معاملہ یہ ہے کہ اگر جنگ میں کچھ مرد اور عورتیں گرفتار ہو کر آئیں اور نہ ان کا کچھ تبادلہ ہو سکا ہو اور نہ رہائی ہو سکی ہو تو امیر المؤمنین اور خلیفہ المسلمین کو یہ اختیار ہے کہ وہ ان غلام یا باندیوں کو مختلف لوگوں کی ملکیت میں دے دے اور ایسی عورتوں سے تمتع کرنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ ان کا وجود معاشرے کے لئے اخلاقی فساد کا سبب نہ بن جائے۔ لیکن اسلام نے بڑی حسن تدبیر کے ساتھ غلاموں اور باندیوں کو اسلامی معاشرے میں جذب کیا ہے اور اس مسئلہ کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ حل کیا ہے۔ باندیوں کے ساتھ فائدہ اٹھانے کی اجازت بڑی مصلحت پر مبنی ہے۔ اسلام چوری چھپے تعلقات کو گوارا نہیں کرتا اگر اس سے اولاد ہو جائے تو اس کے مستقل حقوق متعین کرتا ہے اور اس کی آزادی کی راہیں نکالتا ہے۔

۵۳) اسلام کے بعض اہم معاشرتی احکام | عرب معاشرے میں عام طریقہ تھا کہ ایک دوسرے کے گھروں میں بغیر آواز دئے اور بغیر اجازت لئے گھسے چلے جاتے تھے اور اس سے بعض اوقات بڑی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لئے رُسے



پہلے نبی م کے گھر پر یہ پابندی لگائی گئی کہ بغیر اجازت لئے نبی م کے گھر مت جایا کرو، چاہے وہ کتنا قریبی دوست یا دور پرے کا رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔ شروع میں یہ قاعدہ نبی م کے گھر کے لئے مخصوص تھا پھر ایک سال کے بعد سورہ نور میں اس حکم کو تمام مومنین کے لئے عام کر دیا گیا کہ بلا اجازت گھروں میں داخل نہ ہوں۔

○ عرب معاشرے میں دوسری غیر مہذب عادت یہ تھی کہ اپنے کسی دوست اور ملنے والے کے گھر میں کھانے کے وقت پہنچ جاتے یہاں تک کہ کھانے کا وقت ہو جاتا۔ گھر والا مشکل میں پڑ جاتا کہ کیا کرے نہ تو یہ کہہ سکتا تھا کہ چلے جاؤ۔ اور بعض اوقات اتنے آدمیوں کے کھانے کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ بغیر بلائے کسی کے گھر کھانے پر مت جاؤ اور نہ یہ کہہ دو کہ دعوت تو کسی اور کی ہے اور ساتھ میں طفیلی بن کر تم بھی چلے گئے ہاں اگر بلا یا جاؤ تو ضرور جاؤ۔

○ تیسری بری عادت تھی کہ کھانا کھانے کے بعد بیٹھے رہتے باتیں کرتے رہتے اور کسی صورت جانے کے لئے تیار نہ ہو گھر والے پریشان ہو جاتے۔ نبی م کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا کہ اگر بیٹھے گئے کھانا کھالیا اور باتیں بنا رہے ہیں نبی م اتنے بلند اخلاق اور باحیا تھے کہ اپنے اوپر تکلیف گوارا فرماتے مگر کسی کو جانے کے لئے نہ کہتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بات نبی کو تکلیف دیتی ہے وہ اپنے اخلاق کی وجہ سے نہیں کچھ نہیں کہتے مگر اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ جب کھانے سے فارغ ہو جایا کرو تو بس اپنے اپنے گھروں کو چلے جایا کرو۔ اس آیت میں حکم دیا جا رہا ہے کہ محرم مردوں کے سوا کوئی مرد حضور کے گھر میں نہ آئے اور جس کو خواہین سے کوئی کام ہو وہ پردے کے پیچھے سے بات کرے۔ اس حکم کے بعد ازواجِ مطہرات کے گھروں میں پردے لٹکادئے گئے اور اس طرح حضرت عمرؓ کی یہ بات پوری ہو گئی جس کے بارے میں وہ آنحضرتؐ سے کمی مرتبہ عرض کر چکے تھے کہ یا رسول اللہ آپ کے یہاں اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں، کاش آپ اپنی بیویوں کو پردے کا حکم دیں۔ آنحضرتؐ انتظار میں تھے کہ اللہ کی طرف سے حکم آئے تو اس پر عمل فرمائیں۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے پردے کا حکم دیا گیا اور آپ کے گھر کو دیکھ کر دوسرے مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹکادئے گئے۔ فرمایا کہ دل کی پاکیزگی کے لئے یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے۔

○ کسی صاحب ایمان کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اللہ کے رسول کو ذرا سی بھی ایذا پہنچائے آپ کے مخالفین کی الزام تراشیاں کسی بھی ہوں مگر کسی صاحب ایمان کے دل میں آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے تعلق سے کوئی دوسرہ بھی دل میں نہیں آنا چاہیے۔

○ آنحضرتؐ کی ازواجِ مطہرات کی عظمت اور ان کے رتبے کا تقاضا یہ ہے کہ چونکہ آپ کی ازواجِ مومنین کی روحانی مائیں ہیں، اس لئے آپ کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ممنوع اور ناجائز ہے۔ ان سے نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اپنی ماں سے نکاح کرنا حرام ہوتا ہے۔ اللہ نے آپ کی ازواج کو ایک بڑے مقصد کے لئے منتخب کیا تھا اور اس صاحبِ خلقِ عظیم کی زوجیت میں دیا تھا جس کے اخلاق و کردار سے دنیا کو روشناس کرانا تھا۔

آپ کی محترم ازواج آپ کی وفات کے بعد بھی دین کے احکام کی اشاعت اور اسلام کی خدمت میں لگی رہیں اور انھیں کبھی بھول کر بھی دنیا کی لذتوں کا خیال نہیں آیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر والوں کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ  
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

إِنْ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تَخَفُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ

إِنْ تَبَدُّوا	شَيْئًا	أَوْ تَخَفُوا	فَإِنَّ	اللَّهَ	كَانَ	بِكُلِّ
اگر تم ظاہر کرو	کوئی بات	یا اسے چھوڑو	تو بیشک	اللہ	ہے	ہر
اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا اسے چھوڑو تو بیشک اللہ ہر شے کو جانے						

شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۵۴﴾ لِاجْنَاخٍ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا

شَيْءٍ	عَلِيمًا	لِاجْنَاخٍ	عَلَيْهِنَّ	فِي	آبَائِهِنَّ	وَلَا
شے	جاننے والا	گناہ نہیں	عورتوں پر	میں	اپنے باپ	اور نہ
والا ہے۔ عورتوں پر گناہ نہیں (پردہ نہ کرنے میں) اپنے باپ، اور نہ						

أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ

أَبْنَاءَ	بِهِنَّ	وَلَا إِخْوَانِهِنَّ	وَلَا	أَبْنَاءَ	إِخْوَانِهِنَّ
اپنے بیٹوں	اور نہ اپنے بھائیوں	اور نہ	اپنے بھائیوں کے بیٹے	اور نہ	اپنے بھائیوں کے بیٹے
اپنے بیٹوں اور نہ اپنے بھائیوں اور نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں					

وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا نِسَاءَ بِهِنَّ وَلَا مَمْلُوكَاتٍ أَيْمَانِهِنَّ

وَلَا	أَبْنَاءَ	إِخْوَانِهِنَّ	وَلَا	نِسَاءَ	بِهِنَّ	وَلَا	مَمْلُوكَاتٍ	أَيْمَانِهِنَّ
اور نہ	اپنی بہنوں کے بیٹے	اور نہ اپنی عورتیں	اور نہ	جن کا مالک ہوئے	ان کے ہاتھ (کنیزوں)	اور نہ	اپنی بہنوں کے بیٹوں	اور نہ اپنی عورتوں سے
اور نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں، اور نہ اپنی عورتوں سے اور نہ اپنی کنیزوں سے۔								

وَأَتَقِينِ اللَّهَ إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿۵۵﴾

وَأَتَقِينِ	اللَّهَ	إِنْ	اللَّهُ	كَانَ	عَلَى	كُلِّ	شَيْءٍ	شَهِيدًا
اور ڈرتی رہو	اللہ	بیشک	اللہ	ہے	ہر	شے	گواہ	(موجود)
(اللہ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ ہر شے پر گواہ (موجود) ہے۔								

﴿۵۴﴾ اگر تم ظاہر کرو گے یا جی میں رکھو گے اس امر کو کہ بعد  
میں سے اس کی بیبیوں سے نکاح کرو تو بے شک  
اللہ ہر چیز کو جانتا ہے پس وہ تم کو اس کا بدلہ دے  
گا۔

﴿۵۵﴾ إِنْ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تَخَفُوا  
مِنْ نِكَاحِهِنَّ بَعْدَ  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ  
عَلِيمًا ﴿۵۵﴾ فَيُجَازِيكُمْ عَلَيْهِ

## فیصل

۵۵) عورتوں پر کچھ گناہ نہیں اس میں کہ وہ اپنے باپ اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجیوں اور بھانجیوں اور مسلمان عورتوں

۵۵) لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمْ فِي آبَائِهِمْ  
وَلَا أَبْنَائِهِمْ وَلَا إِخْوَانِهِمْ  
وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِمْ وَلَا  
أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِمْ وَلَا  
نِسَاءَهُمْ أَيْ الْمُؤْمِنَاتِ  
وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ  
مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْعَمِيدِ أَنْ  
يُرَوْهُنَّ وَيُكَلِّمُوهُنَّ  
مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ وَ  
اتَّقِينَ اللَّهَ فَمَا أَمَرْتُ  
بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا  
شَكِيمًا ۝ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ

اور اپنے غلام باندیوں کے سامنے آویں اور ان کو دیکھیں اور ان سے بات کریں بدون پردہ کے۔

اور ڈرو تم اللہ سے اُس امر میں جو تم کو علم کیا گیا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

## تشریح

۵۴) آنحضرت اور آپ کی ازواج کے متعلق دل میں بھی کوئی بُرا خیال نہ آنے پائے  
نہ رکھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپی نہیں ہے کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ کو ہر بات کا علم ہے۔

۵۵) محرم وہ قریبی رشتہ دار جن سے پردہ نہیں ہے | اوپر بیان ہو چکا کہ آنحضرت کی ازواج مطہرات کو مردوں کے سامنے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ازواج مطہرات یا امام مسلمان عورتیں ان سب کو پردے کا حکم ہے البتہ وہ محرم اور قریبی رشتہ دار جن سے پردہ نہیں ہے ان کا بیان اس آیت میں کیا جا رہا ہے اور سورہ نور میں بھی ان کا بیان آچکا ہے وہ محرم اور قریبی رشتہ دار یہ ہیں :-

۱- باپ اور اس میں نسبی اور رضاعی دونوں رشتے شامل ہیں۔ چچا اور ماموں کیونکہ بمنزلہ باپ کے ہیں اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ویسے بھی جب بھانجے اور بھتیجے کا ذکر آگے آ رہا ہے تو اس میں چچا اور ماموں خود بخود شامل ہو گئے۔

۲- اپنے بیٹوں سے پردہ نہیں ہے — ۳- اپنے بھائیوں سے پردہ نہیں ہے۔

۴- اپنے بھائی کے بیٹوں یعنی بھتیجیوں سے پردہ نہیں ہے۔

۵- اپنی بہن کے بیٹوں یعنی بھانجیوں سے پردہ نہیں ہے۔

۶- ان کے میل جول کی شریف عورتیں

۷- اپنے مملوک یعنی غلام باندی جو محرم طور پر گھروں میں آتے جاتے ہیں۔

اللہ کی نافرمانی پر نیکرنا چاہیے۔ اللہ سے تمہارا حال چھپا ہوا نہیں ہے یَعْلَمُ خَائِضَةَ الْأَخْبَانِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا

إِنَّ + الله	وَمَلَائِكَتَهُ	يُصَلُّونَ	عَلَى	النَّبِيِّ	يَا أَيُّهَا
بیشک اللہ	اور اس کے فرشتے	درود بھیجتے ہیں	پر	نبیؐ	اے

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں ، اے

الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾ إِنَّ الَّذِينَ

الَّذِينَ	+ آمَنُوا	صَلُّوا	عَلَيْهِ	وَسَلِّمُوا	تَسْلِيمًا	إِنَّ	الَّذِينَ
ایمان والو	دروود بھیجو	اس پر	اور سلام بھیجو	خوب سلام	بیشک	جو لوگ	

ایمان والو! تم (بھی) اس پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو بیشک جو لوگ

يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ

يُؤْذُونَ	اللَّهَ	وَرَسُولَهُ	لَعَنَهُمُ	اللَّهُ	فِي الدُّنْيَا	وَ
ایذا دیتے ہیں	اللہ	اور اس کا رسول	ان پر لعنت کی	اللہ	دنیا میں	اور

اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں

الْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

الْآخِرَةِ	وَأَعَدَّ	لَهُمْ	عَذَابًا	مُّهِينًا	وَالَّذِينَ	يُؤْذُونَ
آخرت	اور تیار کیا اس	ان کے لئے	سزا کرنے والا عذاب	اور جو لوگ	ایذا دیتے ہیں	

لعنت کی (اپنی رحمت محروم کر دیا) اور ان کے لئے سزا کرنے والا عذاب تیار کیا۔ اور جو لوگ مومن مردوں

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا كَتَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا

الْمُؤْمِنِينَ	وَالْمُؤْمِنَاتِ	بَغَيْرِ	مَا كَتَبُوا	فَقَدِ	احْتَمَلُوا
مومن مرد (جمع)	اور مومن عورتیں	بغیر	کرائیوں کے کیا (کیا)	البتہ انہوں نے اٹھایا	

اور مومن عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بلکہ اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو، تو البتہ انہوں نے اٹھایا

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۵۸﴾

بُهْتَانًا	وَإِثْمًا	مُّّبِينًا
بہتان	اور گناہ	صریح۔

(اپنے سر لیا) بہتان اور صریح گناہ۔

(۵۶) بے شبہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں مومنان  
علیہم السلام پر اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو  
یعنی کہو "اللہم صل علی محمد و سلم"

(۵۷) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے میں اپنی  
کافر جو اللہ کی طرف اولاد کو نسبت کرتے ہیں اور اس کے  
لئے شریک سمجھتے ہیں اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں  
ان کو اللہ نے اپنی رحمت سے ڈور کیا دنیا اور آخرت  
میں اور ان پر لعنت کی اور ان کے واسطے عذاب ذلیل  
کرنے والا تیار کیا یعنی دورخ۔

(۵۸) اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تہمت  
لگاتے ہیں اس فعل کی جو انھوں نے نہیں کئے اور اس  
سبب سے انکو تکلیف پہنچاتے ہیں بے شبہ انھوں نے  
جھوٹ بولا۔ اور ظاہر گناہ میں مبتلا ہوئے۔

### تشریح

(۵۶) نبی پر درود و سلام اللہ کی طرف اپنے نبی پر صلوة کا مقصد یہ ہے کہ وہ آپ پر بے حد مہربان ہے، آپ کی تعریف فرماتا ہے آپ کے کام میں برکت  
دیتا ہے آپ کا نام بلند کرتا ہے اور آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔ ملائکہ کی طرف سے آپ پر صلوة کا مطلب یہ ہے کہ وہ  
آپ کے غایت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے آپ کے  
دین کو سربلند کرے آپ کی شریعت کو فروغ بخٹے اور آپ کو مقام محمود پر پہنچائے۔

جب دشمنان اسلام اس دین میں کے فروغ پر اپنے دل کی جلیں نکالنے کے لئے حضورؐ کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کر رہے تھے  
اور اپنے نزدیک یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح کچھ بڑا اچھا حال کروہ آپ کے اس اخلاقی اثر کو ختم کر دیں گے جس کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کے  
قدم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ان حالات میں آیت نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ بتایا کہ کفار و مشرکین اور منافقین میرے  
نبی کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی جتنی جاہیں کوشش کریں آخر کار وہ منہ کی کھائیں گے اس لئے کہ میں اس پر مہربان ہوں اور ساری کائنات کا مظہر ہوں  
جن فرشتوں کے ذریعے چل رہا ہے وہ سب اس کے حامی اور معاون ہیں وہ اس کی مذمت کر کے کیا پاسکتے ہیں جبکہ میں اس کا نام بلند کر رہا ہوں اور میرے  
فرشتے اس کی تعریفوں کے چرچے کر رہے ہیں۔ وہ اپنے اوجھے تمہاروں کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جب کہ میری رحمتیں اور برکتیں اس کے ساتھ ہیں اور  
میرے فرشتے شب روز دعا کر رہے ہیں کہ رب العظیم محمدؐ کا مرتبہ اور زیادہ اونچا کر اور اس کے دین کو اور زیادہ فروغ دے۔

تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگو جن کو محمدؐ کی بدولت راہ راست نصیب ہوئی ہے تم ان کی قدر پہنچاؤ  
اور ان کے احسانِ عظیم کا حق ادا کرو۔ تم جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، انھوں نے تمہیں علم کی روشنی دی۔ تم اخلاق کی پستیوں میں گڑے  
ہوئے تھے انھوں نے تمہیں اٹھایا تم وحشت اور حیوانیت میں مبتلا تھے انھوں نے تم کو بہترین انسانی تہذیب کے آراستہ کیا۔ کفر کی دنیا اسی لئے ان پر

(۵۶) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ  
عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا  
تَسْلِيمًا ○ أَعْنَى قَوْلُوا اللَّهُمَّ صَلِّ  
عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلِّم

(۵۷) إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
وَهُمُ الْكُفَّارُ لَيُصِيبُنَّ اللَّهُ بِمَا هُمْ  
مُنْتَزِعُونَ مِنْهُ مِنَ الْوَالِدِ وَالشَّرِيفِ وَ  
يُكَذِّبُونَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ  
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَبَعَدَهُمْ  
وَاعَدَ لَهُمُ عَذَابًا مُهِينًا ○  
ذَاهَا نَتَهُ وَهُوَ الشَّارُ

(۵۸) وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا مَا كُتِبَ لَهُمْ مِنْ  
بَغْيٍ مَا عَمِلُوا فَيَكْفُرُوا بِهِنَّ أَنَّهُنَّ  
كُفَرْنَ بِالنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ○ بَيْنَنَا

خار کھا رہی ہے کہ انھوں نے یہ احسانات تم پر کئے۔ ورنہ انھوں نے کسی کے ساتھ ذاتی طور پر کوئی برائی نہ کی تھی۔ اس لئے اب تمہاری احسان شناسی کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جتنا بغض وہ اس خیر مجتہم کے خلاف رکھتے ہیں اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ محبت تم ان سے رکھو، جتنی وہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ جتنی وہ ان کی مذمت کرتے ہیں اتنی ہی بلکہ اس سے زیادہ تم ان کی تعریف کرو۔ جتنے وہ ان کے بدخواہ ہیں اتنے ہی بلکہ اس سے زیادہ تم ان کے خیر خواہ بنو اور ان کے حق میں وہی دعا کرو جو اللہ کے فرشتے شب دروز اس کے لئے کر رہے ہیں کہ اے رب دو جہاں! جس طرح تیرے نبی م نے ہم پر بے پایاں احسانات فرمائے ہیں تو بھی ان پر بے حد و بے حساب رحمت فرما، ان کا رتبہ دنیا میں بھی سب سے زیادہ بلند کر اور آخرت میں بھی انہیں تمام مقربین سے بڑھ کر تقرب عطا فرما۔

اس آیت میں مسلمانوں کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے: ایک "صَلُّوْا عَلَیْہِ" دوسرے "سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔ صلوة کا لفظ جب علی کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنی ہوتے ہیں۔ ایک کسی پر مائل ہونا۔ اس کی طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اس پر ٹھکنا۔ دوسرے کسی کی تعریف کرنا، تیسرے کسی کے حق میں دعا کرنا۔ یہ لفظ جب اللہ کے لئے بولا جائے گا تو ظاہر ہے تیسرے معنی میں نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابل تصور ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ صرف پہلے دو معنی میں ہوگا۔ لیکن جب یہ لفظ بندوں کے لئے بولا جاتا ہے خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان تو وہ تینوں معنی میں ہوگا۔ اس میں محبت کا بھی مفہوم ہوگا، مدح و ثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کا مفہوم بھی۔ لہذا اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں "صلو علیہ" کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے گرویدہ ہو جاؤ، ان کی مدح و ثنا کرو اور ان کے لئے دعا کرو۔

"سلام" کا مطلب ہے ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا جیسے ہم اردو میں سلامتی کا لفظ بولتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں "سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دعا کرو۔ تم پوری طرح دل و جان سے ان کا ساتھ دو، ان کی مخالفت سے پرہیز کرو اور ان کے سچے فرماں بردار بن کر رہو۔

۵۷) اللہ اور رسول کو ایذا دینے والے ملعون ہیں | اوپر حکم دیا گیا کہ اہل ایمان نبی م کی تعظیم و تحکیم کریں ان پر درود و سلام بھیجیں۔ اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائیں گے وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ملعون اور رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اللہ کے نبی کو ستانا ان کو تکلیف دینا ان کے بارے میں غیر مناسبات میں کہنا یہ اللہ ہی کو ستانا ہے اس لئے کہ پیغمبر کی تکلیف سے اللہ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ رسول کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اور رسول کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

۵۸) اہل ایمان پر بہتان تراشی کرنے والے | اسلام جس اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور جس قسم کا پاکیزہ مزاج بنانا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں، حسن ظن ہو، بدگمانیاں نہ ہوں۔ عیب جوئی اور الزام تراشیاں نہ ہوں۔ اس لئے جو لوگ بے قصور مومن مرد اور عورتوں پر بہتان تراشی کرتے ہیں وہ ایک بڑے گناہ کا وبال اپنے سر پر لیتے ہیں۔ غیبت ایک گناہ و نا اخلاقی جرم ہے اور کسی پر بھوٹا الزام لگانا ایک اخلاقی گناہ ہے جس کی سزا آخرت میں بھی ہے اور دنیا میں بھی۔ بہتان تراشی اور کسی کو بدنام کرنا ایک قابل سزا جرم ہے اس لئے کہ اس سے آپس میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور دوسرے شخص کی عزت و آبرو کو ٹھیس لگتی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

يَا أَيُّهَا	النَّبِيُّ	قُلْ	لِأَزْوَاجِكَ	وَبَنَاتِكَ	وَنِسَاءِ	الْمُؤْمِنِينَ
اے	نبی	فرمادیں	اپنی بیویوں کو	اور بیٹیوں کو	اور عورتوں کو	مومنوں

اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو فرمادیں کہ

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جِلْبَابٍ مِّنْ ذَلِكِ

يُدْنِينَ	عَلَيْهِنَّ	مِنْ	جِلْبَابٍ	مِّنْ	ذَلِكَ
ڈال یا کریں	اپنے اوپر	سے	اپنی چادریں	سے	یہ

وہ اپنے اوپر اپنی چادریں ڈال لیا کریں (گوگٹ نکال یا کریں)۔ یہ

أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ

أَدْنَىٰ	أَنْ	يُعْرَفْنَ	فَلَا يُؤْذَيْنَ	وَ	كَانَ
قریب تر	کہ	ان کی پہچان ہو جائے	تو انہیں نہ ستایا جائے	اور	ہے

(اس سے قریب ہے کہ ان کی پہچان ہو جائے، تو انہیں نہ ستایا جائے، اور اللہ

اللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥٩﴾ لِيُنْفِقْهُ الْمُتَّقُونَ

اللَّهُ	غَفُورٌ	رَّحِيمٌ	لِيُنْفِقْهُ	الْمُتَّقُونَ
اللہ	بخشنے والا	مہربان	اگر	باز نہ آئے

بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اگر باز نہ آئے متائق اور

وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي

وَالَّذِينَ	فِي	قُلُوبِهِمْ	مَّرَضٌ	وَالْمُرْجِفُونَ	فِي
اور وہ جو	میں	ان کے دل (جمع)	روگ	اور جھوٹی افواہیں اڑانے والے	میں

وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں

الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَأَنبِئَنَّكَ بِمَا أَقْبَلُوا ﴿٦٠﴾

الْمَدِينَةِ	لَنُغْرِبَنَّكَ	بِهِمْ	ثُمَّ	لَأَنبِئَنَّكَ	بِمَا	أَقْبَلُوا
مدینہ	ہمیں ضرور غمگاہی	ان کے	پھر	تہاں سہاہ نہ رہیں گے	اس شہر میں	جو چند دن

اڑانے والے تو ہم ضرور تمہیں ان کے غمگاہی لگا دیں گے پھر وہ اس شہر (مدینہ) میں چند دن کے سوا تمہاں سہاہ نہ رہیں گے۔

## مَلْعُونِينَ ۚ أَيَّمَا تَقْفُوا أَخَذُوا وَقَتِلُوا تَقْتِيلًا ۖ ﴿٦١﴾

مَلْعُونِينَ	أَيَّمَا	تَقْفُوا	أَخَذُوا	وَقَتِلُوا	تَقْتِيلًا
پھٹکارے ہوئے	جہاں کہیں	وہ پکڑیں	پکڑے جائیں گے	اور مارے جائیں گے	بڑی طرح مارا جانا

پھٹکارے ہوئے وہ جہاں کہیں پائے جائیں پکڑے جائیں گے اور بڑی طرح مارے جائیں گے۔

﴿٥٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِرِزْوَانِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبٍ مِّنْ دُونِ الْمُدْحِفَةِ الشَّتْرِ تَشْتَمِلُ بِهَا الْمَرْأَةُ أَىٰ يَرْخِشْنَ بَعْضَهُمَا عَلَى الْوَجْهِ إِذَا خَرَجْنَ لِحَاجَتِهِنَّ الْأَعْيُنَ وَاحِدَةً ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَقْرَبُ إِلَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرَّاسٌ فَلَا يُؤْذِنُ بِالْعَرَضِ لَهُنَّ بِخِلَافِ الْأَمَاءِ فَلَا يُعْطِينَ وَجُوهُهُنَّ وَكَانَ الْمُتَافِقُونَ يَتَعَرَّضُونَ لَهُنَّ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا لِّمَا سَلَفَ مِنْهُنَّ مِنْ شَرِّ الشَّرِّ رَجِيمًا ۝ إِذَا سَتَرَهُنَّ

﴿٥٩﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِرِزْوَانِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبٍ مِّنْ دُونِ الْمُدْحِفَةِ الشَّتْرِ  
اپنے پیغمبر اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدے کہ اپنے چہروں پر اپنی چادر کا پلہ ڈال کر نکلیں جب کسی کام کو نکلیں لیکن دیکھنے کے لئے ایک آنکھ اگر کھولے رکھیں تو کچھ حرج نہیں۔

اس طرح پردہ کے ساتھ نکلنا نزدیک تر ہے اس بات کے کہ وہ پہچانی جاویں کہ آزاد ہیں تاکہ ان سے کوئی تعرض کرے اور ایذا نہ دے۔

بخلاف باندیوں کے کہ وہ اپنے چہرے کھلے رکھیں اور وہ اس حکم کی یہ ہے کہ منافقین ان سے تعرض کیا کرتے تھے۔ اور انہیں بچھنے والا ہے اس گناہ کو جو ان سے پہلے سرزد ہوا پردہ نہ کرنا۔ ان پر مہربان ہے کہ ان کو پردہ کا حکم کیا۔

﴿٦٠﴾ الْبَتَّةَ الْمُنَافِقِينَ اپنے نفاق سے اور جن کے دلوں میں زنا کا مرض ہے اور وہ لوگ مدینہ میں مسلمانوں پر جھوٹی باتیں لگاتے ہیں اپنے افعال سے باز نہ آویں گے جو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ بے سبب تم پر دشمن آگیا اور تمہارے

﴿٦٠﴾ لَنْ يَكُونَ لَكُمْ مَنَافِقُونَ عَنِ نِفَاقِهِمْ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ بِالزُّنَا وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ الْمُؤْمِنِينَ بِقَوْلِهِمْ قَدْ آتَاكُمْ



شکر کو شکست ہوئی یا وہ مقتول ہو گئے۔

تو بے شک ہم تجھ کو اے محمد ان پر مسلط کر دیں گے، پھر وہ تیرے پاس مدینہ میں نہ رہ سکیں گے مگر غمزدہی مدت اس کے بعد وہ مدینہ سے نکال دئے جائیں گے۔

رحمت الہی سے دور پڑے ہوئے۔ ان کے بارے میں حکم خداوند عالم یہ ہے کہ جس جگہ وہ ملیں پکڑے جاویں اور مقتول کئے جاویں۔

الْعَدُوَّ وَسَرَابَكُمْ  
هَاتِلُوا أَوْ هُمْ زَمُوا  
لِنُفَرِّتَنَّكَ بِهِمْ نَسِيظَنَّكَ  
عَلَيْهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ  
بِئْسَ الْكُفْرُ فِيهَا إِلَّا  
فَلْيَلَا ۝ ثُمَّ يُخْرِجُونَ

مَلْعُونِينَ ۝ مُبْعِدِينَ  
عَنِ الرَّحْمَةِ إِنَّمَا  
تُقْفَلُوا وَجُدُوا أُخَذُوا  
وَقُتِلُوا تَقْتِيلًا ۝ أَيْ  
الْحُكْمُ فِيهِمْ هَذَا عَلَى  
جَهَةِ الْأَمْرِ

### تشریح

عورتوں کو پردے کا حکم | اے نبی! اپنی بیویوں بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ بدن ڈھانکنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکا لیں۔ ابن عباس رضی سے اس آیت کی یہ تفسیر منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپالیں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔ تاکہ ان کو اس سادہ اور چادری لباس میں دیکھ کر ہر دیکھنے والا جان لے کہ یہ شریف اور باعصمت خواتین ہیں۔ اور باوجود اہتمام کے اگر کچھ تقصیر رہ جائے تو اللہ کی مہربانی سے بخشش کی توقع ہے یا۔ اس جاہلیت کے زمانے میں جو غلطیاں ہو چکی ہیں اب اس صاف صاف ہدایت کے لے جانے کے بعد تم اپنے طرز عمل کی اصلاح کرو اور جان بوجھ کر اس کے خلاف نہ کرو تو امید ہے اللہ اپنی مہربانی سے معاف فرمادیں گے۔

بد نظر اور جھوٹی خیریں اڑانے والے | ازواج مطہرات اور اہل ایمان کی عورتیں پردے کا اہتمام کریں رہے وہ بد نظر جن کے دلوں میں ناپاک خیالات بے ہوئے ہیں اور ان کی ذہنیت مجرمانہ ہے اور وہ لوگ جو جھوٹے پروپیگنڈے کرنے کے عادی ہیں، اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تمہیں کھڑا کر دیں گے پھر وہ اس شہر میں بمشکل ہی رہ پائیں گے کیوں کہ جب اسلامی نظام قائم ہو جائے گا تو خدائی شریعت ایسے لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آئے گی ان کو پھلنے پھولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا اور ان کو اپنی روش بدلنی ہوگی۔ کیونکہ پردے کا مقصد ہی ایک صاف ستھرا پاکیزہ معاشرہ بنانا ہے اور اس میں مجرمانہ ذہنیت کو پنپنے کا موقع نہیں دیا جاسکتا۔

پاک دامن عورتوں کی عزت اچھالنا اور افواہیں پھیلانا ہے۔ یہ جہاں کہیں پائے جاتیں گے ان کو پکڑا جائے گا اور بری طرح مارا جائے گا اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا یہی خشر ہوگا۔ اس آیت میں یہودیوں پر مسلمانوں کے غلبے کی پیشین گوئی ہے اور یہی ہوا کہ یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

سُنَّةَ + اللہ	فی + الذین	خلوا	من قبل	ولن تجد	لسنة
اللہ کا دستور	ان لوگوں میں جو	گزرے	ان سے پہلے	اور تم ہرگز نہ پاؤ گے	دستور میں

اللہ کا (ہی) دستور رہا ہے ان لوگوں میں جو گزرے ہیں ان سے پہلے اور تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی

اللَّهِ تَبْدِيلًا ۞ (۶۲) يُسْأَلُ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ إِنَّمَا

اللہ	تبدیل	یَسْأَلُ	النَّاسُ	عَنِ	السَّاعَةِ	قُلْ	إِنَّمَا
اللہ	کوئی تبدیلی	آپ سے سوال کرتے ہیں	لوگ	سے متعلق	قیامت	فرمادیں	اچھی سوائے

تبدیلی نہ پاؤ گے۔ آپ سے لوگ قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ فرمادیں اس کے سوا نہیں کہ

عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۞ (۶۳)

عِلْمُهَا	عِنْدَ اللَّهِ	وَمَا يُدْرِيكَ	لَعَلَّ	السَّاعَةَ	تَكُونُ	قَرِيبًا
اس کا علم	اللہ کے پاس	اور کیا تمہیں خبر	شاید	قیامت	ہو	قریب

اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب (ہی) ہو۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرَيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۞ (۶۴) خَلِيدِينَ

إِنَّ	اللَّهَ	لَعَنَ	الْكُفْرَيْنِ	وَأَعَدَّ	لَهُمْ	سَعِيرًا	خَلِيدِينَ
بیشک	اللہ	لنت کی	کافروں	اور تیار کیا اس کے لئے	ان کے لئے	بھڑکنی ہوئی آگ	پیشہ ہیں گے

بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لئے (جہنم کی) بھڑکنی ہوئی آگ تیار ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ

فِيهَا أَبَدًا، لَا يَجِدُونَ وِلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۞ (۶۵)

فِيهَا	أَبَدًا	لَا يَجِدُونَ	وِلِيًّا	وَلَا	نَصِيرًا
اس میں	ہمیشہ	وہ نہ پائیں گے	کوئی دوست	اور نہ	کوئی مددگار

ہمیشہ رہیں گے وہ نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔

(۶۲) اللہ نے یہ ہی طریقہ جاری رکھا ہے پہلے انہوں کے منافقوں کے بارے میں جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالتے تھے اور جوئی خیریں اڑاتے تھے اور تو اللہ کے طریق کو بدلا ہوا نہ پاوے گا۔

(۶۲) سُنَّةَ اللَّهِ أَي سُنَّةِ اللَّهِ ذَلِكَ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ فِي مَنَافِقِهِمْ الْمُؤَجَّفِينَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۞ مِنْهُ

(۶۳) اہل کفر سے اے محمد قیامت کا حال پوچھتے ہیں کہ

(۶۳) يُسْأَلُ النَّاسُ أَي أَهْلَ مَكَّةَ

## فیصل

ہوگی۔ کہہ دے کہ بات یہ ہے کہ قیامت کے ہونے کا وقت اللہ ہی جانتا ہے اور تو نہیں جانتا تاہم قیامت نزدیک ہی ہو۔

عَنِ السَّاعَةِ مَتَى تَكُونُ قُلْ  
إِنَّمَا عَلِمْتُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَوَكَايْدُ رَبِّكَ  
يَعْلَمُكَ بِهَا أَيَّ أَنْتَ لَا تَعْلَمُهَا  
لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ نَجْدًا  
فَرِيضًا ○

۶۴) بے شبہ اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا کافروں کو اور ان کے واسطے تباہی کی ہے سخت آگ کہ وہ اس میں داخل ہوں گے۔

۶۴) إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ  
أَبْعَدَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ○  
نَادَى شِدِيدَةً يَدْخُلُونَهَا.

۶۵) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے کوئی اپنا ابادوست نہ پاویں گے جو ان کو دوزخ سے بچا دے گا۔ اور نہ کوئی مددگار جو ان سے عذاب دور کر دے۔

۶۵) خَالِدِينَ مُقَدَّرًا خَلُودَهُمْ  
فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلَا يَأْتِي  
يَحْفَظُهُمْ عَنْهَا وَلَا نَصِيرًا ○ يَذْفَعُهَا  
عَنْهُمْ

## تشریح

۶۲) اللہ کی عادت یہی رہی ہے | اللہ تعالیٰ کی عادت اور سنت یہی رہی ہے کہ جنہوں نے پیغمبروں کے مقابلے میں شرارتیں کیں اور فساد پھیلانے، جب اسلامی شریعت کا نظام قائم ہوا تو ایسے لوگوں سے معاشرے کو پاک کیا گیا۔ پہلے ان کو تنبیہ کی گئی اور جب باز نہ آئے تو پھر سختی کے ساتھ پٹایا گیا۔ اس سے پہلے بھی ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے اور تم اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

۶۳) قیامت کا صبح وقت اللہ ہی کو معلوم ہے | اسلام کے عقیدوں کا انکار کرنے والے اور ان کو دل سے نہ ماننے والے اکثر آپ سے یہ سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی اس سے ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ قیامت کے بارے میں علم حاصل کر کے اس کی تیاری کریں بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ بار بار قیامت کے آنے کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عالم فنا ہو جائے گا اور آخرت میں حساب کتاب ہوگا۔ آخر وہ حساب کتاب کا دن کب آئے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ قیامت کی گھڑی کا ٹھیک علم تو اللہ ہی کو ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم ہو سکتا ہے وہ قریب ہی آنگی ہو جیسا کہ ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "أَنَا وَالسَّاعَةَ كَمَا تَأْتِينَ" آپ نے یحییٰ کی انگلی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی جیسے یحییٰ کی انگلی شہادت کی انگلی سے تھوڑی سی آگے کو نکلی ہوئی ہے اسی طرح میرے آنے کے بعد قیامت بہت قریب ہے

۶۴) حق کی مخالفت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت | وہ لوگ جو حق کی مخالفت کرتے ہیں نہ خود قبول کرتے ہیں نہ دوسروں کو قبول کرنے دیتے ہیں حق کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے اللہ نے بھڑکی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے یہ لوگ بے کار کے سوال کرتے ہیں اور اپنے انجام کی فکر نہیں کرتے۔

۶۵) حق کے پیسکر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے | یہ لوگ جو حق سے منہ موڑتے ہیں اور حق و صداقت کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا جس میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہ ان کا کوئی حامی ہوگا اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔

يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا اطْعَنَّا

يَوْمَ	تَقَلَّبُ	وُجُوهُهُمْ	فِي النَّارِ	يَقُولُونَ	يَلَيْتُنَا	اطْعَنَّا
جس دن	اٹ پٹ کئے جائیں گے	ان کے چہرے	آگ میں	وہ کہیں گے	اے کاش ہم	ہم اطاعت کی ہوتی

جس دن ان کے چہرے آگ میں اٹ پٹ کئے جائیں گے، وہ کہیں گے اے کاش ہم نے اطاعت کی ہوتی

اللَّهُ وَاَطْعَنَّا الرَّسُولَ ۖ وَقَالُوا رَبَّنَا اِنَّا اطْعَنَّا

اللَّهُ	وَاَطْعَنَّا	الرَّسُولَ	وَقَالُوا	رَبَّنَا	اِنَّا	اطْعَنَّا
اللہ	اور اطاعت کی ہوتی	رسول	اور وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	بیشک ہم	ہم نے اطاعت کی

اللہ کی اور اطاعت کی ہوتی رسول کی اور وہ کہیں گے اے ہمارے رب! بیشک ہم نے اطاعت کی

سَادَتْنَا وَكَبَرَاءَنَا فَاَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۖ

سَادَتْنَا	وَكَبَرَاءَنَا	فَاَضَلُّونَا	السَّبِيلَا
اپنے سرداروں کی	اور اپنے بڑوں کی	تواغیوں نے بھٹکا یا ہمیں	راستہ

اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑوں کی تواغیوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا یا۔

۶۶) يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي

النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتُنَا

لَيْتُنَا اطْعَنَّا اللّٰهَ وَاَطْعَنَّا

الرَّسُولَا ۖ

۶۷) وَقَالُوا اَيُّ الَّاْتْبَاعِ مِنْهُمْ رَبَّنَا

اِنَّا اطْعَنَّا سَادَتْنَا وَكَبَرَاءَنَا

فَاَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۖ

طَرِيقَ الْهُدٰى

۶۶) اس دن میں کہ ان کے چہرے آگ میں پلٹے جاویں گے

اس وقت وہ کہیں گے کہ اے کاش ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے اور اس کے پیغمبر کا حکم مانتے۔

۶۷) اور پیروی کرنے والے اپنے بڑوں کی کہیں گے کہ اے

ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی پیروی کی مواغیوں نے ہم کو بھٹکا دیا راہ ہدایت سے۔

### تشریح

۶۶) منکرین حق کی حسرت احمق کا یہ انکار کرنے والے اور دوسروں کو حق سے روکنے والے اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے اور انکو اچھی طرح آگ میں اٹ پٹا جائے گا۔ اس وقت یہ حسرت کریں گے کہ کاش ہم نے اللہ کی اور اللہ کے رسول کی بات مانی ہوتی ان کے کہنے پر چلے ہوتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

۶۷) ہمارے پیغمبروں نے ہمیں گمراہ کیا اور یہ حق کا انکار کرنے والے جب ان کو دوزخ میں دھکیلا جائے گا کہیں گے کہ اے ہمارے پیغمبروں نے ہم اپنے پیغمبروں اور سرداروں کے پیچھے لگے اور انھوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ بھلا ان کو جب اللہ نے عقل اور سمجھ دی تھی تو اپنی بھم سے کیوں کام نہیں لیا اور بے سمجھے بوجھے دوسروں کے پیچھے کیوں لگے جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔

رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَهُمُ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾

رَبَّنَا	آتِهِمْ	ضِعْفَيْنِ	مِنَ + الْعَذَابِ	وَالْعَنَهُمُ	لَعْنًا	كَبِيرًا
ہمارے رب	دے انہیں	دوگنا	عذاب	اور لعنت کر ان پر	لعنت	بڑی

اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ

يَا أَيُّهَا	الَّذِينَ	آمَنُوا	لَا تَكُونُوا	كَالَّذِينَ	آذَوْا	مُوسَىٰ
اے	ایمان والو	نہ ہونا	ان لوگوں کی طرح	انہوں نے ستایا	موسیٰ	

اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو (الزام لگا کر) ستایا

فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا

فَبَرَأَهُ	اللَّهُ	مِمَّا	قَالُوا	وَكَانَ	عِنْدَ اللَّهِ	وَجِيهًا
رہی کر دیا اس کو	اللہ	اس جو	انہوں نے کہا	اور وہ تھے	اللہ کے نزدیک	باآبرو

اے بڑی بڑی کر دیا اللہ نے اس سے جو انہوں نے کہا (الزام لگایا) اور وہ اللہ کے نزدیک باآبرو تھے۔ اے

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾

الَّذِينَ	آمَنُوا	اتَّقُوا	اللَّهُ	وَقُولُوا	قَوْلًا	سَدِيدًا
ایمان والو	اللہ سے ڈرو	اور کہو	بات	سیدھی		

ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

﴿٦٨﴾ اے ہمارے رب ان کو ہم سے دوگنا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔ یعنی ان کو بہت زیادہ سخت عذاب میں مبتلا فرما۔

﴿٦٨﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ  
أَيُّ مِثْلِي عَذَابِنَا وَالْعَنَهُمُ عَذَابُهُمْ  
لَعْنًا كَبِيرًا ۝ عَذَابُهُمْ فِي سِجِّينَ  
بِالنُّجُودِ أَيُّ عَظِيمًا۔

﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ  
فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝

﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا  
مِثْلَ نَسِيبِكُمْ كَالَّذِينَ آذَوْا  
مُوسَىٰ يَقُولُ لَهُمْ مَسَلًا مَا يَنْجُو  
أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُمْ  
فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا يَا  
رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

اے ایمان والو اپنے پیغمبر کے ساتھ ایسی طرح معاشرت نہ کرو جیسے وہ لوگ تھے جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی چنانچہ موسیٰ کی شان میں انہوں نے یہ کہا کہ موسیٰ ہمارے ساتھ اس وجہ سے عریاں ہو کر غسل نہیں کرتا کہ اس کی خیمہ ہوئی ہوئی ہے۔ جو موسیٰ کو نری کر دیا اللہ نے ان کے پستان سے اس طرح کہ ایک لمحہ موسیٰ نے اپنے پیغمبر کے

تاکہ غسل کرے سو وہ پھر اس کے کپڑوں کو لے کر کھا گیا یہاں تک کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پھرا، سو موسیٰ وہاں پہنچے اور اپنا کپڑا اٹھا کر بدن چھپا لیا پس بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیکھا کہ اس کے خمیر بڑے نہیں اور اس میں کوئی خمیر نہیں۔

اور موسیٰ اللہ کے نزدیک وجاہت و عزت والا تھا۔ اور منجملہ ان ایذاؤں کے جو ہمارے پیغمبر کو پہنچائی گئی یہ ہے کہ ایک تیرہ آپنے کچھ مال تقسیم کیا جو ایک آدمی نے کہا کہ یہ تقسیم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہیں یعنی اس میں غرض انسانی شامل ہے سو آپ کو یہ سن کر غصہ آیا اور یہ فرمایا اللہ رحمت کرے موسیٰ پر کہ بے شرم اس کو اس سے زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئی ہیں پر اس نے مبرا کیا۔ اس قصہ کو بخاری نے روایت کیا۔

الْحَجَرُ بِهِ حَتَّى وَقَفَ بَيْنَ  
مَلَائِكَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَأَذْرَكَهُ  
مُوسَىٰ فَتَاخَذَ شَوْبَهُ وَاسْتَوَىٰ  
بِهِ فَرَأَوْهُ لَا أَذْرَكَ بِهِ وَهِيَ  
نَفْخَةٌ فِي الْخُصْيَةِ وَكَانَ عِنْدَ  
اللَّهِ وَجِيهًا ۝ ذَا جَاهٍ وَمِمَّا أُودِي  
بِهِ نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
قَسَمًا قَسَمًا فَتَعَالَ رَجُلٌ  
هَذَا قَسَمَهُ مَا أَمْرٌ بِدِيهَا  
وَحَبَهُ اللَّهُ فغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ وَقَالَ يَرْحَمُ  
اللَّهُ مُوسَىٰ لَمَّا أُوذِيَ  
بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَضَبَرَ  
رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ.

۵۰) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کہو۔

۵۰) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا  
اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ صَوَابًا

### تشریح

۶۸) پروردگار ان سرداروں کو دو ہزار عذاب دیجئے اور اس وقت غصے میں کہیں گے کہ یہ ہمارے چودہری اور مذہبی پیشوا انھوں نے فریب دے کر ہیں پھنسا یا اگر ہم سزا کے مستحق ہیں تو ان کو دوہری سزا ملنی چاہیے اور ان پر زیادہ سے زیادہ پھٹکار پڑنی چاہیے کیوں کہ انھوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا ہے۔

۶۹) بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ کو اذیت رسانی حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے بہت ہی بڑے محسن تھے۔ بنی اسرائیل مصر میں بت کی زندگی گزار رہے تھے فرعون کے غلام بنے ہوئے تھے وہ ان کے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا، لڑکیوں کو باندیاں بنا لیتا تھا اور ان سے بے گاری لیتا تھا۔ حضرت موسیٰ کی بدولت اس قوم کو باعزت مقام ملا اور قوموں کی امام بن گئی مگر اپنے اس محسن کے ساتھ اس قوم کا سلوک کبھی اچھا نہیں رہا۔

یہاں مسلمانوں کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ دیکھو تمہاری روش حضرت محمد رسول اللہ کے ساتھ وہ نہیں ہونی چاہیے جو بنی اسرائیل کی حضرت موسیٰ کے ساتھ تھی۔ انھوں نے طرح طرح سے حضرت موسیٰ کو ستایا، مالا نکوہ اللہ کے یہاں بڑے باعزت تھے۔ اگر تم نے نبی کو تکلیف پہنچائی تو ان کا تو کچھ نہ بگڑے گا کیونکہ اللہ کے یہاں ان کا رتبہ بہت بلند ہے اور اللہ کی نصرت ان کے ساتھ ہے لیکن تمہاری دنیا بھی بگڑ جائے گی اور آخرت بھی برباد ہوگی۔

۷۰) پر ہم نزاری اور سیدی سچی بات | ایک صاحب ایمان کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور سیدی سچی بات کہے۔ جو بات اس کی زبان سے نکلے بختم اور مضبوط بات ہو اور جو کہے اس پر عمل کرے ایسا کرنے والوں کو اچھے اعمال کی توفیق ملتی ہے اور ان کی کوتاہیاں معاف کی جاتی ہیں۔

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ

يُصْلِحْ	لَكُمْ	أَعْمَالَكُمْ	وَيَغْفِرْ	لَكُمْ	ذُنُوبَكُمْ	وَمَنْ	يُطِيعِ	اللَّهَ
وہ سنوارے گا	تمہارے	تمہارے عمل	اور بخش دے گا	تمہارے	تمہارے گناہ	اور جو جس	اللہ کی اطاعت کی	
وہ تمہارے لئے تمہارے عمل سنوارے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ								

وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٤١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى

وَرَسُولَهُ	فَقَدْ فَازَ	فَوْزًا عَظِيمًا	إِنَّا	عَرَضْنَا	الْأَمَانَةَ	عَلَى
اور اس کا رسول	تو وہ	بڑی مراد کو پہنچا	بیشک ہم	ہم نے پیش کیا	امانت	پر

کی اطاعت کی تو وہ بڑی مراد کو پہنچا۔ بیشک ہم نے اپنی امانت (ذمہ داری کو) پیش کیا آسمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ

السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَالْجِبَالِ	فَأَبَيْنَ	أَنْ يَحْمِلْنَهَا	وَأَشْفَقْنَ
آسمان (جمع)	اور زمین	اور پہاڑ	تو انھوں نے انکار کیا	کہ وہ اسے اٹھائیں	اور وہ ڈر گئے

اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے

مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٤٢﴾

مِنْهَا	وَحَمَلَهَا	الْإِنْسَانُ	إِنَّهُ	كَانَ	ظَلُومًا	جَهُولًا
اس سے	اٹھائے اٹھایا	انسان	بیشک وہ	تھا	ظالم	بڑا نادان

اور انسان نے اسے اٹھایا، بیشک وہ ظالم، بڑا نادان تھا۔

﴿٤١﴾ جس آیت تمہارے عمل درست کرے اور قبول ہونے کے لائق کرے اور تمہارے گناہ بخشے جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر کی فرمائیں بڑا ہی سودہ پہنچا اپنے مطلب کو۔

﴿٤١﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ قَالَ غَايَةَ مَطْلُوبَةٍ

﴿٤٢﴾ بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر سو ان سب نے اس بار امانت کے اٹھانے سے انکار کیا۔

﴿٤٢﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَفَعَلْنَهَا مِنَ الشَّوَابِ وَشَرَكْنَهَا مِنَ الْعُقَابِ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ بِأَنْ خَلَقَ فِيهَا نَفْسًا وَنُطْقًا فَأَبَيْنَ

(مراد امانت سے نازی اور ان کے سوا دیگر عبادات ہیں جن کے کرنے میں ثواب اور د کرنے میں مذاب ہے)

اور جب وہ امانت آدم کو پیش کی تو اس نے اس کو اٹھایا۔

بے شک وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے کہ ایسے بوجھ کو اٹھایا جاہل ہے اس سے۔

أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ خَيْرٌ  
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ  
أَدَمُ بَعْدَ عَرَضِهَا عَلَيْهِ  
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا لِنَفْسِهِ يَمَّا  
حَمَلَهُ جَهُولًا ۝

### تشریح

(۴۱) اللہ اور رسول کی اطاعت میں دونوں جہان کی کامیابی | حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اور سیدھی سچی بات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اور اس کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتے ہیں، اور اس کی کوتاہیاں معاف کی جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری میں دونوں جہان کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ جس نے یہ راستہ اختیار کر لیا سمجھ لو کہ منزل مراد کو پہنچ گیا۔

(۴۲) اسلام میں امانت کا تصور | اس کائنات میں انسان کی حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فرماں برداری اور نافرمانی کی آزادی دی ہے اور اس آزادی کے استعمال کرنے کے لئے اپنی بے شمار مخلوقات پر اس کو تصرف کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اس آزادی کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے مگر یہ اختیار آ اور یہ آزادی خود انسان کی حاصل کی ہوئی نہیں ہے بلکہ اللہ کی عطا کی ہوئی ہے۔ اس لئے اس آزادی کے سمیع اور غلط استعمال پر وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں پر انسان کو تصرف کا اختیار دیا ہے بحیثیت خلیفہ ہونے کے وہ اس کے پاس بطور امانت کے ہیں۔ یہ امانت یا خلافت ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور صرف انسان میں ہی اللہ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ اس ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکے۔

۵ آسمان بار امانت نتوانست کشید ۛ قرعہ قال بنام من دیوانہ زرد  
امانت ایمان و ہدایت کا وہ بیج ہے جس کو بنی آدم کے دلوں میں بویا گیا ہے اس بیج کی نگہداشت کرنے سے ایمان کا درخت اگتا ہے۔

یوں سمجھ لو کہ انسانوں کے دل اللہ کی زمینوں کی طرح ہیں اس میں ہدایت کا بیج اللہ نے بویا ہے۔ بارش برسانے کے لئے رحمت کے بادل بھی وہی بھیجتا ہے۔ اب آدمی کی ذمہ داری یہ ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو اللہ کی امانت ہے ضائع نہ ہونے دے۔

یہی وہ بات ہے جس کو حدیث میں جس کی روایت حضرت حذیفہ رضی سے ہے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔  
”إِنَّ الْأَمَانَاتَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنْ الْقُرْآنِ الْوَعْدَ“  
(یہ امانت وہی نعم ہدایت ہے جو اللہ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں بویا گیا ہے۔ پھر قرآن و سنت کے علوم کی بارش ہوئی جس سے اگر فائدہ اٹھایا جائے تو ایمان کا پودا اگے گا بڑھے گا پھلے پھولے گا اور آدمی کو اس کے مشیریں پھل سے لذت اٹھانے کا موقع ملے گا۔)

یہی وہ امانت تھی جو اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان اور پہاڑوں کو دکھائی مگر ان میں اس امانت کو اٹھانے کی استعداد نہ تھی۔  
ظلم اور جہول جو ظالم اور جاہل سے بنا ہے، وہ کہلاتا ہے جو اس وقت عدل سے اور علم سے خالی ہو مگر ان صفات کی صلاحیت اور استعداد رکھتا ہو۔

امانت کا حق ادا کرنے کی استعداد اور صلاحیت بطور پر انسان ہی میں تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے امانت کی ذمہ داری انسان کے سپرد کی۔



لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَ

تاکر عذاب دے	اللہ	الْمُنَافِقِينَ	وَالْمُنَافِقَاتِ	وَالْمُشْرِكِينَ	وَالْمُشْرِكَاتِ	وَ
تاکر عذاب دے	اللہ	منافق مردوں	اور منافق عورتوں	اور مشرک مردوں	اور مشرک عورتوں	اور

تاکر عذاب دے اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو ، اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور

يَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿۴۳﴾

يَتُوبَ	اللَّهُ	عَلَى	الْمُؤْمِنِينَ	وَالْمُؤْمِنَاتِ	وَكَانَ	اللَّهُ	غَفُورًا	رَحِيمًا
توبہ قبول کرے	اللہ	پر کسی	مومن مردوں	اور مومن عورتوں	اور ہے	اللہ	بخشنے والا	مہربان

اللہ توبہ قبول کرے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی ، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿۴۳﴾ تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرکین مرد اور مشرک عورتوں کو جنہوں نے امانت کو مصلح کیا۔

﴿۴۳﴾ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْأُمَّمُ مَتَعَلِّقَةً بَعَرَضِنَا  
الْمُتَرْتَبِ عَلَيْهِ حَمَلُ أَدَمَ الْمُنَافِقِينَ

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَ  
الْمُشْرِكَاتِ الْمُضْطَبِّعِينَ الْأَمَانَةَ  
وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَ  
الْمُؤْمِنَاتِ الْمُؤَيَّدِينَ الْأَمَانَةَ  
وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

رَحِيمًا

### تشریح

﴿۴۳﴾ امانت میں خیانت کا نتیجہ | کیونکہ اللہ تم نے ہدایت کا بیج ہر بنی آدم کی دل کی زمین میں بو دیا ہے اور اوپر سے اپنی ہدایت کی بارش بھی برسا رہا ہے۔ اب انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس امانت کی نگہبانی کرے تاکہ ایمان کا یہ بیج دل کی زمین سے پھوٹے اور پروان چڑھے۔

اگر انسان نے غفلت کی اور اس کی ذمہ داری خود انسان پر ہے تو وہ امانت میں خیانت کے حرم میں سزا کا مستحق ہوگا۔ ایسے منافق مردوں اور عورتوں اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے مردوں اور عورتوں کو سزا دی جائے گی اور مومن مردوں اور عورتوں کے حال پر اور ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ توبہ فرمائیں گے اور اگر کوئی کلمہ ہی انجانے میں ہو جائے گی تو اللہ تم درگزر اور رحم فرمانے والے ہیں۔



# سَبَا

- |                         |                        |
|-------------------------|------------------------|
| ○ ترتیب نزول _____ ۵۸   | ○ ترتیب تلاوت _____ ۳۴ |
| ○ تعداد رکوعات _____ ۶  | ○ مکی / مدنی _____ مکی |
| ○ تعداد الفاظ _____ ۸۹۶ | ○ تعداد آیات _____ ۵۴  |
| ○ تعداد حروف _____ ۳۶۳۶ |                        |



○ اس سورت کی آیت ۱۵ میں لفظ "سَبَا" آیا ہے۔

لَقَدْ كُنَّا لِسَبَا فِي مَسْكَنِهِمْ اِيَّةً

(سبا کے لئے ان کے مسکن ہی میں ایک نشانی موجود تھی۔)

اس میں لفظ سبا کو لے کر سورت کا نام مسورۃ سبا رکھا گیا ہے یعنی وہ سورت جس

میں سبا کا ذکر آیا ہے۔

○ اس سورت کا اصل موضوع یہ ہے کہ وہ زندگی جو توحید اور آخرت پر ابرار اللہ

اللہ کی نعمت کے شکر کے جذبے سے بنتی ہے وہ زندگی اس زندگی کے مقابلے میں کہیں بہتر

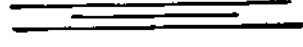
ہے جو انکارِ آخرت اور دنیا پرستی کی بنیاد پر بنتی ہے۔  
اس بات کو واضح کرنے کے لئے دو واقعے تاریخ کے سامنے رکھے گئے ہیں۔ ایک  
حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ کا واقعہ۔ جن کو طاقت اور حکومت ملی تو وہ اللہ کے شکر گزار  
بندے بن کر رہے۔

دوسرے قوم سبا کا واقعہ جس کو اللہ کی نعمتیں ملیں تو بجائے شکر گزاری اور احسان  
کے انھوں نے تکبر کا رویہ اختیار کیا۔

آج قوم سبا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر چکی ہے جب کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا نام  
آج بھی عزت سے لیا جاتا ہے۔

اس سورت میں ان الزامات کا جواب دیا گیا ہے جو نیکے کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت  
پر اور آپ کی دعوتِ توحید و آخرت پر کرتے تھے۔

یہ سورت جب نازل ہوئی تو دعوتِ اسلامی کا وہ دور چل رہا تھا کہ لوگ اس کا مذاق  
اڑاتے تھے جھوٹے الزام لگاتے تھے اور طرح طرح کی افواہیں پھیلا کر لوگوں کو بھٹکانے  
کی کوشش کرتے تھے اس لئے ان کے جوابات میں نرمی کے ساتھ سمجھانے اور دلیل کے ساتھ  
ان کے اعتراضات کو دور کرنے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔



آیاتها ۵۴ - ۱۳۳ - سُورَةُ السَّبَا مَكِّيَّةٌ - ۵۸۱ - رُكُوعَاتُهَا ۲

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ①

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهٗ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ	الَّذِیْ لَهٗ	مَا فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا فِی الْاَرْضِ	وَلَهٗ
تمام تعریفیں اللہ کے لئے	وہ جس کے لئے	جو آسمانوں میں	اور جو زمین میں	اور اسی کے لئے
تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے		اور جو کچھ زمین میں ہے		اور اسی کے لئے

الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ① یَعْلَمُ مَا یَلِیْجُ فِی

الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ	وَهُوَ الْحَكِیْمُ	الْخَبِیْرُ	یَعْلَمُ مَا یَلِیْجُ	فِی
بر تعریف آخرت میں	اور وہ حکمت والا	خبر رکھنے والا	وہ جانتا ہے جو داخل ہوتا ہے	میں
بر تعریف ہے آخرت میں	اور وہ حکمت والا خبر رکھنے والا ہے۔	وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا		

الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ

الْاَرْضِ	وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا	وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ	وَمَا یَعْرُجُ
زمین	اور جو نکلتا ہے اس سے	اور جو نازل ہوتا ہے آسمان سے	اور جو چڑھتا ہے
ہے (مثلاً پانی) اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا			

فِیْمَا وَهُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ②

فِیْمَا	وَهُوَ الرَّحِیْمُ	الْغَفُوْرُ
اس میں	اور وہ مہربان	بخشنے والا۔

ہے۔ اور وہ مہربان ہے بخشنے والا۔

سورة السبا مکی ہے مگر یہ آیت "ویری الذین اوتوا العلم" اس سورة میں چونکہ یا پہلے آئیں۔  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهٗ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ① شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کو ہی مل سکتی ہیں بلکہ اور مخلوق اور بندے ہی جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین

سُورَةُ السَّبَا مَكِّيَّةٌ الْاَوَّلٰی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الْاٰیةُ هِیْ اَرْبَعٌ اَوْ خَمْسٌ وَتَمْسُوْنَ اٰیةً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

① الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَهٗ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ①

میں۔ اور اسی کی تعریف ہوگی آخرت میں جیسا کہ دنیا میں بھی اسی کی تعریف ہوتی ہے۔ یعنی جب اللہ کے خالص بندے جنت میں جائیں گے تو وہاں اس کی حمد کریں گے اور اس کے افعال حکمت کے ہیں وہ خبردار ہے اپنی مخلوق کے مال سے۔

② جانتا ہے وہ اس چیز کو جو اندر ہے زمین کے جیسے پانی وغیرہ اور جو کچھ زمین سے نکالتا ہے جیسے سبزہ وغیرہ اور جانتا ہے اس کو جو آسمان سے اترتا ہے رزق وغیرہ اور جو کچھ آسمان کی طرف جڑھتا ہے بندوں کے اعمال وغیرہ وہ مہربان ہے اپنے دوستوں پر ان کو بخشنے والا ہے

فِي الْأَرْضِ مَلَكًا وَخَلْقًا وَعَبِيدًا ۚ وَلَهُ  
الْحُكْمُ فِي الْأَخْرَجَةِ ۚ كَالَّذِي نَبَأَ بِحَمْدِهِ  
أَدْرِيَا مَعَهُ ۚ إِذَا دَخَلُوا الْجَنَّةَ وَهُوَ الْحَكِيمُ  
فِي نَعْلِهِ الْغَيْبُ ۚ مَخْلُوقِهِ

② يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَدْخُلُ فِي الْأَرْضِ كَمَا  
وَعِزَّةً وَمَا يَخْشَوْنَ مِنْهَا كَتَابٍ وَعِزَّةً  
وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ وَعِزَّةً  
وَمَا يَخْشَوْنَ يَضَعُ فِيهَا مِنْ عَنَلٍ وَعِزَّةً  
هُوَ الرَّحِيمُ بِأَدْرِيَا مَعَهُ الْعَفْوَ ۚ نَهْلُهُ

## تشریح

① حمد و خالق مالک و جہاں کے لئے ہے | دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی ہے سب کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے جمال و کمال اور قدرت و کاریگری کی جو شان بھی نظر آتی ہے اس کے لئے تعریف اور شکر کا مستحق وہی ہے۔

اس نے دنیا کا یہ نظام فضول اور بے کار نہیں بنایا۔ وہ ایسا حکیم و دانانہ ہے کہ کوئی فضول کام اس کے خدایان شان ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اس دنیا کا نظام آخر کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچے گا جس نتیجے پر یہ نظام پہنچے گا اسی کا نام آخرت ہے جس طرح دنیا میں وہ اکیلا تمام سائنس کا مستحق ہے آخرت میں بھی صرف اسی کی حمد و ثنا کے گن گائے جائیں گے۔ ہر طرف اسی کی تعریف کے ترانے ہوں گے۔ یہاں دنیا میں تو جوڑے مبعودوں کی بھی تعریف ہو جاتی ہے مگر وہاں عالم آخرت میں اس کے سوا کسی کی تعریف نہ ہوگی۔ اس کے تمام کام حکیمانہ ہیں اور وہ اپنی مخلوق کی ہر ضرورت سے باخبر ہے اور ان کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے | جہاں اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے خالق اور مالک ہیں اور ان کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت پوشیدہ ہے اور حمد و ثنا کے مستحق وہی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کا علم ہر ہر چیز کو پوری طرح گہرے ہوئے ہے۔ کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں ہے۔ جو چیزیں زمین کے اندر جاتی ہیں جیسے جانور کپڑے مکوڑے جو زمین کے اندر ہوتے ہیں۔ اسی طرح نباتات اور ان کے بیج، بارش کا پانی جو اندر جاتا ہے اور میت جس کو زمین کے اندر دفن کر دیا جاتا ہے، زمین کے اندر خزانے جو چھپے ہوئے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں۔ اسی طرح زمین سے نکلنے والی چیزیں جیسے کھیتی درخت ان سب کا اللہ کو علم ہے۔

اسی طرح آسمان سے اترنے والی چیزیں جیسے بارش، اللہ کی وحی، تقدیر جو اللہ نے لکھ دی ہے، فرشتے، اسی طرح وہ چیزیں جو اوپر کو چڑھتی ہیں جیسے روح، دُعا، انسان کے عمل اور فرشتے ان سب طرح کی چیزوں اور ان کی تمام جزئیات ایک ایک چیز کا اللہ کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے۔

بندوں کی ناسمکری اور حق ناشناسی پر اگر اللہ تعالیٰ فوراً گرفت فرمائیں تو جہان کی یہ ساری رونق دم بھر میں ختم ہو جائے۔

وَلَوْ يَدْرَأُونَ أَجِدُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَانُوا لَمَّا كُنُوا عَلَى ظَهْرِهِمَا مِنْ ذَاتِ بَشِيرَةٍ (سورہ فاطر آیت ۱۷)

اگر کہیں وہ لوگوں کو ان کے کتوتوں پر پکڑتا تو زمین پر کسی متنفس کو بیتانہ چھوڑتا۔ مگر اس کی رحمت اور بخشش کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سنبھالنے کا موقع دیتا ہے اور اگر معافی کے طلبگار ہوں تو ان کو معاف فرماتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ

وَقَالَ	الَّذِينَ كَفَرُوا	لَا تَأْتِينَا	السَّاعَةُ
اور کہا (کہتے ہیں)	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	ہم پر نہیں آئے گی	قیامت

اور کہتے ہیں کافر کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔

قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عِلْمُ الْغَيْبِ ۚ لَا

قُلْ	بَلَىٰ	وَرَبِّي	لَتَأْتِيَنَّكُمْ	عِلْمُ	الْغَيْبِ	لَا
فرمادیں	ہاں	میرے رب کی قسم	البتہ تم پر ضرور آئے گی	جاننے والا	غیب	نہیں

آپ فرمادیں ہاں! میرے رب کی قسم! البتہ تم پر ضرور آئے گی۔ اور وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ اس سے

يَعْرُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي

يَعْرُبُ	عَنْهُ	مِثْقَالُ	ذَرَّةٍ	فِي	السَّمَوَاتِ	وَلَا	فِي
پوشیدہ	اس سے	ایک ذرہ کے برابر	ذرا	میں	آسمانوں	اور نہ	میں

ایک ذرہ کے برابر بھی پوشیدہ نہیں، آسمانوں میں اور نہ زمین

الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ

الْأَرْضِ	وَلَا	أَصْغَرُ	مِنْ	ذَلِكَ	وَلَا	أَكْبَرُ	إِلَّا فِي كِتَابٍ
زمین	اور نہ	چھوٹا	اس سے	مگر نہ بڑا	مگر	میں	کتاب

میں اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا مگر (سب کچھ) روشن کتاب

مُبِينٍ ﴿٣﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

مُبِينٍ	لِيَجْزِيَ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ
روشن	تا کہ جزا دے	ان لوگوں کو جو ایمان لائے	اور انہوں نے نیک	عمل کیے	نیک

میں ہے تا کہ ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

أُولَٰئِكَ	لَهُمْ	مَغْفِرَةٌ	وَرِزْقٌ	كَرِيمٌ
یہی لوگ	ان کے لئے	بخشش	اور روزی	عزت

یہی لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

## فیصل

۳ اور کافروں نے کہا ہم پر قیامت نہ آئے گی۔ ان سے کہہ دے ضرور تم پر قیامت آوے گی۔ قسم ہے میرے رب کی جو جان تلخ ہے چھی باتوں کو۔

۳ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا الْآتَيْنَا السَّاعَةَ ۗ أَلْقِيَامَةٌ ۗ قُلْ لَكُمْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عِلْمُ الْغَيْبِ بِالْحَبْرِ صَفْهَةٌ ۗ وَالَّذِينَ فَتَنَّا بِالنَّجْوَىٰ لَا يَعْزُبُ عَنْهُمْ مَغَالٍ وَلَا ذَرَّةً ۗ وَأَصْغُرُ مُنْكَلَةً فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغُرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ هُوَ التَّوْحُوحُ الْمَحْفُوظُ

اس سے پوشیدہ نہیں مقلد ذرہ کے آسمانوں میں اور زمین میں اور ذرہ سے چھوٹی اور بڑی چیز سب لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔

۴ بالفرض قیامت آنے والی ہے تاکہ اللہ بدلہ دلوے اس وقت ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو۔ انہیں کے لئے ہے بخشش اور عمدہ رزق جنت میں۔

۴ لَيَجْزِيَنَّ فِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۗ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ حَسَنٌ

فِي الْجَنَّةِ

## تشریح

۳ قیامت ضرور آئے گی | جو لوگ آخرت کے اور قیامت کے منکر ہیں وہ استہزاء کے طور پر کہتے ہیں کہ کیا بات ہے ہم پر قیامت نہیں آ رہی ہے؟ اے پیغمبر آپ ان کو کہہ دیں کہ عالم الغیب میرے پروردگار کی قسم قیامت آکر رہے گی یعنی قیامت کا آنا تو یقینی ہے مگر اس کا ٹھیک ٹھیک وقت عالم الغیب اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اس عالم الغیب سے زمین و آسمان میں کوئی چیز چاہے ایک ذرے کے برابر ہو یا اس سے چھوٹی یا بڑی چھپی ہوئی نہیں ہے سب کچھ اس کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ کون سی چیز کہاں ہے؟ اس لئے مرنے کے بعد بدن کے اجزاء منتشر ہو جائیں گے۔ پانی پانی میں، ہوا ہوا میں، مٹی مٹی میں اور آگ آگ میں چلی جائے گی۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کون سا جز کہاں ہے۔ وہ ان اجزاء کو پھر اکٹھا کرے گا۔ اس لئے اس کے لئے یہ سب کوئی دشوار نہیں ہے۔

۴ قیامت کیوں آئے گی | قیامت ضرور آئے گی اور اس کا صحیح وقت اللہ کو معلوم ہے۔ مگر قیامت کیوں آئے گی کیوں ایسا ہو گا کہ یہ زمین و آسمان کی بساط لپیٹ دی جائے۔ قیامت اس لئے آئے گی تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو جزاء عطا فرمائے۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ ہے۔ تاکہ اللہ کی بخشش اس کی مغفرت اور اس کے انعامات کا اظہار ہو۔ اگر قیامت نہ آئے آخرت برپا نہ ہو تو جن لوگوں نے اللہ کی فرماں برداری کی ہے اس کے وفادار رہے ہیں ان کے اعمال کی بہترین جزا کیسے ملے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو حیات ابدی اور جنت دائمی عطا کی جائے اور وہ اللہ کی نعمتوں سے ہمیشہ ہمیشہ لطف اٹھاتے رہیں۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْحٍ

وَالَّذِينَ	سَعَوْا	فِي آيَاتِنَا	مُعْجِزِينَ	أُولَٰئِكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	مِّن رَّجْحٍ
اور وہ لوگ جو	انہوں کو شرک	ہماری آیتوں میں	ہرانے کے لئے	یہی لوگ	ان کے لئے	عذاب	سخت سے

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں کوشش کی ہرانے کے لئے انہی لوگوں کے لئے سخت درناں عذاب

الِيمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ

الِيمٌ	وَيَرَى	الَّذِينَ	أُوتُوا	الْعِلْمَ	الَّذِي	أُنزِلَ	إِلَيْكَ	مِنْ
دردناک	اور دیکھتے ہیں	وہ لوگ جنہیں	دیا گیا	علم	وہ جو کہ	نازل کیا گیا	تمہاری طرف	سے

ہے اور جنہیں علم دیا گیا وہ دیکھتے (جانتے) ہیں کہ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا

رَّبِّكَ هُوَ الْحَقُّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ ۶ وَ

رَّبِّكَ	هُوَ الْحَقُّ	وَيَهْدِي	إِلَى	صِرَاطٍ	الْعَزِيزِ	الْحَمِيدِ	۝ ۶	وَ
تمہارا رب	وہ حق ہے	اور وہ رہنما کرتا ہے	طرف	راستہ	غالب	سزاوار تعریف	اور	

کیا ہے وہ حق ہے اور (التر) غالب، سزاوار تعریف کے راستہ کی طرف رہنما کرتا ہے۔

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَهْلَ نَدُوكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يَنْتَبِعُكُمْ إِذَا

قَالَ	الَّذِينَ كَفَرُوا	أَهْلَ	نَدُوكُمْ	عَلَىٰ	رَجُلٍ	يَنْتَبِعُكُمْ	إِذَا
کہا (کہتے ہیں)	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	کیا	ہم بتلاہیں تمہیں	پر کا	ایسا آدمی	وہ خبر دیتا ہے تمہیں	جب

اور کافر کہتے ہیں کیا ہم تمہیں ایسے آدمی کا (پتہ) بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم

مُرِقْتُمْ كُلَّ مَرْقٍ لَّانَكُمْ لِفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

مُرِقْتُمْ	كُلَّ	مَرْقٍ	لَّانَكُمْ	لِفِي	خَلْقٍ	جَدِيدٍ
تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے	پوری طرح	ریزہ ریزہ	بچک تم	البتہ میں	نئی زندگی	

پوری طرح ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو بچک تم نئی زندگی میں (آؤ گے)

۵ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں یعنی قرآن کے باطل کرنے میں سعی کی ہم کو عاجز بنا کر کہہ ہمارے عذاب سے چھوٹ جاویں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مشرک و شرک اور عذاب نہ ہوگا۔

۵ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ وَفِي قِرَآءَةِ هُنَا وَفِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أَيْ مُعْجِزِينَ عَجِزْنَا أَوْ مُسَابِقِينَ لَنَا فَيَعْتَدُونَ نَسْأَلُ الظَّالِمِينَ أَن لَّا يَبْعَثَ وَلَا يَعْجَبَ



انہیں کے لئے ہے بدتر عذاب دردناک۔

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رَّجَائِزٍ  
سِوَى الْعَذَابِ الْآلِيمِ ۝ مَوْلَاهُمْ  
بِالْحَبْرِ وَالرَّفْعِ صِفَةٌ لِّسِرِّ حَبْرٍ أَوْ  
عَذَابٍ

⑥ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا یعنی مومنین اہل کتاب جیسے عباد اللہ بن سلام اور ان کے ہمراہی وہ جانتے ہیں کہ شر ان جو تیرے رب کے پاس سے آیا سچی کتاب ہے اور اللہ عزت والے تعریف کئے گئے کے راستہ کی ہدایت کرتا ہے

⑥ وَيُرَىٰ يَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا  
الْعِلْمَ مَوْلَاهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
كَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ  
الَّذِينَ أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ  
أَيُّ الْقُرْآنِ هُوَ نَصْلُ الْحَقِّ لَا يَهْدِي  
إِلَىٰ صِرَاطٍ طَرِيقِ الْعَزِيزِ  
الْحَمِيدِ ۝ أَيُّ اللَّهِ ذِي الْعِزَّةِ الْحَمِيدِ

⑤ اور کافر ازراہ تعجب باہم ایک دوسرے سے کہتے ہیں آیا ہم تم کو بتلاویں ایک شخص کا حال (مراد اس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) کہ وہ تم کو خبر دیتا ہے اس امر کی کہ جب تم بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤ گے بے شبہ پھر تم از سر نو پیدا کئے جاؤ گے۔

⑤ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَيُّ قَالَ بَعْضُهُمْ  
عَلَىٰ جَهَنَّمَ التَّعَجُّبُ لِبَعْضٍ هَلْ نَدُّكُمْ  
عَلَىٰ رَجُلٍ هُوَ مِنْكُمْ أَيُّ يُنَبِّئُكُمْ بِخَبْرِكُمْ  
أَتَكْفُرُ إِذَا مِرْقَتُمْ قَطَعْتُمْ كُلَّ  
مُهْرَقٍ بِمَعْنَى تَفْرِيقٍ إِيَّاكُمْ لِعَنَى  
خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

### تشریح

⑤ قیامت آئے گی تاکہ کافرانوں کو سزا دی جائے | آخر قیامت کیوں نہ آئے، مہینوں کو ان کی نیکی کا بدلہ کیوں نہ ملے اور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا کیوں نہ دی جائے۔ جن لوگوں نے ہماری کھلی کھلی نشانیاں دیکھیں اور ان کو ماننے کے بجائے اپنی طاقتوں ان کے جھٹلانے میں لگا دیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دین حق کے مقابلے میں معاندانہ روش اختیار کرنا، نہ صرف یہ کہ خود نہ ماننا بلکہ دین حق کو مٹانے کے لئے زور لگانا، یہ ایسا جرم ہے کہ جس کی دردناک سزا ملنی چاہیے تاکہ جن لوگوں کو یقین نہیں تھا کہ قیامت آئے گی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

⑥ اہل علم حق کو پہانتے ہیں | حق کے دشمن اور مخالف، حق کو باطل ثابت کرنے کے لئے چاہے کتنا زور لگالیں وہ جاہلوں کو دھوکا دے سکتے ہیں مگر جن کو اللہ نے علم دیا ہے وہ خوب جانتے اور سمجھتے ہیں کہ جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ بالکل برحق ہے اور خدا نے عزیز و حمید کے راستے کی رہنمائی کرنے والا ہے اور قیامت میں جب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو جن کو یقین تھا انہیں میں یقین مال ہو جائے گا کہ واقعی اللہ کی کتاب میں جو بتایا گیا تھا وہ بالکل درست تھا۔

⑤ آخرت کا مذاق | یہ لوگ جو حق کا انکار کرنے والے تھے سچائیوں کا کیسا مذاق اڑاتے تھے اس کی ایک مثال اس آیت میں دی گئی ہے کہ حق کا انکار کرنے والے مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ آؤ تمہیں ایسے شخص کا پتہ بتائیں جو یہ کہتا ہے کہ جب تمہارے جسم کا ذرہ وہ بھر چکا ہوگا تو پھر تم نے سر سے سے پیدا کئے جاؤ گے۔

أَفْتَرَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ

أَفْتَرَىٰ	عَلَىٰ اللَّهِ	كَذِبًا	أَمْ بِهِ	جِنَّةٌ	بَلِ	الَّذِينَ
اس نے باندھا	اللہ پر	جھوٹ	یا	اُسے	بلکہ	وہ لوگ جو

اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے جنون (ہے) (نہیں) بلکہ جو لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝

لَا يُؤْمِنُونَ	بِالْآخِرَةِ	فِي الْعَذَابِ	وَالضَّلَالِ	الْبَعِيدِ
ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر	عذاب میں	اور گمراہی	دُور

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور دُور کی (شدید) گمراہی میں ہیں۔

⑧ اس امر میں شخص بالکل جھوٹا ہے اللہ پر بہتان باندھا۔

⑧ أَفْتَرَىٰ بِفِتْمَةِ الْهُمَزَةِ لِأَنَّ سْتَفْهَامَ

وَاسْتَعْنَىٰ بِهَا عَنْ هِنَزَةِ التَّوْحِيلِ

عَلَىٰ اللَّهِ كَذِبًا فِي ذَلِكَ أَمْ

بِهِ جِنَّةٌ ۗ جُنُونٌ تَخْتَلِ بِهٖ

ذَلِكَ وَقَالَ تَعَالَىٰ بَلِ الَّذِينَ

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

الْمُشْتَمَلَةُ عَلَى الْبُعْثِ وَالْحِسَابِ

فِي الْعَذَابِ فِيهَا وَالضَّلَالِ

الْبَعِيدِ ۝ مِنَ الْحَقِّ فِي الدُّنْيَا

یا اس کو جنون ہے جو اس کے دل میں ایسے خیالات  
ڈالتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بلکہ بات یہ ہے کہ جو لوگ  
آخرت کا یقین نہیں کرتے جو شامل ہے حشر و نشر اور حساب  
کو وہ عذاب کے مستحق اور گمراہی میں ہیں اس حق سے دُور  
پڑے ہوئے۔

### تشریح

⑧ دوبارہ زندہ کرنے والی بات کہنے والا جو شخص یہ بات کہتا ہے کہ جب تم ذرہ ذرہ ہو کر بکھر جاؤ گے تو تمہیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا پتہ نہیں جھوٹا ہے یا پاگل!

ہے۔ نبی م کے بارے میں عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ آپ انتہائی صادق اور سچے انسان ہیں۔ آپ کی صداقت کی وجہ سے آپ کا لقب "الصادق" ہو گیا تھا۔ لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ پاگل پن کیسا ہوتا ہے۔ ایک انتہائی شریف سنجیدہ اور دانشور انسان اس کو پاگل کہنے والا خود پاگل ہوگا۔ اس لیے نہیں کہا کہ وہ جھوٹا اور پاگل ہے بلکہ ایک اچھے کا انداز اختیار کیا کہ موت کے بعد دوبارہ ہونا ایسے اچھے اور حیرت کی بات ہے کہ یہ کہنے والا کوئی جھوٹا یا پاگل ہی ہو سکتا ہے۔

مگر بات یہ ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں جس نے پہلی بار پیدا کیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل بات ہے عقل تو ان کی ماری گئی ہے جو اس بات کو نہیں مانتے۔ بلکہ ہوتے تو وہ ہیں جو اس حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے اور وہی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِمَّن

أَفَلَمْ يَرَوْا	إِلَى	مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ	وَمَا	خَلْفَهُمْ	مِمَّن
کیا انھوں نے نہیں دیکھا	طرف	جو ان کے آگے	اور جو	ان کے پیچھے	ہے

کیا انھوں نے نہیں دیکھا اس کی طرف جو ان کے آگے اور ان کے پیچھے ہے۔ یعنی

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّ لَنَا نَحِيفَ بِهِمُ الْأَرْضِ

السَّمَاءِ	وَالْأَرْضِ	إِنَّ لَنَا	نَحِيفَ	بِهِمُ	الْأَرْضِ
آسمان	اور زمین	اگر ہم چاہیں	انھیں دھنسا دیں	یہ	زمین

آسمان اور زمین ، اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں

أَوْ نَسْقُطْ عَلَيْهِمْ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

أَوْ نَسْقُطْ	عَلَيْهِمْ	كِسْفًا	مِّنَ السَّمَاءِ	إِنَّ فِي	ذَٰلِكَ
یا گرا دیں	اُن پر	ٹکڑا	آسمان سے	بیشک	اس میں

یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں بے شک اس میں

لَايَةٍ لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۙ ۙ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِثْقَالَ

لَايَةٍ	لِّكُلِّ	عَبْدٍ	مُنِيبٍ	وَلَقَدْ	آتَيْنَا	دَاوُدَ	مِثْقَالَ
نشانی	لئے ہر	بندہ	رجوع کرنے والا	اور تحقیق ہم نے دیا	داؤد	اپنی طرف	میتا

نشانی ہے ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے۔ اور تحقیق ہم نے داؤدؑ کو اپنی طرف

فَضْلًا ۗ يُجِبَالُ أَوْ يٰ مَعَهُ وَالطَّيْرُ وَالنَّالَهُ

فَضْلًا	يُجِبَالُ	أَوْ يٰ	مَعَهُ	وَالطَّيْرُ	وَالنَّالَهُ
فضل	اے پہاڑو	تسبیح کرو	اس کے ساتھ	اور پرندے	اور ہم نے نرم کر دیا اس کے لئے

سے فضل عطا کیا۔ اے پہاڑو اس کے ساتھ تسبیح کرو، اے پرندو (تم بھی) اور ہم نے اس کے لئے

الْحَدِيدَ ۙ ۙ إِنَّ أَعْمَلَ سِبْغَتِ وَقَدَّرِ فِي السَّرْدِ وَ

الْحَدِيدَ	إِنَّ	أَعْمَلَ	سِبْغَتِ	وَقَدَّرِ	فِي	السَّرْدِ	وَ
لوہے	کہ	بناؤ	کٹاؤ نہیں	اور اندازہ رکھو	دکڑیوں کے جوڑنے میں	اور	لوہے کو نرم کر دیا کہ کٹاؤ نہ ہو اور بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ رکھو اور

## اعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۱۱

اعْمَلُوا	صَالِحًا	إِنِّي	بِمَا تَعْمَلُونَ	بَصِيرٌ
عمل کرو	اچھے	بیشک	تم جو کچھ کرتے ہو اس کو	دیکھ رہا ہوں

اچھے عمل کرو، تم جو کچھ کرتے ہو بیشک میں اس کو دیکھ رہا ہوں

⑨ سو کیا وہ نہیں دیکھتے اپنے آگے اور پیچھے، نیچے اور اور اوپر آسمان سے اور زمین سے کہ اگر تم چاہیں ان ان کو زمین میں دھنسا دیں، اور آسمان سے ان پر ٹکڑے برسائیں۔

بے شبہ یہ جو کچھ نظر آتا ہے اس میں نشانی ہے ہر ایک بندہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے کو جو اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت، حشر و نشر پر اور اس چیز پر جس کو وہ پیدا کرنا چاہے دلالت کرتی ہے۔

⑩ وَاتَّخَذَ آتِيْنًا دَاوُدَ مِّنْ أَهْلِ الْبَلَدِ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ

اور ہم نے داؤد کو وسطے لوہے کو نرم کر دیا کہ وہ اس کے ہاتھ میں الیسا تھا جیسا آٹا۔ اور ہم نے کہا کہ

⑪ اس لوہے سے بڑی بڑی زرہ بنا جن کا پہننے والا ان کو زمین میں لٹکا کر چلے یعنی اسی بڑی ہوں کہ نیچے ٹکنتی ہیں اور زرہ کی بناوٹ باریک اور مناسب حلقوں کی ہو۔

اور اے آل داؤد تم بھی داؤد کے ساتھ نیک

⑨ أَفَلَمْ يَرَوْا يَنْظُرُوا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِمَّا فُتِنُوا وَمَا تَحْتَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنْ نَّشَاءُ نَحْضِبْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نَسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ وَفَتَحْنَا قِطْعَةَ مِنَ السَّمَاءِ وَرَفَعْنَا فِيهَا الْأَنْعَالَ الثَّلَاثَ بِالنَّبَا إِنْ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ

⑩ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ وَكَانَ سَابِقًا لِّهٖم مِّنْ دُونِ الْبَلَدِ ۚ

⑪ إِنَّ أَعْمَلَ مِنْهُ سَابِعَاتٍ دَرُوعًا كَوَامِلٍ يَّجْرُهَا لِأَيْسَرًا عَلَى الْأَرْضِ وَفَتَرْنَا فِي السَّرْدِ أَيْ بِتَسْجِيعِ الدَّرُوعِ قِيْلَ لِيَصَانِعَهَا سَرَادًا أَيْ إِجْعَلْهُ بِحَيْثُ يَتَنَاسَبُ حِلْقَةُ وَأَعْمَلُوا

اَيُّ اَلْ دَاوُدَ مَعَهُ صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا  
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ فَاجَا زَيْدُ بِهٖ

## تشریح

عمل میں مشغول ہو بے شائبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو دیکھتا ہوں  
سو میں اس کا عوض دوں گا۔

⑨ خالق ارض و سما کی قدرت سے گھری ہوئی یہ کائنات | مرنے کے بعد انسان کا دوبارہ زندہ ہونا، ایک دن قیامت کا آنا اور نظام کائنات کی بساط کا الٹ جانا اس کی دلیل خود اس کائنات کے اندر ہی موجود ہے۔ یہ زمین جس پر انسان رہتا ہے، یہ آسمان جس کی چھت کے نیچے انسان آرام کر رہا ہے ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ زمین و آسمان کا پورا نظام اس کی قدرت سے گھرا ہوا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ذرا سی دیر میں ہر چیز تلیٹ ہو سکتی ہے۔ یہ زمین تمہارے لئے قید خانہ بن سکتی ہے، یہ آسمان تمہارے لئے آگ کے شعلے برسا سکتا ہے۔ اس نظام میں ذرا سی تبدیلی تمہارے لئے خطرات ہی خطرات پیدا کر سکتی ہے۔ جب یہ سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے تو اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ بھرے ہوئے اجزاء کو دوبارہ جمع کر کے تمہیں زندہ کر دے۔ جو صاحب فکر و دانش اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ان کے لئے اس پورے نظام میں نشانی موجود ہے وہ جانتے ہیں کہ پروردگار کی قدرت سے یہ کچھ بھی باہر نہیں، اور آخری نظام ایک نہ ایک دن کسی اعلیٰ نتیجے پر پہنچنے والا ہے اسی نتیجے کا نام دارالآخرت ہے۔ وہ اللہ کے بندے اس دن کا تصور کر کے اپنے خالق کی طرف جھکتے ہیں دل سے اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ زمین و آسمان سے جو نعمتیں ان کو ملتی ہیں ان کی وہ قدر کرتے ہیں۔ ایسے ہی شکر گزار کچھ بندوں کا ذکر کر کے کیا جا رہا ہے۔

⑩ حضرت داؤدؑ | اللہ کے وہ بند جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے نوازا تھا اور اللہ کے فضل کو پا کر وہ اس کے شکر گزار رہے، ان میں ایک حضرت داؤدؑ بھی تھے جن کو اللہ نے نبوت کے ساتھ غیر معمولی سلطنت عطا فرمائی تھی۔ حضرت داؤدؑ بیت اللہ کے رہنے والے ایک قبیلے یہوداہ کے نوجوان تھے۔ انھوں نے ایک معرکہ میں جالوت جیسے زبردست دشمن کو قتل کر دیا تھا۔ پھر طالوت کی وفات کے بعد وہ خبر مؤمن کے فرماں روائے گئے چند سال کے بعد بنی اسرائیل کے تمام قبیلوں کے بل کر ان کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ انھوں نے یروشلم کو فتح کر کے اس کو سلطنت اسرائیل کا پایہ تخت بنالیا۔ ان کی قیادت میں پہلی مرتبہ ایسی عظیم الشان سلطنت وجود میں آئی جس میں بدگمان خدا کے ساتھ پورا پورا انصاف ہوتا تھا۔ حضرت داؤدؑ بہت زیادہ اللہ کو یاد کرنے والے تھے جب خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے تو ان کے ساتھ ہاڑھی تسبیح پڑھنے لگتے تھے اور پرندے ان کے گرد جمع ہو کر ان کے ساتھ تسبیح کرنے لگتے تھے۔ لہٰذا داؤدی اچھی اور مؤثر آواز کے لئے ایک محاورہ بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ ان کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ اللہ کی ان تمام عنایتوں کا وجود اور ایک عظیم الشان سلطنت کے بادشاہ ہوتے ہوئے ان میں ذرا بھی تکبر و غرور نہیں تھا بلکہ نہایت متواضع تھے اور اللہ کی عنایات پر اس کے شکر گزار رہتے تھے۔

⑪ حضرت داؤدؑ کی صفت لوہے کی زریں بنانا | اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو یہ معجزہ کران کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اس ہدایت کے ساتھ عطا فرمایا کہ تم اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارے کے لئے لوہے کی زریں بنالیا کرو۔ سلطنت کے بیت المال پر اپنے اخراجات کا بار مت ڈالو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو پہلی بار ایسی زریں بنانے کا طریقہ سکھایا جس میں لوہے کی کڑیاں مناسب انداز میں بڑی اور چھوٹی لگائی جائیں تاکہ زرہ کشادہ رہے۔ حضرت داؤدؑ محنت کرتے تھے۔ زریں بناتے تھے اور اس کے حلقے اور کڑیاں ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق چھوٹی بڑی، پتلی یا موٹی لگاتے تھے آپ کی بنائی ہوئی زریں بڑی اعلیٰ درجے کی ہوتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی ہدایت دی کہ دیکھو اس صنعت اور کام میں بڑا کر منہم حقیقی کومت بھول جانا۔ ہمیشہ اچھے کام کرتے رہو۔ اللہ تم سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ گویا عمل صالح کے ساتھ بادشاہ ہوتے ہوئے اپنی محنت کی کسائی کا ایک بہترین نمونہ حضرت داؤدؑ کی حیات صالحہ میں ملتا ہے۔

وَلَسَلِيمِ الرِّيحِ غَدُ وَهَاشَهْرُ وَرَ وَاحُهَا شَهْرُ وَأَسَلْنَا

وَلَسَلِيمِ	الرِّيحِ	غَدُ	وَهَاشَهْرُ	وَرَ	وَاحُهَا	شَهْرُ	وَأَسَلْنَا
اور سلیم کے لئے	ہوا	اس کی صبح کی منزل	ایک ماہ	اور شام کی منزل	ایک ماہ	اور ہم نے بہایا	اور سلیمان کے لئے
ہوا (کو مسخر) کیا اس کی صبح کی منزل ایک ماہ (کی راہ ہوتی) اور شام کی منزل ایک ماہ (کی راہ) اور ہم نے اس کے							

لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ وَمِنَ الْجِنَّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

لَهُ	عَيْنَ	الْقَطْرِ	وَمِنَ	الْجِنَّ	مَنْ	يَعْمَلُ	بَيْنَ	يَدَيْهِ
اس کے لئے	تانبے کا چشمہ	اور سے	جن	وہ کام کرتے	اس کے سامنے	لے تانبے کا چشمہ بہایا۔ اور جنات میں سے (بعض) اس کے سامنے کام کرتے تھے اس کے		

بِإِذْنِ رَبِّهِ ط وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا ذُقْهُ

بِإِذْنِ	رَبِّهِ	ط	وَمَنْ	يَزِغْ	مِنْهُمْ	عَنْ	أَمْرِنَا	ذُقْهُ
حکم سے	اس رب کے	اور جو	کجی کرے گا	ان میں سے	ہمارے حکم سے	ہم اس کو دکھائیں گے	رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم سے کجی کرے گا ہم اسے دوزخ کے عذاب	

مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ۱۲) يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ

مِنْ	عَذَابِ	السَّعِيرِ	۱۲)	يَعْمَلُونَ	لَهُ	مَا	يَشَاءُ	مِنْ
سے	کا	عذاب	آگ۔ (دوزخ)	وہ بناتے	اس کے لئے	جو وہ چاہتے	سے	کا مزہ چکھائیں گے۔ (وہ جنات) جو وہ (سلیمان) چاہتے وہ اس کے لئے

مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَتٍ

مَّحَارِبٍ	وَ	تَمَاثِيلَ	وَ	جِفَانٍ	كَ	الْجَوَابِ	وَ	قُدُورٍ	رَاسِيَتٍ
بڑی عارتیں (قلعے)	اور	تصویریں	اور	لگن	حوض جیسے	اور دیگیں	اور	ایک جگہ جی ہوئی	قلعے بناتے اور تصویریں (مورتیاں) اور حوض جیسے لگن، اور ایک جگہ جی ہوئی دیگیں

إِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ ۱۳)

إِعْمَلُوا	آلَ	دَاوُدَ	شُكْرًا	وَقَلِيلٌ	مِّنْ	عِبَادِيَ	الشَّكُورِ	۱۳)
تم عمل کرو	اے خاندان داؤد	شکر بجا لا کر	اور تھوڑے	سے	میرے بندوں	شکر گزار	اے خاندان داؤد! تم شکر بجا لا کر عمل کیا کرو، اور میرے بندوں میں شکر گزار تھوڑے ہیں۔	

۱۲) وَ سَخَّرْنَا لِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ وَ فِي قِرَاءَةِ  
بِالرِّيحِ بِتَقْدِيرِ تَسَخَّرَ غَدُ وَ هَا سَبْرُهَا  
مِنَ الْعَدُوَّةِ بِدَفْعِي الصَّبَاحِ إِلَى  
السُّرُودِ لِمَهْرٍ وَ زَوَّاجِهَا سَبْرُهَا مِنْ  
السُّرُودِ إِلَى الْغُرُوبِ شَهْرُ  
أَي مَبِيرَتُهُ وَ أَسَلْنَا أَدْبَتَنَا  
لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ أَي النَّخَامِ  
فَأَجْرِيَتْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِسَبْرِ الْبَهْتِ  
كَجَرِي الْمَاءِ وَ عَمَلِ النَّاسِ إِلَى  
النُّيُومِ مِمَّا أُخْطِئَ سُلَيْمَانَ  
وَ مِنْ الْحِجْرِ مَنْ يَجْعَلُ بَيْنَ  
يَدَيْهِ يَأْذِنُ بِأَمْرِكِهِمْ وَ مَنْ  
يَقْرَعُ بِعَدَلٍ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا لَهُ  
بِطَاعَتِهِ ثَلَاثَةَ مِنْ عَدَابِ  
السَّعِيرِ ○ السَّادِي فِي الْآخِرَةِ وَ قِيلَ  
فِي الدُّنْيَا بَانَ بِضَرْبَةِ مَلِكٍ سُوِّدٍ  
مِنْهَا ضَرْبَةٌ تَخْرِقُهُ

۱۳) يَجْعَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ  
مَخَارِبٍ أَبْنِيَهُ مُرْتَفَعَةً يُصْعَدُ إِلَيْهَا  
بِذَرَجٍ وَ تَمَّائِيلٍ جَنَعٌ تَمَّائِيلٌ وَ هُوَ كُلُّ شَيْءٍ  
مِثْلُهُ بِشَيْءٍ أَوْ صُورٌ مِنْ مَخَارِبٍ وَ حِجَابٌ  
وَ رُهَا مِ وَ لَمْ تَكُنْ إِتْمَادُ الصُّورِ حَرَامًا فِي  
شَرِيعَتِهِ وَ حِفَانٍ جَنَعٌ جَفْنَةٌ كَالْجَوَابِ جَنَعٌ  
جَابِيَةٌ وَ هِيَ حَوْضٌ كَبِيرٌ يَجْتَمِعُ عَلَى الْجَفْنَةِ  
أَلْفُ رَجُلٍ يَأْكُلُونَ مِنْهَا وَ قَدْ وَرَدَتْ سَبْعُ  
شَاهِدَاتٍ لَهَا فَتَوَّأْتُمْ لَأَنْ تَخْرُجَ  
عَنْ أَمَا كِنَهَا تَخْجُذُ مِنَ الْجِبَالِ  
بِالْيَمِينِ يُصْعَدُ إِلَيْهَا بِالسَّلَالِمِ  
وَ قُلْنَا اِعْمَلُوا يَا آلَ دَاوُدَ  
بِطَاعَةِ اللَّهِ شُكْرًا لَهُ  
عَلَى مَا آتَاكُمُ وَ قَلِيلٌ

## فِي حَصَلِ

۱۲) اور ہم نے سلیمان کے تابع کیا ہوا کہ وہ صبح سے زوال تک  
ایک مہینہ کی راہ پر اور دوپہر سے شام تک ایک مہینہ کی راہ پر  
سلیمان کو پہنچا دیتی تھی۔

اور ہم نے سلیمان کے واسطے تانبہ کا چتر جاری کر دیا سو تانبہ  
عین دن رات اس طرح جاری رہا جیسے پانی اور آج تک  
جو کچھ چیزیں تانبے کی آدمی بناتے ہیں اس میں سے ہے جو سلیمان  
کو دیا گیا تھا۔

اور جنات میں سے وہ تھے جو سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے  
اس کے رب کے حکم سے۔ اور جو کوئی ان میں سے ہماری حکم کو  
اور نافرمانی کرے گا اس کو ہم آخرت میں دوزخ میں مبتلا کریں گے  
اور کہا گیا کہ مراد دنیا کا عذاب ہے اس طرح کہ اگر کوئی  
جن نافرمانی کرنا تو فرشتے اس کے آگ کا کوڑا مارتے جس  
سے وہ جل جاتا۔

۱۳) وہ جنات سلیمان کے لئے بناتے تھے جو وہ چاہتا تھا اونچے  
اونچے مکانات کہ جن پر سیر صحرایہ کے ذریعے سے چڑھ سکیں اور  
تصویریں تانبے اور شیٹے اور پتھر کی۔ اور سلیمان کی شریعت  
میں تصویروں کا جانا حرام نہ تھا۔

اور بڑی بڑی رکابیاں پیالے جیسے بڑا حوض کہ ایک  
ایک پیالہ رکابی میں ہزار آدمی کھانا کھا لیں۔ اور بناتے  
تھے ہانڈیاں ایک جگہ ٹھہرنے والی کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت  
نہ کرتے تھے ان میں پایہ لگے ہوئے تھے۔ یمن کے پہاڑوں  
سے بنائے جاتے تھے بدون سیر صحرایہ کے ان ہانڈیوں کی  
طرف نہ پہنچ سکتے تھے۔

اور ہم نے کہا اے آل داؤد اس نعمت کے شکر میں جو  
ہم نے تم کو دی اللہ کی بندگی کرو۔  
اور تم ہیں میرے بندوں سے شکر گزار کہ جو

میری نعمتوں کے شکر میں میری اطاعت کریں۔

مِنْ عِبَادِي الشَّاكِرِينَ  
الْعَامِلِينَ بِطَاعَتِي شُكْرًا  
لِنِعْمَتِي

### تشریح

(۱۲) حضرت سلیمان ۳ اللہ کے وہ نیک بندے جو اللہ کی نعمتیں پا کر اس کے شکر گزار رہے ان میں حضرت داؤد کے بیٹے حضرت سلیمان ۴ بھی تھے۔ جن کو اللہ نے نبوت کے ساتھ ایک بے مثال سلطنت عطا فرمائی تھی۔ کہ ان کی حکومت ہواؤں پر جنوں پر اور پرندوں پر بھی تھی۔ دنیا کی تاریخ میں آج تک اتنی عظیم سلطنت حضرت سلیمان ۴ کے علاوہ کسی کو نہیں دی گئی۔

اللہ تم کی طرف سے یہ معجزہ عطا ہوا تھا کہ ہوا کو حضرت سلیمان ۴ کے لئے اس طرح تابع کر دیا گیا تھا کہ ان کی مملکت سے ایک مہینہ کی راہ تک کے مقامات کا سفر بسہولت کیا جاسکتا تھا۔ جانے میں بھی ہمیشہ اٹھی مرضی کے مطابق ہوا چلتی تھی اور واپسی پر بھی اسی طرح موافق ہوا ملتی تھی۔ بطور معجزہ ہوا پر اللہ نے حضرت سلیمان کو اقتدار عطا کیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ۴ کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کے چٹھے بہا دئے تھے ان کے زمانے کی جو بھی ٹی ہے جس میں تانبہ پگھلا کر استعمال کیا جاتا تھا اس کے مقابلے کی کوئی بھی اب تک دریافت نہیں ہو سکی۔ اندازہ یہ ہے کہ آدوم کے علاقہ میں غزبہ کی کانوں سے خام لوہا اور تانبہ لایا جاتا تھا اور اسے بڑی بڑی بھٹیوں میں پگھلا کر جہاز سازی میں بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

حضرت سلیمان ۴ کو اللہ نے یہ بھی معجزہ دیا تھا کہ جنات ان کے تابع تھے جنات میں ایسے جن جو سفر تھے پروردگار کے حکم سے ان کے آگے کام کرتے تھے۔ اگر کوئی ان کے حکم سے سرتابی کرتا تو اس کو بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھنا پڑتا۔ اتنی عظیم الشان سلطنت اور اتنی طاقت کے باوجود حضرت سلیمان بھی اللہ کی نعمتیں پا کر ہمیشہ اس کے شکر گزار رہتے تھے۔

(۱۳) حضرت سلیمان جنات سے بڑے بھاری کام لیتے تھے | اللہ تم کے حکم سے وہ جنات جو حضرت سلیمان ۴ کے تابع تھے اور ان کے خدمت گار کے طور پر کام کرتے تھے حضرت سلیمان ۴ ان سے اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے۔ بے جان چیزوں کی تصویریں بنواتے تھے اور بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے دہننے والی بڑی بڑی دیگیں، کیونکہ حضرت سلیمان ۴ کے یہاں بہت مہمان داری ہوتی تھی سیکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے اس لئے حوض جیسے لگن بنوائے گئے تھے جن میں کھانا نکال کر رکھا جائے بڑی بڑی دیگیں بنوائی گئی تھیں جن میں بیک وقت ہزاروں آدمیوں کا کھانا بن سکے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے داؤد کہنے گھر والو! ہمارے ان احسانات پر کامل شکر گزار بن کر رہو اور میرے بندوں میں کم ہی ایسے ہیں جو میری نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے ہوں۔

حضرت داؤد اور ان کے گھر والے زبان سے شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی اللہ کی نعمتوں کا اعتراف و اقرار کرتے تھے ان کے دسترخوان پر ہزاروں مہمان اور غریب بڑبار کھانا کھاتے تھے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا وہی استعمال کرتے تھے جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہو۔ حضرت داؤد اور ان کے اہل خانہ مہمان داری کے ساتھ ساتھ عبادت الہی میں بھی مشغول رہتے تھے انھوں نے اوقات کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ دن اور رات میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب حضرت داؤد کے گھر میں کوئی د کوئی شخص عبادت الہی میں مشغول نہ ہو۔

آیت میں لفظ "تَمَاشِلُ" آیا ہے یہ تماشل کی جمع ہے تماشل ہر اس تصویر کو کہتے ہیں جو کسی چیز کی صورت پر بنائی گئی ہو کیونکہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان شریعت موسوی کے پیرو تھے اور تورات میں جان داری کی تصویر اسی طرح حرام قرار دی گئی ہے جس طرح شریعت موسوی میں اس کی تصویریں جان چیزوں کی ہی ہو سکتی ہیں۔



فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهِمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةٌ

فَلَمَّا + قَضَيْنَا	عَلَيْهِ	الْمَوْتَ	مَا دَلَّهِمْ	عَلَى + مَوْتِهِ	إِلَّا	دَابَّةٌ
پھر جب ہم نے حکم جاری کیا	اس پر	موت	انہیں چہرہ دیا	اس کی موت کا	مگر	گھن کا +

پھر جب ہم نے اس کی موت کا حکم جاری کیا، انہیں (جنوں کو) اس کی موت کا پتہ نہ دیا مگر گھن کی طرح کبڑے

الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتِهِ فَلَمَّا خُرَّ تَبَيَّنَتْ لِجِنِّ أَنْ لَوْ كَانُوا

الْأَرْضِ	تَأْكُلُ	مِنْسَاتِهِ	فَلَمَّا خُرَّ	تَبَيَّنَتْ	لِجِنِّ	أَنْ لَوْ كَانُوا
کیڑا	وہ کھاتا تھا	اس کا عصا	پھر جب وہ گر پڑا	حقیقت کھلی	جن	اگر وہ ہوتے

(دیکھ) نے وہ اس کا عصا کھاتا تھا، پھر جب وہ گر پڑا تو جنوں پر حقیقت کھلی، اگر وہ غیب

يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْبَهِيمِ ﴿۱۳﴾

يَعْلَمُونَ	الْغَيْبَ	مَا لَبِثُوا	فِي الْعَذَابِ	الْبَهِيمِ
جانتے	غیب	وہ نہ رہتے	میں عذاب	ذلت

جانتے ہوتے تو وہ نہ رہتے ذلت کے عذاب میں

﴿۱۳﴾ پس جس وقت حکم کیا ہم نے سلیمان پر موت کا یعنی جب وہ مر گیا اور ایک برس تک اپنی لاش کی لاشی کے ہمارے مڑوہ کھڑا رہا اور جنات بدستور وہاں دشوار مشقت کے کام اپنی عادت کے موافق کرتے رہے ان کو سلیمان کی موت معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ کبڑے نے اس کی لاشی کو کھالیا تو اس وقت سلیمان گر گیا۔  
مَا دَلَّهِمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةٌ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتِهِ  
جنات کو سلیمان کی موت کی خبر نہ ہوئی مگر کبڑے سے کہ اس نے سلیمان کی لاشی کو کھالیا جس سے سلیمان گر گیا۔

پس جس وقت سلیمان گرا جنوں کو ظاہر ہوئی یہ بات کہ اگر ہم غیب کجانتے تو ان سخت تکالیف اور اعمال شاقہ

﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ عَلَىٰ سُلَيْمَانَ الْمَوْتَ أَي مَاتَ وَمَكَتَ قَائِمًا عَلَى عَصَاهُ حَتَّى لَا مَيِّتًا وَالْجِنُّ تَعْمَلُ تِلْكَ الْأَعْمَالَ الشَّقَاةَ حَتَّى آذَنَتْ لِأَنْ تَشْعُرَ بِمَوْتِهِ حَتَّى أَكَلَتْ الْأَرْضُ عَصَاهُ فَخَرَّ مَيِّتًا مَا دَلَّهِمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةٌ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَاتِهِ  
فَلَمَّا خُرَّ تَبَيَّنَتْ لِجِنِّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْبَهِيمِ  
پھر جب ہم نے حکم جاری کیا، انہیں (جنوں کو) اس کی موت کا پتہ نہ دیا مگر گھن کی طرح کبڑے نے اس کی لاشی کو کھالیا تو اس وقت سلیمان گر گیا۔  
پس جس وقت سلیمان گرا جنوں کو ظاہر ہوئی یہ بات کہ اگر ہم غیب کجانتے تو ان سخت تکالیف اور اعمال شاقہ

وَمِنْهُمْ مَا غَابَ عَنْهُمْ مِنْ مَوْتِ سُلَيْمَانَ  
 مَا لَيْتُوا فِي الْعَذَابِ الْمُبِينِ  
 الْعَمَلُ الشَّقِيقُ لَهُمْ لِيُظَاهِرُوا حَيَاتَهُ  
 خَلَفَتْ ظُهُورَهُمْ عِلْمَ الْغَيْبِ وَ  
 عَلِيمٌ كَوْنَهُ سُنَّةٌ بِحَسَابِ  
 مَا أَكَلْتَهُ الْأَرْضُ مِنْ  
 الْعَصَا بَعْدَ مَوْتِهِ يَوْمًا  
 وَنَبَلَةٌ مَثَلًا

میں نہ رہتے کیونکہ سلیمان کی موت بھی ہم کو معلوم ہو جاتی  
 سلیمان کی موت کی ہم کو خبر نہ ہونے سے ظاہر ہوا کہ ہم غیب کو نہیں  
 جانتے اور اعمال شاقہ وہ سلیمان کو زندہ بھرا کرتے تھے۔ تو ان کا  
 گمان جو غیب انی کا تھا غلط ہوا۔ اور یہ جاننا کہ سلیمان کی موت  
 کو ایک برس گزرا اس طرح ہوا کہ کیرٹے نے لاٹھی کو رات دن  
 میں جس قدر کھایا اس سے حساب کر لیا گیا۔

### تشریح

حضرت سلیمان کی وفات کا عجیب واقعہ جس سے حضرت سلیمان کی وفات کا واقعہ بڑے عجیب طریقے سے پیش آیا اور اس واقعہ نے بتا دیا کہ جنات کی  
 معلوم ہوا کہ جنات کو علم غیب نہیں ہوتا غیب دانی کے واقعات اور ان سے متعلق عقیدے قطعی طور پر افسانے اور خیالی ہیں جنوں کو  
 غیب کا علم نہیں ہوتا۔ جنات کے بارے میں لوگوں نے کیسے کیسے خیالات قائم کر رکھے تھے۔ اس کا کچھ بیان قرآن مجید میں ہے:- وَأَسْأَلُ  
 كَانُوا رِجَالًا مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ - (الجن آیت ۷۰)  
 (اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے۔)  
 جنوں کے تعلق سے یہ غلط عقیدہ بھی قائم کر رکھا تھا کہ وہ اللہ کی اولاد ہیں حالانکہ اللہ نے ہی جنوں کو بھی پیدا فرمایا ہے جن  
 اس کی مخلوق ہیں نہ کہ نعوذ باللہ اللہ کی اولاد۔ قرآن مجید میں ہے:-

وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنِّ وَخَلَقَهُمْ (سورة الانعام آیت ۱۰۱)

(اور انھوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔)

دوسری جگہ فرمایا:- وَجَعَلُوا آبَاءَهُمْ ذُرِّيَّتَ الْجَنَّةِ نَسَبًا - (النسب آیت ۱۵۷)

(اور انھوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان نسبی تعلق تجویز کر لیا۔)

حضرت سلیمان کی وفات کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت سلیمان م جنوں کے ذریعے بیت المقدس کی مسجد نے سرے سے  
 بنوا رہے تھے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ میری موت کا وقت آ گیا ہے تو انھوں نے جنات کو مسجد کا نقشہ بنا دیا اور اپنے آپ کو ایک شیخ  
 کے مکان میں بند کر کے اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی عادت تھی کہ مہینوں تنہائی میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔  
 اسی حالت میں موت کے فرشتے نے آپ کی روح قبض کر لی اور آپ کی نفس مبارک لکڑی کے سہارے کھڑی رہی، کسی کو آپ کی وفات کا پتہ نہ  
 چل سکا۔ وفات کے بعد مدت تک جنات مسجد کی تعمیر میں لگے رہے۔ جب تعمیر پوری ہو گئی تو حضرت سلیمان جس لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے وہ  
 گھن کھانے سے گر پڑی اور لکڑی کے گرنے سے آپ کی نفس بھی نیچے گر گئی اس وقت سب کو آپ کی وفات کا پتہ لگا۔ اب جنات کو پتہ لگ گیا کہ ان کی  
 غیب دانی کی حقیقت کیا ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ جنات کو غیب کا علم ہوتا ہے انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ اگر جنوں کو غیب کا علم ہوتا تو وہ کیوں حضرت سلیمان کو  
 زندہ بچا کر کام میں لگے رہے۔ اس سے بھی معلوم ہو گیا کہ جنات کی تسخیر حضرت سلیمان کا کوئی اپنا کمال نہ تھا اللہ نے اپنے فضل سے جنات کو ان کی خدمت پر آمون کر رکھا  
 تھا اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے پیغمبرین کی خدمت کا جو سلسلہ شروع کرتے ہیں ان کو اللہ تم کسی تدبیر سے پورا فرما دیتے ہیں۔  
 یہاں تک اللہ کے شکر گزار کچھ بندوں کا ذکر تھا اب آگے ایسی قوم کا ذکر ہے جو اللہ کی ناشکری میں نساہ و مبراہ

کی گئی۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكِنِهِمْ آيَةٌ، جَنَّتٍ عَنْ يَمِينٍ وَ

لَقَدْ كَانَ	لِسَبَإٍ	فِي مَسْكِنِهِمْ	آيَةٌ	جَنَّتٍ	عَنْ يَمِينٍ	وَ
البتہ تمہی	(قوم سبا کے لئے)	ان کی آبادی میں	ایک نشانی	دو باغ	دائیں سے	اور

البتہ قوم سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی، دو باغ دائیں اور

شِمَالٍ ؕ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ، بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ

شِمَالٍ	كُلُوا	مِنْ	رِزْقِ رَبِّكُمْ	وَاشْكُرُوا	لَهُ	بَلَدَةٌ	طَيِّبَةٌ
بائیں	تم کھاؤ	سے	اپنے رب کے رزق	اور شکر ادا کرو	اس کا	شہر	پاکیزہ

بائیں (ہم نے کہہ دیا کہ) اپنے پروردگار کے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو شہر ہے پاکیزہ اور

وَرَبُّ غَفُورٌ ۝۱۵) فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ السَّيْلَ الْغَمِيمَ

وَرَبُّ	غَفُورٌ	فَأَعْرَضُوا	فَأَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمُ	السَّيْلَ	الْغَمِيمَ
اور پروردگار	بخشنے والا	پھر انھوں نے منہ موڑ لیا	تو ہم نے بھیجا	ان پر	سیلاب بند سے (ڑکا ہوا)	

پروردگار ہے بخشنے والا۔ پھر انھوں نے منہ موڑ لیا تو ہم نے ان پر (بند توڑ کر) زور کا سیلاب بھیجا

وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِ أُكُلٍ خَمْطٍ

وَبَدَّلْنَاهُمْ	بِجَنَّتَيْهِمْ	جَنَّتَيْنِ	ذَوَاتِ	أُكُلٍ	خَمْطٍ
اور ہم نے انھیں بدل دئے	ان دو باغوں کے بدلے	دو باغ	والے	میوہ	بد مزہ

اور ان دو باغوں کے بدلے (اور) دو باغ دئے بد مزہ میوہ والے اور کچھ

وَأَشْلُ وَشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ ۝۱۶) ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ

وَأَشْلُ	وَشَيْءٍ	مِّنْ سِدْرٍ	قَلِيلٍ	ذَلِكَ	جَزَيْنَاهُمْ
جھاڑ اور کچھ		بیریاں	تھوڑی	یہ	ہم نے ان کو سزا دی

جھاڑ اور تھوڑی سی بیریاں۔ یہ ہم نے انھیں سزا دی اس لئے کہ

بِمَا كَفَرُوا، وَهَلْ نُجْزِي إِلَّا الْكَافِرِينَ ۝۱۷)

بِمَا	كَفَرُوا	وَهَلْ	نُجْزِي	إِلَّا	الْكَافِرِينَ
اس کی سبب سے	انھوں نے ناشکری کی	اور نہیں	ہم سزا دیتے	مگر صرف	ناشکرا

انھوں نے ناشکری کی اور ہم ناشکرے کو سزا دیتے ہیں۔

## فیصل

۱۵) پہلے تک قوم سبا کو اپنے مکانات میں جوین میں تھے مگر  
تعالیٰ کی کمال قدرت کی بڑی نشانی تھی۔ سبا ایک عرب  
کا قبیلہ تھا۔

جَنَّاتٍ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ - وہ نشانی تھی کہ ان کے  
جنگلوں میں داہنے اور بائیں دو باغ تھے۔

اور ان سے کہا گیا کہ  
کھاؤ تم، جو کچھ تمہارے رب نے تم کو روزی دی اور اس  
انعام پر اللہ کا شکر کرو۔

زمین سبا پاک صاف شہر تھا کہ وہاں کی زمین دشور تھی  
وہاں پھر، نہ لپو نہ مکھی نہ بچھوہ ساپ۔ اور اگر کوئی مائے  
وہاں کو گزرتا تھا اور اس کے کپڑوں میں جوں ہوتی تھی تو  
وہاں کی ہوا کی خوبی سے جوں مر جاتی تھی۔

اور اللہ ان کا رب گناہوں کا بخشنے والا ہے۔

۱۶) جو اس قوم نے اپنے رب کے شکر سے منہ پھرا اور  
ناشکری کی پس چھوڑی ہم نے ان پر زوپانی کی ہوئی کی  
جو نہایت زور آور اور تیز چلتی ہے۔ سو بہا دیا اور غرق  
کر دیا اس نے جن کے دونوں باغوں اور مالوں  
کو۔

اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے عوض دو باغ کر دیے  
بد مزہ اور بھارے کے درختوں کے بدل دیے اور  
کسی قدر درخت بیر لکے۔

۱۵) لَقَدْ كَانَتْ لِسَبَاٍ بِالْضَرْبِ  
وَعَدَمِهِ قَبِيلَةً سَمِيَتْ بِاِحْسَانِ  
جِدِّ لَهُمْ مِنَ الْعَرَبِ رِيفًا  
مَسْكَنُهُمْ بِالْيَمِينِ اَيَّةٌ ذَالَةٌ  
عَلَى قَدَرٍ لِّلّٰهِ جَنَّاتٍ بَدَلٍ عَنْ  
يَمِينٍ وَشِمَالٍ عَنِ يَمِينٍ وَاِذِ يَهُودُ  
وَبَشْمَالَهُ وَقَبِيلٌ لَهُمْ  
كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَ  
اشْكُرُوا لِّلّٰهِ عَلَيْهِ مَا رَزَقَكُمْ  
مِنَ النِّعْمَةِ فِيْ اَرْضٍ سَبَاٍ  
بَلَدًا طَيِّبَةً لَيْسَ بِهَا  
سَبَاخٌ وَلَا بَعُوضَةٌ وَلَا دَابَّاءٌ  
وَلَا بَرَعُونَ وَلَا عَقْرُونَ وَلَا  
حَيْثُهَا وَيَمْرُ الْعَرَبِيَّةِ بِهَا  
وَقِيْ تَيَابِهٍ قَتْلٌ فَيَمُوتُ  
لَطِيْبٌ هَوَايَاهَا وَاِلٰهٌ رَبُّ  
عَقْرُونَ

۱۶) وَاعْرَضُوا عَنْ شُكْرِهَا وَ  
كَفَرُوا وَنَاوَسَلْنَا عَلَيْهِمْ  
سَيْلَ الْعَرِمِ حَتْمًا مَّكْرَمَةً  
وَهُوَ مَا يُنْسِكُ الْهَاءُ مِنْ  
بِنَاءٍ وَعَنْبَرٌ اِلَى وَقْتِ  
حَاجَتِهِ اَي سَيْلٌ وَاِذِ يَهُودُ  
الْمَسْئُوكُ بِمَا ذَكَرْنَا غَرَقَ  
جَنَّتِيْهِمْ وَاَمَّا الْيَهُودُ وَبَدَلْنَا لَهُمْ  
بِجَنَّتِيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِي  
شَنْبِيَّةٌ ذَوَاتِ مَعْنَرٍ عَلَى الْاَصْلِ  
اَكْلُ حَمِيْطٍ مَّرْبُوعٍ بِاِضَاقَةِ اَكْلِ  
بِمَعْنَى مَا كُوْلٍ وَتَبْرُكُهُا وَ  
يُعْطَى عَلَيْهِ وَاَسْمٌ وَاَسْمٌ  
سِدْرٌ قَلْبِيْلٌ

۱۴) یہ بدل ہماری طرف سے ان کے کفر کی سزا تھی اور ہم سخت لڑی  
کافر ہی سے کرتے ہیں۔

۱۴) ذَٰلِكَ الثَّبَاتُ لِمَنْ جَزَيْتُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ وَأَدْ  
بِكُفْرِهِمْ وَهَلْ يُجْزَى  
إِلَّا الْكَافِرُونَ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
مَعَ كَسِبُوا لِسْرَائِي وَنَصَبُوا الْكَافِرِينَ  
أَيُّ مَا يَنْتَاقِشُوا إِلَّا هُوَ

## تشریح

۱۵) قوم سبا کا واقعہ، قانون مکانات کی شہادت | قوم سبا جس علاقے میں آباد تھی وہ بڑا سرسبز و شاداب علاقہ تھا دائیں بائیں  
جدھر نگاہ ڈالو باغات ہی باغات نظر آتے تھے۔ اصل میں انھوں نے آب پاشی کا ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا تھا کہ جگہ جگہ پہاڑوں  
کی وادیوں میں بند بنائے تھے اور پانی کو روک کر پھر بقدر ضرورت آب پاشی کے کام میں لاتے تھے۔ اسی طرح کا ایک مشہور  
بند سد آرب کے نام سے بنایا تھا جو ان کے دار الحکومت آرب کے جنوب میں واقع تھا۔ اصل میں آرب کے جنوب میں  
دائیں بائیں دو پہاڑ ہیں جن کا نام کوہ ابلق ہے۔ قوم سبا نے ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں تھریں  
کی تعمیر کی تھی یہ بند ۱۵ فٹ لمبی اور ۵۰ فٹ چوڑی ایک دیوار ہے اس دیوار کا ایک حصہ اب بھی باقی ہے اس دیوار پر جگہ  
جگہ کتبے لگے ہوئے ہیں وہ بھی پڑھے لگے ہیں۔ اس دیوار پر اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں جو ضرورت کے مطابق کھولی اور  
بند کی جاکتی تھیں۔ دیوار کے بائیں اور دائیں مشرق اور مغرب میں دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہو کر  
زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ آب پاشی کے اس نظام کی بدولت اس ریگستانی علاقے میں تین سو مربع میل تک باغوں کی قطاریاں  
تیار ہو گئی تھیں جن میں طرح طرح کے میوے اور خوشبودار درخت تھے۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیت :- جَنَّاتٍ عَنقُ  
يَمِينٍ وَشِمَالٍ | میں اسی طرف اشارہ ہے۔

یہ سرسبز اور شادابی اس بات کی نشانی تھی کہ یہ جو کچھ ان کو میسر ہے یہ اللہ کا دیا ہوا ہے اور اس کا تقاضا تھا کہ وہ اس  
پروردگار کا شکر بجالائیں جس نے ان کو یہ نعمتیں عطا کی ہیں مگر ہوا یہ کہ انھوں نے بندگی اور شکر گزاری کے بجائے  
نافرمانی اور نیک حرامی کی روش اختیار کی۔

۱۶) قوم سبا کی ناشکری کا انجام | یہ قوم اللہ کی شکر گزار ہونے کے بجائے اس کی نافرمانی اور ناشکری کرتی رہی۔ آخر ان پر  
ایک عذاب آیا اور عذاب اس شکل میں تھا کہ پانی کا سیلاب تمام بندوں کو توڑتا ہوا چلا گیا اور خوبصورت باغات  
دیکھتے دیکھتے تباہ و برباد ہو گئے۔ پہاڑوں کے درمیان بند بنا کر جو نہریں جاری کی تھیں وہ سب ختم ہو گئیں آب سانی  
کا سارا نظام درہم برہم ہو گیا۔ اور وہی علاقہ جو کبھی جنت نظر بنا ہوا تھا خود رو جنگلی درختوں سے بھر گیا اور اگر اس میں  
کھانے کے قابل کوئی چیز باقی رہ گئی تو وہ جھاڑی کے پیر تھے۔ قوم سبا یہ بھول گئی تھی کہ یہ نعمت ختم بھی ہو سکتی ہے اس  
واقعہ میں تاریخی شہادت موجود ہے کہ اللہ کی سلطنت میں نیکی اور بدی کا انجام یکساں نہیں ہوتا۔

۱۷) قوم سبا کی ناشکری کا بدلہ | قوم سبا کی ناشکری اور نافرمانی کا یہ بدلہ دنیا میں بھی سامنے آیا اور ایسا بدلہ ناشکرے  
انسانوں کو یہاں بھی مل جاتا ہے۔

ملکہ بلقیس کے بعد بھی اس قوم میں شرک باقی رہا ہوگا۔ خود ملکہ بلقیس کے زمانے میں یہ لوگ سورج کی  
پوجا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ نمل میں ارشاد ہوا،

”وَجَدْتُهُمْ آدِقُوا مِمَّا يَنْجُدُونَ لِلشَّمْسِ“

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَىٰ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرَىٰ

وَجَعَلْنَا	بَيْنَهُمْ	وَبَيْنَ	الْقُرَىٰ	الَّتِي	بَرَكْنَا	فِيهَا	قُرَىٰ
اور ہم نے آباد کر دیے	ان کے درمیان	اور درمیان	بستیاں	وہ جنہیں	ہم برکت دی	اس میں	بستیاں

اور ہم نے آباد کر دیے ان کے درمیان اور (شام کی) ان بستیوں کے درمیان جنہیں ہم نے برکت دی ہے ایک دوسرے سے

ظَاهِرَةً وَقَدْ رَزَقْنَاهُمَا السَّيْرَ سَيْرًا وَإِنَّمَا

ظَاهِرَةً	وَقَدْ رَزَقْنَاهُمَا	السَّيْرَ	سَيْرًا	وَإِنَّمَا
ایک دوسرے سے متصل	اور ہم نے مقرر کر دیا	ان میں آمدورفت	تم چلو پھرو	ان میں راتوں اور دنوں

متصل بستیاں۔ اور ہم نے ان میں آمدورفت مقرر کر دی تم ان میں چلو پھرو، راتوں اور دنوں

أَمْنَيْنِ ۝۱۸ فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا

أَمْنَيْنِ	فَقَالُوا	رَبَّنَا	بَعْدَ	بَيْنِ	أَسْفَارِنَا	وَظَلَمُوا
ان کے (بے خوف و خطر)	وہ کہنے لگے	اے ہمارے رب	دوری پیدا کر دو	ہمارے سفروں کے درمیان	اور انہوں نے ظلم کیا	

بے خوف و خطر۔ وہ کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفروں کے درمیان دوری پیدا کر دے اور انہوں نے اپنی جانوں

أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ

أَنْفُسَهُمْ	فَجَعَلْنَاهُمْ	أَحَادِيثَ	وَمَزَقْنَاهُمْ	كُلَّ	مُمَزَّقٍ
اپنی جانوں پر	تو ہم نے بنا دیا انہیں	افسانے	اور ہم نے انہیں پر لگانے کر دیا	پوری طرح پر لگانے	

پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں بنا دیا افسانے اور ہم نے انہیں پوری پوری طرح پر لگانے کر دیا۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝۱۹ وَلَقَدْ صَدَقَ

إِنَّ	فِي	ذَٰلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّكُلِّ	صَبَّارٍ	شَكُورٍ	وَلَقَدْ	صَدَقَ
بیشک	اس میں	نشانیوں	ہر بڑے صبر کرنے والے	شکر گزار	اور البتہ	سچ کر دکھایا		

بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور البتہ ابلیس نے

عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝۲۰

عَلَيْهِمْ	إِبْلِيسُ	ظَنَّهُ	فَاتَّبَعُوهُ	إِلَّا	فَرِيقًا	مِّنَ	الْمُؤْمِنِينَ
ان پر	ابلیس	اپنا گمان	پر انہوں نے اس کی پیروی کی	سوا	ایک گروہ	سے	مومن (جمع)

ان پر اپنا گمان سچ کر دکھایا، پس مومنوں کے ایک گروہ کے سوا انہوں نے اس کی پیروی کی۔

۱۸) وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ بَيْنَ سَبِيلٍ وَهُمْ

بِالْيَمِينِ وَبَيْنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي

بُرُكَّتْ فِيهَا بِالنِّهَالِ وَالشَّجَرِ

وَهُوَ شَرْي الشَّامِ الَّتِي يُسِيرُونَ

إِلَيْهَا لِلتِّجَارَةِ قَرْيَةٌ ظَاهِرَةٌ

مُتَوَاصِلَةٌ مِنَ الْيَمِينِ إِلَى

الشَّامِ وَقَدْ رَفَعْنَا فِيهَا السُّيُوفَ

بِحَيْثُ يَقْبَلُونَ فِي وَاحِدَةٍ

وَيُيَسِّرُونَ فِي أُخْرَى إِلَى انْتِهَاءِ

سَفَرِهِمْ وَلَا يَخْتَاجُونَ فِيهِ إِلَى

حَبْلٍ زَادٍ وَمَاءٍ وَقَلْنَا سِيرُوا

فِيهَا لِيَأْتِيَ وَأَيُّهَا أَمِينٌ

لَا تَخَافُونَ فِي لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ

فَمَا لَوَارِكْنَا بَعْدَ ذِي قُرَيْشٍ

بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا إِلَى الشَّامِ

إِجْعَلْهَا مَفَارِزَ لِيَسْطَرَّ لَوَاعِي

الْفُقَرَاءِ بِرُكُوبِ الزَّوْجِلِ وَحَبْلِ

الزَّادِ وَالْمَاءِ فَيَطْرُقُوا النِّعْمَةَ

وَيَكْفُرُوا أَنفُسَهُمْ بِالْكَفْرِ

فَجَعَلْنَا لَهُمْ أَحَادِيثَ لِيَمُنَّ

بَعْدَهُمْ فِي ذَلِكَ وَمَزَقْنَا لَهُمْ

كُلَّ مَسْرُوقٍ فَزَفْنَا لَهُمُ بِالْبِلَادِ

كُلَّ التَّفْرِيقِ إِنَّ فِي ذَلِكَ

الْمَذَكُورِ لَا يَنْبَغِي لِكُلِّ

صَبَّاحٍ عَنِ النَّعَاصِي سُكُورٍ

عَلَى النِّعَمِ

وَلَقَدْ صَدَقَ بِالْتَّخْفِيفِ

وَالشَّدِيدِ عَلَيْهِمْ أَيُّ الْكُفَّارِ

مِنْهُمْ سَبَا بِلَيْسُ طَبْتُهُ

أَنْتُمْ بِأَعْوَابِهِ يَتَّبِعُونَ

فَاتَّبِعُوهُ فَصَدَقَ بِالْتَّخْفِيفِ

وَالشَّدِيدِ عَلَيْهِمْ أَيُّ الْكُفَّارِ

مِنْهُمْ سَبَا بِلَيْسُ طَبْتُهُ

أَنْتُمْ بِأَعْوَابِهِ يَتَّبِعُونَ

فَاتَّبِعُوهُ فَصَدَقَ بِالْتَّخْفِيفِ

وَالشَّدِيدِ عَلَيْهِمْ أَيُّ الْكُفَّارِ

مِنْهُمْ سَبَا بِلَيْسُ طَبْتُهُ

أَنْتُمْ بِأَعْوَابِهِ يَتَّبِعُونَ

فَاتَّبِعُوهُ فَصَدَقَ بِالْتَّخْفِيفِ

۱۸) اور ہم نے بنائے یمن سے جو سب کے رہنے کی جگہ تھا کہ  
شام تک کہ جہاں وہ تجارت کے لئے جاتے تھے یہ  
گاؤں ایک دوسرے سے قریب۔ حاصل یہ کہ یمن سے  
شام تک برابر آبادی اور بستیاں تھیں۔

اور ہم نے اندازہ کر دیا سفر کا یعنی آسانی کہ ایک گاؤں  
میں دوپہر کو آرام کریں اور رات دوسرے گاؤں میں گزاریں  
برابر تمام سفر کو اس طرح طے کریں نہ تو شہر ساتھ لینے کی گنت  
وہ پانی لے چلنے کی ضرورت۔

اور ہم نے کہا سفر گردان بستوں میں کورات دن ان  
سے۔ نہ رات کو کوئی خوف نہ دن کو کچھ اندیشہ۔ سوا انہوں نے  
اس نعمت کی ناشکری کی اور کہا۔

۱۹) اے ہمارے رب دوری کہ ہمارے سفر میں یعنی  
ملک شام تک برابر جنگل اور میدان کر دے یہ بستیاں جو  
پاس پاس ہیں نہ رہیں تاکہ ہم فقروں پر فخر اور عجب کریں کہ ہمارے  
پاس سواریاں اور توڑے اور پانی ہوگا اور فقیر پیادہ پا  
تنگدست تکلیف اٹھادیں گے۔

اور ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کفر اور ناشکری کر کے  
پس کر دیا ہم نے ان کو قصہ اور کہانیاں پھیلوں کے واسطے  
اور تفریق اور پریشان کر دیا ہم نے ان کو شہروں میں  
نہایت درجہ۔

بے شک اس میں جو ذکر کیا گیا بڑی نشانیاں اور عبرتیں  
ہیں ہر ایک اس آدمی کے لئے جو گناہوں سے بچنے والا نہ ہو  
پر شکر کرنے والا ہے۔

۲۰) اور بے شبہ شیطان نے کافروں پر جن میں سے اہل با  
بھی ہیں اپنا گمان بچ کر دکھلایا۔ گمان شیطان کا ان میں  
یہ تھا کہ یہ لوگ میرے بہکانے سے بہک جاویں گے۔ اور میری  
پیروی کریں گے چنانچہ انہوں نے اس کی پیروی کی لیکن

فَظَنَّهُ اَوْ صَدَّقَ بِالْمُشْرِكِ  
ظَنَّهُ اَوْ وَجَدَهُ صَادِقًا  
اِلَّا بِمَعْنَى لَكِنْ قَرِيبًا  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝  
لِلْبَسَاتِ اَيُّ هُم  
الْمُؤْمِنُونَ لَمْ يَتَّبِعُوهُ

ایمان والوں کی جماعت نے اس کی پیروی نہ کی وہ اس کے  
جال سے بچے رہے۔

## تشریح

۱۸) قوم سبا کی خوش حال قوم سبا کی خوش حالی کی وجہ ان کی تجارت تھی۔ میں ایک طرف ہندوستان کے ساحلوں کے  
مقابلے پر ہے دوسری طرف افریقہ کے ساحل بھی میں کے سامنے ہیں۔ سونا، قیمتی پتھر، مصالحے، خوشبوئیں، ہاتھی دانت  
یہ سب چیزیں حبش اور ہندوستان سے میں آکر اترتی تھیں اور وہاں سے سبا کے لوگ ان چیزوں کو اونٹوں پر لاد کر  
بحرام کے کنارے کنارے حجاز سے گزر کر شام اور مصر لاتے تھے۔ قرآن مجید نے اس راستے کو امام مبین (کھلے راستے) کا نام دیا،  
اور اسی سفر کا تذکرہ رحلۃ الشتاء والی صیف کے عنوان سے ہے، جس کو قریش نے جاری کیا تھا۔ ان تجارتی قافلوں کے  
آنے جانے کی وجہ سے میں سے لے کر شام تک آبادیوں کا ایک سلسلہ قائم تھا جہاں بے خوف و خطر سفر ہو سکتا تھا۔ برکت والی بستیوں  
سے مراد شام کی بستیاں ہیں یعنی میں سے لے کر شام تک پورا راستہ مامون و محفوظ تھا اور سڑک کے کنارے آبادیوں کا سلسلہ  
ایسے انداز میں چلا گیا تھا کہ مسافر کو ہر منزل پر کھانے پینے کا سامان ملتا تھا اور آرام کی جگہ میسر آتی تھی۔ آبادیوں  
کے قریب قریب ہونے اور جلد جلد نظر آنے کی وجہ سے مسافر کا دل لگتا تھا، سفر کیا تھا ایک طرح کی ہیر  
و تفریح تھی۔ یہ تھی وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو عطا کی تھی مگر اس نعمت پر شکر گزاری کے بجائے انہوں  
نے ناشکری کا رویہ اختیار کیا۔

۱۹) قوم سبا کا زوال اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو سفر کی یہ سہولتیں اور خوش حالی نصیب فرمائی تھی مگر انہوں نے اللہ کی ان نعمتوں  
کی قدر نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا وہ شان دار تمدن جس پر ان کو ناز تھا وہ شان و شکوہ جس پر وہ فخر کرتے تھے  
ملک کی وہ خوش حالی اور شادابی جس پر وہ اتراتے تھے وہ سب خاک میں مل گئی۔ اسباب اس کے کچھ بھی ہوئے ہوں  
تاریخ بتلاتی ہے کہ یونانیوں اور رومیوں نے مصر اور شام پر قبضہ کر کے ہندوستان اور افریقہ کی تجارت کو خشکی کے  
راستے کے بجائے سمندر کے راستے کی طرف منتقل کر دیا اور ہندو افریقہ کا وہ مال جو بڑی راستے سے شام پہنچتا تھا کشتیوں  
کے ذریعے بحرام کے راستے سے مصر اور شام جانے لگا۔ اس طرح سبا کی نو آبادیاں تباہ ہو گئیں، یہ قوم ٹکڑے ٹکڑے  
ہو کر بکھر گئی۔ آج صرف اس قوم کی کہانیاں کتابوں میں بڑھی جاتی ہیں اور افسانہ بن کر رہ گئی ہیں۔

اللہ کے شکر گزار بندوں کے لئے جو اللہ کی طرف سے نعمتیں پا کر آپے سے باہر نہ ہو جائیں اور پروردگار کو  
بھول نہ جائیں ان کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے۔

۲۰) قوم سبا کی اذیت شیطان کی پیروی کرنے لگی قوم سبا کے زوال کا اصل سبب یہ تھا کہ ان کے اکثر لوگ شیطان کے پرکار  
بن گئے تھے جب ان کی نعمت کا زوال شروع ہوا تو مختلف قبیلے اپنا وطن چھوڑ کر ادھر ادھر جا بسے ان میں تھوڑا سا ایک عنصر  
تھا جو خدائے واحد کا پرستار تھا یہ لوگ صدیوں تک میں میں موجود رہے تاریخ کے مختلف کتبات سے ان کی میں میں موجودگی  
ثابت ہوتی ہے۔



وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ

وَمَا كَانَ	لَهُ	عَلَيْهِمْ	مِنْ	سُلْطٰنٍ	اِلَّا	لِنَعْلَمَ
اور نہ تھا	اسے (البتہ کو)	ان پر	کوئی غلبہ	مگر	مگر	تا کہ ہم معلوم کریں
اور البتہ کو ان پر کوئی غلبہ نہ تھا مگر (ہم چاہتے تھے) کہ جو آخرت پر						

مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ وَّ

مَنْ	يُّؤْمِنُ	بِالْاٰخِرَةِ	مِمَّنْ	هُوَ	مِنْهَا	فِي	شَكٍّ	وَّ
جو ایمان رکھتا ہے	آخرت پر	اس سے جو	وہ	اس سے	شک میں	اور		
ایمان رکھتا ہے اس سے (جدا کر کے) معلوم کریں جو اس کے بارے میں شک میں ہے اور								

رَبِّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿۲۱﴾ قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ

رَبِّكَ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	حَفِيظٌ	مِمَّنْ	اَدْعُوا	الَّذِيْنَ
تمہارا رب	پر	ہر	شے	نگہبان	میں	پکارو	ان کو جنہیں تم
تمہارا رب ہر شے پر نگہبان ہے آپ فرادیں انہیں پکارو جنہیں تم							

زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

زَعَمْتُمْ	مِنْ	دُوْنِ	اللّٰهِ	لَا	يَمْلِكُوْنَ	مِثْقَالَ
گمان کرتے ہو	اللہ کے	ہوا	وہ	مالک نہیں ہیں	برابر	
اللہ کے سوا (معبود) گمان کرتے ہو، وہ (تو) ایک ذرہ کے برابر بھی						

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَاِلٰى اَرْضٍ وَمَا لَهُمْ

ذَرَّةٍ	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَاِلٰى	اَرْضٍ	وَمَا	لَهُمْ
ایک ذرہ	میں	آسمان (جمع)	اور نہ	زمین	اور نہیں	ان کا
مالک نہیں (اختیار نہیں رکھتے) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ (آسمان و زمین میں)						

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكِ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظٰهِرٍ ﴿۲۲﴾

فِيْهِمَا	مِنْ	شِرْكِ	وَمَا	لَهُ	مِنْهُمْ	مِنْ	ظٰهِرٍ
ان (آسمان و زمین) میں کوئی سبھا	اور نہیں اس (اللہ) کا	ان میں سے	کوئی مددگار	ان کا	کوئی سبھا ہے	اور نہ ان میں سے کوئی (اللہ) کا مددگار ہے۔	

(۲۱) اور ہم نے شیطان کو ان پر اسلئے تسلط اور غلبہ دیا تاکہ ہم ظاہر کر دیں اس شخص کو جو ان میں سے آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتا بلکہ تردد اور شک میں ہے آخرت کے ہونے سے پھر ہر ایک کو موافق اس کے عمل کے مکافات کریں اور تیرا رب ہر ایک چیز پر نگہبان ہے۔

(۲۱) وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ تَسْلِيْطٍ مِّثْلَ الَّذِيْنَ عَلَّمَهُمْ تَهْوِيْنَ مِنْ يَّسُوْرٍ مِّنْ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ فَذُنُوْبٌ جٰزِيَةٌ مِّنْهُمَا وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝

(۲۲) قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ رَعٰىتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا ذُرِّيَّةً فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَّوَمَا لَهُمْ مِنْكُمْ مِنْ كَلْبٍ اِلَّا اَسْعَدُوْكُمْ كَمَا رَكِبْتُمْ مِنْكُمْ كَرِيْمًا اَوْ كَمَنْ تَدْعُوْنَ اَللّٰهُ اَيُّ عٰوِيْءٍ يَنْفَعُوْكُمْ بِزَعْمِكُمْ ۗ وَالَّذِيْنَ فِيْهِمْ لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَذٰلِكَ ذُرِّيَّةٌ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شَرِكٍ ۗ وَمَا لَهُ تَعٰلٰى مِنْهُمْ مِنَ الْاِلٰهَةِ مِمَّنْ تَدْعُوْنَ ۗ مُعَيَّنٌ

(۲۲) قُلْ اَدْعُوا الَّذِيْنَ رَعٰىتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيُّ عٰوِيْءٍ يَنْفَعُوْكُمْ بِزَعْمِكُمْ ۗ وَالَّذِيْنَ فِيْهِمْ لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَذٰلِكَ ذُرِّيَّةٌ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ شَرٍّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شَرِكٍ ۗ وَمَا لَهُ تَعٰلٰى مِنْهُمْ مِنَ الْاِلٰهَةِ مِمَّنْ تَدْعُوْنَ ۗ مُعَيَّنٌ

## تشریح

(۲۱) شیطان بہکا سکتا ہے زبردستی نہیں کر سکتا | شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ زبردستی کسی کا ہاتھ پکڑ کر نافرمانی کے راستے پر لگائے۔ ہاں وہ بہکا سکتا ہے لیکن ان ہی لوگوں کو جو اس کے پیچھے لگنا چاہیں لیکن جو لوگ آخرت کو ماننے والے ہیں اور جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے اور وہ اپنے اعمال کا اللہ کے سامنے حساب دینا ہے وہ جلدی سے شیطان کے فریب میں نہ آسکیں گے۔ شیطان کو بہکانے کی طاقت دی ہے اس کا زور انہیں پر چلتا ہے جن کو آخرت کے بارے میں شک ہو اور وہ دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہوں اور نہ جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہو وہ کبھی آخرت کی دائمی زندگی کو دنیا کی زندگی پر قربان کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا۔ ہر چیز اللہ کی نگاہ میں ہے اللہ نے جس کو جتنی آزادی دے رکھی ہے وہ حکمت اور معلومت کی بنا پر ہے۔

(۲۲) فرضی معبودوں کو کوئی اختیار نہیں | اللہ تبارک و تعالیٰ ان لوگوں اور قوموں کی قسمتوں کے مالک ہیں جس کو چاہیں عزت دیں جس کو چاہیں ذلت دیں۔ حضرت داؤد اور سلیمان کو اللہ نے بلند تہ عطا فرمایا۔ قوم سبا جس نے اللہ کی ناشکری کی وہ کس طرح ہندی سے پستی میں آگئی۔ لیکن یہ فرضی معبود جن کو مشرکین اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ زمین و آسمان میں کسی چیز کے ذرہ برابر مالک نہیں ہیں نہ کسی چیز میں ان کی شرکت ہے نہ ان کا کوئی اختیار ہے نہ وہ کسی کی قسمت بنا سکتے ہیں نہ بگاڑ سکتے ہیں ان فرضی معبودوں میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔ آڑے وقت میں ان کو پکارو تو وہ کسی کام نہیں آسکتے۔ اللہ کے سوا دوسری چیزوں پر خدائی کا گمان کرنا خود کو دھوکا دینا ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا

وَلَا تَنْفَعُ	الشَّفَاعَةُ	عِندَهُ	إِلَّا	لِمَنْ	أَذِنَ	لَهُ	حَتَّىٰ	إِذَا
اور نفع نہیں دیتی	شفاعت	اس کے پاس	سوائے	جسے اجازت دے دے	اس کو	یہاں تک	جب	
اور شفاعت (سفرائش)	نفع نہیں دیتی	اس کے پاس	سوائے	اس کے جسے وہ اجازت دے دے	یہاں تک	کہ		

فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ فَاذًا لَوْ أَمَاذًا قَالَ رَبُّكُمْ

فُزِعَ	عَنْ	قُلُوبِهِمْ	فَاذًا	لَوْ	أَمَاذًا	قَالَ	رَبُّكُمْ
دور کر دی جاتی	سے	ان کے دلوں	کہتے ہیں	کیا	کہا	تمہارے رب نے	
جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کیا کہا ہے تمہارے رب نے							

قَالُوا الْحَقُّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ

قَالُوا	الْحَقُّ	وَهُوَ	الْعَلِيُّ	الْكَبِيرُ	قُلْ	مَنْ
وہ کہتے ہیں	حق	اور وہ	بلند مرتبہ	بزرگ تندر	فرمادیں	کون
وہ (فرشتے) کہتے ہیں حق (فرمایا ہے) اور وہ بلند مرتبہ بزرگ تندر ہے۔ آپ فرمادیں کون نہیں						

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا

يَرْزُقُكُمْ	مِّنَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	قُلِ	اللَّهُ	لَا	إِلَهَ	إِلَّا
تمہیں رزق دیتا ہے	سے	آسمانوں	اور	زمین	فرمادیں	اللہ	اور بیشک	ہم
رزق دیتا ہے آسمانوں سے اور زمین سے، فرمادیں، اللہ بیشک ہم یا تم ہی								

أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَّكُمْ هُدًىٰ أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۲۴﴾

أَوْ	إِيَّاكُمْ	لَعَلَّكُمْ	هُدًىٰ	أَوْ	فِي	ضَلَالٍ	مُّبِينٍ
یا	تم ہی	البتہ ہدایت پر	یا	میں	گمراہی	کھلی	
(دونوں میں سے ایک) البتہ ہدایت ہے یا کھلی گمراہی میں ہے۔							

﴿۲۳﴾ اور نہ نفع دیگی سفارش کسی کی اللہ کے پاس مگر اس کی کہ جس کو اللہ نے اذن دیا (یہ جواب ہے کافروں کے قول کا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے معبود ہماری سفارش کریں گے اللہ کے نزدیک)

یہاں تک کہ جب ان کی گھبراہٹ دور ہوگی یعنی جن کو

﴿۲۴﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ لَا تَعَالَىٰ رَدًّا لِّقَوْلِهِمْ أَنِ الْيَقِينُ تَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ بِفَتْحِ الْهَمْزِ وَضَمِّهَا لَهُ فِيهَا حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ بِالْإِنْبَاءِ لِلْمَعَالِ

سفارش کی اجازت ہوگی جس وقت ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور ہوگی اس طرح کہ ان کو سفارش کرنے کی اجازت ملے گی اس وقت ایک دوسرے سے کہیگا ازراہ غوثی کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا سفارش کے بارہ میں وہ جواب دیں گے اس نے حق فرمایا یعنی سفارش کی اجازت دے دی اور وہ بلند ہے اپنی مخلوق پر بڑا ہے سب سے۔

وَاللَّمْضَعُولَ عَنْ قَلْبِهِمْ كَشَفَ عَنْهَا  
الْفَرْعَ بِاللَّذِينَ فِيهَا قَالُوا قَالُوا  
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اسْتَبْشَرُوا مَا ذَا  
سَأَلَ رَبُّكُمْ فِيهَا قَالُوا  
السُّؤَالُ الْحَقُّ أَيُّ شَيْءٍ  
أَذِنَ فِيهَا وَهُوَ الْعَلِيُّ شَوْقَ خَلْقِهِ  
بِالْقَهْرِ الْكَبِيرِ ۝ الْعَظِيمِ  
فَلَمَّا مَنَّ بِرِزْقِكُمْ  
مِنَ السَّمَوَاتِ السُّبْحِي  
وَالْأَرْضِ وَالنَّبَاتِ فَلَ  
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا  
جَوَابَ غَيْرَهُ وَإِنَّا أَوْ أَيْنَاكُمْ  
أَيُّ أَحَدٍ الْفَرِيقَيْنِ لَعَلَى  
هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝  
بَيِّنٍ فِي الْآيَاتِ  
سَلَّمْنَا بِهِمْ ذَا جِ إِلَى الْإِيمَانِ  
إِذَا وَتَفَقُّوا إِلَهُ

۲۳۳

۲۳۳) کہہ دے کہ کون تم کو آسمان سے بارش دیتا ہے اور زمین سے سبزہ، اگر وہ کچھ اس کا جواب دے تو کہہ دے کہ اللہ ہی یہ تمام چیزیں دیتا ہے اس کے سوا اور کچھ جواب اس کا نہیں اور بے شک ہم دونوں میں سے ایک جماعت ہدایت پر ہے اور ایک ظاہر گمراہی میں۔ (ہدایت والے گروہ اور گمراہ فرقہ کو مبہم رکھنے میں ایک خوبی ہے جو ان کا دلوں کو ایمان لانے کی طرف رہبر ہے اگر وہ سمجھیں۔)

## تشریح

۲۳۳) اللہ کے حضور میں بغیر اس کی اجازت کے | یہ فرضی معبود تو کیا کسی کے کام آئیں گے ان کی نہ تو کسی کام میں شرکت ہے نہ کوئی اختیار کوئی سفارش بھی نہیں کر سکے گا | ہے۔ اللہ کی بارگاہ تو وہ بارگاہ ہے جہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکے گا۔ اللہ جس کو سفارش کی اجازت دیں گے اور جس کے حق میں اجازت دیں گے وہی عرض و معروض کر سکے گا اس کی بارگاہ کا عالم تو یہ ہے کہ مقرب فرشتے بھی اس کی بیعت و عظمت سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ جب اوپر سے اللہ کا کوئی پیغام آئے گا اور گھبراہٹ دور ہوگی تو وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ ہماری معروضات کا اللہ نے کیا جواب دیا۔ اوپر والے فرشتے نیچے والے فرشتوں کو درجہ بدرجہ بتلائیں گے کہ وہی جواب دیا ہے جو اللہ کی حکمت کے مطابق ہے۔ تو جس کی عظمت کی یہ کیفیت ہو کہ حکم دے تو مقربین کا ہیبت و جلال کی وجہ سے یہ حال ہو جائے وہاں کس کی ہمت ہے کہ بغیر اجازت کے از خود سفارش کے لئے کھڑا ہو سکے۔

۲۳۴) راہ راستہ پر کون ہے | اے پیغمبر ان شرک کرنے والوں سے پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ وہ کون ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین سے تمہارے کھانے کا سامان نکالتا ہے؟ کہنا پڑے گا کہ وہ اللہ ہی ہے۔ جب رزق دینے والا اللہ ہے تو پھر یہ فرضی معبود کس مرض کی دوا ہیں۔ رزق تو دے اللہ اور عبادت کی جائے ان کی۔ کھانا کسی کا بجانا کسی کا قاعدہ کی تباہی ہے کہ جس کا کھانا بجانا۔ رزق دینے والے اللہ ہیں تو شکر گزاری اور عبادت گزاری اللہ ہی کی ہونی چاہیے۔ ہم تو اسی کی عبادت کرتے ہیں جو ہمیں رزق دیتا ہے۔ اب یا تو ہم غلط ہیں یا تم غلط ہو۔ بناؤ راہ راستہ پر کون ہے؟

## قُلْ لَا تَسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۵﴾ قُلْ

قُلْ	لَا تَسْأَلُونَ	عَمَّا	أَجْرَمْنَا	وَلَا نَسْأَلُ	عَمَّا	تَعْمَلُونَ	قُلْ
فرا دیں	تم سے نہ پوچھا جائے گا	اس کی بات	جو ہم نے گناہ کیا	اور نہ ہم سے پوچھا جائے گا	اس کی بات	جو تم کرتے ہو	فرا دیں
اچھے فرا دیں (اگر ہم مجرم ہیں تو) تم سے اس گناہ کی بابت نہ پوچھا جائے گا جو ہم نے کیا، نہ ہم سے اس کی بابت پوچھا جائے گا جو تم کرتے ہو۔ (فرا دیں ہم							

## يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْتِمُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿۲۶﴾

يَجْمَعُ	بَيْنَنَا	رَبَّنَا	ثُمَّ	يَفْتِمُ	بَيْنَنَا	بِالْحَقِّ	وَهُوَ	الْفَتَّاحُ	الْعَلِيمُ
وجع کرے گا	ہم سب کو	ہمارے	پھر	فیصلہ کرے گا	ہم سب کو	ٹھیک ٹھیک	اور وہ	فیصلہ کرنے والا	جاننے والا
سب کو جمع کرے گا ہمارے ہر ہر درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا اور وہ فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے۔									

﴿۲۵﴾ اے محمد کہہ دے کہ تم سے سوال نہ کیا جاوے گا ہمارے گناہوں کا اور نہ ہم سے تمہارے عملوں کی باز پرس ہوگی کہ تم سے بڑی ہیں کوئی تعلق ہم میں اور تم میں نہیں۔

﴿۲۶﴾ کہہ دے کہ ہم تم سب کو ہمارے قیامت میں جمع کرے گا پھر ہم میں اور تم میں سچا فیصلہ کرے گا کہ اہل حق کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اہل باطل کو دوزخ میں ڈالے گا۔

﴿۲۵﴾ قُلْ لَا تَسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا

أَذْنَبْنَا وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

﴿۲۶﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا

ثُمَّ يَفْتِمُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ

وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ○

يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْتِمُ

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ

الْعَلِيمُ ○

يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْتِمُ

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ

الْعَلِيمُ ○

اور وہی ہے فیصلہ فرمانے والا جاننے والا اپنے حکم کو۔

### تشریح

﴿۲۵﴾ اپنے عمل کا شخص نے اپنے بارے میں اور دوسری بات یہ ہے کہ گمراہی اور ہدایت یہ ہر ایک کا اپنا معاملہ ہے اگر کوئی گمراہ ہوگا تو اس کا نتیجہ اسی کو بھگتنا ہوگا اگر کوئی ہدایت پر چلے گا تو ہدایت کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اپنے عمل کے ہم ذمہ دار ہوں گے اور تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو گے۔ ہم سے ہمارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس لئے کوئی عقیدہ اختیار کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ کہیں غلط راستے پر تو نہیں جا رہے ہیں۔

﴿۲۶﴾ ہم سب کو ایک ہی جگہ سامنے پیش ہونا ہے ایسی بات یہ ہے کہ ہمیں اور تمہیں دونوں کو ایک ہی جگہ سامنے پیش ہونا ہے یعنی ہم دونوں کا مقدمہ ایک ہی حاکم کے یہاں جائے گا اور وہ حاکم ایسا ہے جس کو سب کچھ معلوم ہے کوئی بات اس سے چھپی نہیں ہے اور وہ جو فیصلہ کرے گا وہ بالکل ٹھیک ٹھاک فیصلہ کرے گا جس سے حق اور باطل الگ ہو جائے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر اور وہاں یہ بھی فیصلہ ہو جائے گا کہ ہم نے سچائی تمہارے سامنے دکھادی تھی اور تم نے اپنی ضد اور ہٹ کی وجہ سے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ غرض یہ کہ وہاں ہر بات بالکل سامنے آجائے گی۔

قُلْ أَرُونِي الَّذِينَ أَحَقُّمَّ بِهٖ شُرَكَاءَ كَلَاءِ بَلْ هُوَ

قُلْ	أَرُونِي	الَّذِينَ	أَحَقُّمَّ	بِهٖ	شُرَكَاءَ	كَلَاءِ	بَلْ	هُوَ
فراویں	مجھے دکھاؤ	وہ جنہیں	تم نے ساتھ لایا ہے	اس کے ساتھ	شریک	ہرگز نہیں	بلکہ	وہ

آپ فراویں مجھے دکھاؤ جنہیں تم نے ساتھ لایا ہے اس کے ساتھ شریک (پھر اس) ہرگز نہیں بلکہ اللہ ہی

اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ

اللَّهُ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ	وَمَا	أَرْسَلْنَاكَ	إِلَّا	كَافَّةً	لِّلنَّاسِ
اللہ	غالب	حکمت والا	اور نہیں	آپ کو بھیجا ہم نے	مگر	تمام لوگوں (نوع انسانی) کے لئے	

غالب حکمت والا ہے۔ اور ہم نے آپ کو بھیجا ہے تمام نوع انسانی کے لئے

بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾

بَشِيرًا	وَنَذِيرًا	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا	يَعْلَمُونَ
خوشخبری دینے والا	اور ڈرسانے والا	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں	جانتے

خوشخبری دینے والا اور ڈرسانے والا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور وہ

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدِ ۖ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾

يَقُولُونَ	مَتَىٰ	هَذَا	الْوَعْدِ	ۖ	إِن	كُنتُمْ	صَادِقِينَ
وہ کہتے ہیں	کب	یہ وعدہ	(قیامت)		اگر	تم ہو	سچے

کہتے ہیں یہ وعدہ قیامت کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔

﴿۲۷﴾ کہہ دے کہ مجھ کو بتلاؤ وہ کون ہیں کہ جن کو تم نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے عبادت میں۔ ہرگز اس کا کوئی شریک نہیں۔ بلکہ مستحق عبادت وہ اللہ ہے جو غالب ہے اپنے حکم میں حکمت والا ہے اپنے مخلوق کی تدبیر میں سو کوئی اس کی بادشاہت میں اس کا سا بھی نہیں۔

﴿۲۸﴾ اور اے محمدؐ ہم نے تجھ کو تمام آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری سناوے اور کافروں کو عذاب سے ڈراوے۔ لیکن کفار کو اس کو نہیں جانتے۔

﴿۲۷﴾ قُلْ أَرُونِي الَّذِينَ اعْلَمُوا فِي الَّذِينَ أَحَقُّمَّ بِهٖ شُرَكَاءَ فِي الْعِبَادَةِ ۚ كَلَاءِ رَدِّعْ لَهُمْ عَنْ رِعْتِقَادِ شُرَيْكٍ لَهُ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْغَالِبُ عَلَىٰ أَمْرِ الْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ فِي تَدْبِيرِهِ يَخْلُقُهُ فَلَا يَكُونُ لَهُ شَرِيكٌ فِي مُلْكِهِ

﴿۲۸﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً حَالٍ مِنَ النَّاسِ قَدِّمْنَا لِلْأَهْتَامِ بِهٖ لِّلنَّاسِ بَشِيرًا مَّبَشِّرًا لِلْمُؤْمِنِينَ بِالْجَنَّةِ وَنَذِيرًا مُنذِرًا لِّلْكَافِرِينَ بِالْعَذَابِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ أَعْيَاءٌ مَّكَّةَ لَا يَعْلَمُونَ

ذٰلِكَ

۲۹) وَيَكْفُرُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ  
بِالْعَذَابِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ

۲۹) اور کہتے ہیں کہ وعدہ عذاب کا کب پورا ہوگا۔ اگر تم اس میں سچے ہو۔

تشریح

۲۷) ذرا ہیں ہی تو بتاؤ وہ کون سے زور آور ہیں | اے پیغمبر ان سے یہ کہو کہ اس آخری فیصلے سے پہلے جہاں حق و باطل الگ الگ ہو جائیں گے جو خدا کی عبادت میں شریک ہیں

ذرا ہیں بھی تو بتاؤ وہ کون سی زور آور ہتیاں ہیں جن کو تم نے خدا کی عبادت میں شریک بنا رکھا ہے اور جو اللہ کی عدالت میں تمہارا حاجتی بن کر تمہیں اس کی گرفت سے بچا سکتے ہیں ہرگز تمہیں کوئی نہیں ہے زبردست اور دانا تو وہ اللہ ہی ہے اس کے ساتھ کوئی ساجھی ہے نہ شریک ہے سب اس کے سامنے مغلوب ہیں۔

۲۸) رسالت محمدی تمام عالم کے لئے ہے دنیا میں وقتاً فوقتاً انبیاء کے ذریعے پیغام آتے رہے۔ وہ تمام انبیاء کسی خاص زمانے اور کسی خاص قوم کے لئے آئے ان کا پیغام ایک خاص وقت کے لئے تھا ہمیشہ کے لئے ان کی حفاظت کا سامان نہ ہوا اور ان کی اصل برباد ہو گئی۔

مگر جو پیغام محمد رسول اللہ کے ذریعے آیا وہ مکمل عالم گیر اور دائمی ہے پیغام محمدی خود اپنی تکمیل کا دعویٰ کرتا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَيُكْمَلُ لَكُمْ دِينَكُمْ نِعْمَتِي (سورہ مائدہ - آیت نمبر ۲)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

پیغام محمدی عالم گیر پیغام ہے۔ یہ خدا کا پہلا اور آخری پیغام ہے جو کالے، گورے، عرب و عجم، ہندی و چینی سب کے لئے عام ہے

جس طرح اس کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے (محمد ﷺ رب العالمین) اسی طرح اس کا آخری رسول تمام دنیا کا رسول ہے۔

(رحمۃ للعالمین) اِنَّ هُوَ الَّذِي ذَكَرْنَا لِنَعْلَمَ بِئِنَّ (سورہ انفصاح آیت منا)

نہیں ہے مگر نصیحت تمام دنیا کے لئے۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدٍ

يَكُوْنُ لِلْعَالَمِيْنَ تَذِيْرًا لِّمَنْ مَلَكَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ (سورہ فرقان آیت ۱۱)

”برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب اتاری تاکہ وہ تمام دنیا کو ہتھیار کرنے والا ہو۔ وہ خدا کا آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت بس اسی کی ہے۔“

”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَيْكُمْ جَمِيْعًا رَبِّ الْعَزْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ“ (سورہ ابراہیم آیت ۱۱)

کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف سے اللہ کا رسول ہوں آسمان اور زمین جس کی سلطنت ہے۔ جہاں تک اس پیغام کی

آواز پہنچ سکے وہ سب اس کا دائرہ ہے۔

وَاَوْحٰی اِلَیْہِ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ لِاَنْذِرْکُمْ بِہٖ وَاَنْتُمْ بِلِقَآئِ رَبِّکُمْ

اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس سے تم کو اور جس تک پہنچ سکے اس کو ہتھیار کروں۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَاْفًا لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّاَنْذِرًا۔ (سورہ سبأ آیت نمبر ۲۸)

اور اے محمد! ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ہتھیار کرنے والا بنا کر۔

مگر نا سمجھ لوگوں کے دماغوں میں کہاں گنجائش ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھیں۔

۲۹) قیامت کی گھڑی کب آئے گی | آخرت کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا؟ تم کہتے ہو کہ ہمارا رب ایک

دن سب کو جمع کرے گا اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا وہ وقت آخرت کب آئے گا اگر تم واقعی سچے ہو تو وہ

گھڑی آتی کیوں نہیں ہے؟

فَلْ لَّكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

فَلْ	لَّكُمْ	مِيعَادُ	يَوْمٍ	لَا تَسْتَخِرُونَ	عَنْهُ	سَاعَةً
فرمادیں	تہارے لئے	وعدہ	ایک دن	نہم پیچھے ہٹ سکتے ہو	اس سے	ایک گھنٹی

آپ فرمادیں تمہارے لئے وعدہ کا ایک دن (میں ہے۔ اس سے تم نہ ایک گھنٹی پیچھے ہٹ سکتے ہو۔

وَلَا تَسْتَقْدِرُونَ ۝۳۰ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ

وَلَا	تَسْتَقْدِرُونَ	وَقَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لَنْ
اور نہ	تم آگے بڑھ سکتے ہو	اور کہتے ہیں	جن لوگوں نے	کفر کیا (کافرا)	ہرگز ہم

اور نہ تم آگے بڑھ سکتے ہو، اور کافر کہتے ہیں ہم ہرگز اس

نُؤْمِنُ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ

نُؤْمِنُ	بِهَذَا	الْقُرْآنِ	وَلَا	بِالَّذِي	بَيْنَ	يَدَيْهِ
ایمان نہ لائیں گے	اس	قرآن پر	اور نہ	اس پر جو	اس سے پہلے	

قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے تھیں

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ

وَلَوْ تَرَىٰ	إِذِ	الظَّالِمُونَ	مَوْقُوفُونَ	عِنْدَ	رَبِّهِمْ
اور کاش تم دیکھو	جب	ظالم (جمع)	کھڑے کئے جائیں گے	اپنے رب کے سامنے	

اور کاش! تم دیکھو جب یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے

يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ بِالْقَوْلِ ۗ يَقُولُ الَّذِينَ

يَرْجِعُ	بَعْضُهُمْ	إِلَىٰ	بَعْضٍ	بِالْقَوْلِ	يَقُولُ	الَّذِينَ
رد کرے گا	ان میں سے ایک	طرف	دوسرے	بات	کہیں گے	جو لوگ

رد کرے گا ان میں سے ایک دوسرے کی بات تا تو ان لوگ

أَسْتَضْعِفُونَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝۳۱

أَسْتَضْعِفُونَ	الَّذِينَ	اسْتَكْبَرُوا	وَلَا	أَنْتُمْ	لَكُنَّا	مُؤْمِنِينَ
کو در کئے گئے	ان لوگوں کو جو	عجبر کرتے تھے (لوگ)	اگر نہ تم ہوتے	فرد ہم ہوتے	ایمان لانے والے	

بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لانے والے ہوتے۔



۳۰) کہہ دے کہ تمہارے لئے ایک دن مقرر ہے مگر تم اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔ مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے۔

۳۱) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ اَلَا نُرَاكُم كَاكْفِرُونَ لَمْ يَأْتِ الْبُحْتِ لَانْكَارِهِمْ لَهُ قَالَ تَعَالَى فِيهِمْ وَكَوْتَرَى بِأَحْسَبُ إِذَا الظَّالِمُونَ الْكَافِرُونَ مَوْفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْجَمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ بِالْفِتْنَةِ يَقُولُونَ الْكٰفِرِينَ اسْتَضْعَفُوا الْاِسْتِغَاةَ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا السُّرُوسَاةَ لَوْلَا اَنْتُمْ صَدَدْتُمْوْنَا عَنِ الْاٰيْمَانِ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ بِالشَّيْءِ

۳۱) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ اَلَا نُرَاكُم كَاكْفِرُونَ لَمْ يَأْتِ الْبُحْتِ لَانْكَارِهِمْ لَهُ قَالَ تَعَالَى فِيهِمْ وَكَوْتَرَى بِأَحْسَبُ إِذَا الظَّالِمُونَ الْكَافِرُونَ مَوْفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْجَمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ بِالْفِتْنَةِ يَقُولُونَ الْكٰفِرِينَ اسْتَضْعَفُوا الْاِسْتِغَاةَ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا السُّرُوسَاةَ لَوْلَا اَنْتُمْ صَدَدْتُمْوْنَا عَنِ الْاٰيْمَانِ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ بِالشَّيْءِ

## تشریح

۳۰) قیامت اپنے وقت پر آئے گی | اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ قیامت اپنے مقررہ وقت پر آئے گی اور جب آئے گی تو ایک منٹ کی مہلت نہ ملے گی۔ نہ گھڑی بھر کی دیر ہوگی اور نہ جلدی۔ بالکل ٹھیک اپنے وقت پر آئے گی۔ اللہ کے یہاں ہر چیز کا ایک مقررہ وقت ہے۔ وہ اپنی مصلحت اور حکمت کے مطابق فیصلے کرتا ہے نہ کہ انسانوں کی خواہشات کے مطابق۔

۳۱) اللہ کی ہدایت ماننے کا انجام | اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں میں اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے پیغمبروں کو بھیجتا رہا ہے اور ان پر اپنی کتابیں نازل فرماتا رہا ہے۔ حضرت آدم ؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا ہے لیکن ہر دور میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے اللہ کی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا ہے اور اپنی من مانی کرتے رہے۔ ایسے ہی لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی سرداری اور چودہراہٹ قائم کرنے کے لئے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا اور نابھ لوگ بلا سوچے بچھے ان کے ساتھ لگ گئے۔ ایسے لوگوں کا انجام کیا ہوگا اس کا نقشہ اس آیت میں کھینچا گیا ہے کہ جب قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے لوگ کھڑے ہوں گے تو یہ ظالم جنہوں نے اللہ کی ہدایت ماننے سے انکار کیا فرمندی کے ساتھ گردن جھکائے کھڑے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں گے کہ یہ لوگ دنیا میں ہمیں دبا کے رکھتے تھے اور اپنے پیچھے لگاتے تھے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آج ہم بھی مومن ہوتے اور ہمیں اس طرح نیچا نہ دیکھنا پڑتا۔ گویا سارا الزام چڑھوا اور بڑے بننے والے لوگوں پر رکھیں گے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا وَالَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا آخِثُونَ

قَالَ	الَّذِينَ + اسْتَكْبَرُوا	الَّذِينَ + اسْتَضَعِفُوا	آخِثُونَ
کہیں گے	جو لوگ تکبر کرتے تھے (بڑے لوگ)	ان سے جو کمزور کئے گئے (ناٹواں)	کیا ہم
اور بڑے لوگ ناٹواں لوگوں سے کہیں گے، کیا ہم نے			

صَدَدْنَكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾

صَدَدْنَكُمْ	عَنِ الْهُدَىٰ	بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ	بَلْ كُنْتُمْ	مُجْرِمِينَ
ہم نے روکا تمہیں	سے	ہدایت	اس کے بعد جب آگئی تمہاریاں	بلکہ تم تھے مجرم (جمع)
تمہیں ہدایت سے روکا؟ جب کہ وہ تمہارے پاس آئی (ہمیں) بلکہ تم (خود) مجرم تھے				

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا وَالَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرَ الْيَتِيمِ

وَقَالَ	الَّذِينَ اسْتَضَعِفُوا	الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا	بَلْ مَكْرَ الْيَتِيمِ
اور کہیں گے	وہ لوگ جو کمزور کئے گئے (ناٹواں)	ان لوگوں سے جو تکبر کرتے تھے (بڑے لوگ)	بلکہ چال رات اور کہیں گے ناٹواں بڑے لوگوں کو (ہمیں) بلکہ (ہمیں روک رکھا تھا) (تمہاری)

وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونََنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا

وَالنَّهَارِ	إِذْ تَأْمُرُونََنَا	أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ	وَنَجْعَلَ لَهُ	أَنْدَادًا
اور دن	جب تم حکم دیتے تھے ہمیں	کہ ہم انکار کریں اللہ کا	اور ہم ٹھہرائیں اس کے لئے	شریک (جمع)
دن رات کی چالوں نے، جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور ہم اس کے لئے شریک ٹھہرائیں اور				

وَأَسْرًا وَالتَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي

وَأَسْرًا	والتَّدَامَةَ	لَمَّا رَأَوُا	الْعَذَابَ	وَجَعَلْنَا	الْأَغْلَالَ	فِي
اور وہ چھپائیں گے	شرمندگی	جب وہ دیکھیں گے	عذاب	اور ہم ڈالیں گے	طوق	میں
جب وہ عذاب دیکھیں گے شرمندگی چھپائیں گے، اور ہم طوق ڈالیں گے						

أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَهْلَ يَجْرُونَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾

أَعْنَاقِ	الَّذِينَ كَفَرُوا	أَهْلَ يَجْرُونَ	إِلَّا مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ
گردنوں	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	وہ سزا دیئے جائیں گے	مگر جو	وہ کرتے تھے
کافروں کی گردنوں میں - اور وہ (وہی) سزا پائیں گے جو وہ کرتے تھے				

۳۲) قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا  
لِلَّذِينَ اسْتَضَعَفُوا أَأَنحُنُّ  
صَدَدًا نَّكْمًا عَنِ الْهُدَىٰ  
بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ  
مُجْرِمِينَ ○ فِي الشُّكْرِ

۳۳) وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعَفُوا  
لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ  
مَكْرُوا لِللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَىٰ  
مَكْرًا فِيهِمَا مِنْكُمْ  
بِنَارِ إِذْ تَأْمُرُونََنَا أَنْ نَكْفُرَ  
بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا  
شُرَكَاءَ وَأَسْرُوا إِلَىٰ الْفُرْقَانِ  
النَّدَامَةَ عَلَىٰ تَرْكِ الْإِيمَانِ  
لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ أَىٰ  
أَخْتَاهَا كُلَّ عَمَلٍ رَفِيعَةٍ فَخَافَةَ  
التَّغْيِيرِ وَجَعَلْنَا الْأَعْلَالَ فِي  
أَعْيُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَآدِنِي  
النَّارَ هَلْ تَجْزُونَ الْأَجْرَ  
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ فِي الدُّنْيَا

۳۲) وہ سردار ان ضعیفوں سے کہیں گے کیا ہم نے تم کو ایمان سے روکا اور تم راہِ راست پر آتے تھے ہم نے تم کو اس طرف نہ آنے دیا۔ ہرگز یہ نہیں بلکہ تم اپنے جی سے ہی گمراہ اور قصوروار رہے۔

۳۳) اور ضعیف لوگ اپنے بڑوں سے کہیں گے بلکہ تمہارا رات دن ہمارے ساتھ مکر اور دھوکہ دہی تھی جب کہ تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور

اس کے لئے شریک بناویں۔

اور وہ دونوں گروہ جب عذاب کو دیکھیں گے ہر ایک فریق ایمان نہ لانے کی شرمندگی کو دوسرے فریق سے چھپا دے گی بسبب خوفِ عار کے۔

اور کافروں کی گردنوں میں ہم آگ کے طوق ڈالیں گے جو کچھ سزا ان کو دی جائے گی ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو دنیا میں کرتے تھے۔

### تشریح

۳۲) جو دہریوں کا جواب اچودہری اور بڑے بننے والے ان کے الزامات کا پلٹ کر جواب دیں گے کہ جب تمہارے پاس اللہ کی ہدایت آئی تھی تو کیا اس کے قبول کرنے سے ہم نے تمہیں زبردستی روکا تھا۔ ہمارے پاس کون سی ایسی طاقت تھی کہ ہم چند انسان تم کو لوٹوں آدمیوں کو اپنی پیروی پر مجبور کرتے۔ مجرم تو تم خود ہو ہمیں کیوں الزام دیتے ہو۔

۳۳) جو دہریوں کے پیچھے لگنے والوں کا جواب اچودہریوں کے پیچھے لگنے والے عام لوگ کہیں گے کہ بے شک تم نے زبردستی تو نہیں کی تھی لیکن رات دن تم مکاریاں کرتے تھے، فریب کاریاں کرتے تھے، جھوٹے پراپیگنڈے کرتے تھے، لوگوں کو بھانسنے کے لئے طرح طرح کے طعن کرتے تھے اور ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں۔ اس کے ساتھ کفر اور ناشکری کا رویہ اختیار کریں اور جو لوگ کوان کا ہر ٹھہرائیں۔ تم اپنی مکاریوں سے ہمیں بے وقوف بناتے تھے طرح طرح کی ترکیبوں سے پھانستے تھے اور ہم تمہارے جال میں پھنس گئے۔

اب یہ لوگ اپنے دل میں پھرتا رہے ہوں گے مگر ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے۔ کیا ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی اور بدلہ دیا جاسکتا ہے کہ پیچھے اعمال ان کے ہوں ویسی ہی جزا پائیں۔ قصور وار وہ بھی تھے جنہوں نے پھنسایا غلط وار وہ بھی ہیں جو ان کے جال میں پھنسے۔ کیا ہم آگاہ نہیں کرتے رہے ہیں؟

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا

وَمَا أَرْسَلْنَا	فِي قَرْيَةٍ	مِّنْ نَّذِيرٍ	إِلَّا قَالَ	مُتْرَفُوهَا
اور ہم نے نہیں بھیجا	کسی بستی میں	کوئی ڈرانے والا	مگر کہا	اس خوش حال لوگ

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا

إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَفِرُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ

إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ	بِهِ كَفِرُونَ	وَقَالُوا	نَحْنُ أَكْثَرُ
تم جو دعوت دے کر بھیجے گئے ہو	اس کے منکر ہیں	اور انھوں نے کہا	ہم زیادہ

تم جو ہدایت دے کر بھیجے گئے ہو، ہم اس کے منکر ہیں اور انھوں نے کہا ہم مال

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۳۵﴾

أَمْوَالًا	وَأَوْلَادًا	وَمَا نَحْنُ	بِمُعَذَّبِينَ
مال میں	اور اولاد میں	اور ہم	عذاب دئے جانے والے۔

اور اولاد میں زیادہ (بڑھ کر) ہیں اور ہم عذاب دئے جانے والے نہیں۔ (ہمیں عذاب نہ ہوگا)

﴿۳۴﴾ اور ہم نے کسی گاؤں یا شہر میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر ساتھ ہی وہاں کے رئیسوں، دولتمندوں نے یہ کہا کہ اے پیغمبر تم جو کچھ احکام بیان کرتے ہو ہم ان کو نہیں مانتے۔

﴿۳۵﴾ اور تمہیں لگے ہم بنسبت ایمان لانے والوں کے مال اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم پر کوئی سختی اور عذاب نہ ہوگا۔

﴿۳۴﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا زُورًا هَٰؤُلَاءِ السَّاعُونَ ﴿۳۴﴾ إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَفِرُونَ ﴿۳۵﴾ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۳۵﴾

### تشریح

﴿۳۴﴾ ہم ہرگز کسی بستی میں آگاہ کرنے والا بھیجتے رہے ہیں | ہر زمانے میں ہم اور ہرگز کسی بستیوں میں اپنے نبی اور رسول بھیجتے رہے ہیں کہ وہ جا کر لوگوں کو خبردار اور کھاتے پیتے لوگ انکار کرتے رہے ہیں۔ | کریں مگر سب سے پہلے انبیاء کرام کی دعوت کی مخالفت کرنے والے اس بستی کے کھاتے پیتے لوگ ہوئے ہیں۔ دولت مند اور خوش حال طبقے نے ہمیشہ حق کی مخالفت کی ہے کیوں کہ اس سے ان کے مفادات بے زور پڑتی تھی۔

﴿۳۵﴾ مال داروں کو مال و دولت پر غرور رہا ہے | مال دار ہمیشہ اس بات پر غرور رہے ہیں کہ ہمارے پاس مال و دولت کی کثرت ہے ہم اللہ کے پسندیدہ لوگ ہیں جب ہی تو اس نے ہمیں اپنی نعمتیں دی ہیں اگر وہ ہم سے راضی نہ ہوتا تو یہ دولت اور عیش و آرام ہمیں کیسے ملتا۔ حالانکہ دنیا میں اللہ کی نوازی میں اللہ کی رضا کی دلیل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لینے کے لئے کبھی خوش حالی عطا فرماتا ہے تاکہ دیکھے کہ بندہ اللہ کا شکر گزار ہوتا ہے یا نہیں۔ دولت کی فراخی یا دنیا کی نعمتیں اللہ کی رضا کا معیار نہیں ہیں۔

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

قُلْ	إِنَّ	رَبِّي	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَاءُ
فرادیں	بے شک	میرا رب	وسیع فرماتا ہے	رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے

آپ فرادیں بے شک میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع فرماتا ہے۔ اور

وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾

وَيَقْدِرُ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا	يَعْلَمُونَ
اور تنگ کرتا ہے	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں	جانتے

(جس کے لئے چاہے) تنگ کرتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ

وَمَا	أَمْوَالُكُمْ	وَلَا	أَوْلَادُكُمْ	بِالَّتِي	تُقَرِّبُكُمْ
اور نہیں	تمہارے مال	اور نہ	تمہاری اولاد	وہ جو کہ	تمہیں نزدیک کرے

اور نہیں تمہارے مال اور اولاد (ایسے) کہ تمہیں درجہ میں ہمارے نزدیک

عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

عِنْدَنَا	زُلْفَىٰ	إِلَّا	مَنْ	آمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا
ہمارے نزدیک	درجہ	مگر	جو	ایمان لایا	اور	اس نے عمل کیے

کر دیں، مگر جو ایمان لایا اور اس نے اچھے عمل کیے،

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا

فَأُولَٰئِكَ	لَهُمْ	جَزَاءُ	الضَّعْفِ	بِمَا	عَمِلُوا
یہی لوگ	ان کے لئے	جواز	دوگنی	اس کے بدلے	جو انہوں نے کیا

تو ان ہی لوگوں کے دوگنی جزا ہے اس کے بدلے جو انہوں نے کیا

وَهُمْ فِي الضَّرْفِ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ﴿۳۷﴾

وَهُمْ	فِي	الضَّرْفِ	مِنَ	الَّذِينَ	آمَنُوا
اور وہ	بالا	خانووں میں		اطمینان سے	ہوں گے

اور وہ بالا خانوں میں اطمینان سے ہوں گے۔

## فیصل

(۳۶) اے محمدؐ کہہ دے بے شمار میرا رب جس پر چاہتا ہے روزی فراغ کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کرتا ہے، اس کا امتحان اور آزمائش ہے۔  
وسیکن اکثر آدمی یعنی مکہ کے کافر اس کو نہیں جانتے۔

(۳۷) وَمَا آمُوا لَكُمْ وَلَا أَوْلَادَكُمْ بِالَّذِي نَحَرْتُمْ بَعْدَنَا  
زُفْعًا إِلَّا مِمَّنْ أَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَئِكَ لَهُمْ جُزَاءٌ  
الْقِسْعِ بِمَا عَمِلُوا وَأُولَئِكَ فِي الْعُرْفَاتِ أَمِتُونَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ  
مَالٌ وَأَوْلَادُهُمْ كُفْرًا مَقْبُولٌ وَأُولَئِكَ نَحَرْتُمْ بَعْدَنَا  
مَنْ جَمَعُوا لَكُمْ إِلَّا مَا لَكُمْ سَوَاءٌ مِمَّا كُفِرْتُمْ بِهِ  
عَمَلٌ يَأْتِيهِمْ يَوْمَئِذٍ مِّنْ أَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَا كَانُوا  
يَعْمَلُونَ

اور وہ جنت کے درجوں میں موت وغیرہ سے بے خوف ہوں گے۔

## تشریح

(۳۶) رزق کی تقسیم اللہ کی حکمت و مصلحت سے ہے | دنیا میں رزق کی فراوانی اور خوش حالی، مال و دولت اور اولاد کی کثرت یا رزق کی تنگی اور دنیا میں مختلف قسم کی مشکلات یہ سب اللہ کی حکمت اور مصلحت پر ہیں۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو بیکردار ہیں لیکن اللہ ان کو کٹ لوگی دے دیتا ہے۔ کتنے ہی نیک اور شریف انسان ہیں جن کے اخلاق اور کردار کی خوبیوں کو لوگ مانتے ہیں مگر وہ تنگ دستی ہیں مبتلا ہیں۔ دراصل رزق کی تقسیم کا انتظام اس کا تعلق انسان کے کردار اور عمل سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی حکمت اور مصلحت پر ہے کیونکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے اس لئے اللہ کی آزمائش کے مختلف طریقے ہیں کبھی خوش حال میں آزماتا ہے اور کبھی تنگ دستی میں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

(۳۷) مال و اولاد ایمان و عمل صالح کے ساتھ تقرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں | مال و دولت بذات خود اللہ کے تقرب کا ذریعہ نہیں ہیں اصل چیز جو انسان کو اللہ کے قریب کرتی ہے اور اللہ کی رضا کا باعث بنتی ہے وہ ہے ایمان اور عمل صالح اگر ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مال و اولاد ہو تو وہ اللہ کے تقرب کا ذریعہ بن سکتی ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے حلال اور پاکیزہ مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کرے، اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت سے مزین کرے نیک اور صالح اولاد دوسری جہاں کا سبب بنتی ہے اس لئے کہ وہ اولاد جو بچی اچھے عمل کرے گی اس کے ہر عمل میں والدین کی تعلیم و تربیت کا اثر ہوگا اور وہ بھی اس کی جزاء میں شامل ہوں گے۔ ایسے لوگ ایسی لازوال نعمت کے مالک ہوں گے جس کے اجر کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور یہ جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔ یہ ایسا صدقہ جاریہ ہوگا جو ہمیشہ ان کے رتبے بلند کرے گا۔

وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ

وَالَّذِينَ	يَسْعَوْنَ	فِي آيَاتِنَا	مُعْجِزِينَ	أُولَٰئِكَ
اور جو لوگ	کوشش کرتے ہیں	ہماری آیتوں میں	عاجزی کرنے (ہرانے) والے	یہی لوگ

اور جو لوگ ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کرتے ہیں، یہی لوگ

فِي الْعَذَابِ مُحَضَّرُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ

فِي	الْعَذَابِ	مُحَضَّرُونَ	قُلْ	إِنَّ رَبِّي	يَبْسُطُ
میں	عذاب	حاضر کئے جائیں گے	فرمادیں	بیشک	وسیع فرماتا ہے

عذاب میں حاضر کئے جائیں گے آپ فرمادیں میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ طَوَّامًا أَنْفَقْتُمْ

الرِّزْقَ	لِمَنْ يَشَاءُ	مِنْ عِبَادِهِ	وَيَقْدِرُ	لَهُ	طَوَّامًا	أَنْفَقْتُمْ
رزق	جس کے لئے وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور تک کرتا ہے	اس کے لئے	اور جو	تم خرچ کرو گے

لئے چاہتا ہے رزق وسیع فرماتا ہے (اللہ میں سے) لئے چاہے) تک کرتا ہے۔ اور کوئی شے جو تم

مِنْ شَيْءٍ فَلَهُ يُخْلِِفْهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٣٩﴾

مِنْ شَيْءٍ	فَلَهُ	يُخْلِِفْهُ	وَهُوَ	خَيْرُ	الرَّازِقِينَ
کوئی شے	تو وہ	اس کا عوض دے گا	اور وہ	بہترین	رزق دینے والا

خرچ کرو گے تو وہ اس کا عوض دے گا اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

﴿۳۸﴾ اور جو لوگ ہماری آیتوں یعنی قرآن کے احکام کے باطل کرنے میں سعی کرتے ہیں ہم کو اپنے بچرانے سے عاجز نہ کر دیا ہے کہ عذاب میں گرفتار کئے جائیں گے۔

﴿۳۸﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا الْقُرْآنِ بِالْإِطْلَاقِ مُعْجِزِينَ لَنَا مُقَدِّرِينَ عِجْرِنَا وَإِنَّمْ يَقُولُؤُنَا أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحَضَّرُونَ ○

﴿۳۹﴾ اے اللہ کہہ دے بے شبہ میرا رب روزی فراغ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے،

﴿۳۹﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ

اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اول ہی سے یا فراخی کے بعد تنگی بھیجتا ہے یہ اس کا امتحان اور آزمائش ہے۔

اور جو مال تم بھلائی میں صرف کرتے ہو پس اللہ اس کا عوض دیتا ہے اور اللہ سب روزی دینے والوں میں بہتر ہے (ہر ایک آدمی کو مجباً اپنے کنبہ کو روزی دینے والا کہتے ہیں اس لئے یہ فرمایا کہ اللہ سب روزی دینے والوں میں بہتر ہے یعنی حکومت روزی دینے والا خیال کرتے ہو حقیقت میں اللہ روزی دینے والا اور سب بہتر اور بڑا رزاق ہے آدمی ہی اُمی کے دئے ہوئے رزق سے اپنے کنبہ کو روزی دیتے ہیں۔

تشریح

عِبَادِهِ اِمْتَحَانًا وَيَقْدِرُ  
يُضَيِّقُهُ لَهٗ بَعْدَ الْبَسَطِ  
اَوْ لَيْسَ يَشَاءُ اِبْتِلَاءً  
وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ  
فِي الْخَيْرِ فَهُوَ يُخْلِفُهُ  
فَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○  
يُقَالُ كَلَّ اِنْسَانٌ يُوْزَوُ  
عَائِلَتَهُ اَيُّ مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ

۳۸) اللہ کے دین کو کوئی نچا نہیں دکھا سکتا جو لوگ ہماری آیتوں کو نچا دکھانے کے لئے دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اللہ کے دین سے لوگوں کو روک دیں گے تو وہ خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے دین کو کوئی نہیں روک سکتا۔ البتہ یہ لوگ جو دین کا مقابلہ کر رہے ہیں ایک دن آئے گا عذاب میں گرفتار ہو کر اللہ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔ اور ان میں سے ایک بھی چھوٹ کے بھاگ نہیں سکے گا۔

۳۹) رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کی مشیت پر ہے | رزق کی کمی بیشی اس کا تعلق اللہ کی رضا سے نہیں ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں جو لوگ خوش حال ہیں ان کی خوش حالی اللہ کی رضا کی وجہ سے ہے، یا دنیا میں جو لوگ پریشان حال ہیں ان کی پریشانی اس لئے ہے کہ اللہ ان سے راضی نہیں ہے بلکہ رزق کی فراخی اور تنگی کا تعلق اللہ کی مشیت سے ہے وہ اپنی حکمت اور مصلحت سے جس کو چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے، جس کو دیتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے اور فائدے خیر و شر کا پیمانہ نہیں ہیں۔ اصل چیز وہ اخلاقی خوبیاں ہیں جو اللہ کی رضا کا باعث بنتی ہیں۔ اگر ان اخلاقی خوبیوں کے ساتھ دنیا کی فراوانی بھی ہو تو یہ اللہ کا فضل ہے جس پر شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور اگر ایک نافرمان اور باغی کو دنیاوی نعمتوں سے نوازا جا رہا ہے تو اسے سمجھنا چاہیے کہ اُسے اللہ کی نعمت باز پرس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور دراصل اس پر اللہ تعالیٰ اس کفر کس رہے ہیں۔ اس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ مال و دولت کے غرور میں اس کو یہ نظر نہیں آ رہا ہے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کر کے اس کے عذاب کو دعوت دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن کو ایمان کی دولت کے ساتھ دنیا کی دولت بھی عطا فرمائی ہے وہ دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کو اس کی راہ میں دینے سے مال گھٹتا نہیں ہے بلکہ خیر و برکت ہوتی ہے اور اللہ تم اس کا بدلہ دنیا میں بھی مال کی صورت میں بھی اور قنوت اور دل کے غنا کی شکل میں عطا فرماتے ہیں کہ اس کا دل غنی رہتا ہے اور مال کی حرص پیدا نہیں ہوتی اور ہر آخرت کا اجر و ثواب تو اس کا حاصل ہونا بھی یقینی ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے یہ سوچنا چاہیے کہ حقیقی رزاق اللہ تم ہیں اور وہ سب سے بہتر عطا کرنے والے ہیں اس لئے ان کی راہ میں دینے سے کچھ کمی نہ ہوگی۔

جس طرح دنیا میں مال و دولت کے اعتبار سے مختلف طرح کے لوگ ہیں کسی پاس زیادہ ہے، کسی کے پاس کم ہے اسی طرح آخرت کے رتبوں میں بھی مختلف درجے ہوں گے۔



وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا يَقُولُ لِلْمَلَكَةِ أَهْوَأَ لَكُمْ كَانُوا

وَيَوْمَ	يُحْشَرُهُمْ	جَمِيعًا	ثُمَّ	يَقُولُ	لِلْمَلَكَةِ	أَهْوَأَ	لَكُمْ	كَانُوا
اور جس دن	وجہ کرے گا ان کو	سب	پھر فرمائے گا	فرشتوں کو	کیا یہ لوگ	تمہاری	تھی	تھی
اور جس دن وہ جمع کرے گا ان سب کو، پھر فرشتوں سے فرمائے گا، کیا یہ لوگ تمہاری ہی پرستش								

يَعْبُدُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَإِنَّا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ

يَعْبُدُونَ	قَالُوا	سُبْحٰنَكَ	أَنْتَ	وَإِنَّا	مِنْ	دُونِهِمْ	بَلْ
تمہاری پرستش کرتے	وہ کہیں گے	تو پاک ہے	تو	ہمارا کارساز	ان کے سوا (نہ وہ)	بلکہ	بلکہ
کرتے تھے؛ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہمارا کارساز ہے، نہ کہ وہ، بلکہ وہ							

كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنُونَ ﴿٣١﴾

كَانُوا	يَعْبُدُونَ	الْجِنَّ	أَكْثَرُهُمْ	مُؤْمِنُونَ
وہ پرستش کرتے تھے	جن (جمع)	ان میں سے اکثر	ان پر	اعتقاد رکھتے تھے
جنوں کی پرستش کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر ان پر اعتقاد رکھتے تھے				

قَالِيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفَعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ

قَالِيَوْمَ	لَا يَمْلِكُ	بَعْضُكُمْ	لِبَعْضٍ	نَفَعًا	وَلَا ضَرًّا	وَنَقُولُ
سوا آج	اختیار نہیں رکھتا	تم میں سے بعض (ایک)	بعض (دوسرے کے لئے)	نفع کا	اور نہ نقصان کا	اور ہم کہیں گے
سوا آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے نہ نفع کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان کا، اور ہم ان لوگوں کو						

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿٣٢﴾

لِلَّذِينَ	ظَلَمُوا	ذُوقُوا	عَذَابَ	النَّارِ	الَّتِي	كُنْتُمْ	بِهَا	تُكَذِّبُونَ
ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا	تم چکھو	آگ جہنم کا عذاب	وہ جس	تم تھے	اس کو	جھٹلاتے		
کہیں گے جنہوں نے ظلم (شرک) کیا تم جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے۔								

﴿٣٠﴾ اور یاد کر اس دن کو کہ ہم سب مشرکوں کو اکٹھا کریں گے پھر فرشتوں سے کہیں گے کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟

﴿٣٠﴾ وَأَذْكُرُ يَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا أَنتَ تَكُونُ ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَكَةِ أَهْوَأَ لَكُمْ كَانُوا بِتَحْقِيقِ الْفَرِيقَيْنِ وَإِبْدَالِ الْأُولَىٰ بِنِيَاءِ وَأَسْقَاتِنَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ○

﴿٣١﴾ وہ کہیں گے تو پاک ہے شرک سے۔ تو ہمارا اولیٰ اور مالک ہے۔ ہم میں اور کافروں میں کوئی

﴿٣١﴾ فَتَقَالُ سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَإِنَّا مِنْ دُونِهِمْ لَا

علاقہ محبت کا ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ وہ کافر و حقیقت جنوں کو پوجتے تھے (یعنی ان کی اطاعت کرتے تھے ہماری پرستش میں مبادیہ کہتے تھے کہ غیر اللہ کی پرستش کرو ویسا ہی وہ کرتے تھے) اکثر کافر جو وہ کہتے تھے وہی کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مَوَالَاةٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ مِنْ جِهَتِنَا بَلْ  
لَا تَسْقَالُ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْوَحْيَ الشَّيْطَانِ  
أَيُّ يُطِيعُونَهُمْ فِي عِبَادَتِهِمْ إِنَّا نَاكِرُهُمْ  
بِهِمْ مَوْمِنُونَ ○ مُصَدِّقُونَ فِيمَا يَقُولُونَ  
لَهُمْ قَالَ تَعَالَى

(۲۲) پس آج تم میں سے ایک دوسرے کو نفع نقصان پہنچانے کا یعنی معبودین اپنے عابدین کی سفارش نہ کر سکیں گے نہ عذاب دینے میں ان کو کچھ دخل ہے۔ اور ہم کہیں گے ان لوگوں سے جو کافر ہوئے کہ چکو تم عذاب و دوزخ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

(۲۲) فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ  
أَيُّ بَعْضٍ الْمُعْبُودِينَ لِبَعْضٍ الْعَابِدِينَ  
نَفْعًا شَفَاعَةً وَلَا ضَرًّا نَعْدِيًّا وَقَوْلُ  
بَلْ لَنْ نُنْظِرَهُمْ أَكْفَرُوا إِذْ وَفَّوْا عِدَابَ  
النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ يَهَاكُنْكَ بُؤْسٌ ○

### تشریح

(۲۰) میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کافرشتوں سے ایک سوال | غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں نے پرانے زمانے سے فرشتوں کو دیوی دیوتا کا درجہ دے رکھا ہے کوئی بارش کا دیوتا ہے کوئی علم کی دیوی بنا رکھی ہے، کوئی دولت کی دیوی ہے۔ میدان حشر میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کریں گے کہ ان بجاویں نے جو ہمیں دیوی دیوتا بنا رکھا تھا کیا یہ تمہاری مرضی سے تھا؟ اور کیا تم ان کی اس پوجا سے راضی تھے کیا تم نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ تم ہماری پوجا کیا کرو؟ یہ بات فرشتوں سے بھی پوچھی جائے گی اور ان ہستیوں سے بھی جن کی دنیا میں عبادت اور پوجا پاٹھ کی گئی۔ جیسا کہ سورہ فرقان میں ہے۔

وَكُفَرُوا بِبَعْضِهِمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضَلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ (آیت ۱۷)

(جس روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اور ان ہستیوں کو جن کی یہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں، جمع کرے گا پھر پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا خود راہِ راست سے بھٹک گئے تھے۔)

اسی طرح حضرت عیسیٰ سے سوال ہوگا۔ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوا مِنِّي وَآلِهَتِي مِنَ الْهَيْئَةِ مِنْ دُونِ اللَّهِ (بائتہ آیت ۱۱) کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو اللہ کے علاوہ؟

(۲۱) فرشتوں کا جواب | فرشتے جواب دیں گے کہ آپ کی ذات اس سے پاک اور بالا ہے کہ کوئی آپ کی معبودیت میں شریک ہو ہمارا ان لوگوں سے کیا واسطہ، ہم ان کے اعمال سے بری الذمہ ہیں اور حضور کی رضا کے تابع ہیں یہ بد بخت ہماری نہیں بلکہ حقیقت میں ہمارا نام لیکر شیطان کی پرستش کرتے تھے کیونکہ شیطان ان کو جبر کو چاہتا تھا ہانک دیتا تھا بظاہر چاہے یہ کسی کا نام لیتے ہوں مگر حقیقت میں یہ ہماری نہیں بلکہ شیطان کی بندگی کر رہے تھے اسی نے ان کو یہ راستہ دکھایا تھا۔ یہ بے چون و چرا شیطان کے کہنے پر چلتے تھے۔

(۲۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد | میدان حشر میں فرشتوں کا یہ جواب سن کر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ آج عبادت کرنے والوں اور معبودوں دونوں کا عجز ظاہر ہو گیا نہ کوئی کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ جن لوگوں نے اپنے اوپر یہ ظلم کیا ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اس جہنم کا مزہ چکھو جس کے عذاب کو جھٹلاتے تھے۔

وَإِذَاتْتَلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا

وَإِذَا	تَتَلَىٰ	عَلَيْهِمْ	آيَاتُنَا	بَيِّنَاتٍ	قَالُوا	مَا هَذَا	إِلَّا
اور جب	پڑھی جاتی ہیں	ان پر	ہماری آیات	واضح	وہ کہتے ہیں	نہیں ہے یہ	مگر صرف

اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری واضح آیات تو وہ کہتے ہیں یہ تو صرف (تمہارا)

رَجُلٌ يَرِيدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانُ يَعْبُدُ آبَاؤَكُمْ

رَجُلٌ	يَرِيدُ	أَنْ	يَصُدَّكُمْ	عَمَّا	كَانُ	يَعْبُدُ	آبَاؤَكُمْ
ایک آدمی	وہ چاہتا ہے	کہ	روکے تمہیں	اس جس	پرستش کرتے تھے	تمہارے باپ دادا	

آدمی ہے چاہتا ہے کہ تمہیں ان سے روکے جن کی پرستش تمہارے باپ دادا کرتے تھے۔

وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا آفَكٌ مَّفْتَرٍ ۗ وَقَالَ

وَقَالُوا	مَا هَذَا	إِلَّا	آفَكٌ	مَّفْتَرٍ	ۗ	وَقَالَ
اور وہ کہتے ہیں	نہیں ہے	مگر	جھوٹ	گھڑا ہوا	اور	کہا

اور وہ کہتے ہیں یہ (قرآن) نہیں ہے مگر گھڑا ہوا جھوٹ اور کانسروں نے

الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ

الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِالْحَقِّ	لَمَّا	جَاءَهُمْ	إِنَّ	هَذَا	إِلَّا	سِحْرٌ
جن لوگوں نے کفر کیا	(کافر)	حق کے بارے میں	جب وہ آیا ان کے پاس	یہ نہیں	مگر	جادو		

حق کے بارے میں کہا جب وہ ان کے پاس آیا کہ یہ نہیں مگر کھلا

مُبِينٌ ﴿٢٣﴾ وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ كِتَابٍ يَدْرُسُونَهَا وَمَا

مُبِينٌ	﴿٢٣﴾	وَمَا	آتَيْنَاهُمْ	مِنْ	كِتَابٍ	يَدْرُسُونَهَا	وَمَا
کھلا	اور نہ	دیں ہم نے انہیں	کتابیں	کہ انہیں پڑھیں	اور نہ		

جادو۔ اور ہم نے انہیں (مفسرین عرب کو) کتابیں نہیں دیں کہ وہ انہیں پڑھتے ہوں اور نہ

أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ﴿٢٤﴾

أَرْسَلْنَا	إِلَيْهِمْ	قَبْلَكَ	مِنْ	نَذِيرٍ
بھیجا ہم نے	ان کی طرف	آپ سے پہلے	کوئی ڈرانے والا	

آپ سے پہلے ان کی طرف کوئی ڈرانے والا بھیجا۔

## فیصل

(۴۲) اور جب ان پر ہماری آیتیں ظاہر پڑھی جاتی ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآن کے احکام سناتے ہیں تو وہ کہتے ہیں،

نہیں سے محمد مگر ایک آدمی وہ یہ چاہتا ہے کہ تم کو روکے بتوں کی عبادت سے جن کو تمہارے باپ دادا سے پوجتے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں جھوٹ اس کی طرف نسبت کر دیا گیا ہے۔

اور جب کافروں کے پاس قرآن آیا جو سچی کتاب ہے وہ کہنے لگے کہ یہ ظاہر جادو ہے۔

(۴۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم نے ان کافروں کو ایسی کتابیں نہیں دیں جن کو وہ پڑھتے ہوں اور ان میں ان کے دعوے کی تصدیق ہو۔ اور اے محمد! تجھ سے پہلے ہم نے ان کے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہیں بھیجا پھر وہ کس طرح جیری تکذیب کرتے ہیں۔

(۴۲) وَإِذَا تَسَلَّىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا  
مِنَ السَّمَاءِ إِن يَتَّبِعُوا إِلَّا  
بِلِسَانٍ نَّبِيْنَا مَخْتَلِفًا  
وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ  
أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَدْعُو  
آبَاءَكُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ وَقَالُوا  
مَا هَذَا إِلَّا الْفُتْرَانِ الْكَا  
فِرَةُ كَذِبٌ مُّفْتَرَىٰ عَلَىٰ اللَّهِ  
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنَجْعَلَ  
الْكَفْرَانَ لَسَانًا لَّهُمْ إِنَّا  
هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

(۴۳) قَالَ تَعَالَىٰ وَمَا  
أَتَيْنَهُمْ مِنْ كِتَابٍ  
بَدَّلُوا سُوْنَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا  
إِلَيْهِمْ قَبْلِكَ مِنْ  
نَذِيرٍ ۝ فَسِمِنَ آيِنَ  
كَذِبُوْكَ

## تشریح

(۴۲) قرآن کو اور رسول کو جھٹلاتے ہیں | جب ان لوگوں کے سامنے قرآن کی صاف صاف آیتیں سنائی جاتی ہیں تو بجائے اس کے کہ قرآن کی صداقت کو تسلیم کریں اور رسول پر ایسا ن لائیں شاید کہتے ہیں کہ یہ شخص تو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں ان معبودوں سے برگشتہ کر دے جن کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن کیا ہے؟ ایک جھوٹ گھڑ رکھا ہے اور ان انکار کرنے والوں کے سامنے جب حق آیا تو اس کو ماننے کے بجائے اور اس کی تاثیر سے متاثر ہونے کے بجائے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

(۴۳) کیا کسی پیغمبر نے دوسروں کی بندگی کی تعلیم دی ہے؟ کیا کوئی ایسی کتاب اللہ کی طرف سے آئی ہے یا کوئی ایسا پیغمبر بھیجا گیا ہے جس نے تعلیم دی ہو کہ اللہ کے سوا دوسروں کی بندگی کیا کریں۔ ان کے پاس نہ تو کوئی سند ہے نہ کسی پیغمبر کی تعلیم ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اس نعمت کی قدر کرتے کہ ان ہی میں سے اللہ نے ایک پیغمبر بھیجا ہے جو حق و صداقت کی تعلیم دے رہا ہے اور اس پر ایسی کتاب اتاری ہے جو علم حقیقت کو لے کر آئی ہے اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے ان چیزوں کی قدر کرنے کے بجائے ان کی مخالفت کر رہے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کے بجائے ان کو اپنے لئے معیبت بکھ رہے ہیں حالانکہ یہ وہ تعلیم ہے جو دنیا اور آخرت کو سنوارنے والی ہے اور ان کو عزت کا مقام عطا کرنے والی ہے۔

وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا مِئْتًا

وَكَذَّبَ	الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	وَمَا بَلَغُوا	مِئْتًا
اور جھٹلایا	انہوں نے جو	ان سے پہلے	اور وہ نہ پہنچے	دسواں حصہ

اور جو ان سے پہلے تھے انہوں نے جھٹلایا اور یہ (مشرکین عرب) اس کے دسویں حصہ کو

مَا أَتَيْنَهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝۳۵

مَا	أَتَيْنَهُمْ	فَكَذَّبُوا	رُسُلِي	فَكَيْفَ	كَانَ	نَكِيرِ
جو	ہم نے انہیں دیا	سو انہوں نے جھٹلایا	میرے رسولوں کو	تو کیسا	ہوا	میرا عذاب

(جی اد پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا سو انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب

قُلْ إِنَّمَا أَعْظَمُ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنًا وَ

قُلْ	إِنَّمَا	أَعْظَمُ	بِوَاحِدَةٍ	أَنْ تَقُومُوا	لِلَّهِ	مَثْنًا	وَ
فراہیں	میں صرف نصیحت کرتا ہوں	ایک بات کی	کہ تم کھڑے ہو جاؤ	اللہ کے	شکر کے	دو دو	اور

فراہیں میں تمہیں صرف نصیحت کرتا ہوں ایک بات کی کہ تم اللہ کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو، دو اور

فَرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ

فَرَادَىٰ	ثُمَّ	تَتَفَكَّرُوا	مَا بِصَاحِبِكُمْ	مِنْ جِنَّةٍ	إِنْ
اکیلے اکیلے	پھر	تم غور کرو	نہیں تمہارے اس ساتھی کو	کوئی جنوں	نہیں

اکیلے اکیلے، پھر تم غور کرو کہ تمہارے اس ساتھی کو کوئی جنوں نہیں ہے۔ وہ تو

هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝۳۶

هُوَ	إِلَّا	نَذِيرٌ	لَكُمْ	بَيْنَ يَدَيْ	عَذَابٍ	شَدِيدٍ
وہ	مگر	ڈرانے والے	نہیں	تنگے (آنے سے پہلے)	عذاب	سخت

صرف سخت عذاب آنے سے پہلے تمہیں ڈرانے والے ہیں۔

(۳۵) اور ان سے پہلے کافروں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا

... جو ایسے قوت و مال و عمر والے تھے کہ ان کافروں

کو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ملا۔ سو ان کافروں نے

(۳۶) وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ

قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا أَىٰ

هَتْرُوكًا مِئْتًا مَا أَتَيْنَهُمْ

مِنَ الْقُوَّةِ وَطُولِ الْعُمُرِ وَكَثْرَةَ

## فیصل

اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ سو ان کو میں نے کیوں کر عذاب میں گرفتار اور طاک کیا اور ان پر کیسا انکار کیا یعنی جو کچھ معاملہ ان کے ساتھ ہوا وہ مناسب اور باموقع ہوا۔

(۳۶) قُلْ إِنَّمَا أُعْطِمُ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مِثْلِي وَفِرَادَى ثَمَّ تَنْفَكُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جَنَّةٍ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرْسَلُ لَكُمْ بَلَىٰ يَدِي عَذَابٍ شَدِيدٍ إِنَّ أَوْلَىٰ لِي بِهِمْ مِنْكُمْ لَأَجَلِهِمْ مِثْلِي أَيْ اثْنَيْنِ وَفِرَادَى أَيْ وَاحِدًا وَاحِدًا ثُمَّ تَنْفَكُوا وَقَدْ تَعَلَّمُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مُحَمَّدٍ مِنْ جَنَّةٍ وَجَنُودٍ إِنَّ مَا هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ أَيْ قَبْلُ عَذَابٍ شَدِيدٍ فِي الْآخِرَةِ إِنَّ عَصِيَّتُمْ

الْمَالِ فَكَذَّبُوا رُسُلِي فَسَاءَ إِلِيمٌ فَكَيْفَ كَانَتْ تَكْوِينُ انْكَارِي عَلَيْهِمْ بِالْعُقُوبَةِ وَالْإِهْلَاكِ أَيْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعَهُ قُلْ إِنَّمَا أُعْطِمُ بِوَاحِدَةٍ هِيَ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ أَيْ لِأَجَلِهِ مِثْلِي أَيْ اثْنَيْنِ اثْنَيْنِ وَفِرَادَى أَيْ وَاحِدًا وَاحِدًا ثُمَّ تَنْفَكُوا وَقَدْ تَعَلَّمُوا مَا بِصَاحِبِكُمْ مُحَمَّدٍ مِنْ جَنَّةٍ وَجَنُودٍ إِنَّ مَا هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ أَيْ قَبْلُ عَذَابٍ شَدِيدٍ فِي الْآخِرَةِ إِنَّ عَصِيَّتُمْ

## تشریح

(۳۵) حق کے جھٹلانے والوں کا انجام دیکھیں | جن لوگوں کو ہم نے بڑی قوت و شوکت دی تھی اور بڑی خوش حالی عطا کی تھی جب انہوں نے ان سچائیوں کو ماننے سے انکار کیا جو انبیاء کرام لے کر آئے تھے اور باطل پر اپنے نظام زندگی کی بنیاد رکھی تو ان کا کیا انجام ہوا۔ وہ قومیں کس طرح تباہ ہوئیں ان کی قوت اور دولت ان کے کچھ کام نہ آسکی۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔ یہ لوگ تو ان قوموں کا عشر عشر بھی نہیں ہیں۔ جب ان کا یہ انجام ہوا تو خیال کریں کہ ان کا کیا ہوگا۔

(۳۶) خدا ربناؤ تمہارے صاحب میں جنوں کی کونسی بات نظر آتی ہے | تم میں سے ہر شخص نیک نیتی کے ساتھ ہر طرح کے تعصب سے پاک ہو کر الگ الگ بھی اور دو دو چار چار آدمی سر جوڑ کر بھی سوچیں اور غور کریں کہ یہ صاحب جنہوں نے تمہارے درمیان نبوت کا دعویٰ کیا ہے کل تک کیا تھے؟ کیا یہ تم میں سب سے دانا، دانش مند اور تمہارے خیر خواہ اور تمہارے ہمدرد نہیں تھے؟ کل ہی کی تو بات ہے کہ تعمیر کعبہ کے موقع پر حجر اسود نصب کرنے کے معاملے میں جب تم ایک دوسرے سے جھگڑ پڑے تھے تلواریں میان سے نکل آئی تھیں اور خون میں ہاتھ ڈبو کر مرنے مارنے کی قسمیں کھائی گئی تھیں تو تم نے ان ہی کے فیصلے پر اعتماد کیا تھا اور انہوں نے ایسا بہترین فیصلہ کیا تھا جس سے سب مطمئن ہو گئے تھے ان کی فہم و دانش اور قوت فیصلہ پر سب واہ واہ کرائے تھے یہی تو ہیں جن کی صداقت اور لمانت سب کے لئے قابل تسلیم تھی۔ وہ شخص جو تمہیں حکمت کی باتیں بتاتا ہے تمہاری دنیاوی اور اخروی بھلائی چاہتا ہے تمہیں آنے والے عذاب سے بچانا چاہتا ہے خوب اچھی طرح اپنے دلوں میں جھانک کر بتاؤ اس شخص میں دیوانگی کی کون سی بات نظر آتی ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس کی بات ماننے کے بجائے اس کی مخالفت پر آمادہ ہو۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنَّ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

قُلْ	مَا سَأَلْتُكُمْ	مِنْ أَجْرٍ	فَهُوَ	لَكُمْ	إِنَّ	أَجْرِي	إِلَّا	عَلَى اللَّهِ	وَهُوَ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ
فرادیں	جو میں مانگا ہوں تم سے	کوئی اجر	تو وہ	تمہارا ہے	نہیں	میرا اجر	مگر	اللہ کے پاس	اور وہ	ہر	چیز	پر	قادر ہے

آپ فرادیں میں نے تم سے جو مانگا ہو کوئی اجر تو وہ تمہارا ہے۔ میرا اجر تو صرف اللہ کے ذمہ ہے۔ اور وہ ہر شے کی

شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَٰمُ الْغُيُوبِ ﴿٣٨﴾

شَيْءٍ	شَهِيدٌ	قُلْ	إِنَّ	رَبِّي	يَقْذِفُ	بِالْحَقِّ	عَلَٰمُ	الْغُيُوبِ
شے	اطلاع رکھنے والا ہے	فرادیں	بیک	میرا	ڈالنا	حق	سب	غیبوں کا جاننے والا

اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپ فرادیں، بیک میرا بوسے حق نازل ہوتا ہے اور سب غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

﴿٣٧﴾ قُلْ لَهُمْ مَا سَأَلْتُكُمْ عَلَىٰ

الْإِسْنَادِ وَالتَّبْلِيحِ مِنْ

أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ أَيُّ لَا أَسْأَلُكُمْ

عَلَيْهِ أَجْرًا إِنَّ أَجْرِي

مَا تَوَاتَىٰ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

مُطْلَعٌ يَعْلَمُ صِدْقِي ۝

﴿٣٨﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ

يُلْقِيهِ إِلَىٰ أَنْبِيَآئِهِ عَلَٰمُ

الْغُيُوبِ ۝ مَا غَابَ عَنْ خَلْقِهِ

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

﴿٣٧﴾ ان سے کہہ دے کہ میں تم سے اس ڈرانے اور احکام الہی

پہنچانے پر مزدوری نہیں مانگتا پس جو کچھ اس کی مزدوری

ہے وہ تمہیں رکھو مجھ کو درکار نہیں میرا ثواب صرف اللہ

پر ہے۔

اور وہ ہر چیز پر مطلع ہے میرے حق کو جانتا ہے۔

﴿٣٨﴾ اے محمد کہہ دے بے شبہ میرا رب اپنے پیغمبروں پر بھی

وحی بھیجتا ہے۔ وہ جاننے والا ہے ان امور کو جو

آسمانوں اور زمینوں میں اس کی مخلوق سے پوشیدہ

ہیں۔

### تشریح

﴿٣٧﴾ وہ بے غرض ہے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا | پھر یہ کہ شخص تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں ہے تمہاری بھلائی کے سوا وہ کچھ اور نہیں

چاہتا وہ بے غرض ہے اس کا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے جیسا کہ سورہ فرقان میں ارشاد ہوا۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (الفرقان: ۲۶)

(اے نبی! ان سے کہو میں اس کام پر تم سے کوئی اجر اس کے سوا نہیں مانگتا کہ جس کا بھی چاہے

وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے۔)

﴿٣٨﴾ حق غالب ہو کر رہے گا | اے پیغمبر آپ یہ بات کہہ دیں کہ میرا رب باطل کے سر پر حق کو پھینک کر مار رہا ہے۔ حق غالب ہو کر رہے گا۔

اس کو کوئی روک نہیں سکے گا۔ دنیا میں دین حق کا ڈنکا بجے گا۔ میرا رب تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے اس نے ٹھیک

وقت پر حق کو باطل پر غالب کرنے کے لئے نازل فرمایا ہے۔ اللہ کا دین وحی کے ذریعہ نازل ہوا ہے گویا دین کی بارش ہو رہی ہے خون

نصیب ہے وہ جو اس موقع سے فائدہ اٹھائے۔

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِيهِ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُهُ ۝۴۹ قُلْ إِنْ

قُلْ	جَاءَ الْحَقُّ	وَمَا يُبْدِيهِ	الْبَاطِلُ	وَمَا يُعِيدُهُ	قُلْ	إِنْ
فرادیں	حق آگیا	اور نہ پیدا کرے گا	باطل	اور نہ لوٹائے گا	فرادیں	اگر
آپ فرادیں حق آگیا اور نہ پیدا کرے گا باطل (کسی چیز کو) اور نہ لوٹائے گا۔ آپ فرادیں اگر میں						

ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فِيمَا

ضَلَلْتُ	فَإِنَّمَا	أَضِلُّ	عَلَىٰ نَفْسِي	وَإِنِ	اهْتَدَيْتُ	فِيمَا
بہکا ہوں	تو اس کو سوا نہیں	میں بہکا ہوں	اپنی جان پر (نقصان کو)	اور اگر	میں ہدایت پر ہوں	تو اس کی بدولت
بہکا ہوں تو اس کے سوا نہیں کہ اپنے نقصان کو بہکا ہوں اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس کی بدولت ہوں						

يُوحِي إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝۵۰ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ فِرْعَوْنُ

يُوحِي	إِلَىٰ	رَبِّي	إِنَّهُ	سَمِيعٌ	قَرِيبٌ	۝۵۰	وَلَوْ تَرَىٰ	إِذِ	فِرْعَوْنُ
وہ وحی کرتا ہے	میری طرف	میرا رب	بیکارہ	سننے والا	قرب		اے کاش تم دیکھو	جب	وہ گھبرائے گا
کہ میرا رب میری طرف وحی کرتا ہے بے شک وہ سننے والا قرب ہے۔ اے کاش تم دیکھو جب وہ گھبرائے گا									

فَلَا فُتُورَ وَأُخِذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝۵۱ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنتَ

فَلَا فُتُورَ	وَأُخِذُوا	مِنْ	مَّكَانٍ	قَرِيبٍ	۝۵۱	وَقَالُوا	آمَنَّا	بِهِ	وَأَنتَ
اور نہ فریب کیسے	اور پکڑے جائیں گے	سے	قرب جگہ (پاس)	اور کہیں گے		ہم ایمان لائے	اس پر	اور	
تو حال کیا تو دیکھ سکیں گے اور پاس ہی سے پکڑے جائیں گے اور کہیں گے ہم اس (نبی) پر ایمان لائے اور									

أَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَافُوسُ مِنْ مَّكَانٍ أَبْعَدٍ ۝۵۲

أَنَّىٰ	لَهُمُ	التَّنَافُوسُ	مِنْ	مَّكَانٍ	أَبْعَدٍ	۝۵۲
کہاں	ان کے لئے	بجڑنا (باجھ آنا)	سے	جگہ	دور (دارالجزاء)	
کہاں ممکن ہے ان کے لئے دور جگہ (دارالجزاء) سے (ایمان کا) ہاتھ آنا۔						

۴۹) کہہ دے آیا اسلام جو سچا دین ہے اور کفر کا نام و نشان نہ رہا نہ اول مرتبہ وہ ظاہر ہو نہ دوبارہ۔

۵۰) کہہ دے اگر میں حق سے بہکا ہوا ہوں تو میری گمراہی کا گناہ میری جان پر ہے۔ اور اگر میں راہ پر ہوں تو یہ اس سے

۴۹) قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَالْإِسْلَامُ وَمَا يُبْدِيهِ الْبَاطِلُ الْكُفْرُ وَمَا يُعِيدُهُ

أَي لَمْ يَبْقَ لَهُ أَشْرٌ  
۵۰) قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ عَنِ الْحَقِّ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي أَيْ إِشْرٌ ضَلَالِي عَلَيْهَا وَإِنْ اهْتَدَيْتُ



## فیصل

کہ میری طرف میرے رب نے قرآن اور حکمت کی باتیں  
وحی کیں۔ بے شبہ اللہ سنے والا ہے بندوں کی دعا  
کو نزدیک ہی سے۔

(۵۱) اور تو اسے عدم اگر دیکھے جب کہ کافر قیامت میں مجراویا  
گے تو اس وقت تو امر عظیم اور ہولناک کو دیکھے کہ وہ ہمارے  
عذاب سے بھاگ نہ سکے اور قریب جگہ سے پکڑے گئے۔  
یعنی قبور سے۔

(۵۲) اور اس وقت وہ کہیں گے کہ ہم ایمان لائے عدم پر  
(یا قرآن پر) اور اس وقت ان کا ایمان لانا بے عمل ہے  
ہرگز قبول نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اس وقت آخرت میں  
ہوں گے اور ایمان کی جگہ دنیا ہے۔

فَمَا يُوحِي إِلَىٰ رَبِّي مِنَ الْقُرْآنِ  
وَالْحِكْمَةِ إِنَّهُ سَمِيعٌ بِلَدْعَائِهِ  
قَرِيبٌ ○

(۵۱) وَ لَوْ شِئْنَا يَا مُحَمَّدُ إِذْ فَرَعُوا عِنْدَ  
الْبَعْثِ لَرَأَيْتَ أَمْرًا عَظِيمًا فَلَا قُوَّةَ  
لَهُمْ مِنَّا أَيُّ لَا يَفْعَلُونَ نَنَّا وَأَخَذُوا مِن  
مَكَانٍ قَرِيبٍ ○ أَيُّ الْقُبُورِ

(۵۲) وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ أَيُّ بِحُكْمِ  
الْقُرْآنِ وَ أَيُّ لَهُمُ التَّنَاوُسُ  
بِالْوَادِ وَالْمَنْزُورَةِ بَدَلْنَا أَيُّ تَنَادُلِ  
الْإِيمَانِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ○ عَنِ  
مَجْلِهِ إِذْ هُمْ فِي الْأَخْرَجَةِ وَمَجْلَهُ اللَّهُ نَنَّا

## تشریح

(۴۹) حق ایک باطل رکنے والا نہیں، اور اب باطل رکنے والا نہیں، حق غالب ہو کر باطل کو زیر کر کے رہے گا۔ فتح مکہ کے دن  
ہی آیت آپ کی زبان مبارک پر تھی کہ حق آپ کا ہے اور اب باطل کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا۔

(۵۰) میرا نبوت کا دعویٰ اگر ڈھونگ ہوتا تو ڈھونگ چلا نہیں کرتا اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا نبوت کا دعویٰ کرنا اور یہ تعلیم اور دعوت جو میں دے رہا ہوں اس  
کو اللہ کی طرف منسوب کرنا کوئی ڈھونگ ہے اور یہ میں نے خود ہی کھڑا کیا ہے تو خوب سمجھ لو کہ ڈھونگ زیادہ دنوں چلا نہیں کرتا۔ آخر  
اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے اور اس طرح کی ڈھونگ بازی میں خود میرا ہی نقصان ہے۔ سب کی دشمنی مول لینا، ذلت اٹھانا  
اور آخرت کی رسوائی قبول کرنا کون سی عقل مندی کی بات ہے۔ اور اگر میں صبح راستہ پر ہوں جیسا کہ حقیقت یہی ہے تو  
سمجھ لو کہ یہ سب اللہ کی تائید اور اس وحی کی بنا پر ہے جو اللہ نے پرنازل کر رہا ہے۔ اس لئے کہ وحی اور اللہ کی ہدایت  
انسان کو ٹھیک ٹھیک راستہ بتاتی ہے اور یہ اللہ کی ہدایت ہمیشہ میرے ساتھ رہے گی میرا رب سب کچھ  
سنتا ہے وہ میرے بالکل نزدیک ہے وہ ہمیشہ میری مدد کرے گا اور اس کا پیغام دنیا میں روشن ہوگا۔

(۵۱) میدان حشر میں منکرین کی حالت | پنکرین حق جو آج بڑی بڑیاں مارتے پھر رہے ہیں ان کی حالت اس وقت قابل دید ہوگی جب  
یہ حشر کا ہولناک منظر دیکھ کر گھبرا جائیں گے اور کہیں فرج کر دے باسکیں گے اور آسانی کے ساتھ جہاں ہوں گے وہیں پکڑے  
جائیں گے ان کو پکڑنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ایسی آسانی سے دھر لئے جائیں گے جیسے  
پکڑنے والا قریب ہی کہیں چھپا بیٹھا ہو۔

(۵۲) اس وقت کہیں گے کہ ہم ایمان لے آئے | جب سب کچھ آنکھوں کے سامنے آجائے گا تو اس وقت کہیں گے کہ ہم اس تعلیم پر ایمان  
لے آئے جو دنیا میں رسول نے پیش کی تھی ہمیں ان باتوں پر پورا یقین آ گیا ہے۔ مگر اب ایمان کیسا وہ تو ایمان سے بہت  
دور نکل آئے ایمان لانے کی جگہ تو دنیا تھی جہاں بغیر دیکھے دلائل و شواہد اور علم کی روشنی میں عالم غیب پر یقین کرنا تھا  
عالم آخرت میں پہنچنے کے بعد اب توبہ اور ایمان کا موقع نکل چکا ہے۔ اب ان کا ہاتھ اتنی دور پہنچ کر ایمان کو اٹھا کر  
نہیں لاسکتا۔

وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ

وَقَدْ كَفَرُوا	بِهِ	مِنْ قَبْلُ	وَيَقْذِفُونَ	بِالْغَيْبِ	مِنْ
اور تحقیق انہوں نے کفر کیا	اس سے	اس سے قبل	اور وہ پھینکتے ہیں	بن دیکھے	سے
اور تحقیق انہوں نے اس سے قبل اس سے کفر کیا اور وہ پھینکتے ہیں بن دیکھے دور جگہ سے (انکل پچو)					

مَكَانٍ بَعِيدٍ ۵۲ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ

مَكَانٍ	بَعِيدٍ	وَحِيلَ	بَيْنَهُمْ	وَبَيْنَ	مَا يَشْتَهُونَ	كَمَا	فُعِلَ
دور جگہ	اور آڑ کر دی گئی	اس کے درمیان	اور درمیان	جو وہ چاہتے تھے	جیسے	کیا گیا	باتیں کرتے ہیں (جو وہ چاہتے تھے۔ اس کے اور ان کے درمیان آڑ ڈال دی گئی جیسے ان کے ہم جنسوں

بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ۵۳

بِأَشْيَاعِهِمْ	مِنْ قَبْلُ	إِنَّهُمْ	كَانُوا	فِي	شَكٍّ	مُرِيبٍ
ان کے ہم جنسوں کے ساتھ	اس سے قبل	بے شک وہ	وہ تھے	میں	شک	تردد میں ڈالنے والے
کے ساتھ اس سے قبل کیا گیا، بے شک وہ تردد میں ڈالنے والے شک میں تھے۔						

۵۲) پھر اس وقت ان کو ایمان لانے سے کیا نفع حالانکہ وہ دنیا میں اس سے انکار کر چکے ہیں۔ اور کافرین بہت دور کی بات اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ جس کی ان کو مطلقاً خبر نہیں اور وہاں تک ان کو بالکل رسائی نہیں۔ وہ یہ کہ پیغمبر کو شاعر جادوگر نجومی کہتے ہیں اور قرآن کو جادو اور شعر اور نجوم کی باتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔

۵۲) وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ  
فِي السُّنْيَا وَيَقْذِفُونَ  
بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ  
بَعِيدٍ ۝ أَيْ بِمَا غَابَ عَنْهَا  
عَنْهُمْ غَيْبُهُ "بَعِيدَةٌ" حَيْثُ  
فَالْوَأ فِي الشَّيْءِ سَاحِرٌ  
شَاعِرٌ كَاهِنٌ وَفِي الْقُرْآنِ  
سَعْرٌ سَعَرُوا كَهَانَهُ

۵۳) اور اس وقت جو وہ خواہش، ایمان لانے کی کریں گے وہ منظور نہ ہوگی اس سے ان کو روک دیا جائے گا جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا جاوے گا جو کفر میں ان کی مثل ان سے پہلے گزرے۔

۵۳) وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا  
يَشْتَهُونَ مِنَ الْآيَاتِ  
أَيْ قَبُولَهُ كَمَا فُعِلَ  
بِأَشْيَاعِهِمْ أَشْبَاهِهِمْ  
فِي الْكُفْرِ مِنْ قَبْلُ أَيْ قَبْلَهُمْ

## فیصل

بے شک وہ لوگ شک اور نہایت تردد میں تھے۔  
ان امور سے جن پر ایمان لانا چاہتے ہیں اور دنیا  
میں انھوں نے دلائل ایمان کو لغو اور غیر معتبر سمجھا۔

إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّبِينٍ  
مَوْقِعَ الثَّرِيْبَةِ لَهُمْ فِيْمَا  
آمَنُوا بِهِ الْآنَ وَلَمْ يَعْتَدُوا  
بِدَلَالَتِهِ

## تشریح

۵۲) دنیا کی زندگی میں بہت دُور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے | دنیا کی زندگی میں جب ایمان لانے کا موقع تھا اس وقت تو بڑی دُور  
کی کوڑیاں لاتے تھے، اٹکل کے تیر جلاتے تھے، بے تحقیق باتیں کرتے تھے، طرح طرح کے الزام لگاتے تھے، اُکڑے  
کتے تھے، توجید کا مذاق اڑاتے تھے، آخرت کو خیالی باتیں سمجھتے تھے اور رسول کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ  
شخص ساحر ہے مجنون ہے۔ اس کے پیچھے لگنے والے لوگ نادان اور بے وقوف ہیں۔

۵۳) شکوک و شبہات ان کو لے ڈوبے | جہاں تک یقینی علم کا تعلق ہے۔ یقینی علم قیاس اور گمان سے حاصل نہیں ہوتا۔  
انھوں نے شکوک و شبہات کی ایک عمارت کھڑی کر لی۔ توجید میں شک، آخرت میں شک، رسول کی باتوں پر شک  
اور ان شکوک و شبہات کو یقین کی طرح دلوں میں بٹھا لیا۔ آج انہی شکوک و شبہات کی وجہ سے ان کی تمناؤں اور  
آرزوؤں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اور انھوں نے اپنی پوری زندگی کی مہلت ایک غلط راستے میں  
کھپا دی۔ جس کا نتیجہ آج ان کے سامنے ہے اب وہ نہ پلٹ کر دنیا میں واپس جاسکتے ہیں اور نہ وہ چیسر  
حاصل کر سکتے ہیں جس کی ان کو آرزو تھی۔



# فَاتِحُ

○ ترتیب تلاوت — ۳۵	○ ترتیب نزول — ۴۳
○ مکی / مدنی — مکی	○ تعداد رکوعات — ۵
○ تعداد آیات — ۴۶	○ تعداد الفاظ — ۷۹۲
○ تعداد حروف — ۳۲۸۹	

- — اسے سورت کی پہلی آیت میں لفظ "فاتح" اس سورت کا نام اور عنوان قرار دیا گیا ہے۔
- اسی آیت میں لفظ "الملكۃ" بھی آیا ہے۔ وہ بھی اس سورت کا دوسرا نام ہے۔
- سورت کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ کے اس دور میں نازل ہوئی ہے جب اسلام کی مخالفت شدت اختیار کر چکی تھی یہ تقریباً دور متوسط ہے جس میں نبی م کی دعوت کو ناکام کرنے کے لئے ہر طرح کی تدبیریں اختیار کی جا رہی تھیں۔
- اس سورت کا مرکزی مضمون توحید کی دعوت ہے اور آخرت کا ثبوت ہے توحید کی دعوت میں انداز بیان ناصحانہ معلانہ اور کچھ تنبیہ لے ہوئے ہے۔

## فیصل

بڑے مؤثر انداز میں یہ بات کہی گئی ہے کہ ذرا آنکھیں کھول کر اس کائنات کے نظام پر غور کرو۔ کیا اللہ جو فاطمہ السموات والارض ہے۔ زمین و آسمان کا خالق ہے اس کے علاوہ کوئی اور ہستی ایسی پائی جاتی ہے جس میں خدائی صفات اور خدائی اختیارات ہوں۔

بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کسی اور ہستی کو شریک اور سا بھی بنانے کے لئے کوئی معقول بنیاد موجود ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو کسی اور کی مدد کی ضرورت ہے کیا وہ تنہا تمام کائنات کی تخلیق اور اس کے نظام کو چلانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس دنیا کی زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس میں ہر ایک کو اپنے کئے کا نتیجہ دیکھنا ہوگا۔

آخر پروردگار عالم نے انسان کو کچھ اختیارات دے کر اس دنیا میں کیوں بھیجا ہے۔ اس امتحان اور آزمائش کے لئے کہ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون کس روش پر چلتا ہے؟ بھلا اور بُرا کیسے یکساں ہو سکتا ہے؟ بھلے کا نتیجہ بھلا اور بُرے کا نتیجہ برا سامنے آنا چاہیے۔

رہا مٹی میں ملنا اور فنا ہو جانا اللہ کے لئے یہ کیا مشکل ہے کہ دوبارہ زندہ کر دے جس نے انسان کو پانی کے نطفے سے پیدا کر دیا۔

اس طرح معقولیت کے ساتھ توحید اور آخرت کو بڑے دل پذیر انداز میں سمجھایا گیا ہے۔

نہی م کو ڈھارس دی گئی ہے کہ آپ ذرا بھی دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ماننے والوں کے رویے پر غمگین نہ ہوں۔ جو لوگ ماننے کے لئے تیار ہیں آپ ان کی تربیت پر پوری توجہ دیں۔

اہل ایمان کو بشارتیں دی گئی ہیں تاکہ ان کے دل مضبوط ہوں اور وہ ثابت قدم رہیں۔

اس طرح یہ سورت ”سورۃ فاطر“ یا ”سورۃ الملأضحیٰ“ اپنے موضوع توحید اور آخرت پر سیر حاصل انداز میں اللہ تعالیٰ کی ایک مؤثر گفتگو اور اس کا خطاب ہے۔

رُكُوعَاتُهَا

۴۳-

سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا ۲۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ

الْحَمْدُ	بِاللَّهِ	فَاطِرِ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	جَاعِلِ
تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	پیدا کرنے والا	آسمانوں	اور زمین	بنانے والا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ فرشتوں کو

الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولَىٰ أَجْنِحَةٍ مِّثْنَىٰ وَثَلَاثَ

الْمَلَائِكَةِ	رُسُلًا	أُولَىٰ + أَجْنِحَةٍ	مِّثْنَىٰ	وَتَلَاثَ
فرشتے	پیغام بر	پروں والے	دو، دو	اور تین، تین

پیغام بر بنانے والا ہے، پروں والے دو، دو اور تین، تین

وَرُبْعًا يُزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ

وَرُبْعًا	يُزِيدُ	فِي الْخَلْقِ	مَا يَشَاءُ	إِنَّ اللَّهَ
اور چار چار	زیادہ کر دیتا ہے	پیدائش میں	جو وہ چاہے	اللہ

اور چار، چار، پیدائش میں جو وہ چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ①

عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ
پر	ہر	شے	قدرت رکھنے والا ہے

ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

سورہ فاطر مکی ہے اور اس میں پینتالیس یا چھیالیس آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہا مہربان ہے

① الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْوَاجِبِ حَمْدُهُ

سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ

خَمْسٌ أَوْ سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ آيَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

① الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدٌ تَعَالَى نَفْسُهُ

بِذَلِكَ كَمَا بَيَّنَّ فِي أَوَّلِ سَبَا  
فَاطِرًا لِّلْمَوَاتِ وَالْأَمْوَاتِ  
خَالِقِهِمَا عَلَى غَيْرِ مِثَالِ  
سَبَقَ جَاعِلِ الْمَلَكِيَّةِ  
رُسُلًا إِلَى الْأَنْبِيَاءِ أُولَى  
أَجْنِحَةٍ مِّثْنَى وَفَلَكَ وَرُبْعٍ  
يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ فِي الْمَلَائِكَةِ  
وَعَنِيهَا مَا يَشَاءُ مَدْرَاتٍ  
اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرٌ ○

### تشریح

① تعریف کے لائق وہی ہے جو وجود بخشنے والا ہے اور فرشتے اس کے حکم کی تعمیل کے لئے اڑے بھرتے ہیں

کابنانے والا ہے۔ وہ فرشتے جن کو دیوی دیوتا سمجھ کر پوجا جاتا ہے وہ اللہ کے احکام کی تعمیل کے لئے اس طرح دوڑتے اور اڑتے پھرتے ہیں جیسے کسی بادشاہ کے خادم اس کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعدی کے ساتھ بھاگے پھاگتے ہیں۔ ان خادموں کے اپنے اختیارات کچھ نہیں ہیں سارے اختیارات اصل فرماں روائے کائنات کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس طرح حکم دیتا ہے یہ بجالاتے ہیں۔ اور ان سے کام لینا بھی ایک وسیلے اور سبب کے طور پر ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو بغیر ان کے بھی کائنات کا نظام چلانے میں اللہ تعالیٰ کو کوئی دشواری نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو دو، دو، تین، تین، چار، چار بازو یا ہروں والا بنا دیا ہے جیسی خدمت جن سے مطلوب ہے ان کو ویسی ہی طاقت اور تیزی اور قوت کار سے آراستہ کیا گیا ہے۔ وہ بازو یا پیر کیسے ہیں؟ ان کی صحیح کیفیت تو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری فہم سے جو لفظ قریب ہے وہ بازو یا پیر ہی ہو سکتا ہے۔

وہ اپنی مخلوق کی بناوٹ میں جیسے چاہے اضافہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو چار سے زیادہ بازو بھی عطا فرمائے ہیں جیسا کہ حدیث میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ نبی ص نے حضرت جبرئیل کو ایک ہاتھ اس شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

ترمذی میں حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ حضور ص نے حضرت جبرئیل کو دو مرتبہ ان کی اصل شکل میں دیکھا ہے ان کے چھ سو بازو تھے اور وہ پورے آفتاب پر چھائے ہوئے تھے۔

اس نے فرشتوں کو اپنا پیغام رساں مقرر کیا ہے مگر وہ ان ذرائع کا محتاج نہیں ہے محض حکمت کی بنا پر اس نے اسباب کا سلسلہ قائم کیا ہے ورنہ وہ بذاتِ خود ہر چیز پر قادر ہے۔

کے لئے ہیں  
جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بدون کسی مثال کے جو پہلے  
ہوئی ہو۔ پیدا کیا۔

اللہ نے فرشتوں کو پیغام پہنچانے والا بنایا انبیاء کی طرف  
وہ فرشتہ کہ جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار  
بازو ہیں۔

وہ زیادہ کرتا ہے اپنی مخلوق میں فرشتے ہوں یا ان کے  
سوا جو چاہے بے شبہ اللہ کو ہر چیز پر قدرت  
ہے۔

مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا

مَا يَفْتَحُ	اللَّهُ	لِلنَّاسِ	مِنْ رَحْمَةٍ	فَلَا مُمْسِكَ	لَهَا	وَمَا
جو کھول دے	اللہ	لوگوں کے لئے	رحمت سے	تو بند کرنے والا نہیں	اس کا	اور جو

اللہ لوگوں کے جو رحمت کھول دے تو (کوئی) اس کا بند کرنے والا نہیں۔ اور جو وہ

يُمْسِكُ لَا فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهَا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲﴾

يُمْسِكُ	فَلَا مُرْسِلَ	لَهُ	مِنْ بَعْدِهَا	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ
وہ بند کرے	تو کوئی بھیجنے والا نہیں	اس کا	اس کے بعد	اور وہ	غالب	حکمت والا۔

بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کا بھیجنے والا نہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

يَا أَيُّهَا	النَّاسُ	اذْكُرُوا	نِعْمَتَ	اللَّهِ	عَلَيْكُمْ
اے	لوگو	تم یاد کرو	نعمت	اللہ	اپنے اوپر

اے لوگو! تم یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت۔ کیا اللہ کے

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَ

هَلْ	مِنْ خَالِقٍ	غَيْرُ اللَّهِ	يَرْزُقُكُمْ	مِنَ السَّمَاءِ	وَ
کیا	کوئی پیدا کرنے والا	اللہ کے سوا	وہ تمہیں رزق دیتا ہے	سے	آسمانوں اور

سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے وہ تمہیں آسمانوں سے رزق دیتا ہے اور

الْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَآلِي تَوْفِكُونَ ﴿۳﴾

الْأَرْضِ	لَا إِلَهَ	إِلَّا هُوَ	فَآلِي	تَوْفِكُونَ
زمین	نہیں کوئی معبود	اللہ کے سوا	تو کہاں	اٹلے بھرے جاتے ہو تم

زمین سے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کہاں تم اٹلے بھرے جاتے ہو؟

﴿۲﴾ جو کچھ اللہ لوگوں پر رحمت نازل فرماتا ہے مثل رزق اور بارش کے سوا اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو وہ بارشیں وغیرہ کو روک لے تو اس کی روکی ہوئی چیز کو کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہ غالب ہے اپنے حکم میں۔

﴿۲﴾ مَا يَفْتَحُ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ كَرِّ رُزْقٍ وَمَنْظِرٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ مِنْ ذَلِكَ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهَا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ



حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

۳) اے مکہ والو یاد کرو اللہ کے انعام جو اس نے تم پر کیا کہ تم کو صرم میں جگہ دی اور تم کو لوٹ مار سے بچایا۔

کیا کوئی دوسرا خالق ہے اللہ کے سوا جو تم کو آسمان سے بارش دیتا ہے اور زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔ یعنی کوئی خالق اور رازق اس کے سوا نہیں۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم لوگ باوجود اس اقرار کے کہ وہی خالق اور رازق ہے کیونکر اس کی توحید کے منکر ہوتے ہو

الْغَالِبُ عَلَىٰ أَمْرِهِ الْحَكِيمُ ۝  
فِي فَعْلِهِ

۳) يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَمَىٰ أَهْلَ مَكَّةَ  
اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ  
بِاسْكَنْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ لَمَنَّ  
عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ  
مِثْلُ مَا يَخْلُقُ الْمُتَنَبِّئُ  
عَلَيْكُمْ اللَّهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّجْمِ  
تَنَزَّلُ الْخَالِقِ لَفْظًا وَمَجَلًا  
وَحَبْرًا الْمُبْتَدَأُ يَرْزُقُكُمْ مِنَ  
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالنَّبَاتِ  
وَالْأَسْتَفْهَامِ لِلتَّفْهِيمِ أَيْ لِحَاثِلِ رِزْقِ  
غَيْرِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَى  
تَوْفُؤُكَ ۝ مِنْ آمِنٍ  
تَضَرُّعُونَ عَنْ تَوْحِيدِهِ  
مَعَ إِفْتِرَائِكُمْ بِأَنَّهُ الْخَالِقُ

### تشوہیح

۲) اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق جو کرنا چاہیں کوئی ان کو روک نہیں سکتا | اللہ تم صرف قادر ہی نہیں ہیں بلکہ حکیم دانا بھی ہیں۔ لوگوں کے لئے جس جنت کا دروازہ کھول دیں اور اپنی نعمتوں سے اس کو نواز دیں تو کوئی اللہ کو روکنے والا نہیں ہے۔ اور اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے اپنی نوازشوں کا دروازہ بند کر دیں تو کوئی اور اس کو کھولنے والا نہیں ہے۔

جس کو جو جنت بھی پہنچتی ہے وہ اللہ کے فضل سے پہنچتی ہے کوئی دوسرا اس کے دینے پر نہ قادر ہے نہ اس کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ حکیمانہ ہوتا ہے جس کو دیتا ہے اس لئے دیتا ہے کہ اس کی حکمت کا تقاضا ہی ہے۔ اور اگر کسی کو نہیں دیتا تو اس لئے کہ ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ غرض اس کے ہر فیصلے میں حکمت و مصلحت کے کتنے ہی گوشے پوشیدہ ہوتے ہیں۔

۳) جس نے پیدا کیا وہی معبود ہے | انسان ذرا نور کرے کہ اللہ تعالیٰ کے کیسے کیسے احسانات اس کے بندوں پر ہیں۔ وہ زندگی دیتا ہے زندگی کے سامان دیتا ہے۔ بتا دیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا پیدا کرنے والا ہے بتا دیا اللہ کے سوا کوئی اور سستی ہے جو زمین و آسمان سے تمہیں رزق پہنچاتی ہو۔ آسمان سے بارش برساتا، زمین سے طرح طرح کی پیداوار نکال کر دینا کیا یہ کام اللہ کے سوا کسی اور کا ہے؟ بس جب وہ خالق اور رازق ہے تو معبود بھی وہی ہے، عبادت بھی اسی کا حق ہے پھر تم کہاں دھوکا کھا رہے ہو جب اس کو خالق اور رازق مانتے ہو تو عبادت کسی دوسرے کی کیوں؟ شکر گزاری کسی اور کی کیوں؟ احسان شناسی کسی اور کی کیوں؟ اس سے بڑا احسان فراموش اور نیک حرام کون ہوگا؟ جو کھائے تو اللہ کا اور گئے دوسرے کے۔

وَإِنْ يَكْذِبُوا فَكَذَّبْتَ رَسُولٌ مِّن قَبْلِكَ، وَإِلَىٰ

وَإِنْ	يَكْذِبُوا	فَكَذَّبْتَ	رَسُولٌ	مِّن قَبْلِكَ	وَإِلَىٰ
اور اگر	وہ مجھے جھٹلائیں	تو تحقیق جھٹلائے گئے	رسول (جمع)	تم سے پہلے	اور طرف
اور اگر وہ مجھے جھٹلائیں تو تحقیق جھٹلائے گئے ہیں تم سے پہلے ہی رسول، اور نام					

اللَّهِ تَرْجِعُ الْأُمُورَ ۝ يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ

اللَّهُ	تَرْجِعُ	الْأُمُورَ	يَأْتِيهَا	النَّاسُ	إِنَّ	وَعْدَ اللَّهِ	حَقٌّ
اللہ	بازگشت	تمام کام	اے	لوگو	بے شک	اللہ کا وعدہ	سچا

کاموں کی بازگشت (لوٹنا) اللہ کی طرف ہے۔ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے

فَلَا تَغْرِبْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغْرِبْكُمْ بِاللَّهِ

فَلَا تَغْرِبْكُمْ	الْحَيَاةُ	الدُّنْيَا	وَلَا يَغْرِبْكُمْ	بِاللَّهِ
پس ہرگز تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے	زندگی	دنیا	اور تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے	اللہ سے

پس دنیا کی زندگی تمہیں ہرگز دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ سے ہرگز

الْغُرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوا

الْغُرُورُ	إِنَّ	الشَّيْطَانَ	لَكُمْ	عَدُوٌّ	فَاتَّخِذُوا
دھوکے باز	بے شک	شیطان	تمہارا	دشمن	پس اے مجھو

دھوکے میں نہ ڈال دے بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے پس اے دشمن (ہا) سمجھو۔

إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝

إِنَّمَا يَدْعُوا	حِزْبَهُ	لِيَكُونُوا	مِنْ	أَصْحَابِ السَّعِيرِ
وہ تو بلاتا ہے	اپنے گروہ کو	تاکر وہ ہو	سے	جہنم والے

وہ تو اپنے گروہ کو بلاتا ہے تاکر وہ جہنم والے ہوں۔

۴ اور اگر کافر مجھ کو اے محمد ان امور میں جھوٹا کہیں جو کہ تو ان کو سناتا ہے اللہ کا ایلا ہونا اور خسرو نشتر کا ہونا اور حساب اور عذاب کا آنا تو مجھ سے پہلے پیغمبروں کو یہی کافروں نے ان باتوں میں جھٹلایا ہے سو میں طرح ان پہلے پیغمبروں نے مبر کیا تو یہی مبر کر۔

۴ وَإِنْ يَكْذِبُوا فَكَذَّبْتَ بِأَمْرِكَ يَا مُحَمَّدٌ فِي مَجِيئِكَ بِالسُّوْجِنِ وَالْبَغْتِ وَالْحِسَابِ وَالْعَمَابِ فَكَذَّبْتَ كَذِبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فِي ذَلِكَ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرُوا

اور آخرت میں سب کام اللہ کی طرف پھیرے جاویں گے سو وہ جھٹلانے والوں کو سزا دے گا اور پیغمبروں کی امداد فرمائے گا۔

۵) اے لوگو بے شک اللہ کا وعدہ حشر و شکر کا پتہ ہے پس تم کو دنیا کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے۔ اور آخرت پر ایمان لانے سے نہ روکے۔

اور تم کو اللہ کی بر دباری اور مہلت دینے سے شیطان دھوکے میں نہ ڈالے۔

۶) بے شبہ شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم اس کو دشمن ہی سمجھو اس کا کہنا نہ مانو اللہ کے حکم کو مانو۔

بے شک جو لوگ کفر کرنے میں شیطان کا کہنا مانتے ہیں وہ ان کو آگ کی طرف بلاتا ہے تاکہ ان کو دوزخی بنا دے۔

وَالِی اللّٰهُ تُرْجِعُ الْاُمُورَ  
فِی الْاٰخِرَةِ نَبِیُّ اِذِی الْمُنْكَرَاتِ  
بَیْنَ  
وَبَیْنَصْرَ الْمُرْسَلِیْنَ

۵) یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّی وَعَدَ اللّٰهُ

بَاَنْبَعَثُ رَعْتَ یُرِیْ حَقِّقْ فَاِنَّ  
تَغْفِرُ لَكُمْ اَخِیْرَةَ الدّٰنِیَا

عَنِ الْاٰیْمَانِیْنَ لَنْ لَیْسَ  
وَاَلَا یَغْفِرُ لَكُمْ بِاَللّٰهِ فِی

حٰلَتِهِ وَاَمَّا هٰلِی الْعُرُوْرُ

التَّشْطٰنِ

۶) اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

عَدُوًّا وَاَدْبَاعَ اللّٰهِ وَكَأَنَّ

طٰیْفُوْهُ اِتِّمٰیْدُوْهُ اِحْزٰبُهُ

اَنْبَیَآءُهُ فِی الْكُفْرِ لَیْكُوْنُوْنَ اٰمِنٌ

اَصْحَابِ الشَّعِیْرِ اَلْتَّارِ الشَّدِیْدِ

### تشریح

۴) نبیوں کو جھٹلانا باطل پرستوں کا طریقہ رہا ہے | جب پیدا کرنے والا اللہ ہے اور رزق دینے والا بھی اللہ ہے تو عبادت کا مستحق بھی اللہ ہی ہے۔ اگر تمہاری اس بات کو یہ باطل پرست جھٹلاتے ہیں تو اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے کوئی نئی بات نہیں ہے ایسے لوگوں کا طریقہ یہ رہا ہے۔ ان کا کسی کو جھوٹا کہہ دینا کوئی معیار نہیں ہے حق اور ناطق کا فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو آخر کار بتا دے گا کہ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے اور اس کا انجام بھی سامنے آجائے گا۔

۵) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اللہ تم نے جو یہ وعدہ کیا ہے کہ جو اچھے اعمال کرے گا آخرت میں اس کو اچھی جگہ ملے گی اور بُرے عمل کرنے والے کو آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا یہ اللہ کا وعدہ یقیناً برحق ہے۔ دنیا کی ظاہری چمک دمک اور یہاں کی زندگی کی کشش کہیں تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم اپنے انجام سے غافل نہ ہو جاؤ اور یہ نہ سمجھ لو کہ جو کچھ ہے بس دنیا ہی ہے یا تمہارے دل میں یہ غلط خیال نہ آجائے کہ جو دنیا میں مزے کر رہا ہے وہ آخرت میں بھی مزے کرے گا۔ اس لئے کہ آخرت کا معاملہ دنیا کے عیش و آرام پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ کی رضا اور اچھے کاموں پر آخرت کی جزا ہے۔ کہیں وہ بڑا دھوکے باز یعنی شیطان نہیں اللہ کے بارے میں کسی غریب میں مبتلا نہ کرے اس لئے تمہیں ہر طرح چوکنا اور ہوشیار رہنا چاہیے۔

۶) شیطان تمہارا یکا دشمن ہے | شیطان ازل سے ہی تمہارا دشمن ہے کیونکہ وہ زمین کی خلافت کا دعوے دار تھا اور اللہ نے خلافت ارضی تمہارے باپ آدم کو عطا کی جس کی وجہ سے یہ اولاد آدم کا دشمن ہو گیا۔ اس دشمن کو دشمن ہی سمجھو دوست نہ جانو وہ اپنے پیروں کو اپنی راہ پر اس لئے لگا رہا ہے کہ ان کو بھی اپنے ساتھ دوزخ میں پہنچا کر چھوڑے، وہ دوستی کے لباس میں دشمنی کرتا ہے۔ اس کی مکاری کے جال میں مت پھنس جانا۔

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَالَّذِينَ

الَّذِينَ كَفَرُوا + كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَالَّذِينَ

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے عذاب سخت اور جو لوگ

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

آمَنُوا + وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ

ایمان لائے اور انہوں نے عمل کئے اچھے ان کے لئے بخشش اور اجر بڑا

ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے بخشش اور اجر بڑا ہے۔

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ قَرَآءَ حَسَنَاتٍ فَإِنَّ اللَّهَ

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ قَرَآءَ حَسَنَاتٍ فَإِنَّ اللَّهَ

سو کیا جس آراستہ کیا گیا اس کے لئے اس کا برا عمل پھر اس نے دیکھا اے اچھا پس بے شک اللہ

سو کیا جس کے لئے اس کا برا عمل آراستہ کیا گیا، پھر اس نے اس کو اچھا دیکھا (بھلا) (کیا وہ نیکو کاروں میں سے ہے)

يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذْهَبُ

يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ فَلَا تَذْهَبُ

گمراہ ٹھہراتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے پس نہ جاتی رہے

پس بے شک جس کو اللہ چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ پس تمہاری جان نہ

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَاتٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

تمہاری جان ان پر حسرت کر کے بیشک اللہ جاننے والا ہے جو

جاتی رہے ان پر حسرت کر کے بے شک جو وہ کرتے ہیں اللہ اُسے جانتا

يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُبِيرُ

يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ فَتُبِيرُ

وہ کرتے ہیں اور اللہ وہ جس نے بھیجا ہواؤں کو پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں

ہے۔ اور اللہ (ہی ہے) جس نے بھیجا ہواؤں کو پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی

## سَحَابًا فَسُقْنَهُ إِلَىٰ بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَاهُ الْأَرْضَ

سَحَابًا	فَسُقْنَهُ	إِلَىٰ	بَلَدٍ مَّيِّتٍ	فَأَحْيَيْنَاهُ	الْأَرْضَ
بادل	پھر ہم اسے لے گئے	طرف	مردہ شہر	پھر ہم نے زندہ کیا	اس سے زمین

ہیں۔ پھر ہم اس (بادل) کو مردہ شہر کی طرف لے گئے، پھر ہم نے اس سے زمین کو اس کے مرنے

## بَعْدَ مَوْتِهَا كَذَلِكَ النُّشُورُ ⑨

بَعْدَ + مَوْتِهَا	كَذَلِكَ	النُّشُورُ
اس کے مرنے کے بعد	اسی طرح	جی اٹھنا

(بہر ہو جانے) کے بعد زندہ کیا۔ اسی طرح (مردوں کو روزِ حشر) جی اٹھنا ہے

④ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ هُمْ عَذَابٌ  
شَدِيدٌ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ  
وَ أَجْرٌ كَبِيرٌ ○ فَهَذَا آيَاتُ  
مَا الْمُوَافِقِي الشَّيْطَانِ وَمَا  
يَمْخَا لِفِيهِ وَنَزَلَ فِي آيَاتِ جَهَنَّمَ  
وَعَبْرَةَ حَقٍّ

⑧ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ  
بِالْحَسَنَاتِ فَمَنَّا حَسَنًا مِّن  
مُّنْتَدٍ أَخْبَرَهُ كَمَنْ هَدَاهُ  
اللَّهُ لَأَذَلَّ عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ  
يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي  
مَنْ يَشَاءُ فَلَئِنَّ أَكْثَرَ  
نَفْسِكَ عَلَيْهِمْ عَلَى التَّوْبَةِ  
لَهُمْ حَسْرَاتٍ بِأَعْتَابِكَ إِنَّ  
لَا يَوْمَئِذٍ يَنْصُرُهُمُ اللَّهُ  
عَلَيْهِمْ كَمَا يُضْعِفُونَ ○ فَيُبَازِرُهُمْ عَلَيْهِ

⑨ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ  
رَفِي قِوَامَةِ الرِّيحِ فَتُثِيرُ سَحَابًا  
الْمُضَارِعَ لِحَاكِيَةِ الْعَالِ الْمَاضِيَةِ أَيْ

④ جو لوگ کافر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے (اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شیطان کے موافقین اور منافقین کے لئے جو کچھ عذاب و ثواب ہونے والا ہے بیان فرمادیا) اور نازل ہوئی ابوجہل کے بارے میں یہ آیت۔

⑧ أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ قِرَاءَةَ حَسَنًا ○ سو کیا وہ شخص جس کو اس کے بُرے عمل اچھے کر کے دکھائے سنوار کر کہ وہ اپنے بد افعال کو اچھا سمجھنے لگا مثل اس کے ہے جس کو اللہ نے ہدایت کی ہرگز نہیں (جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہوتا ہے) پس بے شبہ اللہ میں کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ سو تو اسے محمد ایسے لوگوں کے ایمان دلانے سے غم نہ کر اور حسرت سے اپنی جان نہ کھو۔

بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں سو وہ ان کے بدکرداری کی سزا ان کو دے گا۔

⑨ اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے۔ سو وہ ہوائیں بادل کو اٹھاتی ہیں۔

پھر ہم پہنچاتے ہیں اس بادل کو اس شہر میں جہاں سبزہ نہیں ہو  
ہم اس ابر سے اس شہر مردہ کی زمین کو خشکی کے بعد دوبارہ  
کرتے ہیں یعنی کھیتی اور گھاس پیدا کرتے ہیں۔

اسی طرح مکر اٹھنا اور زندہ ہونا ہوگا۔

تَرْجِبُهُ فَسَقْنَا لَهُ فِيهِ لُغَاتٌ مِّنَ  
الْعَيْبَةِ إِلَىٰ بَيْتٍ مِّنَ الشُّجُرِ  
وَالشُّجُرِ لَآئِبَاتٌ بِهَا فَكَحِينَا  
بِهِ الْأَرْضَ مِّنَ الْبَيْتِ بَعْدَ  
مَوْتِهَا يُنْبِتُهَا أَيَّ أَنْبِتْنَا  
بِهِ الزَّرْعَ وَالشُّكْلَاءَ كَذَلِكَ  
التَّشْوِيرُ ○ أَيَّ التَّبْعَةِ  
وَالْأَحْيَاءِ

### تشریح

④ دو کردار دو انجام [جو لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی دعوت کو ماننے سے انکار کریں گے ان کو  
آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں سے  
درگزر فرمائیں گے اور ان کے نیک عمل کا بڑا اجر عطا کریں گے۔

⑤ بگڑا ہوا ذہن جو برائی کو ہی اچھا سمجھتا ہے | برے لوگ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو برائی کو برائی  
سمجھتے ہیں۔ ان کے بارے میں امید رہتی ہے کہ کبھی نہ کبھی راستے پر آجائیں گے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو برائی کو ہی اچھا سمجھ رہے ہیں۔ ان کا ذہنی بگاڑ اس درجے کو پہنچ چکا ہے کہ ان کی اس  
ختم ہو گئی ہے اور برائی ان کی نظروں میں خوبی بن گئی ہے۔ جب آدمی اس درجے پر پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی اصلاح  
کی امید ختم ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہی ہدایت دیتے ہیں جو ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے  
میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرما رہے ہیں کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جن کی اصلاح کی امید کی جاسکتی ہو  
آپ خواہ مخواہ اپنی جان کو ان کے غم میں مت گھلایے، اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے وہ خود  
ان سے نمٹ لے گا۔

⑥ جس طرح بارش سے بنجر زمین جی اٹھتی ہے | بتانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے اس  
اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے کا | کی بوسیدہ ہڈیاں اور گلا، سڑا بدن اللہ کے حکم سے دوبارہ جی اٹھے  
گا، پھر یہ انسان اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے اور ان کا حساب کتاب ہوگا۔

اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بارش کی مثال دی ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ ہواؤں  
کے دوش پر بادل اڑتے ہوئے ایک ایسی اُھاڑ زمین کی طرف چلے جاتے ہیں جہاں زمین بالکل  
بنجر اور مردہ پڑی تھی۔ پانی کا پھینٹنا پڑتے ہی وہ مردہ زمین جی اٹھتی ہے، سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ مری  
ہوئی جڑیں سرسبز ہو کر کوئلیں نکالنے لگتی ہیں۔ بس اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کی طرح مردہ انسانوں  
کو بھی زندگی دے گا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش کے نیچے سے ایک خاص قسم کی بارش ہوگی جس کے  
پھیلنے پڑتے ہی مردے اسی طرح زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے جیسے بارش ہونے سے زمین  
میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ

مَنْ	كَانَ يُرِيدُ	الْعِزَّةَ	فَلِلَّهِ	الْعِزَّةُ	جَمِيعًا	إِلَيْهِ
جو کوئی	چاہتا ہے	عزت	تو اللہ کے لئے	عزت	تمام تر	اس کی طرف

جو کوئی عزت چاہتا ہے تو تمام عزت اللہ کے لئے ہے اسی کی طرف

يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَ

يَصْعَدُ	الْكَلِمُ	الطَّيِّبُ	وَالْعَمَلُ	الصَّالِحُ	يَرْفَعُهُ	وَ
چڑھتا ہے	کلام	پاکیزہ	اور عمل	اچھا	وہ اس کو بلند کرتا ہے	اور

چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور اچھے عمل کو اللہ بلند کرتا ہے۔ اور

الَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَ

الَّذِينَ	يَمْكُرُونَ	السَّيِّئَاتِ	لَهُمْ	عَذَابٌ	شَدِيدٌ	وَ
جو لوگ	تدبیریں کرتے ہیں	بری	ان کے لئے	عذاب	سخت	اور

جو لوگ بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور

مَكْرٌ أُولَٰئِكَ هُوَ يُبْورُ ۝۱۰ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

مَكْرٌ	أُولَٰئِكَ	هُوَ	يُبْورُ	وَاللَّهُ	خَلَقَكُمْ	مِنْ	تُرَابٍ	ثُمَّ
تدبیر	ان لوگوں	وہ	اکارت جائے گی	اور اللہ	اس پیدا کیا تمہیں	مٹی سے	پھر	

ان لوگوں کی تدبیر اکارت جائے گی اور اللہ (جی) نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَ

مِنْ	نُّطْفَةٍ	ثُمَّ	جَعَلَكُمْ	أَزْوَاجًا	وَمَا	تَحْمِلُ	مِنْ	أُنْثَىٰ	وَ
سے	نطفہ	پھر	تمہیں بنایا	جوڑے جوڑے	اور نہ	حاملہ حمل ہے	کوئی عورت	اور	

نطفہ سے، پھر تمہیں جوڑے جوڑے بنایا۔ اور نہ کوئی حاملہ ہوتی ہے اور

لَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ

لَا	تَضَعُ	إِلَّا	بِعِلْمِهِ	وَمَا	يُعَمَّرُ	مِنْ	مُعَمَّرٍ	وَلَا	يُنْقِصُ	مِنْ	
نہ	دہ	دھتی	ہے	مگر	اس علم میں ہے	اور نہیں	عمر پاتا	کوئی	بڑی عمر والا	اور نہ کمی کی جاتی ہے	سے

نہ وہ دھتی ہے مگر اس کے علم میں ہے۔ اور کوئی بڑی عمر والا عمر نہیں پاتا اور نہ کمی کی عمر میں

## عُمْرَةَ إِلَّا فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝

عُمْرَةَ	إِلَّا	فِي كِتَابٍ	إِنَّ	ذَلِكَ	عَلَى	اللَّهُ	يَسِيرٌ
اس کی عمر	مگر	کتاب میں	بے شک	یہ	پر	اللہ	آسان

کئی کی جاتی ہے مگر (ب) کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔ یہ بے شک اللہ پر آسان ہے

⑩ جس کو عزت حاصل کرنے کی تمنا ہے اس کو چاہیے کہ اللہ کی فرماں برداری کرے کیونکہ دنیا و آخرت کی تمام عزتیں اسی کے اختیار میں ہیں۔ اسی کی فرماں برداری سے عزت حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ کی طرف چڑھتی ہیں پاک باتیں یعنی وہ پاک باتوں کو جانتا ہے اور مراد پاک باتوں سے کلمہ طیب لا الہ الا اللہ وغیرہ ہے۔

اور نیک عمل کو اللہ قبول فرماتا ہے۔ اور جو لوگ پیغمبر کے ساتھ بڑے مکر کرتے ہیں یعنی داندوڑ میں یہ مشورہ کرتے ہیں کہ محمد کو قید کر لو یا قتل کر ڈالو یا نکال دو جیسا کہ سورہ انفال میں مذکور ہوا

ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور انہیں کا مکر باطل ہوگا۔

⑪ اور اللہ نے تم کو مٹی سے بنایا کہ تمہارے باپ آدم کو اس سے پیدا کیا۔

پھر آدم کی اولاد کو نطفہ منی سے پیدا کیا۔

پھر تم کو جوڑا بنا یا یعنی کسی کو مرد کسی کو عورت اور کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنم ہی ہے مگر اس کے علم سے۔

⑩ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا أَلَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَذَلَا تُنَالُ مِنْهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ فَمَا تَطِيعُهُ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ يَغْلِبُهُ وَهُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَتَحْوَاهَا وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ يَتَّبِعُهُ وَالشَّكْرُ بِالنِّعَمِ الْمَكْرَاهَاتِ الشَّيْءِ فِي دَارِ النَّدْوَةِ مِنْ تَقْيِيدِهِ أَوْ قَتْلِهِ أَوْ اخْرَاجِهِ كَمَا ذَكَرْنَا فِي الْأَنْفَالِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُأُؤُنَّكَ هُوَ يَبْجُرُونَ ۝ يَهْلِكُ

⑪ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ يَخْلُقُ أَبِيكُمْ آدَمَ مِنْهُ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ أَى مَنِ مِّنْهُ يَخْلُقُ ذُرِّيَّتَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ذَكَرْنَا أَوَّانًا مَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا يَعْلَمُ بِه



اور نہیں زیادہ ہوتی ہے کسی بڑی عمر والے کی اور نہ کسی کی عمر کم ہوتی ہے۔

مگر یہ سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔  
یہ فک یہ ہر ایک چیز کا جاننا اللہ کو آسان ہے۔

حَالٌ أَى مَعْلُومَةٌ لَهُ وَمَا يَحْتَمُرُ  
مِنْ مَعْتَمِرٍ أَى مَا يَزَادُ  
فِي عُمْرِ طَوِيلِ الْعُمُرِ وَلَا يَنْقُصُ  
مِنْ عُمْرِهِ أَى مِنْ ذَلِكَ  
الْمُعْتَمِرِ أَوْ مَعْتَمِرًا خَرًا لِأَنَّ  
كِتَابَ هُوَ اللُّوحُ الْمَحْفُوظُ إِنَّ ذَلِكَ  
عَلَى اللَّهِ لَيْسِيرٌ ۝ هَيْتُ

### تشریح

⑩ حقیقی عزت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے | انسان کبھی عزت اور طاقت حاصل کرنے کے لئے وہ راستے اختیار کرتا ہے جن کو

اپنے خیال میں بہتر سمجھتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ مریم میں ہے

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ (آیت ۲۵)

(ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے کچھ خدا بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے پشت بان اور بامعزت ہوں۔

اسی طرح دوسرے مذہب والوں سے تعلقات بڑھاتے تھے اور اس کو اپنے لئے سرفرازی اور عزت کا باعث سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ نساء میں ہے

الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَزْوَاجًا مِنْ دُونِ الْكُفْرَانِ لِيَنْبَغُوا

عِنْدَهُمْ وَالْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ (آیت ۱۳۹)

(جو اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جلتے

ہیں حالانکہ عزت تو ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔)

حالانکہ حقیقی اور پایدار عزت جو دنیا سے لے کر عقبی تک کبھی ذلت آشنا نہیں ہو سکتی وہ صرف خدا کی بندگی میں ہی میسر آ سکتی ہے۔ اس کے ہوجاؤ گے تو وہ عزت تمہیں مل جائے گی اور اس سے منہ موڑو گے تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ اصل عزت حاصل کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ اچھی اور پاکیزہ بات کی جائے وہی اللہ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ بلندی عمل صالح کو میسر آتی ہے اور بے ہودہ چال بازیاں کرنے والے ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کا مگر خود ہی ان کو لے ڈوبتا ہے۔

⑪ انسان کی پیدائش کے مرحلے | اللہ تعالیٰ نے پہلا انسانی جوڑا آدم و حوا کا براہ راست مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مٹی کا جوڑ لطف کی شکل میں رکھ دیا اور آگے انسانی نسل نطفے کی بوند سے آگے چلی پھر اللہ تعالیٰ نے ان انوں کے جوڑے بنائے۔ مرد اور عورت کی صورت میں انسانوں کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔

کوئی بھی عورت حاملہ ہوتی ہے، کوئی بھی بچہ پیدا ہوتا ہے یہ سب ہر مرحلے پر اللہ کے علم میں ہوتا ہے ہر ایک کی پیدائش سے پہلے ہی اللہ کے یہاں لکھ دیا جاتا ہے کہ اُسے دنیا میں کتنے عرصہ رہنا ہے کسی کو لمبی عمر دی جاتی ہے تو وہ بھی اللہ کے حکم سے اور کسی کی عمر کم ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ کا فیصلہ ہوتا ہے کوئی چیز اللہ کے فیصلہ سے باہر نہیں ہوتی۔ عمر کی کمی بیشی کے اسباب بھی مقدر میں لکھے ہوتے ہیں۔ اور ان تمام چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھنا ایک ایک شخص کے بارے میں مفصل احکام اور فیصلے کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

وہ پروردگار تو ہر ایک کا خالق ہے اور ہر ایک کے مقدر کا فیصلہ کرتا ہے وہی حقیقت میں سب کا معبود ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ

وَمَا يَسْتَوِي	الْبَحْرَيْنِ	هَذَا	عَذْبٌ + فُرَاتٌ	سَائِغٌ + شَرَابُهُ
اور برابر نہیں	دونوں دریا	یہ	شیریں پیاس بھانے والا	آسان اس کا پینا

اور دونوں دریا برابر نہیں یہ (ایک) شیریں ہے پیاس بھانے والا، اس کا پینا بھی آسان

وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلِّ تَاكُلُونَ لِحَبَاتٍ وَ

وَهَذَا	مِلْحٌ	أُجَاجٌ	وَمِنْ كُلِّ	تَاكُلُونَ	لِحَبَاتٍ	وَ
اور یہ	شور	تلخ	اور ہر ایک سے	تم کھاتے ہو	گوشت	تازہ اور

اور یہ (دوسرا) شور تلخ ہے اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔ اور ان میں سے

تَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ

تَسْتَخْرِجُونَ	حِلْيَةً	تَلْبَسُونَهَا	وَتَرَى	الْفُلْكَ	فِيهِ
تم نکالتے ہو	زیور	جس کو پہنتے ہو تم	اور دیکھتا ہے	کشتیاں	اس میں

تم زیور (موتی) نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو اور تو اس میں کشتیاں دیکھتا ہے کہ پانی کو

مَوَآخِرَ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۲﴾

مَوَآخِرَ	لَتَبْتَغُوا	مِنْ فَضْلِهِ	وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُونَ
چیرتی ہیں پانی کو	تا کہ تم تلاش کرو	اس کے فضل سے (روز)	اور تا کہ تم	شکر کرو

چیرتی (ہوتی) چلتی ہیں) تا کہ تم اس کے فضل سے روزی تلاش کرو۔ اور تا کہ تم شکر کرو

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَ

يُولِجُ	اللَّيْلَ	فِي النَّهَارِ	وَيُؤَلِّجُ	النَّهَارَ	فِي اللَّيْلِ	وَ
وہ داخل کرتا ہے رات	دن میں	اور داخل کرتا ہے دن	رات میں	اور		

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ

سَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ	يَجْرِي	لِأَجَلٍ
انہاں سے سوزکا	سورج	اور چاند	ہر ایک چلتا ہے	ایک وقت	

اس نے سورج اور چاند کو سوزکا ہر ایک مقررہ وقت تک

## مُسْتَهْيٍ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ

مُسْتَهْيٍ	ذَٰلِكُمْ	اللَّهُ	رَبُّكُمْ	لَهُ	الْمُلْكُ	وَالَّذِينَ
مغرہ	یہی ہے	اللہ	تمہارا پروردگار	اس کے لئے	بادشاہت	اور جن کو
چلائے۔ یہی تمہارا پروردگار ہے۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے۔ اور جن کو						

## نَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝۳

نَدْعُونَ	مِنْ دُونِهِ	مَا يَمْلِكُونَ	مِنْ قِطْمِيرٍ
تم پکارتے ہو	اس کے سوا	وہ مالک نہیں	کھجور کی گٹھلی کا بھلا
تم اس کے ہوا پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کے چھکے (کے برابر ہی) مالک نہیں			

۱۲ اور دونوں دریا برابر نہیں ایک ان میں سے نہایت

شیر ہے  
کہ اس کا پینا خوش گوار ہے۔  
اور دوسرا سخت کڑوا۔

اور دونوں دریاؤں میں سے تم مچھلی کا تروتازہ  
گوشت کھاتے ہو۔ اور دریائے شور سے یاد دونوں پہاڑوں  
سے تم موتی اور مولگا نکالتے ہو۔

جو تمہارے لئے زربالیش اور زیور ہے کہ تم اس کو پینتے  
ہو۔

اور دیکھے تو کہ ہر ایک دریا میں کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی  
ہیں، مشرق اور مغرب کو، ایک ہوا سے۔

تاکہ تم تجارت سے اللہ کا فضل یعنی مال و دولت حاصل کرو  
اور تاکہ تم اس پر اللہ کا شکر کرو۔

## ۱۱ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۝۱۱

هَذَا عَذَابٌ مُّؤْتَمِرٌ ۝۱۱

الْعَذَابُ ذُو نَسْتِمْ ۝۱۱

شُرُوبُهُ وَهَذَا مِلْحٌ ۝۱۱

أَجَابٌ ۝۱۱

وَمِنْ كُلِّ مَنَهَاتٍ كَلُون ۝۱۱

لَعِبًا طَرِيحًا هُوَ السَّمَكُ ۝۱۱

وَتَسْتَخْرِجُونَ مِنَ الْبَلْحِ ۝۱۱

رَقِيْلٍ مِّنْهُمَا حَلِيَّةٌ تَلْبَسُونَهَا ۝۱۱

هِيَ الثَّوَالِيحُ وَالْمَرْحَبَانِ ۝۱۱

وَتَرَى تَبْحُرُ الْفُلُكُ ۝۱۱

السُّفْنَ فِيهِ فِي كُلِّ مَنَهَاتٍ ۝۱۱

مَوَاجِرُ تَبْحُرُ النَّاءُ أَي ۝۱۱

تَسْتَلِمُ بِجَرِيئِهِ أَيْ فِيهِ مُقْبِلَةٌ ۝۱۱

وَمِنْ بَرِيَّةٍ بِرِيحٍ رَاحِيَةٍ ۝۱۱

تَبْتَغُوا نَطْلُبُوا مِنْ فَضْلِهِ تَعَالَى ۝۱۱

يَا بَعْثَرَةَ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۱۱

اللَّهُ

عَلَى ذَٰلِكَ ۝۱۱

۱۳) يُولَجُ يُدْخِلُ اللَّهُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ  
فَيَزِيدُ وَيُولَجُ النَّهَارُ يُدْخِلُهُ  
فِي اللَّيْلِ فَيَزِيدُ وَسَخَّرَ النَّاسُ  
وَالْقَمَرَ زَكَلٌ مِنْهُمَا تَجْرِي  
فِي فَلِكِهِ لِأَجَلٍ مَسْمُومٍ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ  
الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ  
تَعْبُدُونَهُ مِنْ دُونِهِ  
أَيُّ عَنِيْرَةٍ وَهُمْ الْأَصْنَامُ مَا  
يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۝ لِقَاءِ  
السَّوَاءِ

۱۳) داخل فرماتا ہے اللہ رات کو دن میں جس سے دن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں جس سے رات بڑھ جاتی ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو تمہارے نفع کے لئے چلایا اور حکم کے تابع کیا ہر ایک ان میں سے اپنے دورہ پر چلتا ہے قیامت کے ہونے تک۔ یہ اللہ ہے رب تمہارا، اور اسی کی ہے بادشاہت۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یعنی بتوں کو ان کو ٹھٹھل کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں۔

### تشریح

۱۲) خدا کی قدرت کے اوتھے مظاہرہ خدا اللہ کے قائم کئے ہوئے پانی کے ذخیروں پر نظر ڈالو۔ دریاؤں چشموں اور مچھلیوں میں تمہیں میٹھے پانی کے ذخیرے ملیں گے جو پینے میں خوش گوار اور پیاس بھانے والے ہیں۔ دوسری طرف سمندر کی صورت میں پانی کے ذخیرے ملیں گے جو نہایت کھاری حلق کو چیر کر رکھ دیں۔ مگر ان دونوں قسم کے پانیوں سے آبی جانوروں کا اور مچھلیوں کا بہترین گوشت نہیں حاصل ہوتا ہے اس طرح تم تروتازہ گوشت حاصل کرتے ہو۔ دوسری طرف ان پانیوں سے تم موتی مونگے نکالتے ہو اور یہ تمہارے لئے زینت اور سجاوٹ کے کام آتے ہیں۔ اسی طرح تم دیکھتے ہو کہ پانی میں کشتیاں اس کا سینہ چرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں۔ اس طرح کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے تم کاروبار کرتے ہو تاکہ اللہ کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

۱۳) کیا تمہیں اس میں اللہ کی قدرت کے کچھ نمونے نظر آتے ہیں یا نہیں؟ مظاہر فطرت کے نمونے دن اور رات کے تغیرات رات اور دن کے آنے کے متظر کو دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ دن کے اندر رات کو اور رات کے اندر دن کو پھرتے ہوئے لے آتے ہیں۔ دن کی روشنی آہستہ آہستہ گھٹتی شروع ہوتی ہے ادھر رات کا اندھیرا دھیرے دھیرے چھاتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح دن کی آمد ہوتی ہے کہ پہلے افق پر روشنی کی ہلکی سی لکیر ابھرتی ہے آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی جاتی ہے اور آخر پوری دنیا کو روشنی اپنی پیٹ میں لے لیتی ہے۔ ذرا نظر ڈالو اللہ نے کس طرح چاند اور سورج کو مسخر کر رکھا ہے کہ یہ ایک ضابطے کے پابند ہیں اپنے وقت پر نکلتے ہیں اپنے وقت پر ڈوبتے ہیں یہ پورا نظام ایک مقررہ وقت تک چلا جا رہا ہے جب اللہ کا حکم ہوگا تو اس نظام کو پلٹ دے گا وہی اللہ جس کے یہ تمام کارنامے ہیں اور جس کے قبضے میں کائنات کی یہ تمام چیزیں ہیں وہی تمہارا رب ہے بادشاہی اسی کی ہے اس کو چھوڑ کر جن دوسری ہستیوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاش (کمبجور کی ٹھٹھل پر جو جھلی ہوتی ہے) اس کے بھی مالک نہیں ہیں۔

دن اور رات کی طرح قوموں کی تقدیروں کے فیصلے بھی ہوتے ہیں ان کا عروج و زوال دن و رات

کی طرح ہے۔

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا

اِنْ	تَدْعُوهُمْ	لَا يَسْمَعُوا	دُعَاءَكُمْ	وَلَوْ	سَمِعُوا
اگر	تم ان کو پکارو	وہ نہیں سنیں گے	تمہاری پکار	اور	وہ سن لیں

اور تم ان کو پکارو تو وہ نہیں سنیں گے تمہاری پکار اور وہ سن بھی لیں

مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ

مَا اسْتَجَابُوا	لَكُمْ	وَيَوْمَ	الْقِيَامَةِ	يَكْفُرُونَ
وہ حاجت پوری نہ کر سکیں گے	تمہاری	اور روز	قیامت	وہ انکار کریں گے

تو تمہاری حاجت پوری نہ کر سکیں گے اور وہ روز قیامت تمہارے شرک کرنے کا

بِشْرِكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٣﴾

بِشْرِكِكُمْ	وَلَا يُنَبِّئُكَ	مِثْلُ	خَبِيرٍ
تمہارے شرک کرنے کا	اور تجھ کو خبر نہ دے گا	مانند	خبر دینے والا

انکار کریں گے اور تجھ کو خبر دینے والے (اللہ) کی مانند کوئی خبر نہ دے گا۔

تفسیر

﴿١٣﴾ اگر تم ان کو پکارو تو وہ نہیں سنیں گے تمہارے پکارنے کو اور اگر

بالفرض وہ سن بھی لیں تو تم کو کچھ جواب نہ دے سکیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کریں گے۔ یعنی تم نے جو ان کو اللہ کا شریک بنایا اور ان کی پرستش کی وہ اس سے بری ہو جاویں گے۔ اور انکار اور بیزاری ظاہر کریں گے۔ اور دین و دنیا کے احوال کی خبر تجھ کو کوئی اللہ جاننے والے کے مثل نہیں دے سکتا۔ یعنی اس کی خبر کی برابر ہی کی خبر بھی نہیں۔

تشریح

﴿١٣﴾ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ

وَلَوْ سَمِعُوا اسْتَجَابُوا لَكُمْ

مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ

بِشْرِكِكُمْ يَا هُمْ لِيَا هُمْ مَعَ اللَّهِ

أَنْ يَتَّبِعُوا ذُنُوبَكُمْ مِنْ عِبَادَتِكُمْ

لِيَا هُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٣﴾

عَالِمٍ وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى

﴿١٣﴾ باطل معبودوں کی حقیقت اللہ کو چھوڑ کر جن باطل معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری دعائیں اور پکاریں نہیں سن سکتے اور تمہاری

درخواستوں پر کوئی کارروائی نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن یہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہم اللہ

کے شریک ہیں اور ہم نے کب کہا تھا کہ تم ہماری عبادت کیا کرو۔ حقیقت حال کی خبر دینے والا ایک خبر دار ہی تمہیں خبر دے سکتا

ہے اور وہ صرف اللہ ہے جو اپنے علم کی وجہ سے نہیں صحیح صورت حال سے باخبر کر رہا ہے اور عقل کی روشنی میں نہیں

صحیح بات بتا رہا ہے۔ اس لئے تمہیں اپنے رب کی بات سننی چاہیے، اس پر کان دھرنے چاہئیں۔ اور سمجھ داری

یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا چاہیے۔

ایسی ٹھیک اور سچی باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ

يَا أَيُّهَا	النَّاسُ	أَنْتُمْ	الْفُقَرَاءُ	إِلَى اللَّهِ	وَاللَّهُ	هُوَ
اے	لوگو	تم	محتاج	اللہ کے	اللہ	وہ

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو۔ اور اللہ بے نیاز

الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ⑮ إِنَّ يَشَاءُ يَذُوبُ عَنْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ⑭

الْغَنِيُّ	الْحَمِيدُ	إِنَّ + يَشَاءُ	يَذُوبُ عَنْكُمْ	وَيَأْتِ	بِخَلْقٍ + جَدِيدٍ
بے نیاز	سزاوار حمد	اگر وہ چاہے	تمہیں لے جائے	اور لائے	نئی خلقت

سزاوار حمد و ثنا ہے اگر وہ چاہے تم (سب) کو لے جائے (ناپود کرے) اور نئی خلقت لے آئے۔

⑮ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ  
اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کی طرف ہر حال میں اور اللہ بے نیاز ہے  
اپنی مخلوق سے جو کیا گیا ہے اپنے افعال میں جو وہ مخلوق کے  
ساتھ میں کرتا ہے۔

⑭ وَهُوَ الْغَرِيْبُ الَّذِي يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَمْتَعِنُ بِمَا يَشَاءُ  
وہ اگر چاہے تو تم کو نیست و نابود کر دے اور تمہاری عوض  
دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے۔

⑮ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ

الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ هُوَ الْغَنِيُّ

وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ عَنْ خَلْقِهِ

الْحَمِيدُ ⑮

⑭ إِنَّ يَشَاءُ يَذُوبُ عَنْكُمْ

وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ⑭

بَدَلَكُمْ

### تشریح

⑮ اللہ کسی کا محتاج نہیں | یہ بار بار جو تاکید کی جاتی ہے کہ اللہ ہی کو اپنا معبود مانو اسی کی عبادت کرو، اللہ کے راستے میں خرچ کرو تو اس سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج ہیں۔ اللہ کی خدائی کسی کی محتاج نہیں ہے اگر کوئی اس کی عبادت نہ کرے تو اس کے معبود ہونے میں کوئی کمی نہیں آتی۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام انسان اللہ کے محتاج ہیں اگر اللہ زندہ نہ رکھے، زندگی کے اسباب فراہم نہ کرے تو ایک لمحے کے لئے بھی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کی عبادت کی جو تاکید کی جاتی ہے وہ اس لئے کہ اس کی فرماں برداری ہی میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہیں۔ بے نیاز ہیں، ہر چیز کے مالک ہیں، کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ غنی ہونے کے ساتھ وہ حید بھی ہیں یعنی خود ہی لائق تعریف ہیں کوئی ان کی تعریف کرے نہ کرے وہ بغیر کسی کی تعریف کئے لائق تعریف ہیں ان کے خزاں سے ہر طرح کی نعمتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ اس لئے وہ غنی ہونے کے ساتھ لائق شکر بھی ہیں وہ سب کی حاجتیں پوری فرماتے ہیں۔

⑭ وہ چاہے تو تمہاری طرح دوسری مخلوق لے آئے | تم اس کی بنائی ہوئی زمین پر اس کی اجازت سے ہی دندناتے پھر رہے ہو اگر وہ چاہے تو اس کا ایک اشارہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ تمہیں یہاں سے چلنا کر دے اور تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم پیدا کر دے، جو اس کی فرماں بردار اور اطاعت گزار ہو۔

وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌّ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

وَمَا ذَلِكَ	عَلَى اللَّهِ	بَعِزٌّ	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِزْرًا
اور نہیں	یہ	الشر پر	دشوار	اور نہیں اٹھائے گا	کئی اٹھانے والا

اور یہ نہیں ہے الشر پر (کچھ) دشوار۔ اور کوئی اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں

أُخْرَىٰ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جِهْلِهَا لَا يَحْمِلُ مِنْهُ

أُخْرَىٰ	وَإِنْ تَدْعُ	مُثْقَلَةٌ	إِلَىٰ	جِهْلِهَا	لَا يَحْمِلُ	مِنْهُ
دوسرے کا	اور اگر	بلائے	کئی بوجھ سے لدا ہوا	طرف لے	اپنا بوجھ	نہ اٹھائے گا وہ

اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ سے لدا ہوا (گنہگار کسی کو) اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلائے تو وہ اس سے کچھ نہ

شَيْءٌ ۚ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

شَيْءٌ	ۚ وَلَوْ كَانَ	ذَا قُرْبَىٰ	ۖ إِنَّمَا تُنذِرُ	الَّذِينَ	يَخْشَوْنَ
کچھ	خواہ ہوں	قربت دار	اس کو نہیں (نہ) آٹھائے ہیں	وہ لوگ جو	ڈرتے ہیں

اٹھائے گا۔ خواہ اس کے قربت دار ہوں۔ آپ تو صرف ان کو ڈراتے ہیں (نبیوت کر سکتے ہیں) جو اپنے رب

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ وَمَنْ تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا

رَبَّهُمْ	بِالْغَيْبِ	وَأَقَامُوا	الصَّلَاةَ	ۚ وَمَنْ	تَزَكَّىٰ	فَإِنَّمَا
اپنا رب	بن دیکھے	اور قائم رکھتے ہیں	نماز	اور جو	پاک ہوتا ہے	تو صرف

سے ڈرتے ہیں بن دیکھے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو پاک ہوتا ہے وہ صرف اپنے

يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝ ۱۸

يَتَزَكَّىٰ	لِنَفْسِهِ	ۚ وَإِلَى اللَّهِ	الْمَصِيرُ
وہ پاک ہوتا ہے	خود اپنے لئے	اور اللہ کی طرف	لوٹ کر جانا

لئے پاک ہوتا ہے۔ اور اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

۱۷ اور یہ امر اللہ کو بھاری اور دشوار نہیں۔

۱۷ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِزٌّ ۝

۱۸ اور کوئی جان گنہگار دوسری جان کا گناہ اپنے ذمہ نہ لے سکے

۱۸ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ

اور اگر کوئی گنہگار آدمی کسی دوسرے کو

أَيُّ لَا تَحْمِلُ وِزْرَ نَفْسٍ أُخْرَىٰ ۚ وَإِنْ تَدْعُ نَفْسٌ

پکارے گا کہ وہ اس کے گناہ اپنے ذمہ لے لے لے  
تو کچھ بوجھ اس کے گناہوں کا کوئی ذمہ لے گا اگر یہ  
وہ شخص جس کو یہ پکارتا ہے اس کا قریب رشتہ دار  
ہو مثل باپ اور بیٹے کے۔ عرض نہ باپ بیٹے کے  
کام آوے گا نہ بیٹا باپ کے اور یہ کسی کا بوجھ نہ اٹھا دووں  
صورتوں میں حکم الہی سے ہے۔ بات یہ ہے کہ تو صرف انہیں کو  
ڈراتا ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں بلا دیکھے۔ یہ اس لئے نہ لیا  
کہ نفع ڈرانے کا انہیں کو ہے جن کے دل میں خوف ہے ورنہ  
آپ تو سبھی کو ڈراتے تھے۔

اور قائم کرتے ہیں نماز کو

اور جو کوئی شکر وغیرہ سے پاک ہو سو وہ اپنی ہی جان  
کے واسطے پاکی حاصل کرتا ہے۔ کہ بھلائی اس کی ای کے  
لئے ہے اور سب کو اشرکی طرف بانا ہے سو وہ ہر ایک عمل  
کا بدلہ آخرت میں دے گا۔

مَثَقَلَهُ بِالْوِزْرِ إِلَىٰ جَمَلِهَا مِنْهُ  
أَحَدًا إِلَىٰ حِمْلٍ بَعْضُهُ لَا يَحْمِلُ  
مِنْهُ شَيْءٌ ۖ وَلَوْ كَانَ لِدَعْوَىٰ  
ذَاقَتْ رَبِّ فَتَرَابَةً كَالْأَبِّ ۖ  
الَّذِينَ وَعَدَمَ الْحَمْلُ فِي الشَّقَاتَيْنِ  
حُكْمٌ مِّنَ اللَّهِ إِنَّمَا تَتَذَكَّرُ  
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ  
بِالْغَيْبِ أَوْ يَخَافُونَهُ ۖ وَمَا  
رَدَّاهُمْ إِلَّا تَهْمُهُمُ الَّتِي تَفْعَلُونَ بِالْآيَاتِ  
وَأْتَامُوا الصَّلَاةَ إِذَا امُّوهَُا  
وَمَنْ تَزَكَّىٰ تَطَهَّرَ مِنَ الشَّرِّ ۚ  
وَعَيْرَءٌ فَأَيْتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ  
فَصَلِّحْهُ ۖ كَمَا خَشِيَ بِهِ ۖ وَاللَّهُ  
الْمُبْصِرُ ۝ الْمَرْجِعُ فَيُجْزَىٰ بِالْعَمَلِ

### تشریح

### فی الآخرة

کسی دوسری مخلوق کا پیدا کرنا اللہ کے لئے مشکل نہیں ہے | اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے کہ تمہیں ہٹا کر کوئی دوسری  
مخلوق پیدا کر دے لیکن یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کی زمین پر فرماں بردار اور نافرمان سب طرح کے انسان بستے  
ہیں اور ہر ایک کی ضرورتیں وہ پوری کرتا ہے۔

ادیم زمین سفرہ عام اوست : بریں خوان بغیاچہ دشمن چہ دوست

(زمین ایک دسترخوان کی طرح اشر نے بچھا رکھی ہے۔ دوست اور دشمن سب اس کے دئے ہوئے رزق سے فائدہ اٹھا رہے ہیں)  
آخر میں ہر ایک نیک و بد کو اس کا بدلہ مل جائے گا۔

قیامت میں کوئی کسی کی ذمہ داری کا بوجھ نہ اٹھائے گا | ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ مل کر رہے گا اور کوئی کسی کے اعمال کا بوجھ  
اپنے سر نہیں لے گا۔ میدان حشر میں ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ چاہے کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ اگر اپنا بوجھ  
اٹھانے کے لئے پکارے گا بھی تو کوئی ادنیٰ سی ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

آخرت میں اعمال کی جزا اور سزا ایک یقینی بات ہے مگر اے پیغمبر آپ کی بات پر کان وہی دھریں گے جو بے دیکھے  
اپنے رب سے ڈرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے لوگ آپ کی دعوت کا اثر قبول نہیں کریں گے۔ آپ  
کے سمجھانے سے وہی لوگ راہ راست پر آسکتے ہیں جن کے دل میں اللہ کا خوف ہے اور وہ اپنے مالک کے آگے جھکنے کے  
لئے تیار ہیں۔ جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنے بھلے کے لئے کرتا ہے اور ایک دن پلٹنا سب کو اللہ ہی کی طرف ہے۔ جو  
شخص آپ کی نصیحت سن کر اپنا حال درست کر لے اس میں اسی کا فائدہ ہے اور یہ فائدہ پوری طرح  
اس وقت سامنے آئے گا جب اللہ کے یہاں سب کی پیشی ہوگی۔



وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَ

وَمَا يَسْتَوِي	الْأَعْمَىٰ	وَالْبَصِيرُ	وَالظُّلُمَاتُ	وَ
اور نہیں برابر	اندھا	اور آنکھوں والا	اور نہ اندھیرے	اور

اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور نہ اندھیرے اور

لَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا الْحُرُورُ ﴿٢١﴾

لَا النُّورُ	وَالظُّلُمَاتُ	وَالْحُرُورُ
نہ روشنی	اور نہ سایہ	اور نہ جھلستی ہوا

نہ روشنی (برابر ہیں) اور نہ سایہ اور نہ جھلستی ہوا

﴿١٩﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ اور اندھا اور بینا یعنی مسلمان اور کافر برابر نہیں

﴿٢٠﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ الْكُفْرُ وَلَا ﴿٢٠﴾ اور نہ اندھیرے کفر کی نور ایمان کے برابر۔

﴿٢١﴾ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا الْحُرُورُ ﴿٢١﴾ اور نہ سایہ اور گرمی یعنی جنت الخورزخ بھی برابر نہیں۔

﴿١٩﴾ پنا اور پنا برابر نہیں ہیں | ایک وہ شخص ہے جس کی دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور وہ صاف دیکھ رہا ہے کہ اس کے باہر اور اندر ہر چیز اللہ کے ایک ہونے کی گواہی دے رہی ہے۔ اور ہر چیز شہادت دے رہی ہے کہ انسان اللہ کے حضور میں جواب دہ ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو سچائیوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اور اسے نظر نہیں آتا کہ کائنات کا سارا نظام اور خود اس کا اپنا وجود کس صداقت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ جس طرح اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں اسی طرح یہ دونوں شخص بھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔

﴿٢٠﴾ روشنی اور اندھیرا ایک جیسے نہیں ہیں | ایک شخص وہ ہے جو جاہلیت کے خیالات اور اپنے ہی قائم کئے ہوئے قیامت کی تاریخوں میں بھٹک رہا ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو پیغمبر کی دی ہوئی دعوت کی روشنی سامنے آتے ہی یہ بات اس پر کھل گئی کہ فلاح کی راہ صرف وہ ہے جو اللہ کے رسول نے دکھائی ہے جس طرح روشنی اور اندھیرا برابر نہیں ہیں اسی طرح یہ شخص جو اندھیرے میں بھٹک رہا ہے اور وہ شخص جو ایمان کی روشنی میں زندگی کا سفر طے کر رہا ہے۔ برابر نہیں ہیں۔

﴿٢١﴾ دھوپ کی تیزی اور ٹھنڈی چھاؤں برابر نہیں ہیں | کون کہہ سکتا ہے کہ دھوپ کی تپش اور تیزی اور ٹھنڈی چھاؤں برابر ہیں۔ اسی طرح اللہ کی رحمت کی سائے میں جگمگانے والا اور جہنم کی تپش میں جھلنے والا دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ جس طرح یہ دونوں چیزیں الگ ہیں اسی طرح ان دونوں کا انجام بھی ایک جیسا نہیں ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ وَمَا

اور نہیں برابر زندے اور نہ (مردے) اور نہ (مردے) بیشک اللہ سنا دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے اور نہیں اور برابر نہیں زندے (عالم) اور نہ مردے (جاہل) ہے بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور تم

أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۚ إِنَّ أَنْتَ الْكَافِرُ ۚ

أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۚ إِنَّ أَنْتَ الْكَافِرُ ۚ

تم سنانے والے جو قبروں میں ہیں بلکہ تم صرف ڈرانے والے ہو۔

۲۲) اور نہ زندہ اور نہ مردہ یعنی اہل ایمان اور کفار برابر نہیں۔

۲۲) وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ط

أَمْوَاتٌ وَالْكَافِرُ زِيَادَةٌ لِأَنَّ الثَّلَاثَةَ تَأْكِيْدٌ

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ هَذَا يَتَّبِعُ فِي حَيْبُوتِهِ

بِالْإِيمَانِ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي

الْقُبُورِ ۚ أَيْ الْكَافِرُ شَبَّهَهُم بِالْمَوْتِيِّ فَتَلَا

يُحْيِيُونَهُ

۲۳) إِنَّ مَا أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۚ مُنْذِرٌ لَهُمْ

۲۳) زندہ اور مردہ برابر نہیں ہیں ایک زندہ شخص جس میں احساس ہوا اور ایک مردہ شخص جو بے حس و حرکت ہو کیا ان دونوں کو ایک جیسا

کہا جائے گا؟ اگر ایک شخص واقعی زندہ ہے اور اس میں احساس موجود ہے اور اور ایک ذہم کی قوتیں موجود ہیں تو کیسا وہ اپنے اندر اور باہر

اللہ کی قدرت کی نشانیاں محسوس نہیں کرتا؟ کیا اس کو نظر نہیں آتا کہ اس کائنات کا نظام کس طرح ایک قانون سے

بندھا ہوا ہے۔ کیا خود اس کو اپنے اندر فطرت کے سازشانی نہیں دیتے؟ مگر جو خود سنا نہیں چاہتا — اللہ

تعالیٰ بھی اس کو نہیں سنواتے۔ اور اے نبی تم بھی اس کو نہیں سنا سکتے جو بے حس کی قبر

میں مدفون ہیں — اللہ چاہے تو پتھروں کو بھی سماعت دے سکتے ہیں لیکن اللہ کا یہ قانون نہیں ہے

کہ جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہوں اور جو بات سنا ہی چاہیں ان کے بہرے کاؤں میں حق کی صدائیں داخل

کردے۔ اس کی اور رسول کی بات وہی سن سکتے ہیں جو معقول بات پر کان دھرنے کے لئے تیار ہوں۔

اللہ تو مردوں کو بھی سنوا سکتا ہے مگر یہ قدرت اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

جہاں کہیں مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے۔ قبر

میں پڑا ہوا اس کا جسم نہیں سنتا۔

۲۳) اے پیغمبر آپ موت خبردار کرنے والے ہیں | اے پیغمبر آپ کا کام یہ ہے کہ آپ لوگوں کو خبردار کر دیں۔ اس کے بعد اگر کوئی گمراہی

کے اندھیرے میں بھٹکتا ہے تو بھٹکتا رہے آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے جو خود دیکھنا چاہیں ان کو راہ

دکھانے جو خود سنا نہ چاہیں ان کو سنانے کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

اللہ جس کو ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کو سنا دیتا ہے جس سے وہ اللہ کا حکم سن کر ایمان لاتا ہے۔ اور تو قبروں کے مردوں کو نہیں سنا سکتا یعنی کافروں کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مردوں کے مشابہ فرمایا ہے جو جیسے مردے بات کا جواب نہیں دے سکتے اور نہیں سنتے ایسے ہی کافر بھی ایمان کو قبول نہیں کر سکتے۔ تو قرآن کو لڑاؤ والا

۲۲) اور نہ زندہ اور نہ مردہ یعنی اہل ایمان اور کفار برابر نہیں۔

۲۳) زندہ اور مردہ برابر نہیں ہیں ایک زندہ شخص جس میں احساس ہوا اور ایک مردہ شخص جو بے حس و حرکت ہو کیا ان دونوں کو ایک جیسا

کہا جائے گا؟ اگر ایک شخص واقعی زندہ ہے اور اس میں احساس موجود ہے اور اور ایک ذہم کی قوتیں موجود ہیں تو کیسا وہ اپنے اندر اور باہر

اللہ کی قدرت کی نشانیاں محسوس نہیں کرتا؟ کیا اس کو نظر نہیں آتا کہ اس کائنات کا نظام کس طرح ایک قانون سے

بندھا ہوا ہے۔ کیا خود اس کو اپنے اندر فطرت کے سازشانی نہیں دیتے؟ مگر جو خود سنا نہیں چاہتا — اللہ

تعالیٰ بھی اس کو نہیں سنواتے۔ اور اے نبی تم بھی اس کو نہیں سنا سکتے جو بے حس کی قبر

میں مدفون ہیں — اللہ چاہے تو پتھروں کو بھی سماعت دے سکتے ہیں لیکن اللہ کا یہ قانون نہیں ہے

کہ جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہوں اور جو بات سنا ہی چاہیں ان کے بہرے کاؤں میں حق کی صدائیں داخل

کردے۔ اس کی اور رسول کی بات وہی سن سکتے ہیں جو معقول بات پر کان دھرنے کے لئے تیار ہوں۔

اللہ تو مردوں کو بھی سنوا سکتا ہے مگر یہ قدرت اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔

جہاں کہیں مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردے کی روح سنتی ہے۔ قبر

میں پڑا ہوا اس کا جسم نہیں سنتا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ مِنْ

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ مِنْ

بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حق کے ساتھ خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور نہیں کوئی امت

بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا۔ اور کوئی امت

أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾

أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾

امت مگر گزرا اس میں کوئی ڈرانے والا

نہیں جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو۔

﴿۲۳﴾ ہم نے اسے محمدؐ کو ہدایت دے کر بھیجا اس حال میں تو بشارت

دیتا ہے ان لوگوں کو جو اس کو قبول کرتے ہیں۔ اور ڈرانا ہے

ان لوگوں کو جو ہدایت کی طرف رخ نہیں کرتے۔ اور کوئی گروہ

پہلے نہیں گزرے مگر اس میں بغیر ڈرانے والا آیا ہے۔

﴿۲۳﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بِالْمُهْدَىٰ

بَشِيرًا مِّنْ أَجَابِ إِلَيْهِ وَ

نَذِيرًا مِّنْ لَّمْ يُجِبْ إِلَيْهِ وَإِنْ

مِنَ امَّةٍ إِلَّا خَلَا سَلَفَ

فِيهَا نَذِيرٌ ﴿۲۳﴾

تشریح

﴿۲۳﴾ پھلی امتوں کی طرح ہم نے آپ کو حق کی دعوت دینے۔ بھیجا ہے اللہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ ہر قوم کی رہبری کے لئے وہ اپنے نبی اور

رسول بھیجا رہا ہے جیسا کہ سورہ رعد میں فرمایا۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ نَّذِيرٌ ﴿۵﴾ (آیت ۵۱)۔ (ہر قوم کے لئے ہدایت

کرنے والا بھیجا گیا ہے۔ سورہ حجر میں فرمایا۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي بَشِيرٍ

الَّذِينَ (ہم تم سے پہلی بہت سی گزری ہوئی قوموں میں رسول بھیج چکے ہیں)۔

سورہ نحل میں ارشاد ہوا۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا (آیت ۱۲۳)

(ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے)۔

سورہ شعراء میں ارشاد ہوا۔ وَمَا أَهْنَكُنَّ مِنْ قُرْبِي إِلَّا لَمَّا مَنَّ عَلَيْنَا (آیت ۲۲۵)

(ہم کبھی کسی بستی کو اس کے بغیر ملاک نہیں کیا کہ اس کے لئے خبردار کر کے والے موجود تھے)

ہر قوم کے لئے نبی بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک نبی کی بات اور اس کی دعوت جہاں تک پہنچ سکتی ہے اس علاقے اور خطے کے لئے

وہی نبی کافی ہو جاتا ہے اور جب تک نبی کی دعوت اپنی اصل شکل میں موجود رہتی ہے اس وقت دوسرے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جس طرح پھلی قوموں کے لئے پیغمبروں کے بھیجنے کا سلسلہ رہا ہے اسی طریقے کے مطابق اے محمد

صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دعوت حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ جو اللہ کے دین کی دعوت کو

قبول کر لیں ان کے لئے اللہ کے انعامات کی بشارت اور جو سچائی کو نہ مانیں ان کو متنبہ اور خبردار کرنا اور انجام

سے باخبر کرنا ہر دور میں پیغمبر کی ذمہ داری یہی رہی ہے۔

وَأَنْ يُكْذَبُ بُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ

وَأَنْ	يُكْذَبُ بُوْكَ	فَقَدْ كَذَّبَ	الَّذِينَ	مِنْ
اور اگر	وہ نہیں جھٹلائیں	تو تحقیق جھٹلایا	وہ لوگ جو	سے

اور اگر وہ نہیں جھٹلائیں، تو تحقیق ان کے اگلے لوگوں نے بھی

قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ

قَبْلِهِمْ	جَاءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنَاتِ	وَ	بِالزُّبُرِ
ان کے اگلے	آئے ان کے پاس	ان کے رسول	روشن دلائل کے ساتھ	اور	معیضوں کے ساتھ

جھٹلایا، ان کے پاس ان کے رسول آئے روشن دلائل (نشانات) اور معیضوں اور

وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ

وَبِالْكِتَابِ	الْمُنِيرِ	ثُمَّ	أَخَذْتُ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	فَكَيْفَ
اور کتابوں کے ساتھ	روشن	پھر	میں نے پکڑا	وہ جنہوں نے کفر کیا	پھر کیا	پھر کیا

روشن کتابوں کے ساتھ پھر جن لوگوں نے کفر کیا میں نے انہیں پکڑا پھر کیا

كَانَ تَكْوِيْرٌ ﴿٢٦﴾ الْمُرْتَرَانِ اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا

كَانَ	تَكْوِيْرٌ	الْمُرْتَرَانِ	اللَّهُ	أَنْزَلَ	مِنَ السَّمَاءِ	مَاءً	فَأَخْرَجْنَا
ہوا	میرا عذاب	کیا تو نے نہیں دیکھا	بے شک اللہ	اتارا	آسمان سے	پانی	پھر ہم نے نکالے

ہوا میرا۔ عذاب۔ کیا تو نے نہیں دیکھا؟ بے شک اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اسے

بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ

بِهِ	ثَمَرَاتٍ	مُخْتَلِفًا	أَلْوَانُهُا	وَمِنَ	الْجِبَالِ	جُدَدٌ	بَيَضٌ
اس کے	پھل (میں)	مختلف	ان کے رنگ	اور سے ہیں	پہاڑوں	راستے	سفید

پھل نکالے، ان کے رنگ مختلف ہیں، اور پہاڑوں میں راستے (گھاٹیوں) ہیں سفید

وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ

وَحُمْرٌ	مُخْتَلِفٌ	أَلْوَانُهُا	وَغَرَابِيبُ	سُودٌ	وَمِنَ	النَّاسِ
اور سرخ	مختلف	ان کے رنگ	اور گہرے رنگ	سیاہ	اور لوگوں سے	میں

اور سرخ ان کے رنگ مختلف ہیں اور گہرے سیاہ رنگ کے اور اسی طرح لوگوں میں

وَالذَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ

وَالذَّوَابِّ	وَالْأَنْعَامِ	مُخْتَلِفٌ	أَلْوَانُهُ	كَذَلِكَ	إِنَّمَا	يَخْشَى	اللَّهَ
اور جانوروں (جمع)	اور چوپائے	مختلف	ان کے رنگ	اسی طرح	اس کو نہیں	ڈرتے ہیں	اللہ

اور جانوروں اور چوپایوں میں ان کے رنگ مختلف ہیں اس کے سوا نہیں کہ اللہ سے اس کے

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

مِنْ	عِبَادِهِ	الْعُلَمَاءُ	إِنَّ	اللَّهَ	عَزِيزٌ	غَفُورٌ
سے	اس کے بندے	علم والے	بے شک	اللہ	غالب	بخشنے والا

علم والے بندے ہی ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ غالب، بخشنے والا ہے

﴿٢٥﴾ اور اگر مکہ والے مجھ کو جھٹلا دیں تو غم نہ کریں کہ پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔ ان کے پیغمبران کے پاس ظاہر معجزے اور صحیفہ ابراہیم کے اور کتاب روشن لائے یعنی تورات اور انجیل۔ سو جیسے ان پیغمبروں نے صبر کیا تو مجھ صبر کر۔

﴿٢٥﴾ وَإِنْ يَكْفُرْ بَوَكِّ أَىْ أَهْلِ مَكَّةَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَالْمُعْجَزَاتِ وَبِالزَّبُورِ صُحُفٍ أَنْزَلْنَاهُمْ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۝ هُوَ الثَّوْرَةُ وَالْأَنْجِيلُ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرْنَا

﴿٢٦﴾ پھر میں نے پکڑا ان کو بہ سبب ان کے جھٹلانے کے۔ سو کیسے ہو میرا انکار کرنا اور سزا دینا اور ان کو ہلاک کرنا یعنی مناسب اور اپنے موقع پر ہوا۔

﴿٢٦﴾ ثُمَّ أَخَذْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا وَبَلَغْنَاهُمْ فَكَيْفَ كَانَتْ كَيْدُهُمْ أَتَّكَّرُوا عَلَيْهِمْ بِمَا عَفُوْنَا وَالْأَهْلَآكِ أَىْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعُهُ

﴿٢٧﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَخَرَجْنَا بِهِ شَجَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا أَلَا يَأْتِيكُمُ الْمَاءُ فِي بِيضٍ وَأَسْفَرٍ وَعَيْرَهَا وَمِنْ الْجِبَالِ جُدَدٌ حُمْرٌ مُخْتَلِفًا فِي الْجِبَلِ وَعَيْرَةٌ بَيْضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا بِالسَّيْدَةِ وَالضُّعْفِ وَعَنْ أَيْبِ السُّوْدِ ۝ عَطْفٌ عَلَى جَدِّ ذِي عَمْرٍو مُشْكِلٌ لِكَلِمَةِ السَّوَادِ يُقَالُ كَثِيرًا أَسْوَدَ عَرَبِيٌّ وَقَلِيلًا عَرَبِيٌّ أَسْوَدٌ

﴿٢٧﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَخَرَجْنَا بِهِ شَجَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

(۲۸) اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی ایسے ہی مختلف رنگ ہیں جیسے بھل اور پہاڑ مختلف رنگ کے۔ بات یہ ہے کہ اللہ سے اس کے بندے عالم ہی ڈرتے ہیں۔ مخلوق جانوروں کے جیسے مکہ کے کافر کہ ان کے دل میں ڈر نہیں۔ بے شبہ اللہ غالب ہے اپنی بادشاہت میں بچنے والا ہے گناہ اپنے مسلمان بندوں کے۔

(۲۸) وَمِنَ النَّاسِ وَالْكَوَابِ وَالْأَنْعَامِ  
مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَلِكَ يَخْتَلِفُ  
الْتِّمَارُ وَالْجِبَالُ إِنَّهَا يَحْسَبُنَّ اللَّهُ  
مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ وَمِنْ خِلَافِ  
الْجِبَالِ كَكَفَّارِ مَكَّةَ إِنَّ رَبَّ اللَّهَ  
عَزِيزٌ فِي مُلْكِهِ عَفْوٌ سُرٌّ  
لِذُنُوبِ عِبَادِهِ الصُّورِ مِينِينَ

## تشریح

(۲۵) کھلے دلائل کے باوجود بڑوں کو جھٹلایا گیا | ہم نے جن پیغمبروں کو انسانوں کی رہبری کے لئے بھیجا ان کے پاس وہ نبی یا رسول کھلے دلائل لے کر آئے ان میں سے کسی کو چھوٹے چھوٹے صحیفے دئے گئے جن میں اخلاقی ہدایات تھیں کسی کو روشن ہدایت والی کتاب شریعت دی گئی۔ ان کھلی نشانیوں کے باوجود ان کو جھٹلایا گیا، ان کی تکذیب کی گئی اور ان کی دعوت کو ماننے سے انکار کیا گیا آج اگر اسے پیغمبر آپ کے ساتھ یہ سب کچھ ہو رہا ہے کہ آپ کو وہ کتاب دی گئی ہے جس میں حق کی روشن نشانیاں موجود ہیں اور آپ کی زندگی خود ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح لوگوں کے سامنے ہے اس کے باوجود آپ کو جھٹلایا جا رہا ہے جس طرح پچھلے پیغمبروں کو جھٹلایا گیا۔

(۲۶) جھٹلانے والوں کا انجام بھی دیکھو | مگر جنہوں نے حق و صداقت کو اور روشن دلیلوں کو اپنی صدا اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اور اپنے غرور میں مبتلا ہو کر جھٹلایا تھا جب ہم نے ان کو پکڑا تو ذرا ان کا انجام دیکھو اور دیکھو میری سزا کیسی سخت تھی۔ اگر تازہ بخود اس ہمت کا نام ہے تو دیکھنے والوں کے لئے اس میں نصیحت کا سامان موجود ہے۔

(۲۷) کائنات کے مختلف رنگوں میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں | اللہ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں جہر بھی نظر ڈالو گے تمہیں الگ الگ رنگ نظر آئیں گے۔ کہیں یک رنگی اور یکسانیت نہیں ملے گی۔ اب دیکھو آسمان سے پانی برستا ہے اور اس پانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ ایک ہی درخت کے دو پھل ساڑھ اور مزے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کو دیکھو تو اس میں بھی کہیں تمہیں سفید کہیں سرخ اور کہیں گہری سیاہ دھاریاں نظر آئیں گی۔ یہ الگ الگ رنگ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ اس کائنات کو بنانے والا کیسا عظیم خالق ہے جس نے سجد و حساب ڈیزائن بنائے ہیں۔

(۲۸) مخلوقات کے مختلف رنگ | نباتات اور جادات کے بعد اب ذرا دوسری مخلوقات پر نظر ڈالو۔ اللہ کی بنائی ہوئی دنیا میں طرح طرح کے لوگ نظر آئیں گے جن کے رنگ روپ الگ، مزاج الگ، طبیعتیں الگ، ذہن اور صلاحیتیں الگ اور ہر انسان کا طرز فکر الگ، یہاں تک کہ ایک ہی ماں باپ کے بچوں میں یکسانیت نظر نہیں آئے گی۔ اسی طرح جانوروں میں مویشیوں میں مختلف قسم کی مخلوق نظر آئے گی۔ یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانیاں اور اس کی حکمت کی دلیل ہیں۔ جو جتنا اللہ سے واقف ہوگا اس کی قدرت اس کے علم اس کی حکمت اور اس کی عظمت کی جتنی معرفت ہوگی اتنا ہی وہ نافرمانی سے ڈرے گا۔ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں جب چاہیں نافرمانوں کو پکڑ سکتے ہیں کوئی ان کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ مگر وہ درگزر کرنے والے ہیں یہ اس کی شانِ عفو ہے کہ انسانوں کو مہلت دیتا ہے اور ان سے درگزر کرتا ہے۔

نفع بھی اس کے قبضہ میں ہے کہ خطا کاروں کو معاف فرمادے۔ اور ضرر کا مالک بھی وہی ہے کہ خطا پر گرفت کر سکتا ہے نفع و ضرر سب اس کے قبضہ میں ہے، ہر حیثیت سے ڈرنے کے لائق وہی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا

إِنَّ	الَّذِينَ	يَتْلُونَ	كِتَابَ اللَّهِ	وَأَقَامُوا	الصَّلَاةَ	وَأَنْفَقُوا	مِمَّا
بے شک	وہ لوگ	جو پڑھتے ہیں	اللہ کی کتاب	اور قائم رکھتے ہیں	نماز	اور خرچ کرتے ہیں	اس سے جو

رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورًا ۲۹ لِيُؤْتِيَهُم

رَزَقْنَاهُمْ	سِرًّا	وَعَلَانِيَةً	يَرْجُونَ	تِجَارَةً	لَّنْ تَبُورًا	لِيُؤْتِيَهُم
ہم نے انہیں دیا	پوشیدہ	اور ظاہر	وہ امید کرتے ہیں	ایسی تجارت	ہرگز گھانا نہیں	تا کہ وہ پورے ہو کر دے

أَجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۳۰

أَجُورَهُمْ	وَيَزِيدُهُم	مِّنْ فَضْلِهِ	إِنَّهُ	غَفُورٌ	شَكُورٌ
ان کے اجر	اور انہیں زیادہ دے	اپنے فضل سے	بے شک وہ	بخشنے والا	تسردان

اجر (دوآب) پورے ہو کر دے اور انہیں (اور) زیادہ دے اپنے فضل سے بے شک وہ بخشنے والا قادر دان ہے۔

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا

وَالَّذِي	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ	مِنَ الْكِتَابِ	هُوَ الْحَقُّ	مُصَدِّقًا
اور وہ جو	ہم نے وحی بھیجی ہے	تہاری طرف	کتاب	وہ حق	تصدیق کرنے والی

اور وہ جو ہم نے تہاری طرف کتاب بھیجی ہے وہ حق ہے اس کی تصدیق کرنے والی ہے

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۳۱

لِمَا	بَيْنَ يَدَيْهِ	إِنَّ اللَّهَ	بِعِبَادِهِ	لَخَبِيرٌ	بَصِيرٌ
اس کی جو	ان کے پاس	بے شک اللہ	اپنے بندوں سے	البتہ خبردار	دیکھنے والا

جو ان کے پاس ہے بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ہے۔

۲۹) بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں۔

اور نماز برابر ادا کرتے ہیں۔

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے اللہ کے راستے میں

خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر یعنی زکوٰۃ و صدقہ فضلی

دیتے رہتے ہیں وہ امیدوار ہیں اس تجارت کے جو ہرگز ناپاؤ اور ہلاک نہیں ہوتی

۳۰) إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ يُفَرِّقُونَ

بَيْنَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأُمَّا مَا

أُتُوا بِهِ فَانفَقُوا مِنْهُ زَكَاةً وَسِرًّا

وَعَلَانِيَةً زَكَاةً وَعَسَتْ

بِئْسَ مَا يَكْتُمُونَ ۳۱

## فیصل

۳۰) تاکر ان کو اللہ پر اثنائے ان کے عملوں کا جن کا ذکر ہوا عطا فرمائے اور اپنے فضل سے ان کو اور اس سے بھی زیادہ ثواب دیے بے شبہ وہ بخشنے والا ہے ان کے گناہوں کو قبول کرنے والا ہے ان کی طاعت اور بندگی کو۔

۳۱) اور وہ کتاب جو ہم نے تیری طرف وحی کی یعنی قرآن وہ بھی کتاب ہے تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے گزریا بے شبہ اللہ اپنے بندوں کے ظاہر اور باطن حالات کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے۔

۳۰) لِيُؤْفِيَهُمْ أَجُورَهُمْ ثَوَابَ أَعْمَالِهِمْ  
الَّذِي كُورَةٌ وَيَزِيدُ لَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ  
إِنَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ شَكَوْهُمْ  
بِطَاعَتِهِمْ۔

۳۱) وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ  
الْكِتَابِ الْفَرِّانِ هُوَ الْحَقُّ  
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ تَقَدَّمَ  
مِنَ الْكِتَابِ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ  
لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ○ عَالِمٌ بِالسُّبُاطِ  
وَالظُّوَاهِرِ

## تشریح

۳۰) نفع بخش تجارت | جو لوگ اللہ سے ڈر کر اس سے خبردار ہو کر اس کی باتوں کو مانتے ہیں اور اس کی کتاب کو عقیدت کے ساتھ پڑھتے ہیں مالی اور بدنی عبادت میں کوتاہی نہیں کرتے وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ ان کے قیمتی وقت کو اپنے لئے خریدنے والے خود اللہ تعالیٰ ہیں۔ اور اس تجارت میں انہوں نے اپنی پوری زندگی کھادی ہے۔ اس لئے اس میں نقصان کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ اس میں نفع ہی نفع ہے۔

۳۱) اللہ تم ان کو پورے اجر سے بھی زیادہ ہی دے گا | جس طرح آدمی کاروبار میں اپنا پیسہ بھی لگاتا ہے اور محنت اور قابلیت بھی اس میں صرف کرتا ہے اور یہ امید رکھتا ہے کہ اس کا اصل سرمایہ مع نفع کے اس کو واپس ملے گا۔ اسی طرح ایک مومن اللہ کی فرماں برداری اس کی بندگی اور اطاعت میں اپنا مال اپنا وقت اپنی محنت اور قابلیت صرف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اطمینان دلا رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کو نہ صرف یہ کہ پورا پورا اجر ملے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہت کچھ عطا فرمائے گا دنیا کے کاروبار میں گھائے کا بھی خطرہ ہوتا ہے مگر بندہ غلوں کے ساتھ اللہ کے لئے جو عمل کرتا ہے اس میں خسارے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

کیوں کہ اہل ایمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ تنگ دلی کا نہیں ہے۔

وہ فیاض و کریم آقا ہے خطاؤں پر چشم پوشی بھی کرتا ہے اور

خدمت کی قدر بھی کرتا ہے۔

۳۱) قرآن کتاب برحق، سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے | اللہ تعالیٰ حضرت محمد کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں اور بندوں کے لئے ضابطہ حیات ہے

بھی ہے، کتاب برحق ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو پچھلے انبیاء کی تعلیم سے مختلف ہو بلکہ وہی ازلی اور ابدی حقیقت جو شروع سے ہمارے تمام انبیاء پیش کرتے رہے ہیں یہ کتاب ان کی تصدیق کرتی ہوئی اسی سچائی کی تعلیم دیتی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال سے باخبر ہیں اور اللہ کو معلوم ہے کہ بندوں کی رہنمائی کے لئے کون سا طریقہ مناسب ہے اور اس کی نگاہ ہر چیز پر پوری طرح رہتی ہے وہ انسانی فطرت کا راز داتا ہے۔ اس لئے یہ کتاب بندوں کے لئے ضابطہ حیات تعین کرتی ہے تاکہ اس کے بندے ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے اپنے خالق کی منشا کو اور خود اپنی مصلحتوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکیں اور ان پر عمل کر دوں جہاں کی صلاح دہر لو پاسکیں۔



ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

ثُمَّ	أَوْرَثْنَا	الْكِتَابَ	الَّذِينَ	اصْطَفَيْنَا	مِنْ	عِبَادِنَا
پھر	ہم نے ارث بنایا	کتاب	وہ جنہیں	ہم نے چنا	سے	اپنے بندے

پھر ہم نے اپنے چنے ہوئے بندوں کو کتاب کا وارث بنایا،

فِيهِمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ

فِيهِمْ	ظَالِمٌ	لِّنَفْسِهِ	وَمِنْهُمْ	مُقْتَصِدٌ	وَمِنْهُمْ
پس ان میں	ظلم کرنے والا	اپنی جان پر	اور ان میں	میان رو	اور ان میں

پس ان میں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور ان میں سے کوئی میان رو ہے اور ان میں سے کوئی

سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ يُأْتِيهِ اللَّهُ ذَلِكُ هُوَ الْفَضْلُ

سَابِقٌ	بِالْخَيْرَاتِ	يَأْتِيهِ	اللَّهُ	ذَلِكُ	هُوَ	الْفَضْلُ
سبق والا	نیکیوں میں	علم سے اللہ کے		یہ	وہ (ہی)	فضل

اللہ کے علم سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والا ہے یہی ہے بڑا

الْكَبِيرُ ۝۳۲ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَوْنَ فِيهَا مِنْ

الْكَبِيرُ	جَنَّتٌ	عَدْنٌ	يَدْخُلُونَهَا	يُحَلَوْنَ	فِيهَا	مِنْ
بڑا	باغات ہمیشگی کے	وہاں میں داخل ہوں گے	وہ زوریناں جائیں گے	ان میں	ان میں	سے

فضل ہمیشگی کے باغات ہیں جن میں وہ داخل ہونگے۔ ان میں کسنگوں کے زور پہنائے

أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ لُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝۳۳

أَسَاوِرَ	مِنْ	ذَهَبٍ	و لُؤْلُؤًا	و لِبَاسُهُمْ	فِيهَا	حَرِيرٌ
لگن (جمع)	سے	سونا	اور موتی	اور ان کا لباس	اس میں	ریشم

جائیں گے سونے اور موتی کے، اور ان میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔

۳۲) پھر ہم نے عطا کیا قرآن اور بندوں کو جن کو ہم نے برگزیدہ کیا یعنی بہت عمدی کو سو بعض ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کہ ان کے اعمال میں قصور ہے۔

اور بعض ان میں سے میان رو ہیں کہ اکثر وقت اعمال خیر

۳۳) ثُمَّ أَوْرَثْنَا أَعْطَيْنَا الْكِتَابَ الْقُرْآنَ  
الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ  
عِبَادِنَا وَ هُمْ أُمَّتٌ فِيهِمْ ظَالِمٌ  
لِّنَفْسِهِ ۝ بِالْقَصِيرِ فِي الْعَمَلِ  
بِهِ وَ مِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۝ يَعْمَلُ

میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے بھلائیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں کہ خود بھی عمل نیک کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی تعلیم و ارشاد کرتے ہیں اور عمل نیک کی طرف بلاتے ہیں اللہ کے ارادہ اور حکم سے۔ یہ ان کو کتاب عطا کرنا ان پر بڑا افضل اللہ کا ہے۔

بِهِ فِي أَغْلِبِ الْأَوْقَاتِ وَ  
مِنْهُمْ سَابِقُونَ بِالْخَيْرَاتِ  
يَضُرُّوْنَ إِلَى الْعَمَلِ بِهِ الْعَلِيمِ  
وَالْإِسْتِشَادِ إِلَى الْعَمَلِ بِإِذْنِ  
اللَّهِ بِإِزَادَتِهِ ذَلِكَ أَيْ  
إِزَادَتُهُمُ الْكِتَابَ هُوَ الْفَضْلُ  
الْكَبِيرُ ○

(۳۲) ان کے رہنے کو جنتیں ہیں کہ وہ ہر سہ گروہ ان میں داخل ہوں گے۔

(۳۳) جَمَلَتْ عَدَنَ إِقَامَةً يَدْخُلُونَهَا  
أَيُّ الثَّلَاثَةِ بِإِثْنَاءِ لِفَاعِلٍ  
وَالْمَفْعُولِ خَبَرُ جَمَلَتْ الْمُبْتَدَأُ  
يُحَلَوْنَ خَبَرُ ثَانٍ فِيهَا مِنْ  
بَعْضِ أَسَاوِرٍ مِنْ ذَهَبٍ وَ  
لَوْلُؤَاهُ مَرْصَعٌ بِالذَّهَبِ وَ  
لِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ○

وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے۔

اور لباس ان کا جنت میں ریشمی ہوگا۔

### تشریح

(۳۲) کتاب اللہ کے وارث اور ان کے درجات | قرآن اللہ کا کلام ہے اس کی کتاب ہے جو اس نے وحی کے ذریعہ اپنے پیغمبر حضرت محمد پر نازل کی، یہ کتاب تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے ہے لیکن جن لوگوں نے آگے بڑھ کر اس ہدایت کو سمجھا لیا اور اس کے وارث بنے اس کتاب پر اور محمد پر ایمان لائے وہ سب یکساں درجے کے نہیں ہیں۔ یہ اہل ایمان میں قسم کے ہیں۔

۱۔ وہ اہل ایمان جن کو قرآن مظالم لنفسہ "کہتا ہے یعنی اپنے نفس پر ظلم کرنے والے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان تو اللہ کی کتاب اور محمد پر سچے دل سے لاتے ہیں مگر ان کی پیروی کا جو حق ہے وہ پورا پورا ادا نہیں کرتے۔ مومن ہونے کے ساتھ ساتھ گناہوں میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ باطنی تو نہیں ہیں مگر خطا کا ضرور ہیں۔ اور اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے۔

۲۔ دوسرے وہ اہل ایمان جو درمیانی درجے کے ہیں ان کو قرآن "مقتصد" کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ نہ تو گناہوں میں ہی پوری طرح مبتلا ہیں اور نہ پوری طرح فرماں برداری کا حق ادا کرتے ہیں۔ کچھ فرماں بردار کچھ خطا کار درمیانے سے لوگ ہیں۔ یہ کوشش کرتے ہیں کہ فرماں برداری کی زندگی گزاریں، اپنے نفس کو قابو میں رکھیں مگر کبھی کبھی پھسل بھی جاتے ہیں۔ یہ لوگ تعداد میں پہلے گروہ سے کم ہیں۔

۳۔ کامل درجے کے اہل ایمان نیکیوں میں سب سے آگے آگے بھلائی کے ہر کام میں پیش پیش اور ان کے لئے قربانیاں دینے والے کوئی خطا ہو جائے تو ندامت کے آنسو بہاتے ہیں اور آئندہ پوری طرح محتاط رہنے کا عہد کرتے ہیں۔ سنت اور مستحب چیزوں کو بھی نہیں چھوڑتے گناہ کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں۔ اعلیٰ درجے کی بزرگی اور فضیلت ان کو حاصل ہے۔ امت مسلمہ میں یہ لوگ سب سے افضل لوگ ہیں۔

آگے بڑھ کر ایمان لے آنا اور نبی کی کتاب کا وارث ہونا یہ اللہ کا بڑا افضل ہے۔ اور یہ اور بھی بڑا افضل ہے کہ کسی کو ایمان کا اعلیٰ درجہ حاصل ہو جائے اور دین کی وہ محبت اس کے دل میں ہو کہ اس کے لئے ہر طرح کی جانثاری

اور قربانی کے لئے تیار رہے۔  
اگرچہ ایک گونہ اللہ کے فضل و کرم میں یمینوں ہی قسم کے لوگ شامل ہیں اور ایمان کا ہونا یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے مگر یمینوں درجات کے لوگ ہیں۔

(۳۳) اہل ایمان آخر کار جنت میں جائیں گے اور پرکی آیت ﷻ کے آغاز میں ارشاد ہوا ہے کہ: "سَخَّرْنَا لَكُمُ الْيَمِينَاتِ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا" یعنی پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے اس کتاب کی وراثت کے لئے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ یعنی پوری نوع انسانی میں سے ان لوگوں کو چھانٹ لیا جو اللہ کی کتاب کے وارث ہوں جنہوں نے اس کو قبول کر لیا وہ اس شرف کے لئے چن لئے گئے۔ جن کو ایمان کی یہ نکتہ حاصل ہوئی وہ خوش نصیب بندے آخر کار ان بندوں سے الگ ہوں گے جنہوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔ قبول کرنے والے اور قبول نہ کرنے والے یکساں نہ ہوں گے اور نہ ہونا چاہیے۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ کامل درجے کے ایمان والے بلا حساب اللہ کی جنت میں داخل ہوں گے۔

درمیانی درجے کے لوگ وہ ہوں گے جن سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔

پھر "ظالم لنفسه" وہ لوگ ہوں گے جن کے حساب میں سختی ہوگی ان کے گناہوں کے مطابق ان کو سزا بھی ملے گی۔

لیکن آخر کار یہ سب لوگ اللہ کی رحمت سے اس کی جنت میں داخل ہوں گے۔ نبی نے ارشاد فرمایا،

وَأَمَّا الَّذِينَ سَبَقُوا نَارًا وَلَعْنًا الَّذِينَ يَدْخُلُونَ الْجَهَنَّمَ بِغَيْرِ حِسَابٍ  
وَأَمَّا الَّذِينَ اقْتَصَدُوا وَإِنَّا وَإِلَيْكَ يُحْسَبُونَ فَلَوْلَ الْكُفْرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِينَ نَسَخْنَا لَهُمُ اللَّهُ  
بِرَحْمَتِهِ فَهُمُ الَّذِينَ يَكُونُونَ لَكُمْ لِلَّهِ الَّذِينَ أَذْهَبْنَا عَنْهُمْ

(جو لوگ نیکوں میں سبقت لے گئے ہیں وہ جنت میں کسی حساب کے بغیر داخل ہوں گے۔ اور جو نیک کی

سزا سے بچے ہیں۔ ان سے محاسب ہوگا مگر ہلکا محاسبہ۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم

کیا ہے تو وہ مشرک کے پورے طویل عرصہ میں روکے رکھے جائیں گے پھر ان ہی کو اللہ اپنی رحمت میں

لے لے گا اور یہی لوگ ہیں جو کہیں گے کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔)

اس حدیث سے آیت مذکورہ میں بیان کے لئے یمینوں طبقوں کے بارے میں پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر اور بعض احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے کہ کچھ گناہ ایسے ہیں

کہ ان کے کرنے والے اہل ایمان کو دوزخ کی سزا دی جائے گی۔ البتہ اس سزا کے بعد ان کو دوزخ سے

نجات قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

اہل ایمان کے لئے دنیا میں جن چیزوں سے روکا گیا ہے جنت میں جانے کے بعد وہ چیزیں ان کے لئے حلال

ہوں گی مثلاً مسلمان مردوں کو سونے کے استعمال سے اور ریشمی لباس سے روکا گیا ہے لیکن جنت میں

یہ چیزیں ان کے لئے حلال ہوں گی۔ جب وہ اس جنت میں داخل ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے تو انہیں

سونے کے کنگنوں اور موتیوں سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کا لباس ریشم کا بنا ہوا ہوگا جو ان کے لئے فاخر سزا

لباس ہوگا اور دنیا میں انہوں نے اس حکم کی پابندی کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو سونے اور موتیوں سے آراستہ

کرنے کے علاوہ ریشمی لباس بھی پہنائیں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا

وَقَالُوا	الْحَمْدُ	لِلَّهِ	الَّذِي	أَذْهَبَ	عَنَّا	الْحَزْنَ	إِنَّ	رَبَّنَا
اور وہ کہیں گے	تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	وہ جس نے	دور کر دیا	ہم سے	غم	بیشک	ہمارا رب
اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ بے شک ہمارا رب								

لَغَفْوْرٍ شَكُورٍ ۳۳) الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ

لَغَفْوْرٍ	شَكُورٍ	الَّذِي	أَحَلَّنَا	دَارَ الْمَقَامَةِ	مِنْ
بے پختہ والا	قدر دان	وہ جس	ہیں اتارا	ہمیشہ رہنے کا گھر	سے
پختہ والا ہے، قدر دان ہے۔ وہ جس نے ہمیشہ رہنے کے گھر میں اتارا اپنے					

فَضْلِهِ لَا يَسْتَأْذِنُ فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَسْتَأْذِنُ فِيهَا لُغُوبٌ ۳۴) وَالَّذِينَ

فَضْلِهِ	لَا يَسْتَأْذِنُ	فِيهَا	نَصَبٌ	وَلَا يَسْتَأْذِنُ	فِيهَا	لُغُوبٌ	وَالَّذِينَ
اپنا فضل	ذہیں چھوڑے (پہنچے)	اس میں	کوئی تکلیف	اور نہ ہیں چھوڑے	اس میں	تھکاوٹ	اور جن لوگوں نے
فضل سے، نہ ہیں اس میں کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہیں اس میں کوئی تھکاوٹ چھوڑے۔ اور جن لوگوں نے							

كَفَرُوا وَاللَّهُمَّ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ

كَفَرُوا	وَاللَّهُمَّ	نَارُ جَهَنَّمَ	لَا يُقْضَىٰ	عَلَيْهِمْ	فَيَمُوتُوا	وَلَا يُخَفَّفُ
کفر کیا انہوں نے	ان کے لئے	جہنم کی آگ	نہ قضا آئے گی	ان پر	کہ وہ مر جائیں	اور نہ ہلکا کیا جائے گا
کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے، نہ ان پر قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ ان سے ہلکا						

عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذَلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ۳۴)

عَنْهُمْ	مِّنْ	عَذَابِهَا	كَذَلِكَ	نَجْزِي	كُلَّ	كَفُورٍ
ان سے	سے کچھ	دوزخ کا عذاب	اسی طرح	ہم سزا دیتے ہیں	ہر	ناشکرے
کیا جائے گا دوزخ کا کچھ عذاب، اسی طرح ہم ہر ناشکرے کو سزا دیتے ہیں						

۳۳) اور وہاں جا کر وہ کہیں گے سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے تمام رنج و غم دور کئے بیشک ہمارا رب گناہ بخشتا ہے اور وہ عبادتوں کا قبول فرمانے والا ہے۔

۳۳) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي  
أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ مُجِيعَةً  
إِنَّ رَبَّنَا لَغَفْوْرٌ بَلَدٌ نُّؤَبِ  
شَكُورٍ ○ لِلظَّاعَاتِ  
۳۴) الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمَقَامَةِ

۳۵) جس نے ہم کو اپنے فضل سے ایسی جگہ رہنے کو دی کہ جہاں

فیصل

نہ ہم کو کوئی کلفت پیش آتی ہے نہ تکلیف (کوئی)  
جنت دار تکلیف نہیں)

أَفِ الْإِقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ  
لَا يَسْتَأْذِنُ فِيهَا لِغَيْبِ تَعَبٍ  
وَلَا يَسْتَأْذِنُ فِيهَا لِغَيْبِ  
أَعْيَاءٍ مِنَ التَّعَبِ لِعَدَمِ  
التَّكْلِيفِ فِيهَا وَذَكَرُ الشَّافِعِيُّ  
الْمَتَابِعَ لِلأَوَّلِ لِلتَّضَرُّعِ  
بِنَفْسِهِ

(۳۶) اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے واسطے دوزخ کی آگ ہے  
کہ وہاں ان کو موت آوے۔ جس سے وہ آرام پاویں۔ اور  
نہ ایک لمحہ ان سے عذاب کم ہو جس طرح ہم نے ان کو  
کو سزا دی اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیتے ہیں۔

(۳۶) وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ  
جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ بِالْهَوْتِ  
فَيَمُوتُوا أَيْسَرُنَّ جُؤًا وَلَا يَخَفُوا  
عَنْهُمْ مِنْ عَدَاؤِهَا طَرَفَةَ عَيْنٍ  
كَذَلِكَ كَبَا حَزَبُهُمْ يُجْزَىٰ  
كُلٌّ كَقَوْلِهِمْ ۝ كَانِ بِالنَّبِيِّ وَالنَّبِيِّ  
الْمُتَوَحَّحَةِ مَعَ كَسْرِ الرَّأْيِ وَتَصَبُّ كَلِّ

تشریح

(۳۴) جنت میں غم سے آزادی اہل جنت کو جہاں ہر طرح کی راحتیں حاصل ہوں گی وہاں ہر قسم کے غم و شکر اور پریشانیوں سے بھی  
وہ دور رہیں گے۔ اور وہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے کہ اس..... نے ہماری تمام پریشانیوں کو دور کر دیا  
اور اپنے انجمن کی جو شکر لگی رہتی تھی وہ بھی دور ہو گئی۔ اور وہ اس بات پر اللہ کے شکر گزار ہوں گے کہ اس نے  
ہمارے گناہوں کو معاف کر دیا اور ازراہ تدردانی ہماری اطاعت اور ہر اعمال کو قبول فرمایا۔  
(۳۵) جنت ابدی قیام گاہ | جنت ان کی ابدی قیام گاہ ہوگی جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اب تک کوئی  
ابدی قیام گاہ نہیں تھی سب سفر کے درمیانی مرحلے تھے۔ شکر دار سے دنیا میں آئے تو وہ بھی عارضی قیام گاہ  
اور چل چلاؤ کا معاملہ تھا پھر عالم برزخ میں بھی عارضی قیام گاہ۔ پھر زندگی کے سفر کا ایک مرحلہ میدان حشر، آخر کار  
اب ایک مستقل ٹھکانا میسر آ گیا جہاں کوئی مشقت ہے اور تمام محنتوں کا خاتمہ ہو چکا ہے اور نہ کوئی  
تھکان لاحق ہوتی ہے۔ رنج و مشقت اس ابدی قیام گاہ پر پہنچ کر سب ختم ہو گئے۔ اور  
اہل جنت اس بات پر بہت خوش ہوں گے۔

(۳۶) اہل جہنم کا حال | دوسری طرف اہل جہنم جنہوں نے اللہ کے دین کو ماننے سے انکار کیا، اللہ کی کتاب  
کو نہیں مانا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد پر نازل فرمائی۔

ان اہل جہنم کا حال کیا ہوگا۔ ان کو موت آئے گی کہ ان کی تکلیفوں کا خاتمہ ہو جائے اور نہ ان کے  
عذاب میں کمی کی جائے گی۔ ان کی زندگی موت سے بدتر ہوگی لیکن وہ کبھی مرے نہیں گئے۔ ہمیشہ عذاب میں ہی مبتلا  
رہیں گے۔ اب تو گھبرا کے بے کہنے ہیں کہ مر جائیں گے  
مر کے بھی ہمیں نہ پایا تو کہہ جائیں گے۔

وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ

وَهُمْ	يَصْطَرِحُونَ	فِيهَا	رَبَّنَا	أَخْرِجْنَا	نَعْمَلْ	صَالِحًا	غَيْرَ
اور وہ	چلائیں گے	دوزخ میں	آپنا پروردگار	ہیں نکال لے	ہم عمل کریں گے	نیک	برعکس

اور وہ دوزخ کے اندر چلائے جائیں گے تو اسے ہمارے پروردگار، میں نکال لے (یہاں) کہ ہم نیک عمل کریں۔

الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۖ أَوَلَمْ نَعْمَرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ

الَّذِي	كُنَّا	نَعْمَلُ	أَوَلَمْ	نَعْمَرْكُمْ	مَا يَتَذَكَّرُ	فِيهِ	مَنْ
اس کے جو	ہم کرتے تھے	کیا ہم نے تمہیں عمرزدی تھی	کہ نصیحت پکڑ لیتا	اس میں	جو جس	اس کے برعکس	تو کرتے تھے۔

کیا ہم نے تمہیں (اتنی) عمرزدی تھی کہ نصیحت پکڑ لیتا اس میں جسے نصیحت

تَذَكَّرُ وَجَاءَكُمْ التَّذْيِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ

تَذَكَّرُ	وَجَاءَكُمْ	التَّذْيِيرُ	فَذُوقُوا	فَمَا	لِلظَّالِمِينَ
نصیحت پکڑتا	اور آیا تمہارے پاس	ڈرانے والا	سو چکو	پس نہیں	ظالموں کے لئے

پکڑتی ہوتی اور تمہارے پاس ڈرانے والا (بھی) آیا سو (اب انکار کا خم پکھو۔ ظالموں کے لئے کوئی

۳۴۸

مِنْ تَصْيِيرٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مِنْ	تَصْيِيرٍ	إِنَّ	اللَّهَ	عَالِمُ	غَيْبِ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ
کوئی	مدگار	بے شک	اللہ	جاننے والا	پوشیدہ باتیں	آسمانوں کی	اور

مدگار نہیں بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں جاننے

الْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۙ

وَالْأَرْضِ	إِنَّهُ	عَلِيمٌ	بِذَاتِ	الصُّدُورِ
زمین	بے شک وہ	باخبر	سینوں کے	(دلوں کے) بھید

والا ہے بے شک وہ ان کے سینوں کے بھیدوں سے باخبر ہے۔

۳۴۸ اور دوزخی دوزخ میں فریاد کریں گے اور روویں گے

یہ کہتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو دوزخ سے نکال کہ ہم نیک عمل کریں۔ بر خلاف ان عملوں کے جو ہم کرتے تھے۔ سو ان سے کہا جاوے گا، کیا

۳۴۹ وَهُمْ يَصْطَرِحُونَ فِيهَا  
يَسْتَعِينُونَ بِشِدَّةٍ وَعَنُوبٍ  
يَقْرَأُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا  
نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي  
كُنَّا نَعْمَلُ فَيُمْسِكُ لَهُمْ

ہم نے تم کو اس قدر عزیز کر دیا تھا کہ اس میں وہ نصیحت حاصل کر لے وہ جس کو نصیحت حاصل کرتا ہے اور اس کو اس کا خیال ہے اور تمہارے پاس پلیر ڈالنے والا آیا سو نہ اس کی بات دہنی پس چکو عذاب کو کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں جو ان سے عذاب کو دفع کرے۔

أَوْلَم نَعْبِرْكُمْ مَّا وَفَّقْنَا  
يَسْتَدْكُرْ فِيهِ مَن تَذَكَّرُ  
وَجَاءَكُمْ التَّنْذِيرُ مِنَ الرَّسُولِ  
فَمَا أَجَبْتُمْ فَنَذَرُكُمْ أَهْبَا  
لِلظَّالِمِينَ الْكَافِرِينَ مِنْ  
تَكْصِيرٍ ۝ يَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْهُمْ

۳۸ اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ  
بِذٰاتِ الصُّدُوْرِ اِلٰهِي سَعِيْدًا  
اَنْتَ جَانِبُ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ  
بِذٰاتِ الصُّدُوْرِ ۝ بِمَا  
فِي الصُّدُوْرِ فَعَلِمُهٗ يُغَيِّرُهٗ  
اَوْ لِي بِالنُّظُرِ اِلٰى حٰلِ  
النَّاسِ

۳۸ اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ  
بِذٰاتِ الصُّدُوْرِ اِلٰهِي سَعِيْدًا جَانِبُ السَّمٰوٰتِ  
وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰاتِ الصُّدُوْرِ  
دلوں کے خیالات کو پس اور باتوں کو بدرجہ  
اولیٰ جانتا ہے جیسا کہ آدمیوں کا حال ہے۔

## تشریح

۳۷ اہل دوزخ کی فریاد اور اللہ تعالیٰ کا جواب | اہل دوزخ جو بیخ کن فریاد کریں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں یہاں سے نکال لی جئے تاکہ ہم یہاں سے نکل کر نیک عمل کریں اور پہلے جو ہم نے کام کئے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں یہ عذاب بھگتنا پڑا ہے وہ کام اب نہیں کریں گے بلکہ اچھے اچھے کام کر گئے اور آپ کے فرماں بردار بن کر رہیں گے۔  
اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی جس میں آدمی کو نیکے بد اور حق و باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے کیا تمہیں بار بار سبق لینے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ کیا تمہارے پاس ہماری طرف سے خبردار کرنے والا نہیں آیا۔ اگر تم سنبھلنا چاہتے تو سنبھل سکتے تھے تم میں بہت سے ساتھ ستر سالہ کر دنیا سے رخصت ہوئے غفلت کو دور کرنے والے بہت سے حالات تمہارے سامنے آتے رہے مگر تم مان کر نہیں دیتے۔  
حضرت اہل بن سعد ساعدیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو شخص کم عمر پائے اس کے لئے تو عذرا کا موقع ہے مگر ساتھ سال اور اس سے اوپر عمر پانے والوں کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ (بخاری، احمد، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم)  
اب اپنے لئے کام نہ چکو یہاں ظالموں کا تو کوئی مددگار نہیں ہے۔ کہیں سے مدد کی امید مت رکھو۔

۳۸ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے | جو لوگ اچھی خاصی لمبی عمر یا کر دنیا سے رخصت ہوئے اور جن کو بار بار مہیا کرنے والے اور خبردار کرنے والے حالات پیش آتے رہے اور پھر بھی وہ خواب غفلت میں مبتلا رہے اور اب اللہ کے سامنے عذر کر رہے ہیں کہ ہمیں دوبارہ دنیا میں واپس کر دیا جائے تو ہم اچھے کام کر کے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو اب چلا رہے ہیں اور آگے کوئی اور خطانہ کرنے کا وعدہ کر رہے ہیں ان کے دلوں میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے اگر ان کو ستر دفعہ بھی لوٹایا جائے تو ان کے مزاجوں کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ ہر شرارت سے باز آنے والے نہیں ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهٗ وَ اِنَّهٗمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (سورہ انفام رکوع ۲ آیت ۱۷) (اور اگر انہیں سابق زندگی کی طرف بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو ہیں ہی جھوٹے۔)

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلْقَ الْأَرْضِ فَمَنْ كَفَرَ

هُوَ	الَّذِي	جَعَلَكُمْ	خَلْقَ	الْأَرْضِ	فَمَنْ	كَفَرَ
وہی	جس نے	تمہیں بنایا	جانشین	زمین میں	جو جس نے	کفر کیا

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا جو جس نے کفر کیا تو

فَعَلَيْهِ كُفْرُهُمْ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ

فَعَلَيْهِ	كُفْرُهُمْ	وَلَا يَزِيدُ	الْكَافِرِينَ	كُفْرَهُمْ
تو اسی پر	اس کا کفر	اور نہیں بڑھاتا	کافر (جمع)	ان کا کفر

اسی پر ہے اس کے کفر (کا وبال) اور کافروں کو ان کے رب کے نزدیک ان کا کفر

عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَعْتًا وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ

عِنْدَ	رَبِّهِمْ	إِلَّا	مَعْتًا	وَلَا يَزِيدُ	الْكَافِرِينَ
نزدیک	ان کا رب	سوائے	تلاشی (غضب)	اور نہیں بڑھاتا	کافر (جمع)

غضب کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا، اور کافروں کو نہیں بڑھاتا ان کا

كُفْرَهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝۳۹ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ

كُفْرَهُمْ	إِلَّا	خَسَارًا	قُلْ	أَرَأَيْتُمْ	شُرَكَاءَكُمُ
ان کا کفر	سوائے	خسارہ	فرمادیں	کیا تم نے دیکھا	اپنے شریک

کفر خسارے کے سوا۔ آپ فرمادیں کیا تم نے اپنے شریکوں کو دیکھا

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا

الَّذِينَ	تَدْعُونَ	مِنْ دُونِ	اللَّهِ	أَرُونِي	مَاذَا	خَلَقُوا
وہ جنہیں	تم پکارتے ہو	اللہ کے سوا	تم مجھے دکھاؤ	کیا	انہوں نے پیدا کیا	

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، تم مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین سے

مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ أَمْ لِيُنزِلنَّ

مِنَ	الْأَرْضِ	أَمْ لَهُمْ	شِرْكٌ	فِي	السَّمَوَاتِ	أَمْ لِيُنزِلنَّ
سے	زمین	یا ان کے لئے	ساجھا	آسمانوں میں	یا	ہم نے دی انہیں

کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کے بنائے ہیں؟ ان کا کیا ساجھا ہے؟ یا ہم نے انہیں کون



كِتَابًا فَهُمْ عَلَى بَيِّنَاتٍ مِنْهُ ۗ بَلْ إِنْ يَعْذُ الظَّالِمُونَ

كِتَابًا	فَهُمْ	عَلَى	بَيِّنَاتٍ	مِنْهُ	بَلْ	إِنْ	يَعْذُ	الظَّالِمُونَ
کون کتاب	پس کہ وہ	دلیل (سند) پر	اس سے کی	بلکہ	نہیں	صدہ کرنے	ظالم (جمع)	کتاب دی ہے کہ وہ اس کی سند پر ہوں (سند رکھتے ہوں) بلکہ ظالم ایک دوسرے سے وعدہ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِيَّاهُ عَصُوا ۗ

بَعْضُهُمْ	بَعْضًا	إِيَّاهُ	عَصُوا
ان کے بعض (ایک)	بعض (دوسرے)	سوا	دھوکہ

نہیں کرنے دھوکے کے ہوا

۳۹) اور وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو زمین میں ایک دوسرے کا خلیفہ بنایا کہ ایک مرتا ہے دوسرا اس کی جگہ قائم ہوتا ہو جو کوئی تم میں سے کفر اختیار کرتا ہے گا پس وہاں اس کے کفر کا اسی پر ہے۔

اور کافروں کا کفر اللہ کا قصہ ہی بڑھاتا ہے یعنی اس سے اللہ خوش نہیں ہوتا اور کافروں کا کفر ان کو آخرت میں نقصان پہنچائے گا۔

۴۰) اے محمد کہہ دے کہ تمہارے معبود جن کو تم اللہ کا شریک بگتے ہو اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہو۔

انہوں نے زمین کا کونسا حصہ پیدا کیا۔

یادہ آسمان کے بنانے میں اللہ کے شریک ہیں۔ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ

۳۹) هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِنْ جَمْعِ خَلِيفَةٍ أَيْ يَخْلُفُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَتَمَنُّ كُفْرًا مِمَّنْ كَفَرُوا أَيْ وَسَمَّال كُفْرًا وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَهْتًا عَظِيمًا وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا خَسَارًا ۝ بِالْآخِرَةِ

۴۰) قُلْ أَمْ آيْتُمْ شُرَكَاءَ كُمْ الَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَيْ غَيْرُهُ وَهُمْ الْأَصْنَامُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ شُرَكَاءُ اللَّهِ تَعَالَى أَرُونِي أَنِّي أَخْبَرْتُكُمْ مَا ذَا خَلَقُوا مِنْ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ مَعَ اللَّهِ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ أَمْ آتَيْنَهُمْ

میں ان کے دعوے کی کوئی دلیل ہے یعنی اس بات کی کہ بتوں کو میرے ساتھ کسی قسم کی شرکت ہے حاصل یہ کہ کوئی امر ان میں سے واقع نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ کانسٹرین جو کچھ ایک دوسرے سے اس امر کا وعدہ کرتے ہیں اور کچھ ہیں کہ بت ان کی سفارش کریں گے یہ محض دھوکہ اور غلط ہے۔

كُتِبَ لَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ حُجَّةٌ  
مِنْهُ يَأْتِي لَكُمْ مَعَى  
مَشْرَكَةٌ لَا شَيْءَ مِنْ ذَٰلِكُمْ  
بَلْ إِنْ مَا يُعِدُّ الظَّالِمُونَ  
الْكَافِرُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا  
إِلَّا غُرُورًا ۝ بَاطِلًا بِقَوْلِهِمْ  
الْأَكْثَامُ تَعَفُّ لَكُمْ

## تشریح

(۳۹) انسان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے اور اس حیثیت سے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے زمین پر اللہ کی مرضی کو پورا کرے۔

جب سے اللہ نے زمین کو انسانوں سے آباد کیا ہے تو میں آتی رہیں جاتی رہیں، ایک امت کے بعد دوسری امت زمین پر آئی۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل آباد ہوئی۔ اللہ نے ان کو زمین پر حکومت بھی دی تو صرف کے اختیاراً بھی دیئے۔ جو قومیں تباہ ہوئیں اور انجام بد سے دوچار ہوئیں وہ بھی اس لئے کہ انھوں نے اپنی اصل حیثیت کو بھلا دیا اور اپنے آپ کو ممتاز رکھ لیا۔

جو کوئی اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرتا ہے اس کا وبال اسی کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس سے کچھ نہیں بچرہتا ہے۔ بلکہ ان کا یہ رویہ اللہ کے غضب کو بھڑکادیتا ہے اور ان کو خسارے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جس چیز کو انسان ترقی اور آبادی بھٹاتا ہے وہ دراصل اس کی بربادی کا سامان ہے۔

(۴۰) فرضی معبودوں کے کارنامے ذرا ہمیں بھی تو بتاؤ! اے نبی! ان لوگوں سے جو فرضی معبود گھڑنے بیٹھے ہیں ذرا یہ تو پوچھو کہ تمہارے ان معبودوں نے زمین میں کیسا پیدا کیا ہے یا آسمان کے بنانے اور اس کے تھامنے میں ان کا کیا حصہ ہے۔

ان سے ذرا یہ پوچھو کہ کیا ان کو ہم نے کوئی تحریر لکھ کر دی ہے کوئی سند دی ہے جس کی وجہ سے اپنے شرک کے لئے کوئی ثبوت رکھتے ہوں۔ یا آخر مشرکانہ عقیدے اور یہ غلط اعمال تم نے کس بنیاد پر ایمان لائے ہیں۔ کیا پروردگار نے کسی کتاب میں ان بناوٹی معبودوں کے لئے کوئی پروانہ لکھ کر دیا ہے، ان کے پاس کوئی شہادت ہے جس کے ذریعہ ان کو اختیارات منتقل کئے گئے۔ آخر کچھ تو دکھاؤ۔ ان کے پاس کچھ نہیں ہے بس یہ ایک دوسرے کو فریب دینے چلے جا رہے ہیں۔

کچھ لوگوں نے ان کو جھوٹے بھروسے دلا دئے ہیں۔ کچھ قصے کہانیاں گھڑ لئے ہیں۔ ان کے پاس نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔ بس یہ فریب میں مبتلا ہیں کہ:-

هَلْ كَاوُ شَفَعَا عِنْدَ اللَّهِ  
(یہ اللہ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے!)

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا

إِنَّ	اللَّهَ	يُمْسِكُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	أَنْ	تَزُولَا
بیشک	اللہ	تھام رکھا ہے	آسمان (جمع)	اور زمین	کہ	ٹل جائیں

بے شک اللہ نے تھام رکھا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ وہ ٹل (نہ) جائیں

وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكْتَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ

وَلَئِنْ	زَالَتَا	إِنْ	أَمْسَكْتَهُمَا	مِنْ	أَحَدٍ	مِنْ	بَعْدِهِ	إِنَّهُ
اور اگر وہ	ٹل جائیں	نہ	تھامے گا انھیں	کوئی	بھی	اس	کے بعد	بیشک وہ

اور اگر وہ ٹل جائیں تو انہیں اس کے بعد کوئی نہیں تھامے گا۔ بے شک وہ

كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۴۱) وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

كَانَ	حَلِيمًا	غَفُورًا	وَأَقْسَمُوا	بِاللَّهِ	جَهْدَ	أَيْمَانِهِمْ
ہے	بردبار	بخشنے والا	اور انھوں نے قسم کھائی	اللہ کی	اپنی سخت قسمیں	

بردبار ، بخشنے والا ہے۔ اور انھوں نے (مشکرین کرنے) اللہ کی بڑی سخت قسمیں کھائیں کہ

لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ أَهْدَى الْأُمَمِ

لَئِنْ	جَاءَهُمْ	نَذِيرٌ	لَيَكُونُنَّ	أَهْدَىٰ	مِنْ	أَهْدَى الْأُمَمِ
اگر	ان کے پاس آئے	کوئی ڈر والا	البتہ ضرور ہوں گے	زیادہ ہدایت پانے والے	ہر ایک سے	امت (جمع)

اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے وہ ضرور زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے (دنیا کی) ہر ایک امت سے (بڑھ کر)

فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نَفُورًا ۴۲)

فَلَمَّا	جَاءَهُمْ	نَذِيرٌ	مَّا زَادَهُمْ	إِلَّا	نَفُورًا
پھر جب	ان کے پاس آیا	ایک نذیر	ان (میں) زیادہ ہوا	مگر (سوا)	پدکنا

پھر جب ان کے پاس ایک نذیر آیا تو ان میں پدکنے کے ہوا (اور کچھ) زیادہ نہ ہوا۔

۴۱) بیشک اللہ نے روک رکھا ہے آسمانوں کو گرنے سے اور زمین کو ٹلنے سے۔

اور البتہ اگر یہ دونوں اپنے حال سے ٹل جاویں تو کون ان کو روک سکتا ہے۔

۴۱) إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا إِنْ أَمْسَكْتَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ لَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكْتَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ أَهْدَى الْأُمَمِ

فیصل

اللہ کے سوا۔ بے مشورہ بردبار بخشنے والا کہ  
کافروں سے عذاب مؤخر رکھتا ہے۔

(۴۲) اور کفار مکہ نے اللہ کی بڑی بچی قمیص کھائی تھیں نہایت  
شوق کے ساتھ کہ بے شک ہمارے پاس کوئی پیغمبر  
ڈرانے والا آئے گا تو ہم یہود و نصاریٰ وغیرہم  
سے زیادہ راہ یاب ہوں گے یعنی ان فرقوں میں سے  
ہر ایک کی نسبت زیادہ ہدایت پانے والے ہوں گے  
کہ وہ ان کو دیکھ چکے تھے کہ ہر ایک دوسرے  
کو جھوٹا کہتا ہے ہم ایسے نہ ہوں گے۔

سو جس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے  
ان کے آنے سے وہ لوگ اور زیادہ راہ راست سے  
پھر گئے۔ اور متفرق ہو گئے ایسا لانے سے بچ کر گئے۔

مَنْ بَعْدَهُ أَى سِوَاكَ رَأَيْتَ  
كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ○ وَ  
شَاخِرًا عَمَّابِ الْكُفَّارِ  
(۴۲) وَأَقْسَمُوا أَى كَفَرًا رَمَكَةَ بِاللَّهِ  
جَهْدًا أَيْ مَا نَهَمُوا أَى غَايَةً  
رَاجِعًا هُمْ فِيهَا لَنْ يَجَاءَهُمْ  
سُؤْلٌ رَسُوْلٌ لَيْكُوْنُ أَهْدَى  
مِنْ إِيْحَدَى الْأُمَمِ أَيْ السُّوْدِ  
وَالْقَصْرِى وَعَبْرِهِمَا أَى  
وَاحِدَةً مِنْهُمَا لَمَّا رَأَوْا مِنْ  
تَكْذِيبِ بَعْضُهَا بَعْضًا إِذْ قَالَتْ  
الْيَهُودُ لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتْ  
النَّصَارَى لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ  
فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَبِيُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا رَأَوْهُمْ مَجِيئَةً إِلَّا لَنُكُوسًا ○  
تَبَاعَدُوا عَنِ الْهُدَى

## تشریح

(۴۱) زمین و آسمان تمام کرات کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے بھرتے ہے | یہ زمین یہ آسمان اور یہ خلا میں جتنے کڑے ہیں یہ کہکشا میں یہ چاند  
سورج ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اس طرح سنبھالے ہوئے ہیں کہ کوئی اپنے مرکز اپنے مقام اور اپنے نظام سے  
ادھر ادھر سرک نہیں سکتا۔ اور اگر ان میں سے کوئی چیز اپنے مقام سے ہٹ جائے تو اللہ کے سوا کوئی اس کو بھانسنے  
والا نہیں ہے۔ یہ بے پناہ وسیع کائنات اللہ کے قائم رکھنے سے قائم ہے۔ اللہ کے سوا کوئی مخلوق اس کا بھانسنے  
کے نظام کو سنبھالنے پر قادر نہیں ہے بلکہ ہر مخلوق اپنے وجود کے قائم رکھنے میں اللہ کی محتاج ہے۔ اس  
عظیم حقیقت اور صداقت کے باوجود جو لوگ اس کی جناب میں گستاخیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا  
علم اور اس کی صفت غفاری ہے کہ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔  
(۴۲) نبی کے آنے سے پہلے ان کی آرزو کرتے تھے | عرب کے لوگ عام طور پر جب یہود و نصاریٰ کے واقعات  
سننے اور ان کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت کو دیکھتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے اور اس کے لئے بڑی  
بڑی قمیص کھاتے تھے کہ اگر ہمیں بتانے والا اور خبردار کرنے والا آگیا ہوتا تو ہم دنیا کی تمام قوموں  
سے بڑھ کر اس کی پیروی کرنے والے اور صحیح راستے پر چلنے والے ہوتے۔

مگر جب اللہ نے ایسا نبی بھیجا جو اپنی عظمت و شان میں سب نبیوں سے بڑھ کر ہے تو اس کی آمد  
نے ان کے اندر سے حق سے بھاگنے کے ہوا اور کسی چیز کا اضافہ نہ کیا۔ حق سے بدکنے والے یہ لوگ بھول  
گئے کہ نبی کے آنے سے پہلے وہ کیا کہا کرتے تھے۔

رَأْسُكَ بَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ

رَأْسُكَ بَارًا	فِي	الْأَرْضِ	وَمَكْرَ	السَّيِّئِ	وَلَا يَحِيقُ
اپنے کوٹھانے کے سبب	میں	زمین (دنیا)	اور چال	بری	اور نہیں ٹھکانا (اٹا پڑتا)

دنیا میں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے سبب اور بُری چال (کے سبب) اور بُری چال (کا وبال)

الْمَكْرُ السَّيِّئِ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ

الْمَكْرُ	السَّيِّئِ	إِلَّا بِأَهْلِهِ	فَهَلْ	يَنْظُرُونَ	إِلَّا سُنَّتَ
چال	بری	مگر صرف اس کے گھرانے والے پر	تو کیا	وہ انتظار کر رہے ہیں	مگر صرف دستور

صرف اس کے گھرانے والے پر پڑتا ہے۔ تو کیا وہ صرف پہلوں کے دستور کا انتظار

الْأُولَئِينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَ

الْأُولَئِينَ	فَلَنْ	تَجِدَ	لِسُنَّتِ اللَّهِ	تَبْدِيلًا	وَ
پہلے	سو ہرگز	تم نہ پاؤ گے	اللہ کے دستور میں	کوئی تبدیلی	اور

کر رہے ہیں۔ سو تم اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور تم

لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿۴۲﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي

لَنْ تَجِدَ	لِسُنَّتِ اللَّهِ	تَحْوِيلًا	أَوَلَمْ يَسِيرُوا	فِي
تم ہرگز نہ پاؤ گے	اللہ کے دستور میں	کوئی تغیر	کیا	وہ چلے پھرے نہیں

اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تغیر نہ پاؤ گے۔ کیا وہ دنیا میں چلے پھرے نہیں

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ

الْأَرْضِ	فَيَنْظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الَّذِينَ
زمین	سو وہ دیکھتے	کیسا	ہوا	انجام	ان لوگوں کا جو

کہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام

مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا

مِنْ قَبْلِهِمْ	وَكَانُوا	أَشَدَّ	مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَمَا
ان سے پہلے	اور وہ تھے	زیادہ	ان سے	قوت میں	اور نہیں

کیسا ہوا؟ اور وہ قوت میں ان سے زیادہ تھے اور

كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَ

كَانَ	اللَّهُ	لِيُعْجِزَهُ	مِنْ شَيْءٍ	فِي السَّمَوَاتِ	وَ
ہے	اللہ	کہ اسے عاجز کرے	کوئی شے	آسمانوں میں	اور

اللہ (ایسا) نہیں کہ کوئی شے اُسے آسمانوں میں عاجز کر دے اور

لَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿٣٣﴾

لَا	فِي	الْأَرْضِ	إِنَّهُ	كَانَ	عَلِيمًا	قَدِيرًا
نہ	میں	زمین	بیشک وہ	ہے	علم والا	بڑی قدرت والا

نہ زمین میں (کوئی شے اُسے ہراسکتی ہے) بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

﴿۳۳﴾ اور زمین میں اپنی بڑائی جتانے کو اور بہ سبب بڑے مکر کے یعنی شرک وغیرہ میں گرفتار ہونے کے سبب سے ایمان نہ لائے۔

اور ہر امر مکر کرنے والے کو ہی گھیرتا ہے اور وبال اس کا اسی پر پہنچتا ہے۔

﴿٣٣﴾ اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ

عَنِ الْاِيْمَانِ مَفْعُولٌ لَهُ وَ

مَكْرُ الْعَمَلِ السَّيِّئِ مِنَ التَّوَكُّلِ

وَ غَيْرِهِ وَ لَا يَحْتَقُ بِحَيْثُ

الْمَكْرُ السَّيِّئِ اِلَّا بِاهْلِيهِ

وَهُوَ الْبَاكِرُ وَ وَصَفَ الْمَكْرُ

بِالسَّيِّئِ اِصْلًا وَ اِصْنافُهُ

اِلَيْهِ قَبْلُ اِسْتِعْمَالِ اٰخَرَ

فَتَدْرَفِيهِ مَضَاتٌ حَذْرًا مِنَ

الْاِصْنافَةِ اِلَى الصِّفَةِ

فَهَلْ يَنْظُرُونَ يَنْتَظِرُونَ

اِلَّا سُنَّةَ الْاَوَّلِينَ سُنَّةَ

اللّٰهِ فِيهِمْ مِّنْ تَعَذُّبِهِمْ

بِسُكِّنَ فِيهِمْ رُسُلُهُمْ فَلَنْ

تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

تَحْوِيْلًا ○ اَيُّ لَا يَبْدُلُ

بِالسُّنَّةِ اَبْ غَيْرَهَا وَلَا يَحْوُلُ

اِلَى غَيْرِ مَسْتَقْبِقِهِ

﴿٣٣﴾ اَوْلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

سو نہیں منتظر ہیں وہ لوگ مگر اس امر کے جو پہلوں کے ساتھ معاملہ ہوا یعنی جیسے وہ لوگ بہ سبب جھٹلانے کے ہلاک کئے گئے اسی طرح یہ بھی ہلاک کئے جاویں گے۔ اور مثل ان کے گرفتار عذاب ہوں گے۔ سو تو اسے عہدہ اللہ کے طریقے کو بدلا ہوا نہ پائے گا اور اس میں کچھ تغیر نہ دیکھے گا یعنی کوئی اس کے عذاب کو بدل نہ سکے گا اور نہ غیر مستحق عذاب کو عذاب کیا جاوے گا۔

﴿۳۳﴾ اور کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھتے کیوں کر

انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے۔

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَتْ عَاقِبَةُ  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً  
فَنَاهَكُمُ اللَّهُ بِعَكْذِيبِهِمْ  
رُسُلَهُمْ وَمَا كَانُوا  
لِيُعْجِزَكُمُ مِنْ شَيْءٍ وَيَسْقِنَا  
وَيَقْوَتَهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا  
بِالْأَشْيَاءِ وَكَلَّمَا قَلِيلًا ○ عَلَيْهَا

حالاں کہ وہ ان سے زیادہ قوت والے تھے۔ جو ان کو اللہ نے ہلاک کیا بہ سبب پیغمبروں کے بھٹلانے کے اور اللہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی کہ وہ اس کے پھرنے سے نفع جاویں نہ آسمانوں میں نہ زمین میں

بے شبہ وہ جانتا ہے تمام چیزوں کو اور سب پر قدرت رکھتا ہے۔

### تشریح

۳۲) برائی خود برائی کرنے والے کو اپنی پیٹ میں لے لیتی ہے | اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا نظام حق پر قائم کیا ہے جو چیز حق پر ہے وہ اپنی صداقت کے ساتھ پھلتی پھولتی ہے اور اس کا بہتر نتیجہ دونوں جہان میں سامنے آئے گا۔

اس کے برخلاف برائی وقتی طور پر خوشنما معلوم ہوتی ہے اس کی جڑیں گہری نہیں ہوتیں جلدی ہی وہ برائی خود برائی کرنے والے کو اپنی پیٹ میں لے لیتی ہے۔ حق و انصاف اور عدل کا یہی قانون اور یہی سنت الہی آغاز سے چلی آ رہی ہے اور تاریخ کے مختلف ادوار میں اس کی شہادتیں مل جاتی ہیں۔ قوموں کی تباہی اور بربادی ان سب کے نتیجے ہی قانون حکمت کا فرما ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور کچھ لوگوں نے اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے ان کی دعوت حق کو ماننے سے انکار کیا اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے تو ان کا یہی انجام سامنے آیا۔

وہ اہل عرب جو کھسا کرتے تھے کہ اگر ہمارے درمیان کوئی خبردار کرنے والا آیا تو ہم دوسری قوموں سے بڑھ کر اس کی پیروی کریں گے۔ جب ان کے سامنے ایک پیغمبر آئے جن کے کردار و عمل پر سب کو بھروسہ تھا اور جن کی صداقت و امانت سب کے نزدیک مسلم تھی تو اپنے غرور اور تکبر کی وجہ سے نبی کی دعوت کے سامنے گردن بھکانے کے لئے تیار نہ ہوئے اور ان کے رفیق بننے کے بجائے ان کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے اور طرح طرح کی چالیں چل کر کوشش کرنے لگے کہ نبی کا مشن آگے نہ بڑھے۔ لیکن اللہ کا قانون یہی ہے کہ بڑی چالیں اپنے چلنے والوں کو ہی لے بیٹھتی ہیں۔ اگر ان کو یہ اندھا نظر ہے کہ پھلی قوموں کی طرح ان کا بھی انجام ہو تو تم دیکھو گے کہ اللہ کے طریقے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جو اللہ کا قانون مجرموں کے لئے رہا ہے وہی اٹل قانون ان کے لئے بھی ہوگا اور آئندہ بھی آنے والے دیکھیں گے کہ اللہ کا قانون بدلتا نہیں ہے۔

۳۳) دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالو اور عبرت حاصل کرو | اگر دنیا کے مختلف علاقے اور خطوں پر نظر ڈالو اور تاریخ کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ وہ قومیں جو تم سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ اور طاقت ور تھیں جب انھوں نے حق کی مخالفت کی تو ان کا کیا انجام ہوا۔ بڑے سے بڑی کوئی طاقت اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی نہ آسمانوں میں اور نہ زمینوں میں۔ اس کا علم ہر چیز کا اعلاطہ کے ہونے سے اور اس کی قدرت کا ملکہ ہر چیز پر مضبوط گرفت ہے۔

وَلَوْ يُوْءَاخِذُ اللهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا

وَلَوْ	يُوْءَاخِذُ اللهُ	النَّاسَ	بِمَا + كَسَبُوْا	مَا
اور اگر	اللہ پکڑ کرے	لوگ	ان کے اعمال کے سبب	نہ
اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب پکڑ کرے تو وہ نہ				

شَرَكَ عَلَى ظَهْرهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ

شَرَكَ	عَلَى	ظَهْرهَا	مِنْ + دَابَّةٍ	وَلَكِنْ
وہ چھوڑے	پر	اس کی پشت	کوئی چلنے پھرنے والا	اور لیکن
چھوڑے کوئی چلنے پھرنے والا اس کی پشت پر، لیکن وہ				

يُوْخِرُهُمْ إِلَىٰ اٰجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاءَ اٰجَلُهُمْ

يُوْخِرُهُمْ	إِلَىٰ	اٰجَلٍ + مُّسَمًّى	فَاِذَا جَاءَ	اٰجَلُهُمْ
وہ انہیں ڈھیل دیتا ہے	تک	ایک مدت معین	پھر جب آجائے گی	ان کی مدت
انہیں ایک مدت معین تک ڈھیل دیتا ہے پھر جب آجائے گی ان کی مدت				

۴۵

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِۦ بَصِيْرًا ۝۴۵

فَاِنَّ	اللّٰهَ	كَانَ	بِعِبَادِهِۦ	بَصِيْرًا
تو بے شک	اللہ	ہے	اپنے بندوں کو	دیکھنے والا

(ان کے اعمال کا بدلہ فرمائیے گا) بے شک اللہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

۴۵ اور اگر اللہ لوگوں کو بوجہ ان کے گناہوں کے پکڑتا تو روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہ چھوڑتا

و لیکن اس نے ان کو چھوڑ رکھا ہے قیامت تک۔

۴۵ وَلَوْ يُوْءَاخِذُ اللهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مِنْ التَّعٰصِيٰتِ مَا شَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرهَا اَيُّ الْاَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ نَّسَمَةٍ تَدْبُ عَلَيْهِا وَّلٰكِنْ يُوْخِرُهُمْ اِلٰى اٰجَلٍ مُّسَمًّى ۚ اَيُّ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ



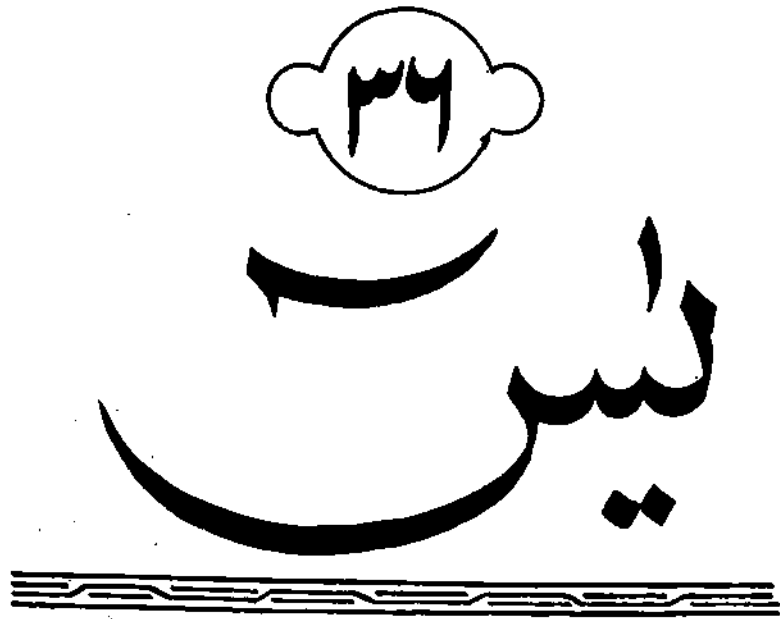
فیصل

سو جس وقت ان کا وقت آجاوے گا اس وقت ان کو بدلہ ان کے عملوں کا دیگا۔ اہل ایمان کو ثواب اور کافروں کو عذاب دے گا کہ وہ اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے۔

فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ فَانزَلْنَاهُمْ  
اللَّهُ كَانَتْ بِعِبَادِهِ بَصِيرَةً  
فَيُجَازِيهِمْ عَلَىٰ أَعْمَالِهِمْ  
بِإِسَابَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعِقَابِ  
الْكَافِرِينَ

## تشریح

۴۵) اللہ کا عفو و کرم کہ گنہگاروں کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے | کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ عادل و منصف ہونے کے ساتھ مدبر اور حکیم بھی ہیں اس لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ ہر گناہ اور نافرمانی پر پروردگار عالم فوراً گرفت نہیں فرماتے۔ بلکہ ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتے ہیں۔ اگر ہر جرم پر فوراً پکڑ ہونے لگے تو زمین پر کوئی متنفس ایسا نہ رہے جو سزا سے بچ جائے کیونکہ کمال فرماں بردار عادتاً کم ہوتے ہیں زیادہ لوگ ایسے ہیں جو فرماں بردار بھی ہیں اور خطاوار بھی ہیں۔ اب اگر قوری سزا کا قانون اللہ تعالیٰ نافذ فرمادیں تو زمین پر آبادی بہت کم رہ جائے گی اور جب انسان کم ہونگے تو انسانوں کے کام آنے والی ہر چیز کم ہو جائے گی اور یہ بات اللہ کی حکمت کے خلاف ہے کہ زمین پر آبادی بہت محدود ہو کر رہ جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ایک مقررہ وقت تک ڈھیل دیتے ہیں کہ شاید میرے بندے فرماں برداری کی طرف رجوع کر لیں۔ لیکن یہ ڈھیل ایک مقررہ وقت تک ہے جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق ان کی مہلت پوری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور ہر ایک کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں بس جب فیصلے کا وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ جاری فرما دیتے ہیں اور پھر مجرم نہ کہیں چھپ سکتا ہے اور نہ بچ سکتا ہے۔



۴۱	ترتیب نزول	○	۳۶	ترتیب تلاوت	○
۵	تعداد رکوعات	○	مکی	مکی / مدنی	○
۷۳۹	تعداد الفاظ	○	۸۳	تعداد آیات	○
۳۰۹۰	تعداد حروف	○			

- یہ سورت یسا اور سین دو حرفوں سے شروع ہوتی ہے اور انہی دو حرفوں کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔
- سورت کے مفاہیم اور انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ کے قیام کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔
- اس سورت کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے مقرر کئے ہوئے سچے نبی اور رسول ہیں اور آپ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے پڑا اثر دلیوں کا سہارا لیا گیا ہے۔ جو بڑے دل نشین انداز میں آپ کی پسمانی کو ثابت کرتی ہیں۔
- پوری سورت میں اسلام کے تین بنیادی عقیدوں کو پیش کیا گیا ہے۔
- ۱۔ توحید۔ اللہ کی وحدانیت پر، کائنات کے آثار اور عام عقل سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسانی عقل بھی اور پوری کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیاں بھی یہ گواہی دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحده

لَا تُشْرِكُ بِكَ كَيْدٌ هِيَ ان کی ذات 'صفات' عظمت' ان کے اختیارات اور ان کی ربوبیت میں کوئی دوسرا کسی کسی حیثیت سے شریک نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ عقلاً ممکن ہے اور نہ انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیاں اس کا ساتھ دیتی ہیں۔

ع ۱ آخرت کا اثبات — اس سورت میں مختلف انداز سے آخرت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے اس کے لئے انسان کے خود اپنے وجود سے کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں سے اور عقل عام سے استدلال کرتے ہوئے آخرت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جس طرح اللہ نے یہ عالم بنایا ہے کہ ان زمین پر آباد ہے اسی طرح پروردگار نے ایک دوسرا عالم بھی بنایا ہے جہاں انسان کو موت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ عالم عمل کے لئے ہے اور عالم آخرت میں عمل کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

ع ۲ تیسرا اہم اور مرکزی موضوع رسالت محمدیؐ کا ہے۔ آپ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی ہے کہ آپ لوگوں کی ہدایت اور ان کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے جو مشقت برداشت کر رہے ہیں وہ بالکل بے غرض ہے جس میں آپ کا اپنا کوئی مفاد سامنے نہیں ہے۔ پھر جن چیزوں کی آپ دعوت دے رہے ہیں وہ نہایت معقول فطرت انسانی اور عقل انسانی کے مطابق ہیں جس کے قبول کرنے میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی ہے۔

یہ سورت جہاں دلیل کی قوت سے بات کرتی ہے اس کے ساتھ اس کے مضامین میں وہ زور اور پُر اثر انداز ہے جو دلوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لئے اس سورت کو قرآن کا دل کہا گیا ہے۔ نبی م نے ارشاد فرمایا کہ یسوع قلب القرآن، یعنی سورہ یسوع قرآن کا دل ہے۔ اس حدیث کے راوی معقل بن یسار ہیں اور اس کو امام احمد بن ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

جس طرح سورہ فاتحہ کو ام القرآن کہا گیا ہے کہ اس میں قرآن کی پوری تعلیم کا خلاصہ آ گیا ہے اسی طرح یسوع کو قرآن کے دل سے تشبیہ دی گئی ہے اس لئے کہ یہ سورت قرآن کی دعوت کو اتنے پر زور طریقے سے پیش کرتی ہے جس سے قلب اور روح لرز کر رہ جاتے ہیں۔

نبی م نے ارشاد فرمایا کہ: اَسْمُوْا سُوْرَةَ يَسُوْعٍ عَلٰى مَوَدِّ اَكْمَرِ

(اپنے مرنے والوں پر سورہ یسوع پڑھا کرو)

تاکہ مرنے وقت ایک مسلمان کے ذہن میں اسلام کے بنیادی عقائد توحید، رسالت، آخرت تازہ ہو جائیں۔ اور آخرت کا نقشہ اس کے سامنے آجائے کہ دنیا کی زندگی سے گزر کر اب وہ جس عالم میں قدم رکھ رہا ہے اس میں کن منزلوں سے اس کو سابقہ پیش آنے والا ہے۔

ایاتہا ۸۳ سورۃ لیس مکیہ ۳۱ رکوٰعاً ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

یس ۱ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ۲ اِنَّكَ لَیْسَ الْمُرْسَلِیْنَ ۳

یس	وَالْقُرْآنِ	الْحَکِیْمِ	اِنَّكَ	لَیْسَ	الْمُرْسَلِیْنَ
یس	قرآن	با حکمت	بے شک آپ	تو	رسولوں میں سے
یس۔ قرآن۔ قرآن کی بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔					

سورہ لیس مکی ہے مگر یہ آیت "وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَدَنِيَّ" یا تمام سورہ مدنی ہے یہ بھی بعض کا قول ہے اس سورت میں بیانی آجیں ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شروع اللہ کے نام جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

سُورَةُ لَيْسٍ مَكِّيَّةٌ الْاَقْوَلَةُ  
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا الْاَيَةَ  
أَوْ مَدَنِيَّةً وَهِيَ تِلْكَ وَثَمَانُونَ آيَةً  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ یس۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس ان حرف سے ارادہ کیا۔  
۲ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ الخ قسم ہے قرآن کی جو حکمت پر ہے باعتبار نظم عجیب اور معانی نادرہ کے ساتھ

۱ یس ○ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِكُمْ بِهِ  
۲ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ○ الْمُحْكَمِ الْغَيْبِ  
النَّظْمِ وَبَدِيحِ الْبَعَائِفِ  
۳ اِنَّكَ يَا مُحَمَّدُ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ○

۳ اِنَّكَ لَیْسَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ الخ لے شک تو ایسے پیغمبروں

تشریح

۱ یس کے معنی ہیں اے انسان۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ "یس" یا "سید" کا مخفف ہے۔ جس کے معنی ہیں اے سید اور اس کے مخاطب حضور نبی کریم ﷺ ہیں

۲ اس حکیمانہ کلام کی قسم | یہ قرآن جو اللہ کا کلام ہے اور حکمتوں سے بے زیر ہے جس کی تمام باتیں حکیمانہ ہیں یہ شہادت دے رہا ہے اور ثابت کر رہا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو بطور شہادت اور بطور ثبوت پیش فرما رہے ہیں۔ قرآن کی قسم کھانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن شہادت دے رہا ہے اور ثابت کر رہا ہے وہ قرآن جو حکمت سے بھرا ہوا ہے جس کی تعلیمات پر حکمت اور اس کے مضامین نہایت پختہ اور زبردست اور جس کی شان و عبادت وہ قرآن شہادت دے رہا ہے کہ.....

۳ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں | یہ قرآن آپ کی رسالت کا اور آپ کے سچے رسول ہونے کا جتنا جاگتا ثبوت ہے آپ نبی اُمّی ہیں آپ نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ کے سینے میں جو علم ہے وہ کسی نہیں ہے، محنت سے حاصل کیا ہوا نہیں ہے وہ لُدُنِی اور وہی علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینے میں ڈال دیا ہے۔ ایک امی کی زبان سے اس حکیمانہ شان کا کلام جسے نکل سکتا ہے جب اللہ تم ان کو اپنے رسول کے طور پر منتخب فرمائے اس لئے آپ کی رسالت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سچے اور صادق رسول۔

عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝

عَلَىٰ	صِرَاطٍ	مُسْتَقِيمٍ	تَنْزِيلَ	الْعَزِيزِ	الرَّحِيمِ
پر	راستہ	سیدھا	نازل کیا	غالب	مہربان

سیدھے راستے پر ہیں، نازل کیا ہوا، غالب مہربان کا

لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ فَهُمْ غَافِلُونَ ۝ لَقَدْ

لِتُنذِرَ	قَوْمًا	مَّا أُنذِرَ	آبَاؤُهُمْ	فَهُمْ	غَافِلُونَ
تا کہ آپ ڈرائیں	وہ قوم	نہیں ڈرائے گئے	ان کے باپ (دادا)	پس وہ	غافل (جمع)

تا کہ آپ اس قوم کو ڈرائیں، جس کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے، پس وہ غافل ہیں۔ تحقیق

حَقَّ الْقَوْلُ عَلَىٰ أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا جَعَلْنَا

حَقَّ	الْقَوْلُ	عَلَىٰ	أَكْثَرِهِمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ
ثابت ہوئی	بات	پر	ان میں سے اکثر	پس وہ	ایمان نہ لائیں گے

ان میں سے اکثر پر (الشر) کی بات ثابت ہو چکی ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے بے شک ہم نے ان کی

فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فِيهِ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمِلُونَ ۝

فِي	أَعْنَاقِهِمْ	أَغْلَالًا	فِيهِ	إِلَى	الْأَذْقَانِ
میں	ان کی گردنوں	طوق	پھر وہ	تک	ٹھوڑیاں

گردنوں میں ڈالے ہیں طوق، پھر وہ ٹھوڑی تک (اڑ گئے ہیں) تو ان کے سر اُلٹ رہے ہیں۔

۴ میں سے ہے راہِ راست پر یعنی توحید کی اس راہ پر جس پر نبی سے پہلے پیغمبر آئے (اس معنوں کو حق تعالیٰ نے قسم و غیرہ کے ساتھ تاکید کر کے فرمایا کہ فروع کے کلام کے جواب میں کہ انہوں نے کہا تھا كُنْتُمْ مُرْسَلًا اے محمد تو پیغمبر نہیں۔

عَلَىٰ مُتَعَلِّقٍ بِمَا قَبْلَهُ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ أَيْ طَرِيقِ الْأَنْبِيَاءِ فَبَلَّغَ السَّوْجِدِ وَالْهُدَىٰ وَالتَّكْوِينِ بِالنَّسَمِ وَغَيْرِهِ رَدًّا لِقَوْلِ الْكُفَّارِ لَنْ نَسْتَمْرِتَ مُرْسَلًا

۵ یہ قرآن اتارا ہوا ہے اللہ کا جو غالب عزت والا ہے اپنی بادشاہت میں مہربان ہے اپنی مخلوق پر۔

تَنْزِيلَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ بِخَلْقِهِ خَبِيرٌ مُبْتَدَأٌ مُمْتَدَأٌ بِأَيِّ الْقُرْآنِ لِيُنذِرَ بِهِ قَوْمًا مُتَعَلِّقِينَ

۶ اللہ نے قرآن اس لئے اتارا تاکہ وہ ڈرادے اس سے

اس گروہ کو جن کے باپ دلو ان زمانہ انقلاب نبوت میں نہیں ڈرائے گئے یعنی ان کے وقت میں کوئی پیغمبر نہیں آیا جو ان کو ڈراتا۔ سو وہ غافل تھے ایمان اور ہدایت سے۔

④ بے شبہ ان میں سے اکثر پر وعدہ عذاب کا پورا ہوا اور وہ ایمان نہ لادیں گے۔

⑤ بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق پہنائے کہ جس سے ان کے ہاتھ گردن سے جکڑے گئے اس لئے کہ طوق گردن سے ہاتھوں کو جوڑ دیتا ہے پس ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں اس طرح کہ ان کے سر اور کواٹھے ہوں اور وہ سر کو نیچے جھکا نہیں سکیں گے۔

یہ ایک مثال بیان فرمائی اور حاصل اس سے یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔

بِتَنْزِيلٍ مَّا أَنْزَلْنَا بِآبَاءِهِمْ  
أَيُّ لَسْرِ يُشِيرُ رُوَا فِي زَمَنِ الْفِتْرَةِ  
فَنَلَمُوا أَيُّ الْعَتَمَةِ غَافِلُونَ ④  
عَنِ الْإِيمَانِ وَالرُّشْدِ

④ لَمَّا حَقَّ الْقَوْلُ وَجِبَ عَلَى  
أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ④  
أَيُّ الْأَكْثَرِ

⑤ إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا  
يَا أَيُّ تَكْمُلُ إِلَيْهَا الْأَيْدِي لِأَنَّ الْغُلَّ  
يَجْمَعُ السِّدَّ إِلَى الْعُنُقِ فَهِيَ أَيُّ  
الْأَيْدِي مَجْبُوعَةٌ إِلَى الْأَذْقَانِ  
جَمْعٌ ذَوْنٌ وَهُوَ مُجْمَعٌ لِلتَّحْيِينِ  
فَهُمْ مُقْبَحُونَ ④ رَافِعُونَ  
رُؤْسَهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ خَفْضَهَا  
وَهَذَا كَثْمِيلٌ وَالنُّرَادُ أَتَهُمْ  
لَا يَدُ عَنُونَ لِلْإِيمَانِ وَلَا يُخَفِّضُونَ  
رُؤْسَهُمْ لَهُ

### تشریح

④ پیغمبر کی پیروی کرنے والوں کو بھٹکنے کا خطرہ نہیں ہے | یہ پیغمبر جن پر اللہ نے اپنا حکیمانہ کلام نازل کیا ہے سیدھی راہ پر ہیں۔ جو لوگ ان کی پیروی کریں گے اور ان کے نقش قدم پر چلیں گے وہ منزل مقصود پر پہنچیں گے اور ان کو بھٹکنے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

⑤ قرآن کا نازل کرنے والا غالب بھی ہے اور رحیم بھی | قرآن کو نازل کرنے والی ہستی غالب و زبردست بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ وہ طاقت ور ہستی جو کائنات کی فرماں روا ہے اور سب پر غالب ہے وہ اگر اپنا فیصلہ نافذ کرنا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ اور اگر وہ گرفت کرنا چاہے تو کوئی اس کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا۔ یہ اس کی رحمت اور مہربانی ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی اور ان کی ہدایت کے لئے اپنا رسول مقرر کیا اور اس پر یہ کتاب عظیم نازل کی تاکہ تم گمراہوں سے بچ سکو سیدھی راہ پر چل سکو اور دنیا اور آخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکو۔

⑥ غفلت میں پڑی ہوئی ایک قوم کو خبردار کرنا آپ کی ذمہ داری ہے | اگرچہ عرب کی سرزمین میں حضرت ابراہیم ؑ اور حضرت اسماعیل ؑ کی تعلیم اور دعوت کے کچھ نہ کچھ اثرات موجود تھے اور یہ لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اس کے علاوہ حضرت خبیب ؑ حضرت موسیٰ ؑ حضرت عیسیٰ ؑ کی تعلیم کے اثرات بھی کسی حد تک تھے مگر ایک عرصے سے اصل تعلیم میں تحریف ہونے کی وجہ سے یہ اثرات بہت کم رہ گئے تھے اور منٹے کے قریب ہو گئے تھے۔ جب پچھلے پیغمبر کی تعلیم کے اثرات ختم ہو جائیں اور ان کی لائی ہوئی دعوت میں رد و بدل ہو جائے تو پھر نئے پیغمبر کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو معوث فرمایا ان کا کام اس لئے بہت کمشن تھا کہ غافل قوم کو جو صدیوں سے غفلت میں پڑی ہوئی تھی اور سابقہ انبیاء کی تعلیم کو بھلا چکی تھی خبردار کرنا تھا۔

ہٹ دھرم لوگ ایمان نہیں لائیں گے | جب ان حق و صداقت کے مقابلے میں ہٹ دھرمی اور ضد کا رویہ اختیار کرتا ہے اور کسی معقول سے معقول بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تو اس پر ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں خود اس کا اپنا رویہ اس کو عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ عرب کے لوگوں میں اکثر وہ لوگ تھے جنہوں نے نبی م کی دعوت کے مقابلے میں عداوت کا رویہ اختیار کیا تھا۔ ان کے بارے میں ارشاد ہوا کہ ایسے اکثر لوگ عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں ثابت اعمال ان پر مسلط ہو چکی ہے اور اسی لئے ان کو ایمان کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص ہٹ دھرمی اور عناد کا رویہ اختیار کر لیتا ہے تو اس کی حق دشمنی کی روں اس کو ہدایت سے محروم کر دیتی ہے۔ سورہ اعراف میں ارشاد ہے کہ۔

تِلْكَ الْقُرَىٰ نَقِضْ عَلَيْكَ مِنْ أُنْبَاءِهَا وَنَقَذْ جَاءَ تَهْمُؤُ رُسُلَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ  
فَمَا كَانُوا الْبَيِّنَاتِ مِنْهَا كَذِبًا مِنْ قَبْلُ مَكَذِبًا لَكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْكَافِرِينَ  
یہ قومیں جن کے قطفے تم نہیں سنارہے ہیں (تمہارے سامنے مثال میں موجود ہیں) ان کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر جس چیز کو وہ ایک دفعہ بھٹلا چکے تھے پھر اسے وہ ماننے والے دتھے۔ دیکھو اس طرح ہم منکوبین حق کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔ (آیت ۱۷۱)

دلوں پر مہر لگانے سے مراد یہ ہے کہ انسان کا ذہن جاہلی تعصبات اور نفسانی اغراض کی بنا پر حق سے منحور ہے کی وجہ سے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں الجھتا چلا جاتا ہے اور کسی دلیل، کسی مشاہدے اور کسی تجربے سے قبول حق کے لئے اس کے دل کے دروازے نہیں کھلتے۔ اسی کو دل پر مہر لگنا کہا جاتا ہے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهَا رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ  
فَمَا كَانُوا يَسْتَوْفُونَ مِنْهَا كَذِبًا مِنْ قَبْلُ مَكَذِبًا  
تَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُتَعَسِّدِينَ۔

(پھر نوح م کے بعد ہم نے مختلف پیغمبروں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا اور وہ ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے مگر جن چیزوں کو انہوں نے پہلے بھٹلا دیا تھا اسے مان کر نہ دیا۔ اس طرح ہم حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیتے ہیں۔) — (آیت ۱۷۲)

حد سے گزر جانے والے وہ لوگ ہیں جو اپنی غلطی پر اڑے رہتے ہیں اور جس بات کو ماننے سے انکار کر چکے پھر معقول سے معقول دلیل بھی دیتے رہو تو وہ مان کر نہیں دیتے۔ ایسے لوگوں کو کبھی راہ راست پر آنے کی توفیق نہیں ملتی اور دلوں پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔

ان کی ہٹ دھرمی ان کے گلے کا طوق بن گئی | اگر کسی آدمی کے گلے میں طوق ڈال دیا جائے جس سے وہ ٹھوڑی تک جکڑا رہے اور اس کی گردن اکڑی رہے کہ نہ جھک سکے نہ ادھر ادھر دیکھ سکے ایسے ہی ان کی ہٹ دھرمی اور ان کی نخوت اور ان کا غرور ان کے گلے کا طوق بن گیا۔ یہ اپنے نچر اور اپنی نخوت میں مبتلا ہیں اس لئے بڑی سے بڑی حقیقت ان کے سامنے آجائے یہ مان کر نہیں دیں گے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ

وَجَعَلْنَا	مِنْ	بَيْنِ أَيْدِيهِمْ	سَدًّا	وَمِنْ خَلْفِهِمْ
اور ہم نے کر دی	سے	ان کے آگے	ایک دیوار	اور ان کے پیچھے

اور ہم نے کر دی ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے

سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۹ وَسَوَاءٌ

سَدًّا	فَأَغْشَيْنَاهُمْ	فَهُمْ	لَا يُبْصِرُونَ	وَسَوَاءٌ
ایک دیوار	پھر ہم نے انھیں ڈھانپ دیا	پس وہ	دیکھتے نہیں	برابر

ایک دیوار پھر ہم نے انھیں ڈھانپ دیا پس وہ دیکھتے نہیں۔ اور برابر ہے

عَلَيْهِمْ ءَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۰

عَلَيْهِمْ	ءَأَنْذَرْتَهُمْ	أَمْ	لَمْ تُنذِرْهُمْ	لَا يُؤْمِنُونَ
ان پر ان کے لئے	خواہ تم انہیں ڈراؤ	یا	تم انہیں نہ ڈراؤ	وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ان کے لئے خواہ تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ

إِنَّمَا	تُنذِرُ	مَنِ	اتَّبَعَ	الذِّكْرَ	وَخَشِيَ	الرَّحْمَنَ
انکو	تہذرتے ہو	جو	پیروی کرے	نصیحت	اور ڈرے	رحمن۔ (اشد)

اس کے سوا نہیں کہ تم (اس کو) ڈراتے ہو جو نصیحت کی پیروی کرے اور بن دیکھے اللہ

بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۱۱

بِالْغَيْبِ	فَبَشِّرْهُ	بِمَغْفِرَةٍ	وَأَجْرٍ	كَرِيمٍ
بن دیکھے	پس اسے خوش خبری ہو	بخشش کی	اور اجر	اچھا

سے ڈرے پس اسے بخشش اور اچھے اجر کی خوش خبری ہو

۹ اور ہم نے ان کے آگے اور پیچھے دیوار قائم کر دی جس سے

ہم نے

ان کو ہر طرف سے گھیر لیا۔ سو وہ کسی طرف کو

۹ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

بِقُنُودِ السَّيْلِ وَضَمَّتْ فِي

النُّوْضَعَيْنِ فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ



## فیصل

دیکھ نہیں سکتے۔ یہ بھی ایک مثال ہے اس امر کی کہ ایساں کے واسطے ان پر بند کر دئے گئے۔

⑩ اور اے محمدؐ تیرا ان کو ڈرانا اور ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہ لاویں گے۔

لَا يُبْصِرُونَ ○ تَنْبِيْلًا اَيْضًا  
لِيَسِدَّ طُرُقَ الْاِيْمَانِ  
عَلَيْهِمْ

⑩ وَسَوْ اَتَىٰ عَلَيْهِمْ اَمْرٌ اَنْزَلْنَا مِنْهُمْ  
بِتَحْقِيْقِ الْهَمَزِ تَبِيْنٍ وَاِبْدَالِ  
الْقَائِنِيَةِ اِلْفَاوَتْهُمْ يَلِيْعًا وَاِدْخَالَ  
اَلْبَيْتَيْنِ الْمُسْتَهْلَكَةِ وَاَلْاِخْتِرَايِ  
وَسَوْكَةِ اَمْرٍ لَمْ تَشْنُ مِنْهُمْ  
لَا يُوْمِنُوْنَ ○

⑪ اِنَّمَا تَشْنُ رِيْفَعٌ اِنْذَارًا مِّنْ اَتْبَاعِ  
الذِّكْرِ الْفُتْرَانِ وَاَحْشَى الرَّحْمٰنِ  
بِالْغَيْبِ خَافَهُ وَاَلَمْ يَزَكْ فَبَشَّرُوْهُ بِمَغْفِرَةٍ  
وَاٰخِرُ كَرِيْمٍ ○ هُوَ الْجَنَّةُ

## تشریح

⑨ مابھی سے بے خبر اور مستقبل سے بے فکر | ان کی ضد ہٹ دھرمی اور غرور و تکبر نے ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ گزرے ہوئے زمانے کی تاریخ سے کوئی سبق نہیں لیتے کہ جو قومیں گزر چکی ہیں اور انھوں نے سچائی کو ٹھکرایا ہے ان کا کیا انجام ہوا ہے ان کے اسی غرور اور ہٹ دھرمی نے ان کے آگے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ ان کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔ مستقبل کے نتائج پر غور نہیں کرتے۔ ان کو وہ کھلی کھلی حقیقتیں بھی نظر نہیں آتیں جن کو ہر انسان دیکھ سکتا ہے، اور سمجھ سکتا ہے۔

⑩ خبردار کرنے کا ان پر اثر ہو یا نہ ہو مگر آپ اپنا کام کئے جائیں | بے شک ہٹ دھرم لوگوں کے لئے یکساں ہے کہ آپ انہیں خبردار کریں یا نہ کریں۔ یہ ماننے والے نہیں ہیں مگر آپ اپنا کام کئے جائیں۔ سرکش لوگوں کو نصیحت کرنا اور ان کی اصلاح کی کوشش کرنا بڑی ہمت اور حوصلے کا کام ہے۔ اور کبھی یہ اعلیٰ اخلاق ان ہٹ دھرم لوگوں کے لئے نہ ہی دوسروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اور کیا معلوم کہ اللہ کی مخلوق میں کون سے بندے ہوں جن پر کسی وقت کوئی بات اثر کر جائے۔ البتہ سرکش اور ہٹ دھرم لوگ اگر نہ مانیں تو آپ دل شکستہ نہ ہوں وہ نہ ہی دوسرے لوگ ہیں جن پر آپ کی باتوں کا اثر ضرور ہوگا اور آپ کی حکمت بھری باتیں ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیں گی۔ وہ قبول حق والے کون لوگ ہیں۔ ان کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

⑪ اللہ سے ڈرنے والے ہدایت پاتے ہیں | وہ لوگ جن کے دل میں اللہ کا خوف ہے اور جنہیں یقین ہو کہ ہمیں ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے نصیحت کا فائدہ انہی کو ہوتا ہے ایسے لوگ پیغمبر کے خبردار کرنے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان لوگوں کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائیں گے اور وہ اجر کریم کے مستحق ہوں گے۔ اور جس کے دل میں اللہ کا خوف ہی نہ ہو اے کسی نصیحت کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ مغفرت اور عمت کے بجائے سزا کے مستحق ہوں گے۔ آگے بتایا جا رہا ہے کہ دونوں طرح کے لوگوں کی عزت اور ذلت کا پورا پورا اظہار زندگی کے دوسرے دور میں ظاہر ہوگا جس کا آغاز موت کے بعد سے ہی ہو جاتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَ

إِنَّا نَحْنُ	نُحْيِي	الْمَوْتَىٰ	وَنَكْتُبُ	مَا قَدَّمُوا	وَآثَارَهُمْ	وَ
ہے شک ہم	زندہ کرتے ہیں	موتے	اور ہم لکھتے ہیں	جو انھوں نے آگے بھجوا (عمل)	اور ان کے اثرات (نانات)	اور
بے شک ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں، ہم ان کے عمل اور ان کے نشانات لکھتے ہیں (جو وہ چھوڑ گئے)						

كُلِّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ ١٣ ۝ وَأَضْرِبْ

كُلِّ	شَيْءٍ	أَحْصَيْنَاهُ	فِي	إِمَامٍ	مُّبِينٍ	۝ ١٣ ۝	وَأَضْرِبْ
ہر	شے	ہم نے اسے شمار کر رکھا ہے	میں	کتاب روشن (روح محفوظ)	اور بیان کریں		
اور ہر شے کو ہم نے لوح محفوظ میں شمار کر رکھا ہے۔ اور ان کے لئے							

لَهُمْ مَثَلًا لِّمَنْ أَضَلَّ الْقَرْيَةَ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ ١٤ ۝

لَهُمْ	مَثَلًا	لِّمَنْ	أَضَلَّ	الْقَرْيَةَ	إِذْ	جَاءَهَا	الْمُرْسَلُونَ
ان کے لئے	مثال (قصہ)	بستی والے	جب	ان کی پاس آئے	رسول (جمع)		
بستی والوں کا قصہ بیان کریں جب ان کے پاس رسول آئے							

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

إِذْ	أَرْسَلْنَا	إِلَيْهِمُ	اثْنَيْنِ	فَكَذَّبُوهُمَا	فَعَزَّزْنَا	بِثَالِثٍ
جب ہم نے بھیجے	ان کی طرف	دو	تو انھوں نے جھٹلایا انھیں	پھر ہم نے تقویت دی	تیسرے سے	
جب ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے تو انھوں نے انہیں جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تقویت دی						

فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ۝ ١٥ ۝

فَقَالُوا	إِنَّا	إِلَيْكُمْ	مُرْسَلُونَ
پس انھوں نے کہا	: بیشک ہم	تمہاری طرف	بھیجے گئے۔
پس انھوں نے کہا بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔			

۱۴) بے شک ہم ہی زندہ کریں گے مردوں کو قبروں سے نکال کر۔

اور ہم لکھتے ہیں لوح محفوظ میں جو کچھ بھلے بڑے عمل انھوں نے دنیا میں کئے تاکہ ان کو اس کا عوض دیا جائے۔ اور ہم لکھتے ہیں ان کے نشانات کو جو نشانات انھوں نے اپنے بعد چھوڑے۔ یعنی اس پر بھی جزا دی جائے گی۔ اور ہر شے کو

۱۳) إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ لِنَبْعَثِ  
وَنَكْتُبُ فِي اللُّحُوفِ النَّحْفُوظِ مَا  
كَانَ مَوْتًا فِي حَيَاتِهِمْ مِنْ خَيْرٍ  
وَسَيِّئٍ لِّيُجَازُوا عَلَيْهِ وَأَنَّا لَهُمْ  
مَا اسْتَرَبَّ بِهِ بَعْدَهُمْ وَكُلِّ

اللہ تعالیٰ نے ظاہر کتاب یعنی لوح محفوظ میں جمع کر رکھا ہے

۱۱۲) وَأَضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ الَّتِي آتَاهَا نوحٌ وَأدريسُ بنو آدمٍ من آلِ نوحٍ  
بیان کر انطاکیہ والوں کا حال جب کہ ان کے پاس جینے کے  
قاصد پیغام لے کر آئے۔

۱۱۳) جبکہ ہم نے انطاکیہ والوں کی طرف دو آدمی بھیجے سوانہوں  
نے ان دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان دونوں کو قوت  
دی تیسرے آدمی سے۔ سوانہوں نے اہل انطاکیہ سے آکر  
کہا کہ بے شہ بہ تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔

شئٍ نَصَبَهُ بِفِعْلِ يُفَسِّرُهُ أَحْصَيْنَاهُ  
ضَبَطْنَاهُ فِي إِمَامٍ مَّبِينٍ ○ كِتَابٌ  
بَيِّنٌ هُوَ التَّوْحِيدُ الْمَحْفُوظُ وَأَضْرِبْ  
۱۱۲) اجْعَلْ لَهُمْ مَثَلًا مَنَعُولٌ أَوَّلٌ  
أَصْحَابَ مَنَعُولٍ مِمَّنِ الْقَرْيَةِ  
إِنطَاكِيَّةَ إِذْ جَاءَهَا إِلَى آخِرِهِ  
بَدَلٌ إِشْرَاقٌ مِنَ أَصْحَابِ الْقَرْيَةِ  
الْمُرْسَلُونَ ○ أَيْ رُسُلِ عَيْشِي  
۱۱۳) إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا  
إِلَى آخِرِهِ بَدَلٌ مِنْ إِذِ الْأُولَى الْفَعْرَزْنَا  
بِالتَّخْفِيفِ وَالشَّدِيدِ قَوْلِنَا الْإِثْنَيْنِ بِثَالِثٍ  
قَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ○

## تشریح

۱۱۲) موت کے بعد زندہ کیا جائے گا اور تمام اعمال موت کے بعد دوسری زندگی یقینی ہے۔ انسان نے دنیا میں جو بھی عمل کئے ہیں آخرت میں ان سے  
مع اپنے نقوش کے سامنے رکھے جائیں گے کا بدلہ دیا جائیگا۔ نیک اور بد جیسے بھی عمل ہیں ان سب کا ریکارڈ تیار ہو رہا ہے اور  
صرف اعمال کا ریکارڈ بلکہ اعمال کے اثرات اور نقوش جو پیچھے چھوڑے ہیں بھی سب حساب میں لکھے جا رہے ہیں۔ مثلاً  
کسی نے اپنی اولاد کو اچھی یا بُری تربیتی اپنے معاشرے میں جو بھلائیاں برپائیں ان سب کا مکمل ریکارڈ اس وقت تک تیار ہوتا  
رہے گا جب تک دنیا میں اس کے اثرات پھیلتے رہیں گے۔ اور پھر حساب کے وقت وہ تمام مکمل ریکارڈ اپنی جزئیات  
اور کرنے والے کی نیت کے ساتھ سامنے رکھ دیا جائے گا اور اس کے مطابق اس کا فیصلہ ہوگا۔

۱۱۳) ایک بستی کا قصہ جہاں پیغمبر بھیجے گئے تھے یہاں ایک بستی کا قصہ بیان کیا جا رہا ہے جہاں اللہ کے رسول بھیجے گئے تھے اور اس  
بستی کے لوگوں نے ہٹ دھرمی اور تعصب و حق کے انکار کی روش اختیار کی جس کی وجہ سے وہ بستی والے انجام بد  
سے دوچار ہوئے۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ جب لوگ حق کے انکار کی روش اختیار کرتے ہیں تو ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔  
جس غرض کے لئے یہ قصہ بیان کیا جا رہا ہے اسے سمجھنے کے لئے بستی کا نام معلوم ہونا اور یہ معلوم ہونا کہ وہ رسول کون تھے  
اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اسی لئے قرآن نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا اور کسی حدیث سے بھی اس بستی کا نام اور  
رسولوں کا نام معلوم نہیں ہوتا بس اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے کہہ رہے ہیں کہ اپنے مخاطبین کو مثال  
کے طور پر اس بستی کا قصہ سناؤ جب کہ اس میں رسول آئے۔

۱۱۴) اس بستی میں پہلے دور رسول اور اس کے بعد اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے پہلے دور رسول بھیجے پھر ان دونوں  
تیسرا رسول بھیجا گیا کی تائید کے لئے اللہ نے تیسرے رسول کو بھیجا اور ایمانوں نے یہی  
کہا کہ ہم خود نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں پروردگار عالم نے تمہاری طرف رسول کی حیثیت سے بھیجا ہے۔

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ

قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ

وہ بولے تم نہیں ہو مگر محض آدمی ہم جیسے اور نہیں اتارا الرحمن (اشرا)

وہ بولے تم محض ہم جیسے آدمی ہو اور نہیں اتارا اشرا نے

مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا كَذِبُونَ ﴿١٥﴾

مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا كَذِبُونَ

کچھ نہیں تم مگر محض جھوٹ بولتے ہو

کچھ بھی، تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

﴿١٥﴾ وہ بولے کہ تم ہم جیسے آدمی ہو

اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا

تم محض جھوٹ بولتے ہو۔

﴿١٥﴾ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا

بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ

الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ

أَنْتُمْ إِلَّا كَذِبُونَ ○

تشریح

﴿١٥﴾ انسانیت، رسول کا کمال — ہدایت  
انسانی کے لئے وحی کی ضرورت

ان رسولوں کو یہ کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا کہ کیوں کہ تم ہمیں جیسے انسان ہو اس لئے خدا کے رسول نہیں ہو سکتے۔

حالانکہ رسول کا کمال ہی یہ ہے کہ وہ انسان ہوتا ہے اور عام انسانوں پر اس کی برتری سمجھنے کے لئے کافی

ہے کہ وہ اللہ کا فرستادہ اور اس کا پیغمبر ہے۔ اس کی جانب سے منصب اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں احساس کی

بھی ضرورت ہے، جو تم نہیں کھا سکتا وہ ایک غم زدہ کی پوری تسلی بھی نہیں کر سکتا۔ جو بھوک سے آزاد ہے وہ ایک

بھوکے کے ساتھ صحیح دل بوزی کرنا بھی نہیں جانتا، اور جو فطرت انسانی کی کمزوریوں سے آشنا نہیں وہ ان کمزوریوں پر غماز

بھی نہیں کر سکتا۔ اسی لئے قرآن نے جا بجا بعثت کے ساتھ رسول کا انسان ہونا ایک مستقل انعام قرار دیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

یہاں امتنان و احسان کے موقع پر مغللہ اور باتوں کے عین امور کو بالخصوص نمایاں کیا گیا ہے۔ بعثت رسول، پھر

اس انعام کے لئے سرزمین عرب کا انتخاب، اور رب سے بڑھ کر اس رسول کا انسان ہونا۔ حضرت خلیل نے جب بنی اسرائیل

میں ایک نبی کے لئے دعا فرمائی تو انھوں نے بھی اس اہم نکتہ کو فراموش نہیں کیا اور اپنی دعا میں فرمایا۔

رَبَّنَا وَإِنَّا بِمَا رَزَقْتَنَا لَكَ كَاثِرُونَ

(اے ہمارے رب ان میں رسول بھیج جو انہیں میں سے ہو —)

پھر جب اس دعائے مستجاب کے ظہور کا وقت آیا تو دعائے خلیل میں لفظ ”مِسْمَرٌ“ کی استجابتہ کو مزید تاکید کے ساتھ لفظ ”مِنْ أَنْفُسِهِمْ“ سے ذکر کیا گیا۔ اَفَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ یعنی اس رسول کو ان لوگوں میں۔ تو بھیجا ہی تھا مگر ان میں بھی جس سے انھیں قریب سے قریب تر علاقہ ہو سکتا تھا ان میں بھیجا۔ انسانوں میں عرب، عربوں میں قریشی، اور قریش میں ہاشمی بنایا۔ مگر ان چند در چند خصوصیات کے باوجود وہ پھر ایک انسان ہی رہا۔ یہی وہ عقیدہ تھا جو ابتداء میں اولادِ آدم کو بتا دیا تھا۔

يَا بَنِي آدَمَ مَا يَنْبَغِي لَكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ الْكِتَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (الاعراف - آیت ۳۵)

(اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تم ہی میں کے رسول آئیں جو تمہارے سامنے ہماری آیات پڑھ پڑھ کر سنائیں تو جو تقویٰ کی راہ اختیار کرے اور نیک رہے تو ان پر نہ کوئی خوف دہراں اور نہ کوئی غم۔)

آیت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم کی ابتداء میں جن باتوں کی اولادِ آدم کو بنیادی طور پر تعلیم دی گئی تھی ان میں ایک بعثتِ رسول دوم رسولوں کے انسان ہونے کا عقیدہ تھا اسی عقیدہ کے مطابق دنیا میں خدا کے بہت سے رسول آئے جن کی صحیح تعداد خدا ہی کو معلوم ہے مگر قرآن سے جس قدر اجالا معلوم ہو سکا ہے یہ ہے کہ سب سے پہلے منصب نبوت کے لئے دو انسان منتخب ہوئے تھے پھر افراد اشخاص کے بجائے خاندانوں کا انتخاب کیا گیا۔ اس کے بعد جب خاندانوں نے انحراف اور کفرانِ نعمت شروع کیا تو بنی اسماعیل کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس درمیان میں دنیا کی مقررہ عمر آخر ہونے لگی۔ اور ہر رسولوں کی مقررہ تعداد بھی پوری ہو گئی اس لئے آخری رسول کو بھیج کر اس سلسلہ کو ختم کر دیا گیا اور بساطِ عالم کھینچنے کا اعلان کر دیا گیا۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهُمْ مَبْنِيٌّ بَعْضًا (آل عمران آیت ۳۳)

(اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم کو نوح کو اور خاندانِ ابراہیم اور خاندانِ عمران کو تمام جہان پر جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔)

اس تمام سلسلہ میں جو حضرت آدم سے شروع ہو کر آنحضرت پر ختم ہو جاتا ہے کوئی رسول ایسا نہ تھا جو انسان نہ تھا۔ ایک حضرت عیسیٰ کا معاملہ نصاریٰ کی نظروں میں کچھ شبہ تھا اسی کو ذُرِّيَّةً بَعْضُهُمْ مَبْنِيٌّ بَعْضًا کہہ کر صاف کر دیا گیا ہے یعنی جب وہ بھی انسانوں ہی کی اولاد تھے تو یقیناً ان کو بھی انسان ہونا چاہیے۔

علاوہ اس کے کہ اگر رسول انسان نہ ہوں تو وہ انسانوں کی پوری اصلاح نہیں کر سکتے۔ نسلِ انسانی پر یہ ایک بدنامدارغ ہوتا کہ شرفِ مخلوق کا حاصل و مرہب کسی اور نوع میں پیدا کیا جائے اس لئے خود رسول اور نوعِ رسول اور نوعِ انسانی کا شرف و کمال ہی تھا کہ رسول انسانوں میں سے ایک انسان ہوتا۔

○ انسان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اس کی ذمہ داریاں کیا ہیں اس کا لونا کا اللہ کو سپرد اور کون ہی ایسی باتیں ہیں جو اللہ کو ناپسند ہیں؟ ان سوالات کے جوابات کے لئے جو علم کا ذریعہ ہے اس کا نام وحی ہے۔ انسان کی ہدایت کے لئے وحی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ وحی اس غیبی ذریعہ علم کلام ہے جو صرف انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ اللہ تم اپنا کلام اپنے کسی منتخب بندے اور رسول تک پہنچاتے ہیں اور پھر رسول کے ذریعے وہ بات تمام انسانوں تک پہنچتی ہے۔ وحی دراصل پروردگار عالم اور اس کے بندوں کے درمیان ایک مقدس تعلیمی رشتہ ہے اور اس کا مشاہدہ انبیاء کرام پر ہوتا ہے۔ پھر حال انسان کی ہدایت کے لئے وحی ایک ایسا علم کا ذریعہ ہے جس کے بغیر انسان نہ اپنی زندگی کا مقصد معلوم کر سکتا ہے اور نہ اس کو راہِ ہدایت حاصل ہو سکتی ہے لیکن ہر زمانے میں ایسے لوگ رہے ہیں جنہوں نے اس حقیقت کو جھٹلایا ہے کہ وحی کوئی ذریعہ علم نہیں ہے۔

قَالُوا رَبَّنَا عَلِّمْنَا لَنَا لِمَ سَأَلْنَا وَإِنَّا لَنُحْسِبُكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَّمْنَا إِلَّا الْبَلَاغَ

قَالُوا رَبَّنَا	يَعْلَمُ	إِنَّا	الْيَوْمَ	لَمُرْسَلُونَ	وَمَا	عَلَّمْنَا	إِلَّا	الْبَلَاغَ
اے ہمارے رب!	تو جانتا ہے	ہم	آج	تہاں	کہ	تو نے	ہم کو	صرف

انہوں نے کہا ہمارے رب! تو جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ اور ہم تمہارا (مذہب) نہیں مانتے مگر (صرف) اس بات

الْمُبِينِ ﴿١٧﴾ قَالُوا إِنَّا نَطِيرُنَا بِكُمْ لَعْنًا لَمْ تَنْتَهُمُوا لَنُرْجِمَنَّكُمْ

الْمُبِينِ	قَالُوا	إِنَّا	نَطِيرُنَا	بِكُمْ	لَعْنًا	لَمْ	تَنْتَهُمُوا	لَنُرْجِمَنَّكُمْ
الذکر	کہتے ہیں	ہم	آپ کو	اپنی	لعنت	تو نے	ہم کو	پتھر سے

سزا دینا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تم کو پتھر سے پتھر کیا ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں پتھر سے پتھر کریں گے

وَلَيْسَتَكُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَئِذَا

وَلَيْسَتَكُمْ	مِنَّا	عَذَابٌ	أَلِيمٌ	قَالُوا	طَائِرُكُمْ	مَعَكُمْ	أَئِذَا
اپنی	سزا	ہم سے	ہرگز	کہتے ہیں	تمہاری	سزا	ہم سے

اور تمہیں ہم سے دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔ انہوں نے کہا تمہاری سزا تمہارے ساتھ ہے۔ کیا تم اس کو سزا

ذُكِرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ﴿١٩﴾

ذُكِرْتُمْ	بَلْ	أَنْتُمْ	قَوْمٌ	مُّسْرِفُونَ
تم	بھیجے گئے	تم	لوگ	بے پرواہ

مجھے ہوا کہ تم بھجائے گئے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔

﴿١٦﴾ قَالُوا رَبَّنَا عَلِّمْنَا لَنَا لِمَ سَأَلْنَا وَإِنَّا لَنُحْسِبُكُمْ لَمُرْسَلُونَ

﴿١٧﴾ وَمَا عَلَّمْنَا لَنَا لِمَ سَأَلْنَا وَإِنَّا لَنُحْسِبُكُمْ لَمُرْسَلُونَ

﴿١٨﴾ قَالُوا إِنَّا نَطِيرُنَا بِكُمْ لَعْنًا لَمْ تَنْتَهُمُوا لَنُرْجِمَنَّكُمْ

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٩﴾

﴿١٦﴾ وہ عینوں عینی کے بھیجے ہوئے بولے کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم نے

﴿١٧﴾ ہے یہ الفاظ قائم مقام قسم کے ہیں اور چونکہ اہل انطاکیہ نے

﴿١٨﴾ اور ہمارا کام صرف ظاہر پہنچا دینا ہے کھل ہوئی ویلیوں اور مجوس اور

﴿١٩﴾ بیار کو قتل کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا۔ اہل انطاکیہ نے کہا کہ تم کو تمہیں

بھیجے ہیں کہ تمہاری وجہ سے ہم سے بارش رک گئی۔ البتہ اگر تم اپنی باتوں

سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم سے پتھر کریں گے اور ہماری جانب سے

تم پر سخت عذاب دردناک پہنچے گا۔

۱۹) یعنی تم کو رسول کہا تمہاری نخواست تمہارے ساتھ ہے کیا اس سبب سے کہ تم نے تم کو نصیب کی تم کو منحوس سمجھتا ہوا کوہ کرتے ہو یعنی یہ امر تمہارے لئے سنت خرابی کا باعث ہے۔

۱۹) قَالُوا أَطِئُوا لَكُمْ فَمَا تَرْكُمُ مَعَكُمْ أَسِنَّ  
هَمْزَةً اسْتَقْبَاهُمْ دَخَلَتْ عَلَىٰ إِنْ الشَّرْطِيَّةِ  
وَفِي هَمْزَتَيْهَا التَّحْقِيقُ وَالسَّهِيلُ وَإِذْ خَالَ  
أَلْفَ بَيْتَهَا بَوَّجْهَيْهَا وَبَيْنَ الْأَخْرَىٰ ذَكَرْتُمْ  
رُغْظَكُمْ وَخُوفَكُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ عِنْدَ مَنْ أَمَى  
تَكْبَرْتُمْ وَكَفَرْتُمْ وَهُوَ مَعْلُومٌ إِلَّا اسْتَقْبَاهُمْ وَالْمَرَادُ  
بِهِ التَّوْبِيخُ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشْرِكُونَ ○

بلکہ تم لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہو کہ مشرک میں گرفتار ہو۔

مُعَاوِزُونَ الْحَدَّ لِيُزَكِّكُمْ

تشریح

۱۹) رسول نے اپنی صداقت کا یقین دلایا اور رسولوں نے یقین دلایا کہ تم صحیح کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اگر تم جھوٹ بولتے تو اللہ کو تو معلوم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور دیکھ رہا ہے کیا وہ جھوٹوں کی تصدیق کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہیں اور تم کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے ہیں۔

۱۶) ہمارا کام پہنچا دینا ہے | رسولوں نے کہا کہ ہماری ذمہ داری اتنی ہی ہے کہ تم اللہ کا پیغام کھول کھول کر صاف صاف طریقے پر معقول اور دلنشین انداز میں تمہیں پہنچا دیں اگر تم نہیں مانو گے تو اپنے انکار کے تم خود ہی ذمہ دار ہو۔ تم پر رسول نے پہنچانے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

۱۸) بستی والوں کا جواب تم تو تمہیں اپنے لئے منجھی سمجھتے ہیں | رسولوں کی دعوت کے جواب میں بجلے اس کے کہ وہ ان کی بات پر توجہ کرتے اور نجدگی کے ساتھ غور کرتے اٹھائوں نے جواب دیا کہ تم تو تمہیں اپنے لئے قال بد اور منحوس سمجھتے ہیں جب سے تم آئے ہو کوئی نہ کوئی آفت ہمارے ساتھ لگی رہتی ہے اگر تم اپنی نصیحتوں سے باز نہیں آؤ گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں بڑی دردناک سزا دیکر نکالیں گے حق سے انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ بجائے سچائی کو ماننے سے انصاف و صداقت کی دعوت دینے والوں کو اپنے لئے منحوس سمجھتے رہے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو بھی پریشانی آتی ہے وہ انہی لوگوں کی وجہ سے آتی ہے۔ نبی کے بارے میں آپ کو جھٹلانے والے کہتے تھے: وَإِنْ تُحِبُّهُمْ فَسَيَبْغُوا يُصْبِتُوا هَذَا مِنْ عِنْدِكَ (سورہ نسا آیت ۲۷) (اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تمہاری بدولت ہے) یہی روایت فرعونوں کا بھی تھا وہ کہتے تھے: فَإِذَا جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنْ نَأْتِيَهَا وَإِنْ تَصْبِهَتْمْ سَيَبْغُوا يُصْبِتُوا وَمَنْ مَعَهُ (الاعراف آیت ۱۳۱)

(جب ان پر اچھی حالت آتی تو کہتے یہ ہماری خوش نصیبی ہے اور اگر کوئی مصیبت ان پر آ پڑتی تو اسے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نخواست قرار دیتے)

۱۹) نخواست کوئی چیز نہیں ہے حق و باطل کے فیصلے دلیل سے ہوتے ہیں | حق کا انکار کرنے والوں نے جب رسولوں پر الزام دھرنے شروع کئے تم ہمارے لئے منحوس ہو جب سے آئے ہو کوئی نہ کوئی آفت چھپے لگی رہتی ہے تو رسولوں نے ایک معقول جواب دیا کہ نخواست کوئی چیز نہیں ہے بھلائی اور برائی خود اپنے کرتوتوں کا پھل ہے۔ جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرمایا:۔

وَكُلُّ إِنْسَانٍ لِّلزَّمَانَةِ ظَنُورُهُ فِي عُنُقِهِ (آیت ۱۳۱)

(ہر شخص کا پروانہ غیر و شریم نے اس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے۔)

حق و باطل کے فیصلے حق پسندی، صداقت شعاری اور دلیلوں سے ہوتے ہیں نہ کہ اوہام و خرافات سے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو بھلائی سے بھاگنا چاہتے ہو اور گمراہی میں مبتلا رہنا چاہتے ہو۔ اس لئے تم نخواست وغیرہ کی باتیں کرتے ہو۔ درنہ کوئی کسی کے لئے منحوس نہیں ہوتا۔ انسان کے اپنے اعمال ہی کی نخواست ہوتی ہے جس میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى قَالَ

وَجَاءَ	مِنْ	أَقْصَى	الْمَدِينَةِ	رَجُلٌ	يَسْعَى	قَالَ
اور آیا	سے	پڑلاہرا	شہر	ایک آدمی	دوڑتا ہوا	اس نے کہا

اور شہر کے پڑلے سرے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا۔

يَقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ۚ اتَّبِعُوا مَنْ لَا

يَقَوْمِ	اتَّبِعُوا	الْمُرْسَلِينَ	اتَّبِعُوا	مَنْ	لَا
اے میری قوم	تم پیروی کرو	رسول (جمع)	تم پیروی کرو	جو	نہیں

اے میری قوم! تم رسولوں کی پیروی کرو تم ان کی پیروی کرو جو تم سے

يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مَهْتَدُونَ ۚ ۲۱

يَسْئَلُكُمْ	أَجْرًا	وَهُمْ	مَهْتَدُونَ
تم سے مانگتے	کوئی اجر	اور وہ	ہدایت یافتہ

کوئی اجر نہیں مانگتے، اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

۲۰ اور حبیب نجار جو انطاکیہ کے پڑلے کنارے پر رہتا تھا اور عیسیٰ کے رسولوں پر ایمان لایا تھا جب اس نے سنا کہ انطاکیہ والوں نے ان رسولوں کو جھٹلایا تو وہ وہاں سے دوڑتا ہوا آیا۔

۲۰ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ وَهُوَ حَبِيبُ النَّجَّارِ كَانَتْ وَتَدُ امْتِنَ بِالرُّسُلِ وَمَنْزِلَهُ بِأَقْصَى الْبَلَدِ يَسْعَى يَشْتَدُّ عَدُوًّا لِمَا سَمِعَ بِشَكْذِيبِ الْقَوْمِ الرُّسُلِ قَالَ يَقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ۚ

۲۱ اگر کہنے لگا کہ اے میری قوم عیسیٰ کے رسولوں کی پیروی کرو۔ اطاعت کرو ان لوگوں کی جو احکام الہی پہنچانے پر تم سے مزدوری نہیں مانگتے۔ اور وہ ہدایت پر ہیں۔

۲۱ اتَّبِعُوا مَا كَيْدٌ بِلَادٍ مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا عَلَى رِسَالَتِهِ وَهُمْ مَهْتَدُونَ فَقِيلَ لَهُ أَنْتَ عَلَى دِينِهِمْ فَقَالَ

سو اس پر اس سے اس کی قوم نے کہا۔

تشریح

۲۰ رسولوں کی پیروی میں بھلائی ہے | ایک طرف رسولوں کو جھٹلایا جا رہا تھا ان کی دعوت کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں



مگر اسی مخالفانہ ماحول میں رسولوں کی دعوت کی صداقت اندر اندر اپنا اثر دکھا رہی تھی اور لوگوں کے دلوں میں گہر کر رہی تھی۔ شہر کے دور دراز گوشے سے ایک بندہ حق کی صدا بلند ہوئی کہ اے لوگو رسولوں کی پیروی کرو، کیوں کہ انسان کے لئے اللہ کی اطاعت اس کی فرماں برداری اور پروردگار کی مرضی معلوم کرنے کا قابل اعتماد ذریعہ صرف اس کے رسول ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَهُوَ مَطِيعٌ لِلَّهِ (نساء آیت ۸۰)

(جو رسول کا کہنا مانے اس نے خدا ہی کا کہنا مانا۔)

رسول کی حکم برداری حقیقت میں اللہ کی حکم برداری ہوتی ہے۔ رسول کی اطاعت اور محبت کے بغیر اللہ کی اطاعت اور محبت کا کوئی اور راستہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے اس بندہ حق نے لوگوں سے کہا کہ رسولوں کی پیروی کرو اور رسولوں کی صداقت کا معیار بھی ساتھ ہی بیان کر دیا۔

(۲۱) رسول کی صداقت کا معیار | اس شخص نے کہا کہ رسولوں کی صداقت کے جانچنے کا ایک معیار تو یہ ہے کہ ان کے قول اور فعل میں

تضاد نہیں ہوتا۔ یعنی جو کچھ کہتے ہیں خود اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں اس لئے رسولوں کی ہستی علی نمونہ ہوتی ہے۔

دوسرا ان کی صداقت کا معیار یہ ہے کہ وہ بے غرض ہوتے ہیں، ان کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا۔ تیسرے یہ کہ وہ ہدایت یافتہ اور راہِ راست پر ہوتے ہیں۔ جب یہ تینوں باتیں ان میں پائی جاتی ہیں تو کوئی معقول انسان ان کی بات کو رد کرے تو کس بنیاد پر۔ ! ۹۔

وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۲﴾

وَمَا لِي	لَا أَعْبُدُ	الَّذِي	فَطَرَنِي	وَإِلَيْهِ	تُرْجَعُونَ
اور کیا ہوا مجھے	میں عبادت کروں	وہ جس نے	پیدا کیا مجھے	اور اسی کی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے

اور مجھے کیا ہوا (میرے پاس کیا مقرر ہے) کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

ءَاتَّخِذْ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا إِنْ يُرِيدِنَ الرَّحْمَنُ

ءَاتَّخِذْ	مِنْ	دُونِهِ	إِلَهًا	إِنْ	يُرِيدِنَ	الرَّحْمَنُ
کیا میں بنا لوں	اس کے سوا	ایسے معبود	اگر	وہ چاہے	رحمن - اللہ	

کیا میں اس کے سوا ایسے معبود بنا لوں؟ اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا

بِضُرٍّ لَا تَعْنِي عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا

بِضُرٍّ	لَا تَعْنِي	عَنِّي	شَفَاعَتُهُمْ	شَيْئًا	وَلَا
کوئی نقصان	نہ کام آئے	میرے	ان کی سفارش	کچھ بھی	اور نہ

چاہے تو ان کی سفارش میرے کام نہ آئے کچھ بھی، اور نہ وہ

يُنْقِذُونَ ﴿۲۳﴾ إِنْ إِذَا لَفِي ضَلِيلٍ مُّبِينٍ ﴿۲۴﴾

يُنْقِذُونَ	إِنْ	إِذَا	لَفِي	ضَلِيلٍ	مُّبِينٍ
چھڑا سکیں وہ مجھے	بے شک	میں	البتہ گمراہی میں	کھلی	کھلی

بے چھڑا سکیں۔ بے شک اُس وقت میں کھلی گمراہی میں ہوں گا۔

إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿۲۵﴾

إِنِّي	آمَنْتُ	بِرَبِّكُمْ	فَاسْمَعُونِ
بے شک میں	ایمان لایا	تمہارے پروردگار پر	پس تم میری سنو

بے شک میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا پس تم میری سنو

﴿۲۲﴾ وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي

عَلَّمَنِي أَمِّي لَا مَا نَعِيَ مِنْ عِبَادَتِهِ الْمَوْجُودِ  
مُقْتَضِيهَا وَأَمْتُمْ كَذَا لِلَّهِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۲﴾  
بَعْدَ الْمَوْتِ فَيُجَازِيكُمْ كَعِبَادَتِكُمْ

﴿۲۳﴾ أَلَا تَتَّخِذُ فِي الْهَمَزَيْنِ مِنْهُ مَا تَتَّخِذُ

﴿۲۲﴾

وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ الخ

اور میں کیوں نہ عبادت کروں اس ذات کی جس نے مجھ کو پیدا کیا اور اسی کی طرف تم لوٹو گے مرنے کے بعد سب وہ تم کو اور تمہارے مواب کو بدلہ دے گا یعنی میرے اس کی عبادت کو

﴿۲۳﴾

کیا میں اللہ کے سوا بتوں کو معبود بناؤں۔

اور نہ وہ بے چھڑا سکیں۔ بے شک اُس وقت میں کھلی گمراہی میں ہوں گا۔

فِي أَنْذَرْتَهُمْ ذُرُوعًا وَنَارًا كَيْفَ  
 التَّنْفِيهِ مِنْ دُونِهِ أَيْ غَيْرِ اللَّهِ  
 أَصْنَامًا إِنَّ يَتُودِنَ الرَّحْمَنُ بِصِرِّ  
 لَا تَغْنِي عَنِّي شَفَاعَتُكُمْ أَلَسْتَبِي  
 زَعَمْتُمْ مَوْهَا شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُكُمْ  
 صِفَةُ اللَّهِ

اگر حزن چاہے کہ مجھ کو نقصان پہنچا دے تو تمہاری سفارش  
 جن کو تم معبود سمجھتے ہو مجھ کو کچھ نفع نہیں پہنچا سکے اور وہ  
 مجھ کو چھوڑا سکیں۔

۲۳) اِنِّى اِذَا رَانَ عِبْدَتُ غَيْرِ اللَّهِ لَتُنْفِي

۲۴) بے شبہ اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کروں میں

ضَلَّلِي مَبِينِي بَيْنِي

ظاہر بے راہی پر ہوں۔

۲۵) اِنِّى اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاَسْمَعُوْنِ

۲۵) بے شک میں ایمان لایا تمہارے رب پر پس میں لو تم میرے

اٰى اَسْمَعُوْا قَوْلِىْ فَرَجِمُوْا مَا فَعَلْتُمْ

کلام۔ میں کہ اس کی قوم نے اسے سنگسار کیا سو وہ مر گیا۔

### تشریح

۲۲) خالق کی بندگی عقل و فطرت کے مطابق ہے | اللہ تعالیٰ ہم سب کے خالق اور پیدا کرنے والے ہیں۔ اور جب وہ ہمارے خالق ہیں تو ہمارے  
 سب کو اسی کے پاس جانا ہے۔ | معبود بھی وہی ہیں۔ اپنے خالق کی بندگی کرنا یہ عقل کا اور فطرت کا تقاضہ ہے۔ آخر ہم اس

کے بندے بن کر کیوں نہ رہیں۔ جس کے ہم بندے ہیں۔ اور ان کے بندے کیوں بنیں جن کے ہم بندے نہیں ہیں۔ پھر  
 یہ کہ وہ خالق اور معبود ایسا ہے کہ سب کو مرنے کے بعد لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے۔ اب جس کے پاس جانا ہے اُس سے  
 منہ موڑ کر کون سی بھلائی حاصل ہو سکتی ہے۔

۲۳) غیر اللہ کی بندگی کیوں کی جائے جب کہ ان کو نہ کوئی اختیار | اللہ تعالیٰ ہمارے خالق ہیں اور وہی عبادت کے مستحق ہیں۔ ان کو چھوڑ کر جو کہ اپنی  
 اور نہ ان کی سفارش کام آ سکتی ہے!

کائنات کی ایک چیز بلکہ کائنات ہے۔ ایسی ہستی کو چھوڑ کر بھلا دوسروں کی بندگی کیوں کی جائے جو نہ صاحب اختیار  
 ہیں نہ نقصان سے بچا سکتی ہیں نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کی سفارش کام آ سکتی ہے۔ تو یہ کون سی عقلی  
 ہے کہ ایک با اختیار خالق مہربان کو چھوڑ کر ان کے آگے جھکا جائے جو خود بے اختیار ہیں اور اپنے وجود کے لئے  
 اللہ کے محتاج ہیں

۲۴) غیر اللہ کو معبود بنا کر کھلی گمراہی ہوگی | اگر یہ سب کچھ جان کر کہ اللہ ہی ہمارا پیدا کرنے والا ہے وہی حقیقت میں بندگی کے لائق  
 ہے اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے پھر بھی میں اگر اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا معبود بناؤں تو میں  
 کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔

۲۵) صداقت شعار انسان کی جرأت ایمانی | یہ تمام دل پذیر صاف صاف اور واضح دلیلیں دے کر سمجھانے کے بعد اس صداقت شعار  
 انسان نے مجمع عام میں اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ سنو میں تو تمہارے رب پر جو میرا بھی رب ہے ایمان لے آیا  
 میں اس خدائے واحد کو اپنا رب مان کر جو سب کا رب ہے اس پر ایمان لانے کا اعلان کرتا ہوں۔ تم بھی میری بات مان  
 لو۔ یہ ایک مومن کی قوت ایمانی تھی اس کا یہ حوصلہ اور جرأت تھی کہ اس نے کھلے مجمع میں پوری دلیل کے ساتھ بولوں  
 کی صداقت اور خدائے واحد پر ایمان کا اعلان کیا تاکہ رسول بھی اس کے ایمان کے گواہ ہو جائیں اور دوسرے  
 لوگ بھی اپنے ایمان کے اظہار کا حوصلہ کر سکیں۔

قَبِيلٍ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۗ قَالَ يَلِيَّتَ قَوْمِي يَعْكُبُونَ ﴿۳۶﴾ بِمَا

قَبِيلٍ	ادْخُلِ	الْجَنَّةَ	وَقَالَ	يَلِيَّتَ	قَوْمِي	يَعْكُبُونَ	بِمَا
ارٹاد ہوا	تو داخل ہوا	جنت	اس نے کہا	اے کاش	میری قوم	جانتی	اس بات کو

(اس شہید کو) ارٹاد ہوا تو جنت میں داخل ہوا، اس نے کہا اے کاش میری قوم جانتی اس بات کو کہ

عَفَرْتُ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

عَفَرْتُ	لِي	رَبِّي	وَجَعَلَنِي	مِنَ	الْكَافِرِيْنَ
اس نے بخش دیا مجھے	میرا رب	اور اس نے کہا مجھے	سے	نوازے ہوئے لوگ	مجھے

مجھے بخش دیا میرے رب نے اور اس نے مجھے (اپنے) نوازے ہوئے لوگوں میں سے کیا۔

﴿۳۶﴾ بعد مرنے کے اس کو حکم ہوا کہ داخل ہوا تو جنت میں (بعض علماء

نے فرمایا کہ وہ زندہ جنت میں داخل ہوا۔ وہ بولا اے کاش میری

قوم جان لیتی

﴿۳۷﴾ اللہ کی بخشش کو جو مجھ پر ہوئی اور اس نے جو کچھ مجھ پر اکرام

کیا۔

﴿۳۶﴾ قَبِيلٍ لَّهُ عِنْدَ مَوْلَاهِ ادْخُلِ

الْجَنَّةَ ۗ وَقَبِيلٌ دَخَلَهَا حَيًّا قَالَ يَا

حَنُوفَ تَنْبِيْهِ لِيَّتَ قَوْمِي يَعْكُبُونَ ۝

﴿۳۷﴾ بِمَا عَفَرْتُ لِي رَبِّيْ وَجَعَلَنِي

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

تشریح

﴿۳۶﴾ اس حق پسندانان کی شہادت اور جنت کی بشارت اس کی جرات ایمانی کے جواب میں، بجائے اس کی دعوت حق کو قبول کرنے کے بڑی

بے دردی کے ساتھ اس کو قتل کر دیا گیا۔ اور ہر اس کی شہادت ہوئی اور ہر جنت کی بشارت دے دی گئی۔ اس نے کہا

کاش میری قوم کو میرا حال معلوم ہو سکتا۔

﴿۳۷﴾ میری قوم کو معلوم ہوتا کہ کس چیز کی بدولت میری مغفرت ہوئی کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت

فرمادی اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرمایا۔ کاش میری قوم میرا حال اور اللہ کے انعام و اکرام کا علم حاصل کر سکتی اور اس کو

ایمان کی قدر و قیمت معلوم ہوتی۔ قوم کے تعلق سے اس کی بہتر پ اور یہ خواہش کہ کاش ان کو اللہ کے یہاں میری منزلت کا پڑ

لگتا، اس شخص کے بلند اخلاق اور اس کے عظیم کردار کو ظاہر کرتی ہے کہ اپنے قاتلوں کے خلاف بجائے جذبہ انتقام کے

اب بھی اس کے دل میں ان کی خیر خواہی کا جذبہ تھا کہ کاش وہ میری زندگی سے نہ سہی میری موت سے ہی سبق لے کر راہ ہدایت

اختیار کر لیں۔ اس شخص کی تعریف کرتے ہوئے حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ: نَصَحَ قَوْمَهُ حَيًّا وَبَيِّنًا

(جیسے جی بھی اس شخص خیر خواہی کی اور مر کر بھی)

یہ واقعہ دراصل اس طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس شخص کی طرح عموماً اور ان کے ساتھی تمہارے سچے خیر خواہ ہیں اور

تمہارے ساتھ ان کی لڑائی کسی ذاتی دشمنی کی وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری گمراہی سے ہے کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ موت کے بعد عالم برزخ میں روح زندہ رہتی ہے اس کے احساسات اور

جذبات اسی طرح باقی رہتے ہیں چنانچہ مرنے کے بعد بھی اس شخص کو قوم کی خیر خواہی کی فکر رہی۔

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ

وَمَا أَنْزَلْنَا	عَلَىٰ	قَوْمِهِ	مِنْ بَعْدِهِ	مِنْ جُنْدٍ	مِّنَ
اور نہیں اتارا ہم نے	پر	اس کی قوم	اس کے بعد	کوئی لشکر	سے

اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر (فرشتوں کا) کوئی لشکر نہیں اتارا آسمان

السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ كَانَتْ إِلَّا

السَّمَاءِ	وَمَا كُنَّا	مُنْزِلِينَ	إِنَّ كَانَتْ	إِلَّا
آسمان	اور نہ تھے ہم	اتارنے والے	نہ تھی	مگر

سے ، اور ہم اتارنے والے ہی نہ تھے (ان کی سزا) نہ تھی مگر

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خُمُودٌ ﴿٢٩﴾

صَيْحَةً	وَاحِدَةً	فَإِذَا	هُمُ	خُمُودٌ
چنگھاڑ	ایک	پس اچانک	وہ	بجھ کر رہ گئے

ایک چنگھاڑ ، پس وہ اچانک بجھ کر رہ گئے

﴿٢٨﴾ اور ہم نے یہ نہیں کیا کہ جیب نمار کے مرنے کے بعد اس کی قوم کے ہلاک کرنے کو آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتارا ہو۔

اور نہ ہم کسی کے ہلاک کرنے کو فرشتے اتارتے ہیں۔

﴿٢٩﴾ ان کا عذاب اور ہلاکی صرف ایک سخت آواز سے ہوئی یعنی جبریل نے ایک سخت آواز کی جس سے وہ سب خاموش رہ گئے۔ اور مر گئے۔

﴿٢٨﴾ وَمَا سَأَلْنَاهُ أَنْزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ

أَن يَجِئَ مِنْ بَعْدِهِ بِجُنْدٍ مِّنَ

السَّمَاءِ أَوْ

مَلَائِكَةٍ لَّا هُمْ لَكُمْ وَمَا كُنَّا

مُنْزِلِينَ ۝ مَلَائِكَةً لَّا هُمْ لَكُمْ أَحَدٌ

إِنَّ مَا كَانَتْ عَقُوبَتُهُمْ إِلَّا صَيْحَةً

وَاحِدَةً صَاحٍ بِهِمْ جِبْرِيلُ فَإِذَا

هُمُ خَامِدُونَ ۝ سَأَلْتُونِ

مِنْ تُونِ

### تشریح

﴿٢٨﴾ ان کے کہ تو ان کی سزا کے لئے آسمان سے کسی لشکر کے اتارنے کی کوئی ضرورت نہ تھی | اس قوم کی یہ حرکتیں ، انبیاء کی تکذیب ، حق کی مخالفت ، اپنی طاقت پر ان کا گھمنڈ

کوئی لشکر اتارنے کی ضرورت نہ تھی اور ہم بلا ضرورت کے ایسا کرتے بھی نہیں۔ ان پر عذاب کے لئے اتنی ہی بات کافی تھی کہ

پس ایک چنگھاڑ اور سب بجھ گئے | ان پر عذاب کے لئے اتنی ہی بات کافی تھی کہ فرشتے کی ایک چیخ ایک چنگھاڑ اور ایک دھماکہ اور سب کچھ ختم ، عذاب

کی ایک ہی چوٹ نے سب کو ٹنڈا کر دیا اور سب بجھ کر رہ گئے۔

يُحْسِرَةٌ عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا

يُحْسِرَةٌ	عَلَى	الْعِبَادِ	مَا يَأْتِيهِمْ	مِنْ رَسُولٍ	إِلَّا
اے دائے	پر	بندوں	نہیں آیا ان کے پاس	کوئی رسول	مگر
اے دائے! بندوں پر کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ					

كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۰﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمَا أَهْلَكْنَا

كَانُوا	بِهِ	يَسْتَهْزِءُونَ	أَلَمْ يَرَوْا	كَمَا	أَهْلَكْنَا
وہ تھے	اس سے	ہنسی اڑاتے	کیا انہوں نے نہیں دیکھا	کتنی	ہلاک کیں ہم نے
اس کی ہنسی اڑاتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا ہم نے ان سے قبل					

قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۳۱﴾

قَبْلَهُمْ	مِنَ الْقُرُونِ	أَنَّهُمْ	إِلَيْهِمْ	لَا يَرْجِعُونَ
ان سے قبل	بستیاں	کہ وہ	ان کی طرف	لوٹ کر نہیں آئیں گے
کتنی بستیاں ہلاک کیں کہ وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔				

وَأِنْ كُلٌّ لِّمَا جَمِيعٌ لِّدَيْنِنَا مُحْضَرُونَ ﴿۳۲﴾

وَأِنْ	كُلٌّ	لِّمَا	جَمِيعٌ	لِّدَيْنِنَا	مُحْضَرُونَ
اور نہیں	سب	مگر	سب کے	ہمارے روبرو	حاضر کئے جائیں گے۔
اور کوئی ایسا نہیں مگر سب کے سب ہمارے روبرو حاضر کئے جائیں گے۔					

﴿۳۰﴾ اے حسرت بندوں پر۔ یعنی ان کافروں پر

کی مثل میں جنہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا  
وہ سب ہلاک ہو گئے

انہوں اور حسرت کا وقت ہے کہ جب کے  
پاس کوئی پیغمبر آیا انہوں سے ساتھ  
استہزار کیا جو باعث ان کے ذمے کا  
ہوا جس کی وجہ سے ان کی حسرت  
اور انہوں کے ہے۔

﴿۳۰﴾ يُحْسِرَةٌ عَلَى الْعِبَادِ لَهَوْلَاءِ

وَنَحْوَهُمْ مِمَّنْ كَذَبُوا  
الرُّسُلَ وَتَأْتِيكَمْ آذَانُ  
شِدَّةٍ تَأْتِيكُمْ وَبَأْسٌ  
مَجَازٍ أَمْ هَذَا أَوْ أَمَّا  
تَأْتِيهِمْ مِنْ  
رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ  
يَسْتَهْزِءُونَ  
مَسْوُونَ لِبَيِّنَاتٍ سَبَّحْنَا بِهَا  
عَلَى اسْتَهْزَائِهِمُ الْمُتَكْوِّرِينَ  
إِلَى إِهْلَاكِهِمُ الْمُنْتَبِئِينَ

الْحَسْرَةُ

۲۱) اَلَمْ يَكْرِؤْا اٰی اَهْلِ مَكَّةَ  
اَلْفَتَاوِلُوْنَ لِلنَّبِیِّ لَسْتَ  
مُرْسَلًا وَاِلا سْتَفْتٰهُمْ لِلْقُرْآنِ  
اٰی عَلِمُوْا كَمْ خَبْرٍ بِهٖ بِمَعْنٰی  
كَثِیْرٌ مَّعْمُوْلَةٌ لِّمَا بَعْدَ هَا مَعْلَقَةٌ  
لِّمَا قَبْلَهَا عَنِ الْعَمَلِ الْبَعْنٰی  
اِنَّا اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ كَثِیْرًا  
مِّنَ الْقُرُوْنِ الْاُمَمِ اٰتَمُّ  
اٰی الْمُهْلِكِیْنَ اِلَيْهِمْ اٰی الْمَكِیْنِ  
لَا یُرْجِعُوْنَ ۝ اَفَلَا یَعْتَدُوْنَ بِهٖمْ  
فَاَتَمُّوا اِلٰی اٰخِرِهٖ بِدَلِّ مِمَّا قَبْلُهَا بِرِعايَةِ  
الْمَعْنٰی الْمَذْكُوْرِ

۳۱) کیا کہ والے نہیں جانتے جو پیغمبر کو کہتے ہیں کہ تو پیغمبر نہیں۔

یعنی وہ جانتے ہیں کہ ہم نے بہت سی امتوں کو ہلاک کیا کہ بالیقین وہ لوگ جو ہلاک ہوئے مکہ والوں کی طرف سے نہیں آسکتے۔

موسیٰ یہ مکہ والے ان کے حال سے عبرت نہیں پکڑتے۔

۳۲) اور بالضرور تمام مخلوق ہمارے پاس حساب کے واسطے حاضر کی جاوے گی۔

۳۲) وَاِن نَّافِیَةٌ اَوْ مُخَفِّفَةٌ كُلُّ اٰی كَلِّ الْفَلَاخِی  
مُبْتَدَاً لِّمَا یَا لَشَدِیْدٍ یُّدِی بِمَعْنٰی  
اَلْاَرَبِ التَّخْفِیْفِ وَتَاللَّامُ فَارِقَةٌ  
وَمَا مَسْرُوبَةٌ جَمِیْعٌ خَبْرٌ  
اَلْمُبْتَدَاً اٰی مَجْمُوْعُوْنَ لَكَ اِنَّا عِنْدَنَا  
فِی الْمَوْقِفِ بَعْدَ بَعْثِهِمْ مَّحْضُوْرُوْنَ ۝

لِلْحِسَابِ خَبْرٌ ثَابِتٌ

## تشریح

اس جہد کے مال پر جو بھی رول آیا اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ انسانوں کا حال بھی عجیب رہا ہے ان کی رہنمائی اور رہبری کے لئے بھی کوئی رسول بھیجا گیا اس کی دعوت پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بجائے اور اس کی خیر خواہی لئے اٹھانے کے بجائے اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

۳۱) ان کے حال سے عبرت حاصل کی اور رسولوں کی دعوت سے انکار اور ان کا مذاق اڑانے کے نتیجے میں پھیلی کتنی تباہ ہو چکی ہیں اور ایسی تباہ ہوئی ہیں کہ آج ان کا کوئی نام یوا نہیں ہے۔ ان کی وہ تہذیب اتراتے تھے، ان کا وہ تمدن جس پر ان کو فخر تھا دنیا سے مٹ چکا ہے ان کی نسلیں تک ختم ہو چکی ہیں اس لئے کہ پھر پلٹ کر نہ آئے۔ ان کے حال سے کوئی عبرت حاصل نہ کی ان کے انجام پر غور شروع کرتے تھے خود بھی وہی کرتے رہے۔

۳۲) فِی الْمَوْقِفِ کا عذاب بھی ان کا منتظر ہے۔ یہ تو دنیا میں ان قوموں کا حال ہوا مگر بات یہیں ختم نہیں ہوتی ان سب کو ایک روز ہمیں حاضر کیا جاتا ہے یہ سب مجرم اپنے اپنے انجام سے دوچار ہونے ہیں۔

وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ	أَحْيَيْنَاهَا	وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا	فَمِنْهُ
ایک نشانی ان کے لئے	زمین	مردہ	ہم نے زندہ کیا اسے اور نکالا ہم نے اس سے

ان کے لئے ایک نشانی ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس سے اناج نکالا پس وہ

يَأْكُلُونَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِنْ تَحْتِهَا أَعْنَابٌ

يَأْكُلُونَ	وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ	مِنْ تَحْتِهَا	أَعْنَابٌ
وہ کھاتے ہیں	اور	بنائے ہم نے اس میں باغات	سے کے کھجور اور انگور

اس سے کھاتے ہیں۔ اور ہم نے اس میں باغات بنائے (رنگائے) کھجور اور انگور کے

وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿۳۴﴾

وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ	مِنْ الْعُيُونِ
اور جاری کئے ہم نے اس میں	چشمے

اور ہم نے اس میں چشمے جاری کئے۔

﴿۳۳﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ۔ الخ اور بڑی نشانی ہے جسے اللہ نے ان کے لئے زمین مردہ کو ہم نے اس کو زندہ کیا پانی سے اور اس سے ہم نے کھجور وغیرہ نکالے جو اس کو وہ کھاتے ہیں۔ ﴿۳۴﴾ اور ہم نے زمین میں کھجور اور انگور کے باغ پیدا کئے اور ان میں چشمے جاری کئے۔

﴿۳۳﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ عَلَى الْبَعْثِ نَبَأٌ مَقْدَامٌ الْأَرْضُ الْمَيِّتَةُ ۖ بِالتَّخْفِينِ وَالتَّشْدِيدِ أَحْيَيْنَاهَا بِالنَّهْأِ مُتَبَدِّئًا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا كَالنَّيْطَةِ فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ○  
﴿۳۴﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ بَسَاتِينٍ مِنْ تَحْتِهَا أَعْنَابٌ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ○ أَيْ بَعْضُهَا

### تشریح

﴿۳۳﴾ مردہ زمین کے دوبارہ زندہ ہونے کی طرح مردہ ام اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو کر سوکھی زمین بالکل بے جان ہو گئی۔ اللہ نے بارش برسانی اور وہ انسان بھی دوبارہ زندہ ہوں گے۔ زمین دوبارہ زندہ ہو گئی اور اس میں سے وہ غلہ پیدا ہوا جسے تم کھاتے ہو جس طرح یہ مردہ زمین اللہ کے حکم سے دوبارہ زندہ ہوئی اور اس میں سے طرح طرح کے غلے پیدا ہوئے کیتیاں لہلہانے لگیں، زمین کی سرسبزی اور شادابی لوٹ آئی اسی طرح ہم مردہ انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کریں گے۔ اور وہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح زندہ ہوں گے کہ جیسے ابھی دنیا سے گئے ہوں۔ سوچنے والوں اور غور کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانی ہے۔

﴿۳۴﴾ اسی مردہ زمین سے چشمے جو ٹپتے ہیں باغ لہلہاتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ وہی مردہ زمین جو بارش نہ ہونے سے سوکھی پڑی تھی اس میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کر دیئے اور اس میں سے پانی کے چشمے چھوٹ پڑے وہی مردہ زمین شاداب ہو گئی تاکہ تمہاری کھل کھاؤ۔ اور یہی آیات میں ترمیم کا انداز تھا تبھی ان قوموں کا ذکر تھا جنہوں نے مکہ مدینہ کی اور اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا۔ ان آیات میں ترمیم ہے کہ ان کی نعمتوں کو پہچان کر اس کے شکر گزار ہوں مگر ہر قدرت پر نظر ڈالیں اور نصیحت حاصل کریں۔ کیا کسی کی طاقت ہے کہ انگور کا ایک خوشہ یا کھجور کا ایک کھٹا اللہ کے حکم کے بغیر پیدا ہو جا۔



لِيَاكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَمَا عَبَدْتَهُ أَلَيْسَ لَهُمْ آيَاتٌ أَنْ لَا يَشْكُرُوا ﴿٣٥﴾

لِيَاكُلُوا	مِنْ ثَمَرِهِ	وَمَا عَبَدْتَهُ	أَلَيْسَ لَهُمْ	آيَاتٌ	أَنْ لَا يَشْكُرُوا
تا کہ وہ کھائیں	اس کے پھلوں سے	اور نہیں بنایا اسے	ان کے ہاتھ	تو کیا وہ شکر نہ کریں گے	تا کہ وہ اس کے پھلوں سے کھائیں اور اسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا، تو کیا وہ شکر نہ کریں گے۔

﴿٣٥﴾ لِيَاكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَ

بَضَعَتَيْنِ أَى ثَمَرُ الْمَدِينِ كَوْرٌ  
مِنْ التَّخْيِيلِ وَغَيْرِهِ وَمَا عَبَدْتَهُ  
أَلَيْسَ لَهُمْ أَى لَمْ تَعْمَلِ الثَّمَرَ  
أَفَلَا يَشْكُرُونَ ○ انْقِبِهِ  
تَعَالَى عَلَيْهِمْ

اور حال یہ ہے کہ وہ پھل ان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ سو کیا یہ لوگ اس انعام کا جو ان پر اللہ تعالیٰ نے کیا شکر نہیں کرتے

### تشریح

﴿٣٥﴾ زمین کی روئیدگی کا نظام ایک حکیمانہ منصوبے کے تحت ہے | تم زمین سے نکلنے والے درختوں کے پھل کھاتے ہو اور اپنے ہاتھوں سے باغ لگاتے ہو، کھیتی باڑی کرتے ہو کیا تم نے کبھی غور کیا کہ زمین کی روئیدگی اور پیداوار کا یہ نظام کتنا حکیمانہ ہے اور اس میں اللہ تم کی قدرت اور کاریگری کی کتنی نشانیاں ہیں۔

زمین جن مادوں سے بنی ہے خود ان مادوں میں پیداوار کی صلاحیت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو پیداوار کے قابل بنانے کے لئے کچھ ایسے طریقے اختیار کئے ہیں کہ زمین پیداوار دے سکے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ زمین کے مخصوص حصوں میں جن کو پیداوار کے قابل بنانا ہے زمین کی اوپری پرت پر ایسے مادوں کی تہ چڑھائی گئی ہے جو نباتات کی غذا بن سکیں۔ اور اس پرت کو اتنا نرم رکھا گیا ہے کہ درختوں یا کھیتوں کی جڑیں ان میں پھیل کر اپنی غذا حاصل کر سکیں۔

دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ زمین میں مختلف طریقوں سے بانی پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ غذائی مادے اس میں مل کر اس قابل ہو جائیں کہ درختوں کی جڑیں ان کو جذب کر سکیں۔

تیسرا طریقہ زمین کی پیداوار کے لئے یہ اختیار کیا گیا ہے کہ سورج کا تعلق زمین کے ساتھ ایسا رکھا گیا ہے کہ سورج کی مناسب گرمی اور قابل پیداوار موسم زمین کو مل سکے۔

چوتھا طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ زمین کے اوپر ہوا کی ایک تہ چڑھائی گئی ہے جو زمین کی حفاظت بھی کرتی ہے اور بارش برسانے کا ذریعہ بھی بنتی ہے اور ہوا کی تہ میں وہ گیسوں موجود ہیں جو نباتات کی نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔

اس حکیمانہ طریقے پر غور کیا جائے تو مجھ میں آتا ہے کہ یہ عجیب و غریب نظام ایک ایسی ہستی کا بنایا ہوا ہے جو بے پناہ علم اور قدرت کا مالک ہے۔

انسان یہ سب اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے پھر بھی وہ اس ہستی کا شکر گزار نہیں ہوتا جس نے انسان کے لئے یہ سب انتظامات کئے ہیں۔

## سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ

سُبْحَانَ	الَّذِي	خَلَقَ	الْأَزْوَاجَ	كُلَّهَا	مِمَّا	تُنْبِتُ
پاک	وہ ذات جس نے	پیدا کئے	جوڑے	ہر چیز	اس سے جو	اگاتی ہے

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے اس (قبیل) سے جو زمین میں اگاتی

## الْأَرْضِ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾

الْأَرْضِ	وَمِنْ	أَنْفُسِهِمْ	وَمِمَّا	لَا يَعْلَمُونَ
زمین	اور ان کی جانوں سے	اور ان سے جو	وہ نہیں جانتے	ہے (نباتات) اور خود ان کی جانوں (انسانوں میں) سے اور ان میں سے جنہیں وہ (خود بھی) نہیں جانتے

﴿۳۶﴾ پاک ہے اللہ جس نے تمام ان اقسام کو جو زمین میں اُگتے ہیں پیدا کیا، غلہ وغیرہ اور ان کی جانوں سے مرد اور عورت کو پیدا کیا اور پیدا کیا ایسی عجیب و غریب مخلوق کو جس کو یہ لوگ نہیں جانتے۔

﴿۳۶﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ الْأَهْلِيَّةَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنَ الْحَبُوبِ وَغَيْرِهَا وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ مِنَ الذَّكَوْرِ وَالْإِنْسَانِ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ○ مِنَ الْمَخْلُوقَاتِ الْغَرِيبَةِ الْعَجِيبَةِ

### تشریح

﴿۳۶﴾ اللہ کی ہر تخلیق میں جوڑے جوڑے کا قانون توحید الہی کی زبردست دلیل ہے | اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں خواہ انسان ہیں، نباتات ہیں، یا اور دوسری تخلیقات ہیں ان سب میں یہ قانون نظر آتا ہے کہ ہر چیز جوڑے جوڑے ہے یا اس میں مثبت اور منفی دو چیزوں کا تقابل ہے۔ انسانوں میں مرد کا جوڑا عورت، حیوانات کی نسلوں میں نر اور مادہ اور مذکر و مؤنث کے ملنے سے نسلوں کا آگے بڑھنا۔ اسی طرح نباتات میں بھی ترویج کا قانون کارفرما نظر آتا ہے۔ پیاں تک کہ بے جان مادوں تک میں مختلف اشیاء، ایک دوسرے سے جوڑ کھاتی ہیں تب ان کے ملنے سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے۔ مادے کی ترکیب میں منفی اور مثبت دو چیزوں کے ملنے سے تو انائی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح دو چیزوں میں تقابل ایک نئی چیز کو پیدا کرتا ہے جیسے گٹھا، میٹھا، سیاہ سفید دن اور رات، اندھیرا اور اجالا۔ ایک اللہ کی ذات پاک کے سوا ہر چیز میں اس کا مماثل اور مقابل نظر آتا ہے۔ یہ قانون اپنے اندر ایسی ایسی حکمتیں اور باریکیاں رکھتا ہے کہ اس پر غور کرنے سے اللہ کی یہ قدرت اور نشانی سمجھ میں آتی ہے کہ نہ تو یہ ایک اتفاقی حادثہ ہو سکتا ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ بہت سی ہستیوں نے مل کر اس حکمت کے ساتھ مختلف چیزوں میں جوڑ لگائے ہوں۔ ہر چیز کا اس طرح سے جوڑ ہونا اور ان کے جوڑے نئی چیزوں کا پیدا ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ان کا خالق ایک ہی ہو سکتا ہے کئی نہیں ہو سکتے۔

اور وہ عظیم ہستی جس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں ہے اپنی قدرت کا طے سے تنہا تخلیقات کا یہ نظام انبسام دیتی ہے اس کے لئے اس کو کسی کی مدد کی اور شریک کار کی ضرورت نہیں ہے وہ ہر کمزوری سے پاک اور بے عیب عظمت والی اور قدرت والی ہستی ہے۔ اور وہ ہستی ہے اللہ تعالیٰ کی جو تنہا پوری کائنات کا خالق اس کا حاکم اور سب کا معبود ہے۔

وَايَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسَلَخْنَا مِنْهُ النَّهَارَ فَاذَاهُمْ مُظْلِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ

وَايَةٌ	لَهُمُ	اللَّيْلُ	نَسَلَخْنَا	مِنْهُ	النَّهَارَ	فَاذَاهُمْ	مُظْلِمُونَ	وَالشَّمْسُ
اور ایک نشانی	ان کے لئے	رات	ہم نے مٹائی	اس سے	دن	تو اچانک	وہ اندھیرے میں جاتے ہیں	اور سورج
اور ان کے لئے رات ایک نشانی ہے ہم دن کو اس سے کہیں (نکالتے) ہیں تو وہ اچانک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور سورج								

تَجْرِي لِلسُّعْقِرِ لَهَا ذَلِكِ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ

تَجْرِي	لِلسُّعْقِرِ	لَهَا	ذَلِكِ	تَقْدِيرُ	الْعَزِيزِ	الْعَلِيمِ	وَالْقَمَرَ
چلتا رہتا ہے	ٹھکانے (مقرر کرتا)	اپنے	یہ	اندازہ	غالب	جاننے والا (دانا)	اور چاند
اپنے مقررہ راستہ پر چلتا رہتا ہے۔ یہ اللہ غالب و دانا کا اندازہ (مقرر کردہ) ہے اور چاند							

قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۳۹﴾

قَدَرْنَاهُ	مَنَازِلَ	حَتَّىٰ	عَادَ	كَالْعُرْجُونِ	الْقَدِيمِ
ہم نے مقرر کیا اس کو	منزلیں	یہاں تک کہ	بہوتا ہے	کھجور کی شاخ کی طرح	پُرانی
کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔					

﴿۳۷﴾ اور ان کے لئے بڑی نشانی ہے حق تعالیٰ کی کمال قدرت پر رات کا ہونا کہ اس میں سے ہم دن کو نکالتے ہیں جہاں کہہ لیتے ہیں جس سے وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

﴿۳۸﴾ اور بڑی نشانی ہے ان کے لئے آفتاب کہ وہ چلتا ہے اپنے وقت مقرر تک اس وقت سے آگے نہ بڑھے گا۔ اور اسی طرح چاند کی حرکت بھی ایک بڑی نشانی ہے۔ یہ آفتاب کا چلنا مقرر کیا ہوا ہے اللہ کا جو غالب ہے اپنے ملک میں جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو۔

﴿۳۹﴾ اور چاند کی رفتار کے واسطے ہم نے اٹھائیس منزلیں مقرر کیں کہ ہر مہینہ میں وہ اٹھائیس دن، اٹھائیس منزلوں میں گزرتا ہے اور دو رات غائب رہتا ہے اگر مہینہ میں دن کا ہے اور اگر مہینہ اونیسیس دن کا ہے تو ایک رات غائب رہتا ہے۔

﴿۳۷﴾ وَايَةٌ لَهُمُ عَلَى النَّهَارِ نَسَلَخْنَا مِنْهُ النَّهَارَ فَاذَاهُمْ مُظْلِمُونَ ○ دَاخِلُونَ فِي الظُّلُمِ

﴿۳۸﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لَهَا ذَلِكِ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ○ اَيَةُ لَهُمُ اَوْ اَيَةٌ اٰخِرَى وَالْقَمَرَ كَذَلِكَ لِمُسْتَقَرِّ لَهَا اَى اِلَيْهِ لَا يَتَجَادَزُهَا ذَلِكِ جَزَيْتَهَا تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ فِي مَلِكِهِ الْعَلِيمِ ○ بِخَلْقِهِ

﴿۳۹﴾ وَالْقَمَرَ بِالسُّعْقِرِ وَالنَّصْبِ وَهُوَ مَمْلُوكٌ بِفِعْلِ يُفَسِّرُهُ مَا بَعْدَهُ فَكَأَنَّهَا مِمَّنْ حَيْثُ سَكِرَةٌ مَنَازِلَ ثَمَانِيَةَ وَعِشْرِينَ مَنَازِلًا فِي ثَمَانٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَسْتَلِزُّ لَيْلَتَيْنِ اِنْ كَانَ الشَّمْسُ مَمْلُوكًا

يَوْمًا وَلَيْكَلَةٌ اِنْ كَانَ تِسْعَةٌ وَ  
عَشْرِيْنَ يَوْمًا حَتَّىٰ عَادَ فِي  
اَنْحَرٍ مِّثْلِهِ فِي ذَايَ الْعَيْنِ كَالْعُرْجُونِ  
الْقَدِيمِ ۝ اَفِ كَعُوْدِ السَّمَارِ نِيْحٍ  
اِذَا عَنَّ فَنَابَتْ يَدَا وَتَشْفُوْسُ  
وَيَكْمَعْرُ

یہاں تک کہ وہ اخیر منزلوں میں ایسا نظر آتا ہے جیسے انور  
کی پرانی شاخ کہ وہ باریک اور ٹیڑھی اور زرد ہو جاتی ہے

### تشریح

(۳۷) دن رات کے آنے جانے میں اللہ کی نشانی ہے | دن کا ہونا اور پھر رات کا آنا، یہ ایسا عمل ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے پیش آتا  
رہتا ہے۔ اس طرح ٹھیک وقت پر دن نکلتا ہے مقررہ وقت پر رات آتی ہے۔ سورج اور زمین کی یہ گردش جو دن اور رات کے جانے آنے  
کا سبب بنتی ہے کس باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ سورج اور زمین کا وہ ٹھیک ٹھیک فاصلہ جس کی وجہ سے زمین پر زندگی ممکن  
ہے اور یہ نظام تخلیق باقاعدگی کے ساتھ چل رہا ہے۔ پھر دن اور رات کے ہونے میں بہت سی حکمتیں کہ دن بھاگ دوڑا اور کام  
کے لئے اور رات آرام کے لئے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کتنی حکمتیں ہیں۔ اس نظام کی باقاعدگی بتا رہی ہے کہ یہ ایسے ایک خدا کی  
کار فرمائی ہے جس کا علم اور جس کی قدرت بے پناہ ہے اور اسی لئے اگر کوئی ہستی اس کائنات میں سر جھکانے کی مستحق ہے تو  
وہی ہستی ہے جس کے دست قدرت میں اس نظام کی باگ ڈور ہے۔

وہ چاہے گا تو دماغ کی تاریخوں کو دور کرے گا اور آفتاب سالت صبح کے سورج کی طرح چمک اٹھے گا۔ جس طرح دن اور رات کا ایک وقت مقرر ہے  
ایسی طرح اُس کا بھی ایک دن مقرر ہے۔ انسان ارادہ کر لے تو اس کا ہاتھ جام ہدایت سے دور نہیں ہے۔

(۳۸) نظام شمسی میں سورج کی گردش اللہ کی قدرت کی نشانی ہے | دن اور رات کا ہونا، وقت پر دن کا نکلنا مقررہ وقت پر رات کا ہونا اس بات کی  
دلیل ہے کہ اس پورے نظام کو ایک ایسی ہستی بنھالے ہوئے ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی عظیم و خیر نہیں ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی قدرت والا  
نہیں ہے۔ اسی طرح نظام شمسی میں سورج کا ٹھیک اپنے محور پر گردش اور اپنے مقررہ قانون اور مقررہ راستے پر چلتے ہوئے اپنے ٹھکانے پر  
پہنچنا اور پھر وہاں سے واپس آنا یہ سب اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔ فلکیات کے ماہر کہتے ہیں کہ سورج اپنے پورے نظام شمسی کو لئے  
ہوئے بیس کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے گردش کرتا رہتا ہے اور قرب قیامت تک اسی طرح گردش کرتا رہے گا یہاں تک کہ ایک وقت  
آئے گا جب اس کو محکم ہوگا کہ جدھر سے غروب ہوا ہے ادھر سے اٹاواپس آئے اور طلوع و غروب کا یہ نظام اللہ تعالیٰ کا رکھ دینا  
ان سب میں انسان کے لئے اللہ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں۔

(۳۹) چاند کی مقررہ منزلیں اس میں بھی اللہ کی نشانی ہے | اسی طرح اللہ تعالیٰ نے چاند کی اٹھائیس منزلیں مقرر کر دی ہیں  
وہ سورج کی طرح ہمیشہ ایک طرح نہیں رہتا بلکہ گھٹنا بڑھتا رہتا ہے۔ جب طلوع ہوتا ہے تو باریک سی لکیر بن  
کر ہلال کی شکل میں طلوع ہوتا ہے پھر روزانہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ چودھویں رات کو بدر کامل بن جاتا ہے۔ اس  
کے بعد پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے اور گھٹتے گھٹتے پھر اسی ابتدائی شکل ہلال کی شکل میں کھجور کی سوکھی شاخ کی  
طرح رہ جاتا ہے۔ اس کا یہ چکر لاکھوں برس سے چل رہا ہے۔ اس کے لئے جو منزلیں مقرر ہیں ان میں کبھی  
کوئی فرق نہیں آتا۔ انسان کبھی بھی حساب لگا کر یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کس دن چاند کس منزل میں ہوگا۔ اگر اس  
کی حرکت اتنی باضابطہ نہ ہوتی تو حساب لگانا ممکن نہ ہوتا۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ

لَا	الشَّمْسُ	يَنْبَغِي	لَهَا	أَنْ	تُدْرِكَ	الْقَمَرَ	وَلَا	اللَّيْلُ	سَابِقُ
نہ	سورج	لائیق	ہمال	کہ	جا پکڑے	چاند	اور نہ	رات	پہلے آسکے

نہ سورج کی ہمال کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات پہلے آسکے

النَّهَارُ وَكُلٌّ فِي فَلَكَ تَسْبَحُونَ ﴿۴۰﴾

النَّهَارُ	وَ كَلٌّ	فِي	فَلَكَ	تَسْبَحُونَ
دن	اور سب	میں	دائرہ	تیرے (گردش کرتے) ہیں

دن سے ، اور سب اپنے دائرہ میں گردش کرتے ہیں۔

﴿۴۰﴾ نہ آفتاب سے یہ ہو سکے کہ وہ چاند کو پکڑے یعنی رات کو اس کے ساتھ جمع ہو جاوے۔ اور نہ رات دن سے پہلے آسکے یعنی پہلے اس سے کہ دن گزرے رات نہیں آسکتی۔ اور ہر ایک سورج اور چاند اور ستارے اپنے دورہ پر چلتے ہیں۔

﴿۴۰﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي يَسْفَلُ وَيَصْتَعِرُ لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ فَتَجْمَعُ مَعَهُ فِي اللَّيْلِ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ فَتَلْبِثُ قَبْلَ انْقِصَابِهِ وَ كُلٌّ مِّنْ قُنُوءِيهِ عَوْضٌ عَنِ النُّضَابِ إِلَيْهِ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُومِ فِي فَلَكَ مُسْتَدِيرٌ تَسْبَحُونَ ○ يَسْبَحُونَ تَرْكَبُونَ مَنَازِلَهُ الْعُقُلَاءُ

تشریح

﴿۴۰﴾ اپنے اپنے مدار میں گردش پھر یہ بھی دیکھو کہ سورج اور چاند اپنے اپنے مدار پر گردش کر رہے ہیں سورج کی سلطنت دن میں ہے اور چاند کی سلطنت رات میں۔ کیا ہمال ہے کہ چاند کی نور افشانی کے وقت سورج اس میں دخل دے سکے یا رات آگے بڑھ کر دن ختم ہونے سے پہلے آجائے اس قدر تعالیٰ نے جو اندازہ اور حساب مقرر کر دیا ہے اس میں ذرا سا ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا۔ انسان اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو زمین سے لے کر آسمان تک اللہ کی یکتائی اور اس کی عظمت اس کی قدرت اور کبریائی کی نشانیاں بھری ہوئی نظر آئیں گی۔ انسان اتنی ترقی کرنے کے باوجود آج بھی کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس نے پوری کائنات کا مطالعہ کر لیا ہے۔ سب عجیب بات یہ ہے کہ پوری کائنات میں ایک ہی قانون کام کر رہا ہے اور پوری کائنات اسی مادے سے بنی ہوئی ہے جس سے ہماری یہ چھوٹی سی زمین بنی ہے کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نظم کے پیچھے کوئی زبردست حکیم ودانا نہیں ہے؟

ہمیں کے آخر میں جب سورج اور چاند کا قرآن ہوتا ہے تو چاند سورج کو پکڑتا ہے سورج چاند کو نہیں پکڑتا اس لئے اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ — لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ — (سورج کے بس میں یہ نہیں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے)۔ یہ نہیں فرمایا کہ لَا الْقَمَرُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُدْرِكَ الشَّمْسَ۔ (کہ چاند کے بس میں نہیں کہ سورج کو جا پکڑے)۔ "اقادات شاہ عبدالقادر محدث دہلوی۔"

قرآن حکیم میں جگہ جگہ وہ نکات نظر آئیں گے جو بتلاتے ہیں کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا جہاں اتنی باری کی لحاظ رکھا گیا ہے۔

وَاٰیةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾

وَاٰیةٌ	لَّهُمْ	اَنَّا	حَمَلْنَا	ذُرِّيَّتَهُمْ	فِي	الْفُلِكِ	الْمَشْحُوْنِ
اور ایک نشانی	ان کے لئے	کہ ہم	ہم نے سوار کیا	ان کی اولاد	میں	کشتی	بھری ہوئی
اور ان کے لئے ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو سوار کیا بھری ہوئی کشتی میں							

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ

وَخَلَقْنَا	لَهُمْ	مِنْ	مِثْلِهِ	مَا	يَرْكَبُوْنَ	وََاِنْ
اور ہم نے پیدا کیا	ان کے لئے	اس	(کشتی) جیسی	جو جس	وہ سوار ہوتے ہیں	اور اگر
اور ہم نے ان کے لئے اس کشتی جیسی (اور چیزیں) پیدا کیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر						

نَسَا نَعْرِقَهُمْ فَلَاصِرِيْخٍ لَّهُمْ وَاَلَا هُمْ يُنْقَدُوْنَ ﴿۴۳﴾

نَسَا	نَعْرِقَهُمْ	فَلَاصِرِيْخٍ	لَّهُمْ	وَاَلَا	هُمُ	يُنْقَدُوْنَ
بھلا ہیں	ہم غرق کریں انہیں	تو نہ فریاد رس	ان کے لئے	اور نہ	وہ	چھڑائے جائیں
ہم جا ہیں تو ہم انہیں غرق کر دیں تو نہ (کوئی) ان کے لئے فریاد رس (ہو) اور نہ وہ چھڑائے جائیں						

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلَىٰ حِينٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

اِلَّا	رَحْمَةً	مِّنَّا	وَمَتَاعًا	اِلَىٰ	حِينٍ	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ
مگر	رحمت	ہماری طرف	اور فائدہ دنیا	ایک	وقت معین تک	اور جب	کہا جائے	ان سے
مگر (یہ کہ) ہماری رحمت سے (ہو) اور ایک وقت معین تک فائدہ دنیا (منظور ہے) اور جب ان سے کہا جائے گا کہ تم (اس								

اَلْقَوْمِ اٰبٰٓئِنَ اَيْدِيكُمْ وَمَا خَلَقَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾

اَلْقَوْمِ	اٰبٰٓئِنَ	اَيْدِيكُمْ	وَمَا	خَلَقَكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُرْحَمُوْنَ
تم ڈرو	جو تمہارے سامنے	اور جو	تمہارے بچے	شاید تم	تم پر رحم کیا جائے	
غذا (ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے بچے ہے شاید تم پر رحم کیا جائے۔						

﴿۴۱﴾ اور ان کے لئے بڑی نشانی ہے یہ کہ بے شبہ ہم نے اس کے باپ دادوں کو نوح کی کشتی بھری ہوئی میں سوار کیا جس کی وجہ سے ان کی نسل چلی

﴿۴۲﴾ اور ہم نے ان کے لئے اسی قسم کی چھوٹی اور بڑی سوار کیا

﴿۴۱﴾ وَاٰیةٌ لَّهُمْ عَلٰی قَدْرَتِنَا اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلِكِ الْمَشْحُوْنِ اٰبَاءَهُمُ الَّا هُمْ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلَىٰ حِينٍ ﴿۴۲﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ نَسَا نَعْرِقَهُمْ فَلَاصِرِيْخٍ لَّهُمْ وَاَلَا هُمْ يُنْقَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَلْقَوْمِ اٰبٰٓئِنَ اَيْدِيكُمْ وَمَا خَلَقَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾

خل کشتی نوح کے اللہ تعالیٰ کے سکھانے سے پیدا کیا  
جن پر وہ لوگ سوار ہو کر چلتے ہیں۔

نُوْحٌ وَهُوَ مَا عَمِلُوْهُ عَلٰى سَكْنِهِ  
مِنَ الشُّعْنِ الصِّغَارِ وَالْكِبَارِ  
بِتَعْلِيْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَيُّ كَبُوْنٍ ۝

فِيْهِ

۳۳) وَ اِنْ نَّشَا نَعْرَقْهُمْ مَّعَ اِيْجَادِ الشُّعْنِ فَلَا  
صَرْحٌ مَّغِيْبٌ لَهُمْ وَا لَهُمْ يُقَدُّوْنَ ۝  
يُنْجُوْنَ

۳۴) اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ اِنِّى  
لَا يُغِيْبُهُمُ الْاَرْحَمَةُ مِثْلًا لَهُمْ وَتَتَّبِعُنَا  
اِيْتَاهُمْ بِكَلِمَاتِهِمْ اِلٰى اِنْقِضَاءِ اَجَالِهِمْ

۳۵) وَ اِذْ اَقْبَلْ لَهُمُ النُّوْحٌ اَمَّا بَيْنَ يَدَيْكُمْ  
مِنَ عَذَابِ اللّٰهِ نِيَّا لِيُغَيِّرَكُمْ وَا مَا خَلَقَكُمْ  
مِنَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ لَعَلَّكُمْ تَرْجَعُوْنَ ۝  
اَعْرَضُوْا

### تشریح

۳۱) کشتی نوح میں اللہ کی نشانی حضرت نوح کے زمانے میں ایک زبردست طوفان آیا جس میں پوری نسل انسانی ختم ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا اس کشتی میں بظاہر حضرت نوح اور ان کے چند ساتھی ہی تھے بعد کی نسل ان ہی کشتی والوں سے چلی اور یہ سلسلہ آج تک چل رہا ہے اس لئے حضرت نوح کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔

۳۲) کشتی نوح کی طرح دوسری کشتیاں انسان نے بنائیں اس سے پہلے کشتی حضرت نوح نے بنائی تھی پھر ایسی ہی دوسری کشتیاں اس کو دیکھ دیکھ کر لوگوں نے بنائیں جس پر سوار ہوتے ہیں اور انسان کے لئے سمندر کا سفر آسان ہو گیا۔ سمندری جہازوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے خشکی کے جہاز بھی بنا دئے جیسے اونٹ جس کو ریگستان کا جہاز کہا جاتا ہے یہ سب چیزیں اللہ نے انسان کے لئے بنائیں کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے اور اپنے رب کا شکر ادا کرے۔

۳۳) سمندروں میں انسان کا سفر انسان کیسے کیسے خوفناک سمندروں کو کشتی کے ذریعہ عبور کرتا ہے وہ سب سمندر جہاں جہاز کی حقیقت ایک تنکے کے برابر نہیں اگر اللہ تم اس کو ڈبونا چاہیں تو کون ان کو بچانے والا ہے اور اس سمندر میں کون اس کی فریاد سننے والا۔

۳۴) اللہ کی رحمت ہے کہ سمندری سفر حفاظت سے ہوتا ہے یہ اللہ کی رحمت ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت ہے کہ وہ ڈوبنے سے بچاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ایک متعین مدت تک دنیا کو باقی رکھنا ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینا ہے۔ سمندر ہوا ہوا میں ان پر تصرف کے اختیارات اللہ کے دیئے ہوئے ہیں ورنہ خود انسان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ ان چیزوں پر قابو پاسکتا اور اللہ تم نے کشتی بنانے کا طریقہ حضرت نوح کو سکھایا وہ اور ان کے ساتھی طوفان سے محفوظ رہے۔ ان کے ذریعہ نوح انسانی پھر زمین پر پھیلی اور ان کے ذریعہ کشتی بنانے کا طریقہ بھی معلوم ہوا اور آج جہاز رانی نے جو ترقی کی ہے اس کی ابتدا حضرت نوح سے ہوئی ہے۔

۳۵) انجام سے لاپرواہی اور جب ان کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ اپنے اعمال پر نظر ڈالو اور یہ دیکھو کہ ان اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا اور روز جزا کی فکر کرو ان کو تو بول کا حال دیکھو جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں اور اپنے احوال کو درست کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تو یہ بھی اُن ہی کر دیتے ہیں۔

۳۳) اور اگر تم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں باوجود ان کشتیوں کے بنانے کے اور ان میں بیٹھنے کے تو نہ تو کوئی فریاد سننے والا ہوگا اور نہ وہ اس سے نجات پاسکیں گے۔ مگر یہ ہماری رحمت ہے اور ان کے وقت مقرر تک ان کو فائدہ دینا ہے کہ وہ غرق نہیں کئے جاتے۔

۳۴) اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس عذاب سے جو تمہارے اور تمام مخلوق کے سامنے ہے اور اس عذاب سے جو تمہارے پیچھے ہے یعنی عذابِ نیا اور آخرت سے تاکہ تم پر رحمت ہو تو وہ اس کو نہیں سنتے اور منہ پھیرتے ہیں۔

وَمَا تَاتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

وَمَا	تَاتِيهِمْ	مِنْ	آيَةٍ	مِنْ	آيَاتِ	رَبِّهِمْ	إِلَّا	كَانُوا	عَنْهَا
انہیں	ان کے پاس آتی	کوئی	نشانی	نشانیوں	میں	ان کا رب	مگر	وہ ہیں	اس سے

اور ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی ، مگر وہ اس سے روگردانی

مُعْرِضِينَ ﴿۳۶﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ

مُعْرِضِينَ	وَإِذَا	قِيلَ	لَهُمْ	أَنْفِقُوا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ
روگردانی کرتے	اور جب	کہا جائے	ان سے	خرچ کرو	اس سچر	تمہیں دیا

کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جائے کہ جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ

اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْطَعِمُ مَنْ

اللَّهُ	قَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	أَنْطَعِمُ	مَنْ
اللہ	کہتے ہیں	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	ان لوگوں سے جو ایمان لائے (مومن)	کیا ہم کھانے کو دیں	اس کو جسے	کرو تو کافر ،	مومنوں سے کہتے ہیں کیا ہم اُسے کھانے کو دیں؟ جسے

کرو تو کافر ، مومنوں سے کہتے ہیں کیا ہم اُسے کھانے کو دیں؟ جسے

لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطَعَمَهُ إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۳۷﴾ وَ

لَوْ يَشَاءُ	اللَّهُ	أَطَعَمَهُ	إِنَّ	أَنْتُمْ	إِلَّا فِي	ضَلَالٍ	مُبِينٍ	وَ
اگر چاہتا	اللہ	اسے کھانے کو دیتا	نہیں	تم	مگر اسی	گمراہی میں	کھل	اور

اگر اللہ چاہتا تو اسے کھانے کو دیتا تم تو صرف کھل گمراہی میں ہو ۔ اور وہ

يَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾

يَقُولُونَ	مَتَى	هَذَا	الْوَعْدُ	إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ
کہتے ہیں	کب	یہ	وعدہ	اگر	تم ہو	سچے

(کافر) کہتے ہیں کب (پورا ہوا) یہ وعدہ (قیامت) اگر تم سچے ہو۔

﴿۳۶﴾ اور جب ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں میں

سے آتی ہے تو وہ اس سے منہ پھرتے ہیں۔

﴿۳۷﴾ اور جب ان سے فقرا و صماہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی دو اس مال میں

جو تم کو اللہ نے دیا۔

تو وہ کافر ایمان والوں سے اڑاؤ تمہیں کہتے ہیں

﴿۳۶﴾ وَمَا تَاتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا

رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۳۶﴾

﴿۳۷﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ

لَهُمْ أَنْفِقُوا عَلَيْنَا مِمَّا رَزَقَكُمُ

اللَّهُ مِنَ الْأَمْوَالِ قَالَ الَّذِينَ



ہم کھنادیں ان کو جن کو تمہارے اعتقاد کے مطابق  
اشراگر چاہے تو کھنادے سکتا ہے۔ تمہارا  
ہم سے مانگنا باوجود تمہارے اس اعتقاد کے ظاہر  
گمراہی ہے۔

كُفِرُوا بِاللَّذِينَ آمَنُوا اِسْتَهْزَاءً اِیْهِمْ  
اَنْطَعَمُ مِنْ تَوْشِیْءِ اللّٰهِ اَطْعَمَهُ  
فِي مُعْتَقِدِكُمْ هَذَا اِنْ مَّا اَنْتُمْ  
فِي قَوْلِكُمْ لَنَا ذٰلِكَ مَعَّ مُعْتَقِدِكُمْ  
هَذَا اِلَّا فِي ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ بَیِّن  
وَالشُّرَیْبِ بِكُمْ هُمْ مَوْقِعٌ  
عَظِیْمٌ۔

۳۸) اور وہ کہتے ہیں قیامت کا وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم  
اس میں سچے ہو۔

۳۸) وَيَقُولُونَ مَتٰی هٰذَا  
الْوَعْدُ بِالْبَعْثِ اِنْ كُنْتُمْ  
صٰدِقِیْنَ ۝ فِیْهِ

### تشریح

۳۹) آیات الہی سے بے توجہی | اللہ کی آیتیں جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں جن میں نصیحت کے سامان ہیں اور اللہ  
کی نشانیاں جو آثار کائنات میں پائی جاتی ہیں جن میں عبرت کے سامان ہیں۔ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور  
ایسی لاپرواہی دکھاتے ہیں کہ جیسے یہ چیزیں قابل التفات ہی نہیں ہیں۔

۳۷) اخلاقی حسن کی مُردنی | مالک حقیقی کے ساتھ ان کی اس روش نے ان کی اخلاقی حسن کو اس درجہ مردہ کر دیا ہے کہ جب ان  
سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے تم کو رزق دیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرو اور اپنے ضرورت مند بھائیوں کی  
مدد کرو۔ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، ضرورت مندوں کے کام آؤ۔ تو ان لوگوں کا جواب یہ ہوتا ہے کہ جب اللہ ہی نے ان کو  
کھلانا نہیں چاہا تو بھلا ہم ان کو کیوں کھلائیں؟ گویا وہ بھلائی جس کو ہر زمانے میں اچھا سمجھا گیا ہے کہ غریبوں کے کام  
آنا بھوکوں کو کھانا کھلانا، اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی اس میں بھی ان کا اوندھا جواب ہے کہ اگر اللہ ان کو کھلانا  
چاہتا تو ان کو کھلاتا۔ جب وہ نہیں کھلانا چاہتا تو ہم کیوں کھلائیں؟۔ یہ ایسی گمراہ کن بات ہے جس نے ان کی عقل کو  
اندھا کر دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ وہ کسی کو خوش حالی دیتا ہے اور کوئی تنگی میں رہتا ہے۔ یہ اللہ کی  
طرف سے مال داروں کا بھی امتحان ہوتا ہے اور غریبوں کا بھی۔

اللہ تم نے دنیا میں سب کو ایک حال پر نہیں رکھا کسی کو صحت اور دولت عطا فرمادی اور کسی کو قناعت کی نعمت  
دے دی۔ ہر صورت میں یہ دونوں طرح کے لوگوں کی آزمائش ہے۔ اور اس میں اللہ کی بہت حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

۳۷) بنا کر فیروں کا ہم بھیس غالب ۛ تمنا شائے اہل کرم دیکھتے ہیں

اگر سب کی حالت ایک جیسی ہوتی تو سنی کی سخاوت کا امتحان کیسے ہوتا؟ اور صبر کی آزمائش کیسے ہوتی؟

۳۸) اگر سچے ہو تو قیامت کیوں نہیں آتی؟ | حق کا انکار کرنے والوں کے انکار نے ان کی جرأت کو اتنا بڑھا دیا تھا کہ وہ یہ سمجھتے  
تھے کہ قیامت کا آنا اور قیامت کے بعد پھر زندہ ہونا اور حساب کتاب کا ہونا یہ سب باتیں ڈراوے کی ہیں اس لئے یہ مطالبہ کرتے  
تھے کہ اگر واقعی قیامت برحق ہے تو پھر وہ کب آئے گی اور اب تک کیوں نہیں آئی؟

قیامت اور آخرت کے دلائل سے اس سورت کے آخر میں بحث کی گئی ہے اور اس کے عقلی دلائل بھی دئے گئے ہیں یہاں  
قیامت کا ہونا ک نقشہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قیامت برحق ہے اور ایک دن ان حالات سے دوچار ہونا ہی ہے۔

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ

مَا يَنْظُرُونَ	إِلَّا	صَيْحَةً	وَاحِدَةً	تَأْخُذُهُمْ	وَهُمْ
وہ انتظار نہیں کر رہے ہیں	مگر	چنگھاڑ	ایک	دہ انہیں آپکڑے گی	اور وہ

دہ انتظار نہیں کر رہے ہیں، مگر ایک چنگھاڑ (صویر کی شدت) آواز کی جو انہیں آپکڑے گی اور وہ

يَخْضَمُونَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ

يَخْضَمُونَ	فَلَا يَسْتَطِيعُونَ	تَوْصِيَةً	وَلَا إِلَىٰ
باہم جھگڑ رہے ہوں گے	پھر نہ کر سکیں گے	وصیت کرنا	اور نہ

باہم جھگڑ رہے ہوں گے۔ پھر نہ وہ وصیت کر سکیں گے، اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف

أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا

أَهْلِهِمْ	يَرْجِعُونَ	وَنُفِخَ	فِي	الصُّورِ	فَإِذَا
اپنے گھر والے	وہ لوٹ سکیں گے	اور پھونکا جائے گا	میں	صویر	تو بیکار

لوٹ سکیں گے۔ اور (دوبارہ) پھونکا جائے گا صویر، تو وہ بیکار

هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ﴿۵۱﴾

هُم	مِّنَ	الْأَجْدَاثِ	إِلَىٰ	رَبِّهِمْ	يَنْسِلُونَ
وہ	سے	قبریں	اپنے رب کی طرف	دوڑیں گے	دوڑیں گے

قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔

﴿۴۹﴾ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں منتظر میں یہ لوگ مگر اسرا میں کی پہلی مرتبہ نغمہ میں آواز کرنے اور پھونکنے کے کہ جو ان پر آ پہنچے گا اور ان کو پکڑے گا اس حال میں کہ وہ بے خبر ہوں گے ایک دوسرے سے جھگڑتے ہوں گے۔ خرید فروخت اور کھانے پینے میں مشغول ہوں گے۔

﴿۴۹﴾ مَا لَ تَعَالَىٰ مَا يَنْظُرُونَ  
يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً  
وَهُمْ يَنْفَخُونَ فِي الصُّورِ  
تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِضَمُونَ  
بِالْتَّفَادِ بِأَصْلِهِ يَخْضَمُونَ  
لَقُلْتُ حَرَكَةَ التَّاءِ إِلَى الْخَاءِ  
وَأُدْعَيْتُ فِي الصَّادِ أَيْ وَ  
هُم فِي غَفْلَةٍ عَنْهَا يَتَخَاصِمُونَ  
وَتَسَابِعِ وَأَكْلِ وَشَرِبِ وَغَيْرِ  
ذَلِكَ وَفِي قِرَاءَةٍ يَخْضَمُونَ

كَيْفَ رِبُّونَ اٰمِي يَخْصِمُ بَعْضُهُمْ  
بَعْضًا

۵۰ ﴿فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً  
اٰمِي بَانَ يَوْمَئِذٍ لَا رَاحِي  
اٰهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ مِنْ  
اَسْوَاقِهِمْ وَاَشْفَا لِيهِمْ  
بَلْ يَمْزُتُونَ فِيهَا

۵۱ ﴿وَنَفِخَ فِي الصُّورِ هُوَ  
قَرْنُ النُّفْحَةِ الثَّانِيَةِ  
لِلْبَعْثِ وَبَيْنَ النُّفْحَتَيْنِ  
اَسْرَاعُونَ سَنَةً فَاِذَا هُمُ  
الْمَقْبُورُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ  
الْقَبُورِ اِلٰى رَبِّهِمْ  
يَنْسَلُونَ ۝ يَخْرُجُونَ بِسُرْعَةٍ

۵۰ ﴿سو اس وقت وہ نہ وصیت کرنے کی طاقت رکھیں گے اور نہ اپنے گھر واپس جاسکیں گے بازاروں سے اور اپنے مشغلوں سے جن میں وہ ہوں گے بلکہ وہیں مر جاویں گے۔

۵۱ ﴿وَنَفِخَ فِي الصُّورِ حَيَاةٌ اٰهْلِهِمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسَلُونَ اِلٰى اور پھونکا جاوے گا صور میں دوسرا نغف جس سے سب زندہ ہو جاویں گے۔ نغف اولیٰ اور ثانیہ کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوگا سو جس وقت دوسرا نغف پھونکا جاوے گا اس وقت سب مردے اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف جاویں گے

## تشریح

۳۹ قیامت اچانک آجائے گی | قیامت آئے گی اور اچانک آئے گی اس طرح آئے گی کہ لوگ اپنے معاملات میں مشغول ہوں گے ان کو احساس بھی نہیں ہوگا کہ قیامت آنے والی ہے کہ اللہ کی طرف سے قیامت کا صور پھونکا جائے گا بس وہ ایک دھماکا ہوگا اور یہ سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

۵۰ قیامت آئے گی سب ڈھیر ہو جائیں گے اور کسی کو وصیت کرنے کی بھی فرصت نہیں ملے گی ہوگا کہ آہستہ آہستہ آرہی ہے بلکہ اس طرح آئے گی کہ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے اچانک زور کاڑکا ہوگا جو جہاں ہے وہیں دھارا رہ جائے گا۔ وصیت کرنے کا بھی وقت نہ ملے گا۔ اگر کوئی بازار میں ہے تو پلٹ کر اپنے گھر نہ پہنچ سکے گا۔

حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ راستوں میں چل رہے ہوں گے، بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے اپنی مجلسوں میں گفتگو میں کر رہے ہوں گے ایسے میں یکایک صور پھونکا جائے گا کوئی کیرا خرید رہا ہوگا تو کپڑا رکھنے کی نوبت نہ آئے گی، کوئی اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض بھرے گا اور اسی پلانے دپائے گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی کوئی کھانا کھانے بیٹھے گا اور لقمہ ٹھا کر منہ تک لے جانے کی بھی اسے نہلت نہ ملے گی۔

۵۱ ﴿دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور سب اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر رب کے حضور میں پیش ہونے کے لئے نکل پڑیں گے اور دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور سب اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر رب کے حضور میں پیش ہونے کے لئے نکل پڑیں گے اور ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے جس کو میدان حشر کہتے ہیں اس وقت زمین ایک چٹیل میدان کی طرح ہو جائے گی اور اس میں کوئی سلوٹ باقی درہہ نہ رہے گی۔

قَالُوا يَوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا

قَالُوا	يَوَيْلَنَا	مَنْ بَعَثَنَا	مِنْ	مَرْقَدِنَا	هَذَا
وہ کہیں گے	اے وائے ہم پر	کس نے اٹھا دیا ہمیں	سے	ہماری قبریں	یہ

وہ کہیں گے اے وائے ہم پر! ہمیں کس نے اٹھا دیا ہماری قبروں سے، یہ ہے وہ

مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

مَا وَعَدَ	الرَّحْمَنُ	وَصَدَقَتِ	الْمُرْسَلُونَ	اِنْ	كَانَتْ	اِلَّا
جو وعدہ کیا	رحمن - اللہ	اور سچ کہا تھا	رسولوں	نہ	ہوگی	مگر

جو اللہ رحمن نے وعدہ کیا تھا، اور رسولوں نے سچ کہا تھا (یہ) نہ ہوگی مگر

صَيِّعَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لِّدَيْنِنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

صَيِّعَةً	وَّاحِدَةً	فَاِذَا	هُمُ	جَمِيْعٌ	لِّدَيْنِنَا	مُحْضَرُوْنَ
چنگھاڑ	ایک	پس یکایک	وہ	سب	ہمارے سامنے	حاضر کئے جاویں گے

ایک چنگھاڑ، پس یکایک وہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جاویں گے

﴿۵۲﴾ قَالُوا اَيُّ الْكَفَّارِ مِنْهُمْ يَا رَبَّنَا الَّذِي اٰتٰنَا هٰذَا

وَهُمْ مَصْدَرٌ لِّاَفْعَالٍ لَّهُ مِنْ لَقَبِهِ مَنْ بَعَثَنَا

مِنْ مَرْقَدِنَا كَيْفَ لَا نَعْلَمُ كَانُوا ابْنِ النَّفْثَاتِيْنَ

نَايِيْنَ لَمْ يَعْدُوْا هٰذَا اَيُّ الْبَعَثِ مَا اٰتٰنَا

الَّذِي وَعَدَ بِهِ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ فِيْهِ

الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰجِيْنَ لَا يَنْفَعُهُمُ الْاَنْزَارُ

﴿۵۳﴾ وَيَقِيْلُ يُقَالُ لَهُمْ ذٰلِكَ اِنْ مَا كَانَتْ اِلَّا صَيِّعَةً

وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لِّدَيْنِنَا عِنْدَنَا

مُحْضَرُوْنَ ۝

### تشریح

﴿۵۲﴾ دوبارہ زندہ ہونے پر عجب احساس دوبارہ صور پھونکے جانے پر جب انسان دوبارہ زندہ ہوگا تو اسے ایسا محسوس ہوگا

کہ وہ سو رہا تھا اور کسی اچانک حادثے نے اسے جگا دیا۔ چنانچہ وہ کہے گا کہ یہ کس نے ہماری خواب گاہ سے

اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ یعنی اس وقت انھیں محسوس نہ ہوگا کہ ہم مر گئے تھے اور اب ایک مدت کے بعد

اٹھائے گئے ہیں۔ پھر کہہ دیں بعد انہیں احساس ہوگا کہ یہ تو دوسری زندگی ہے جس کا خدائے رحمان نے

وعدہ کیا تھا۔ اور رسولوں کی بات بالکل سچی ہے۔

﴿۵۳﴾ ایک ہی آواز میں سب حاضر ہوں گے | بس یہ ایک ہی آواز ہوگی، ایک زوردار آواز اور سب کے سب اللہ کے حضور

میں حاضر ہوں گے نہ کوئی چھپ سکے گا نہ بھاگ سکے گا۔

ان میں سے کافر کہیں گے اے خرابی ہماری ہم کو کس نے ہماری خواب گاہ سے اٹھا یا کہ وہ لوگ ہر دو نغمہ کے درمیان سونے والے تھے کہ تکلیف ان پر نہیں ہوتی تھی اس لئے گھبرا کر کہیں گے کہ ہم کو کس نے جگایا اور آرام گاہ سے اٹھایا۔ یہ زندہ ہو کر اٹھا وہ ہے جس کا رحمن نے وعدہ فرمایا اور پیغام برسوں نے جو کچھ اس بارہ میں کہا سچ کہا۔ اس وقت کفار صرف ایک تہہ بفرہ پھونکنے سے تمام آدمی ہمارے پاس آ موجود ہوں گے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظَلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا

فَالْيَوْمَ	لَا تُظَلَمُ	نَفْسٌ	شَيْئًا	وَلَا تُجْزَوْنَ	إِلَّا مَا
پس آج	نہ نا انصافی کی جائے گی	کسی شخص	کچھ	اور نہ تم بدلہ پاؤ گے	مگر بس جو
پس آج	نا انصافی نہ کی جائے گی	کسی شخص سے	کچھ (بھی)	اور جو تم کرتے تھے	پس

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۴﴾ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ	إِنَّ	أَصْحَابَ الْجَنَّةِ	الْيَوْمَ	فِي
تم کرتے تھے	بے شک	اہل جنت	آج	میں
اسی کا بدلہ پاؤ گے۔	بے شک آج	اہل جنت	ایک	شغل میں

شُغْلٍ فَكِهِون ﴿۵۵﴾

شُغْلٍ	فَكِهِون
ایک شغل	باتیں (خوش طبعی کرتے)
خوش طبعی کرتے ہوں گے۔	

﴿۵۴﴾ سو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ کیا جاوے گا اور تم کو تمہارے اعمال ہی کا بدلہ ملے گا۔

﴿۵۵﴾ بے شہرہ یعنی آدمی آج کے دن ایک مشغلہ میں ہیں ووزخوں سے بے خبر، وہ مشغلہ مثلاً ہا کرہ عورتوں سے صحبت کرنا اور ازالہ بکارت کرنا ہوگا نہ ایسا مشغلہ جس میں ان کو کلفت و مشقت ہو کیونکہ جنت میں کوئی تکلیف اور مشقت نہ ہوگی اور مہنتی لذت اٹھانے والے اور نعمت میں ہوں گے۔

﴿۵۴﴾ فَا لْيَوْمَ لَا تُظَلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

﴿۵۵﴾ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ يَسْكُرُونَ الْغَيْبِ وَهُمْ هَاعِبًا فِيهِ أَهْلُ النَّارِ وَمَا يَلْتَمِذُونَ فِيهِ كَمَا قَتَصْنَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَشْغَلُ يَتَعَبُونَ فِيهِ لِأَنَّ الْجَنَّةَ لَا تَنْصَبُ فِيهَا فَكِهِون ○ نَائِمُونَ خَيْرٌ شَأْنٍ لِأَنَّ وَالْأَوَّلِ فِي شُغْلٍ

### تشریح

﴿۵۴﴾ اللہ تعالیٰ پورا پورا انصاف فرمائیں گے | میدانِ حشر میں جب سب جمع ہو جائیں گے اور معاملات اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پورا پورا انصاف فرمائیں گے کسی کے ساتھ رتی کے برابر ظلم نہ ہوگا۔ جیسا عمل کیا ہے وہاں ویسا ہی بدلہ ملے گا۔ نہ جرم کی حیثیت سے سزا ملے گی اور نہ کسی کی نیکی نفع ہوگی۔

﴿۵۵﴾ جنت والوں کے حالات | میدانِ حشر میں اللہ کے نیک بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ ان کو روک کر نہیں رکھا جائے گا بلکہ ان کو بلا حساب کتاب یا آسان حساب لے کر جنت میں بھیج دیا جائے گا کیونکہ ان کا نامہ اعمال پہلے سے ہی صاف شفاف ہوگا اور وہ اللہ کے نیک بندہ بننے والے ہی جنت میں داخل ہو کر جنت کے مزے لوٹنے میں مشغول ہوں گے۔ وہاں جسمانی لذتیں بھی ہوں گی اور روحانی نعمتیں بھی

هُم وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَرْبَابِ مُتَكُونَ ﴿۵۶﴾ لَّهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ

هُمُ	وَأَزْوَاجُهُمْ	فِي ظِلِّ	عَلَى الْأَرْبَابِ	مُتَكُونَ	لَهُمْ	فِيهَا	فَاكِهَةٌ
وہ	اور ان کی بیویاں	سایوں میں	تختوں پر	تکیہ لگائے ہوئے	ان کے لئے	اس میں	میوہ

وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے (بیٹھے) ہوں گے ان کے لئے اس جنت میں

وَلَهُمْ مَا يَدْعُونَ ﴿۵۷﴾ سَلَّمَ قَوْلًا مِنْ رَبِّ الرَّحِيمِ ﴿۵۸﴾

وَلَهُمْ	مَا يَدْعُونَ	سَلَّمَ	قَوْلًا	مِنْ	رَبِّ	الرَّحِيمِ
اور ان کے لئے	جو وہ چاہیں گے	سلام	فرمایا جائے گا	سے	پروردگار	مہربان

(ترجمہ) میوہ اور جو وہ چاہیں گے ان کے لئے (موجود ہوگا) مہربان پروردگار کی طرف سے سلام فرمایا جائے گا۔

﴿۵۶﴾ صبح اور ان کی بیویاں سایہ میں ہوں گے کہ ان پر دھوپ نہ ہوگی گدوں اور تختوں پر تکیہ لگانے والے ہوں گے

﴿۵۶﴾ هُمْ مُبْتَدَأٌ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ جَمْعُ ظَلَّةٍ أَوْ ظِلِّ خَبْرٍ

أَي لَا تُصَيِّبُهُمُ الشَّمْسُ عَلَى الْأَرْبَابِ جَمْعُ أَرْبَابِكَةٍ وَهِيَ الشَّرِيْرَةُ فِي الْحِجْلَةِ أَوْ الْفَنْشُ فِيهَا مُتَكُونَ ○ خَبْرَتَانِ مُتَعَلِقَتَا عَطَا لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَاللَّهُمَّ فِيهَا مَا يَدْعُونَ ○ يَتَمَتُّونَ

﴿۵۷﴾ ان کے لئے جنت میں لذت کی چیزیں اور میوہ ہوں گے اور ان کو وہاں وہ ملے گا جس کی ان کو آرزو ہوگی۔

﴿۵۷﴾ سَلَّمَ قَوْلًا مِنْ رَبِّ الرَّحِيمِ ○ قَوْلًا أَي بِالنَّقُولِ خَبْرَةٌ مِنْ رَبِّ الرَّحِيمِ ○ يَتَمَتُّونَ

﴿۵۸﴾ ان کا رب مہربان ان کو سلام کرے گا۔

﴿۵۸﴾ لَّهُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ

### تشریح

﴿۵۶﴾ اہل جنت اپنی بیویوں کے ساتھ مستندوں پر بیٹھے ہوں گے | اہل جنت اپنی بیگمات کے ساتھ بانگوں کے گھنے سائے میں مستندوں پر رونق افروز ہوں گے گاؤں کی طرح ہوئے بادشاہوں کی طرح بیٹھے ہوں گے۔

﴿۵۷﴾ اہل جنت کے لئے لذت کھانے اور ان کے لئے ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کے لئے موجود ہوں گی اور جو وہ طلب کریں گے وہ ان کی خدمت میں پیش کیا جائے گا گویا منہ مانگی مرادیں ان کو حاصل ہوں گی۔

﴿۵۸﴾ اہل جنت کو حق تعالیٰ کا سلام اور طرح کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے علاوہ اہل جنت کا وہ اعزاز ہوگا کہ رب مہربان کی طرف سے بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کا سلام اور شاد فرمائیں گے۔ کیا کہنے ہیں اس عورت و احترام کے کہ رب رحیم کی طرف سے خود ان کو سلام پہنچے گا۔

وَأَمَّا زُورًا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمَجْرُمُونَ ﴿۵۹﴾ أَلَمْ أَعْهَدُ

وَأَمَّا زُورًا	الْيَوْمَ	أَيُّهَا	الْمَجْرُمُونَ	أَلَمْ أَعْهَدُ
اور الگ ہو جاؤ	آج	اے	مجرمو (جمع)	کیا میں نے حکم نہیں بھیجا تھا
اور اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے تمہاری طرف				

إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ

إِلَيْكُمْ	يَبْنَىٰ	آدَمَ	أَنْ	لَا تَعْبُدُوا	الشَّيْطَانَ
تمہاری طرف	اے اولاد	آدم	کہ	پرستش نہ کرنا	شیطان
حکم نہیں بھیجا تھا کہ تم پرستش نہ کرنا شیطان کی، بے شک وہ					

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۰﴾ وَإِنْ أَعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾

إِنَّهُ + لَكُمْ	عَدُوٌّ مُّبِينٌ	وَإِنْ	أَعْبُدُونِي	هَذَا	صِرَاطٌ	مُسْتَقِيمٌ
بیکہ تمہارا	دشمن کھلا	اور یہ کہ	تم میری عبادت کرنا	یہی	راستہ	سیدھا
تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ تم میری عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے						

وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿۶۲﴾

وَلَقَدْ	أَضَلَّ	مِنْكُمْ	جِبِلًّا	كَثِيرًا	أَفَلَمْ تَكُونُوا	تَعْقِلُونَ
اور تحقیق	گمراہ کر دیا	تم میں سے	مخلوق	بہت سی	سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے	
اور تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا، سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے						

﴿۵۹﴾ اور فرماوے گا اے گناہگارو ایمان والوں سے جُدی ہو جاؤ۔ یہ حکم اس وقت ہو گا کہ کافر اور مومن باہم ملے ہوئے ہوں گے۔

﴿۶۰﴾ اے اولاد آدم! کیا میں نے تم کو بوا سطرہ پیغیروں کے یہ حکم نہ کیا تھا کہ شیطان کی اطاعت نہ کرو بے شبہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

﴿۵۹﴾ وَيَقُولُ امْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمَجْرُمُونَ ○ أَلَمْ أَنْقُرْ دُورًا عَنِ الْمُؤْمِنِينَ ○ عِنْدَ اخْتِلَافِهِمْ

﴿۶۰﴾ أَلَمْ أَعْهَدُ إِلَيْكُمْ آمُرُكُمْ يَا بَنِي آدَمَ عَلَى لِسَانِ رُسُلِي أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ○ لَا تَطِيعُوا ○ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○

## بَيْنُ الْعَدَاوَةِ

۶۱) وَأَنْ أَعْبُدُ فِي وَجْهِ وَجْهِ  
وَأَطِيعُ فِي هَذَا صِرَاطِ طَرِيقِي  
مُسْتَقِيمٌ ○

۶۱) اور یہ کہ میری اطاعت کریو اور میری توحید کا اقرار کریو  
یہ سیدھا راستہ ہے۔

۶۲) وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ  
جِبِلًا خَلَقْنَاكُمْ مَجْبِيلٍ  
كَمْ تَدِيرُونَ فِي تَرَاغِي  
بِضَمِّ الْبَاءِ كَثِيرًا أَفَلَمْ  
تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ○ عَدَاوَةٍ  
وَأَضْلَالَةٍ أَوْ مَأْحَلٍّ بِهِمْ مِنَ  
الْعَذَابِ فَتَوَّابُونَ

۶۲) اور بے شک شیطان نے تم میں سے بہت سی  
مخلوق کو گمراہ کیا سو کیا تم پھر بھی اس کی دشمنی  
اور گمراہ کرنے کو نہیں سمجھتے۔ یا جو ان شیطان  
کی فرماں برداری کرنے والوں کو عذاب ہمارا کو  
نہیں سمجھتے کہ ایمان لاؤ۔

## تشریح

۵۹) مجرموں کی جنتوں سے علیحدگی اللہ کے نیک اور صالح بندے تو بلا حساب یا بلکہ پھلکے حساب کے بعد جنت میں چلے جائیں گے  
چلے جائیں گے اور وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں حق سے روگردانی کی تھی، سچائی کو ماننے سے انکار کیا تھا ان مجرمین سے کہا  
جائے گا کہ تم الگ ہو جاؤ جنتوں کے راحت و آرام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے تمہارا مقام دوسرا ہے اب تمہارا ان صالح  
بندوں سے کوئی تعلق نہیں ہے دنیا میں تمہارے جو رشتے تھے وہ ختم ہو چکے ہیں اور دنیا میں جو تم نے اپنی جتنی داری بنائی  
ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اب تم میں سے ہر ایک کو اپنی ذاتی حیثیت میں اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

۶۰) انہوں نے شیطان کے پیچھے لگے رہے اے اولادِ آدم! کیا میں نے تمہیں ہدایت نہیں کی تھی کہ دیکھو شیطان کی بندگی نہ کرو اس کے  
پیچھے نہ لگو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے تمہیں بہکا کر سیدھے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اسی کے لئے تمہارے پاس پیغمبروں کو بھیجا  
گیا وہ تمہیں بھاتے رہے کہ شیطان لعین کی پیروی نہ کرو، وہ تمہیں جہنم میں پہنچا کر چھوڑے گا۔

۶۱) میں نے کہا تھا کہ سیدھا راستہ میری بندگی کا ہے | پیغمبروں کے ذریعہ تمہیں سمجھایا تھا کہ اگر ابدی نجات چاہتے ہو تو سیدھا راستہ  
ہی ہے کہ ایک پروردگار کی بندگی کرو اور اس کی فرماں برداری کرو۔ تمہیں منع کیا تھا کہ شیطان کی اطاعت مت کرنا اور اس کی  
تابع داری مت کرنا۔ اطاعت اور عبادت میں ایک لطیف فرق ہے۔ اسلام میں مستقل اطاعت صرف اللہ کی ہے۔

۶۲) وَإِنِ اتَّخَذْتُمُ الْآلِدَةَ (سورۃ انفصاح آیت ۱۷) حکم صرف اللہ کا ہے۔  
رسول احکام الہی کے ترجمان ہیں اس لئے ان کی اطاعت بھی اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ کے بعد جس کی بھی اطاعت  
ہے وہ نیا بت ہے مستقل بالذات اطاعت نہیں ہے۔ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کو نیا بت بھی نہیں ہے۔  
شیطان کی راہ پر چلنا اور اس کی اطاعت کرنا یہ بھی ایک طرح سے اس کی عبادت کرنا تھی۔ جب کہ تمہیں کہا گیا تھا  
کہ صرف خدا سے اطاعت و عبادت کرو۔

۶۳) عقل رکھنے کے باوجود شیطان نے تمہیں گمراہ کر دیا | تم میں عقل تھی تمہیں دنیاوی معاملات میں بڑی ہوشیاری سے کام لینے تھے۔ مگر  
پہلے آ کر تمہاری مت ماری گئی، اور سمجھ و عقل کے باوجود شیطان نے تمہیں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ  
کر کے چھوڑا۔



هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا

ہذیہ	جہنم	الٹی	کنتم + توعدون	اصلوہا
یہ ہے	جہنم	وہ جس کا	تم سے وعدہ کیا گیا تھا	اس میں داخل ہو جاؤ

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تم جو کفر کرتے تھے اس

الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۶۴﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ

الئیوم	بما	کنتم تکفرون	الئیوم	نختم علی
آج	اس کی بنا پر	تم کفر کرتے تھے	آج	ہم مہر لگا دیں گے

کے بدلے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ آج ہم ان کے منہ پر مہر

أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ

أفواہہم	تکلمنا	ایدیہم	وتشہد	أرجلہم
ان کے منہ	اور ہم سے بولیں گے	ان کے ہاتھ	اور گواہی دیں گے	ان کے پاؤں

لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ بولیں گے، اور (اس کی) ان کے پاؤں گواہی دیں گے

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ

بما	کانوا	یکسبون	ولونشاء	لطمسنا	علی
اس کی جو	وہ تھے	کمانے کرتے تھے	اور اگر ہم چاہیں	تو مٹا دیں (مٹا بیٹھ کر)	پر

جو وہ کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں مٹا بیٹھ

أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبِقُوا الصِّرَاطَ فَإِنِّي يُبْصِرُونَ ﴿۶۶﴾

أعینیہم	فاستبقوا	الصراط	فانی	یُبصرون
ان کی آنکھیں	پھر وہ سبقت کریں	راستہ	تو کہاں	انہیں سوجھے

کردیں پھر وہ راستہ کی طرف سبقت کریں (دوڑیں) تو انھیں کہاں سوجھے؟

﴿۶۳﴾ اور ان کو آخرت میں کہا جاوے گا یہ ہے وہ دوزخ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

﴿۶۳﴾ وَيُقَالُ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○

﴿۶۴﴾ آج تم اس میں داخل ہو بسبب اپنے کفر کے۔

﴿۶۴﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ○

﴿۶۵﴾ آج کے دن ہم مہر لگا دیں گے کافروں کی زبانوں پر کیونکہ وہ

﴿۶۵﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ لِيُكْفَرُوا

## فیصل

زبان سے نہیں کہا کر یہ کہتے تھے کہ ہم مشرک نہ تھے اور ان کے ہاتھم سے بولیں گے جو عمل ان سے سرزد ہوئے وہ ان کو صاف ظاہر کر دیں گے اور ان کے پیر وغیرہ تمام اعضاء اپنے کئے کی گواہی دیں گے پس ہر عضو بتلاوے گا جو عمل اس سرزد ہوا اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیتے پس وہ جلدی کریں گے راہ پر پہنچنے کی پر ان کو کچھ نظر نہ آوے گا۔

يَقُولُ لَهُمُ وَاللّٰهُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ وَ  
كَلِمَنَا اَيُّدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ  
وَغَيْرَ هَآئِهٖمَا كَاٰنُوْا اَيْكْسِبُوْنَ ۝ فَاَنْ  
عَضُوْهُنَّ يَنْطِقُ بِمَا صَدَرَ مِنْهُ

۶۶) وَلَوْ سَأَلُوكُمْ مُّسْتَأْذِنًا لَّعَلَّمْنَا هَاظِنًا وَاَسْتَبْقُوا  
اِبْتَدُوْا الصِّرَاطَ ذٰهِبِيْنَ  
كَعَادَتِهِمْ وَاَتَىٰ فِكْرِيْ  
يُبْصِرُوْنَ ۝ حِيْنَئِذٍ اَنۡى  
لَّا يُبْصِرُوْنَ

## تشریح

۶۳) یہی وہ جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا | پیغمبر تمہیں بھاتے تھے بتلاتے تھے کہ غلط راستے پر چلو گے تو اس کا انجام جہنم ہو گا اور ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب بھگتنا ہو گا۔ اب دیکھ لو تمہارے سامنے وہی جہنم ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا اور جس کا تم سے وعدہ تھا کہ اگر سیدھی راہ چھوڑو گے اور غلط راستہ پکڑو گے تو جہنم کی راہ دیکھنی ہو گی۔

۶۴) اب اپنے ٹھکانے پر پہنچو | سچائی سے روگردانی اور حق سے انکار کی سزا بھگتو اور اب اپنے ٹھکانے پر پہنچو۔ تمہارا اصل ٹھکانا اب یہی ہے۔

۶۵) اب ان کے بدن کے حصے گواہی دیں گے | ایسے ضدی اور بیکرد قسم کے مجرم بھی ہوں گے جو وہ تو اپنے جرموں کا اعتراف کریں گے اور دگواہیوں کو مانیں گے اور نامہ اعمال کو صیح ماننے سے انکار کر دیں گے اور کہہ دیں گے کہ یہ سب تو آپ ہی کے کارکن ہیں اس لئے آپ کی باتیں کر رہے ہیں۔ ایسے مجرمین کے بدن کے اعضاء ان کے جرم کی گواہی دیں گے۔ وہ زبان جو حق کے خلاف قینچی کی طرح چلتی تھی آج اس سے حق کے ہوا کچھ نہ نکلے گا۔ اسی طرح بدن کے دوسرے حصے خود اسی شخص کے خلاف گواہی دیں گے کہ اس نے ہم سے یہ کام لئے۔ اور کیوں کہ ہم اس کے تعریف میں تھے اس لئے جو کام کہتا رہا ہم کرتے رہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَۤاٰيٰتُهُمْ وَاَيُّدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا  
يَعْمَلُوْنَ (النور آیت ۲۴) (وہ اس دن کو بھول نہ جائیں جب کہ ان کی اپنی زبانیں اور اپنے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دیں گے) ————— دوسری جگہ فرمایا۔

حَتّٰى اِذَا مَا جَلَّوْهُمَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَنۡهُمُ وَاَبۡصَارُهُمْ وَاَجۡلُوۡهُمُ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (تم اس وقت) (جب سب ہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں) معلوم ہوا کہ عالم آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہو گا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی طرح جسم اور روح کی طرح زندہ کئے جائیں گے جس طرح وہ اب اس دنیا میں ہیں۔

۶۶) یہ آنکھوں کی بینائی ہاری دی ہوئی ہے ہم چاہیں تو اس کو چھین سکتے ہیں | یہ آنکھیں جن سے تم دیکھ رہے ہو اور ان سے دنیا کے سارے کام چلا رہے ہو اس میں بینائی اور روشنی ہم نے دی ہوئی ہے اگر ہم چاہیں تو یہ آنکھیں کام کرنا بند کر دیں پھر کہاں سے ان کو راستہ سجھائی دے گا۔ کیا تم اللہ کی اس نعمت کو محسوس نہیں کرتے۔ ؟

وَلَوْ شَاءَ لَمَسَخْنَهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا

وَلَوْ شَاءَ	لَمَسَخْنَهُمْ	عَلَىٰ	مَكَانَتِهِمْ	فَمَا اسْتَطَاعُوا	مُضِيًّا	وَلَا
اور اگر ہم چاہیں	ہم مسخ کر دیں انہیں	پر میں	ان کی جگہیں	پھر نہ کر سکیں	چلنا	اور نہ
اور اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کی جگہوں میں (ان کے گھر بیٹھے) مسخ کر دیں (ان کی ٹھیکیں) پھر وہ نہ چل سکیں، اور نہ						

يَرْجِعُونَ ﴿٦٤﴾ وَمَنْ تَعْمَرَ ۖ نُنَكِّسُهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ وَفَاعَلَمْنَا

يَرْجِعُونَ	وَمَنْ	تَعْمَرَ	نُنَكِّسُهُ	فِي الْخَلْقِ	أَفَلَا يَعْقِلُونَ	وَفَاعَلَمْنَا
وہ لوٹیں	اور جس	مہم روزگار کرتے ہیں	اونہا کرتے ہیں	خلقت پیدائش میں	تو کیا وہ سمجھتے نہیں؟	اور ہم نے نہیں کھایا اس کو
لوٹ سکیں۔ اور ہم جس کی عمر گزارتے ہیں اسے پیدائش میں اونہا کرتے ہیں تو کیا وہ سمجھتے نہیں؟ اور ہم نے اس کو (آپ کو)						

الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ۗ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿٦٩﴾ لِيُنذِرَ مَنْ

الشِّعْرَ	وَمَا يَنْبَغِي	لَهُ	إِنَّ هُوَ	إِلَّا ذِكْرٌ	وَقُرْآنٌ	مُّبِينٌ	لِيُنذِرَ	مَنْ
شعر	اور نہیں	ثایان	اگر کئے	نہیں	یہ	مگر نصیحت	اور قرآن واضح	تاکہ (آپ) ڈرائیں جو
شعر نہیں کھایا اور یہ آپ کے ثایان نہیں تھا، یہ نہیں مگر (کتاب) نصیحت اور واضح قرآن، تاکہ آپ اس کو ڈرائیں جو								

كَانَ حَيًّا وَيُحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾

كَانَ	حَيًّا	وَيُحِقُّ	الْقَوْلُ	عَلَى	الْكٰفِرِيْنَ
ہو	زندہ	اور ثابت ہوا	بات (حجت)	پر	کافر (جمع)

زندہ ہو اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

﴿٦٤﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ان کو مسخ کر کے بندر یا خنزیر یا پتھر بنا دیتے ان کے مکانات میں۔

پس وہ نہ کہیں چل سکتے نہ واپس ہو سکتے۔

﴿٦٥﴾ وَمَنْ تَعْمَرَ ۖ نُنَكِّسُهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ الخ اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو بعد جوانی کے بڑھا یا اور بعد قوت کے ضعف دیتے ہیں سو وہ لوگ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ جو اس امر پر قادر ہے جو کہ ان کو معلوم ہے وہ از سر نو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے تاکہ ایمان لادیں۔

﴿٦٤﴾ وَلَوْ شَاءَ لَمَسَخْنَهُمْ قِرَدَةً ۖ وَخَنَازِيرًا ۖ وَجَعَلْنَاهُمْ

عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فِي قِرَادَةٍ مَّكَانَاتِهِمْ جَمْعُ مَكَانَةٍ بِمَعْنَى مَكَانٍ أَيْ فِي مَنَازِلِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٤﴾ أَيْ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَىٰ ذَهَابٍ وَلَا مَجِيءٍ

﴿٦٥﴾ وَمَنْ تَعْمَرَ ۖ بِإِطَالَةِ أَجَلِهِ نُنَكِّسُهُ

وَفِي قِرَادَةٍ بِالتَّشْدِيدِ مِنَ التَّكْلِيسِ فِي الْخَلْقِ ۖ أَيْ خَلْقِهِ فَيَكُونُ بَعْدَ قُوَّتِهِ وَشَبَابِهِ ضَعِيفًا وَهَرَمًا أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾

أَنَّ الْقَادِرَ عَلَىٰ ذَلِكَ الْمَعْلُومِ عِنْدَهُمْ قَادِرٌ عَلَى الْبَعْثِ فَيُؤْمِنُونَ وَفِي قِرَادَةٍ بِالشَّاءِ

## فیصل

۶۹) وَمَا عَلَّمْنَاهُ الْاِلٰهِيَّ الشُّعْرَ رَدَّ الْقَوْلَ لَمْ يَنْبَغِيْ يَتَّبِعِيْ يَتَّبِعِيْ لَهٗ الشُّعْرُ اِنْ هُوَ لَيْسَ اَتَى بِهِ اِلَّا ذِكْرٌ عِظَةٌ وَّاَفْرَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ مَنظُومٌ لِاَلْحِكْمِ وَغَيْرِهَا

۷۰) لِيُنذِرَ بِلآئِهِمُ الْاَثْمٰرَ يَهٗ مِنْ كٰنَ حٰكِمًا يَّعْقِلُ مَا يَخَاطَبُ بِهٖ وَهُمْ اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَّيُحَقِّقُ الْقَوْلُ بِالْغَدَابِ عَلٰى الْكَافِرِيْنَ ۝ وَهُمْ كَالْمُتَّبِعِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ مَا يَخَاطَبُوْنَ بِهٖ

۶۹) اور ہم نے پیغمبر کو شعر نہیں سکھلائے اور نہ شعر کیا اس کو آسان ہے (یہ رد ہے کافروں کی بات کا کہ وہ کہتے تھے کہ بے شک جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں، شعر ہیں یعنی قرآن کو وہ شعر سے تعبیر کرتے تھے) یہ کتاب جس کو محمد لائے ہیں نصیحت ہے اور قرآن ہے جو کھلے احکام سناتا ہے۔

۷۰) تاکہ ڈراوے ان لوگوں کو جو زندہ ہیں بھتے ہیں اس بات کو جو ان کے سامنے بیان کی جاتی ہے یعنی اہل ایمان کو ڈراوے اور تاکہ پورا ہو جاوے حکم عذاب کافروں پر جو مثل عمروں کے ہیں کہ نہیں سمجھتے اس کلام کو جو ان کے سامنے بیان کی جائے۔

## تشریح

۶۶) ہم چاہیں تو سب کچھ مسخ کر دیں | ہم چاہیں تو سب کچھ بگاڑ کر رکھ دیں۔ یہ مانگیں جن سے تم دوڑ دوڑ دھوپ کر رہے ہو یہ حرکت کرنا بند کر دیں، اللہ کی دی ہوئی طاقتیں جن سے تم کام لے رہے ہو ہم چاہیں تو ان کو ختم کر دیں کہ وہیں کے وہیں جم کر رہ جائیں نہ آگے چل سکیں نہ پیچھے پلٹ سکیں۔ بچپن میں انسان کیسا مجبور ہوتا ہے کمزور اور ناتواں دوسروں کے سہارے کا محتاج رہتا ہے۔ بڑھاپے میں اس کی پھر وہی حالت ہو جاتی ہے ساری طاقتیں جواب دے دیتی ہیں۔ یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر کرنا چاہیے اس کا احسان ماننا چاہیے اور کبھی اور غور سے دور رہنا چاہیے

۶۸) بڑھاپے کی حالت جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں، بڑھاپے کی حالت کو پہنچتا ہے اس کی خستہ تو بالکل الٹ ہی جاتی ہے۔ مثال مشہور ہے کہ بچہ اور بوڑھا ایک جیسے ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں انسان کی حالت بچوں جیسی ہو جاتی ہے جیسے بچپن میں دوسروں کے سہارے کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح بڑھاپے میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ جیسے بچپن میں بچے کو گود میں لے کر ادھر سے ادھر لے جاتے ہیں اس کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اس کو اپنے ہاتھ سے کھلاتے پلاتے ہیں یہی حالت انسان کی بڑھاپے میں ہو جاتی ہے گویا جہاں سے آغاز ہوتا ہے اسی حالت پہنچ کر اس کی انتہا ہوتی ہے۔ کیا یہ سب باتیں دیکھ کر سمجھ اور عقل نہیں آتی؟ کہ ایک دن ہماری بھی یہی حالت ہو جائے گی۔

۶۹) یہ حقائق ہیں شاعری نہیں ہے | نبی جو کچھ بیان کر رہے ہیں وہ زندگی کے حقائق ہیں۔ وہ قرآن سن رہے ہیں جو ایک نصیحت کی کتاب ہے اور واضح باتوں پر مشتمل ہے آپ کی باتیں شاعرانہ تخیلات نہیں ہیں، نہ ہم نے آپ کو شعرو شاعری سکھائی اور نہ وہ آپ کے لئے زیادتھی۔ آپ کو طبعاً شعر و شاعری سے کوئی مناسبت نہ تھی حالانکہ یہ وہ دور تھا کہ ہر طرف شعر و شاعری کے چرچے تھے مگر آپ نے زندگی بھر باقاعدہ کوئی شعر نہیں کہا۔

اس لئے آپ کی باتیں شاعرانہ نہیں ہیں بلکہ زندگی کے ٹھوس اور سچے حقائق ہیں جن کی بنیاد پر قوموں کے افکار اور ان کے طریقہ زندگی میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

۷۰) یہ زندہ انسانوں کو جنھوڑنے والی کتاب ہے | قرآن کوئی شعر و شاعری نہیں ہے یہ وہ کتاب ہے کہ جس انسان میں ذرا بھی زندگی ہے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہے وہ پتھر کی طرح بے جان نہیں ہے ان کو خبردار کرے اور جو ان سچائیوں سے انکار کریں ان کے اور رحمت قائم ہو جائے اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہیں ان باتوں کا علم نہ تھا اور ہمارے پاس کوئی بتانے والا نہیں آیا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ

أَوَلَمْ يَرَوْا	أَنَا + خَلَقْنَا	لَهُمْ	مِمَّا عَمِلَتْ	أَيْدِينَا	أَنْعَامًا	فَهُمْ
یا کیا وہ نہیں دیکھتے	ہم نے پیدا کیا	ان کے لئے	ان کے لئے	بنایا اپنے ہاتھوں (قدرت سے)	جو پائے	پس وہ

یا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے جو (چیزیں) اپنی قدرت سے بنائیں ان سے ان کے لئے پیدا کئے جو پائے پس وہ

لَهُمَا مَلِكُونَ ۱۱ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۱۲

لَهُمَا	مَلِكُونَ	وَذَلَّلْنَاهَا	لَهُمْ	فَمِنْهَا	رَكُوبُهُمْ	وَمِنْهَا	يَأْكُلُونَ
ان کے	مالک ہیں	اور ہم نے ذلیل کر دیا ہے	ان کے لئے	ان کے لئے	ان کی سواری	اور ان	وہ کھاتے ہیں

ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان (جو پاپوں) کو ان کا فرماں بردار کیا پس ان میں (بعض) ان کی سواری ہیں اور ان میں بعض کو وہ کھاتے ہیں۔

۱۱ اور کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ ہم نے ان کے اور تمام مخلوق کے لئے پیدا کیا بدون کسی دوسرے کی شرکت اور اعانت کے اونٹ گائے اور بکری کو۔

۱۱ أَوَلَمْ يَرَوْا يَعْلَمُوا أَوَلَا اسْتَفْهَامٌ

لِلتَّفَرُّيرِ وَالنَّوْأِ وَالسَّائِحِ

عَلَيْهَا لِنَعْفِ أَنْ خَلَقْنَا

لَهُمْ مِنْ جُمْلَةِ النَّاسِ

مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَعَف

عَمَلْنَاهُ بِلا شَرِيكَ وَلَا

مُعِينٍ أَنْعَامًا هِيَ الْإِبِلُ

وَالْبَقَرُ وَالغَنَمُ فَهُمْ لَهَا

مَلِكُونَ ○ ضَائِبُونَ

۱۲ وَذَلَّلْنَاهَا سَخَّرْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

رَكُوبُهُمْ مَرَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ○

سویہ لوگ ان جانوروں کے مالک اور گھیرنے والے

ہیں۔

۱۲ اور ہم نے ان جانوروں کو ان کے تابع کیا کہ بعض پر سوار

ہوتے ہیں اور بعض کو کھاتے ہیں۔

### تشریح

۱۱ انسانوں کی خدمت کے لئے مویشی ہم نے خود بنائے | اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی صورت میں جو نشانیاں بھیجیں ان کے علاوہ وہ نشانیاں

بھی ہیں جو اللہ کی تخلیق کی صورت میں خوب دروز ہماری خدمت کے لئے تیار رہتی ہیں۔ اس نے ہمارے لئے مویشی بنائے جن کی تخلیق میں کوئی اور شال نہیں ہے وہ اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان کو ہمارے تصرف میں آدیا کہ ہم ان سے جس طرح چاہتے ہیں خدمت لیتے ہیں۔

۱۲ جو پائوں کے مختلف فائدے | اللہ تم نے جو پائے اور مویشی پیدا کر کے اس طرح انسان کے تصرف اور استعمال میں دے دیئے ہیں کہ

بڑے بڑے جانور انسان ان کی سواری کرتا ہے ان کی نتھیل پکڑ کر جبر کو چاہتا ہے لے جاتا ہے ایک چھوٹا سا بچہ بھی اگر اس کے ہاتھ میں نکل ہوتی ہے ان بڑے جانوروں کو ادھر سے ادھر لے پھرتا ہے اور وہ ذرا کان تک نہیں ہلاتے۔ بعض جانوروں کو کاٹ کر اپنی غذا بناتا ہے ان کی کھال بڑی اون ہر چیز سے فائدے حاصل کرتا ہے۔

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبٌ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿۴۳﴾

وَلَهُمْ فِيهَا	مَنَافِعُ	وَمَشَارِبٌ	أَفَلَا يَشْكُرُونَ	و
اور ان کے لئے	ان میں	فائدے	اور پینے کی چیزیں	کیا پھر وہ شکر نہیں کرتے

اور ان میں ان کے لئے (بہت سے) فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں کیا پھر وہ شکر نہیں کرتے؟ اور

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُم يُنصَرُونَ ﴿۴۴﴾

اتَّخَذُوا	مِنْ دُونِ اللَّهِ	آلِهَةً	لَّعَلَّهُمْ	يُنصَرُونَ
انہوں نے بنائے	اللہ کے سوا	اور معبود	شاید وہ	مدد کے لئے جائیں

انہوں نے بنائے اللہ کے سوا اور معبود اس خیال باطل سے کہ شاید وہ مدد کے لئے جائیں۔

﴿۴۳﴾ اور ان کے لئے ان جانوروں کے اداں اور بالوں میں بہت سے نفع ہیں اور ان کا دودھ پیتے ہیں سو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے کہ ان چیزوں کا دینے والا اور انعام کرنے والا کون ہے۔ تاکہ اس پر ایمان لاویں یعنی حامل یہ کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا جس سے وہ جانتے اور ایمان لاتے۔

﴿۴۴﴾ اور انہوں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنایا تاکہ وہ ان کو مذاب الہی سے بجالیں سفارش کر کے۔ یہ ان کافروں کا گمان ہے۔

﴿۴۳﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَأَصْوَابِهَا وَأُولَآئِهَا وَ

أَشْعَارِهَا وَمَشَارِبٌ مِنْ لَبَنٍ حَامٍ مُّشْرَبٍ

بِمَعْنَى شُرْبٍ أَوْ مَوْضِعِهِ أَفَلَا يَشْكُرُونَ

الْمُنْعَمَ عَلَيْهِمْ بِهَا قِيُسُ مَسُونِ أَيْ مَا قَعَلُوا

ذَلِكَ

﴿۴۴﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أٰلِهَةً اٰخٰرَةً

اَلِهَةً اَصْنَامًا مَا يَعْبُدُوْنَ وَهِيَ لَعَلَّهُمْ

يُنصَرُونَ ۝ يَمْنَعُونَ مِنْ عَذَابِ

اللّٰهِ بِشَفَاعَةِ اٰلِهَتِهِمْ بِنِعْمَتِهِمْ

### تشریح

﴿۴۳﴾ مویشیوں کی طرح کے فائدے | ان مویشیوں سے طرح طرح کے فائدے اٹھاتا ہے کسی کا دودھ پیتا ہے کسی کا گوشت کھاتا ہے پھر بھی وہ تم حقیقی کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ حقیقت میں ان نعمتوں کا دینے والا وہی پروردگار ہے جس نے انسان کے فائدے کے لئے یہ تمام چیزیں پیدا کیں زبان سے شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ عمل سے ان کا شکر یہ کہ ان نعمتوں کو نعمت دینے والے کی رضا کے مطابق استعمال کرے۔

مولوی اسماعیل میرٹھی نے بڑے سادہ سے لفظوں میں بچوں کے معصوم دماغوں میں کس طرح حقیقی نعم کی بات کو جایا ہے۔ کہتے ہیں۔

رب کا شکر ادا کر بھائی ۛ جس نے تیری گائے بنائی

اب اگر کوئی گائے بنانے والے کی بندگی کے بجائے اس گائے کے آگے ڈنڈوت کرنے لگے تو ایسا ہے جیسے گھر کے مالک کا شکر یہ ادا کرنے کے بجائے نوکروں کے بیروں سے جاتیں۔ حالانکہ اگر نوکرونی چیز دیتے ہیں تو مالک کے حکم سے دیتے ہیں۔ گائے دودھ

دیتی ہے تو مالک کے حکم سے دیتی ہے جو اس کا پیدا کرنے والا ہے۔

خالق کے برائے مخلوق کو معبود بنایا | خالق کی یہ تمام نشانیاں سامنے ہوتے ہوئے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا وہ خدائے واحد و

یکتا ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی مخلوق میں سے اپنے معبود بنائے یہ سمجھ کر کہ یہ ان کی مدد کریں گے جو اپنے وجود میں دوسرے کے محتاج

ہیں وہ کسی کی مدد کیسے کر سکتے ہیں۔

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ ﴿۵۵﴾ فَلَا

لَا يَسْتَطِيعُونَ	نَصْرَهُمْ	وَهُمْ	لَهُمْ	جُنْدٌ	مُحَضَّرُونَ	فَلَا
دہ نہیں کر سکتے	ان کی مدد	اور وہ	ان کے لئے	شکر	حاضر کئے جائیں گے	پس نہ
دہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے (عجم) شکر (کی شکل میں) حاضر کئے جائیں گے۔ پس						

يَحْزُنُكَ قَوْلُهُمْ إِنَّآ نَعْلَمُ مَا يَسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿۵۶﴾

يَحْزُنُكَ	قَوْلُهُمْ	إِنَّا نَعْلَمُ	مَا يَسِرُّونَ	وَمَا	يُعْلِنُونَ
آپ کو غموم کرے	ان کی بات	بیشک ہم جانتے ہیں	جو وہ چھپاتے ہیں	اور جو	دہ ظاہر کرتے ہیں
آپ کو ان کی بات غموم نہ کرے۔ بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔					

﴿۵۵﴾ ہرگز وہ بت ان کو بچا نہیں سکتے بلکہ وہ خود ان کے ساتھ دوزخ میں حاضر کئے جاویں گے جو ان کے گمان کے مطابق ان کے مددگار تھے

﴿۵۶﴾ پس آپ کو اسے محمد ان کا یہ کہنا کہ آپ بھیجے ہوئے نہیں ہیں غم گین نہ کرے کیوں کہ ہم جانتے ہیں جو وہ پوشیدہ رکھتے ہیں اور جو کچھ اس قسم کی بات ظاہر کرتے ہیں سو ہم ان کو اس کا عوض دیں گے۔

﴿۵۵﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَى الْهَتَّهُمْ نَزَلُوا

مَنْزِلَةَ الْعُقَلَاءِ نَصْرَهُمْ وَهُمْ أَى الْهَتَّهُمْ مِنَ الْأَكْثَامِ لَهُمْ جُنْدٌ يَنْزِعُهُمْ نَصْرَهُمْ مُحَضَّرُونَ ○ فِي النَّارِ مَعَهُمْ

﴿۵۶﴾ فَلَا يَحْزُنُكَ قَوْلُهُمْ نَكَ

لَسْتَ مُرْسَلًا وَغَيْرَ ذَلِكَ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يَسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ○ مِن ذَٰلِكَ وَعَنِيْرًا فَتُجَازِيَهُمْ عَلَيْهِ۔

### تشریح

﴿۵۵﴾ جھوٹے معبود کوئی مدد نہیں کر سکتے | اللہ کو چھوڑ کر جو معبود حقیقی ہے جھوٹے معبودوں کو اپنا خدا بنا لیا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ وقت بڑنے پر یہ ہماری مدد کریں گے یہ چارے کسی کی کیا مدد کریں گے یہ مدد قابل ہی نہیں ہیں بلکہ اپنی بقا کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں اگر ان کی حمایت کرنے والا کوئی نہ ہو تو ان کی خدائی جلتی نہیں ہے اور ان کا پوچھنے والا کوئی نہ ہو تو ان کی خدائی چمکنی نہیں ہے یہ اصل خدا نہیں ہیں جو کسی کے محتاج نہ ہوں اور اس کی فرمائشیں مدد سے خود حل رہی ہو۔

﴿۵۶﴾ اسے بغیر ہم ان کے ظاہر باطن کو جانتے ہیں | جب معبود حقیقی پروردگار کے ساتھ ان کا یہ معاملہ ہے کہ اس کو چھوڑ کر جھوٹے معبود بنائے پھرتے ہیں تو آپ ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں۔ آپ کے ساتھ جو کچھ بھی کریں کم ہے ہم ان کے ظاہر و باطن کو خوب جانتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ جو آپ کے خلاف جھوٹ کے طوفان اٹھا رہے ہیں دل دل میں آپ کی سچائی کے قائل ہیں۔ اس لئے آپ ان کی باتوں سے ذرا بھی رنجیدہ نہ ہوں سچائی کا مقابلہ جھوٹ سے کرنے والے دونوں جہاں میں ناکام ہوں گے۔

أَوْلَمْ يَرَ الْإِنْسَانَ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا

أَوْلَمْ	يَرَ	الْإِنْسَانَ	أَنَّا	خَلَقْنَاهُ	مِنْ	نُطْفَةٍ	فَإِذَا
کیا نہیں	دیکھا	انسان	کہ ہم نے پیدا کیا اس کو	سے	نطفہ	پھر ناگہاں	
کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر ناگہاں							

هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۴۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ

هُوَ	خَصِيمٌ	مُّبِينٌ	وَضَرَبَ	لَنَا	مَثَلًا	وَنَسِيَ
وہ	جھگڑالو	کھلا	اور اس نے چسپاں کی	ہمارے لئے	ایک مثال	اور بھول گیا
وہ جھگڑالو ہوا کھلا اور اس نے ہمارے لئے ایک مثال چسپاں کی اور اپنی پیدائش						

خَلَقَهُ ط قَالَ مَنْ يُّحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ

خَلَقَهُ	ط	قَالَ	مَنْ	يُّحْيِي	الْعِظَامَ	وَهِيَ
انہی پیدائش	کئے	کہنے لگا	کون	پیدا کرے گا	ہڈیاں	جب کہ وہ
کو بھول گیا، کہنے لگا کون ہڈیوں کو پیدا کرے گا جب کہ وہ گل						

رَامِيمٌ ﴿۴۸﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا

رَامِيمٌ	﴿۴۸﴾	قُلْ	يُّحْيِيهَا	الَّذِي	أَنشَأَهَا
گل گئیں	فرمادیں	کہنے لگیں	اے زندہ کریگا	وہ جس نے	اسے پیدا کیا
گئی ہوں گی؟ آپ فرمادیں اے وہ زندہ کرے گا جس نے اسے پہلی بار					

أَوَّلَ مَرَّةٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿۴۹﴾

أَوَّلَ	مَرَّةٍ	ط	وَهُوَ	بِكُلِّ	خَلْقٍ	عَلِيمٌ
پہلی	بار	اور وہ	ہر طرح	پیدا کرنا	جاننے والا	
پیدا کیا اور وہ ہر طرح سے پیدا کرنا جانتا ہے۔						

بِالَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ

بِالَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّنَ	الشَّجَرِ	الْأَخْضَرِ
جس نے	پیدا کیا	تہا رکھے	سے	درخت	سبز
جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے					



## نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقَدُونَ ﴿۵۰﴾

نَارًا	فَإِذَا	أَنْتُمْ	مِنْهُ	تُوقَدُونَ
آگ	پس اب	تم	اس سے	سلاگتے ہو
آگ پیدا کی پس اب تم اس سے آگ سلاگتے ہو				

﴿۵۰﴾ اور کیا وہ انسان نہیں جانتے (مرا داس سے عامل ابن وائل ہے) کہ بے شبہ ہم نے اس کو نظر منعی ضعیف سے پیدا کیا یہاں تک کہ ہم نے اس کو قوی بنا دیا پس ناگاہ وہ ہم سے حشر و نشر کے انکار میں مجبور ہوتا ہے اور صاف انکار کرتا ہے۔

﴿۴۸﴾ أَوَلَمْ يَرَى الْإِنْسَانَ يَعْلَمُ وَهُوَ الْعَاصِي بَيْنَ وَأَيْمُنٍ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ تُطْفِئَةٍ مِّنْ نَّارٍ أَلَمْ يَرَ أَنَّهُ شَدِيدًا غَضَبًا فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ شَدِيدٌ الْخُصُومَةِ لَنَا مُبِينٌ بَيْنَهُمَا نَفِي الْبَغْتِ

﴿۴۹﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا فِي ذَلِكَ وَكَيْفَى خَلْقَةً مِّنَ النَّارِ وَهُوَ أَعْرَبُ مِنَ مَثَلِهِ فَقَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ أَيُّ بَالِيَةٍ وَلَمْ يَقْتُلْ بِالشَّيْءِ لَاكِنَّةً إِسْمُهُ لَا صِفَةَ رُوي أَنَّهُ أَخَذَ عَظْمًا رَمِيمًا فَقَفَّضَهُ وَقَالَ لِلنَّاسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَى يُحْيِي اللَّهُ هَذَا بَعْدَ مَا بَلَى وَرَمَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْمُرُ وَيُدْخِلُهُ النَّارَ

﴿۴۹﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ أَيُّ مَخْلُوقٍ عَلَيْهِمْ مُجْتَلًا وَمُفْصَلًا فَبَلَّ خَلْقَهُ وَبَعْدَ

﴿۴۸﴾ اور ہمارے واسطے مثال بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہ ہم نے اس کو منی سے بنایا حالانکہ کہاں کے مثال بیان کرنے سے یہ مثال زیادہ غریب ہے اور وہ مثال جو وہ ہمارے لئے بیان کرتا ہے یہ ہے کہ کہتا ہے پرانی ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے (مردی ہے کہ عامل ابن وائل نے ایک پرانی ہڈی اٹھائی اور اس کو ریزہ ریزہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کیا تیرے نزدیک اللہ اس ہڈی کو زندہ کر دے گا بعد اس کے کہ یہ بوسیدہ اور پرانی ہو گئی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ بے شبہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کرے گا۔ اور تمہ کو اسے کافر آگ میں ڈالے گا۔

﴿۴۹﴾ اے محمد کہدے ہڈیوں بوسیدہ کو زندہ کرے گا وہ اللہ جس نے ان کو اول مرتبہ پیدا کیا اور وہ ہر ایک مخلوق کا سال ہانتا ہے پہلے اس کے پیدا کرنے سے اور بعد اس کے پیدا کرنے کے باجمال اور بالتفصیل۔

خَلَقَهُ

۸۰ مَا لَنَا نَجَعَلْ لَكُمْ فِي جُمْلَةِ النَّاسِ  
مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ الْمَرْجُو  
الْعَمَارِ أَوْ كُلِّ شَجَرٍ إِلَّا الْعُنَابَ  
نَارًا فَإِذَا آتَاكُمْ مِنْهُ تَوَقَّدُونَ  
تَفْدَحُونَ هَذَا إِذْ أَلَعَلَّ الْفُؤَادَةَ عَلَى  
الْبُعْثِ فَإِنَّهُ جَنَّمَ فِيهِ بَيْنَ  
النَّارِ وَالنَّارِ وَالنَّارِ فَكَلَامًا  
يُظْفِرُ النَّارَ وَلَا النَّارُ يُحْرِقُ النَّارَ

۸۰ وہ اللہ جس نے تم سب کے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی۔ مراد سبز درخت سے ایک خاص درخت ہے جس سے آگ نکلتی ہے یا مراد ہر درخت سے ہر ایک درخت ہے۔ بجز عناب کے کہ اس کے سوا سب درختوں میں آگ رکھی گئی ہے۔ سو اس آگ کو جس کو تم جلاتے ہو اور اس سے روشنی حاصل کرتے ہو۔ اور یہ آگ کا لگانا سبز درخت کی جگہ پر کرنا ہی ہے۔ حق تعالیٰ قدرت پرکرا تحقیق اس سے آگ اور پانی اور لکڑی کو پس در پانی آگ کو بجاتا ہے اور نہ آگ لکڑی کو ملاتی ہے۔

تشریح

۷۷ انسان کی اصل مقیدہ آخرت کی صداقت کی دلیل ہے | انسان کہتا ہے کہ جب وہ مگر مٹی میں مل جائے گا اس کے بدن کے اجزاء بکھر جائیں گے بڑیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو کون اس کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ انسان ذرا اپنی پیدائش پر غور کرے کہ اسے بے جان مادے سے پیدا کیا گیا جو اس کی تخلیق کا ذریعہ بنا اس بے جان مادے میں زندگی کا جراثیم نے رکھا پھر اس جراثیم کو پرورش کرتے کرتے ایک پورا انسان بنا دیا جس میں زندگی ہے اور وہ جھگڑا لو بن کر اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو گیا آخر اس میں شعور عقل استدلال کی قوت، بیان کرنے کی طاقت یہ سب چیزیں کہاں سے آئیں۔ وہ بے جان نطفہ جب یہاں تک پہنچ سکتا ہے اور خالق اس کو زندگی دے سکتا ہے تو پھر بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کرنا اور پہلے کی طرح جوں کا توں بنا دینا اس کی قدرت کے لئے کیا مشکل ہے۔

۷۸ اب وہ ہیں ماجز سمجھتا ہے اور اپنی تخلیق کو بھول گیا | جب ہم نے اس کو بے جان نطفے سے پیدا کیا تب تو ہم قدرت والے تھے۔ اب وہ اپنی تخلیق کو بھول گیا اور یہ سمجھتا ہے کہ ہم دوسری مخلوقات کی طرح ماجز ہیں جس طرح انسان کسی مردے کو زندہ نہیں کر سکتا ہم بھی زندہ نہیں کر سکتے۔ کہتا ہے کون ان بڑیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔ اس سے پوچھو کہ پہلی مرتبہ تمہارے کس نے پیدا کیا تھا اور کاہے سے پیدا کیا تھا۔

۷۹ جس نے پہلی بار پیدا کیا وہی دوبارہ پیدا کرے گا | ان سے کہو جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا وہی تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا وَهَسُوْا أَهْوُونَ عَلَيْهِ (اور ایسا کرنا اس کے لئے بہت آسان ہے) ویسے بھی کسی چیز کو جس کو ایک مرتبہ بنا چکے ہوں دوبارہ بنانا مشکل نہیں ہوتا اور اللہ تم کے لئے تو پہلی مرتبہ دوسری مرتبہ برابر میں اس نے پہلی مرتبہ انسان کو بغیر کسی نمونے کے بنایا اور دوبارہ بنا سکتا ہے اس کے لئے دشوار نہیں ہے۔ ہر تخلیق کا کام وہ جانتا ہے۔

۸۰ اس نے پانی سے درخت اور درخت سے آگ نکالی | وہ ایسی قدرت والا ہے کہ پہلے اس نے پانی سے درخت بنا لئے اور درختوں کے اندر وہ آتش گیر مادہ رکھ دیا جس سے تم آگ جلاتے ہو۔ قدیم زمانے میں دو درختوں کی ٹہنیوں کو ایک دوسرے پر مارتے تھے جس سے آگ بھڑنے لگتی تھی۔ ایک درخت کا نام مرغ اور دوسرے کا "غفار" تھا۔ اسی طرح بانس کا درخت کہ اس کے رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔ جو پروردگار ایسی قدرت والا ہے کہ ہر سے درختوں سے آگ نکال دیتا ہے اس کے لئے کوئی کام بھی دشوار نہیں ہے۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَدِيرٍ

أَوَلَيْسَ	الَّذِي	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	بِقَدِيرٍ
کیا	نہیں	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمانوں اور زمین	قادر

وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا وہ اس پر قادر نہیں

عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ﴿۸۱﴾

عَلَىٰ	أَنْ	يَخْلُقَ	مِثْلَهُمْ	بَلَىٰ	وَهُوَ	الْخَلْقُ	الْعَلِيمُ
پر	کہ	وہ پیدا کرے	اُن جیسا	ہاں	اور وہ	بڑا پیدا کرنے والا	دانا

کہ ان جیسا پیدا کرے؟ ہاں (کیوں نہیں) وہ بڑا پیدا کرنے والا دانا ہے

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾

إِنَّمَا	أَمْرُهُ	إِذَا	أَرَادَ	شَيْئًا	أَنْ	يَقُولَ	لَهُ	كُنْ	فَيَكُونُ	
اس کو	نہیں	اس کا	کام	جب	وہ ارادہ	کسی شے کا	کہ	وہ کہتا ہے	اس کو ہو جا	تو وہ ہو جاتی ہے

اس کا کام اس کے ہوا نہیں کہ وہ کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۳﴾

فَسُبْحَانَ	الَّذِي	بِيَدِهِ	مَلَكُوتُ	كُلِّ	شَيْءٍ	وَإِلَيْهِ	تُرْجَعُونَ
سو پاک ہے	وہ جس	اس ہاتھ میں	بادشاہت	ہر شے	اور اسی کی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے	

سو پاک ہے وہ (ذات واحد) جس کے ہاتھ میں ہر شے کی بادشاہت ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

۵۷

﴿۸۱﴾ اور کیا وہ ذات پاک جس نے آسمانوں اور زمینوں کو بنایا  
باوجود ان کے نہایت بڑے ہونے کے، اس امر  
پر قادر نہیں کہ آدمی جیسی چھوٹی چیز کو بنا سکے

البتہ وہ قادر ہے اس پر  
اور وہ بڑا خالق ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے۔  
(اللہ تعالیٰ نے لفظ بلی سے خود ہی جواب دیا۔)

﴿۸۲﴾ بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی یہ نشانی ہے کہ جب کسی  
چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو فرمادیتا ہے کہ۔

﴿۸۱﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ

مِثْلَهُمْ أَمْ لَمْ يَكُنْ فِي

الصُّغُرِ بِلَاةً أَمْ هُوَ وَكَادِرًا

عَلَىٰ ذَلِكَ أَحَابَ نَفْسَهُ وَهُوَ

الْخَلْقُ الْكَلِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۸۱﴾

بَلَىٰ شَيْءٌ

﴿۸۲﴾

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ

شَيْئًا أَنْ يَقُولَ

ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے۔

(۸۲) سو پاکی ہے اس کے لئے جس کے قبضہ قدرت میں ہے ہر ایک چیز اور اسی کی طرف تم کو آخرت میں جاتا ہے۔

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ اَيُّ فَيَكُونُ  
وَفِي قِرَاءَةِ بِالنَّصْبِ عَطْفًا عَلَى يَقُولِ  
فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ  
مَلَكُوتِ رَبِّكَ وَالتَّوَّابُ الرَّحِيمُ  
اَيُّ الْعَنُودِ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَالْيَسِيرُ  
تَرْجَعُونَ ○ تَرْجَعُونَ فِي الْاَجْرَةِ

## تشریح

(۸۱) زیادہ زمین و آسمان کا خالق نہیں ہے | کیا یہ زمین اور آسمان اس نے پیدا نہیں کئے جب وہ اتنی بڑی بڑی چیزیں پیدا کر سکتا ہے تو اس کے لئے تم جیسی چھوٹی چھوٹی چیزیں پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ بے شک وہ ماہر پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ کوئی چیز اس کے بس سے باہر نہیں ہے۔

(۸۲) اس کو کسی چیز کے پیدا کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی | کوئی بڑی چیز ہو یا چھوٹی، پہلی مرتبہ بنائی جائے یا دوبارہ اس کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے۔ بس اس کے ارادہ کرنے کی دیر ہے۔ جب وہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔ نہ اسے کسی اسباب کی ضرورت ہے نہ اسباب کے سہارے کی وہ خود ہی مسبب الاسباب ہے۔ اوپر آیت ۷۷ میں انسان کے بدن کی تخلیق کا ذکر ہوا کہ اسے پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ اور یہاں اس آیت میں روح انسانی کا بیان ہوا کہ بدن کی تخلیق کے بعد جب نفع روح کی نوبت آئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گئی گو یا روح کا تعلق امر رب سے ہوا۔

(۸۳) مکمل اقتدار اللہ ہی کا ہے | اللہ ہی حاکم مطلق ہے مکمل اقتدار اسی کا ہے۔ وہ اعلیٰ ترین ہستی جس کے قبضے میں اور پرے نیچے تک تمام مخلوقات کی باگ ڈور ہے اور آئندہ بھی سب کو پلٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔ وہ عظیم سستی ہر طرح کی کمزوری غیب اور نقص سے پاک ہے۔



۳۷

# الصَّافَاتُ

○ ترتیب تلاوت ————— ۳۷	○ ترتیب نزول ————— ۵۶
○ مکی / مدنی ————— مکی	○ تعداد رکوعات ————— ۵
○ تعداد آیات ————— ۱۸۲	○ تعداد الفاظ ————— ۸۷۳
○ تعداد حروف ————— ۳۹۵۱	

- اسی سورت کی پہلی آیت ”وَالصَّافَاتُ صَفَاءً“ کے پہلے لفظ وَالصَّفَاتُ سے اس سورت کا نام لیا گیا ہے۔ صافات کے معنی ہیں قطار در قطار صف باندھنے والے۔
- جس زمانے میں یہ سورت نازل ہوئی اس وقت اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت پوری شدت کے ساتھ کی جا رہی تھی حالات نہایت دل شکن اور صبر آزما تھے۔ اس لئے اس سورت میں اہل اسلام کو آنے والے حالات کی بشارت دے کر ان کا حوصلہ بلند کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ صورت حال بہت زیادہ نہیں رہے گی حتیٰ آخر کار کامیاب ہوگا اور باطل مغلوب ہو کر رہے گا۔
- جس زمانے میں اسلام کے غلبے کی بشارت دی گئی اس وقت ظاہری حالات قطعی ناموافق تھے اور کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آج مسلمان جس پریشانی سے گزر رہے ہیں اس میں کسی کامیابی کی صبح بھی طلوع ہوگی؟

بہت سارے لوگ وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے اور نبی م کے ساتھ صرف چالیس پچاس ہاں نثار ہی ہر طرح کی قربانیاں دینے کے لئے موجود تھے۔

اس سورت میں مخالفین کو تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ وہ اپنی روش چھوڑ دیں اور تاریخ کے حالات سے عبرت حاصل کریں کہ حق کی مخالفت کرنے والے کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکے اور ہمیشہ اللہ کی نعمتیں اور رحمتیں انہی لوگوں کے ساتھ رہیں جو حق پر ثابت قدم رہے۔

اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ حضرت ابراہیم م کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم م کے ساتھ حکم نے لوگ اپنا نسی تعلق بھی جوڑتے تھے اور ان کا دعویٰ یہ بھی تھا کہ ہم دین ابراہیمی ہیں۔ حضرت ابراہیم م اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل م کی بے مثال قربانی کا ذکر کر کے ان کو یاد دلایا گیا ہے کہ دین کی اصل روح کیا ہے۔

اسی طرح حضرت نوح م حضرت ایسا م اور حضرت موسیٰ م اور حضرت ہارون م ان پیغمبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی فرعون کے ساتھ کش مکش اور آخر فرعون کی غرقابی اور بنی اسرائیل کی کامیابی کا تذکرہ کر کے اہل ایمان کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ توحید اور آخرت پر دل پذیر دلائل سے دلوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ یہ وہ ابدی سچائیاں ہیں جن پر ایمان لا کر انسان کامیابی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔

یہ سورت قرآن کی صداقت کا جیسا جاگتا ثبوت ہے اور غلبہ اسلام کی جو پیش گوئی ان ناموافق حالات میں کی گئی تھی پندرہ سولہ سال کے عرصے میں ہی وہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ اللہ کے رسول م صحن کعبہ میں ایک فاتح کی حیثیت سے جلوہ افروز تھے۔

۱۸۲ آیاتہا	۳۷۔ سُوْرَةُ الصَّفَاتِ مَكِّيَّةٌ - ۵۱	رُكُوْعَاتُهَا ۵
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ		
الشركے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے		
وَالصَّفَاتِ صَفًا ①		
و	الصَّفَاتِ	صَفًا
قسم	صف باندھنے والے	پُرَاجِمًا كَرِيمًا
قسم ہے پُرَاجِمًا كَرِيمًا سے باندھنے والے (فرشتوں) کی		

سُوْرَةُ وَالصَّفَاتِ مَكِّيَّةٌ  
وَهِيَ مِائَةٌ وَاثْنَتَانِ  
وَرِثْمَانُونَ آيَةٌ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورة والصفات مکی ہے اس میں ایک سو  
بیس اسی آیتیں ہیں۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم  
فروع الشکر کے نام سے جو نہایت بخشش والا مہربان ہے

① وَالصَّفَاتِ صَفًا ۝ الْمَلَائِكَةُ  
تَصِفُ تَمَنُّوْهُنَّ فِي الْعِبَادَةِ  
أَوْ أَجْنَحَتْهَا فِي السَّمَوَاتِ  
تَنْظُرُ مَا تُوْمَرُ بِهِ

① وَالصَّفَاتِ صَفًا ۝ الْمَلَائِكَةُ  
تَصِفُ تَمَنُّوْهُنَّ فِي الْعِبَادَةِ  
أَوْ أَجْنَحَتْهَا فِي السَّمَوَاتِ  
تَنْظُرُ مَا تُوْمَرُ بِهِ

### تشریح

① صف در صف قطار باندھنے والوں کی قسم [وہ فرشتے جو نظام کائنات کی تدبیر کے لئے مقرر ہیں اللہ کے بندے اور اس کے غلام ہیں اور اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں اور اس کے سامنے غلاموں کی طرح قطار باندھے ہوئے اس کے حکم کے منتظر کھڑے رہتے ہیں۔  
فرشتے بھی اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اور وہ انسان بھی جو نمازیں اللہ کی عبادت کے لئے صغیر بنا کر ہاتھ باندھ کر اپنی بندگی کے اظہار کے لئے حاکم اعلیٰ کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑے رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ اطاعت گزار بندے اللہ کے سامنے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے جہاد میں صف بستہ رہتے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہیں فرشتے ہوں یا انسان سب اس کے غلام اور بندے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں ہی ان کی صحیح پہچان ہے۔ عبادت سب سے پسندیدہ خصلت ہے۔



## فَالزُّجْرَاتِ زُجْرًا ۲) فَالتَّلِيَّتِ ذِكْرًا ۳)

فَالزُّجْرَاتِ	زُجْرًا	فَالتَّلِيَّتِ	ذِكْرًا
پھر ڈانٹنے والے	جھڑک کر	پھر تلاوت کرنے والے	ذکر (قرآن)
پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی ، پھر قرآن تلاوت کرنے والوں کی			

۲) فَالزُّجْرَاتِ زُجْرًا ○ التَّلَاةِ ○  
شُجْرًا السَّحَابِ أَيْ سُورَةً

۳) فَالتَّلِيَّتِ جَمَاعَةً قِرَاءً

القُرْآنِ تَشْلُوكًا ذِكْرًا ○

مَصْدَرٌ مَبْنِيٌّ مَعْنَى التَّلَاةِ

تَشْرِيح

۲) پھر ان فرشتوں کی جو ابر کو ہانکتے ہیں۔  
۳) پھر قسم ہے ان جماعتوں کی جو قرآن کی تلاوت اور ذکر الہی کرتے ہیں۔

۲) ڈانٹنے پھٹکارنے والوں کی قسم | قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حق تو اس چیز کو مضمون کی تاکید کے لئے بطور دلیل اور شہادت کے پیش فرما رہے ہیں۔ ڈانٹنے پھٹکارنے والے فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانوں پر طبعی حادثوں اور تاریخی آفتوں کی شکل میں انسانوں پر جب پھٹکار بڑتی ہے اور جس کے ذریعے ان کو خبردار کیا جاتا ہے ان فرشتوں کی ڈانٹ اور ان کی پھٹکار جو مختلف شکلوں میں انسانوں کو تنبیہ کرتے ہیں وہ فرشتے بھی ہیں جو بادلوں کے انتظام پر ہیں اور ان کو ہنکاتے ہیں اور بارش کا انتظام کرتے ہیں۔ وہ فرشتے بھی ہیں جو شیطانوں کو ڈانٹ کر بھگاتے ہیں تاکہ وہ آسمان کی باتوں کی سن گن لینے میں کامیاب نہ ہوں یا بندوں کو نیکی کی بات سمجھا کر ان کو گناہوں سے روکتے ہیں۔

اس میں وہ انسان بھی ہیں جو اپنے نفس کو بدی سے روکتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بھی اللہ کے نیک بندے ہیں جو میدان جہاد میں ادھر ادھر جدوجہد کرتے پھرتے ہیں۔ غرض اللہ کی مخلوق میں فرشتے ہوں یا انسان اس کے سامنے صف بستہ، برائیوں کے خلاف صف آرا رہتے ہیں۔

۳) نصیحت کا کلام سنانے والے | ان کی قسم جو نصیحت کا کلام سناتے ہیں۔ سچائی کی طرف توجہ دلانے کے لئے یاد دہانی کراتے ہیں۔ انبیاء پر جو تعلیم نازل ہوتی ہے وہ لوگوں تک پہنچاتے ہیں، اللہ کے احکام سننے سناتے اور یاد کرتے ہیں۔ ان میں فرشتے بھی ہیں اور اللہ کے نیک اور صالح بندے بھی۔

غرض وہ اللہ کی مخلوق جو اس کی فرماں برداری کے لئے صف بستہ رہتی ہے اور دنیا میں جو حادثے پیش آتے ہیں ان کے ذریعے یاد دہانی کراتی ہے کہ اے انسان تو مادر پدر آزاد نہیں ہے بلکہ ایک پروردگار کا بندہ اور اس کے سامنے جواب دہ ہے۔

اور جو سچائی کی طرف توجہ دلانے کے لئے اللہ کے احکام کی یاد دہانی کرتے ہیں چاہے وہ فرشتے ہوں یا اللہ کے نیک بندے ہوں وہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ.....

إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

إِنَّ	إِلَهَكُمْ	لَوَاحِدٌ	رَبُّ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ
بے شک	تمہارا معبود	البتہ ایک	پروردگار	آسمانوں	اور زمین

بے شک تمہارا معبود ایک ہی ہے پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

وَمَا	بَيْنَهُمَا	وَرَبُّ	الْمَشَارِقِ
اور جو ان کے درمیان	اور پروردگار	مشرقوں	

اور جو ان کے درمیان ہے اور پروردگار ہے مشرقوں (مقاراً طلوع) کا

﴿۴﴾ إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝

﴿۴﴾ اے مکروالو بیشک تمہارا معبود ایک ہے۔

﴿۵﴾ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

﴿۵﴾ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو چیز بیان

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشْرِقِ ۝

کے درمیان میں ہیں اور رب سے سورج کی مشرقوں اور مغربوں کا (آفتاب کے لئے ہر روز نئے مشرق اور نئے مغرب ہوتے ہیں۔ کہ پیشوہ نئی جگہ سے نکلتا اور ڈوبتا ہے۔

أَنَّ وَالْمَغَارِبِ لِلشَّمْسِ لَهَا

كُلُّ يَوْمٍ مَشْرِقًا وَمَغْرِبًا

### تشریح

﴿۴﴾ تمہارا الہ ایک ہے۔ یہ سب اس بات کے گواہ ہیں کہ تم سب کا حاکم، تم سب کا معبود، تم سب کا پروردگار و خالق ایک اور

صرف ایک ہے۔ یہ پورا نظام کائنات جو اللہ کی بندگی میں چل رہا ہے یہ سب چیزیں اس بات پر گواہ ہیں کہ انسانوں کا

الہ صرف ایک ہی ہے اور ہم سب اس کی پیدائشی رعیت (BORN SUBJECT) ہیں۔ ہم اسی کے جلائے

جی رہے ہیں۔ ہمیں زندگی دینے والا اور زندگی کے سامان عطا کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس

حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ہمارا سر نیا صرف اسی کے آگے جھکنا چاہیے اور صرف اسی کی فرماں برداری

کرنا چاہیے۔

﴿۵﴾ انسانوں کا ہی نہیں زمین و آسمان اور اس کے درمیان ہر چیز کا رب وہی ہے۔ وہ نہ صرف انسانوں کا رب ہے بلکہ آسمانوں اور زمین

اور ان کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کا اور مشرقین کا رب وہی ہے۔ مشرقین یعنی شمال سے جنوب تک جہاں سے

سورج نکلتا ہے اور ستارے طلوع ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس کے مقابلے پر مغربین ہیں جہاں سورج ڈوبتا ہے۔ آیت

میں صرف مشارق کا ذکر کیا ہے۔ اس کے مقابلے میں مغربین خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زمین و

آسمان ہر جگہ ایک ہی معبود کی حکومت ہے یہ پوری کائنات اسی خدا کے واحد کی سلطنت ہے جو اس کا خالق بھی ہے اور بلا شرکت غیرے مالک و حاکم بھی۔

إِنَّا زَيْنًا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ بِالْكَوَاكِبِ ⑥

إِنَّا	زَيْنًا	السَّمَاءِ	الدُّنْيَا	بِزِينَةٍ	بِالْكَوَاكِبِ
بے شک ہم نے	زیں	آسمان	دنیا	زینت سے	ستارے
بے شک ہم نے مزین کیا آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے					

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ⑤

وَحِفْظًا	مِّنْ	كُلِّ	شَيْطَانٍ	مَّارِدٍ
اور محفوظ کیا	سے	ہر	شیطان	سرکش
اور ہر سرکش شیطان سے محفوظ کیا				

⑥ بے شبہ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت فرمائی

⑥ إِنَّا زَيْنًا السَّمَاءِ الدُّنْيَا

بِزِينَةٍ بِالْكَوَاكِبِ ⑥

بِضَوْبِهَا أَوْ بِهَا وَالْإِضَافَةُ

لِلْبَيَانِ كَقِرَاءَةِ تَنْوِينِ

زِينَةِ الْمَبْنِيَةِ بِالْكَوَاكِبِ

⑤ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ

أَيْ حَفِظْنَا هَا بِالشَّهْبِ

مِنْ كُلِّ مَنَّانٍ بِالشَّمْسِ

شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ⑤ عَاتٍ خَارِجٍ

عَنِ الطَّاعَةِ

### تشریح

⑥ ستارے آسمان دنیا کی رونق | آسمان دنیا جو ہمیں آنکھوں سے نظر آتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی زینت سے آراستہ

کیا ہے آسمان پر بے شمار ستارے جگمگاتے ہوئے کتنے خوبصورت اور آسمان کی رونق نظر آتے ہیں۔ ان ستاروں اور آسمان کا پیدا کرنے والا وہی خدائے واحد ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

⑤ ستارے آسمان کے محافظ | آسمان پر یہ ستارے جو جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں ان میں سے ہر ستارے کی گردش کا ایک دائرہ ہے۔

گُرے میں جو ستارے کی گردش کا دائرہ ہے کوئی داخل نہیں ہو سکتا اس طرح اللہ تعالیٰ نے اوپر کی دنیا

عالم بالا کو ایک محفوظ قلعے کی طرح بنا دیا ہے یہ ستارے ہرے داروں کی طرح جگمگاتے ہوئے ہیں کسی شیطان سرکش کا ان مردوں کو ہار کرنا ممکن نہیں ہے اور اگر کوئی کوشش کرتا ہے تو انہی ستاروں سے اس کو دفع کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔

لَا يَسْتَمِعُونَ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى وَيُقَدُّونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸

لَا يَسْتَمِعُونَ	إِلَى	الْمَلَأِ + الْأَعْلَى	وَيُقَدُّونَ	مِنْ	كُلِّ	جَانِبٍ
کان نہیں لگا سکتے	طرف	ملار اعلیٰ	اور مارے جاتے ہیں	سے	ہر	طرف

اور ملار اعلیٰ (اوپر کی مجلس) کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے بھگانے کو (انگارے) مارے جاتے ہیں۔

۸ وہ شیاطین نہیں سن سکتے جماعت مالی یعنی فرشتائے آسمانی سے کوئی بات۔

۸ لَا يَسْتَمِعُونَ أَي الشَّيَاطِينِ مُسْتَأْنَفٌ وَسِمَاعُهُمْ هُوَ فِي الْمَعْنَى الْمَحْفُوظَةُ عَنْهُ إِلَى الْمَلَأِ الْأَعْلَى الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ وَعَدَى السَّمَاعِ بِأَنَّ لِتَضَمُّنِهِ مَعْنَى الْأَصْغَاءِ وَفِي فِتْرَاءٍ بِتَشْدِيدِ الْبِيمِ وَالسَّيْنِ أَصْلُهُ يَسْتَمِعُونَ أَدْعَيْتِ الشَّاءِ فِي السَّيْنِ وَيُقَدُّونَ أَي الشَّيَاطِينُ بِالشَّهْبِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝

اور آسمان کی ہر جانب سے ان کے انگارے مارے جاتے ہیں۔

### تشریح

۸ کائنات کا نظام شیطانوں کی دخل اندازی سے قطعاً محفوظ ہے جس زمانے میں قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا اس وقت عرب میں کہانت کا بڑا چرچا تھا جگہ جگہ کاہنین بیٹھے ہوئے تھے جو لوگوں کو اگلے پچھلے حالات بتاتے تھے پیشین گوئیاں کرتے تھے۔ ان کا ہنوں کا یہ کہنا تھا کہ جنات ہمارے بس میں ہیں اور وہ ہمیں غیب کی خبریں بتاتے ہیں۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی انسان بے عمل ہوتا ہے تو عملیات کرنے والے گنڈے تعویذ کرنے والوں کی چاندی ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ لوگوں کی توہم پرستی سے خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی جیبیں بھرتے ہیں۔ اُس زمانے میں بھی اسی طرح کا ہن جگہ جگہ اپنی دکانیں کھولے بیٹھے تھے اور لوگ آنکھیں بند کر کے ان کی الٹی سیدھی باتوں پر یقین کر لیتے تھے۔

جب نبی کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مقرر کیا اور آپ پر اپنا کلام قرآن مجید نازل کیا اور آپ نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اللہ کا فرشتہ الٰہی وحی اور اس کا کلام لے کر آتا ہے۔ تو لوگوں نے فوراً آپ پر کاہن ہونے کا الزام عائد کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وحی کا تعلق کہانت کے ساتھ نہیں ہے اور تم نے اس کائنات کا نظام ایسا مضبوط بنایا ہے کہ اللہ کے کارکن اس کے فرشتے اگر کسی شیطان کو عالم بالا سے سن گئے لیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ایک تیز شعلہ ان کا پچھا کرتا ہے اور ان کی یہ مجال نہیں ہے کہ ملائکہ کے گرد ملکی باتیں سن سکیں اور لا کر کسی کو خبر دے سکیں۔

دَحُورًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَاصِبٌ ۙ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

دَحُورًا	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	وَاصِبٌ	إِلَّا	مَنْ	خَطِفَ	الْخَطْفَةَ
بھاگانے کو	اور ان کے لئے	عذاب	دائمی	سوائے	جو	لے بھاگا	اُھلک کر

اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے سوائے اس کے جو اُھلک کر لے بھاگا

فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۙ فَاسْتَفْتِهِمْ أَهْمُ أَشَدُّ خَلْقًا

فَاتَّبَعَهُ	شِهَابٌ	ثَاقِبٌ	فَاسْتَفْتِهِمْ	أَهْمُ	أَشَدُّ	خَلْقًا
تو اس کے پیچھے لگا	ایک انگارا دکھتا ہوا	پس ان سے پوچھیں	کیا ان	زیادہ مشکل پیدا کرنا		

تو اس کے پیچھے ایک دکھتا ہوا انگارا لگا۔ پس ان سے پوچھیں کیا ان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل

أَمْ مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ۙ

أَمْ	مَنْ	خَلَقْنَا	إِنَّا	خَلَقْنَاهُمْ	مِنْ	طِينٍ	لَازِبٍ
یا	جو	ہم نے پیدا کیا	بیگنہم نے	پیدا کیا انھیں	سے	مٹی	چپکتی ہوئی

ہے یا (مخلوق) ہم نے پیدا کی؟ بے شک ہم نے انھیں چپکتی ہوئی مٹی (گلے) سے پیدا کیا

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۙ

بَلْ	عَجِبْتَ	وَيَسْخَرُونَ
بلکہ	آپ نے تعجب کیا	اور وہ مذاق اڑاتے ہیں

بلکہ آپ نے (ان کی حالت پر) تعجب کیا اور وہ مذاق اڑاتے ہیں۔

۹ ان کے دفع کرنے کو۔

اور ان کے لئے عذاب دائمی ہے آخرت میں

۱۰ کوئی ان شیاطین میں سے کوئی بات نہیں سن سکتا مگر

وہ شیطان جو اُھلک کر فرشتوں سے یعنی جلدی سے کوئی بات سن بھاگے۔

سو اس کے پیچھے ہوتا ہے انگارہ جو اس کو جلا دیتا

ہے اور دیوانہ بنا دیتا ہے۔

۱۱ پس پوچھا سے محمد کفار مکہ سے ازراہ تعزیر یا تو بیخ کے

کہ یہ لوگ سخت تر از قوی تر ہیں باعتبار پیدا کس کے باوہ

۹ دَحُورًا مَصْدَرٌ دَحْرَةٌ أَيْ طَرْدٌ لَا وَالْعَدَّةُ

وَهُوَ مَفْعُولٌ لَهُ وَاللَّهُمَّ فِي الْآخِرَةِ

عَذَابٌ وَاصِبٌ ۙ دَائِمٌ

۱۰ إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ مَصْدَرٌ

أَيْ الْبُرَّةُ وَالْإِسْتِنَاءُ مِنْ جَهَنَّمَ كَيْفَ يُنْفَخُونَ

أَيْ لَا يَسْمَعُونَ إِلَّا الشَّيْطَانَ الَّذِي سَمِعَ

الْكَلِمَةَ مِنَ السَّلَاطِكَةِ فَأَخَذَهَا

بِسُرْعَةٍ فَاتَّبَعَهُ شِهَابٌ كَوْكَبٌ

مُضِيٌّ ثَاقِبٌ ۙ يَنْقَبُهُ أَوْ يُحْرِقُهُ

أَوْ يُحْبِلُهُ۔

۱۱ فَاسْتَفْتِهِمْ اسْتَفْتَرَ كَمَا رَمَلَهُ تَقْرِيرًا

أَوْ تَوْبِيخًا أَهْمُ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ

چیزیں جن کو ہم نے پیدا کیا ان کے سوا جیسے فرشتے اور آسمان اور زمین اور جو کچھ مخلوق ان کے درمیان میں ہے۔ بے شک ہم نے آدمیوں کو اصل یعنی آدم کو مٹی ہاتھ کو لگ جانے والی سے پیدا کیا یعنی ان کی پیدائش نسبتاً ضعیف ہے پھر ان کو لاتق ہے کہ مکبر نہ کریں اور غیر لود قرآن کے انکار سے ہلاکت میں نہ پڑیں کہ ان کا ہلاک کرنا اللہ کو دشوار نہیں ہے۔

بلکہ اے مجرم تو ان کے جھٹلانے سے تعجب کرتا ہے اور وہ کافر تیرے تعجب کرنے پر استہزار اور تمسخر کرتے ہیں۔

خَلَقْنَا مِنْ الْمَلَائِكَةِ وَالسَّمَوَاتِ وَ  
الْأَرْضَيْنِ وَمَا فِيهِنَّ وَمَا فِي الْأَرْضِ  
بِمَنْ تَعْلِيْبُ الْعُقَلَاءِ إِنْ خَلَقْنَا  
أَيُّ أَصْلَهُمْ أَدَمُ مِنْ طِينٍ لَازِمٍ  
لَازِمٌ يُلْصِقُ بِالْيَدِ الْمَعْنَى أَنْ خَلَقْنَا  
ضَعِيفٌ فَلَا يَتَكَبَّرُ مَوَابِئُ كَارِ الثَّوْبِ وَ  
الْقُرْآنِ التَّوَدَّى إِلَى هَلَاكِهِمْ الْبَيْرُ  
بَلْ لَوْلَا نَقَالٍ مِنْ غَوْضٍ إِلَى آخِرِ  
وَهُوَ الْأَخْبَارُ بِحَالِهِ وَحَالِهِمْ عَجِبَتْ  
بِقَتْمِ النَّارِ خَطَابًا لِلنَّبِيِّ أَيْ مِنْ  
بَكَدْ بِبِهِمْ آيَاتِكَ وَهُمْ  
يَسْتَكْبِرُونَ ○ مِنْ تَعْبُوكَ

## تشریح

۹) یہم عذاب | یہ نظام شیطانوں کی دراندازی سے پوری طرح محفوظ ہے اگر وہ کوشش کرتے ہیں تو ہر طرف سے ان کو مارا اور ہانکا جاتا ہے اور ان کا ہتھیار ان کو بھگا دیا جاتا ہے۔

۱۰) تیز شعلہ ان کا بیجا کرتا ہے | اگر شیطان اور برکی کوئی باتیں لے اڑنے کی کوشش کریں تو ایک تیز شعلہ ان کا بیجا کرتا ہے اور ان کی یہ مجال نہیں ہے کہ اور برکی کسی بات کی ان کو بھٹک بھی پڑ سکے اس لئے ان کی غیبی انی کے دعوے قطعی بے اصل اور فضول ہیں۔

۱۱) انسان کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے | زمین و آسمان کا | اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم کا اپنا لیس دار گار کی مٹی سے بنایا تھا پھر انہی سے ان کا جوڑا عورت کی شکل میں پیدا کیا۔ اس سے آگے جو نسل چلی وہ اسی پہلے انسان کے نطفے سے وجود میں آئی ہے۔ نطفہ خون سے بنتا ہے اور خون اس غذا سے بنتا ہے جو انسان استعمال کرتا ہے، یہ غذا مٹی سے نکلتی ہے جو پانی کے ساتھ مل کر اس قابل ہوتی ہے کہ انسان کی خوراک کے لئے غلے ترکاریاں اور پھل نکالے اور ان جانوروں کی پرورش کرے جن کا گوشت اور دودھ انسان استعمال کرتا ہے۔ غرض یہ کہ مٹی اس میں شامل ہوتی ہے جو زندگی قبول کرنے کے قابل ہے۔ انسان کی دوبارہ پیدائش کیوں کر ممکن نہ ہوگی۔ تو وہ انسان جو مٹی سے بنا ہے اس کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا ان زمین و آسمان اور ان چیزوں کا جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں۔ زمین و آسمان اور بے شمار چیزیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں، اگر اللہ کے لئے مشکل ہوتا تو ہمارے مقابلے میں ان کا پیدا کرنا مشکل ہوتا۔ لیکن اللہ کے لئے یہ عظیم کائنات کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے اور تمہارا دوبارہ تخلیق کرنا اس کے لئے نہایت آسان ہے۔

۱۲) یہ اللہ کی قدرت کا مذاق اڑاتے ہیں | اللہ پر ایمان لانے والے اس کی قدرت کے کرموں پر حیران ہیں کہ کس طرح وہ ایک پانی کے قطرے سے انسان پیدا کر دیتا ہے۔ اور ان انکار کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ یہ مذاق اڑاتے ہیں اور ان باتوں کو بے سرو پا سمجھتے ہیں۔ تم تو تعجب کرتے ہو کہ یہ ایسی صاف صاف باتیں اور کھلی حقیقتیں ان کی سمجھ میں کیوں نہیں آتیں اور یہ ان پر غور و فکر کرنے کے بجائے ان کا اپنی مجلسوں میں مذاق بناتے ہیں کہ یہ پیغمبر کس قسم کی بے سرو پا باتیں کر رہا ہے۔

وَإِذَا ذُكِرُوا لِآيَاتِكُرُونِ ۝۱۳ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً

وَإِذَا	ذُكِرُوا	لِآيَاتِكُرُونِ	وَ	إِذَا	رَأَوْا	آيَةً
اور جب	نصیحت کی جائے	وہ نصیحت قبول نہیں کرتے	اور	جب	وہ دیکھتے ہیں	کوئی نشان

اور جب نصیحت کی جائے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں

يَسْتَسْخِرُونَ ۝۱۴ وَقَالُوا إِن هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۱۵

يَسْتَسْخِرُونَ	وَ	قَالُوا	إِن	هَذَا	إِلَّا	سِحْرٌ	مُّبِينٌ
وہ ہنسی میں اڑا دیتے ہیں	اور	انہوں نے کہا	نہیں	یہ	گرمیوں	جادو	کھلا

تو وہ ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا یہ تو صرف کھلا جادو ہے

عِزًّا مِمَّنَّا وَكُنَّا

عِزًّا	مِمَّنَّا	وَ	كُنَّا	ثُرَابًا	وَ	عِظَامًا	عِزًّا
کیا جب ہم مر گئے	اور ہو گئے	مٹی	اور	ہڈیاں	اور	ہڈیاں	کیا ہم

کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے کیا ہم بھروسہ

لِمَبْعُوثُونَ ۝۱۶ أَوْ آبَاءُنَا الْأَوَّلُونَ ۝۱۷

لِمَبْعُوثُونَ	أَوْ	آبَاءُنَا	الْأَوَّلُونَ
پھر اٹھائے جائیں گے	کیا	ہمارے باپ دادا	پہلے

اٹھائے جائیں گے؟ کیا ہمارے پہلے باپ دادا (بھی)؟

قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۝۱۸

قُلْ	نَعَمْ	وَ	أَنْتُمْ	دَاخِرُونَ
فرمادیں	ہاں	اور	تم	ذلیل و خوار

آپ فرمادیں ہاں! اور تم ذلیل و خوار ہو گے۔

۱۳ اور جب ان کو قرآن سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر

کچھ اثر اس کا نہیں ہوتا

۱۴ اور وہ جب کوئی نشان دیکھتے ہیں مثل انشقاق قرآن کے

تو اس پر سخر کرتے ہیں۔

۱۳ وَإِذَا ذُكِرُوا لِآيَاتِكُرُونِ ۝۱۳

لَا يَتَذَكَّرُونَ ۝۱۳

۱۴ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً كَانِيفِقَافِ

النَّفْسِ يَسْتَسْخِرُونَ ۝۱۴

يَسْتَهْزِءُونَ

- ۱۵) وَقَالُوا أَنبِيَانًا مِّمَّنْ هَٰذَا  
الْأَسْحَرُ بُنِينٌ ○ بَيْنَ  
وَقَالُوا مُتَكَبِّرِينَ لِنَبْعِهِ
- ۱۶) عَ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا  
وَعِظَامًا ۖ إِنَّا لِلْبَعُوثِ لَوَنٌ ○  
فِي الْمَنَزَاتِ فِي التَّوْحِيدِ  
الْحَقِيقِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ  
وَرَادْخَالَ الْيَمِّ بَيْنَهُمَا عَلَى  
الْوَجْهِينِ أَوْ آبَاؤِهَا الْأَوْلَادِ ○  
يَسْكُونُ الْوَادِعَ بَابًا وَيُقِيمُهَا وَالْمَنْزَرَةَ  
لِلْإِسْتِفْهَامِ وَالْعَطْفُ بِالْوَادِ وَالْعَطْفُ  
عَلَيْهِ مَحَلٌّ إِنْ وَلَا سَمَّهَا أَوْ الضَّمِيرُ  
فِي لَمْبَعُو تَوْنٍ وَالْفَاصِلُ هَمْزَةٌ  
الْإِسْتِفْهَامِ هَلْ نَعْمُ تَبْعَثُونَ وَ  
أَنْتُمْ دَاخِرُونَ لِمَا غُرُون
- ۱۵) اور اس کو کہتے ہیں کہ یہ ظاہر جادو ہے۔
- ۱۶) اور حشر و نشر کے انکار میں کہتے ہیں کیا جب ہم مرداویں  
گے اور پرانی ہڈیاں اور مٹی ہو جاویں گی اس  
وقت ہم
- ۱۷) یا ہمارے پہلے باپ دادے اور زندہ  
کر کے اٹھائے جاویں گے۔
- ۱۸) کہدے کہ بے شک اٹھائے جاؤ گے اور تم ذلیل  
و غوار ہو گے۔

## تشریح

- ۱۲) سمجھایا جاتا ہے تو سمجھتے نہیں! جب ان کو سمجھایا جاتا ہے کہ یہ مذاق کی باتیں نہیں ہیں سنجیدہ حقیقت ہے تو نصیحت  
سن کر غور و فکر نہیں کرتے۔
- ۱۳) الشکی نشانی دیکھ کر مذاق اڑاتے ہیں | اس درجہ مزاح بگڑ چکا ہے کہ جب کوئی معجزہ یا اللہ کی نشانی سامنے آتی ہے  
تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔
- ۱۵) الشکی نشانی کو جادو کہتے ہیں | اللہ کی نشانیوں پر غور کرنے کے بجائے انہیں جادو کہہ کر ہنسی اڑاتے ہیں جیسے یہ کوئی طلسماتی  
دنیا کی باتیں ہیں جس میں مردے جی اٹھیں گے، عدالت ہوگی جنت بسائی جائے گی، دوزخ کا عذاب ہوگا۔ پیغمبر کی بات کو سمجھتے ہیں کہ  
اس پر کسی نے جادو کر دیا کہ اچھا خاصا شخص، بہکی بہکی باتیں کرنے لگا ہے۔
- ۱۶) کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے تو ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا؟ | کہتے ہیں کہ بھلا یہ کیا بات ہوئی جب ہم مر چکے ہونگے اور مٹی بن جائیں  
گے اور پڑی کا پتھر بن جائیں گے اس وقت ہمیں زندہ کر کے پھر کھڑا کیا جائیگا۔
- ۱۷) ہمارے باپ دادا کو بھی پیدا کیا جائے گا | اور ہم ہی نہیں ہمارے باپ دادا، اگلے وقتوں کے آباء و اجداد جن کو مرے ہوئے صدیاں،  
گزشتہ صدیاں کی ہڈیاں بھی باقی نہ رہی ہوں گی ہم کس طرح مان لیں کہ سب پھر از سر نو زندہ کر کے کھڑے  
کر دیے جائیں گے۔
- ۱۸) ہاں ایسا ہی ہوگا | اے پیغمبر ان سے کہو کہ ہاں ایسا ہی ہوگا تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی جن کو مرے ہوئے صدیاں  
گزشتہ صدیاں تم سب زندہ کر کے کھڑے کئے جاؤ گے اور تم اللہ کے مقابلے میں بے بس ہو اس نے جب چاہا ایک اشارے پر  
زندہ کر دیا اور پھر جب چاہے گا ایک اشارے سے اٹھا کر کھڑا کر دے گا۔



فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَذَا

فَإِنَّمَا هِيَ	زَجْرَةٌ	وَاحِدَةٌ	فَإِذَا	هُم	يَنْظُرُونَ	وَقَالُوا	يَا وَيْلَنَا	هَذَا
پس اس کے سوا نہیں کہ وہ ایک للکار ہوگی، پس ناگہاں وہ دیکھنے لگیں گے۔ اور وہ کہیں گے ہائے ہماری خرابی! یہ	لکار	ایک	پہن ناگہاں	وہ	دیکھنے لگیں گے	اور وہ کہیں گے	ہائے ہماری خرابی!	یہ

يَوْمَ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَذَا يَوْمَ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ ﴿٢١﴾

يَوْمَ الدِّينِ	هَذَا	يَوْمَ الْفَصْلِ	الَّذِي	كُنْتُمْ	بِهِ	تُكذِّبُونَ
بدلے کا دن ہے	یہ	فیصلہ کا دن	وہ جس	تم تھے	اس کو	جھٹلاتے

بدلے کا دن ہے یہ فیصلہ کا دن ہے وہ جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

﴿١٩﴾ سو وہ صرف ایک آواز ہوگی جس سے تمام مخلوق زندہ ہو کر دیکھے گی کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔

﴿١٩﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ

فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ

وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا

هَذَا يَوْمَ الدِّينِ

هَذَا يَوْمَ الْفَصْلِ

الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ

تُكذِّبُونَ

يَوْمَ الدِّينِ

هَذَا يَوْمَ الْفَصْلِ

الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

تُكذِّبُونَ

### تشریح

﴿١٩﴾ بس ایک جھڑکی اور سب کچھ تمہارے سامنے ہوگا | بس ایک ڈانٹ اور ایک جھڑکی کافی ہوگی اور جس بات کی خبر دی جا رہی ہے یہ ایک کچھ آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو کون لبا چوڑا کام نہیں کرنا پڑے گا۔ بس ایک جھڑکی سوتوں کو جگانے کے لئے کافی ہوگی۔ ایسا منظر ہوگا کہ اتوار سے اتنا تک جتنے انسان پیدا ہوئے اور سب اپنی اپنی قبروں میں سر پہنچے ہیں یہ ایک ڈانٹ پڑے گی کہ اٹھ جاؤ اور ان کی آن میں سب اٹھ کھڑے ہوں گے اور گرتے پڑتے میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

﴿٢٠﴾ کہیں گے کہ ہائے یہ ہے فیصلے کا دن | اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بخشی یہ تو فیصلے کا دن ہے، اعمال کے بدلے کا دن۔

﴿٢١﴾ جی ہاں وہی فیصلے کا دن جس کو جھٹلایا کرتے تھے | جی ہاں یہی وہ فیصلے کا دن ہے جسے جھٹلایا کرتے تھے اور جتھے تھے کہ کوئی ایسا دن نہیں آتا ہے جب ہمارے اعمال کا حساب کتاب ہوگا، وہی بدلے جواز کا دن۔ یہی ہے وہ دن۔

أَحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۲۲﴾

أَحْشُرُوا	الَّذِينَ + ظَلَمُوا	وَأَزْوَاجَهُمْ	وَمَا	كَانُوا + يَعْبُدُونَ
تم جمع کرو	وہ جنہوں نے ظلم کیا (ظالم)	اور ان کے جوڑے (ساتھی)	اور جس	وہ پرستش کرتے تھے
تم ظالموں کو اور ان کے ساتھیوں کو جمع کرو اور جس کی وہ پرستش کرتے تھے				

یٰۤاَیُّهَا

مِن دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿۲۳﴾

مِن دُونِ اللَّهِ	فَاهْدُوهُمْ	إِلَى	صِرَاطِ	الْجَحِيمِ
اللہ کے سوا	پس تم ان کو دکھاؤ	طرف	راستہ	جہنم
اللہ کے سوا پس تم ان کو جہنم کا راستہ دکھاؤ				

﴿۲۲﴾ اور فرشتوں سے کہا جاوے گا کہ جمع کرو اور اٹھاؤ ظالمین مشرکین اور ان کے ساتھیوں شیطانوں کو اور ان تہوں کو جن کو وہ پوجتے تھے

﴿۲۲﴾ وَقَالَ الْمَلِكَةُ أَحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ بِالشُّرُكِ وَأَزْوَاجَهُمْ فَرِيكًا لَهُمْ مِنَ الشَّيَاطِينِ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ○

﴿۲۳﴾ اللہ کے سوا۔ سو ہانک لے جاؤ ان سب کو دوزخ کے راستہ کی طرف۔

﴿۲۳﴾ مِّن دُونِ اللَّهِ أٰی غَيْرِكَ مِنَ الْاَوْثَانِ فَاهْدُوهُمْ لَدُوْنِهِمْ وَاْمُرُوْهُمْ اِلَى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ○ طَرِيقِ النَّارِ

### تشریح

﴿۲۲﴾ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنانے والوں اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لیا جو لوگ مجبور حقیقی اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو معبود بنائے بیٹھے تھے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو گھیر کے لے آؤ۔ ہر وہ شخص ظالم ہے جو اللہ کے مقابلے میں بغاوت سرکشی اور نافرمانی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ ان کے لڑواجن ان کے ساتھی یا ان کے جوڑے میں جو اس نافرمانی میں ان کا ساتھ دیتے تھے۔ وہ بیویاں بھی ہو سکتی ہیں اور دوسرے لوگ بھی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ایک قسم کے مجرموں کو الگ الگ جگہوں کی شکل میں جمع کیا جائے۔

اللہ کو چھوڑ کر جن کو معبود بنایا تھا ان میں کچھ تو انسان اور شیاطین وغیرہ ہونگے، کچھ اصنام، درخت اور پتھر جن کی پرستش دنیا میں کی جاتی رہی۔ تیسرے وہ بھی ہونگے جن کی پرستش کی گئی مگر خود وہ اپنی پرستش سے منہ کرتے رہے جیسے انبیاء اور اولیاء کہ انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ میں اپنا معبود بناؤ۔ ان میں سے دو قسم کے معبودوں کے ساتھ جو معاملہ ہوگا اس کا بیان اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

﴿۲۳﴾ دونوں قسم کے معبودوں کو جہنم کا راستہ دکھاؤ۔ اور تین قسم کے معبودوں کا بیان آیا ہے۔ ایک وہ انسان اور شیاطین جن کی خواہش تھی کہ ہمارا پرستش ہو دوسرے وہ بے جان چیزیں جن کو معبود سمجھ کر ان کی پرستش کی گئی۔ ان دونوں قسم کے معبودوں کے بارے میں حکم ہکا کہ ان کو جہنم میں دھکیلا جائے۔ دوسری قسم کے معبودوں کو جو بے جان تھے اس لئے جہنم میں ڈالا جائے گا تاکہ غیر اللہ کو معبود آنے والے اپنے معبودوں کا حشر دیکھتے رہیں اور شرمندگی محسوس کرتے رہیں۔ اور اپنی حماقت پر ماتم کرتے رہیں۔

رہے تیسری قسم کے معبود جن کی خود خواہش نہ تھی کہ ان کی پرستش کی جائے بلکہ وہ لوگوں کو منہ کرتے تھے وہ ان میں شامل نہ ہوں گے۔

وَقِفُّهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ﴿۲۳﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنصُرُونَ ﴿۲۵﴾

وَقِفُّهُمْ	إِنَّهُمْ	مَسْئُولُونَ	مَا لَكُمْ	لَا تَنصُرُونَ
اور ٹھہراؤ ان کو	بیشک وہ	ان سے پرسش ہوگی	کیسا ہوا نہیں	تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے
اور ان کو ٹھہراؤ بے شک ان سے پرسش ہوگی۔	نہیں کیا ہوا تم ایک دوسرے کی مدد نہیں			

بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿۲۶﴾ وَأَقْبَلْ بَعْضُهُمْ

بَلْ + هُمْ	الْيَوْمَ	مُسْتَسْلِمُونَ	وَأَقْبَلْ	بَعْضُهُمْ
بلکہ وہ	آج	سر جھکائے فرماں بردار	اور رُخ کرے گا	ان میں سے بعض (ایک)
کرتے، بلکہ وہ آج سر جھکائے	سرماں بردار اپنے آپ کو بکرواٹے ہیں۔	اور ان میں سے ایک دوسرے کی طرف		

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۲۷﴾ قَالُوا أَلَيْسَ لَكُمْ كُنُوزٌ تَأْتُونَ عِ

عَلَىٰ + بَعْضٍ	يَتَسَاءَلُونَ	قَالُوا	أَلَيْسَ لَكُمْ	كُنُوزٌ + تَأْتُونَ عِ
بعض پر دوسرے کی طرف	باہم سوال کرتے ہوئے	وہ کہیں گے	بیشک تم	تم ہم پر آئے تھے سے
باہم سوال کرتے ہوئے رُخ کرے گا۔	وہ کہیں گے بے شک تم ہم پر دہائیں طرف سے (بڑے زور سے)			

الْيَمِينِ ﴿۲۸﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۲۹﴾

الْيَمِينِ	قَالُوا	بَلْ	لَمْ تَكُونُوا	مُؤْمِنِينَ
دائیں طرف	وہ کہیں گے	بلکہ	تم نہ تھے	ایمان لانے والے
آتے تھے۔	وہ کہیں گے (نہیں)	بلکہ	تم ایمان لانے والے نہ تھے۔	

﴿۲۳﴾ اور ان کو راستہ پر روکے رکھو بے شک ان سے

سوال ہوگا۔ ان کے تمام اقوال اور افعال کا۔

اور ان سے ازراہ سرزنش کہا جائے گا کہ تمہارا

﴿۲۵﴾ کیا حال ہے کہ تم باہم ایک دوسرے کی مدد نہیں

کرتے جیسا کہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

اور ان کی طرف سے کہا جاوے گا۔

﴿۲۶﴾ بلکہ وہ لوگ آج کے دن مطیع و ذلیل ہیں سرکشی ان

کی اب باقی نہیں رہی۔

﴿۲۷﴾ اور وہ باہم ایک دوسرے کو ظامت اور طعن کریں

گے اور آپس میں جھگڑیں گے۔

﴿۲۱﴾ وَقِفُّهُمْ أَحْبَسُوهُمْ عِنْدَ الصَّرَاطِ

إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ○ عَنِ جَمِيعِ

أَقْوَالِهِمْ وَأَفْعَالِهِمْ وَيَقَالُ

﴿۲۵﴾ لَهُمْ تَوْبِيحًا قَالِكُمْ لَا تَنصُرُونَ

لَا يَنْصُرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا كَمَا كُنْتُمْ فِي

الدُّنْيَا وَيَقَالُ لَهُمْ

﴿۲۶﴾ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ○

مُنْقَبِلُونَ إِذْ لَأَع

﴿۲۷﴾ وَأَقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

يَتَسَاءَلُونَ ○ يَتَسَاءَلُونَ

وَيَتَسَاءَلُونَ ○

## فیصل

۲۸) تابعین اپنے متبوعین سے کہیں گے بے شعر تم ہمارے گمراہ کرنے کو ایسے طریق سے آتے تھے کہ تم سے بے خوف تھے۔ یہ نہ سمجھتے تھے کہ تم ہم کو گمراہ کر دو گے کیونکہ تم قہیں کھاتے تھے کہ ہم حق پر ہیں سو ہم نے تمہاری بات کو سچا جانا اور تمہاری پیروی کی معاملہ یہ ہے کہ تم نے ہم کو گمراہ کیا۔

۲۹) متبوعین ان سے کہیں گے بلکہ تم ہی ایمان لانے والے نہ تھے۔ گمراہ کرنا تو اس وقت صادق آتا کہ تم اول مومن ہوتے اور ہمارے بہکانے سے ایمان سے بھر کر ہماری طرف آجاتے۔

۲۸) قَالُوا أَيُّ الْاِتِّبَاعِ مِنْهُمْ لَلْمُتَّبِعِينَ  
اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَالُونَ عَنِ الْيَتِيمِ  
عَنِ الْجُهَةِ الَّتِي كُنَّا نَمُتُّكُمْ مِنْهَا  
بِخَلْفِكُمْ اِنَّكُمْ عَلَيَّ اَشَوْت  
فَصَدَقْتُمْ اِنَّكُمْ وَاَتَّبَعْنَاكُمْ اَلَتَعْنِي  
اَضَلُّكُمْ نَا

۲۹) قَالُوا أَيُّ الْمَتَّبِعُونَ لَنَهْمُ بَلْ  
كُنْتُمْ كَوَلْوَاهُمْ مَنِيبِينَ  
يَصْدُقُ الْاَضْلَالُ مَثَا اِنِّي لَوُكُنْتُمْ  
مُؤْمِنِينَ فَرَجَعْتُمْ عَنِ الْاِيْمَانِ اِلَيْنَا

## تشریح

۲۲) حکم سنانے کے بعد ٹھہرنے کا حکم ہوگا | غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو یہ حکم سنانے کے بعد کہ انہیں جہنم میں دھکیل دو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اگر اسی ذرا ٹھہرو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ ان کو روک لیا جائے گا اور ان سے سوال کیا جائے گا جو آگ کی آیت میں آ رہا ہے۔

۲۵) سوال ہوگا کیا بات ہے اب کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ | جرم کی سزا جہنم میں دھکیلے جانے کی سنانے کے بعد اب حکم ہوگا کہ خدا ٹھہرو، ہمیں ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کریں گے کہ دنیا میں تو تم کہا کرتے تھے کہ ”نَحْنُ بَصِيحٌ مُمْتَصِفٌ“ (ہم سب ایک دوسرے کے مددگار ہیں)۔ کیا بات ہے اب کوئی اپنے ساتھی کی مدد نہیں کرتا۔ ہر ایک کان ہلانے بغیر پکڑا چلا آ رہا ہے بڑے بڑے مغزور بڑے بڑے منکر بے چون و چرا بغیر کسی مزاحمت کے کان دہائے چلے آ رہے ہیں۔ کہیں کوئی عزت آب دھکے کھا رہے ہیں، کہیں کسی اعلیٰ حضرت کی منی پلید ہو رہی ہے، کہیں کوئی پیر صاحب یا گرو جی دھکیلے ہوئے لئے جا رہے ہیں اور مردوں میں سے کسی کو کوئی فکر نہیں ہے کہ آج حضرت والا پر کیا گزر رہی ہے۔ جو لوگ دنیا میں زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے جھنڈے اٹھاتے پھرتے تھے آج کہاں چلے گئے۔ آج وہ ماشق کہاں ہیں جو اپنے مشوق پہان چھڑکتے تھے۔ کیوں مٹی کیا ہے آج کوئی تمہاری مدد کیوں نہیں کر رہا ہے؟

۲۶) سب خود کو حوالے لئے جا رہے ہیں | کوئی کسی کی مدد تو کیا کرتا اپنے آپ کو اور ایک دوسرے کو حوالے لئے دے رہے ہیں کوئی کسی قانع عالم اور لیڈر کو بچانے کے لئے آگے نہیں بڑھ رہا ہے

یہ حالت دراصل یہ تاری ہے کہ دنیا میں ان انوں کے تعلقات اگر پروردگار کی نافرمانی پر ہیں تو وہاں یہ سارے رختے ٹوٹ کر رہ جائیں گے وہاں کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا اور سب کا بھر خاک میں مل جائے گا۔

۲۷) آپس میں ٹھکارا پھر ان میں آپس میں ٹھکارا بازی شروع ہوگی ایک دوسرے پر الزام بازی کریں گے، ایک دوسرے کو بھلا برآ کہیں گے۔ اپنے لیڈروں سے جھگڑا کریں گے اور ان کو الزام دیں گے کہ.....

۲۸) تم ہی ہیں بہکاتے تھے | تم ہی تھے جو دنیا میں ہمیں بہکاتے تھے قہیں کھا کھا کر یقین دلاتے تھے کہ صحیح بات یہی ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔ تم اپنی دولت اور طاقت سے میں باتے تھے ہم تمہارے فریب میں آگے تم نے میں دھوکہ دیا بغیر خواہش کہ میں برابر کر دیا آج دیکھ لو جو کچھ سامنے ہے۔

۲۹) لیڈروں کا جواب | اس ٹھکارے جواب میں اعلان پر جو الزامات لگائے جائیں گے اس کی صفائی میں وہ لیڈر کہیں گے کہ تم ہیں بلا و الزام دیتے ہو تم خود ہی ایمان لانے والے دتھے۔ ایمان تو خود نہیں لائے ادا کتے ہم کو ہو کہ تم نے ہمیں روک دیا۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا

وَمَا	كَانَ	لَنَا	عَلَيْكُمْ	مِنْ	سُلْطَانٍ	بَلْ	كُنْتُمْ	قَوْمًا
اور نہ	تھا	ہمارا	تم پر	کوئی	زور	بلکہ	تم تھے	ایک قوم
اور ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا، بلکہ تم ایک سرکش قوم								

طٰغِيْنَ ۚ ﴿۳۰﴾ فَحَقُّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۗ اِذَا لَدَا يٰقُوْنَ ﴿۳۱﴾

طٰغِيْنَ	فَحَقُّ	عَلَيْنَا	قَوْلُ	رَبِّنَا	اِذَا	لَدَا	يٰقُوْنَ
سرکش	پس ثابت ہوگئی	ہم پر	بات	ہمارا	بے شک ہم	البتہ	چکنے والے

تھے۔ پس ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی، بے شک البتہ ہم مزہ چکنے والے ہیں۔

﴿۳۰﴾ اور ہم کو تم پر کوئی غلبہ اور قوت نہ تھی کہ ہم تم کو زبردستی اپنا پیرو بناتے بلکہ تم خود ہم جیسے گمراہ بددین تھے۔

﴿۳۰﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ شَوْءٌ وَّشِدَاۗءٌ تُفْتَرُكُمْ عَلٰی مَا بَعَثْنَا بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۚ ضٰلٰتِيْنَ مِثْلِنَا ۙ

﴿۳۱﴾ فَحَقُّ وَّحِبُّ عَلَيْنَا جِيْعًا قَوْلُ رَبِّنَا ۗ اِذَا بَاۗءُ اٰمِيْ قَوْلِهٖ ۗ لَا مُلٰكَ لَكُمْ جَهَنَّمَ مِّنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِذَا جِيْعًا لَدَا يٰقُوْنَ ۙ الْعَدَاۗءُ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ

﴿۳۱﴾ پس ہم سب پر ہمارے رب کا وعدہ عذاب کا ثابت اور پورا ہو گیا وہ قول مشتمل وعدہ عذاب یہ آیت ہے لَا مُلٰكَ لَكُمْ جَهَنَّمَ مِّنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۙ۔ بے شک ہم سب بسبب اس وعدہ الہی کے عذاب چکنے والے ہیں

### تشریح

﴿۳۰﴾ ہم نے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی | ہم نے کب تمہیں زبردستی ایمان لانے سے روکا۔ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا تم خود ہی نافرمان اور سرکش تھے اگر تم اپنے رب کی فرماں برداری کرنا چاہتے تو کون تمہیں روک سکتا تھا۔

﴿۳۱﴾ جو ہونا تھا ہو چکا ہمارے رب کی بات ہمارے اوپر قائم ہوگئی | ہمارے رب کی عمت ہمارے اوپر قائم ہوگئی اور اس کا ارشاد حق ہو کر رہا۔ جو اس نے ابلیس کو خطاب کر کے کہا تھا کہ۔

لَا مُلٰكَ لَكُمْ جَهَنَّمَ مِّنَ الْجِنَّةِ وَمِثْلِنَا ۙ

اب ہم سب کو اپنے جرم کا مزہ چکھنا ہے۔

فَاعْوَيْبَكُمْ اِنَّا كُنَّا عَوِيْنٌ ﴿۳۲﴾ فَاْتَمَّ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

فَاعْوَيْبَكُمْ	اِنَّا كُنَّا	عَوِيْنٌ	فَاْتَمَّ	يَوْمَئِذٍ	فِي	الْعَذَابِ
پس ہم نے بہکا یا تمہیں	ہے شک ہم تھے	گمراہ	پس بے شک وہ	اس دن	میں	عذاب

پس ہم نے تمہیں بہکا یا بے شک ہم خود گمراہ تھے پس بے شک وہ اس دن عذاب میں (بھی)

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كُنَّا كَذٰلِكَ نَفَعْلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۳﴾

مُشْتَرِكُوْنَ	اِنَّا	كُنَّا	كَذٰلِكَ	نَفَعْلُ	بِالْمُجْرِمِيْنَ
شریک	ہے شک ہم	اسی طرح	کرتے ہیں	مجرموں کے ساتھ	

شریک رہیں گے۔ بے شک ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔

﴿۳۲﴾ اور چونکہ ان کے لئے وعدہ عذاب ہو چکا اس لئے اگلے کلام ان سے نزدیک

فَاعْوَيْبَكُمْ سو ہم نے تم کو گمراہ کیا کہ بے شک ہم بھی گمراہ تھے

﴿۳۳﴾ فرمایا اللہ تم نے سوئے شک یہ سب قیامت کے دن عذاب میں شریک ہوں گے کہ گمراہی میں بھی سب شریک تھے۔

﴿۳۴﴾ جیسا معاملہ ہم نے ان کے ساتھ کیا ہم بالیقین ایسا ہی

معاملہ دیگر مجرموں سے بھی کریں گے یعنی ان میں بھی تابعین اور متبوعین ہر دو فریق کو سزا دیں گے۔

﴿۳۲﴾ وَنَشَأْنُهُ قَوْلُهُمْ فَاعْوَيْبَكُمْ الْمَعْلُ بِقَوْلِهِمْ اِنَّا كُنَّا عَوِيْنٌ

﴿۳۳﴾ قَالَ تَعَالَى فَاْتَمَّ يَوْمَئِذٍ الْقِيٰمَةِ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُمْ فِي الْعَوَابِ

﴿۳۴﴾ اِنَّا كُنَّا كَذٰلِكَ كَمَا نَفَعْلُ بِهٖمْ اِلَّا نَفَعْلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ غَيْرِ هٰؤُلَاءِ اَيُّ نَعَدَ لَهُمُ الشَّٰبِعُ مِنْهُمْ وَالْمَتَّبِعُوْنَ

### تشریح

﴿۳۲﴾ ہم خود ہی گمراہ تھے اگر ہم نے تمہیں گمراہ کیا تو ہم خود بھی گمراہ تھے گمراہ سے گمراہی کے سوا کس بات کی توقع ہو سکتی ہے۔ ایک بھٹکا ہو کسی کو صحیح راستہ کیسے بتا سکتا ہے ہم خود بھٹکے ہوئے تھے ہم نے تمہیں بھی بھٹکا یا تم ہمارے چمکوں میں آگے اور اپنے انجام کو نہ سوچا

﴿۳۳﴾ ہم جرم میں بھی شریک تھے عذاب میں بھی شریک ہیں ہم جرم میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ تھے اور عذاب میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہیں جہاں ہمارا ہی تھا نہیں ہے ہم سب کا ہے جو ہم سب کو مل کر بھگتنا ہے۔

﴿۳۴﴾ ہم مجرم کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں جب جرم کیا ہے تو اس کی سزا بھی بھگتنی ہے۔ اللہ کے انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ فرماں بردار اور صالح بندوں کو اپنے انعامات سے نوازے اور نافرمانوں کو ان کے جرم کے مطابق سزا دے۔ اگر اللہ کی عدالت میں انصاف نہ ہوگا تو پھر کہاں ہوگا؟ یہ وہ آخری عدالت ہے جہاں ہر ایک کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملنا ہے۔ دنیا میں اعمال کے پورے بدلے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ دنیا محدود ہے اور سب کی عدالتیں اندر کی باتوں کا علم نہ ہونے کی وجہ سے پورا انصاف نہیں کر سکتیں لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ عظیم خیریں وہ جرم ہی نہیں بلکہ جرم کے پس منظر نیکیوں اور اوروں کو بھی جانتے ہیں اس لئے جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی سامنے آئے گی اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ بھی ظاہر ہو جائے گی۔

إِنَّمَا كَانُوا إِذْ قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۵﴾ وَ

و	يَسْتَكْبِرُونَ	إِلَّا اللَّهُ	لَا إِلَهَ	لَهُمْ	قِيلَ	إِذَا	كَانُوا	وَ
اور	وہ تکبر کرتے تھے	کوئی معبود اللہ کے سوا	نہیں	ان کو	کہا جاتا	جب	وہ تھے	

بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (تو) وہ تکبر کرتے تھے اور

يَقُولُونَ أَمْ نَأْتِكُمْ أَمْثَلًا لِّتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿۳۶﴾

يَقُولُونَ	أَمْ نَأْتِكُمْ	لِّتَارِكُوا	آلِهَتِنَا	لِشَاعِرٍ	مَّجْنُونٍ
وہ کہتے ہیں	کیا ہم	چھوڑ دینے والے	اپنے معبود	ایک شاعر کی خاطر	دیوانے

اور وہ کہتے ہیں کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں ایک شاعر دیوانے کی خاطر۔

﴿۳۵﴾ بلکہ ان مشرکین سے جب یہ کہا جاتا تھا کہ بجز ایک معبود برحق یعنی اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے

﴿۳۵﴾ إِنَّمَا كَانُوا إِذْ قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ○

﴿۳۶﴾ اور کہتے تھے کیا ہم ایک دیوانہ شاعر یعنی محمد کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

﴿۳۶﴾ وَيَقُولُونَ أَمْ نَأْتِكُمْ أَمْثَلًا لِّتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ○ أَمْ لِي آجُلٌ قَوْلٍ

### تشریح

﴿۳۵﴾ ان کو جب توحید کی دعوت دی جاتی تھی تو گھمبڑ کرتے تھے دنیا میں ان کا یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو۔ اس بات کو دل سے مانو اور زبان سے اقرار کرو۔ تو نبی کی یہ بات سن کر ان کا غرور ان کی بات کو ماننے سے انکار کرتا تھا۔ چاہے دل میں اس کو صحیح ہی سمجھتے ہوں مگر تکبر کی وجہ سے سر جھکانے میں اپنی توہینا سمجھتے تھے۔

حالانکہ یہ وہ حقیقت اور سچائی ہے جو کائنات کی ایک ایک چیز سے بھونٹی پڑتی ہے اللہ کے سوا کون ہے اس کائنات کا خالق اور کون ہے خود اس انسان کو پیدا کرنے والا۔

﴿۳۶﴾ کہتے تھے کیا ہم دیوانے شاعر کے لئے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ یعنی یہ شخص جو توحید کی دعوت دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے وہی سب کا خالق و مالک ہے وہی تنہا سب کا حاکم و معبود ہے یہ کہنے والا دیوانہ ہے جو دیوانگی کی باتیں ہانک رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کی خاطر ہم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیں۔

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۷﴾ إِنَّكُمْ

بَلْ	جَاءَ	بِالْحَقِّ	وَصَدَّقَ	الْمُرْسَلِينَ	إِنَّكُمْ
بلکہ	وہ آئے	حق کے ساتھ	اور تصدیق کی	رسولوں کی	بے شک تم

بلکہ وہ حق کے ساتھ آئے ہیں اور وہ تصدیق کرتے ہیں رسولوں کی بے شک تم

لَذَاقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا

لَذَاقُوا	الْعَذَابَ	الْأَلِيمَ	وَمَا تُجْزَوْنَ	إِلَّا مَا
ضرور چکھنے والے	عذاب	دردناک	اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا	مگر جو

دردناک عذاب ضرور چکھنے والے ہو۔ اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا مگر اس کے مطابق

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۴۰﴾

كُنْتُمْ	تَعْمَلُونَ	إِلَّا	عِبَادَ اللَّهِ	الْمُخْلَصِينَ
تم کرتے تھے	مگر	اللہ کے بندے	خاص کئے ہوئے	جو تم کرتے تھے

جو تم کرتے تھے (ہاں) مگر اللہ کے خاص کئے ہوئے (چنے ہوئے) بندے

أُولَئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿۴۱﴾

أُولَئِكَ	لَهُمْ	رِزْقٌ	مَّعْلُومٌ
یہی لوگ	ان کے لئے	رزق	معلوم

ان کے لئے رزق معلوم (مقرر) ہے۔

﴿۳۷﴾ اللہ نے فرمایا بلکہ۔ بات یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچی بات لائے اور سچا بیان کیا ان پیغمبروں کو جو اس امر حق کو لانے والے ہیں مراد سچی بات کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے۔

﴿۳۸﴾ بے شبہ تم عذاب سخت چکھنے والے ہو۔

﴿۳۹﴾ اور تم کو تمہارے اعمال ہی کا بدلہ ملے گا۔

﴿۴۰﴾ مگر اللہ کے مخلصین مومنین بندوں کو۔

﴿۳۷﴾ قَالَ تَعَالَى بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ○ الْجَائِينَ بِهِ وَهُوَ آتٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

﴿۳۸﴾ إِنَّكُمْ فِيهِ الْتَمَاتُ لَذَاقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ○

﴿۳۹﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

﴿۴۰﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ○



أَيُّ الشُّرُوفِ مَبِينٍ اسْتِثْنَاءً مُنْقَطِعٍ  
أَوْ ذِكْرٍ جَزَاءٍ هُمْ فِي قَوْلِهِ

(۴۱) أُولَئِكَ لَهُمْ فِي الْجَنَّةِ رِزْقٌ مَعْلُومٌ ○ بَكْرَةٌ  
وَعَشِيرَةٌ

### تشریح

(۴۲) وہ رسول حق بات لے کر آیا ہے اور پچھلے رسولوں کی تصدیق کر رہا ہے اس رسول کو دیوانہ اور شاعر کہا جا رہا ہے جو حق بات لے کر آیا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی پجائی ہو سکتی ہے کہ اس کائنات کا رب ایک ہی ہے ان سے پہلے جتنے رسول آئے ہیں وہ سب یہی بات کہتے آئے ہیں اور یہ رسول بھی انہی کی تصدیق کر رہا ہے۔ وہی صداقت جو ابتداء سے تمام رسول پیش کرتے آئے ہیں وہی صداقت یہ پیش کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ یہ رسول ان تمام خبروں کا صحیح مصداق ہے جو پچھلے رسولوں نے اس کے بارے میں دی تھیں سارے جہان کے سچے ایک طرف جن میں یہ رسول بھی شامل ہے جو ان سچوں کی تصدیق کر رہا ہے اور تم لوگ ایک طرف کہے سرو پا اور خلاف حقیقت باتیں کر رہے جس رسول نے پچھلے کسی رسول کی مخالفت نہیں کی آخر اس رسول کے ماننے والے اس رسول کے مخالف کیوں ہیں تعصب کی کوئی وجہ تو معلوم ہونی چاہیے تعصب کی وجہ صرف قبائلی عصبیت اور جھوٹا غور۔

(۳۸) عذاب الیم کا مزہ چکھنے کے لئے تیار رہو سمجھانے کے جتنے طریقے ہو سکتے تھے ان سب طریقوں سے سمجھا دیا گیا کسی بات کی جتنی دلیلیں ہو سکتی ہیں ساری دلیلیں پیش کر دی گئیں۔ ایک ثابت شدہ حقیقت کو کھول کھول کر سامنے رکھ دیا گیا اب بھی اگر نہیں مانتے تو تیار ہو کہ تم یقیناً دردناک سزا کا مزا چکھنے والے ہو۔

(۳۹) تمہیں تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ملے گا وہ تمہارا ہی کیا دھرا ہوگا جس کا بدلہ تمہیں ملے گا۔ تمہارے ہی عمل ہوں گے جس کا نتیجہ تمہارے سامنے آئے گا۔ وہ ساری گستاخیاں جو تم کرتے رہے ہو، وہ ساری اگر فوں جو دکھا رہے ہو سب ایک دن تمہارے سامنے آجائے گی۔

(۴۰) اللہ کے چیدہ بندے انجام بد سے محفوظ ہوں گے ایک طرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ایسی حرکتیں کی ہیں۔ حق کا انکار کیا ہے گستاخیاں کی ہیں، سچائی کو مانتے سے انکار کیا ہے دوسری طرف اللہ کے چیدہ مخلص بندے ہیں جنہوں نے اللہ کی فرماں برداری اختیار کی ہے اپنے پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے، اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہوئے اپنے آپ کو حق تم کے سپرد کر دیا ہے۔ ایسے چیدہ مخلص بندے بڑے انجام سے محفوظ رہیں گے ان کا ہر طرح سے اکرام کیا جائے گا۔ اللہ تم ان پر اپنی نوازشیں فرمائیں گے اور وہ نوازشیں کیسی ہوگی اس کا بیان آنے والی آیت میں ہے۔

(۴۱) نیک بندوں کے لئے اعلیٰ درجہ کا رزق بندوں کے لئے وہ اعلیٰ درجہ کا رزق ہوگا جس میں تمام خوبیاں ہوں گی۔ انہیں یہ پورا یقین ہوگا کہ یہ رزق ہمیں ہمیشہ ملتا رہے گا۔ یہ خطرہ نہ ہوگا کہ آج مل رہا ہے معلوم نہیں کل ملے گا یا نہیں۔ بلکہ ان نیک بندوں کو یہ پورا اطمینان ہوگا کہ یہ اعلیٰ درجے کی غذا تیں عمدہ عمدہ لعینیں ہمیں اسی طرح ملتی رہیں گی۔ دل میں کسی طرح کا کوئی خطو نہ ہوگا۔

قَوَائِكُهُ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ﴿۴۲﴾ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۴۳﴾ عَلَى

قَوَائِكُهُ	وَهُمْ	مُكْرَمُونَ	فِي	جَنَّتِ النَّعِيمِ	عَلَى
میوے	اور وہ	اعزاز والے ہوں گے	میں	نعمت کے باغات	پر
(یعنی) میوے اور وہ اعزاز والے ہوں گے نعمت کے باغات میں۔ نعمتوں پر					

سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ

سُرُرٍ	مُتَقَابِلِينَ	يُطَافُ	عَلَيْهِمْ	بِكَأْسٍ
تخت (جمع)	آئے سامنے	دورہ ہوگا	ان پر۔ ان کے آگے	جام
آئے سامنے دورہ ہوگا ان کے آگے پہنچے ہوئے (صاف)				

مِنْ مَعِينٍ ﴿۴۵﴾ بِيضَاءَ لَذَّةٍ لِشَرِبِينَ ﴿۴۶﴾

مِنْ	مَعِينٍ	بِيضَاءَ	لَذَّةٍ	لِشَرِبِينَ
سے	ہتا ہوا مشروب	سفید	لذت	پینے والوں کے لئے
مشروب کے جام کا سفید رنگ کا پینے والوں کے لئے لذت (دینے والا)۔				

﴿۴۲﴾ (رزق جنت سے غرض حفظِ صحت نہیں بلکہ محض لذت حاصل کرنا ہے کیونکہ جنت میں حفظِ صحت کی ضرورت نہیں کہیں جنت کو بیماری اور موت کبھی نہ آئے گی۔)

اور اہل جنت کا اکرام کیا جاوے گا ثواب الہی سے۔

﴿۴۳﴾ جناتِ نعیم میں وہ بیٹھے والے ہوں گے۔

﴿۴۴﴾ نعمتوں پر آنے سامنے کر ایک دوسرے کی پشت کو نہ دیکھے گا۔

﴿۴۵﴾ ان میں سے ہر ایک کے پاس پیالہ شراب ماتہی ہوئی کا پہنچاویگا۔

﴿۴۲﴾ قَوَائِكُهُ بَدَلٌ أَوْ بَيَانٌ لِلرِّزْقِ وَهِيَ مَا يُؤْكَلُ كُلُّ لَذَّةٍ لَا لِحِفْظِ صِحَّةٍ لِأَنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ مُسْكِنُونَ عَنْ حِفْظِهَا بِمَثَلِ أَجْسَادِهِمْ لِلأَبَدِ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ○ بِثَوَابِ اللَّهِ

﴿۴۳﴾ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ○

﴿۴۴﴾ عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ○ لَا يَرَى بَعْضُهُمْ قَفًا لِبَعْضٍ

﴿۴۵﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ عَلَى كُلِّ مَنَّهُمْ بِكَأْسٍ هُوَ الأِنَاءُ بِشْرَابِهِ مِنْ مَعِينٍ ○ مِنْ خَمْرٍ يَجْرِي عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ كَأَنْهَارِ النَّارِ

﴿۴۶﴾ بِيضَاءَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنْ

﴿۴۶﴾ جو سفیدی میں دودھ سے زیادہ اور

پینے والوں کو نہایت لذیذ معلوم ہوگی۔  
مخلاف دنیا کی شرابوں کے کہ ان کا پینا ناگوار ہے اور  
وہ بدمزہ ہوتی ہے۔

الذَّبْنَ لَذَاةً لَّذِيذَةً لِلشَّارِبِينَ ○  
بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا فَتَاهَا  
كَرِيهَةً "عِنْدَ الشَّرْبِ"

## تشریح

(۳۲) لذیذ چیزیں اکرام کے ساتھ | لذیذ میوے کھانے کو طیس گے جن میں لذت کا پہلو نمایاں ہوگا۔ وہ لذت کیسی ہوگی اس کی پوری کیفیت تو اللہ ہی کو معلوم ہے اتنا بتا دیا کہ لا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ (سورہ واقفہ) اور ان کا زبردست اعزاز و اکرام ہوگا۔

(۳۳) جنت کے باغوں میں ہوں گے | اہل جنت جنت کے باغوں میں آرام فرما ہوں گے اور ان باغوں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں گے

(۳۴) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے | اہل جنت تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ تخت پر بیٹھا ان کے راحت و آرام اور اکرام کی نشانی ہے۔

(۳۵) شراب کے چشموں سے بھرے ساغر گردش کرتے ہوئے | اہل جنت تختوں پر ایک دوسرے کے مقابل شاہانہ انداز میں ٹیکے لگائے بیٹھے ہوں گے اور خادم شراب کے چشموں سے بھرے ہوئے ساغر لائے ان کے درمیان گردش کرتے ہوں گے۔

جنت کی یہ شراب دنیا کی شراب سے بالکل مختلف ہوگی۔ یہ وہ شراب نہیں ہوگی جو دنیا میں پھلوں اور غلوں کو سڑا کر شید کی جاتی ہے اور اس میں نشہ ہوتا ہے، پینے والے کو سرگرائی ہوتی ہے۔ اور بدن کو اور صحت کو نقصان پہنچاتی ہے بلکہ یہ شراب تدرقی طور پر چشموں سے نکلے گی اور نہروں کی شکل میں بہے گی اس میں سرور ہوگا نشہ نہیں ہوگا جیسا کہ سورہ محمد میں ارشاد ہے۔ وَ اَشْرَبُوا مِنْ حَمِيْرٍ لَّذَاةً لِلشَّارِبِيْنَ۔ (شراب کی نہریں جو پینے والوں کے لئے لذت والی ہوں گی۔)

شراب کے ساغر لائے ہوئے جو گردش کرتے ہوں گے وہ خادم لڑکے غلامان ایسے ہوں گے جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی جیسا کہ سورہ طور میں ارشاد ہے۔

وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤًا مَّكْنُوْنُوْنَ (آیت ۲۴)

(اور ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ان خادم لڑکے ایسے خوبصورت جیسے صدف میں چھپے ہوئے موتی۔)

سورہ دہر میں ارشاد ہوا۔ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخْلِطُوْنَ اِذَا رَاٰهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّحْنُوْرًا۔ (آیت ۱۹) اور ان کی خدمت کے لئے گردش کریں گے ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہنے والے ہیں تم انھیں دیکھو تو سمجھو کہ موتی بکھر دئے گئے ہیں۔)

(۳۶) دنیا کی شراب کی خرابیاں اس میں نہ ہوں گی۔ جنت کی شراب میں سُورہ ہوگا، لذت ہوگی مگر اس میں دنیاوی شراب کی خرابیاں نہیں ہوں گی نہ اس میں بدبو ہوگی نہ تلخی ہوگی، نہ وہ پیٹ پکڑے گی نہ دماغ کو چڑھے گی، نہ اس سے دوران سر ہوگا۔ یہ ساری جسمانی خرابیاں نہیں ہوں گی۔ اسی طرح جنت کی شراب میں اخلاقی نقصانات بھی نہیں ہوں گے یعنی اس کو پی کر اول فول نہیں بکے گا، جھگڑا نہیں کرے گا۔ نہ ایسا ہوگا کہ نشہ اُترنے کے بعد اس کا خار ہو۔ وہ چمک دار اور لذیذ شراب ہوگی جو دیکھنے میں بھی اچھی لگے گی اور پینے میں بھی لذیذ ہوگی۔

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿۳۷﴾ وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ

لَا فِيهَا	غَوْلٌ	وَلَا هُمْ	عَنْهَا	يُنْزَفُونَ	وَعِنْدَهُمْ	قَصْرٌ
نہ اس میں	خرابی (دوسرا)	اور نہ وہ	اسے	بہکی باتیں کریں گے	اور ان کے پاس	نبی نگاہ

نہ اس میں دروس ہوگا اور نہ وہ اسے بہکی بہکی باتیں کریں گے اور ان کے پاس ہوں گی۔ نبی نگاہ

الطَّرْفِ عَيْنٌ ﴿۳۸﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۳۹﴾

الطَّرْفِ	عَيْنٌ	كَأَنَّهُنَّ	بَيْضٌ	مَّكْنُونٌ
دایاں	بڑی آنکھوں والیاں	گویا وہ	انڈے	پوشیدہ رکھے ہوئے

دایاں، بڑی بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے

﴿۳۷﴾ جنت کی شراب میں نہ نشہ ہوگا جو عقل کو کھودے اور نہ وہ اس سے مست اور بے ہوش ہوں گے۔ بخلاف دنیا کی شراب کے۔

﴿۳۸﴾ اور اہل جنت کو دی جاویں گی وہ عورتیں کہ جو اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھیں گی کیونکہ ان کے نزدیک ان کے خاوندوں کے برابر کوئی مخلوق بصورت نہیں۔

﴿۳۹﴾ وہ عورتیں خوبصورت اور بڑی آنکھوں والی ہوں گی گویا کہ سفید وغیرہ ان کے رنگ کی ایسی ہوگی جیسے شترزنگ کے بیضے اس کے بدوں میں چھپے ہوئے ہوں کہ ان پر غبار نہ پہنچا ہو شترزنگ کے بیضے کی

﴿۳۷﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ مَا يَغْتَالُ عَقُولَهُمْ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ○ بِفِعْلِ الزَّايِ وَكَسْرِ هَا مِنْ نَزَفِ الشَّارِبِ وَأَثَرُ أَي يَسْكُرُونَ بِخِلَافِ حَمْرِ الدُّنْيَا

﴿۳۸﴾ وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ الطَّرْفِ حَابِسَاتِ الْأَعْيُنِ عَلَى أَرْوَاجِهِنَّ لَا يَنْظُرْنَ إِلَى غَيْرِهِمْ لِخُسْفَانِهِمْ عِنْدَ هُنَّ عَيْنٌ ○ صَفِيحَاتِ الْأَعْيُنِ حَسَابَاتِهَا

﴿۳۹﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ فِي اللَّوْنِ لِلتَّعَامِ مَكْنُونٌ ○ مَسْتَوْرٌ بِرَيْبِهِ لَا يَصِلُ إِلَيْهِ غَبَارٌ وَلَا وَكُونُهُ وَهُوَ الْبَيَاضُ فِي صَفْوَةِ أَحْسَنِ أَلْوَانِ الشَّيْءِ

﴿۳۷﴾ جنت کی شراب سے نہ جسمانی نقصان ہوگا نہ اخلاقی اور نہ اس سے کوئی اخلاقی اور عقلی نقصان ہوگا۔

﴿۳۸﴾ جنت کی عورتیں جنت والوں کو جو جنت میں اللہ کی طرف سے عورتیں عنایت ہوں گی وہ ایسی ہوں گی کہ شرم و ناز سے نگاہیں نیچی رکھنے والی جو اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں اور ان کی آنکھیں نہایت خوبصورت ہوں گی شرم و حیا اور کارکردہ اور اس کی پاکیزگی یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے بہت کے اس حسن کے ساتھ ان میں ظاہر جمال بھی بے پناہ ہوگا کہ وہ آہو چشم نہایت خوبصورت آنکھوں والیاں ہوں گی۔

﴿۳۹﴾ عورتیں جنت کا رنگ وہی ہے جنت کی ان عورتوں کی عورتوں کا رنگ وہی ہے اور ان کی نزاکت ایسی ہوگی جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی یعنی ان کی جلد کی رنگت نہایت شفاف اور خوش رنگ اور نہایت نازک ہوگی جیسا کہ سورہ حزن میں فرمایا کہ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَاللُّجَاجُ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی سے اس آیت كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ان کی نرمی اور نزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے اور گودے کے درمیان ہوتی ہے۔

جنت کی عورتیں جنت والوں کو جو جنت میں اللہ کی طرف سے عورتیں عنایت ہوں گی وہ ایسی ہوں گی کہ شرم و ناز سے نگاہیں نیچی رکھنے والی جو اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں اور ان کی آنکھیں نہایت خوبصورت ہوں گی شرم و حیا اور کارکردہ اور اس کی پاکیزگی یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے بہت کے اس حسن کے ساتھ ان میں ظاہر جمال بھی بے پناہ ہوگا کہ وہ آہو چشم نہایت خوبصورت آنکھوں والیاں ہوں گی۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۵۰﴾ قَالَ

فَأَقْبَلَ	بَعْضُهُمْ	عَلَى بَعْضٍ	يَتَسَاءَلُونَ	وَقَالَ
پھر رخ کرے گا	ان میں سے بعض ایک	بعض پر (دوسرے کی طرف)	باہم سوال کرتے ہوئے	کہے گا

پھر ان میں سے ایک دوسرے کی طرف باہم سوال کرتے ہوئے رخ کرے گا۔ ان میں سے ایک

قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿۵۱﴾ يَقُولُ

قَائِلٌ	مِّنْهُمْ	إِنِّي	كَانَ	لِي	قَرِينٌ	يَقُولُ
ایک کہنے والا	ان میں سے	بے شک	تھا	میرا	ایک ہم نشین	وہ کہتا تھا

کہنے والا کہے گا بیشک (دنیا میں) میرا ایک ہم نشین تھا وہ کہا کرتا تھا

أَيْتُكَ لِمَنِ الْمُصَدِّقِينَ ﴿۵۲﴾

أَيْتُكَ	لِمَنِ	الْمُصَدِّقِينَ
کیا تو	سے	سچے جاننے والے۔

کیا تو (قیامت کو) سچے جاننے والوں میں سے ہے۔

﴿۵۰﴾ پھر اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر وہ اور پوچھیں گے جو ان پر دنیا میں گزرے تھے۔

﴿۵۱﴾ ایک بولنے والا ان میں سے بولے گا بے شک میرا ایک ساتھی تھا جو حشر و نشر کا منکر تھا۔

﴿۵۲﴾ مجھ کو دھمکا کر کہتا تھا تو حشر کے ہونے کو سچا جانتا ہے۔

﴿۵۰﴾ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَهْلَ الْجَنَّةِ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۵۰﴾ عَتَمًا مَّرَّيْنًا فِي الدُّنْيَا.

﴿۵۱﴾ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿۵۱﴾ صَاحِبٌ يَتَّبِعُكَ بِالْبَعْثِ

﴿۵۲﴾ يَقُولُ لِي تَبَّ كَيْتَا أَيُّكَ لِمَنِ الْمُصَدِّقِينَ ﴿۵۲﴾ بِالْبَعْثِ

### تشریح

﴿۵۰﴾ اہل جنت کی مجلسیں | جنت میں جنت والوں کی مجلسیں بھی جمیں گی۔ ایسی ہی ایک مجلس کا حال اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ باران مجلس جمع ہوں گے۔ شراب طہور کے جام پھلک رہے ہونگے۔ عیش و راحت کی اس مجلس میں گزرے ہوئے حالات کی کچھ باتیں چھڑ جائیں گی تو اہل مجلس میں سے ایک شخص کہے گا کہ۔

﴿۵۱﴾ دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا | دنیا میں میرا ایک ہم نشین تھا وہ کہا کرتا تھا کہ.....

﴿۵۲﴾ کیا تم بھی موت کے بعد زندگی کو مانتے ہو | میں تم بھی ایک ایسے کمزور عقیدے کے نکلے کہ موت کے بعد زندگی کو مانتے ہو! جب ایک شخص مٹی میں مل جائے گا اور گوشت پوست کچھ بھی باقی نہیں رہے گا وہ جائیں گی کچھ بوسیدہ پٹیاں کیا اسے اعمال کا بدریغ کے لئے از سر نو زندہ کیا جائے گا۔ بھلا ایسی بے سخی باتوں پر کون یقین کر سکتا ہے۔

عَاذًا مِثْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّ الْمَدِينُونَ ﴿۵۲﴾ قَالَ

عَاذًا	مِثْنَا	وَكُنَّا	تُرَابًا	وَعِظَامًا	عَرَاتًا	لَمَدِينُونَ	قَالَ
کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے	بیٹی	اور بڑیاں	کیا ہم	البتہ بدلہ ڈھائیں گے	وہ کہے گا	کیا جب ہم مر گئے اور ہم ہو گئے بیٹی اور بڑیاں کیا ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ وہ کہے گا	

هَلْ أَنْتُمْ مُطْلِعُونَ ﴿۵۳﴾ فَاطَلَعَ فَرَاةً فِي سَوَاءٍ

هَلْ	أَنْتُمْ	مُطْلِعُونَ	فَاطَلَعَ	فَرَاةً	فِي	سَوَاءٍ
کیا تم	جھانکنے والے ہو	تو وہ جھانکے گا	تو اسے دیکھے گا	میں	درمیان	کیا تم جھانکنے والے ہو (دوزخی کو جھانک کر دیکھ سکتے ہو) تو وہ جھانکے گا تو اسے دیکھے گا دوزخ

الْجَحِيمِ ﴿۵۴﴾ قَالَ تَاللَّهِ إِنْ كِدْتُ لَتُرْدِينَ ﴿۵۵﴾ وَلَوْ

الْجَحِيمِ	قَالَ	تَاللَّهِ	إِنْ + كِدْتُ	لَتُرْدِينَ	وَلَوْ
دوزخ	وہ کہے گا	اللہ کی قسم	تو قریب تھا	کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالے	اور اگر
کے درمیان میں۔ وہ کہے گا اللہ کی قسم! قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر ڈالے اور اگر					

لَا نِعْمَةَ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿۵۶﴾

لَا	نِعْمَةَ	رَبِّي	لَكُنْتُ	مِنَ	الْمُحْضَرِينَ
نہ	فضل	میرا رب	تو میں ضرور ہوتا	سے	حاضر کئے جانے والے۔

میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں ضرور (عذاب کے لئے) حاضر کئے جانے والوں میں ہوتا۔

﴿۵۲﴾ أَيْدَا مِثْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا  
أَيُّهَا فِي الْمَدِينَتَيْنِ فِي ثَلَاثَةِ  
مَوَاضِعٍ مَا تَقَدَّمَ لَمَدِينُونَ ○  
مَجْزِيُونَ وَمَحَاسِبُونَ مُشْكِرُونَ ذَلِكَ  
أَيْضًا

﴿۵۳﴾ وَقَالَ ذَلِكَ الْقَائِلُ لِأَخْوَانِهِ  
هَلْ أَنْتُمْ مُطْلِعُونَ ○ مَعِيَ إِلَى  
الْقَارِئِ لِنَنْظُرَ حَالَهُ فَيَقُولُونَ لَا

﴿۵۴﴾ فَاطَلَعَ ذَلِكَ الْعَائِلُ مِنْ بَعْضِ  
كُوفَى الْجَنَّةِ فَرَأَاهُ فِي سَوَاءٍ

﴿۵۲﴾ آیا جس وقت ہم مر کر بڑیاں اور خاک ہو جاویں گے اس وقت ہم جزا سزا دے جاویں گے اور حساب کئے جاویں گے۔ ہرگز یہ نہیں ہوگا۔

﴿۵۳﴾ وہ بولنے والا جنتیوں میں سے اپنے دوسرے بھائی مسلمانوں سے کہے گا کیا تم بھی میرے ساتھ ہو کر دوزخ میں جھانکتے ہو تاکہ ہم اپنے اس ساتھی کا حال دیکھیں جو منکر حشر و نشر تھا

﴿۵۴﴾ پھر وہ بولنے والا خود ہی جنت کے کسی سوراخ سے دیکھے گا پس وہ دیکھے گا اس اپنے ساتھی منکر قیامت کو دوزخ کے بیچ میں۔

دوسرے بھائی کے ساتھ جھانکے گا اور اس کا حال دیکھے گا

۵۶) الْبَجِيمِ ○ أَيُّ وَسْطِ النَّارِ  
قَالَ لَهُ تَشْبِيْهًا تَاللَّهِ إِنَّ  
مُخَقِّقَهُ "مِنَ الثَّقِيْلَةِ كَذَتْ  
فَارَبَتْ كَتَرْدِيْنَ ○ كَتَهْلِكُنِي  
بِأَعْوَابِكَ  
 ۵۷) وَلَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَآيَ النَّعَامَةُ  
عَلَيْكَ يَا لَآيْمَانَ كُنْتُ  
مِنَ الْمُخْضِرِيْنَ ○  
مَعَكَ فِي النَّارِ

۵۶) اور اپنے نجات پانے کی خوشی میں اس سے کہے گا کہ واللہ تو نے  
 تو مجھ کو بھی گمراہ کر کے ہلاک کرنا چاہا تھا۔

۵۷) اور اگر مجھ پر میرے رب کا یہ انعام نہ ہوتا کہ اس نے مجھ کو  
 ایمان کی توفیق دی تو میں بھی تیرے ساتھ دوزخ میں ہوتا۔

### تشریح

- ۵۳) ہم دوبارہ زندہ کیسے ہوں گے؟ | بھلا جب ہم بڑی کا پتھر پھاڑ لگے اور ہم میں زندگی کے کوئی آثار نہ رہے تو کیا ہمیں  
 جزا اور سزا دی جائے گی۔ مرنے کے بعد ہم میں رہ کیا جاتا ہے۔ پھر ہم کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے  
 اور کس طرح اعمال کا بدلہ ملے گا۔؟
- ۵۴) کیا آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ صاحب کہاں ہیں؟ | دنیا میں ہمارا وہ ہم نشین جو ہم سے کہا کرتا تھا کہ تم بھی موت کے  
 بعد زندہ ہونے پر یقین رکھتے ہو۔ اور وہ ان سے بحث کیا کرتا تھا، چہ نہیں کہاں ہوگا۔ کیا آپ لوگ بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ  
 ہمارے وہ دنیاوی ہم نشین کہاں اور کس حالت میں ہیں۔؟
- ۵۵) جزا اور سزا کے منکر کا حال دوزخ میں | جنت اور دوزخ کا فاصلہ بہت زیادہ ہوگا لیکن جس طرح ہم ٹیلی وژن کے ذریعہ ایک  
 مٹن دبا کر دور دور کی چیزوں کو اسکرین پر دیکھ لیتے ہیں اور جس طرح ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعے طویل فاصلے سے ایک  
 دوسرے سے بات کر لیتے ہیں بلکہ اب تو ویڈیو کا نفرس بھی ایک عام بات ہو گئی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس عالم میں ایسی بنائے  
 عطا کر دیں گے کہ انسان بیٹھے بیٹھے دور کی چیزوں کو دیکھ لے گا اور بغیر کسی آلے کے ایک دوسرے سے بات چیت بھی ہوگی۔  
 اسی طرح کی ایک گفتگو کا ذکر سورہ مدثر میں بھی ہے جس میں دو آدمی ایک دوسرے سے جنت اور دوزخ میں ہوتے ہوئے  
 بات چیت بھی کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہیں۔ اور جنت والا دوزخ والے سے کہہ رہا ہے اور حیرانی سے پوچھ رہا ہے  
 کہ — مَا سَدَّكَ كَمْ هِيَ سَمْتِيْر۔ (تمہیں دوزخ میں کس چیز نے پہنچا دیا؟)
- اسی طرح اس آیت میں جب ان صاحب کے بارے میں ذکر آیا جو دنیا میں مرنے کے بعد جزا اور سزا  
 کے منکر تھے، اور ان کو دیکھنے کا خیال ہوا تو ذرا جھک کر جو دیکھا۔ تو دیکھا کہ دوزخ کی گہرائی میں پڑے  
 ہوئے ہیں۔ دیکھ کر ان سے کہا کہ —.....
- ۵۶) اللہ کا فضل نہ ہوتا تو تم نے مجھے تباہ کر دیا تھا | اللہ کا فضل و کرم میرے حال پر نہ ہوتا اور مجھے اس گمراہی سے نہ بچاتا تو تم نے  
 تو مجھے تباہ کرنے میں کمر نہ چھوڑی تھی۔ اگر کہیں تمہارے کہنے میں آکر میں بھی آخرت کا انکار کر بیٹھتا تو آج جو تمہارا  
 حال ہے وہی میرا بھی ہوتا۔
- ۵۷) اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے مجھے بچایا | یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے مجھے بچایا ورنہ میں بھی انہی میں سے  
 ہوتا جو مجرموں کی طرح پڑے ہوئے آتے ہیں اور میں بھی تمہاری طرح عذاب میں گرفتار ہوتا۔

أَفَمَانَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝۵۸ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَ

أَفَمَانَحْنُ	بِمَيِّتِينَ	إِلَّا	مَوْتَتَنَا	الْأُولَىٰ	وَ
کیا پس نہیں ہم	مرنے والوں میں سے	سوائے	ہماری موت	پہلی	اور

پس پہلی موت کے سوائے ہم مرنے والوں میں سے نہیں (آئندہ ہم پر کوئی موت نہ آئے گی)

مَا نَحْنُ بِمَعْدَبَيْنَ ۝۵۹ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۶۰

مَا	نَحْنُ	بِمَعْدَبَيْنَ	إِنَّ	هَذَا	لَهُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيمُ
ہمیں	ہم	عذاب دئے جانے والوں میں	بے شک	یہ	البتہ	کامیابی بڑی	

اور ہم عذاب نہ دئے جانے والوں میں سے ہونگے۔ بے شک یہی ہے بڑی کامیابی۔

لِيَسِّرَ لَكَ هَذَا أَفَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝۶۱

لِيَسِّرَ	لَكَ	هَذَا	أَفَلْيَعْمَلِ	الْعَامِلُونَ
اس جیسی	نعمت کے لئے	پس چاہیے	مردم عمل کریں	عمل کرنے والے

پس اس جیسی نعمت کے لئے چاہیے ضرور عمل کریں عمل کرنے والے۔

۵۸ اور اہل جنت کہیں گے سو کیا ہم بعد اس موت کے جو دنیا میں

۵۹ ہم کو پیش آئی پھر نہ مریں گے۔ اور نہ ہم کو کوئی تکلیف اور

سختی کی جاوے گی ازراۃ لفظ اور اطہار النعام حق تم وہ ایسا کہیں گے کہ اللہ نے ہم کو حیاۃ ابدی عطا فرمائی اور عذاب سے بچایا۔

۶۰ بے شک یہ جو کچھ اہل جنت کا حال مذکور ہے بہت بڑی مطلب

یابی اور نجات ہے۔

۶۱ سو چاہیے کہ ایسے ہی عمدہ عوض کے لئے عمل کریں عمل کرنے والے۔

(یہ کھران کو یا حق تو کی طرف سے کہا جاوے گا یا وہ خود کہیں گے اس میں تو یوں)

۵۸ وَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَفَمَانَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝

۵۹ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ أَمْ آتَيْنَا فِي

الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَعْدَبَيْنَ ۝  
هُوَ اسْتَفْهَامٌ تَكْذِيبٌ وَتَعَدُّتٌ  
بِنِعْمَةِ اللَّهِ تَعَالَىٰ مِنْ تَابِيْدِ  
الْحَيَاةِ وَعَدَمِ التَّعَذُّبِ

۶۰ إِنَّ هَذَا الَّذِي ذَكَرَ لِأَهْلِ

الْجَنَّةِ لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

۶۱ لِيَسِّرَ لَكَ هَذَا أَفَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝

تَقِيلُ لَكَ ذَلِكَ وَقِيلَ لَهُمْ يَقُولُ لَوْ كُنْتُمْ

۵۸ اب تو ہمیں موت ہی نہیں آئے گی جو موت آئی تھی آپ کی، اب تو ہمیں دوبارہ موت ہی نہیں آئے گی۔

۵۹ نہ موت آئے گی نہ عذاب ہوگا جو پہلی مرتبہ موت آئی تھی آپ کی۔ اب نہ موت آئے گی اور نہ ہم عذاب میں گرفتار ہوں گے مسرت اس کے ہم لفظ

پہلی بڑی ہوگی اور وہ کہہ رہا ہوگا کہ اب نہ موت، نہ عذاب ساری کلفتوں کا خاتمہ ہو چکا اور مجھے حیات جاودا نصیب ہوگئی۔

۶۰ عظیم الشان کامیابی ہے خوشی میں کہے گا کہ بے شک یہی عظیم الشان کامیابی ہے جہاں دائمی مسرت ہے اور کبھی موت آنے والی نہیں ہے۔ اب یہ راہ تیس

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات سے ہم اسی طرح بہرہ اندوز رہیں گے۔

۶۱ دائمی کامیابی کا راستہ لوگ دنیا کی عارضی کامیابی کے پیچھے دوڑتے ہیں اس کے لئے تکلفیں اٹھاتے ہیں ایسی ہی دائمی کامیابی کے لئے عمل کرنا چاہئے

جو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہے۔



أَذْلِكَ خَيْرٌ ثُرُلًا أَمْ شَجَرَةٌ الزُّقُومِ ۞۶۳ إِنَّا

أَذْلِكَ	خَيْرٌ	ثُرُلًا	أَمْ	شَجَرَةٌ	الزُّقُومِ	إِنَّا
کیا یہ	بہتر	ضیافت	یا	درخت	تھوہر	بے شک ہم

کیا یہ بہتر ضیافت ہے؟ یا تھوہر کا درخت؟ بے شک ہم نے

جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۞۶۴

جَعَلْنَاهَا	فِتْنَةً	لِلظَّالِمِينَ
ہم نے اس کو بنایا	ایک آزمائش	ظالموں کے لئے

اس کو ایک آزمائش بنایا ہے ظالموں کے لئے

۞۶۳ یہ جو کچھ مذکور ہوا اہل جنت کی مہمانی کا سامان بہتر ہے

یا درخت زقوم جو اہل دوزخ کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ اچھا ہے (درخت زقوم نہایت کڑوا درخت ہے جو کہ کی زمین میں ہوتا ہے اس کو اللہ دوزخ میں جمادے گا جیسا کہ آگے آتا ہے۔)

۞۶۴ ہم نے اس درخت کا دوزخ میں اگانا مکہ کے کافروں کے لئے آزمائش اور باعث فتنہ کا کیا چنانچہ وہ اس کو سوں کر کہتے ہیں کہ آگ تو درختوں کو جلا دیتی ہے سو وہ کیوں کر اس کو آگادے گا۔

۞۶۳ أَذْلِكَ الْمَذْكُورُ لَهُمْ خَيْرٌ

ثُرُلًا وَهُوَ مَا يُعَدُّ لِلنَّارِ  
مِنْ ضَيْفٍ وَعَنْبِرٍ أَمْ شَجَرَةُ  
الزُّقُومِ ۝ الْمُعَدَّةُ لِأَهْلِ  
النَّارِ وَهِيَ مِنْ أَحْبَبِ الشَّجَرِ  
الْمُرْبِيئَةِ مِمَّا يَنْبُتُهَا اللَّهُ  
فِي الْجَنَّةِ كَمَا سَيَأْتِي

۞۶۴ إِنَّا جَعَلْنَاهَا بِذَلِكَ فِتْنَةً

لِلظَّالِمِينَ ۝ أَيْ الْكَافِرِينَ  
مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ إِذْ قَالَ النَّارُ  
تُحْرَقُ الشَّجَرُ فَكَيْفَ تُنْبِتُهُ

### تشریح

۞۶۳ یہ خوش گوار ضیافت اچھی ہے یا بدبودار درخت ایک طرف تو یہ راحت و آرام اور اعزاز و اکرام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عالم آخرت میں اپنے نیک بندوں کے لئے ہوگا۔ دوسری طرف زقوم یا تھوہر کا درخت جس کی بدبو ناگوار اتہائی کرلو اذالہ اور اس کو توڑا جائے تو اس میں دودھ سا نکلتا ہے جو بدن پر لگ جائے تو درم ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ خراب کھانا بد ذائقہ اور دوزخ کا عذاب بتاؤ دونوں میں سے کون بہتر ہے۔

۞۶۴ جہنم کی دیکھی ہوئی آگ میں زقوم کا دھت — منکرین کے لئے ایک نئی آزمائش | دوزخ کی دیکھی ہوئی آگ کی تہہ میں دنیا کے

زقوم اور تھوہر کی طرح ایک درخت ہوگا جو دوزخوں کو کھانے کے لئے دیا جائے گا۔  
قرآن کا یہ بیان آخرت کے منکرین کے لئے ایک نئی آزمائش بن گیا کہ لیجئے صاحب اب آگ میں بھی درخت اگیں گے وہ اس بات کا مذاق اڑاتے تھے اور اس پر ہنستے تھے۔

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعَهَا كَأَنَّهَا رُءُوسُ

إِنَّهَا	شَجَرَةٌ	تَخْرُجُ	فِي	أَصْلِ	الْجَحِيمِ	طَلْعَهَا	كَأَنَّهَا	رُءُوسُ
بیگنہ	ایک درخت	وہ نکلتی ہے	میں	جڑ	جہنم	اس کا خوشہ	گویا کہ وہ	سر

بے شک وہ ایک درخت ہے جہنم کی جڑ (گہرائی) میں نکلتی ہے۔ اس کا خوشہ گویا کہ وہ شیطانوں

الشَّيْطَانِ ﴿۶۵﴾ فَإِنَّهُمْ لَا يَكُونُونَ مِنْهَا قَائِلُونَ ﴿۶۶﴾

الشَّيْطَانِ	فَإِنَّهُمْ	لَا يَكُونُونَ	مِنْهَا	قَائِلُونَ	مِنْهَا	الْبُطُونَ
شیطانوں	پس بے شک وہ	کھاؤ لے نہیں	اس سے	سو بھرنے والے	اس سے	پیٹ (جمع)

کاسر (سانپوں کا پھن) ہے بے شک وہ اس سے کھائیں گے سو اس سے پیٹ بھریں گے۔

﴿۶۴﴾ یہ درخت زقوم ایک درخت ہے جو دوزخ کے گڑھے میں نکلے گا اور اس کی شاخیں تمام درجات اور طبقات دوزخ میں پہنچیں گی۔

﴿۶۵﴾ اس کا پھل ایسا جیسا بڑی صورت کے سانپوں کے سر۔

﴿۶۶﴾ سو باوجود اس درخت کے برے اور بد مزہ ہونے کے کفار اس کو کھاویں گے بسبب شدت بھوک کے پس بھریں گے اس سے پیٹ۔

﴿۶۳﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ○ تَخْرُجُ هُنَا وَأَعْصَانُهَا تَخْرُجُ إِلَى دَرَكَاتِهَا

﴿۶۵﴾ طَلْعَهَا كَأَنَّهَا رُءُوسُ الشَّيْطَانِ ○ أَيْ أَلْمِيَّاتِ الْقَبِيحَةِ الْمُنْتَظَرِ

﴿۶۶﴾ فَإِنَّهُمْ لَا يَكُونُونَ مِنْهَا قَائِلُونَ ○ مَعِ قَائِلًا شِدَّةَ جُوعِهِمْ قَائِلُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ○

### تشریح

﴿۶۳﴾ دوزخ کی تہہ سے ایسا ہی درخت نکلے گا | دوزخ کی تہہ سے زقوم جیسا درخت نکلے گا۔ کوئی یہاں ہنسنے یا مذاق اڑانے وہاں ہا کر اس کو معلوم ہو جائے گا کہ دوزخ کا عذاب کیا ہوتا ہے اور زقوم جیسا درخت جو جہنم کی تہہ سے نکلتا ہے وہ کیسا ہوتا ہے۔

﴿۶۵﴾ زقوم کی شاخیں جیسے شیطان کے سر | دوزخ کی تہہ سے جو درخت نکلے گا جو زقوم جیسا ہوگا اس کی شاخیں ایسی ہی بھیانک اور دیکھنے میں ایسی ڈراؤنی ہونگی جیسے شیطان کے سر ہوں۔ اس درخت کا مزاج ناری ہوگا جیسے آگ کا ایک کپڑا ہوتا ہے جس کو مس کر لیتے ہیں آگ میں بھی زندہ رہتا ہے۔ یہ درخت اپنی صورت کے اعتبار سے بھی بھیانک ہوگا اور اس کا کھانا بھی ایک عذاب ہوگا۔ جب دوزخی بھوک کی شکایت کریں گے تو اسے کھانے کے لئے اس درخت کے پھل دئے جائیں گے جو نہایت کڑوے اور ان کا مقلق سے نیچے آنا مشکل ہوگا، توبت اور جنت کی لذت بہتر ہے یا دوزخ کے یہ عذاب۔

﴿۶۶﴾ دوزخیوں کو اسی سے پیٹ بھرنے پڑے گا | دوزخیوں کو اسی سے پیٹ بھرنے پڑے گا۔ وہ درخت جس کی صورت بھی خراب، انکھنی کی طرح خوف ناک، جس کی سیرت بھی ایسی کرنگلنا مشکل۔

## شُرَاتٍ لَهُمْ عَلَيْهَا شُوبًا مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ

شُرَاتٍ	لَهُمْ	عَلَيْهَا	شُوبًا	مِّنْ	حَمِيمٍ	ثُمَّ
پھر بے شک	ان کے لئے	اس پر	ملا ملا کر	سے	کھولتا ہوا پانی	پھر
پھر بے شک اس (کھانے) پر ان کے لئے کھولتا ہوا پانی (بیب) ملا ملا کر (دیا جائے گا) پھر						

## إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لِإِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٥﴾

إِنَّ	مَرْجِعَهُمْ	لِإِلَى	الْجَحِيمِ
بے شک	ان کی بازگشت	البتہ	جہنم
ان کی بازگشت جہنم ہی کی طرف ہوگی۔			

﴿٦٤﴾ پھر اس کے کھانے کے بعد ان کو گرم پانی پینے کو دیا جائے گا جو پیٹ میں اس درخت سے جس کو انہوں نے کھایا جاٹے گا۔

﴿٦٤﴾ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشُوبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۝ أَيْ مَاءٌ حَارٌّ يَشْرَبُونَهُ فَيَخْتَلِطُ بِالنَّارِ كَوَلٍ مِنْهَا فَيَصِيرُ شُوبًا لَهُ

﴿٦٥﴾ پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ وہ اس میں پھر لوٹیں گے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی گرم پانی پینے کو دوزخ سے باہر نکلیں گے اور یہ پانی دوزخ سے باہر

﴿٦٥﴾ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لِإِلَى الْجَحِيمِ ۝ يُفِيدُ أَنَّهُمْ يَخْرُجُونَ مِنْهَا لِشُرْبِ الْحَمِيمِ وَأَنَّهُ تَخَارِجُهَا

## تشریح

﴿٦٤﴾ دوزخوں کے پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی | جہاں جنتیوں کی طرح طرح سے ضیافت ہوگی طرح طرح کے مشروبات ہونگے، دودھ اور شہد کی نہریں ہوں گی، شراب طہور ہوگی۔ وہاں دوسری طرف دوزخوں کے پینے کے لئے گرم کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو پیاس تو کیا بجھاتا انہیں آنتوں کو گلا دے گا جس سے آنتیں کٹ کر باہر آ پڑیں گی جیسا کہ سورہ محمد میں ہے کہ۔

وَسَقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّحَ أَمْعَاءَهُمْ۔ (رکوع ۲ آیت ۱۵)

(انہیں ایسا گرم پانی دیا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا۔)

﴿٦٥﴾ پھر دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا | جب بھوکے ہوں گے تو کھانے کے لئے زقوم کا پھسل اور پینے کے لئے کھولتا ہوا گرم پانی یہ کھلا پلا کر پھر دوبارہ دوزخ کی طرف ہانک دیا جائے گا۔ زقوم کے درخت اور کھولتے ہوئے پانی کے چشموں سے پھر آتش دوزخ میں ڈال دئے جائیں گے۔ غرض عذاب کی کیفیت رہے گی اور اسی کیفیت میں وہ ہمیشہ مبتلا رہیں گے۔

إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَرِهِمْ

إِنَّهُمْ	أَلْفَوْا	آبَاءَهُمْ	ضَالِّينَ	فَهُمْ	عَلَىٰ	آثَرِهِمْ
بے شک ان	انہوں نے پایا	اپنے باپ دادا	گمراہ (جمع)	سو وہ	پر	ان کے نقش قدم
بے شک انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تھا سو وہ ان کے نقش قدم پر						

يُهْرَعُونَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأُولَٰئِينَ ﴿۷۱﴾

يُهْرَعُونَ	وَلَقَدْ	ضَلَّ	قَبْلَهُمْ	أَكْثَرُ	الْأُولَٰئِينَ
دوڑتے جاتے تھے	اور تحقیق	گمراہ ہوئے	ان سے پہلے	اکثر	انگلوں میں سے
دوڑتے جاتے تھے اور تحقیق ان سے پہلے گمراہ ہوئے تھے (ان کے) انگلوں میں سے اکثر					

﴿۶۹﴾ إِنَّهُمْ أَلْفَوْا آبَاءَهُمْ ضَالِّينَ ○ بے شبہ ان کا فزوں نے اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا

﴿۷۰﴾ فَهُمْ عَلَىٰ آثَرِهِمْ يُهْرَعُونَ ○ بے شبہ ان کے نشان قدموں پر چلتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں ان کی پیروی کرنے میں۔

﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأُولَٰئِينَ ○ اور بے شک ان سے پہلے گمراہ ہوئی اکثر گزری ہوئی اہلیں۔

### مشریح

﴿۶۹﴾ یہ وہ لوگ ہونگے جنہوں نے اپنی عقل سے کبھی کام نہیں لیا انہوں نے انسان کو عقل اور سمجھ دی ہے اچھے برے کی تمیز دی ہے شعور و آگہی دی ہے کہ وہ ان چیزوں سے کام لے کر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔ یہ نہیں ہے کہ اندھے بن کر گمراہوں کے پیچھے چل پڑے اگر سامنے کواں یا کھائی ہو اور کوئی اندھا اس راستے پر جا رہا ہو اور اپنی آنکھوں سے کام نہ لے کر سامنے کونٹوں کو بند دیکھ رہا ہو تو کیا اس کے پیچھے آنے والے کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے؟ یا آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہیے کہ جس راستے پر وہ جا رہا ہے اس کے سامنے کواں ہے یا کھائی ہے۔ اور اگر وہ اس راستے پر چلے گا تو اس میں جا پڑے گا۔ اگر پچھلے لوگ غلط تھے تو کیسا ضروری ہے کہ آنے والے بھی غلط ہوں۔

﴿۷۰﴾ گمراہوں کے نقش قدم پر چلنے والے جو لوگ گمراہ تھے بھٹکے ہوئے تھے، انجام سے بے خبر تھے انہوں نے عقل سے اور سمجھ سے کام نہیں لیا اور اپنی زندگی کے بارے میں صحیح فیصلہ نہیں کیا۔ انہی کے نقش قدم پر بعد میں آنے والے بھی چل پڑے اس طرح آنکھیں بند کر کے چلنا سمجھ دار آدمی کا کام نہیں۔

﴿۷۱﴾ ایسا نہیں ہے کہ خبردار کرنے والے نہیں بھیجے گئے۔ انہوں نے ہر دور میں خبردار کرنے والے بھیجے ہیں مگر پھر بھی ان سے پہلے بہت سے لوگ ایسے ہوئے کہ انہوں نے خبردار کرنے والوں کی بات پر توجہ نہیں دی اپنے نفس کی خواہشات کے چکر میں پھنسے رہے کہنے والے کہتے رہے اور یہ ان سنی کرتے رہے وہی جو گمراہ ہو چکے تھے بعد والے بھی ان ہی کے پیچھے چل پڑے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ

وَلَقَدْ	أَرْسَلْنَا	فِيهِمْ	مُنْذِرِينَ	فَأَنْظُرْ	كَيْفَ	كَانَ
اور تحقیق	ہم نے بھیجے	ان میں	ڈرانے والے	سو دیکھیں	کیا	ہوا
اور تحقیق ہم نے ان میں ڈرانے والے (رسول) بھیجے تھے سو دیکھیں کیا ہوا						

عاقِبَةُ الْمُنْذِرِينَ ﴿٤٣﴾ الْأَعْبَادِ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿٤٤﴾

عَاقِبَةُ	الْمُنْذِرِينَ	إِلَّا	عِبَادَ اللَّهِ	الْمُخْلِصِينَ
انجام	جنہیں ڈرایا گیا	مگر	اللہ کے بندے	خاص کئے ہوئے

انجام جنہیں ڈرایا گیا تھا (ہاں) مگر اللہ کے خاص کئے ہوئے (بندگان خاص) کا انجام کتنا اچھا ہوا

﴿٤٢﴾ اور البتہ ہم نے بھیجے ان میں پیغمبر ڈرانے والے۔

﴿٤٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُنْذِرِينَ  
مِنَ الرُّسُلِ مُخَوِّفِينَ

﴿٤٣﴾ سو دیکھ تو کیوں کر ہوا انجام کافروں کا کہ وہ گرفتار  
عذاب ہوئے۔

﴿٤٣﴾ فَأَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ  
الْمُنْذِرِينَ ۝ الْكَافِرِينَ  
أَفَى عَاقِبَتِهِمُ الْعَذَابُ

﴿٤٤﴾ مگر اللہ کے خالص بندے بوجہ اپنے اخلاص کے  
عذاب سے بچے رہے۔ کہ وہ خالص اللہ کی  
عبادت کرتے تھے۔ یا اس سبب سے کہ اللہ نے  
ان کو خاص کیا اپنی عبادت کے لئے۔ (یہ مطلب مخلصین  
کے لام کو فتح ہونے کی صورت میں ہے۔

﴿٤٤﴾ الْأَعْبَادِ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۝  
أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهُمْ نَجَوْا  
مِنَ الْعَذَابِ لِإِخْلَاصِهِمْ  
فِي الْعِبَادَةِ أَوْ لِأَنَّ اللَّهَ أَخْلَصَهُمْ  
لَهَا عَلَى قِبْرَاءَةٍ فَتَمَّ اللَّامُ

### تشریح

﴿٤٢﴾ رسولوں کی بات پر توجہ نہ دینے والے اللہ کے رسولوں نے سہانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہر طرح سے سمجھایا، بچھایا یا انجام سے  
باخبر کیا، اگر رہے ہوئے لوگوں کی تاریخ سامنے رکھی کہ ان کو دیکھو اور نصیحت حاصل کرو مگر انہوں نے سن کر نہ دی۔

﴿٤٣﴾ جن کو خبردار کیا گیا تھا ان کا انجام دیکھو جن کو ہمارے رسولوں نے خبردار کیا تھا ہر طرح سے سمجھایا تھا مگر انہوں نے نہیں مانی اب  
دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا۔ نہ ماننے والے انجام بد کو پہنچے۔

﴿٤٤﴾ اللہ کے پییدہ بندے محفوظ ہے | ہاں اللہ کے منتخب اور چنیدہ بندے جنہوں نے رسولوں کی بات پر توجہ دی اور ان کی  
دعوت کو قبول کیا اور آگے بڑھ کر حق و صداقت کو اپنا یا وہ اس برے انجام سے محفوظ رہے۔ آگے ان لوگوں کے واقعات  
سنائے جاتے ہیں جنہوں نے مانا تھا اور ان کے بھی جنہوں نے نہیں مانا تھا۔

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۵﴾ وَنَجَّيْنَاهُ

وَلَقَدْ	نَادَانَا	نُوحٌ	فَلَنِعْمَ	الْمُجِيبُونَ	وَنَجَّيْنَاهُ
اور تحقیق	ہیں پکارا	نوح	سو ہم البتہ خوب	دعا قبول کرنے والے	اور ہم نے نجات ہی اُسے

اور تحقیق نوح نے ہمیں پکارا سو ہم خوب دعا قبول کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے اسے اور اس

وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۴۶﴾

وَأَهْلَهُ	مِنَ	الْكَرْبِ	الْعَظِيمِ
اور اس کے گھر والے	سے	مصیبت	بڑی

کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔

- ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۵﴾ وَنَجَّيْنَاهُ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ وَاَنْتَ صِرُّ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اٰی دَعَا نَا عَلٰی قَوْمِہٖ وَاَهْلُکُمْ اَهُرْبُ الْغُرُقِ ﴿۴۶﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ اٰی الْعُرْفِ
- ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۵﴾ وَنَجَّيْنَاهُ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ وَاَنْتَ صِرُّ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اٰی دَعَا نَا عَلٰی قَوْمِہٖ وَاَهْلُکُمْ اَهُرْبُ الْغُرُقِ ﴿۴۶﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ اٰی الْعُرْفِ
- ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۵﴾ وَنَجَّيْنَاهُ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ وَاَنْتَ صِرُّ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اٰی دَعَا نَا عَلٰی قَوْمِہٖ وَاَهْلُکُمْ اَهُرْبُ الْغُرُقِ ﴿۴۶﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ اٰی الْعُرْفِ

### تشریح

- ﴿۴۵﴾ حضرت نوح ؑ کا واقعہ حضرت نوح ؑ جن کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے اللہ نے ان کو بڑی طویل عمر دی بڑے صبر اور ثبات قدمی کے ساتھ تقریباً ایک ہزار سال تک لوگوں کو دین کی دعوت دیتے رہے مگر اتنی لمبی مدت میں بہت کم لوگ ان پر ایمان لائے بلکہ ان کو تکلیفیں پہنچاتے رہے۔ آخر مجبور ہو کر حضرت نوح ؑ نے اپنے رب سے فریاد کی۔ اس فریاد کے الفاظ سورہ قمر میں بیان ہوئے ہیں۔ حَتَّٰ عَارِبِہٖ اٰیٰتِ مَغْلُوْبٍ وَاَنْتَ صِرُّ (آیت بنا)
- (اس نے اپنے رب کو پکارا کہ میں مغلوب ہو گیا ہوں۔ اب تو میری مدد کو پہنچ۔)
- دیکھو اللہ نے ان کی پکار کیسی سنی اور ان کی مدد فرمائی۔ کہ زبردست طوفان آیا اور ان پر ایمان لانے والوں کے سوا ساری قوم بائیس کے طوفان میں ڈوب گئی۔
- ﴿۴۶﴾ ہم نے نوح ؑ کو بدکردار قوم کی اذیت سے نجات دی | انتہائی شریا اور بدکردار قوم جو اپنے ظلم و ستم سے متعل اور مسلسل حضرت نوح ؑ کو شدید تکلیف میں مبتلا کئے ہوئے تھے، حضرت نوح ؑ ان کے درمیان کس مشکل سے وقت گزار رہے تھے۔ اور آخر تک آگراضوں نے اپنے رب سے فریاد کی باد و باران کے شدید طوفان میں اس ساری قوم کا بیڑا فرق ہو گیا اور صرف وہی لوگ محفوظ رہے جو ان پر ایمان لائے تھے اور پھر انہی سے دوبارہ نسل انسانی آگے بڑھی۔ حضرت نوح ؑ کے مین بیٹے سام، حام اور یافث ان سے نسل انسانی آگے کو چلی اور دنیا آباد ہوئی۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿۴۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

وَجَعَلْنَا	ذُرِّيَّتَهُ	هُمُ	الْبَاقِينَ	وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِ
اور ہم نے کیا	اس کی اولاد	وہ	باقی رہنے والی	اور ہم نے چھوڑا	اس پر۔ اس کا
اور ہم نے کیا اس کی اولاد کو باقی رہنے والی اور ہم نے اس کا (ذکر خیر) بعد میں					

فِي الْآخِرِينَ ﴿۴۸﴾ سَلَّمَ عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿۴۹﴾

فِي	الْآخِرِينَ	سَلَّمَ	عَلَى	نُوحٍ	فِي الْعَالَمِينَ
میں	بعد میں آنے والے	سلام ہو	پر	نوح	سارے جہان میں
آنے والوں میں چھوڑا۔ نوح پر سلام ہو سارے جہانوں میں					

﴿۴۷﴾ اور اس کی ہی اولاد کو باقی رہنے والا بتایا سو تمام آدمی نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور نوح کے تین لڑکے تھے ایک سام جو عرب کا باپ ہے اور فارس و روم کا یعنی عرب و فارس و روم سب سام کی اولاد میں ہیں۔ اور دوسرا حام اس کی اولاد ہیں اہل حبش اور میسر اپانٹ اس کی اولاد ہیں ترک اور خزر (خزر بضم خا) ایک قوم کا نام ہے اور ماجوج ماجوج اور جو لوگ اس طرف میں سب اپانٹ کی اولاد ہیں۔

﴿۴۸﴾ اور ہم نے باقی رکھی نوح کی تعریف بعد کے پیغمبروں اور رسولوں میں یعنی قیامت تک سب اس کی ثنا کریں گے۔

﴿۴۹﴾ ہمارا سلام ہو نوح پر جہان والوں میں سے۔

﴿۴۷﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ○ فَالْتَأَسُّ كُلُّهُمُ مِنْ سَلْبِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ لَهُ ثَلَاثَةٌ أَوْلَادٍ سَامٌ وَهُوَ أَبُو الْعَرَبِ وَفَارِسٍ وَالرُّومِ وَحَامٌ وَهُوَ أَبُو السُّودَانِ وَيَافِثٌ أَبُو التُّرْكِ وَالْخَزَرِ وَيَا جُوجُ وَيَا جُوجُ وَمَا هُنَا لَكَ

﴿۴۸﴾ وَتَرَكْنَا أُنْقِيَانَا عَلَيْهِ ثَنَاءً حَسَنًا فِي الْآخِرِينَ ○ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

وَالْأُمَّمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿۴۹﴾ سَلَامٌ مِّنَّا عَلَى نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ○

### تشریح

﴿۴۷﴾ حضرت نوح کی نسل ہی باقی رہی | اللہ نے ان کی نسل کو باقی رکھا اور جو ان کے مخالف تھے ان کی نسل ختم ہو گئی آج ان کا کوئی نام یوا بھی نہیں ہے۔ اللہ تم اسی طرح صداقت کا بول بالا کرتا ہے اور برائی کی جڑ کاٹتا ہے۔

﴿۴۸﴾ بعد کی نسلوں میں حضرت نوح کی تعریف کرنے والے موجود رہے | وہ لوگ جو سچائی کی مخالفت کر رہے تھے اور ایک سچے رسول کو صرف حق کی دشمنی کی وجہ سے طرح طرح سے ستا رہے تھے ان کی نسل مٹ گئی ان کا کوئی نام یوا نہ رہا۔ مگر آنے والی نسلیں حضرت نوح م کی تعریف کرتی رہیں گی اور ان کی حق و صداقت کی باتیں لوگوں کو یاد رہیں گی لوگ ان کا نام عزت سے لیتے رہیں گے۔

﴿۴۹﴾ سلام ہو نوح پر | حضرت نوح ؑ کا ذکر خیر باقی رہے گا تمام دنیا والوں میں ان کی تعریف ہوتی رہے گی نیک بندوں پر سلام ہو کہ وہ اپنی نیکیوں کی وجہ سے یاد رکھے جاتے ہیں۔

إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۸۰ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝۸۱

إِنَّا كَذَلِكَ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِينَ	إِنَّهُ	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِينَ	۝۸۱
جنگیم	اسی طرح	بہتر دیتے ہیں	بے شک وہ	سے	ہمارے بندے	مومن (جمع)	پھر

بے شک ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتے ہیں بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ پھر

أَعْرَفْنَا الْأَخْرِيْنَ ۝۸۲ وَإِنِّ مِنْ شَيْعَتِهِ لَا بُرَاهِيْمَ ۝۸۳

أَعْرَفْنَا	الْأَخْرِيْنَ	وَإِنِّ	مِنْ	شَيْعَتِهِ	لَا بُرَاهِيْمَ	۝۸۳
ہم نے فرق کر دیا	دوسرے	اور بے شک	سے	اس کا فرقہ پر چلنے والے	البتہ ابراہیم	

ہم نے دوسروں کو فرق کر دیا اور بے شک ابراہیم اسی کے طبقے پر چلنے والوں میں سے تھے۔

۸۰) بے شک جیسے ہم نے نوح کو عوض نیک دیا اسی طرح ہم عوض دیتے ہیں نیکی کرتے والوں کو۔

۸۱) ہا یقین نوح ہمارے ایمان والے بندوں میں تھا۔

۸۲) پھر ہم نے فرق کیا اس کی قوم کے کافروں کو۔

۸۳) اور بے شک نوح کی جماعت اور تابعین میں سے ہے ابراہیم کہ اصل دین میں یہ اس کا شریک اور تابع ہے اگرچہ ان دونوں میں زمانہ دراز کا فاصلہ ہوا ہے یعنی دو ہزار چھ سو چالیس برس کا فاصلہ ان دونوں میں ہوا اور ابراہیم اور نوح کے بیچ میں دو پچیس ہزار اور عرصہ ہوئے۔

۸۰) إِنَّا كَذَلِكَ كَمَا جَزَيْنَاهُ نَجْزِي

الْمُحْسِنِينَ ○

۸۱) إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

۸۲) ثُمَّ أَعْرَفْنَا الْأَخْرِيْنَ ○ كَمَا زَقَوْنِهِ

۸۳) وَإِنِّ مِنْ شَيْعَتِهِ أَيْ مِمَّنْ تَابَعَهُ فِي أَهْلِ

الَّذِينَ لَا بُرَاهِيْمَ ○ وَإِن كَاللَّذُفَّانِ

بَيْنَهُمَا وَهُوَ الْفُجَانِ وَسَيَّمَا رَعِيَّةً وَأَزْبَعُونَ

وَكَانَ بَيْنَهُمَا هُوْدٌ وَصَالِحٌ

تشریح

۸۰) نیکی کرنے والوں کی جزا ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں کہ ان کا نام عزت اور احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ لوگ ہمیشہ ان کو یاد رکھتے ہیں اور ان پر اپنی عقیدت کے پھول بچھا دیتے ہیں۔

۸۱) نوح ہمارے وفادار بندوں میں تھے | بے شک نوح ہمارے تابع دار اور وفادار بندوں میں سے تھے ان کی وفاداری کا صلہ یہ تھا کہ ان کا نام ہمیشہ نیکی کے ساتھ لیا جاتا رہے گا۔ اور لوگ ان کو سلام بھیجتے رہیں گے۔

۸۲) مخالف گروہ کا خاتمہ ہو گیا | رہے حضرت نوح کے مخالف جو اتنی لمبی مدت تک ان کو ایذا نہیں دیتے رہے اور ان کے معصوم دل کو دکھاتے رہے ہم نے اس گروہ کو غرق کر دیا اور وہ ختم ہو گئے۔

۸۳) حضرت ابراہیم کا واقعہ | اس گروہ کے فرد اور اسی طریقے پر چلنے والے حضرت ابراہیم تھے کیوں کہ تمام انبیاء کرام دین کے اصولوں میں متفق ہیں ایک ہی راہ پر چلنے والے ہیں اور ہر آنے والا پچھلے رسول کی تصدیق کرتا ہے اس لئے تمام انبیاء کرام ایک ہی گروہ کے افراد ہیں جیسا کہ سورہ مؤمنون میں ارشاد ہوا کہ

إِن هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝۸۴ وَإِن كَاللَّذُفَّانِ ۝۸۵

(اور یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں بس مجھ ہی سے ڈرو۔)

امت کا لفظ افراد کے اس مجموعے پر بولا جاتا ہے جو کسی مشترک اصل پر مشتمل ہوں۔ انبیاء کرام کیوں کہ زمانے مقام کے اختلاف کے باوجود ایک ہی دین کی دعوت پر جمع تھے اس لئے وہ سب مل کر ایک امت اور ایک گروہ کہلائے تو اسی انبیاء کے گروہ کے ایک فرد حضرت ابراہیم م بھی تھے۔



إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿۸۳﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ

إِذْ جَاءَ	رَبَّهُ	بِقَلْبٍ	سَلِيمٍ	إِذْ	قَالَ	لِأَبِيهِ	وَقَوْمِهِ
(باد کرو) جب آیا	اپنارب	دل کے ساتھ	صاف	جب	اس نے کہا	اپنے باپ کو	اور اپنی قوم

جب وہ اپنے رب کے پاس آئے صاف دل کے ساتھ (جسے پاک دل کے ساتھ) (باد کرو) جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے

مَا ذَاتَعْبُدُونَ ﴿۸۴﴾ أَيْفُكَا إِلَهَةٌ دُونَ اللَّهِ

مَاذَا	تَعْبُدُونَ	أَيْفُكَا	إِلَهَةٌ	دُونَ	اللَّهِ
کس چیز تم	پرستش کرتے ہو	کیا جھوٹ موٹ کے	معبود	الہ کے سوا	

کہا تم کس (واہیات) چیز کی پرستش کرتے ہو؟ کیا تم اللہ کے سوا جھوٹ موٹ کے معبود چاہتے ہو؟

تُرِيدُونَ ﴿۸۵﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۶﴾

تُرِيدُونَ	فَمَا	ظَنُّكُمْ	بِرَبِّ	الْعَالَمِينَ
تم چاہتے ہو	سو کیا	تمہارا گمان	پروردگار کے بارے	تمام جہانوں

سو تمام جہانوں کے پروردگار کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

﴿۸۳﴾ ابراہیم نے نوح کی متابعت کی جبکہ وہ متوجہ ہوا اپنے رب کی طرف صاف دل سے جو تردد وغیرہ سے خالی تھا۔

﴿۸۴﴾ جب کہ ابراہیم نے اسی حالت دائمی میں اپنے باپ اور قوم سے کہا ازراہ نرسش تم کا ہے کو پوچھتے ہو۔

﴿۸۵﴾ کیا تم اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو جو محض جھوٹ اور خرافا ہے یعنی وہ بت کسی طرح پرستش کے لائق نہیں۔

﴿۸۶﴾ سو تم اللہ کے غیر کی پرستش کر کے کیا یہ گمان کرتے ہو کہ جہاں کے رب کے عذاب چھوٹ جاوے گے۔ ہرگز نہیں۔ اور ابراہیم کی قوم نجومی تھی سو وہ اپنی کسی عید میں گئے اور اپنا کھانا بتوں کے پاس چھوڑ گئے اور یہ خیال کیا کہ یہ کھانا منبرک ہو جائے گا پھر جب ہم اپنی عید سے واپس آئیں گے اس طعام کو کھالیں گے اور حضرت ابراہیم سے کہا تو بھی ہمارا ساتھ چل

﴿۸۳﴾ إِذْ جَاءَ أَيْ تَابَعَهُ وَقَدْ فَجَّيْتُمْ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ○ مِنَ الثَّقَاتِ وَغَيْرِهِ

﴿۸۴﴾ إِذْ قَالَ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ الْمُسْتَمْتِرَةِ لَهُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَوْجِبًا مَاذَا مَا الَّذِي تَعْبُدُونَ ○

﴿۸۵﴾ أَيْفُكَا فِي هُنَّ رَبَّنَا مَا نَقْدَمُ إِلَهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ ○ وَإِنْكَا مَقْعُولٌ لَهُ وَالْإِلَهَةُ مَقْعُولٌ بِهِ لِتُرِيدُونَ ○ وَالْإِنْفُكَا أَسْوَأُ الْكُذِبِ أَيْ أَلْعَبُدُونَ غَيْرَ اللَّهِ

﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○ إِذْ عَبَّيْتُمْ غَيْرَهُ أَنْتُمْ يَتْرُكُكُمْ بِأَعْقَابٍ لَا وَكَانُوا يُجَامِلُونَ فَخَرَّ جُؤَالِي عَيْنٍ لَسْمٌ وَتُرَكُّوا طَعَامُهُمْ عِنْدَ أَصْنَانِهِمْ زَعَمُوا النَّبْرَةَ عَلَيْهِ فَإِذَا رَجَعُوا أَكَلُوهُ ○ وَقَالَ الرَّسِيدُ إِبْرَاهِيمَ أَخْرَجْ مَعَنَا

## تشریح

۸۵) حضرت ابراہیمؑ کا اپنے رب کی طرف جھکاؤ | حضرت ابراہیمؑ کا دل ہر طرح کی اعتقادی اور اخلاقی برائیوں سے پاک تھا اس میں نافرمانی اور سرکشی کا کوئی شائبہ نہ تھا۔ ان کے سینے میں ایسا دل دھڑکتا تھا جس میں کوئی الجھاؤ نہ تھا اور اس کا پورا جھکاؤ اپنے رب کی طرف تھا جب وہ تواضع اور انکساری کے ساتھ رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی قوم کو بھی خبردار کیا۔

۸۶) حضرت ابراہیمؑ کی اپنے والد اور قوم کو نصیحت | حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو کیا یہ چیزیں عبادت کے لائق ہیں؟ وہ بت جن کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو ان ہی کے سامنے سر نیاز جھکادیتے ہو۔ سورہ مریم میں ہے۔

وَإِذْ كُتِبَ فِي الْكِتَابِ لِإِبْرَاهِيمَ إِسْمُهُ كَانَ صِدْقًا نَبِيًّا إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يَا بَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا يَا بَتِ

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُسَكَّنَكَ عَذَابًا مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا۔ (مریم آیت ۲۲ تا ۲۴)

د اور اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو بے شک وہ ایک راست باز انسان اور نبی تھا جب اس نے اپنے بات سے کہا کہ ابا جان آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں؟ ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میرے پیچھے چلیں میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے۔ ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمن کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں۔) سورہ انبیاء میں ہے کہ۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَائِلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاقِبُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عِبَادِينَ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ وَاوَالَاءَ كُفْرًا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ه قَالُوا أَجئْنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ه قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّكِيِّينَ۔ (انبیاء ۵۰ تا ۵۷)

جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا یہ یوزیں ہیں جن کے تم کو دیدہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پالیے۔ اس نے کہا تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی مرتد گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے سامنے اپنے اصل خیالاً پیش کر رہا ہے یا مذاق کرتا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس پر میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں۔)

۸۷) جھوٹے معبود | آخر یہ مورتیاں اور جھوٹے معبود کیا ہیں جنہیں تم اس قدر چاہتے ہو کہ ان کو چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو گئے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان کے ہاتھ میں جہان کی حکومت ہے یا یہ نفع نقصان کے مالک ہیں۔ آخر پیچھے معبود کو چھوڑ کر ان حاکموں کی اتنی خوشامد اور حمایت کیوں؟

۸۸) کیا تمہیں رب العالمین کے وجود میں شبہ ہے | رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ یہ لکڑی اور پتھر کے معبود رب العالمین کی صفات میں شریک ہو سکتے ہیں کیا تم اس کی شان اور مرتبے کو نہیں سمجھتے ہو کہ ان پتھروں کو ان کا شریک ٹھہرا رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ رب العالمین کا غضب اور انتقام کیسا ہے اس کی شان میں گستاخی کر رہے ہو آخر تم نے رب العالمین کو سمجھ کیا رکھا ہے؟

## فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۘ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۙ ﴿۸۹﴾

فَنظَرَ	نَظْرَةً	فِي	النُّجُومِ	فَقَالَ	إِنِّي	سَقِيمٌ
پھر اس نے دیکھا	ایک نظر	میں	ستارے	تو اس نے کہا	بے شک میں	بیمار (ہو جاؤں گا)

پھر اس نے ستاروں کو ایک نظر دیکھا تو اس نے کہا بے شک میں بیمار ہو جاؤں گا۔

## فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿۹۰﴾

فَتَوَلَّوْا	عَنْهُ	مُدْبِرِينَ
پس وہ پھر گئے	اس سے	پیٹھ پھیر کر

پس وہ پیٹھ پھیر کر اس سے پھر گئے۔

﴿۸۸﴾ فَنظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۘ أَيُّهَا مَا لَكُمْ

أَنَّهُ يُعْتَدِلُ عَلَيْهَا لِتَتَّبِعُوهُ ۙ

﴿۸۹﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۙ عَلِيلٌ أَيُّ سَأْسَقِيمٌ

﴿۹۰﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ إِذْ عَابَ بِهِمْ

مُدْبِرِينَ ۙ

### تشریح

﴿۸۸﴾ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کے ستاروں پر نگاہ ڈالی | حضرت ابراہیمؑ اپنے والد اور اپنی قوم کو سمہا رہے تھے کہ یہ بت اللہ رب العالمین کی شانِ اقدس کے ساتھ کیسے شریک ہو سکتے ہیں جن کو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ مشرکاتہ جہالت انسان کو ایسا اندھا اور بہرہ نادی ہے کہ وہ کھلی کھلی چیزوں کو بھی نہ دیکھ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ارادہ کیا کہ جب یہ لوگ اس حقیقت کو دلیلوں سے نہیں سمجھتے تو ان کے سامنے ان کے معبودوں کی بے بسی اور محتاجی کو عملی طور پر ظاہر کیا جائے۔ انہیں ایک موقع مل گیا۔ لوگ کسی قومی جشن کے لئے بستی سے باہر جا رہے تھے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ تو انہوں نے عذر کیا کہ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ تاکہ لوگوں کے جانے کے بعد ان کے بت خانہ میں جا کر ان کے بتوں کی خبر لے سکیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے آسمان کے ستاروں کو دیکھا جیسے کچھ سوچ رہے ہوں۔ اور پھر کہا کہ.....

﴿۸۹﴾ میری طبیعت ناساز ہے | حضرت ابراہیمؑ نے عذر کیا کہ تم لوگ جاؤ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی طبیعت ضرور ناساز ہوگی۔ کیوں کہ لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ تم اچھے خاصے ہو بلاوجہ اپنے آپ کو بیمار بتا رہے ہو بلکہ ان کے عذر کو قبول کر لیا۔ معمولی بیماری بھی بیماری ہی ہوتی ہے اور اس کو ایک طرح کا تور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تھوڑی سی بیماری کو نہ جانے کے عذر کے طور پر پیش کر دیا۔

﴿۹۰﴾ قوم ابراہیمؑ کو چھوڑ کر چلی گئی | قوم کے لوگ ابراہیمؑ کو بستی میں چھوڑ کر بستی سے باہر جشن منانے کے لئے چلے گئے مختلف قسم کے میلے بستی سے باہر ہی ہوا کرتے ہیں۔ ابراہیمؑ بستی میں اکیلے رہ گئے۔ سب لوگ جا چکے تھے۔ موقع اچھا تھا۔ ابراہیمؑ نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ

فَرَاغَ	إِلَىٰ	آلِهِمْ	فَقَالَ	أَلَا تَأْكُلُونَ	مَا لَكُمْ
پھر وہ	ان کے	معبودوں	پھر کہنے لگا	کیا تم نہیں کھاتے	کیا ہوا تمہیں؟
پھر وہ	ان کے	معبودوں	میں چھپ کر گھس گیا	پھر وہ (بطور مسخر) کہنے لگا	کیا تم کھاتے نہیں؟ تمہیں کیا ہوا؟

لَا تَنْطِقُونَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿۹۳﴾

لَا تَنْطِقُونَ	فَرَاغَ	عَلَيْهِمْ	ضَرْبًا	بِالْيَمِينِ
تم بولتے نہیں	پھر جا پڑا	ان پر	مارتا ہوا	اپنی دائیں ہاتھ (توتے)
تم بولتے نہیں؟	پھر یوری قوت سے	مارتا ہوا	ان پر	جا پڑا۔

﴿۹۱﴾ جب وہ چلے گئے تو ابراہیم متوجہ ہوا آہستہ سے ان بتوں کی طرف اور

حال یہ کہ ان کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا سو ابراہیم نے ازراہ

تسخیر و استہزاء کے ان سے کہا

تم یہ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ پس انہوں نے کچھ جواب نہ

دیا۔ پھر ابراہیم نے کہا

﴿۹۲﴾ کیا وجہ تم کیوں نہیں بولتے۔

وہ پھر بھی کچھ نہ بولے۔

﴿۹۳﴾ اس پر ابراہیم نے ان کو خوب زور سے مارا۔ یہاں تک کہ ان کو

توڑ دیا۔ جس نے یہ قصہ دیکھا اس نے ابراہیم کی قوم سے جا کر کہا۔

﴿۹۱﴾ فَرَاغَ مَالٍ فِي خُفْيَةٍ

إِلَىٰ آلِهِمْ وَهِيَ الْأَصْنَامُ

وَعِنْدَهَا الطَّعَامُ وَقَالَ

إِسْتَهْزَاءً أَلَا تَأْكُلُونَ

فَلَمْ يَنْظُرُوا فَقَالَ

﴿۹۲﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ

فَلَمْ يُجِبْ

﴿۹۳﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ

بِالْقُوَّةِ فَكَسَّرَهَا فَبَكَتْ قَوْمَهُ مِنْ دَاكٍ

تشریح

﴿۹۱﴾ ابراہیم بتوں کے مندر میں ابراہیم بتوں کے مندر میں گھس گئے۔ بتوں کے سامنے طرح طرح کے چڑھاوے، کھانے کی چیزیں رکھی

ہوئی تھیں۔ ابراہیم نے بتوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تم لوگ کھاتے کیوں نہیں ہو؟ جب کھانے کی چیزیں تمہارے سامنے

رکھی ہیں اور تمہارے اوپر چڑھاوی گئی ہیں تو تم ان چیزوں کو کھاتے کیوں نہیں ہو؟

﴿۹۲﴾ ابراہیم کا بتوں سے خطاب کرتے ہوئے کیوں نہیں ہوا ابراہیم نے بتوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کیا ہو گیا آپ لوگ بولتے بھی نہیں

یعنی نہ کھاتے ہو نہ بولتے ہو۔ صورت تو تمہاری ان انسانوں جیسی بنا دی لیکن ان انسانوں کی روح تم میں نہ ڈال سکے۔ کھانے

پینے اور بولنے والے انسان بے حس و حرکت وجود کے سامنے سر جھکا تیں اور ان سے مدد طلب کریں۔

﴿۹۳﴾ بتوں کی توڑ پھوڑ ابراہیم بتوں پر پل پڑے اور زور زور سے مار کر ان کو توڑ پھوڑ دیا کسی کی ناک ٹوٹی پڑی ہے کسی

کے ہاتھ ٹوٹے پڑے ہیں کسی کا سر ٹوٹا ہوا ہے۔

غرض سارا بت خانہ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔

فَاقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِقُونَ ﴿۹۳﴾ قَالَ اتَّعَبُدُونَ

فَاقْبَلُوا	إِلَيْهِ	يَزِقُونَ	قَالَ	أَتَّعَبُدُونَ
بھڑو توہم ہوئے	اس کی طرف	دوڑتے ہوئے	اس نے فرمایا	کیا تم پرستش کرتے ہو
بھروہ (بت پرست) متوجہ ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوئے (آئے) اس نے فرمایا کیا تم (ان کی) پرستش کرتے ہو				

مَا تَنْجِتُونَ ﴿۹۵﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا

مَا تَنْجِتُونَ	وَاللَّهُ	خَلَقَكُمْ	وَمَا تَعْمَلُونَ	قَالُوا
جو تم تراشتے ہو	حالانکہ اللہ	اس پیدا کیا تمہیں	اور جو تم کرتے ہو	انہوں نے کہا
جو تم خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور جو تم کرتے (بناتے) ہو۔ انہوں نے (ایک دوسرے کو)				

ابنؤالہ بنیاناً فالقوہ فی الجحیم ﴿۹۴﴾

ابنؤالہ	بنیاناً	فالقوہ	فی	الجحیم
بناد	ایک عمارت	پھر ڈال داسے	میں	آگ

کہا اس کے لئے ایک عمارت (آتش خانہ) بناؤ پھر اسے آگ میں ڈال دو۔

﴿۹۳﴾ وہ سب دوڑتے ہوئے آئے ابراہیم کی طرف پھر کہنے لگے کہ جن بتوں کی ہم پرستش کرتے ہیں تو ان کو توڑتا ہے۔

﴿۹۵﴾ ابراہیم نے ازراہ مرزوش ان سے کہا کیا تم پرستش کرتے ہو ان بتوں کی جن کو تم پھر وغیرہ سے تراش کر بناتے ہو۔

﴿۹۶﴾ حالانکہ اللہ نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جن کو تم تراشتے ہو پس اسی اکیلے کی عبادت کرو۔

﴿۹۴﴾ وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ایک مکان بناؤ اور اس کو لکڑیوں سے بھردو پھر ان کو آگ لگاؤ جب وہ خوب بھراک جاویں۔

﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوا اِلَيْهِ يَزِقُونَ  
اَي يَسْرَعُونَ الْمَشَى فَقَالُوا  
مَنْ نَعْبُدُ هَذَا اَنْتَ تَكْسِرُهَا

﴿۹۵﴾ وَقَالَ لَهُمْ مَوْءِنًا اَتَعْبُدُونَ  
مَا تَنْجِتُونَ ۝ مِنَ الْحِجَابَةِ  
وَعَيْرِهَا اَصْنَامًا

﴿۹۶﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝  
مِنْ تَحْتِكُمْ وَمِنْ حَوْسِكُمْ  
فَتَاَعْبُدُوْهُ وَحَدَاةً وَمَا مَصْدَرِيْهِ  
وَقَبِيْلَ مَوْصُوْلَةٍ وَقَبِيْلَ  
مَوْصُوْلَةٍ

﴿۹۴﴾ قَالُوا بَيْنَهُمْ اِبْنُ اٰلِ  
بُنْيَانًا فَاَمَلُوْهُ حَطْبًا  
وَاَصْرَ مَوْءِنًا بِالنَّارِ فَاِذَا

اور شعلہ زن ہوں اس وقت ابراہیم کو اس آگ تیز میں ڈال

النَّهَبَ فَالْقَوْلُ فِي الْجَحِيمِ  
النَّارِ الشَّدِيدَةِ

دو۔

## تشریح

۹۴) قوم کے لوگ بھاگے بھاگے ابراہیم کے پاس آئے لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ میلے سے واپس آکر مندر میں پوجا یا ٹھکرتے تھے جب مندر میں پہنچتے تو بتوں کی یہ حالت دیکھی اور حیران ہو گئے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ پوچھنے کی تو کچھ لوگوں نے بتایا کہ ابراہیم نام کا ایک نوجوان بت پرستی کے طواف باتیں کرتا رہتا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ حرکت اسی کی ہو اس پر لوگوں نے کہا کہ اُسے پکڑ کر لاؤ۔ چنانچہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچے اور انہیں پکڑ کر جمع کے سامنے لائے۔

۹۵) تم لوگ یہ حرکت کرتے کیوں ہو؟ ابراہیم کا بیان | جب کچھ لوگ ان کو پکڑ کر جمع کے سامنے لائے تو لوگوں نے ابراہیم سے پوچھا کہ کیا یہ تمہاری حرکت ہے؟ ابراہیم نے کہا کسی کی بھی ہو مگر تم یہ احمقانہ باتیں کرتے ہی کیوں ہو؟ تم اپنی ہی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو۔ جس چیز کو تم نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ تمہارا معبود کیسے ہو سکتا ہے تمہارا معبود وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

۹۶) اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور ان چیزوں کا بھی جو تم بناتے ہو اللہ تمہارا بھی خالق ہے اور ان پتھروں کا بھی پیدا کرنے والا ہے جن کو تراش کر تم نے اپنا معبود بنالیا ہے۔ یہ تو مخلوق درمخلوق میں ان پتھروں کو اللہ نے بنایا اور ان پتھروں کو تراش کر تم نے صنم بنالیا۔ بھلا جو مخلوق ہے وہ خالق کی جگہ کیسے لے سکتا ہے۔

یہ ایسی بات تھی جس کا کوئی جواب نہیں تھا مگر ہٹ دھرمی اور ضدان کو اس حقیقت کو تسلیم کرنے نہیں دیتی تھی۔ حضرت ابراہیم ؑ کا مقدمہ نمود کے دربار میں پیش ہوا۔ نمود کو اپنی حکومت پر ناز تھا اور وہ اپنے آپ کو خداؤں کی اولاد ہونے کی وجہ سے حاکم مطلق سمجھتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے،

الَّذِينَ كَفَرُوا لِيَا أَلِيَّ الشَّيْءِ حَاجِبًا إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً وَيُجِيبْ دُعَائِي قَالَ آتَاهُ اللَّهُ مِنْ أَمْرِهِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَنَادَى اللَّهَ يَا أُنَى الْبَيْتِ الْمَغْرِبِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَنَادَى بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ

(بقرہ آیت ۲۵۸)

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا۔ جھگڑا اس بات پر کہ اللہ نے اس شخص کو حکومت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے۔ تو اس کا جواب تھا زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ اچھا اللہ سورج کو مغرب سے نکالنا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکر حق مشدد رہ گیا۔

۹۷) ابراہیم کو دکھتی ہوئی آگ میں پھینک دو اہل کے جواب میں کوئی دلیل نہ تھی، دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ فیصلہ کیا گیا کہ ایک الاؤ تیار کرو اور اسے دکھتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں پھینک دو۔ سورہ انبیاء میں ہے کہ ۱۔ قَالَ لَوْ اِحْتَرَبْتُمْ وَاَنْتُمْ سَوَافَا  
الْمَسْكِينِ اَنْ كُنْتُمْ مَعَالِيْنَ (انبیاء آیت ۶۵)

فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ

فَأَرَادُوا	بِهِ	كَيْدًا	فَجَعَلْنَاهُمْ	الْأَسْفَلِينَ	وَقَالَ
پھر انہوں نے چاہا	اس پر	داؤ	تو ہم نے کر دیا انہیں	زیر تر (نیچے)	اور اس (ابراہیم) نے کہا
پھر انہوں نے اس پر داؤ کرنا چاہا تو ہم نے انہیں زیر تر کر دیا۔ اور ابراہیم نے کہا					

إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِي

إِنِّي	ذَاهِبٌ	إِلَىٰ رَبِّي	سَيَهْدِينِ	رَبِّ	هَبْ لِي
بے شک میں	جانے والا ہوں	اپنے رب کی طرف	اب وہ مجھے راہ دکھائے گا	اے میرے رب	مجھے عطا فرما
میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے بھی راہ دکھائے گا اے میرے رب! مجھے صالح					

مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾

مِنَ	الصَّالِحِينَ	فَبَشِّرْهُ	بِغُلَامٍ	حَلِيمٍ
سے	نیک صالح (جمع)	بس بشارت دی ہم نے اُسے	ایک لڑکا	بُردبار

(روٹوں) میں سے (نیک اولاد) عطا فرما پس ہم نے اسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی۔

﴿٩٨﴾ پس کافروں نے ابراہیم کے ساتھ کر کا قصد کیا یعنی اس کو آگ میں ڈال دینے کا کہ وہ اس کو ہلاک کر دے سو ہم نے انہیں کو مغلوب کیا کہ ابراہیم آگ سے سلامت نکل آیا۔

﴿٩٩﴾ اور بولا کہ بے شبہ میں اس وارالفر کو چھوڑ کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور جہاں میرا رب مجھ کو لے جاوے وہاں جاتا ہوں۔ سو وہ مجھ کو راہ دکھلاوے گا اس ملک کی طرف جہاں جانے کا اس نے مجھ کو حکم فرمایا (مراد اس سے ملک شام ہے) پس جب پہنچا ابراہیم زمین مقدس میں۔

﴿١٠٠﴾ کہنے لگا کہ اے میرے رب مجھ کو ولد صالح عطا فرما۔

﴿١٠١﴾ سو ہم نے اس کو بشارت دی ایک لڑکے نہایت بردبار کی

﴿٩٨﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا ۖ إِنَّا جَاعِلُونَ فِي النَّارِ أَتَّكِلُكُمْ فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۝ أَلَمْ تَهْجُرُنِي فَخَرَجَ مِنَ النَّارِ سَالِمًا

﴿٩٩﴾ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي مُهَاجِرًا ۖ إِلَيْهِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ تُكْفَرُ سَيَهْدِينِ ۝ إِلَىٰ حَيْثُ أَمَرَنِي بِالتَّصِيرِ إِلَيْهِ وَهُوَ الشَّامُ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ ﴿١٠٠﴾ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي وَلَدًا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

﴿١٠١﴾ فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ أَيْ ذِي حِلْمٍ كَثِيرٍ

۹۸) آگ کا حضرت ابراہیم کو جلانے سے انکار | تجویز کے مطابق ایک بڑا لاد آگ کا تیار کیا گیا اور حضرت ابراہیم کو اس میں پھینک دیا گیا۔ ان کا خیال تھا کہ ابراہیم ذرا سی دیر میں جل کر خاک ہو جائیں گے اور اس تدبیر سے لوگوں کے دلوں میں بتوں کی عقیدت اور زیادہ ہو جائے گی کہ دیکھو جو ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہے اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ مگر اللہ نے ان ہی کو نچا دکھا یا اور حضرت ابراہیم پر آگ کو گلزار کر دیا۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا اور اللہ کے حکم سے آگ نے ابراہیم کو جلانے سے انکار کر دیا۔ سورہ انبیاء میں ہے کہ

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۝ (سورہ الصافات آیت ۹۹)

(ہم نے حکم دیا اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم علیہ السلام پر)

سورہ عنکبوت میں ارشاد ہوا ہے۔ فَاَنْزَلْنَاهُ مِنْ اِلٰهِ مِنَ النَّارِ۔ (آیت ۲۴)

(پھر اللہ نے اس کو آگ سے بچا لیا۔)

اس طرح انھوں نے جو کارروائی حضرت ابراہیم کے خلاف کرنی چاہی تھی اللہ نے اس میں ان ہی کو نچا دکھا دیا۔

۹۹) ہجرت کا فیصلہ | اس مرحلے پر حضرت ابراہیم نے جب دیکھا کہ باپ کی طرف سے بھی سختی ہو رہی ہے اور قوم کی طرف سے بھی ایسی ہی ہے تو آپ نے وطن چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت آپ کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوئے ہیں کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا؛ وہ آپ کے بچے جذیہ حق پرستی کو ظاہر کرتے ہیں یعنی میرا وطن چھوڑنا صرف اللہ کے لئے ہے میں اسی کی خاطر گھر بار چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے جہاں وہ لے جائے گا جلا جاؤں گا چنانچہ حضرت ابراہیم اپنی بیوی سارہ اور اپنے بھتیجے لوط بن حاران کو لے کر عراق سے نکل پڑے اور فلسطین کے علاقہ کنعان میں قیام فرمایا۔ کنعان میں قحط سالی ہو رہی تھی۔ آپ کنعان چھوڑ کر مصر آ گئے۔ مصر کے بادشاہ نے آپ کی خدا پرستی اور نسلی سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی ہاجرہ کی شادی حضرت ابراہیم سے کر دی۔ حضرت ابراہیم کی عمر اس وقت چھیا سٹی سال کو چھو رہی تھی اور آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔

۱۰۰) اولاد کے لئے دعا | آپ نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرما جو صالحین میں سے ہوتا کہ وہ آپ کے کام میں مددگار ہو۔ اولاد اگر صالح ہوگی تو باپ کے نقوش قدم پر چلے گی اور ماں باپ کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوگی اس لئے حضرت ابراہیم نے صرف اولاد ہی کی تمنا نہیں کی بلکہ یہ بھی دعا کی کہ وہ اولاد صالح ہو۔

۱۰۱) اولاد کی بشارت | اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کی دعا کے جواب میں ایک عظیم اور بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ تقریباً ستاسی سال کی عمر میں آپ کی دوسری بیوی ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس کے بعد تینا نوے یا سٹھ سال کی عمر میں پہلی بیوی حضرت سارہ کے بطن سے دوسرے بیٹے حضرت اسحاق پیدا ہوئے سورہ ابراہیم میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ اَلْكَبْرَ

اِسْمَعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِنِّىْ سَمِيْتُ

الدُّعَا (سورہ ابراہیم آیت ۷۴)

(شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق

مجھے بیٹے دیئے بے شک میرا رب دعا سننے والا ہے۔)



فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيُ قَالَ يُبْنِيْ اِنِّيْ اَرَى

فَلَمَّا	بَلَغَ	مَعَهُ	السَّعْيُ	قَالَ	يُبْنِيْ	اِنِّيْ	+ اَرَى
پھر جب	وہ پہنچا	اس کے ساتھ	دوڑنے	اس نے کہا	اے میرے بیٹے	میں	دیکھتا ہوں

پھر جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! بے شک میں خواب

فِي الْمَنَامِ اِنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى

فِي	الْمَنَامِ	اِنِّيْ	اَذْبَحُكَ	فَانظُرْ	مَاذَا	تَرَى
میں	خواب	کہ میں	تجھے ذبح کر رہا ہوں	اب تو دیکھ	کیا	تیری رائے

میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ ؟

قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تَوْمَرُنَا سَتَجِدُنِيْ اِنْ

قَالَ	يَا بَتِ	افْعَلْ	مَا	تَوْمَرُنَا	سَتَجِدُنِيْ	اِنْ
اس نے کہا	اے میرا بچا	آپ کریں	جو	آپ کو حکم کیا جاوے گا	آپ جلد ہی مجھے پائیں گے	اگر

اس نے کہا اے میرے بچا جان آپ کو جو حکم کیا جاتا ہے وہ کریں آپ مجھے جلد ہی پائیں گے

شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

شَاءَ	+ اللّٰهُ	مِنَ	الصّٰبِرِيْنَ
اثر نے چاہا	سے	صبر کرنے والے	

(انشاء اثر) اگر اثر نے چاہا صبر کرنے والوں میں سے۔

﴿۱۳﴾ پس جب وہ لڑکا اتنا بڑا ہو گیا کہ ابراہیم کے ساتھ دوڑ بھاگ

سکے اور اس کی اطاعت کر سکے یعنی سات برس یا تیرہ برس کا ہو گیا علی اختلاف القولین تو ابراہیم نے اس سے کہا

اے میرے چھوٹے سے پیارے بیٹے، میں نے خواب میں دیکھا ہے۔

کہ گویا میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔ اور پیغمبروں کے خواب سچے

﴿۱۲﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيُ

اَيْ اَنْ يَّسْعَى مَعَهُ وَيُعِيْنُهُ قَبِيْلٌ بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَ قَبِيْلٌ ثَلَاثَةَ عَشْرَ سَنَةً

قَالَ يُبْنِيْ اِنِّيْ اَرَى اَيْ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ

اِنِّيْ اَذْبَحُكَ وَرَأَيْتُ

ہوتے ہیں اور ان کے افعال ابراہیمی سے ہوتے ہیں۔  
سو دیکھو تو کہ تیری رائے میں کیا آگیا ہے (ابراہیم نے اس  
سے مشورہ لیا تاکہ وہ ذبح ہونے سے نہ گھبراوے اور اس حکم  
میں ابراہیم کا فرماں بردار ہو جائے۔)

اس نے جواب دیا کہ اے میرے باپ! تو جو مجھ کو حکم دیا ہے

اگر اللہ کو منظور ہے تو مغرب تو مجھ کو اس پر صابر  
پائے گا۔

الْأَنْبِيَاءِ حَقًّا وَأَفْعَالَهُمْ  
بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَانظُرْ  
مَاذَا كَرِهَى مِنَ الرَّأْيِ  
مُتَادِرَةً لِيَأْتِيَ بِالذَّبْحِ  
وَيُنْقَادَ لِلْأَمْرِ بِهِ وَقَالَ  
يَا بَتَّ الشَّاءُ عِوَضٌ عَنِ  
بِيءِ الْإِضْطِفَةِ أَفْعَلُ مَا  
تَوْمَرُ بِهِ سَتَجِدُنِي فِي  
إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

عَلَى ذَلِكَ

### تشریح

(۱۲) اشرا کی راہ میں اکلوتے بیٹے اسمعیل کی قربانی | حضرت ابراہیم کو پیدائش کے بعد جب کہ ابھی وہ دودھ پیتے بچے تھے  
اشرا کی طرف سے حکم ہوا کہ مجھے اسمعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ کو شام کے پرفضا ملک سے لے جا کر حجاز کے لوق  
دق بے آب و گیاہ میدان میں لے جا کر رکھیں اور ان کو وہاں چھوڑ کر خود ملک شام چلے جائیں۔ حضرت ابراہیم  
نے فوراً تعمیل کی۔ بظاہر اس لوق و دق صحرا میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے۔ مگر اللہ نے معجزانہ طریقے پر ماں  
بیٹے کی حفاظت فرمائی۔ زم زم کا چشمہ جاری ہوا۔ حضرت ہاجرہ کا بے قراری اور اضطراب میں پانی کی تلاش کے  
لئے دوڑنا چم کا ایک حصہ بنا۔

اسمعیل، اس وقت اکلوتے بیٹے تھے دوسرے بیٹے اسحاق ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ ان کی عمر اس وقت  
تقریباً نو سال ہو چکی تھی اور وہ اپنے والد کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے قابل ہو گئے تھے کہ حضرت ابراہیم نے  
خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسمعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ انبیاء کے خواب بمنزلہ وحی کے ہوتے ہیں اس لئے  
حضرت ابراہیم نے یہی سمجھا کہ اللہ کا یہ حکم ہے کہ میں اپنے بیٹے اسمعیل کو اشرا کی خوشنودی کے لئے قربان کر دوں  
انہوں نے اپنا یہ خواب بیٹے کو سنا کر پوچھا کہ بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے۔

حضرت اسمعیل نے اس موقع پر جو جواب دیا اس نے ثابت کر دیا کہ حضرت ابراہیم نے صالح بیٹے کے لئے  
جو دعا کی تھی وہ پوری طرح قبول ہوئی۔ اسمعیل جسمانی حیثیت سے ان کے بیٹے ہی نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی اعتبار  
سے بھی ان کے ہونہار سپوت ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ابا جان آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اسے پورا  
کیجئے ان شاء اللہ آپ مجھے صابریں میں سے پائیں گے۔

نوعر اسمعیل کے جواب میں عزم و ہمت کے ساتھ "ان شاء اللہ" کے لفظ سے اللہ پر توکل اور "من الصابریں"  
میں عاجزی کا انداز ہے۔ اسی تواضع اور اطاعت کی برکت تھی کہ یہ کٹھن منزل آسان ہو گئی۔ دنیا کا یہ انوکھا  
باپ اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے اور فرماں بردار بیٹا قربان ہونے کے لئے تیار چل پڑے۔

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِينِ ۝۱۰۳ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ

فَلَمَّا	أَسْلَمَا	وَتَلَّهٗ	لِلْجَبِينِ	وَنَادَيْنَاهُ	أَنْ
پس جب	دونوں نے حکم (ہی) مان لیا	اور بچے کو لٹایا	پیشانی کے بل	اور ہم نے اس کو پکارا	کہ
پس جب دونوں نے حکم (ہی) کو مان لیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا اور ہم نے اس کو پکارا کہ					

يَا اِبْرَاهِيمُ ۝۱۰۴ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّكَ لَكُلِّ

يَا اِبْرَاهِيمُ	قَدْ	صَدَّقْتَ	الرُّؤْيَا	اِنَّكَ لَكُلِّ
اے ابراہیم	تو	تحقیق	تو نے سچ کر دکھایا	بے شک ہم اسی طرح
اے ابراہیم! تحقیق تو نے خواب کو سچ کر دکھایا بے شک ہم نیکو کاروں کو				

نَجْرِي الْمُحْسِنِينَ ۝۱۰۵ اِنَّ هَذَا لَهُوَ

نَجْرِي	الْمُحْسِنِينَ	اِنَّ	هَذَا	لَهُوَ
ہم جزا دیا کرتے ہیں	نیکو کاروں	بے شک	یہ	البتہ
اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ البتہ کھلی آزمائش (بڑا امتحان تھا)				

الْبَلَاءِ الْمُبِينِ ۝۱۰۶ وَقَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۝۱۰۷

الْبَلَاءِ	الْمُبِينِ	وَقَدَيْنَاهُ	بِذِبْحٍ	عَظِيمٍ
آزمائش	کھلی	اور ہم نے اس کے عوض دیا	ایک ذبحہ	بڑا
(بڑا امتحان تھا) اور ہم نے ایک بڑا ذبحہ (قربان کو) اس کے عوض دیا۔				

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝۱۰۸ سَلَّمَ عَلَيْنَا

وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِ	فِي	الْآخِرِينَ	سَلَّمَ	عَلَيْنَا
اور ہم نے باقی رکھا	اس پر	میں	بعد میں آنے والے	سلام	پر
اور ہم نے اس کا ذکر خیر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا سلام ہو					

اِبْرَاهِيمَ ۝۱۰۹ كَذَلِكَ نَجْرِي الْمُحْسِنِينَ ۝۱۱۰

اِبْرَاهِيمَ	كَذَلِكَ	نَجْرِي	الْمُحْسِنِينَ
ابراہیم	اسی طرح	ہم جزا دیا کرتے ہیں	نیکو کاروں
ابراہیم پر اسی طرح ہم نیکو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔			

## فیصل

۱۰۳) پس جس وقت وہ دونوں حکم الہی کے تابع اور دست ہوئے اور ابراہیم نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل ڈال دیا یعنی چہرے کے ایک جانب پر اور چھری چلائی اس کے حلق پر۔ سو چھری نے کچھ کام نہ کیا بسبب ایک مانع کے قدرت خداوند سے (یہ قصہ معنی میں ہوا)

۱۰۴) اور ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم بے شک تو اپنا خواب پورا کر چکا۔ کیونکہ جتنی بات ذبح سے متعلق تیرے اختیار میں تھی وہ سب تو کر چکا۔ یعنی اب بس کر تجھ کو یہ ہی کافی ہے۔

۱۰۵) بے شک جیسے ہم نے تجھ کو عوض دیا ہم اسی طرح عوض دیتے ہیں ان کو جو اپنی جانوں کے لئے نیک عمل کرتے ہیں کہ حکم الہی کی فرماں برداری کرتے ہیں۔ ہم ان کا ایف اور سختی دور کرتے ہیں بے شک یہ حکم ذبح کا جو تجھ کو ہوا کھلی آزمائش ہے۔

۱۰۶) اور ہم نے عوض اس فرزند کے جس کے ذبح کا حکم ہوا تھا وہ اسماعیل ہے یا اسحاق اس میں دو قول ہیں جنت کے مینڈھے کو ذبح کرایا سو ابراہیم علیہ السلام نے بیکہ کہہ کر اس کو ذبح کیا اور یہ مینڈھا وہی تھا جو ہابیل نے قربانی کی تھی جبرئیل اس کو جنت سے لائے۔

۱۰۷) اور ہم نے ابراہیم کی تعریف باقی رکھی پھلوں میں کہ سب اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کو بھلائی سے یاد کرتے ہیں۔

۱۰۸) ہمارا اسلام ہوا ابراہیم پر۔

۱۰۹) جیسے ہم نے ابراہیم کو عوض دیا ہم اسی طرح ان کو عوض دیتے ہیں جو اپنی جانوں پر نسیلی کرتے ہیں۔

۱۰۲) فَلَمَّا أَسْلَمَا خُضَعَا وَإِنْقَادَ  
الْأَمْرِ لِلَّهِ وَكَذَلِكَ لِلْجَبَّارِينَ  
صَرَخَتْ عَلَيْهِ وَذَلِكَ إِنَّمَا  
جَبَّارَاتٌ بَيْنَهُمَا الْجَبَّاهُ  
وَكَانَ ذَلِكَ بَيْنِي وَأَمْرُ  
السَّكِينِ عَلَى حَلْقِهِ فَلَمْ  
تَعْمَلْ شَيْئًا بِمَنْعٍ مِنَ الْقُدْرَةِ  
الْإِلَهِيَّةِ

۱۰۳) وَنَادَيْتُهُ أَنْ يَا بُرْهَيْمُ

۱۰۴) قَدْ صَدَقْتَ الرُّؤْيَا بِمَا

أَكْبَتَ بِهِ مِمَّا أَمْتَنَّاكَ مِنْ

أَمْرِ الذَّبْحِ أَيْ يَكْفِيكَ

ذَلِكَ فَجُمَلَهُ نَادَيْتَاهُ

جَوَابُ لَمَّا بِزِيَادَةِ التَّوَارُ

إِنَّا كَذَلِكَ كَمَا جَزَيْتَاكَ

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ لِأَنَّهُمْ

بِمِثَالِ الْأَمْْرِ بِأَمْرِ السَّيِّدِ عَلَيْهِ

۱۰۵) إِنَّ هَذَا الَّذِي بَخَّ التَّامُورُ بِهِ

لَهُوَ الْبَلَاءُ الْبَيِّنُ ۝ أَيْ

الْإِخْتِيَارُ الظَّاهِرُ

۱۰۶) وَكَذَلِكَ أَيْ التَّامُورُ بَدَلٌ مِنْهُ وَهُوَ

إِسْمَاعِيلُ أَوْ إِسْحَاقُ قَوْلَانِ بَدَلٌ مِنْ

بِكَبْشٍ عَظِيمٍ ۝ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ

الَّذِي قَرَّبَهُ هَابِيلُ جَاءَ بِهِ جِبْرِيَلُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَبَحَهُ السَّيِّدُ إِبْرَاهِيمُ

مُكْتَبَرًا

۱۰۷) وَشَرَكْنَا أَقْبَيْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ

تَنْبَاءً حَسَنًا

۱۰۸) سَلَامًا مِنَّا عَلَى إِبْرَاهِيمَ ۝

۱۰۹) كَذَلِكَ كَمَا جَزَيْتَاهُ نَجْزِي

الْمُحْسِنِينَ ۝ لِأَنَّهُمْ

## تشریح

۱۰۲) حکم الہی کی تعمیل میں قربانی کی تیاری اور بڑھا باپ اپنے ارمانوں سے مانگے ہوئے اکلوتے نونہال کو مضمضہ الشکر کی خوشنودی کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور بیٹا بھی گلے پر چھری چلوانے کے لئے راضی ہے۔ باپ بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا تاکہ ذبح کرتے وقت بیٹے کا چہرہ دیکھ کر کسی بیشک محبت الشکر کے حکم کی تعمیل میں آڑے نہ آجائے اس لئے وہ نیچے کی طرف ہاتھ ڈال کر گلے پر چھری چلانا چاہتے تھے۔

۱۰۳) اللہ نے حضرت ابراہیم کو پکارا | غیب سے آواز آئی کہ اے ابراہیم! باپ بیٹوں کی فرماں برداری دیکھ دریا نے رحمت نے کیسا جوش مارا ہو گا اور پھر دیکھ کہ ان باپ بیٹوں پر کیسا پیار آیا ہو گا، اس کا تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ پکارا جا رہا ہے کہ اے ابراہیم۔

۱۰۵) تم نے خواب کو حقیقت میں بدل دیا | ابراہیم تم نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نے خواب میں یہی تو دکھایا تھا کہ تم اسمعیل کو ذبح کر رہے ہو وہ خواب تم نے پورا کر دکھایا تمہاری اس آمادگی اور تیاری سے امتحان پورا ہو گیا ہم نے یہ نہیں دکھایا تھا کہ تم نے بیٹے کو ذبح کر دیا اور اس کی جان نکل گئی جتنا خواب میں دکھایا تھا اتنا تم نے سچ کر دکھایا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ یہ آزمائشیں ان کے مرتبے بلند کرنے کے لئے ان پر ڈالی جاتی ہیں۔ تمہاری تیاری اس کے لئے کافی ہو گئی کہ تمہیں وہ مرتبہ عطا کر دیا جائے جو ہماری خوشنودی پر واقعی بیٹا قربان کرنے والے کو مل سکتا تھا۔

۱۰۶) یہ ایک کھلی آزمائش تھی | یقیناً یہ ایک بڑی سخت آزمائش تھی کہ ایک باپ کے ہاتھوں اس کا اکلوتا بیٹا ذبح ہو۔ اب یہ دیکھنا تھا کہ اللہ کے حکم سے بڑھ کر کوئی اور چیز تو عزیز نہیں ہے۔ ابراہیم اور اسمعیل دونوں اس امتحان میں کھرے اترے۔

۱۰۷) اسمعیل کا فدیر ذبح عظیم | اللہ تم نے ایک بڑی قربانی دیکر اسمعیل کو چھڑا لیا۔ وہ بڑی قربانی کیا تھی۔ وہ بڑی شکر بانی یہ تھی کہ اللہ کے فرشتے نے ایک مینڈھا حضرت ابراہیم کے سامنے پیش کیا تاکہ بیٹے کے بدلے میں اسے ذبح کر دیں۔ اللہ تم نے اس کو ذبح عظیم فرمایا ہے کیوں کہ ایک تو وہ ابراہیم جیسے وفا دار بندے کے فرزند کا فدیر تھی۔ دوسرے یہ کہ قیامت تک اللہ تم نے یہ سنت جاری کر دی کہ اس تاریخ کو تمام اہل ایمان دنیا بھر میں جانور ذبح کر کے وفاداری اور جاں نثاری کے اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کریں۔

ابن کثیر نے بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ حضرت اسمعیل کے فدیر میں قربان کئے گئے اس دن کے سردار سینگ اجداد اسلام تک بیت اللہ کے میزبان میں معلق تھے جس کو اولاد اسمعیل یعنی قریش نے بطور یادگار اور تبرک بیت اللہ میں محفوظ رکھا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ اس مینڈھے کا سردار سینگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت تک موجود تھے۔ فقہ حجاز میں بیت اللہ میں آگ لگی اس وقت جل گئے۔

۱۰۸) ابراہیم کو آج تک دنیا بھلائی کے ساتھ یاد کرتی ہے | ابراہیم کی یہ قربانی کہ وہ اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے، تاریخ کے صفحات پر سنہرے حروف میں درج ہو گئی آج تک ان کو احترام اور عزت کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے لئے ان کی یہ قربانی ایک یادگار بن گئی ہے جو ان کو حوصلہ دیتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ جو اپنے رب کا وفادار ہو جاتا ہے کس طرح اس کی نیک نامی جاودا بن جاتی ہے۔

۱۰۹) ابراہیم پر سلام | ابراہیم پر اللہ کا بھی سلام اس کے فرشتوں کا بھی اور نیک بندوں کا بھی سلام۔ ان کا یہ بے مثال کارنامہ ہمیشہ ان کے لئے ہزاروں ہزار سلام لے کر آتا رہے گا اور ان کو خسران عقیدت پیش کرتا رہے گا۔

۱۱۰) نیک بندوں کو اللہ ہی طرح صلہ عطا فرماتے ہیں | اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اسی طرح جزا عطا فرماتے ہیں کہ ان کے نام کا پرچم دنیا میں لہراتا رہتا ہے اور دنیا ان کو ہمیشہ بھلائی سے یاد کرتی ہے۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۱۱ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ

إِنَّهُ	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِينَ	وَبَشَّرْنَاهُ	بِإِسْحَاقَ
بے شک وہ	سے	ہمارے بندے	مومن (جمع)	اور ہم نے اسے بشارت دی	اسحق کی

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے اور ہم نے اسے بشارت دی اسحق کی

نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝۱۱۲ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَاقَ

نَبِيًّا	مِّنَ	الصَّالِحِينَ	وَبَارَكْنَا	عَلَيْهِ	وَعَلَىٰ	اسْحَاقَ
ایک نبی	سے	نیک بخت	اور ہم نے برکت نازل کی	اس پر	اور	اسحق

(کہو) ایک نبی (اور) نیک بختوں میں سے ہوگا اور ہم نے اس پر برکت نازل کی اور اسحق پر اور

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ ۝۱۱۳ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝۱۱۴

وَمِنْ	ذُرِّيَّتِهِمَا	مُحْسِنٌ	وَظَالِمٌ	لِّنَفْسِهِ	مُبِينٌ
اور سے میں	ان دونوں کی اولاد	نیکی کار	اور ظلم کرنے والا	اپنی جان پر	صریح

ان دونوں کی اولاد میں نیکی کار بھی ہیں اور اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والے بھی

۱۱۱) بے شک ابراہیم ہمارے ایمان والے بندوں میں تھا۔

۱۱۲) اور ہم نے اس کو بشارت دی اسحق کی۔ کہ جو پیغمبر ہوگا،

نیکوں میں سے۔ (اس آیت سے دلیل پکڑی گئی ہے اس امر پر کہ ذریعہ اسحق نہ تھا اسلئے تھا)

۱۱۳) اور ہم نے ابراہیم اور اس کے فرزند اسحق کو برکت والا کیا کہ

ابراہیم کے بہت ذریعہ ہوئی اور اسحق کی نسل سے اکثر

پیغمبر ہوئے۔ اور ابراہیم و اسحق کی ذریعہ میں مسلمان اور

اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والے یعنی کافر دونوں طرح کے آدمی ہوئے۔

۱۱۱) إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

۱۱۲) وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ

بِإِسْحَاقَ

وَعَلَىٰ ابْنِ الدَّيْبِ

غَيْرَهُ نَبِيًّا حَالٌ مُّقْتَدِرَةٌ

أَيُّ يَوْجَدُ مُّقْتَدِرًا نَبَوْتَهُ

۱۱۳) مِنَ الصَّالِحِينَ

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ بِكَثِيرٍ

ذُرِّيَّتِهِ وَعَلَىٰ اسْحَاقَ

وَلَهُ إِجْمَعْنَا أَكْثَرَ الْأَنْبِيَاءِ

مِنْ نَسَلِهِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا

مُحْسِنٌ مُّبِينٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ

كَابِرٌ مُّبِينٌ ۝ بَيْنَ الْكُفْرِ

### تشریح

۱۱۱) ابراہیم ہمارے مومن بندوں میں سے تھے | اللہ تم ارشاد فرماتے ہیں کہ ابراہیم کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں تھی وہ ہمارے

اعلیٰ درجے کے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔ خود رب العالمین کی یہ شہادت ایک بندے کی سعادت

اور اس کی نیک نیتی کا کبھی نہ مٹنے والا نشان ہے۔ آج بھی حضرت ابراہیم اور تاقیامت تمام قوموں کے لئے قابل احترام سمجھے جاتے ہیں۔ یہودی ہوں یا عیسائی یا اہل اسلام سبھی آپ کی ذات گرامی پر متفق ہیں اور امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ملت ابراہیم کا خطاب دیا ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:-

قُلْ بَلَّغْ مَلَكَةَ بَرَاءِہِمْ جَنَّتَا (آیت ۱۲۵) (ان سے کہو نہیں بلکہ سب کو چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ)

یعنی امت محمدیہ حضرت ابراہیم کے طریقے پر چلنے والی امت ہے۔

حضرت اسحق کی بشارت اور ان کی نبوت کا اعلان اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو دوسرے بیٹے حضرت اسحاق کی بشارت دی اور ساتھ ہی حضرت اسحق کی نبوت کا اعلان بھی فرمایا۔

حضرت ابراہیم کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں۔ ایک حضرت اسماعیل کی اولاد جو عرب میں رہی، دوسرے حضرت اسحق جن کو شام اور فلسطین میں دین کی خدمت کے لئے مامور کیا اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی دراصل حضرت اسحق کے بیٹے حضرت یعقوب تھے جن کا دوسرا نام اسرائیل تھا جس کے معنی عبداللہ کے آتے ہیں ان کی اولاد بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی اور اس کے بعد مٹنے سے بچنے والے حضرت عیسیٰ مسیح وہ سب بنی اسرائیل میں سے ہوئے اسی شاخ نے تعمیر کعبہ سے تیرہ سو سال کے بعد حضرت سلیمان م کے زمانے میں بیت المقدس کو اپنا مرکز قرار دیا اور جب تک یہ شاخ اپنی صحیح خدمت کی وجہ سے امامت کے منصب پر قائم رہی بیت المقدس مرکز دعوت اور خدا پرستوں کا قبلہ رہا۔

جب بنی اسرائیل میں تنزل کا دور آیا تو امامت بنی اسماعیل کی طرف منتقل کر دی گئی اور اس شاخ میں آخری رسول خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا جو اسی دین کو پھیلانے کے لئے تشریف لائے جو حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحق، حضرت یعقوب م کا دین تھا منصب امامت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل میں آ گیا اور اس کے ساتھ مرکز امامت بھی تبدیل کر دیا گیا۔

نبی ابراہیم کی دونوں شاخوں میں برکت کی وجہ ان نسل ابراہیم سے دو شاخیں نکلیں۔ ایک شاخ حضرت اسماعیل کی تھی جن سے اہل عرب ہیں اور اسی شاخ میں پیغمبر آخر الزماں ہوئے۔ ایک شاخ حضرت اسحق کی جو شام و فلسطین میں رہی اور اس شاخ سے انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوئے اسی شاخ میں یہودیت اور عیسائیت کے نام سے دو بڑے مذہب نکلے اس خاندان پر جو رحمتیں اور برکتیں رہیں وہ حضرت ابراہیم کی ان بے شمار قربانیوں اور ان کی بے لوث نکلاریوں اور ان کی اطاعت شعار لوگوں کی وجہ سے تھیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اور ان کے پورے خاندان کو یہ رتبہ بلند عطا فرمایا ان کی اولادوں میں جو لوگ ان کے طریقے پر چلتے رہے اور ان کے نقش قدم پر قائم رہے ان کے لئے یہ نسبت آج بھی باعث فخر ہے۔ لیکن اولاد ابراہیم میں جن لوگوں نے اپنے باپ کے طریقے کو بھلا دیا شرک و گمراہی میں پڑ گئے۔ مرکز توحید کو مرکز شرک میں بدل دیا اور حضرت ابراہیم کے مشن کو یکسر بھلا دیا ان کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ صرف اس نسبت کی وجہ سے کہ ہم ابراہیم کی اولاد ہیں اپنی برتری کا اظہار کریں۔ ابراہیم تو وہ تھے جنہوں نے اپنا گھر بار اپنا عیش و آرام یہاں تک کہ اپنی محبوب اولاد اللہ کے راستے میں قربان کرنے میں کسر نہیں چھوڑی اب وہ لوگ جو اللہ کے نام پر ایک تمنا بھی توڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں بلکہ اللہ کے دین کو نقصان پہنچا رہے ہیں اس کے سچے رسول کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ان ظالموں کو کیا حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کی اولاد کہیں اور کس منہ سے ان کا نام لیتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٣﴾ وَجِئْنَا بِقَوْمِهِمَا مِنْ

وَلَقَدْ	مَنَّا	عَلَىٰ	مُوسَىٰ	وَهَارُونَ	وَجِئْنَا	بِقَوْمِهِمَا	مِنْ
اور تحقیق	ہم	پر	موسیٰ	اور ہارون	اور ان دونوں کو	ان کی قوم سے	

اور تحقیق ہم نے موسیٰ پر اور ہارون پر احسان کیا اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم

الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٦﴾

الْكَرْبِ	الْعَظِيمِ	وَنَصَرْنَاهُمْ	فَكَانُوا	هُمُ	الْغَالِبِينَ
غم	بڑا	اور ہم نے مدد کی ان کی	تو وہ رہے	وہی	(جمع) غالب

(فرعون کے مظالم) سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے

﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٣﴾

احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر کہ ان کو پیغمبری دی۔

﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٥﴾

اور ہم نے ان کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی سخت

مصیبت سے یعنی فرعون کے ان کو غلام بنانے سے۔

﴿١١٦﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٦﴾

اور ہم نے ان کو فتح دی قبیلوں پر سو یہی غالب ہے۔

یعنی موسیٰ اور ہارون اور ان کی قوم۔

### تشریح

﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٣﴾

حضرت موسیٰ اور ہارون کا واقعہ اب موسیٰ اور ہارون کے واقعہ پر نظر ڈالو ہم نے ان پر کتنے احسانات کئے۔ موسیٰ جس زمانے میں پیدا ہوئے اس وقت

فرعون کی طرف سے اعلان تھا کہ بنی اسرائیل میں جو بھی لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح حضرت موسیٰ کو بچایا ان کی

والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جیسے ہی رات کھلنے کا اندیشہ ہو وہ ان کو صندوق یا ٹوکری میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں۔ کس طرح وہ صندوق

فرعون کے محل کے پاس جا کر رکھا۔ فرعون کی بیوی نے اس کو نکالا۔ موسیٰ کی بہن یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ موسیٰ فرعون کے محل میں پہنچ گئے پھر

کس طرح ان کو ان کی ماں سے ملوایا اور فرعون ہی کے ذریعہ ان کی پرورش اور تعلیم کا انتظام کرایا۔ پھر جب وہ چھوڑ کر گئے اور مدین پہنچے تو وہیں اللہ کے ایک نیک

بند کے پاس رہے، شادی ہوئی بچے ہوئے اور پھر اللہ نے ان کو نبوت سے نوازا کیا پھر ان کے بھائی ہارون کو ان کا مددگار بنایا۔ اس پورے واقعہ میں ہر موڑ پر

اللہ کی مدد شامل حال رہی اور ان دونوں بھائیوں کے مرتبے بلند سے بلند ہوئے۔

﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٥﴾

موسیٰ اور ہارون اور ان کی قوم کو کوش مکش سے نجات ملی پھر بنی اسرائیل کی قوم جو فرعون کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھی اور شدید

مصیبت میں گرفتار تھی۔ اللہ نے موسیٰ اور ہارون اور پوری قوم کو فرعون سے نجات دی کہ وہ مع اے لاؤشکر کے دریا میں غرق ہو گیا

اور موسیٰ بنی اسرائیل کو بحفاظت دوسرے کنارے پر لے آئے۔ یہ سب اللہ کی عنایتوں کا ایک تسلسل ہے کہاں تو وہ مغلوبیت

کی زندگی گزار رہے تھے اور کہاں اللہ نے بنی اسرائیل کو غلبہ عطا فرمایا۔

﴿١١٦﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٦﴾

اللہ کی مدد سے بنی اسرائیل کا غلبہ فرعونوں سے نجات پانے کے بعد اللہ کی نصرت بنی اسرائیل غالب رہے وہ سارے مال اور جائیداد جو فرعون نے چھوڑ

گئے تھے بنی اسرائیل کو مل گئے اور بنی اسرائیل ہر اعتبار سے غالب اور منصور رہے۔



## وَأْتَيْنَهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ۝ وَهَدَيْنَهُمَا الصِّرَاطَ

وَأْتَيْنَهُمَا	الْكِتَابَ	الْمُسْتَبِينَ	وَهَدَيْنَهُمَا	الصِّرَاطَ
اور ہم نے ان دونوں کو دی	کتاب	واضح	اور ہم ان دونوں کو ہدایت کی	راستہ

اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی اور ان دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت

## الْمُسْتَقِيمَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْأَخْرَبِ

الْمُسْتَقِيمَ	وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِمَا	فِي	الْأَخْرَبِ
سیدھا	اور ہم نے باقی رکھا	ان دونوں پر (ان کا ذریعہ)	میں	بعد میں آنے والوں

ہدایت دی اور ہم نے ان دونوں کا ذکر خیر بعد میں آنے والوں میں باقی رکھا۔

۱۱۷ اور ہم نے ان دونوں کو بلاغت والی اور ظاہر احکام والی کتاب دی یعنی توریت۔

۱۱۷ وَأْتَيْنَهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ  
الْبَلِيغَ الْبَيِّنَ فِيهِمَا آتَى  
بِهِ مِنَ الْحُدُودِ وَالْأَحْكَامِ  
وغيرهين وهو التوراة

۱۱۸ اور ہم نے ان کو سیدھے راستے کی ہدایت کی۔

۱۱۸ وَهَدَيْنَهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

۱۱۹ اور پچھلے آدمیوں میں ان کی تعریف اور نیک نامی باقی رکھی۔

۱۱۹ وَتَرَكْنَا أَبْقَيْنَا عَلَيْهِمَا  
فِي الْأَخْرَبِ ۝ ثَمَاءً  
حَسَنًا

### تشریح

۱۱۷ اللہ نے بنی اسرائیل کو ایک واضح کتاب دی | دنیاوی کام امتیوں کے علاوہ اللہ نے یہ بھی احسان فرمایا کہ موسیٰ اور ہارون کے ذریعہ ان کو ایسی کتاب دی جس میں اللہ کے احکام بہت تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے۔ انہیں سیدھا راستہ دکھایا | اس کتاب اور پیغمبروں کے ذریعہ انہیں سیدھا راستہ دکھلایا وہ ہدایت نصیب فرمائی جس سے دنیا اور آخرت کی کام انیاں حاصل کر سکے | مراہ مستقیم کی رہنمائی کسی قوم پر اللہ کا بہت بڑا انعام ہے کیونکہ اگر راہ ہدایت معلوم نہ ہو تو انسان بھٹکا رہ جاتا ہے اور منزل مراد نہیں پاسکتا۔

بعد کی نسلوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا | موسیٰ اور ہارون کی خدمات کو اللہ نے قبولیت عطا فرمائی اور ان کا ذکر خیر بعد کی نسلوں میں بھی باقی رکھا آج تک لوگ حضرت موسیٰ کو اور ان کے بھائی ہارون کو احترام کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ ان کی دین کی دعوت نے دنیا کے ایک بڑے حصے پر اپنے نقوش چھوڑے ہیں اگر انبیاء کرام کی تعلیمات نہ ہوتیں تو یہ دنیا جنگ و جدال کا ایک بھیانک میدان نظر آتی۔ ان پاکیزہ نفوس کی برکت سے دنیائے انسانیت کو صلاح نصیب ہوئی۔

سَلَّمَ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا كَذَلِكَ

سَلَّمَ	عَلَىٰ	مُوسَىٰ	وَهَارُونَ	إِنَّا	كَذَلِكَ
سلام	پر	موسیٰ	اور ہارون	بے شک ہم	ای طرح
سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں					

نَجْرِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾

نَجْرِي	الْمُحْسِنِينَ	إِنَّهُمَا	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِينَ
ہم جزا دیتے ہیں	نیکوکاروں	بے شک دونوں	سے	ہمارے بندے	(جمع) مومن

کو جزا دیتے ہیں بے شک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔

﴿١٢٠﴾ ہمارا سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔

سَلَامٌ مِّنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ  
وَهَارُونَ ○

﴿١٢١﴾ بے شک ہم نے جیسے ان کو عوض دیا اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو عوض دیتے ہیں۔

إِنَّا كَذَلِكَ كَمَا جَزَيْنَهُمَا  
نَجْرِي الْمُحْسِنِينَ ○

﴿١٢٢﴾ بے شک یہ دونوں ہمارے مسلمان بندوں میں سے تھے

إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا  
الْمُؤْمِنِينَ ○

### تشریح

﴿١٢٠﴾ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو | موسیٰ اور ہارون پر اللہ کا اس کے فرشتوں کا اور نیک بندوں کا سلام ہو۔ ان کی خدمات زریں حروف میں لکھی جائیں گی اور ہمیشہ دنیا کو روشنی دیتی رہیں گی۔

﴿١٢١﴾ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ ملتا ہے | ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں کہ ان کا نام رہتی دنیا تک بھلائی کے لئے روشن رہتا ہے اور لوگوں کو ان کے کاموں سے حوصلہ ملتا ہے۔

﴿١٢٢﴾ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے | بے شک موسیٰ اور ہارون ہمارے کامیاب ایمان دار بندوں میں سے تھے۔ ان کا ایمان اعلیٰ درجے کا تھا وہ نہایت اخلاص کے ساتھ ہماری اطاعت کرنے والے اور پوری طرح دانا دار تھے۔

وَإِنَّ الْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا

وَإِنَّ	الْيَاسَ	لَمِنَ	الْمُرْسَلِينَ	إِذْ قَالَ	لِقَوْمِهِ	أَلَا
اور بے شک	ایاس	البتہ سے	(رسولوں در جمع)	جب ایس نے کہا	اپنی قوم کو	کیا نہیں

اور بے شک ایاس ۲ رسولوں میں سے تھے۔ (یاد کرو) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم (اللہ سے)

تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٢٥﴾

تَتَّقُونَ	أَتَدْعُونَ	بَعْلًا	وَتَذَرُونَ	أَحْسَنَ	الْخَالِقِينَ
تم ڈرتے	کیا تم پکارتے ہو	بعل	اور تم چھوڑ دیتے ہو	سب سے بہتر	پیدا کرنے والا (جمع)

نہیں ڈرتے؟ کیا تم بعل (بت) کو پکارتے ہو؟ اور تم سب سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو۔ (یعنی)

﴿١٢٣﴾ اور بے شک ایاس پیغمبروں میں سے ہے (بعض مفسرین نے فرمایا کہ ایاس موسیٰ کے بھائی ہارون کا بھتیجا تھا اور وہ بھیجا گیا اپنی قوم کی طرف جو بعلبک میں اور اس کے نواح میں تھی۔

﴿١٢٣﴾ وَإِنَّ الْيَاسَ بِالْهَمَزِ أَوْلَاهُ وَشَرَكُهُ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ قَبِيلُهُ هُوَ ابْنُ أَخِي هَارُونَ أَخِي مُوسَى وَأُرْسِلَ إِلَى قَوْمٍ بِبَعْلَبَكِّ وَنَوَاحِيهَا.

﴿١٢٤﴾ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

﴿١٢٤﴾ إِذْ مَنصُوبٌ بِأَذْكَرٍ مُّقَدَّرًا وَقَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ○ اللَّهُ

﴿١٢٥﴾ کیا تم بعل کی پرستش کرتے ہو اور بہتر پیدا کرنے والے یعنی حق تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اس کو چھوڑ دیتے ہو۔ (بعل ان کے ایک بت کا نام تھا جو سونے سے بنا رکھا تھا اور بعلبک جو شہر کا نام ہوا اسی سے ہوا۔) تم اللہ کی عبادت ترک کرتے ہو۔

﴿١٢٥﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا إِشْمُ صَنَمِهِمْ مِنْ ذَهَبٍ وَبِهِ سُمِّيَ الْبَكُّ مَكْنَانًا إِلَى بَدَلٍ أَيْ أَتَعْبُدُونَ سَنَةً وَتَذَرُونَ تَتْرَكُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ○ فَلَا تَعْبُدُونَهُ

### تشریح

﴿١٢٣﴾ حضرت ایاس کا واقعہ حضرت ایاس بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں قرآن مجید میں ان کا ذکر صرف دو جگہ پر آیا ہے ایک سورہ انفاس آیت ۱۲۳ اور دوسری آیت مذکورہ میں حضرت ایاس کا زمانہ ۳۳۴ ق م اور ۳۳۵ ق م کے درمیان ہے۔

○ موجودہ ریاست اردن کے شمالی اضلاع اور دریائے یردن کے جنوب میں جو علاقہ واقع ہے اس کو پرانے زمانے میں جلعاد کہتے تھے حضرت ایاس اسی علاقے کے رہنے والے تھے۔ بائبل میں حضرت ایاس کو ایلیاہ تیشبی ELIJAH THE TISHBITS کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

○ حضرت سلیمان ۴ کے ایک بیٹے تھے جن کا نام ریحام REHOBOAM، یہ حضرت سلیمان ۴ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوئے مگر ان

## فیصل

کی نااہلی کی وجہ سے اسرائیل کی سلطنت دو ٹکڑے ہو گئی۔ بیت المقدس اور جنوبی فلسطین کا حصہ آل داؤد کے قبضہ میں رہا مگر شمالی فلسطین میں اسرائیل کے نام سے ایک مستقل ریاست قائم ہو گئی اور سامریہ اس کا صدر مقام بن گیا۔

○ اسرائیلی ریاست کا بادشاہ اخی اب AHAH تھا اس نے لبنان (صيدا) کے بادشاہ کی لڑکی ایزبل (IEZEBEL) سے شادی کر لی۔ یہ ہنوزادی مشرک تھی اور اس سے متاثر ہو کر اخی اب بھی مشرک ہو گیا۔ اس نے سامریہ میں بعل کے نام پر مندر بنوایا اور ایک مذبح خانہ تعمیر کیا۔ اور بعل نامی بت کی پرستش کو روانہ دینے کی کوشش کی، اسی بت کے نام پر قربانیاں کی جانی گئیں۔ اسی بت کے نام پر شام کے ایک شہر کا نام بعل بک رکھا گیا۔ اس طرح اخی اب نے کوشش کی حضرت سلیمان کے جن کے بجائے شرک کو فروغ حاصل ہو۔

○ اسی زمانہ میں حضرت ایسا جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت ہارون کی نسل میں سے تھے اللہ نے ان کو اپنا پیغمبر منتخب فرمایا اور انھوں نے اخی اب کو تنبیہ کی کہ اگر تو نے شرک کا راستہ چھوڑا تو میرے ملک اسرائیل میں بارش کا ایک قطرہ نہ برسے گا۔ یہاں تک کہ اوس بھی نہیں پڑے گی۔ یہی ہوا ساڑھے تین سال تک بارش بالکل بند رہی پورے ملک میں خشک سالی پھیل گئی۔ اخی اب نے تلاش کر کے حضرت ایسا کو بلوایا اور ان سے درخواست کی کہ وہ بارش کے لئے دعا کریں۔

○ حضرت ایسا نے شرط رکھی کہ ایک مجمع عام میں بعل کے پجاری اپنے معبود کے نام پر قربانی کریں اور میں اللہ رب العالمین کے نام پر قربانی کروں گا۔ دونوں میں سے جس کی قربانی کو آسانی آگے آکر جلادے گی اس کی قربانی قبول بھی جائے گی اور اس معبود کی سچائی ثابت ہو جائے گی۔ اخی اب نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ کوہ کر کے سامنے بعل کے ساڑھے آٹھ سو پجاری جمع ہوئے اور اسرائیلیوں کے مجمع عام میں ان کا حضرت ایسا سے مقابلہ ہوا جس میں بعل پرستوں کو شکست ہوئی۔ حضرت ایسا نے اسی مجمع میں بعل کے پجاریوں کو قتل کر لیا اور پھر بارش کے لئے دعا کی جو قبول ہوئی اور پورا ملک اسرائیل بارش سے سیراب ہو گیا۔ حضرت ایسا کی سچائی ثابت ہو گئی لیکن اخی اب یہ دیکھنے کے باوجود اپنی بیوی کے اشارے سے باہر نہ نکلا۔ اس کی بیوی ایزبل نے قسم کھانی کہ جس طرح بعل کے پجاری قتل کئے گئے ہیں اسی طرح ایسا بھی قتل کئے جائیں گے۔ ان حالات میں حضرت ایسا کو ملک چھوڑ کر چند سال تک کوہ سینا کے دامن میں پناہ یعنی پڑی۔

○ حضرت سلیمان کی ریاست کا دوسرا حصہ جو بیت المقدس اور جنوبی فلسطین پر مشتمل تھا اور جو آل داؤد کے قبضہ میں تھا اس میں یہودی ریاست کے فرماں ۱۱ بہورام (JEHORAM) نے اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کی بیٹی سے شادی کر لی۔ اور اس سلطنت میں بھی شرک کے اثرات پھیلنے لگے۔ یہاں بھی حضرت ایسا نے اپنا پیغمبر نبوت ادا کیا اور بہورام کو بچھایا مگر وہ باز نہیں آیا حضرت ایسا کی بددعا سے اخی اب کا پورا گھرانہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ نے اپنے نبی کو دنیا سے اٹھایا۔

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک ایسا ہمارے رسولوں میں سے تھے۔

۱۲۳) حضرت ایسا کی دعوت | حضرت ایسا نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے ان کو دعوت دی اور فرمایا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ تمہیں اپنے انجام کا کچھ خیال نہیں ہے؟ تم اس بات سے کچھ نصیحت حاصل نہیں کرتے کہ تم سے پہلی قومیں جو حقیقی معبود کو چھوڑ کر من گھڑت خداؤں کو ماننے لگیں ان کا کیا انجام ہوا۔

۱۲۵) تم اللہ کو چھوڑ کر بعل کی پوجا کرتے ہو | بعل کے لغوی معنی 'توسر دار اور آقا کے ہیں شوہر کے لئے بھی یہ لفظ عربی زبان

میں بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی بہت سی جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے لیکن پرانے زمانے کی سامی قومیں بعل کو خدا کے معنی میں استعمال کرتی تھیں اور انھوں نے ایک خاص دیوتا کا نام بعل رکھا ہوا تھا۔ شرق اوسط کے پورے علاقے میں بعل پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت داؤد، حضرت سلیمان نے بعل پرستی کو ختم کر دیا تھا مگر ان کی وفات کے بعد اس نئے نئے پھر اٹھایا اور شمالی فلسطین کی اسرائیلی ریاست اور پھر اس کے بعد بیت المقدس اور جنوبی فلسطین میں بھی یہ وبا پھیل گئی جس کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت ایسا کو مبعوث فرمایا۔ انھوں نے قوم کو سمجھایا کہ تم اپنی حجت روانی کے لئے بعل کو پکارتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑ دیتے ہو وہ سب سے بہتر خالق و مالک جو سب کی حاجت روانی کرتا ہے سب کی سنتا ہے۔

اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ﴿۱۳۱﴾ فَكذَّبُوهُ

اللَّهُ	رَبُّكُمْ	وَرَبُّ	أَبَائِكُمْ	الْأُولِينَ	فَكَذَّبُوهُ
اللہ	تمہارا رب	اور رب	تمہارے باپوں کا	پہلے	پس انہوں نے جھٹلایا
اللہ کو (جو) تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا (بھی) رب ہے۔ پس انہوں نے جھٹلایا					

فَاتَّهَمُوا لِمُحْضِرُونِ ﴿۱۳۲﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿۱۳۸﴾

فَاتَّهَمُوا	لِمُحْضِرُونِ	إِلَّا	عِبَادَ	اللَّهِ	الْمُخْلِصِينَ
تو بے شک وہ	وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے	سوائے	اللہ کے بندے		(جمع) مخلص
تو بے شک وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے (پڑھے جائیں گے) اللہ کے مخلص (خاص بندوں) کے سوا۔					

﴿۱۳۱﴾ جو رب ہے تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا۔

﴿۱۳۱﴾ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ

الْأُولِينَ ○ يَرْفَعُ الثَّلَاثَةَ  
عَلَىٰ إِصْبَاعِهَا هُوَ وَيَنْصِبُهَا  
عَلَىٰ الْبَدَلِ مِنَ الْخَسْرِ

﴿۱۳۲﴾ وَكَانَ بُرُوءًا فِئْتَهُمْ

لِمُحْضِرُونَ ○ فِي النَّارِ

﴿۱۳۸﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ○

أَعْيَ الْمَوْتِ مِنْهُمْ

فِي آيَاتِهِمْ تَجْوِيزًا

﴿۱۳۲﴾ سوائے ان لوگوں کے جو اس کو جھٹلایا۔ پس جھٹلایا۔ پس

بالیقین وہ سب آگ میں ڈالے جائیں گے۔

﴿۱۳۸﴾ مگر ان میں سے اللہ کے مخلص ایساں والے بندے کہ ان کو دوزخ سے نجات ملے گی۔

### تشریح

﴿۱۳۱﴾ اللہ تمہارا اور تمہارے آباء و اجداد کا رب | وہ احسن الخالقین اللہ ہے جو تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے آباء و اجداد کا بھی وہی رب ہے جس نے ہر چیز کو وجود بخشا ہے جو سب کا پالنہا ہے اس کو چھوڑ کر بعل کو اپنا الٰہ ماننا اس کی پرستش کرنا اور اس سے مدد مانگنا جو ایک ذرے کو بھی پیدا نہیں کر سکتا بلکہ اپنے وجود کے لئے بھی دوسروں کا محتاج ہے اس کو اپنا خالق ماننا کہاں تک روا ہے۔

﴿۱۳۲﴾ قوم نے حضرت الیاس کی دعوت کو ٹھکرا دیا حضرت الیاس کی دعوت انتہائی مدلل تھی قوم کے پاس ان کی دلیلوں کا کوئی جواب نہیں تھا مگر اس کا وجود قوم کے اکثر لوگوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور ان کو جھٹلایا اور حق و صداقت کو جھٹلانے کی سزا ان کو مل کر رہی اور وہ مجرموں کی طرح پکڑے ہوئے آئیں گے اور سزا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔

﴿۱۳۸﴾ بچائی کو لینے والے سزائے محفوظ ہیں گے | جن لوگوں اس بچائی کو تسلیم کر لیا اور اس میں تباہی کو مان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہو ہی نہیں سکتا اور جب خالق وہ ہے تو عباد کا تعلق بھی ہو ہی ہے اور وہی اس سزا دار ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے مخلص اور بچے لوگ اور ایسے بچے ہوئے لوگ سزائے محفوظ ہیں گے۔ اللہ کے یہ مخلص بندے وہ ہیں جن کو صداقت کے لئے اللہ نے جن لیا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝۱۲۹ سَلَّمَ عَلٰی

وَتَرَكْنَا	عَلَيْهِ	فِي الْآخِرِينَ	سَلَّمَ	عَلٰی
اور ہم نے باقی رکھا	اس پر اس کا ذکر خیر	بعد میں آنے والوں میں	سلام	پر
اور ہم نے اس کا ذکر خیر باقی رکھا بعد میں آنے والوں میں - سلام ہو				

اَلْیَاسِیْنَ ۝۱۳۰ اِنَّا كَذَلِكُمْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۱۳۱

اَلْیَاسِیْنَ	اِنَّا	كَذَلِكُمْ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِينَ
الیاسین (الیاس)	بے شک ہم	اسی طرح	جزا دیا کرتے ہیں	نیکیو کاروں
الیاس ۶ پر بے شک ہم اسی طرح نیکیو کاروں کو جزا دیا کرتے ہیں۔				

۱۲۹ اور ہم نے اس کی تعریف اور نیک نامی پھلوں میں باقی رکھی

۱۲۹ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

الْآخِرِينَ ۝ ثَنَاءٌ حَسَنًا

۱۳۰ سَلَامٌ مِّنَّا عَلَى الْيَاسِينَ ۝

هُوَ الْيَاسُ الَّذِي تَقَدَّمُ ذِكْرُهُ

وَقِيلَ هُوَ مَكِّيٌّ مِّنْ مَّعَا

فَجُمِعُوا مَعَهُ تَعْلِيلًا لِّقَوْلِهِمْ

لِلْمُهَلَّبِ وَقَوْمَهُ الْمُهَلَّبُونَ

وَعَلَى قِرَاءَةِ اَلْیَاسِیْنَ بِالْمَدِّ

اَىْ اَهْلَهُ الْمُرَادُ بِهِ الْيَاسُ اَيْضًا

۱۳۱ اِنَّا كَذَلِكُمْ نَجْزِي

الْمُحْسِنِينَ ۝

۱۳۰ ہمارا سلام ہو الیاس پر، یا اس پر مع اس کے قوم ہونے

کے (یہ بعض کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ الیاسین جمع ہے تغلیباً

اس لفظ کے ساتھ جمع لائی گئی جیسے مہلب اور اس کی

قوم کو مہلبون کہتے ہیں اور ایک قرأت میں ہے آل یاسین

یعنی ہمارا سلام ہو اس کے اہل پر۔ مراد اہل یاسین سے

الیاس ہی ہے۔

۱۳۱ بیشک ہم نے جیسے اس کو جزا دی ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیکی

کرنے والوں کو۔

### تشریح

۱۲۹ حضرت الیاس کا ذکر بعد کے لوگوں میں باقی رہا | ان کی زندگی میں ان کی قوم نے ان کو نہیں مانا اور طرح طرح سے تکلیفیں دیں

مگر ان کا ذکر خیر بعد کی نسلوں میں بھی باقی رہا۔

۱۳۰ سلام ہو الیاس پر | سلام ہو الیاس پر، ان کا نام الیاسین بھی ہے اور الیاس بھی۔ عرب میں عبرانی ناموں کو مختلف انداز میں

پکارا جاتا تھا جیسے قرآن مجید میں ایک پہاڑ کا نام طور سینا بھی آیا ہے اور طور سینین بھی۔ اسی طرح ان کا نام الیاس

بھی ہے اور الیاسین بھی۔

۱۳۱ نیکی کرنے والوں کی جزا | ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں کہ ان کا ذکر خیر بعد کی نسلوں میں بھی باقی رہتا ہے

اور لوگ ان کو بھلائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۳۲﴾ وَإِنْ لَوْطًا لَمِنَ

إِنَّهُ	مِنْ	عِبَادِنَا	الْمُؤْمِنِينَ	وَإِنْ	لَوْطًا	لَمِنَ
بے شک	سے	ہمارے بندے	(جمع) مومن	اور بے شک	لوط	البتہ سے

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور بے شک لوط ۷ رسولوں میں سے

الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۳۳﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۱۳۴﴾

الْمُرْسَلِينَ	إِذْ	نَجَّيْنَاهُ	وَأَهْلَهُ	أَجْمَعِينَ
رسول (جمع)	جب	ہم نے اسے نجات دی	اور اس کے گھروالے	سب

تھے جب ہم نے نجات دی اُسے اور اس کے سب گھروالوں کو

- ﴿۱۳۲﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ○ بے شبہ ایسا ہمارے مسلمان بندوں میں سے تھا۔  
 ﴿۱۳۳﴾ وَإِنْ لَوْطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ○ اور بے شک لوط پیغمبروں میں سے تھا۔  
 ﴿۱۳۴﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ○ یاد کر جب کہ ہم نے نجات دی اس کو اور اس کے تمام گھروالوں کو

### تشریح

﴿۱۳۲﴾ ایسا ہمارے نزاں بردار بندوں میں سے تھے | بے شک ایسا ہمارے مومن اور فرماں بردار بندوں میں سے تھے اور جو اللہ کا فرماں بڑا رہتا ہے اور اس کی اطاعت شکاری اختیار کرتا ہے اللہ تم بھی اس کی قدر کرتے ہیں اور اس کا ذکر خیر دنیا میں بلند ہوتا ہے۔

﴿۱۳۳﴾ حضرت لوط کا واقعہ اقلیل اللہ حضرت ابراہیم کا زمانہ لگ بھگ اکیس سو سال قبل مسیح ہے۔ حضرت ابراہیم کے دو بھائی تھے نخور اور حاران۔ حاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم کے بھتیجے حضرت لوط تھے۔ حضرت ابراہیم نے جب اپنا وطن عراق چھوڑا تو حضرت لوط نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے بھتیجے لوط بن حاران کو شرق اردن میں اپنا خلیفہ مقرر کیا اور پھر اللہ تم نے ان کو اپنی رسالت کے شرف سے نوازا اور ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اللہ کی ہدایت کے مطابق انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے نظام کو درست کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک لوط بھی ان لوگوں میں سے تھے جو رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

حضرت لوط کی قوم شرک کے ساتھ ساتھ ایک نہایت ہی گھناؤنی اخلاقی بیماری میں مبتلا تھی کہ وہ اپنی شہوت رانی کے لئے عورتوں کے بجائے لڑکوں کو استعمال کرتے تھے۔ یہ دنیا کی پہلی جمیٹ قوم تھی جس نے اس خلاف فطرت راستے کو اختیار کیا۔

حضرت لوط کے بھانے کے باوجود جب یہ قوم باز نہ آئی تو اس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور پتھروں کی بارش سے یہ پوری قوم ہلاک کر دی گئی۔

﴿۱۳۴﴾ حضرت لوط کے ماننے والے عذاب سے محفوظ رہے | حضرت لوط کی قوم کی کڑوتوں کی وجہ سے جب ان پر عذاب آیا تو اللہ تم نے حضرت لوط کو ان کے گھروالوں کو اور ان کے ماننے والوں کو عذاب سے محفوظ رکھا۔ سوائے ان چند لوگوں کے پوری قوم عذاب الہی سے تباہ و برباد ہو گئی اور اس کا نام و نشان مٹ گیا۔

## الْأَعْجُوزَ فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَرْنَا الْأَخْرِينَ ۝ ۱۳۶

الْأَعْجُوزَ	فِي + الْغَابِرِينَ	ثُمَّ	دَمَرْنَا	الْأَخْرِينَ
سوا	پہچہ رہ جانے والے	پھر	ہم نے ہلاک کیا	اوروں کو

پہچہ رہ جانے والوں میں سے ایک بڑھیا کے سوا۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کیا

## وَأَنْتُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ۝ ۱۳۷

وَأَنْتُمْ	لَتَمُرُّونَ	عَلَيْهِمْ	مُصْبِحِينَ
اور بے شک تم	البتہ گزرتے ہو	ان پر	صبح کرتے ہوئے (صبح ہوتے)

اور بے شک تم تو صبح ہوتے ان پر (ان کی بستیوں سے) گزرتے ہو۔

۱۳۵) الْأَعْجُوزَ فِي الْغَابِرِينَ الْبَاقِينَ فِي الْعَذَابِ ۝

۱۳۵) بجز بڑھیا کے یعنی اس کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں باقی رہے۔

۱۳۶) ثُمَّ دَمَرْنَا أَهْلَكْنَا الْأَخْرِينَ ۝ كَفَّارًا

۱۳۶) پھر ہلاک کر ڈالا ہم نے اس کی قوم کے کافروں کو۔

قومہ

۱۳۷) وَأَنْتُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ أَى عَلَى

۱۳۷) اور بے شک تم اے مکہ والوں رات اپنے سفروں میں ہاں

أَفْأَرِهِمْ وَمَنَّا لَهُمْ فِي أَسْفَارِكُمْ مُصْبِحِينَ

لو گزرتے ہو جہاں قوم لوط کے نشانات اور مکانات تھے۔

أَى دَقَّتِ الصَّبَاحُ يُعْنَى بِالنَّهَارِ

### تشریح

۱۳۵) حضرت لوطؑ کی بیوی بھی عذاب میں مبتلا ہوئی | اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط اور ان کے گھر والوں کو عذاب سے محفوظ رکھا مگر حضرت لوطؑ

کی بیوی حضرت لوطؑ کے ساتھ نہ تھیں۔ اور جب بستی چھوڑنے کا حکم آیا تو انھوں نے ہجرت کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اپنی

قوم کے ساتھ رہی اور نتیجہ یہ کہ وہ بھی اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشتے ناطے چاہے

کتنے قریب کے ہوں اگر ایمان نہ ہو اور انسان حق کے اوپر چلنے والا نہ ہو تو وہ رشتے کام نہیں آتے۔ فرعون کی بیوی حضرت

آسیہ نیک خاتون تھیں صاحب ایمان تھیں ان کے ایمان نے ان کو بچا لیا جب کہ ان کا شوہر فرعون مذاب میں مبتلا

ہوا۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا ایمان نہ لایا وہ غرقاب ہو گیا۔ اسی طرح حضرت لوطؑ کی اہلیہ وہ بھی حق و صداقت سے

پھٹنے کی وجہ سے عذاب الہی میں مبتلا ہوئی

۱۳۶) قوم لوط کی بستیاں مبتلائے عذاب ہوئیں | قوم لوط کا جرم کوئی معمولی جرم نہ تھا شرک کے ساتھ ساتھ ان میں ایک اخلاقی بیماری تھی فطرت

کے خلاف ان کی بغاوت اور سمجھانے بھجانے کے باوجود اپنی اس بری عادت پر بے رہنے کی وجہ سے اس

قوم کی ساری بستیوں پر عذاب نازل ہوا پتھروں کی بارش ہوئی گویا اجتماعی جرم کی سزا دی گئی اور بستیوں کی

بستیاں الٹ دی گئیں۔

۱۳۷) اجڑے دیار عبرت کا نشان | قوم لوط کے اجڑے ہوئے دیار اور ان کی تباہ شدہ بستیاں نشان عبرت بنی ہوئی ہیں سکے سے جو قافلے شام کی طرف

جاتے تھے اس کے راستے میں بستیاں پڑتی تھیں خبثتِ روزانہ بستیوں پر کارواں گزرتے تھے اور وہ بستیاں پکار پکار کر کہہ رہی تھیں کہ

ع ۷ دیکھو ہمیں جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔ !



وَبِالْبَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۱۳۸ وَإِنْ يُونُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝۱۳۹

وَبِالْبَيْلِ	أَفَلَا تَعْقِلُونَ	وَإِنْ	يُونُسَ	لِمِنَ	الْمُرْسَلِينَ
اور رات میں	تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے	اور بے شک	یونس	البتہ سے	رسولوں

اور رات میں۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ اور بے شک یونس م البتہ رسولوں میں سے تھے۔

إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ۝۱۴۰ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

إِذْ	أَبَقَ	إِلَى	الْفُلِّ	الْمَشْحُونِ	فَسَاهَمَ	فَكَانَ	مِنَ
جب	بھاگنے	طرف	کشتی	بھری ہوئی	تو قرعہ ڈالا	سو وہ ہوا	سے

جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی (کے پاس) گئے تو قرعہ ڈالا سو وہ ہوئے

الْمُدْحَضِينَ ۝۱۴۱ فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝۱۴۲

الْمُدْحَضِينَ	فَالتَّغْمَةُ	الْخَوْتُ	وَهُوَ	مَلِيمٌ
دھکیلے گئے	پھر اسے نکل لیا	پھسل	اور وہ	طاقت کرنے والا

دھکیلے گئے (مزم ظہرے) پھر انہیں پھسلنے نکل لیا اور وہ (اپنے آپ کو) طاقت کر رہے تھے

۱۳۸) پس کیا تم نہیں سمجھتے کہ ان پر کیا عذاب آیا۔ تم کو چاہیے کہ ان سے عبرت پکڑو۔

۱۳۸) وَبِالْبَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝  
يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَا حَلَّ بِهِنَّ  
فَتَعْتَبِرْنَ بِهِ

۱۳۹) فَإِنَّ يُونُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

۱۳۹) وَإِنْ يُونُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

۱۴۰) إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ۝

۱۴۰) إِذْ أَبَقَ هَرَبَ إِلَى الْفُلِّ الْمَشْحُونِ ۝

۱۴۱) فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝

۱۴۱) فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝

۱۴۲) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۲) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۳) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۳) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۴) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۴) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۵) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۵) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۶) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۶) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۷) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۷) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۸) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۸) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۹) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۴۹) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۵۰) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۵۰) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۵۱) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

۱۵۱) فَالتَّغْمَةُ الْخَوْتُ وَهُوَ مَلِيمٌ ۝

پس نکل لیا اس کو مچھلی نے اور اس سے ایسی حرکت سرزد ہوئی  
تھی جس پر اس کو طامت کی مادے وہ حرکت قابل طامت یہ تھی کہ  
یونس بدون اجازت اپنے رب کے دریا کی طرف بھاگا اور کشتی میں ہوا

۱۳۲) فَالْقَوْمَ الْخَاطِرُ ابْتَلَعَهُ وَهُوَ مَلِيمٌ  
اِنَّ اَيُّهَا يَكْلَهُمْ عَلَيْكَ مِنْ ذَهَابِهِ اِلَى الْبَحْرِ وَ  
لَكُنْ مِنْ الشَّاهِدِينَ بِمَا اَذِنَ مِنْ رَبِّهِ

## تشریح

۱۳۸) کیا پھر بھی نہیں سمجھتے! شب و روز ان بستیوں سے گزرتے ہو، ان کے تباہ شدہ کھنڈرات دیکھتے ہو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے کہ جو  
حال ایک نافرمان قوم کا ہوا وہ دوسری نافرمان قوم کا بھی ہو سکتا ہے۔

۱۳۹) حضرت یونس کا واقعہ حضرت یونس کا تذکرہ اس سے پہلے سورہ یونس پارہ ۱۱ اور سورہ انبیاء پارہ ۱۷ آیت ۸۷ میں گزر چکا ہے  
قرآن مجید میں کہیں آپ کا نام یونس آیا ہے اور کہیں آپ کو آپ کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ کا ایک لقب ڈون  
اور صاحب الموت تھا جس کے معنی ہیں مچھلی والا۔ یہ لقب ان کا اس لئے پڑا کہ حضرت یونس کو موصل کے مضافات  
میں اللہ کی ہدایت پہنچانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت یونس اس قوم کو ایک عرصے تک ایمان کی دعوت دیتے  
سے مگر جب یہ لوگ سمجھانے کے باوجود نہیں سمجھے تو حضرت یونس نے ناراض ہو کر نینوا شہر چھوڑ کر چل دیے مگر شہر  
چھوڑنے سے پہلے انھوں نے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ ادھر بستی والوں کو بھی احساس ہوا کہ نبی کی بددعا کا اثر  
ضرور ہوگا انھوں نے پھینکا اللہ تم سے خلوص دل کے ساتھ توبہ کی اور اللہ نے اس عذاب کو ٹال دیا۔

ادھر حضرت یونس جب نینوا چھوڑ کر نیستوں سے ساحل سمندر پہنچے اور باخا جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے  
تو کشتی طوفان میں پھنس گئی اور حضرت یونس کو ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا۔ اس وقت حضرت یونس کو احساس ہوا  
کہ ان سے چوک ہو گئی ہے اور انھوں نے نینوا چھوڑنے کے لئے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا تو انھوں نے بے تابی  
کی حالت میں اللہ سے دعا کی اور ان الفاظ میں اللہ کو پکارا

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

(کوئی خدا نہیں ہے میرے سوا پاک ہے تیری ذات بے شک میں نے قصور کیا۔)

حضرت یونس کی دعا قبول ہوئی اور اللہ نے ان کو اس پریشانی سے نجات عطا فرمائی۔ اللہ تم  
نے فرمایا کہ بے شک۔ یونس ہمارے رسولوں میں سے تھے جن کو ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مقرر  
کیا تھا۔

۱۴۰) حضرت یونس کشتی میں سوار ہونا حضرت یونس نے نینوا چھوڑ کر باخا جانے کے لئے بھری کشتی میں سوار ہوئے، کشتی طوفان میں پھنس گئی  
لوگوں نے کہا کوئی غلام ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر بھاگ نکلا ہے۔

۱۴۱) قرعہ اندازی میں حضرت یونس کا نام کشتی گھرائش سے زیادہ بھری ہوئی تھی کشتی کے تمام سواروں کو بچانے کے لئے ضروری تھا کہ اس کا وزن کم کیا جائے  
اور قرعہ اندازی کر کے جس کا نام قرعے میں نکل آئے اس کو کشتی سے باہر پھینک دیا جائے تاکہ باقی سب لوگوں کی جان بچ سکے۔ قرعہ اندازی میں  
حضرت یونس کا نام ہی نکلا اور ان کو سمندر میں پھینک دیا گیا۔

۱۴۲) حضرت یونس کو مچھلی نے نگل لیا جب حضرت یونس کو سمندر میں پھینکا تو ان کو ایک مچھلی نے نگل لیا اور اس وقت حضرت یونس پشیمان تھے  
اور بھرے تھے کہ مجھ سے چوک ہو گئی ہے کہ میں نے نینوا چھوڑنے سے پہلے اللہ کے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ اس کا حکم آنے کے  
بعد ہی مجھے شہر چھوڑ کر نکلنا چاہئے تھا۔ اب وہ پشیمان اور طاعت زدہ تھے اور ان کو اپنی جسد بازی کا احساس  
تھا۔

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ ۙ لَلَبِثَ

فَلَوْلَا	أَنَّهُ	كَانَ	مِنَ	الْمُسْتَجِيبِينَ	لَلَبِثَ
پھر اگر نہ	یہ کہ وہ	ہوتا	سے	تسبیح کرنے والے	البتہ رہتا

پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اس کے

۵۰ النصف

فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۙ

فِي	بَطْنِهِ	إِلَى	يَوْمِ	يُبْعَثُونَ
میں	اس کے پیٹ	تک	دن	بعثت کے (روز حشر)

پیٹ میں قیامت کے دن تک رہتے۔

التصوف

۱۳۲ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ

الْمُسْتَجِيبِينَ ۙ الدَّاكِرِينَ  
يَقُولُ لَهُ تَكْفِيرًا فِي بَطْنِ  
الْحَوْتِ لِأَنَّهُ الْآئِنَةَ  
سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ  
الظَّالِمِينَ

۱۳۳ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ

يُبْعَثُونَ ۙ لَمَّا رَدَّ بَطْنُ  
الْحَوْتِ - فَتَرَأَاهُ إِلَى يَوْمِ  
الْقِيَامَةِ

۱۳۲ سو اگر یونس مچھلی کے پیٹ میں تسبیح کرنے والوں اور ذکر کرنے

والوں میں سے نہ ہوتا

(یونس کی تسبیح شک ماہی میں یہ دعا تھی لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ - کہ وہ برابر اس کو پڑھتا تھا۔

۱۳۳ تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا اور شک ماہی اس کے

لئے قبر ہوتی کہ قیامت کو وہ اس میں سے نکلا۔

تشریح

۱۳۲ حضرت یونسؑ کی توبہ احمد نعت یونس نے نہایت خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے اظہارِ ندامت کرتے ہوئے توبہ کی اور مچھلی

کے پیٹ کے اندر رہے میں اللہ کو بکارِ سورۃ انبیاء میں ہے

فَمَا دَعَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ اظْلُمْتُ أَنْ لَأِلَّٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

ایسا ان تاریکیوں میں اس نے پکارا نہیں ہے کوئی خدا مگر تو پاک ہے تیری ذات بے شک میں قصور وار ہوں ہے

یونسؑ غافل ہو گئے تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اللہ کی تسبیح کرنے والے اور اس کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

۱۳۳ اللہ نے حضرت یونسؑ کی توبہ قبول کی اور مچھلی کا پیٹ سے ان کو نکال دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سے نکلی ہوئی صدا کو قبول فرمایا ان

کے لئے نجات کا راستہ پیدا کیا اگر وہ اللہ کے نیک بندے نہ ہوتے اور اپنی غلطی پر نادم نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر بنا رہتا۔

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿۱۳۵﴾ وَأَنْبَتْنَا

فَنَبَذْنَاهُ	بِالْعَرَاءِ	وَهُوَ	سَقِيمٌ	وَأَنْبَتْنَا
پھر ہم نے اسے پھینک دیا	چٹیل میدان میں	اور وہ	بیمار	اور ہم نے اگایا
پھر ہم نے انھیں چٹیل میدان میں پھینک دیا اور وہ بیمار تھے اور ہم نے اگایا				

عَلَيْهِ شَجْرَةٌ مِّنْ يَّقْطِينٍ ﴿۱۳۶﴾

عَلَيْهِ	شَجْرَةٌ	مِّنْ	يَّقْطِينٍ
اس پر	ایک پودا	سے	بیلدار (کدو)
ان پر ایک بیلدار (کدو کا) پودا			

﴿۱۳۵﴾ سو ہم نے اس کو نکالا شکم باہر سے زمین پر یعنی دریا کے کنارے پر اس کو ڈالا اسی دن جس دن مچھلی نے اس کو نکالا تھا یا تین دن کے بعد یا سات دن یا بیس دن یا چالیس دن کے بعد۔

اور اس وقت وہ بیمار مثل بچے مرغی کے تھا جو بے بال و پر کے ہو۔

﴿۱۳۶﴾ اور ہم نے جا دیا اس پر درخت کدو کا جو تنے والا قائم ہونے والا تھا کہ اس کے سایہ میں یونس رہے۔ کدو کا درخت بیل دار ہوتا ہے گر یونس کے معجزے سے وہ کدو برخلاف اپنی اصلی حالت کے تنے والا اور ساق والا ہو گیا اور اس کے پاس صبح شام پہاڑی بکری آتی تھی وہ اس کا دودھ پیتا تھا یہاں تک کہ اس میں قوت آگئی۔

﴿۱۳۵﴾ فَنَبَذْنَاهُ الْغَيَاةَ مِنْ بَطْنِ الْحُقُوتِ بِالْعَرَاءِ بِوَجْهِ الْأَرْضِ أَيْ بِالسَّاحِلِ مِنْ يَوْمِهِ أَوْ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ أَوْ سَبْعَةٍ أَيْ أَمْرٍ أَوْ عَشْرِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَهُوَ سَقِيمٌ ۝ عَلِيلٌ كَالْفَرَسِ الْمُعْطِ

﴿۱۳۶﴾ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجْرَةً مِّنْ يَّقْطِينٍ وَهُوَ الْفَرْعُ تَطْلُتُهُ وَهِيَ سِقَاقٌ عَلَى خِلَافِ الْعَادَةِ فِي الْفَرْعِ مُعْجِزَةٌ لَهُ وَكَانَتْ تَأْتِيهِ وَعَلَهُ صَبَاغًا وَمَسَاءً يَشْرَبُ مِنْ لَبَنِهَا حَتَّى تَوَلَّى

### تشریح

﴿۱۳۵﴾ مچھلی نے حضرت یونس کو ساحل پر اُگل دیا جب حضرت یونس نے اپنی چوک کا اعتراف کر لیا اور ایک سچے بندہ مومن کی طرح اللہ کی پاکی بیان کرنے میں لگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے لئے نجات کی راہ پیدا کر دی۔ مچھلی نے اللہ کے حکم سے ان کو سمندر کے ساحل پر اُگل دیا۔ ساحل ایک چٹیل میدان تھا جہاں پر سائے کے لئے کوئی چیز نہ تھی اور مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونس کی حالت بڑی خراب ہو رہی تھی۔ نہ سایہ تھا نہ غذا تھی۔

﴿۱۳۶﴾ حضرت یونس کے لئے بیلدار درخت کی پیدائش حضرت یونس م جس زمین پر پڑے ہوئے تھے اس کے حکم سے اس زمین سے ایک بیلدار درخت غالباً کدو کی بیل یا کوئی اور۔ نکل آئی جس سے حضرت یونس پر سایہ بھی ہو گیا اور ان کی غذا کا سامان بھی ہو گیا۔ اس طرح حضرت یونس م معجزانہ طریقے پر مچھلی کے پیٹ سے برآمد ہوئے ان کی حفاظت اور غذا کا سامان ہوا اور ان کی مقبول دعا اللہ کے تقرب کا ذریعہ بنی۔

ع  
وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿۱۳۷﴾

وَأَرْسَلْنَاهُ	إِلَى	مِائَةِ + أَلْفٍ	أَوْ	يَزِيدُونَ
اور ہم نے بھیجا اس کو	طرف	ایک لاکھ	یا	اس سے زیادہ
اور ہم نے انھیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا				

فَمَا مَنَعَهُمْ أَنِ اتَّقِيَ اللَّهَ إِذْ عَسَوْا عَلَيْهِ لَمَّا ظَلَمُوا وَرَبَّهُم بِظُلْمِهِمْ لِيُجْزِيَهمُ أَجْرَهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ﴿۱۳۸﴾

فَمَا مَنَعَهُمْ	أَنِ اتَّقِيَ اللَّهَ	إِذْ عَسَوْا عَلَيْهِ	لَمَّا ظَلَمُوا	وَرَبَّهُم	بِظُلْمِهِمْ	لِيُجْزِيَهمُ	أَجْرَهُمْ	بِمَا عَمِلُوا	فَمَتَّعْنَاهُمْ	إِلَىٰ حِينٍ
سو وہ ایمان لائے	تو ہم نے انہیں	پہنچا	پہنچا	اپنے	ظلم	کی	سزا	دینے	تک	تک
سو وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے انھیں ایک مدت تک بہرہ مند کیا۔										

﴿۱۳۷﴾ اور اس کے بعد ہم نے اس کو ایک لاکھ بلکہ بیس یا تیس ہزار زیادہ کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا یعنی اس کی قوم کی طرف جو نینوی میں تھی پہلے بھی یونس انھیں کا پیغمبر تھا۔ نینوی ایک شہر ہے قریب موصل کے۔

﴿۱۳۸﴾ سو جب انھوں نے اس عذاب کو دیکھا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ ایمان لائے ہم نے ان کو باقی رکھا فائدہ اٹھانے والے اپنے مال سے ایک وقت تک کہ جو ان کی موت کے لئے مقرر ہے۔

﴿۱۳۷﴾ وَأَرْسَلْنَاكَ بَعْدَ ذَلِكَ لَكُمْ كَقَبْلِهِ إِلَىٰ قَوْمٍ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْأَرْضِ الْأَوْسَطِ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۗ وَعَشْرِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ أَوْ سَبْعِينَ أَلْفًا ۗ فَمَا مَنَعَهُمْ إِذْ عَسَوْا عَلَيْهِ لَمَّا ظَلَمُوا وَرَبَّهُم بِظُلْمِهِمْ لِيُجْزِيَهمُ أَجْرَهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۗ فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۗ تَنْقِضُ أَجَالَهُمْ فِيهِ

### تشریح

﴿۱۳۷﴾ حضرت یونس کی واپسی صحت مند ہونے کے بعد حضرت یونس دوبارہ اس بستی میں واپس آئے اور اپنے پیغمبرانہ فرائض ادا کئے جس کی آبادی ایک لاکھ یا اس سے زیادہ تھی یعنی اگر بائیس لوگوں کو گنا جائے تو لاکھ ہوتے تھے اور اگر چھوٹے بڑے سب کو شامل کیا جائے تو ایک لاکھ سے زیادہ ہوتے تھے۔ یہ وہی بستی تھی جس کے لوگوں نے عذاب کے آثار دیکھ کر توبہ کی تھی اور ان کی توبہ کی وجہ عذاب کو مٹا دیا گیا تھا۔ اب حضرت یونس کی دعوت پر وہ باقاعدہ ایمان لائے

﴿۱۳۸﴾ اب ان لوگوں نے حضرت یونس کی دعوت کو قبول کیا باقاعدہ ایمان لائے اور مقررہ وقت تک زندگی سے لطف اندوز ہوتے رہے

ایمان کی دولت دنیا کی زندگی کو بھی خوش گوار بنا دیتی ہے اور آخرت کی فلاح کا بھی باعث بنتی ہے۔ ایمان دراصل حقوق کی صحیح ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں دلی سکون کے ساتھ زندگی کی ناہمواری ختم ہو جاتی ہے۔

فَأَسْتَفْتِهِمُ الرَّبُّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ﴿۱۴۹﴾ أَمْ

فَأَسْتَفْتِهِمُ	الرَّبُّكَ	الْبَنَاتُ	وَلَهُمُ	الْبَنُونَ	أَمْ
بس پوچھیں ان سے	کیا تیرے رب کے لئے	بیٹیاں	اور ان کے لئے	بیٹے	کیا

بس ان سے پوچھیں کیا تیرے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ہیں؟ کیا

خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ﴿۱۵۰﴾

خَلَقْنَا	الْمَلَائِكَةَ	إِنَاثًا	وَهُمْ	شَاهِدُونَ
ہم نے پیدا کیا	فرشتے	عورت	اور وہ	دیکھ رہے تھے

ہم نے فرشتوں کو عورت (ذات) پیدا کیا اور وہ دیکھ رہے تھے۔

﴿۱۴۹﴾ سوال محمد پوچھ کفار مکہ سے سرزنش کی راہ سے، کیا موافق ان کے گمان کے اللہ کے بیٹیاں ہیں اور ان کے ناطق بیٹے کہ ان کو یہ خصوصیت ملی کہ ان کے بیٹے ہوں اور اللہ کی طرف بیٹیاں۔ کفار مکہ کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔

﴿۱۵۰﴾ آیا ہم نے فرشتوں کو مؤنث پیدا کیا ہے اور وہ اس وقت موجود تھے ہمارے پیدا کرنے کو دیکھ رہے تھے۔ اس وجہ سے یہ کلمے زبان سے نکالتے ہیں۔

﴿۱۴۹﴾ فَأَسْتَفْتِهِمُ اسْتَخْبِرُ كَفَّارِ  
مَكَّةَ تَوْبِيخًا لَهُمُ الرَّبُّكَ  
الْبَنَاتُ بِرُغْبِهِمْ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ  
بَنَاتُ اللَّهِ وَلَهُمُ الْبَنُونَ  
فَيَخْتَصِمُونَ بِالْأَبْنَاءِ  
﴿۱۵۰﴾ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا  
وَهُمْ شَاهِدُونَ  
خَلَقْنَا فَيَقُولُونَ ذَلِكَ

### تشریح

﴿۱۴۹﴾ اللہ کی بیٹیاں | حق سے منہ موڑنے والوں کی ایک گمراہی جس پر اوپر کی آیتوں میں تنبیہ کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ کیا ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کیا جائے گا؟ ان کی اس گمراہی کا جواب دیا گیا تھا کہ بناؤ تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا زمین اور آسمان، اور ان چیزوں کا جو ہم نے پیدا کر رکھی ہیں۔ جب ہم ہر چیز پیدا کر سکتے ہیں تو تمہیں بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

اب یہ دوسری گمراہی جس پر توجہ کیا جا رہا ہے یہ تھی کہ نعوذ باللہ اللہ کے بیٹیاں ہیں۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے یہاں بیٹی ہو مگر اللہ کی طرف بیٹیوں کو منسوب کرتے ہو یہ کون سی انصاف کی بات ہے کہ اپنے لئے بیٹے اور اللہ کے لئے بیٹیاں۔

﴿۱۵۰﴾ کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں | کیا ہم نے فرشتوں کو نر اور مادہ پیدا کیا ہے؟ کیا جب ہم فرشتوں کو پیدا کر رہے تھے تو یہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ہم کیا پیدا کر رہے ہیں یا ایسے ہی اٹکل چھو باتیں کر رہے ہیں بغیر دیکھتے ہوئے فرشتوں کو بیٹیاں کہنا اور ان کو اللہ کی ذات منسوب کرنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں کہاں کی حق و انصاف کی بات ہے۔

أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْئِدَتِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَّ اللَّهُ ۗ

أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ	أَفْئِدَتِهِمْ	لَيَقُولُونَ	وَلَدَّ	اللَّهُ
یاد رکھو	بے شک وہ	سے	اپنی بہتان طرازی	البتہ کہتے ہیں
یاد رکھو بے شک وہ بہتان طرازی سے کہتے ہیں (کر) اللہ صاحب اولاد ہے				

وَأِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٥٢﴾ أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى

وَأِنَّهُمْ	لَكَاذِبُونَ	أَصْطَفَى	الْبَنَاتِ	عَلَى
اور بے شک وہ	بالتحقیق جھوٹے	کیا اس نے پسند کیا	بیتیاں	پر
اور وہ بے شک بالتحقیق جھوٹے ہیں کیا اس نے بیٹیوں کو بیٹیوں پر پسند				

الْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾

الْبَنِينَ	مَا لَكُمْ	كَيْفَ	تَحْكُمُونَ	أَفَلَا تَذَكَّرُونَ
بیٹے	تمہیں کیا ہو گیا	کیسا	تم فیصلہ کرتے ہو	تو کیا تم غور نہیں کرتے
کیا ہے تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیا فیصلہ کرتے ہو؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے؟				

أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾ فَاتُوا بِكِتَابِكُمْ

أَمْ لَكُمْ	سُلْطٰنٌ	مُبِينٌ	فَاتُوا	بِكِتَابِكُمْ
کیا	تمہاریاں	کوئی سند	کھلی	تو لے آؤ
کیا تمہارے پاس کوئی کھلی سند ہے؟ تو اپنی وہ کتاب لے آؤ				

إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾

إِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِينَ
اگر	تم ہو	سچے
اگر تم سچے ہو !		

﴿١٥١﴾ آگاہ رہو کہ وہ جھوٹ کہتے ہیں۔

﴿١٥١﴾ أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْئِدَتِهِمْ كَاذِبِينَ

لَيَقُولُونَ ○

﴿١٥٢﴾ کہ اللہ کی اولاد ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں

﴿١٥٢﴾ وَلَدَّ اللَّهُ لَا يَقُولُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ

ہیں اور بالیقین وہ کفار اس بات میں جھوٹے ہیں۔

بِنِسَابِ اللَّهِ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

فیہ

۱۵۳) کیا اللہ نے پسند کیا بیٹیوں کو بیٹوں پر

۱۵۳) أَصْطَفَىٰ بِفِكْمِ الْهَمْزَةِ لِلاِسْتِفْهَامِ  
وَاسْتُغْنَىٰ بِمَسَاعِنِ هَمْزَةِ الْوَصْلِ  
فَحَذِفَتْ أَمَىٰ اخْتَارَ الْبَسَاتِ عَلَىٰ  
الْبَيْنِ ۝

۱۵۴) تم کو کیا ہو گا لہذا حکم علم کرتے ہو۔

۱۵۴) مَا لَكُمْ مِمَّ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝  
هَذَا الْحُكْمُ الْفَاسِدُ

۱۵۵) یا پس تم سمجھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اولاد سے۔

۱۵۵) أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ يَا ذَعَابِ النَّارِ فِي الدَّالِ  
أَنَّكَ سُبْحَانَهُ تَعَالَىٰ مَنْزِلُهُ عَنِ الْوَلَدِ

۱۵۶) یا تمہارے پاس کوئی دلیل رہنمائی ہے اس امر پر کہ اللہ کے اولاد ہے۔

۱۵۶) أَمْ لَكُمْ سُلْطَنٌ مُّبِينٌ ۝ حُجَّةٌ  
وَاصِحَةٌ أَنْ لِلَّهِ وَلَدًا

۱۵۷) پس لاؤ تم اپنی کتاب تورات اس میں سے مجھے یہ بات دکھاؤ۔ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو۔

۱۵۷) فَاتُوا بِنَايِكُمْ التَّوْرَةَ خَاوِرِي ذَلِكُمْ فِيهِ  
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فِي قَوْلِكُمْ ذَلِكُمْ

### تشریح

۱۵۱) من گھرت بات | اللہ کے اولاد ہونا اور فرشتوں کا اللہ کی بیٹیاں ہونا یہ دونوں ہی باتیں من گھرت ہیں۔ اپنے جی سے ایک بات بنالی اور اس کو عقیدے کے طور پر پیش کر دیا۔

۱۵۲) اللہ کے اولاد ہونا سے بڑا جھوٹ | سب سے بڑا جھوٹ اور من گھرت بات ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ اگر نوح یا اللہ کے اولاد ہو تو اس کی بیوی بھی ہوتی چاہیے، اور پھر اللہ کے ماں باپ بھی ہونے چاہئیں۔

۱۵۳) کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹیاں پسند کی ہیں؟ تم فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو۔ تم اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیاں پسند کر لیں؟

۱۵۴) یہ کیسی بے ٹی بات ہے؟ | اللہ کے لئے اولاد ہونا اور پھر فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسے علم لگاتے ہو؟ کیسی بے ٹی باتیں کرتے ہو؟

۱۵۵) کیا تمہیں ہوش نہیں آتا؟ | کیا تم کو ہوش نہیں آتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس قسم کی احصاء نہ باتیں کرنا، ہوش جو اس میں تو یہ باتیں ہونیں سکتیں۔

۱۵۶) کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے؟ | تمہاری ان باتوں کے لئے کیا تمہارے پاس کوئی سناوا دلیل ہے؟ سولے اس کے کہ تم نے اپنے جی سے ایک بات گڑھی اور اس کو اپنا عقیدہ بنا کر پیش کر دیا۔

۱۵۷) اگر سچے ہو تو دلیل لاؤ | کسی بات کے لئے دو ہی بنیادیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو مشاہدہ کہ آدمی نے آنکھوں سے ایک بات دیکھی ہو۔ یا پھر اس کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہو جس میں یہ بات لکھی ہو۔

اگر تمہارے پاس کوئی کتاب الہی ہے تو لاؤ وہ پیش کرو جس سے معلوم ہو کہ اللہ تم نے خود ہی یہ فرمایا ہے کہ فرشتے میری بیٹیاں ہیں۔ اگر نہ خود دیکھا ہے تو نہ کتاب الہی ہے تو کس بنیاد پر یہ دینی عقیدہ قائم کر لیا گیا ہے اور ایسی مضحکہ خیز باتیں اللہ کی طرف کس طرح منسوب کر دی گئی ہیں۔



وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسْبًا وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجَنَّةُ

وَجَعَلُوا	بَيْنَهُ	وَبَيْنَ	الْجَنَّةِ	نَسْبًا	وَلَقَدْ	عَلِمْتِ	الْجَنَّةُ
اور انھوں نے	اس کے	اور درمیان	جنات	ایک رشتہ	اور تحقیق	جان	جنات
اور انھوں نے اس کے	اور جنات کے	درمیان	ایک رشتہ	ٹھہرایا	اور تحقیق	جان	جانے کے

إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿۱۵۹﴾

إِنَّهُمْ	لَمُحْضَرُونَ	سُبْحٰنَ	اللّٰهِ	عَمَّا	يُصِفُونَ
بے شک	ہام کے	پاک ہے	اللہ	اس	وہ بیان
بے شک (مذہب میں)	حاضر (گنہگار) کے	پاک ہے	اللہ	اس	وہ بیان کرتے ہیں

بے شک (مذہب میں) حاضر (گنہگار) کے جائیں گے۔ اللہ اس سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

﴿۱۵۸﴾ اور شرکوں نے اللہ اور جنات میں دختروں کو پسر پر نسبت ثابت کیا کہ وہ ان کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

اور حال یہ ہے کہ خود جنات بھی یہ بات جانتے ہیں کہ جو لوگ ایسا کلمہ کہتے ہیں وہ دوزخ میں جلائے جائیں گے۔

﴿۱۵۸﴾ وَجَعَلُوا أَى الْمُشْرِكُونَ  
بَيْنَهُ تَعَالَى وَبَيْنَ  
الْجَنَّةِ أَى الْمَلَائِكَةِ  
إِلٰحَتًا نَهَمُ عَنِ الْأَبْصَارِ نَسْبًا  
يَقُولُ لَهُمْ أَنَّهُمَا بَنَاتُ اللَّهِ وَلَقَدْ  
عَلِمْتِ الْجَنَّةُ إِنَّهُمْ أَى  
فَاعِلِي ذٰلِكَ لَمُحْضَرُونَ ﴿۱۵۸﴾  
الْمَارِ يُعَذِّبُونَ فِيهَا

﴿۱۵۹﴾ اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے لئے بیان کرتے ہیں اولاد کا ہونا۔

﴿۱۵۹﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ تَعَالَى عَمَّا  
يُصِفُونَ ﴿۱۵۹﴾ بِأَنَّ لِلّٰهِ وَلَدًا

### تشریح

﴿۱۵۸﴾ اللہ کے ساتھ نسبی رشتہ پوشیدہ مخلوق جو نظر نہیں آتی خواہ وہ جنات ہوں یا فرشتے ان کا اللہ کے ساتھ نسبی رشتہ قائم کر رکھا ہے حالانکہ اس پوشیدہ مخلوق کو بھی معلوم ہے کہ انھیں بھی اللہ کے سامنے بندوں کی طرح پیش ہونا ہے۔ اور اگر مجرم ہوں تو مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں گے۔ اور جنات دونوں طرح کے ہیں نیک بھی اور بد بھی۔ اور وہ بھی انسانوں کی طرح اللہ کے سامنے جواب دہ ہیں کیونکہ انسانوں کی طرح جنات کو ایک محدود دائرہ میں عمل کا اختیار ہے تو ان جنات کو بھی اور ان انسانوں کو بھی جنھوں نے اللہ کے ساتھ اس پوشیدہ مخلوق جنات یا فرشتوں کا نسبی رشتہ قائم کر رکھا ہے انھیں بھی اللہ کے سامنے جواب دہی کے لئے مجرموں کی طرح پیش ہونا ہے۔

﴿۱۵۹﴾ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے جو اس کی نظر منسوب کی جاتی ہیں پاک ہے نہ اس کے اولاد نہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں نہ جنات کے ساتھ یا کسی پوشیدہ مخلوق کے ساتھ اس کا نسبی تعلق ہے۔ اس کی شان یکتا اور بے مثال ہے۔

## إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿۱۴۰﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا

إِلَّا	عِبَادَ اللَّهِ	الْمُخْلِصِينَ	فَإِنَّكُمْ	وَمَا
مگر	اللہ کے بندے	خالص کئے ہوئے (چنے ہوئے)	تو بے شک تم	اور جو
سوائے اللہ کے چنے ہوئے بندے تو بے شک تم اور وہ جن کی				

## تَعْبُدُونَ ﴿۱۴۱﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿۱۴۲﴾

تَعْبُدُونَ	مَا + أَنْتُمْ	عَلَيْهِ	بِفَاتِنِينَ
تم پرستش کرتے ہو	نہیں ہو تم	اس کے خلاف	بہکانے والے
تم پرستش کرتے ہو وہ اس کے (اللہ کے) خلاف (کسی کو) نہیں بہکا سکتے۔			

﴿۱۴۰﴾ مگر اللہ کے خالص بندے ایمان والے اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اس صفت سے جس کو مشرکین ثابت کرتے ہیں

﴿۱۴۰﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ  
أَيُّ الْمُسَوِّمِينَ اسْتَعْتَاءُ  
مُنْقَطِعٌ أَيْ فَنَاشَهُمْ يَتَزَهُونَ  
اللَّهُ عَمَّا يَصِفُهُ هَلْ كَلَاءُ

﴿۱۴۱﴾ سو بالضرور تم اور تمہارے معبود یعنی بت،

﴿۱۴۱﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ  
مِنَ الْأَصْنَامِ

﴿۱۴۲﴾ کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔

﴿۱۴۲﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ أَيْ  
عَلَى مَعْبُودِكُمْ وَعَلَيْهِ  
مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهِ بِفَاتِنِينَ  
أَيْ أَحَدًا

اور جنوں کی عبادت ان سے نہیں کر سکتے۔

### تشریح

﴿۱۴۰﴾ سب کو اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے | سب کو اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا ہے سوائے ان مخلص بندوں کے جو اللہ کے چنے ہوئے ہیں اس پر ایمان لائے ہیں اس کو اپنا رب مان کر اس کی عظمت اور کبریائی کے قائل ہیں۔ وہاں کسی کا رشتہ ناٹھ نہیں ہے صرف بندگی اور اخلاص کی پوچھ ہے۔

﴿۱۴۱﴾ تم اور تمہارے معبود | تم ہو یا تمہارے وہ معبود جن کو تم اپنے خیال میں سمجھتے ہو کہ وہ کچھ اختیارات رکھتے ہیں اور اچھا برا کچھ کر سکتے ہیں وہ سب مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

﴿۱۴۲﴾ گمراہی کسی کے اختیار میں نہیں ہے | کسی کو گمراہ کرنا نہ تمہارے اختیار میں ہے نہ تمہارے ان جھوٹے معبودوں شیطانوں کے اختیار میں ہے تم سب مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ تمہارا اور تمہارے معبودوں کا کوئی اختیار ہی نہیں ہے

الْأَمِنَ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝۳۳ وَمَا آ إِلَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ۝۳۴

الْأَمِنَ	مَنْ هُوَ	صَالِ	الْجَحِيمِ	وَمَا	آ إِلَهُ	مَقَامٌ	مَعْلُومٌ
سولے	جو وہ	جانے والا	جہنم	اور نہیں	ہم سے	مقام کے لئے	ایک معین درجہ

اس کے سوا جو جہنم میں جانے والا ہے اور (فرشتوں کہا) ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے بلکہ ہم سے ہے

وَأِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ ۝۳۵ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝۳۶

وَأِنَّا	لَنَحْنُ	الصَّافُونَ	وَإِنَّا	لَنَحْنُ	الْمُسَبِّحُونَ
اور بیشک ہم	البتہ ہم	صاف بستہ ہونے والے	اور بیشک ہم	البتہ ہم	سبح کرنے والے

اور بیشک ہم ہی صاف بستہ رہنے والے ہیں اور بیشک ہم ہی سبح کرنے والے ہیں۔

۱۳۳) الْآمِنُ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ۝

فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ جِبْرِيلُ

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۳۴) وَمَا آ إِلَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ۝

فِي

السَّمَوَاتِ يَعْبُدُ اللَّهَ سُبْحَانَ

وَتَعَالَى فِيهِ لَا يَتَجَاوَزُهُ

۱۳۵) وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ ۝

أَفْئِدًا مَتَّافِي الصَّلَاةِ

۱۳۶) وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ۝

الَّذِينَ هُوَ

اللَّهُ عَمَّا لَا يَلْفِئُ بِهِ

۱۳۷) نَفْسٍ فِي بَيْتٍ كَمَا جَسَّ كَيْفَاتِ آتَى بِي

۱۳۸) تَمَّ سَبَلُ كَرْسِي كَاتُوكُمْ بَكَارِئِهِمْ سَكْتَهُ

۱۳۹) اس کے تمہارا اور تمہارا جوڑے موجود کوئی اختیار ہی نہیں ہے ہاں گراہی

۱۴۰) ہوگا جو اپنے غلط کاموں کی وجہ نکالت میں مبتلا ہو گیا اور اللہ کی مشیت ہی ہو کہ جو خود گراہ ہونا چاہے اسے گراہی سے نہ بچا جائے اور وہ

۱۴۱) دوزخ کی جگہ کوئی ہونی آگ میں جھلنے والا ہو۔

۱۴۲) فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا مقربہ مقام ہے جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اپنے بارے میں یہ کہتے

۱۴۳) ہیں کہ ہم میں سے ہر فرشتے کی ایک حد مقرر ہے وہ اپنی حد اور اپنے مقام سے ذرا سا آگے نہیں بڑھ سکتا۔

۱۴۴) ہم اللہ کے سامنے صاف بستہ کھڑے رہتے ہیں ہم اللہ کے سامنے غلاموں کی طرح حکم سننے کے لئے صاف بستہ کھڑے رہتے ہیں جال نہیں

۱۴۵) کھڑا بھی اور ہر آدمی ہر جگہ جائیں بس دھیان رکھتا ہے کہ جیسے ہی حکم ہو ہم اس کی تعمیل کریں۔

۱۴۶) ہم اللہ کی سبح کرنے والے ہیں ہم ہر وقت اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اس کی سبح و تقدیس کرتے رہتے ہیں اس کے حکم کے

۱۳۳) مگر انہیں سے جن کے لئے علم الہی میں دوزخ میں جانا

۱۳۴) مقرر ہو چکا۔ جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۳۵) فرمایا کہ

۱۳۶) ہمارے فرشتوں کی جماعت میں ہر ایک کے واسطے ایک

۱۳۷) مقام معین ہے آسمانوں میں کہ وہ وہاں عبادت الہی کرتا

۱۳۸) ہے اس سے متجاوز نہیں ہوتا۔

۱۳۹) اور بے شبہ ہم اپنے قدم برابر کرتے ہیں نماز میں یعنی صاف

۱۴۰) باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

۱۴۱) اور بیشک ہم پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی اس چیز سے جو اس

۱۴۲) کی شان کے لائق نہیں۔

۱۴۳) تشریح

۱۴۴) اس کے تمہارا اور تمہارا جوڑے موجود کوئی اختیار ہی نہیں ہے ہاں گراہی

۱۴۵) ہوگا جو اپنے غلط کاموں کی وجہ نکالت میں مبتلا ہو گیا اور اللہ کی مشیت ہی ہو کہ جو خود گراہ ہونا چاہے اسے گراہی سے نہ بچا جائے اور وہ

۱۴۶) دوزخ کی جگہ کوئی ہونی آگ میں جھلنے والا ہو۔

۱۴۷) فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا مقربہ مقام ہے جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اپنے بارے میں یہ کہتے

۱۴۸) ہیں کہ ہم میں سے ہر فرشتے کی ایک حد مقرر ہے وہ اپنی حد اور اپنے مقام سے ذرا سا آگے نہیں بڑھ سکتا۔

۱۴۹) ہم اللہ کے سامنے صاف بستہ کھڑے رہتے ہیں ہم اللہ کے سامنے غلاموں کی طرح حکم سننے کے لئے صاف بستہ کھڑے رہتے ہیں جال نہیں

۱۵۰) کھڑا بھی اور ہر آدمی ہر جگہ جائیں بس دھیان رکھتا ہے کہ جیسے ہی حکم ہو ہم اس کی تعمیل کریں۔

۱۵۱) ہم اللہ کی سبح کرنے والے ہیں ہم ہر وقت اللہ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اس کی سبح و تقدیس کرتے رہتے ہیں اس کے حکم کے

۱۵۲) منتظر اور اس کی شان میں قیدے پڑھتے رہتے ہیں۔

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ۙ ﴿١٧٦﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنْ

وَإِنْ	كَانُوا	لَيَقُولُونَ	لَوْ + أَنْ	عِنْدَنَا	ذِكْرًا	مِّنْ
اور بیشک	وہ کہا کرتے تھے	اگر ہوتی	ہمارے پاس	کوئی نصیحت	سے	

اور بے شک وہ کہا کرتے تھے، اگر ہمارے پاس ہوتی پہلے لوگوں کی کوئی

الْأُولَئِينَ ۙ ﴿١٧٧﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٧٩﴾

الْأُولَئِينَ	لَكُنَّا	عِبَادَ + اللَّهِ	الْمُخْلَصِينَ
پہلے لوگ	مزدورم ہوتے	اللہ کے بندے	خاص کئے (منتخب)

(کتاب) نصیحت تو ہم مزدور اللہ کے منتخب بندوں میں سے ہوتے۔

﴿١٧٦﴾ اور بے شک کفار کو کہتے تھے

﴿١٧٦﴾ وَإِنْ مُخْتَفَةً مِّنَ الثَّقِيَلِ  
كَانُوا أَمْ كُفَّارًا مَّا لَيَقُولُونَ ۙ

﴿١٧٨﴾ کہ اگر ہمارے پاس کوئی کتاب ہوتی پہلی امتوں کی کتابوں میں۔

﴿١٧٨﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنْ  
مِّنَ الْأُولَئِينَ ۙ أَمْ مِّنْ كُتُبِ

﴿١٧٩﴾ تو ہم خالص اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے۔

الَّذِينَ كُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۙ

الْمُخْلَصِينَ

﴿١٧٩﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۙ  
الْعِبَادَةِ لَهُ

### تشریح

﴿١٧٦﴾ اہل مکہ سے خطاب | فرشتوں کے کلام کے بعد اہل مکہ سے خطاب ہے اور ان کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ پیغمبر آرازمیں حضرت محمد رسول اللہ کی تشریف آوری سے پہلے اور قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے وہ کیا کیا کرتے تھے۔

﴿١٧٨﴾ وہ کتاب جو پہلی قوموں کو ملی تھی اور قرآن مجید کے نکلنے سے پہلے وہ کیا کیا کرتے تھے کہ پہلی امتوں کو جو کتاب ملی اور جو رسول ان کے پاس آئے اگر وہ ہمارے پاس آئے ہوتے اور وہ کتاب اگر ہمارے پاس ہوتی تو آج ان نبیوں کی جو حالت ہے وہ ہماری نہ ہوتی۔

﴿١٧٩﴾ ہم اللہ کے چیدہ بندے ہوتے | ہم ان کتابوں پر عمل کرتے ان رسولوں کی بات مان کر اللہ کے نہایت چیدہ اور مخلص بندے ہوتے ان کی ان باتوں کا ذکر سورہ انفام کی آیت ۵۵ اور سورہ فاطر کی آیت ۲۲ میں بھی یہ بیان آچکا ہے کہ لوگ بڑے زور شور سے دعوے کرتے تھے کہ کاش ہمارے پاس ایسے رسول آتے اور ہمارے پاس وہ کتابیں ہوتیں تو ہم اس پر عمل کر کے دکھاتے اور یہ اخلاقی بگاڑ جو یہود و نصاریٰ میں ہے یا اور انبیاء کی امتوں میں ہے وہ ہم میں نہ ہوتا۔ وہ انبیاء کے نام تو سنتے تھے مگر ان کی تعلیمات سے باخبر نہ تھے۔ مثلاً ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے آپ کو دین ابراہیم پر کہتے تھے مگر دین کی اصل تعلیم توحید سے غافل تھے اور شرک میں مبتلا تھے۔

فَكَفَرُوا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

فَكَفَرُوا بِهٖ	فَسَوْفَ	يَعْلَمُونَ	وَلَقَدْ + سَبَقَتْ	كَلِمَتُنَا
پھر انھوں نے انکار کیا اس کا	تو عنقریب	وہ جانیں گے	اور پہلے صادر ہو چکا ہے	ہمارا وعدہ

پھر انھوں نے اس کا انکار کیا تو وہ عنقریب (اس کا انجام) جانیں گے۔ اور ہمارا وعدہ اپنے بندوں پر

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۴۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُتَصَوِّرُونَ ﴿۱۴۲﴾

لِعِبَادِنَا	الْمُرْسَلِينَ	اِنَّهُمْ	لَهُمُ	الْمُتَصَوِّرُونَ
اپنے بندوں کے لئے	رسولوں	بے شک وہ	البتہ وہی	فتح مند

(یعنی) رسولوں کے لئے پہلے (ہی) صادر ہو چکا ہے بے شک وہی فتح مند ہوں گے۔

﴿۱۴۰﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس وہ منکر ہوئے اس کتاب کے جو ان کے پاس آئی یعنی قرآن جو اشرف واعلیٰ ہے ان کتابوں سے  
موتزدیک ہے کہ وہ اپنے کفر کا انجام جان لیں گے۔

﴿۱۴۱﴾ اور بے شک ہمارا وعدہ نصر اور فتح کا ہو چکا ہمارے بندوں سے جو پیغمبر ہیں۔ وہ کلمہ فتح کا یہ ہے  
لَا غَلْبَةَ لَنَا وَلَا غَلْبَةَ اَنْتَا وَرُسُلِنَا۔ یا وہ کلمہ یہ اگلی آیت ہے یعنی

﴿۱۴۲﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُتَصَوِّرُونَ الخ کہ بیشک ہمارے پیغمبر فتح دے گئے اور ظہر دے گئے ہیں۔

﴿۱۴۰﴾ قَالَ تَعَالَى فَكَفَرُوا بِهٖ  
اٰنِ يٰۤاَلْكِتٰبِ التَّذٰى جَآءَهُمْ  
وَهُوَ الْقُرْآنُ الْاَشْرَفُ مِنْ  
بَدَّلَ الْكِتٰبِ فَسَوْفَ  
يَعْلَمُوْنَ ۝ عَاقِبَةُ كُفْرِهِمْ  
﴿۱۴۱﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا بِالْاَنْصُرِ  
لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝  
وَهِيَ لَا غَلْبَةَ لَنَا وَاَوْ  
رُسُلِنَا اَوْ  
هِيَ وَاَوْ لَنَا

﴿۱۴۲﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمُتَصَوِّرُونَ ۝

### تشریح

﴿۱۴۰﴾ جب وہ پیغمبر آئے تو ان کا انکار کرنے لگے | لیکن جب وہ پیغمبر آئے جو برحق ہیں اور جن کی سچائی اور صداقت اچھی طرح معلوم ہے اور ان پر وہ کتاب نازل ہوئی جو سراسر ہدایت ہے تو سارے کے سارے وعدے وعید اور ساری پچھلی باتیں اور آگے بڑھ کر ماننے کے بجائے انکار کر بیٹھے۔ اب عنقریب انہیں اپنی اس روش کا نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

﴿۱۴۱﴾ علم الہی کا فیصلہ | علم الہی میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کی اور اپنے پیغمبروں کی مدد کرے گا۔

پیغمبروں کی مدد کی جائے گی | اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی مدد فرمائیں گے حالات بظاہر چاہے کیسے بھی ہوں لیکن نتیجہ بہر حال انہی کے حق میں ہوگا۔

وَإِن جُنَدْنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۴۲﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ

وَإِن	جُنَدْنَا	لَهُمُ	الْغَالِبُونَ	فَتَوَلَّ	عَنْهُمْ	حَتَّىٰ
اور بے شک	ہمارا لشکر	البتہ وہی	غالب (جمع)	پس اعراض کریں	ان سے	تک

اور بے شک البتہ ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ پس ایک وقت تک (تھوڑا عرصہ) ان سے اعراض

حِينَ ﴿۱۴۳﴾ وَأَبْصُرُهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۴۴﴾ أَفَبِعَذَابِنَا

حِينَ	وَأَبْصُرُهُمْ	فَسَوْفَ	يُبْصِرُونَ	أَفَبِعَذَابِنَا
ایک وقت	اور انہیں دیکھتے رہیں	پس عنقریب	وہ دیکھ لیں گے	تو کیا ہمارے عذاب کے لئے

کریں، اور انہیں دیکھتے رہیں پس عنقریب وہ (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔ تو کیا وہ ہمارے عذاب کے لئے

يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۴۵﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ

يَسْتَعْجِلُونَ	فَإِذَا	نَزَلَ	بِسَاحَتِهِمْ	فَسَاءَ
وہ جلدی کر رہے ہیں	تو جب	وہ نازل ہوگا	ان کے میدان میں	تو بُری

جلدی کر رہے ہیں؟ تو جب وہ ان کے میدان میں نازل ہوگا تو ان کی

صَبَاحُ الْمُنْذِرِينَ ﴿۱۴۶﴾

صَبَاحُ	الْمُنْذِرِينَ
صبح	جن کو ڈرایا جا چکا ہے۔
صبح بری ہوگا، جنہیں ڈرایا جا چکا ہے۔	

﴿۱۴۲﴾ اور ہمارا لشکر یعنی اہل ایمان ہی غالب رہیں گے کافروں پر ساتھ دلیل اور غلبہ کے دنیا میں۔ اور اگر کسی کو دنیا میں غلبہ نہ ہوگا تو آخرت میں یہ وعدہ اس کے لئے پورا ہوگا۔

﴿۱۴۳﴾ پس اعراض کر تو کفار مکہ سے اس وقت تک کہ تم کو ان سے لڑنے کا حکم ہو۔

﴿۱۴۴﴾ اور ان کی حالت دیکھ جب کہ ان پر عذاب آوے۔

﴿۱۴۲﴾ وَإِن جُنَدْنَا أَيْ الْمُؤْمِنِينَ لَهُمُ الْغَالِبُونَ ○ الْكُفَّارُ بِالْحُجَّةِ وَالنُّصْرَةَ عَلَيْهِمْ فِي الدُّنْيَا وَإِن لَّكَ يَنْتَصِرُ بَعْضٌ مِنْهُمْ فِي الدُّنْيَا فِى الْآخِرَةِ۔

﴿۱۴۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ أَعْرَضَ عَنْ كُفَّارِ مَكَّةَ حَتَّىٰ حِينَ ○ لَشَوْمَرَ فِيهِ يَقْتُلُهُمْ

﴿۱۴۴﴾ وَأَبْصُرُهُمْ إِذَا نَزَلَ بِهِمُ الْعَذَابُ

سو نزدیک ہے کہ وہ اپنے کفر کے انجام کو دیکھیں گے  
اس پر کفار نے ازراہ تمسخر کہا کہ عذاب کب آوے گا  
اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا تمہارا  
کیا پس کفار ہارنے عذاب کے آنے میں جلدی کرتے ہیں۔ (۱۴۶)  
سو جس وقت عذاب الہی ان پر آ پڑے گا (۱۴۷)

بُری ہوگی ان کی صبح۔

فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ○ عَاقِبَةَ  
كُفْرِهِمْ. فَقَالُوا اِسْتَهْزِاؤُ مَتَى تَكُوْنُ  
هٰذَا الْعَذَابُ قَالَ تَعَالَى عِنْدَ يَدِ الْهَمِّ  
اَفْبَعَدُ اِبْنَا سْتَعْجِلُوْنَ ○ (۱۴۶)  
فَاذْكُرْ لِكُلِّ نَفْسٍ مِّنْهُمْ قَوْلَ الْفَرَا  
اَلْعَرَبِ لِكُلِّ نَفْسٍ مِّنْهُمْ قَوْلَ الْفَرَا  
فَسَاءَ بِنَسْ صَبَا حَصْبَا  
اَلْمُنْذَرِيْنَ ○ وَفِيْهِ اِسْمَةٌ  
الظَّاهِرُ مَقَامُ الْمُنْصَرِّ

### تشریح

(۱۴۶) ہمارا شکر ہی غالب ہوگا | ہمارا شکر یعنی وہ مومن بندے جو ہم پر ایمان لائے ہیں اور جو ہمارے دین کے لئے قربانیاں دے رہے ہیں وہی غالب ہوں گے۔ ضروری نہیں کہ یہ غلبہ سیاسی ہو لیکن فکری اور نظریاتی طور پر اور اخلاقی اعتبار سے پیغمبروں کا طریقہ ہی غالب آئے گا اس لئے کہ ان کی دعوت فطرت کے مطابق ہے۔ اور انسانی فطرت اسی چیز کو قبول کرتی ہے جو اس کے مطابق ہو۔ اس لئے اخلاقی اور فکری غلبہ بہر حال اللہ کے دین کو ہی حاصل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو سیاسی غلبہ بھی حاصل ہو کر تکمیل غلبہ حاصل ہو جائے گا۔  
جو پچائیاں اللہ کے پیغمبر پیش کرتے رہے ہیں وہ پہلے بھی اٹل تھیں اور آج بھی اٹل ہیں اور آئندہ بھی وہ اسی طرح اٹل رہیں گی۔

(۱۴۷) چند روز ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے | اے نبی آپ ان کو کچھ مدت تک ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ ابھی انہیں کچھ نہ کہیں یہ جو چاہیں کرتے رہیں ان سے کوئی تعارض نہ کریں۔

(۱۴۸) آپ دیکھتے رہیں یہ بھی دیکھ لیں گے | آپ دیکھتے رہیں کہ کیا ہوتا ہے اور عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے۔  
قرآن کی پیشین گوئی حروف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ ان آیتوں کو نازل ہوئے بمشکل چودہ پندرہ سال گزرے تھے کہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور اس کے چند سال کے بعد اسلام نہ صرف عرب میں بلکہ روم اور ایران کی عظیم ان سلطنتوں میں بھی غالب آتا چلا گیا۔

(۱۴۹) عذاب میں جلدی کا مطالبہ | اِسْتَعْجِلُوْنَ (پس وہ عنقریب دیکھ لیں گے۔ یہ سن کر سمجھیں ہوں گے کہ عذاب کی پیشین گوئی کی جا رہی ہے اور کہا ہوگا کہ پھر دیر کا ہے کی ہے جلدی سے ہمارا انجام ہمیں دکھا دو۔ ارشاد ہوا کہ عذاب کے لئے جلدی چھا رہے ہو۔

(۱۵۰) جب عذاب ان کے صحن میں اترے گا تو ان کے لئے بہت برا دن ہوگا | آج تو عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں کہ دکھا دو ہمارا کیا انجام ہوگا؟ مگر نہیں جانتے کہ جب عذاب ان کے صحن میں اترے گا تو جن کو تنبیہ کی جا چکی ہے ان کے لئے وہ بہت برا دن ہوگا۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۷۸﴾ وَأَبْصُرُ فَسَوِّفَ

وَتَوَلَّ	عَنْهُمْ	حَتَّىٰ	حِينٍ	وَ	أَبْصُرُ	فَسَوِّفَ
اور اعراض کریں	ان سے	تک	ایک مدت	اور دیکھتے رہیں	پس منقریب	
اور ایک مدت تک (تھوڑا عرصہ) ان سے اعراض کریں، اور دیکھتے رہیں پس منقریب وہ						

يُبْصِرُونَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

يُبْصِرُونَ	سُبْحَانَ	رَبِّكَ	رَبِّ الْعِزَّةِ	عَمَّا
وہ دیکھ لیں گے	پاک ہے	تمہارا رب	عزت والا رب	اس سب سے
(اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔ پاک ہے تمہارا رب عزت والا رب اس سے جو				

يَصِفُونَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸۱﴾ وَ

يَصِفُونَ	وَسَلَامٌ	عَلَى	الْمُرْسَلِينَ	وَ
وہ بیان کرتے ہیں	اور سلام	پر	رسولوں	اور
وہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر اور تمام				

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۸۲﴾

الْحَمْدُ	لِلَّهِ	رَبِّ	الْعَالَمِينَ
تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	رب	تمام جہانوں کا
تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے			

﴿۱۷۸﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۷۸﴾

﴿۱۷۹﴾ وَأَبْصُرُ فَسَوِّفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۷۹﴾

كَثُرَ تَاكِيدًا لِتَهْدِيْدِهِمْ  
وَقَسْبِيَّةً لَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ

﴿۱۸۰﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ

الْعِزَّةِ الْعَلِيَّةِ عَمَّا

يَصِفُونَ ﴿۱۸۰﴾ يَا تِلْكَ وَوَلَدًا

﴿۱۸۱﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸۱﴾

﴿۱۷۸﴾ اور تو ان سے منہ پھیر ایک وقت

﴿۱۷۹﴾ اور دیکھ سو نزدیک ہے کہ وہ بھی دیکھیں گے۔

اس آیت کو مکر فرمایا تاکید اور تہدید کے لئے اور  
اس میں تسلی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

﴿۱۸۰﴾ پاک ہے تیرا رب غلبہ اور عزت والا اس صفت سے

جو کفار ثابت کرتے ہیں کہ اس کی اولاد ہے۔

﴿۱۸۱﴾ اور سلام ہے پیغمبروں پر جو اللہ کی توحید اور احکام شریعت



پہنچانے والے ہیں۔

الْمُبَلِّغِينَ عَنِ اللَّهِ التَّوْحِيدَ وَ  
الشَّرَائِعَ

(۱۸۲) اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کہ پیغمبروں کو غلبہ دیا اور  
کافرین تباہ ہوئے۔

(۱۸۲) وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○  
عَلَىٰ نَصْرِهِمْ وَهَلَاكَ الْكَافِرِينَ

### تشریح

(۱۷۸) پس کچھ مدت کو ان کی حالت پر چھوڑ دو | زیادہ دیر کی بات نہیں ہے کچھ مدت کے لئے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔

(۱۷۹) دیکھتے رہو بھی دیکھ لیں گے | تم بھی دیکھتے رہو عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔ دنیا کا عذاب بھی ان کے سامنے آئے گا اور  
آخرت میں جو ہونا ہے وہ بھی دیکھ لیں گے۔

(۱۸۰) آپ کا رب ہر عیب سے پاک ہے | سورت کے خاتمے پر ان تمام مضامین کا خلاصہ کر دیا جو سورت میں بیان ہوئے تھے ارشاد  
ہوا کہ اللہ کی ذات تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے اور تمام خوبیاں اور کمالات کی جامع ساری اچائیاں اس کی ذات  
میں جمع ہیں۔ وہ تمام عزتوں کا مالک ہے اس کی شان نہایت اعلیٰ اور بلند ہے۔

(۱۸۱) رسولوں کو اس کا سلام آتا ہے | وہ اپنے رسولوں پر اپنا سلام بھیجتا ہے جو اس کی عظمت اور اس کی عصمت اور  
سالم و منصور ہونے کی دلیل ہے۔

(۱۸۲) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں | تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے سب کا پالنہار اور پروردگار ہے۔  
حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد اور مجلس کے ختم ہونے پر ان آیتوں کا پڑھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے  
لہذا ہم بھی سورۃ کا خاتمہ انہی آیتوں پر کرتے ہیں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارا خاتمہ بھی اس  
محکم عقیدے پر فرمائے (آمین)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ○ وَسَلَامٌ عَلَىٰ

الْمُرْسَلِينَ ○ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○



○ ترتیب نزول ————— ۳۸	○ ترتیب تلاوت ————— ۳۸
○ تعداد رکوعات ————— ۵	○ مکئی / مدنی ————— مکئی
○ تعداد الفاظ ————— ۷۲۸	○ تعداد آیات ————— ۸۸
○ تعداد حروف ————— ۳۱۰۷	

○ سورت کا آغاز لفظ "ص" سے ہوا ہے اور اسی کو سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کے نام مضر علامتی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ سورت کے موضوع یا مضمون سے اس نام کا کوئی تعلق ہو۔

○ سورت کا پس منظر یہ ہے کہ اسلام کی دعوت ایک ایسا شخص لے کر اٹھا تھا جس کی سیر پے در پے اور جس کا کردار انتہائی پاکیزہ تھا۔ تین سال کی خفیہ دعوت کے بعد جب آپ نے کلمہ کھلا دین کی تبلیغ شروع کی تو ایک طرف تو داعی اسلام کی پرشش شخصیت تھی دوسری طرف ان کے حامی اور مددگار ایک انتہائی باوقار اور بردبار شخص حضرت ابوبکر تھے۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو بھی اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور ان کے آتے ہی ایک خاص جوش پیروان اسلام میں پیدا ہو گیا۔

ہردن کوئی نہ کوئی اسلام کے دائرے میں آتا تھا اور لوگ یہ بھی دیکھتے تھے کہ جو شخص اس دین کو قبول کر لیتا ہے اس کی حالت میں انقلاب آجاتا ہے۔

یہ سب دیکھ کر منافقین سخت تشویش محسوس کرتے تھے آخر انھوں نے طے کیا کہ اس معاملے میں ہم محمد کے چچا اور ان کے انتہائی مہیا

اور شہت پناہی کرنے والے ابوطالب سے بات کریں اور کوئی ایسا راستہ نکالا جائے کہ کیش مکش ختم ہو جائے۔ چنانچہ قریش کے تقریباً پچیس سرکردہ لوگ جن میں ابو جہل، ابوسفیان، امیر بن خلف، ماس بن وائل، اسود بن مطلب، عقبہ بن ابی معیط، عقبہ اور خبیہہ وغیرہ شامل تھے۔ ابوطالب کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ تم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ایک منصفانہ بات پر آپ ہماری محمد سے صلح کرادیں تاکہ ہمارا اور ان کا جھگڑا ختم ہو جائے۔

وہ منصفانہ بات یہ ہے کہ ہم اسے اس کے دین پر چھوڑ دیتے ہیں وہ جس معبود کی عبادت کرنا چاہے کرے۔ مگر وہ ہمارے معبودوں کی خدمت نہ کرے اور یہ کوشش نہ کرے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔

ابوطالب نے نبی کو بلایا اور سرداران قریش کی بات آپ کے سامنے رکھی۔ نبی نے جواب میں فرمایا کہ چچا جان، میں تو ان کے سامنے ایسا کڑی پیش کرتا ہوں جسے اگر یہ مان لیں تو عرب و عجم ان کے قدموں کے نیچے آجائے۔

ان لوگوں نے کہا کہ بتاؤ وہ کلمہ کون سا ہے جسے مان کر ہمیں عرب و عجم کی تاجداری مل سکتی ہے؟

آپ نے فرمایا کلمہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"۔

یہ سن کر سب لوگ کھڑے ہو گئے اور مجلس ختم ہو گئی۔ سورت کی ابتدائی آیات میں ان کی اسی بات پر ترجمہ ہے۔ قریش کے ان لوگوں اور نبی م کے درمیان اس گفتگو کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ان لوگوں کے انکار کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اللہ کے دین کی اس دعوت میں کوئی نقص اور کمی ہے یہ کلمہ تو دراصل ایک انقلابی کلمہ ہے جو انسان کے کردار و عمل میں انقلاب برپا کر دیتا ہے اور اس پر یقین کرنے والے کے قلب و نظر کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔

ان کے انکار کی وجہ اپنی برائی اندھی تقلید اور حسد و جلن ہے یہ ان جاہلانہ خیالات پر جمے رہنا چاہتے ہیں جس پر ان کے قریب کے زمانے کے لوگ چلتے رہے ہیں۔ اور جب ایک شخص اس جہالت اور وہم کے پردے کو چاک کر کے ان کے سامنے اصل حقیقت پیش کرتا ہے تو اس کو قبول کرنے سے ان کے غلط جذبات اڑے آجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ آج تم جس شخص کی رہنمائی قبول کرنے سے انکار کر رہے ہو کل کو تمہیں اسی کو ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبروں کا ذکر کر کے یہ سمجھایا ہے کہ اس کے یہاں انسان کا صحیح رویہ ہی قبول کیا جاتا ہے۔ ان تو پیغمبروں میں سے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کا قصہ زیادہ تفصیل سے نقل کیا ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کے انسانوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ ایک اس کے فرماں بردار بندے دوسرے وہ جنہوں نے سرکشی اور بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ عالم آخرت میں ان دونوں کا کیا حال ہوگا۔ آج وہ جن سرداروں کے پیچھے اندھے بن کر چل رہے ہیں کل وہ سردار اپنے پیروؤں سے پہلے جہنم میں پہنچے ہوئے ہونگے اور ان کے پیروکاران کو کوس رہے ہوں گے کہ تم نے ہمیں اس انجام کو پہنچایا ہے۔

سورت کے آخر میں آدم و ابلیس کے واقعہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے یہ بتانا ہے کہ ابلیس نے تکبر کی وجہ سے آدم کے سامنے جھکنے سے انکار کیا تھا اور اللہ نے جو مرتبہ آدم کو دیا تھا اس پر ابلیس نے حسد کیا تھا تمہارا حال بھی آج وہی ہے۔

۸۸ آیاتہا	۲۸ -	سُورَةُ مَكِّيَّةٌ	۲۸ -	رُكُوعَاتُهَا
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط				
اللہ کے نام سے جو مہا پرہیزگارم کرنے والا مہربان ہے۔				
ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۱ بِلِ الذِّیْنَ كَفَرُوا فِي				
ص	وَالْقُرْآنِ	ذِي الذِّكْرِ	بِلِ	الذِّیْنَ كَفَرُوا فِي
صاد	قرآن کی قسم	نصیحت دینے والا	بلکہ	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر) میں
صاد	نصیحت دینے والے قرآن کی قسم! (آپ کی دعوت برحق ہے) بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ			
عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ۲ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ				
عِزَّةٍ	وَشِقَاقٍ	كَمْ	أَهْلَكْنَا	مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ
گمنڈ	اور مخالفت	کتنی ہی	ہم نے ہلاک کر دیں	اس سے قبل سے
گمنڈ اور مخالفت میں ہیں کتنی ہی امتیں ان سے قبل ہم نے ہلاک کر دیں				
قُرْبِ فَنَادُوا وَآوَاتِ حِينَ مَنَاصٍ ۳				
قُرْبِ	فَنَادُوا	وَآوَاتِ	حِينَ	مَنَاصٍ
اُمّتیں	تو وہ فریاد کرنے لگے	اور نہ تھا	وقت	چھٹکارا
تو وہ فریاد کرنے لگے اور اب چھٹکارے کا وقت نہ تھا۔				

سورہ ص مکی ہے اس میں چھیالیس یا اٹھاسی آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

۱ ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۱ قسم ہے قرآن ص ۵۵ پر

اور صاحب شرافت کی۔

بات یہ نہیں جو کفار کہتے ہیں کئی مجبور ہونا۔

سُورَةُ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ

أَوْ ثَمَانٍ وَثَلَاثُونَ آيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ص ۱ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِسْمِ اللّٰهِ بِه

وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ۱ اِی

الْبَيَانِ اَوْ الشَّرْحِ اَوْ جَوَابِ هَذَا

الْقَسْمِ مُحَمَّدٌ اَوْ اَيُّ مَا الْاَمْرُ

كَمَا سَأَلَ كُفَّارُ مَكَّةَ مِنْ تَعَدُّ

الْاِلهَةِ

۲) بلکہ وہ لوگ جو کافر ہوئے مکہ والوں میں سے ایمان سے عکبر کرتے ہیں اور اپنے کفر کے نتیجے میں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اور دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں۔

۲) بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ  
أَهْلِ مَكَّةَ فِي عِزَّةٍ حَبِيَّةٍ  
وَسَكْبٍ وَعَيْنِ الْأَيْمَانِ وَشِقَاقٍ  
خِلَافٍ وَعَدَاوَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳) ہم نے ان سے پہلے بہت سی گزری ہوئی امتوں کو ہلاک کیا  
بوقت اترنے اور پہنچنے عذاب کے  
انہوں نے آواز کی اور فریاد چاہی  
اور وہ وقت نجات کا اور بھاگنے کا نہ تھا  
ان کی فریاد اور شور سے کچھ نفع نہ ہوا۔  
اور ان مکہ والوں کو ان کا حال سن کر کچھ عبرت نہیں  
ہوتی

۳) كَمْ أَى كَثِيرًا أَهْلَكْنَا مِنْ  
قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ أَمْ  
أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَمِ الْهَاضِمَةِ  
فَتَادَوْا حِينَ نُرْزِلُ الْعَذَابَ بِهَيْمٍ  
وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ ۝ أَى كَيْسٍ  
الْحَبِيَّتِ حِينَ قَرَارٍ وَالنَّاعِدِ الْعِدَّةِ  
وَالجُمُكَةِ حَالَ مِنْ فَنَاعِلِ  
نَادُوا أَى اسْتَعَاثُوا وَالْحَالِ أَنْ  
لَا مَهْرَبَ وَلَا مَنجَا وَمَا  
أَعْتَبَرِ بِهِمْ كَقَرْمِكَةِ

### تشریح

۱) قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یہ عمدہ نصیحتوں سے پڑھے | ص۔ حروف مقطعات میں سے ہے اس کی مراد پورے طور پر متعین نہیں  
کی جاسکتی۔ لیکن حضرت ابن عباس اور ضحاک کا قول ہے کہ ص سے مراد "صَادِقٌ فِي قَوْلِهِ" یا "صَدَقَ مُحَمَّدٌ" ہے یعنی محمد  
جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے۔ اردو میں بھی کسی بات کو صحیح قرار دینے کے لئے کہا جاتا ہے کہ میں اس پر صادق کرتا ہوں۔  
یہ قرآن جو عمدہ نصیحتوں سے اور عالی مرتبہ مضامین سے پڑھے باوا بلند شہادت دے رہا ہے کہ اس کا انکار  
کرنے والے اس میں کسی کمی کی وجہ سے اس کے منکر نہیں ہیں۔

۲) قرآن سے انکار کا سبب منکرین کا کبر اور ان کی ضد ہے | قرآن کو زمانے کی وجہ قرآن کی کوئی کمی نہیں ہے کہ اس کی دعوت میں  
یا اس کے اصولوں میں کوئی نقص ہے بلکہ اس سے انکار کی وجہ نہ ملنے والوں کے اپنے اندر ہے اور وہ ہے  
ان کا بے جا تکبر، فضول کی ضد اور بے کار کی نفرت۔

۳) اگر وہ ان باتوں کو دل سے نکالیں تو حق و صداقت کی شاہراہ ان کو صاف نظر آئے گی۔ خود قرآن بھی  
اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کا شاہد ہے کہ حق کو بھگانے کے جتنے طریقے ہیں ان کا حق ادا کر دیا گیا ہے  
تاریخ کی شہادت | دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جن قوموں نے اپنے تکبر اور غرور کی وجہ  
سے حق کا مقابلہ کیا ہے اور اللہ کے نبیوں کے سامنے ضد اور ہٹ دکھائی ہے تو وہ ہلاک  
ہو چکیں۔ ایسی قوموں پر جب عذاب کا وقت آیا تو وہ چیخ اٹھے۔ مگر عذاب کا فیصلہ اس وقت  
ہوتا ہے جب کوئی مہلت باقی نہیں رہتی اور پھر نپکنے کا وقت نہیں ہوتا۔

وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُونَ

وَعَجِبُوا	أَنْ	جَاءَهُمْ	مُنْذِرٌ	مِّنْهُمْ	وَقَالَ	الْكٰفِرُونَ
اور انہوں نے تعجب کیا	کہ	ان کے پاس آیا	ایک ڈرانے والا	ان میں سے	اور کہا	(جمع) کافر

اور انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان میں سے ایک ڈرانے والا آیا۔ اور کافروں نے کہا

هٰذَا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۝۴۰ اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْهٰٓءَا

هٰذَا	سِحْرٌ	كَذٰبٌ	اَجْعَلِ	الْاِلٰهَةَ	الْهٰٓءَا
یہ	جادوگر	جھوٹا	کیا اس نے بنا دیا	(جمع) معبود	معبود

یہ جادوگر جھوٹا ہے۔ کیا اس نے سارے معبودوں کو بنا دیا ہے ایک

وَاحِدًا ۝۴۱ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ۝۴۲

وَاحِدًا	اِنَّ	هٰذَا	لَشَيْءٌ	عَجَابٌ
ایک	بے شک	یہ	ایک شے (بات)	بڑی عجیب

معبود بے شک یہ تو ایک بڑی عجیب بات ہے۔

۴۰ اور ان کو تعجب ہوا اس سے کہ ان کے پاس ہیخبر ڈرانے والا اور احکام الہی سنانے والا انہیں میں سے آیا مراد اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ جو ان کو آگ سے ڈراتے ہیں جو پیش آنے والی ہے بعد حشر و نشر کے۔ اور اہل کفر کہتے ہیں یہ جادوگر ہے جھوٹا۔

۴۱ کیا اس نے تمام معبودوں کا ایک بنا دیا جیسا کہ یہ کہتا ہے کہ کہو لا الہ الا اللہ، یعنی نہیں ہے کوئی معبود بجز خدا نے برحق کے۔ حاصل یہ کہ تمام مخلوق کے لئے ایک معبود کیوں کر کافی ہو سکتا ہے بے شبہ یہ ایک عجیب امر ہے۔

۴۰ وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ  
رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِهِمْ يُنذِرُهُمْ بِحُكْمِ اللَّهِ  
بِالشَّارِعِ الَّذِي نَزَّلْنَا بِهٖ عَلَى النَّبِيِّ  
مِن لَّدُنَّا وَهُوَ الشَّيْءُ الَّذِي صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَاسْتَمَّ وَقَالَ الْكٰفِرُونَ  
فِيهِ وَضَعُ الظَّاهِرِ مَوْضِعَ الْمُنْذِرِ

هٰذَا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۝۴۰

۴۱ اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْهٰٓءَا  
حَيْثُ قَالَ لَهُمْ قَوْلُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ  
اَيْ كَيْفَ يَسِعُ الْخَلْقُ كُلَّهُمْ اِلٰهًا وَّاحِدًا  
اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ۝۴۲

عَجِيْبٌ

تشریح

۴۰ نبوت محمدی پر اعتراض | اللہ تعالیٰ رسولوں کو انسانوں کی ہدایت اور ان کی رہنمائی کے لئے مقرر فرماتے ہیں۔ وہ لوگوں کا اصلاح کرتے ہیں اور ان کو اللہ کے بتائے ہوئے صحیح سیدھے راستے پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کے لئے ان تعالیٰ ان کو خاص علم عطا فرماتے ہیں کیوں کہ ان کی ذمہ داری لوگوں کی ہدایت ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا ان ہونا ضروری ہے کیوں کہ انسان ہی انسانوں کے جذبات کو محسوس کر سکتا ہے۔ اس لئے انسان ہونا رسول کا کمال ہوتا ہے۔

اگر وہ انسان اجنبی ہو، جانا پہچانا نہ ہو، اس کی زندگی کے حالات کا کچھ آنا پتہ نہ ہو تو اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اس لئے رسول انسان بھی ہوتا ہے اور جس قوم میں اس کو بھیجا جاتا ہے اسی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے تاکہ وہ اس کو اچھی طرح جانے پہچانے اور اس پر اعتماد کرے۔

حضرت محمد کو بھلانے والوں کو اس پر تعجب ہے کہ ایک بھانے بھانے والا۔۔۔ خبردار کرنے والا ان ہی میں سے کھڑا ہو گیا اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

بھلانے والوں کو دوسری حیرت اٹھتا ہے کہ جو شخص ان کو نبی مان لیتا ہے اور ان کی صداقت پر ایمان لے آتا ہے اس پر گویا ایک جادو سا ہوجاتا ہے کہ وہ سب کچھ سنے کے لئے، قربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہے مگر دامن محمدی کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتا۔ یہ کیا جادو ہے جو سننے والوں کے سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ اس لئے وہ بے تحاشے کہہ کر یہ سنا کر ہے جھوٹا ہے۔ ہم ہی میں کا ایک آدمی نبی بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کے دعوائے نبوت کو جانچنے پر کھتے اور دیکھتے کہ یہ شخص جس نے تمہارے درمیان پچھپیں سے لے کر جوانی تک چالیس سال گزارے ہیں کبھی اس کی زبان سے ایک لفظ جھوٹ نہیں سنا، کبھی اس نے کوئی خیانت نہیں کی، یہ تمہارا خیر خواہ ہے اس کی اپنی کوئی مرض نہیں ہے۔ ایسے بے داغ کردار کا انسان کیا جھوٹا اور دغا باز ہو سکتا ہے۔

جس نے کسی استاد کے سامنے کبھی کوئی کتاب نہیں کھولی وہ شخص اچانک ایسا صاحب علم کیسے ہو گیا کہ لہجہ اور حکمت کے خزانے اسے کھول کر رکھ دیئے کیا یہ اللہ کے دئے ہوئے علم کے سوا کوئی اور علم ہو سکتا ہے؟

جو تمہارا اتنا خیر خواہ اور تمہارے حق میں اتنا مخلص ہے۔ وہ صرف تمہیں گمراہی سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لانا چاہتا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ میں تمہارے سامنے وہ بات پیش کر رہا ہوں جس کو مان لو گے تو بڑے بڑے تاجداروں کے تاج تمہارے قدموں میں ہوں گے۔

وہ تمہیں ایسا پر حکمت کلام سنارہا ہے جس کو سن کر تمہارے ادیب اور شاعر اور تمہارے صاحب فکر و دانش حیران ہیں۔ آخر اس کے دعوائے نبوت پر تمہیں حیرانی کیوں؟

بڑی عجیب بات ہے اتنے خداؤں کی جگہ بس ایک۔؟ ہر آدمی جانتا ہے کہ اس کائنات کا اس زمین (۵) و آسمان اور اس جہان کا اور خود انسان کا کوئی نہ کوئی خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔ کوئی بھی چیز بنانے والے کے بغیر نہیں بنتی۔ اس جہان کا بھی کوئی نہ کوئی خالق ہے۔

کائنات کا یہ ٹھیک ٹھیک چلتا ہوا نظام پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس کے چلانے والے ہمت سے نہیں ہیں، ایک ہی ذات ہے جس کا پوری کائنات پر مکمل کنٹرول ہے۔ اگر ایک کے بجائے کئی چلانے والے ہوتے تو یہ نظام اس طرح نہ قائم رہ سکتا تھا اور نہ چل سکتا تھا۔

یہ ایسی کھلی بات ہے جس کو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے۔ مگر ایسے بھی لوگ تھے اور ہیں جن کی سمجھ میں یہ واضح حقیقت نہیں آتی اور وہ حیرت سے کہتے ہیں کہ کمال ہے اتنے خداؤں کی جگہ بس ایک خدا؟ اتنے مجبوروں کی جگہ بس ایک معبود؟ کیا ہم سے پہلے لوگ جو الگ الگ دیوی دیوتاؤں کو پوجتے رہے کیا وہ عقل سے بالکل کورے تھے؟

وَأَنْطَلِقَ الْمَلَائِكَةُ مِنْهُمْ أَنْ امشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آيَاتِكُمْ

وَأَنْطَلِقَ	الْمَلَائِكَةُ	مِنْهُمْ	أَنْ	امشُوا	وَاصْبِرُوا	عَلَىٰ آيَاتِكُمْ
اور چل پڑے	سردار	ان کے	کہ	چلو	اور بے رہو	اپنے مبعودوں پر

اور ان کے کئی سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے مبعودوں پر بے رہو

إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۖ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ

إِنَّ	هَذَا	لَشَيْءٌ	يُرَادُ	مَا سَمِعْنَا	بِهَذَا	فِي الْمِلَّةِ
بے شک	یہ	کوئی شے (بات)	الادہ کی ہوتی ہوگی	ہم نے نہیں سنا	ایسی	میں مذہب

بے شک یہ کوئی اس کے مطلب کی بات ہے ہم نے کبھی نہ سنا ایسی بات (مذہب) نہیں

الْآخِرَةِ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا خِتْلَاقٌ ۖ وَأَنْزِلَ عَلَيْهِ

الْآخِرَةِ	إِنَّ	هَذَا	إِلَّا	خِتْلَاقٌ	وَأَنْزِلَ	عَلَيْهِ
پہلا	نہیں	یہ	مگر محض	من گھڑت	کیا نازل کیا گیا	اس پر

شئی یہ تو محض من گھڑت ہے کیا ہم میں سے اسی پر کلام اللہ

الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ

الذِّكْرُ	مِنْ بَيْنِنَا	بَلْ	هُمْ	فِي	شَكٍّ	مِّنْ
ذکر (کلام)	ہم میں سے	بلکہ	وہ	میں	شک	سے

نازل کیا گیا ہے؟ (ہاں) بلکہ وہ شک میں ہیں میری

ذِكْرِي ۚ بَلْ لَّيَّا يَذُوقُوا عَذَابٍ ۝۸

ذِكْرِي	بَلْ	لَّيَّا	يَذُوقُوا	عَذَابٍ
میری نصیحت	بلکہ	نہیں	چکھا انھوں نے	عذاب

نصیحت سے بلکہ (ابھی) انھوں نے عذاب نہیں چکھا۔

⑥ اور ان میں سے ایک جماعت چلی ایک مجلس سے کہ جس میں وہ ابوطالب کے پاس اکٹھے ہو رہے تھے اور وہاں سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے سنا تھا کہ آپ حکم توحید اور کلمہ توحید کے پڑھنے کا کرتے تھے۔ وہ جماعت آپس میں ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ چلو اور اپنے مبعودوں کی

⑦ وَأَنْطَلِقَ الْمَلَائِكَةُ مِنْ مَّجَالِسِ اجْتِمَاعِهِمْ عِنْدَ أَبِي طَالِبٍ وَسَمِعَ مِنْهُمْ فِيهِ مِنَ الشَّيْءِ صَكَّةٌ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُوا الْآلَاءُ إِلَّا اللَّهُ أَنْ امشُوا أَيْ يَقُولُ بَعْضُهُمْ



پرستش پر ثابت قدم رہو۔

یہ جو توحید کا ذکر ہوا یہ ایک شے ہے جو ہم سے چاہی جاتی ہے۔

۴ ہم نے پہلے مذہب یعنی مذہب عیسوی میں اس کو نہیں سنا۔ یہ محض جھوٹی بات ہے۔

لِبَعْضِ اِمْتِنَانِكُمْ وَاَصْبِرُوا عَلٰى  
اَلِهَيْبَتِكُمْ اِشْبُوْا عَلٰى عِبَادَتِهَا  
اِنَّ هٰذَا اَلْمَذْكُوْر مِنْ  
اَلتَّوْحِيْدِ كَثِيْرٌ وَّيُرَادُ مِنْ  
۴ مَا سَمِعْنَا هٰذَا اِنِ اَلْمَلٰٓئِكَةُ  
اَلْاٰخِرَةُ اٰى مِلَّةٍ عَلَيْنِ اِنْ  
مَا هٰذَا اِلَّا اٰخِثَلَاوٌ ۝  
كِذْبٌ

۸ کیا محمد پر قرآن اتارا گیا ہم کو چھوڑ کر۔  
مالانکہ وہ کوئی ہم میں بڑے مرتبہ والا  
اور شرافت والا نہیں۔  
حاصل یہ کہ یہ غلط ہے۔ اس پر قرآن نہیں اترا

۸ ؕ اَنْزَلَ بِتَحْقِيْقِ الْمَلٰٓئِكَةِ  
وَتَهْمِيْلِ الشَّائِبَةِ وَاِذْ حَالَ  
اَلْبَيْتِ بَيْنَهُمَا عَلٰى التَّوْحِيْدِ  
وَشَرَكِهٖ عَلٰى مُحَمَّدٍ  
اَلذِّكُوْر اَلطُّوْرَانِ مِنْ اَبِيْنَا  
وَلَيْسَ بِاَكْبَرِنَا وَاَلَا اَشْرَافِنَا  
اٰى لَمْ يَنْزَلَ عَلَيْهِ قَالَ  
تَعَالٰى بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ  
مِّنْ ذِكْرِىْ وَحِثِّىْ اٰى  
اَلطُّوْرَانِ حِيْنَ كَذَبُوْا  
اَلْحَبٰٓئِىْ بِهٖ بَلْ لَبٰٓئِا  
لَمْ يَكُوْهُوَ اَعْدَابٌ ۝  
وَلَوْ دَاخِلُوْهُ لَصَدَّقُوْا النَّبِيَّ  
صَلٰٓى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فِيْمَا جَاءَ بِهٖ وَلَا يَنْفَعُهُمْ  
اَلتَّصَدِيْقُ حِيْنَ يَذِيْبُ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
بلکہ بات یہ ہے کہ یہ کا فر میرے وحی اور میرے ذکر  
یعنی قرآن سے شک اور تردد میں ہیں کہ انہوں نے  
قرآن کے لانے والے کو جھوٹا کہا۔  
بلکہ بات یہ ہے کہ ابھی انہوں نے میرا عذاب نہیں  
چکھا اگر چہ لینے تو سچا سمجھتے پینیر صاحب کو ان احکام  
میں جو وہ بیان کرتا ہے لیکن اس وقت تصدیق  
کرنے اور ایسا لانے سے ان کو کچھ نفع نہ ہوگا۔

### تشریح

۶ الر واحد کی دعوت دراصل ایک انقلابی دعوت تھی | قریش کے تقریباً پچیس بڑے بڑے سردار جن میں ابوہل  
امیر بن خلف، ابوسفیان وغیرہ شامل تھے ان حضرت م کے چچا ابوطالب کے پاس اس عرض سے گئے کہ  
وہ اپنے بیٹے کو سمجھائیں کہ وہ اگر کش مکش کو جو ان کی دعوت کی وجہ سے مکے کے گھر گھر میں ابھر رہی تھی  
ختم کر دیں وہ اپنے طور پر جس خدا کو چاہیں مانیں مگر دوسروں کی مخالفت سے باز آجائیں۔  
ابوطالب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا اور بتایا کہ یہ لوگ یہ پیش کش لے کر  
آئے ہیں۔

محمد نے فرمایا کہ میں ان کے سامنے صرف ایک کلمہ پیش کرتا ہوں اگر یہ اس کو مان لیں تو دونوں جہان کی کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں

آپ نے کہا کہ یہ لوگ صرف اتنا مان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) انسان کو اپنی زندگی صحیح طریقے سے گزارنے کے لئے ایک فکری بنیاد کی ضرورت ہے کیونکہ اس بنیاد پر ہی عمل کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر کسی عمارت کی بنیاد مہربا ہو یا بنیاد کمزور ہو تو اس پر مضبوط عمارت کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح عقیدہ جو انسانی عمل کی بنیاد بنتا ہے اس کو نہایت مضبوط اور مستحکم ہونا چاہیے۔ وہ مستحکم عقیدہ کیا ہو ہی ہو جو حقیقت کے مطابق ہو اور فطرت اس کو قبول کرتی ہو۔ وہ عقیدہ صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ ہے عقیدہ توحید کہ اس کائنات کا خالق مالک اور حاکم و آفا اور ہم سب کا معبود ایک اور صرف ایک ہے۔

اس لئے کلمہ "لا الہ الا اللہ" ہی وہ پجائی ہے جس پر عمل کی عمارت بننی چاہیے۔ جب انسان کو یہ احساس ہو کہ میرا رب جو عظیم و جبار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے میری ہر وقت نگرانی کر رہا ہے اور مجھے اس کے سامنے پیش ہو کر اپنے کاٹوں کا حساب دینا ہے تب ہی وہ برائی سے بچتا ہے اور نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے جس سے اس کے دونوں جہان نیتے اور سنورتے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کلمے کے ماننے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہ ایک جملہ اصل پوری زندگی میں انقلاب کی دستک لے کر آ رہا تھا اس کے لئے سزا دینے کی بجائے اس کی مجلس اٹھ گئے اور یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ کھلو اور ڈٹو رہو اپنے معبودوں کی عبادت پر۔ یہ بات تو کسی اور ہی عرض سے کہی جا رہی ہے کہ ہماری ساری زندگی کو بدل کر اور ساری باتوں کو چھوڑ کر ایک معبود کے تابع کر دیا جائے۔

پوری زندگی میں ایک خدا کی خزانہ کوئی یہ بات تو ہم نے کسی سے سنی نہیں اپنی پوری زندگی اور زندگی کے ہر کام میں بس ایک خدا کی فرماں روائی، اسی کی عبادت اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا۔ یہ بات ہم نے قریب کے زمانے میں اپنے بزرگوں سے نہیں سنی۔ ہمارے اس پاس دوسرے ملکوں میں اور قومیں بھی آباد ہیں کسی نے یہ نہیں کہا کہ انسان بس ایک اللہ رب العالین کو مانے اور اپنی پوری زندگی اسی کے حوالے کر دے۔ یہ بات تو گھڑی ہوئی لگتی ہے۔ ایک من گھڑت بات کو حقیقت اور صداقت بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

نبی مبرا اعتراض دراصل اللہ پر اعتراض ہے انکار کرنے والوں کا پہلا اعتراض تو یہ تھا کہ سب کو چھوڑ کر صرف ایک الٰہ کو ماننا ایک نادر بات ہے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ کیا نبوت کے لئے اور اپنا کلام نازل کرنے کے لئے اللہ تم کو ہم میں سے بس ہی ایک صاحب طے میں جن کو اپنا نبی چنا گیا ہے اور ان پر اپنا کلام نازل کیا گیا ہے۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ اے محمد جب تک آپ نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں کیا تھا اور ان کو اس دین کی دعوت نہیں دی تھی یہ سب لوگ آپ کو سچا اور ایمان دار جانتے تھے۔ اب ان کا آپ پر اعتراض درحقیقت آپ پر نہیں بلکہ ہم پر ہے۔ یہ ہماری نصیحت پر تو ہم نے نازل کی ہے شک کر رہے ہیں اور اس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ ان کا یہ شک میرے ذکر کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ بتاؤں کو پسند نہیں ہے کہ سب چیزوں کو چھوڑ کر اور اپنے خود ساختہ اختیارات سے دست بردار ہو کر ایک الٰہ کو اپنا معبود اور مقتدر اعلیٰ مانیں اور اسی کے بتائے ہوئے طریقے کو اختیار کر لیں۔ اصل میں انہوں نے ابھی ہمارے مذہب کا مزہ نہیں چکھا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ جو لوگ حق و صداقت سے منہ موڑتے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی ان کی بربادی ہے اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی وہ ناکام و نامراد ہوں گے۔ انسان کے لئے صحیح راہ عمل یہی ہے کہ وہ راست بازی اختیار کرے حق و صداقت پر چلے اور من اپنی کرنا چھوڑ دے۔

أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ

أَمْ عِنْدَهُمْ	خَزَائِنُ	رَحْمَةِ + رَبِّكَ	الْعَزِيزِ
کیا	ان کے پاس	تمہارے رب کی رحمت	غالب

کیا تمہارے رب کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں ؟ جو غالب بہت

الْوَهَّابِ ۹ أَمْ لَهُمْ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

الْوَهَّابِ	أَمْ لَهُمْ	مَلِكُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ
بہت عطا کرنے والا	کیا	ان کے لئے	بادشاہت	آسمانوں اور زمین

عطا کرنے والا ہے۔ کیا ان کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی

وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۱۰ جُنْدُ مَا

وَمَا	بَيْنَهُمَا	فَلْيَرْتَقُوا	فِي	الْأَسْبَابِ	جُنْدُ مَا
اور جو	ان دونوں کے درمیان	تو وہ چڑھ جائیں	رسبوں میں	(رسیاں تان کر)	ایک شکر جو

اور جو ان دونوں کے درمیان ہے تو وہ (آسمانوں پر) چڑھ جائیں رسیاں تان کر شکست خوردہ

هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ۱۱

هُنَالِكَ	مَهْزُومٌ	مِنَ	الْأَحْزَابِ
یہاں	شکست خوردہ	سے	گروہوں

گروہوں میں سے یہاں سے بھی ایک شکر ہے۔

۹ یا ان کفار کے پاس تیرے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو کہ غالب عزت والا پیغمبری وغیرہ عطا فرمانے والا ہے کہ جس کو وہ چاہیں پیغمبری وغیرہ دیں۔

۱۰ یا ان کی بادشاہت ہے آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان۔ اگر ان کا یہ گمان ہے تو ان کو چاہیے کہ آسمان میں چڑھ جاویں بذریعہ رسمی اور رسی وغیرہ کے وہاں سے وحی کو لے آویں پھر جس کو چاہیں اس کے ساتھ مخصوص کریں۔

۹ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۹ أَمْ لَهُمْ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

۱۰ وَأَمْ لَهُمْ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَوَمَا بَيْنَهُمَا إِنَّ رَعَمُوا ذَلِكَ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۱۰ جُنْدُ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ۱۱

بِهِمْ مَنْ شَاءُوا وَإِنْ  
الْمُؤْمِنِينَ بِمَعْنَى  
هَمْزٍ إِلَّا لِنُكَارٍ

① جُنْدٌ مَّا أَي هُمْ جُنْدٌ  
حَقِيرٌ هُنَا لِكَ أَيْ فِي  
تَكْذِيبِهِمْ لَكَ مَهْزُومٌ صِفَةٌ  
جُنْدٍ مِّنَ الْأَخْزَابِ  
صِفَةٌ جُنْدٍ أَيْضًا أَيْ مِنْ  
جُنْدِ الْأَخْزَابِ الْمُنْحَرِبِينَ  
عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ وَأُولَئِكَ  
قَدْ قَتَلْتَهُمْ وَإِذَا هُلِكُوا  
فَكَذَلِكَ يَهْلِكُونَ  
هَلُوكَ لَاءٌ

① یہ جو مجھ کو بھٹلاتے ہیں ایک حقیر لشکر ہے شکست دیا گیا  
مغلوب۔ اس قسم کا جیسے پہلے پیغمبروں کے مقابلے  
میں جا عتیں اکٹھی ہوتی تھیں۔

اور ان کو اللہ نے مغلوب اور ہلاک کیا اسی  
طرح اس لشکر کو بھی جو تیرے مقابلے کے لئے اکٹھے  
ہوئے ہیں ہلاک کرے گا۔

### تشریح

① رحمت کے خزانے اللہ کے قبضے میں ہیں جو لوگ اعتراض کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کیا نبوت کے لئے یہی آدمی رہے  
گیا تھا۔ کیا ان کے پاس تیرے داتا اور غالب پروردگار کی رحمت کے خزانے ہیں؟ رحمت کے خزانوں  
کا مالک اللہ ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور جس کو جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اس نے جس کو چاہا اپنا نبی منتخب  
کیا جس پر چاہا اپنی رحمتیں نازل کیں جس پر چاہا اپنا کلام اتارا۔ یہ اعتراض کرنے والے ہوتے کون ہیں یہ پوچھنے والے  
کہ کیا یہی ایک آدمی رہے گا تھا جس کو نبی بنا یا گیا؟

⑩ زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے کیا اس کی حکومت ان  
کے پاس ہے۔ ہر چیز پر حاکمانہ اقتدار اللہ کا ہے۔ اگر ان کے پاس زمین و آسمان کی حکومت ہے تو اپنے  
سارے اسباب و وسائل کام میں لے آؤ اور رسایاں تان کر آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے محمد پروردگار  
کا آنا بند کر دو اور اپنی منشاء کے مطابق زمین و آسمان کا انتظام چلاؤ۔

جب ان میں سے تمہارے پاس کسی چیز کی فرماں روائی نہیں ہے زمین و آسمان ہر چیز پر اللہ کی حکومت  
ہے۔ تو تم اس کے حاکمانہ اقتدار میں دخل اندازی کرنے والے کون ہوتے ہو؟

⑪ یہ چند شکست خوردہ لوگوں کا گروہ ہے۔ یہ بڑی بڑی باتیں بنانے والے جو پروردگار عالم پر اعتراض کرنے کی ہمت  
کر رہے ہیں کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ صرف چند لوگوں کا گروہ ہے جو جلد ہی شکست کا منہ دیکھنے والے ہیں۔  
یہ چھوٹا سا جتہ زمین و آسمان کی قوتوں کا مالک تو کیسا ہوتا ہے تو زمین کے اس ٹکڑے پر بھی سراسر ٹھا کر  
دخل سکے گا۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو

كَذَّبَتْ	قَبْلَهُمْ	قَوْمُ	نُوحٍ	وَعَادٌ	وَفِرْعَوْنُ	ذُو
جھٹلایا	ان سے پہلے	قوم	نوح	اور عاد	اور فرعون	
ان سے پہلے جھٹلایا قوم نوح نے اور فرعون والے						

الْأَوْتَادِ ۱۲ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لَيْكَةِ

الْأَوْتَادِ	وَتَمُودُ	وَقَوْمُ	لُوطٍ	وَأَصْحَابُ	لَيْكَةِ
میںوں والا	اور تمود	اور قوم	لوط	اور ایچ	والے
فرعون اور تمود اور قوم لوط اور ایچ والوں نے					

أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ ۱۳ إِنَّ كُلَّ الْأَكْذَابِ

أُولَئِكَ	الْأَحْزَابُ	إِنَّ	كُلَّ	الْأَكْذَابِ
یہی وہ	گروہ	نہیں	سب	جھٹلایا
یہی وہ گروہ ہیں ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا، پس				

الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابٌ ۱۴ وَمَا يَنْظُرُ هَؤُلَاءِ إِلَّا

الرُّسُلَ	فَحَقَّ	عِقَابٌ	وَمَا	يَنْظُرُ	هَؤُلَاءِ	إِلَّا
رسولوں	پس آپڑا	عذاب	اور وہ	انظار نہیں کرتے	یہ لوگ	مگر
(ان پر) عذاب آپڑا اور انظار نہیں کرتے یہ لوگ مگر						

صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهُمْ مِنْ فَوَاقٍ ۱۵

صَيْحَةً	وَاحِدَةً	مَّا	لَهُمْ	مِنْ	فَوَاقٍ
جگمگاڑ	ایک	جس کے لئے نہیں	کوئی	ڈھیل	
ایک جگمگاڑ کا، جس میں کوئی ڈھیل (گنجائش) نہیں ہوگی۔					

۱۲ ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون ذوالاوتاد۔

فرعون کو ذوالاوتاد اس لئے فرمایا کہ جس پر وہ غصہ ہوتا تھا اس کے واسطے چارہ میخ

۱۳ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ  
ثَانِيَةً قَوْمُ يَعْتَبَارِ الْمُعْتَفَى  
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو  
الْأَوْتَادِ ۱۲ كَانَتْ يَنْدِي كُلِّ  
مَنْ يَغْضِبُ عَلَيْهِ أَرْبَعَةً

گاڑتا تھا اور ان سے اس کے ہاتھ پیر باندھتا تھا اور اس کو تکلیف پہنچاتا تھا۔

أَوْثَادٌ وَيَسُدُّ إِلَيْهَا  
يَدَيْهِ وَيُرِي جَلِيه  
وَيُعَذِّبُهُ

۱۲) اور نمود اور قوم لوط اور اصحاب ایک نے جھٹلایا  
اصحاب ایک سے مراد شعیب کی قوم ہے (ایک درختوں  
کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔  
یہ تمام جن کا ذکر ہوا جماعتیں ہیں۔

۱۲) وَشُمُورٌ وَقَوْمٌ لُّوطٍ

۱۳) کہ ان میں سے ہر ایک پیغمبروں کو جھٹلایا جب ایک  
پیغمبر کو جھٹلایا تو سب ہی کو جھٹلایا کہ دعویٰ ان  
سب کا ایک ہے۔ اور وہ دعویٰ توحید کا

وَأَصْحَابُ الْاِيْكَةِ الْاَيْ  
الْغِيْضَةِ وَهُمْ قَوْمٌ شَعْبٌ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالْعِلَامُ وَاللَّيْلُ الْاَحْزَابِ

۱۳) اِنْ مَا كَلَّ مِنْ الْاَحْزَابِ الْاَكْذَابِ  
الْوَسْلِ لِانَّهُمْ اِذَا كَذَبُوا وَاحِدًا مِنْهُمْ  
فَكَذَّبُوا جَمِيعُهُمْ لَانَّ دَعْوَاهُمْ  
وَاحِدَةٌ وَهِيَ دَعْوَةُ التَّوْحِيدِ

۱۴) سولازم ہو گیا عذاب میرا۔  
وَمَا يَنْظُرُ هَلْ يُرَاكِبُ الْاَكْثَرَةَ وَاحِدَةً مَا لَهَا مِنْ  
قَوَائِمٍ اِلَّا وَر كَفَار مَكْر هَيْسٍ مَنْظَرٍ مَكْر اِيكٍ اَوْ اَزْمَعْتِ  
كِرْوَه نَعْمَ قِيَامَتِ كَابِهْ جِسْ سِ انْ پَر عَذَابِ اَوْ سِ كَا  
اس کے لئے لوٹنا نہیں۔

فَكَوْنٍ وَجَبَ عِقَابُ

۱۵) وَمَا يَنْظُرُ يَنْظُرُ هَلْ يُرَاكِبُ اِي كَفَارِ  
مَكْنَةَ الْاَكْثَرَةَ وَاحِدَةً هِيَ نَفْسُهُ  
الْقِيَامَةِ تَحْتَلُّ بِهِمُ الْعَذَابِ  
مَا لَهَا مِنْ قَوَائِمٍ بِفَتْحِ  
الْفَاءِ وَظَمِّهَا رَجُوعٌ

### تشریح

۱۲) حق مقابلے میں اس سے پہلے بڑی بڑی قومیں شکست کھا چکی ہیں | بڑی بڑی قومیں جیسے قوم نوح، قوم عاد اور فرعون جس نے  
اپنی طاقت کے کھونٹے گاڑ دیئے تھے یہ ساری قومیں حق و صداقت کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہو چکی ہیں  
ان کا انجام دیکھ کر ان لوگوں کو عبرت ہونی چاہیے جو سچائی کے مقابلے میں اپنے آپ کو بڑا طاقتور سمجھتے ہیں۔

۱۳) اور بھی بڑی بڑی قوموں کا انجام سامنے ہے | اسی طرح قوم نمود، قوم لوط اور ایکہ دالے یہ سب بڑے جتنے دار  
تھے۔ ان کا بھی وہی انجام ہوا جو اس سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور فرعون جیسے زبردست بادشاہ  
کا ہو چکا تھا۔

۱۴) ان بڑی بڑی قوموں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا | ان بڑی بڑی قوموں کا قصور یہی تھا کہ جب رسول ان  
کے پاس اللہ کے دین کی دعوت لے کر پہنچے تو انھوں نے ان کو جھٹلایا۔ ان کی اس حرکت کی وجہ  
سے میرے عذاب کا فیصلہ ان پر چسپاں ہو کر رہا۔ جب بڑی بڑی قوموں کا یہ حال ہوا ہے جن  
کے ڈنکے بجتے تھے جن کو اپنی قوت پر بڑا ناز تھا تو پھر چھوٹی چھوٹی قوموں کی کیا حیثیت ہے۔

۱۵) عذاب کا ایک ہی کڑکا ان کے لئے کافی ہوگا | جب عذاب کا فیصلہ ہو جائے گا اور جو مہلت اللہ تعالیٰ نے  
دے رکھی ہے پوری ہو جائے گی تو بس ایک ہی کڑکا عذاب کا اور ایک ہی دھماکا کافی ہوگا دوسرے  
کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور کوئی مہلت ہی نہیں ملے گی۔

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطْنَآ قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝۱۶

وَقَالُوا	رَبَّنَا	عَجِّلْ	لَنَا	قِطْنَآ	قَبْلَ	يَوْمِ	الْحِسَابِ
اور انہوں نے کہا	اے ہمارے رب	جلدی دے	ہمیں	ہمارا حصہ	پہلے	روز	حساب

اور انہوں نے (مذاق کے طور پر) کہا اے ہمارے رب ہمیں جلدی دے ہمارا حصہ روز حساب سے پہلے

إِصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكَرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ

إِصْبِرْ	عَلَىٰ	مَا يَقُولُونَ	وَاذْكَرْ	عَبْدَنَا	دَاوُدَ
صبر کریں	الہم پر	جو وہ کہتے ہیں	اور یاد کریں	ہمارے بندے	داؤد

جو وہ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کریں اور یاد کریں ہمارے بندے داؤد

ذَآ الْاَيْدِ اِنَّهٗ اَوْابٌ ۝۱۷ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

ذَآ الْاَيْدِ	اِنَّهٗ	اَوْابٌ	اِنَّا	سَخَّرْنَا	الْجِبَالَ
قوت والے	بے شک وہ	خوب رجوع کرنے والا	ہم نے	سخر کر دئے	پہاڑ

قوت والے کو بے شک وہ خوب رجوع کرنے والا تھا۔ بے شک ہم نے پہاڑ اس کے ساتھ سخر کر دئے

مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاشْرَاقِ ۝۱۸

مَعَهُ	يُسَبِّحْنَ	بِالْعَشِيِّ	وَالْاشْرَاقِ
اس کے ساتھ	وہ تسبیح کرتے تھے	شام کے وقت	اور صبح کے وقت

تھے وہ صبح شام تسبیح کرتے تھے۔

۱۶ اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَاَمَّا مَنْ اَوْفَىٰ كِتَابًا  
بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ كَفَارًا كَفِبْنِ لُغَةِ اِزْرَاهُ تَسْوًا اور اسے  
ہمارے رب ہمارا نامہ اعمال ہم کو حساب کے دن سے  
پہلے ہی دیدیے

۱۷ فرمایا حق تعالیٰ نے صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں۔  
اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو عبادت میں نہایت  
قوت والا تھا کہ ہمیشہ ایک دن روزہ رکھتا تھا اور ایک  
دن افطار کرتا تھا اور آدمی رات نماز پڑھتا تھا اور  
ایک تہائی رات سوتا تھا پھر باقی چھٹا حصہ رات کا نماز  
میں گزارتا تھا۔ بے شک داؤد رجوع کرنے والا تھا اگر

۱۶ وَقَالُوا الْمَنَازِلَ فَاَمَّا مَنْ اَوْفَىٰ  
كِتَابًا بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ كَفَارًا كَفِبْنِ لُغَةِ اِزْرَاهُ تَسْوًا  
اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ لَهٗ وَابًا ۝۱۷ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ  
لَهٗ وَابًا ۝۱۷ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ لَهٗ وَابًا ۝۱۷

۱۷ فَابِاحًا قَالَتْ لِي صَبْرًا اِسْرَاقًا ۝۱۸ مَعَهُ  
يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاشْرَاقِ ۝۱۸ مَعَهُ  
يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاشْرَاقِ ۝۱۸ مَعَهُ  
يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاشْرَاقِ ۝۱۸

رضائی طرف اور حق تعالیٰ کی رضیات کا تابع تھا۔

اَوَابٌ ۝ رَجَاعٌ اِلَى مَرْمَنَاتِ  
الْاَشْه

۱۸) ہم نے پہاڑوں کو ان کے ساتھ سخر کیا کہ وہ عشا کی نماز کے وقت اور چاشت کی نماز کے وقت اس کے ساتھ بل کر بیچ کریں (اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج خوب چمک جاوے اور پورا روشن ہو جاوے۔

۱۸) اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحُن  
بِتَسْبِيحِهِ بِالْعَشِيِّ وَفَتْ  
صَلْوَةِ الْعِشَاءِ وَالْاَشْرَاقِ  
وَفَتْ صَلْوَةِ الصُّبْحِ وَهُوَ  
اَنْ تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَ  
يَتَنَاهَى ضَوْؤُهَا

### تشریح

۱۶) بے وقوف عذاب کے لئے جلد بازی کیا کرتے ہیں | اللہ کے عذاب کا تو حال یہ ہے کہ جب وہ آئے گا تو کوئی مہلت ہی نہیں ملے گی۔ اور ان احمقوں کا حال یہ ہے کہ قیامت کی اور عذاب کی باتیں سن کر کہتے ہیں کہ یوم الحساب سے پہلے ہی ہمارا معاملہ چمکتا کر دو۔ یہیں دیکھ لیں جو کچھ ہونا ہے ہمارا حصہ تو ہمیں دے دو۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے اور جھوٹ موٹ کا ڈراوا نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جو سامنے آکر رہے گی۔

۱۷) اسے پیغمبر آپ صبر سے کام لیں اور داؤد کے نمونے کو سامنے رکھیں | ایک طرف ان مخالفین کی یہ تکلیف دہ حرکتیں ہیں جو سینہ رسالت کو پھلنی کر رہی ہیں۔ دوسری طرف پروردگار عالم کا حکم ہے کہ ان مشکل ترین حالات میں اور ان مصائب میں آپ صبر و حوصلے سے کام لیں اور ہمارے بندے اور ہمارے پیغمبر داؤد کے نمونے کو سامنے رکھیں جو آپ کے لئے بھی حوصلہ دینے والا ہوگا اور ان مخالفین کے لئے بھی نصیحت کا سامان ہوگا۔

حضرت داؤدؑ بڑی قوتوں کے مالک تھے جسمانی طاقت میں بھی بڑھے ہوئے تھے چنانچہ جالوت کے مقابلہ میں انھوں نے جہاد کیا اور کامیاب ہوئے اپنی فوجی اور سیاسی قوت سے کام لے کر انھوں نے آس پاس کی قوموں کو شکست دی اور ایک مضبوط اسلامی ریاست قائم کی۔ اخلاقی اعتبار سے بھی حضرت داؤدؑ اعلیٰ طاقت رکھتے تھے بادشاہ ہوتے ہوئے بھی وہ ایک درویش صفت تھے اللہ سے ڈرنے والے حدود شرع کی پابندی کرنے والے۔ ان کے شوق عبادت کا یہ حال تھا کہ حکومت کے کاموں کی مصروفیت کے باوجود ہمیشہ ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے۔ صوم داؤدی مشہور ہے۔

روزانہ ایک تہائی رات نماز میں بسر کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ص حضرت داؤدؑ کے بارے میں ارشاد فرماتے تھے کہ كَانَتْ اَعْبَادَ الْبَشَرِ (وہ سب سے زیادہ عبادت گزار انسان تھے)۔ حضرت داؤدؑ کے ذکر سے اسے پیغمبر آپ کو بھی حوصلہ ملے گا اور ان مخالفین کو یہ سبق حاصل ہوگا کہ اگر طاقت ملے تو اس کا صحیح استعمال کیسے کرنا چاہیے۔

۱۸) حضرت داؤد کا ساڑھوں کے ساتھ بیچ کرنا | حضرت داؤدؑ کی تفصیلات اور معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جب حضرت داؤدؑ ہمدردگار کو یاد کرتے خوف الہی سے روتے اور بیچ و تمہیل کرتے اور غوغائی آوازی کے ساتھ زبور کی تلاوت کرتے پہاڑ ان کے ساتھ بیچ کرنے لگتے۔

یہ آپ کا مخصوص شرف تھا جو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا۔



## وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلُّ لَهْ أَوَّابٌ ۙ وَشَدَّ ذَنَا

وَالطَّيْرَ	مَحْشُورَةً	كُلُّ	لَهْ	أَوَّابٌ	وَشَدَّ ذَنَا
اور پرندے	اکٹھے کئے ہوئے	سب	اس کی طرف	رجوع کرنے والے	اور ہم نے مضبوط کی
اور اکٹھے کئے ہوئے	پرندے (یہی اس کے معنی)	سب اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔	اور ہم نے اس کی بادشاہت		

## مُلْكُهُ ۙ وَآتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ وَفَضَّلَ الْجُحَابِ ۙ

مُلْكُهُ	وَآتَيْنَهُ	الْحِكْمَةَ	وَفَضَّلَ	الْجُحَابِ
اس کی بادشاہت	اور ہم نے اس کو دی	حکمت	اور فیصلہ کن	خطاب
مضبوط کی اور اس کو حکمت دی	اور فیصلہ کن خطاب			

اور ہم نے اس کو دی اور فیصلہ کن خطاب

- ۱۹ اور تمام پرند جانوروں کو ہم نے سحر کیا کہ سب جمع ہو کر داؤد کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ ہر ایک ان میں سے یعنی پہاڑ اور پرند جانور تسبیح کرتے ہیں داؤد کے فرماں بڑا اور اس کی طرف رجوع اور ہم نے داؤد کا ملک قوت والا کیا یعنی اس کو قوت دی لشکر کثیر اور سپاہی اور جو کچھ اردوں سے چنانچہ ہر ایک رات اس کے محراب پر تیس ہزار آدمیوں کا پہرہ رہتا تھا۔
- ۲۰ اور ہم نے اس کو پیغمبری اور حکمت یعنی تمام باتوں کو نہایت ٹھیک سمجھنا اور غلطی نہ کرنا عطا کیا اور دیا اس کو فضل خطاب یعنی بیان شافی ہر امر متوسط میں افراط و تفریط سے۔

- ۱۹ وَشَدَّ ذَنَا الطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ فَجَمَعَهُنَّ إِلَيْنَا تَسْبِيحًا مَعَهُ كُلُّ مِّنَ الْجِبَالِ وَالطَّيْرِ لَهُ أَوَّابٌ ۙ رَّجَاعًا إِلَىٰ طَاعَتِهِم بِالنَّسْبِ ۙ وَشَدَّ ذَنَا مُلْكُهُ ۙ فَكَوَيْنَا ۙ بِالنَّحْرِ ۙ وَالْجُسُودِ ۙ كَانِ يَحْمِلُونَ مِحْوَابَهُ كُلِّ لَيْلَةٍ فَلَئِمَّتْ أَلْفَتْ نَحِيلٌ ۙ وَآتَيْنَهُ الْحِكْمَةَ ۙ النُّبُوَّةَ ۙ وَالْإِصَابَةَ ۙ فِي الْأُمُورِ ۙ وَفَضَّلَ الْجُحَابِ ۙ أَلْبَيَاتِ الشَّافِي ۙ فِي كُلِّ قَصْدٍ

## تشریح

- ۱۹ حضرت داؤد کی تسبیح کے ساتھ ان کے ارد گرد پرندے جمع ہو جاتے | اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے لئے پہاڑوں کو سحر کر دیا تھا کہ وہ پہاڑ ہوتے ہوئے بھی حضرت داؤد کے ساتھ آواز میں آواز ملا کر تسبیح کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کی تسبیح کے وقت آپ کے ارد گرد پرندے اکٹھے ہو جاتے اور آپ کی تسبیح کی طرف متوجہ ہو کر تسبیح کرنے لگتے۔ اللہ کی حمد و ثنا سے پہاڑ اور پرندے اثر قبول کر رہے تھے۔ انسانوں کے دل پر اللہ کے پاک نام کا اور عرش آوازیں اس کی تسبیح کا اثر کیوں نہ ہو گا مگر بعض دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ بَلْ هُمْ كَالْحِجَارَةِ ۙ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ۙ

- ۲۰ حضرت داؤد کی بعض اور خصوصیات | حضرت داؤد کی سلطنت بڑی مستحکم اور مضبوط تھی اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور بھی خصوصیات سے نوازا تھا وہ بڑا مددگار تھا ان میں قوت فیصلہ تھی ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ کر بڑی خوبی کے ساتھ اس کا فیصلہ کرتے تھے اس کے علاوہ ان کا کلام بڑا حکیمانہ ہوتا تھا جب گفتگو کرتے تھے تو نہایت سلیبی ہوتی اور نام نہادی نکات کی وضاحت بڑی خوبی کے ساتھ کیا کرتے تھے ان کی عقل و فہم اور قادرانہ کلامی بڑی اعلیٰ درجے کی تھی ان علمی و عملی کمالات کے باوجود ایک موقع پر ان کو بھی سخت آزمائش سے گزرنا پڑا۔

وَهَلْ أَتَاكَ نَبْوًا ۚ الْخَصْمُ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۚ ﴿۲۱﴾

وَهَلْ	أَتَاكَ	نَبْوًا	الْخَصْمُ	إِذْ	تَسَوَّرُوا	الْمِحْرَابَ
اور کیا	آپکے پاس آئی (نبی)	خبر	جھگڑنے والے	جب	وہ دیوار بھانڈ کر آئے	محراب (معد)

اور کیا آپکے پاس جھگڑنے والوں (اہل مقدمہ) کی خبر پہنچی جب وہ دیوار بھانڈ کر مسجد میں آ گئے۔

إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمِينِ

إِذْ	دَخَلُوا	عَلَى	دَاوُدَ	فَفَزِعَ	مِنْهُمْ	قَالُوا	لَا تَخَفْ	خَصْمِينِ
جب وہ داخل ہوئے	پر	داؤدؑ	تو وہ گھبرایا	ان سے	انھوں نے کہا	خون نہ کھاؤ	بہر دو جھگڑنے والے	

جب وہ داخل ہوئے داؤدؑ کے پاس تو وہ ان سے گھبرائے۔ ان لوگوں نے کہا ڈرو نہیں ہم دو جھگڑنے والے (اہل مقدمہ)

بَغِي بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

بَغِي	بَعْضُنَا	عَلَى	بَعْضٍ	فَاحْكُم	بَيْنَنَا	بِالْحَقِّ	وَلَا تُشْطِطْ
زیادتی کی	ہم میں ایک	دوسرے پر	تو آپ فیصلہ کریں	ہمارے درمیان	حق کے ساتھ	اور زیادتی (بے لگائی) نہ کریں	

ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں حق کے ساتھ اور بے لگائی نہ کریں

وَأَهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۚ ﴿۲۲﴾

وَأَهْدِنَا	إِلَى	سَوَاءِ	الصِّرَاطِ
اور ہماری رہنمائی کریں	طرف	سیدھا	راستہ

اور سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی کریں۔

﴿۲۱﴾ اور کیا پہنچی تم کو اسے محمدؐ خبر جھگڑنے والوں کی جب کہ وہ داؤدؑ کے پاس آئے دیوارِ محراب بھلانگ کر۔

ہوں کہ داؤد عبادت میں مشغول تھا اس لئے دروازہ مسجد سے کسی کو نہ آنے دیتے تھے۔ اس سبب سے وہ جھگڑنے والے اوپر کو بھلانگ کر داؤد کے پاس آ پہنچے۔

﴿۲۲﴾ جب وہ داؤد کے پاس آئے، داؤد ان کو دیکھ کر ڈرا اور

﴿۲۱﴾ وَهَلْ مَعْنَى الْأَسْتَفْهَامِ هُنَا التَّعْجِيبُ وَالتَّشْوِيقُ إِلَى اسْتِمَاعِ مَا بَعْدَهُ أَتَاكَ يَا مُحَمَّدُ نَبْوًا ۚ الْخَصْمُ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۚ مِحْرَابٌ ۚ أَيْ مَسْجِدٌ لَا حَيْثُ مَنَعُوا الدُّخُولَ عَلَيْهِ مِنَ الْبَابِ لِمَشْغَلِهِ بِالْعِبَادَةِ أَيْ خَبَرَهُمْ وَقَضَّ شَعْرَهُمْ

﴿۲۲﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُدَ فَفَزِعَ

مِنْهُمْ فَالْوَالِاتُ فَخَفَّ  
 نَحْوُ خَصْمَانِ قِيلَ فَرِيقَانِ  
 لِيُطَاقِقَ مَا قَبْلَهُ مِنْ  
 صَمِيرِ الْجَمْعِ وَقِيلَ اثْنَانِ  
 وَالصَّمِيرُ بِنَعْتِ هُمَا  
 وَالْخَصْمُ يُطْلَقُ عَلَى  
 التَّوَّاجِدِ وَكَثْرٍ وَهُمَا  
 مَلَكَاتِ جَاءَ فِي صُورَةِ  
 خَصْمَيْنِ وَقَعَ لَهَا مَا  
 ذَكَرَ عَلَى سَبِيلِ الْفَرَضِ  
 لِتَشْبِيهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 عَلَى مَا وَقَعَ مِنْهُ وَكَانَ  
 لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ امْرَأَةً  
 وَطَلَبَ امْرَأَةً شَخْصِ لَيْسَ  
 لَهَا غَيْرُهَا وَتَزَوَّجَهَا  
 وَدَخَلَ بِهَا بَعْنِ بَعْضِنَا  
 عَلَى بَعْضٍ وَفَاحِكُمْ  
 بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشْطَطْ بِعِزِّ  
 وَاهْدِنَا أَرْشِدَنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ  
 وَسَطِ الطَّرِيقِ الصَّوَابِ

گہرا یا۔ وہ کہنے لگے تو خوف نہ کر ہم دو شخص جھگڑنے والے ہیں۔ (بعض نے کہا مرد دو فریق ہیں کیونکہ اور میں جمع کا لایا گیا ہے۔ اور بعض نے کہا وہ دو ہی شخص تھے ضمیر جمع کی باعتبار معنی کے ہے کیونکہ خصم کا اطلاق ایک پر اور ایک سے زیادہ پر آتا ہے) بہر حال یہ آنے والے دو خصم دو فرشتے تھے جو بٹکل جھگڑنے والوں کے آئے۔ یہ جو کہ ان دونوں کا قصہ مذکور ہوتا ہے، بطور فرض کر لینے کے ہے داؤد کے متنبہ کرنے کو اس تصور پر جو اس سے سرزد ہوا۔ وہ یہ کہ داؤد کے نانا سے بیبیاں تھیں اور باوجود اس کے اس نے ایک دوسرے شخص کی بیوی طلب کی جس کے پاس بجز اس عورت کے دوسری زوجہ نہ تھی اور اس سے لے کر اس عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی۔

ان ہر دو خصم نے اگر داؤد سے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک دوسرے پر زیادتی اور ظلم کرتا ہے پس حکم کرو ہم میں ساتھ انصاف اور حق کے اور تجاوز نہ کر حق سے اور ہم کو ہدایت کر سیدھے راستہ کی۔

### تشریح

(۲۱) حضرت داؤد کے سامنے ایک بیچہ غریب مقدم | حضرت داؤد نے اپنے اوقات مختلف کاموں کے لئے تقسیم کر رکھے تھے آپ کا ایک دن دربار کے لئے اور مقدمات کے فیصلوں کے لئے تھا۔ ایک دن اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتے تھے اور ایک دن صرف اللہ کی عبادت کا تھا اس دن تنہائی میں رہتے تھے اور اندر کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ اسی طرح ایک دن جو عبادت کا مخصوص تھا کہ اچانک کئی آدمی ان کے خلوت کدے میں سیدھے راستے سے آنے کے بجائے دیوار بھانڈ کر حضرت داؤد کے پاس جا پہنچے۔

حضرت داؤد بڑے حیران ہوئے اور گھبرائے کہ بے وقت یہاں آنے کی ان کی ہمت کیسے ہوئی۔ اگر دروازے سے آئے ہیں تو دربانوں نے کیوں نہیں روکا۔ دیوار سے آئے ہیں تو اتنی اونچی دیوار کیسے پھلانگی۔ اس واقعہ سے حضرت داؤد جو عبادت میں مشغول تھے اچانک گھبرائے اور عبادت کی یکسوئی ختم ہو گئی۔

آنے والوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں ہمارا ایک مقدمہ ہے اور ہم دونوں مقدمے کے فریق ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے۔

پھر انہوں نے مقدمے کی روداد بیان کی کہ ہمارا جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس نکالو ڈنیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ڈنہی ہے۔

وہ چاہتا ہے کہ میری ایک دہی کسی طرح چھین کر اپنی سو کی گنتی پوری کر لے۔ اور مشکل یہ آہٹی ہے کہ جس طرح یہ مال میں مجھ سے زیادہ ہے بات کرنے میں بھی بڑا تیز ہے۔ اپنی باتوں سے مجھے دبا لیتا ہے اور لوگ بھی اس کی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں۔ غرض یہ میرا حق چھیننے کے لیے ہے۔ مدعی کی بات سن کر غالباً دوسرا فریق خاموش رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اس بات کا اقرار ہے۔

حضرت داؤد نے فیصلہ دیا کہ اگر یہ تیرا بھائی ایسا کرتا ہے اور میری ایک ڈنہی ہڑپ کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کی زیادتی ہے ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

اس عجیب و غریب مقدمہ کا معاملہ سامنے آنے پر اور جس انداز میں یہ لوگ فیصلے کے لئے حضرت داؤد کے عبادت خانے میں داخل ہوئے تھے حضرت داؤد کو تنبیہ ہوئی کہ یہ مقدمہ دراصل میرے لئے ایک امتحان اور آزمائش تھی۔

○ وہ آزمائش کیا تھی۔ دوسری بہت سی باتوں کو چھوڑ کر وہ باجوہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت داؤد نے ایک مرتبہ بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ پروردگار رات اور دن میں کوئی وقت ایسا نہیں ہے جس میں داؤد کے گھرانے کا کوئی نہ کوئی فرد تیری بندگی میں مشغول نہ رہتا ہو۔

بات اصل یہ تھی کہ حضرت داؤد نے شب و روز کی تقسیم اپنے گھر والوں پر اس طرح کر رکھی تھی کہ ان کے عبادت خانے میں ہمہ وقت عبادت ہوتی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری حکومت اور عبادت سب ہماری توفیق سے ہے اگر ہم اپنی مدد ہٹالیں تو تمہاری عبادت کا نظام قائم نہیں رہ سکتا اور تم کو شمش کے باوجود اس کو نبھا نہیں سکتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس غیر معمولی انداز میں حضرت داؤد کو آزمائش میں ڈال دیا اور دکھا دیا کہ اس کی توفیق بے زبان کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس کا یہ اثر حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں بھی اس کی توفیق کی ہے۔

○ لفظ فقہ اور آزمائش کو اس طرح سمجھنا چاہئے کہ جس طرح ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ عنہما بچپن میں فیض بہن کر لڑکھڑاتے ہوئے آ رہے تھے حضور نے مہر پر سے ان کو دکھا اور خطبہ بیچ میں چھوڑ کر اس ڈر سے کہ کہیں وہ گزر جائیں ان کو اٹھالیا اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے حق کہا ہے کہ - **إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ**

○ واقعہ کا خلاصہ ہم نے اوپر بیان کر دیا۔ حضرت داؤد کی فضیلتوں کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ کیا تمہیں ان مقدمے والوں کی کچھ خبر پہنچی جو دیوار چڑھ کر داؤد کے بالا خانے میں گھس آئے تھے۔

○ ان کے اچانک داخل ہونے پر حضرت داؤد کی گھبراہٹ ان کے اس طرح اچانک داخل ہونے پر حضرت داؤد کو گھبراہٹ ہوئی ایک تو یہ کہ یہ لوگ دروازے سے نہیں آئے۔ دروازے سے داخل ہوتے تو دربان ان کو روکتا پھر یہ دیوار بھانڈ کر کیوں آئے ہیں اور ان کا کیا ارادہ ہے؟ اس لئے حضرت داؤد کی گھبراہٹ فطری تھی۔ آنے والوں نے کہا کہ آپ گھبراہٹیں نہیں ہم دو مقدمے کے فریق ہیں جن میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان حق و انصاف کے مطابق فیصلہ کر دیجئے اور ہماری رہنمائی فرمادیجئے۔

إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْبَةً وَوَلِيٌّ

إِنَّ	هَذَا	أَخِي	لَهُ	تِسْعٌ	وَتِسْعُونَ	نَعْبَةً	وَوَلِيٌّ
بے شک	یہ	میرا بھائی	اس کا پاس	ننانوے	(۹۹)	دُنبیاں	اور میرے پاس

بے شک میرے اس بھائی کے پاس ننانوے (۹۹) دُنبیاں ہیں اور میرے پاس

نَعْبَةً وَوَاحِدَةً فَقَالَ أَكْفَلْنِيهَا وَعَزَّنِي

نَعْبَةً	وَوَاحِدَةً	فَقَالَ	أَكْفَلْنِيهَا	وَعَزَّنِي
دُنبی	ایک	پس اس نے کہا	وہ میرے حوالے کر دے	اور اس نے مجھ دیا

(صرف) ایک ہی دُنبی ہے، پس اس نے کہا کہ وہ میرے حوالے کر دے اور اس نے مجھ کو

فِي الْخُطَابِ ۳۳ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْتِكَ

فِي	الْخُطَابِ	۳۳	قَالَ	لَقَدْ	ظَلَمَكَ	بِسُؤَالِ	نَعْتِكَ
میں	گفتگو	(داؤد نے) کہا	واقعی	تو	اس نے ظلم کیا ہے	انگٹے سے	تیری دُنبی

میں دیا ہے۔ داؤد نے کہا واقعی اس نے تیری دُنبی انگ کر ظلم کیا ہے کہ اپنی دُنبیوں

إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي

إِلَى	نِعَاجِهِ	وَإِنَّ	كَثِيرًا	مِّنَ	الْخُلَطَاءِ	لَيَبْغِي	
طرف	ساتھ	اپنی دُنبیاں	اور بے شک	اکثر	سے	شریک	زیادتی کیا کرتے ہیں

کے ساتھ ملائے اور بے شک اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں۔

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

بَعْضُهُمْ	عَلَىٰ	بَعْضٍ	إِلَّا	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ
ان میں سے بعض	پر	بعض	سوائے	جو ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے درست		

سوائے ان کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنُهُ فَاستَغْفَرَ رَبَّهُ

وَقَلِيلٌ	مَّا هُمْ	وَظَنَّ	دَاوُدُ	أَنَّمَا	فَتْنُهُ	فَاستَغْفَرَ	رَبَّهُ
اور بہت کم	۵۰۔ ایسے	اور خیال کیا	داؤد	کہ	چم آسا زلیلا	تو اس نے مغفرت طلب کی	اپنا رب

اور (ایسے لوگ) بہت کم ہیں اور داؤد نے خیال کیا کہ ہم نے اسے کچھ آسا زلیلا ہے تو اس نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی

وَحَرَّرَاكَ وَأَنَابَ ۝۲۴ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكُ وَإِنَّ لَهُ

وَحَرَّرَاكَ	وَأَنَابَ	فَغَفَرْنَا لَهُ	ذَلِكُ	وَإِنَّ لَهُ
اور گر گیا	بھک کر	اور اس کو بخش دیا	یہ	اور بے شک اس کے لئے

اور بھک کر (بجھڑے میں) گر گیا۔ پس ہم نے بخش دی اس کی یہ (غزیش) اور بے شک اس کے لئے

عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحَسَنَ مَّآبٍ ۝۲۵

عِنْدَنَا	لَزُلْفَىٰ	وَحَسَنَ	مَّآبٍ
ہمارے پاس	البتہ قریب	اور اچھا	ٹھکانا

ہمارے پاس قریب اور اچھا ٹھکانا ہے

۝۲۳ إِنَّ هَذَا أَخِي عَلَىٰ  
دِينِي لَهُ تَسْمٌ وَسَعُونَ  
نَجْجَةً يُعْتَبِرُ بِهَا عَنِ  
النِّسْرَانِيَّةِ وَإِلَىٰ نَجْجَةٍ  
وَاحِدَةٍ قَتْلٌ فَقَالَ أَكْفَلْتَنِيهَا  
إِجْعَلْنِي كَأَقْلَمِيهَا وَعِزِّي  
عَلَيْكَ فِي الْخُطَابِ ۝  
أَيُّ الْجِدَالِ وَأَقْرَبُ الْآخِرِ  
عَلَىٰ ذَلِكَ

۝۲۳ بے شک یہ دوسرا آدمی جو میرا دینی بھائی ہے اور میرا  
اور اس کا ایک مذہب ہے اس کے پاس نانوے  
بجریاں ہیں (نَجْجَةُ بَجْرِي كُو كَهْتِي هِي اِدْر اِدْر اِس سِي مِرَاد  
لِي جَاتِي هِي عَوْرَتِي سِي سَبَبِ مِشَابَهْتِي كِي لِعَضِّ اَمُور  
مِي اِهْلِ عَرَبِ عَوْرَتِي كُو نَجْجِي بُولْتِي هِي اِدْر مِي سِي پَاسِ  
اِيكِي بَجْرِي هِي سُو يِه كِهْتَا هِي كَر تُو اِنِي اِيكِي بَجْرِي سِي جِي مِجْهِي  
كُو دِيْدِي سِي اِدْر مِجْهِي كُو هِي اِس كَا حُكْفَلْ اِدْر مَالِكِ بِنَادِي سِي  
اِدْر مِجْهِي سِي غَالِبِ بُوَا جِجْهْرُطِي سِي مِي اِدْر اِس پَر دُوسَرِي سِي  
فُخْصِي نِي اِنْكَارِي كِي اِس بَلْكَ اِقْرَارِي كِي اِس وَاقْعِي مِي نِي  
اِي سَا بِي كِي هِي اِس

۝۲۴ داؤد نے کہا اس نے ظلم کیا کہ تیری بگری بھی اپنی بگریوں  
میں ملانے کو مانگے۔

اور بے مشبہ بہت سے شرکار ایک دوسرے پر زیادتی  
کرتے ہیں۔

مگر وہ لوگ جو ایمان لائے

اور نیک عمل کئے۔

اور ایسے آدمی بہت ہی کم ہیں

پس وہ دونوں فرشتے اپنی اصلی صورت میں ہو کر

۝۲۴ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ  
يَسْؤَالُ تَعَجُّبَكَ لِيَضْمَمَا  
إِلَىٰ نِعَاجِهِ وَإِنَّ  
كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ  
الشُّرَكَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُم  
عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ مَّا  
بِتَأْكِيدِ الْقَلِيلِ فَقَالَ

الْمَلَائِكُ صَاعِدِينَ فِي صُورَتَيْهِمَا إِلَى  
السَّمَاءِ فَسَنَى الرَّجُلُ عَلَى نَفْسِهِ  
فَتَنَّبَهُ دَاوُدُ قَالَ تَعَالَى وَظَنَّ  
أَيُّ أَيُّقِنَ دَاوُدُ أَنْشَأْتَهُ  
أَوْ قَعْنَا مَاتِ فِتْنَهُ أَيُّ بَلِيَّةٍ مَحْبَبَةٍ  
بِكَ الْبَرَاءَةِ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ  
وَخَرَّ رَاكِعًا أَيُّ سَاجِدًا

وَ أَنْبَابُ ۝

۲۵) فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنْ  
لَهُ عِنْدَنَا لُزُومٌ أَيُّ  
زِيَادَةٌ خَيْرٌ فِي الدُّنْيَا وَ  
مَحْسُونٌ مَا ب ۝ مَرْجِعٌ  
فِي الْآخِرَةِ

تشریح

آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے کہہ گئے کہ اس شخص نے  
یعنی داؤد نے اپنے اوپر حکم کیا کیونکہ یہ قصہ جو مذکور ہوا  
داؤد کو ہی پیش آیا تھا یہ سکر داؤد کو تنبیہ ہوئی اور اس نے  
یقین کر لیا یہ ہماری طرف سے اس پر آزمائش ہے کہ  
بہبب محبت اس عورت کے ہم نے اس کو فتنہ میں مبتلا  
کیا۔ سو داؤد نے بخشش چاہی اپنے رب کی اور سجدہ میں  
گر گیا اور رجوع کیا طرف اللہ کے۔

۲۵) پس بخش دیا ہم نے اس کو اور بے شبہ اس کے لئے  
ہمارے پاس بہت سی بھلائی ہے دنیا میں اور عمدہ ٹھکانا  
ہے آخرت میں۔

۲۲) معاملہ ہے نانوائے اور ایک دُنبی کا | مقدرے کے ایک فریق نے کہا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں  
اور میرے پاس ایک دُنبی ہے یہ مجھ سے میری ایک دُنبی مانگ رہا ہے کیونکہ یہ بڑا آدمی ہے اور میں غریب آدمی  
ہوں یہ مال میں بھی مجھ سے زیادہ ہے اور بات چیت بھی ایسی کرتا ہے جس سے دوسرا آدمی مرعوب ہو جائے۔ اس لئے اس نے اپنی  
گفتگو سے مجھے دبا لیا ہے اور میری دُنبی پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

۲۳) حضرت داؤد کا فیصلہ | حضرت داؤد نے مدعی کے مقدمہ کی روداد سنی۔ بیان واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مدعا علیہ اس موقع پر خاموش رہا اور اس  
نے کوئی تردید نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اس بات کا اقرار تھا۔

حضرت داؤد نے فیصلہ فرمایا کہ اس شخص نے اپنی دُنبیوں کے ساتھ تیری دُنبی کا مطالبہ کر کے یقیناً تم پر ظلم کیا ہے اور واقعہ  
یہ ہے کہ اکثر ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے والے زیادتیاں کرتے رہتے ہیں زیادتی کرنے سے وہی لوگ بچتے ہیں جن میں  
ایمان ہو اور نیک عمل کرنے والے ہوں اور ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

○ یہ بات کہتے کہتے حضرت داؤد نے محسوس کر لیا کہ یہ مقدمہ دراصل ایک آزمائش ہے اور اس طرح مجھے عبادت سے ہٹا  
دیا گیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ شب و روز عبادت کی مشغولیت یہ بھی ہماری توفیق سے ہے۔ اس مقدمے کے فریضے  
عبادت کی یکسوئی سے ہٹ جاتا یہ وہی فتنہ اور آزمائش ہے۔

جیسے ہی حضرت داؤد کو یہ محسوس ہوا فوراً انھوں نے اپنے رب سے معافی مانگی سجدے میں گر پڑے اور اللہ کی طرف  
رجوع کیا کہ واقعی جو بھی نیک ہوئی ہے وہ اللہ کی توفیق سے ہی ہوتی ہے ع ”قدم یہ اٹھتے نہیں میں اٹھائے جاتے ہیں“  
○ اس مقام پر سجدہ تلاوت کیا جاتا ہے چاہے توبہ کے طور پر ہو یا شکر کے طور پر۔

۲۵) اللہ کی طرف سے معافی | اللہ کی طرف سے داؤد کی یہ آزمائش بھی اور جب حضرت داؤد کو اس کا احساس ہوا اور اپنی چوک پر معافی کے خواستگار ہوئے تو اللہ  
نے حضرت کو معاف کیا بلکہ اللہ کے یہاں ان کا جو مقام تھا اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔

يٰۤاٰوَدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ

يٰۤاٰوَدُ	اِنَّا	جَعَلْنَاكَ	خَلِيْفَةً	فِي	الْاَرْضِ
اے داؤد	بے شک ہم نے	ہم نے تجھے بنایا	نائب	میں	زمین

اے داؤد! بے شک ہم نے تجھے بنایا زمین (ملک) میں نائب:

فَاَحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

فَاَحْكُمْ	بَيْنَ	النَّاسِ	بِالْحَقِّ	وَلَا	تَتَّبِعِ
سو تو فیصلہ کر	درمیان	لوگوں	حق کے ساتھ	اور نہ	پیروی کر

سو تو لوگوں کے درمیان حق (انصاف) کے ساتھ فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی

الْهَوٰى فَيُضِلُّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ

الْهَوٰى	فَيُضِلُّكَ	عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	اِنَّ الَّذِيْنَ
خواہش	کہ وہ تجھے بھٹکادے	سے	راستہ	اللہ	بے شک جو لوگ

پیروی نہ کر کہ وہ تجھے بھٹکادے اللہ کے راستے سے، بے شک جو لوگ

يُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

يُضِلُّوْنَ	عَنْ	سَبِيْلِ	اللّٰهِ	لَهُمْ	عَذَابٌ
بھٹکتے ہیں	سے	راستہ	اللہ	ان کے لئے	عذاب

اللہ کے راستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب

۱۱۲

شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۳۶﴾ وَمَا

شَدِيْدٌۢ	بِمَا	نَسُوا	يَوْمَ	الْحِسَابِ	وَمَا
سخت	اس پر کہ	انھوں نے بھلا دیا	روز	حساب	اور نہیں

ہے اس پر کہ انھوں نے روزِ حساب کو بھلا دیا اور ہم نے

خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِاطِلَآءٍ

خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَا	بِاطِلَآءٍ
پیدا کیا ہم نے	آسمان	اور	زمین	اور جو	ان کے درمیان

باطل اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے باطل (بیکار خالی از حرکت) نہیں پیدا کیا۔



## ذَلِكَ ظَرْبُ الَّذِينَ كَفَرُوا هِ فَوَيْلٌ

ذَلِكَ	ظَرْبٌ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	فَوَيْلٌ
یہ	گمان	جن لوگوں نے	کفر کیا	پس خرابی ہے
یہ گمان ہے (ان لوگوں کا) جنہوں نے کفر کیا پس خرابی ہے				

## لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۲۷

لِلَّذِينَ	كَفَرُوا	مِنَ	النَّارِ
ان کے لئے جنہوں نے کفر کیا (کا)	ے	آگ	کافروں کے لئے آگ سے

۲۶) اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ بنایا کہ تمہارے  
کے تو لوگوں کے کاموں کی۔  
پس حکم کر تو درمیان آدمیوں کے ساتھ انصاف  
کے اور خواہش نفسانی پیروی نہ کر کہ وہ تجھ کو گمراہ  
کر دیں گی اللہ کے راستے سے۔

۲۶) بِأَدَاؤِ دُرِّانَا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً  
فِي الْأَرْضِ فَتَدَبَّرْ أَمْرَ  
النَّاسِ وَفَاحْكُم بَيْنَ  
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا  
تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ إِي هَوَى  
النَّفْسِ فَيُضِلَّكَ عَنْ  
سَبِيلِ اللَّهِ إِي عَنِ  
الدِّينِ لَا تَطِعِ إِلَّا اللَّهَ عَلَى  
سَوْحِيدٍ إِي الذِّينَ  
يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ  
اللَّهِ إِي عَنِ الْإِيمَانِ  
بِاللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ  
يَوْمَ نَسُؤُا بِنِسْيَانِهِمْ يَوْمَ  
الْحِسَابِ ۝ الْمُنْتَرِبُ عَلَيْهِ  
مَنْزُكُهُمُ الْإِيمَانِ وَلَوْ  
أَيَقْسُؤُا بِيَوْمِ الْحِسَابِ لَأَمْنُوا  
فِي الدُّنْيَا

یعنی دلیلیں جو توجید الہی پر دلالت کرتی ہیں ان سے  
تجھ کو غافل کر دیں گی۔  
بے شک جو لوگ گمراہ ہوتے ہیں اللہ کے راستے سے یعنی  
اس پر ایمان نہیں لاتے

ان کو سخت عذاب ہونے والا ہے بسبب اس کے کہ بھول  
گئے وہ حساب کے دن کو اور اس وجہ سے ایمان  
نزلانے۔ اور اگر ان کو حساب آخرت کا یقین ہوتا تو دنیا  
میں وہ ایمان لاتے۔

۲۷) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا  
إِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي كَلْبٍ مُّجْتَمِعٍ  
أُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا  
وَهُمْ فِي عَذَابٍ مُّتَسَاوِينَ  
أُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا  
وَهُمْ فِي عَذَابٍ مُّتَسَاوِينَ

۲۷) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ  
وَمَا بَيْنَهُمَا  
بَاطِلًا إِي عِبَادَ ذَلِكَ

وہ لوگ کہتے ہیں جو کافر ہوئے

جیسے مکہ والے سو خرابی ہے کافروں کو کہ وہ مدینہ  
میں جلیں گے۔

اِنۡیْ خَلَقْتُ مَا ذِکَرُ لَا لِشَیْءٍ  
ظَلَمَ التَّٰذِیۡنِ کَفَرُوۡا  
مِنۡ اَہْلِ مَکَّةَ فَوَیۡلٌ  
لِّاَیُّۡمِ الَّذِیۡنِ کَفَرُوۡا مِن  
التَّارِۡ

### تشریح

(۲۶) اسلامی حکومت وہی ہے جس کی بنیاد اللہ کی حاکمیت پر ہو۔ اللہ نے حضرت داؤد کو جو بلند رتبہ اور قرب کا مقام عطا فرمایا تھا اور ان کو ہلکی سی آزمائش سے بھی گزرنا پڑا تھا جس کے نتیجے میں حضرت داؤد اللہ کی طرف اور زیادہ رجوع ہوئے۔ اللہ نے ان کی معافی کے ساتھ ساتھ یہ بھی نصیحت فرمادی کہ ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے اور ہمارے نائب کی حیثیت سے تمہیں زمین پر عدل و انصاف پھیلانا ہے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے کیونکہ اسلامی حکومت وہی ہے جس میں اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کا ہو اور زمین پر اسی کی مرضی کے مطابق اس کی شریعت کے احکام جاری کئے جائیں تاکہ لوگ امن چین کے ساتھ رہیں سب کو ان کا حق ملے اور کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔

اکثر حق تلفی اور بے انصافی خواہش نفس کی پیروی کی وجہ سے ہوتی ہے نفس کی خواہشات انسان کو اللہ کے راستے سے ہٹا دیتی ہیں اور جب انسان اللہ کے راستے سے ہٹک جاتا ہے اور حساب کے دن کو بھول جاتا ہے کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو پھر وہ اللہ کے شدید عذاب سے بچ نہیں پاتا۔

(۲۷) دنیا کی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا یوں ہی بے کار نہیں بنائی اور اس دنیا میں انسان کو یونہی بلا وجہ نہیں بھیجا کہ اس میں کوئی حکمت، کوئی غرض اور کوئی مقصد نہ ہو اور اچھے یا بُرے کام کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کی زندگی اس مقصد کے لئے بنائی ہے کہ اس کا نتیجہ آخرت کی صورت میں سامنے آئے۔ یہاں دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کام کرنا ہے۔ انسان اپنی خواہشات کی پیروی چھوڑ کر حق کے اصول پر پوری مضبوطی کے ساتھ عمل کرے اور اپنا معاملہ خالق سے بھی ٹھیک رکھے اور مخلوق سے بھی۔ یہ نہ سمجھے کہ دنیا کی زندگی بس یوں ہی فضول اور بے کاری ہے اور آگے حساب کتاب کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ یہ خیالات تو ایسے لوگوں کے ہیں جو آخرت کی زندگی کے منکر، میں اور آخرت کا انکار کرنے والوں کے لئے جہنم کی آگ سے بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

قرآن مجید میں مختلف انداز میں اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ دنیا کی یہ زندگی بے مقصد نہیں ہے فضول اور بے کار نہیں ہے بلکہ اس زندگی کا مقصد آخرت ہے۔ سورہ مومنوں میں ارشاد ہوا

اَفَحَسِبۡتُمْ اَنۡنَا خَلَقۡنَاکُمۡ عَبَثًا وَاَنۡتُمْ کُمۡ اِلٰہِیۡنَا لَا تَشۡرَعُ لَکُمۡ شَیۡءٌ (آیت ۱۵)

(کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کر دیا ہے اور تم ہاری طعن پلٹائے جانے والے نہیں ہو۔)

سورہ دخان میں ارشاد ہوا،

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَ مَا بَیۡنَهُمَا لَٰعِبِیۡنَ ۚ مَا خَلَقۡنَاہُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَلٰلَکِنۡ

اَکۡثَرُہُمْ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۚ اِنۡ یَّوۡمَ النِّصۡلِ مِیۡقَاتُہُمۡۙ اَجۡمَعِیۡنَ ۚ (آیت ۱۵)

(ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اس کائنات کو جو ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا ہے ہم نے اس کو برحق پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ درحقیقت فیصلے کا دن ان سب کے لئے عافری کا وقت مقرر ہے۔)

## أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ

أَمْ	نَجْعَلُ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	كَالْمُفْسِدِينَ
کیا	ہم کریں گے	جو لوگ ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	ان کا طرح جو فاسد ہیں	

کیا ہم کریں گے؟ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے ان لوگوں کی طرح جو زمین میں

## فِي الْأَرْضِ زَأْمُنَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۲۸

فِي	الْأَرْضِ	زَأْمُنَجْعَلُ	الْمُتَّقِينَ	كَالْفُجَّارِ
میں	زمین	کیا	ہم کریں گے	فاجروں (بدکرداروں) کی طرح

نادبھیلاتے ہیں۔ کیا ہم بدکرداروں کو کریں گے بدکرداروں کی طرح

۲۸) کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے برابر ان کے کریں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا پرہیزگاروں کو ہم گناہ گاروں کی برابر کریں گے۔ یعنی ہرگز نہیں۔ اس آیت میں رو ہے ان کفار مکہ پر جو یہ کہتے تھے ایمان والوں سے کہ آخرت میں جو ہم کو ملے گا وہی ہم کو ملے گا۔

اور وجہ نازل ہونے اس آیت کے بھی یہ ان کا قول ہے کتاب انزلناہ الخ

۲۸) أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ زَأْمُنَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۚ نَزَّلْنَا سَاءَ مَا كَفَرْنَا مَكَّةَ لِلْمُؤْمِنِينَ إِنَّا نَعْطِي فِي الْآخِرَةِ مِثْلَ مَا تَعْطُونَ وَ أَمْ بِمَعْنَى هَمْزَةَ الْاِنْكَارِ

### تشریح

۲۸) آخرت کے عقلی دلائل ایک دن ایسا ہونا چاہیے کہ اچھے کام کرنے والوں کو ان کی نیکی کا پورا پورا صلہ ملے اور بدی کرنے والوں کو ان کی بدی کا پورا پورا بدلہ ملے۔ کیا یہ بات عقل کے مطابق ہے کہ اچھے اور برے میں کوئی فرق نہ ہو؟ اگر اچھائی کا بدلہ اچھا اور برائی کا بدلہ برانہ ملے تو پھر کیا ضرورت ہے کہ انسان دنیا میں تکلیفیں اٹھا کر نیکی پر چلے اور کیا ضرورت ہے کہ دنیا میں برائیوں سے بچتا پھرے اور بغیر انجام کو سوچے ہوئے دنیا کے مزے کیوں نہ لوئے اس طرح تو نیکی اور بدی کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے اس طرح تو اچھے اور برے سب یکساں ہو جاتے ہیں اس طرح تو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب ایک سطح پر آجاتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ بات نہ کسی طرح معقول ہے اور نہ حکمت کے مطابق۔ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے نیک اور ایمان آدی تکلیفیں اٹھا کر دنیا سے چلے جاتے ہیں اور کتنے ہی بد قماش اور غلط آدمی مزے اڑاتے ہیں آخرت میں نیکی کا صلہ اور بریوں کو ان کی برائی کا بدلہ ملنے کے لئے ایک دن تو ہونا چاہیے اس لئے عقل کا بھی تقاضا ہے کہ وہ دن ضرور ہے جہاں ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ

كِتَابٌ	أَنْزَلْنَاهُ	إِلَيْكَ	مُبَارَكٌ	لِيَدَّبَّرُوا	آيَاتِهِ
ایک کتاب	ہم نے اسے نازل کیا	آپ کی طرف	مبارک	تا کہ وہ غور کریں	اس کی آیات

ہم نے آپ کی طرف ایک مبارک کتاب نازل کی تا کہ وہ اس کی آیات پر غور کریں

وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝۲۹ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ

وَلِيَتَذَكَّرَ	أُولُو الْأَلْبَابِ	وَوَهَبْنَا	لِدَاوُدَ
اور تا کہ نصیحت پڑھیں	عقل والے	اور ہم نے عطا کیا	داؤد کو

اور تا کہ عقل والے نصیحت پڑھیں اور ہم نے داؤد کو سلیمان ۴

سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۳۰ إِذْ عَرَّضَ

سُلَيْمَانَ	نِعْمَ الْعَبْدُ	إِنَّهُ	أَوَّابٌ	إِذْ	عَرَّضَ
سلیمان	بہت اچھا بندہ	بے شک وہ	رجوع کر ڈالا	جب	پیش کئے گئے

عطا کیا، بہت اچھا بندہ۔ بے شک وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا۔ (وہ وقت بلا کر) جب

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصُّفْنَتُ الْجِيَادُ ۝۳۱

عَلَيْهِ	بِالْعَشِيِّ	الصُّفْنَتُ	الْجِيَادُ
اس پر سامنے	شام کے وقت	امیل گھوڑے	عدہ

شام کے وقت اس کے سامنے پیش کئے گئے امیل عدہ گھوڑے۔

۲۹) یہ برکت والی کتاب ہے کہ ہم نے اس کو اتارا تا کہ غور و فکر کریں وہ اس کی آیتوں میں اور اس کے معانی کو سوچیں۔

پس ایمان لاویں اور تا کہ اہل عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔

۳۰) اور ہم نے داؤد کو سلیمان بیٹا عطا کیا۔ اچھا بندہ ہے سلیمان بے شک وہ تمام اوقات ذکر اور تسبیح میں مشغول رہتا

۲۹) كِتَابٌ خَبَرٌ مُبِينٌ لِّمَنْ هَدَاهُ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ يَتَذَكَّرُ اُولُو الْعِلْمِ فِي الدِّالِ آيَاتِهِ يَتَذَكَّرُ فِي مَعَانِيهَا فَيُوَدُّ مَنْزِلَ اُولُو الْعِلْمِ اُولُو الْعِلْمِ اُولُو الْعِلْمِ وَوَهَبْنَا لِداوُدَ سُلَيْمَانَ اِنَّهُ اَوَّابٌ ۝

رَبَّاعٍ فِي السَّيْمِ وَالذِّكْرِ فِي جَمِيعِ الْأَدْعَاءِ  
 ۳۱) إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ هَوًى  
 مَا بَعْدَ الزُّوَالِ الصَّافِنَاتُ الْخَيْلُ  
 جَمْعٌ صَافِنَةٌ وَهِيَ الْقَائِمَةُ عَلَى ثَلَاثِ  
 رِافِئَةٍ الْأُخْرَى عَلَى ظَرْبِ الْحَافِرِ وَهِيَ  
 مِنْ صَفِينٍ يَصْفِنُ صُفُونًا الْجِمَالُ  
 جَمْعٌ جَوَادٍ وَهُوَ السَّابِقُ الْمَعْنَى أَنَّهُمَا  
 لَنْ اسْتَوْقَفَتْ سَكَنَتْ وَانْ  
 رُكِبَتْ سَبَقَتْ وَكَانَتْ أَلْفُ  
 فَزَيْسٍ عُرِضَتْ عَلَيْهِ بَعْدَ  
 أَنْ صَلَّى الظُّهْرَ لِإِرَادَتِهِ الْجِهَادِ  
 عَلَيْهَا لِعُدُوِّهِ فَعِنْدَ بُلُوغِ الْعُرُضِ  
 تَسْعِيًا مِمَّنْ عَرَبَتْ  
 الشَّمْسُ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى  
 الْعَصْرَ فَتَأْتَمُّ

والا ہے۔  
 ۳۱) جب کہ اس پر پیش کئے گئے دوپہر کے بعد عمدہ عمدہ گھوڑے جو تین پیروں پر کھڑے ہوں اور جو تھے، پیر کے تم کا کنارہ زمین پر رکھیں تیز رفتار آگے بڑھنے والے (یعنی وہ گھوڑے ایسے تھے کہ اگر ان کو ایک جگہ کھڑا کیا جاوے تو سکون و اطمینان سے کھڑے رہیں۔ اور اگر ان کو دوڑایا جائے اور چلایا جائے تو اوروں سے بڑھ جاویں۔ اور یہ ہزار گھوڑے تھے سلیمان نے جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو یہ سب گھوڑے اس کے سامنے لائے جانے لگے کہ اس کا ارادہ ان پر سوار ہو کر دشمن سے جہاد کرنے کا تھا سو تو سب گھوڑے ان میں سے پیش ہو چکے تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اس نے نماز عصر نہ پڑھی تھی سو وہ غم گین ہوا۔

### تشریح

۲۹) قرآن کتاب مبارک صحیفہ ہدایت ہے | جب نیک اور بد کا انجام ایک نہیں ہو سکتا تو لازم تھا کہ کوئی صحیفہ ہدایت حق تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو جو مقول طریقے سے لوگوں کو ان کے انجام سے خبردار کرے چنانچہ تمہارے پروردگار نے تمہارے اوپر یہ برکت دالی کتاب نازل کی جس کے ہر حرف میں اور اس کے مضامین و معانی میں خیر و سعادت ہے۔ یہ کتاب مبارک جو لوگوں کو ان کی زندگی کے مقصد سے آگاہ کرتی ہے اس لئے نازل کی گئی ہے کہ لوگ اس پر غور کریں اور تدبر و عقل رکھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ تدبر سے علم کی قوت پیدا ہوگی اور تذکیر و یاد دہانی سے عمل کے لئے حرکت پیدا ہوگی۔ اس لئے کہ یہ کتاب صرف علمی ہی نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ اور سمجھنے کے ساتھ عمل کا بھی تقاضا کرتی ہے۔

۳۰) حضرت داؤد کے جانشین ان کے بیٹے حضرت سلیمان | اللہ تم نے حضرت داؤد کو جہاں اور بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں وہاں ایک نعمت یہ بھی دی کہ حضرت سلیمان جیسے لائق بیٹے ان کو عطا کئے جو نبوت اور بادشاہت میں اپنے والد حضرت داؤد کے جانشین بنے۔ حضرت سلیمان اپنے والد حضرت داؤد کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے یہ سنہ ۹۶۵ ق م میں حضرت داؤد کے جانشین ہوئے اور تقریباً پچاس سال سنہ ۹۶۶ ق م تک بادشاہ رہے۔

۳۱) اللہ نے حضرت سلیمان کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ ہمارا بہترین بندہ تھا اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کرنے والا تھا۔ حضرت سلیمان اور جہاد کے گھوڑے | حضرت سلیمان بہت زیادہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے بہت اہل قسم کے تیز رفتار گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ ایک شام کو ایسا ہوا کہ وہ تیز رفتار سدھائے ہوئے گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے تو حضرت سلیمان نے ان گھوڑوں کو بڑی محبت سے دیکھا۔

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنِّي

فَقَالَ	إِنِّي	أَحْبَبْتُ	حُبَّ	الْخَيْرِ	عَنِّي
تو اس نے کہا	بے شک میں	میں نے دوست رکھا	محبت	مال	سے

تو اس نے کہا بے شک میں نے اپنے رب کی یاد سے (غافل ہو کر) مال کی محبت کو

ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲

ذِكْرِ	رَبِّي	حَتَّى	تَوَارَتْ	بِالْحِجَابِ
یاد	اپنا رب	یہاں تک کہ	چھپ گیا	پردہ میں

دوست رکھا یہاں تک کہ (سورج) چھپ گیا پردہ (مغرب) میں

رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ

رُدُّوْهَا	عَلَيَّ	فَطَفِقَ	مَسْحًا	بِالسُّوقِ
پھیر لاؤ انہیں	میرے سامنے	پھر شروع کیا	ہاتھ بھرنے۔ مٹا کرنا	پنڈلیوں پر

ان (گھوڑوں) کو میرے سامنے پھیر لاؤ، پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تواریسے)

وَالْأَعْنَافِ ۝۳۳ وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ

وَالْأَعْنَافِ	وَ	لَقَدْ	فَتَنَّا	سُلَيْمَانَ
اور گردنوں پر	اور	البتہ	ہم نے آزمائش کی	سلیمن

ہاتھ مٹانے کرنے لگا اور البتہ ہم نے سلیمان م کی آزمائش کی

وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا

وَأَلْقَيْنَا	عَلَى	كُرْسِيِّهِ	جَسَدًا
اور ہم نے ڈالا	پر	اس کے تخت	ایک دھڑ

اور ہم نے اس کے تخت پر ایک دھڑ ڈالا

ثُمَّ أَنَابَ ۝۳۴

ثُمَّ	أَنَابَ
پھر	اس نے رجوع کیا

پھر اس نے (اللہ کی طرف) رجوع کیا۔

(۳۲) پھر کہنے لگا کہ میں نے ان گھوڑوں کو پسند کیا اپنے رب کے ذکر سے یعنی نماز عمر مجھ سے قضا ہوگئی بسبب ان کی محبت کے یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں آگیا اور طروب ہو گیا نظر سے۔

(۳۳) پھر لاڈ ان گھوڑوں کو میرے پاس سو وہ لائے گئے

پس شروع کیا سلیمان نے کہ ان کو ذبح کرنا تھا اور ان کے پیر کاٹنا تھا تلوار سے۔ اللہ سے نزدیکی حاصل کرنے کو

کیونکہ ان کی مشغولی کی وجہ سے نماز قضا ہوئی اور ان کو ذبح کر کے ان کا گوشت صدقہ کر دیا۔ سو اللہ نے ان کے عوض اس کو ان سے بہتر اور تیز رفتار چیز عطا فرمائی یعنی ہوا کو اس کے تابع کر دیا کہ چلتی تھی اس کے حکم سے جس طرح وہ چاہے۔

(۳۴) اور بے شبہ ہم نے سلیمان کو فتنہ میں مبتلا کیا بسبب اس کے ملک اور سلطنت کے۔ اور قصہ اس کا اس طرح ہے کہ سلیمان کو ایک عورت سے محبت ہوگئی اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ اور وہ عورت بت کو پوجتی تھی سلیمان کے گھر میں اور اُس کو اس امر کی اطلاع نہ تھی اور سلیمان کا ملک ایک انگوٹھی میں تھا یعنی اس انگوٹھی کا موجود ہونا بقا سلطنت کا سامان تھا جس کے پاس وہ ہو وہی بادشاہ ہووے۔ پس سلیمان نے ایک تہریت الغلامیں جہاں کے وقت اس انگوٹھی کو نکال کر اپنی بیوی کے پاس رکھی جس کا نام امینہ تھا موافق اپنی مادہ کے پس ایک جن تھا وَالْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهٖ جَذَا لُو اور ہم نے رکھ دیا اس کے تخت پر

(۳۲) فَقَالَ اِنِّي اَحْبَبْتُ اَيُّ اَرَدْتُ حُبَّ الْخَيْرِ اَيُّ الْخَيْلِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي اَيُّ صَلَوةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَوَارَتْ اَيُّ الشَّمْسُ بِالْحِجَابِ اَيُّ اسْتَتَرَتْ بِسَائِحِجِهَا عَنِ الْاَبْصَارِ

(۳۳) رُدُّوْهَا عَلَيَّ اَيُّ الْخَيْلِ الْمَغْرُوضَةَ فَرُدُّوْهَا فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسَّيْفِ بِالسُّوْقِ جَنَمٍ سَاقٍ وَ الْاَعْنَاقِ اَيُّ ذَبَحَهَا وَقَطَمَ اَرْجُلَهَا تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَيْثُ اسْتَعْلَلَ بِهَا عَيْنَ الصَّلَوةِ وَ قَصَدَتْ بِلَحْيِهَا فَنَعَوْصَنَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا وَ اَسْرَعَ وَ هِيَ السَّرِيْعَةُ تَجْرِي بِاَمْرِ كَيْفَ شَاءَ

(۳۴) وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ اَبْتَلَيْنَاكَ بِسَلْبِ مُلْكِهِ وَ ذٰلِكَ لِتَرُوْجِهٖ بِاِمْرَاةٍ هُوَ يٰهَا وَ كَانَتْ تَعْبُدُ الصُّنَمَ فِيْ دَارِهَا مِنْ غَيْرِ عَلَيْهِ وَ كَانَتْ مُلْكُهُ فِيْ خَائِمِهِ فَتَرَعَهُ مَكْرًا عِنْدَ اِرَادَةِ الْغُلَاةِ وَ وَضَعَهُ عِنْدَ اِمْرَاَتِهِ السَّمَاةُ بِالْاَمِيْنَةِ عَلَى عَادَتِهِ فَبَاوَهَا حَتَّى فِيْ صُوْرَةِ سُلَيْمٰنٍ فَآخَذَهُ مِنْهَا وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا هُوَ

ایک جم کو یعنی وہ جن سلیمان کے تخت پر بیٹھا اور نام اس کا  
صخر تھا اور نام پرند جانور وغیرہ اس جن کے گرد موجود  
ہوئے پس سلیمان باہر آیا بدلی ہوئی صورت میں سو دیکھا  
کہ اس کے تخت پر جن بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے لوگوں سے  
کہا میں سلیمان ہوں۔ کسی نے اس کو نہ پہچانا  
تھُمَّ اَنَابَ پھر مل گیا سلیمان کو اس کا ملک چند روز کے  
بعد اس طرح کہ وہ انگوٹھی اس کو مل گئی سو وہ اس کو پہن  
کراپنے تخت پر بیٹھا گیا۔

ذٰلِكَ الْجِئِي وَهُوَ صَخْرًا وَغَيْرُهُ  
جَلَسَ عَلَى كُرْسِيِّ سُلَيْمَانَ  
وَكَفَتَ عَلَيْهِ الظُّلْمُ وَغَيْرَهَا فَخَرَجَ  
سُلَيْمَانَ فِي غَيْرِ هَيْئَةٍ فَرَأَاهُ عَلَى  
كُرْسِيِّهِ وَقَالَ لِلنَّاسِ اَنَا سُلَيْمَانُ  
فَاَشْكُرُوهُ ثُمَّ اَنَابَ وَرَجَعَ  
سُلَيْمَانَ اِلَى مَلِكِهِ  
بَعْدَ اَيَّامٍ بَارَاتٍ وَحَمَلَ  
اِلَى الخَنَازِكِ فَكَيْسَهُ  
وَجَلَسَ عَلَى كُرْسِيِّهِ

## تشریح

(۳۲) گھوڑوں کی دوڑ | آپ ان خوبصورت سبک زد گھوڑوں کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا ان کی محبت میں نے اپنے رب  
کی وجہ سے اختیار کی ہے۔ کیوں کہ یہ گھوڑے رب کے راستے میں جہاد کے لئے ہیں اس لئے میں ان کو پسند کرتا  
ہوں پھر آپ نے ان کو دوڑایا یہاں تک کہ وہ چند لمحوں میں نگا ہوں سے اوجھل ہو گئے۔

(۳۳) حضرت سلیمان نے ان گھوڑوں کو پھر واپس بلوایا | حضرت سلیمان م کو ان گھوڑوں کی دوڑ اور ان کی رفتار بہت پسند آئی کہ وہ  
اتنے تیز رفتار تھے کہ منٹوں میں نگا ہوں سے اوجھل ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو پھر میرے پاس لاؤ گھوڑے  
واپس لائے گئے حضرت سلیمان ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگے اور ان کی گرد صاف کرنے  
لگے۔ وہ سلیمان جو عظیم الشان بادشاہت کے باوجود اللہ کو یاد کرنے والے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے تھے اور  
جہاد کے سامان گھوڑوں وغیرہ سے اس لئے محبت کرتے تھے کہ وہ اللہ کے دین کو بلند کرنے کا ذریعہ ہیں۔ اپنی ان بلند حقیقتوں کے باوجود ان  
کو بھی آزمائش کی ایک صورت پیش آگئی۔

(۳۴) حضرت سلیمان کی آزمائش | حضرت داؤد کی طرح حضرت سلیمان ؑ بھی، اللہ کے پیغمبر بھی تھے اور ایک عظیم الشان سلطنت کے  
فرماں روا بھی۔ دونوں باپ بیٹے اپنے کردار و عمل کے اعتبار سے اتنے بلند تھے کہ اللہ کی ان نعمتوں کے ہمیشہ شکر گزار  
رہتے تھے اس کے عبادت گزار اور پروردگار کے احسانات کو یاد رکھتے تھے اور انھوں نے اپنی سلطنت کی طاقت کو ذاتی  
عیش و عشرت کی بجائے اللہ کے دین کے فروغ اور لوگوں کو امن و انصاف دینے کے لئے استعمال کیا تھا۔ جیسا کہ  
اوپر کی آیت میں ذکر آیا ہے کہ حضرت سلیمان کو جہاد کی غرض آجی نسل کے گھوڑے کھنے کا بہت شوق تھا اور وہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔  
حضرت سلیمان کی خواہش تھی کہ سلطنت کا یہ سلسلہ لوگوں کی بھلائی کے لئے ان کے خاندان میں آگے بھی قائم رہے غالباً ان کے دل میں یہ خواہش تھی کہ ان کا  
بیٹا جعناہم ان کا ولی عہد بنے اور ان کی جگہ تخت نشین ہو۔ یہ خواہش بذات خود کوئی غلط خواہش نہ تھی مگر ایک نیمبر کا جو بلند تر اللہ کے یہاں ہوتا اس کی تلاش  
آپ کی یہ خواہش بھی اللہ کی طرف ایک فتح اور آزمائش تھی۔ آپ کا بیٹا ایک نالائق نوجوان بن کر اٹھا اور اس کے لہجے میں صفتا رہے تھے کہ وہ اپنے باپ دہلائی  
سلطنت کو نبھانے کے قابل نہیں ہے۔ ان کی کرسی پر ایک جسد ڈالنے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جس بیٹے کو وہ اپنی کرسی پر بیٹھانا چاہتے تھے  
وہ سلطنت نبھانے کا اہل نہیں ہے۔

حضرت سلیمان کو اس کتبہ ہونی انھوں نے اپنی خواہش سے رجوع کیا اور اللہ سے معافی کے طلبگار ہوئے۔



قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا

قَالَ	رَبِّ	اغْفِرْ لِي	وَهَبْ	لِي	مُلْكًا	لَّا
اس نے کہا	اے میرے رب	مجھے بخش دے	اور عطا فرما	مجھے	ایسی سلطنت	کہ

اس نے کہا اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما دے

يَتَّبِعِي ۙ اِلٰحِدٍ مِّنْ اَبْعَدِي ۗ اِنَّكَ اَنْتَ

يَتَّبِعِي	اِلٰحِدٍ	مِّنْ اَبْعَدِي	اِنَّكَ	اَنْتَ
سزاوار ہو	کسی کو	میرے بعد	بے شک تو	تو

جو میرے بعد کسی کو سزاوار (میرا) ہو بے شک تو ہی عطا

الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي

الْوَهَّابُ	فَسَخَّرْنَا	لَهُ	الرِّيحَ	تَجْرِي
عطا فرمانے والا	پھر ہم نے مسخر کر دیا	اس کے لئے	ہوا	وہ چلتی تھی

کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے مسخر کر دیا اس کے لئے ہوا کو وہ چلتی تھی

بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٣٦﴾ وَالشَّيْطٰنِ

بِأَمْرِهِ	رُخَاءً	حَيْثُ	أَصَابَ	وَالشَّيْطٰنِ
اس کے حکم سے	نرم لے	جہاں	وہ پہنچتا چاہتا	اور دیو (جناات)

اس کے حکم سے نرم نرم جہاں وہ پہنچتا چاہتا تھا اور تمام جناات (تابع کر دیئے)

كُلِّ بَنَاءٍ وَغَوَّاصٍ ﴿٣٧﴾ وَاٰخِرِيْنَ مَقْرٰنِيْنَ

كُلِّ	بَنَاءٍ	وَغَوَّاصٍ	وَ اٰخِرِيْنَ	مَقْرٰنِيْنَ
تمام	عمر بنانے والے	اور غوطہ مارنے والے	اور دوسرے	جوڑے ہوئے

عمرت بنانے والے اور غوطہ مارنے والے اور دوسرے زنجیروں میں

فِي الْاَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هٰذَا عَطَاؤُنَا وَمَا مَنُنُ

فِي	الْاَصْفَادِ	هٰذَا	عَطَاؤُنَا	وَمَا	مَنُنُ
میں	زنجیروں	یہ	ہمارا عطیہ	اب تو احسان کر	جوڑے ہوئے

جوڑے ہوئے۔ ہمارا عطیہ ہے۔ اب تو احسان کر،

## أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳۹ وَإِنَّ لَهُ

أَوْ أَمْسِكْ	بِغَيْرِ حِسَابٍ	وَإِنَّ لَهُ
یا روک رکھ	حساب کے بغیر	اس کے لئے
یا رکھ	حساب کے بغیر (تم سے کچھ حساب نہ ہوگا)	اور بے شک اس کے لئے

۳۹

## عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحَسَنَ مَاٰبٍ ۝۴۰

عِنْدَنَا	لَزُلْفَىٰ	وَحَسَنَ	مَاٰبٍ
ہمارے پاس	البتہ قرب	اور اچھا	ٹھکانا

ہمارے پاس البتہ قرب اور اچھا ٹھکانا ہے

۳۵) قَالَ رَبِّ اغْضُوبْنِي اِنْ كُنْتُ لَكَ كَرِهًا لَّكَ كَرِهْتَ لِمِثْلٍ نَّظِيرٍ  
کو بخش اور عطا فرما مجھ کو ایسا ملک کہ میرے سوا کسی کو نہ ملے

بے شک تو بہت کچھ دینے والا ہے۔

۳۶) سَوْءٌ لَّكَ مِنَ الْعُقُوبِ اِنَّكَ كُنْتَ تَوَكَّلُ عَلٰى الْبَطٰلِ  
سوچنے سے ہو کہ اس کے تابع کر دیا کہ وہ ملتی تھی اس کے حکم سے ہرگز جس جگہ وہ چاہتا۔

۳۷) اِنَّكَ لَمِنَ الْكَافِرِيْنَ  
اور تابع کیا شیاطین کو اس کے کردہ اس کے حکم سے کام کرتے تھے۔ کوئی ان میں سے عجیب و غریب مکانات بنانا اور کوئی دریا میں غوطہ مار کر موت نکالنا تھا

۳۸) اِنَّكَ لَمِنَ الْكَافِرِيْنَ  
اور کچھ ان میں سے بندھے ہوئے تھے قید میں کہ ان کے ہاتھ گردلوں سے ملا کر باندھ دئے گئے تھے۔

اور ہم نے سلیمان سے کہا کہ:

۳۹) اِنَّكَ لَمِنَ الْكَافِرِيْنَ  
یہ ہماری عطا ہے جو ہم نے تجھ کو دی سو تو جس کو چاہے اس میں سے دے یا نہ دے۔ تجھ سے اس بارہ میں کچھ باز نہیں

۳۵) قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ

لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ

لَا يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنْ

بَعْدِيْ اَي سِوَايَ تَخُوْ

فَتَمِّنْ يَّهْدِيْهِ مِنْ بَعْدِيْ

اللّٰهُ اَي سِوَا اللّٰهِ اِنَّكَ اَنْتَ

التَّوَّابُ

۳۶) فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

تَجْرِيْ بِاَمْرِ رُوْحَانٍ

لِيَنْتَهِيَ حَيْثُ اَصَابَ ۝ اَرَادَ

۳۷) وَالشَّيْطٰنِ كُلَّ بَنِي

الْاَبْلٰثِيَّةِ الْعَجِيْبَةِ وَ

غَوَاصِ ۝ فِي الْبَحْرِ لِيَسْتَخْرِجَ

التُّوْلُوْ

۳۸) وَ الْاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ مَّقْرَنِيْنَ

مَسْدُوْدِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

الْقِيُوْدُ يَجْمَعُ اِيْدِيْهِمْ اِلَى

۳۹) هٰذَا اَعْطَاوْنَا قٰمِنِيْنَ اَعْطٰ

مِنْهُ مَمْنٰنًا مِّمَّا اَوْ اَمْسِكْ عَنِ

نہیں۔

الْأَعْطَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ آي لَا  
حِسَابَ عَلَيْكَ فِي ذَلِكَ

۳۰ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَكِرْمًا  
وَحَسَنًا مَّا يَنْتَقِمْ  
مِثْلَهُ

۳۰ اور اس کے لئے ہمارے پاس بہت سی بھلائی ہے دنیا  
میں اور آخرت میں عمدہ ٹھکانا۔

### تشریح

۳۵ حضرت سلیمانؑ کی اللہ کے سامنے معذرت خواہی | حضرت سلیمانؑ نے اپنی اس خواہش سے رجوع فرمایا اور ان الفاظ میں اللہ  
تعالیٰ سے معذرت خواہ ہوئے کہ رَبِّ اعْفُوبْنِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي  
إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (اے میرے رب مجھے معاف کر دے اور مجھے وہ بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے  
سزاوار نہ ہو بے شک تو ہی اصل داتا ہے)

حضرت سلیمانؑ کی اس دعا کے الفاظ سے کہ اے میرے رب مجھے معاف کر دے اور مجھے کو وہ بادشاہی دے جو کسی کے لئے  
سزاوار نہ ہو۔ اگر دعا کے ان الفاظ کو بنی اسرائیل کی تاریخ سے ملایا جائے تو بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ وہ آزمائش جو آنجناب کو پیش  
آئی وہ یہی نسا تھی کہ میرے بعد فرماں روائی میری نسل میں باقی رہے اور جس کے متعلق آیت بالا میں ذکر آچکا ہے۔

۳۶ حضرت سلیمانؑ کے لئے ہوا کا مسخر ہونا | حضرت سلیمانؑ کی بہت سی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے  
ہواؤں کو مسخر کر دیا تھا جو ان کے حکم سے جہر کو وہ چاہتے تھے نرمی کے ساتھ چلتی تھی حضرت سلیمانؑ نے بڑے بڑے بادبانی جہاز بنا  
تھے جو تجارتی سامان لے کر چلا کرتے تھے۔ بادبانی جہازوں کو چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا کہ ان کے تجارتی  
بیڑوں کو مسخر کرنے کی جس طرف ضرورت ہوتی تھی اسی طرف ہوا چلتی تھی۔

۳۷ حضرت سلیمانؑ کے لئے جنات کی تسخیر | حضرت سلیمانؑ کی سلطنت اور آپ کی حکومت کی عظمت کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف ہواؤں پر  
بلکہ جنات پر بھی آپ کی حکومت تھی جن میں ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور تھے جو آپ کے لئے بڑی بڑی عمارتیں بناتے تھے اور  
سمندروں میں غوطے لگا کر موتی نکالتے تھے۔

۳۸ حضرت سلیمانؑ کے لئے یا بند سلاسل جنات | حضرت سلیمانؑ کے لئے ایسے جنات بھی مسخر تھے جنہیں شرارت کے جرم میں مقید کر دیا جاتا تھا  
وہ بھاگنے اور شرارت کرنے پر قادر نہ رہتے تھے اور حضرت سلیمانؑ کی قدرت کرتے تھے حضرت سلیمانؑ ان سے سلطنت کے کام لیا کرتے تھے اس طرح  
ان کی سلطنت کا دائرہ انسانوں سے بڑھ کر جنات، ہواؤں اور پرندوں تک پھیلا ہوا تھا۔

۳۹ اللہ کی بخشش اور بے حساب | اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ سے فرمایا کہ یہ سلطنت اور یہ بے حساب دولت  
سب ہمارے انعامات ہیں تم جس کو چاہو دو جس کو چاہو نہ دو۔ جو تمہارے اختیارات میں ہیں جنات وغیرہ  
میں سے جن کو چاہو چھوڑ دو جن کو چاہو نہ چھوڑو تم سے کوئی مواخذہ نہیں ہے آخرت میں تم سے اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے  
لیکن حضرت سلیمانؑ اتنی دولت اور سلطنت کے باوجود اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکرے بنا کر اپنا گزارہ کیا کرتے تھے۔ یہ  
تھے وہ بادشاہ جو شاہی میں فقیری کرتے تھے۔

۴۰ اللہ کے یہاں حضرت سلیمانؑ کا تقرب | دنیاوی بادشاہت کے باوجود حضرت سلیمانؑ کا روحانی درجہ اور اللہ کے یہاں  
تقرب بہت بلند تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کا ہمارے یہاں جو مرتبہ ہے اور فردوس بریں میں اچھا ٹھکانا ہے۔ دراصل  
ان بادشاہوں کی بادشاہتیں بھی عدل و انصاف کی وجہ سے اللہ کے یہاں تقرب کا ذریعہ تھیں۔

وَإِذْ كُرِعْنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ

وَإِذْ كُرِعْنَا	أَيُّوبَ	إِذْ	نَادَىٰ	رَبَّهُ	أَنِّي	مَسَّنِيَ
اور یاد کریں	یوب کو	جب	اس نے بکارا	اپنے رب	بیشک میں	مجھے پہنچایا

اور آپ یاد کریں ہمارے بندے یوب کو جب اس نے اپنے رب کو بکارا کہ مجھے شیطان

الشَّيْطَانِ بِضُوبٍ وَعَذَابٍ ۝۴۱ أُرْكُضْ بِرِجْلِكَ

الشَّيْطَانِ	بِضُوبٍ	وَعَذَابٍ	أُرْكُضْ	بِرِجْلِكَ
شیطان	ایذا	اور دکھ	(زمین پر) مار	اپنا پاؤں

نے ایذا اور دکھ پہنچایا ہے (ہم نے فرمایا) زمین پر مار اپنا پاؤں

هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝۴۲

هَذَا	مُغْتَسَلٌ	بَارِدٌ	وَشَرَابٌ
یہ	غسل کے لئے	ٹھنڈا	اور پینے کے لئے

یہ (لو) غسل کے لئے ٹھنڈا اور پینے کے لئے (خیریں پانی)

۴۱) وَإِذْ كُرِعْنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانِ بِضُوبٍ وَعَذَابٍ ۝۴۱ اور یاد کریں ہمارے بندے یوب کو جب اس نے اپنے رب کو بکارا کہ بے شبہ مجھ کو شیطان نے ضرر پہنچایا اور تکالیف میں مبتلا کیا (یوب نے بیماری اور تکلیف کو شیطان کی طرف منسوب کیا حالانکہ تمام امور اللہ ہی کی طرف سے ہیں ازراہ ادب ساتھ اللہ عزوجل کے)

۴۲) هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝۴۲ اور یوب کو حکم ہوا کہ اپنا پیر زمین پر مار۔ اس نے مارا پس جاری ہوا ایک چشمہ پانی کا اس کو کہا گیا کہ یہ پانی ہے ٹھنڈا غسل کرنے اور پینے کو۔

۴۱) وَإِذْ كُرِعْنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانِ بِضُوبٍ وَعَذَابٍ ۝۴۱  
 ۴۲) هَذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝۴۲

سواس نے غسل کیا اور اس کو پیا۔ سو جاتی رہی اس  
کی تمام بیماریاں۔  
ظاہری اور باطنی۔

تَشْرِبُ مِنْهُ فَاعْتَسَلَ  
وَمَشْرَبٍ فَذَهَبَ عَنْهُ  
كُلُّ دَاءٍ كَانَتْ يَظَاهِرُهُ  
وَبَاطِنُهُ

### تشریح

(۳۱) حضرت ایوبؑ کا تذکرہ اور لطیف انداز میں اللہ کے حضور میں درخواست | اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا تھا اور وہ ان نعمتوں کو پا کر مغرور ہونے کے بجائے اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہے جس سے شکر گذاری کا ایک اعلیٰ نمونہ عالم انسانیت کے سامنے آیا۔  
اللہ کے نبی حضرت ایوبؑ کے ساتھ دوسری صورت پیش آئی اور صبر و استقلال کی ایک بہترین مثال صبر ایوب کی صورت میں دنیا نے دیکھی۔

حضرت ایوبؑ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے تھے ان کا زمانہ نویں صدی سے پہلے کا ہے وہ عوف کے رہنے والے تھے عوف فلسطین کے مغربی جانب ادوم کے شمال مشرق میں واقع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوبؑ کو خوش حالی اور آسودگی عطا فرمائی تھی۔ مگر ان کے ساتھ ایک آزمائش پیش آئی ان کی کھیتیاں جل گئیں، جانور مر گئے، بدن میں آبلے پڑ گئے، سب نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا مگر ان کی اہلیہ نے رفاقت کا حق ادا کیا۔ حضرت ایوبؑ جس طرح خوشحالی میں اللہ کے شکر گزار تھے ان تکلیفوں میں بھی صابر و صبر کر رہے جب تکلیف برداشت کی حد سے آگے بڑھ گئی تو بڑے لطیف انداز میں اللہ کے سامنے اپنی تکلیف کا اظہار کر کے رحم کی درخواست کی اور عرض کیا: اِنِّیْ مَسْتَشْفِیُ الصَّنِیْءِ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ (سورہ انبیاء۔ آیت ۸۳) میرے رب مجھے بیماری لگ گئی ہے اور آپ ارحم الراحمین ہیں۔

آیت مذکورہ میں حضرت ایوبؑ کا اپنی بیماری کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بیماری کی شدت میں شیطان و سوسہ اندازی کرتا ہے اور مجھے ناشکر بنانا چاہتا ہے۔  
جن امور میں کوئی پہلو شریا یا ایذا کا ہو یا کسی صحیح مقصد کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے کیونکہ اکثر اس قسم کی چیزوں میں شیطان سبب بن جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ میں سورہ کہف میں آیا ہے: وَمَا آتٰنَا نِیْلًا اِلَّا الشَّیْطٰنُ اِنِّیْ اَذْکُرُکَ (آیت ۶۰ رکوہ ۹)  
(اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر آپ سے کرنا بھول گیا۔)  
اس کریم النفس انسان نے جس لطیف انداز میں اپنے درد و کرب کا ذکر کیا اس سے اللہ کی رحمت کو جوش آ گیا جس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

(۳۲) حضرت ایوبؑ کے لئے پانی کا چشمہ | اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش آیا اور حضرت ایوبؑ کی صحت و شفا کے لئے اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طریقے پر زمین سے پانی کا چشمہ جاری کیا۔ حضرت ایوبؑ کو حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو ان کے زمین پر پاؤں مارنے سے اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ جاری کیا ٹھنڈے پانی کا یہ چشمہ نہانے اور پینے دونوں چیزوں میں کام آتا تھا حضرت ایوبؑ اس سے نہاتے بھی تھے اور اسی پانی کو پیتے بھی تھے۔ اس طرح ان کی جلدی بیماری ٹھیک ہوئی گئی اور وہ پوری طرح صحت مند ہو گئے۔

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُم مَّعَهُمْ رَاحِمَةً

وَوَهَبْنَا لَهُ	أَهْلَهُ	وَمِثْلَهُمْ	مَّعَهُمْ	رَاحِمَةً
اور ہم نے عطا کیا	اس کو	اس کے اہل خانہ	اور ان جیسے	ان کے ساتھ ایک رحمت

اور ہم نے اسے اس کے اہل خانہ اور ان کے ساتھ ان جیسے (اور بھی) عطا کئے (یہ) ہماری طرف سے

مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولَى الْأَلْبَابِ ۝۳۳ وَخُذْ بِيَدِكَ

مِنَّا	وَذِكْرَىٰ	لِأُولَى	الْأَلْبَابِ	وَخُذْ	بِيَدِكَ
ہماری (طرف سے)	اور نصیحت	عقل والوں کے لئے	اور اولی	اور لے	اپنے ہاتھ میں

ایک رحمت تھی اور عقل والوں کے لئے نصیحت۔ اور اپنے ہاتھ میں

ضِعْفًا فَاصْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُتْ إِنَّا وَجَدْنَاهُ

ضِعْفًا	فَاصْرِبْ	بِهِ	وَلَا تَحْنُتْ	إِنَّا	وَجَدْنَاهُ
جھاڑو	اس سے مار	اس کو	اور قسم نہ توڑ	بے شک ہم	ہم نے اسے پایا

جھاڑو لے اور وہ اس سے (اپنی بیوی کو) مار اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے اسے

صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۳۴

صَابِرًا	نِعْمَ	الْعَبْدُ	إِنَّهُ	أَوَّابٌ
صابر	اچھا	بندہ	بے شک وہ	(اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا

صابر پایا (اور) اچھا بندہ۔ بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

۳۳) اور ہم نے اس کو عطا کیا اس کا کنبہ اور ان کے مثل  
اسی قدر اور دیا یعنی جو اولاد اس کی مرگئی تھی ان  
کو زندہ کر دیا اور ان کے مثل اور اولاد عطا فرمائی

یہ ہماری رحمت اور انعام تھا اس پر۔ اور یہ نصیحت  
ہے عقل والوں کو۔

۳۴) اور ایوب نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنی بیوی کو ایک سو مرتبہ  
ماروں گا کہ اس نے ایک دن کسی کام میں دیر کی تھی اور لایا

۳۳) وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَاحِمَةً  
مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ أَي أَحْيَىٰ  
اللَّهُ لَهُ مَنْ مَاتَ مِنْ  
أَوْلَادِهِ وَزَوْجَتُهُ مِثْلَهُمْ  
رَاحِمَةً نِعْمَةٌ مِّنَّا وَ  
ذِكْرَىٰ عِظَةٌ لِأُولَى الْأَلْبَابِ  
لِأَهْلِ الْأَلْبَابِ الْعُقُولِ

۳۴) وَخُذْ بِيَدِكَ ضِعْفًا مِّنْ  
حُزْمَةٍ مِّنْ حَبَشٍ أَوْ

کے حکم کی فوراً تعمیل نہ کی تھی اس پر حکم ہوا وَأَخَذْنَا مِنْهُ  
مِثْقَالَ حَبِّ خَلْدٍ اور لے تو اپنے ہاتھ میں مٹھا گھاس کا یا  
 شاخہائے درخت کا پس مار اس سے اپنی بیوی کو اور اپنی  
 قسم نہ توڑ کر اس کو نہ مارے۔ پس لی یوب نے سو  
 شاخیں اذخر کی یا کسی اور گھاس وغیرہ کی پس ایک  
 مرتبہ وہ سب اپنی بیوی کے ماری۔

اِنَّهُ وَجَدَ فِيهَا صَابِرًا اَوْ بَعْضَ اُولٰٓئِكَ  
 کرنے والا۔ اچھا بندہ ہے یوب کہ بے شک وہ رجوع کرنے  
 والا ہے طرف اللہ تعالیٰ کے۔

اَوْ قِصَابٍ فَاَضْرِبْ بِهٖ رُفْحًا  
 وَفَدًا كَانَ حَلْفًا لِّمَنْ ضَرِبَ بِهٖا  
 مِثْقَالَ ضَرْبَةٍ لِّاِبْطَاطِهَا عَلَيْهِ  
 يَوْمًا وَاَلَّا تَحْتِثُ بِتَرِكِ  
 ضَرْفِهَا فَاخْذِ مِثْقَالَ عَوْدٍ  
 مِنَ الْاَذْخِرِ اَوْ غَيْرِهٖ فَضَرْفِهَا  
 بِهٖ ضَرْبَةً وَاِحْدَةً اِنَّا وَجَدْنَاهُ  
 صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّ اِيُّوبَ  
 اِنَّهٗ اَوْ اَبًا ۝ رَجَاعًا اِلَى  
 اللّٰهِ تَعَالٰی

### تشریح

(۳۲) اہل و عیال کی واپسی اور اللہ کی مزید غنائیں | صحت مند ہونے کے بعد وہ لوگ جو آپ سے منہ موڑ گئے تھے اور ان کے اہل و  
 عیال سب واپس آگے خیرش حالی بھی ہو گئی اور اللہ نے مزید اولاد عطا فرمائی۔

ایک دانش مند اور صاحب فکر آدمی کے لئے ان حالات میں یہ سبق ہے کہ جب حالات اچھے ہوں تو پروردگار کو بھول  
 کر نہ توڑ کشتی اختیار کرنی چاہیے اور نہ اپنی حیثیت کو بھولنا چاہیے۔ حالات برے ہوں تو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ بندے کو ہر حال  
 میں اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ تقدیر کی بھلائی اور برائی سب اس کے قبضے میں ہے۔ وہ چاہے تو بدترین  
 حالات کو بہترین حالات سے بدل دے اور وہ چاہے تو خوش حالی کو بد حالی سے بدل دے اس لئے ہر حال میں اسی پر توکل  
 کرے اور اسی سے لو لگائے۔

(۳۳) حضرت ایوب کی قسم اور اس کے لئے اللہ کی طرف سے سہولت | حضرت ایوب جس زمانے میں تکلیف میں مبتلا تھے انہوں نے کسی  
 بات پر ناراض ہو کر اپنی اہلیہ کو یا کسی اور کو مارنے کی قسم کھائی تھی اور یہ قسم کھائی تھی کہ میں اتنے کوڑے ماروں گا جب  
 آپ صحت یاب ہو گئے تو غصے کی حالت میں وہ کھائی ہوئی قسم پوری کرنے کا معاملہ آیا۔ اب اگر اپنی قسم پوری کرتے ہیں تو  
 بلاوجہ ایک بے گناہ کو مارنا پڑتا ہے اور اگر قسم توڑتے ہیں تو قسم توڑنا بہی نامناسب بات ہے عجیب محضے میں پڑ گئے اور  
 اس کا حل سمجھ میں نہ آیا۔

تو چونکہ کوئی شرعی حکم باطل نہیں ہو رہا تھا نہ کوئی دینی مقصد نامکمل رہ رہا تھا، نہ کوئی حرام کو حلال کرنے کے لئے  
 جیلہ سازی تھی نہ کسی فرض کو ساقط کرنے یا نیکی سے بچنے کے لئے کوئی بہانہ نکالنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب  
 کے صابرانہ کردار اور ان کی برداشت اور پروردگار سے رجوع کی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ایک سہل اور آسان صورت پیدا  
 کر دی کہ قسم بھی پوری ہو جائے اور ایسی مار بھی نہ پڑے جو زیادہ تکلیف دہ ہو۔

فرمایا کہ تنگیوں کا ایک مٹھا لے لو اور اس سے ایک ضرب لگا دو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کی طرف  
 سے اس سہولت نے ایک رعایت کا دروازہ بھی کھول دیا کہ اگر کبھی مضطرب ہو کر کوئی انسان کسی اخلاقی محضے  
 میں پھنس جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راہ پیدا فرمادیتے ہیں۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وَاذْكُرْ	عَبْدَنَا	اِبْرَاهِيْمَ	وَ	اسْحٰقَ	وَ	يَعْقُوْبَ
اور یاد کریں	ہمارا بندہ	ابراہیم	اور	اسحاق	اور	یعقوب

اور آپ ہمارے بندے ابراہیم کو یاد کریں اور اسحاق اور یعقوب کو

اُولِي الْاَيْدِي وَالْاَبْصَارِ ۝۳۵ اِنَّا اَخْلَصْنٰهُمْ

اُولِي الْاَيْدِي	وَ	الْاَبْصَارِ	اِنَّا	اَخْلَصْنٰهُمْ
ہاتھوں والے	اور	آنکھوں والے	بے شک ہم	ہم نے انہیں خاص کیا

جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے (علم عمل کی قوت والے) تھے۔ ہم نے انہیں ایک خاص

بِخَالِصَةٍ ذِكْرِي الدَّارِ ۝۳۶ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا

بِخَالِصَةٍ	ذِكْرِي	الدَّارِ	وَ	اِنَّهُمْ	عِنْدَنَا
خاص صفت	یاد	گھر (آخرت کا)	اور	بے شک وہ	ہمارے نزدیک

صفت سے خاص کیا (اور وہ) یاد ہے آخرت کے گھر کی اور بے شک وہ ہمارے نزدیک

لِمَنِ الْمُصْطَفَيْنِ الْاٰخِيَارِ ۝۳۷ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ

لِمَنِ	الْمُصْطَفَيْنِ	الْاٰخِيَارِ	وَ	اَذْكُرْ	اِسْمٰعِيْلَ
البتہ سے	چنے ہوئے	سب سے اچھے	اور	یاد کریں	اسماعیل

سب سے اچھے چنے ہوئے لوگوں میں سے تھے۔ اور آپ یاد کریں اسمعیل

وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلُّ مِّنَ الْاٰخِيَارِ ۝۳۸ هٰذَا

وَالْيَسَعَ	وَ	ذَا الْكِفْلِ	وَ	كُلُّ	مِّنَ	الْاٰخِيَارِ	هٰذَا
اور یسع	اور	ذاکفیل	اور	تمام	سے	سب سے اچھے	یہ

اور یسع اور ذاکفیل کو اور یہ تمام ہی سب اچھے لوگوں میں سے تھے۔ یہ

ذِكْرُهُ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لِحُسْنِ مَا بَ ۝۳۹

ذِكْرُهُ	وَاِنَّ	لِلْمُتَّقِيْنَ	لِحُسْنِ	مَا بَ
ایک نصیحت	اور بے شک	برہیزگاروں کے لئے	البتہ اچھا	کھانا

ایک نصیحت ہے اور البتہ برہیزگاروں کے لئے اچھا کھانا ہے۔



## فیصل

(۳۵) اور یاد کر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کو جو بڑے مضبوط تھے عبادت میں اور بڑے ہوشیار اور بینائی والے دین میں۔

(۳۶) بے شک ہم نے ان کو خالص آخرت کی یاد کے لئے بنایا کہ شب و روز وہ آخرت کے لئے عمل کرتے تھے۔

(۳۷) اور بالیقین یہ سب ہمارے نزدیک پسندیدہ برگزیدہ بندے ہیں۔

(۳۸) اور یاد کر اسمعیل اور ایسح کو (ایسح ایک پیغمبر ہیں الفلام اس میں زائد ہے) اور یاد کر ذوالکفل کو (اس میں اختلاف ہے کہ ذوالکفل پیغمبر تھا یا نہیں کہا گیا کہ نام اس کا ذوالکفل اس لئے ہوا کہ اس شخص پیغمبروں کو رکھا اور ان کی کفالت کی جو قتل سے بچ کر اس پاس بھاگ آئے تھے) اور یہ سب بہت اچھے بندے ہیں۔

(۳۹) یہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر ہے دنیا میں اور بالیقین پرہیزگاروں کے لئے جن میں یہ سب بھی داخل ہیں آخرت میں عمدہ ٹھکانا ہے۔

(۳۵) وَإِذْ كَرَّمْنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَيَعْقُوبَ وَأُولِي الْأَيْدِي أَضْمَانًا الْقَوِي فِي الْعِبَادَةِ وَالْأَبْصَارِ الْبَصِيرِ فِي الدِّينِ ذَوِي مِرَادٍ عِبَادَتَنَا وَإِبْرَاهِيمَ بَيِّنَاتٍ لَّهُ وَمَا بَعَدَهُ عَظَمًا عَلَى عِبَادَتَنَا

(۳۶) إِنَّمَا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ هِيَ ذِكْرَى الدَّارِ الْآخِرَةِ أَمْ ذَكَرْهَا وَالْعَمَلُ لَهَا وَفِي مِرَادٍ بِالْإِضَافَةِ وَهِيَ لِلْبَيِّنَاتِ

(۳۷) وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُضْطَلِّينَ الْمُخْتَارِينَ الْأَخْيَارِ ۝ جَمْعٌ خَيْرٌ بِالشُّدْبِ وَإِذْ كَرَّمْنَا إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ هُوَ خَبْرٌ وَاللَّامُ زَائِدَةٌ وَذَا الْكِفْلِ اخْتَلَفَ فِي نُبُوَّتِهِ قِيلَ كَيْفَلٌ مِائَةٌ شَبَّ فَرُؤًا إِلَيْهِ مِنَ الْقَتْلِ وَكُلُّ أَيْ كَلِمَةٍ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝ جَمْعٌ خَيْرٌ بِالتَّثْقِيلِ

(۳۹) هَذَا إِذْ كَرَّمْنَا لَهُمْ بِالشَّنَاءِ الْجَبِيلِ هُنَا وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ الشَّامِلِينَ لَهُمْ لِحُسْنِ مَا ۝ مَرْجِعٌ فِي الْآخِرَةِ

## تشریح

(۳۵) ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کا بھی ذکر کرو | اعلیٰ کردار کے وہ لوگ جن میں قوت عمل بھی تھی اور وہ دیدہ ور لوگ تھے اللہ کی اطاعت کرنے کی زبردست طاقت رکھتے تھے۔ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لئے انھوں نے بڑی کوشش کی تھی جو حقیقت میں اور حق شناس تھے ان میں ابراہیم اسحق اور یعقوب ان کا ذکر بھی کرو اور لوگوں کے سامنے ان کی زندگی کے حالات پیش کرو کہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حق کی روشنی کو دیکھا اور اللہ کی راہ میں اپنی قوت عمل کو لگایا، اور دنیا میں اپنے عمل و کردار کی ایک روشن مثال چھوڑ گئے۔

(۳۶) انبیاء کرام کا امتیاز آخرت کی شکر دہی | یہ انبیاء کرام جن کا ذکر آیا ان کی سرفرازیوں کی اصل بنیاد یہ تھی کہ ان کی فکر و سعی

سب کچھ آخرت کے لئے تھی جو حقیقت میں انسان کا اصل گھر ہے۔ یہ دنیا انسان کا اصل گھر نہیں ہے بلکہ صرف ایک گزرگاہ ہے جس شخص کے سامنے اصل مقصد آخرت ہوتا ہے اس کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی سر بلندی ملتی ہے۔ یعنی آخرت کو مقصد حیات بنانے والوں میں جہان کی کامیابی حاصل کرتا ہے۔

اور انبیاء کرام کا یہی امتیاز ہے کہ ان کی سرفرازی ہے اور یہی ان کے ربوں کی بلندی کا راز ہے۔ کہ وہ اللہ کی مخلوق کو آخرت کی طرف بلاتے ہیں اور خود ان کا عمل دنیا طلبی سے خالی ہوتا ہے۔

(۴۷) ان کا شمار جنیدہ بندوں میں ہے | یہ وہ لوگ ہیں جن کا شمار ہمارے چنیدہ نیک بندوں میں ہوتا ہے یہ اللہ کے وہ پسندیدہ بندے ہیں جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہے۔

(۴۸) حضرت اسمعیل اور دیگر انبیاء کا بھی ذکر کرو | اور جن انبیاء کرام کا تذکرہ آیا ہے ان کے علاوہ خاص نبیوں میں سے حضرت اسمعیل حضرت یسح اور ذوالکفل کا بھی تذکرہ کرو یہ سب بڑے نیک اور منتخب لوگوں میں سے تھے۔

○ حضرت اسماعیل حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے تھے اور فریح اللہ ان کا لقب تھا خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ان ہی کے سلسلہ نسب سے ہیں۔

○ حضرت یسح علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ انفصاح آیت ۸۷ میں بھی آیا ہے۔ یہ بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبروں میں سے ہیں دریائے اردن کے کنارے ایک جگہ ہے جس کا نام ہے اَبَسیل محولہ (ABEL MEHOLAH) یہ وہاں کے رہنے والے تھے۔ حضرت ابیاس جس زمانے میں جزیرہ نماسینا میں پناہ گزیں تھے تو ان کو چند کاموں کے لئے اللہ تم نے شام اور فلسطین کی طرف واپس جانے کا حکم دیا ان میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ وہ حضرت یسح کو اپنی بھانجی کے لئے تیار کریں چنانچہ حضرت یسح دس بارہ سال تک حضرت ابیاس کے زیر تربیت رہے۔ حضرت ابیاس کے بعد ان کے خلیفہ مقرر ہوئے اور ان کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ حضرت یسح نے شمالی فلسطین کی ریاست میں شرک بت پرستی اور اخلاقی برائیوں کی اصلاح کے لئے بڑی کوشش کی لیکن ان کے اصلاحی انقلاب سے بھی وہ برائیاں جڑ سے ختم نہ ہو سکیں۔

○ حضرت ذوالکفل ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں اس جگہ کے علاوہ سورہ انبیاء کی آیت ۸۵ میں آیا ہے۔ ذوالکفل ان کا لقب ہے جس کا ترجمہ ہے صاحب نصیب، قرآن مجید میں دونوں جگہ ان کو اسی لقب سے ذکر کیا گیا ہے۔

زیادہ تر مفسرین کا خیال ہے کہ یہ جزئی ایل نبی ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو یروشلم کی آخری تباہی سے پہلے بخت نصر کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے تھے۔ بخت نصر نے عراق میں اسرائیلیوں کی نوآبادی دریائے خابور کے کنارے قائم کر دی تھی جس کا نام تل ابیب تھا۔

اسی مقام پر ۱۲۹ ق م میں حضرت جزئی ایل تیس سال کی عمر میں نبوت کے منصب پر سرفراز ہوئے اور مسلسل بائیس سال تک دین کی دعوت کا کام کرتے رہے۔ بائیس میں صحیفہ جزئی ایل کے نام سے ایک صحیفہ شال ہے جس کو پڑھ کر معلوم

ہوتا ہے کہ یہ الہامی کلام ہے

(۴۹) متقی لوگوں کا انجام | یہ تو انبیاء کرام کا تذکرہ تھا جو اللہ کے بہت ہی منتخب بندوں میں سے تھے۔ عام متقی لوگوں کا کیا انجام ہوتا ہے اور اللہ کے یہاں ان کے رہنے کیسے بلند ہوتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ آخرت میں کیسے شاندار ٹھکانے

عطا فرماتے ہیں اس کا ذکر بھی سن لو تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ برے اور اچھے لوگوں کا انجام ایک جیسا نہیں ہو سکتا۔ جو دنیا میں نیکی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اللہ کی فرماں برداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں کیسی کیسی نعمتوں سے نوازیں گے۔ تو تھوڑا سا ذکر ان کا بھی سن لو۔

## جَنَّتِ عَدْنٍ مُّفْتَحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَكِيْنَ فِيهَا

جَنَّتِ	عَدْنٍ	مُفْتَحَةً	لَّهُمُ	الْاَبْوَابُ	مُتَكِيْنَ	فِيهَا
بانٹ	ہمیشہ رہنے کے	کھلے ہوئے	ان کے لئے	دروازے	تکیہ لگائے ہوئے	ان میں
ہمیشہ رہنے کے بانٹ جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے۔ ان میں تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے						

## يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝

يَدْعُونَ	فِيهَا	بِفَاكِهَةٍ	كَثِيرَةٍ	وَشَرَابٍ
منگوائیں گے	ان میں	میوے	بہت سے	اور شراب (شریبات)

اور منگوائیں گے ان میں بہت سے میوے اور مشروبات۔

۵۰ ان کو جنتیں ملیں گی ہمیشہ رہنے کو، جنتوں کے دروازے کھلے جائیں گے ان کے لئے۔

۵۰ جَنَّتِ عَدْنٍ بَدَلٌ اَوْ عَطْفٌ  
بَيِّنٌ لِحُسْنِ مَا بِمُفْتَحَةً  
لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مِنَّا

۵۱ وہاں یہ لوگ تخت پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے بہت سے میوے لذیذ اور شراب پاک ان کو دے جاوے گی اور وہ برابر انہیں چیزوں کو طلب کریں گے۔

۵۱ مُتَكِيْنَ فِيهَا عَلَى الْاَرَائِكِ  
يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ  
كَثِيرَةٍ وَشَرَابٍ ۝

### تشریح

۵۰ جنت میں بے روک ٹوک داخل نیک اور پرہیزگار لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہوں گی جن کے دروازے ان جنتیوں کے لئے کھلے ہوں گے۔ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی جیسے بن جانے کوئی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اسی طرح وہ ان جنتوں میں داخل ہوں گے۔ یا ان جنتوں کے دروازے ایسے ہوں گے کہ جنتیوں کی خواہش پر خود بخود کھل جائیں گے۔

اور اگر جنت کے انتظام پر فرشتے دروازے پر مقرر ہوں گے تو وہ اہل جنت کو دیکھتے ہی ادب کے ساتھ ان کے لئے دروازے کھول دیں گے جیسا کہ سورہ زمر میں ارشاد ہوا ہے۔

حَتَّىٰ اِذَا جَاؤْهَُا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلِّمُوْا عَلَيْكُمْ  
طَبَّتُمْ وَاَنْتُمْ اَخْسَاؤُا لِدِيْنِكُمْ ۝ (آیت ۷۰)۔ (یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے  
پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے تو جنت کے منتظیوں ان سے کہیں گے کہ سَلِّمُوْا عَلَيْكُمْ خوش آمدید۔ ہمیشہ کے لئے ان میں داخل ہو جائیے۔)  
۵۱ جنت کی راحتیں جنتی جنت میں تکیے لگائے بیٹھ سوں گے قسم قسم کے میوے پھل اور مشروبات ان کی خواہش کے مطابق پیش کئے جائیں گے غرض وہاں ہر طرح کی راحتیں ان کو حاصل ہوں گی۔

## وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ الظَّرْفِ أَشْرَابٌ ۝۵۲ هَذَا

وَعِنْدَهُمْ	قَصْرٌ	الظَّرْفِ	أَشْرَابٌ	هَذَا
اور ان کے پاس	نیچے رکھنے والیاں	نگاہ	ہم عمر	یہ
اور ان کے پاس نگاہ نیچے رکھنے والی (بایا) ہم عمر (عورتیں) ہوں گی۔ یہ ہے				

الثلاثة

## مَا تُوْعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۵۲

مَا	تُوْعَدُونَ	لِيَوْمِ الْحِسَابِ
جو۔ جس	وعدہ کیا جاتا ہے تمہے	روز حساب کے لئے

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے روز حساب کے لئے۔

۵۲) اور ان کے پاس ایسی عورتیں ہوں گی جو بجز خاوندوں کے کسی کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔

ہم عمر کہ عمر ان سب کی تینتیس برس کی ہوگی۔

۵۲) وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ  
الظَّرْفِ حَاسِبَاتٌ أَعْيُنٌ  
عَلَىٰ أَرْوَاحِهِنَّ أَشْرَابٌ ۝  
أَسْنَانُهُنَّ وَاحِدَةٌ وَهَمٌّ  
بَنَاتٌ ثَلَاثٌ وَثَلَاثِينَ  
سَنَةً جَمْعُهُمْ تَرْبٌ

۵۲) یہ جو کچھ مذکور ہوا وہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے جس کے دن یعنی قیامت میں یہ چیزیں تم کو دی جاویں گی۔

۵۲) هَذَا الَّذِي كُودُمْ مَا تُوْعَدُونَ بِالْغَيْبَةِ  
وَبِالْمُخْطَابِ الثَّلَاثِ لِيَوْمِ الْحِسَابِ  
أَيُّ لِكَجْلِهِ

### تشریح

۵۲) جنتیوں کے لئے ہم سن بیویاں | اہل جنت کے لئے جہاں اور بہت سی راحتیں ہوں گی وہاں ان کے لئے عیش و آرام کا یہ بھی ایک سامان ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایسی نوجوان بیویاں عطا فرمائیں گے جو عمر میں اپنے شوہر کی ہم سن ہوں گی اور عادت و خصائل اور شکل و صورت میں ان کی پسند کے مطابق ہوں گی۔ اور سب سے بڑی صفت جو ان عورتوں میں ہوگی وہ ان کا شرمیلا پن ہے۔ معلوم ہوا کہ شرم و حیا عورت کا زیور ہے جس سے اس کی خوبصورتی کھلتی ہے۔ بے شرمی اور بے حیائی نہ مردوں کے لئے قابل تعریف ہے اور نہ عورتوں کے لئے مستحسن ہے۔ عورت کے لئے شرمیلا پن اس کی نسوانیت کا زیور اور اس میں دل کشی پیدا کرنے والا ہے۔

۵۲) حساب کے دن کا وعدہ | یہ جنت کی جو نعمتیں ہیں جنہیں حساب کے دن تمہیں عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے یعنی جب تمہارا حساب کتاب نمٹ جائے گا اور حساب کے بعد معلوم ہوگا کہ تم نے اللہ کی فرماں برداری میں زندگی گزارنے کے لئے اس کے وفا دار رہے ہو گناہوں سے بچتے رہے ہو اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے تو پروردگار کا وعدہ ہے کہ تمہیں ایسی ایسی نعمتیں عطا کی جائیں گی۔

إِنَّ هَذَا الرِّزْقُ مَا لَهٗ مِنْ تَفَادٍ ۝۵۴ هَذَا وَإِنَّ لِلطَّغِينِ

إِنَّ هَذَا	رِزْقُنَا	مَا لَهٗ	مِنْ تَفَادٍ	هَذَا	وَإِنَّ	لِلطَّغِينِ
بے شک	یہ	یقیناً ہمارا رزق	اس کے لئے اس کے نہیں ختم ہونا	یہ	اور بے شک	سرکشوں کے لئے
بے شک یہ ہمارا رزق ہے اس کو (کبھی) ختم ہونا نہیں ہے (جزا) اور بے شک سرکشوں کے لئے						

لَشَرِّ مَا بِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا، فَبِئْسَ الْبِهَادُ ۝۵۶

لَشَرِّ	مَا بِ	جَهَنَّمَ	يَصْلَوْنَهَا	فَبِئْسَ	الْبِهَادُ
البتہ برا	ٹھکانا	جہنم	وہ اس میں داخل ہوں	سو برا	بھوننا

البتہ برا ٹھکانا ہے (یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے سو برا ہے فرس (ان کی آرام گاہ)

۵۴) یہ ہمارا رزق ہے جو ہم نے تم کو دیا اس کو کبھی انقطاع اور تمام ہو جانا نہیں۔

۵۴) إِنَّ هَذَا الرِّزْقُ مَا لَهٗ مِنْ تَفَادٍ

تَفَادٍ ○ أَيْ انْقِطَاعٌ وَالْجِبِلَّةُ حَالٌ مِنْ رِزْقِنَا أَوْ خَبْرٌ فَإِنَّ لَكَ أَيْ

دَائِمًا أَوْ ذَائِمٌ

۵۵) یہ جو ذکر ہوا ایمان والوں کے لئے ہے۔ اور بے شبہ سرکشوں کے واسطے برا ٹھکانا ہے یعنی ۱۔

۵۵) هَذَا الْبِهَادُ كَوْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ

لِلطَّغِينِ مُتَنَافٍ لَشَرِّ مَا بِ

۵۶) دوزخ کہ اس میں داخل ہوں گے۔ سو برا بھوننا ہے

۵۶) جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا أَيْ دَخَلُوا بِئْسَ

الْبِهَادُ ○ الْفَرَّاشُ

### تشریح

۵۴) جنت کی نعمتوں کی خصوصیت کہ وہ کبھی ختم نہ ہوں گی دنیا میں ہمارے پاس جو اچھی چیز ہوتی ہے تو وہ پرانی بھی ہو جاتی ہے اور ختم بھی ہو جاتی ہے لیکن جنت کی یہ نعمتیں جو جنتیوں کو ملیں گی وہ لازوال نعمتیں ہوں گی جن کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا یہ چیزیں ہمیشہ ہمیشہ جنتیوں کے پاس رہیں گی نہ موت کا ٹھکانا ہوگا نہ ان نعمتوں کے زوال کا دھڑکا ہوگا۔ یہ تو تم نے جنتیوں کا مال سنا اور متقیوں کا انجام۔ اب ذرا سرکشوں کا انجام بھی سن لو۔

۵۵) سرکشوں کا انجام سرکشوں کا انجام کیا ہوگا ان کے لئے بدترین ٹھکانا ہوگا اس سے بدتر ٹھکانا کوئی اور نہیں ہو سکتا جہاں جنتیوں کے لئے بہتر ٹھکانا ہوگا وہاں سرکشوں کے لئے بدترین ٹھکانا ہوگا۔ وہ بدترین ٹھکانا کیا ہے۔

۵۶) سرکشوں کا ٹھکانا جہنم اللہ کے نافرمان اس کے باغی اور سرکش ان کے لئے بدترین ٹھکانا کیا ہوگا۔ جہنم وہ دوزخ جس کی آگ میں وہ جلیے جائیں گے۔ انتہائی بری قسم کا گاہ کہ اس سے برہر کر بڑی کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔ جہاں جنتیوں کے لئے طرح طرح کی نعمتیں ہوں گی قسم قسم کے مشروبات لذیذ ہوں گے وہاں جہنمیوں کے لئے کیا ہوگا ؟

هَذَا فَلْيَذُوقُوا حَيْمًا وَعَسَاقًا ۝۵۷

هَذَا	فَلْيَذُوقُوا	حَيْمًا	و	عَسَاقًا	و
یہ	پس اس کو چکھو	کھولتا ہوا پانی	اور	پیپ	اور
یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے پس اس کو چکھو۔ اور					

اٰخِرُ مِنْ شَكْلِهِ اَزْوَاجٌ ۝۵۸

اٰخِرُ	مِنْ	شَكْلِهِ	اَزْوَاجٌ
اس کے علاوہ	اس کی شکل کی	شکل کی	کئی قسمیں۔
اس کے علاوہ اس کی شکل کی کئی قسمیں ہوں گی۔			

۵۷) یہ - پس چاہیے کہ چکھیں وہ مزہ اس عذاب کا۔

کہ وہ پانی گرم ہے جلا دینے والا۔  
اور پیپ اور لہو جو دوزخیوں سے بہے گا

۵۸) اور طرح طرح کا عذاب اسی قسم کا ان کو ہوگا

اور جب وہ مع اپنے اتباع کے دوزخ میں داخل ہوں  
گے ان سے کہا جاوے گا۔

۵۷) هَذَا اَيُّ الْعَذَابِ الْمَفْهُومِ

مِثْلًا بَعْدَ هَذَا فَلْيَذُوقُوا  
حَيْمًا اَيُّ مَاءٍ حَارٍّ مُخْرَجٍ  
وَعَسَاقًا ۝ بِاللَّخْفِيفِ وَالشَّدِيدِ

مَا سَبِيلٍ مِنْ صَدِيدِ اَهْلِ النَّارِ

۵۸) وَاٰخِرُ بِالْجَمْعِ وَالْاِفْرَادِ مِنْ

شَكْلِهِ اَيُّ مِثْلِ الْمَذْكُوْرِ

مِنْ الْحَيْمِ وَالْعَسَاقِ اَزْوَاجٌ ۝

اَصْنَافٌ اَيُّ عَذَابِهِمْ مِنْ

اَنْوَاعٍ مُخْتَلِفَةٍ وَيَعْتَالُ لَهُمْ

عِنْدَ ذٰلِكَ خَوْ لِهَيْكَلِ النَّارِ

بِاْتِبَاعِهِمْ

### تشریح

۵۷) کھولتا ہوا پانی پیپ اور لہو | دوزخیوں کے لئے پینے کو کہا ہوگا کھولتا ہوا گرم پانی، پیپ اور لہو۔ عساق کا مطلب یا تو زخموں کا دھوون جس میں لہو اور پیپ شامل ہو اور کہتے ہیں کہ اس میں سانپ اور بچھوؤں کا زہر ملا ہوا ہوگا۔ یا پھر عساق کا مطلب حد سے زیادہ ٹھنڈا پانی ہے جو کہ کھولنے ہوئے پانی کی بالکل ضد ہے اور اس کے پینے سے سخت تکلیف ہوگی۔

۵۸) دوزخ میں اسی قسم کی تکلیفیں | دوزخیوں کے لئے کھولتا ہوا گرم پانی پیپ اور لہو یا اسی قسم کی دوسری تکلیفیں چیزیں ہوں گی۔ عزم جہاں جنت میں انتہائی راحتیں ہونگی ہر طرح کے عیش و آرام ہوں گے جہنم میں اتنی ہی تکلیفیں تمنیاں ہوں گی جو مختلف صورتوں میں پیش آئیں گی۔

هَذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ إِنَّهُمْ صَالُوا

هَذَا	فَوْجٌ	مُّقْتَحِمٌ	مَّعَكُمْ	لَا مَرْحَبًا	بِهِمْ	إِنَّهُمْ	صَالُوا
یہ	ایک جماعت	گھس رہے ہیں	تمہارے ساتھ	نہ ہو کوئی فراخی	انہیں	بے شک وہ	داخل ہو گئے

یہ ایک جماعت ہے تمہارے ساتھ (جہنم میں) داخل ہو رہے ہیں انہیں کوئی فراخی نہ ہو، بے شک وہ جہنم میں داخل

النَّارِ ۵۹) قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ لَأَمْرَحِبًا بِكُمْ أَنْتُمْ

النَّارِ	قَالُوا	بَلْ	أَنْتُمْ	لَأَمْرَحِبًا	بِكُمْ	أَنْتُمْ
جہنم	وہ کہیں گے	بلکہ	تم	کوئی فراخی نہ ہو	تمہیں	بے شک تم

ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تمہیں کوئی فراخی نہ ہو۔ بے شک تم ہی ہمارے لئے یہ (مصیبت)

قَدْ مَثْوُوهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۶۰) قَالُوا رَبَّنَا مَنْ

قَدْ	مَثْوُوهُ	لَنَا	فَبِئْسَ	الْقَرَارُ	قَالُوا	رَبَّنَا	مَنْ
تم ہی	آگے لائے	ہمارے	سو بُرا	ٹھکانا	وہ کہیں گے	آپارے	جو

آگے لائے ہو، سو بُرا ہے ٹھکانا۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب جو ہمارے

قَدْ مَرَلْنَا هَذَا فِرْدًا عَدَا بَا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۶۱) وَقَالُوا

قَدْ	مَرَلْنَا	هَذَا	فِرْدًا	عَدَا	بَا	ضِعْفًا	فِي	النَّارِ	وَقَالُوا
آگے لایا۔	ہمارے	یہ	تو زیادہ	عذاب	دو	دو	جہنم	میں	اور وہ کہیں گے

لئے یہ (مصیبت) آگے لایا ہے تو جہنم میں (اس کے لئے) عذاب دو چند کر دے۔ اور وہ کہیں گے

مَا لَنَا لَا نَرَى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ۶۲) ط

مَا	لَنَا	لَا	نَرَى	رِجَالًا	كُنَّا	نَعُدُّهُمْ	مِّنَ	الْأَشْرَارِ
کیا	ہوا	ہم	نہیں	دیکھتے	وہ	لوگ	ہم	شمار کرتے تھے انہیں

ہمیں کیا ہوا؟ ہم (دوزخ میں) ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے۔

۵۹) یہ ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ دوزخ میں داخل

باقی ہے۔ متبوعین کہیں گے۔

ان کو فراخی نہ ملے۔

بے شک یہ لوگ آگ میں جلیں گے۔

۵۹) هَذَا فَوْجٌ جَمِعَ مُقْتَحِمًا دَاخِلًا

مَّعَكُمْ النَّارِ بَشِيرًا قَبِيحًا

الْمُتَّبِعُونَ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ

أَيُّ لَأَسَاعَةَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُمْ

صَالُوا النَّارِ ○

فیصل

۶۰) اتباع کہیں گے بلکہ تم پر فریضی نہ ہو تمہیں نے پہلے سے کفر کے ہم کو اس بلا میں ڈالا۔ سو بری ہے جگہ ٹھہرنے کی ہمارے اور تمہارے واسطے۔ یعنی دوزخ۔

۶۱) وہ یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے رب جس نے ہمارے لئے پہلے سے یہ سامان کیا ہو اس کو دو گنا عذاب کھڑیج میں۔ اور کفار کو دوزخ میں پڑے ہوئے کہیں گے کہ

۶۲) کیا وجہ ہم کو وہ آدمی نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں بدتر کہتے تھے۔

۶۰) قَالُوا أَيَّ الْاِتِّبَاعِ بَلْ أَنْتُمْ قَد لَأَمْ مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدْ مَتَمُّوْهُ أَيَّ الْكُفْرِ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ لَنَا وَنَكْمُ النَّارِ

۶۱) قَالُوا اَيْضًا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هَذَا فَرِزْدًا عِنْدَ اَبَا ضَعْفَانَ اَيَّ مِثْلِ عَذَابِهِ عَلَيَّ كَفْرًا ۝ فِي النَّارِ ۝ وَتَالُوْا اَيَّ كَفَّارٍ مَكْنُؤْ وَهُمْ فِي النَّارِ مَا لَنَا لَنْزِي رِحَالًا ۝ كُنَّا نَعُدُّهُمْ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْاَسْرَارِ ۝

۶۲) كُنَّا نَعُدُّهُمْ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْاَسْرَارِ ۝

تشریح

۵۹) دوزخ والوں کی ٹھکانا فرشتے ایک ایک گروہ کو لاکر دوزخ کے کنارے جمع کریں گے۔ پہلا گروہ سرداروں کا ہوگا اس کے بعد ان کے پیچھے چلنے والے ان کے پیروکار آئیں گے۔ پیروکاروں کی جماعت کو آتا دیکھ کر سرداروں کی جماعت کہے گی کہ لو یہ ایک اور لشکر تمہارے پاس گھستا چلا آ رہا ہے یہ بھی ہمیں آکر مرنے کو تھے ان کو کہیں کشاہدہ جگہ نہ ملے۔ گویا ان پیروکاروں کا آنا ان سرداروں کو سخت ناگوار ہوگا، کہ یہاں تو پہلے جگہ تنگ ہے اب یہ لوگ بھی ہمیں مرنے کے لئے آگئے۔

۶۰) سرداروں کی بات سنکر پیروکاروں کا جواب | وہ سردار اور چودھری دنیا میں جن کے پیچھے لگے رہے تھے جب وہ اس طرح کے طعن دیں گے اور اپنے پیروکاروں کے آنے پر ناگواری کا اظہار کریں گے تو پیروکار جواب دیں گے ہم کیا بھلے جا رہے ہیں، کم بخوت تم ہی بھلے جا رہے ہو۔ تم پر خدا کی ماری ہو، خدا تمہیں کہیں آرام کی جگہ نہ دے تم ہی تھے جن کے گمراہ کرنے کی بدولت آج یہ مصیبت پیش آئی۔ اب بتاؤ کہاں جاتیں جو کچھ ہے یہی جگہ ٹھہرنے کی ہے جس طرح ہے ہمیں پر مرد کھپو۔ عرض مختلف گروہوں میں اسی طرح کی ٹھکانا اور ایک دوسرے کو لعن طعن ہوگی۔ وہ اس کو برا کہنے کا دھڑا پہلے والے کو برا کہے گا۔ یہاں تک کہ پیروکار جو اپنے چودھریوں کی وجہ سے اس مصیبت میں پھنسے تھے پروردگار سے درخواست کریں گے کہ

۶۱) پروردگار ان چودھریوں کو دو گنا عذاب دیجئے | دوزخ والے آپس میں اپنے سرداروں اور چودھریوں کے ساتھ ٹھکانا اور لعن طعن کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ اے پروردگار جنھوں نے ہمیں اس انجام کو پہنچایا ہے اور ہمیں بھٹکا کر اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ان چودھریوں کو دو گنا عذاب دیجئے۔ شاید یہ خیال ہوگا کہ جو اس حالت کے ذمہ دار ہیں ان کو دو گنا عذاب میں مبتلا دیکھ کر دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ یہ بھی ان کی خوش فہمی ہوگی دوزخ میں دل کی تسلی کا سامان کہاں۔ ایک دوسرے کو کوسنا برا بھلا کہنا یہ بھی ایک عذاب ہی ہوگا۔

۶۲) اہل دوزخ کی حیرت کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کو ہم دنیا میں بُرا سمجھتے تھے | پھر دوزخ والے حیرت سے کہیں گے کہ یہاں دوزخ میں ہمارے جان پہچان والے بڑے اور چھوٹے سب جمع ہیں مگر وہ لوگ جن کو ہم دنیا میں برا سمجھتے تھے وہ یہاں کہیں نظر نہیں آ رہے آخر وہ لوگ کہاں ہیں۔



أَتَّخَذْتُمْ سِحْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ ﴿۶۳﴾

أَتَّخَذْتُمْ	سِحْرِيًّا	أَمْ	زَاغَتْ	عَنْهُمْ	الْأَبْصَارُ
کیا تم نے انھیں پکڑا تھا	ٹھٹھے میں	یا	کج ہو گئی ہیں	ان سے	آنکھیں
کیا تم نے انھیں ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا کج ہو گئی ہیں ان سے (ہماری) آنکھیں					

إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقُّ تَخَاصُّمِ أَهْلِ النَّارِ ۗ قُلْ

إِنَّ	ذَٰلِكَ	لَحَقُّ	تَخَاصُّمِ	أَهْلِ	النَّارِ	قُلْ
بے شک	یہ	بالکل حق	باہم جھگڑنا	اہل	دوزخ	فرمادیں

بے شک اہل دوزخ کا یہ باہم جھگڑنا بالکل حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں

إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنُّ إِلَّا اللَّهُ

إِنَّمَا	أَنَا	مُنذِرٌ	وَمَا	مِنُّ	إِلَّا	اللَّهُ
میں کو نہیں	کہ میں	ڈرانے والا	اور نہیں	کوئی معبود	سوا	اللہ

اس کے سوا نہیں کہ میں ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ

الْوَّاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

الْوَّاحِدُ	الْقَهَّارُ	رَبُّ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَمَا
یکتا	زبردست	پروردگار	آسمانوں	اور زمین	اور جو

یکتا، زبردست ہے۔ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ تَبَوُّءٌ عَظِيمٌ ﴿۶۶﴾

بَيْنَهُمَا	الْعَزِيزُ	الْغَفَّارُ	قُلْ	هُوَ	تَبَوُّءٌ	عَظِيمٌ
ان دونوں کے درمیان	غالب	بڑا بخشنے والا	فرمادیں	وہ۔ یہ	ایک بڑی	بڑی

دونوں کے درمیان ہے۔ غالب بڑا بخشنے والا ہے۔ آپ فرمادیں یہ ایک بڑی بڑی چیز ہے۔

أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿۶۸﴾

أَنْتُمْ	عَنْهُ	مُعْرِضُونَ
تم	اس سے	منہ پھرنے والے (بے پرواہ) ہو

تم اس سے بے پرواہ ہو۔

۴۳) اَتَّخَذَ نَمْرُوتٌ مِّنْ خَلْقِ بَصُرٍ  
السَّيِّئِ وَكَسْرَهَا اَى كُنَّا نَسْخَرُ  
بِهِمْ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لِلنَّبِيَّةِ  
اَى اَمْفَقُوْذُوْنَ هُمْ اَمْزَاعَتْ  
مَا لَتَّ عَنْهُمْ الْاَبْصَارُ ۝ فَتَمَّ  
صَرْفُهُمْ وَهُمْ فَتَعْرَاوُ السَّيِّئِ  
كَعَمَارٍ وَبِلَالٍ وَصَهْبِيبٍ وَسَلْمَانَ  
۴۴) اِنَّ ذٰلِكَ لِحَقٌّ وَّاجِبٌ وَّقُوْعَةٌ  
وَهُوَ تَخَاصُّمْ اَهْلِ النَّارِ ۝

كَمَا تَقَدَّمَ  
۴۵) قُلْ يَا مَعْشَرَ الْكٰفِرِيْنَ اَقِمَّا  
اَنَا مُنْذِرٌ مَّخْوَفٌ بِالنَّارِ  
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوٰحِدُ  
الْقَهَّارُ ۝ لِيَخْلِقَنَّهُ  
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا  
بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَالِبُ عَلٰى اَمْرِهِ  
الْغَفَّارُ ۝ لِاَوْلِيَآئِهِ  
۴۶) قُلْ لَهُمْ هُوَ تَبٰءُ عَظِيْمٌ ۝  
۴۷) اَنْتُمْ عَنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَى  
الْقُرٰنِ الَّذِى اَنْشَا كَلِمَتِهِمْ وَجِئْتَكُمْ  
فِيْهِ بِالْاَيْقَمِ الْاَبُوْحِ

۴۳) ہم نے دنیا میں ان کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کیا آیا  
وہ یہاں موجود ہی نہیں یا ہماری آنکھوں میں  
قصور ہے کہ وہ ہم کو نظر نہیں آتے (مراد ان لوگوں سے  
جن کی نسبت کفار ایسا کہیں گے فقاء مسلمین میں جیسے  
عمار اور بلال اور صہیب اور سلمان فارسی۔

۴۴) بے شک یہ جو مذکور ہوا ضرور ہونے والا ہے یعنی جھگڑنا  
دوزخیوں کا۔

۴۵) قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوٰحِدُ الْقَهَّارُ ۝  
اے کفار مکہ سے کہدے کہ بات یہ ہے کہ میں صرف آگ  
سے ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کیلئے غالب  
اپنی خلق پر۔

۴۶) وہ رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے  
درمیان ہے۔ غالب ہے علم اس کا بخشنے والا ہے اپنے  
دوستوں کو۔  
۴۷) ان سے کہہ دے کہ قرآن ایک بڑی خبر ہے۔

۴۸) کہ تم اس سے منہ موڑتے ہو جس کو میں تمہارے پاس لایا اور  
تم کو اس کے احکام سنائے کہ بدون وحی کے معلوم نہیں  
ہو سکتے۔

### تشریح

۴۳) جن کا ہم مذاق بناتے تھے وہ نظروں سے اوجھل ہیں | جن کا ہم مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کو بہت بُرا سمجھتے تھے وہ نہیں نظر  
نہیں آتے آخر وہ کیوں نظروں سے اوجھل ہیں اس جہنم میں ہم بھی ہیں ہمارے پیشوا بھی ہیں مگر جن کا ہماری مجلسوں میں  
مذاق اڑایا جاتا تھا ان کا کہیں نشان پتہ نہیں ہے۔ آخر وہ لوگ کہاں ہیں۔  
۴۴) اہل دوزخ میں یہی کہ جگڑے ہونگے | یہ بات یہ ہے کہ اہل دوزخ میں یہی سب جگڑے ہوں گے کہیں آپس میں تکرار کیا  
ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا، کبھی ساری ذمہ داری ان پیشواؤں پر ڈالنا جنہوں نے انہیں گمراہ کیا تھا بس وہاں  
سب کچھ یہی ہوتا رہے گا۔ اور یہ بھی ایک طرح کا عذاب ہوگا۔  
۴۵) میں صرف خبردار کرنے والا ہوں اور معبود حقیقی صرف اللہ ہے | حضرت محمد کی رسالت کا انکار کرنے والوں کو اس بات پر بڑی حیرت  
ہوتی تھی کہ ہم یہی میں کا ایک آدمی ہیں خبردار کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ شخص جو اپنی ہی برادری اپنی ہی قوم کا دیکھا  
بجلا آدمی ہے بجلا وہ رسول کیسے بن گیا۔ یہی سورت کے آغاز میں آیت مذکورہ میں ان کی اس حیرت کا ذکر گزر چکا ہے۔

وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ - (ان لوگوں کو اس بات پر بڑا تعجب کہ خبردار کرنے والا خود ان ہی میں سے آگیا۔)  
 حالانکہ یہ کوئی عجیب بات نہ تھی عجیب بات تو تب ہوتی کہ کوئی اجنبی آدمی آکر نبوت کا دعویٰ شروع کر دیتا یا آسمان سے کوئی اور مخلوق بھیجی جاتی تب تو حیرت کی بات ہوتی کہ ایک اجنبی کے حالات کی ہم کیسے پڑتال کریں یا ایک اجنبی مخلوق جو ہمارے جذبات اور ہماری ضروریات سے ناواقف ہے وہ ہماری کیسے رہنمائی کرے گی۔ ایک جانے پہچانے آدمی کا رسالت کا دعویٰ کرنا کوئی حیرت کی بات ہی نہیں ہے اس کی سچائی کا پتہ لگانا بہت آسان ہے اب اس آیت میں اسی بات کو فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبی! ان سے کہو کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں میں کوئی خدائی فوجدار نہیں ہوں کہ تمہیں زبردستی سیدھے راستے پر لاسکوں۔ اگر نہیں مانو گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ باقی جہاں تک اللہ کے معبود ہونے کا سوال ہے تو اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود ہے ہی نہیں وہ بکتا ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کا ہر چیز پر غالب ہونا یہ پہچان ہے کہ دوسری کوئی ہستی اس کے برابر کی نہیں ہے سب اس کے سامنے مغلوب ہیں

(۶۶) اللہ زمین و آسمان ہر چیز کا مالک ہے | دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جتنی چیزیں ہیں ان سب کا مالک ہے اور اس کی یہ ملکیت حقیقی ہے اس لئے کہ ان سب چیزوں کو بنانے والا، پیدا کرنے والا اور ان سب کی پرورش کرنے والا صرف وہی ہے وہ زبردست ہے کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کے تصرف سے باہر ہو کوئی اس کے قبضے سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا اس کی رحمت اور غفاری لامحدود ہے کس کی مجال ہے جو اس کی لامحدود بخشش کو محدود کر سکے؟ اب تم لاکھ ناک بھوں چڑھاؤ کہ اس نے سارے خداؤں کو ایک خدا کر دیا ہے جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۵ میں ان کی اس ناگواری کو بیان کیا گیا ہے کہ

أَجْعَلُ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝

(کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بنا ڈالا یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔)

جن ہستیوں کو تم نے معبود رکھا ہے ان میں سے کوئی نہ خالق ہے نہ مالک ہے اور نہ غالب ہے۔ پھر آخر کس حق کی بنا پر انہیں معبود قرار دیا جاسکتا ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ معبود حقیقی صرف ایک اللہ ہے اور یہ کہنا کہ معبود بہت سے ہیں جن میں سے ایک اللہ بھی ہے حقیقت کے قطعی خلاف ہے۔

(۶۷) قیامت کی خبر | قیامت کا آنا تمہارے لئے بڑی خبر ہے لیکن سچائی یہی ہے کہ قیامت ضرور آئے گی یہ یقینی خبر ہے جو ہو کر رہے گی۔ سورہ نبا میں ارشاد ہوا ہے۔

عَسَىٰ يَئْتِيَنَّكَ لُؤُوتٌ عَنِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ الَّذِي هُمْ فِيهِ مَخْتَلِفُونَ (آیت ۵ تا ۷)

(یہ لوگ کبھی چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کیا اس بڑی خبر کے بارے میں جس کے متعلق یہ مختلف چہ میگوئیاں کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔)

(۶۸) تم قیامت کے آنے سے بے خبر ہو | مگر تمہارا حال یہ ہے کہ جس بڑے واقعہ کے ہونے کی میں خبر دے رہا ہوں کہ قیامت آکر رہے گی تم اس کی طرف سے بالکل بے خبر ہو بلکہ اس بات کو سن کر اس مذاق اڑاتے ہو کہ کیوں صاحب قیامت کب آئے گی کیوں کر آئے گی، اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟ تم جانتے ہی نہیں ہو کہ یہ کتنی بڑی خبر ہے۔ اور قیامت کے احوال اور اس کی ہولناکیاں کوئی معمولی چیز نہیں ہیں۔

مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يُخْتَصِمُونَ ﴿٤٩﴾

مَا كَانَ	لِي	مِنْ عِلْمٍ	بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ	إِذْ يُخْتَصِمُونَ
نہ تھا	میرا	کچھ خبر	عالم بالا کی	جب وہ باہم جھگڑتے تھے
مجھے کچھ خبر نہ تھی عالم بالا کی (بلندتر فرشتوں کی) جب وہ باہم جھگڑتے تھے				

إِن يُّوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾

إِن يُّوحَىٰ	إِلَيَّ	إِلَّا أَنَا	نَذِيرٌ	مُّبِينٌ
نہیں وحی کی جاتی	میری طرف	سوا	پر کہ	میں ڈرانے والا
میری طرف اس کے سوا وحی نہیں کی جاتی کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔				

﴿٤٩﴾ مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ الَّذِي جُمِعَ كُفْرُهُمْ تَحِيَّ جَمَاعَتِ الْأَعْلَىٰ عِنْدَ فِرْعَوْنَ وَكَانَ فِيهَا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِهِ فَكَذَّبُوا بِهَا وَكَانُوا كَافِرِينَ ﴿٤٩﴾

جماعت اعلیٰ یعنی فرشتوں کی جماعت کی جبکہ وہ آدم کے بارے میں جھگڑتے تھے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں آخر قصہ تک جو اول پارہ میں مذکور ہوا۔

﴿٥٠﴾ نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں ظاہر ڈرانے والا ہوں۔

﴿٤٩﴾ وَهُوَ قَوْلُهُ مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَأِ الْأَعْلَىٰ أَي الْمَلَأِ عِنْدَ فِرْعَوْنَ إِذْ يُخْتَصِمُونَ ○ فِي شَأْنِ آدَمَ حِينَ قَالَ اللَّهُ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ○ ﴿٥٠﴾ إِنْ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ بَيِّنٌ الْإِشْتِرَاقِ

### تشریح

﴿٤٩﴾ نظام عالم کی فنا و بقاء خلق آدم وغیرہ ملا اعلیٰ کی باتیں | ملا اعلیٰ یعنی اوپر کی مجلس اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے جن کے ان کا علم مجھے صرف وحی کے ذریعے ہوتا ہے۔ ذریعہ سے اللہ تم کی تدبیریں اور اس کے تصرفات ظہور پذیر ہوتے ہیں ایسے مقرب فرشتوں کی جو مجلس ہے اس کا نام ملا اعلیٰ ہے۔ اس اوپر کی مجلس میں کیا باتیں ہو رہی ہیں اللہ کی طرف سے کیا احکامات آرہے ہیں اس کا مجھے یعنی پیغمبر کو اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ تم چاہتے ہیں اور وحی کے ذریعے بتادیتے ہیں۔ نظام عالم کی فنا و بقاء کا یہ نظام کب تک باقی رہے گا کب فنا ہوگا اس کے بارے میں پیغمبر بھی کچھ نہیں بتا سکتے۔ دوزخ میں دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا یہ باتیں اللہ نے وحی کے ذریعے پیغمبر کو بتائیں ایسی طرح تخلیق آدم کے بارے میں فرشتوں کا سجدہ کرنا ابلیس کا انکار یہ وہ باتیں ہیں جن کا براہ راست کوئی رسول پیغمبروں کو نہیں ہو سکتا۔

اس لئے اللہ تم فرما رہے ہیں کہ اے پیغمبر ان سے کہو مجھے اس وقت کی کوئی خبر نہ تھی جب ملا اعلیٰ یعنی اوپر کی مجلس مقرب فرشتوں میں اس کا ذکر ہو رہا تھا۔

﴿٥٠﴾ میرے علم کا ذریعہ صرف وحی ہے | مجھے جس بات کا علم حاصل ہوتا ہے وہ صرف وحی کے ذریعے ہوتا ہے اور مجھے وہ باتیں اس لئے بتائی جاتی ہیں تاکہ میں کھول کھول کر لوگوں کے سامنے وہ باتیں رکھوں اور ان کو خبردار کروں۔

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ مِّنْ بَشَرٍ مِّنْ

اِذْ	قَالَ	رَبُّكَ	لِلْمَلٰئِكَةِ	اِنِّيْ	خَالِقٌ	مِّنْ	بَشَرٍ	مِّنْ
جب	کہا	تمہارا رب	فرشتوں کو	کہ میں	پیدا کرنے والا	ایک	بشر	سے

(یاد کرو) جب تمہارے رب نے کہا فرشتوں کو کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا

طِيْنٍ ۝۴۱ فَاِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

طِيْنٍ	فَاِذَا	سَوَّيْتُهُۥ	وَنَفَخْتُ	فِيْهِ	مِّنْ	رُّوْحِيْ
مٹی	پھر جب	میں درست کر دوں گا	اور میں پھونکوں	اس میں	سے	اپنی روح

ہوں پھر جب میں اسے درست کر دوں اور اس میں اپنی روح سے پھونکوں تو تم

فَفَعَّلُوْا لَهَا۟ سَجْدًا ۝۴۲ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

فَفَعَّلُوْا	لَهَا۟	سَجْدًا	فَسَجَدَ	الْمَلٰٓئِكَةُ	كُلُّهُمْ
تو تم گڑھو	اس کے لئے	سجدہ کرتے ہوئے	پس سجدہ کیا	فرشتے (جمع)	سب

گڑھو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے پس سب فرشتوں نے اٹھے سجدہ

اَجْمَعُوْنَ ۝۴۳ اِلَّا اِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۴

اَجْمَعُوْنَ	اِلَّا	اِبْلِيسَ	اسْتَكْبَرَ	وَكَانَ	مِنَ الْكٰفِرِيْنَ
اٹھے	سوائے	ابلیس	اس نے تکبر کیا	اور وہ ہو گیا	سے کافروں

یک سوائے ابلیس کے کہ اس نے تکبر کیا اور وہ ہو گیا کافروں میں سے۔

۴۱) یاد کرو جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں آدم کو مٹی سے بناؤں گا۔

۴۲) سو جب میں اس کو بنا لوں اور اس میں اپنی روح ڈالوں میں سے وہ زندہ ہو جاوے تو تم سب اس کو سجدہ کرو یعنی ٹھک کر سلام کرو اور روح کو حق تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا بسبب شرافت آدم کے اور روح ایک جسم لطیف ہے کہ جسم انسانی میں نافذ اور پھیلا ہوا ہے اس کے سبب سے انسان زندہ رہتا ہے۔

۴۱) اِذْ كَرَّمَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ مِّنْ بَشَرٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝۴۱

۴۲) فَاِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَصَارَ حَيًّا وَاَضَافَتْهُ الشُّرُوْحُ اِلَيْهِ تَشْرِيفًا

لِلْاَدَمِ وَالرُّوْحُ جِسْمٌ لَطِيْفٌ يَمَسُّ بِهٖ الْاِنْسَانُ بِنَفُوْدٍ فِيْهِ

فَفَعَّلُوْا لَهَا۟ سَجْدًا ۝۴۲ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۴۳ اِلَّا اِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۴

تَعْنِيَةُ بِالْاِثْمَانِ ۝۴۴

۴۲) فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ

أَجْمَعُونَ ۝ فِيهِ نَاكِدٌ

۴۳) إِلَّا إِبْرَاهِيمَ هُوَ الْبَاطِلُ كَانُ

بَيْنَ الْمَلَائِكَةِ اسْتَكْبَرُوا كَانُ

مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَعَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى

۴۲) پس سجدہ کیا آدم کو موافق امر حق کے سب فرشتوں نے

۴۳) بجز ابلیس کے کہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اس نے تکبر کیا

اور اپنے نفس کو سجدہ کرنے سے بڑا سمجھا اور علم الہی میں وہ کافروں میں سے تھا۔

### تشریح

۴۱) مٹی سے بشر کی تخلیق | ان ہی ملا را علی کی باتوں میں سے ایک بات جو وحی کے ذریعہ مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں یعنی مٹی کا ایک پتلا بنانے والا ہوں جس کی کھال بالوں سے ڈھکی ہوئی نہ ہوگی کیونکہ لفظ بشر کے معنی ہیں جسم کثیف جس کی اوپر کی سطح کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لفظ بشر استعمال کیا ہے کہ وہ مخلوق انسانی ایسی ہوگی جس کی کھال کسی چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہوگی نہ اس کے اوپر پرہوں گے نہ اتنے بال ہوں گے جس سے اس کی کھال ڈھک جائے اور پہلا انسان یعنی آدم اس کی تخلیق مٹی سے ہوگی اس کے بعد اس سے جو دوسرے انسان بنیں گے وہ نطفے سے بنیں گے اور نطفہ خون سے بنتا ہے اور انسانی خون جن غذاؤں سے تیار ہوتا ہے وہ ساری غذائیں مٹی سے حاصل ہوتی ہیں۔

۴۲) انسان کی خلافت اور فرشتوں کو سجدے کا حکم | اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ اور نائب بنایا ہے اس کو یہ خلافت اس لئے ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ اس کا پتلا اور ڈھانچہ مٹی سے تیار کیا مگر اس ڈھانچے میں جو جان ڈالی اور اپنی روح پھونکی

وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک عکس، یا اس کا پرتو ہے مثلاً انسان میں حیات، علم، قدرت، ارادہ، اختیار اور دوسری جتنی صفات پائی جاتی ہیں جن کے مجموعے کا نام روح ہے یہ اللہ کی صفات کا ہلکا سا پرتو ہے جو اس خاکی بدن میں ڈال دیا گیا ہے اور

اسی پرتو کی وجہ سے انسان زمین پر خدا کا خلیفہ اور فرشتوں سمیت تمام موجودات ارضی کا مسجود قرار پایا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں جب پوری طرح ڈھانچہ تیار کر لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔ سجدے میں گرنا گویا علامت ہوگی کہ کائنات کے طبقے میں جتنے فرشتے مقرر

ہیں وہ سب انسان کے لئے مطیع اور مسخر ہونگے کیونکہ انسان کو اختیارات دئے جا رہے ہیں اس لئے حکم ہوا کہ ہر خلیفہ اپنے اختیارات کو بھی استعمال کرے اور ہم اپنی مشیت کے مطابق اسے ایسا کرنے کا موقع دیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم میں سے جس جس کے دائرہ عمل کے متعلق وہ کام ہو وہ

فرشتوں کا انسان کو سجدہ کرنا | اللہ کے اس حکم کے مطابق فرشتے سب کے سب سجدے میں گر گئے یعنی انھوں نے اللہ کے حکم سے انسان کو زمین پر اللہ کا نائب اور خلیفہ تسلیم کر لیا اور اقرار کر لیا کہ ہم آپ کے اس نائب اور خلیفہ کے احکام کی آپ کی مشیت کے مطابق تعمیل کریں گے اور

یہ اپنے اختیارات کو استعمال کریں گے تو اس میں کوئی رکاوٹ ہماری طرف سے نہ ہوگی۔ گویا حکومت کے کارندے ہونے کی حیثیت سے انھوں نے وفاداری کا اقرار کر لیا۔

۴۳) ابلیس کا سجدہ کرنے سے انکار | ابلیس نے اپنی بڑائی کا گھنڈا کیا اور سجدہ سے انکار کر کے سرکشوں میں شامل ہو گیا۔ ابلیس کے لفظی معنی ہیں

اتہائی یاوس۔ یہ اس جن کا نام ہے جس نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا کائنات میں انکا حیرتیں اس لفظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ سجدہ سے انکار کرنے میں ابلیس کی لادعا تھا بلکہ جنوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نافرمانی میں شامل تھی۔ ابلیس چوں کہ

ان کا سردار تھا اس لئے اس کا نام لیا گیا۔ یہ سبھی ہو سکتا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت پہلے ہی سے سرکش اور نافرمان تھی اور ابلیس کا تعلق بھی اسی جماعت سے تھا۔

قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِيَّ

قَالَ	يَا بَلِيسُ	مَا مَنَعَكَ	أَنْ تَسْجُدَ	لِمَا خَلَقْتُ	بِإِيدِيَّ
اس نے فرمایا	اے ابلیس	کس نے منع کیا تجھے	کہ تو سجدہ کرنے	اس کو جسے	میں نے پیدا کیا اپنے ہاتھوں سے
(اللہ نے) فرمایا اے ابلیس اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے منع کیا (روکا) جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا					

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٥٥﴾

أَسْتَكْبَرْتَ	أَمْ	كُنْتَ	مِنَ	الْعَالِينَ
کیا تو نے تکبر کیا	یا	تو ہے	سے	بلند درجہ والے

کیا تو نے تکبر کیا (اپنے کو بڑا سمجھا) یا تو بلند درجہ والوں میں سے ہے۔

﴿۵۵﴾ حق تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس تجھ کو کس چیز نے منع کیا آدم کو سجدہ کرنے سے کہ جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا (تمام مخلوق اللہ کی ہی بنائی ہوئی ہے پر آدم کی شرافت کے اظہار کو اس کی نسبت اس کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا۔ آیا یہ بڑائی مجھے ابھی آگئی کہ تو نے سجدہ نہ کیا یا پہلے ہی سے تو تکبروں کی جماعت میں سے تھا۔ اس لئے سجدہ سے منکر ہوا۔

﴿۵۵﴾ قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِيَّ  
أَمْ تَوَلَّيْتَ خَلْقَهُ وَهَذَا تَشْرِيفٌ لِأَدَمَ فَإِنَّ كُلَّ مَخْلُوقٍ تَوَلَّى اللَّهُ خَلْقَهُ أَسْتَكْبَرْتَ  
الآن عَنْ التَّجْوُدِ اسْتَفْهَامٌ  
تَوْبِيحٌ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ  
الْمُسْتَكْبِرِينَ فَتَكْبَرْتَ عَنْ  
التَّجْوُدِ لِكُونِكَ مِنْهُمْ

### تشریح

﴿۵۵﴾ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے اس کو سجدہ کرنے سے روک دیا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے تو غرور کی وجہ سے بڑا بن رہا ہے یا کچھ اونچے درجے کی ہستیوں میں سے ہے۔؟  
○ یہ فرماتا کہ میں نے انسان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے اس سے انسانی شرف اور اس کی فضیلت کو ظاہر کرنا ہے اور دونوں ہاتھوں کے لفظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ انسان کی تخلیق میں دو پہلو پائے جاتے ہیں ایک اسے جوانی جسم دیا گیا ہے۔ دوسرے اس میں وہ روح ڈالی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ تمام مخلوقات سے اشرف اور افضل ہو گیا۔ جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ وغیرہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مخلوق کی طرح ہاتھ پاؤں وغیرہ رکھتا ہے جس طرح وہ اپنی ذات میں بے مثال ہے اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثال ہیں

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

(اس جیسی کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔)

ہاتھوں سے مراد اس کی قدرت ہے ہمیں سمجھانے کے لئے وہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو ہماری سمجھ میں آسکیں۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ

قَالَ	أَنَا	خَيْرٌ	مِنْهُ	خَلَقْتَنِي	مِنْ	نَارٍ	وَخَلَقْتَهُ	مِنْ
اس نے کہا	میں	بہتر	اس سے	تو نے پیدا کیا مجھ	آگ سے	اور تو نے پیدا کیا اسے	سے	

اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھ سے پیدا کیا اور اسے پیدا کیا تو نے

طِينٍ ﴿٤٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٤٧﴾

طِينٍ	قَالَ	فَاخْرُجْ	مِنْهَا	فَإِنَّكَ	رَجِيمٌ
مٹی	اس نے فرمایا	پس نکل جا	یہاں سے	کیونکہ تو	رانندہ درگاہ

مٹی سے (اشترنے) فرمایا پس یہاں سے نکل جا کیونکہ تو رانندہ درگاہ ہے

﴿٤٦﴾ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے۔

﴿٤٦﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ

طِينٍ

﴿٤٧﴾ حق تعالیٰ نے فرمایا نکل جا تو جنت سے یا آسمان سے کہ بے شک تو مردود ہے۔

﴿٤٧﴾ وَقَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا أَيْ مِنَ الْجَنَّةِ وَقِيلَ مِنَ السَّنُونِ وَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٤٧﴾ مَطْرُورٌ

تشریح

﴿٤٦﴾ ابلیس کا جواب کہ میں آدم سے افضل ہوں | اللہ تم کے اس سوال پر کہ تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا؟ ابلیس نے جواب دیا کہ میں آدم سے بہتر اور افضل ہوں۔ آپ نے مجھ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے گویا ابلیس نے یہ سمجھا کہ آگ مٹی سے افضل ہے۔

کس کی تخلیق کس چیز سے ہوئی ہے اور کون افضل ہے، یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ابلیس کو نہ تھا۔ سجدہ اللہ کے حکم پر ہو رہا تھا اور ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور اس نافرمانی میں اس کا غرور نفس اور احساس برتری تھا۔

اس واقعہ سے پہلے بظاہر ابلیس بڑا عبادت گزار تھا اور فرشتوں کی صحبت میں رہتا تھا مگر اس کے دل کے گوشے میں وہ چیز چھپی ہوئی تھی جو اب اس امتحان کے موقع پر ظاہر ہو گئی۔ اور اس کی یہ تمنا کہ میری عبادت گزاری کی وجہ سے زمین کی خلافت مجھے ملنی چاہیے آخر اس حکم عدوی کی سزا اس کو ملی۔ وہ سزا کیا تھی اس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

﴿٤٧﴾ بارگاہ الہی سے ابلیس کا اخراج اور ہمیشہ کے لئے اس پر لعنت | ابلیس کی یہ دلیل کہ مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے اور آگ مٹی سے افضل ہے، ناقابل قبول تھی۔ اس لئے کہ اصل مسئلہ بروردگاری فرماں برداری اور اس کے حکم کی تعمیل کا تھا اللہ تم کس کو خلافت عطا فرماتے ہیں کون اس کا اہل ہے یہ فیصلہ کرنے کا اختیار ابلیس کو نہیں تھا وہ خود اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق تھا اور مخلوق کا کام ہے کہ خالق کے حکم پر بے چون و چرا عمل کرے۔ اس لئے اس کو اس نافرمانی کی یہ سزا ملی کہ ہمیشہ کے لئے بارگاہ الہی سے نکال دیا گیا اور اس کو مردود قرار دے دیا گیا۔ مقام عزت سے گرا کر وہ ایک گری ہوئی اور ذلیل ہستی بن کر رہ گیا۔



وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿۵۸﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى

وَإِنَّ	عَلَيْكَ	لَعْنَتِي	إِلَى	يَوْمِ	الدِّينِ	قَالَ	رَبِّ	فَأَنْظِرْنِي	إِلَى
اور بیشک	تجھ پر	میری لعنت	تک	روز	قیامت	اس نے کہا	اے میرے رب	بس تو مجھے مہلت دے	تک

اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہے گی روز قیامت تک۔ اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس دن تک مہلت

يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ﴿۵۹﴾ قَالَ فَأْتِكِ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿۶۰﴾

يَوْمٍ	يُبْعَثُونَ	قَالَ	فَأْتِكِ	مِنَ	الْمُنْظَرِينَ
جس دن	اٹھائے جائیں گے	اس نے فرمایا	پس بے شک تو	سے	مہلت دے جانے والے

دے جس دن (مرد) اٹھائے جائیں گے (انٹرنے) فرمایا پس تو وقت معین کے دن (روز قیامت) تک مہلت دے بجا والوں میں سے۔

﴿۵۸﴾ اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے۔

﴿۵۸﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ

الدِّينِ ○ الْجَزَاءُ

﴿۵۹﴾ اس نے کہا اے میرے رب تو مجھ کو مہلت دے اس دن تک کہ اس میں سب آدمی زندہ ہو کر اٹھیں۔

﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○ أَيُّ النَّاسِ

﴿۶۰﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا تجھ کو مہلت ہے۔

﴿۶۰﴾ قَالَ فَأْتِكِ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ○

تشریح

﴿۵۸﴾ تا قیامت ابلیس پر اللہ کی لعنت | ارشاد ہوا کہ تیرے اوپر لعنت ہے قیامت کے دن تک یعنی یوم جزا تک اس نافرمانی کی پاداش میں مبتلائے لعنت رہے گا اور جزا کے دن کے بعد اپنے ان کر تو توں کی سزا بھگتے گا جو آدم کی تخلیق سے لے کر قیامت تک اس سے سرزد ہوں گے۔ سعدیؒ نے کیا خوب کہا ہے،

مکبر عزرا زیل را خوار کرد ○ بہ زندان لعنت گرفتار کرد

(بگرنے عزرا زیل یعنی ابلیس کو ذلیل و خوار کر دیا ہمیشہ ہمیشہ اس پر بھٹکار پڑتی رہے گی وہ لعنت کے قید خانہ میں قید ہو گیا۔)

﴿۵۹﴾ ابلیس کی مہلت کی درخواست | ابلیس بارگاہ الہی سے راندہ درگاہ ہو گیا مگر جاتے جاتے درخواست کی کہ لوگوں کے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے تک مجھے مہلت دے دیجئے کہ میں لوگوں کو پہکانے کا اور ان کو بھٹکانے کا کام کرتا رہوں۔ یہ مہلت اس وقت تک کے لئے ہو جب تک دوسری مرتبہ صورت پھونکا جائے۔ اور لوگ دوبارہ زندہ نہ ہو جائیں کیونکہ پہلی مرتبہ جو صورت پھونکا جائے گا اس میں سب جاندار ختم ہو جائیں گے اور نغمہ ثانی دوبارہ صورت پھونکنے پر مردہ انسان کھڑے ہو جائیں گے۔

ابلیس نے اس وقت تک کے لئے مہلت طلب کی۔

﴿۶۰﴾ اللہ کی طرف سے مہلت کی منظوری | اللہ نے ابلیس کو اس کی درخواست پر مہلت تو دے دی مگر اس کی مدت دوبارہ زندہ ہونے تک یعنی دوسرا صورت پھونکنے کے جانے تک ہو یہ بات منظور نہیں فرمائی۔

إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝۸۱ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ

إِلَى	يَوْمِ	الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ	قَالَ	فَبِعِزَّتِكَ	لَأُغْوِيَنَّهُمْ
تک	دن	وقت معین	اس نے کہا	سو تیری عزت کی قسم	میں انہیں ضرور گمراہ کروں گا

وقت معین کے دن تک اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔

أَجْمَعِينَ ۝۸۲ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِلَّهِ رَبِّي اغْوِيَنَّهُمْ

أَجْمَعِينَ	إِبْرَاهِيمَ	إِذْ قَالَ لِلَّهِ	رَبِّي	اغْوِيَنَّهُمْ
سب	سولے	تیرے بندے	ان میں سے	المخلصین (جمع) مخلص

ان میں سے تیرے مخلص (خاص) بندوں کے ہوا۔

۸۱) إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ○ وقت معلوم یعنی پہلے نغز کے وقت تک۔

۸۲) قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ ○ شیطان نے کہا سو مجھ کو قسم ہے تیری عزت کی کہ بے شک میں ان سب کو گمراہ کروں گا۔

۸۳) إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِلَّهِ رَبِّي اغْوِيَنَّهُمْ ○ مگر وہ جو ان میں سے تیرے خالص ایمان والے بندے ہیں۔

### تشریح

۸۱) مقررہ وقت تک ابلیس کو مہلت | مگر فرمایا کہ یہ مہلت اس روز تک ہے جس کا وقت مجھے معلوم ہے یعنی پہلے نغز کے قریب تک۔ اور پہلا نغز کب ہوگا یہ بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے فرمایا کہ تجھے مہلت ہے اس وقت تک جو مجھے معلوم ہے اور کسی کو معلوم نہیں۔

۸۲) ابلیس نے کہا اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر | ابلیس کے مہلت مانگنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کو پہلے صور کے پھونکنے میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔ تک مہلت دیدی کہ اس وقت تک اسے موت نہیں آئے گی

ابلیس نے یہ مہلت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ تیری عزت کی قسم میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا یعنی تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔ ایسی چالیں چلوں گا کہ وہ میری باتوں میں آکر ہدایت کے راستے کو چھوڑ دیں گے۔ میں ان کو اپنے پیچھے لگاؤں گا۔

۸۳) مگر تیرے مخلص بندوں پر میرا بس نہ چلے گا | مگر پروردگار جو تیرے مخلص اور چیدہ بندے ہیں ان پر میرا داؤ نہ چل سکے گا۔ کوشش تو میں ان کو بہکانے کی کروں گا مگر وہ میرے بہکائے میں شاید نہ آسکیں کیوں کہ وہ تیرے چنے ہوئے مخلص بندے ہوں گے جو تیری پناہ میں ہوں گے۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقْوَلُ ۝۸۳ لَا مَلَكَنَ جَهَنَّمَ مِنْكَ

قَالَ	فَالْحَقُّ	وَالْحَقُّ	أَقْوَلُ	لَا مَلَكَنَ	جَهَنَّمَ	مِنْكَ
اس فرمایا	یہ حق (ج)	اور حق	میں کہتا ہوں	میں ضرور بھروں گا	جہنم	تم سے

(اللہ نے) فرمایا یہ حق ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ میں ضرور جہنم بھروں گا تم سے اور

وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۸۵ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ

وَمِمَّنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	أَجْمَعِينَ	قُلْ	مَا	أَسْأَلُكُمْ
اور ان سے جو	تیرے پیچھے ہیں	ان سے	سب	فرمادیں	نہیں	میں مانگتا ہوں

ان سے جو تیرے پیچھے ہیں۔ آپ سب فرمادیں میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ۝۸۶

عَلَيْهِ	مِنْ	أَجْرٍ	وَمَا	أَنَا	مِنَ	الْمُتَكَلِّفِينَ
اس پر	کوئی	اجر	اور نہیں	میں	سے	بناوٹ کرنے والے

اجر نہیں مانگتا اور میں نہیں ہوں بناوٹ کرنے والوں میں سے

۸۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری بات سچی ہے اور میں حق ہی کہتا ہوں۔

۸۳) قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقْوَلُ

بِنَصْبِهِمَا وَرَفْعِ الْأَوَّلِ وَنَصْبِ

الثَّانِي فَنَصْبُهُ بِالْفِعْلِ بَعْدَهُ

وَنَصْبِ الْأَوَّلِ قِيْلَ بِالْفِعْلِ

الْمَذْكُورِ وَقِيْلَ عَلَى النَّصْرِ

أَيَّ أَحَقُّ الْحَقُّ وَقِيْلَ عَلَى

نَزْرِ حُرُوفِ الْقَسَمِ وَرَفْعَهُ

عَلَى أَنَّهُ مُبْتَدَأٌ مُخَدَّوَةٌ الْخَبَرِ

أَيَّ فَالْحَقُّ مَنِيٌّ وَقِيْلَ فَالْحَقُّ

قَسَمِيٌّ وَجَوَابُ الْقَسَمِ

۸۵) کہ میں تجھ کو مع تیری ذریت کے اور ان کو جو میرے

تابع ہوں گے آدمیوں میں سے سب کو دوزخ میں

ڈالوں گا۔ اور جنہم کو تم سے بھروں گا۔

۸۶) اے محمد کہو میں تم سے احکام رسالت پہنچانے پر

مزدوری نہیں مانگتا۔

۸۵) لَا مَلَكَنَ جَهَنَّمَ مِنْكَ بِذَرِيَّتِكَ

وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ مِنَ النَّاسِ

أَجْمَعِينَ ○

۸۶) قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ عَلَى

تَبْلِيغِ الرِّسَالَةِ مِنْ أَجْرِ

اور بے تکلف قرآن بنانے والا نہیں کہ اپنے جی سے اس کو بنالیا ہو۔

جُعِلَ وَمَا أَنَا مِنَ  
الْمُتَكَلِّفِينَ ○ اَلْمُتَكَلِّفِينَ  
الْفُكْرَانَ مِنَ سِلْقَاءِ  
نَفْسِي

### تشریح

۸۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد | اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق یہ ہے اور میں حق ہی کہہ کرتا ہوں، میری کوئی بات حق کے

خلاف نہیں ہوتی اس لئے سبحانی اور حق بات یہ ہے کہ۔

۸۵) تجھ جیسے شیطانوں اور تیرے بیروکاروں سے جنم کو بھروں گا | اور حق یہ ہے کہ تجھ سے تیرے ساتھ لگنے والے شیطانوں سے

اور ان انسانوں سے جو تیری پیروی کریں گے اور نوع انسانی میں گمراہ کرنے میں لگے رہیں گے میں جنم کو بھروں گا۔

○ اسی سورہ صت کی آیت ۱۵ میں گزر چکا ہے کہ قریش کے سرداروں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ ا۔ ۱۰ سُنْزِلْ

عَلَيْهِ السَّنْزِلُ مِنَّا (کیا ہمارے درمیان بس یہی شخص رہ گیا تھا جس پر اللہ کا ذکر نازل کر دیا گیا)۔

اس کا ایک جواب تو اسی سورت کی آیت ۱۰ اور ۱۱ میں دیا گیا کہ،

أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّيَ الْعَزِيزِ السُّوءَاتِ ○ أَمْ لَهُمْ

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ○

(کیا تیرے داتا اور غالب پروردگار کی رحمت کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں کیا یہ آسمان وزمین اور ان

کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں۔ اچھا تو یہ عالم اسباب کی بلندیوں پر چڑھ کر دیکھیں۔)

یعنی کیا یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا نبی کسے بنائیں اور کسے نہ بنائیں۔ کیا تمہارے پاس زمین و آسمان کی بادشاہی

ہے کہ جس کی وجہ سے تم فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتے ہو۔

دوسرا جواب ان کی اس بات کا آدم و ابلیس کا واقعہ پیش کر کے دیا گیا ہے کہ جس طرح ابلیس نے آدم کے مقابلہ میں

گھنڈ کیا تھا اور حسد کی وجہ سے آدم کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تھا ایسا ہی کچھ معاملہ تمہارا بھی ہے اور جو

انجام ابلیس کا ہوا ہے وہ بھی تمہارے سامنے ہے۔

آدم و ابلیس کے اس واقعہ سے یہ دو باتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں ایک تو یہ کہ اس دنیا میں جو انسان اللہ کی

نافرمانی کر رہا ہے وہ دراصل ابلیس کے پھندے میں پھنس رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ حکیم اللہ کی نظر میں انتہائی

مبغوض ہے اور جو انسان حکیم کی وجہ سے نافرمانی کی روش پر چلتا رہے اس کے لئے اللہ کے یہاں معافی کی

کوئی صورت نہیں ہے۔

۸۶) نبی کی نصیحت بے غرض ہے | دشمن اور دوست میں تمیز کرو، ابلیس تمہارا ازلی دشمن ہے اس کے پیچھے مت لگو نبیوں کا کہنا مانو

تمہاری خیر خواہی کے لئے آئے ہیں۔ میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ نہیں مانگتا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پورے غلوں کے ماہ

تمہاری بھلائی کے لئے کہہ رہا ہوں اور میں بناوٹی لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جو اپنی بڑائی قائم کرنے کے لئے جھوٹے دعوے

کر کھڑے ہوتے ہیں۔

نبی کی زبان مبارک سے یہ بات کہلوائی جا رہی ہے اور اس کے پیچھے آنحضرت کی پوری زندگی شہادت کے طور پر موجود ہے نبوت

سے پہلے پالیس سال تک آپ ان کے درمیان رہ چکے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ آپ بناوٹی آدمی نہیں ہیں۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٨٤﴾ وَ لَتَعْلَمُنَّ

إِنْ	هُوَ	إِلَّا	ذِكْرٌ	لِلْعَالَمِينَ	وَ لَتَعْلَمُنَّ
نہیں	ہے	مگر	نصیحت	تمام جہانوں کے لئے	اور تم ضرور جان لو گے
ہے (قرآن) نہیں ہے مگر تمام جہانوں کے لئے نصیحت اور اس کا حال تم ایک وقت					

نَبَأًا بَعْدَ حِينٍ ۸۸

نَبَأًا	بَعْدًا	حِينٍ
اس کا حال	بعد	ایک مدت
کے بعد (جلدی) ضرور جان لو گے۔		

۵  
۲۳  
۳

﴿۸۴﴾ یہ قرآن صرف نصیحت ہے جہان والوں کو یعنی آدمیوں کو اور جنات کو جو ذوی العقل ہیں نہ فرشتوں کو۔

﴿۸۸﴾ اور البتہ تم اسے کفار کہہ جان لو گے اس خبر کا پتہ اور قرآن کا واقعی کلام الہی ہونا بعد ایک وقت کے یعنی قیامت کو سب معاملہ کھل جاوے گا۔

﴿۸۴﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا مَا الْقُرْآنُ إِلَّا ذِكْرٌ  
عِظَةٌ لِّلْعَالَمِينَ ۝ لِلَّذِينَ هُمْ  
الْعُقَلَاءُ ذُرِّيَّةٌ مِّنْ ذُرِّيَّتِهِ  
﴿۸۸﴾ وَ لَتَعْلَمُنَّ بِمَا نَكْتُبُكَ نَبَأًا  
خَبْرٌ صِدْقِهِ بَعْدَ حِينٍ ۝ أَمِ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِمْ يَمْعَى عَرَفَتْ  
وَاللَّامُ قَبْلَهَا لَمْ يَنْسِفْهُ مُقَدَّرٌ أَمِ  
وَاللَّهُ

### تشریح

﴿۸۴﴾ جہان والوں کے لئے ایک نصیحت | جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ اللہ نے ایک فہمائش کی اور وہ میں نے تم تک پہنچا دی یہ تمہارے لئے جگاوا ہے، عالم انسانیت کے لئے بیداری کا پیغام ہے کہ وہ اس پر غور کریں اور اس کے سمجھنے کی کوشش کریں۔

﴿۸۸﴾ سچائی جلد تمہارے سامنے آ جائے گی | جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کی سچائی، زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ تمہارے سامنے آ جائے گی۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں وہ پوری ہو کر رہے گی۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں ہیں۔ یہ وہ حقائق ہیں جو تمہارے سامنے آ کر رہیں گے۔ اس وقت تم سوچو گے کہ جو نصیحت کی گئی کسی سچی اور مفید تھی۔



# الزُّمَرُ

ترتیب تلاوت	۳۹	○
مکی / مدنی	مکی	○
تعداد آیات	۷۵	○
تعداد حروف	۵۹۶۵	○
ترتیب نزول	۵۹	○
تعداد رکوعات	۸	○
تعداد الفاظ	۱۱۸۴	○

○ اس سے سورت کی آیت ۱۷ میں ارشاد ہے «وَسَيُقَالُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ جَاءَهُمْ زُمْرًا» اسی طرح آیت ۱۷ میں آیا ہے، «وَسَيُقَالُ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا إِنْ تَبَسُّوا إِلَى الْجَنَّةِ زُمْرًا»۔ ان دونوں آیتوں میں لفظ "زمر" کو لے کر اس سورت کا نام زُمْر رکھا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں زمر کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے قرآن مجید کی سورتوں کے نام علامت کے طور پر ہیں مضمون کے موضوع کے ساتھ ان کا تعلق ہونا ضروری نہیں ہے۔

○ اس سورت کی آیت ۱۷ میں ارشاد ہوا ہے «وَأَرْضُهُمْ أَرْضًا وَسِعَتْ» (اللہ کی زمین وسیع ہے)۔ آیت میں ہجرت حبشہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ بعض روایات میں یہ تشریح آئی ہے کہ اس آیت کا نزول حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں نے جب حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کیا تھا اس وقت ان سے

حق میں ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ زمر، ہجرت حبشہ کے قریب نازل ہوئی ہے۔

یہ پوری سورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انتہائی مؤثر اور دل کو چھو لینے والا خطاب ہے۔

اس سورت میں بتایا گیا ہے کہ انسان پوری زندگی میں اللہ کی بندگی اختیار کرے، اسی کی اطاعت اور فرماں برداری اختیار کرے اور کسی دوسری ہستی کی عبادت و اطاعت سے اللہ کی بندگی کو آلودہ نہ کرے۔ اپنی پوری زندگی کی بنیاد توحیدِ خالص پر رکھے ہوئے زندگی کے تمام معاملات میں ایک اللہ کی اطاعت انسان کے لئے وہ محکم اور مضبوط بنیاد ہے جس پر اس کی زندگی کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

انسان کے لئے ہدایت و رہنمائی کا واحد چشمہ ہدایت الہی ہونا چاہیے۔ بتایا گیا ہے کہ توحید کے ساتھ کسی اور کے شامل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور جنہوں نے ایسا کیا ہے اس کے برے نتائج کیا سامنے آتے ہیں ان کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔

پھر بڑی دل بوزی کے ساتھ انسانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کی طرف پلٹ آئیں اور اپنی غلط روش کو چھوڑ دیں۔

اہل ایمان سے خطاب کرتے ہوئے انہیں کہا گیا ہے کہ اگر اللہ کی بندگی کے لئے ایک جگہ تنگ ہو گئی ہے تو اس کی زمین بہت کشادہ ہے وہ اس سے نہ گھبرائیں کہ اپنا ٹھکانا چھوڑ کر جانے سے مشکل پیش آئیں گی۔ صاحب ایمان کے لئے اللہ کا راستہ چھوڑنا ہر کام سے زیادہ مشکل ہونا چاہیے۔

نہی م کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ دعوتِ حق کی مخالفت کر رہے ہیں اور سچائی پر چلنے والوں پر زیادتیاں کر رہے ہیں ان کو اچھی طرح بتادو کہ تمہارے ظلم و ستم میں اس راستے سے کسی حال میں ہٹا نہیں سکیں گے اور تمہارے بس میں جو بھی ہو کر ڈالو میں کسی حال میں دعوتِ حق کا کام چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل تصرف رکھتے ہیں قیامت کے دن ساری زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان کاغذ کی طرح اس کے ہاتھ میں لیے ہوئے ہوں گے۔ وہ ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ نہ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوگی اور نہ کسی کی نیکی کے بدلے میں کوئی کمی کی جائے گی۔ اس لئے اسی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس کا دُور چھوڑ کر در در بھٹکنا نہیں چاہیے۔

آیاتہا ۵۰ - ۱۳۹ - سُورَةُ التَّوْحِيدِ مَكِّيَّةٌ ۵۹۰ - زُكُوعَاتُهَا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ①

تَنْزِيلُ	الْكِتَابِ	مِنَ اللّٰهِ	الْعَزِيزِ	الْحَكِيمِ
نازل کیا جانا	یہ کتاب	اللہ کی طرف سے	غالب	حکمت والا

اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔

سورہ توحید کی ہے مگر یہ آیت مدنی ہے مثل یعبادی  
الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۱۰  
اور اس سورت میں پچھتر آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

① تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۱۰  
کا بھیجا ہوا ہے جو غالب ہے اپنی بادشاہت میں حکمت  
والا اپنے افعال میں۔

سُورَةُ التَّوْحِيدِ مَكِّيَّةٌ  
الْاَقْلُ يَعْبادِي الَّذِيْنَ  
اسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ  
الْاٰیةُ فَمَدْبُوْنَةٌ وَهِيَ  
خَمْسُوْنَ وَسَبْعُوْنَ اٰیةٌ  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ  
مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ  
فِيْ مُلْكِهِ الْحَكِيْمِ ①

تشریح

① قرآن مجید کا کلام نہیں ہے اللہ کا کلام ہے | یہ کتاب قرآن نہ تو محمد کا کلام ہے اور نہ کسی اور انسان کا۔ یہ کتاب اللہ نے نازل کی ہے یہ اسی کا کلام ہے اور اللہ زبردست بھی ہے اور دانا و حکیم بھی۔  
اللہ تم چونکہ زبردست اور غالب ہے اس لئے اس کے فیصلوں کو کوئی روک نہیں سکتا کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اللہ کے مقابلے پر آسکے اس لئے اس کا جو فیصلہ ہے وہ نافذ ہو کر رہے گا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ زبردست اور غالب ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم و دانا بھی ہے انسانوں کے لئے ہدایت کا جو راستہ اللہ نے دکھایا ہے وہ اس حکمت و دانائی پر مبنی ہے اور انسانوں کے لئے اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے انسانوں کی بہتری کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسری راہ ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے کہ یہ راہ اللہ کی دکھائی ہوئی ہے جو ہر نفس اور ہر کسی سے پاک ہے۔



إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ

إِنَّا	أَنْزَلْنَا	إِلَيْكَ	الْكِتَابَ	بِالْحَقِّ	فَاعْبُدِ
بے شک ہم نے	نازل کیا	تمہاری طرف	یہ کتاب	حق کے ساتھ	پس عبادت کرو

بے شک ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے پس اللہ کی

اللَّهُ مُخْلِصًا لِلدِّينِ ۝۲۰ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ

اللَّهُ	مُخْلِصًا	لِلدِّينِ	أَلَا	لِلَّهِ	الدِّينُ
اللہ کی	خالص کر کے	اسی کے لئے	عبادت	یاد رکھو	اللہ کے لئے

عبادت کرو عبادت اسی کے لئے خالص کر کے۔ یاد رکھو! عبادت خالص اللہ

الْمَخَالِصِ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ

الْمَخَالِصِ	وَ	الَّذِينَ	اتَّخَذُوا	مِنْ	دُونِهِ
خالص	اور	جو لوگ	بناتے ہیں	اس کے سوا	ہی کے لئے ہے

اور جو لوگ اس کے سوا دوست بناتے

أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ

أَوْلِيَاءَ	مَا نَعْبُدُهُمْ	إِلَّا	لِيُقَرِّبُونَا	إِلَى	اللَّهِ
دوست	ہمیں عبادت کرتے ہیں ان کی	مگر	اس کو وہ قریب بنا دیں ہیں	طرف کا	اللہ

ہیں (وہ کہتے ہیں) ہم صرف اس لئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ قریب کے درجے میں ہیں اللہ کا

زُلْفَى ۝ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا

زُلْفَى	إِنَّ	اللَّهَ	يَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ	فِي مَا
قریب کا درجہ	بے شک	اللہ	فیصلہ کر دے گا	ان کے درمیان	جس میں

مقرب بنا دیں۔ بے شک اللہ ان کے درمیان اس (امر) میں فیصلہ فرما دے گا جس میں

هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۲۱ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

هُمْ	فِيهِ	يَخْتَلِفُونَ	إِنَّ	اللَّهَ	لَا يَهْدِي
وہ	اس میں	وہ اختلاف کرتے ہیں	بے شک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا

وہ اختلاف کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا کسی

مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ

مَنْ + هُوَ	كَذِبٌ	كَفَّارٌ	لَوْ	أَرَادَ	اللَّهُ	أَنْ
جو ہو	جھوٹا	ناشکرا	اگر	چاہتا	اللہ	کہ
جھوٹے ناشکرے کو۔ اگر اللہ چاہتا کہ (کسی کو اپنی)						

يَتَّخِذَ وَلَدًا الْأَصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

يَتَّخِذَ	وَلَدًا	الْأَصْطَفَىٰ	مِمَّا	يَخْلُقُ	مَا	يَشَاءُ
بنائے	اولاد	البتہ وہ جن لیتا	اس سے جو	وہ پیدا کرتا ہے (مخلوق)	جسے	وہ چاہتا ہے
اولاد بنائے تو وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا جن لیتا						

سُبْحٰنَهُ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

سُبْحٰنَهُ	هُوَ اللَّهُ	الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ
وہ پاک ہے	وہی اللہ	یکتا	زبردست
وہ پاک ہے۔ وہی ہے اللہ یکتا زبردست			

۲) اے محمد ہم نے تیری طرف سچی کتاب اتاری اس میں کچھ تردد نہیں۔ سو تو خالص اللہ کی عبادت کر اور اس کی توحید کا اقرار کر۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

۳) آگاہ رہو خالص اللہ ہی کا حق ہے عبادت کرنا اور دین حق اسی کا دین ہے اس کے سوا کوئی مستحق عبادت کا نہیں۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود اور دوست بنایا (مراد ان سے مکہ کے کافر ہیں) وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں۔ اور ہم کو نزدیک حق تعالیٰ کی مثال ہو جاوے۔

۲) إِنَّا أَسْرَلْنَا إِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ  
الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ  
بِأَسْرَلْنَا فَاعْبُدِ اللَّهَ  
مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝

۳) أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ  
لَا يَسْتَحِقُّهُ عَتِيدٌ وَكَانَ  
الَّذِينَ دُونَهُ  
الْأَصْنَامَ أَوْلِيَاءَ لَهُمْ  
كَمَا بَرَّكَتُ مَا  
نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا  
إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ۚ وَسُرْبٌ  
مَصْدَرٌ بِمَعْنَى تَقْرِيْبًا  
إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ

بے شک اللہ تم فیصلہ فرماوے گا کافروں میں اور ایمان والوں میں

جس امر میں کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں امور دینیہ سے۔ پس داخل فرماوے گا ایمان والوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں۔

بے شبہ اللہ نہیں راہ دکھاتا اس شخص کو جو جھوٹ بولتا ہے کہ اللہ کی طرف نسبت کرتا ہے اولاد کا ہونا ناظر ہے کہ اللہ کے سوا اور چیزوں کی پرستش کرتا ہے۔

(۴) اگر اللہ چاہتا ولد بنانا جیسا کافر کہتے ہیں کہ رحمن نے اولاد بنالی۔ تو پسند کرتا اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا اور اس کو ولد بنا لیتا۔ سوا ان کے جن کو کافر کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

وہ پاک ہے اولاد بنانے سے وہ ایک اللہ ہے غالب اپنی خلق پر قہر والا۔

وَبَيْنَ الْمُسْلِمِينَ

فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ  
مِنْ أَمْرِ الدِّينِ فَيَدْخُلُ  
الْمُؤْمِنِينَ الْجَنَّةَ وَالْكَافِرِينَ  
النَّارَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي  
مَنْ هُوَ كَاذِبٌ فِي نِسْبَةِ  
الْوَالِدِ إِلَيْهِ كَقَتَامٍ  
يُعْبَادُ غَيْرَ اللَّهِ

(۴) لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ  
وَلَدًا كَمَا فَتَلُوا اتَّخَذَ  
الرَّحْمَنُ وَلَدًا لَاصْطَفَى  
مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ  
اتَّخَذَ وَلَدًا عَنِّي مَن  
فَتَلُوا مِنَ الْمَلَائِكَةِ  
بَنَاتَ اللَّهِ وَعَزَّوَجِبْنَ اللَّهُ  
تَنْزِيهًا لَعَنَ اتَّخَاذَ الْوَالِدِ  
هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ  
بِخَلْقِهِ

### تشریح

(۴) ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے لہذا صرف اللہ کی بتدگی اور اس کی ہدایت کی پیروی کرو۔ اس میں باطل کی کوئی تلاوٹ نہیں لہذا دین کو اللہ کے لئے خاص کرتے ہوئے صرف اسی کی عبادت اور اسی کی اطاعت کرو۔ اس کی ہدایت کی پیروی کرو اور اس کے احکام کی پیروی کرو اس طرح کہ تمہاری پوری زندگی بتدگی بن جائے۔ اور تمہاری پوری زندگی اللہ کی اطاعت اور اس کی فرماں برداری اور اس کی رضا کے سانچے میں ڈھل جائے۔

(۴) خاص اور بے آئین اطاعت و بتدگی صرف اللہ کا حق ہے | اللہ کا حق یہ ہے کہ صرف اسی کی اطاعت و بتدگی کی جائے اور اس میں کسی طرح کی کوئی تلاوٹ نہ ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم اگر اپنا مال خرچ کرتے ہیں اس لئے کہ ہمارا نام ہوگا تو کیا ہیں اس پر کوئی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں! اس شخص نے پوچھا کہ اگر دونوں نیتیں شامل ہوں کہ دنیا میں نام وری بھی ہوگی اور یہ نیکی اللہ کے لئے بھی ہوگی تو کیا اس پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغْتَبَلُ أَنْ يَخْلَصَ لَهُ (اللہ تم کوئی عمل

قبول نہیں فرماتے جب تک وہ عمل صرف اللہ کے لئے نہ ہو۔) پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اَلَاٰذِذُ الَّذِيۡنَ الْخَالِصُوۡنَ  
(خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اصل میں عبادت تو اللہ ہی کی کرتے ہیں اور اسی کو خالق مانتے ہیں اور اصل معبود اسی کو مانتے ہیں مگر ہم ان بزرگ ہستیوں کو اس کی بارگاہ تک رسائی کا ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچا دیں۔

یہ ایسا عقیدہ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیا اللہ تم نے کہا ہے کہ فلاں کو ذریعہ بناؤ؟ اللہ تم کی طرف سے ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان ہستیوں کے بارے میں اختلاف ہوتے ہیں کوئی کسی کو مان رہا ہے کوئی کسی کو مان رہا ہے۔ کوئی متفقہ طور پر نہیں بتا سکتا کہ اللہ کے یہاں رسائی کا ذریعہ کون سی ہستیاں ہیں اتفاق اور اتحاد صرف توحید ہی میں ممکن ہے۔

یہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہم ان ہستیوں کے ذریعے اللہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں یہ جھوٹے اور منکر حق ہیں۔ انھوں نے اپنی طرف سے ایک جھوٹ موٹ عقیدہ گھڑ لیا ہے دوسرے یہ منکر حق ہیں توحید کی تعلیم آجانے کے بعد بھی اس غلط عقیدہ پر جمے ہوئے ہیں۔ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کر رہے ہیں کہ سب کچھ دینے والے اللہ ہیں اور شکر لے اور نذرانے ان ہستیوں کے کر رہے ہیں جن کو اللہ نے کوئی اختیار نہیں دیا ہے۔ اللہ تم ایسے جھوٹوں اور حق سے انحراف کرنے والوں کو جو ہدایت کے طلبگار نہ ہوں، ہدایت نہیں دیتا۔ ہدایت انہی کو ملتی ہے جو گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

اللہ کے کوئی اولاد نہیں ہے | اللہ کے سوا دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ اس کی مخلوق ہے مخلوق چاہے جتنی برگزیدہ ہو جائے اولاد کی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی۔ والد اور اولاد میں جوہری اتحاد کی ضرورت ہوتی ہے کہ اولاد اپنے والد کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ جب کہ خالق اور مخلوق میں زبردست جوہری فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہیں۔ اولاد کی ضرورت ناقص کو ہوتی ہے اس کو ہوتی ہے جس میں کمزوری ہو یا جو فانی ہو اور اس کا محتاج ہو کہ اس کی نسل باقی رہے۔ کسی کو کوئی اگر اپنی اولاد بناتا ہے تو جب ہی بناتا ہے کہ اسے وارث کی ضرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کمزوری سے پاک ہیں اسے کسی وارث کی ضرورت نہیں۔ یا پھر محبت کے جذبے سے مغلوب ہو کر کسی کو اولاد بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کمزوری سے بھی پاک ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تم اپنی ذات میں واحد اور یکتا ہیں۔ اولاد ہم جنس ہوتی ہے اور اولاد کے لئے بیوی کی ضرورت ہوتی ہے چوں کہ اللہ تعالیٰ یکتا و یگانہ ہیں کوئی ان کا ہم جنس ہو ہی نہیں سکتا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تم قہسار ہیں دنیا میں جو کچھ بھی ہے وہ اس کی قاپرانہ گرفت میں جکڑی ہوئی ہے اس کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کسی بھی درجے میں اللہ سے مماثلت رکھتی ہو۔ ہر چیز اس سے مغلوب ہے اور مخلوق ہونے کے علاوہ اللہ سے اس کا کوئی رشتہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لہذا اس کی طرف اللہ کی نسبت کرنا سمجھنا جہالت کی بات ہے عقل بھی اس کا انکار کرتی ہے اور کسی طرح سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہے۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكْوِّرُ

خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	بِالْحَقِّ	يُكْوِّرُ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین	حق (درست تدبیر) کے ساتھ	وہ لپیٹتا ہے

اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو درست تدبیر کے ساتھ وہ رات کو دن پر

اللَّيْلِ عَلَى النَّهَارِ وَيُكْوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ

اللَّيْلِ	عَلَى	النَّهَارِ	وَيُكْوِّرُ	النَّهَارَ	عَلَى	اللَّيْلِ
رات	پر	دن	اور لپیٹتا ہے	دن	پر	رات

لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے (گھٹاتا بڑھاتا ہے)

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ

وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	كُلٌّ	يَجْرِي	لِأَجَلٍ
اور اس نے سخر کیا	سورج	اور چاند	ہر ایک	چلتا ہے	ایک مدت

اور اس نے سخر کیا سورج اور چاند کو ہر ایک، ایک مقررہ مدت تک چلتا

مُسَمًّى ۚ إِلَٰهًا ۖ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِنْ

مُسَمًّى	إِلَٰهًا	الْعَزِيزُ	الْغَفَّارُ	خَلَقَكُمْ	مِنْ
مقررہ	یاد رکھو وہ	غالب	بخشنے والا	اس نے پیدا کیا تمہیں	سے

ہے۔ یاد رکھو وہ غالب، بخشنے والا ہے۔ اس نے تمہیں (تن واحد)

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَانزَلَ لَكُمْ

نَفْسٍ	وَاحِدَةٍ	ثُمَّ	جَعَلَ	مِنْهَا	زَوْجَهَا	وَانزَلَ	لَكُمْ
تن واحد	پھر	اس نے بنایا	اس سے	اس کا جوڑا	اور اس نے بھیجے	تمہارے لئے	

(آدم) سے پیدا کیا پھر اس نے اس سے اس کا جوڑا بنایا، اور تمہارے لئے جوہاویوں

مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَنِيَّةً أَزْوَاجًا يُخَلِّقُكُمْ فِي بُطُونِ

مِّنَ الْأَنْعَامِ	ثَمَنِيَّةً	أَزْوَاجًا	يُخَلِّقُكُمْ	فِي	بُطُونِ
جوہاویوں سے	آٹھ	جوڑے	وہ پیدا کرتا ہے	میں	پیٹ (جمع)

میں سے آٹھ جوڑے بھیجے وہ تمہیں پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤں کے

أَمْهَتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظَلْمٍ ثَلَاثٌ ذَلِكُمْ اللَّهُ

أَمْهَتِكُمْ	خَلْقًا	مِّنْ بَعْدِ	خَلْقٍ	فِي ظَلْمٍ	ثَلَاثٌ	ذَلِكُمْ	اللَّهُ
تمہاری مائیں	ایک کیفیت	کے بعد	دوسری کیفیت	تاریکیوں میں	تین	یہ تمہارا اللہ	
پیٹوں میں تین تاریکیوں کے اندر ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت میں۔ یہ ہے تمہارا اللہ							

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَانِی تَصْرَفُونَ ۝۶

رَبُّكُمْ	لَهُ	الْمُلْكُ	لَا	إِلَهَ	إِلَّا	هُوَ	فَانِی	تَصْرَفُونَ
تمہارا پروردگار	اس کے لئے	بادشاہت	ہیں	کوئی معبود	اس کے سوا	تو کہاں	تم پھرتے ہو	
تمہارا پروردگار اسی کے لئے ہے بادشاہت، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تم کہاں پھرتے ہو								

۵) کہ اس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے وہ داخل فرماتا ہے اور لپٹتا ہے رات کو دن پر جس دن بڑھ جاتا ہے اور دن کو داخل کرتا ہے رات میں جس سے رات بڑھ جاتی ہے۔

اور سخر کیا اس نے سورج اور چاند کو ہر ایک ان میں سے اپنے دورہ پر چلتا ہے اور چلتا رہے گا وقت مقرر یعنی قیامت تک۔ خبردار ہو جاؤ وہ غالب ہے اپنے حکم میں بدل لینے والا ہے اپنے دشمنوں سے بخشنے والا ہے اپنے دوستوں کو۔

۶) اس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا یعنی آدم سے پھر اسی سے اس کی بیوی حوا کو پیدا کیا۔

اور تمہارے لئے آٹھ قسم کے جانور چار پاؤں میں نازل فرمائے اور پیدا کئے اونٹ اور مادہ کئے بیل، بکرا بکری، بھیڑ وغیرہ۔ ہر ایک قسم کا جوڑا ہے نر اور مادہ

جیسا کہ سورہ انفام میں مذکور ہوا۔

۵) خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

بِالْحَقِّ، مُتَعَلِّقٌ بِخَلْقِ  
يَكُونُ يَدْخُلُ اللَّيْلَ عَلَى  
النَّهَارِ فَيَزِيدُ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ  
يَدْخُلُهُ عَلَى اللَّيْلِ فَيَزِيدُ  
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ  
كُلٌّ يَجْرِي فِي مَلَائِكَةٍ  
مَّسْمُومَةٍ لِّیَوْمِ الْقِيَامَةِ  
الْأَهْوَاءُ الْعَزِيزُ الْغَالِبُ  
عَلَى أَمْرِهِ أَلَمْ نُنْقِمْ مِنْ  
أَعْدَائِهِ الْغَفَّارِ لِأَوْلِيَائِهِ

۶) خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ

أَيَّ آدَمَ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا  
حَوَاءً وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ  
السَّمَاءِ الْغَنَمَ الْأَبِلَ وَالْبَقَرِ  
وَالغَنَمِ الضَّخَاثَ وَالنَّعِزَّ  
ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنْ كُلِّ  
زَوْجَيْنِ ذَكَرٌ وَأُنْثَى كَمَا  
بَيَّنَّ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ

## فیصل

وہ تم کو پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں  
بتدریج تمہیں نطفہ پھر خون بستہ پھر پارچہ گوشت  
تین اندھیروں میں پیٹ کے اندھیرے اور رحم کے  
اندھیرے اور اس پردہ کے اندھیرے جس میں بچہ  
ہوتا ہے۔

يَخْلُقْكُمْ فِي بُطُونِ  
أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقٍ مِّنْ  
بَعْدِ خَلْقٍ أَيْ نُطْفَائِمُ  
عَلَّمَا شَرَّمُ مُضْغَاتٍ ظَلَمْتَ  
ثَلَاثًا هِيَ ظُلْمَةُ الْبَطْنِ  
وَظُلْمَةُ الرَّحِمِ وَظُلْمَةُ  
النَّسِيمَةِ ذَلِكَ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ  
الْبُدْثُ الْأَلَهُ الْأَهْوَاءُ فَأَيُّ  
تَضَرُّفُونَ ○ عَنْ عِبَادَتِهِ إِلَى  
عِبَادَةِ غَيْرِهِ

اللہ ہے جو رب ہے تمہارا، اسی کی بادشاہت ہے  
اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم اس کی عبادت چھوڑ  
کر کہاں دوسرے کی پرستش کی طرف جاتے ہو۔

## تشریح

⑤ زمین و آسمان کی تخلیق حق پر ہوئی ہے | اللہ تعالیٰ نے یہ زمین و آسمان اور اس کا سارا نظام حق کی بنیاد پر بنایا ہے سچائی اور  
حقیقت یہ ہے کہ ان سب کا خالق ایک ہے اگر ان کے پیدا کرنے والے کئی ہوتے تو یہ لگاندھا نظام اس طرح چل  
نہیں سکتا تھا۔ رات اور دن کو دیکھو، شب و روز کے نظام پر غور کرو کہ کس طرح دن اور رات ایک دوسرے کے ساتھ چلے  
چلے آتے ہیں۔ سورج ڈوبنے کے بعد مشرق کی طرف دیکھو تو معلوم ہوگا کہ افق سے تاریکی کی ایک چادر دھیرے دھیرے اُٹھتی  
چلی آ رہی ہے جو روشنی کو پیٹتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے وقت دن کا اجالارات کی ظلمت  
کو مشرق سے ڈھکیلتا ہوا آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ وہ خالق و پروردگار جس نے چاند اور سورج کو مسخر کیا ہوا  
ہے اس طرح اس کے قبضے میں ہیں کہ ہر ایک، ایک مقررہ وقت تک چلے جا رہا ہے۔ کیا مجال ہے کہ ان کی رفتار  
میں ذرا سا فرق آجائے۔ بے شک وہ زبردست ہے اگر عذاب دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو روکنے والی نہیں  
ہے۔ مگر وہ تمہاری گستاخیاں اور بے جا حرکتیں برداشت کر رہا ہے فوراً سزا نہیں دیتا مہلت پر مہلت  
دیتا ہے۔ کیونکہ وہ بہت درگزر کرنے والا ہے۔

⑥ انسان کی تخلیق اور اس کی خدمت کے لئے جانوروں کی پیدائش | اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک انسان پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا  
پھر اس جوڑے سے بہت سے انسان پیدا کر دیئے۔ انسانوں کی خدمت کے لئے آٹھ قسم کے مویشی تراورادہ پیدا  
کئے جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری ان کے چار تراورادہ چار ماہل کر آٹھ تراورادہ ہو گئے۔

انسان کو ماں کے پیٹ میں تین تین تاریخوں کے پردوں میں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ تین پرے  
پیٹ، رحم اور مشیمہ یعنی وہ جہلی جس میں بچہ پلٹا ہوا ہوتا ہے، ان تین تاریخوں میں انسان اس طرح پیدا ہوتا  
ہے کہ ایک کے بعد دوسری شکل اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ پہلے علقہ ہوتا ہے یعنی جا ہوا خون ہوتا ہے پھر مضغ (گوشت کا لوترا)  
بنتا ہے پھر تیسری شکل انسان کے اعضاء بنتے ہیں۔ یہ تمہارا رب اللہ ہے جو ساری کائنات کا مالک و حاکم ہے اس کے سوا  
کوئی معبود نہیں ہو سکتا پھر تم کدھر پھرے چلے جا رہے ہو۔ کون ہے جو تمہیں الٹی پٹی پڑھا رہا ہے جبکہ تمہاری تخلیق کا ہر مرحلہ نطفے  
لے کر تمہارے پورا انسان بننے تک سب کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے ہوتا ہے۔ اس کی ان صفات کا انکار کرنے کے  
بعد دوسرے کی بندگی کیسے اور پھر ادھر ادھر جانے کا کیا مطلب ؟

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ

إِنْ	تَكْفُرُوا	فَإِنَّ	اللَّهَ	غَنِيٌّ	عَنْكُمْ	وَلَا	يَرْضَىٰ
اگر	تم ناشکری کرو گے	تو بے شک	اللہ	بے نیاز	تم سے	اور وہ پسند نہیں کرتا	
اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ پسند نہیں کرتا							

لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ، وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ

لِعِبَادِهِ	الْكُفْرَ	وَإِنْ	تَشْكُرُوا	يَرْضَهُ	لَكُمْ
اپنے بندوں کے لئے	ناشکری	اور اگر	تم شکر کرو گے	وہ پسند کرتا ہے	تمہارے لئے
اپنے بندوں کے لئے ناشکری، اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ تمہارے لئے اُسے پسند کرتا ہے۔					

وَلَا تَتَزَوَّرُوا وَازِرَةً ۖ وَزِرًا ۖ وَتَزَوَّرُوا

وَلَا	تَتَزَوَّرُوا	وَازِرَةً	وَزِرًا	وَتَزَوَّرُوا
اور نہیں اٹھاتا	کوئی بوجھ اٹھانے والا	بوجھ	دوسرے کا	بھر طرف اپنا رب
اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف				

مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

مَرْجِعُكُمْ	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ	تَعْمَلُونَ
لوٹنا ہے تمہیں	پھر وہ بتلا دے گا تمہیں	وہ جو	تھے	تم کرتے
لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتلا دے گا جو تم کرتے تھے۔				

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۖ وَإِذَا مَسَّ

إِنَّهُ	عَلِيمٌ	بِذَاتِ	الصُّدُورِ	وَإِذَا	مَسَّ
بے شک وہ	جاننے والا	دلوں کی پوشیدہ باتیں		اور جب	لگے پہنچے
بے شک وہ دلوں کی پوشیدہ باتوں کو (بھی) جاننے والا ہے۔ اور جب انسان کو					

الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَارَةٌ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً

الْإِنْسَانَ	ضُرٌّ	دَعَارَةٌ	مُنِيبًا	إِلَيْهِ	ثُمَّ إِذَا	خَوَّلَهُ	نِعْمَةً
انسان	کوئی سختی	وہ پکارتا ہے اپنا	رجوع کر کے	اس کی طرف	پھر جب	وہ اسے دے	نعمت
کوئی سختی پہنچے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اُسے پکارتا ہے۔ پھر جب وہ اُسے اپنی طرف سے							



مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوَ إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ

مِنْهُ	نَسِيَ	مَا كَانَ	يَدْعُوَ	إِلَيْهِ	مِنْ قَبْلُ	وَجَعَلَ
اپنی طرف سے	وہ بھول جاتا	جو تھا	وہ پکارتا	اس کی طرف سے	اس سے قبل	اور وہ بنا لیتا ہے

نعمت دے تو وہ بھول جاتا ہے جس کے لئے وہ اس سے قبل (الشکو) پکارتا تھا، اور وہ اللہ کے لئے

بِاللَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ

بِاللَّهِ	أَنْدَادًا	لِيُضِلَّ	عَنْ	سَبِيلِهِ	قُلْ	تَمَتَّعْ
اللہ کے لئے	(جمع) شریک	تاکہ گمراہ کرے	سے	اس کا راستہ	فرمادیں	فائدہ اٹھالے

شریک بنا لیتا ہے تاکہ اس کے راستے سے گمراہ کرے۔ آپ فرمادیں، فائدہ اٹھالے

بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝۸

بِكُفْرِكَ	قَلِيلًا	إِنَّكَ	مِنْ	أَصْحَابِ	النَّارِ
اپنے کفر سے	تھوڑا	بے شک تو	سے	آگ (دوزخ) والے	

اپنے کفر سے تھوڑا بے شک تو دوزخ والوں میں سے ہے۔

④ اگر تم ناشکری کرو گے تو اللہ کو تمہاری پرواہ نہیں اور اس کو معیوب نہیں اپنے بندوں کا کفر اور ناشکری اگر ہم آدمیوں کا کافر ہونا اس کے ارادہ اور مشیت سے ہے پر وہ اس سے راضی نہیں۔ اور اگر تم اللہ کا فکر کرو گے کہ اس پر ایمان لاؤ تو اس کو وہ تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے۔

اور کوئی جان گنہگار دوسری جان کا گناہ اپنے اوپر نہیں لیں گے۔

پھر تم سب کو اپنے رب کے پاس جانا ہے۔  
سو وہ تم کو خبر کرے گا تمہارے عملوں کی۔

بے شک وہ جانتا ہے ان کی بات کو

④ إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ

عَنِي عَنِي عَنكُمْ تَفْ وَلَا يَرْضَى

لِعِبَادِي الْكُفْرَ وَإِنْ أَرَادَ

مِنْ بَعْضِهِمْ وَإِنْ تَشْكُرُوا

اللَّهُ فَتَوَسَّوْا يَرْضَاهُ يَبْطُونَ

النَّهَاءَ وَصَنَّتْهَا مَعَ إِشْبَاعِ

وَدُوْنِيهِ أَيِ الشُّكْرِ لَكُمْ

وَلَا تَزِرُ نَفْسٌ وَايْرَارَةَ

وَنَارَ نَفْسٍ أُخْرَى أَيِ

لَا تَحْبِلُهُ شَمًّا إِلَى

رَبِّكُمْ مَرَّحَكُمْ فَيَنْبِئَكُمْ

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّ اللَّهَ

جو دل میں ہے۔

عَلَيْكُمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ  
بِمَا فِي الْقُلُوبِ

۸) وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ آيُ  
الْكَافِرِ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ  
تَضَرَّعًا مُنِيبًا سَاجِدًا  
رُكُوعًا إِذْ أَخْوَلَهُ  
نِعْمَةً أَعْطَاهُ انْعَمَاءً  
مِنْهُ نَسِيَ شَرَكَ مَا  
كَانَ يَدْعُوهُ يَتَضَرَّعُ  
إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَهُوَ  
إِلَهُ فَمَا فِي مَوْضِعٍ مِّنْ  
وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا شُرَكَاءَ  
لِيُضِلَّ بِفِتْنَةِ الْيَأْسِ وَهَمَّهَا  
عَنْ سَبِيلِهِ دِينِ الْإِسْلَامِ  
قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا  
بَقِيَّةَ أَجَلِكَ إِنَّكَ مِنْ أَطْمَعٍ

النَّاسِ ○

تشریح

۷) اللہ تمہیں شکرگزاری کو پسند فرماتے ہیں | اللہ تمہیں فرماں روائی اور اس کی خدائی خود بخود ہے۔ چاہے کوئی ماننے یا نہ مانے۔ کسی کے نہ ماننے سے اس کی فرماں روائی میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اللہ تمہیں کو پسند کرتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کا شکر گزار بن کر رہے، ناشکری اس کو ناپسند ہے مگر جس کسی نہیں ہے ہر ایک اپنے گئے کا خود ذمہ دار ہے اور رب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے پھر میں نے جو کیا ہے وہ اس کے سامنے آجائے گا۔ اللہ تمہیں دلوں کا حال بھی جانتے ہیں۔

۸) توحید انسان کی فطرت ہے اس لئے مصیبت میں خدا یاد آتا ہے | جب ناشکرے انسان پر کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسی کو پکارتا ہے اور دوسرے سارے معبودوں کو بھول جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ میری مصیبت کو دور کرنے والا صرف اللہ ہے اس وقت اس کی اصل فطرت سامنے آجاتی ہے۔ مگر جب وہ پریشانی دور ہو جاتی ہے تو پھر وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگتا ہے اور پھر اسی گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تمہیں نے انسان کو آزادی دی ہے کہ وہ اپنی مرضی سے پروردگار کی فرماں برداری کرے یا دوسروں کو اپنا معبود بنالے جو اس کے معبود نہیں ہیں اس لئے وہ اس آزادی سے غلط فائدہ اٹھاتا ہے۔

اے نبی! ان سے کہہ دو کہ تمہوڑے دن مزے لے لو کہ کفر کا جو نتیجہ ہے وہ تو سامنے آئے گا ہی اور تم یقیناً دوزخ میں ڈالے جاؤ گے دنیا کی چند روزہ نعمتوں کے بعد پھر کہیں اپنے انجام کا مزہ اچکھنا ہے۔

أَمْ مَنْ هُوَ قَائِمٌ أَنْاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا

أَمْ مَنْ	هُوَ	قَائِمٌ	أَنْاءَ + اللَّيْلِ	سَاجِدًا	وَقَائِمًا
یا جو	وہ	عباد کرنے والا	گھڑیوں میں رات کی	سجدہ ریز ہو کر	اور کھڑے ہو کر

(کیا یہ ناشکر بہتر ہے) یا وہ؟ جو رات کی گھڑیوں میں عبادت کرنے والا ہے سجدہ ریز ہو کر اور کھڑے ہو کر

يَخْدُمُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ

يَخْدُمُ	الْآخِرَةَ	وَيَرْجُوا	رَحْمَةَ	رَبِّهِ	قُلْ
وہ ڈرتا ہے	آخرت	اور امید رکھتا ہے	رحمت	اپنے رب	فرمادیں

اور (وہ) آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت سے امید رکھتا ہے۔ آپ فرمادیں

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا

هَلْ	يَسْتَوِي	الَّذِينَ	يَعْلَمُونَ	وَالَّذِينَ	لَا
کیا	برابر ہیں	وہ لوگ جو	وہ علم رکھتے ہیں	اور	وہ لوگ

کیا برابر ہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور وہ جو علم نہیں رکھتے؟ اس کے سوا نہیں عقل (سلیم) والے

يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۗ قُلْ

يَعْلَمُونَ	إِنَّمَا	يَتَذَكَّرُ	أُولُوا + الْأَلْبَابِ	قُلْ
علم رکھتے ہیں	اس کے سوا نہیں	نصیحت قبول کرتے ہیں	عقل والے	فرمادیں

ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ آپ م فرمادیں

يُعْبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّ كَمَا لِلَّذِينَ

يُعْبَادِ	الَّذِينَ	آمَنُوا	اتَّقُوا	رَبَّكُمْ	كََمَا
میرے بندو	جو	ایمان لائے	تم ڈرو	اپنے رب	ان کے لئے جنہوں نے

میرے بندو! جو ایمان لائے، تم اپنے رب سے ڈرو جن لوگوں نے اس دنیا

أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَأَرْضُ اللَّهِ

أَحْسَنُوا	فِي	هَذِهِ	الدُّنْيَا	حَسَنَةً	وَأَرْضُ
اچھے کام کئے	میں	اس	دنیا	بھلائی	اللہ

میں اچھے کام کئے ان کے بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع

وَاسِعَةٌ إِنَّ مَائُوتِي الصَّبْرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩

فَاسِعَةٌ	إِنَّمَا	يُوتَى	الصَّبْرُونَ	أَجْرَهُمْ	بِغَيْرِ حِسَابٍ
وسیع	اسکی ہوا نہیں	پورا ہوا دیا جائیگا	صبر کرنے والے	ان کا اجر	بے حساب

۵۔ اس کے سوا نہیں کہ صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب پورا پورا دیا جائے گا۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ⑪

قُلْ	إِنِّي	أُمِرْتُ	أَنْ	أَعْبُدَ	اللَّهَ	مُخْلِصًا	لَهُ	الدِّينَ
فرمادیں	بے شک مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں اللہ کی عبادت کروں	خالص کر کے	اسی کے لئے	عبادت		

آپ فرمادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں خالص کر کے اسی کے لئے عبادت

وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ⑫

وَأُمِرْتُ	لِأَنْ	أَكُونَ	أَوَّلَ	الْمُسْلِمِينَ
اور مجھے حکم دیا گیا	اس کا	کہ میں ہوں	پہلا	(جمع) مسلم۔ فرماں بردار

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں (فرماں برداروں) میں پہلا میں ہوں۔

⑨ کیا وہ شخص جو اوقات شب میں طاعت الہی پر قائم رہے سجدہ کرنے والا اور نماز میں کھڑا ہونے والا۔

ڈرتا ہے عذابِ آخری سے۔

اور اپنے رب کی رحمت یعنی جنت کا امیدوار ہے۔ برابر ہو سکتا ہے اس کے جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور کفر اور دیگر گناہوں میں مبتلا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہو دے کیا برابر ہو سکتے ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے یعنی عالم اور جاہل کہیں برابر ہو سکتے ہیں اگر نہیں اسی طرح وہ شخص مابدوسا جہد اور کافر برابر نہیں ہو سکتے۔ بات یہ ہے کہ نصیحت عقل والوں کو ہی ہوتی ہے۔

⑨ أَمْ مَنْ يَتَخَفِيكَ الْيَمِيمُ هُوَ قَائِمٌ

وَأَمْ مَنْ يَوْظَأُ لَهَا الطَّاعَاتِ أَنْعَاءُ

الْكَلِيلِ سَاعَاتِهِ سَاجِدًا وَقَائِمًا

فِي الصَّلَاةِ يَحْدُثُ لِأَخْرَجَةٍ

أَمْ يَخَافُ عَذَابَهَا وَيَرْجُو رَحْمَتَهَا

جَنَّةَ رَبِّهِ كَمَنْ هُوَ غَاصٌّ بِالْكَفْرِ

أَوْ غَيْرِهِ وَفِي فِرَاقِهِ أَمْرٌ قَامٌ بِبَغْيِي

بَلَى وَالْهَمَزَةُ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

كَمَا لَمْ يَسْتَوِ الْعَالِمُ وَالْجَاهِلُ

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

أَصْحَابِ الْعُقُولِ

⑩ كُلُّ يَعْبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

رَبَّكُمْ دَأَى عَذَابَهُ بَأْسٌ تُطِيعُوهُ

⑩ كُلُّ يَعْبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ دَأَى عَذَابَهُ بَأْسٌ تُطِيعُوهُ

میرے بندوں کو یہ پیام پہنچادے کہ اے ایمان والے

لَكَذِبِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ  
الدُّنْيَا بِالطَّاعَةِ حَسَنَةً ۗ هِيَ  
الْجَنَّةُ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ فَهَا جَزَاءُ  
الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَآمَنُوا بِرُسُلِنَا  
وَأَتَوْا بِهَا بِطَاعَتٍ عَلَى الطَّاعَاتِ  
وَمَا يَتَّبِعُونَ فِيهَا أَحْزَابًا ۗ بَعْضُهُمْ  
بِغَيْرِ مِثَالٍ وَلَا فِي زِينَةٍ

۱۱ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ  
مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۗ مِنَ  
الشِّرْكَ

۱۲ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَبَإِئْتِ الْكُفْرَ  
مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۗ مِنَ  
هَذِهِ الْأُمَّةِ

میرے بند و اپنے رب کے عذاب سے ڈرو اس کی فرماں برداری  
اور بندگی کرو جو لوگ دنیا میں نیکی کرتے ہیں یعنی اللہ کی بندگی  
میں مصروف ہیں ان کے واسطے وہاں بھی بھلائی ہے یعنی جنت  
اور اللہ کی زمین وسیع ہے جہاں خلاف شرع امور موجود ہوں  
اور کافروں کے سبب عبادت الہی میں ظل پڑے اس جگہ کو چھوڑ کر  
اور کسی شہر میں چلے جاؤ۔ بات یہ ہے کہ بندگی پر مستقیم رہنے والوں  
اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب یا جائزے کا کہ جس کا لفظ  
کہدے کہ بیشک مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں خالص اللہ کی عبادت کروں  
شُرک سے بچوں۔

۱۲ اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اس امت میں سب سے پہلے میں اسلام لاؤں

### تشریح

۹ کیا فرماں بردار اور نافرمان برابر ہو سکتے ہیں؟ ایک وہ شخص ہے جو اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے۔ رات کی گھڑیوں میں اللہ کے  
سامنے گھڑا رہتا ہے۔ آرام کی نیند چھوڑ کر اس کی عبادت کرتا ہے اس کے آگے جھکتا ہے، آخرت کا خوف اس کے دل کو بے قرار  
کئے ہوئے ہے۔ دوسری طرف اللہ کی رحمت نے اس کو حوصلہ دے رکھا ہے۔ کیا یہ نیک بخت انسان اور وہ انسان جس کا اوپر ذکر  
ہوا کہ مصیبت کے وقت تو خدا کو پکارتا ہے اور جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو خدا کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔ بتاؤ کیا یہ دونوں انسان  
برابر ہو سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہوتو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل اور ایک سمجھدار اور بے وقوف ان دونوں میں کچھ فرق ہی نہ  
رہا۔ اس بات کو تو وہی سوچتے ہیں جن کو اللہ نے عقل اور سمجھ دی ہے

۱۰ ہجرت کی فضیلت | اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جن چیزوں کا اللہ نے حکم دیا ہے ان پر عمل کرو اور جن  
سے منع کیا ہے ان سے بچو۔ اللہ کے مواخذے سے ڈرتے ہوئے کام کرو۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ  
اختیار کیا ان کے لئے دونوں جہان کی بھلائی ہے۔

اور دیکھو اللہ کی زمین وسیع ہے اگر ایک جگہ اللہ کی بندگی کرنے کے لئے تنگ ہو گئی ہے تو ہجرت کر کے دوسری جگہ چلے جاؤ جو  
لوگ نیکی کے راستے پر چلتے ہیں اور اس راہ میں مشکلات برداشت کرتے ہیں ان کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔

۱۱ سب سے پہلے میں خود عمل کرنے والا ہوں | اے نبی ان سے کہہ دو کہ میرا کام اتنا ہی نہیں ہے کہ میں دوسروں سے کہتا ہوں بلکہ میرا کام یہ ہے  
کہ میں خود بھی عمل کر کے دکھاؤں جس راستے پر دوسروں کو بلاتا ہوں اس پر سب سے پہلے خود چلتا ہوں۔ مجھے حکم دیا  
گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اس کی بندگی کروں۔ لہذا میں پورے خلوص کے ساتھ اس کا  
فرماں بردار ہوں۔

۱۲ میں سے پہلے خود اس کا علم ہوں | مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں لہذا میں سب سے پہلے خود  
اس کے سامنے رجحانے والا ہوں۔

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۱۳

قُلْ	إِنِّي	+	أَخَافُ	إِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّي	عَذَابَ	يَوْمٍ	عَظِيمٍ
فراہیں	بے	شک	میں	ڈرتا ہوں	اگر	میں	نافرمانی کروں	اپنا بڑا عذاب	ایک بڑا دن

آپ فراہیں بے شک میں ڈرتا ہوں اگر میں نافرمانی کروں اپنے پروردگار کی ایک بڑے دن کے عذاب سے

قُلِ اللَّهُ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝۱۴ فاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ

قُلِ	اللَّهُ	أَعْبُدُ	مُخْلِصًا	لَهُ	دِينِي	فَاعْبُدُوا	مَا	شِئْتُمْ	مِنْ
فراہیں	اللہ	میں	بے	شک	میں	اپنی	عبادت	پس تم پرستش کرو	جس کی تم چاہو

آپ فراہیں میں اسی کے لئے اپنی عبادت خالص کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ پس تم جس کی چاہو پرستش کرو اللہ

دُونِهِ ۝ قُلْ إِنْ الْخَيْرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ

دُونِهِ	۝	قُلْ	إِنْ	الْخَيْرِينَ	الَّذِينَ	خَسِرُوا	أَنْفُسَهُمْ
اس کے	سوا	فراہیں	بے	شک	گھاٹا پانے والے	وہ جنھوں نے	گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو

کے سوا۔ آپ فراہیں بے شک گھاٹا پانے والے وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر

وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ أَلَا ذَلِكُ هُوَ الْخُسْرَانُ

وَأَهْلِيهِمْ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	۝	أَلَا	ذَلِكُ	هُوَ	الْخُسْرَانُ
اور اپنے	گھر والے	دن	قیامت	خوب یاد رکھو	یہ	وہ	گھاٹا

دالوں کو گھاٹے میں ڈالا روز قیامت۔ خوب یاد رکھو یہی ہے صریح

الْمُبِينُ ۝۱۵ لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ

الْمُبِينُ	۝۱۵	لَهُمْ	مِنْ	فَوْقِهِمْ	ظُلَلٌ	مِنْ
صریح		ان کے لئے	ان کے	اوپر سے	سائبان	سے

گھاٹا۔ ان کے لئے ان کے اوپر سے آگ کے سائبان

النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۝ ذَلِكُمْ يُخَوِّفُ

النَّارِ	وَمِنْ	تَحْتِهِمْ	ظُلَلٌ	۝	ذَلِكُمْ	يُخَوِّفُ
آگ	اور سے	ان کے نیچے	سائبان (جادریں)	یہ	یہ	ڈراتا ہے

ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی (آگ کی) جادریں۔ یہ ہے جس سے اللہ

اللَّهُ بِهِ عِبَادَةٌ يُعْبَادُ فَاتَّقُونَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ

اللَّهُ	بِهِ	عِبَادَةٌ	يُعْبَادُ	فَاتَّقُونَ	وَالَّذِينَ
اللہ	اسے	اپنے بندے	اسے میرے بندو	پس مجھ سے ڈرو	اور جو لوگ

اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اسے میرے بندو مجھ ہی سے ڈرو اور جو لوگ

اجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْْبُدُوهَا وَأَنَا بُورًا إِلَى

اجْتَنِبُوا	الطَّاغُوتَ	أَنْ يَعْْبُدُوهَا	وَأَنَا بُورًا	إِلَى
بچنے رہے	سرکش (شیطان)	اس کی پرستش کریں	اور انھوں نے رجوع کیا	طرف

شیطان سے بچنے رہے کہ اس کی پرستش کریں اور انھوں نے اللہ کی طرف رجوع

اللَّهُ لَهُمُ الْبُشْرَى ۖ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾

اللَّهُ	لَهُمُ	الْبُشْرَى	فَبَشِّرْ	عِبَادِ
اللہ	ان کے لئے	خوشخبری	سو خوشخبری دیں	میرے بندے

کیا، ان کے لئے خوشخبری ہے سو آپ میرے بندوں کو خوشخبری دیں۔

﴿۱۳﴾ کہدے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں مجھ کو بڑے

دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

﴿۱۴﴾ کہدے میں اللہ ہی کی پرستش کرتا ہوں خالی شرک سے

﴿۱۵﴾ سو تم اللہ کے سوا جس کو چاہو پوجو یعنی ان کا مزہ چکے لوگے

(یہ تہدید فرمایا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اللہ کی پستیا نہیں کرتے تھے۔)

کہدے کہ بے شک ٹوٹے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی

جانوں اور اپنے گھروالوں کو قیامت کے دن ٹوٹے میں ڈالا

کہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلا اختیار کیا اور جوہروں سے

لٹنے سے محروم رہے جو ان کے لئے جنت میں تبارکی تھی

در صورت ایمان لانے کے۔

آگاہ رہو کہ یہ ہے ظاہر ٹوٹا

﴿۱۳﴾ قُلْ إِنْ أَخَافُ أَنْ عَصَيْتَ

رَبِّيَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

﴿۱۴﴾ قُلْ لِلَّهِ عِبَادٌ مَخْلُصَاتُ

دِينِي ۝ مِنَ الشِّرْكِ

﴿۱۵﴾ فَاعْبُدُوا مَا سِغْتُمْ مِنْ

دُونِهِ عَتِيرَةً فِيهِ تَهْدِيدٌ

لَهُمْ وَإِنْ أَنْ بَأْتَهُمْ كَلٌّ

يَعْبُدُونَ اللَّهَ تَعَالَى قُلْ

إِنِّي الْخَيْرِيْنَ السَّيِّئِينَ

خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَمْلِكُ الْإِنْسَانُ

فِي الشَّيْءِ وَبَعْدَ مَرَدِّ صَوْلِيهِمْ

إِلَى الْحُورِ الْمُعْتَدَةِ لَهُمْ

فِي الْجَنَّةِ لَوْ أَمْسَوْا إِلَّا ذَلِكَ

۱۶) هُوَ الْحُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝ الْبَيْنُ  
لَهُمْ مِنْ تَوْقِهِمْ ظُلٌ  
طِبَاتٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ  
تَحْتِهِمْ ظُلٌ مِّنَ النَّارِ  
ذَٰلِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَ ۙ  
أَيُّ النَّوْمِيْنَ لِيَسْتَوْبُوا بِذَلِ  
عَلَيْهِ يُعْبَادُونَ فَاتَّقُوا ۝  
 ۱۷) وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا  
الطَّاغُوتَ الْأَوْثَانَ  
أَنْ يُعْبُدُوا هَاؤُنَا  
أَقْبَلُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ  
الْبَشْرَىٰ بِالْجَنَّةِ قَبْرِ عِبَادٍ ۝

۱۶) ان کے اوپر بھی آگ ہوگی جو ان کو گمراہ ہوئے ہوگی  
 مثل سائبان کے اور نیچے بھی آگ ہوگی

اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے مسلمان بندوں کو تاکہ وہ  
 اس آگ سے بچیں اور اللہ سے ڈریں۔ پس اسے  
 میرے بندو بھی سے ڈرو۔

۱۷) اور جو لوگ بتوں کی عبادت سے پرہیز کرتے ہیں اور  
 اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کے لئے جنت کی بشارت  
 ہے۔

پس خوشخبری سنا میرے ان بندوں کو۔

### تشریح

۱۶) نافرمانی کرنے پر عذاب کوئی محفوظ نہیں ہے | اگر کوئی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے خواہ وہ کتنا ہی مقرب کیوں نہ ہو تو وہ بھی اللہ کے  
 عذاب سے محفوظ نہیں ہے اس لئے پیغمبر جو کہ معصوم اور اللہ کے نہایت مقرب ہوتے ہیں بالغرض والمحال اگر وہ بھی نافرمانی کریں  
 تو وہ بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ نہ ہوں گے۔

۱۷) غلوں کے ساتھ اللہ کی بندگی | اسے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ میں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے غالب کر کے صرف  
 اسی کی بندگی کروں گا۔ تم کو اختیار ہے جس کی چاہے پوجا کرو انجام کیا ہو گا خوب  
 سوچ لو۔ اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

۱۸) اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کی بندگی دلو الیہ بن ہے | کاروبار میں جب سرمایہ ڈوب جاتا ہے اور بازار میں مطالبے اتنے  
 چڑھ جاتے ہیں کہ سب کچھ دینے کے باوجود بھی قرض ادا نہیں ہو سکتا تو اس کو دلو الیہ ہونا کہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ  
 کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہیں کچھ کو وہ اتنا بڑا نقصان ہے کہ آدمی کو دلو الیہ کہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو  
 سب کو گھاٹے میں ڈالتا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ حساب کتاب کے دن کوئی مجھے آ کر پچالے گا تو خوب سمجھ لے کہ کوئی اس  
 کو پچانے والا نہیں ہے اس نے اپنا سارا سرمایہ حیات ضائع کر دیا اور غلط تعلیم و تربیت کے نتیجے میں اپنے اہل و عیال  
 کو بھی لے ڈوبا۔ یہی کھلا نقصان اور دلو الیہ بن ہے۔

۱۹) اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرنے والوں کی سزا | جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہیں ان کو ہر طرف سے دوزخ  
 کی آگ گمراہ ہوئے ہوگی — اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی۔ یہی انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں  
 کو خبردار کرتا ہے۔

۲۰) طاغوت سے منہ موڑنے والوں کے لئے بشارت | جنہوں نے طاغوتوں اور شیطانوں کا کہنا نہ مانا ان کی عبادت سے  
 پرہیز کیا اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے ان کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔



الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

الَّذِينَ	يَسْتَمِعُونَ	الْقَوْلَ	فَيَتَّبِعُونَ	أَحْسَنَهُ
وہ جو	سننے میں	بات	پھر پیروی کرتے ہیں	اس کی اچھی باتیں

جو (پوری قوم سے) بات سنتے ہیں پھر اس کی اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	هَدَىٰ اللَّهُ	وَأُولَٰئِكَ	هُمُ
وہی لوگ	وہ جنہیں	انہیں ہدایت دی اشرنے	اور یہی لوگ	وہ

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اشرنے ہدایت دی اور یہی لوگ ہیں

أُولَٰئِكَ الْأَلْبَابِ ۝۱۸ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

أُولَٰئِكَ	الْأَلْبَابِ	۝۱۸	أَفَمَنْ	حَقَّ	عَلَيْهِ	كَلِمَةُ	الْعَذَابِ
عقل والے	کیا۔ تو۔ جو۔ جس	ثابت ہو گیا	اس پر	علم۔ وعید	عذاب		

عقل والے تو کیا جس پر عذاب کی وعید ثابت ہو گئی پس کیا تم اسے بچا لو گے

أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝۱۹ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

أَفَأَنْتَ	تُنْقِذُ	مَنْ	فِي	النَّارِ	لَكِنَّ	الَّذِينَ	اتَّقَوْا	رَبَّهُمْ	لَهُمْ
کیا پس تم	بچا لو گے	جو	آگ میں	لیکن	جو لوگ	ڈرے	اپنا رب	ان کے لئے	

جو آگ میں گر گیا؟ لیکن جو لوگ ڈرے اپنے رب سے ان

عُرُوفٌ مِّنْ فَوْقِهَا عُرُوفٌ مُّبْنِيَةٌ ۚ لَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

عُرُوفٌ	مِّنْ	فَوْقِهَا	عُرُوفٌ	مُبْنِيَةٌ	تَجْرِي	مِنْ	تَحْتِهَا	الْأَنْهَارُ
بالاخانے	ان کے اوپر سے	بالاخانے	بنے بنائے	جاری ہیں	ان کے نیچے	نہیں		

کے لئے بالاخانے ہیں، ان کے اوپر بنے بنائے بالاخانے ہیں، ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

وَعَدَّ اللَّهُ ۚ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيثَاقَ ۝۲۰

وَعَدَّ	اللَّهُ	لَا	يُخْلِفُ	اللَّهُ	الْمِيثَاقَ
الشرفا وعدہ	خلاف نہیں کرتا	اشر	وعدہ		

الشرفا وعدہ ہے۔ الشرفا وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

## فیصل

۱۸) جو بات کو سنتے ہیں اور اس میں عمدہ بات کی پیروی کرتے ہیں کہ جس میں ان کا نفع اور موجب ان کی نجات کا ہے۔  
یہ ہی لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کو ہدایت کی اور یہ ہی ہیں عقل والے۔

۱۸) الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۗ وَهُوَ صَافِيَةٌ فَلَا حُرْمَ أُولَئِكَ الَّذِينَ هُدَاهُمْ اللَّهُ ۗ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

۱۹) أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كِتَابُ الْعَذَابِ ابَىٰ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ الْآيَةَ ۗ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ تَخْرُجُ مِنَ فِي النَّارِ ۗ جَوَابُ الشَّرْطِ وَأَقِيمْ فِيهِ الظَّاهِرُ مَقَامَ الْمُضْمَرِ وَالْمَهْمُزَةُ لِلِلَا شَكَارٍ وَالْمَعْنَى لَا تُقَدِّرُ عَلَيَّ هِدَايَتِهِ فَتُقَدِّرُ مِنَ النَّارِ

۲۰) لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ بَانَ أَطَاعُوهُ نَهُمْ عَزُوفٌ مِّنْ قَوْفِهَا عَزُوفٌ مُّبْتَدِئَةٌ تَجْرِي مِّنْ تَحْتِهَا الْأَكْثَرُ أَيْ مِمَّنْ تَحْتِ الْعُرْفِ النَّوْفَانِيَّةِ وَالتَّحْتَانِيَّةِ وَعَدَّ اللَّهُ مَنصُوبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ لَا يَخْلِفُ اللَّهُ الْوَعْدَ ۗ وَعَدَّةٌ

۱۹) آیا پس وہ شخص جس پر کلمہ عذاب کا ثابت ہو چکا (کلمہ عذاب کا یہ ہے لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ) کیا تو اس کو بچا سکتا ہے اور جو مستحق دوزخ کلمہ اس کو تو دوزخ سے نکال سکتا ہے۔ نہیں یعنی جس کی تقدیر میں دوزخی ہونا لکھا گیا تو ہدایت نہیں کر سکتا ہے کہ دوزخ سے بچالے۔

۲۰) لیکن وہ لوگ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس طرح کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں ان کے لئے جنت میں نیچے اور پرکانات بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے۔  
وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا۔

## تشریح

۱۸) حق بات قبول کرنے والوں کے لئے خوش خبری | وہ لوگ جو حق بات سنتے ہیں اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ جو حق اور ناحق کی پرکھ رکھتے ہیں اور حق بات کو اپناتے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں کو اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے اور یہی لوگ دائیں مند ہیں۔ صحیح معنی میں دائیں مندی یہی ہے کہ آدمی کو حق ناحق کی پرکھ جو حق بات کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے

۱۹) جس نے اپنے آپ کو عذاب کا حق دار بنایا اُسے کون بچا سکتا ہے؟ | جس نے غلط راستہ اختیار کیا اگر ابھی میں پڑ گیا اور اس کی گمراہی کی وجہ سے اس کے لئے عذاب کا فیصلہ ہو چکا، اُسے کون بچا سکتا ہے؟

۲۰) اہل تقویٰ کے لئے جنت کے درجات | جنہوں نے اپنی بد اعمالی کی وجہ سے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنا لیا اُسے کون بچا سکتا ہے؟ مگر جو اللہ کے بندے تقویٰ کی روش اختیار کریں گے اللہ کے فرماں بردار بن کر رہیں گے اللہ سے ڈرتے ہوئے اس کی نافرمانی سے بچیں گے ان کے لئے جنت کے درجات ہوں گے جو کئی کئی منزلہ بنے ہوئے ہوں گے۔ ایک منزل پر دوسری منزل بنی ہوئی بلند و بالا مکانات اور ان کے نیچے نہریں بہتی ہوئیں جو اس کے منظر کو نہایت حسین اور خوش گوار بنا دیں گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو جنت کے مکانات عطا فرمائیں گے اور اللہ تم اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتے جو وعدہ کر لیا وہ پورا ہو کر رہے گا۔

الْمُرْتَأْنَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ

الْمُرْتَأْنَ	أَنَّ	اللَّهُ	أَنْزَلَ	مِنَ	السَّمَاءِ	مَاءً	فَسَلَكَهُ
کیا تو نے نہیں دیکھا	کہ	اللہ	اتارا	سے	آسمان	پانی	پھر چلا یا اس کو

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اسے (چٹھے) (بنا کر)

يَنَابِيعٍ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهَا زُرْعًا مُخْتَلِفًا

يَنَابِيعٍ	فِي	الْأَرْضِ	ثُمَّ	يُخْرِجُ	بِهَا	زُرْعًا	مُخْتَلِفًا
چٹھے	میں	زمین	پھر	وہ نکاتا ہے	اس سے	کھیتی	مختلف

زمین میں چلا یا پھر وہ اس سے مختلف رنگوں کی کھیتی

أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتْرَهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ

أَلْوَانُهُ	ثُمَّ يَهَيِّجُ	فَتْرَهُ	مُصْفَرًّا	ثُمَّ يَجْعَلُهُ	حُطَامًا	إِنَّ
اس کے رنگ	پھر خشک ہو جاتی ہے	پھر تو دیکھئے	زرد	پھر وہ کو دیتا ہے اسے	چورا چورا	بے شک

نکاتا ہے۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے، پھر تو اسے زرد دیکھتا ہے، پھر وہ اسے چورا چورا کر دیتا ہے۔ بے شک

فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لَأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ

فِي	ذَلِكَ	لَذِكْرَى	لَأُولِي الْأَلْبَابِ	أَفَمَنْ	شَرَحَ	اللَّهُ
اس میں	البتہ نصیحت	عقل والوں کے لئے	کیا پس جس	کھول دیا	اللہ	اللہ

اس میں البتہ نصیحت ہے عقل والوں کے لئے۔ پس کیا جس کا سینہ اللہ نے کھول

صَدْرًا لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ

صَدْرًا	لِلْإِسْلَامِ	فَهُوَ	عَلَى	نُورٍ	مِّنْ رَبِّهِ	فَوَيْلٌ
اس کا سینہ	اسلام کے لئے	تو وہ	پر	نور	اپنے رب کی طرف سے	سو خرابی

دیا اسلام کے لئے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (کیا وہ اور سنگدل بلبریں) سو خرابی

لِلْقَسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ

لِلْقَسِيَةِ	قُلُوبُهُمْ	مِّنْ	ذِكْرِ اللَّهِ	أُولَٰئِكَ	فِي	ضَلَالٍ
ان کے لئے سخت	ان کے دل	سے	اللہ کی یاد	یہی لوگ	گمراہی میں	ہیں

ہے ان کے لئے جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں۔ یہی لوگ گمراہی میں ہیں

مُبِينٌ ۲۲) اللَّهُ نَزَلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا

مُبِينٌ	اللَّهُ	نَزَلَ	أَحْسَنَ	الْحَدِيثِ	كِتَابًا	مُتَشَابِهًا
کلی	اللہ	نازل کیا	بہترین	کلام	ایک کتاب	متشابهہ

کلی۔ اللہ نے بہترین کلام نازل کیا (یعنی) ایک کتاب جس کی آیتیں متنی جتنی

مَثَانِي ۲۳) تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ

مَثَانِي	تَقْشَعِرُّ	مِنْهُ	جُلُودُ	الَّذِينَ	يَخْشَوْنَ
دہرائی گئی	بال کھڑے ہو جاتی ہیں	اس سے	جلدیں	جو لوگ	دہرتے ہیں

بار بار دہرائی گئی ہیں۔ اس سے بال (رونگٹے) کھڑے ہو جاتے ہیں ان لوگوں کی جلدوں پر جو اپنے رب سے

رَبَّهُمْ ۲۴) ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى

رَبَّهُمْ	ثُمَّ	تَلِينُ	جُلُودُهُمْ	وَ	قُلُوبُهُمْ	إِلَى
اپنا رب	پھر	نرم ہو جاتی ہیں	ان کی جلدیں	اور	ان کے دل	طرف

ڈرتے ہیں پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں اللہ کی یاد

ذِكْرِ اللَّهِ ۲۵) ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ

ذِكْرِ اللَّهِ	ذَلِكَ	هُدَى	اللَّهِ	يَهْدِي	بِهِ	مَنْ
اللہ کی یاد	یہ	ہدایت	اللہ	ہدایت دیتا ہے	اس سے	جسے

کی طرف (راغب ہوتے ہیں) یہ ہے اللہ کی ہدایت اس سے اللہ جسے چاہتا ہے

يَشَاءُ ۲۶) وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۲۷)

يَشَاءُ	وَمَنْ	يُضِلِلِ	اللَّهُ	فَمَا لَهُ	مِنْ	هَادٍ
وہ چاہتا ہے	اور جو۔ جس	گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی	ہدایت دینے والا۔

ہدایت دیتا ہے، اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

۲۱) کیا تو نہیں جانتا کہ بے شکر اللہ نے آسمان پانی برسایا  
پھر اس کو داخل کیا زمین کے ان مواقع میں جہاں  
چشمے نکلتے ہیں۔

پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کے مختلف ہیں لگ اس کے  
پھر وہ خشک ہو جاتے ہیں پس دیکھتا

۲۱) أَلَمْ تَرَ تَعَلَّمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ  
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ  
بِنَارِ بَيْعٍ أَدْخَلَهُ أَمْكَنَهُ نَبْعٌ  
فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ  
بِهِ زُرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ

ہے تو اس کو زرد بعد سبزی کے۔  
پھر کر دیتا ہے اس کو ریزے۔  
بے شک اس میں نصیحت اور یاد دہانی ہے عقل  
والوں کو کہ وہ اس سے انحراف نہ لیں اور  
صلابت کے مقرر ہوتے ہیں۔

يَهِيْجُ يَبِيْسُ فَتَرَاهُ بَعْدَ  
الْحَضْرَةِ مَثَلًا مُّصَفَّرًا لِّمَنْ يُّجْعَلُهُ  
مُحَاطَمًا فَتَنَاطَا اِنْ فِي ذٰلِكَ  
لَذِكْرٌ لِّكَ كِبْرًا لَّا وَلِيَّ  
اِلَّا لِّبَابٍ ۝ يَتَذَكَّرُوْنَ بِهٖ  
لِيَذَلَّوْا عَلٰٓى وَّحْدَانِيَةٍ  
اللّٰهُ تَعَالٰى وَفَضَّلَتْهٖ

۲۲) اَفَكُنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ  
لِلْاِسْلَامِ فَتَاهْتَدٰى فَهَوُوْا  
عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رُّبِّهٖ ذَكَرْنَا  
طَبِيعَ عَلٰى قَلْبِهٖ ذَلَّ عَلٰى  
هٰذَا هُوَ يَلِكُ كَلِمَةً عَذَابٍ  
لِّقَاسِيَةٍ فَمَلُوْا بِكُمْ مِّنْ  
ذِكْرِ اللّٰهِ اَى عَنِ قَبُوْلِ الْقُرْاٰنِ  
اَوَّلِ الْاٰيَاتِ فِي ضَلٰلٍ مَّبِيْنٍ ۝

۲۲) اَمَّنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِّلْاِسْلَامِ فَتَاهْتَدٰى فَهَوُوْا  
عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رُّبِّهٖ ذَكَرْنَا طَبِيعَ عَلٰى قَلْبِهٖ ذَلَّ عَلٰى  
هٰذَا هُوَ يَلِكُ كَلِمَةً عَذَابٍ لِّقَاسِيَةٍ فَمَلُوْا بِكُمْ مِّنْ  
ذِكْرِ اللّٰهِ اَى عَنِ قَبُوْلِ الْقُرْاٰنِ اَوَّلِ الْاٰيَاتِ فِي ضَلٰلٍ مَّبِيْنٍ ۝

۲۳) اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ  
كِتَابًا بَدَلًا مِّنْ اَحْسَنِ اَى  
فَتَرٰنَا مُتَشٰبِهًا اَى يَشْبَهُ بَعْضُهُ  
بَعْضًا فِي التَّظْمِ وَغَيْرِهٖ مَثَلًا فِي  
شَقِيْ وَنَبِيْهِ التَّوْعِدُ وَالتَّوْعِيْدُ  
وَغَيْرُهُمَا لِقَشْعِرٍ مِّنْهُ  
تَرْتَعَدُ عِنْدَ ذِكْرِ عِيْدِهٖ  
جَلُوْدُ السَّيِّئِيْنَ يَخْشَوْنَ يَخَافُوْنَ  
رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيُوْنَ قَطْمَمِيْنَ  
جَلُوْدُهُمْ وَفَلُوْا بِكُمْ اِلَى  
ذِكْرِ اللّٰهِ اَى عِنْدَ ذِكْرِ عِيْدِهٖ  
ذٰلِكَ اَى الْكِتَابِ هُدٰى  
اللّٰهُ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ  
وَمَنْ يُّضَلِلْ اللّٰهُ فَمَا  
لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

۲۳) اللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا بَدَلًا مِّنْ اَحْسَنِ اَى  
فَتَرٰنَا مُتَشٰبِهًا اَى يَشْبَهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّظْمِ وَغَيْرِهٖ مَثَلًا فِي  
شَقِيْ وَنَبِيْهِ التَّوْعِدُ وَالتَّوْعِيْدُ وَغَيْرُهُمَا لِقَشْعِرٍ مِّنْهُ  
تَرْتَعَدُ عِنْدَ ذِكْرِ عِيْدِهٖ جَلُوْدُ السَّيِّئِيْنَ يَخْشَوْنَ يَخَافُوْنَ  
رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيُوْنَ قَطْمَمِيْنَ جَلُوْدُهُمْ وَفَلُوْا بِكُمْ اِلَى  
ذِكْرِ اللّٰهِ اَى عِنْدَ ذِكْرِ عِيْدِهٖ ذٰلِكَ اَى الْكِتَابِ هُدٰى  
اللّٰهُ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّضَلِلْ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

پھر نرم ہو جاتی ہیں کھالیں ان کے بدن کی اور دل  
ان کے انحراف کی یاد میں ہوتے ہیں جس وقت اس کے  
وعدہ کا ذکر آتا ہے۔

یہ کتاب انحراف کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا  
ہے راہ دکھلاتا ہے اور جس کو انحراف گمراہ کرے اس  
کے لئے کوئی راہ بتلانے والا نہیں۔

(۲۱) دنیا کی زندگی کی چند روزہ بہارا اگر انسان غور کرے اور عقل و فکر سے کام لے تو وہ دیکھے گا کہ دنیا کی زندگی چند دن کی بہار سے زیادہ نہیں ہے۔ اب دیکھو ہوتا کیا ہے کہ اللہ تم آسمان سے پانی برساتے ہیں وہ پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسات میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں بھونچتا ہے وہی بارش کا پانی جو آسمان سے ہر سا دریاؤں کی شکل میں جاری ہوتا ہے پھر اس پانی کے ذریعے طرح طرح کی کمیتیاں زمین سے نکلتی ہیں۔ جب کھیتی سرسبز و شاداب ہوتی ہے تو دیکھنے والے کو بڑی خوبصورت نظر آتی ہے اسی طرح دنیا کی رونق شاداب کھیتی کی طرح نگاہوں کو بجاتی ہے پھر یہ کھیتی سوکھ جاتی ہے نرد ہو جاتی ہے اس کو کاٹ لیا جاتا ہے اس کے دانے نکال لئے جاتے ہیں پھر باقی کیا رہ جاتا ہے؟ بھوسا جو جانوروں کے کام آتا ہے۔ اب وہی سرسبز و شاداب کھیتی بھوسا بن کے جانوروں کے پیٹ میں پہنچ گئی اسی طرح دنیا کی رونقیں ایک دن ختم ہو جاتی ہیں جو لوگ اس چند روزہ بہار پر فریفتہ ہوئے ہیں وہ اس کے انجام پر بھی غور کریں۔ اہل فکر و دانش کے لئے اس میں بڑا سبق ہے۔

دنیا میں تکلیف و راحت، نیکی اور بدی ملی جھلی ہیں ایک وقت آئے گا کہ ہر چیز اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گی۔ نیکی نیکی کی جگہ، تکلیف تکلیف کی جگہ، بدی بدی کی جگہ، اور راحت راحت کی جگہ۔

جو پروردگار بارش کے پانی سے دنیا میں چشمے جاری کرتا ہے، نہریں بہاتا ہے وہ اپنی قدرت سے جنت کے باغوں میں سلیقے کے ساتھ نہریں جاری فرمادے گا جو جنت کی رونق کو دو بالا کر دیں گی۔

(۲۲) انسانی قلب کی عین کیفیات | قلب انسانی کی ایک کیفیت تو یہ ہے کہ اس کو اس بات پر شرح صدر ہو جائے کہ یہ دین ہی حق ہے اس کا دل اس پر مطمئن ہو جائے اور کوئی خلیجان اور ترک و مشعبہ باقی نہ رہے

دل کی اس کیفیت میں انسان کے لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے پوری روشنی میں آرام سے قدم اٹھا رہا ہو اور اسے ذرا بھی کوئی دھتکانہ ہو کہ اس کا قدم غلط پڑ جائے گا۔

قلب کی دوسری کیفیت دل تنگ ہو جانے کی ہے۔ اس صورت میں دونوں گنجائشیں رہتی ہیں یہ بھی گنجائش ہے کہ حق اس دل میں نمودار جائے اور یہ بھی گنجائش رہتی ہے کہ حق پر اس کا دل نہ جے یہ عین صدر (سینہ تنگ ہونے کی کیفیت) ہے۔

قلب کی تیسری کیفیت تضاد اور سختی کی ہے اس میں قبول حق کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور انسان اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر اڑا رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر بد نصیبی کوئی اور نہیں ہو سکتی کہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی نصیحت کو سن کر اس کا دل نرم پڑنے کے بجائے اور سخت ہو جائے۔ یہ گمراہی کی وہ شکل ہے جس میں واپسی کی گنجائش نہیں رہتی۔

(۲۳) بہترین کلام کتاب اللہ | اللہ نے کتاب اللہ کی شکل میں بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کے تمام اجزاء ہم رنگ ہیں۔ اول سے آخر تک پوری کتاب میں یکسانیت ہے کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ شروع سے ایک ہی نظام فکر عمل اور ایک ہی عقیدہ یہ کتاب پیش کرتی ہے۔ اس کتاب کا ہر حصہ دوسرے حصہ کی تصدیق کرتا ہے اس کے معنایں ایسے پر اثر ہیں کہ پڑھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جو اس سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ اس کو ہدایت عطا کرتا ہے۔ اور جو ہدایت حاصل کرنا نہیں چاہتا وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور پھر کہیں سے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ

أَفَمَنْ	يَتَّقِي	بِوَجْهِهِ	سُوءَ الْعَذَابِ	يَوْمَ الْقِيَامَةِ	وَ
کیا ہے جو	بچاتا ہے	اپنا چہرہ	بڑے عذاب سے	قیامت کے دن	اللہ

پس کیا جو شخص قیامت کے دن اپنے چہرے کو بڑے عذاب سے بچاتا ہے (اہل جنت کے برابر ہو سکتا ہے)

قِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۲۳﴾ كَذَب

قِيلَ	لِلظَّالِمِينَ	ذُوقُوا	مَا	كُنْتُمْ	تَكْسِبُونَ	كَذَب
کہا جائے گا	ظالموں کو	تم چکو	جو	تھے تم	تم کاتے (کرتے)	جھٹلایا

اور ظالموں کو کہا جائے گا تم (اس کا مزہ) چکو جو تم کرتے تھے۔ جو لوگ ان سے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتْهُمْ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَأَتْهُمْ	الْعَذَابُ	مِنْ حَيْثُ
جو لوگ	ان سے پہلے	تو ان پر آگیا	عذاب	جہاں سے

پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا تو ان پر عذاب آگیا جہاں سے انھیں

لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۴﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

لَا يَشْعُرُونَ	فَأَذَاقَهُمُ	اللَّهُ	الْخِزْيَ	فِي	الْحَيَاةِ	الدُّنْيَا
انہیں خیال نہ تھا	پس چکھایا انھیں	اللہ	رہوائی	میں	زندگی	دنیا

خیال ہی نہ تھا پس اللہ نے انھیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا۔

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۲۵﴾

وَلَعَذَابُ	الْآخِرَةِ	أَكْبَرُ	لَوْ	كَانُوا	يَعْلَمُونَ
اور البتہ عذاب	آخرت	بہت ہی بڑا	کاش	ہوتے	وہ جانتے۔

اور البتہ آخرت کا عذاب بہت ہی بڑا ہے کاش وہ جانتے ہوتے۔

﴿۲۳﴾ پس کیا وہ شخص جو قیامت میں اپنے منہ پر لے گا بڑے عذاب اس طرح کہ اس کے ہاتھ گردن میں باندھ کر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جاوے گا برابر ہو سکتا ہے اس شخص کے جو عذاب سے بے خوف جنت میں داخل ہوگا۔

﴿۲۴﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْ أَمْشِدُهُ لِيَأْتِيَ فِي النَّارِ مَغْلُوبَةً يَدًا إِلَى عُنُقِهِ كَمَنْ أَمْسَتْ مِنْهُ يَدُ خَوْلِ الْجَنَّةِ

اور کفار کو سے کہا جائے گا کہ چکو تم عوض ان اعمال کا جو تم کرتے تھے۔

(۲۵) ان سے پہلی امتوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا عذاب کے آنے میں۔

پس آیا ان پر عذاب ایسی جہت سے کہ ان کے دل میں بھی اس کا خیال نہ تھا۔

(۲۶) سوچا یا اللہ نے ان کو ذالقتہ ذلت اور روائی کا سب ہونے اور مقتول وغیرہ ہونے سے زندگی دنیا میں اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا اور زیادہ ہے اگر یہ جھٹلانے والے اس عذاب کو جانتے تو کبھی نہ جھٹلاتے۔

وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ أَيُّكُمْ  
مَكَّةَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ  
تَكْسِبُونَ ○ أَيُّ جَزَاءٍ

(۲۵) كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
وَسُئِلُهُمْ فِي آتْيَانِ الْعَذَابِ  
فَأَنذَاهُمْ الْعَذَابَ مِنْ  
لَا يَشْعُرُونَ ○ مِنْ جَهَنَّمَ لَا  
يَخْطُرُ بِهَا لَيْهَمُ

(۲۶) فَأَذَاتَهُمُ اللَّهُ الْحَزَنَى الَّذِي  
وَالْهَوَانُ مِنَ النَّسِخِ وَالْقَتْلِ وَغَيْرِهَا  
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْعَذَابِ  
الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا  
أَيُّكُمْ يَكْفُرُونَ ○ عَذَابَهَا  
مَّا كَذَّبُوا

### تشریح

(۲۳) ظالموں اور اہل حق کافرق | وہ لوگ جنہوں نے سچائی سے منہ موڑا، حق کا انکار کیا ایسے ظالموں کا یہ حال ہوگا کہ وہ بالکل بے بس ہونگے اور جب عذاب ان کے منہ پر پڑے گا تو وہ دفاع بھی نہیں کر سکیں گے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کسی پر حملہ ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے روکتا ہے اور جسم کے دوسرے حصوں پر چوٹ کھاتا رہتا ہے مگر اپنے منہ کو بچاتا ہے یہ ظالم اتنے بے بس ہوں گے کہ سخت مار اپنے منہ پر لیتے رہیں گے اور اپنے آپ کو بچانے قابل بھی نہ ہوں گے ایسے لوگوں سے کہا جائیگا کہ جو کمانی تم نے دنیا میں کی تھی اب اپنے ان اعمال کا مزہ چکھو ان کے مقابلے پر اللہ کے فرماں بردار بندے ہر طرح مطمئن اور بے فکر ہوں گے ان کو اللہ کے فضل پر پورا بھروسہ ہوگا اور انہیں کسی تکلیف کا اندیشہ نہ ہوگا۔

تو کیا یہ ظالم اور اس کے مقابلے برابر حق برابر ہو سکتے ہیں۔؟

(۲۵) ان سے پہلے حق کو جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا ہے | یہ لوگ جو آج حق کو جھٹلاتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ذرا گزرے ہوئے لوگوں کے حالات دیکھیں جن لوگوں نے سچائی سے منہ موڑا ان پر اللہ کا عذاب ایسے رُخ سے آیا جس سے ان کا خیال و گمان بھی نہیں جاسکتا تھا۔ وہ اسی طرح بے فکر بیٹھے تھے اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہے تھے کہ اچانک عذاب الہی نے ان کو آدوچا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے رہ گئے۔

(۲۶) دنیا میں روائی اور آخرت کا عذاب جوں کا توں | ایسی قوموں کا انجام یہ ہوا ہے کہ اللہ نے ان کو دنیا کی زندگی میں ہی روائی کا مزہ چکھا یا۔ انہوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا، اللہ کے دین کو جھٹلایا، سچائی کو جھٹلایا۔ اللہ نے ان کو دنیا میں روائی اور بے عزت کر دیا۔ — رہا آخرت کا عذاب وہ جوں کا توں، روائی سے کہیں زیادہ شدید۔ کاش یہ لوگ جانتے۔ سمجھتے۔ خود کرتے۔



وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ

وَلَقَدْ	ضَرَبْنَا	لِلنَّاسِ	فِي	هَذَا	الْقُرْآنِ	مِنْ	كُلِّ
اور تحقیق	ہم نے بیان کی	لوگوں کے لئے	میں	اس	قرآن	میں	ہر قسم کی

اور تحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے بیان کی ہر قسم کی

مَثَلٍ لِّعَلَّهِمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ

مَثَلٍ	لِّعَلَّهِمْ	يَتَذَكَّرُونَ	قُرْآنًا	عَرَبِيًّا	غَيْرَ
مثال	تاکہ وہ	نصیحت پڑھیں۔	قرآن	عربی	بغیر

مثال تاکہ وہ نصیحت پڑھیں۔ قرآن عربی (زبان میں) ہے کسی (بھی)

ذِي عِوَجٍ لِّعَلَّهِمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾

ذِي عِوَجٍ	لِّعَلَّهِمْ	يَتَّقُونَ
کسی کجی کے	تاکہ وہ	پرہیزگاری اختیار کریں

کجی کے بغیر تاکہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔

﴿٢٤﴾ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے واسطے ہر ایک طرح کی مثال بیان کر دی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں

﴿٢٤﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا جَعَلْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لِّعَلَّهِمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا حَالًا مُّؤَكَّدًا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ أَيْ لَبِيٍّ وَاخْتِلَافٍ لِّعَلَّهِمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ الْكُفْرَ

﴿٢٨﴾ دراصل حالیکہ وہ قرآن عربی زبان میں ہے اس میں کچھ اشتباہ اور اختلاف نہیں تاکہ وہ کفر سے بچیں۔

### تشریح

﴿٢٤﴾ قرآن نے مختلف مثالوں سے بات بھائی ہے | قرآن ایک واضح اور صاف کتاب ہے۔ اس میں لوگوں کو طرح طرح کی مثالیں دے کر بات کو بھایا گیا ہے تاکہ لوگ ہدایت پائیں۔ کبھی کسی طریقے سے کبھی کسی طریقے سے۔ مختلف مثالوں کے ذریعے کھول کھول کر بات بتائی گئی ہے۔

﴿٢٨﴾ قرآن میں کوئی کجی نہیں ہے | قرآن کے مضامین میں کوئی کجی اور استغیاب نہیں ہے عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس میں صاف صاف سیدھی سیدھی بات کہی گئی ہے جس سے ہر آدمی جان سکتا ہے کہ یہ کتاب کس چیز کو غلط کہتی ہے اور کیوں کہتی ہے۔ کس چیز کو یہ کتاب صحیح کہتی ہے اور کیوں کہتی ہے۔ کس چیز کا انکار کرتی ہے، کن کاموں کا حکم دیتی ہے اور کن کاموں سے روکتی ہے تاکہ لوگ برے انجام سے بچیں اور صحیح راستہ اختیار کریں۔ پھر یہ کہ اس کے اولین مخاطب عرب ہیں اور یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ عربوں کے لئے اس کا بھناؤ شوار نہیں ہے یہ ان کی اپنی زبان میں ہے جس کو وہ اچھی طرح جانتے ہیں اور خوب سمجھ سکتے ہیں۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَكِّسُونَ

ضَرَبَ	اللَّهُ	مَثَلًا	رَجُلًا	فِيهِ	شُرَكَاءُ	مُتَشَكِّسُونَ
بیان کی	اللہ	ایک مثال	ایک آدمی	اس میں	کئی شریک	آپس میں مندی

اللہ نے ایک مثال بیان کی ہے۔ ایک آدمی (غلام) ہے اس میں کئی (آقا) شریک ہیں جو آپس میں مندی (جھگڑاؤ)

وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا الْحَمْدُ

وَرَجُلًا	سَلَمًا	لِرَجُلٍ	هَلْ	يَسْتَوِينَ	مَثَلًا	الْحَمْدُ
اور ایک آدمی	سالم (فصل)	ایک آدمی	کیا	دونوں کی برابر ہے	مثال (حالت)	تمام تعریفیں

میں اور ایک آدمی ایک آدمی کا (غلام) ہے۔ کیا دونوں کی حالت برابر ہے۔؟ تمام تعریفیں

لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ

لِلَّهِ	بَلْ	أَكْثَرُهُمْ	لَا	يَعْلَمُونَ	إِنَّكَ	مَيِّتٌ
اللہ کے لئے	بلکہ	ان میں اکثر	علم نہیں رکھتے	بے شک تم	مرنے والے	میت

اللہ کے لئے ہیں۔ بلکہ ان میں سے اکثر علم نہیں رکھتے۔ بے شک تم مرنے والے (انتقال کرنے والے) ہو۔ اور

وَأَنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۚ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَأَنَّهُمْ	مَيِّتُونَ	ثُمَّ	إِنَّكُمْ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ
اور بے شک وہ	مرنے والے	پھر	بے شک تم	دن	قیامت

وہ (بھی) مرنے والے ہیں پھر بے شک تم قیامت کے دن

عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

عِنْدَ	رَبِّكُمْ	تَخْتَصِمُونَ
پس	اپنے رب	تم جھگڑو گے۔

اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔

﴿٢٩﴾ اللہ نے ایک مثال بیان فرمائی مشرک اور موحّد کی وہ مثل

یہ ہے کہ ایک آدمی تو ایسا ہے کہ اس میں بہت آدمی شریک ہیں۔ یعنی وہ غلام ایسا ہے کہ اس کے کئی آقا ہیں تند خو جھگڑنے والے اور ایک آدمی ایسا ہے کہ وہ فصل ایک شخص کا ملوک ہے کیا دونوں مثال میں برابر ہیں۔ یعنی

﴿٢٩﴾ ضَرَبَ اللَّهُ لِلْمُشْرِكِ وَالْمُؤَدِّ

مَثَلًا مَثَلًا رَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا الْحَمْدُ سَيِّئَةٌ أَخْلَافُهُمْ وَرَجُلًا سَلَمًا خَالِصًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِينَ

## فیصل

کئی آدمیوں کا غلام برابر نہیں کیونکہ جو کئی آدمیوں کا غلام ہے جب اس سے سب مالک ایک وقت میں خدمت چاہیں گے تو وہ حیران ہو جاوے گا کہ ان میں سے کس کی خدمت کرے۔ یہ مثال شرک کی ہے اور ثانی مثال موصیٰ کی ہے کہ وہ صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کا بندہ اور غلام ہے۔

الحمد لله، تمام تعریفیں اللہ کیلئے کوہیں بلکہ اکثر آدمی یعنی مکروالے نہیں جانتے کہ ان کو کیا سخت عذاب پیش آنے والا ہے اس وجہ سے شرک کرتے ہیں۔

مَثَلًا تَنْبِيْزًا اٰمِي لَا يَسْتَوِي الْعَبْدُ  
لِجَمَاعَةٍ وَالْعَبْدُ لِمَا وَاٰحِدٍ فَرَأَى  
الْاَوَّلَ اِذَا اطْلَبَ مِنْهُ كُلٌّ مِّنْ مَّا لِيْكَ  
خَدَمْتَهُ فِيْ وَقْتٍ وَّاجِدٍ تَعَيَّرَمُوْنَ  
بِحَدِيْمِهِ مِنْهُمْ وَهٰذَا مَثَلٌ  
لِّلْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُتَابِعِيْنَ لِيَلْمُوْا  
اَلْحَمْدَ لِلّٰهِ وَحَدَّهُ بَلْ  
اَكْثَرُهُمْ اَهْلُ مَكَّةَ لَا  
يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا يَصِيْرُوْنَ

اِلَيْهِ مِنَ الْعَذَابِ فَيُشْرِكُوْنَ  
۝ اِنَّكَ خَطَابٌ لِّلنَّبِيِّ مَيِّتٌ  
وَاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ سَمُوْتٌ  
وَيَمُوْتُوْنَ فَلَا شَفَاعَةَ يَّالْمُوْتِ  
سَوَّلَتْ لَنَا اسْتِبْطَاؤُا مَوْتِكَ  
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ  
فِيْمَا بَيْنَكُمْ مِنَ النُّظَالِمِ  
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ  
تُخْتَصِمُوْنَ ۝

۳۰) بے شک اے محمد تو بھی منقریب مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ سو کسی کی موت سے کوئی کیا خوش ہو۔

یہ آیت اس پر نازل ہوئی کہ کفار کہتے تھے کہ محمد کو موت بھی تو نہیں آجاتی۔

۳۱) پھر تم اے لوگو قیامت میں اپنے رب کے سامنے ایک دوسرے سے جھگڑو گے اور جس کا حق کسی پر ہو گا وہ اس کا مطالبہ کرے گا۔

## تشریح

۳۰) ایک غلام کئی آقا۔ ایک غلام ایک آقا | ایک غلام یا نوکر ہو اور اس کے کئی مالک یا آقا ہوں۔ ہر مالک اپنی طرف کھینچ رہا ہو اور نوکر سے کہہ رہا ہو کہ میرا کہنا مانو میرا کام کرو۔ اور مالک بھی ایسے بد مزاج اور برے اخلاق کے ہوں کہ ہر ایک مالک بس اپنی خدمت لیتا ہو اور دوسرے مالک کے کام کرنے کی مہلت نہ دیتا ہو۔ اور ذرا سی بھی خدمت میں کمی رہ جائے تو ڈانٹ پھینک کر کے علاوہ مزاج بھی ملتی ہو تو بتاؤ ایسے نوکر یا غلام کا کیا حال ہو گا۔ بے کس، کس مالک اور آقا کو خوش کرے گا۔

اب اس کے مقابلے میں ایک نوکر یا غلام ہے اور اس کا ایک ہی مالک یا آقا ہے جس کا اس کو حکم بجالانا ہے اور وہ مالک بھی ایسا مہربان کر اپنے نوکر یا غلام کے ساتھ بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اس کے تکلیف اور آرام کا خیال رکھتا ہے۔

بتاؤ ان دونوں میں سے کون بہتر ہے؟ پہلا یا دوسرا؟ ہر آدمی یہی کہے گا کہ دوسرا بہتر ہے۔ بس یہی فرق ہے توحید اور شرک میں۔ توحید میں ایک کی غلامی ہے اور شرک میں بہت سوں کی۔

۵ یہ ایک بجد ہے تو گراں بھتا ہے ۶ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نبی

بہت سارے آقا جن کی غلامی ایک غلام یا نوکر کو کرنی پڑ رہی ہے ان میں ؛  
 ایک آقا تو خود انسان کا نفس ہے وہ اندر بیٹھا ہوا اپنی خواہشات کا غلام بنا رہا ہے اور پورا کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔  
 دوسرا آقا برادری خاندان ، قوم اور ملک ہے۔ وہ اپنے اپنے تقاضے اور اپنے اپنے مطالبے پیش کر کے کبھی کوئی  
 اپنی طرف کھینچتا ہے کبھی کوئی اپنی طرف۔

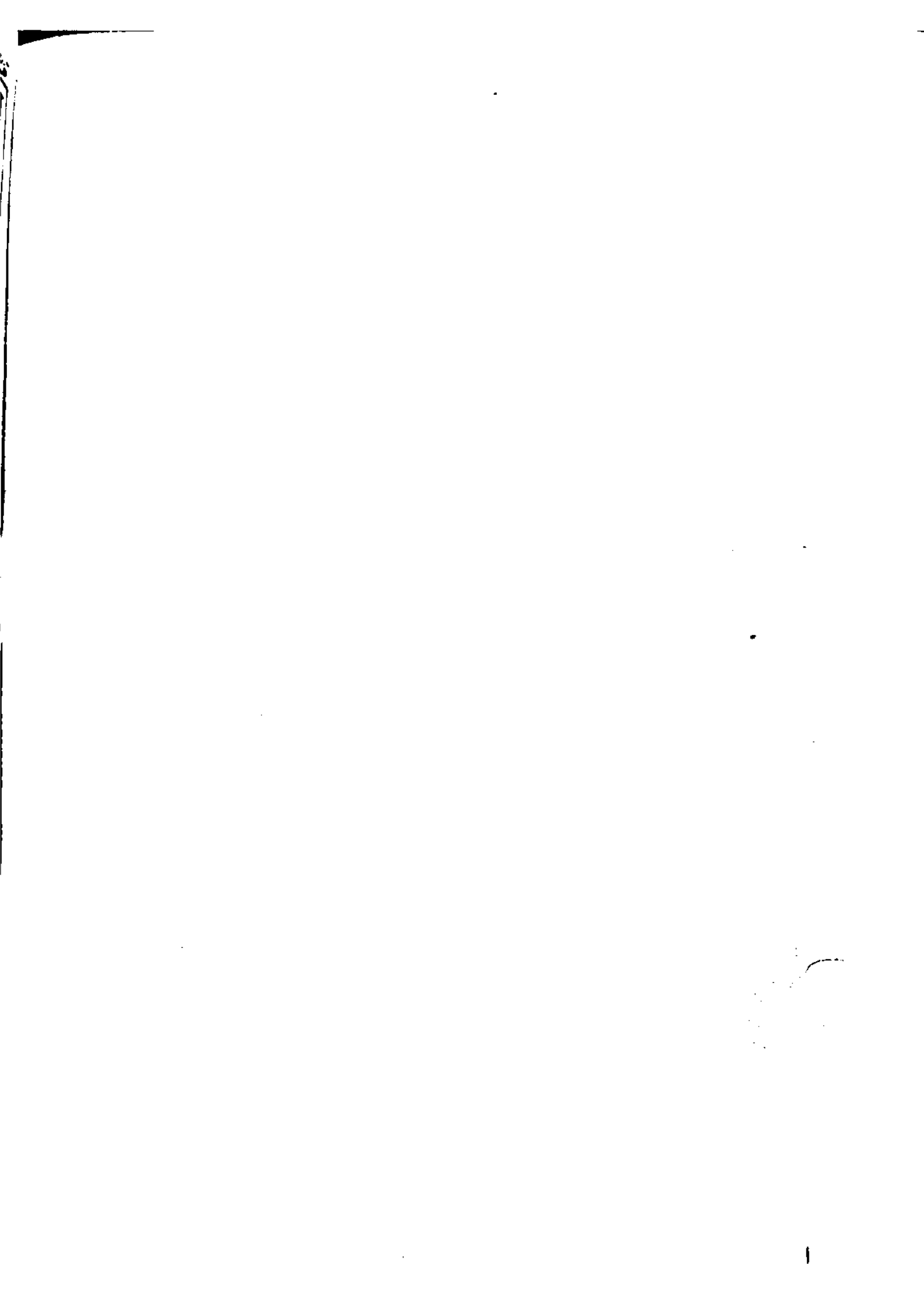
ان تمام آقاؤں کی غلامی کے بجائے اگر ایک آقا اللہ تعالیٰ کی غلامی اور اس کی اطاعت کی جائے تو اس میں شک  
 نہیں کہ اس میں ٹکراؤ پیدا ہوگا۔ مگر ایک انسان جو پورے دل کے یقین کے ساتھ ایک رب پر ایمان لے آئے تو اس  
 کا دل مطمئن رہے گا اور اس کی روح پرسکون رہے گی۔ انفرادی ایمان میں معاشرے کے دوسرے تقاضوں سے ٹکراؤ  
 تو ہوگا لیکن اس کا داخلی اطمینان باقی رہے گا۔

البتہ اگر پورا معاشرہ ایک ہی رنگ میں رنگ جائے تو پھر انسان کے لئے اللہ کے احکام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے  
 اس لئے اسلام انفرادی زندگی میں عقیدہ توحید کے ساتھ توحید کی بنیاد پر ایک معاشرہ بھی قائم کرتا ہے تاکہ انفرادی  
 ایمان و اطاعت اور اجتماعی زندگی میں ٹکراؤ نہ رہے۔

تو بہت سے آقاؤں کی جگہ ایک آقا کی غلامی کہیں آسان ہے۔ اللہ کا شکر ہے کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا  
 کہ ایسا نہیں ہے مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ان مثالوں کو سمجھنے کی توفیق ان کو نہیں ہوتی۔

۳۰۔ اے نبی، مرنا تمہیں بھی ہے اور ان کو بھی | اے پیغمبر تم ان کو ایک سیدھی اور صاف بات بھار ہے ہو مگر یہ لوگ ہنسنے  
 کی وجہ سے اس کو سمجھنا نہیں چاہتے اور کھلی صداقت کا انکار کر رہے ہیں۔ نہ ہمیشہ تمہیں رہنا ہے اور نہ ان کو۔ ایک  
 دن دونوں کو مرنا ہے۔ اور انجام بھی سب کے سامنے آ جانا ہے۔

۳۱۔ قیامت کے دن آخری فیصلہ ہو جائے گا | روز قیامت سب کے مقدمے اللہ کے حضور پیش ہوں گے اور آخری فیصلہ  
 ہو جائے گا اور سچائی سب کے سامنے آ جائے گی اور سارے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔



فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَ

فَمَنْ	أَظْلَمُ	مِمَّنْ	كَذَبَ	عَلَى	اللَّهِ	وَ
پس کون	بڑا ظالم	سے۔ جس	جھوٹ باندھا	پر	اللہ	اور

پس اس سے بڑا ظالم کون؟ جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچائی

كَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَ لَيْسَ فِي

كَذَّبَ	بِالصِّدْقِ	إِذْ	جَاءَهُ	أَلَيْسَ	فِي
اس نے جھٹلایا	سچائی کو	جب	وہ اس کو پاس آیا	کیا نہیں	میں

کو جھٹلایا۔ جب وہ اس کے پاس آیا کیا کافروں کا

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿٣٢﴾

جَهَنَّمَ	مَثْوًى	لِّلْكَافِرِينَ
جہنم	ٹھکانا	کافروں کے لئے

ٹھکانا جہنم میں نہیں؟!

﴿٣٢﴾ فَمَنْ أَى لَّا أَحَدٌ أَظْلَمُ مِمَّنْ  
كَذَّبَ عَلَى اللَّهِ بِنِسْبَةِ الشِّرْكَاءِ  
وَالْوَالِدِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ  
بِالْقُرْآنِ إِذْ جَاءَهُ أَ لَيْسَ فِي  
جَهَنَّمَ مَثْوًى مَّسَاوًى  
لِّلْكَافِرِينَ ۝ بَلَا

﴿٣٢﴾ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ  
بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَ لَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى  
لِّلْكَافِرِينَ ۝ الزمر کون غصص زیادہ نا انصاف ہے  
اس سے جو اللہ پر جھوٹ بولے کہ اس کی طرف نسبت  
کرے اولاد کو اور اس کو شریک بناوے بچوں کو اور  
جھٹلاوے قرآن کو جب کہ وہ اس کو پاس آوے یعنی اس زیادہ کوئی ظالم  
اور نا انصاف نہیں۔ کیا کافروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں ہوگا؟

تشریح

﴿٣٢﴾ سب سے بڑا ظالم اللہ پر جھوٹ باندھنے والا قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں جو مقدمہ قائم ہونا ہے اس میں سزا پانے  
والے سب سے بڑے ظالم وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے جھوٹی باتیں گھڑ کے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو  
شریک کیا اور ان سے بھی بڑھ کر وہ ظالم ہوں گے کہ جب ان کے سامنے حق و صداقت کی دعوت پیش کی گئی تو  
نہ صرف یہ کہ ماننے سے انکار کر دیا بلکہ جس نے ان کو سچائی کی دعوت دی اسی کو جھوٹا قرار دے دیا۔  
اگر معاذ اللہ پیغمبر نے جھوٹ بولا ہوتا تو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوتا؟ اور جب وہ سچا تھا اور تم نے اس کو  
جھٹلایا تو تم سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا؟  
کیا سچائی کا انکار کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہ ہوگا۔ ۹۔

وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ

وَالَّذِي	جَاءَ	بِالصَّدَقِ	وَصَدَّقَ	بِهِ	أُولَئِكَ
اور جو شخص	آیا	سچائی کے ساتھ	اور اس کو سچا مانا	اس کو	ہی لوگ
اور جو شخص سچائی کے ساتھ آیا اور اس نے اس کو سچا مانا ہی لوگ					

هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ

هُمُ	الْمُتَّقُونَ	لَهُمْ	مَا يَشَاءُونَ	عِنْدَ	رَبِّهِمْ
وہ	(جمع) متقی	ان کے لئے	جو وہ چاہیں گے	ہاں۔ پاس	ان کا رب
متقی (برہیزگار) ہیں ان کے لئے ہے ان کے رب کے ہاں جو (بھی) وہ چاہیں گے					

ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۴﴾

ذَلِكَ	جَزَاءُ	الْمُحْسِنِينَ
یہ	جزا	نیکیوں والوں کے لئے
یہ جزا ہے نیکیوں والوں کی۔		

﴿۳۳﴾ اور وہ جو سچے احکام لایا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی یعنی ایمان والے وہی ہیں برہیزگار بچنے والے شرک سے۔

﴿۳۳﴾ وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَ بِهِ هُمُ الْمُتَّقُونَ فَالَّذِي بَعَثْنِي آتِيتُكُمْ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۴﴾ بِرَبِّهِمْ

﴿۳۳﴾ ان کے لئے موجود ہے وہ، جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہ ہے عوض ان لوگوں کا جو اپنی جانوں کو بھلائی کرتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں۔

تشریح

﴿۳۳﴾ سچائی لانے والا اور حق ماننے والا دونوں متقی ہیں اور جو سچ لے کر آیا، حق کی دعوت دی سچائی کی طرف لوگوں کو بلایا اور وہ لوگ جنہوں نے آگے بڑھ کر اس حق کو قبول کیا وہ دونوں ہی متقی ہیں۔ دخول جنت کے زمانے میں ہی نہیں بلکہ مرنے کے وقت سے عالم برزخ میں میدان حشر میں ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ نہایت مہربانی کا ہوگا اور مومن صالح ہر طرح کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے۔

﴿۳۴﴾ محسنین کی جزا نیکی کرنے والوں کی جزا یہ ہوگی کہ انہیں اپنے رب کے یہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے موت کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ان کے ساتھ رہے گی۔ عالم برزخ میں قیامت کے وقت اور میدان حشر میں جنت کے داخلے تک اللہ کا خاص کرم ان پر ہے گا اور وہ ان تمام تکلیفوں سے جو برزخ قیامت اور حشر میں ہوں گی محفوظ رہیں گی۔

لِيَكْفِرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ

لِيَكْفِرَ	اللَّهُ	عَنْهُمْ	أَسْوَأَ	الَّذِي	عَمِلُوا	وَيَجْزِيَهُمْ
تاکر دور کرے	اللہ	ان سے	برائی	وہ جو	اہوں کے (اعمال)	اور انہیں جزا دے

تاکر اللہ ان سے ان کے اعمال کی برائی دور کر دے اور انہیں ان کے ثواب کی

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۵﴾

أَجْرَهُمْ	بِأَحْسَنِ	الَّذِي	كَانُوا	يَعْمَلُونَ
ان کا ثواب	بہترین (اعمال)	وہ جو	گاہوں	کرتے تھے

جزا دے ان کے بہترین اعمال کی جو وہ کرتے تھے

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا وَيُخَوِّفُونَكَ

أَلَيْسَ	اللَّهُ	بِكَافٍ	عَبْدًا	وَيُخَوِّفُونَكَ
کیا نہیں	اللہ	کافی	اپنے بندے کو	اور وہ خوف دلاتے ہیں آپ کو

کیا اللہ اپنے (بندے کو) کافی نہیں؟ وہ آپ کو ڈراتے ہیں

بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

بِالَّذِينَ	مِنْ	دُونِهِ	وَمَنْ	يُضِلِلِ	اللَّهُ	فَمَا لَهُ
ان سے جو	ان کے سوا	اور جس	گمراہ کرے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	

ان (جھوٹے معبودوں) سے جو اس کے سوا ہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کو کوئی

مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ

مِنْ	هَادٍ	وَمَنْ	يَهْدِ	اللَّهُ	فَمَا لَهُ	مِنْ مُضِلٍّ
کوئی	ہدایت دینے والا	اور جس	اللہ ہدایت دے	تو نہیں اس کے لئے	کوئی گمراہ کرنے والا	

ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو اللہ ہدایت دے تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں

أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

أَلَيْسَ	اللَّهُ	بِعَزِيزٍ	ذِي	انْتِقَامٍ
کیا نہیں	اللہ	غالب	بدل لینے والا	

کیا اللہ غالب بدل لینے والا نہیں؟



## فیصل

(۳۵) تاکہ معاف فرمادے اللہ ان کے گناہ اور بے عمل جوان سے سرزد ہوئے اور نیک عوض دے ان کو ان کے اچھے کاموں میں۔

(۳۶) کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی بیشک کافی ہے۔ اور کفار تجھ کو اے محمد ڈراتے ہیں غیر اللہ یعنی تمہوں سے کہ وہ تجھ کو مار ڈالیں گے یا دیوانہ بنا دیں گے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راہ تزلزلنے والا نہیں۔

(۳۷) اور جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ کیا اللہ اپنے حکم میں غالب اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے والا نہیں ہے۔ یعنی ہے۔

(۳۵) لِيَكْفُرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي  
عَمِلُوا وَيَجْزِلَهُمْ أَجْرَهُمْ  
بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا  
يَعْمَلُونَ ○ أَسْوَأَ وَأَحْسَنَ  
بِمَعْنَى الشَّيْءِ وَالْحَسَنِ۔

(۳۶) أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدًا  
أَيَّ الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَلَىٰ وَيُخَوِّفُونَكَ خِطَابُ  
لَهُ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ  
أَيُّ الْاِكْتِنَامِ أَنْ تَقْتُلَهُ أَوْ تَحْبِكَ  
وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَمَا لَهُ  
مِنْ هَادٍ ○

(۳۷) وَمَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَهُ  
مِنْ مُضِلٍّ ○ أَلَيْسَ اللَّهُ  
بِعَزِيزٍ عَلِيمٍ ○ عَلَىٰ أَمْرِهِ  
ذِي  
الْعِقَابِ ○ مِنْ أَعْدَائِهِ بَلَىٰ۔

## تشریح

(۳۵) ایمان لانے سے پہلے کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے | ایمان لانے سے پہلے جو بدترین اعمال کئے تھے جو گناہ ان سے سرزد ہوئے تھے وہ سب ان کے نامہ اعمال سے محو کر دیئے جائیں گے۔ اور ایمان لانے کے بعد جو انھوں نے بہترین اعمال کئے ہیں اس کے حساب سے ان کو بدلہ دیا جائے گا۔

(۳۶) بندے کے لئے اللہ ہی کافی ہے | جب بندہ اپنے رب پر ایمان لے آیا۔ اور اس کی پناہ میں آگیا تو اب اسے کسی دوسرے سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بندے کے لئے اس کا پروردگار ہی کافی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب بندہ ہدایت کا طالب نہیں ہوتا اور اپنے لئے گمراہی کو پسند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتے۔ اور جب اللہ کی طرف سے ہدایت نہیں ملتی تو پھر اور ایسی ہستی نہیں ہے جو اسے راستہ دکھائے۔ ایمان اللہ پر بھروسہ پیدا کرتا ہے اور اللہ پر توکل اور اعتماد اتنی بڑی طاقت ہے کہ پھر اس کے بعد کسی اور کا خوف پاس نہیں بٹھکا سکتا اسی لئے یہ ڈرا و فضول سا ہے کہ اگر فلاں فلاں جھوٹے معبودوں کو برا بھلا کہا تو وہ تمہارا یہ کہیں گے اور وہ کر دیں گے۔ کس کی طاقت ہے جس کا زور اللہ کے سامنے چل سکے۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے | اللہ تم ہر چیز پر غالب ہیں زبردست ہیں اگر وہ انتقام لینا چاہیں تو کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔ یہ بھی ہدایت سے محرومی کا نتیجہ ہے کہ جھوٹے معبودوں کی طاقت کا تو بڑا خیال ہے اور یہ احساس نہیں ہے کہ اللہ کی ہستی کہیں زبردست ہے۔ اگر وہ اللہ سے ہدایت طلب کرے تو اللہ تم ان کو ضرور صحیح راستہ دکھائے گا اور جسے اللہ تعالیٰ صحیح راستہ دکھادے اسے کوئی بٹھکانے والا نہیں ہے۔

وَلَيْنُ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

وَلَيْنُ	سَأَلْتَهُمْ	مَنْ	خَلَقَ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ
اور اگر	تم پوچھو ان سے	کون	پیدا کیا	آسمانوں	اور زمین

اور اگر آپ ان سے پوچھیں آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے ؟

لَيَقُولُنَّ اللَّهُ مَقُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ

لَيَقُولُنَّ	اللَّهُ	مَقُلْ	أَفَرَأَيْتُمْ	مَا تَدْعُونَ
تو وہ ضرور کہیں گے	اللہ	کہاؤ	کیا پس دیکھا تم نے	جس کی تم پرستش کرتے ہو

تو وہ ضرور کہیں گے "اللہ نے" آپ فرمادیں پس کیا تم نے دیکھا (دیکھو تو) تم جن کی پرستش کرتے ہو

مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ

مِنْ	دُونِ اللَّهِ	إِنْ	أَرَادَنِيَ	اللَّهُ	بِضُرٍّ
سے	اللہ کے سوا	اگر	چاہے میرے لئے	اللہ	کوئی ضرر

اللہ کے سوا، اگر میرے لئے کوئی ضرر چاہے اللہ تو کیا وہ

هَلْ هُنَّ كُشِفَتْ ضُرُّهُ أَوْ أَرَادَنِي

هَلْ	هُنَّ	كُشِفَتْ	ضُرُّهُ	أَوْ	أَرَادَنِي
کیا	وہ سب	دور کرنے والے	اس کا ضرر	یا	وہ چاہے میرے لئے

سب اس کا ضرر دور کر سکتے ہیں ؟ یا وہ میرے لئے کوئی مہربانی

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُسَكَّتُ رَحْمَتِهِ قُلْ

بِرَحْمَةٍ	هَلْ	هُنَّ	مُسَكَّتُ	رَحْمَتِهِ	قُلْ
کوئی مہربانی	کیا	وہ سب	روکنے والے	اس کی مہربانی	فرمادیں

چاہے کیا وہ سب اس کی مہربانی روک سکتے ہیں ؟ آپ فرمادیں

حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ

حَسْبِيَ اللَّهُ	عَلَيْهِ	يَتَوَكَّلُ	الْمُتَوَكِّلُونَ	قُلْ
کافی ہے میرے لئے اللہ	اس پر	بھروسہ کرتے ہیں	بھروسہ کرنے والے	فرمادیں

میرے لئے اللہ کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں

يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰی مَا كُنْتُمْ اِنۡیۡۤ اَعْمَلٌ ؕ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳۹

يَقَوْمِ	اعْمَلُوا	عَلٰی	مَا كُنْتُمْ	اِنۡیۡۤ اَعْمَلٌ	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
اے میری قوم	تم کام کئے جاؤ	پر	اپنی جگہ	بیشک میں	پس عنقریب	تم جان لو گے

اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ بے شک میں (اپنا) کام کرتا ہوں، پس عنقریب تم جان لو گے۔

(۳۸) اور البتہ اگر تو ان سے پوچھ کس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو تو وہ نہیں اٹھنے۔

کہدے کہ تم مجھ کو یہ بتلاؤ اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف اور نقصان پہنچانا ہی چاہے تو تمہارے بت جن کو تم اس کے سوا پوچھتے ہو اس تکلیف کو دھ کر سکتے ہیں۔

یا اگر اللہ مجھ پر رحمت کرنا چاہے تو کیا وہ بت اللہ کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔ نہیں

کہدے کہ مجھ کو اللہ کافی ہے چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں بھروسہ کرنے والے۔

(۳۹) کہدے اے میری قوم تم اپنے حال پر قائم رہو اور کام کرتے رہو بے شک میں اپنے حال پر کام کرنے والا ہوں سو نزدیک ہے کہ تم جان لو گے۔

(۳۸) وَلَئِنۡ كَا مَرَّسَمِ سَاَلْتَهُمۡ  
مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ  
وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ  
فَلْ اَفَرَّءَ يٰۤاَتَمُّ قَا تَدْعُوْنَ  
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ  
اللّٰهِ اَيۡ الۡاَصْنَامِ اِنۡ اَرَادۡنِيۡ  
اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كَاشِفَاتُ  
ضُرَّتِهٖۙ لَا اُوۡاۡرَا دۡنِيۡ بِرَحْمَةٍ  
هَلۡ هُنَّ مُنۡسِكٰتُ رَحْمَتِيۡ  
لَا وَفِ قِرَاۡةٍ بِالۡاَضَافَةِ  
فِيۡهِيََۤا قُلۡ حَسْبِيَ اللّٰهُ  
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝  
يَسۡئَلُ الْوٰثِقُوْنَ

(۳۹) قُلۡ يٰۤاَقْوَمِۗ اَعْمَلُوۡا عَلٰی  
مَا كُنْتُمْ حٰاَلِكُمْ اِنۡیۡۤ  
اَعْمَلٌ ؕ عَلٰی حٰاَلِيۡۤ اَفَسَوْفَ  
تَعْلَمُوْنَ ۝

### تشریح

(۳۸) بھروسے کے قابل زمین و آسمان کا خالق ہے یا کوئی اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کر رہے ہیں ان کے آگے سر بھکا رہے ہیں اگر ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ بتاؤ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔

جب حقیقت یہی ہے کہ زمین و آسمان اور ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو بتاؤ بھروسہ کس پر کیا جائے۔ اللہ پر یا تمہارے ان بناؤں میں مہبودوں پر؟

اگر اللہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ جھوٹے معبود مجھے بچالیں گے اور مجھے میرے نقصان سے دور کر دیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک دیں گے۔ کیا ان میں اتنی طاقت ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ جب معاملہ یہ ہے تو اسے پیغمبران سے کہہ دو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ کیونکہ وہی بھروسے کے قابل ہے وہی اس لائق ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

قرآن مجید میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم سے جو گفتگو ہوئی ہے وہ نقل کی گئی ہے، ارشاد ہے:-  
 اِنْ تَعْوَلْ اِلَّا اَعْتَدْنَا بِمُؤَيَّدَاتٍ مِّنْ اِنْتِ اَشْهَدُ  
 اِللهٖ وَاَشْهَدُ وَاَاٰ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تَشْرِكُوْنَ ۝ مِّنْ دُوْنِهٖ فَكَيْدُوْنِيْ  
 جَمِيْعًا شَرًّا لَا تَنْظُرُوْنَ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلٰى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَّا مِثْنِ  
 ذٰلِكَ اِلَّا هُوَ اَخِيْدُ بِمَا صَيَّرْتُمْ اِلٰهًا رَّبِّيْ عَلٰى حِرَاطٍ مُّشْتَقِيْمٍ ۝

(سورہ ہود آیت ۵۲-۵۵-۵۶ پارہ ۵۷ رکوع ۵)

(ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اور ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔ ہودؑ نے کہا کہ میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بے زار ہوں تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھ ذرا مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور میرا رب بھی ایسا کہ کوئی جان دار ایسا نہیں ہے جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔)

اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ:-

وَلَا آخَافُ مِمَّا تَشْرِكُوْنَ بِهٖ اِلَّا اِنِّيْ اَتَّخَذُ رَبِّيْ شَيْئًا وَّسِيْعٌ رَّبِّيُّ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَ عَلِيْمٍ  
 اَقْلَامًا تَتَكَلَّمُ ۝ وَكَيْفَ آخَافُ مِمَّا اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ كُمْ اَنْ تَكْفُرُوْا اَشْرَكْتُمْ  
 بِاللّٰهِ مَا لَمْ يَنْزَلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاِنَّ الْفَرِيقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاٰمِنِ اِنْ كُنْتُمْ  
 تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ۵۷ سورہ الانعام آیت ۷۵ رکوع ۵)

(اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہو سکتا ہے میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے پھر کیا تم پوش میں نہ آؤ گے اور آخر میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جب کہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو خدائی میں شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جن کے لئے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی ہے۔ ہم دونوں فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی و اطمینان کا مستحق ہے؟ تاؤ اگر تم علم رکھتے ہو۔)

نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہو کہ سب انسانوں سے زیادہ طاقتور ہو جائے چاہیے کہ اللہ پر توکل کرے۔ اور جو شخص چاہتا ہو کہ سب بڑھ کر غنی ہو جائے چاہیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے اس پر زیادہ بھروسہ رکھے نسبت اس چیز کے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ عزت والا ہو جائے اسے چاہیے کہ اللہ عزوجل سے ڈرے۔ (راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما)

تم جو زور لگانا چاہتے ہو لگا لو اسے پیغمبران سے صاف صاف کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو تم اپنی جگہ اپنا کام کئے جاؤ اور میرے خلاف جو زور لگانا ہے لگا لو، جو کر سکتے ہو کر لو میں اپنا کام کرتا رہوں گا اللہ کے دین کی دعوت دیتا رہوں گا اس کی توجیہ کا اعلان کرتا رہوں گا مغرب تیجہ تمہارے سامنے آجائے گا۔

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

مَنْ	يَأْتِيهِ	عَذَابٌ	يُخْزِيهِ	وَيَحِلُّ	عَلَيْهِ	عَذَابٌ
کون	آتا ہے اس پر	عذاب	رُہوا کرے اس کو	اور اتر آتا ہے	اس پر	عذاب

کون ہے؟ جس پر آتا ہے عذاب کہ اُسے رُہوا کرے اور (کون ہے) جس پر دُائی عذاب اتر آتا

مُقِيمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ

مُقِيمٌ	اِنَّا + أَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتَابَ	لِلنَّاسِ
دائمی	بے شک ہم نے نازل کی	آپ پر	کتاب	لوگوں کے لئے

ہے۔ بے شک ہم نے آپ پر لوگوں (کی ہدایت) کے لئے کتاب نازل کی۔ حق

بِالْحَقِّ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ

بِالْحَقِّ	فَمَنْ	اهْتَدَىٰ	فَلِنَفْسِهِ	وَمَنْ	ضَلَّ
حق کے ساتھ	پس جس	ہدایت پائی	تو اپنی ذات کے لئے	اور جو	گمراہ ہوا

کے ساتھ، پس جس نے ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لئے اور جو گمراہ ہوا تو

فَأِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿۴۱﴾

فَأِنَّمَا	يَضِلُّ	عَلَيْهَا	وَمَا	أَنْتَ	عَلَيْهِمْ	بِوَكِيلٍ
تو اس گمراہ نہیں	وہ گمراہ ہوتا ہے	اپنے لئے	اور نہیں	آپ	ان پر	نگہبان

اس کے سوا نہیں کہ وہ اپنے لئے گمراہ ہوتا ہے اور آپ نہیں ان پر نگہبان۔ (ذمہ دار)

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ

اللَّهُ	يَتَوَفَّى	الْأَنْفُسَ	حِينَ	مَوْتِهَا	وَالَّتِي	لَمْ
اللہ	قبض کرتا ہے	(جمع) جان۔ روح	وقت	اس کی موت	اور جو	نہ

اللہ روح کو اس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو نہ مرے اپنی

تَمَّتْ فِي مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا

تَمَّتْ	فِي	مَنَامِهَا	فَيُمْسِكُ	الَّتِي	قَضَىٰ	عَلَيْهَا
مرے	میں	اپنی نیند	توروک لیتا ہے	وہ جس	فیصلہ کیا	اس پر

نیند میں، تو جس کی موت کا فیصلہ کیا تو اس کو (نیند کی صورت میں ہی) روک لیتا ہے



پس روک لیتا ہے اس کو جس پر موت کا حکم فرمایا اور چھوڑتا ہے دوسروں کو مدت مقرر تک یعنی ان کی موت کے وقت تک۔ اور جو چھوڑا جاتا ہے وہ نفس ہے جس سے انسان کو تمیز اور عقل ہے یہ ہو سکتا ہے کہ جان بدون اس کے باقی رہے بخلاف اس کے عکس کے کہ وہ ممکن نہیں یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ بدون نفس حیوۃ کے نفس تمیز باقی رہے۔

بیشک اس میں جو مذکور ہوا بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

وَقَدْ التَّوْمِ قِيمُكَ التِّي  
قَضَى عَلَيْهَا التَّوْمَ وَ  
يُرْسِلُ الْآخِرَى إِلَى  
أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ أَيُّ وَقْتٍ  
مَّوْتِهَا وَالْمُرْسَلَهُ نَفْسُ  
التَّكْمِيْزِ تَبْقَى بِدُونِهَا  
نَفْسُ الْحَيَوَةِ بِخِلَافِ  
التَّعْكِسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ  
لِلْمُنذِرِ كُورًا ۚ لآيَاتٍ دَلَالَاتٍ  
لِّتَقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ۝  
فَيَعْلَمُونَ أَنَّ الْقَادِرَ  
عَلَى ذَٰلِكَ فَادِرٌ عَلَى الْبَعْثِ  
وَفَرَبِّشُ لَمْ يَتَمَنَّكَرُوا  
فِي ذَٰلِكَ

پس سمجھ لیتے ہیں کہ جو اس پر قدرت رکھتا ہے وہ مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور قریش نے اس میں فکر نہیں کیا اس لئے وہ حشر کے منکر ہیں۔

## تشریح

(۲۰) عنقریب دیکھ لو گے عذاب کس پر نازل ہوتا ہے؟ | عنقریب یہ بات تمہارے سامنے آ جائے گی کہ دنیا میں رسوا کُن عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔ اور آخرت کی نہ ٹلنے والی سزا کس کو ملتی ہے؟ جو شخص حق کو چھوڑ کر باطل کا راستہ اختیار کرتا ہے اور حق کی مخالفت کرتا ہے وہ دنیا میں بھی رسوا ہوتا ہے اس کو دنیا میں بھی حقیقی عزت حاصل نہیں ہوتی اور آخرت کی دائمی سزا بھی بھگتتا ہے۔

(۲۱) آپ رسول ہیں وکیل نہیں ہیں | اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اوپر ہم نے یہ کتاب حق نازل کی ہے جو تمام لوگوں کو سچائی کی دعوت دیتی ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اس دعوت حق کو اپنے قول اور عمل سے لوگوں تک پہنچادیں آپ اللہ رب العالمین کی طرف سے اس کے مقرر کئے ہوئے رسول ہیں آپ وکیل و مختار نہیں ہیں۔

قرآن نے جگہ جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ جن کو ہم اپنا نمائندہ بنا کر بھیجیں گے وہ صرف ہمارے رسول ہوں گے ہمارے وکیل نہیں ہوں گے۔ سب کا وکیل و کار ساز خود اللہ ہے کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اس ذمے داری کا بوجھ اٹھاسکے۔

چنانچہ سورہ زمر کی آیت ۷۶ میں آ رہا ہے کہ :-

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝  
 (اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا وکیل اور کارساز ہے۔)  
 سورہ ن آیت ۱۰۱ میں ارشاد ہوا ہے۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا  
 (آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا کی ملکیت ہے اور بگے لئے خدا کی ذات کارساز کافی ہے۔)  
 سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۱ میں ارشاد ہوا ہے۔

اَلَا تَتَّخِذُ مَوٰءًا مِّنْ دُوْنِنَا وَكِيْلًا  
 (میرے سوا کسی اور کو اپنا وکیل اور کارساز مت بناؤ۔)

تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو اور انھیں راہ راست پر لانا اس کی ذمہ داری تمہارے اوپر نہیں ہے تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ ان کو سیدھے راستے کی دعوت دو۔ اگر یہ قبول نہ کریں تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا۔ پیغام حق پہنچانا آپ کا فرض ہے باقی ماہ اللہ کے سپرد جس کے قبضہ میں موت و حیات اور سلا نا جگانا سب کچھ ہے۔

نیند بھی ایک طرح کی موت ہے | نیند کی حالت میں احساس و شعور اور فہم و ادراک کی قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ جاگنے میں جو انسان کو اختیار اور ارادے کی طاقت ہے وہ سونے کی حالت میں باقی نہیں رہتی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نیند موت کی چھوٹی بہن ہے۔ اور کہاوت ہے کہ مَرا اور مویا دونوں برابر۔ البتہ نیند کی حالت میں وہ روح جس سے سانس چلتی ہے، نبضیں اچھلتی ہیں، کھانا ہضم ہوتا ہے وہ روح باقی رہتی ہے۔ امام بغوی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ نیند کی حالت میں روح بدن سے نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے اس طرح باقی رہتا ہے جس طرح سورج لاکھوں میل کے فاصلے سے گرمی اور روشنی کو زمین پر پھینکتا ہے۔

سورہ انعام آیت ۱۰۱ میں ارشاد ہے کہ:-

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثْكُمْ فِيهِ لِيُقَظَىٰ أَجَلًا مَُّّٔدًّٰى ۝

(وہی ہے جو رات میں تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور دن کو جو کچھ تم کرتے ہو اسے جانتا ہے پھر دوسرے روز وہ تمہیں اسی کاروبار کے عالم میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ زندگی کی مقررہ مدت پوری ہو۔) (پارہ ۱۷ رکوع ۱۰۱)

غرض نیند اور موت کا قریبی تعلق ہے۔ برٹش پیراسائیکولوجی کے چیرمین ڈاکٹر ارٹھر نے اس موضوع پر یعنی نیند اور موت قریبی تعلق کا ایک مقالہ لکھا اور اپنی تحقیق کے دوران نیند اور موت کے تعلق سے قرآنی آیات کا مطالعہ کیا تو وہ حیران رہ گئے اور آخر اسلام قبول کر کے ڈاکٹر ارٹھر سے ڈاکٹر عبداللہ بن گئے۔

نیند چاہے کتنی ہی لمبی ہو مگر بیدار ہونے پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ابھی سو یا تھا اور ابھی جاگا ہے۔ اسی طرح آخرت میں جب دوبارہ زندگی ملے گی تو یوں معلوم ہوگا کہ گھڑی دو گھڑی یا دو یا ایک دن کے بعد جی اٹھے ہیں۔ نیند کی حالت میں خواب عالم برزخ کے ماثل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ارشاد سے انسان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ موت اور زندگی اللہ کے قبضے میں ہے کوئی شخص یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ رات کو سو یا ہے تو صبح کو زندہ ہی اٹھے گا۔ ہر وقت سوتے یا جاگتے میں چلتے پھرتے کوئی بھی لمحہ موت کا پیام لا سکتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔



أَمْ آتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلُوبًا أَوْ لَوْ

أَمْ آتَّخَذُوا	مِنْ دُونِ اللَّهِ	شُفَعَاءَ	قُلُوبًا	أَوْ لَوْ
کیا انہوں نے بنالیا	اللہ کے سوا	شفاعت کرنے والے	فراہیں	یا اگر

کیا انہوں نے اللہ کے سوا بنائے ہیں شفاعت (سفر) کرنے والے؟ آپ فرادیں (اس سورت میں بھی)

كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٣٣﴾

كَانُوا	لَا يَمْلِكُونَ	شَيْئًا	وَلَا يَعْقِلُونَ
وہ نہ اختیار رکھتے ہوں	کچھ	اور	نہ وہ سمجھ رکھتے ہوں۔

کہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ سمجھ رکھتے ہوں؟

﴿٣٣﴾ أَمْ بَلْ آتَّخَذُوا مِنْ

دُونِ اللَّهِ أَيْ الْأَصْنَامِ

الِهَةِ شُفَعَاءَ عِنْدَ اللَّهِ

بِرَعِيَّتِهِمْ قُلُوبًا لَّهُمْ أ

يَشْفَعُونَ وَلَوْ كَانُوا لَا

يَمْلِكُونَ شَيْئًا مِنَ الشَّفَاعَةِ

وَعِوَاظِهَا وَلَا يَعْقِلُونَ ○

أَنْتُمْ تَعْبُدُونَ وَتَهْتَمُّونَ بِالْغَيْرِ

ذَلِكَ لَا

تشریح

﴿٣٣﴾ الشریک بارگاہ میں دوسروں کی شفاعت کی کیا دلیل ہے؟ معبود حقیقی اللہ کے علاوہ دوسری کچھ ہستیوں کی بندگی کرنے اور ان کے

آگے ماتھا ٹیکنے کی یہ دلیل دی جاتی ہے کہ وہ اللہ کے یہاں ہماری شفاعت کریں گے ہمیں بخشوادیں گے اور ہمارے سفارشی ہوں گے اور ان کے وسیلے سے ہماری حاجت روائی ہوگی۔

یہ ایسی بات ہے جس کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ تم فلاں فلاں کو میرے پہلے

یہ مرتبہ حاصل ہے۔ یا ان ہستیوں نے دعویٰ کیا ہو کہ ہم اپنے زور سے تمہارے کام بنوادیں گے۔ دونوں طرف سے

نہ کوئی دلیل ہے نہ دعویٰ ہے۔

پھر یہ کہ معبود حقیقی کو چھوڑ کر ساری نیاز مندیاں انہی کے لئے ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان کو سمجھ بھی نہیں ہے

نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بس اپنی طرف سے فرض کر لیا کہ ایسا ایسا ہے اور لگ گئے ان کے پیچھے۔

﴿٣٣﴾ بلکہ ان کافروں نے اللہ کے سوا بتوں کو معبود بنایا کہ یہ

ہماری سفارش کریں گے نزدیک اللہ کے یہ ان کا

گمان ہے۔

ان سے کہدے کیا یہ بت سفارش کریں گے حالانکہ

یہ سفارشات وغیرہ کا بالکل اختیار نہیں رکھتے اور

نہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم ان کو پوجتے ہو۔ اور

نہ اور کوئی بات جانتے ہیں۔

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

قُلْ	لِلَّهِ	الشَّفَاعَةُ	جَمِيعًا	لَهُ	مُلْكُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ
فراہی	اللہ کے لئے	شفاعت	تمام	اسی کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین

آپ فراہی اللہ ہی کے (اختیار میں) ہے تمام شفاعت، اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت

ثُمَّ إِلَيْهِ تَرْجَعُونَ ﴿۴۴﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ

ثُمَّ	إِلَيْهِ	تَرْجَعُونَ	وَ	إِذَا	ذُكِرَ	اللَّهُ	وَحْدَهُ	اشْمَأَزَّتْ
پھر	اس کی طرف	تم لوٹو گے	اور	جب	ذکر کیا جاتا ہے	اللہ	ایک۔ واحد	متنفر ہوجاتے ہیں

پھر اس کی طرف تم لوٹو گے۔ اور جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ واحد کا تو جو لوگ آخرت پر ایمان

قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ

قُلُوبُ	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِالْآخِرَةِ	وَإِذَا	ذُكِرَ	الَّذِينَ
دل	وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے	آخرت پر	اور جب	ذکر کیا جاتا ہے	ان کا جو

نہیں رکھتے ان کے دل متنفر ہوجاتے ہیں، اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس کے

مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ

مِنْ	دُونِهِ	إِذَا	هُمْ	يَسْتَبْشِرُونَ	قُلِ	اللَّهُمَّ	فَاطِرَ	السَّمَوَاتِ
اس کے سوا	تو فوراً	وہ	خوش ہوجاتے ہیں	فراہی	اے اللہ	پیدا کرنے والا	آسمانوں	

ہوا ہیں (یعنی اوروں کا) تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ فراہی اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے

وَالْأَرْضِ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ

وَالْأَرْضِ	عَلِيمُ	الْغَيْبِ	وَالشَّهَادَةِ	أَنْتَ	تَحْكُمُ	بَيْنَ
اور زمین	جاننے والا	پوشیدہ	اور ظاہر	تو	توفیصلہ کرے گا	درمیان

اور زمین کے، جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے، تو اپنے بندوں کے درمیان (اس امر میں) فیصلہ

عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ أَنَّ

عِبَادِكَ	فِي	مَا	كَانُوا	فِيهِ	يَخْتَلِفُونَ	وَلَوْ	أَنَّ
اپنے بندے	اس میں جو	وہ تھے	اس میں	اختلاف کرتے	اور اگر	ہو	

کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اور اگر جن لوگوں نے

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ

لِلَّذِينَ	ظَلَمُوا	مَا فِي - الْأَرْضِ	جَمِيعًا	وَمِثْلَهُ	مَعَهُ
ان کے لئے جنہوں نے	ظلم کیا	جو کچھ زمین میں	سب کا سب	اور اتنا ہی	اس کے ساتھ

(کفر و شرک کے) ظلم کیا جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اس کے ساتھ اتنا ہی (اور بھی) ان کے

لَا تَدْرَأُ بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَدَأَ

لَا تَدْرَأُ	بِهِ	مِنْ سُوءِ	الْعَذَابِ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	وَبَدَأَ
بدلہ میں دے	اس کو	سے	بُے	روز	قیامت	اور ظاہر ہو جائیگا

پاس ہو تو وہ بدلے میں دے دیں روز قیامت بُرے عذاب سے (چھڑانے کے لئے) اور اللہ کی طرف

لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۴۴﴾

لَهُمْ	مِنْ	اللَّهِ	مَا	لَمْ	يَكُونُوا	يَحْتَسِبُونَ
ان پر	اللہ کی طرف سے	جو	نہ تھے وہ	گمان	کرتے۔	

سے ان پر ظاہر ہو جائے جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔

﴿۴۴﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا إِلَّا مَن مَّخَّنَ

بِهَافِلًا يَشْفَعُ أَحَدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ لَهُ مُلْكُ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَمَّا إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۴۵﴾

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَانَتْ دُونَ الْيَقِينِ

أَشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۚ وَإِذَا

ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ أَى الْأَصْنَامِ

إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ○

﴿۴۶﴾ قُلِ اللَّهُمَّ بِنِعْمَتِكَ يَا اللَّهُ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ مَبْدَأِ عَالَمِ الْغَيْبِ وَ

الشَّهَادَةِ مَا غَابَ وَمَا شُؤْهِدَ أَنْتَ تَحْكُمُ

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

مِنْ أَمْرِ الدِّينِ إِهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفُوا

فِيهِ مِنَ الْحَقِّ ﴿۴۷﴾ وَتُؤْتِي النَّاسَ حُكْمًا وَتَدْرَأُ

﴿۴۴﴾ کہہ دے کہ اللہ کے اختیار میں ہے تمام سفارشیں

پس بدون اس کے حکم اور اجازت کوئی سفارش کسی کی نہیں

ہیں کر سکتا اور اسی کی بنا پر قیامت آسمانوں میں اور زمین میں پھر اسی کی

﴿۴۵﴾ اور جب وقت اللہ وحدہ لا شریک کے کا نام آتا ہے نہ ان کے توں کا تو

شکر اور تقبض ہو جاتے ہیں دل ان لوگوں کے جو آخرت پر ایمان

نہیں رکھتے۔ اور جب اللہ کے ہوا ان کے توں کا ذکر ہوتا ہے

تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

﴿۴۶﴾ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے بدون

کسی مثال کے جو پہلے گزری ہو جانے والے پوشیدہ اور

ظاہر امور کے۔ تو فیصلہ فرما دے گا اپنے بندوں میں ان باتوں

کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ امور دین سے تو مجھ کو

ہدایت فرما حق کی ان امور میں سے جن میں وہ اختلاف کرتے

ہیں۔

﴿۴۷﴾ اور بیشک اگر کافروں کے پاس ہوں وہ تمام چیزیں جو زمین

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعًا لَافْتِكَرًا وَإِيَّاهُ مِنْ  
سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَدَأَ  
ظَهْرَ لَهَا مِنْ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُكُونًا  
يَحْتَسِبُونَ ۝ يَنْظُرُونَ

میں ہیں اور اسی قدر اور ہوں تو وہ اس کو دیکر قیامت کے سخت عذاب پہ چھوٹنا چاہیں گے مگر اس سے ان کو کچھ نفع نہ ہوگا اور نہ وہ عذاب پہ چھوٹ سکیں گے اور ان کو ظاہر ہوگا اللہ کی طرف سے وہ معاملہ جس کا وہ گمان نہ کرتے تھے۔

## تشریح

(۳۳) سارا اختیار اللہ کو ہے | سارے اختیارات صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ زمین اور آسمان کی سلطنت سب اسی کی ہے۔ ساری سفارش اس اختیار میں ہے، اس کی اجازت کے بغیر کس کی مجال ہے کہ زبان ہلا سکے اور سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

شفاعت اور سفارش کے سلسلے میں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تم جس کو چاہیں گے سفارش کرنے کی اجازت دیں گے اور جس کو چاہیں گے اجازت نہیں دیں گے یہاں تک کہ پیغمبر کو بھی اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کرنے کی مجال نہ ہوگی۔ کیوں کہ پیغمبر کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد ان کے اُمتیوں نے کیا کیا؟ اس کا علم ان کو نہیں ہے۔ اللہ تم کو معلوم ہے کہ ان کے اعمال سفارش کے قابل ہیں یا نہیں؟

(۳۴) صرف اللہ کے ذکر پر دل کڑھتے ہیں | وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کو یہ یقین نہیں ہے کہ مرنے کے بعد بھی ایک زندگی

ہے، ایک عالم ہے جہاں ہمارا حساب کتاب ہوگا اور وہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ ایسے لوگوں کے سامنے جب توحید خالص کا ذکر ہوتا ہے اللہ کی شفاعت اس کی قدرت اس کی حاجت روائی ان باتوں کو بیان کیا جاتا ہے تو ان کے دل اندر سے کڑھتے ہیں ان کو انقباض ہوتا ہے۔ اور جب اللہ کے علاوہ دوسروں کا بھی ذکر آتا ہے تو وہ غمخیزی سے کھل اٹھتے ہیں یعنی ان کا مشرکانہ ذوق توحید خالص کو ختم نہیں کرتا۔ اہل اسلام میں بھی ایسے لوگ ملتے ہیں کہ اگر ان کے سامنے اولیاء اللہ کا ذکر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی جائیں تو وہ بڑے بد مزہ ہوتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں اور بڑھ چڑھ کر ان کی تعریفیں بیان کی جائیں اور اس سے ان کے ذوق کی تسکین ہوتی ہے۔ بے شک اولیاء اللہ کی سچی محبت ایمان کا حصہ ہے مگر اس محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کی بیروی کی جائے۔ اور جس طرح انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے خالص کر لیا تھا ان سے محبت کرنے والے اور ان کو ماننے والے اپنے آپ کو اللہ کے لئے خالص کر لیں۔

(۳۵) معاملہ اللہ کے سپرد کر دیجئے | اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کے خالق اور مالک ہیں رب العالمین تمام جہانوں کے پروردگار ہیں جب ان کے معاملے میں بھی جھگڑے ہونے لگیں اور اللہ کا وقار ان کا احترام اور ان کی محبت دلوں میں باقی نہ رہے تو معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے وہی سارے جھگڑوں کا فیصلہ فرمائیں گے۔ آپ تو اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ اے اللہ آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ ورنہ کیسا خدا کی خدائی بھی اختلاف کی چیز ہے؟

(۳۶) مال آخرت کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا | روز قیامت جب اللہ کی عدالت میں پیشی ہوگی اور حق و ناحق کے اختلافات کا فیصلہ ہوگا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے تھے اور اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا کر اس کی شان گھٹاتے تھے ان کا بہت برا حال ہوگا۔ اگر زمین کی ساری دولت ان کے پاس ہو اور اتنی ہی اور بھی ہو تو وہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے سب کچھ دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر وہاں مال کام نہیں آئے گا اور اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ کچھ آئے گا جس کا انھوں نے کبھی گمان بھی نہیں کیا ہوگا۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهٖ

وَبَدَا	لَهُمْ	سَيِّئَاتٌ	مَّا كَسَبُوا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوا	بِهِ
اور ظاہر ہو جائیں ان پر	بڑے کام	جو وہ کرتے تھے	اور گھیر لے	ان کو	جو	وہ تھے	اس کا	
اور ان پر بڑے کام ظاہر ہو جائیں جو وہ کرتے تھے اور وہ (عذاب) ان کو گھیر لے گا جس کا وہ								

يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا نَا

يَسْتَهْزِءُونَ	فَاِذَا	مَسَّ	الْاِنْسَانَ	ضُرٌّ	دَعَا
مذاق اڑاتے	پھر جب	پہنچتی ہے	انسان	کوئی تکلیف	وہیں پکارتا ہے
مذاق اڑاتے تھے۔ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے					

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّمَّنَّا قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلٰى عِلْمٍ

ثُمَّ	اِذَا	خَوَّلْنَاهُ	نِعْمَةً	مِّمَّنَّا	قَالَ	اِنَّمَا	اُوْتِيْتُهُ	عَلٰى	عِلْمٍ
پھر جب	ہم عطا کرتے ہیں ان کو	کوئی نعمت اپنی طرف سے	وہ کہتا ہے	یہ تو	مجھے دی گئی ہے	پر علم			
پھر جب اس کو ہم اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے یہ تو مجھے دیا گیا ہے (میرے علم کی بنا پر)									

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّا كَثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ قَدْ

بَلْ	هِيَ	فِتْنَةٌ	وَّلٰكِنَّا	كَثَرَهُمْ	لَا	يَعْلَمُونَ
بلکہ	یہ	ایک آزمائش ہے	لیکن ان کو	ان میں اکثر	جانتے نہیں	یقیناً
(ہیں) بلکہ یہ ایک آزمائش ہے، لیکن ان کو جانتے نہیں۔ یقیناً یہ ان لوگوں						

قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا

قَالَهَا	الَّذِيْنَ	مِنْ	قَبْلِهِمْ	فَمَا	اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوا
یہ کہا تھا	جو لوگ	سے	ان سے پہلے	تو وہ نہ دور کیا	ان سے	جو	تھے	
نے (بھی) کہا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ تو جو وہ کرتے تھے اس نے ان سے (عذاب کو)								

يَكْسِبُونَ ﴿٤٥﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَّا كَسَبُوا

يَكْسِبُونَ	فَاَصَابَهُمْ	سَيِّئَاتٌ	مَّا	كَسَبُوا
دہ کرتے	پس انہیں پہنچیں	برائیاں	جو انہوں نے کمائی	
دور نہ کیا۔ پس انہیں پہنچیں (ان پر آپڑیں) برائیاں جو انہوں نے کمائی تھیں۔				

## وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ

وَالَّذِينَ	ظَلَمُوا	مِنْ هَؤُلَاءِ	سَيُصِيبُهُمْ	سَيِّئَاتٌ
اور جن لوگوں نے	ظلم کیا	ان میں سے	جلد پہنچیں گی انہیں	برائیاں
اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے ظلم کیا جلد پہنچیں گی (ان پر آبرو میں گی) برائیاں				

## مَا كَسَبُوا لَوْ مَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝۵

مَا كَسَبُوا	لَوْ مَا هُمْ	بِمُعْجِزِينَ
جو انہوں نے کمایا	اور وہ نہیں	عاجز کرنے والے
جو انہوں نے کمائی ہیں اور وہ نہیں ہیں (الشکو) عاجز کرنے والے۔		

۴۸) اور ظاہر ہو جاویں گی ان پر برائیاں ان کے افعال کی اور نازل ہوگا ان پر عذاب جس کو وہ نہیں سمجھتے تھے۔

۴۹) سو جب کسی انسان کو کوئی تکلیف اور دشواری پیش آتی ہے تو وہ ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے پاس سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھ پر یہ انعام اس لئے ہوا کہ میں اس لائق تھا اور اللہ نے مجھ کو اس لائق جانا

بلکہ یہ بات اس کی ایک فتنہ ہے کہ جس میں بندہ کی آزمائش ہوتی ہے۔

۵۰) لیکن اکثر آدمی یہ نہیں جانتے کہ عطا راستہ راج اور آزمائش ہے۔

۵۱) بے شبہ اسی بات کو کہا تھا ان لوگوں نے جو ان سے ملے گذرے جیسے قارون اور اس کی قوم جو اس کلمہ سے خوش تھے جو ان کے افعال ان کے کچھ کام نہ آئے

۵۱) اور ان کو ان کی بدکرداری کی سزا ملی۔

اور جو لوگ ان میں ظلم کرنے والے اور شرک میں یعنی قریش اور نزدیک ہے کہ ان کو پیش آویں گی برائیاں ان کو کمائی کی۔

۴۸) وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوا وَهَاقَ

نَزَلَ بِهِمْ مِمَّا كَانُوا بِآيَاتِهِ

يَكْتُمُونَ ۝۴۹ قَالُوا مَسَّ الْإِنْسَانَ الْجُمُوعُ

ضُرٌّ دَاعٍ نَارُهُمْ إِذَا أَخُو لَّهُ

أَعْطَيْنَاهُ نِعْمَةً إِنْ عَامَا

مِنَّا وَقَالَ إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلَى

عِلْمِهِ مِنَ اللَّهِ يَا قَوْمِ لَئِي

أَهْلٌ بَلْ هِيَ آيَةُ الْقَوْلِ لَئِي

فِتْنَةٍ بَلِيَّةٌ يُبَدِّلُ بِهَا الْعَبْدَ

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۵۰

أَنَّ الشُّخْرُونَ اسْتَدْرَجُوا وَامْتَحَنُوا

۵۱) وَكَذَلِكَ نَقَلْنَا لِمَنْ ظَلَمُوا مِنْ

الْأُمَمِ كَقَارُونَ وَقَوْمِهِ

الرَّاضِينَ بِهَا فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ

مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

۵۱) فَاصَابَهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوا

أَيُّ جَزَاءِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ ظَلَمُوا

مِنْ هَؤُلَاءِ أَيُّ شَرِّ نَسِيتُمْ

سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوا

اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ اس کے بعد سات برس ان پر قحط رہا اس کے بعد فراخی ہوئی۔

وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ  
بِعَذَابِنَا عَذَابًا أَفْجًا مَّحَطُوا سَبْعَ  
مِائِينَ ثُمَّ رُحِمُوا عَلَيْهِمْ

### تشریح

(۳۸) ان کی پوری کمائی کے نتیجے ان کے سامنے ہوں گے | برے اعمال کی شکل میں جو انہوں نے کمائی کی تھی اور جس طرح انہوں نے

سچائی کا مذاق اڑایا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ آخرت کے عذاب کی باتیں بس ویسے ہی ڈرانے کے لئے کی جاتی ہیں وہی چیز ان پر مسلط ہو جائی وہ اپنی انہوں سے دیکھیں گے جس کو جھٹلاتے تھے جس کا مذاق اڑاتے تھے جس پر ان کا یقین نہیں تھا اور ان کے سارے اعمال کی بنیاد مٹا دینا کے نفع و نقصان پر تھی۔ آج وہ دیکھیں گے کہ سچ بات وہی تھی جس کی دعوت اللہ کے پے پیغمبر نے رہے تھے اور خبردار کرتے رہے تھے۔

(۳۹) مصیبت اور خوشی میں دورِ اعمل | یہ لوگ جن کو توحیدِ خالص سے چڑھے اور صرف اللہ کی صفاتِ عالیہ کا ذکر سن کر ان کا منہ بگڑ جاتا ہے اور اگر ان کے

انہوں کا ذکر کیا جائے تو یہ عقیدت رکھتے ہیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھی عجیب نفسیاتی باتیں ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو سب کو چھوڑ کر ہنس پکارتے ہیں اس وقت اللہ کے سوا کوئی یاد نہیں آتا۔ وہ تمام ہنسیاں جن سے محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ان کو مصیبت کے وقت میں بھول جاتے ہیں۔ کیوں کہ ان کی فطرت اسی کا تقاضا کرتی ہے کہ مصیبتوں کا دفع کرنے والا مشکلات کو حل کرنے والا صرف اللہ ہے اس لئے پریشانی کے وقت اسی کی یاد آتی ہے۔

مگر جو یہ پریشانی کا وقت نکل جاتا ہے اور ہم اسے کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ہمارا شکر گزار ہو وہ کہتا ہے کہ یہ نعمت مجھے اس لئے دی گئی ہے کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں اس کا اہل ہوں اور یہ نعمت مجھے اس لئے ملی ہے کہ مجھ میں اس کی لیاقت تھی غرض اپنی لیاقت اور عقل پر اس کی نظر جاتی ہے اللہ کے فضل و کرم اور اس کی قدرت کی طرف دھیان نہیں جاتا کہ یہ اس کا کرم ہے جو اس نے مجھے نوازا ہے اور اس کا شکر ادا کرے۔ یہ انسان کا دوسرا انداز ہے مگر جو اللہ کے شاکر بندے ہیں ان کا معاملہ یہ نہیں ہے

اصل میں دنیا میں انسان کو جو کچھ بھی عطا ہو رہا ہے وہ امتحان کے لئے ہے یہ قابلیت کا انعام نہیں ہے۔ اگر یہاں اللہ تعالیٰ نے کسی کو خوش حالی دی ہے تو یہ بھی آزمائش ہے اور اگر کوئی خسرتہ حال ہے تو یہ بھی امتحان ہے مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ کہ دنیا میں جو حالات بھی پیش آ رہے ہیں خواہ مشکل کے ہوں یا آسانی کے وہ سب امتحان کے لئے ہیں۔

(۵۰) اپنی قابلیت پر ناز کرنے والے پہلے بھی گزرے ہیں | یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی ایسے لوگ گزرے ہیں جن کو اپنی

قابلیت پر بڑا ناز تھا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہماری صلاحیتیں ایسی لاجواب ہیں کہ اس کی وجہ سے ہم مقبول ہیں اور اللہ کے یہاں بھی ہمارا رتبہ ہے۔ مگر جب شامت آئی تو نہ ان کی قابلیت کام آئی نہ دولت۔ سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے قانون بھی یہی کہتا تھا کہ یہ بے پناہ دولت میری قابلیت کا نتیجہ ہے۔ لیکن کوئی چیز کام نہ آسکی۔

(۵۱) جو حال پہلوں کا ہوا وہی ان کا بھی ہوگا۔ | ان سے پہلے جو لوگ دنیا کی دولت یا یہاں کی عزت اور شہرت پر اترتے تھے اور

اس کو اپنی قابلیت کا نتیجہ گردانتے تھے جو حال ان کا ہوا کہ انہوں نے اپنی کمائی کے بڑے نتائج بھگتے موجودہ لوگوں میں جو ظالم ہیں اور حد سے گزرنے والے ہیں وہ بھی غنریب اپنی کمائی کے نتائج بھگتیں گے اور ان کے برے اعمال ان کے سامنے آئیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو تھکا نہیں سکتے۔ پہلے مجرموں پر ان کی شرارتوں کا وبال پڑا موجودہ مجرمین پر بھی پڑے گا وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

أَوَلَمْ يَعْلَمُوا	أَنَّ اللَّهَ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَاءُ
یا وہ نہیں جانتے	کہ اللہ	فراخ کرتا	رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے
کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کرتا ہے (اور جس کے لئے چاہتا ہے)					

وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۲﴾

وَيَقْدِرُ	إِنَّ فِي	ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّقَوْمٍ	يُؤْمِنُونَ
اور تنگ کرتا ہے	اس میں	نشانیوں	ان لوگوں کے لئے	وہ ایمان لائے	فرادیں
تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لائے آپ فرادیں					

يُعْبَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا

يُعْبَادِي	الَّذِينَ	اسْرَفُوا	عَلَىٰ	أَنفُسِهِمْ	لَا تَقْنَطُوا
اے میرے بندو	وہ جنہوں نے	زیادتی کی	پر	اپنی جانیں	مایوس نہ ہوں
اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی ہے اپنی جانوں پر اللہ کی رحمت					

مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا

مِنْ	رَحْمَةِ	اللَّهِ	إِنَّ اللَّهَ	يَغْفِرُ	الذُّنُوبَ	جَمِيعًا
سے	اللہ کی رحمت	بے شک اللہ	بخش دیتا ہے	گناہ (جمع)	سب	
سے مایوس نہ ہوں بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔						

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۵۳﴾

إِنَّهُ	هُوَ	الْغَفُورُ	الرَّحِيمُ
بے شک وہ	وہی	بخشنے والا	مہربان
بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے			

﴿۵۲﴾ اور کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ روزی فراخ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے یہ اس کی آزمائش اور امتحان ہے کہ بندے مبرور شکر بھی کرتے ہیں بے شکر اس میں بڑی نشانیاں ہیں ایمان والوں کو۔

﴿۵۳﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○



۵۲) قُلْ لِيَعْبُدِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا  
عَلَىٰ انْفُسِهِمْ لَا تَكْفُرُوا بِكُفْرِ  
النُّتُونِ وَفَتَحْهَا وَشَرَىٰ بِهَا مَهْمَا  
تَيْتَسُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ  
اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ كَمَا يَشَاءُ  
لِمَنْ يَّشَاءُ مِنَ الشُّرَكَ  
اَيُّ رَاٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ  
الرَّحِيْمُ

۵۲) قُلْ لِيَعْبُدِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ انْفُسِهِمْ لَا تَكْفُرُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ كَمَا يَشَاءُ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ  
 کہتا ہے یہ کھڑے گناہوں سے کہ جنہوں نے اپنی جانوں کو خراب کیا اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو بیشک اللہ تمام گناہ بخش دیتا ہے اس کے جو شرک سے توبہ کرتا ہے بیشک وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

## تشریح

۵۲) فراخی اور تنگی مقبولیت کا معیار نہیں ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ اگر کسی کو شادگی دیتا ہے رزق کی فراوانی ہوتی ہے یا کسی کو تنگی ہوتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت ہے۔ عقل اور ذہانت یا علم اور لیاقت پر روزی کا انحصار نہیں ہے کتنے ہی عقل مند اور نیک آدمی فاقہ کشی کرتے نظر آتے ہیں اور کتنے ہی بے وقوف دولت میں کھیلتے ہوئے ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون رزق اس کی مصلحت اور حکمت پر ہے۔ اہل ایمان کے لئے اس میں بڑی نشانیاں ہیں جسے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ نظام چلانے والا وہ پروردگار ہے جو ہر ایک کی مصلحت کو خوب سمجھتا ہے۔ کسی کو فراخی میں آزماتا ہے تو کسی کو تنگی میں۔

۵۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت عام کا اعلان | اللہ تعالیٰ رحم الراحمین کی بے پایاں اور اس کی غفور و کریم کی شان کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے نبی میرے بندوں سے کہہ دو کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو شریک بنایا ہے، اللہ کے در کو چھوڑ کر دوسرے آستانوں کی جہت سائی کی ہے اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کا گناہ بھی معاف ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بڑے سے بڑا گناہ ان سے سرزد ہوا ہو تو انہیں اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے اور اس کو ترک کر بیٹھ جانے کی ضرورت نہیں ہے وہ پروردگار کی طرف رجوع کریں اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کا بڑے سے بڑا گناہ معاف ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ جیسا کہ سورہ نسا میں ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَا يَغْفِرُ اَنْ يَشْرَكَ بِهٖ  
 ہاں اگر توبہ کر لے اور اللہ کی طرف لوٹ آئے تو شرک بھی معاف ہو سکتا ہے، اسلام تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔  
 وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ  
 اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ (توبہ سے یا بغیر توبہ کے) اگر چاہے  
 تو معاف کر سکتا ہے۔ (سورہ نسا، آیت ۱۱۱ رکوٰۃ ۵، پارہ ۵)

یہ آیت ان گناہ گاروں کے لئے امید کا پیغام ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے بڑے بڑے گناہ جو ہم سے سرزد ہوئے ہیں وہ کبھی معاف نہ ہو سکیں گے۔ ان سے کہا گیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ جو کچھ بھی تم کر چکے ہو اس کے بعد اگر اپنے رب کی اطاعت کی طرف پلٹ آؤ تو سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

اگلی آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ توبہ سے کفر و شرک جیسے گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں اور اسلام پھیلی تمام خطاؤں کو مٹا دیتا ہے۔

وَأَنْبِئُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ

وَأَنْبِئُوا	إِلَىٰ	رَبِّكُمْ	وَ	أَسْلِمُوا	لَهُ	مِنْ قَبْلِ
اور جو دعاء کرو	طرف	اپنار ب	اور	فرمان بردار ہو جاؤ	اس کے	اس سے قبل
اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمان بردار ہو جاؤ اس سے قبل						

أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصِرُونَ ﴿۵۴﴾

أَنْ	يَأْتِيَكُمُ	الْعَذَابُ	ثُمَّ	لَا تُنصِرُونَ
کہ	تم پر آئے	عذاب	پھر	تم مدد نہ کئے جاؤ
کہ تم پر عذاب آ جائے پھر تم مدد نہ کئے جاؤ گے				

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ

وَاتَّبِعُوا	أَحْسَنَ	مَا	أُنزِلَ	إِلَيْكُمْ	مِنْ
اور پیروی کرو	سب سے بہتر	جو	نازل کی گئی	تمہاری طرف	سے
اور پیروی کرو سب سے بہتر کتاب کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے تمہارے					

رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ

رَبِّكُمْ	مِنْ قَبْلِ	أَنْ	يَأْتِيَكُمُ	الْعَذَابُ
تمہارا رب	اس سے قبل	کہ	تم پر آئے	عذاب
رب کی طرف سے اس سے قبل کہ تم پر اچانک عذاب				

بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿۵۵﴾ أَنْ تَقُولَ

بَغْتَةً	وَأَنْتُمْ	لَا تَشْعُرُونَ	أَنْ	تَقُولَ
اچانک	اور تم	تم کو خبر نہ ہو	کہ	کہے
آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو کہ کوئی شخص کہے - ہائے اس پر				

نَفْسٍ يُحْسِرُنِي عَلَىٰ مَا قَرَّطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ

نَفْسٍ	يُحْسِرُنِي	عَلَىٰ	مَا قَرَّطْتُ	فِي	جَنْبِ اللَّهِ
کوئی شخص	ہائے افسوس	اس پر	جو میں نے کوتاہی کی	میں	اللہ کا حق
افسوس جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی -					

وَإِنْ كُنْتُ لِمَنِ الشَّجَرِينَ ۝۵۶ أَوْ تَقُولُ لَوْ

وَ	إِنْ	كُنْتُ	لِمَنِ	الشَّجَرِينَ	أَوْ	تَقُولُ	لَوْ
اور	یہ	کہ	میں	ہی	یا	کہے	اگر

اور یہ کہ میں ہی اڑانے والوں میں سے رہا۔ یا یہ کہے کہ اگر

أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝۵۷

أَنَّ	اللَّهَ	هَدَانِي	لَكُنْتُ	مِنَ	الْمُتَّقِينَ
یہ	کہ	مجھے	میں	سے	پرستگار (جمع)

اللہ مجھے ہدایت دیتا میں ضرور ہوتا پرستگاروں میں سے۔

۵۴) اور اے لوگو متوجہ ہو جاؤ اور رجوع کرو دل سے اپنے  
رہا کی طرف اور اسی کے واسطے خالص عمل کرو پہلے  
اس سے کہ تم پر عذاب آوے پھر تم اس کو دفع نہ کر سکو  
اگر توبہ نہ کی۔

۵۵) اور پیروی کرو بہترین کتب کی جو تمہارے رب کی  
طریقے تم پر اتاری گئی مراد اس سے قرآن ہے پہلے  
اس سے آجاوے تم پر اچانک عذاب اور تم کو اس  
کی کچھ خبر پہلے سے نہ ہو۔

۵۶) سو جلدی کرو ایمان لانے میں اور قرآن کی پیروی کرنے  
میں۔ پہلے اس سے کہ  
۵۷) کافر کہے گا اے افسوس اور خرابی میری اس پر جو میں نے  
کو تاہی کی اللہ کی بندگی میں۔

اور بے شک..... تھا میں تمہارے کرنے والا اس  
کے دین اور کتاب پر۔

۵۸) یا کہے گا بے شک اگر اللہ مجھ کو ہدایت بندگی کی کرتا تو  
میں ہدایت پاتا اور اس کے عذاب سے نجات پاتا

۵۳) وَأَنْبِئُوا أَرْجِعُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ  
وَأَسْلِمُوا أَخْلَصُوا الْعَمَلِ  
لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ  
الْعَذَابُ أَبْتَأْتِيَكُمُ  
بِمَنْعِهِ إِنْ لَمْ تَتُوبُوا

۵۵) وَأَنْبِئُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ  
إِلَيْكُمْ مِنْ سِرِّكُمْ هُوَ  
الْعُزْرَاتُ مِنْ قَبْلِ أَنْ  
يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً  
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ  
قَبْلَ إِتْيَانِهِ بِوَقْتِهِ فَبَادِرُوا  
إِلَيْهِ فَسَبِّحْ

۵۶) أَو تَقُولُ لَنْفُسِي حَسْرَتِي  
أَصْلَهُ يَا حَسْرَتِي أَيُّ نَدَامَةٍ  
عَلَىٰ مَا هَرَّطْتُ فِي جَنَابِ اللَّهِ  
أَيُّ طَاعَتِهِ وَإِنْ مُحَقَّقَةٌ مِنَ  
الشَّجَرِينَ أَيُّ وَإِنْ كُنْتُ لِمَنِ  
الشَّجَرِينَ ○ بَدِينِهِ وَكِتَابِهِ

۵۷) أَوْ تَقُولُ لَوْ أَنَّ اللَّهَ  
هَدَانِي بِالنَّطَاعَةِ أَيُّ

## فَاهْتَدَيْتَ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○ عَذَابُهُ

### تشریح

۵۴) مغفرت کی امید کے بعد توبہ کی طرف توجہ | مغفرت کی امید دلا کر اب توبہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ تم اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے اطاعت گزار بن جاؤ۔ گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اللہ کے جو دو کرم پر نظر رکھتے ہوئے گناہوں کی راہ چھوڑ دو اور اپنے آپ کو پوری طرح اللہ کے سپرد کر دو اس کے احکام کے سامنے عاجزی اور غلوں کے ساتھ گردن جھکا دو اور خوب سمجھ لو کہ نجات صرف اس کے فضل سے ممکن ہے۔ ہمارا اللہ کی طرف رجوع بھی اس کے فضل و کرم سے ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ اللہ کی اطاعت اور اس کی طرف رجوع اس وقت سے پہلے قبول ہوگا جب تک موت کے آثار نظر نہ آنے لگیں۔ جب موت کے آثار نظر آنے لگیں تو پھر کوئی توبہ قبول نہیں ہے اور جب اللہ کا عذاب آجائے تو کہیں سے مدد نہ مل سکے گی۔

۵۵) قرآن کی پیروی کرو اس سے پہلے کہ اچانک عذاب تمہیں گھیر لے | اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر حضرت محمد پر یہ کتاب نازل کی ہے اس میں تمہاری بہترائی کے لئے وہ گوٹے موجود ہیں جن سے تم دونوں جہان کی کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔ اللہ نے اس کتاب میں جن باتوں کا حکم دیا ہے ان کو دلی وجہان سے انجام دو جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جاؤ ایسا نہ ہو کہ اچانک اللہ کا عذاب تمہیں گھیر لے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اس کتاب میں جن قوموں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور ان کی مثالیں دی گئی ہیں ان سے عبرت اور نصیحت حاصل کرو۔

۵۶) میدانِ حشر میں پھتوا | حشر کے میدان میں جب معاملات اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے تو وہ لوگ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشات پارم و تقلید اور دنیا کے مڑوں میں پڑ کر اللہ کی ہدایت کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ انہیں اللہ کے دین کا اور ان پیغمبروں کا جو ہولناک انجام سے خبردار کرتے تھے ان کی ہنسی اڑانے رہے انہوں نے ان چیزوں کی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ وہ اس وقت پھتائیں گے اور افسوس کریں گے کہ ہم نے اللہ کو پہچاننے اور اس کا حق مارنے میں بڑی کوتاہی کی۔ بلکہ اللہ اٹھا مذاق اڑانے والوں میں شامل رہے۔

اور وہ لوگ جو ایمان تولے آئے مگر ایمان کے بعد ایمان کے تقاضوں کو نہ جانا اور اسی طرح نافرمانی میں مبتلا رہے وہ بھی افسوس کریں گے کہ ہم نے وہ کام کیا جو اللہ کا دین نہ ماننے والوں اور اس کا مذاق اڑانے والوں نے کیا۔ کہ ہم بھی اللہ کے مطیع بن کر نہ رہے اور نہ اللہ کے دین کی کوئی خدمت انجام دی۔ تو اس وقت کا یہ پھتوا اور۔ افسوس کچھ فائدہ مند نہ ہوگا کیونکہ عمل کی مہلت دنیا کی زندگی میں پوری ہو چکی ہوگی اور اب توبہ کا بھی موقع نہ رہے گا۔

۵۷) کاش مجھے ہدایت ملتی اور میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہوتا | جب حشر کے میدان میں حسرت اور افسوس سے کام نہ چلے گا تو کہے گا کہ اگر مجھے ہدایت دے دیتا اور میں راہِ راست پر آجاتا تو آج میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت سے نہیں روکتے۔ ہدایت کے دروازے سب کے لئے کھلے ہوئے ہیں مگر جب تک اندر سے طلب نہ ہو اللہ تعالیٰ کا یہ دستور نہیں ہے کہ زبردستی پکڑ پکڑ کر راہِ ہدایت پر لائے اگر اس میں ہدایت کی طلب ہوتی اور اہلیت اور استعداد ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دست گیری فرماتے اور اس کو سیدھا راستہ دکھاتے اور آج وہ بھی نیک لوگوں میں شامل ہوتا۔

أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً

أَوْ تَقُولَ	حِينَ	تَرَى	الْعَذَابَ	لَوْ أَنَّ	لِي	كَرَّةً
یا	وہ	کہے	جب	تو	دیکھے	عذاب

یا جب وہ عذاب دیکھے تو کہے کاش اگر میرے لئے دوبارہ (دنیا میں جانا ہو)

فَاكُونَ مِنَ الْحَسِنِينَ ﴿٥٨﴾ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَتِي

فَاكُونَ	مِنَ	الْحَسِنِينَ	بَلَىٰ	قَدْ جَاءَتْكَ	آيَتِي
تو	میں	ہو جاؤں	ہاں	تحقیق تیرے پاس آئیں	میری آیات

تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں (الشرفائے گناہاں تحقیق تیرے پاس میری آیات آئیں)

فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ﴿٥٩﴾

فَكَذَّبْتَ	بِهَا	وَاسْتَكْبَرْتَ	وَكُنْتَ	مِنَ	الْكَافِرِينَ
تو	تو نے	جھٹلایا	اور	تو نے	تکبر کیا

تو نے انھیں جھٹلایا اور تو نے تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ اَللّٰهِ

وَيَوْمَ	الْقِيَامَةِ	تَرَى	الَّذِينَ	كَذَبُوا	عَلَىٰ اَللّٰهِ
اور	قیامت کے	دن	تم	دیکھو گے	جن لوگوں نے

اور قیامت کے دن تم دیکھو گے جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا

وَجُوهُهُمْ مَّسْوَدَةٌ ۗ اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

وَجُوهُهُمْ	مَّسْوَدَةٌ	اَلَيْسَ	فِي	جَهَنَّمَ	مَثْوًى
ان کے	چہرے	سیاہ	کیا	نہیں	میں

ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا جہنم کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم

لَلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

لَلْمُتَكَبِّرِينَ	وَيُنَجِّي	اللّٰهُ	الَّذِينَ	اتَّقَوْا	بِمَفَازَتِهِمْ
تکبر کرنے والے	اور	نجات	دیگا	اللہ	وہ جنہوں نے

میں نہیں؟ اور جن لوگوں نے برہیزگاری کی اللہ انہیں ان کو کامیابی کے ساتھ نجات دیگا۔

## لَا يَسْتَهْمُ الشُّوَاءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٥٨﴾

لَا يَسْتَهْمُ	الشُّوَاءُ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُونَ
نہ چھوئے گی انہیں	برائی	اور نہ وہ	غمگین ہوں گے۔
نہ انہیں کوئی بُرائی چھوئے گی، نہ وہ		غمگین ہوں گے۔	

﴿۵۸﴾ یا کہے گا جب کہ عذاب کو دیکھے گا کاش میں دوبارہ دنیا میں جاؤں پس ہو جاؤں ایمان والوں میں۔

پس اس کو جواب دیا جائے گا حق تعالیٰ کی طرف سے۔

﴿۵۹﴾ بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں یعنی قرآن جو سبب ہدایت کا ہے سو تو نے اس کو بھوٹا بھگا اور اس پر ایمان لانے سے انکار کیا۔ اور تھا تو اہل کفر و شرک سے۔

﴿۶۰﴾ اور دیکھے گا تو قیامت میں ان لوگوں کو جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں اس کے واسطے شریک بنا کر اور اولاد کو اس کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا نہیں ہے دوزخ ٹھکانا انہیں کرنے والوں اور ایمان نہ لانے والوں کا۔ بے شک ہے!

﴿۶۱﴾ اور اللہ دوزخ سے بچائے گا ان لوگوں کو جو شرک سے بچے اور ان کو جنت میں جگہ دے گا کہ وہاں نہ ان کو کوئی بُرائی پیش آدے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔

﴿۵۸﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنِّي لَبِئْسَ كَرَّةً رَجَعَةً إِلَىٰ الدُّنْيَا فَأَكُونُ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ الْقَوْمِ الْمُنِينَ ۝ قِيلَ لَهُ مِنْ قِبَلِ اللَّهِ ۝

﴿۵۹﴾ بَلَىٰ وَتَدَجَّاءَ تَلَٰفِيَّتِي ۝ الْفُتْرَانِ ۝ وَهُوَ سَبَبُ الْهُدَايَةِ ۝ فَكَلَّا بَلَّتْ بِهَا وَاسْتَكْبَرَتْ ۝ سَكَبَرَتْ عَنِ الْإِيمَانِ بِهَا ۝ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝

﴿۶۰﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ اللَّهِ بِسَبَبِ الشِّرْكِ وَالْوَالِدِ إِلَيْهِ ۝ وَجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۝ ط ۝ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَشْوَىٰ مِثْلَىٰ تِلْمِ كٰبِرِينَ ۝ عَنِ الْإِيمَانِ ۝ بَلَىٰ ۝

﴿۶۱﴾ وَيُنَجِّي اللَّهُ مِنَ جَهَنَّمَ الَّذِينَ اتَّقَوْا الشِّرْكَ بِمَقَارِنِ مَنَازِلِهِمْ ۝ بَانَ الْجَنَّةِ بَانَ ۝ لِيَجْعَلُوا فِيهِ لَا يَسْتَهْمُ الشُّوَاءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

## تشریح

۵۸) عذاب دوزخ دیکھ کر دوبارہ دنیا میں آنے کی تمنا ایسا شخص جس نے دنیا میں حق و صداقت کا انکار کیا۔ سچائی اس کے سامنے تھی پھر بھی اس نے قبول نہ کیا۔ حشر کے میدان میں حسرت اور افسوس کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور آخر دوزخ کا عذاب اس کے سامنے آجائے گا تو وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش مجھے ایک موقع اور مل جاتا میں دنیا میں بھیج دیا جاؤں اور نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ مگر اس کی یہ حسرت حسرت ہی رہے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچائی کو سامنے لانے کے لئے ہر طرح کی کوششیں پوری ہو چکی ہیں۔ اندر سے قہر کے تقاضے بھی ہیں۔ باہر سے اللہ کی ہدایتیں بھی ہیں۔ اس کے بعد کون سی کسر باقی ہے کہ دوبارہ موقع دیا جائے۔

۵۹) حق کا انکار کرنے والوں کی جھوٹی تمنا جن لوگوں نے دنیا میں حق و صداقت کا انکار کیا اب ان کا یہ کہنا کہ اگر ہمیں ہدایت مل جاتی تو ہم بھی آج نیک لوگوں میں شامل ہوتے۔

کیا اللہ کی ہدایت اس کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا اللہ نے اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ خبردار نہیں کیا تھا؟۔ اس وقت سن کر نہ دیا، کسی بات پر دھیان نہیں کیا۔ غرور اور تکبر سے سچائی کو جھٹلاتا رہا اور حق کا انکار کرتا رہا۔ اللہ کو تیری ٹیڑھی عادت کا پتہ تھا وہ جانتا تھا کہ تیری طبیعت کی افتاد ایسی ہی ہے اگر تجھے ہزار دفعہ بھی دنیا میں بھیجا جاتا تب بھی یہی ہوتا اور تو اسی طرح انکار ہی کرتا۔ جو لوگ ہٹ دھرمی اور منہ سے کام لیتے ہیں وہ آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر بھی اندھے بنے رہتے ہیں ان کی ہٹ دھرمی ان کا تکبر و غرور ان کی سرکشی حق کے قبول کرنے میں مانع آتی ہے جیسا کہ سورہ انعام میں ارشاد ہوا ہے۔

وَلَوْ رَدُّوْا لَعَادُوْا لِنَاثُمْ هُوَا عِنْدَهُمْ لَكَذِبُوْنَ (آیت ۲۵ پارہ ۷ رکوع ۲)

{ورنہ اگر انھیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو پھر وہی سب کچھ کریں گے جس سے انہیں منع کیا گیا ہے وہ تو یہی جھوٹے (اس لئے اپنی اس خواہش کے اظہار میں بھی جھوٹ ہی سے کام لیں گے۔}

ان کا یہ کہنا کہ ہمیں سابق زندگی کی طرف واپس بھیجا جائے تو ہم نیک کام کریں گے۔ یہ ان کی عقل اور فکر کے کسی صحیح فیصلے اور سوچ سمجھ کر رائے کی تبدیلی کا نتیجہ نہیں ہوگا بلکہ وہ محض اس لئے کہیں گے کہ سچائی بے نقاب ہو چکی ہے جس کے بعد انکار کا کوئی موقع نہیں ہے۔

۶۰) دنیا میں سچائی کو جھٹلانے والے قیامت میں روسیہا ہوں گے | اللہ تعالیٰ نے یہ دین (دین حق) سچائی کے ساتھ بھیجا ہے اس دین کو جھٹلانا اور اس کا انکار کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ کیونکہ سچائی کو جھٹلانے والا یہ کہتا ہے کہ یہ بات اللہ نے نہیں کہی حالانکہ وہ بات واقعاً اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور اپنے پیغمبروں کے ذریعے بتائی ہے۔ ایسے جھوٹوں کا قیامت کے دن منہ کالا ہوگا اور ان کے جھوٹ کی سیاہی ان کے چہرے سے ظاہر ہوگی۔

پھر یہ کہ انھوں نے اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے سچائی کے سامنے سر نہیں جھکا یا اور اس کو تسلیم نہیں کیا ایسے غرور لوگوں کا ٹھکانا دوزخ کے علاوہ نہیں، اسکے مقابلے میں تعین کا کیا مقام ہوگا یہ اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

۶۱) بے سوز گارندوں کا مقام | ان جھوٹے اور غرور بندوں کے برخلاف جن لوگوں نے دنیا میں حق و صداقت کو قبول کیا اور سچی کا راستہ اختیار کیا پر سوز گاری کی زندگی گزار لی اللہ ان کی ازلی فوز و سعادت کی بدولت کامیابی کے اس اونچے مقام پر پہنچائے گا جہاں ان کو نہ کوئی گزند ہوئے گا نہ وہ غمگین ہوں گے اور ہر طرح کے فکر و غم سے آزاد ہوں گے۔

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿۶۲﴾ لَهُ

اللَّهُ	خَالِقُ	كُلِّ	شَيْءٍ	وَهُوَ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	وَكَيْلٌ	لَهُ
اللہ	پیدا کرنے والا	ہر	شے	اور وہ	پر	ہر	شے	بجھبان	اس کے پاس
اللہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہ ہر شے پر بجھبان ہے۔ اسی کے پاس									

مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

مَقَالِيدُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	بِآيَاتِ	اللَّهِ
کنجیاں	آسمانوں	اور زمین	اور جو لوگ	منکر ہوئے	اس کی آیات کے	
آسمانوں اور زمین کی کنجیاں، اور جو لوگ اس کی آیات کے منکر ہوئے						

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۶۳﴾

أُولَٰئِكَ	هُمُ	الْخٰسِرُونَ
وہی لوگ	وہ	گھٹانا پانے والے
وہی گھٹانا پانے والے ہیں۔		

﴿۶۲﴾ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿۶۲﴾

﴿۶۲﴾ مُتَّصِرَاتٍ فِيهِ كَيْفَ يَتَاءَمُّ

﴿۶۳﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنَّ

مَكَاتِلِهِمْ خَزَائِنُهُمَا مِنَ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ

وَعَنْبَرِهِمَا وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ

اللَّهِ الْقُرْآنِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿۶۳﴾

مُتَّصِلٌ بِقَوْلِهِ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا

وَمَا يَتَّبِعُهُمَا اَعْتَزِلُونَ

### تشریح

﴿۶۲﴾ اللہ ہر چیز کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے اور ہر چیز کا پیکار کرنے والا ہے بلکہ ایک ایک چیز کی ہرگز اور بجھائی کر رہا ہے جس طرح دنیا کی تمام چیزیں اسکے پیدا کرنے سے پیدا ہوئی ہیں اس کے باقی رکھنے سے باقی ہیں وہ تمام چیزوں کا رب ہے ہر چیز اس کے پرورش کرنے سے پھل پھول رہی ہے وہ ہر چیز کا نگران اور کارساز ہے۔

﴿۶۳﴾ اللہ ہر چیز کا مالک ہے اس کو چھوڑ کر کہاں جائیں؟ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں سب چیزوں میں تصرف اسی کا ہے، ہر چیز بے اقتدار اسی کا ہے۔ ایسے پروردگار کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے؟ بہتر یہی ہے اس کے غضب سے ڈرے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ اس کی باتوں سے منکر ہو کر گھٹانا ہی گھٹانا ہے اور ایسے آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔



قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ﴿۶۴﴾

قُلْ	أَفَغَيْرَ اللَّهِ	تَأْمُرُونِي	أَعْبُدُ	أَيُّهَا	الْجَاهِلُونَ
فرادیں	تو کیا اللہ کے ہوا	تم مجھے کہتے ہو	میں پرستوں	اے	جاہلو (جمع)
آپ فرادیں اے جاہلو! تو کیا تم مجھے کہتے ہو کہ میں اللہ کے ہوا (کسی اور) کی پرستش کروں					

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَكُنْ

وَلَقَدْ	أَوْحَىٰ	إِلَيْكَ	وَإِلَى	الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِكَ	لَكُنْ
اور یقیناً	وحی بھی گئی ہے	آپ کی طرف	اور طرف	وہ جو کہ	آپ سے پہلے	البتہ اگر
اور یقیناً آپ کی طرف اور آپ کے پہلوں کی طرف وحی بھی گئی ہے اگر تم نے						

أَشْرَكَتَ لِيَجْبُطَنَّ عَمَلِكَ وَلِتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۶۵﴾

أَشْرَكَتَ	لِيَجْبُطَنَّ	عَمَلِكَ	وَلِتَكُونَنَّ	مِنَ	الْخَاسِرِينَ
تو نے شرک کیا	البتہ اکارت جائیں گے	تیرے عمل	اور تو ہوگا ضرور	سے	خسارہ پانے والے
شرک کیا تو تمہارے عمل بالکل اکارت جائیں گے اور تم ضرور خسارہ پانے والوں (زیاں کاروں) میں سے ہو گے۔					

بَلِ اللَّهِ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۶۶﴾ وَمَا

بَلِ	اللَّهُ	فَاعْبُدْ	وَكُنْ	مِنَ	الشَّاكِرِينَ	وَمَا
بلکہ	اللہ	پس عبادت کرو	اور ہو	سے	شکر گزاروں	اور نہیں
بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں میں سے ہو اور انہوں نے						

قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ

قَدَرُوا	اللَّهُ	حَقَّ	قَدْرِهِ	وَالْأَرْضُ	جَمِيعًا	قَبْضَتُهُ	يَوْمَ
پہچانا انہوں نے	اللہ	حق	ان کی پہچان	اور زمین	تمام	ان کی مٹھی	روز
اللہ کو نہ پہچانا جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق تھا۔ اور تمام زمین روز قیامت اس کی مٹھی							

الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۗ وَسُبْحٰنَهُ

الْقِيَامَةِ	وَالسَّمَاوَاتُ	مَطْوِيَّاتٌ	بِيَمِينِهِ	سُبْحٰنَهُ	وَ
قیامت	اور تمام آسمان	لپٹے ہوئے	ان کے دائیں ہاتھ میں	وہ پاک ہے	اور
میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اور وہ اس سے پاک					

## تَعَلَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾

تَعَلَىٰ	عَمَّا	يُشْرِكُونَ
برتر	اس سے جو	وہ شرک کرتے ہیں۔
اور برتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔		

﴿٦٣﴾ قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۗ  
کہہ دے کہ کیا تم مجھ کو غیر اللہ کی پرستش کرنے کا حکم کرتے ہو۔

﴿٦٥﴾ اور حالانکہ بالتحقیق تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف یہی وحی کی گئی ہے کہ اگر اے محمد! بالفرض تو شرک کرے مجھ تو تیرے عمل باطل ہو جاویں گے اور بے شبہ تو نقصان اٹھا والوں سے ہو گا۔

﴿٦٦﴾ بلکہ تو اللہ کیلئے ہی کی پرستش کر اور اس کی نعمت کی شکر گزاری کر۔

﴿٦٧﴾ اور مشرکین نے اللہ کی تعظیم جیسی چاہئے ویسی نہ کی اور جیسا اس کا حق ماننا چاہئے نہ مانا کہ اس کے غیر کو اس کے ساتھ شریک کیا۔

اور حال یہ ہے کہ قیامت کے دن ساتوں زمین اس کے قبضہ تصرف میں ہوں گی اور تمام آسمان کی قدرت کے تابع اور ان کے تصرف میں پہنچیں گے۔

وہ پاک ہے اور بلند ہے ان کے شرک سے ۔

﴿٦٣﴾ قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِي  
أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۗ  
مَنْصُوبٌ بِأَعْبُدِ الْبَعْمُولِ لِتَأْمُرُونِي  
بِتَقْدِيرِ أَنْ يَشُونَ وَاحِدَةً وَبِشَوْنَيْنِ  
وَإِدْعَاءِ ذَنْبِكَ

﴿٦٥﴾ وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ وَاللَّهُ لَكِنٌ  
أَنشُرَكَتَ يَا مُحَمَّدُ فَرَضًا لِيَجْطَلْنَ  
عَمَلَكَ وَلِتَكُونَ مِنَ الْحَسْرِينَ ۝

﴿٦٦﴾ بَلِ اللَّهُ وَحْدَهُ فَعَابِدُوهُ  
كُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝  
إِنْعَامُهُ عَلَيْكَ

﴿٦٧﴾ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ  
فَاعَرَفُوا حَقَّ مَعْرِفَتِهِ  
أَوْ مَا عَظَمُوا حَقَّ عَظَمَتِهِ  
حِينَ أَشْرَكُوا بِهِ غَيْرَهُ  
وَالْأَرْضُ جَمِيعًا حَالًا  
إِلَى السَّبْعِ قُبُورُهُ أَيُّ مَقْبُورَتِهِ  
لَهُ فِي مَلِكِهِ وَتَصَرُّفِهِ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ  
مَطْوِيَّاتٌ مَجْمُوعَاتٌ  
بِيَمِينِهِ ۗ بِقَدْرَتِهِ  
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى  
عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ مَعَهُ

## تشریح

- (۶۳) انشر کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرنا پر لے درجے کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ جب انشر تم ہی ہر چیز کے خالق ہیں مالک و حاکم ہیں زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں اُن کے پاس ہیں ہر چیز پر ان کا تصرف ہے وہ رب العالمین ہیں اولیٰ حکم الٰہی ہیں ایک ایک چیز پر اُن کی حکومت ہے۔ تو پھر معبودِ حقیقی بھی وہی ہوئے۔ وہی بندگی کے لائق ہیں۔ اب ان کو چھوڑ کر کسی اور کی بندگی کرنا اور غضب یہ کہ انشر کے پیغمبروں کو یہ دعوت دینا کہ تم بھی انشر کی بندگی چھوڑ کر دوسروں کی بندگی شروع کر دو پر لے درجے کی جہالت اور حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ جو خالق ہے وہی معبود ہوگا اور معبود ہی ہوگا جس کی اطاعت زندگی کا مقصود اور حاصل ہو۔ لہذا ایک انشر کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور بندگی کے تمام اطوار اسی کیلئے خاص کرنا ہی صحیح اور درست طریقہ ہو سکتا ہے اور یہ بات انشر نے تمام پیغمبروں کے لئے ارشاد فرمائی ہے۔
- (۶۴) عقلی اور نقلی ہر اعتبار سے انشر ہی معبود ہے | عقل کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو تمام چیزوں کا خالق کون ہے اور پیدا کرنے کے بعد ان کی نگہبانی کرنے والا ان کا پروردگار ہر چیز پر پوری گرفت اور تصرف رکھنے والا انشر کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ نقل کی روشنی میں دیکھو تو شروع سے جتنے آسمانی دین ہیں اور انشر کے نبی اور رسول ہیں سب توحید کے اوپر متفق ہیں اور یہی بات کہتے چلے آ رہے ہیں کہ انشر وحدہ لا شریک ہے اس کے ساتھ کوئی سا بھی اور شریک نہیں ہے۔ اور ہر نبی کے ذریعے یہ بات بتا دی گئی ہے کہ اگر انشر کے ساتھ کسی کو کسی بھی حیثیت سے سا بھی اور شریک کیا تو اس باطل عقیدے کے ساتھ کسی بھی نیکی کو نیکی نہیں سمجھا جائے گا۔ اور ایسے شخص کی پوری زندگی سراسر گھلٹے میں رہے گی۔
- (۶۵) عبادت صرف انشر کی کرو | جب عقلی اور نقلی اعتبار سے ہر طرح سے یہ بات ثابت ہو گئی تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے یکسو ہو کر صرف خدائے واحد کی عبادت و اطاعت کرے اس کا شکر گزار اور وفادار رہے اس کی عظمت و جلال کے مقام کو سمجھ اور اس کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے سر نیاز نہ جھکائے۔
- (۶۶) انشر تعالیٰ کی قدر و عظمت کا کیا ٹھکانا ہے۔ | انشر کی قدر و عظمت اور اس کی شان کو جیسا سمجھا جائے تھا ویسا سمجھا ہی نہیں ہے اس کی بزرگی اور برتری اور اس کی شان رفیع کا ایک اجمالی سا حال یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین اس کی منگی میں ایسی ہوگی جیسے کسی بچے کے ہاتھ میں گیند ہوتی ہے۔ اور آسمان اس کے دستِ راست میں کاغذ کی طرح پلٹے ہوئے ہوں گے۔
- ایک مرتبہ حضور نبی کریم ص نے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ انشر تم آسمانوں اور زمین اور سیاروں کو اپنی منگی میں لے کر اس طرح پھرائے گا جیسے ایک بچہ گیند پھراتا ہے اور فرمائے گا۔ میں ہوں خدائے واحد۔ میں ہوں بادشاہ۔ میں ہوں جبار۔ میں ہوں کبریا ئی کا مالک۔ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ کہاں ہیں جبار؟ کہاں میں متکبر؟
- یہ کہتے کہتے حضور پر ایسا لرزہ طاری ہوا کہ ہمیں خطرہ ہونے لگا کہ ہمیں آپ منبر سے نیچے نہ گر پڑیں۔ (راوی حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ مسند احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر)
- یعنی زمین و آسمان انشر کی دستِ قدرت میں اور اس کی گرفت میں ایسے ہوں گے جیسے کسی کے ہاتھ میں گیند یا روال ہوتا ہے۔
- پاک و بالاتر ہے اس کی ذاتِ پاک اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ کہاں اس کی شان رفعت اور کہاں اس کے ساتھ کسی کی شرکت۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ	فَصَعِقَ	مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	اِلَّا مَنْ
اور پھونک ماری جائیگی صور میں	تو بیہوش ہوگا	جو آسمانوں میں	اور جو زمین میں	سوائے جسے
اور صور میں پھونک ماری جائے گی (تو ہر کوئی) جو آسمانوں اور زمین میں ہے بیہوش ہو جائے گا۔ سوائے اس کے جسے				

شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَفِخْ فِيْهِ اٰخِرٰى فَاِذَا هُمْ قِيٰمٌ يَنْتٰظِرُوْنَ ﴿٦٨﴾

شَاءَ اللّٰهُ	ثُمَّ نَفِخْ فِيْهِ	اٰخِرٰى	فَاِذَا	هُمْ	قِيٰمًا	يَنْتٰظِرُوْنَ
پہا ہے اللہ	پھر	پھونک ماری جائیگی	دوبارہ	تو فوراً	وہ کھڑے	دیکھتے
اللہ چاہے، پھر اس میں پھونک ماری جائے گی دوبارہ تو وہ فوراً کھڑے ہو جائیں گے (ادھر ادھر) دیکھنے لگیں گے۔						

﴿٦٨﴾ اور پھونک جاوے گا صور میں پہلا نغمہ پس مرنے والے جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں مگر جس کو اللہ چاہے حور و غلمان وغیرہ پر

اور پھونک جاوے گا صور میں دوسرا نغمہ اس وقت تمام مردے اٹھ کھڑے ہوں گے منتظر ہوں گے اس بات کے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔

﴿٦٨﴾ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ اَلنَّفِخَةُ الْاُولٰٓئِیْ فَصَعِقَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ النَّوٰرِ وَالْوٰلِدٰنِ وَغَیْرِہُمَا ثُمَّ نَفِخْ فِيْهِ اٰخِرٰى فَاِذَا هُمْ اٰی حٰمِیۃِ الْخٰلِیْقِیۡنِ السَّمٰوٰتِیۡنِ قِيٰمٌ یَنْتٰظِرُوْنَ ۝ یَنْتٰظِرُوْنَ مَا یَفْعَلُ بِہِمۡ

### تشریح

﴿٦٨﴾ نغمہ صور | قیامت کے روز اللہ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا۔ زمین اور آسمان میں جو بھی ہیں وہ سب گر کر مر جائیں گے سوائے ان کے جن کو اللہ زندہ رکھنا چاہے۔ پھر ایک دوسرا صور پھونکا جائے گا اور ایک رب کے سب سے بڑے مخلوق دیکھنے لگیں گے صور پھونکنے کی کیا صورت ہوگی اسکی صحیح کیفیت ہماری سمجھ سے باہر ہے قرآن حکیم کی آیتوں سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ اتنا ہے کہ قیامت برپا ہوگی جس میں زمین آسمان بالکل ختم نہیں ہو جائیں گے بلکہ یہ موجودہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پہلا صور پھونکنے کے بعد دوسرے صور پھونکنے کی درمیانی مدت میں ایک دوسرا نظام نفرت کے دوسرے قوانین کے ساتھ بنایا جائے گا وہی عالم آخرت ہوگا۔ دوسرے صور کے ساتھ ہی وہ تمام انسان جو مخلوق آدم سے لے کر قیامت تک پیدا ہونگے وہ از سر نو زندہ کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے، اس کا نام حشر ہے۔ حشر اسی زمین پر برپا ہوگا یہیں عدالت قائم ہوگی اور یہیں تمام معاملات چکا دئے جائیں گے۔ ہماری دوسری زندگی اسی طرح جسم و روح کے ساتھ ہوگی جس طرح اب ہے۔ اور اس کی وہی شخصیت ہوگی جو اس دنیا میں ہے۔ دوسری زندگی میں حشر کے عجیب و غریب منظر کو دیکھ کر سب حیرت زدہ ہو کر تکتے رہ جائیں گے۔

وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ

وَأَشْرَقَتِ	الْأَرْضُ	بِنُورِ رَبِّهَا	وَوُضِعَ	الْكِتَابُ
اور چمک اٹھے گی	زمین	اپنے رب کے نور سے	اور رکھ دیا جائیگی	کتاب

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور (اعمال کی) کتاب (کھول کر) رکھ دی جائے گی

وَجَاءَ آءٌ بِالْبَيِّنَاتِ وَالشَّهَادَاتِ وَقَضِيَ بَيْنَهُمُ بِالْحَقِّ

وَجَاءَ آءٌ	بِالْبَيِّنَاتِ	وَالشَّهَادَاتِ	وَقَضِيَ	بَيْنَهُمُ	بِالْحَقِّ
اور لائے جائینگے	نبی (جمع)	اور گواہ (جمع)	اور فیصلہ کیا جائیگا	انکے درمیان	حق کے ساتھ

اور نبی اور گواہ لائے جائیں گے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) فیصلہ کیا جائیگا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٩﴾

وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ
اور وہ (ان پر)	ظلم نہ کیا جائے گا۔

اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

﴿٤٩﴾ اور روشن ہو جاوے گی زمین اپنے رب کے نور سے جبکہ حق تم تجلی فرماوے گا مخلوق میں فیصلہ کرنے کو اور رکھی جاوے گی اعمال کی کتاب حساب کے لئے اور لائے جاویں گے پیغمبر اور امت محمد جو گواہی دے گی پیغمبروں کے احکام الہی پہنچانے پر اور فیصلہ کیا جاوے گا ساتھ انصاف کے اور لوگوں پر بالکل ظلم نہ کیا جاوے گا۔

﴿٤٩﴾ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ أَضَاءً بِنُورِ رَبِّهَا  
جَبِينِ يَتَجَلَّى لِفَضْلِ الْقَضَاءِ وَوُضِعَ الْكِتَابُ  
كِتَابِ الْأَحْمَالِ لِلْحِسَابِ وَجِيءَ بِالْبَيِّنَاتِ  
وَالشَّهَادَاتِ أَنَّى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأُمَّتِهِ يَتَشَدَّدُونَ الْمُرْسَلِ بِالْبَلَاغِ وَقَضِيَ  
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ أَى الْعَدْلِ وَهُمْ لَا  
يُظْلَمُونَ ○ شَيْعًا

تشریح

﴿٤٩﴾ حساب کے لئے اللہ کا نزول اجلال | جب میدان حشر میں تمام اولادِ آدم جمع ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مناسب حساب کے لئے نزول اجلال فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ کی تجلی اور نور سے عرش کی زمین جگمگا اٹھے گی۔ حکم ہوگا حساب کا دفتر کھولا جائے۔ سب کے اعمال نامے پیش کر دئے جائیں گے۔ تمام گواہ اور انبیاء و دربار خداوندی میں حاضر ہونگے اور ہر شخص کے عمل کا پورے پورے انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ کسی پر کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ گواہوں میں خود انبیاء و فرشتے، امت محمدیہ کے لوگ اور ہر امت کے نیک لوگ گواہ نہیں گے یہاں تک کہ انسان کے ہاتھ پاؤں، حیوانات، درود دیوار و فجر و حجر سب گواہی میں شامل ہوں گے۔ انبیاء سے اس بات کی شہادت لی جائے گی کہ اللہ تم کا پیغام پہنچا دیا گیا تھا۔

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤٠﴾

وَوُفِّيَتْ	کلی + نفس	مَّا عَمِلَتْ	وَهُوَ أَعْلَمُ	بِمَا يَفْعَلُونَ
اور پورا پورا دیا جائیگا	ہر شخص	جو اسے کیا (اسکے اعمال)	اور وہ	خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا

وَسِيقَ	الَّذِينَ كَفَرُوا	إِلَىٰ	جَهَنَّمَ	زُمَرًا	حَتَّىٰ	إِذَا
اور ہائے جائیگے	وہ جنہوں نے کفر کیا (کافر)	طرف	جہنم	گروہ درگروہ	یہاں تک کہ	جب

اور کافر ہائے جائیں گے گروہ درگروہ جہنم کی طرف۔ یہاں تک کہ جب وہ

جَاءُوا وَهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ

جَاءُوا وَهَا	فُتِحَتْ	أَبْوَابُهَا	وَقَالَ	لَهُمْ	خَزَنَتُهَا	أَلَمْ
وہ آئیں گے وہاں	کھول دئے جائیگے	اسکے دروازے	اور کہیں گے	ان سے	اس کے محافظ	کیا نہیں

وہاں آئیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیگے اور ان سے کہیں گے اسکے محافظ (داروین) کیا

يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَ

يَأْتِكُمْ	رُسُلٌ	مِّنكُمْ	يَتْلُونَ	عَلَيْكُمْ	آيَاتِ	رَبِّكُمْ	وَ
آئے تھے تمہاریاں	رسول (جمع)	تم میں سے	وہ پڑھتے تھے	تم پر	احکام	تمہارے رب	اور

تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کے احکام پڑھتے تھے۔ اور

يُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۗ قَالُوا بَلَىٰ ۗ وَلَٰكِن

يُنذِرُونَكُمْ	لِقَاءَ	يَوْمِكُمْ	هَٰذَا	قَالُوا	بَلَىٰ	وَلَٰكِن
تمہیں ڈراتے تھے	ملاقات	تمہارا دن	یہ	وہ کہیں گے	ہاں	اور لیکن

تمہیں ڈراتے تھے اس دن کی ملاقات سے۔ وہ کہیں گے "ہاں" لیکن

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٤١﴾

حَقَّتْ	كَلِمَةُ	الْعَذَابِ	عَلَى	الْكَافِرِينَ
پورا ہو گیا	حکم	عذاب	پر	کافروں

کافروں پر عذاب کا حکم پورا ہو گیا۔

۴۰) وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ  
أَى جَزَاءَهُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا  
يَفْعَلُونَ ○ فلا يخف جبرائی

شہاد

۴۱) وَسَيُقَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا ابْعُثْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ  
زُمَرًا جِنَاةً مُّتَفَرِّقَةً حَتَّىٰ إِذَا  
جَاؤَهَا فَتَنَّتْ أَبْوَابُهَا جَوَابًا إِذَا  
وَقَالَ لَهُمْ خُذْنَهَا الْيَمَانِيَاتُ كُمْ  
رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ  
رَبِّكُمْ الْقُرْآنَ وَغَيْرُهَا وَيُنذِرُونَكُمْ  
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا ابْلِي  
وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ  
أَى لَا مَنَافَةَ جَهَنَّمَ إِلَّا بِهَا  
عَلَى الْكَافِرِينَ ○

۴۰) اور ہر ایک آدمی کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔ اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں سو اس کو کسی گواہ کی ضرورت نہیں۔

۴۱) وصیق الذین کفروا الی جہنم زمرًا۔ اور نہ چلائے جاویں گے کافروں دوزخ کی طرف جماعت در جماعت ہو کر۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے پاس آویں گے کھولنے جائیں گے دروازے اس کے۔ اور جو فرشتہ دوزخ پر مقرر ہیں وہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے تم میں سے کہ جو پڑھتے تھے تم پر آیتیں تمہارے رب کی یعنی قرآن وغیرہ اور ڈرتے تھے وہ تم کو اس دن کے آنے سے۔ وہ کہیں گے بیشک پیغمبر ہمارے پاس آئے اور یہ جو کچھ تم کہتے ہو سب کچھ سچا ہے لیکن ثابت ہو چکا کہ عذاب کا کافروں پر لکھ عذاب یہ ہے لا نملن جہنم

## تشریح

۴۰) ہر متنفس کو اس کا پورا بدلہ ملے گا | ہر متنفس کو اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ نیکی کے بدلے میں کمی اور بدی کے بدلے میں زیادتی نہ ہوگی جس کا جتنا اچھا یا بُرا عمل ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔ ثبوتوں اور گواہوں کی روشنی میں بالکل ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جائے گا۔

۴۱) فیصلے کے بعد منکرین دوزخ میں پہنچائے جائیں گے | اللہ تعالیٰ کی عدالت کے علاوہ اور منصفانہ فیصلے کے بعد وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں حق و صداقت کا انکار کیا تھا پیغمبروں کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا۔ جب وہ سزا کے مستحق ٹھہریں گے تو اپنے اپنے مرتبے کے مطابق ان کے گروہ الگ کئے جائیں گے اور جو گروہ جس سزا کا مستحق ہوگا اللہ کے حکم سے اللہ کے فرشتے ان کو ان کے جنسی ٹھکانے کی طرف دھکیلیں گے ان کے پہنچنے پر جس طرح دنیا میں سزایافتہ مجرموں کے لئے جیل کا دروازہ کھولا جاتا ہے اسی طرح ان کے لئے دوزخ کا دروازہ کھولا جائے گا۔ اور ان کو دھکیل کر دوزخ کے دروازے بند کر دئے جائیں گے۔ جیسا کہ سورہ ہمزہ میں ارشاد ہے۔

إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ — (آیت ۷۵)

(وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔)

یعنی جہنم میں مجرموں کو ڈال کر اوپر سے اُس کو بند کر دیا جائے گا۔ مجرموں کو ملامت کرتے ہوئے دوزخ کے فرشتے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم انسانوں ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تمکو تمہارے رب کی آیات سنائی ہوں اور ان رسولوں نے انسان ہونے کی وجہ انکی بات سمجھا تمہارے لئے مشکل نہ تھا اور کیا انہوں نے تمہیں ان دن سے نہیں ڈرایا تھا؟ اسکے جواب میں مجرمین کہیں گے کیوں نہیں ضرور آئے تھے میں اللہ کی باتیں سنائی تھیں اور آج کے دن سے ڈرایا تھا لیکن ہماری بدبختی کہ ہم نے انکی بات نہ مانی اور عذاب انکار کرنے والوں پر ثابت ہو کر رہا۔

قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبُئْسَ

قِيلَ	ادْخُلُوا	أَبْوَابَ	جَهَنَّمَ	خَالِدِينَ	فِيهَا	فَبُئْسَ
کہا جائیگا	تم داخل ہو	دروازے	جہنم	ہمیشہ رہنے کو	اس میں	سوء ہے

کہا جائے گا تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو اس میں ہمیشہ رہنے کو۔ سو بُرا ہے

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٤٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

مَثْوَى	الْمُتَكَبِّرِينَ	وَسِيقَ	الَّذِينَ	اتَّقَوْا	رَبَّهُمْ
ٹھکانا	تکبر کرنے والے	اور بانٹا (بجایا) جائیگا	وہ لوگ جو	ڈریں	اپنا رب

تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا۔ اور جو لوگ اپنے رب سے ڈریں انہیں جنت کی طرف گروہ درگروہ

إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

إِلَى الْجَنَّةِ	زُمَرًا	حَتَّىٰ	إِذَا	جَاءُوهَا	وَفُتِحَتْ	أَبْوَابُهَا
جنت کی طرف	گروہ درگروہ	یہاں تک کہ	جب	وہ وہاں آئیں گے	اور کھول دئے جائیں گے	اس کے دروازے

لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں آئیں گے اور کھول دئے جائیں گے اس کے دروازے

وَقَالَ لَهُمْ خُزْنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا

وَقَالَ	لَهُمْ	خُزْنَتُهَا	سَلَامٌ	عَلَيْكُمْ	طِبْتُمْ	فَادْخُلُوهَا
اور کہیں گے	ان سے	اس کے محافظ	سلام	تم پر	تم اچھے رہے	سو اس میں داخل ہو

اور ان سے اس کے محافظ کہیں گے تم پر سلام ہو تم اچھے رہے سو اس میں ہمیشہ رہنے کو

خَالِدِينَ ﴿٤٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا

خَالِدِينَ	وَقَالُوا	الْحَمْدُ	لِلَّهِ	الَّذِي	صَدَقَنَا
ہمیشہ رہنے کو	اور	وہ کہیں گے	تمام تعریفیں	اللہ کے لئے	وہ جس نے سچا کہا

داخل ہو اور وہ کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچا

وَعَدَاةً وَأَوْسَرْنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُ مِنْ الْجَنَّةِ

وَعَدَاةً	وَأَوْسَرْنَا	الْأَرْضَ	نَتَّبِعُ	مِنْ	الْجَنَّةِ
اپنا وعدہ	اور ہمیں وارث بنایا	زمین	ہم مقام کریں	سے	جنت

کیا اور ہمیں (اس) زمین کا وارث بنایا کہ ہم مقام کریں جنت میں



حَيْثُ نَشَاءُ، فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمَلِينَ ﴿۴۴﴾ وَتَرَى

حَيْثُ	نَشَاءُ	فَنِعْمَ	أَجْرُ	الْعَمَلِينَ	وَ	تَرَى
جہاں	ہم چاہیں	سو کیا ہی اچھا	اجر	عمل کرنے والے	اور	آپ دیکھیں گے
جہاں ہم چاہیں، سو کیا ہی اچھا ہے عمل کرنے والوں کا اجر اور آپ فرشتوں						

الْمَلَائِكَةِ حَافِئِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ

الْمَلَائِكَةَ	حَافِئِينَ	مِنْ	حَوْلِ + الْعَرْشِ	يُسَبِّحُونَ
فرشتے	ملقہ باندھے	سے	عرش کے گرد	پاکیزگی بیان کرتے ہوئے
کو دیکھیں گے ملقہ باندھے عرش کے گرد اپنے رب کی تعریف کے ساتھ				

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ، وَقَضَىٰ بَيْنَهُمُ بِالْحَقِّ وَقِيلَ

بِحَمْدِ	رَبِّهِمْ	وَقَضَىٰ	بَيْنَهُمُ	بِالْحَقِّ	وَقِيلَ
تعریف کے ساتھ	اپنا رب	اور فیصلہ کر دیا جائیگا	ان کے درمیان	حق کے ساتھ	اور کہا جائے گا
پاکیزگی بیان کرتے ہوئے۔ اور ان کے درمیان حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) فیصلہ کر دیا جائیگا اور کہا جائیگا					

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۴۵﴾

الْحَمْدُ	لِلَّهِ	رَبِّ	الْعَالَمِينَ
تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	پروردگار	سارے جہان (جمع)

تمام تعریفیں سارے جہانوں کے پروردگار اللہ کے لئے ہیں

﴿۴۲﴾ ان سے کہا جاوے گا کہ داخل ہو تم جہنم میں تم کو وہیں ہمیشہ کو رہنا ہوگا۔ سو بڑا ٹھکانا ہے معکروں کا یعنی دوزخ۔

﴿۴۳﴾ اور لے جائے جائیں گے نرمی اور خوبی کے ساتھ وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں طرف جنت کے جماعت جماعت یہاں تک کہ جب وہ جنت کے پاس پہنچیں گے اور حال یہ کہ کھلے ہوئے ہوں گے ان کے لئے دروازے جنت کے اور کہیں گے ان سے دار و نہ جنت کے سلام ہو تم پر خوش ہو تم

﴿۴۱﴾ قِيلَ ادْخُلُوا ابْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا مُتَدَرِّجِينَ الْخُلُودِ فِيهَا قَبَسٌ مِّنْ نَّوَىٰ مَا وَاى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۴۱﴾

﴿۴۲﴾ وَسَيُقَاسُ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ بِأُضْغاثِ النَّبْتِ إِلَىٰ الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا اتَّوَأُفِيهِ لِلْحَالِ بِسْتَقْدِيرٍ قَدْ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

پس داخل ہو جاؤ تم جنت میں ہمیشہ کے لئے (جنتوں کے لئے دروازے جنت کے پہلے سے کھلے ہوں گے بسبب ان کی بزرگی اور تعظیم کے۔ اور جواب اِذَا کا مقدر ہے یعنی وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اور دوزخیوں کے لئے دوزخ کے دروازے اس وقت کھولے جاویں گے جب وہ وہاں پہنچ جاویں گے تاکہ گری دوزخ کی پوری طرح ان پر پہنچے ان کے ذلیل کرنے کو۔

(۴۲) اور جنتی جنت میں جا کر کہیں گے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے سچا کیا ہم سے وعدہ جنت کا۔

اور ہم کو وارث کیا جنت کی زمین کا کہ ہم جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں (کیونکہ جنت کے تمام مکانات ایک سے ایک اعلیٰ ہیں ان میں باہم یہ فرق نہیں کر سکتے کہ یہاں چاہے اور یہ برا اس لئے جہاں چاہیں رہیں ہر ایک جگہ عمدہ ہے۔ سو اچھا ہے ثواب نیک عمل کرنے والوں کا یعنی جنت۔

(۴۵) اور دیکھو تو فرشتوں کو گرد عرش کے ہر طرف سے عرش کو گھیرے ہوئے اس حال میں کہ پائی بیان کرتے ہوں گے یعنی سبحان اللہ و بحمدہ پڑھتے ہوں گے۔

اور فیصلہ کیا جائے گا تمام مخلوق میں ساتھ انصاف کے سو داخل کئے جاویں گے ایمان والے جنت میں اور کافرین دوزخ میں۔

اور کہا جاوے گا تمام حمد اللہ کی ہے جو رب ہے تمام جنت کا (جس وقت دونوں فریق یعنی جنت والے اور اپنے ٹھکانے پہنچ جاویں گے فرشتے اللہ کی توفیق کریں

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبْتُمْ حَالًا

فَاَدْخَلُوْهَا خَالِدِيْنَ ۝

مُقَدَّرِيْنَ الْخُلُوْدُ فِيْهَا وَجَوَابُ

اِذَا مُقَدَّرُ اَيَّ دَخَلُوْهَا وَسُوْقُهُمْ

وَفَتْهُمْ الْاَبْوَابُ قَبْلَ مَجِيئِهِمْ

مَكْرَمَةٌ لَهُمْ وَسُوْقُ الْكُفَّارِ

وَفَتْهُمْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ عِنْدَ

مَجِيئِهِمْ لِيَبْقَى حَزْرَهَا

اِلَيْهِمْ اِهَانَةٌ لَهُمْ

(۴۲) وَقَالُوا اَعْظَمُ عَلَىٰ دَخَلُوْهَا

الْبُقْعَدْرِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

صَدَقْنَا وَعَدَاةٌ بِالْجَنَّةِ

وَاُوْرَثْنَا الْاَرْضَ اَيَّ اَرْضِ

الْجَنَّةِ نَتَّبُوْا نَنْزِلُ مِنَ الْجَنَّةِ

حَيْثُ نَشَاءُ لَّا لَهَا كَلِمَاتٌ

لَّا يَخْتَارُ فِيْهَا مَكَانٌ عَلٰٓ

مَكَانٍ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَمَلِيْنَ ۝

الْجَنَّةِ

(۴۵) وَشَرٰى الْمَلَائِكَةُ حَافِيْنَ

حَالًا مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

مِنْ كُلِّ جَانِبٍ مِنْهُ يُسَبِّحُوْنَ

حَالَ مِنْ ضَمِيْرٍ حَافِيْنَ بِحَمْدِ

رَبِّهِمْ مَلَائِكَةُ لِلْحَمْدِ

اَيَّ يَفْتَوِلُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ

وَبِحَمْدِهِ وَقَضٰى بَيْنَهُمْ بَيْنَ

جَمِيْعِ الْمَلَائِكَةِ بِالْحَقِّ اَيَّ

التَّعْدِلِ فَيَدْخُلُ الْمُؤْمِنُوْنَ

الْجَنَّةَ وَالْكَافِرُوْنَ السَّارِ

قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعَالَمِيْنَ ۝ خَتَمَ اسْتَقْرَارِ

الْفَرِيقِيْنَ بِالْحَمْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ

## تشریح

۴۲) اب بڑے رہو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں | ان سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں۔ یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ تم نے سچی اور غور میں آکر سچی بات نہ مانی۔ اب دوزخ میں پڑے اپنی کرنی کا مزا چکھو۔

۴۳) اہل جنت کا اعزاز و اکرام | اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور اطاعت گزار بندوں کو ان کے درجات کے مطابق گروہ درگروہ نہایت احترام کے ساتھ جنت میں لے جایا جائیگا یہاں تک کہ جب وہ جنت کے دروازوں پر پہنچیں گے تو اہل جنت کے لئے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے جیسا کہ سورہ ص میں ارشاد ہوا **جَنَّتِمْ مِّنْ مَّغْفَرَتِمْ لَكُمْهُمُ الْاَبْوَابُ** (آیت ۵۵) (ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے)

اور جنت کے منتظم فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ سلام کرتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے اور ہمیشہ جنت میں رہنے کی بشارت سنائیں گے۔

۴۴) اہل جنت کا اظہار شکر | اہل جنت اللہ کی اس نعمت پر اس کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے کہ شکر ہے اس پروردگار کا جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ انبیاء کرام کی زبان سے جو ہم باتیں سنتے تھے وہ آج ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اس نے ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنا دیا کہ جہاں چاہیں رہیں اور اپنی مقرر کردہ اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی جگہ کو جس طرح چاہیں استعمال کریں۔ بے روک ٹوک آئیں جائیں کیا ہی بہترین اجر اور انعام ہے عمل کرنے والوں کے لئے۔

۴۵) اللہ کی حمد پر عدالت کی برخواستگی | احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ کا یہ انصاف پرورد فیصلہ اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی ٹھیک ٹھیک جزا اور تمام انسانوں کا اللہ کے فیصلے کے مطابق اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جانا ایک عجیب منظر ہوگا کہ بے شمار فرشتے اللہ کے عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے رب کی حمد و تسبیح کر رہے ہوں گے اور جب ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق فیصلہ سنا دیا جائے گا تو پوری کائنات پکار اٹھے گی تعریف صرف رب العالمین کے لئے ہے

۲۰
----

# الْمُؤْمِنُ

ترتیب تلاوت: ۲۰	ترتیب نزول: ۶۰
مکی / مدنی: مکی	تعداد رکوعات: ۹
تعداد آیات: ۸۵	تعداد الفاظ: ۱۲۳۲
تعداد حروف: ۵۲۱۳	

اس سورت کی آیت ۲۸ ہے "وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ" اس آیت میں لفظ مؤمن کو سورۃ کا عنوان بنایا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں اس خاص مؤمن کا ذکر آیا ہے جو آل فرعون میں سے تھا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت سابقہ سورت سورۃ زمر کے فوراً بعد نازل ہوئی ہے یہ سورت جن حالات میں نازل ہوئی ہے اس میں دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ ایک تو یہ کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو روکنے کے لئے اور اصل دعوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے غیر ضروری بحثیں چھڑی جائیں، ایسے ایسے سوالات اٹھائے جائیں کہ مسلمان اسی میں الجھ کر رہ جائیں۔ طرح طرح کے الزامات لگا کر قرآن مجید کی تعلیم اسلام کی دعوت اور حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شبہات اور دوسرے پیدا کئے جائیں تاکہ لوگ اس کا جواب دینے میں الجھ کر رہ جائیں اور اصل کام نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ایسی فضا پیدا کی جائے کہ نبی ﷺ کو قتل کرنا آسان ہو جائے۔ کیونکہ عرب کے مخصوص قبائلی

نظام کی وجہ سے ایک ہاشمی اور قریشی پر جس کا خاندان عرب میں قابل احترام سمجھا جاتا تھا براہ راست ہاتھ ڈالنا آسان نہ تھا اس لئے آپ کے خلاف نفرت کی ایسی فضا پیدا کی جائے کہ اگر آپ کو قتل کیا جائے تو کوئی زیادہ شورش برپا نہ ہو۔

○ قتل کے یہ ارادے کوئی چھپے ہوئے نہیں تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ابن معیط نے براہ راست، نماز پڑھتے ہوئے آپ کی گردن میں چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنا چاہا تھا۔ عین وقت پر حضرت ابو بکر پہنچ گئے اور انھوں نے دھکا دے کر عقبہ کو پیچھے ہٹایا۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا بیان ہے کہ جس وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اٹھے ہوئے تھے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ: - **اَتَقْتُلُونَ رَجُلًا يَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ؟** (کیا تم ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔)

○ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے سورہ مومن کا پورا خطبہ مخالفین کے اس فکر پر بھر پور تبصرہ ہے۔ ان کے قتل کی سازش کے جواب میں آل فرعون کے ایک مومن کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو کہ اس سورت کی آیت ۲۳ سے لے کر آیت ۵۵ تک چلا ہے۔

○ ان کی بے ہودہ سازشوں کے جواب میں توحید اور آخرت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے اور اصل محرک کو بے نقاب کیا گیا ہے جس کی بنا پر قریش کے سردار نجیم کے خلاف پوری سرگرمی کے ساتھ برسر پیکار تھے۔ یہ بات صاف کردی گئی ہے کہ تمہارے انکار کی وجہ صرف تمہارا یہ حکم ہے کہ اگر تم نے محمد کی نبوت تسلیم کرنی تو تمہاری بڑائی قائم نہیں رہ سکے گی۔ آیت ۲۳ کے الفاظ ان کے اس جھوٹ کا پردہ چاک کرتے ہیں کہ دعویٰ نبوت پر ان کے اعتراضات حقیقی ہیں۔ آیت کا اسلوب ملاحظہ فرمائیے کس طرح دلوں میں چھپے ہوئے گھمنڈ کو کھول دیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ إِتْمَارًا فِي

صُدُّوا فِيهَا كَبُرُ مَسَآهُمْ سَبًّا لَّغِيَّةٍ فَاسْتَعِذُوا بِاللَّهِ إِنََّّهُ هُوَ أَلْمِينٌ

(حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ کسی سند و حجت کے بغیر جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیت میں جھگڑے کر رہے ہیں

ان کے دلوں میں کبر بھرا ہوا ہے مگر وہ اس بڑائی کو پہنچنے والے نہیں ہیں جس کا وہ گھمنڈ رکھتے ہیں۔ پس اللہ کی پناہ مانگ لو وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔)

مخالفین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان بے ہودہ باتوں سے باز آؤ ورنہ تو تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو پھلپلی قوموں کا ہو چکا ہے۔

ایاتہا ۵۰ - ۴۰۔ سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ ۶۰۱۔ زُكُوعَاتُهَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے

حَمْدًا ۱ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۲

حَمْدًا	تَنْزِيلُ	الْكِتَابِ	مِنَ اللّٰهِ	الْعَزِيزِ	الْعَلِيمِ
ما۔ ہم	اتارا جانا	کتاب (قرآن)	اللہ سے	غالب	ہر چیز کا جاننے والا

ما۔ ہم اس قرآن کا اتارا جانا اللہ غالب، ہر چیز کے جاننے والے (کی طرف) سے ہے

سورہ غافر کی ہے مگر آیت "الا الذین یجادلون" آخر تک اور اس سورت میں بچاسی آیتیں ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

۱ حَمْدًا اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس ان حروف سے ارادہ کیا۔

۲ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ غَاثِرِ الذُّبَابِ وَقَاثِلِ

التَّوَابِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الْقَوْلِ الْوَالِدِ الْقُرْآنِ اللّٰهِ كَاتِبًا اتارا ہوا ہے جو غالب ہے اپنے ملک میں جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو

سُورَةُ غَافِرٍ مَكِّيَّةٌ ۱۱۰۰۰  
يُجَادِلُونَ الْآيَاتِينَ نَحْمُسُ وَثَمَّائُونَ  
آيَةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ حَمْدًا ۱ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا رَادُّهَا بِهِ

۲ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْقُرْآنِ مُبْتَدَأً

مِنَ اللّٰهِ نَحْمُسُ الْعَزِيزِ فِي

مُلْكِهِ الْعَلِيمِ ۲ بِخَلْقِهِ

### تشریح

۱ حَمْدًا ۱۔ حَمْدًا۔ مِیْم۔ دوسرے حروف مقطعات کی طرح اس کو بھی الگ الگ حروف حاء اور میم پڑھا جاتا ہے۔ ان حروف کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ بعض حضرات نے ان کے معنی امتعین کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کلام کا ایک اسلوب اور انداز ہو۔

۲ اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے | یہ کتاب قرآن مجید جو اس کے بندے اور پیغمبر حضرت محمد پر نازل ہو رہی ہے یہ کسی معمولی ہستی کا کلام نہیں ہے یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے جس کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ زبردست ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کے فیصلے کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی پکڑ سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اس کے فرمان سے منہ موڑ کر کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

دوسری صفت اس کی یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ہر چیز سے باخبر ہے۔ اس کا علم لامحدود ہے۔ وہ ہر چیز کا براہ راست علم رکھتا ہے اس لئے وہ باتیں جو ادراک اور حس کے دائرے سے باہر ہیں ان کے بارے میں صرف وہی جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کی فلاح کس چیز میں ہے اس کی تعلیم صحیح علم اور حکمت پر مبنی ہے اس لئے جو انسان اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے گا وہی فلاح یاب ہوگا۔

## غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ لِذِي

غَافِرِ	الذَّنْبِ	وَقَابِلِ	التَّوْبِ	شَدِيدِ	الْعِقَابِ	لِذِي
بخشنے والا	گناہ (جمع)	اور قبول کرنے والا	توبہ	سخت	عذاب والا	والا

گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب والا، بڑے

## الظُّوْلِ لِآلِهَ الْاٰهَوْا۟ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ مَا يُجَادِلُ

الظُّوْلِ	لِآلِهَ	الْاٰهَوْا۟	اِلَيْهِ	الْمَصِيْرُ	مَا يُجَادِلُ
بڑے فضل	نہیں کوئی معبود	اسکے سوا	اسی کی طرف	لوٹ کر جانا	وہ نہیں جھگڑتے

نقل والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جاتا ہے۔ نہیں جھگڑتے

## فِي آيَاتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرُكَ

فِي	آيَاتِ	اللّٰهِ	اِلَّا	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَلَا	يَغْرُرُكَ
میں	الشکر کی آیات	مگر	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	سو تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے		
	الشکر کی آیات میں	مگر	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا،	سو تمہیں ان کا شہروں (آرام چین سے)		

## تَقْلِبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴

تَقْلِبُهُمْ	فِي	الْبِلَادِ
ان کا چلنا پھرنا	میں	شہروں

چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے۔

۳) بخشنے والا ہے گناہ ایمان والوں کے اور قبول فرمانے والا توبہ ان کی سخت عذاب کرنے والا ہے کافروں کو بڑے انجام والا ہے

لِآلِهَ الْاٰهَوْا۟ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳  
کی طرف سب کو رجوع ہونا ہے۔

۴) الشکر کی آیتوں یعنی قرآن میں ہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہونے

۳) غَافِرِ الذَّنْبِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَقَابِلِ

التَّوْبِ لِمَنْ مَّضَىٰ شَدِيدِ الْعِقَابِ

اِنَّ لِلْكَافِرِيْنَ مُشَدَّدًا ذِي الظُّوْلِ اِنَّ

الْاِنْعَامِ التَّوَّاسِعِ وَهُوَ مَوْصُوْتٌ عَلٰٓى

الدَّوَامِ بِكُلِّ مِّنْ هٰذِهِ الضَّمَنَاتِ

فَاِضَافَةٌ اَلْمَشْتَقِ مِنْهَا لِلشُّعْرِيفِ كَالْاٰخِرَةِ

لِآلِهَ الْاٰهَوْا۟ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳

لِلشُّرْحِ

۴) مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللّٰهِ

الْعُشْرَانِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ  
أَهْلِ مَكَّةَ ۚ فَكَلا يَغْرُرُونَكَ لَقَدْ جِئْتَهُمْ  
فِي الْبَلَادِ ۝ لِلْمَعَاشِ سَالِبِينَ  
فَإِن عَاقَبْتَهُمْ لِنَارِ

مکہ والوں میں سے۔  
پس اے محمدؐ مجھ کو دھوکہ میں نہ ڈالے کافروں کا صحابہ  
طلب روزی میں شہروں میں پھرنا کہ انجام ان کا بالیقین نزع  
ہے۔

## تشریح

۳ اس کے سوا کوئی معبود نہیں | یہ کلام جس پروردگار کی طرف سے نازل ہو رہا ہے اس کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ توبہ قبول کرے گناہوں سے ایسا پاک صاف کر دیتا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہ ہو اور توبہ کو مستقل اطاعت قرار دے کر اس پر اجر و ثواب عنایت فرماتا ہے۔ سرکشی کرنے والے اپنی روش چھوڑ کر اس کے دامن رحمت میں جگمگا سکتے ہیں۔  
یہاں "غافر الذنب" (گناہ معاف کرنے والا) اور "قابل التوب" (توبہ قبول کرنے والا) ان دونوں صفتوں کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے گناہ جہاں توبہ سے معاف ہوتے ہیں وہاں نیکیوں سے بھی برائیاں دور ہوتی ہیں۔ اور جو انسان کو تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ بھی اس کی خطاؤں کا بدل بن جاتی ہیں اور اس سے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن گناہوں کی معافی ان اہل ایمان کے لئے ہے جو سرکشی اور بغاوت کے ہر جذبے سے خالی ہوں اور بشری کمزوری کی وجہ سے ان سے گناہ سرزد ہو گئے ہوں۔

جس رب العالمین کی طرف سے یہ کلام نازل ہو رہا ہے اسکی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ جہاں معاف کرتا ہے توبہ قبول کرتا ہے وہیں سخت سزائیں بھی دینے والا ہے۔ بندگی کی راہ اختیار کرنے والوں کے لئے وہ جتنا رحیم ہے سرکشی اور باغیوں کے لئے اتنا ہی سخت بھی ہے۔ جب کوئی سرکش اور باغی ان حدوں سے گزر جاتا ہے جن میں خطا بخشی کا مستحق ہو سکتا ہے تو پھر وہ سزا کا مستحق بنتا ہے۔

وہ احکم الحاکمین جس کا یہ کلام حضرت محمدؐ پر نازل ہو رہا ہے، اس کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ بڑا صاحب فضل ہے۔ بڑی وسعت اور غنا والا ہے جو اپنے بندوں پر انعام و اکرام کی بارشیں برساتا ہے تمام مخلوقات پر اس کے احسانات ہیں اور اس کی مخلوق کو جو بھی کچھ مل رہا ہے یہ سب اس کے فضل و کرم سے ہے۔  
وہ ذات ذی وقار بھی یہ پانچ صفتیں بیان کی گئیں اسکے سوا حقیقت میں کوئی معبود نہیں ہے اور سب کو پلٹ کر اس کے پاس جانا ہے جہاں پہنچ کر ہر ایک کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا اسکے سوا کوئی جزا اور سزا کا فیصلہ کرنے والا نہیں ہے۔

۴ ہٹ دھرم لوگ ہی اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں | اللہ تعالیٰ کی عظمت کی نشانیاں اور اس کے دلائل اتنے واضح ہیں کہ اسیں جھگڑا کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ بھلا کون انکار کر دے گا کہ اللہ تعالیٰ اس زمین و آسمان اور پوری کائنات کے خالق و پروردگار ہیں۔ کون کہہ دے گا کہ انسان کو پیدا کرنے والا اللہ کے سوا کوئی اور ہو سکتا ہے۔ ان تمام کھلی نشانیوں کے باوجود ہٹ دھرم اور ضدی لوگ اور جنہوں نے یہ ٹھٹھان رکھی ہے کہ وہ حق بات کو مان کر نہیں دینگے، ان کھلی کھلی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں اسیں جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔

اب رہی یہ ان کی ظاہری خان و شوکت کہ وہ جھوٹی شان کے ساتھ اکڑے پھر رہے ہیں یا انکے پاس کچھ جاہ و منصب ہیں یا وہ دولت و ثروت میں دوسروں سے کچھ آگے ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر دھوکا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چند روز کی وضع داریاں اللہ کی طرف سے اس کی حکمت کے مطابق ڈھیل اور مہلت ہے۔ جب وقت آئے گا یہ سارا نشہ بہر ہو جائیگا اور پھیلی قوموں کی طرح اللہ کی پکڑ میں آجائیں گے۔



كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمَ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ

كَذَّبَتْ	قَبْلَهُمْ	قَوْمَ نُوحٍ	وَالْأَحْزَابُ	مِنْ بَعْدِهِمْ	وَهَمَّتْ	كُلُّ أُمَّةٍ
جھٹلایا	ان سے قبل	نوح کی قوم	اور گروہ (جمع)	ان کے بعد	اور ارادہ کیا	ہر امت

ان سے قبل نوح کی قوم اور ان کے بعد (دوسرے) گروہوں نے جھٹلایا اور ہر امت نے اپنے رسولوں

بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوا وَجَدَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ

بِرَسُولِهِمْ	لِيَأْخُذُوا	وَجَدَلُوا	بِالْبَاطِلِ	لِيُدْحِضُوا	بِهِ	الْحَقَّ
اپنے رسول کے متعلق	کہ وہ اسے پھیلے	اور جھگڑا کریں	ناحق	ناجیز کریں	اس سے	حق

کے متعلق ارادہ کیا کہ وہ اسے پھیلے اور ناحق جھگڑا کریں تاکہ اس سے حق کو ناجیز کریں تو میں نے

فَأَخَذْتَهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝

فَأَخَذْتَهُمْ	فَكَيْفَ	كَانَ	عِقَابِ
تو میں نے انہیں پکڑ لیا	سو کیسا	ہے	میرا عذاب

انہیں پکڑ لیا سو (دیکھو) کیسا ہوا میرا عذاب

۵ ان کے پہلے نوح کی قوم نے اور ان کے بعد کے لوگوں نے جیسے عاد اور ثمود وغیرہ ان سب نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ہر ایک گروہ نے اپنے پیغمبر کے مار ڈالنے کا قصد کیا اور حق کے باطل کرنے کو ناحق جھگڑا کیا پس تو دیکھ ان پر کیوں کر میرا عذاب آیا یعنی مناسب اور با موقع ہوا۔

۵ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمَ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ  
كَعَادٍ وَثَمُودَ وَغَيْرُهُمْ مِنْ بَعْدِهِمْ  
وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ  
لِيَأْخُذُوا وَجَدَلُوا بِالْبَاطِلِ  
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ  
فَأَخَذْتَهُمْ بِأَعْيُنِنَا  
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ لَهُمْ  
أَنْ هُوَ وَاقِعٌ مَوْقِعُهُ

تشریح

۵ پچھلی قوموں کا انجام اپنے پیغمبروں کو جھٹلانا اور نہ صرف جھٹلانا بلکہ ان کو تکلیفیں پہنچانا اور ان کے قتل تک کے درپے ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے پچھلی بہت سی امتیں اپنے پیغمبروں کے ساتھ ایسی حرکتیں کر چکی ہیں انہیں نوح کی قوم بھی تھی اور بھی بہت سے دوسرے جنہوں نے یہ کام کیا ہے اور باطل کے تمہیادوں سے حق کو بچلا کھانے کی کوشش کی ہے تاکہ حق کی آواز کو ابھرنے نہ دیں لیکن ہم نے ان کا داؤ چلنے نہیں دیا اور ان کو پکڑ کر سخت سزا نہیں دی بھر دیکھ لو ہماری سزا کیسی سخت ہوئی کہ ان کی جڑ بنیاد ختم ہو گئی آج بھی ان تباہ شدہ قوموں کے آثار کہیں کہیں عبرت کی نشانی کے طور پر نظر آجاتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّهُمْ

وَكَذَلِكَ	حَقَّتْ	كَلِمَتُ	رَبِّكَ	عَلَى	الَّذِينَ	كَفَرُوا	إِنَّهُمْ
اور اسی طرح	ثابت ہو گئی	بات	تمہارے رب	پر	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	کہ وہ	
اور اسی طرح تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو گئی کہ وہ							

أَصْحَابُ النَّارِ ۖ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ

أَصْحَابُ	النَّارِ	الَّذِينَ	يَحْمِلُونَ	الْعَرْشَ	وَمَنْ	حَوْلَهُ	يُسَبِّحُونَ
دوزخ والے	وہ جو (فرشتے)	اٹھائے ہوئے ہیں	عرش	اور جو اسکے ارد گرد	وہ یا ان کی بیان کرتے ہیں	دوزخ والے ہیں۔	جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اسکے ارد گرد ہیں وہ تعریف کیساتھ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

بِحَمْدِ	رَبِّهِمْ	وَيُؤْمِنُونَ	بِهِ	وَيَسْتَغْفِرُونَ	لِلَّذِينَ	آمَنُوا
تعریف کے ساتھ	ایمان	اور ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور مغفرت مانگتے ہیں	انکے لئے جو	وہ ایمان لائے
یا ان کی بیان کرتے ہیں اپنے رب کی، اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو ایمان لائے انکے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ						

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا

رَبَّنَا	وَسِعْتَ	كُلَّ شَيْءٍ	رَّحْمَةً	وَعِلْمًا	فَاغْفِرْ	لِلَّذِينَ	تَابُوا
اے ہمارے رب	سہارا ہے	ہر شے	رحمت	اور علم	سو تو بخندے	وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی	
اے ہمارے رب! ہر شے کو سہارا ہے (تیری) رحمت اور علم نے سو تو ان لوگوں کو بخندے جنہوں نے توبہ کی							

وَاتَّبِعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝

وَاتَّبِعُوا	سَبِيلَكَ	وَقِهِمْ	عَذَابَ	الْجَحِيمِ
اور انہوں نے پیروی کی	تیرا راستہ	انہیں بچالے	عذاب	جہنم
اور تیرے راستے کی پیروی کی انہیں جہنم کے عذاب سے بچالے				

④ اور اسی طرح ثابت ہوا کہ تیرے رب کا یعنی لَمْ يَكُنْ لَكَ  
جَعَلْتُمْ الْإِنِّ ان لوگوں پر جو کافر ہوئے بیشک وہ دوزخی  
ہیں۔

⑤ جو فرشتے کہ عرش کو اٹھاتے ہیں اور وہ جو کہ ان کے گرد  
ہیں۔

④ وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ  
أَي لَمْ يَكُنْ لَكَ جَعَلْتُمْ الْإِنِّ عَلَى الَّذِينَ  
كَفَرُوا إِنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ بَدَلُ  
⑤ مِنْ كَلِمَةٍ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ  
مُبَدَلُ وَمَنْ حَوْلَهُ عَظُمَتْ عَلَيْهِ

تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی ساتھ حمد کے یعنی سبحان اللہ  
و محمد کہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی وحدانیت کی تصدیق  
کرتے ہیں۔

اور بخشش چاہتے ہیں ایمان والوں کے لئے کہتے ہیں  
کہ اے رب ہمارے، تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز پر  
وسیع ہے سو بخش تو ان لوگوں کو جو شرک سے تائب  
ہوئے۔

اور دین اسلام کی پیروی کی۔  
اور ان کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔

يُسَبِّحُونَ خَيْرًا مِّمَّا يَكْفُرُونَ  
لِلْحَمْدِ اَيُّ يَقُولُونَ سُبْحَانَ اللَّهِ  
وَيُحَمِّدُهُ وَيُكْوِمُونَ بِهِ  
تَعَالَى بِبَصَائِرِهِمْ اَيُّ يَصُدُّوْنَ  
بِحُكْمِ اٰنِيَّتِهِ تَعَالَى وَكَيْفَ يُغْفِرُونَ  
لِلَّذِينَ اٰمَنُوْا يَقُولُونَ رَبَّنَا  
وَاسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ رَّحْمَةٌ  
وَ عَلِمْنَا اَيُّ دَسَمَ رَحْمَتِكَ كُلَّ  
شَيْءٍ وَ عَلِمْنَا كُلَّ شَيْءٍ عَفْوٌ  
لِلَّذِينَ تَابُوا مِنَ الشِّرْكِ  
وَ اتَّبَعُوا سَبِيْلَكَ دِيْنَ  
الْاِسْلَامِ وَ فِيْهِمْ عَذَابٌ  
الْجَحِيْمُ ۝ الثَّارُ

### تشریح

۶) دنیا میں یہ آخری سزا نہیں تھی انہیں جہنم کا عذاب بھی بھگتنا ہے اور دنیا میں ایسی قوموں کی تباہی جنہوں نے حق کا مقابلہ کیا، پیغمبروں کو ستایا، انہیں تکلیفیں دیں کوئی آخری سزا نہیں تھی بلکہ انہیں آخرت کا عذاب بھی بھگتنا ہے وہاں جہنم ان کی منظر ہے جس طرح پچھلی قوموں کا یہ حال ہوا ہے اب یہ لوگ جو حرکتیں کر رہے ہیں ان کا بھی یہی حال ہونا ہے کہ ان کو بھی جہنم کا مزہ چکھنا ہوگا۔

۷) منکرین کے مقابلے میں مومنین کی فضیلت [حق و صداقت سے منہ پھرنے والوں کا جو حال ہوگا اس کے مقابلے میں اللہ کے وہ مومن بندے جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں ان کی فضیلت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے جو عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو ارد گرد حاضر رہتے ہیں اور بارگاہ الہی کے مقرب ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کا ایمان اور یقین رکھتے ہیں وہ غالباً نہ طور پر مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور عرض گزار رہتے ہیں کہ اے پروردگار آپ کا علم اور آپ کی رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ اے پروردگار آپ کے مومن بندے جو برائیوں کو چھوڑ کر صدق دلی کے ساتھ آپ کی طرف رجوع ہوں اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی کوشش کر رہے ہوں بشری تقاضے سے اور انسانی کمزوری کی وجہ سے ان سے خطائیں سرزد ہو جائیں تو آپ اپنے فضل و کرم سے ان کو معاف کر دیں نہ دنیا میں ان پر کوئی گرفت ہو اور نہ انہیں دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے۔ آپ اپنی رحمت سے ایسے لوگوں کو بخش دیں۔ ایمان کا وہ رشتہ ہے جس نے دو الگ قسم کی مخلوق کو جو ایک عرشی ہے اور دوسری فرشی دونوں کو اس رشتہ کی وجہ سے ایک کر دیا ہے اور وہ بھی اللہ کے مومن اور صالح بندوں کے لئے اللہ کے حضور میں دعائیں کر رہے ہیں۔

دوسری طرف یہ بد نصیب ہیں جو نہ خود ایمان لاتے ہیں اور نہ دوسروں کا ایمان لانا ان کو پسند ہے بلکہ مومنین پر ان کی دست درازیاں اور چہرہ دستیاں اہل ایمان کے دلوں کو زخمی کئے دے رہی ہیں۔ ان کے لئے تسلی کا سامان ہے کہ تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ ملائکہ مقررین تمہارے لئے دعا گو ہیں۔

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ

رَبَّنَا	وَأَدْخِلْهُمْ	جَنَّاتٍ عَدْنٍ	الَّتِي	وَعَدْتَهُمْ	وَمَنْ	صَلَحَ	مِنْ	آبَائِهِمْ
اے ہمارے رب!	اور انہیں داخل کرنا	ہمیشگی کے باغات	وہ جن کا	تو ان کو وعدہ کیا	اور جو	صالح ہیں	سے	انکے باپ دادا

اے ہمارے رب! اور انہیں ہمیشگی کے باغات میں داخل فرما، وہ جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو بھی جو صالح ہیں ان کا باپ دادا میں سے

وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۸﴾

وَأَزْوَاجِهِمْ	وَذُرِّيَّاتِهِمْ	إِنَّكَ	أَنْتَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ
اور ان کی بیویوں	اور ان کی اولاد	بے شک تو	تو ہی	غالب	حکمت والا

اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے

﴿۸﴾ اے ہمارے رب اور داخل کر ان کو جنت اقامت میں کہ جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے۔

اور ان کے باپ دادوں سے اور بیبیوں سے اور اولاد سے جو ان میں سے نیک ہیں وعدہ فرمایا بے شک تو غالب حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔

﴿۸﴾ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ إِقَامَةً  
إِلَىٰ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ  
عَلَىٰ هُمْ فِي وَأَدْخِلْهُمْ أَزْوَاجَهُمْ  
مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ  
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
فِي صُنْعِهِ

### تشریح

﴿۸﴾ اہل ایمان اور ان کے اقربا کے جنت کے داخلہ کے لئے فرشتوں کی دعائیں اللہ کے مقرب فرشتے جہاں اہل ایمان کے لئے مغفرت کی دعائیں کریں گے وہ یہ بھی دعا کریں گے کہ اے اللہ ان ایمان والوں کو ان کی توبہ قبول کرتے ہوئے اور ان کی بخشش کرتے ہوئے ان کو ہمیشہ رہنے والوں کی جنوں میں داخل فرمائیں جن کا آپ نے مومنین سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے پروردگار ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے ان کے ماں باپ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد کو بھی ان کے ساتھ جمع فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے کہ ہم اہل ایمان کے اہل و عیال کو ان کے ساتھ جمع کر دیں گے جیسا کہ سورہ طور میں ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلْتَهُمْ مِنْ

عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهينًا (پارہ ۲۷، رکوع ۷، آیت ۷۷)

(جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کی اولاد بھی کسی درجہ ایمان میں ان کے نقش قدم پر چلی ہے ان کی اس اولاد کو بھی ہم (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کوئی گھٹاؤ نہ دینگے بہ شخص اپنے کسب کے عوض رہن ہے۔)

اس آیت میں خوش خبری دی گئی ہے کہ اگر اولاد کسی نہ کسی درجہ ایمان میں بھی اپنے آباء کے نقش قدم کی پیروی کرتی رہی ہو تو خواہ اپنے عمل کے لحاظ سے وہ اس مرتبہ کی مستحق نہ ہو جو آباء کو ان کے بہتر ایمان و عمل کی بنا پر حاصل ہو گا پھر بھی اولاد اپنے آباء کے ساتھ ملا دی جائے گی اور وہ جنت میں ان کے ساتھ ہی رکھی جائے گی۔ اور اولاد کا درجہ بڑھا کر انہیں اوپر پہنچا دیا جائے گا۔ تو فرشتے بھی ان کے لئے اللہ سے سفارش کریں گے اور عرض کریں گے کہ اے پروردگار آپ قادر مطلق اور ہر چیز پر غالب ہیں جو چاہیں آپ فیصلہ فرما سکتے ہیں اور آپ کا ہر فیصلہ حکیمانہ ہوتا ہے۔

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ

وَقِهِمُ	السَّيِّئَاتِ	وَمَنْ	تَقِ	السَّيِّئَاتِ	يَوْمَئِذٍ	فَقَدْ	رَحِمْتَهُ
اور انہیں بچالے	برائیوں	اور جو	بچا	برائیوں	اس دن	تو تو نے	اس پر رحم کیا
اور انہیں	برائیوں سے بچالے	اور جو	اس دن	برائیوں سے بچا	تو تحقیق تو نے	اس پر رحم کیا	

وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وَذَلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيمُ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
اور یہ	وہ (بھی)	کامیابی	بڑی	بیشک	جن لوگوں نے کفر کیا	
اور یہی	بڑی	کامیابی	ہے۔	بے شک	جن لوگوں نے کفر کیا	

يُنَادُوْنَ لَمَقَّتْ اللهُ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ

يُنَادُوْنَ	لَمَقَّتْ	الله	اَكْبَرُ	مِنْ	مَّقْتِكُمْ	اَنْفُسَكُمْ	اِذْ
وہ پکارے جائینگے	البتہ اللہ کا بیزار ہونا	بڑا	سے	تمہارا بیزار ہونا	اپنے تمہیں	جب	
وہ پکارے جائیں گے	(انہیں پکار کر کہا جائے گا)	اللہ کا بیزار ہونا	تمہارے	اپنے تمہیں	بیزار ہونے سے	بڑا ہے۔	جب

تَدْعُوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۱۰

تَدْعُوْنَ	اِلَى	الْاِيْمَانِ	فَتَكْفُرُوْنَ
تم بلائے جاتے تھے	طرف	ایمان	تو تم کفر کرتے تھے
تم ایمان کی طرف	بلائے جاتے تھے	تو تم	کفر کرتے تھے۔

قَالُوا رَبَّنَا اٰمَنَّا اٰثْنَيْنِ وَاٰحْيَيْتَنَا اٰثْنَيْنِ

قَالُوا	رَبَّنَا	اٰمَنَّا	اٰثْنَيْنِ	وَاٰحْيَيْتَنَا	اٰثْنَيْنِ
وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	تو نے ہمیں مردہ رکھا	دو بار	اور زندگی بخشی	دو بار
وہ کہیں گے	اے ہمارے رب!	تو نے ہمیں مردہ رکھا	دو بار،	اور ہمیں	زندگی بخشی

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلَىٰ خُرُوجٍ

فَاعْتَرَفْنَا	بِذُنُوبِنَا	فَهَلْ	اِلَىٰ	خُرُوجٍ
پس ہم نے اعتراف کر لیا	اپنے گناہوں کا	تو کیا	طرف	نکلنے
پس ہم نے اپنے گناہوں کا	اعتراف کر لیا	تو کیا	(اب یہاں سے)	نکلنے کی

## مِنْ سَبِيلٍ ⑩

مِنْ	سَبِيلٍ
سے۔ کوئی	سبیل
کوئی سبیل ہے	

⑨ اور ان کو بچا برائیوں کی مصیبت سے اور جس کو تونے قیامت کے دن برائیوں سے بچایا اس پر بڑی رحمت فرمائی۔

اور یہ ہے بڑی مقصدیابی نجات

⑩ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لَمَنَعَ اللَّهُ الْكُفْرَ مِنْ مَفْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ إِلَى الْإِيمَانِ فَكُفُّوا عَنْهُ يَبْغِي جَوْلُوكَ كَافِرُونَ ان کو فرشتے پکار کر کہیں گے درآں حایکہ وہ اپنے آپ کو مبغوض نہیں گئے اور ملامت کریں گے کہ اللہ کا غصہ تم پر بڑھا ہوا ہے تمہارے اپنی جانوں پر غصہ اور ملامت کرنے سے کیونکہ تم کو دنیا میں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا پر تم کفر کرتے تھے۔

⑪ وہ کہیں گے اے ہمارے رب تونے ہم کو دو مرتبہ مارا۔

اور دو مرتبہ زندہ کیا (کیونکہ جب وہ نطفہ تھے اس وقت وہ مردہ تھے پھر زندہ کئے گئے، پھر ان کو موت آئی پھر مر کر زندہ کئے گئے اس طرح دو مرتبہ زندہ کرنا اور دو مرتبہ مارنا صادق آگیا۔

سواب ہم اقرار کرتے ہیں اپنے گناہوں کا یعنی حشر و نشر کے انکار اور اپنے کفر کا ہم اقرار کرتے ہیں سو کیا اب ہم دوزخ سے نکل سکتے ہیں اور دنیا میں جا سکتے ہیں۔

⑨ وَفِيهِمُ السَّيَّاتِ ط أَي عَذَابَهَا وَمَنْ تَقِ السَّيَّاتِ يَوْمَئِذٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْمَوْزِعُ الْعَظِيمُ ○

⑩ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ مِنْ قِبَلِ الْمَلَائِكَةِ وَهُمْ يَنْفِقُونَ أَنْفُسَهُمْ عِنْدَ دُخُولِهِمُ النَّارَ لَمَنَعَهُ اللَّهُ إِيَّاكُمْ أَكْبَرُ مِنْ مَفْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ فِي الدُّنْيَا إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ○

⑪ وَالْوَأَسْرَ بَنَّا أُمَّتَنَا اثْنَتَيْنِ أُمَّتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ أَحْيَا عَيْنِ لِأَنَّهُمْ كَانُوا نَطْفَعًا أَمْوَاتًا فَنَاحِيُوا نَسَمًا مَيِّتُوا نَسَمًا أَحْيُوا لَلْبَعَثِ فَنَاعَتَرْنَا بِذُنُوبِنَا بِكُفْرِنَا بِالْبَعَثِ فَهَمَلْنَا إِلَى خُرُوجٍ مِنَ النَّارِ وَالرَّجُوعِ

کہ وہاں جا کر اپنے رب کی اطاعت کریں۔ اور ان کو  
یہ جواب ملے گا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔

إِلَىٰ الدُّنْيَا لِنُطِيعَ رَبَّنَا  
مِنْ سَبِيلٍ ۝ طَرِيقٍ  
وَجَوَابُهُمْ لَهُ

## تشریح

۹ اہل ایمان کے لئے فرشتوں کی دعا کہ پروردگار فرشتے اہل ایمان کے لئے یہ بھی دعا کریں گے کہ اے اللہ ان کو ہر اس  
ان کو دنیا کی برائی اور آخرت کی گھبراہٹ سے بچالے۔ چیز سے بچا لیجئے جو ان کے حق میں بُری ہو۔ نہ تو ان کے عقیدے اور  
اخلاق بگڑیں نہ یہ گمراہی میں مبتلا ہوں اور ہر طرح کی آفات اور پریشانیاں چاہے اس دنیا کی ہوں یا اس دنیا  
کی۔ اور برائی سے وہی بچ سکتا ہے جس پر آپ کی مہر اور رحمت ہو۔ صرف اپنے عمل سے کون بچ سکتا ہے کون ہے جو  
تھوڑی بہت برائی سے خالی ہو اسلئے آپ کی رحمت اور توجہ ہی انسان کو بچا سکتی ہے اور جو آخرت کی ذلت اور پریشانی  
سے بچ گیا وہ بڑا کامیاب ہے۔

۱۰ تم اپنے آپ سے بے زار ہو اللہ تم سے بے زار ہے۔ جن لوگوں نے دنیا میں سچائی سے منہ موڑا حق کا مقابلہ کیا اللہ کے رسولوں  
کی مخالفت کی جب وہ موت کے بعد حساب کتاب کے مرحلے سے گزر کر اپنا برا انجام سامنے دیکھیں گے تو جھنجھالیں  
گئے اپنے آپ کو کوسیں گے اور اپنی حماقت پر پھٹائیں گے۔ ان کے غصے اور جھنجھلاہٹ کو دیکھ کر فرشتے کہیں گے کہ آج  
تمہیں اپنے اور غصہ آ رہا ہے مگر جب دنیا میں تمہیں راہ راست دکھانے کے لئے اور بُرے انجام سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ  
نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا وہ تمہیں سمجھاتے تھے اور تم ان کی بات نہیں مانتے تھے تو جتنا غصہ تمہیں آج آ رہا ہے اس سے زیادہ  
اللہ تعالیٰ کو تم پر غصہ آتا تھا کہ تم کیسے احمق ہو کہ آنے والے انجام سے بے خبر ہو۔ آج جتنے تم خود سے بیزار ہو،  
اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم سے بے زار ہیں۔

۱۱ اپنی غلطی کا اعتراف کہ موت کے بعد زندگی کو نہ مان کر تم نے بڑی خطا کی اب یہ لوگ جنہوں نے دنیا میں حق کا انکار کیا رسولوں کی دعوت  
کو ٹھکرایا، آخرت پر ایمان نہیں لائے اقرار کریں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ  
زندگی دی ہے یعنی پہلے مٹی یا نطفے کی شکل میں تھے اللہ تعالیٰ نے زندگی دی۔ زندگی کے بعد پھر موت آئی۔ موت کے  
بعد پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے، كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِذُنُوبِكُمْ اَمْ تَكُونُوا  
تَاكِيۡنًا كُنۡتُمْ يٰۤاٰمِنًا تَكْفُرُوۡنَ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۲ رکوع ۳)  
تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی پھر وہی تمہاری جان سلب  
کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

پہلی تین حالتیں یعنی مردے سے زندہ ہونا اور زندگی کے بعد موت کیونکہ آنکھوں سے نظر آتی ہے اس لئے ان  
کا کوئی انکار نہیں کرتا مگر آخری اور چوتھی حالت کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا اور حساب کتاب کا ہونا کیونکہ یہ چیزیں دنیا  
میں نظر نہیں آتی انبیاء کرام اس کی خبر دیتے ہیں اس لئے وہ موت کے بعد کی زندگی کا اور آخرت کے حساب کتاب  
کا یقین نہیں کرتے تھے۔ قیامت کے بعد جب یہ چوتھی حالت بھی سامنے آجائے گی تو وہ اقرار کریں گے اور نہیں  
گے کہ اس دوسری زندگی کا انکار کر کے سخت غلطی کی اور انکار آخرت پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھی۔ ہم اپنے گناہوں کا  
اقرار کرتے ہیں۔ اب کیا اس عذاب سے نکلنے کا بھی کوئی راستہ ہے یا نہیں؟

آپ ہر چیز پر قادر ہیں دو مرتبہ موت و حیات دے چکے ہیں تیسری مرتبہ پھر ہمیں دنیا کی طرف  
واپس بھیج دیں تو ہم نیک کی کاراستہ اختیار کریں گے۔

## ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدًا كَفَرْتُمْ وَإِنْ

ذَلِكُمْ	بِأَنَّهُ	إِذَا	دُعِيَ + اللَّهُ	وَحْدًا	كَفَرْتُمْ	وَإِنْ
یہ تم (ہم)	اسلئے کہ	جب	پکارا جاتا اللہ	واحد	تم کفر کرتے	اور اگر

یہ تم پر اس لئے (ہے) کہ جب اللہ واحد کو پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اگر

## يُشْرِكُ بِهِ تَوْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ⑫

يُشْرِكُ + بِهِ	تَوْمِنُوا	فَالْحُكْمُ	لِلَّهِ	الْعَلِيِّ	الْكَبِيرِ
اس کا شریک کیا جاتا	تم مان لیتے	پس حکم	اللہ کے لئے	بلند	بڑا

(کسی کو) اس کا شریک کیا جاتا تو تم مان لیتے پس حکم اللہ کے لئے ہے جو بلند بڑا ہے۔

⑫ یہ عذاب جس میں تم ہو اس سبب سے پیش آیا کہ جب دنیا میں تمہارے سامنے اللہ کی توحید بیان کی جاتی تھی تو تم اس کا انکار کرتے تھے۔

اور جب اس کے لئے شریک بیان کئے جاتے تھے تو اس کے شرک کی تم تصدیق کرتے تھے۔

سو تمہارے عذاب دینے کا اختیار اور حکم اللہ کو ہے جو غالب اور بلند ہے اپنی مخلوق پر غلط والا ہے۔

⑫ ذَلِكُمْ أَى الْعَذَابِ الَّذِي أَنْتُمْ فِيهِ بِأَنَّهُ أَى بِسَبَبِ أَنَّهُ فِي الدُّنْيَا إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدًا كَفَرْتُمْ بِهِ تَوْحِيدُهُ وَإِنْ يُشْرِكُ بِهِ يَجْعَلُ لَهُ شُرَكَاءَ تَعْبُدُونَهُمْ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ الْعَظِيمِ

## تشریح

⑫ یہ فیصلہ اس خدائے واحد کا ہے جس کا تم انکار کرتے تھے منکرین کی اس درخواست پر کہ ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیج کر موقعہ دیا جائے۔ جو اب ملے گا کہ اب دنیا کی طرف واپس جانے کی اور دوبارہ عمل کے لئے موقع ملنے کی کوئی صورت نہیں ہے اب تو تمہیں اپنے کئے ہوئے کاموں کی سزا بھگتنی ہوگی۔ یہ فیصلہ اس لئے ہوا ہے کہ جب تمہیں دنیا میں اکیلے سچے خدا کی طرف بلا یا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کرتے تھے۔ جب خدائے واحد کو چھوڑ کر دوسروں کی باتیں آتی تھیں تو تم ماننے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ اتنا ہی نہیں کہ تم نے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اپنے اعمال کی جواب دہی کا انکار کیا تھا بلکہ تمہیں تو اپنے خالق و مالک اور اپنے پروردگار سے جیسے چڑھی تھی کہ اس کے ساتھ دوسروں کو ملائے بغیر تمہیں چین ہی نہ آتا تھا۔ اب یہاں جو بھی فیصلہ ہے وہ صرف خدائے واحد کا ہے۔ آج کوئی اس کے فیصلے میں نہ شریک ہے اور نہ اس کے فیصلے کی کہیں اپیل ہے۔ فیصلے کا مکمل اختیار اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے اور اس کی عدا علیہ سے یہی فیصلہ ہوا ہے۔



هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنزِلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ

هُوَ	الَّذِي	يُرِيكُمْ	آيَاتِهِ	وَيُنزِلُ	لَكُمْ	مِنَ	السَّمَاءِ
وہ	جو کہ	تہیں دکھاتا ہے	اپنی نشانیاں	اور اتارتا ہے	تہارے لئے	سے	آسمانوں
وہ جو ہمیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا							

رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مِنْ يُنِيبٍ ﴿۱۳﴾

رِزْقًا	وَمَا	يَتَذَكَّرُ	إِلَّا	مِنْ	يُنِيبٍ
رزق	اور نہیں نصیحت قبول کرتا	سوائے	جو	رجوع کرتا ہے	سے
اور اس کے سوا کوئی نصیحت قبول نہیں کرتا جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتا ہے					

﴿۱۳﴾ وہ وہی کہ تم کو اپنی ہدایت کی دلیلیں دکھلاتا ہے اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے لئے روزی بھجتا ہے اور نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو شرک سے باز آوے۔

﴿۱۳﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ  
وَلَا يُبَدِّلُ سَوَابِغَهُ  
وَيُنزِلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ  
رِزْقًا بِاللَّيْلِ وَمَا  
يَتَذَكَّرُ إِلَّا مِنْ  
يُنِيبٍ يَرْجِعُ غَنِ الشِّرْكِ

### تشریح

﴿۱۳﴾ اللہ کی وحدانیت کی نشانیاں پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہیں | آج جب اللہ کی بارگاہ عالیہ سے تمہارا فیصلہ ہو چکا ہے تم کہتے ہو ایک بار اور ہمیں عمل کی مہلت دی جائے۔ اللہ واحد کی نشانیاں ہر جگہ موجود ہیں۔ جو یہ بتاتی ہیں کہ کائنات کے اس نظام کو بنانے اور چلانے والا اور اس کا منتظم ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اب ذرا بارش کے نظام پر ہی غور کرو کہ آسمان سے پانی برستا ہے اور اس کی وجہ سے زمین میں پیداوار ہوتی ہے اور ہر ایک کو اس کا رزق ملتا ہے۔ صرف ایک ایسی نشانی پر غور کرو کہ رزق کا یہ انتظام اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے جب کہ زمین پانی ہو اور سورج اور گرمی اور سردی سب کا خالق اور ب کا منتظم ایک ہو۔ اگر ان کے انتظام چلانے والے الگ الگ ہوں تو یہ نظام ایک دوسرے سے جڑا نہیں رہ سکتا۔

پھر یہ دیکھو کہ زمین میں انسان جانور اور درخت وغیرہ پیدا کئے تو ٹھیک انکی ضرورت کے مطابق پانی کا نظام بھی قائم کیا اس پانی کو باقاعدگی کے ساتھ پہنچانے اور پھیلانے کے لئے حیرت انگیز انتظامات کئے۔ اب اگر ایک آدمی یہ تو دیکھتا ہے کہ ہوائیں آئیں بادل آئے، بجلی چمکی، بارش ہوئی مگر یہ دیکھ کر بھی اگر کوئی یہ نہ سوچے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ کون کر رہا ہے؟ اور اس کرنے والے کے میرے اوپر کیا حقوق ہیں تو وہ دیکھ کر بھی ان دیکھا ہے ان سب چیزوں کو دیکھ کر وہی شخص اپنے رب کو پہچانتا ہے اور ان سے سبق لیتا ہے جو پروردگار کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ

فَادْعُوا + اللّٰهَ	مُخْلِصِينَ	لَهُ	الدِّينَ	وَلَوْ	كَرِهَ
پس پکارو اللہ	خالص کرتے ہوئے	اس کے لئے	عبادت	خواہ	بڑا مانیں

پس اللہ کو پکارو، اسی کے لئے عبادت خالص کرتے ہوئے خواہ کافر

الْكَافِرُونَ ﴿۱۴﴾ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ

الْكَافِرُونَ	رَفِيعُ	الدَّرَجَاتِ	ذُو الْعَرْشِ
کافر (جمع)	بلند	درجے	عرش کا مالک

بڑا مانیں۔ بلند درجوں والا عرش کا مالک

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ

يُلْقِي	الرُّوحَ	مِنْ أَمْرِهِ	عَلَى مَنْ	يَشَاءُ	مِنْ
وہ ڈالتا ہے	روح	اپنے حکم سے	جس پر	وہ چاہتا ہے	سے

وہ اپنے حکم سے روح (وحی) ڈالتا ہے (بھیجتا ہے) جس پر اپنے بندوں میں سے

عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

عِبَادِهِ	لِيُنذِرَ	يَوْمَ التَّلَاقِ
اپنے بندوں	تاکہ وہ ڈرائے	دن ملاقات (قیامت)

چاہتا ہے تاکہ وہ قیامت کے دن سے ڈرائے

﴿۱۴﴾ پس عبادت کرو اللہ کی ساتھ اخلاص کے شرک سے پاک اوصاف ہو کر۔ اگرچہ کافروں کو تمہارا اخلاص اور شرک کو چھوڑنا بڑا معلوم ہو۔

﴿۱۴﴾ فَادْعُوا اللَّهَ أَعْبُدُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ مِنَ الشِّرْكِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ اخلاصکم

﴿۱۵﴾ اللہ بڑی صفات والا اور عظمت والا ہے یا یہ کہ وہ ایمان والوں کی درجہ بندی فرماتے والا ہے جنت میں عرش کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔ اپنے حکم کی وحی بھیجتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے۔ تاکہ جس پر وحی کی جاو

﴿۱۵﴾ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ أُنَى اللَّهِ عَظِيمِ الصِّفَاتِ أَوْ رَافِعُ دَرَجَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ ذُو الْعَرْشِ خَالِقُهُ يُلْقِي الرُّوحَ أَلَوْحٍ مِنْ أَمْرِهِ أَى قَوْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ

وہ ڈراوے لوگوں کو قیامت کے دن سے  
جس میں آسمان والے اور عابد اور  
معبود اور ظالم اور مظلوم سب باہم ملیں گے

عِبَادِيَ لِيُنذِرَ يَخْوِفُ  
الْمُلُوقِ عَلَيْهِ السَّاسَ  
يَوْمَ التَّلَاقِ ○ بِحَدِيثِ  
النِّيَاءِ وَإِثْبَاتِهَا يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ لِتَلَاقِ  
أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
وَالْعَالِيَةِ وَالْمَعْبُودِ  
وَالظَّالِمِ وَالْمُظْلَمِ  
فِيهِ

## تشریح

۱۳) صرف ایک اشرفی بندگی پورے خلوص کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کے پیدا کرنے والے اور اس کا نجات کا  
نظام چلانے والے ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ خالص اور بے آمیز اطاعت اور بندگی صرف اللہ کی کی  
جائے کیونکہ یہ اسی کا حق ہے اور اپنے ہر ایک نیک عمل میں اللہ ہی سے اجر کی امید رکھی جائے۔  
ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ص سے دریافت کیا کہ ہم اپنا مال اگر اس لئے دیتے  
ہیں کہ ہمارا نام ہو تو کیا ہمیں اس پر کوئی اجر و ثواب ملے گا؟ حضور ص نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ اگر اللہ  
کے اجر اور دنیا میں ناموری دونوں چیزوں کی نیت ہو؟ آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا يَقْبَلُ  
الْاَمْرَ اِنْ خَلَصَ لَهٗ  
(اللہ تعالیٰ بھی کوئی عمل قبول نہیں کرتے جب تک کہ خالص اسی کے لئے نہ ہو) اور اس کے بعد  
آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۱۵) اَللّٰهُمَّ السَّيِّئُ الْخَاسِرُ ○ (خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے) (سورہ زمر آیت ۱۵)  
لہذا اللہ کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں۔ چاہے یہ بات اللہ کا انکار کرنے والوں کو کتنی ہی گراں گزرے۔  
اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان عالی اور اس کے اختیارات اللہ تبارک و تعالیٰ جو مخلوق کے لئے رزق کا انتظام کرتے ہیں اور  
کائنات میں پھیلی ہوئی نشانیوں میں سے یہی ایک نشانی اس کی پہچان کے لئے کافی ہے اور بندگی کے تمام  
مراجم اس کے لئے خاص ہیں۔ اس کی شان بہت بلند ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی ہستی چاہے اس کا رتبہ کتنا ہی  
اونچا کیوں نہ ہو اللہ کے بلند ترین مقام تک نہیں پہنچ سکتی اور اس کی خدائی صفات اور اختیارات میں کسی  
کی شرکت کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کائنات کے تحت سلطنت کا مالک ہے فرماں روا اور بادشاہ ہے وہ  
بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لئے منتخب کر لیتا ہے اور اس پر اپنی وحی اور اپنا کلام نازل کرتا ہے  
اور نبی کے انتخاب اور علم وحی کے ذریعہ اس کی رہنمائی کا مقصد یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اس دن سے خبردار کر دے  
جب سب جمع ہوں گے اور اعمال پیش ہوں گے اور سب گواہ بھی حاضر کئے جائیں گے۔ اس وقت کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ  
مجھے اس دن کے بارے میں بتایا نہیں گیا۔

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ

يَوْمَ	هُمْ	بَارِزُونَ	لَا يَخْفَىٰ	عَلَى اللَّهِ	مِنْهُمْ	شَيْءٌ	لِّمَنِ	الْمُلْكُ
جس دن	وہ	ظاہر ہوں گے	نہ پوشیدہ ہوگی	اللہ پر	ان سے	کی	کوئی شے	کس کے لئے
جس دن وہ ظاہر ہوں گے، نہ پوشیدہ ہوگی اللہ پر ان کی کوئی شے (عز ہوگی) آج کس کے لئے								

الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ

الْيَوْمَ	لِلَّهِ	الْوَّاحِدِ	الْقَهَّارِ	الْيَوْمَ	تُجْزَىٰ	كُلُّ	نَفْسٍ
آج	اللہ کے لئے	واحد	زبردست	آج	بدلہ دیا جائے گا	ہر	شخص
بازداشت؟ (اعلان ہوگا) اللہ کے لئے جو واحد زبردست ہے۔ آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ							

بِمَا كَسَبَتْ ۗ لَا ظَلَمَ الْيَوْمَ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾

بِمَا كَسَبَتْ	لَا ظَلَمَ	الْيَوْمَ	إِنَّ	اللَّهَ	سَرِيعُ	الْحِسَابِ
وہ جو اس نے کما یا اعمال	نہیں ظلم	آج	بیشک	اللہ	جلد	حساب لینے والا۔
دیا جائے گا، آج کوئی ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔						

﴿١٦﴾ اس دن کہ وہ سب اپنی قبروں سے نکلیں گے

اللہ سے کوئی چیز ان کی پوشیدہ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ فرماوے گا لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ کس کی ہے بادشاہت آج کے دن؟ خود ہی اس کا جواب دے گا اللہ اکیلے کی جو غالب ہے اپنی مخلوق پر قہر والا ہے۔

﴿١٧﴾ آج ہر ایک کو اس کی کمائی کا عوض پورا پورا دیا

جائے گا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے کہ تمہیں دنیا کے دنوں کے حساب سے آدھے دن میں تمام مخلوق کا حساب لے لے گا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

﴿١٧﴾ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۗ خَارِجُونَ

مِنْ قُبُورِهِمْ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۗ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۗ يَقُولُ ۗ تَعَالَىٰ وَيُحِيبُ نَفْسَهُ ۗ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

﴿١٨﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا

كَسَبَتْ ۗ لَا ظَلَمَ الْيَوْمَ ۗ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ يُخَاسِبُ جَمِيعَ الْخَلْقِ فِي قَدْرِ نَفْسٍ تَمَّارٍ مِنْ آيَاتِ الدُّمُورِ الْيَوْمَ ۗ

تشریح

﴿١٧﴾ میدانِ حشر کا حال اللہ تعالیٰ کی شان عالی اور اس کے اختیارات کا مظاہرہ حشر کے میدان میں ہو جائیگا جب سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں جمع ہوں گے جہاں کوئی آڑ نہ ہوگی، کوئی پردہ نہ ہوگا، کوئی بات چھی نہ رہے گی جس نے جو کچھ کیا ہے سب سامنے آجائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہیں سب ان کے سامنے ہونگے



وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْأَزْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ

وَأَنْذِرْهُمْ	يَوْمَ الْأَزْفَةِ	إِذِ الْقُلُوبُ	لَدَى الْحَنَاجِرِ
اور انہیں ڈرائیں	قرب آنے والا روز (قیامت)	جب دل (جمع)	گلوں کے نزدیک

اور انہیں قرب آنے والے روز قیامت سے ڈرائیں جب دل غم سے بھرے گلوں کے نزدیک (کلیے منہ کو)

كُظِيمِينَ ۙ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٌ يُطَاعُ ۝۱۸

كُظِيمِينَ	مَا لِلظَّالِمِينَ	مِنْ حَمِيمٍ	وَلَا شَفِيعٌ	يُطَاعُ
غم سے بھرے ہوئے	نہیں ظالموں کے لئے	سے۔ کوئی	دوست	اور نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مانی جائے

آرہے ہوں گے۔ ظالموں کے لئے نہیں کوئی دوست، نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مانی جائے

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝۱۹

يَعْلَمُ	خَائِنَةَ	الْأَعْيُنِ	وَمَا	تُخْفِي	الصُّدُورُ
وہ جانتا ہے	خیانت	آنکھوں	اور جو	بچھاتے ہیں	سینے (جمع)

وہ جانتا ہے آنکھوں کی خیانت اور جو وہ سینوں میں بچھاتے ہیں۔

۱۸ اور اے محمد ان کو ڈرا قیامت سے جو نزدیک ہے کہ اس وقت بہ سبب خدیتِ خون کے دل اوپر اٹھ آویں گے گلے کے پاس غصہ میں بھرے ہوئے ہوں گے۔

ظالموں کا کوئی دوست اور کوئی سفارشی نہیں جس کی بات مانی جاوے یعنی ان کی کوئی سفارش ہی نہیں کرنے کا جیسا کہ دوسری آیت میں کافروں کا مقولہ منقول ہے کہ ہمارا کوئی سفارشی نہیں یا یہ مطلب لیا جاوے کہ کفار جن کو اپنا سفارشی گمان کرتے ہیں یعنی توں کو اگر بالفرض وہ سفارش بھی کریں تو ان کی سفارش منظور نہ ہوگی۔

۱۹ اللہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھ کو جو چوری

۱۸ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْأَزْفَةِ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ آزِفِ التَّوْحِيلِ  
فَكُرْبُ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ  
خَوْفًا لَدَى عِنْدِ الْحَنَاجِرِ  
كُظِيمِينَ ۙ مُتَلَبِّغِينَ غَبَا  
حَالًا مِنَ الْقُلُوبِ عُمُومًا  
بِالْجَمْعِ بِالنِّسَاءِ وَالشُّونِ مَعَامَلَةً  
أَصْحَابِهَا مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ  
حَمِيمٍ مُجِيبٍ وَلَا شَفِيعٍ  
يُطَاعُ ۝ لَا مَفْهُومٌ لِلْوَضْعِ  
إِذِ لَا شَفِيعَ لَهُمْ أَصْلًا فَهَذَا تَامٌ  
شَاعِرِينَ أَوْلَى مَفْهُومٌ بِنَاءِ  
عَلَى رَعِيهِمْ أَنَّ لَهُمْ شَفَعَاءُ  
أَيُّ لَوْ شَفَعُوا فَرَضًا لَمْ يُقْبَلُوا  
يَعْلَمُ أَيُّ اللَّهِ خَائِنَةَ

سے حرام کو دیکھ لیتے ہیں اور جانتا ہے وہ دلوں کی پوشیدہ باتوں کو۔

الْأَعْيُنُ بِمَسَارِقَتِهَا تُظْهِرُ لَيْلَ  
مَخْرَجِهَا وَمَا تَخْفَى لُصُوفُهَا  
الْقُلُوبُ

### تشریح

(۱۸) میدانِ حشر میں گھبراہٹ کا عالم | وہ لوگ جن کو دنیا میں آخرت کے حساب کتاب کا اور اللہ کے سامنے جواب دہی کا کوئی خیال نہیں ہے ان کا تصور یہ رہتا ہے کہ قیامت ابھی بہت دور ہے اور ابھی ہمارے پاس کافی مہلت ہے۔ قرآن مجید میں بار بار یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ قیامت کو دور مت سمجھو اور اس کی طرف سے غافل نہ رہو جیسا کہ درج ذیل آیات میں ارشاد ہوا ہے۔

أَمَّا فِتْنَةُ الْآيَاتِ فَلَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ  
(آنے والی گھڑی قریب آ رہی ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اس کو ہٹانے والا نہیں ہے) (سورۃ النجم آیت ۲۵)  
یعنی فیصلے کی گھڑی کو دور نہ سمجھو۔ کیا معلوم ایک سالس لینے کے بعد دوسرا سالس لینے کی نوبت آئے یا نہیں۔  
دوسری جگہ فرمایا۔ أَلَمْ نَأْمُرُوا اللَّهَ أَنْ لَا تَسْتَفْجِلُوهُمْ (انگل آیت ۷)

(آگیا اللہ کا فیصلہ اب اس کے لئے جلدی نہ چھاؤ۔)  
یعنی بس فیصلے کا دن آیا ہی چاہتا ہے اس کے لئے تمہیں جلدی چمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ (الانبیاء آیت ۷)  
(قریب آ گیا ہے لوگوں کے حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے ہیں۔)  
یعنی قیامت قریب آگئی ہے اور وہ وقت دور نہیں ہے جب لوگوں کو اپنا حساب دینے کے لئے رب کے حضور حاضر ہونا ہوگا۔

نبی نے اپنی دو انگلیاں کھڑی کر کے فرمایا میں ایسے وقت میں مبعوث کیا گیا ہوں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں (بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ)  
یعنی انسانی تاریخ۔ اپنے آخری دور میں داخل ہو رہی ہے۔ میرے بعد بس قیامت ہی ہے۔ سنہلنا ہے تو میری دعوت پر سنہل جاؤ اس کے بعد کوئی اور ہادی اور بشیر و نذیر آنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد ہوا۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالْمُنَاقِقُ الْعَمْرُ (القرآن آیت ۷)  
(قیامت کی گھڑی قریب آگئی اور چاند بھٹ گیا۔) یعنی چاند کا بھٹ جانا اس بات کی علامت ہے کہ قیامت کا وقت قریب ہے اور نظامِ عالم کے درہم برہم ہونے کا وقت آیا ہی چاہتا ہے۔ میدانِ حشر میں لوگوں کا عالم یہ ہوگا کہ خوف اور گھبراہٹ سے دل اس طرح دھڑک رہے ہوں گے کہ جیسے وہ گلوں میں آگے ہیں۔ اس دن میں ظالموں کا کوئی سفارشی ہوگا ہی نہیں اور اللہ کے نیک بندوں کو سفارش کی اجازت ملے گی بھی وہ سفارش کر سکیں گے وہاں کوئی ایسا سفارشی نہ ہوگا جس کی بات ضرور مانی جائے۔ جس کے حق میں اللہ تم اجازت دیں گے اس کی اجازت سے سفارش ہو سکے گی۔

(۱۹) میدانِ حشر میں فیصلہ کرنے والا وہ ہے جو سینوں کے راز بھی جانتا ہے۔ میدانِ حشر میں فیصلہ کرنے والے اللہ تم میں اور اللہ تم وہ ہیں جو نگاہوں کی چوری اور سینوں کے راز بھی جانتے ہیں۔ فیصلے کے لئے علم کی ضرورت ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کی گہرائی تک کو پہنچا ہوا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔

وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

وَاللَّهُ	يَقْضِي	بِالْحَقِّ	وَالَّذِينَ	يَدْعُونَ	مِنْ دُونِهِ
اور اللہ	فیصلہ کرتا ہے	حق کے ساتھ	اور جو لوگ	پکارتے ہیں	اس کے سوا

اور اللہ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے، اور جو لوگ اس کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ

لَا يَقْضُونَ بَشَىٰ ۖ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

لَا يَقْضُونَ	بَشَىٰ	إِنَّ	اللَّهَ	هُوَ	السَّمِيعُ	الْبَصِيرُ
نہیں فیصلہ کرتے	کچھ بھی	بیشک	اللہ	وہی	سننے والا	دیکھنے والا

کچھ بھی فیصلہ نہیں کرتے بے شک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

أَوَلَمْ يَسِيرُوا	فِي	الْأَرْضِ	فَيَنْظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ
کیا وہ چلے پھرے نہیں	زمین میں	تو وہ دیکھتے	کیا	ہوا	

کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ تو وہ دیکھتے کیا انجام ہوا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ

عَاقِبَةُ	الَّذِينَ	كَانُوا	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَانُوا	هُمْ	أَشَدَّ
انجام	ان لوگوں کا جو	تھے	ان سے پہلے	وہ تھے	وہ	زیادہ سخت

ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ ان سے قوت میں زیادہ

مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارًا فِي الْأَرْضِ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ

مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَأَثَارًا	فِي الْأَرْضِ	فَآخَذَهُمُ	اللَّهُ
ان سے	قوت	اور آثار	زمین میں	تو انہیں آ پکڑا	اللہ

سخت تھے اور زمین میں آثار (نشانوں کے اعتبار سے بھی) تو اللہ نے انہیں گناہوں کے

بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝

بِذُنُوبِهِمْ	وَمَا	كَانَ	لَهُمْ	مِنَ اللَّهِ	مِنْ وَاقٍ
ان کے گناہوں کے سبب	اور نہیں	ہے	ان کے لئے	اللہ سے	کوئی بچانے والا

سبب آ پکڑا، اور ان کے لئے نہیں ہے کوئی اللہ سے بچانے والا



۲۰) اور اللہ فیصلہ فرادے گا ساتھ انصاف کے۔  
اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں یعنی بت وہ کچھ  
حکم نہیں کر سکتے۔

۲۰) وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ  
وَالَّذِينَ يَدْعُونَ  
يَعْبُدُونَ أَيُّ كُفَّارٍ مَكْرًا  
بِأَيِّئِ وَالشَّاءِ مِنْ دُونِهِ  
وَهُمُ الْاِكْتِنَامُ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ  
فَكَيْفَ يَكُونُونَ شُرَكَاءَ لِلَّهِ  
إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ  
بِأَعْيُنِنَا

پھر وہ کیوں کر اللہ کے شریک ہو سکتے ہیں۔  
بے شبہ اللہ سنتا ہے ان کی باتوں کو دیکھتا ہے ان  
کے کاموں کو۔

۲۱) أُولَئِكَ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ  
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ  
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ  
قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ  
مِنْهُمْ قُوَّةً وَفِي ضَرَاءٍ  
مِنْكُمْ وَأَشَارًا فِي الْأَرْضِ  
مِنْ مَصَانِعٍ وَقَصُوفٍ وَآخِذٍ  
هُمُ اللَّهُ أَهْلَكَهُمْ بَدَأَهُمْ  
وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ  
قَافٍ ○ عَذَابُهُ

۲۱) اُولَئِكَ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ  
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ  
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ  
نہیں پھرے کر دیکھتے کیوں کر ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان  
سے پہلے تھے وہ ان سے زیادہ زور والے تھے

اور زمین میں ان کے آثار ان سے زیادہ موجود ہیں قلعہ  
اور محسّل۔ سو ان کو اللہ نے ہلاک کیا بہ سبب ان  
کے گناہوں کے  
اور ان کو عذاب الہی سے کوئی بچا نہ سکا۔

## تشریح

۲۰) اللہ کا فیصلہ بے لاگ ہوگا | پھر یہ کہ اللہ کا فیصلہ بالکل ٹھیک ٹھیک عین انصاف کے مطابق بے لاگ فیصلہ ہوگا۔ اللہ کو چھوڑ کر  
جو لوگ دوسروں کو پکارتے ہیں ان کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں۔ ان کو کچھ بھی علم نہیں ہے ان میں فیصلے کی اہلیت  
ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والے اور دیکھنے والے ہیں۔ ان کے علم و بصیرت سے کوئی چیز باہر نہیں  
ہے۔ اور وہی فیصلے کے اہل ہیں

۲۱) تاریخ سے عبرت حاصل کرو | ایسی بہت سی قومیں ہوئی ہیں جو بڑی طاقت والی تھیں انھیں اپنی تہذیب پر بڑا ناز تھا  
آج بھی ان کے نشانات چل پھر کر دیکھو تو نظر آجائیں گے۔ مگر یہ کہ ان کی روش باغیانہ تھی اللہ نے ان کی نافرمانی  
پر جب ان کی گرفت فرمائی تو کوئی نہیں تھا جو اللہ کی پکڑ سے ان کو بچا سکے۔ جب دنیا میں ان کو کوئی نہیں بچا سکا  
تو آخرت میں ان کو کون بچا سکے گا۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ یہ مضبوط قلعے یہ عالی شان عمارتیں اور یہ طرح طرح کی یادگاریں  
کوئی بہت بڑا سرمایہ ہیں؟ کم فہمی کی بات ہے۔ انسان کا اصل سرمایہ یہ ہے کہ وہ اپنے مالک کا تابع دار  
اور وفادار بن کر رہے۔

ذٰلِكَ بِاٰتِمِّهِمْ كَانَتْ تَاٰتِيَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ذٰلِكَ	بِاٰتِمِّهِمْ	كَانَتْ + تَاٰتِيَهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ
یہ	اس لئے کہ وہ	ان کے پاس آتے تھے	ان کے رسول	کھلی نشانوں کے ساتھ

اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آتے تھے۔

فَكَفَرُوا وَاَفَاخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيْدٌ

فَكَفَرُوا	وَاَفَاخَذَهُمُ	اللّٰهُ	اِنَّهُ	قَوِيٌّ	شَدِيْدٌ
تو انھوں نے کفر کیا	پس آپکڑا انھیں	اللہ	بے شک وہ	قوی	سخت

تو انھوں نے کفر کیا پس انھیں اللہ نے آپکڑا بے شک وہ قوی سخت عذاب

العِقَابِ ۲۲) وَلَقَدْ اٰرَسَلْنَا مُوسٰى بِاٰتِنَا وَاَسْلَطْنَا

العِقَابِ	وَلَقَدْ	اٰرَسَلْنَا	مُوسٰى	بِاٰتِنَا	وَاَسْلَطْنَا
عذاب (والا)	اور تحقیق	ہم نے بھیجا	موسیٰ	اپنی نشانوں کے ساتھ	اور سنبھل

دینے والا ہے اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو بھیجا اپنی نشانوں اور روشن سنبھل کے

مُبِيْنٍ ۲۳) اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ

مُبِيْنٍ	اِلٰى + فِرْعَوْنَ	وَهَامَانَ	وَقَارُونَ
روشن	فرعون کی طرف	اور ہامان	اور قارون

ساتھ فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف

فَقَالُوْا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۲۴)

فَقَالُوْا	سِحْرٌ	كَذٰبٌ
تو انھوں نے کہا	جادوگر	بڑا جھوٹا

تو انھوں نے کہا (موسیٰ تو) جادوگر بڑا جھوٹا ہے۔

۲۲) یہ عذاب ان پر اس سبب آیا کہ ان کے پاس ان کے پیغام بر ظاہر معجزے لائے پر وہ اپنے کفر اور انکار سے باز نہ آئے پس پکڑا ان کو اللہ نے بیشک وہ زور والا سخت عذاب والا ہے۔

۲۲) ذٰلِكَ بِاٰتِمِّهِمْ كَانَتْ تَاٰتِيَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ بِالْمُعْجِزَاتِ الظَّاهِرَاتِ فَكَفَرُوا وَاَفَاخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيْدٌ

## العقاب

۲۳) وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ

بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ

بُرْهَانَ بَيْنٍ ظَاهِرٍ

۲۴) إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

وَقَارُونَ فَتَالُوهُ

سَاحِرًا كَذِبًا

۲۳) اور بے شبہ ہم نے بھیجے موسیٰ کو اپنی آیتیں

اور ظاہر دلیلیں دے کر

۲۴) فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف۔

وہ بولے کہ یہ جادو گر ہے جھوٹا۔

## تشریح

۲۳) اللہ کی بجز اس لئے آئی کہ انہوں نے اللہ کی روشن دلیلیں ماننے سے انکار کر دیا | ان طاقت ور اور ترقی یافتہ قوموں پر اللہ کی گرفت کی وجہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا جو یہ بتا رہی تھیں کہ جو تعلیم پیغمبر

پیش کر رہے ہیں وہ برحق ہے اور انسان کے لئے اس پر عمل کرنے میں دونوں جہان کی بہترانی ہے اور جو دعوت یہ بتا رہی تھی کہ انسانی زندگی کے مسائل کا معقول حل اسی راہ پر چلنے میں ہے۔ پھر یہ کہ ان پیغمبروں کے سچے ہونے پر واضح اور روشن نشانیاں تھیں اور ہر آدمی سمجھ سکتا تھا کہ ایسی پاکیزہ اور معقول بات کوئی جھوٹا اور خود غرض آدمی نہیں کہہ سکتا۔ مگر ان لوگوں نے اپنی ہٹ ڈھرمی سے رسولوں کو اور ان کی تعلیم کو جھٹلایا۔ اللہ کی طرف سے بار بار مہلت ملتی رہی آخر جب انتہا ہو گئی تو اللہ کی طرف سے ایک فیصلہ آ گیا اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے اور سزا دینے میں بھی سخت ہیں ان لوگوں کی نامعقولیت عذاب کی ہی مستحق تھی۔ اسی مناسبت سے آگے حضرت موسیٰ اور فرعون کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔

۲۴) حضرت موسیٰ رسالت کی کھلی نشانوں کے ساتھ | دنیا میں کتنی ہی طاقت ور قومیں گزری ہیں جن کو اپنی تہذیب پر ادا اپنے کارناموں پر بڑا فخر تھا لیکن جب وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے اور اللہ کی بندگی کے راستے کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں پر ظلم ڈھانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو ان کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے بھیجا جب انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور سیدھی سچی بات ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ کی گرفت ان پر آپڑی اور اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر قومیں ہلاک ہو گئیں۔ ایسی قوموں میں مشہور قوم فرعون ہے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ کو بھیجا وہ اللہ کی نشانیاں اور اپنے پیغمبر ہونے کی سند کے ساتھ فرعون کے دربار میں داخل ہوئے۔

یہ فرعون وہی تھا جس کے یہاں حضرت موسیٰ نے پرورش پائی۔ ان کے زمانے میں دو فرعونوں کا ذکر آتا ہے، ان میں ایک زعمیس دوم تھا اس کا زمانہ حکومت ۱۲۹۲ ق م سے ۱۳۲۵ ق م تک رہا۔ دوسرا فرعون جس کو حضرت موسیٰ نے اسلام کی دعوت دی اس کا نام منفقہ یا منفقہ تھا اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نشانی اور ان کے پیغمبر ہونے کی دلیل ان کی وہ جرات تھی کہ جس فرعون کے ڈر سے کہ قتل کے لازم میں وہ پکڑے دجائیں دس سال تک موسیٰ ملک بدر ہے آج اسی فرعون کے دربار میں پوری بے باکی کے ساتھ وہ اعلان کر رہے تھے کہ مجھے اللہ کا نشانہ اپنا رسول بنایا ہے اور میں اس کے حکم سے یہاں آیا ہوں پھر ان پاس عھا اور دیر بیضا کی شکل میں وہ عجز آ

۲۴) فرعون اور سرطان فرعون کا جواب | حضرت موسیٰ نے اس دعوت حق اور کھلی نشانیاں دیکھنے کے باوجود فرعون اس کے وزیر ہامان اور قارون نے جو بنی اسرائیل میں بڑا مال دار آدمی تھا یہ جواب دیا کہ یہ شخص تو جادو گر ہے جھوٹا ہے۔ قارون کے بارے میں سورہ قصص کی آیات ۱۶، ۱۷ میں آچکا ہے کہ اس کو اپنی دولت پر بڑا گھمنڈ تھا۔

جس کو موسیٰ نے اپنی قوم کو بتایا تھا

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ

فَلَمَّا	جَاءَهُمْ	بِالْحَقِّ	مِنْ + عِنْدِنَا	قَالُوا	اقْتُلُوا	أَبْنَاءَ
پھر جب	وہ آئے ان کے پاس	حق کے ساتھ	ہمارے پاس (طرف) سے	انہوں نے کہا	تم قتل کر دو	ان کے بیٹے

پھر جب وہ ان کے پاس ہماری طرف سے حق کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈلو

الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ وَمَا كَدُّ

الَّذِينَ	آمَنُوا	مَعَهُ	وَاسْتَحْيُوا	نِسَاءَهُمْ	وَمَا كَدُّ
وہ جو	ایمان لائے	اس کے ساتھ	اور زندہ رہنے دو	ان کی عورتیں (بیٹیاں)	اور نہیں داؤ

جو اس کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دو، اور کافروں کا داؤ

الْكُفْرَيْنِ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝۲۵

الْكُفْرَيْنِ	إِلَّا	فِي	ضَلَالٍ
کافروں	سوائے	میں	گمراہی

گمراہی کے سوا (کچھ) نہیں۔

۲۵) پس جب لایا موسیٰ ان کے پاس سچی بات پھر  
پاس سے وہ بولے مار ڈالو اولاد کو ان لوگوں  
کی جو اس کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی  
عورتوں کو باقی رکھو۔

اور کافروں کا مکر خراب اور تباہ ہی ہوتا ہے۔

۲۵) فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ بِالصِّدْقِ  
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا  
أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ  
وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ  
وَمَا كَدُّ  
الْكُفْرَيْنِ إِلَّا فِي  
ضَلَالٍ ۝ هَلَاكٍ

تشریح

۲۵) فرعونوں کی طرف بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم آئے درپے نشانہوں کے ذریعے یہ بات اچھی طرح کھل کر سامنے آگئی کہ حضرت  
موسیٰ م برحق ہیں اللہ کے مقرر کردہ رسول ہیں۔ ادھر حضرت موسیٰ م کے ماننے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے ڈر کر  
درباریوں کی طرف سے مطالبہ تھا کہ موسیٰ کو یہ چھوٹ نہ دی جائے کہ وہ لوگوں میں اپنے دین کی بات پہنچاتے پھریں۔  
فرعون نے کہا تھا کہ میں عنقریب یہ حکم دینے والا ہوں کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کیا جائے اور لڑکیوں کو جیتا چھوڑ دیا  
جائے۔ اب یہاں پھر اس حکم کے جاری کرنے کا ارادہ دہرایا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ حضرت موسیٰ ان کی قوم ان کے ماننے والوں کو اتنا خوفزدہ  
کر دیا جائے کہ وہ موسیٰ م کا ساتھ چھوڑ دیں مگر ایسے دلوں پر اور گھٹیا حرکتوں سے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر مخالفین کے  
کئے کرانے پر پابندی پھیر دیتا ہے مخالفین اپنی ضدیں بڑھتے جا رہے تھے اور سچائی کو نیچا دکھانے کے لئے گری سے گری حرکتیں کر رہے تھے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ

وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	ذَرُونِي	أَقْتُلْ	مُوسَى	وَلْيَدْعُ	رَبَّهُ	إِنِّي	أَخَافُ
اور کہا	فرعون	مجھے چھوڑ دو	میں قتل کروں	موسیٰ	اور اسے پکارے	اپنے رب کو	بے شک میں ڈرتا ہوں	
اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور اسے اپنے رب کو پکارنے دو، بے شک میں ڈرتا ہوں کہ								

أَنْ يُبَدَّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝۳۶

أَنْ	يُبَدَّلَ	دِينَكُمْ	أَوْ	أَنْ	يُظْهِرَ	فِي	الْأَرْضِ	الْفَسَادَ
کہ وہ بدل دے	تہارا دین	یا	یہ دکھائے	زمین میں	فساد			
وہ بدل دے گا تمہارا دین یا زمین میں فساد پھیلائے گا۔								

(۳۶) اور کہا فرعون نے چھوڑو مجھ کو کہ میں مار ڈالوں موسیٰ کو یہ اس لئے کہا کہ وہ اس کو موسیٰ کے مار ڈالنے سے روکتے تھے اور چاہیے کہ پکارے موسیٰ اپنے رب کو کہ وہ اس کو میرے عذاب سے بچا دے۔ بیشک مجھ کو ڈر ہے کہ یہ تم کو میرے عذاب سے روکے اور تمہارے مذہب کو بدل ڈالے کہ تم اس کی پیروی اختیار کرو اور مجھ کو چھوڑ دو اور مجھ کو ڈر ہے کہ یہ زمین میں فساد پھیلاوے قتل وغیرہ کا۔

(۳۶) وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَى  
لَأَشْرَهُمْ كَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِهِ  
وَلْيَدْعُ رَبَّهُ لِيَمْنَعَهُ مِنِّي الرَّحْمَنُ  
أَخَافُ أَنْ يُبَدَّلَ دِينَكُمْ  
مِنْ عِبَادَتِكُمْ إِنِّي خَشِيتُكُمْ  
أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ  
مِنْ قَتْلِي وَغَيْرِهِ وَفِي قِرَاءَةِ أَوْ  
وَفِي الْخُرَى بِفَتْحِ الْيَاءِ وَالنَّهْأِ  
وَصَوْتِ الدَّالِ

### تشریح

(۳۶) فرعون کے ساتھ حضرت موسیٰ کی کشمکش میں ایک اہم واقعہ کچھ بھی ہو سچائی بہر حال اپنا ایک اثر رکھتی ہے فرعونوں کی لاکھ مخالفتوں کے باوجود حضرت موسیٰ کی دعوت حق کے اثرات اندر اندر اپنا کام کر رہے تھے اور اگرچہ لوگ فرعون کے ڈر کی وجہ سے کھلم کھلا حق کا اظہار نہیں کرتے تھے مگر دلوں میں یہ بات گھر کرتی جا رہی تھی کہ جو بات حضرت موسیٰ کہہ رہے ہیں وہی صحیح ہے فرعون کو بھی یہ خطرہ تھا کہ یہ دھیمی دھیمی سلگتی ہوئی آگ ایک دن شعلہ بن سکتی ہے اور فرعون کے خاندان کے اقتدار اعلیٰ کی بنیاد پر جو نظام قائم ہے وہ حضرت موسیٰ کی دعوت سے بدل بھی سکتا ہے۔ چنانچہ ایک دن اس نے دربار میں اپنے درباریوں کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ کیوں نہیں موسیٰ کو قتل کر دوں۔ اور پھر یہ پکارے اپنے رب کو دیکھتا ہوں کون اس کو پکارتا ہے؟ اگرچہ دل ہی دل میں فرعون خود بھی خوف زدہ تھا مگر درباریوں کے سامنے اس نے اس کا اظہار کیا کہ مجھے موسیٰ کی طعن سے یہ ڈر ہے کہ وہ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا ملک میں فساد برپا کرے گا تو کیوں نہ اس نے والے انقلاب کو روکنے کے لئے موسیٰ کے خطرے سے نجات حاصل کر لی جائے۔ وہ اپنے سر پر منڈلاتے ہوئے خطرے کو اس طرح سے پیش کر رہا تھا کہ جیسے یہ خطرہ اس کو نہیں بلکہ ملک کے لوگوں کو ہے۔

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ

وَقَالَ	مُوسَىٰ	إِنِّي	عُذْتُ	بِرَبِّي	وَرَبِّكُمْ	مِنْ
اور کہا	موسیٰ	بیشک میں	پناہ لے لی	اپنے رب کی	اور تمہارے رب کی	سے

اور موسیٰ نے کہا، بے شک میں نے پناہ لے لی ہے اپنے اور تمہارے رب کی، ہر

كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۚ وَقَالَ

كُلِّ	مُتَكَبِّرٍ	لَا يُؤْمِنُ	بِيَوْمِ	الْحِسَابِ	وَقَالَ
ہر	مغزور	(جو) ایمان نہیں رکھتا	روز حساب پر		اور کہا

مغزور سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا اور کہا

رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

رَجُلٌ	مُؤْمِنٌ	مِّنْ	آلِ	فِرْعَوْنَ	يَكْتُمُ
ایک مرد	مومن	سے	فرعون کے	لوگ	وہ چھپائے ہوئے تھا

فرعون کے لوگوں میں سے ایک مومن مرد نے (جو) اپنا ایمان چھپائے

إِيمَانَهُ اتَّقَلُّونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّي

إِيمَانَهُ	اتَّقَلُّونَ	رَجُلًا	أَنْ	يَقُولَ	رَبِّي
ایمان	کیا تم قتل کرتے ہو	ایک آدمی	کہ وہ	کہتا ہے	میرا رب

ہوئے تھا کیا تم ایک آدمی کو (محض اس بات پر) قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب

اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ وَ

اللَّهُ	وَقَدْ	جَاءَكُمْ	بِالْبَيِّنَاتِ	مِنْ	رَبِّكُمْ	وَ
اللہ	اور	تمہارے پاس آیا ہے	کھلی نشانیوں کے ساتھ	تمہارے رب کی طرف سے		اور

اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے اور

إِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ

إِنْ	يَكُ	كَاذِبًا	فَعَلَيْهِ	كَذِبُهُ	وَإِنْ	يَكُ
اگر	ہے	جھوٹا	تو اس پر	اس کا جھوٹ	اور اگر	ہے

اگر (بالغرض و الحال) وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ (کا وبال) اسی پر ہوگا اور اگر وہ

صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ

صَادِقًا	يُصِيبُكُمْ	بَعْضُ	الَّذِي	يَعِدُكُمْ	إِنَّ
سچا	نہیں پہنچے گا	کچھ	وہ جو	تم سے وعدہ کرتا ہے	بیشک
سچا ہے تو وہ جو تم سے وعدہ کر رہا ہے اس کا کچھ (عذاب) تم پر (درود) پہنچے گا۔ بے شک					

اللَّهُ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸

اللَّهُ	لَا يَهْدِي	مَنْ هُوَ	مُسْرِفٌ	كَذَّابٌ
اللہ	ہدایت نہیں دیتا	جو ہو	حد سے گزرنے والا	جھوٹا
اللہ (اُسے) ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا، جھوٹا ہو۔				

۲۷) اور موسیٰ نے یہ سن کر اپنی قوم سے کہا کہ بے شک میں بناہ میں آتا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر ایک تکبیر کرنے والے سے جس کو قیامت کے دن پرایمان نہیں۔

۲۷) وَقَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ  
وَمَنْ سَمِعَ ذَلِكَ رَأَىٰ  
عَذَابَ رَبِّهِمْ وَرَبُّكُمْ  
مِنْ كُلِّ مَكْرٍ لَا يُؤْمِنُ  
بِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝

۲۸) وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ آيَاتِهِ  
اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ يَكْفُلُ لَكُمْ رَبِّي اللَّهُ الْعَزِيزُ  
مرد مسلمان نے فرعون کے کنبہ میں سے جو کہ اپنا ایمان  
مخفی رکھتا تھا کہ آیا تم قتل کرتے ہو ایک آدمی کو  
کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور حال یہ کہ  
وہ تمہارے پاس ظاہر معجزہ لایا تمہارے رب  
کے پاس سے۔

۲۸) وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ  
مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ قِيلَ  
هُوَ ابْنُ عَمِيهِ يَكْتُمُ  
آيَاتِهِ أَتَقْتُلُونَ  
رَجُلًا أَنْ أَىٰ لَأَنْ  
يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ  
جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ بِالْحُجُرَاتِ  
الظَّاهِرَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ  
وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ  
كَذِبُهُ أَيُّ ضَرَرٍ كَذِبِهِ  
وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ  
بَعْضَ الَّذِي يَعِدُكُمْ

اور اگر یہ جھوٹا ہوگا تو اس کے جھوٹ کا نقصان ہی  
کو ہوگا۔

اور اگر وہ سچا ہے تو تم کو پہنچے گا بعض وہ عذاب  
جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے۔

بِهِ مِنَ الْعَذَابِ عَاجِلًا  
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ  
هُوَ مُسْرِفٌ مُّسْرِفٌ  
کتاب ○ مفتخر

دنیا ہی میں۔  
بے شک اللہ نہیں ہدایت کرتا ہے اس شخص کو جو شرک  
میں حد سے بڑھا ہوا جھوٹا مغزی ہے۔

## تشریح

(۲۷) فرعون کے قتل کی دھکی پر حضرت موسیٰ کا تاثر ا قتل کی اس دھکی پر حضرت موسیٰ کا جواب نہایت بے باکانہ اور متوکلانہ تھا۔ اس کی دھکی پر آپ ذرا بھی خوفزدہ نہیں ہوتے بلکہ اپنے لہر پر بھروسہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک اکیلا فرعون کیا دنیا کے سارے منکرین صبح ہو جائیں تب بھی اس کے شر سے بچانے کے لئے میرا رب کافی ہے۔ میں اپنے آپ کو اس کی پناہ میں دے چکا ہوں وہی میرا مددگار ہے۔ جیسا کہ سورہ ظہر میں ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ اور ہارون کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَنسِي (سورہ ظہر رکوع ۷ آیت ۷۷)

(فرمایا۔ ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔)

(۲۸) ایک سچے آدمی کا نعرہ حق | ایک سچے آدمی نے جو ایمان لا چکا تھا اور فرعون کی قوم میں سے ہی تھا مگر اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا۔ یہ دیکھ کر کہ فرعون موسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، حق بات کہہ اٹھا کہ کیا تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے قتل کر دو گے کہ وہ اللہ کو اپنا رب مانتا ہے۔ جب کہ وہ اپنے رب کی طرف سے واضح نشانیاں لے کر آیا ہے اور کھلی کھلی روشن دلیلوں سے اپنا پیغمبر ہونا ثابت کر رہا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا وہ اللہ کا نام لے کر جھوٹ بول رہا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس سے خود نیٹ لے گا۔ اس لئے اگر تم اسے جھوٹا بھی سمجھتے ہو تو اس کے راستے میں رکاوٹ مت بنو، اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

خود حضرت موسیٰ بھی فرعون سے یہ بات کہہ چکے تھے کہ وَإِنْ لَّمْ تَوَدُّوا مَنَؤُنِي فَاعْتَرِضُونِ (الذکر پط)

(اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔)

اگر وہ سچا ہے تو جن باتوں سے وہ تجھے ڈرا رہا ہے ان میں سے کچھ باتیں تمہارے سامنے آسکتی ہیں اور تمہارے لئے پریشانی پیدا کر سکتی ہیں۔

اسی شخص نے کہا کہ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتے جو حد سے گزر جانے والا اور جھوٹا ہو۔ ایک شخص میں دو باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اگر وہ سچا ہے تو جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور اگر وہ جھوٹ پر چلنے والا ہے تو کبھی سچا نہیں ہو سکتا۔

قوم فرعون کے اس شخص نے اپنے ایمان کو چھپاتے ہوئے خیر خواہانہ انداز میں سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر جب اس نے دیکھا کہ فرعون اور اس کے درباری کسی طرح بات ماننے والے نہیں ہیں تو پھر اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کر دیا جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۲۸ اور ۲۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يٰ قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِيكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ يٰ قَوْمِ إِنَّمَا هِيَ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

(وہ شخص جو ایمان لایا تھا بولا اے میری قوم کے لوگو میری بات مانو میں تمہیں صحیح راستہ بتاتا ہوں۔ اے میری قوم لوگو یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہی ہے۔)



يَقَوْمٍ لَكُمْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَهَرِينَ فِي الْأَرْضِ

يَقَوْمٍ	لَكُمْ	الْمُلْكُ	الْيَوْمَ	ظَهَرِينَ	فِي	الْأَرْضِ
اے میری قوم	تہا کے لئے	بادشاہت	آج	غالب	میں	زمین

اے میری قوم آج بادشاہت تمہاری ہے، تم غالب ہو، زمین میں، اگر

فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنْ جَاءَنَا فَقَالَ

فَمَنْ	يَنْصُرُنَا	مِنْ	بَنِي	إِسْرَائِيلَ	إِنْ	جَاءَنَا	فَقَالَ
تو کون	ہماری مدد کرے گا	سے	اللہ کا عذاب	اللہ	اگر وہ آجائے ہم پر	کہا	کہا

اللہ کا عذاب ہم پر آجائے تو اس سے بچانے کے لئے کون ہماری مدد کرے گا۔ فرعون نے

فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ

فِرْعَوْنُ	مَا	أُرِيكُمْ	إِلَّا	مَا	أَرَىٰ	وَمَا	أَهْدِيكُمْ
فرعون	نہیں	دیکھاتا رہتا	مگر	جو	دیکھتا ہوں	اور	دیکھاتا نہیں

کہا میں تمہیں رائے نہیں دیتا مگر جو میں دیکھتا ہوں اور میں تمہیں راہ نہیں دکھاتا

إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ ۲۹ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَقَوْمِ إِنِّي

إِنِّي	سَبِيلَ	الرَّشَادِ	وَقَالَ	الَّذِي	آمَنَ	يَقَوْمِ	إِنِّي
مگر	راہ	بھلائی	اور	کہا	وہ شخص جو	ایمان لے آیا	اے میری قوم میں

مگر بھلائی کی راہ۔ اور اس شخص نے کہا جو ایمان لے آیا تھا اے میری قوم، میں

أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ ۳۰ مِثْلَ دَابِ

أَخَافُ	عَلَيْكُمْ	مِثْلَ	يَوْمِ	الْأَحْزَابِ	مِثْلَ	دَابِ
ڈرتا ہوں	تم پر	مانند	(سابقہ) گروہوں کا دن	یوم	بیسے	مال

تم پر سابقہ گروہوں کے دن کی مانند (عذاب نازل ہونے سے) ڈرتا ہوں۔ بیسے حال ہوا

قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ

قَوْمِ	نُوحٍ	وَعَادٍ	وَتَمُودَ	وَالَّذِينَ	مِنْ	بَعْدِهِمْ
قوم	نوح	اور	اور	اور	ان کے	بعد

قوم نوح اور عاد اور ثمود کا اور جو ان کے بعد (ہوئے)

وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظَلْمًا لِلْعِبَادِ ۚ (۳۱) وَيَقَوْمِ إِنِّي أَخَافُ

وَمَا	اللَّهُ	يُرِيدُ	ظَلْمًا	لِلْعِبَادِ	وَيَقَوْمِ	إِنِّي + أَخَافُ
اور نہیں	اللہ	چاہتا	کوئی ظلم	اپنے بندوں کے لئے	اؤلے میری قوم	میں ڈرتا ہوں
اور اللہ نہیں چاہتا اپنے بندوں کے لئے کوئی ظلم اور اے میری قوم! میں تم پر						

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۚ (۳۲)

عَلَيْكُمْ	يَوْمَ	التَّنَادِ
تم پر	دن	بیخ و پکار

بیخ و پکار کے دن سے ڈرتا ہوں

(۲۹) اے میری قوم تمہارے لئے زمین مصر کی بادشاہت ہے

درآں حالیکہ تم کو غلبہ دیا گیا ہے۔

پس کون ہم کو عذاب الہی سے بچا دے گا اگر تم اس کے دوستوں کو قتل کرو گے جب کہ عذاب الہی نازل ہوگا۔ یعنی اس وقت کوئی ہمارا مددگار نہ ہوگا۔

فرعون نے کہا میں تم کو وہی مشورہ دیتا ہوں جو اپنے نفس کو دیتا ہوں یعنی موسیٰ کو مار ڈالنے کا

اور میں تم کو راہ صواب پر ہی لاتا ہوں۔

(۲۹) يَقَوْمِ لَكُمْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

ظَاهِرِينَ عَالَمِينَ حَال

فِ الْأَرْضِ أَرْضِ مِصْرَ فَهِنَّ

يَنْصُرُنَا مِنَ بَنِي إِدْ

عَدَايِهِ إِنْ قَتَلْتُمْ أَوْلِيَاءَنَا

إِنْ جَاءَنَا دَأْي لَنَا حَرْبَنَا

وَقَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا

مَا أَرَىٰ أَيْ مَا أَشِيرُ عَلَيْكُمْ

إِلَّا بِمَا أَشِيرُ بِهِ عَلَيَّ تَهْبِيئًا وَهُوَ

قَتْلُ مُوسَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ

إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ كَرِيْمٌ

الصَّوَابِ

(۳۰) وَقَالَ الَّذِينَ آمَنَ يَقَوْمِ

إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ

الْأَحْزَابِ ۝ أَمْ يَوْمَ حَرْبٍ

بَعْدَ حَرْبٍ

(۳۱) مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ

وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ

مِثْلَ بَدَلٍ مِّن مِّثْلٍ قَبْلَهُ

أَمْ مِثْلَ جَزَاءِ عَادَةٍ مِّن كُفْرٍ

(۳۰) اور کہا اس شخص نے جو ایمان لایا تھا اے میری قوم

بے شک میں ڈرتا ہوں ایسے دن سے جو پہلی

امتوں کو پیش آیا۔

(۳۱) جیسے قوم نوح کو اور عاد اور ثمود کو اور ان لوگوں

کو جو ان کے بعد ہوئے۔

جس طرح ان پر دنیا میں عذاب آیا تم پر بھی نہ آجائے۔  
اور اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

قَبْلَكُمْ مِنْ تَعَذُّبِهِمْ فِي الدُّنْيَا  
وَمَا اللَّهُ بِعَرِيدٍ ظَلَمًا  
لِلْعِبَادِ

(۳۲) اور اے میری قوم مجھ کو تمہارا خوف ہے قیامت کے  
دن سے (قیامت کے دن کو یوم التناد فرمایا اس لئے  
کہ اس دن میں ہر طرف سے پکار ہوگی اصحاب جنت  
اصحاب نار کو پکاریں گے، اور دوزخی جہنمیوں کو آواز  
دیں گے۔ اور اہل سعادت کو سعادت کے ساتھ  
پکارا جائے گا اور اہل شقاوت کو ساتھ شقاوت  
کے وغیر ذلک۔

(۳۲) يَلْعَوْنَ مِنْ رَحْمَةِ آخِفَاتٍ عَلَيْكُمْ  
يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَحذِرُ الْيَأْسَ  
وَإِثْبَاتَهَا أَيُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
يَكْتَفِرُ فِيهِ بِئْسَ إِذْ أَضْعَابُ  
الْجَنَّةِ أَضْعَابُ النَّارِ وَالْعَالِيْنَ  
وَالسَّادَاتِ بِالسَّعَادَةِ لِأَهْلِهَا  
وَالشَّقَاوَةِ لِأَهْلِهَا وَغَيْرَ ذَلِكَ

### تشریح

(۲۹) قوم فرعون کے مومن شخص کی نصیحت اور فرعون کا جواب | قوم فرعون کے اس مومن شخص نے اپنی نصیحت جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اے میری  
قوم کے لوگو آج تمہیں بادشاہی حاصل ہے اور زمین میں تم غالب ہو، اللہ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اگر خدا  
کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کر سکے گا۔

فرعون کو ابھی یہ احساس نہیں ہوا تھا کہ اللہ کے دربار کا یہ امیر ایسا ن لاچکا ہے اس لئے اس نے  
بغیر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو مجھے مناسب نظر آتی ہے۔ یہ  
خیال میں بہتری کا راستہ یہی ہے کہ اس شخص کا قصہ تمام کر دیا جائے، میں تمہاری اسی راستے کی طرف  
رہنمائی کر رہا ہوں جو صحیح راستہ ہے۔

(۳۰) قوم فرعون کے مرد مومن کا اندیشہ | قوم فرعون کے اس مرد مومن نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اے میری  
قوم کے لوگو مجھے اندیشہ ہے تم پر وہ دن نہ آجائے جو اس سے پہلے بہت سی قوموں اور جماعتوں پر آچکا ہے کہ  
وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو گئیں اور صفحہ ہستی سے ان کا وجود مٹ گیا۔

(۳۱) وہ عذاب جو قوم نوح وغیرہ پر آیا تھا | وہ عذاب جو قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد والی بہت قوموں پر آیا ہے کہ آج  
ان قوموں کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ جب کوئی حد سے گزر جاتا ہے تو ان کو سزا دینا عین عدل و انصاف ہوتا ہے  
بھلا کون سی حکومت ہے جو اپنے سفر کی رسوائی اور قتل کو برداشت کرے۔

احکم الحاکمین نے اپنا سفر بھیجا ہے اگر ہم اس کے ساتھ ایسا سلوک کریں گے تو پھر جو ہمیں سزا ملے گی اس  
کو ظلم نہیں کہا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔

(۳۲) قوم فرعون کے مرد مومن کی فہمائش کہ ہمیں ہانکا پکاری کا دن نہ آجائے | قوم فرعون کے مرد مومن نے فہمائش کی کہ اے میری قوم کے لوگو  
مجھے ڈر ہے کہ تمہارے اوپر ہانکا پکاری کا دن نہ آجائے کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے ادھر ادھر بھاگے پھر اور تمہیں  
بچنے کا کوئی ٹھکانہ نہ ملے۔

چنانچہ یہ سچا بھی کہ بحر قلزم میں ڈوبتے ہوئے فرعون ایک دوسرے کو پکار رہے تھے اور کوئی ان کا مددگار نہ تھا  
یہ تھا ہانکا پکاری کا وہ دن جس کا اندیشہ مرد مومن نے ظاہر کیا تھا۔

يَوْمَ تَوْلُونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ

يَوْمَ	تَوْلُونَ	مُدْبِرِينَ	مَا لَكُمْ	مِنَ اللَّهِ	مِنْ عَاصِمٍ	وَمَنْ
جس دن	تم بھاگو گے (بھاگو گے)	پیٹھ پھیر کر	نہیں تمہارے لئے	اللہ سے	کون بچانے والا	اور جس کو
جس دن تم بھاگو گے پیٹھ پھیر کر تمہارے لئے اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ اور جس کو						

يُضِلُّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝۳۳۱ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ

يُضِلُّ	اللَّهُ	فَمَا لَهُ	مِنْ هَادٍ	وَلَقَدْ	جَاءَكُمْ	يُوسُفُ	مِنْ
گمراہ کر دے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی ہدایت دینے والا	اور تحقیق آئے تمہارے پاس	یوسف	یوسف	سے
اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی نہیں ہدایت دینے والا اور تحقیق تمہارے پاس اس سے قبل یوسف آئے							

قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا

قَبْلُ	بِالْبَيِّنَاتِ	فَمَا زِلْتُمْ	فِي شَكٍّ	مِمَّا جَاءَكُمْ	بِهِ	حَتَّىٰ	إِذَا
قبل	(واضح) دلائل کے ساتھ	سو تم ہمیشہ رہے	شک میں	اس کے آئے تمہارے پاس	اس کے ساتھ یہاں تک	جب	واضح دلائل کے ساتھ، سو تم ہمیشہ شک میں رہے اس کے بارہ میں (جس کے ساتھ وہ تمہارے پاس آئے یہاں

هَلَكًا قُلْتُمْ لَنْ يُبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ط

هَلَكًا	قُلْتُمْ	لَنْ يُبْعَثَ	اللَّهُ	مِنْ بَعْدِهِ	رَسُولًا
وہ فوت ہو گئے	تم نے کہا	ہرگز نہ بھیجے گا	اللہ	اس کے بعد	کوئی رسول
تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے کہا اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اسی طرح					

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ۝۳۳۲

كَذٰلِكَ	يُضِلُّ	اللَّهُ	مَنْ هُوَ	مُسْرِفٌ	مُرْتَابٌ
اسی طرح	گمراہ کرتا ہے	اللہ	جو وہ	حد سے گزرنے والا	شک میں رہنے والا
اللہ (اُسے) گمراہ کرتا ہے جو حد سے گزرنے والا شک میں رہنے والا ہو۔					

وَالَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ أَتٰهُمْ

وَالَّذِينَ	يُجَادِلُونَ	فِي	آيَاتِ اللَّهِ	بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ	أَتٰهُمْ
جو لوگ	جھگڑا کرتے ہیں	میں	اللہ کی آیتیں	بغیر کسی دلیل	آئی ان کے پاس
جو لوگ اللہ کی آیتوں (کے بارے) میں جھگڑاتے ہیں کسی دلیل کے بغیر جو ان کے پاس آئی					

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ

كَبُرَ + مَقْتًا	عِنْدَ اللَّهِ	وَعِنْدَ	الَّذِينَ	آمَنُوا	كَذَلِكَ
سخت ناپسند	اللہ کے نزدیک	اور نزدیک	ان لوگوں کے جو	ایمان لائے	اسی طرح
(ان کی یہ کجی) سخت ناپسند ہے اللہ کے نزدیک اور ان کے نزدیک جو ایمان لائے - اسی طرح					

يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارًا ۝۳۵

يَطْبَعُ + اللَّهُ	عَلَى	كُلِّ	قَلْبٍ	مُّتَكَبِّرٍ	جَبَّارًا
مہر لگا دیتا ہے اللہ	پر	ہر	دل	مغرور	سركش
اللہ ہر مغرور، سركش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے					

۳۳) وہ دن کہ جس میں پشت پھیرو گے حساب کی جگہ سے دوزخ کی طرف کوئی تم کو اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ گمراہ کرے پس اس کے واسطے کوئی راہ بتلانے والا نہیں۔

۳۴) اور بالیقین لایا تمہارے پاس یوسف ظاہر معجزہ موسیٰ سے پہلے۔ اور یہ یوسف وہی یوسف بن یعقوب علیہا السلام ہے ایک قول کے مطابق موسیٰ کے زمانہ تک اس کو عمر دی گئی۔ یا مراد یوسف بن یوسف بن ابراہیم بن یوسف بن یعقوب ہے دوسرے قول کے مطابق سو تم برابر ترزد اور شک میں ہو ان احکام سے جو یوسف لایا یہاں تک کہ جب یوسف مر گیا اس وقت کہنے لگے بدون کسی حجت کے کہ یوسف کے بعد اللہ کوئی پیغمبر بھیجے گا۔ الغرض ہر ایک پیغمبر کا تم نے انکار ہی کیا۔ یوسف کے زمانے میں اس پر ایمان نہیں لائے اس کے بعد کہنے لگے کہ اب کوئی پیغمبر ہی نہ آوے گا جس طرح اللہ نے تم کو گمراہ کیا وہ اسی طرح گمراہ کرتا ہے اس شخص کو جو شرک میں جھڑھا اور جس کو شک سے ظاہر معجزوں میں۔

۳۵) جو لوگ اللہ کی نشانیوں اور ظاہر معجزوں میں جھگڑا کرتے ہیں بدون کسی دلیل روشن کے جو ان کے پاس ہو تو یہ بہت بُری بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک یعنی موجب غضب الہی و غضب مومنین ہے۔ جس طرح اللہ نے ان کو گمراہ کیا وہ اسی

۳۳) يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مُدْبِرِينَ عَنِ مَوْقِعِ الْحِسَابِ إِلَى النَّارِ مَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِن عَذَابٍ مِّنْ عَاصِمٍ مَّانِعٍ وَمَنْ يَكْتُمِبِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ حَافِدٍ ۝

۳۴) وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلِ آدَمَ قَبْلَ مُوسَىٰ وَهُوَ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ فِي قَوْلِ عَمْرٍاءِ زَمَانَ مُوسَىٰ أَوْ يُوسُفُ بْنُ إِسْرَاهِيْمَ بْنِ يُوسُفَ ابْنِ يَعْقُوبَ فِي قَوْلِ بَابِ الْبَيِّنَاتِ بِالنُّعْجَاتِ الظَّاهِرَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَهْلَكَ قُلْتُمْ مِنْ غَيْرِ بَرَهَانٍ لَنْ يَنْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَوَآءٌ أَيْ فَكُنْ تَرَاوُكَ كَافِرِينَ بِيُوسُفَ وَغَيْرِهِ كَذَلِكَ أَيْ مِثْلَ امْتِلَاكُمْ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِوٌّ مُّتْرِكٌ مَّرْتَابٌ ۝ شَاكٌّ فَيَمَّا نَسِدْتَ بِهِ الْبَيِّنَاتِ

۳۵) وَالَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ مُعْجَزَاتِهِ مُبْتَدَأٌ يُغَيِّرُ سُلْطِينَ بَرَهَانَ أَمْ لَهُمْ ذِكْرٌ جَدُّ الْهَمِّ خَبَرُ الْبَيِّنَاتِ أَمْ قَتَا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ أَيْ مِثْلَ اضْلَالِهِمْ

طرح ہر لگاتا ہے ہر ایک حکم کر کش ظالم کے تمام دل پر

يُطْلِعُ بِخَتَمِ اللَّهِ بِالضَّلَالِ عَلَى كُلِّ  
 قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ يَتَشَوَّبُ  
 قَلْبٌ وَذُوَيْنَهُ وَمَعَى تَكْبَرِ الْقَلْبِ  
 تَكْبَرُ صَاحِبَهُ وَبِالْعَكْسِ وَكُلٌّ عَسَلُ  
 الْقِرَاءِ قَبْلِ لِعُمُومِ الضَّلَالِ جَبِيْمِ الْقَلْبِ لَا  
 لِعُمُومِ الْعُلُوبِ

## تشریح

۳۳ جو گمراہی سے نکلنا چاہے اس کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی | فریاد و فغان کے اس دن سے تمہیں بچانے والا کوئی نہ ہوگا سچ تو یہ ہے کہ جو خود گمراہی سے نکلنا چاہے اور اس میں ہدایت کی طلب نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے بھٹکادے تو پھر اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہدایت کا طلبگار ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

۳۴ یوسف کی نبوت کو تم نے ان کے جیتے جی مان کر نہ دیا | حضرت موسیٰ ؑ سے پہلے مصر میں حضرت یوسف ؑ آئے ان کے دور حکومت میں جو لوگوں کو انصاف ملا اور مصر کے لوگوں نے ان کی خیر و برکت کا زمانہ دیکھا ایسا زمانہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوب کی صحیح تعبیر بتانے کا معجزہ عطا کیا تھا انھوں نے عزیز مصر کے خواب کی صحیح تعبیر بتا کر خوف ناک قوط کی تباہ کاریوں سے پورے علاقے کو بچا لیا تھا۔ ان کی پاک دامنی، اللہ کے بندوں کے ساتھ ان کی خیر خواہی اور ان کے اخلاص کا زمانہ معترف تھا مگر ان کے جیتے جی تم نے ان کی نبوت کو تسلیم نہ کیا۔ ان کے انتقال کے بعد جب مصر کی سلطنت کا نظام بگڑنے لگا تو انہیں حضرت یوسف یاد آئے کہ ہائے ان کا دور کیسا مبارک تھا۔

مرد مومن کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ تم نے یوسف کی قدر ان کے بعد جانی۔ اب موسیٰ آئے ہیں تو ان کے ساتھ بھی تمہارا معاملہ وہی ہے جو یوسف کے ساتھ ان کی زندگی میں تھا جس طرح تم ان کی نبوت کے بارے میں شک ہی کرتے رہے اسی طرح آج موسیٰ کے معاملے میں بھی تمہارے دل شکوک سے خالی نہیں ہیں اور روشن نشانیاں دیکھنے کے باوجود تم ان پر ایمان لانے کے لئے آمادہ نہیں ہو۔

جو حد سے گزرنے والے اور شکتی ہوتے ہیں اور ان کے دل یقین سے خالی ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ان کو گمراہی میں ڈال دیتے ہیں۔

۳۵ ہٹ دھرم اور مذہبی لوگ گمراہی کے گڑھے میں بڑے رہتے ہیں | اوپر کی آیت میں بیان ہو چکا ہے کہ ایسے لوگ گمراہی کے چکر سے کبھی باہر نہیں نکلتے جو اپنی بد اعمالیوں میں حد سے گزر جاتے ہیں اور پھر ان پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ دوسری بات اوپر کی آیت میں یہ بیان ہوئی کہ ہمیشہ ان کا رویہ شک اور تذبذب کا رہتا ہے۔ کتنے ہی حقائق ان کے سامنے پیش کئے جائیں، کتنی ہی کھلی نشانیاں ان کے سامنے رکھ دی جائیں مگر وہ پیغمبروں کی نبوت پر بھی شک کرتے ہیں اور ان سچائیوں پر بھی ان کو یقین نہیں ہوتا جو ان کے سامنے کھول کھول کر بیان کی جاتی ہیں۔ اب تیسری بات ان میں یہ ہوتی ہے جو اس آیت میں آرہی ہے کہ وہ اللہ کی آیات پر غور و فکر کرنے کے بجائے ہمیشہ کج بحثیوں میں لگے رہتے ہیں اور ان کی بنیاد نہ عقلی بات پر ہوتی ہے اور نہ کوئی عقلی دلیل ہوتی ہے کہ آسمانی کتاب کے حوالے سے وہ کوئی بات کہیں۔ عقل اور نقلی حجت کے بغیر اللہ کی باتوں میں جھگڑے کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے صاحب ایمان بندے ان کے اس رویے سے سخت بیزار ہیں اچھے حکم اور جبار اور اکلوفوں دکھانے والے جن میں مذکورہ باتیں ہوں ایسے لوگ بھی راہ راست پر نہیں آتے اور گویا ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے کہ پھر قبول حق کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَهَامُنُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي

وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	يَهَامُنُ	ابْنِ	لِي	صَرْحًا	لَعَلِّي
اور کہا	فرعون	اے ہامان	بندے	میرے	ایک بلند عمارت بنا	ثابید کہ میں

اور فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک بلند عمارت بنا، ثابید کہ میں

أَبْلَغُ الْأَسْبَابِ ﴿٣٧﴾ أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَاطْلِعْ

أَبْلَغُ	الْأَسْبَابِ	أَسْبَابَ	السَّمَوَاتِ	فَاطْلِعْ
پہنچ جاؤں	راستے	راستے	آسمانوں	پس جھانک لوں

راستوں تک پہنچ جاؤں آسمانوں کے راستے، پس میں موسیٰ کے

إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَكْظِمُهُ كَاذِبًا وَكَذَلِكَ

إِلَىٰ	إِلَهِ	مُوسَىٰ	وَإِنِّي	لَأَكْظِمُهُ	كَذَا بًا	وَكَذَلِكَ
طرف کو	معبود	موسیٰ	اور بے شک میں	آکڑھتا ہوں	جھوٹا	اور اسی طرح

معبود کو جھانک لوں۔ اور بے شک میں اُسے البتہ جھوٹا گمان کرتا ہوں اور اسی طرح

زَيْنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ وَصَدَّ عَنِ السَّبِيلِ

زَيْنَ	لِفِرْعَوْنَ	سُوءَ	عَمَلِهِ	وَصَدَّ	عَنِ	السَّبِيلِ
آراستہ کھانے	فرعون کو	اس کے بُرے عمل	اور وہ روک دیا گیا	سے	سیدھا راستہ	

فرعون کو اس کے بُرے عمل آراستہ دکھائے گئے اور وہ روک دیا گیا سیدھا راستہ سے

وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ﴿٣٨﴾ وَقَالَ السَّيِّئُ

وَمَا كَيْدُ	فِرْعَوْنَ	إِلَّا فِي	تَبَابٍ	وَقَالَ	السَّيِّئُ
اور نہیں تدبیر	فرعون	مگر	تباہی میں	اور کہا	وہ جو

اور فرعون کی تدبیر صرف تباہی ہی تھی۔ اور جو شخص ایمان

أَمَّنْ يَقَوْمِ اتَّبِعُونَ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ﴿٣٩﴾

أَمَّنْ	يَقَوْمِ	اتَّبِعُونَ	أَهْدِكُمْ	سَبِيلَ	الرَّشَادِ
ایمان آیتا	اے میری قوم	تم میری پیروی کرو	میں تمہیں راہ دکھاؤں گا	راستہ	بھلائی

لے آیتا اس نے کہا اے میری قوم! تم میری پیروی کرو میں تمہیں بھلائی کا راستہ دکھا دوں گا۔

۳۶) اور فرعون نے کہا اے ہامان بنا تو میرے لئے ایک اونچا محل امید ہے کہ میں پہنچوں آسمان کے راستوں پر

۳۶) وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ  
ابْنُ لِي مَكَرٌ هَذَا بِنَاءٌ عَلَيْنَا  
لَعَلِّي آتِلُكَ مِنَ السَّمَاوَاتِ

۳۷) جو مجھ کو آسمان تک پہنچا دیں تاکہ دیکھ آؤں میں موسیٰ کے معبود کو۔

۳۷) أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ طُرُقَهَا  
الْمُرُوصَةَ إِلَيْهَا  
فَأَطْلِعْ بِالرَّفْعِ عَظَمًا  
عَلَى آتِلُكَ وَيَا لَتَنْصِبَ جَوَابًا  
لِابْنِ إِلَى إِلِهِ مُوسَى  
وَإِنِّي لَأَكْفُرُ بِهِ أَيُّ مُوسَى  
كَاذِبًا وَإِنَّ لَهٗ إِلَهًا غَيْرِي  
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَلِكَ تَمُوتُوهَا  
وَكَذَلِكَ زَيْنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ وَ  
صَدَّ عَنْ السَّبِيلِ طَرِيقَ الْهُدَى بَعَثَ  
الصَّادِقَ وَخَفِيَهَا وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي  
تَبَابٍ خَسَارٍ

اور بے شبہ میں موسیٰ کو جھوٹا سمجھتا ہوں اس بات میں کہ وہ کہتا ہے کہ اس واسطے میرے سوا کوئی دوسرا معبود ہے (فرعون نے جو آسمان کی طرف جانا بیان کیا یہ محض حوکہ ہی اور اشتباہ ڈانا تھا اپنی قوم کو ورنہ یہ بتا دے گا کہ آسمانوں پر پہنچنا محال ہے) اور اسی طرح اچھا کر دکھلایا گیا فرعون کو اس کا برا عمل اور روکا گیا وہ راہ ہدایت سے اور فرعون کا مکر محض خرابی اور تباہی میں ہے۔

۳۸) وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ  
اور کہا اس شخص نے جو ایمان لایا تھا کہ اے میری قوم پیروی کرو میں تم کو راہ صواب کی ہدایت کروں گا۔

۳۸) وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ  
الْيَأْتِ وَخَذَفْنَا أَهْدِيكُمْ سَبِيلَ الْوَسْطَى  
تَقْدَامَ

### تشریح

۳۶) فرعون نے کہا ہامان اونچی عمارت تو بنوادو | حضرت موسیٰ اللہ کی نشانیاں پیش کر رہے تھے اور یہ منکر اور جبار فرعون ان کی بات پر دھیان تو کیا دیتا مذاق اڑانے کے انداز میں اپنے وزیر ہامان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ موسیٰ کہتا ہے کہ اس کا خدا آسمان میں رہتا ہے اور اس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ ہامان میرے لئے اونچی عمارت تو بنوادو کہ میں راستوں تک پہنچ سکوں۔

۳۷) آسمان کے راستے جہاں موسیٰ کا خدا رہتا ہے | اس اونچی عمارت پر چڑھ کر میں آسمان کے راستوں پر پہنچ سکوں اور موسیٰ کے خدا کو بھانک کر دیکھوں کہ وہ یہاں رہتا بھی ہے یا نہیں مجھے تو یہ موسیٰ جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور معبود ہو سکتا ہے اور اس نے موسیٰ کو بول بنا کر بھیجا ہے مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي (قصص - رکوع ۲۷)

یہی فرعون کی وہ سوچ کہ اس کی گمراہی اس کی اپنی نظر میں بڑی خوشنما معلوم ہو رہی تھی اور اس طرح اس سوچ نے اس کو راہ راست ہلانے سے روک دیا مگر حقیقتی وہ چالبازیاں کر رہا تھا اس کی ساری دکاریاں اپنی ہی تباہی کے راستے میں صرف ہوئیں اور باطل کا انجام ہی یہی ہوتا ہے۔

۳۸) قوم فرعون کے مرد مومن کی بات کہ میں تجھے صحیح راستہ دکھاتا ہوں | فرعون نے کہا تھا کہ میں تمہیں وہی راستہ بتا رہا ہوں جو ٹھیک ہے۔ قوم فرعون کا وہ شخص جو ایمان لا چکا تھا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو صحیح راستہ وہ نہیں ہے وہ تباہی کا راستہ ہے صحیح راستہ میں نہیں بتاتا ہوں۔



يَقَوْمٍ اِنَّمَا هِيَ اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ اِنَّ الْاٰخِرَةَ

يَقَوْمٍ	اِنَّمَا	هِيَ	الْحَيٰوةُ + الدُّنْيَا	مَتَاعٌ	وَ اِنَّ	الْاٰخِرَةَ
اے میری قوم	اس کو	یہ	دنیا کی زندگی	(تھوڑا) فائدہ	اور بیشک	آخرت

اے میری قوم اس کے سوا نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور آخرت بے شک

هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى

هِيَ	دَارُ + الْقَرَارِ	مَنْ	عَمِلَ	سَيِّئَةً	فَلَا يُجْزَى
یہ	(ہمیشہ) رہنے کا گھر	جو۔ جس	عمل کیا	بُرا	اسے بدلہ نہ دیا جائے گا

ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جس شخص نے بُرا عمل کیا اسے اس جیسا بدلہ دیا

اِلَّا مِثْلَهَا وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

اِلَّا	مِثْلَهَا	وَ مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنْ	ذَكَرٍ
مگر	اسی جیسا	اور جو۔ جن	عمل کیا	اچھا	سے۔ خواہ	مرد

جائے گا۔ اور جس نے اچھا عمل کیا خواہ مرد ہو

اَوْ اُنْثَىٰ وَ هُوَ مَوْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

اَوْ	اُنْثَىٰ	وَ هُوَ	مَوْمِنٌ	فَاُولٰٓئِكَ	يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ
یا	عورت	اور (بشرطیکہ) وہ مومن	تو یہی لوگ	داخل ہوں گے	جنت	

یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں

يُرْزَقُوْنَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيَقَوْمٍ مَّا لِيْ اَدْعُوْكُمْ

يُرْزَقُوْنَ	فِيهَا	بِغَيْرِ حِسَابٍ	وَيَقَوْمٍ	مَّا لِيْ	اَدْعُوْكُمْ
وہ رزق دیئے جائیں گے	اس میں	بے حساب	اور اے میری قوم	کیا ہوا مجھے	میں بلانا ہوں نہیں

اس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا اور اے میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں نجات

اِلَى النَّجْوٰى وَ تَدْعُوْنِيْ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

اِلَى	النَّجْوٰى	وَ تَدْعُوْنِيْ	اِلَى	النَّارِ
طرف	نجات	اور بلاتے ہو تم مجھے	طرف	آگ (جہنم)

کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔

## فیصل

(۳۹) اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی صرف چند روز تک فالٹاٹھانا ہے پھر فنا ہو جاوے گی اور بے شبہ ہمیشہ کے رہنے کی جگہ آخرت ہے۔

(۴۰) جو کوئی برائی کرتا ہے اس کو اسی کے مثل بدلے گا۔ اور جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں مرد ہوں یا عورتیں اور حال یہ کہ وہ ایمان لانے والے ہوں تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا یعنی فراغت کے ساتھ روزی دی جائے گی بدون منت کے۔

(۴۱) اور اے میری قوم کیا وہ کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

(۳۹) يَقَوْمِ اِنَّ مَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ  
الدُّنْيَا مَتَاعٌ زَتَمْتُمْ  
بِزُورٍ وَّ اِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ  
دَارُ الْقَرَارِ ○

(۴۰) مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزِي  
اِلَّا مِثْلَهَا وَاَمَّنْ عَمِلَ  
صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ  
اٰمَنَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَاوِمًا  
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ اِلْيَافٍ  
وَتَنَجُّوْنَ الْخِطَابِ وَيُكْفَرُوْنَ  
فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ رِنْرَا  
وَاسْعَابِلَا تَبْعَةَ

(۴۱) وَيَقَوْمِ مَا لِيْ اَدْعُوْكُمْ  
اِلَى النَّجٰتِ وَاَنْتُمْ  
اِلَى النَّارِ ○

## تشریح

(۳۹) دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی اس نے کہا کہ صحیح راستہ یہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ یہاں کی خوش حالی اور عارضی دولت پر مت جاؤ یہ دنیا ایک دن ختم ہونے والی ہے ہمیشہ قیام کی جگہ آخرت ہے اس لئے جو اپنی آخرت کو بھول کر دنیا بناتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔

(۴۰) آخرت کی نجات نیک عمل پر ہے قوم فرعون کے اس مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی فانی زندگی میں بڑا کر آخرت کو نہ بھولو کیوں کہ دنیا کی زندگی تو بھلی بڑی کٹ جائے گی اور موت کے بعد آخرت کی وہ زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی اور آخرت کا معاملہ نیکوں کی کامیابی اور نجات کے لئے نیک عمل درکار ہوں گے۔ وہاں ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا جس نے برائی کی تو اس کے بُرے عمل کے مطابق ہی اس کا بدلہ پائے گا لیکن نیک عمل کا معاملہ یہ ہوگا کہ مرد و عورت جس نے بھی اچھے کام کئے ہوں گے بشرطیکہ ان نیک اعمال کی بنیاد ایمان پر ہو تو وہ اللہ کے انعامات سے نوازے جائیں گے۔ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور بغیر حساب کے اللہ تعالیٰ کی نوازشیں ان کو حاصل ہونگی اس لئے مجھ دار وہی ہے جس کی نگاہ آخرت پر ہے۔

(۴۱) قوم فرعون کے مرد مومن کی بڑی نصیحت قوم فرعون کے اس مرد مومن نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے در دہرے انداز میں کہا کہ اے میری قوم کے لوگو یہ کیا ماجرا ہے۔ میں تو تمہیں ایمان کے راستے پر لگا کر نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ لگ کر اس راستے پر آ جاؤں جو دوزخ کی طرف لے جانے والا ہے۔ تم خود کو بھی اور اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہو جب کہ میں تمہیں نجات کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تم میری قوم کے لوگ ہو۔ میں تمہارا بد خواہ نہیں ہوں۔

يَقُومُ إِنَّهَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ

يَقُومُ	إِنَّهَا	هَذِهِ	الْحَيَاةُ + الدُّنْيَا	مَتَاعٌ	وَإِنَّ	الْآخِرَةَ
اے میری قوم	اس کو سوائیں	یہ	دنیا کی زندگی	(تھوڑا) فائدہ	اور بیشک	آخرت

اے میری قوم اس کے سوائیں کہ یہ دنیا کی زندگی تھوڑا سا فائدہ ہے اور آخرت بے شک

هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝۳۹ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى

هِيَ	دَارُ + الْقَرَارِ	مَنْ	عَمِلَ	سَيِّئَةً	فَلَا يُجْزَى
یہ	(ہمیشہ) رہنے کا گھر	جو۔ جس	عمل کیا	بُرا	اسے بدلہ نہ دیا جائے گا

ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ جس شخص نے بُرا عمل کیا اسے اس جیسا بدلہ دیا

إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

إِلَّا	مِثْلَهَا	وَمَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنْ	ذَكَرٍ
مگر	اسی جیسا	اور جو۔ جس	عمل کیا	اچھا	سے۔ خواہ	مرد

جائے گا۔ اور جس نے اچھا عمل کیا خواہ مرد ہو

أَوْ أَنْثَىٰ وَهُوَ مَوْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

أَوْ	أَنْثَىٰ	وَهُوَ	+ مَوْمِنٌ	فَأُولَٰئِكَ	يَدْخُلُونَ	الْجَنَّةَ
یا	عورت	اور (بشرطیکہ) وہ مومن	تو یہی لوگ	داخل ہوں گے	جنت	

یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو یہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں

يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۴۰ وَيَقُومُ مَالِي أَدْعُوكُمْ

يُرْزَقُونَ	فِيهَا	بِغَيْرِ حِسَابٍ	وَيَقُومُ	مَالِي	أَدْعُوكُمْ
وہ رزق دیئے جائیں گے	اس میں	بے حساب	اور اے میری قوم	کیا ہوا مجھے	میں بلاتا ہوں تمہیں

اس میں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا اور اے میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں نجات

إِلَى النَّجْوَةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۝۴۱

إِلَى	النَّجْوَةِ	وَتَدْعُونَنِي	إِلَى	النَّارِ
طرف	نجات	اور بلاتے ہو تم مجھے	طرف	آگ (جہنم)

کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے جہنم کی طرف بلاتے ہو۔

## فیصل

۳۹) اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی چند روز تک فالٹا ٹھانا ہے پھر فنا ہو جاوے گی اور بے شبہ ہمیشہ کے رہنے کی جگہ آخرت ہے۔

۴۰) جو کوئی برائی کرتا ہے اس کو اسی کے مثل بدلے گا۔ اور جو لوگ نیک عمل کرتے ہیں مرد ہوں یا عورتیں اوصال یکہ وہ ایمان لانے والے ہوں تو یہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا یعنی فراغت کے ساتھ روزی دی جائے گی بدون منت کے۔

۴۱) اور اے میری قوم کیا وجہ کر میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

۳۹) يَقَوْمِ اِنَّهَا هَذِهِ الْحَيٰوةُ  
الدُّنْيَا مَتَاعٌ زُشْتَمٌ  
بِزُذُلٍ وَّ اِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ  
دَارُ النِّعٰتِ اِمْرًا

۴۰) مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزِي  
اِلَّا مِثْلَهَا وَاَمَّنْ عَمِلَ  
صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ  
اٰمَنَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ  
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ اِحْتِاٰبٍ  
وَفِيْهَا يَجْرِبُوْنَ  
فِيْهَا يَبْغِيْ حِسَابٌ ۝ رِّزْقًا  
وَ اِسْعَابًا لَا تُبْعَثُ

۴۱) وَيَقَوْمِ مَا لِيْ اَدْعُوْكُمْ  
اِلَى الْبِحَاةِ وَاَنْتُمْ تَدْعُوْنِيْ  
اِلَى النَّارِ ۝

## تشریح

۳۹) دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی اس نے کہا کہ صحیح راستہ یہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ یہاں کی خوش حالی اور عارضی دولت پر مت جاؤ یہ دنیا ایک دن ختم ہونے والی ہے ہمیشہ قیام کی جگہ آخرت ہے اس لئے جو اپنی آخرت کو بھول کر دنیا بناتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔

۴۰) آخرت کی نجات نیک عمل پر ہے اقوام فرعون کے اس مرد مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی فانی زندگی میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو کیوں کہ دنیا کی زندگی تو بھلی بڑی کٹ جائے گی اور موت کے بعد آخرت کی وہ زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی اور آخرت کا معاملہ نیکوں کی کامیابی اور نجات کے لئے نیک عمل درکار ہوں گے۔ وہاں ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا بدلہ ملے گا۔ جس نے برائی کی تو اس کے بُرے عمل کے مطابق ہی اس کا بدلہ پائے گا لیکن نیک عمل کا معاملہ یہ ہوگا کہ مرد و عورت جس نے بھی اچھے کام کئے ہوں گے بشرطیکہ ان نیک اعمال کی بنیاد ایمان پر ہو تو وہ اللہ کے انعامات سے نوازے جائیں گے۔ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور بغیر حساب کے اللہ تعالیٰ کی نوازشیں ان کو حاصل ہونگی اس لئے مجھ دار و سہی ہے جس کی نگاہ آخرت پر ہے۔

۴۱) قوم فرعون کے مرد مومن کی بڑی نصیحت اقوام فرعون کے اس مرد مومن نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے درد بھرے انداز میں کہا کہ اے میری قوم کے لوگو یہ کیا ماجرا ہے۔ میں تو تمہیں ایمان کے راستے پر لگا کر نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ لگ کر اس راستے پر آ جاؤں جو دوزخ کی طرف لے جانے والا ہے۔ تم خود کو بھی اور اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہو جب کہ میں تمہیں نجات کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں تم میری قوم کے لوگ ہو۔ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں۔

تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَاشْرِكُ بِهِ مَا لَيْسَ

تَدْعُونَنِي	لِأَكْفُرَ	بِاللَّهِ	وَ + اَشْرِكُ	بِهِ	مَا لَيْسَ
تم بلاتے ہو مجھے	کہ میں انکار کروں	اللہ کا	اور میں شریک ٹھیراؤں	اسکے ساتھ	جو نہیں
تم مجھے بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں	اور اس کے ساتھ اُسے شریک ٹھیراؤں جس کا				

لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ﴿۳۱﴾

لِي	بِهِ	عِلْمٌ	وَأَنَا	أَدْعُوكُمْ	إِلَى	الْعَزِيزِ	الْغَفَّارِ
مجھے	اس کا	کوئی علم	اور میں	بلاتا ہوں	تہیں	طرف	غالب
مجھے کوئی علم نہیں۔	اور میں تمہیں (اللہ) غالب	بخشنے والے کی طرف	بلاتا ہوں۔				

لَا جَرَمَ أَنْتُمْ تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ

لَا جَرَمَ	أَنْتُمْ	تَدْعُونَنِي	إِلَيْهِ	لَيْسَ	لَهُ	دَعْوَةٌ
کوئی شک نہیں	یہ کہ	تم بلاتے ہو مجھے	اس کی طرف	نہیں	اس کے لئے	دعوت
کوئی شک نہیں کہ تم مجھے جس کی طرف بلاتے ہو	اس کا دنیا میں اور آخرت					

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَنْ مَرَدَّنَا إِلَى

فِي	الدُّنْيَا	وَالْآخِرَةِ	وَأَنْ	مَرَدَّنَا	إِلَى
میں	دنیا	اور	میں	پھر جانا ہے	میں
میں (کچھ بھی) نہیں۔	اور یہ کہ ہمیں پھر جانا ہے	اللہ کی			

اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿۳۲﴾

اللَّهِ	وَأَنَّ	الْمُسْرِفِينَ	هُم	أَصْحَابُ	النَّارِ
اللہ	اور یہ کہ	وہ بڑھنے والے	ہیں	آگ	والے (جہنمی)
طرف اور یہ کہ حد سے بڑھ جانے والے ہی جہنمی ہیں۔					

فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَفَؤُصُّ أَمْرِي

فَسَتَذْكُرُونَ	مَا أَقُولُ	لَكُمْ	وَأَفَؤُصُّ	أَمْرِي
سو تم جلد یاد کرو گے	جو میں کہتا ہوں	تہیں	اور میں بولتا ہوں	اپنا کام
سو تم جلد یاد کرو گے جو میں تمہیں کہتا ہوں اور میں اپنا کام (معاملہ) اللہ کو				

## إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِصِيرٍ بِالْعِبَادِ ۝۴۴ فَوْقَهُ اللَّهُ

إِلَى اللَّهِ	إِنَّ	اللَّهُ	بِصِيرٍ	بِالْعِبَادِ	فَوْقَهُ	اللَّهُ
اللہ کو	بیشک	اللہ	دیکھنے والا	بندوں کو	سوائے بجا یا	اللہ

سوچتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ سو اللہ نے اُسے بجا یا (اُن)

## سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوهًا وَحَاقٍ بِإِلٍ فِرْعَوْنَ سُوءَ الْعَذَابِ ۝۴۵

سَيِّئَاتٍ	مَّا مَكْرُوهًا	وَحَاقٍ	بِإِلٍ	فِرْعَوْنَ	سُوءَ	الْعَذَابِ
بُرائے	داؤ جو وہ کرتے تھے	اور گھیر لیا	فرعون والوں کو	سُوءُ	بُرا عذاب	عذاب

برے داؤ سے جو وہ کرتے تھے اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا۔

۴۴) قَدْ عَوَّنِي إِيَّاكَ يَا اللَّهُ وَأَشْرَكَ  
بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ  
وَإِنَّا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ  
الْقَائِمِ عَلَى أَمْرِ الْعُقَابِ  
لِمَنْ تَابَ

۴۳) لَا جَزْمَ حَقًّا أَنَّمَا تَدْعُونِي  
إِلَيْهِ لِأَعْبَادِهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ  
فِي الدُّنْيَا أَوْ فِي آخِرَتِهِ  
وَأَنَّ فِي الآخِرَةِ وَأَنَّ  
مَرْكُوبًا مَرْجِعُنَا إِلَى اللَّهِ  
وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ الْكَافِرِينَ  
هُمُ أَهْلُ النَّارِ

۴۴) فَسْتَدْعُونِي إِذَا عَابَيْتُمْ  
الْعَذَابَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَ  
أَفْوَضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ  
إِنَّ اللَّهَ بِصِيرٍ بِالْعِبَادِ  
ذَلِكَ لِمَا تَوَعَّدُوهُ بِهِ خَالِقَهُ فِيهِمْ  
۴۵) فَوْقَهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوهًا  
بِهِ مِنَ الْقَتْلِ وَحَاقٍ بِإِلٍ فِرْعَوْنَ  
قَوْمًا مَعَهُ سُوءُ الْعَذَابِ

۴۴) تم مجھ کو اس طرف بلا تے ہو کہ میں کفر کروں ساتھ اللہ کے  
اور اس کے واسطے شریک بناؤں جس کی مجھ کو خبر نہیں اور  
میں تم کو بلاتا ہوں اللہ کی طرف جو غالب ہے اپنے حکم میں  
بخشنے والا ہے اس شخص کو جو توبہ کرے۔

۴۳) بالیقین جس طرف تم مجھ کو بلا تے ہو وہ کسی طرح قبولیت  
کے لائق نہیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

اور بے شک ہم سب کا رجوع اللہ کی طرف ہے اور اللہ  
کافروں ہی کے واسطے دوزخ ہے۔

۴۴) سو عقرب تم یاد کرو گے میری بات کو جو میں تم کو کہتا  
ہوں جس وقت کہ تم عذاب کو دیکھو گے۔ اور میں سپرد  
کرتا ہوں اپنے کام اللہ کو بے شک اللہ دیکھتا ہے  
بندوں کے حال کو (یہ کلام اس نے اس وقت کہا کہ جب کفار نے  
اس کو ڈرایا اپنے مذہب کی مخالفت سے۔)

۴۵) سو اس کو اللہ نے بجا یا ان کے مکر کی برائیوں سے جو  
انہوں نے اس کے ساتھ کرنا چاہا تھا اس کے مار ڈالنے  
کا اور نازل ہوا برے عذاب فرعون اور اس کی قوم پر یعنی وہ سب کچھ

## تشریح

(۳۲) اللہ کا کوئی سا بھی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے! وہ ہستیاں جن کو اللہ کے ساتھ سا بھی سمجھا جاتا ہے میں ان ہستیوں کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں اور اس کا کوئی علمی ثبوت نہیں ہے کہ وہ ہستیاں اللہ کے ساتھ شریک ہو سکتی ہیں۔ بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے اتنی بڑی بات کیسے مان لوں کہ یہ فرضی ہستیاں اللہ کے ساتھ شریک ہیں اور مجھے اللہ کے ساتھ ان کی بھی بندگی کرنی ہے۔ جب کہ میں نہیں اللہ کی طرف بلارہا ہوں جو ہر چیز پر غالب ہے اور بہت مغفرت کرنے والا ہے۔

اب ایک طرف وہ انجانی ہستیاں ہیں جن کی شرکت کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ وہ خدا کی خدائی میں شریک ہیں۔ نہ ان میں کوئی خدائی صفت پائی جاتی ہے۔ جب کہ دوسری طرف وہ خدائے واحد ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور غالب ہونے کے باوجود بہت مغفرت کرنے والا ہے۔ میں تمہیں اس خدائے واحد کی طرف بلارہا ہوں اور تم ان فرضی ہستیوں کی طرف جن میں کوئی خدائی صفت نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی دلیل ہے کہ وہ خدا کی خدائی میں شریک ہو سکتے ہیں۔

(۳۳) نفع نقصان سب اللہ کے قبضے میں ہے [حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جو نفع نقصان کا مالک ہو سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر ان ہستیوں کو ماننے سے نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں یہ کام آئیں گی اور کمال یہ ہے کہ خود ان کا دعویٰ بھی نہیں کہہیں کہ ہمیں خدا مانو۔ لوگوں نے خود ہی ان کو زبردستی خدا بنا لیا ہے۔ ان کا نہ دنیا میں کوئی حق ہے نہ آخرت میں اور ہم سب کو اللہ کے پاس جانا ہے جو شخص اللہ کے سوا دوسروں کی خدائی مانتا ہے یا خود خدا بن بیٹھتا ہے یا خدا سے بغاوت کا رویہ اختیار کرتا ہے وہ حد سے گزرنے والا ہے۔ وہ عقل انصاف کی تمام حدوں کو پھاندرہا ہے۔ ایسا حد سے گزرنے والا اس کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہی ہو سکتی ہے۔

(۳۴) قوم فرعون کے مرد مومن کی آخری بات [قوم فرعون کے اس مومن نے جس نے کھلم کھلا فرعون کے دربار میں کھڑے ہو کر حق کی آواز بلند کی تھی اپنی درد بھری بات کو اس پر ختم کیا کہ آج میں جو کچھ کہہ رہا ہوں آگے چل کر جب تم اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے تو تمہیں میری بات یاد آئے گی لیکن اس وقت ایشیان ہونے سے کوئی فائدہ دہوگا میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں وہی اپنے بندوں کا نگہبان ہے قوم فرعون کے اس مرد مومن کا یہ توکل اللہ پر اس کا یہ اعتماد اس کی روشن تمیزی اور کلمہ حق کی یہ جرأت کہ وہ نہ صرف دنیاوی اعزازات بلکہ اپنی جان تک داؤ پر لگا کر حق بات کہنے سے نہیں چوکا۔ مگر اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی۔

(۳۵) اُلہی پردگیں سب تدبیریں [قرآن مجید نے قوم فرعون کے اس مرد مومن کا نام نہیں لیا۔ مگر انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص فرعون کی سلطنت میں اتنی اہمیت رکھتا تھا کہ بھرے دربار میں اس کی حق گوئی کے باوجود فرعون اس پر کھلم کھلا ہاتھ نہیں ڈال سکا بلکہ اس کے خلاف خفیہ تدبیریں کرتا رہا مگر اللہ نے اس کو اور حضرت موسیٰ کو فرعون کے منقوشوں سے محفوظ رکھا۔ فرعون کو یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ حضرت موسیٰ کی دعوت کا اثر حکومت کے ایوانوں تک اور اونچے عہدیداروں تک پہنچ چکا ہے اس لئے وہ اس فیکر میں تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلاف قتل کا اقدام کرنے سے پہلے ان عناصر کا پتہ لگا لیا جائے ابھی وہ ان تدبیروں میں لگا ہی ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ہجرت کر جائیں اور فرعون بیچھا کرتا ہوا اپنے امراء اور لاؤشکر کے ساتھ حضرت موسیٰ کو پکڑنے کے لئے ان کا پیچھا کر رہا تھا اور آخر کار فرعون کی قوم — بحر قلزم میں ڈوب گئی اور اس طرح فرعون اور اس کے ساتھ اس کی قوم خود بدترین عذاب کبیرے میں آگئے۔ حق و باطل کی کش مکش میں یہ تھا باطل کا عبرت ناک انجام مگر ابھی بس کہاں ابھی تو آخرت کا عذاب ان کا منتظر ہے۔

النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ

النَّارُ	يُعْرَضُونَ	عَلَيْهَا	غُدُوًّا	وَعَشِيًّا	وَيَوْمَ	تَقُومُ
آگ	وہ مافز کئے جاتے ہیں	اس پر	صبح	اور شام	اور جس دن	قائم ہوگی

(جہنم کی) آگ جس پر وہ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی

السَّاعَةَ قَدْ أَدْخَلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٣٧﴾

السَّاعَةَ	أَدْخَلُوا	آلَ	فِرْعَوْنَ	أَشَدَّ	الْعَذَابِ
قیامت	داخل کرو	فرعون والے	فرعون	شدید ترین	عذاب

(حکم ہوگا) داخل کرو فرعون والوں کو شدید ترین عذاب میں

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعْفُؤُ الدِّينِ

وَإِذْ	يَتَحَاجُّونَ	فِي	النَّارِ	فَيَقُولُ	الضُّعْفُؤُ	الدِّينِ
اور جب	وہ باہم جھگڑیں گے	آگ	(جہنم) میں	تو کہیں گے	کمزور	ان لوگوں کو جو

اور وہ جہنم میں باہم جھگڑیں گے تو کہیں گے کمزور ان لوگوں کو جو

اسْتَكْبَرُوا وَإِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ

اسْتَكْبَرُوا	وَإِنَّا	كُنَّا	لَكُمْ	تَبَعًا	فَهَلْ	أَنْتُمْ	مُغْنُونَ
وہ بڑے بنتے تھے	بے شک ہم	تھے	تمہارے	تابع	تو کیا	تم	دور کر دو گے

بڑے بنتے تھے، بے شک ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے تو کیا (اب تم ہم سے) دور کر دو گے

عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٣٨﴾

عَنَّا	نَصِيبًا	مِّنَ	النَّارِ
ہم سے	کچھ حصہ	کا	آگ

آگ کا کچھ حصہ - ؟

﴿٣٧﴾ وہ پیش کئے جاتے ہیں آگ پر صبح اور شام یعنی اس میں جلائے جاتے ہیں۔

اور جب قیامت آوے گی کہا جائے گا کہ لے فرعون کے لوگو داخل ہو جاؤ دوزخ کے عذاب میں (ایک قرارہ میں اذخلو ساتھ فتح ہزہ و کسرہ خاء کے ہے

﴿٣٨﴾ ثُمَّ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا يُخْرَفُونَ بِهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَصَبَاحًا وَمَسَاءً وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ قَدْ أَدْخَلُوا يَا آلَ فِرْعَوْنَ وَفِي قِرَاءَةِ



باب افعال سے اس وقت مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کو کہا جاوے گا کہ داخل کرو فرعون اور اس کی قوم کو جہنم میں کہ وہ اس کا عذاب سمجھیں۔

(۳۷) اور یاد کرو جبکہ کفار جھگڑا کریں گے دوزخ میں پس کہیں گے ضعیف لوگ ان لوگوں سے جو بڑے بنے تھے کہ ہم تمہارے پیرو تھے سو کیا تم ہم سے دور کر سکتے ہو کوئی حصہ عذاب کا؟۔

بِفَتْحِ الْهَمَزِ وَكُسْرِ الْخَاءِ أَمْرٌ  
لِلْمَلَائِكَةِ أَشَدَّ الْعَذَابِ ○  
عَذَابِ جَهَنَّمَ

(۳۷) وَإِذْ كُنَّا فِيهَا كَاذِبِينَ يَنْتَظِمُونَ  
الْكَفَّارِينَ مِنَ النَّارِ لِيَقُولَ الضُّعْفَاءُ  
لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا آيَاتِنَا  
كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا جَمْعٌ عَارِضٌ  
فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْجُونَ دَائِمُونَ  
عَلَّانِيَةً جَزَاءً مِنَ النَّارِ ○

## تشریح

(۳۷) قیامت تک برزخ کی سزا اور قیامت کے بعد دوزخ کا ہولناک عذاب فرعون اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے حق کا انکار کیا اور باطل پر جمے رہے مرنے کے بعد عالم برزخ میں فرعون اور آل فرعون کو یہ عذاب دیا جاتا ہے کہ صبح شام انہیں دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس کو دیکھ کر وہ بہت دہشت زدہ رہتے ہیں کہ ہمیں ایک دن اس میں جھونکا جائے گا اس کے بعد جب قیامت آجائے گی تو وہ اصلی اور بڑی سزا دی جائے گی کہ دوزخ کے سخت ترین عذاب میں جھونک دیا جائے گا اور تمام ایسے مجرم جنہوں نے بیخ کو چھوڑ کر باطل کا راستہ اختیار کیا ان کو ان کے انجام بد کی تصویر دکھائی جاتی ہے چنانچہ حدیث میں ہے حضور نبی کریم نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عَرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْعَنَاءِ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَهِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَهِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدٌ لَكَ حَتَّى يَبْعَثَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (راوی عبداللہ ابن عمر - بخاری مسلم مسند احمد)

(تم میں سے جو شخص بھی مرتا ہے اسے صبح و شام اس کی آخری قیامت گاہ دکھائی جاتی رہتی ہے غلہ وہ جنتی ہو یا دوزخی اس کے کہا جاتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تو اس وقت جاؤ گا جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز دوبارہ اٹھا کر اپنے حضور بلائیں گے۔) — عام مجرمین کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ ان کو ان کا ٹھکانا دکھایا جائے گا اور فرعونوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ ان کو ان کا ٹھکانا دکھایا جائے گا اور عَشِيَّةً

البتہ روجوں کا مع جہنم کے دوزخ یا جنت میں جانا یہ قیامت کے بعد عالم آخرت میں ہوگا۔ قیامت پہلے عالم برزخ میں روجوں کے ساتھ ان اعمال کے مطابق معاملہ ہوگا جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتیوں میں سے شہیدوں کی روجیں بزرپردوں کے خول میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں۔ اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونوں کی روجوں کو بڑے پرندوں کے خول میں داخل کر کے صبح و شام دوزخ دکھائی جاتی ہے۔

(۳۷) دنیا میں اپنی ہملانے والے آخرت میں کسی کے کام نہ آسکیں گے عالم آخرت میں یہ بات کھل چکی ہوگی کہ وہ بڑے بڑے فرعونی قسم کے لوگ جو دنیا میں اپنی ہی چلاتے تھے اور لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیتے تھے دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے دنیا کے کمزور لوگ ان بڑا بننے والوں سے طنز کے طور پر کہیں گے کہ جناب دنیا میں تو آپ ہم پر بڑی سرداری چلاتے تھے اور ہمیں اپنے پیچھے لگا لیتے تھے اب جہنم کی تکلیف کے کچھ حصے بھی تو ہمیں چلانیے۔ دیکھیے آج ہم کس مصیبت میں ہیں آپ بڑے بنتے تھے اب ذرا چھوٹوں کی ٹہر تو لیجئے اور ان کی مصیبت کو کچھ ہلکا کیجئے۔

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدُ

قَالَ	الَّذِينَ	اسْتَكْبَرُوا	إِنَّا	كُلٌّ	فِيهَا	إِنَّ	اللَّهَ	قَدُ
کہیں گے	وہ لوگ جو	بڑے بنتے تھے	بیشک ہم	سب	اس میں	بیشک	اللہ	تحقین

وہ لوگ جو بڑے بنتے تھے کہیں گے، بے شک ہم سب اس میں ہیں۔ بے شک اللہ بندوں کے

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

حَكَمَ	بَيْنَ + الْعِبَادِ	وَقَالَ	الَّذِينَ	فِي النَّارِ	لِخَزَنَةِ
فیصلہ کر چکا ہے	بندوں کے درمیان	اور کہیں گے	وہ لوگ جو	آگ میں	نگہبان۔ داروغہ (جمع)

درمیان فیصلہ کر چکا ہے اور وہ لوگ جو آگ میں ہوں گے وہ کہیں گے داروغوں جہنم

جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ ۝

جَهَنَّمَ	ادْعُوا	رَبَّكُمْ	يُخَفِّفْ	عَنَّا	يَوْمًا	مِّنَ	الْعَذَابِ
جہنم	تم دعا کرو	اپنے رب سے	ہلکا کرے	ہم سے	ایک دن	سے	عذاب

(کے نگہبان فرشتوں) سے اپنے رب سے دعا کرو، ایک دن کا عذاب ہم سے ہلکا کر دے۔

۳۸) وہ متکبرین کہیں گے کہ بیشک ہم سب دوزخ میں ہیں۔ بالیقین اللہ فیصلہ فرما چکا اپنے بندوں کا پس داخل کر دیا اس نے ایمان والوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں۔

۳۹) اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ پکارو تم اپنے رب کو اور اس سے کہو کہ ہم سے کم کر دے عذاب کو مقدار ایک دن کے۔

۳۸) وَقَالَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدُ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ فَأَذْخَلْنَا الْمُؤْمِنِينَ الْجَنَّةَ وَالْكَافِرِينَ النَّارَ ۝

۳۹) وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ ۝

### تشریح

۳۸) دنیا میں بڑا بننے والوں کا جواب | دنیا میں وہ بڑے بننے والے وہ متکبر جو اپنی چودہراہٹ چلاتے تھے بڑی بے بسی کے ساتھ جواب دیں گے کہ یہاں کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا فیصلہ ہو چکا ہے ہم اور تم سب ایک حال میں ہیں اب نہ کوئی کسی کے کام آسکتا ہے اور نہ کسی کی مصیبت کو ہلکا کر سکتا ہے۔ ہم تو اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کر سکتے تو تمہارے کیا کام آسکتے ہیں۔

۳۹) دوزخ کے منتظم فرشتوں سے درخواست | عذاب دوزخ میں مبتلا یہ لوگ سرداروں اور چودہراہیوں سے مایوس ہو کر جہنم کے اہلکار فرشتوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں ایک دن کی تخفیف کر دیا کرے۔ تم ہی اپنے رب سے کہہ کر کوئی دن چھٹی کا کرادو۔

قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلِكُمُ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا

قَالُوا	أَوَلَمْ تَكُ	تَأْتِيكُمُ	رُسُلِكُمُ	بِالْبَيِّنَاتِ	قَالُوا	بَلَىٰ	قَالُوا
وہ کہیں گے	کیا	نہیں تھے	تمہارے پاس آتے	تمہارے رسول	نشانوں کے ساتھ	وہ کہیں گے	ہاں

وہ کہیں گے، کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانوں کے ساتھ نہیں آتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں (کہیں نہیں)۔

فَادْعُوا۟ وَمَا دُعُو۟ا۟ الْكَافِرِينَۙ إِلَّا فِي ضَلٰلٍۭ ۝۵۰

فَادْعُوا۟	وَمَا	دُعُو۟ا۟	الْكَافِرِينَۙ	إِلَّا	فِيۙ	ضَلٰلٍۭ
تو تم پکارو	اور نہ	پکار	(جمع) کافر	مگر	غیر	ضلال

کہیں گے تو تم پکارو، اور نہ ہوگی کافروں کی پکار مگر بے سود۔

۵۰ داروغہ جہنم ان سے ازراہ تمسخر کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر ظاہر معجزے نہ لائے تھے وہ کہیں گے کہ بے شبہ وہ معجزے ظاہر ہمارے پاس لائے تھے پر ہم نے ان کا انکار کیا اور کفر کو اختیار کیا۔ داروغہ جہنم ان سے کہیں گے کہ تمہیں اپنے رب کو پکارو ہم کافر کی سفارش نہیں کر سکتے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور پکارنا کافروں کا محض بے سود اور بنگمنا ہے۔ ان کی دعا قبول نہیں ہو سکتی۔

۵۰ قَالُوا۟ أَيُّ الْفِرْيَانِۙ فَعَلْنَا۟ أَوْ لَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلِكُمُ بِالْبَيِّنَاتِ ۚ أَلَمْ تُعْجِزَاتِ الظَّالِمِينَ قَالُوا۟ بَلَىٰ أَيْ فَكَلَّمْنَا۟ هُمْ قَالُوا۟ فَادْعُوا۟ۙ ائْتِنَا۟ مَا نَدْعُو۟ا۟ لَسْتُمْۙ لَكَافِرِينَۙ قَالِ تَعَالَىٰ وَمَا دُعُو۟ا۟ الْكَافِرِينَۙ إِلَّا فِي ضَلٰلٍۭ ۝۵۰ اِنْعَادًا

### تشریح

۵۰ دوزخ کے اہل کار فرشتوں کا جواب | دوزخ کا انتظام کرنے والے اس کے اہل کار فرشتے دوزخوں کی دوزخ کے جواب میں کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول کھلی کھلی دلیل لے کر نہیں آئے تھے۔ سفارش کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہمارا کام تو اللہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مجرموں کو عذاب دینا ہے۔ سفارش کرنا رسولوں کا کام ہے اور تم نے رسولوں کی بات ماننے سے انکار کیا اور ان کی شفاعت کا حق کھو دیا۔

دوزخ کا عذاب بھگتنے والے کہیں گے کہ بے شک ہمارے پاس اللہ کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے تھے مگر ہماری ہی عقل ماری گئی تھی کہ ہم نے ان کی بات نہ مانی۔ دوزخ کے اہل کار فرشتے کہیں گے کہ اب تو تم خود ہی دعا کرنا چاہو تو کرو مگر حق سے منہ موڑنے والوں کا دعا کرنا لا حاصل ہے۔ ایسے لوگوں کی دعا یہی جاتی ہے نہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ دعا کے لئے کوئی نہ کوئی عند ہونا چاہیے اور تم خود ہی ہر معذرت کی گنجائش ختم کر چکے ہو۔ اس لئے اب اس عالم میں جو نتیجے کی دنیا ہے تمہارا دعا کرنا بے کار ہے۔



- (۵۱) وہ دن ہے کہ اس میں کافروں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اگر وہ عذر کریں اور دور ہوں گے وہ رحمت الہی سے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے آخرت میں
- (۵۲) اور بالتحقیق ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی یعنی تورات اور معجزہ اور موسیٰ کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو تورات کا وارث کیا۔
- (۵۳) کہ جو ہدایت کرنے والی اور نصیحت کرنے والی تھی اہل نقل کو۔

(۵۱) يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الْبُلَاءُ الظَّالِمِينَ  
مَعَذِرَتُهُمْ عَنْ ذُنُوبِهِمْ لَوْ اعْتَدُوا لَهُمْ  
الْعُنَّةَ أَوْ الْبُعْدَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَلَهُمْ  
سُوءُ الْمَكَارِمِ الْأَخْرَجَةُ أَيْ ضِدُّهَا  
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى الْتُورَةَ  
وَالْمُعْجِزَاتِ وَأَوْثَقْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ  
مِنَ بَعْدِ مُوسَى الْكُتُبَ الْتُورَةَ  
هُدَى هَادِيًا وَذَكَرَى لِأُولِي  
الْأَلْبَابِ سَدَّ كَيْدَ الْكَاذِبِ  
الْعَمَلِ

## تشریح

- (۵۱) اللہ کے رسولوں اور اہل ایمان کی دنیا اور آخرت میں سر بلندی | اللہ کے رسول حق و صداقت کی جو دعوت لے کر آتے ہیں اور وہ نیک بخت انسان جو اس دعوت کو قبول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد ضرور فرماتے ہیں۔ یہ لوگ اخلاقی اعتبار سے سر بلند ہوتے ہیں دنیا میں بھی ان کو حقیقی عزت ملتی ہے اور آخرت میں بھی جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی اور اس کے حضور میں گواہ پیش کئے جائیں گے وہاں بھی اللہ تعالیٰ میدان حشر میں تمام اہل جہاں کے سامنے ان کی سر بلندی اور عزت و رفعت کا اظہار فرمائیں گے۔ دنیا میں بظاہر ان پر امتحانات آتے ہیں انہما چڑھاؤ ہوتے ہیں مگر آخر کار ان کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے اور اخلاقی اعتبار سے وہ سر بلند رہتے ہیں دلوں میں ان کی عزت ہوتی ہے علمی حیثیت سے بھی حجت و برہان میں منصور و کامیاب ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو مادی اور سیاسی فتح بھی ان کے قدم چومتی ہے جیسا کہ وعدہ کیا گیا ہے کہ وَأَنْتُمْ الْأَخْلَاقُونَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (الکہرمان ۴۷ آیت ۱۳) (تم ہی غالب ہو گے اگر تم مومن ہو) میدان حشر میں ظالموں کی بے سود معذرت | میدان حشر میں ظالموں کی معذرت ان کے کسی کام نہ آئے گی ان کی کوئی مدد اور درست نہ ہوگی ان پر اللہ کی لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانا ان کے حصے میں آئے گا۔ ایک طرف اللہ کے وہ مقبول بندے ہونگے جن کی عزت افزائی ہو رہی ہوگی دوسری طرف یہ مردوں کے جو ذلیل و رسوا ہو رہے ہوں گے۔
- (۵۲) موسیٰ اور فرعون کے واقعے سے عبرت | دنیا میں عبرت اور نصیحت کے لئے موسیٰ اور فرعون کے واقعے ہی کو دیکھ لو کہ جب ہم نے موسیٰ کو فرعون کے مقابلے کے لئے بھیجا قدم قدم پر ان کی رہنمائی کرتے رہے اور بنی اسرائیل کو اس عظیم الشان کتاب تورات کا وارث بنا دیا جو دنیا کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتی تھی اور آخر کار موسیٰ کی برکت سے بنی اسرائیل غالب آئے اور فرعون اپنے انجام کو پہنچا کہ ایک کمزوری قوم کس طرح ایک طاقت ور حکومت پر غالب آگئی۔ اسی طرح ہر دور میں حق باطل پر غالب آتا رہا ہے۔
- موسیٰ ہوں یا منکے کے حضرت محمد اور ان پر ایمان لانے والے ہمیشہ کامیابی نے اہل حق کے قدم چومے ہیں۔
- تورات کتاب ہدایت کتاب نصیحت | ہم نے موسیٰ کو جو کتاب دی تھی اور جس کا وارث بنی اسرائیل کو بنایا تھا وہ کتاب ہدایت تھی عقل و دانش رکھنے والوں کے لئے اس میں نصیحت تھی جو قوم بھی اللہ کی ہدایت کو مضبوطی سے تھام لیتی ہے وہ اسی طرح کامیاب ہوتی ہے جس طرح بنی اسرائیل تورات پر عمل کر کے دنیا کے امام اور رہنما بنے رہے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ وَسَبِّحْ

فَاصْبِرْ	إِنَّ	وَعْدًا + اللَّهُ	حَقٌّ	وَأَسْتَغْفِرُ	لَذُنُوبِكَ	وَسَبِّحْ
پس صبر کرو	بیشک	اللہ کا وعدہ	سچا	اور مغفرت طلب کریں	اپنے گناہوں کیلئے	اور پاکیزگی بیان کریں

پس صبر کریں۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور اپنے (ناگزہ) گناہوں کے لئے مغفرت طلب کریں اور اپنے رب کی تعریف

بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝۵۵ إِنَّ الَّذِينَ

بِحَمْدِ	+ رَبِّكَ	بِالْعَشِيِّ	وَالْإِبْكَارِ	إِنَّ	الَّذِينَ
اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ	شام	اور صبح	بیشک	وہ لوگ جو	کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں

کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں شام اور صبح۔ بے شک جو لوگ

يَجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَنٍ أَتَاهُمْ إِنْ فِي

يَجَادِلُونَ	فِي	آيَاتِ اللَّهِ	بِغَيْرِ سُلْطَنٍ	أَتَاهُمْ	إِنْ فِي
جھگڑتے ہیں	میں	اللہ کی آیات	بغیر کسی سند	ان کے پاس آئی ہو	ہیں

اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو، ان کے دلوں

صُدُّوهُمْ بِالْأَكْبَرِ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ، فَاسْتَعِذْ

صُدُّوهُمْ	بِالْأَكْبَرِ	مَا هُمْ	بِبَالِغِيهِ	فَاسْتَعِذْ
ان کے سینے (دل)	سوائے	تکبر	نہیں وہ	اس تک پہنچنے والے

میں تکبر (بڑائی کی ہوس) کے کچھ نہیں جس تک وہ کبھی پہنچنے والے نہیں۔ پس آپ اللہ کی

بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۵۶

بِاللَّهِ	إِنَّهُ	هُوَ	السَّمِيعُ	الْبَصِيرُ
اللہ کی	بے شک وہ	وہی	سننے والا	دیکھنے والا

پناہ چاہیں بے شک وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

۵۵) پس صبر کرو اے محمد بے شبہ اللہ کا وعدہ اپنے دوستوں کی مدد فرمانے کا سچا ہے۔ اور تو اور تیرے پیرو بھی اللہ کے دوست ہیں پس تمہاری مدد بالفور حق تعالیٰ فرمائے گا اور بخشش مانگ اپنے گناہ... کی تاکہ تیری امت بھی تیرے طریق پر چلے اور بخشش مانگا کریں اپنے گناہوں سے اور اپنے

۵۵) فَاصْبِرْ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ بِشَصْرٍ أَوْ لِيَأْتِيَهُ حَقٌّ وَأَنْتَ وَمَنْ تَبَعَكَ مِنْهُمْ وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ لِيَسْتَنْ يَلْعَ وَسَبِّحْ صَلِّ مُكَلِّسًا

ب کی حمد کر اور نماز پڑھ زوال کے بعد سے رات تک اور صبح کو، مراد یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز ادا کر کوئی نہ زوال کے بعد سے رات تک چار نمازیں ہوئیں صبح سے لکر پانچ نمازیں ہوئیں۔  
 (۵۶) بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں یعنی قرآن میں جھگڑتے ہیں بدون کسی دلیل کے کفران کے پاس ہو۔

ان کے دلوں میں صرف یہ آرزو ہے کہ وہ تجھ سے بڑے نہیں اور ازراہ تکبر تیری پیروی نہ کریں کہ نہیں ہیں وہ پہنچنے والے اس بڑائی کو جس کی وہ تمنا کرتے ہیں۔ پس پناہ مانگ تو اللہ سے ان کی بڑائی سے بیشک اللہ سننے والا ہے ان کے کلام کو دیکھنے والا ہے ان کے حالات کو۔

بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ هُوَ  
 مِنْ بَعْدِ الزَّوَالِ وَالْإِبْكَارِ  
 الصَّلَوَاتِ الْخَنَسِ  
 (۵۶) إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ  
 فِي آيَاتِ اللَّهِ الْقُرْآنِ  
 بِغَيْرِ سُلْطَانٍ بَرَهَانٍ  
 أَنَّهُمْ إِنَّمَا فِي صُدُورِهِمْ  
 الْإِكْبَرُ كِبْرٌ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ  
 عَلَيْنَا وَمَا هُمْ بِبَالِغِيهَا  
 فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ  
 شَرِّهِمْ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْكَافِي  
 الْبَصِيرُ بِالْأَخْوَالِ

### تشریح

(۵۵) آں حضرت کو تسلی اور صبر و استغفار کا حکم | اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ کو تسلی دی کہ اے نبی! آپ صبر و ہمت سے کام لیں اللہ کا جو وعدہ ہے جس کا ذکر اوپر آیت ۱۷۱ میں ہو چکا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی اور اہل ایمان کی دنیا کی زندگی میں بھی لازماً مدد کرتے ہیں اور حشر کے دن بھی ان کی مدد کریں گے۔ اللہ کا یہ وعدہ برحق ہے پورا ہو کر رہے گا آپ کے ساتھ جو ناگوار حالات پیش آ رہے ہیں آپ ان کو برداشت کرتے رہیں ان پر صبر کریں اور دل کو مضبوط رکھنے کے لئے صبح و شام اللہ کی تسبیح اور استغفار کرتے رہیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ص ۴ دن میں سو بار اللہ سے استغفار کیا کرتے تھے۔ اور ظاہر و باطن میں کسی وقت اللہ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ساری امت کو سنانا ہے کہ ہر بندہ اپنے درجے کے مطابق اللہ سے استغفار کرتا رہے اور قول سبط اعلیٰ سے اللہ کی پاکی اور اس کی حمد و ثنا کی طرف متوجہ رہے۔ تاکہ مشکل حالات میں اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ رہے اور اللہ کی طرف سے اس کو ڈھارس ملتی رہے۔

(۵۶) اللہ کی آیتوں سے انکار کی وجہ ان کا غرور نفس | یہ حق کا انکار کرنے والے لوگ جو توحید کے دلائل، آسمانی کتابوں اللہ کے پیغمبروں کی صداقت اور ان کی دعوت کے بارے میں بلاوجہ جھگڑتے کرتے ہیں، بحثیں کرتے ہیں بے سند باتیں نکال کر سچائی کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں اس کی وجہ ان کا غرور نفس ہے ان کا احساس کبریٰ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ حق کے سامنے سر جھکا نہیں اور پیغمبر کی پیروی کریں مگر اللہ نے جو بڑائی پیغمبر کو دی ہے لاکھ حد کے باوجود وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے ان کا یہ گھنڈہ آخر ان کو لے ڈوبے گا۔ ان کو سراطعت جھکانا پڑے گا۔ آپ اللہ کی پناہ مانگیں کہ وہ ان جھگڑا کرنے والوں کی حرکتوں سے اور ان کے شر سے بچائے رکھے بے شک وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔

آگے بعض مسائل کی تحقیق جن کے بارے میں یہ لوگ بحثیں کرتے تھے بڑے دل پذیر انداز میں پیش کی جا رہی ہیں۔

## لَخَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ

لَخَلْقِ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	أَكْبَرُ	مِنْ	خَلْقِ
یقیناً پیدا کرنا	آسمانوں	اور زمین	زیادہ بڑا	سے	پیدا کرنا

یقیناً آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے زیادہ

## النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۵۷﴾

النَّاسِ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا	يَعْلَمُونَ
لوگوں	اور لیکن	اکثر	لوگ	جاننے (سمجھنے) نہیں	
بڑا ہے	لیکن	اکثر	لوگ	سمجھتے نہیں ہیں۔	

﴿۵۷﴾ اور نازل ہوئیں حشر و نشر کے انکار کرنے والوں کے بارے میں یہ آیتیں، لَخَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا ابتدا بہت بڑا ہے آدمیوں کے دوبارہ زندہ کرنے سے لیکن اکثر آدمی یعنی کفار اس کو نہیں سمجھتے۔

سو وہ اندھوں کی مانند ہیں اور جو لوگ اس امر کو جانتے ہیں وہ مثل بینا کے ہیں۔

﴿۵۷﴾ وَنَزَّلَ فِي مَشَارِقِ الْمَسْجِدِ لَخَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ مَرَّةً ثَانِيَةً وَهِيَ الْإِعَادَةُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ أَيْ الْكُفَّارِ لَا يَعْلَمُونَ ○ ذَالِكَ فَهُمْ كَالْأَعْمَى وَمَنْ يَعْلَمُهُ كَالْبَصِيرِ

### تشریح

﴿۵۷﴾ امکانِ آخرت | محمد رسول اللہ جن باتوں کو ماننے کی دعوت دے رہے ہیں وہ سراسر معقول باتیں ہیں مثلاً جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تم انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کریں گے اور دنیا میں جو اس نے کام کئے ہیں ان کا حساب کتاب ہوگا تو یہ سراسر معقول اور باوزن بات ہے۔ ذرا دلیل سے سمجھو بتاؤ اس کائنات کا خالق کون ہے۔ زمین اور آسمان کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا اس چھوٹے سے انسان کو پیدا کرنا تو جس خالق نے زمین اور آسمان اور یہ تمام چیزیں پیدا کیں جو اپنی عظمت اور جسامت کے اعتبار سے انسان سے کہیں زیادہ بڑی ہیں اس کے لئے انسان کو پہلی بار یا دوسری بار پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ کیا ایسی موٹی سی بات کو بھی بہت سے لوگ نہیں سمجھتے کہ جس خدائے یہ عظیم اشان کائنات بنائی ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے اب اگر حضرت محمد اس کی دعوت دیتے ہیں کہ آخرت کو یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو مانو تو بھلا اس میں کون سی غلط بات ہے۔



وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَةُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

وَمَا يَسْتَوِي	الْأَعْمَىٰ	وَالْبَصِيرَةُ	وَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا
اور برابر نہیں	ناہینا	اور بینا	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے

اور برابر نہیں ناہینا اور بینا اور (نہ) وہ جو ایمان لائے اور انہوں نے

الضَّلَاحِ وَاللَّسِيءِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾

الضَّلَاحِ	وَاللَّسِيءِ	قَلِيلًا	مَا تَذَكَّرُونَ
اچھے	اور نہ بدکار	بہت کم	جو تم غور و فکر کرتے ہو

اچھے عمل کئے، اور نہ وہ جو بدکار ہیں۔ بہت کم تم غور و فکر کرتے ہو۔

﴿٥٨﴾ اور نہیں برابر ہے اندھا اور بینا اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے۔

اور وہ جس نے بُرے عمل کئے۔ کافروں کو بہت ہی کم نصیحت ہوتی ہے۔

﴿٥٨﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَةُ وَلَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ هُوَ اللَّهُ أَحْسَنُ وَلَا الْمُسِيءُ فِيهِ زِيَادَةٌ لَا قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ○ يَتَذَكَّرُونَ بِالنَّيِّبِ وَالنَّيِّبِ أَتَى تَذَكَّرَهُمْ قَلِيلًا جِدًّا

تشریح

﴿٥٨﴾ وجوب آخرت | اوپر کی آیت میں بتایا گیا کہ آخرت کا برپا ہونا ممکن ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جس نے اس ساری کائنات کو پیدا کیا اس کے لئے انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اب اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ آخرت کا صرف امکان ہی نہیں ہے بلکہ عقلاً بھی آخرت برپا ہونی چاہئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ایک شخص جس کو نظر نہیں آتا اندھا ہے اور ایک شخص جس کو نظر آتا ہے بینا ہے آنکھوں والا ہے دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ جس طرح اندھا اور آنکھوں والا ایک جیسے نہیں ہیں اسی طرح ایمان دار صالح اور بدکار دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔ اچھے اور برے کو ہر ایک شخص جانتا ہے۔ جب اچھے اور برے میں فرق ہے تو آخر ایسا کیوں ہوگا کہ برے کے سامنے بُرا انجام اور اچھے کے سامنے اچھا نتیجہ نہ آئے وہ اچھا اور برا نتیجہ کہاں کہاں آئے گا، وہ حساب کتاب کہاں ہوگا وہ برے کو برا اور اچھے کو اچھا بدلہ کہاں لے گا؟ اس دنیا میں تو یہ ممکن نہیں پھر وہ دوسری دنیا کیوں نہیں ہوگی۔ یقیناً ہوگی مگر لوگ پوری طرح سمجھتے نہیں ہیں۔ سوچتے نہیں ہیں۔

إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

إِنَّ	السَّاعَةَ	لَأْتِيَةٌ	لَّا رَيْبَ	فِيهَا	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا
بیشک	قیامت	ضرور آنے والی	بیشک	اس میں	اور لیکن	اکثر	لوگ	نہیں
بیشک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اکثر لوگ ایمان								

يُؤْمِنُونَ ﴿٥٩﴾ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ

يُؤْمِنُونَ	وَقَالَ	رَبُّكُمْ	ادْعُونِي	أَسْتَجِبْ	لَكُمْ	إِنَّ
ایمان لاتے	اور کہا	تمہارے رب نے	تم دعا کرو مجھ سے	میں قبول کروں گا	تمہاری	بیشک
نہیں لاتے اور تمہارے رب نے کہا تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا بیشک						

الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

الَّذِينَ	يَسْتَكْبِرُونَ	عَنْ	عِبَادَتِي	سَيَدْخُلُونَ	جَهَنَّمَ
جو لوگ	عجب کرتے ہیں	سے	میری عبادت	عنقریب داخل ہوں گے	جہنم
جو لوگ میری عبادت سے عجب (سرتابی) کرتے ہیں عنقریب خوار ہو کر وہ جہنم میں					

دَخِرِينَ ﴿٦٠﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الَّيْلَ لَتَسْكُنُوا

دَخِرِينَ	اللَّهُ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	الَّيْلَ	لَتَسْكُنُوا
خوار ہو کر	اللہ	جس نے	بنائی	تمہارے لئے	رات	تا کہ تم آرام پکرو
داخل ہوں گے۔ اللہ ہے جس نے بنائی تمہارے لئے رات تا کہ تم اس میں آرام						

فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى

فِيهِ	وَالنَّهَارَ	مُبْصِرًا	إِنَّ	اللَّهَ	لَذُو	فَضْلٍ	عَلَى
اس میں	اور دن	دکھانے کو	بیشک	اللہ	فضل والا	ہر	
پکرو اور دن دکھانے کو روشن بنایا) بیشک اللہ فضل والا ہے لوگوں							

النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾

النَّاسِ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا يَشْكُرُونَ
لوگ (جمع)	اور لیکن	اکثر	لوگ	شکر نہیں کرتے
پر، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔				

## فیصل

۵۹) بے شبہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ تردد نہیں  
ولیکن اکثر آدمی اس پر ایمان نہیں لاتے۔

۶۰) اور فرمایا تمہارے رب نے کہ تم کو پکارو میں تمہاری  
دعا قبول کروں گا (یعنی میری عبادت کرو میں تم کو اس  
پر ثواب دوں گا۔  
بالیقین جو لوگ میری بندگی سے سبک کرتے ہیں وہ مغرب  
ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

۶۱) اللہ الذی جعل لکم اللیل لتسکونوا فیہ والنہار مجزاً  
الشرہ ہے جس نے رات کو تمہارے آرام لانے کے لئے بنایا اور  
دن کو دیکھنے کے واسطے۔ بیشک اللہ بڑے فضل والا ہے  
لوگوں پر۔

ولیکن اکثر آدمی اللہ کا شکر نہیں کرتے کہ اس پر ایمان  
نہیں لاتے۔

۵۹) إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَّا رَيْبَ  
مِنْهَا وَفِيهَا وَلَئِكِنَّا كَثُرَ  
النَّاسُ لَأَيُّومٍ مِّنْهُنَّ ○

۶۰) وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي  
أَسْتَجِبْ لَكُمْ أَيُّ مَنِّي أَعْبُدُونِي  
أَنِّي كُنْتُ بِقَرِينَةٍ مَّا بَعْدَ ذَٰلِكَ  
إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ  
عَنِّي عِبَادِي أَن سَيِّدًا تَطْلُبُونِ  
بِقَتْمِ النَّجَاءِ وَصَلْمِ النَّجَاءِ وَ  
بِالْعَكْسِ جَهَنَّمَ ذَا جَهَنَّمَ ○

۶۱) اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ  
لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ  
مُبْصِرًا ۚ لَا يُسَاءِدُ الْإِنْسَانُ  
إِلَّاهُ مَجَازِي ۚ إِنَّهُ يُبْصِرُ  
فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَدُوٌّ فَضِيلٌ  
عَلَى النَّاسِ وَلَئِكِنَّا كَثُرَ  
النَّاسُ لَأَيُّومٍ مِّنْهُنَّ  
اللَّهُ فَتَلَايُومٍ مِّنْهُنَّ

## تشریح

۵۹) وقوع آخرت کا قطعی حکم۔ قیامت کا آنا | عقلی دلیل سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آخرت کا امکان ہے۔ عقلی دلیل سے  
یہ بھی ثابت کیا جاسکتا ہے کہ آخرت برپا ہونی چاہیے۔ ان دونوں کے بارے میں اوپر کی آیتوں میں عقلی دلائل سے  
امکان آخرت اور وجوب آخرت دونوں چیزوں کو ثابت کیا جا چکا ہے۔

آخرت کے بارے میں اب یہ تیسری بات ہے جس کا تعلق وحی الہی سے ہے۔ وحی کا علم یقینی علم ہوتا ہے جس  
میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ دین کی بنیاد خالص علم پر ہے اور علم بھی وہ جس کا ذریعہ وحی الہی ہے وحی  
کے ذریعے قطعی حکم یہ ہے کہ ایک دن یہ زمینی دنیا ختم ہو جائے گی قیامت برپا ہوگی اور آخرت قائم ہوگی اس میں کوئی  
شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے وہ گھڑی آکر رہے گی مگر اکثر لوگ اس کو نہیں مانتے۔ ان کے دماغ سے  
حقیقت پر کوئی فرق نہیں پڑتا حقیقت یہی ہے کہ قیامت کا آنا یقینی ہے۔ جو چیز پہلے نہیں تھی ایک دن آئے گا کہ وہ نہیں ہوگی  
جو چیز بدلتی رہتی ہے وہ فانی ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر چیز میں تغیر ہے یہ تغیر اس کے فنا ہونے کی دلیل ہے جس طرح  
آدمی بچے سے جوان ہوتا ہے جو ان سے بوڑھا ہوتا ہے اور آخر موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اسی طرح دنیا کی ہر چیز

اپنے انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔

آنحضرت ص کی والدہ حضرت آمنہ مدینہ طیبہ کی واپسی پر ابوار کے مقام پر بیمار ہو گئیں۔ آخری وقت آپہنچا۔ آنحضرت والدہ کے سر ہانے بیٹھے ہیں۔ بیوہ ماں نے یتیم بیٹے پر آخری نگاہیں ڈالتے ہوئے کچھ اشعار پڑھے ان میں سے ایک شعر کا مفہوم یہ ہے کہ: "اے لختِ جگر ہر زندہ ایک نہ ایک دن مر جائے گا، ہر نئی نئی نعمت کی قسمت میں پرانا ہونا ہے، ہر ایک کی منزل قضا ہے۔" (قسطانی مواہب لدنیہ صفحہ ۹۲)

آخرت کے اس بیان کے بعد اب آگے کی آیت میں توحید پر کلام شروع ہوتا ہے۔

(۶۰) اسلام کا اہم ستون۔ توحید اور اس کے تقاضے | اور آخرت کا بیان گزر چکا ہے جو کہ اسلامی عقیدے کا ایک اہم کن ہے اور عقلی دلیل کے علاوہ وحی الہی کے قطعی علم کی روشنی میں بتا دیا گیا ہے کہ قیامت آئے گی اور آخرت ہر پہلوگی توحید اسلامی عقیدے کا ایک اہم ستون ہے۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ جملہ اختیارات کا مالک صرف اللہ ہے۔ توحید کے مقابلے میں شرک آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں کسی دوسری سہمی کو کسی اعتبار سے شریک سمجھا جائے۔ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی حاجتیں صرف اللہ کے سامنے پیش کریں۔ کیونکہ آدمی مانگتا اسی سے ہے جس کو وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ میری بات کو سن رہا ہے اُسے میری حالت کا پتہ ہے اور اس کے پاس وہ اختیار اور اقتدار ہے کہ وہ میری حاجت روائی کر سکتا ہے۔

آدمی کو عالم اسباب کے تحت جو ذرائع اور وسائل حاصل ہیں جب اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ میری ضرورت پوری کرنے کے لئے ناکافی ہیں تو وہ ایسی مافوق الفطری ہستی کو پکارتا ہے اور اس کی طرف رجوع ہوتا ہے جو عام اسباب سے ہٹ کر اس کی حاجت کو پورا کر سکے۔

جو شخص اللہ کے سوا کسی دوسرے شخص کو پکارتا ہے وہ گویا یہ سمجھتا ہے کہ اس ہستی میں وہ صفات ہیں جو اللہ میں ہونی چاہئیں مثلاً وہ میری بات سنتا ہے میری حالت کو جانتا ہے میں جہاں بھی اس کو پکاروں وہیں میری مدد کرنے پر قادر ہے۔ جب کہ یہ باتیں اور یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہو سکتیں۔

اس لئے حکم دیا جا رہا ہے کہ تم جب دعا مانگو اللہ سے مانگو۔ یہاں عبادت اور بندگی دونوں کو ایک قرار دیا گیا یعنی بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا۔ اپنے رب سے دعا مانگنا ضرور ہے، گھنٹا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ جو گھنٹوں میں آکر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہوں گے۔ دعا میں عبادت ہے بلکہ جامع عبادت ہے۔ مانگنے سے اللہ تم خوش ہوتے ہیں نہ مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں۔

حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے؛ (الدُّعَاءُ مَغْزُ الْعِبَادَةِ)

راوی حضرت انس رضی

(۶۱) توحید کی دلیل دن اور رات کا آنا | رات اور دن کا باقاعدگی سے آنا ٹھیک وقت پر دن کا نکلنا اور صبح صبح وقت پر رات کی تاریکی کا پھیلنا یہ بتلاتا ہے کہ سورج اور زمین اور پوری کائنات پر ایک ہی خدا کا حکم چلتا ہے۔ پھر رات انسان کے لئے اور دوسری مخلوقات کے لئے آرام کا باعث ہونا پھر دن کی روشنی جس میں انسان بھاگ دوڑ کرتا ہے چلتا پھرتا ہے ان دونوں چیزوں کا فائدہ مند ہونا اور اس کے کمال درجے کی حکمت اس کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے منہ حقیقی کا زبان سے عمل اور دل و جان سے شکر ادا کرے مگر بہت سے لوگ شکر نعمت کے بجائے اس کی نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھی اس سے غداری اور بے وفائی کرتے ہیں۔

ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ مَّا لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَآلِي تَوْفِكُمْ ۖ كَذَلِكَ يُؤْفَكُ

ذَلِكُمْ	اللَّهُ	رَبُّكُمْ	خَالِقُ	كُلِّ	شَيْءٍ	مَا لَآ إِلَهَ
یہ ہے	اللہ	تمہارا پروردگار	پیدا کرنے والا	ہر	شے	نہیں کوئی معبود

یہ ہے اللہ تمہارا پروردگار ہر شے کا پیدا کرنے والا۔ اس کے ہوا

إِلَّا هُوَ ۚ فَآلِي تَوْفِكُمْ ۖ كَذَلِكَ يُؤْفَكُ

إِلَّا هُوَ	فَآلِي	تَوْفِكُمْ	كَذَلِكَ	يُؤْفَكُ
اس کے ہوا	تو کہاں تم	اٹلے پھرے جاتے ہو	اسی طرح	اٹلے پھر جاتے ہیں

کوئی معبود نہیں، تو تم کہاں اٹلے پھرے جاتے ہو؟ اسی طرح وہ لوگ

الَّذِينَ كَانُوا يَاجِدُونَ اللَّهَ يَجْحَدُونَ ۖ

الَّذِينَ	كَانُوا	يَاجِدُونَ	اللَّهَ	يَجْحَدُونَ
وہ لوگ جو	تھے	اللہ کی آیات سے	کا	وہ انکار کرتے

اٹلے پھر جاتے ہیں جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ

اللَّهُ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	الْأَرْضَ	قَرَارًا	وَ
اللہ	وہ جس نے	اس نے بنایا	تمہارے لئے	زمین	قرار گاہ	اور

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار گاہ بنایا، اور

السَّمَاءِ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ صُورًا

السَّمَاءِ	بِنَاءً	وَصَوَّرَكُمْ	صُورًا
آسمان	بہت	اور تمہیں صورت دی	تمہیں صورت دی

اور آسمان کو بہت (بنایا) اور تمہیں صورت دی تو بہت اچھی صورت دی

وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمْ اللَّهُ

وَرَزَقَكُمْ	مِنَ	الطَّيِّبَاتِ	ذَلِكُمْ	اللَّهُ
اور تمہیں رزق دیا	سے	پاکیزہ چیزیں	یہ ہے	اللہ

اور تمہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا۔ یہ ہے اللہ

## رَبُّكُمْ ۖ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۶۲﴾

رَبُّكُمْ	فَتَبَرَّكَ	اللَّهُ	رَبُّ	الْعَالَمِينَ
تمہارا پروردگار	سو برکت والا	اللہ	پروردگار	سارے جہان
تمہارا پروردگار، سو برکت والا ہے اللہ سارے جہان کا پروردگار				

﴿۶۲﴾ یہ اللہ ہے تمہارا رب جس نے بنایا ہر چیز کو۔ اس کے ہوا کوئی دوسرا معبود نہیں پھر باوجود دلیل قائم ہونے کے تم کس طرح ایمان سے منہ موڑتے ہو۔

﴿۶۳﴾ جس طرح یہ لوگ ایمان سے پھردئے گئے اسی طرح پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ جو اللہ کے معجزوں کے منکر رہے۔

﴿۶۴﴾ اللہ وہ ہے جس نے زمین کو قرار گاہ کیا اور آسمان کو چھت کیا۔ اور تم کو عمدہ عمدہ صورتیں دیں۔

اور لذیذ کھانے کھلائے۔  
یہ اللہ ہے رب تمہارا۔ سو بڑی برکت والا ہے۔  
اللہ جہاں کا رب۔

﴿۶۲﴾ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ مَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَاتَّقُوا تَوْفِيقُونَ ۝ فَكَيْفَ تَكْفُرُونَ عَنِ الذُّبُحَاتِ مَعَ قِيَامِ النُّجُفَانِ

﴿۶۳﴾ كَذَلِكَ يُؤْتِيكَ آيَاتِهِ مِثْلَ آفَافِكَ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ كَانُوا آيَاتِ اللَّهِ مُعْجِزَاتِهِ يَجْحَدُونَ ۝

﴿۶۴﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ رِزْقًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً سَقْفًا وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

### تشریح

﴿۶۲﴾ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی معبود ہے دن اور رات ہی نہیں بلکہ اس کائنات کی ہر ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ اور صرف اللہ ہے اور وہ صرف خالق ہی نہیں ہے بلکہ تمہارا رب اور پروردگار ہے۔ یعنی پیدا کرنے کے بعد جس جس مرحلے پر جس جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے پروردگار وہ مہیا کرتا ہے اور تمام چیزیں مل کر مخلوقات کی ضرورت کو جن میں سب سے افضل اور اشرف انسان ہے پورا کرنے میں لگی رہتی ہیں۔ اس لئے وہ خالق بھی ہے پروردگار بھی ہے اور معبود بھی وہی ہے۔ جب وہ خالق اور رب ہے تو عبادت کے لائق

دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ یہ بات عقل اور انصاف کے خلاف ہے کہ خالق اور پروردگار تو اللہ ہو اور معبودن بیٹھے کوئی دوسرا۔ جب دن اور رات کی تمام نعمتیں اس کی طرف سے ہیں تو بندگی بھی اسی کی ہونی چاہیے۔ مگر یہاں پہنچ کر تم کہاں بھٹک جاتے ہو۔ یہاں سے کون سی راہ کی طرف چلے جاتے ہو۔ یہ کون تمہیں اُلٹی پٹی پڑھاتا ہے کہ جو خالق ہے نہ پروردگار وہ تمہاری عبادت کے مستحق کیسے ہو جاتے ہیں۔ ذرا سوچو مالک حقیقی کوئی ہو بندگی کسی کی کی جائے۔

(۶۲) یہ فریب ہر دور میں کھایا جاتا رہا ہے | یہ ایسا فریب ہے ایسا دھوکا ہے ایسا بہکاوا ہے کہ ہر دور میں بہکانے والے عوام انکا کو بہکاتے رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو خود غرض ہیں اپنی دوکان چکانے کے لئے انھوں نے نقلی خداؤں کے آستانے بنا رکھے ہیں ان کو حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے اللہ تم ہر دور میں اپنے رسولوں کو بھیجتا رہا ہے۔ جنھوں نے رسولوں کا اور ان پر نازل کی ہوئی آیات اور نشانیوں کا انکار کیا وہ نہ ماننے والے اسی طرح جاں میں پھنتے رہے ہیں۔

(۶۳) تمہارا رب وہی ہے جو تمہارا اور ہر چیز کا خالق ہے | تمہارا رب اور تمہارا معبود صرف اللہ ہے وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار بنا دیا۔

ذرا غور کیا جائے کہ زمین کا کڑھ کسی چیز پر ٹکا ہوا نہیں ہے بلکہ گیند کی طرح خلا میں لٹکا ہوا ہے مگر اس کے باوجود اس میں کوئی اس طرح کی حرکت نہیں ہے کہ آدمی اس کے اوپر رہ نہ سکے۔ سورج باقاعدگی کے ساتھ زمین کے اوپر آتا ہے پھٹتا ہے جس سے رات اور دن کا اختلاف رونما ہوتا ہے۔ زمین کے اوپر پانی سمیل کی بلندی تک ہوا کا ایک غلاف چڑھا ہوا ہے جو ٹھابوں کی بمباری سے زمین کو بچاتا ہے۔ ہوا کا یہ غلاف درجہ حرارت کو قابو میں رکھتا ہے۔ ہوا سمندروں سے بادل اٹھاتی ہے اور زمین کے مختلف حصوں تک وہ بادل پانی پہنچاتے ہیں۔ زمین میں مناسب کشش رکھ دی گئی ہے یہ کشش اتنی صحیح صحیح ہے کہ اس سے ہر چیز اپنی جگہ پر ٹکی ہوئی ہے اگر ذرا بھی غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسے خالق کی حکمت کا نمونہ ہے جو اپنی عظمت اور اپنے علم کی وسعت کے اعتبار سے یکتا اور بے مثال ہے جس نے زمین کو انسان کے لئے ٹھکانا بنا دیا ہے۔

زمین کے اوپر اللہ نے آسمان کی چھت گنبد نما بنائی ہے یہ زمین کے اوپر ایک مضبوط نظام ہے جو زمین پر رہنے والوں کی حفاظت کرتا ہے اور وہ امن چین کے ساتھ زمین پر رہتے بہتے ہیں۔

پھر اس نے انسان کی صورت گری کی اور بہت ہی عمدہ صورت بنائی انسان اپنی صورت اپنی شکل اپنی بناوٹ اور اپنی سیرت ہر اعتبار سے خالق کا شاہکار ہے جو خوش ذائقہ ہے مفید ہے، غذائیت سے بھرپور ہے۔

انسان ذرا غور کرے پیدا کرنے سے پہلے محفوظ جائے قرار، پھر انسان کا خوب صورت جسم اور اس کی بہترین ذہنی صلاحیتیں پھر اس کے لئے کام و دہن کی تسلی کے لئے طرح طرح کی غذائیں، کیا یہ سب انتظامات کرنے والی کوئی معمولی ہستی ہو سکتی ہے؟ وہ اللہ ہی ہے جس نے یہ سب کام کئے ہیں جو تمہارا رب ہے ساری کائنات کا رب ہے بے حساب برکتوں والا ہے

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ

هُوَ + الْحَيُّ	لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ	فَادْعُوهُ	مُخْلِصِينَ	لَهُ الدِّينَ	الْحَمْدُ
وہی زندہ رہنے والا	نہیں کوئی جو	سوا اس کے	پر تم پکارو اسے	خالص کر کے	اس کے لئے عبادت
وہی زندہ رہنے والا ہے، نہیں کوئی جو اس کے سوا اس کے لئے عبادت خالص کر کے اسی کو پکارو تمام تعریفیں					

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ

لِلَّهِ	رَبِّ الْعَالَمِينَ	قُلْ	إِنِّي	نُهَيْتُ	أَنْ أَعْبُدَ	الَّذِينَ	تَدْعُونَ
اللہ کے لئے	بروردگار سارے جہاں کا	فرمادیں	بیشک میں	مجھے منع کر دیا گیا ہے	کہ پرستش کروں میں	وہ جن کی	تم پوجا کرتے ہو
اللہ کے لئے ہیں سارے جہاں کا بروردگار۔ آپ فرمادیں بے شک مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان کی پرستش کروں جن کی تم اللہ کے سوا							

مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ

مِنْ دُونِ	اللَّهِ	لَمَّا جَاءَنِي	الْبَيِّنَاتُ	مِنْ رَبِّي	وَأُمِرْتُ
اللہ کے سوا	ہوا	جب وہ میرے پاس آگئیں	کھلی نشانیاں	میرے رب سے	اور مجھے حکم دیا گیا
پوجا کرتے ہو، جب میرے پاس آگئیں میرے رب (کی طرف) سے کھلی نشانیاں اور مجھے حکم دیا گیا ہے					

أَنْ أَسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٦﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ

أَنْ	أَسْلِمَ	لِرَبِّ	الْعَالَمِينَ	هُوَ الَّذِي	خَلَقَكُمْ
کہ میں	اپنی گردن جھکا دوں	پروردگار کے لئے	تمام جہاں	وہ جس نے	پیدا کیا تمہیں
کہ تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے اپنی گردن جھکا دوں، وہ جس نے تمہیں مٹی سے					

مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ

مِنْ	تَرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ	نُطْفَةٍ	ثُمَّ	مِنْ	عَلَقَةٍ	ثُمَّ
سے	مٹی	پھر	سے	نطفہ	پھر	سے	لوتھڑے	پھر
پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے پھر وہ								

يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِيَكُونُوا

يُخْرِجُكُمْ	طِفْلًا	ثُمَّ	لِتَبْلُغُوا	أَشَدَّكُمْ	ثُمَّ	لِيَكُونُوا
تمہیں نکالتا ہے وہ	بچہ سا	پھر	تا کہ تم پہنچو	اپنی جوانی	پھر	تا کہ تم ہو جاؤ
تمہیں نکالتا ہے (ماں کے پیٹ سے) بچہ سا۔ پھر تمہیں باقی رکھتا ہے (تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو) پھر (زندہ رکھتا ہے) تا کہ تم						



شِيُوخًا وَمِنْكُمْ مَنْ يَتَوَلَّى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا

شِيُوخًا	وَمِنْكُمْ	مَنْ يَتَوَلَّى	مِنْ قَبْلُ	وَلِتَبْلُغُوا
بوڑھے	اور تم میں سے	جو فوت ہو جاتا ہے	اس سے قبل	اور تاکہ پہنچو
بوڑھے ہو جاؤ۔ اور تم میں سے (کوئی ہے) جو فوت ہو جاتا ہے اس سے قبل اور تاکہ تم سب				

أَجَلًا مُّسَمًّىٰ وَ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٤﴾

أَجَلًا مُّسَمًّىٰ	وَ لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُونَ
وقت مقررہ	اور تاکہ تم	سمجھو

(اپنے اپنے) وقت مقررہ کو پہنچو (مقصود یہ ہے) تاکہ تم سمجھو

﴿٦٥﴾ وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کی عبادت کرو اور اخلاص کے ساتھ شرک کو چھوڑ کر۔

﴿٦٦﴾ سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے مجھ کو کہدے کہ میں منع کیا گیا ہوں توں کی عبادت سے جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جب کہ آگ میں میرے پاس دیلیں توحید کی میرے رب کے پاس سے۔ اور مجھ کو حکم ہے کہ میں فرماں بردار ہو جاؤں جہان کے رب کا۔

﴿٦٧﴾ اللہ وہ ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا کہ تمہارے باپ آدم کو اس سے پیدا کیا۔

پھر تم کو پیدا کیا لطف منی سے پھر گارٹھ خون سے پھر وہ تم کو نکالتا ہے در آنجا کہ تم لڑ کے ہوتے ہو۔

پھر تم کو باقی رکھتا ہے تاکہ تم اپنی پوری قوت کو پہنچو (مراد پوری قوت سے تین برس کی عمر سے چالیس برس تک ہے۔

پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔

﴿٦٥﴾ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

فَادْعُوهُ اعْبُدُوهُ مُخْلِصِينَ

لَهُ الدِّينَ مِنَ الشِّرْكِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

﴿٦٦﴾ قُلْ إِنِّي مُهَيِّتُ أَنْ أَعْبُدَ

الْكُذِبِينَ تَدْعُونِ تَعْبُدُونَ

مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي

الْبَيِّنَاتُ دَلِيلَ الشُّوْحِيذِ

مِنْ رَبِّي رَوَّأْمُرْتُ أَنْ

أَسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○

﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

شَرَابٍ يَخْلُقُ أَبْيَكُمْ أَدَمَ

مِنْهُ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ

مِنْ دَمٍ غَلِيظٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

طِفْلًا يَمْعَنُ أَطْفَالًا ثُمَّ

يُبْقِيَكُمْ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ

تَكَامُلَ شَوَاتِكُمْ مِنْ

ثَلَاثِينَ سَنَةً إِلَى الْارْتِعَابِ

ثُمَّ لِيَكُونُوا أَشْيُوخًا بِظَمِّ الشَّيْبِ لِكُرْهَا

اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو مر جاتے ہیں جو انی اور بڑھاپے سے پہلے۔ اللہ نے یہ اس لئے کیا کہ تم زندہ رہو اور پہنچو وقت مقرر کو اور تاکہ تم سمجھو توحید کی دلیلوں کو۔ پس ایمان قبول کرو۔

وَمِنْكُمْ مَنْ يَكُوفُ مِنْ قَبْلُ أَى قَبْلُ  
الْاِكْتِنَانِ وَالْقِيَامِ وَخَلْعِ فَعَلْ ذَلِكَ بِكُمْ لِيَتَّخِذُوا  
وَلِيَبْلُغُوا أَجَلًا مُسَمًّى وَفَتَأْمُرُوا  
وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○ دَلَائِلُ  
التَّوْحِيدِ فَتَوَّعُّتُوا

## تشریح

۶۵) ازلی وابدی حیات والا موجود حقیقی لائق تعریف | ازلی وابدی حیات صرف اللہ کی ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ جب حقیقی حیات اسی کی ہے تو موجود بھی وہی ہے لہذا انسان اسی کی پرستش کرے اسی کی ہدایت کی پیروی کرے اور اسی کی اطاعت کرے اور جب موجود بھی وہی ہے تو تعریف اور شکر کے لائق بھی وہی ہے اس لئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام خوبیوں کا مالک ہے تمام کمالات کا منبع ہے اور جس میں بھی کوئی خوبی اور کمال ہے وہ اسی کا عطا کیا ہوا ہے لہذا حقیقی طور پر تعریف کے لائق بھی وہی ہے اور شکر گزاری کا مستحق بھی وہی ہے۔

۶۶) دُعا بھی اسی سے، عبادت بھی اسی کی | اللہ تم جو تمام صفات کمال کا سرچشمہ ہیں اور کھلی کھلی نشانیاں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ مجھ کو حقیقی وہی ہے۔ تو اپنی حاجت روائی کے لئے دُعا کی جائے تو اسی سے ہاتھ پھیلائے جائیں تو اسی کے سامنے، اور سر عبودیت جھکا یا جائے تو اللہ رب العظیم کے سامنے۔ اس لئے کہ وہی عبادت کے لائق ہے وہی فرماں برداری کے قابل ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارنا کھلی نشانوں کے دیکھنے کے بعد کہاں تک رو ہے۔

۶۷) ذرا اپنی اصلیت اور تخلیق کے مرحلوں پر غور کرو | اللہ تم نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر آگے نسل انسانی انسان کے لطف سے چلی اور لطف جن غذاؤں کا چھوڑ ہے وہ مٹی سے پیدا ہوتی ہیں لہذا انسان کی اصل مٹی ہوئی۔ پھر غور کرو کہ وہ انسان کا لطف رحم مادر میں جا کر خون کا لوتھر بن جاتا ہے پھر وہ خون کا لوتھر اچھے کی شکل میں اللہ تعالیٰ نکالتے ہیں۔ پھر بچہ بڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنی پوری جوانی کو پہنچ جاتا ہے۔ جوانی سے پھر بڑھاپے کی طرف بڑھتا ہے۔ اور کسی کو اللہ تعالیٰ پیدا ہونے سے پہلے ہی کسی کو جوانی تک پہنچنے سے پہلے، کسی کو بڑھاپے سے پہلے موت دے دیتے ہیں۔ یہ سارے مرحلے کیوں پیش آتے ہیں تاکہ انسان ایک مقررہ وقت جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر رکھا ہے پورا کر لے۔ زندگی کے مختلف مرحلوں سے گزرتا ہوا اس وقت تک پہنچ جائے جو اللہ نے اس کی واپسی کے لئے حد مقرر کر رکھی ہے۔ اس مقررہ وقت سے پہلے ساری دنیا بھی مل کر... اگر کسی کو مارنا چاہے تو مار نہیں سکتی۔ اور موت کا وقت آنے کے بعد ساری دنیا بھی مل کر چاہے تو زندگی کا ایک لمحہ بڑھا نہیں سکتی۔ ذرا غور کرو کہ زندگی کے یہ ہنگامے کس لئے ہیں کیا صرف اس لئے کہ تم کچھ دن کے لئے آؤ اور مر کر مٹی سے مل جاؤ اور ختم ہو جاؤ۔ بلکہ یہ سارے مرحلے اس لئے ہیں کہ مقررہ وقت پر اپنے رب کے سامنے حاضر ہو اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرو۔ اس حقیقت کو سمجھو کہ تمہیں یہ زندگی اس لئے نہیں دی جاتی کہ تم جانوروں کی طرح جیو اور جانوروں کی طرح مر جاؤ بلکہ تمہیں زندگی اس لئے دی جاتی ہے کہ اللہ کی دی ہوئی عقل سے کام لو اور اس نظام کو سمجھو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بنایا ہے۔

موت و حیات کا یہ نظام ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ تمہاری زندگی اور موت کی دور قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے اور اسی قادر مطلق کی اطاعت اور بندگی تمہاری زندگی کا نصب العین ہے۔

هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قُضِيَ أَمْرًا فَإِنَّمَا

هُوَ الَّذِي	يُحْيِي	وَيُمِيتُ	فَإِذَا	قُضِيَ	أَمْرًا	فَإِنَّمَا
دی ہے جو	جلاتا ہے	اور مارتا ہے	پھر جب	وہ فیصلہ کرتا ہے	کسی کام	تو اس کے ہوا نہیں
دی ہے جو	جلاتا ہے	اور مارتا ہے	پھر جب	وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے	تو اس کے ہوا نہیں	

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى

يَقُولُ	لَهُ	كُنْ	فَيَكُونُ	أَلَمْ تَرَ	إِلَى
کہتا ہے	اس کے لئے	تو ہوجا	سو وہ ہوجاتا ہے	کیا نہیں دیکھا تم نے	طرف
کہ وہ اس کو کہتا ہے "ہوجا" سو وہ ہوجاتا ہے۔	کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا				

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يَصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

الَّذِينَ	يُجَادِلُونَ	فِي	آيَاتِ	اللَّهِ	أَنْ	يَصْرَفُونَ
جو لوگ	جھگڑتے ہیں	میں	اللہ کی آیات	کہاں	پھرے جاتے ہیں	
جو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں ؟	وہ کہاں پھرے جاتے (بھٹکتے) ہیں ؟					

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ

الَّذِينَ	كَذَّبُوا	بِآيَاتِنَا	وَبِمَا	أَرْسَلْنَا	بِهِ
جن لوگوں نے	جھٹلایا	کتاب کو	اور اس کو جو	ہم نے بھیجا	اس کے ساتھ
جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں					

رُسُلَنَا قَدْ فَسَّوْا فَعَلُوا مَا كُنُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾

رُسُلَنَا	قَدْ	فَسَّوْا	فَعَلُوا	مَا	كُنُوا	يَكْفُرُونَ
اپنے رسول	پس	جلد	وہ جان لیں گے			
کو بھیجا	پس	وہ جلد جان لیں گے۔				

﴿٦٨﴾ اللہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو فرمادیتا ہے کہ ہوجا، وہ ہوجاتی ہے۔

﴿٦٨﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قُضِيَ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنْ يَصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

أَنْ أَىٰ يُوْجَدُ عَقَبَ الْإِرَادَةِ  
الَّتِي هِيَ مَعْنَى الْقَوْلِ الْمَذْكُورِ

۶۹) الْمُتَزَاتِ إِلَى الْكَرْبِ  
يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ  
الْمُتَزَاتِ أَيْ كَيْفَ يَصُورُونَ  
عَيْنَ الْإِيمَانِ

۶۹) الْمُتَزَاتِ إِلَى الْكَرْبِ  
یُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ  
الْمُتَزَاتِ أَيْ كَيْفَ يَصُورُونَ  
عَيْنَ الْإِيمَانِ

۷۰) جو لوگ قرآن کو جھٹلاتے ہیں اور انکار کرتے ہیں ان احکام کا جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا یعنی وحدانیت خداوندی اور مرگ زندہ ہونا وغیرہ اور مراد ان سے مکہ کے کافر ہیں پس نزدیک ہے کہ یہ لوگ اس جھٹلانے کی سزا کو سنبھالیں گے۔

۷۰) الَّذِينَ كُنَّا نُرْسِلْنَا بِهِ رَسُولَنَا  
مِنَ الشُّجُبِ وَالْبَعَثِ وَهَلْ  
كُنَّا رَمَكَةً فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ  
عَقُوبَةَ تَكْذِيبِهِمْ

### تشریح

۶۸) وہ موت و حیات کا مالک ہے | وہ قادر مطلق تمہاری موت و حیات کا مالک ہے وہ فیصلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ جس بات کا فیصلہ کرتا ہے اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے جس کی حکمرانی کائنات کے تمام نظام پر ہے اسی کی حکمرانی تمہارے اوپر ہے اور اس کی حکمرانی کے آگے نہ تسلیم خم کرنا ہی تمہارا مقصد وجود ہے۔

۶۹) گمراہی کی جڑ کہاں ہے؟ | اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کی فراں روائی اور مخلوق کے لئے اس کے تمام انخطامات ان تمام باتوں کو سننے اور سمجھنے کے بعد تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو لوگ گمراہ ہوئے ہیں اور راستے سے بھٹکے ہیں ان کی گمراہی کی جڑ کیا ہے؟ کہاں سے انھوں نے ٹھوکر کھائی ہے ان کی غلط بینی اور غلط روش کا سرچشمہ کہاں ہے۔ آگے کی آیت میں اس سرچشمے کی جہاں سے ان کی گمراہی شروع ہوئی ہے نشان دہی کی جا رہی ہے۔

۷۰) گمراہی کی جڑ اللہ کی کتابوں کو جھٹلانا ہے | اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و فہم عطا کی ہے جن معاملات میں انسان اپنی عقل سے رسائی حاصل کر سکتا ہے وہاں تک قدرت بھی اس کو آزادی دیتی ہے کہ وہ غور و فکر کرے تجربات کرے اور ان سے فائدہ اٹھا کر اپنی ترقی کی راہیں ہموار کرے۔

لیکن جہاں انسانی عقل جواب دے دیتی ہے اور انسان کو اللہ کی رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ انتظام کیا ہے کہ اپنی کتابوں اور پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں کو راستہ دکھاتا ہے اور ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

گمراہی کا نکتہ یہ ہے کہ اللہ کی رہنمائی کو ماننے سے انکار کر دیا جائے اور انسان اپنے بنائے ہوئے قانون اور راہ عمل پر بھروسہ کر کے اپنا نظام تیار کرے۔

بس اللہ کی کتابوں کا انکار اور اللہ کی آخری کتاب قرآن کو جھٹلانا اور ان پیغمبروں کی تکذیب کرنا جن پر یہ کتابیں نازل ہوئیں اللہ کے رسولوں کی تعلیمات کو نہ ماننا اور اللہ کی نشانیوں پر سنجیدگی سے سوچ و چار کرنے کے بجائے ان کے مقابلے میں ضد اور ہٹ کارویہ اختیار کرنا یہ بنیادی سبب ہے جس نے ان کی ہدایت کے سارے دروازے بند کر دیے ہیں۔ اپنی اس روش کا انجام انھیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔

إِذَا الْأَعْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلْسِلُ يُسْعَبُونَ ۝۴۱ فِي الْحَمِيمِ ۝

إِذَا الْأَعْلَالُ	فِي أَعْنَاقِهِمْ	وَالسَّلْسِلُ	يُسْعَبُونَ	فِي الْحَمِيمِ
جب	ان کی گردنوں میں	اور زنجیریں	وہ گھیسے جائیں گے	کھولتے ہوئے پانی میں
جب	ان کی گردنوں میں طوق اور	زنجیریں ہوں گی	وہ گھیسے جائیں گے	کھولتے ہوئے پانی میں

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ۝۴۲ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ آيُنَ مَا كُنتُمْ

ثُمَّ فِي النَّارِ	يُسْجَرُونَ	ثُمَّ	قِيلَ	لَهُمْ	آيُنَ	مَا	كُنتُمْ
پھر آگ میں	وہ جھونکے جائیں گے	پھر	کہا جائے گا	ان کو	کہاں	جن کو تم تھے	
پھر وہ آگ میں	جھونکے جائیں گے۔	پھر کہا جائے گا	ان کو کہاں ہیں	وہ جن کو تم			

تَشْرِكُونَ ۝۴۳ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا اضْلُوعًا بَلْ لَمْ نَكُنْ

تَشْرِكُونَ	مِنْ دُونِ اللَّهِ	قَالُوا	اضْلُوعًا	بَلْ	لَمْ	نَكُنْ
شریک کرتے	اللہ کے سوا	وہ کہیں گے	وہ گم ہو گئے	ہم سے	بلکہ	ہیں تھے ہم
اللہ کے سوا	شریک کرتے تھے،	وہ کہیں گے	وہ تو ہم سے گم ہو گئے	(کہیں نظر نہیں آتے)	بلکہ	ہم تو

نَدَعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ۝۴۴

نَدَعُوا	مِنْ قَبْلُ	شَيْئًا	كَذَلِكَ	يُضِلُّ	اللَّهُ	الْكَافِرِينَ
بھارتے	اس سے قبل	کوئی چیز	اسی طرح	گمراہ کرتا ہے	اللہ	کافروں
اس سے قبل	کسی چیز کو بھارتے ہی نہ تھے۔	اسی طرح	اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔			

اس سے قبل کسی چیز کو بھارتے ہی نہ تھے، اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

۴۱) جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے اور زنجیریں پیروں میں کھینچ کر ڈال دی جائیں گی۔

۴۲) یہ لوگ دوزخ میں، پھر اس میں جلائے جائیں گے۔

۴۳) پھر ان سے کہا جائے گا ازراہ سرزنش کے کہ کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کا شریک بناتے تھے۔

۴۱) إِذَا الْأَعْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ إِذْ بَمَعْنَى إِذَا وَالسَّلْسِلُ عَظْمٌ عَلَى الْأَعْلَالِ فَتَكُونُ فِي الْأَعْنَاقِ أَوْ مُبَعَّدًا خَبْرًا فَتَحْدُودًا أَيْ فِي أَرْجُلِهِمْ أَوْ خَبْرًا يُسْعَبُونَ أَيْ يُجْرُونَ بِهَا

۴۲) فِي الْحَمِيمِ أَيْ جَهَنَّمَ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ يُوقَدُونَ

۴۳) ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ تَبْكِيكُمَا أَيُّمَا كُنتُمْ تَشْرِكُونَ

۴۱) مِنْ دُونَ اللَّهِ مَعَهُ وَجْهِ  
الْإِضْمَامِ وَقَالُوا اضْلَمُوا عَتَابُوا  
عَتَا فَلَاشْرَاهُمْ بَل لَعَنَ لَكُم  
تَدْعُوا مِنْ قَبْلِ شَيْءٍ أَمْ تَكْفُرُوا  
عِبَادَ اللَّهِ مَا تَعْبُدُونَ خَضِرَتْ  
فَالْتَعَلَىٰ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ  
دُونَ اللَّهِ حَصْبَ جَهَنَّمَ أَيُّ وَقُودُهَا  
كَذَلِكَ أَي مِثْلِ اضْلَمَالِ  
هَذَا لِأَنَّ التُّكْدَّ بَيْنَ يَضْرِكُ  
اللَّهُ الْكَافِرِينَ ○

۴۲) اور اس کے سوا ان کو پوجتے تھے یعنی بُت وہ جواب دیں گے کہ وہ کہیں چھپ گئے ہم کو نظر نہیں آتے بلکہ ہم پہلے سے کسی کی پرستش نہ کرتے تھے۔ کفار انکار کریں گے بتوں کے پوجنے سے۔ پھر وہ بت حاضر کئے جاویں گے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ کہ بے شک تم اور تمہارے معبود باطل سب دوزخ کا ایندھن ہو۔ جس طرح اللہ نے ان جھٹلانے والوں کو گمراہ کیا وہ اسی طرح گمراہ کرتا ہے کافروں کو۔

### تشریح

- ۴۱) اللہ کی ہدایت کو ٹھکرانے کا اخروی انجام | پیغمبروں کی سچی دعوت اور اللہ کی ہدایت سے انکار کرنے کا آخرت میں یہ انجام ان کے سامنے آئے گا کہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہوں گے زنجیر کا ایک سرا طوق میں ہوگا اور دوسرا سر افشتوں کے ہاتھ میں وہ مجرموں کی طرح ان کو کھینچتے ہوئے لے جائیں گے۔
- ۴۲) ان مجرموں کو کھولنے پانی اور آگ میں جھونک دیا جائے گا | فرشتے قیدیوں کی طرح ان کی زنجیروں کو کھینچتے ہوئے لے جا رہے ہوں گے اور جب پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر وہ پانی مانگیں گے تو دوزخ کے کارکن فرشتے زنجیروں سے کھینچتے ہوئے ایسے چشموں کی طرف لے جائیں گے جن سے کھولتا ہوا پانی نکل رہا ہوگا۔ جب وہ پانی پی کر فارغ ہوں گے تو کھولتے ہوئے پانی کے چشموں سے اسی طرح زنجیروں سے کھینچتے ہوئے واپس لے جائیں گے اور انھیں دوزخ کی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ غرض کبھی جلتے پانی کا عذاب ہوگا تو کبھی دکھتی ہوئی آگ کا۔
- ۴۳) بلاؤ ان شریکوں کو جن کی پوجا کرتے تھے | اللہ کی دعوت ٹھکرانے والے اور حق و صداقت کا انکار کرنے والے خدا کی خدائی میں دوسروں کو سا بھہ دار بنانے والے ان مجرموں سے کہا جائے گا کہ جن کی تم پوجا پاٹ کرتے تھے اور ان کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ برے وقت میں تمہارے کام آئیں گے تو اب انھیں بلاؤ کہ وہ آکر تمہیں اس عذاب سے چھٹکارا دلائیں۔ دنیا میں تو تم ان کے نام کے بڑے بھجن گایا کرتے تھے اب ان کو بلاتے کیوں نہیں؟ اور اگر واقعی وہ کچھ کر سکتے تھے تو اب وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے؟
- ۴۴) صداقت سے انکار کرنے والوں کی گمراہی سامنے آجائے گی | جب ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود جن کی تم بھگتی کرتے تھے آج وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آتے؟ اللہ کے سوا وہ دوسرے خدا جن کو تم شریک سمجھتے تھے اب وہ کہاں ہیں تو وہ جواب دیں گے کہ اب ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ جنھیں ہم دنیا میں جمع جمع کر یہ سمجھ کر پکارتے تھے کہ یہ ہمارے مددگار ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہیں ہم تو بلا وجہ ہی بھٹک گئے۔
- اس طرح اللہ ان کی گمراہی کو ان کی آنکھوں کے سامنے ثابت کر دے گا اور وہ خود دیکھ لیں گے کہ جنہیں ہم پکارتے تھے وہ آج کہیں بھی نہیں ہیں۔

ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا

ذَلِكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ	فِي الْأَرْضِ	بِغَيْرِ الْحَقِّ	وَبِمَا
یہ	اس کا بدلہ جو	تم خوش ہوتے تھے	زمین میں	ناحق	اور بدلہ اس کا جو

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں ناحق خوش ہوتے (پھرتے) تھے اور بدلہ ہے اس کا جس پر

كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿۴۵﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

كُنْتُمْ	تَمْرَحُونَ	ادْخُلُوا	أَبْوَابَ	جَهَنَّمَ	خَالِدِينَ
تم تھے	راتر اتے	تم داخل ہو جاؤ	دروازے	جہنم	خلیدین

تم راتر اتے تھے تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہنے کو

فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۴۶﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

فِيهَا	فَبِئْسَ	مَثْوَى	الْمُتَكَبِّرِينَ	فَاصْبِرْ	إِنَّ	وَعْدَ
اس میں	سو بُرا	ٹھکانا	عجب کرنے (بڑا بننے) والوں کا	پس آپ صبر کریں	بیشک	وعدہ

سو بڑا بننے والوں کا بُرا ہے ٹھکانا۔ پس آپ صبر کریں بے شک اللہ کا

اللَّهُ حَقٌّ، فَأَمَّا نُرِّيكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ

اللَّهُ	حَقٌّ	فَأَمَّا	نُرِّيكَ	بَعْضَ	الَّذِي	نَعِدُهُمْ	أَوْ
اللہ	سچا	پس اگر	ہم آپ کو دکھادیں	بعض (کچھ)	وہ جو	ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں	یا

وعدہ سچا ہے پس اگر ہم آپ کو اس (عذاب) کا کچھ حصہ دکھادیں جو ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا

نَتُوفِّيكَ فَالْيَنَّا يَرْجِعُونَ ﴿۴۷﴾

نَتُوفِّيكَ	فَالْيَنَّا	يَرْجِعُونَ
ہم آپ کو وفات دے دیں	پس ہماری طرف	وہ لوٹائے جائیں گے

(اس سے قبل) ہم آپ کو وفادیں (بہ صورت) وہ ہماری ہی طرف لوٹائے جائیں گے

﴿۴۵﴾ اور نیز ان سے کہا جائیگا یہ عذاب بعض تمہارے ان

اعمال کے ہے جن سے تم دنیا میں خوش ہوتے تھے اور حق کو چھوڑ کر شرک، اور قیامت کا انکار کرتے تھے۔

اور یہ عذاب بدلہ ہے تمہارے اترانے اور تکبر کرنے کا۔

﴿۴۶﴾ داخل ہو جاؤ تم دوزخ کے دروازوں میں تم کو ہمیشہ وہیں

﴿۴۵﴾ وَيَقَالُ لَهُمْ أَيْضًا ذَلِكُمْ الْعَذَابُ بِمَا

كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

الْحَقِّ مِنَ الْأَشْيَاءِ وَالْكَارِ الْبَعِثِ وَبِمَا

كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ۝ تَتَوَسَّعُونَ فِي الْأَرْضِ

﴿۴۶﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

فِيهَا فَيْسُ مَثْوَىٰ مَاوَىٰ الْمُكَلِّبِينَ ﴿۴۴﴾

﴿۴۴﴾ فَأَصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ لَبِعْدٍ أَيْمَنُ حَقٌّ ۖ

فَأَمَّا مَن يَكْفُرْ فِيهِ إِنْ الشَّرْطِيَّةُ مُدْغَمَةٌ

وَمَا زَائِدَةٌ تُوَكِّدُ مَعْنَى الشَّرْطِ أَوَّلَ الْفِعْلِ

وَالثُّنُونُ تُوَكِّدُ آخِرَهُ بَعْضُ الَّذِي

لَعَدَهُمْ بِهِ مِنَ الْعَذَابِ فِي حَيَاتِكَ

وَجَوَابُ الشَّرْطِ عِنْدَ مَوْتِ أَيْ فَذَلِكَ

أَوْ تَوَقُّفِكَ قَبْلَ تَعَذُّبِهِمْ

فَالْيَأْتِي بِرُجْحُونٍ ۝ فَتَعَذُّبُهُمْ

أَشَدَّ الْعَذَابِ فَالْجَوَابُ

الْمَذْكُورُ لِلْبَعْطُوفِ فَقَطْ

رہنا ہے سو بڑا ٹھکانا ہے یہ دوزخوں کا۔  
پس صبر کرو تو بے شک اللہ کا وعدہ ان پر عذاب بھیجنے کا سچا  
ہے سو اگر تم تجھ کو دکھلا دیں تیری زندگی میں بعض حصہ  
اس عذاب کا جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا تب تو تو دیکھ  
لے گا اس کو۔

یا اگر ہم نے تجھے وفات دی پہلے اس سے کہ ان پر عذاب  
آوے تو وہ لوگ ہماری طرف آویں گے سو ہم ان کو  
عذاب کریں گے نہایت سخت عذاب۔

### تشریح

﴿۴۴﴾ مسکین کے انجام بد کا سبب | اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمہارا یہ بُرا انجام اس لئے ہوا ہے کہ تم نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ جو چیز

حق نہ تھی اس کی پیروی، کی بلکہ اس غیر حق اور باطل پر تم ایسے ڈٹے ہوئے تھے اور اتنے مگن تھے کہ جب تمہارے سامنے سچائی  
پورے دلائل کے ساتھ مکمل نشانیوں کے ساتھ دُور اور دُور، بچار کی طرح سامنے رکھی گئی تو تم نے اس پر دھیان تک نہیں  
دیا تم نے غور کرنے کی زحمت بھی گولہ نہیں کی۔ تم نے اس کو تو جسے سنا تک نہیں اور اپنی کج فیکری باطل  
پرستی اور غلط روش پر اڑے رہے۔ اس لئے آج یہ انجام بد تمہارے سامنے ہے۔

﴿۴۶﴾ مجرمین کا دائمی ٹھکانا جہنم | باطل پرستی پر تمہاری اتراہٹ کا نتیجہ یہ ہے کہ مجرم جہنم کے دروازوں سے

جو اُن کے لئے تجویز شدہ ہیں داخل ہو جائیں۔ ان کا ہمیشہ ہمیشہ کا ٹھکانا یہی جہنم ہے جو  
مسکین کے لئے بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ ناحق کی دشمنی اور غرور اور بلاوجہ کی اکرٹوں کا انجام  
یہی ہوتا ہے۔

﴿۴۷﴾ اللہ کا وعدہ سچا ہے پورا ہو کر رہے گا | اے نبی م آپ ان کی حرکتوں پر صبر کریں، ان کے ہتھکنڈوں سے نہ

گھبرائیں جو لوگ آپ کا مقابلہ کر رہے ہیں اور آپ کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ضرور سزا  
دیں گے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، پورا ہو کر رہے گا یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک کو جو آپ کی مخالفت کرنا ہے  
اور آپ کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہا ہے اُسے اسی دنیا میں اور آپ کی زندگی ہی میں سزا دے دیں۔  
ہو سکتا ہے کہ ان کے بُرے کاموں کے برے نتیجے کا کچھ حصہ ہم انہیں اس دنیا میں دکھادیں اور یہ ہو سکتا  
ہے کہ آپ کی زندگی میں اُن کو سزا نہ ملے مگر وہ ہماری گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ آنا تو ان کو ہمارے  
ہی پاس ہے۔ اس وقت اپنے کرتوتوں کی پوری سزا پالیں گے۔

حاصل یہ ہے کہ مجرمین کو ان کے اعمال کی سزا تو ضرور ملے گی۔ مگر کس کو کب سزا ملے کتنی  
سزا ملے یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کو کرنا ہے۔ آپ ہر حال میں جو صلے اور ہمت کا دامن تھامے رہیں اور ان  
کی ذلیل حرکتوں سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔



وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ

وَلَقَدْ	أَرْسَلْنَا	رُسُلًا	مِّن قَبْلِكَ	مِنْهُمْ
اور تحقیق	ہم نے بھیجے	بہت رسول	آپ سے پہلے	ان میں سے
اور تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے۔ ان میں سے (کچھ میں)				

مِّن قَصَصِنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ

مِّن	قَصَصِنَا	عَلَيْكَ	وَمِنْهُمْ	مَّن لَّمْ نَقْصُصْ
جو۔ جن	ہم نے حال بیان کیا	آپ پر سے	اور ان میں سے	جو۔ جن
جن کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا۔ اور ان میں سے (کچھ ہیں) جن کا حال ہم نے آپ سے				

عَلَيْكَ ۖ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ

عَلَيْكَ	وَمَا كَانَ	لِرَسُولٍ	أَنْ يَأْتِيَ
آپ پر سے	اور نہ تھا	کسی رسول کے لئے	کہ وہ لائے
بیان نہیں کیا، اور کسی رسول کے لئے (مقدور) نہ تھا کہ وہ کوئی نشانی اللہ کے			

بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ

بِآيَةٍ	إِلَّا بِإِذْنِ	اللَّهِ ۖ	فَإِذَا جَاءَ	أَمْرُ اللَّهِ	قُضِيَ
کوئی نشانی	مگر بغیر	اللہ کے حکم سے	سوجب	آگیا	اللہ کا حکم فیصلہ کر دیا گیا
حکم کے بغیر لے آئے سوجب اللہ کا حکم آگیا، انصاف کے ساتھ فیصلہ					

بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝۴

بِالْحَقِّ	وَخَسِرَ	هُنَالِكَ	الْمُبْطِلُونَ
انصاف کے ساتھ	اور گھائے میں گئے	اس وقت	اہل باطل

کر دیا گیا اور اہل باطل اس وقت گھائے میں رہ گئے۔

۴

۴۸ اور بے شک ہم نے تجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے یعنی

ان میں سے وہ ہیں جن کا حال ہم نے تجھ سے بیان کیا۔

اور بعض وہ ہیں کہ ان کا حال تجھ سے بیان نہیں کیا۔

(مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ ہزار پیغمبر بھیجے چاہئے

۴۸ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن

قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّن قَصَصْنَا

عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ نَقْصُصْ

عَلَيْكَ ۖ رُؤِيَ أَنَّ تَعَالَى بَعَثَ

خاص بنی اسرائیل میں سے اور چار ہزار تمام آدمیوں میں سے)

اور ان میں کسی پیغمبر کو یہ قدرت نہیں کہ بدون حکم الہی کوئی نشانی اور معجزہ لائے اس لئے کہ وہ بندے ہیں اپنے رب کے حکم کے تابع۔

سو جس وقت حکم الہی آجاوے گا یعنی کافروں پر عذاب کے اترنے کا وقت آجاوے گا۔

پہا فیصلہ کر دیا جاوے گا پیغمبروں اور ان کے بھٹلانے والوں کا اور اس وقت ٹوٹے میں پڑیں گے اہل باطل یعنی ان کا ٹوٹے میں پڑنا ظاہر ہو جاوے گا درندہ یوں تو ان کو ہر وقت ٹوٹا پہلے سے حاصل ہے نہیں کہ اسی وقت ٹوٹے میں پڑیں گے البتہ ظہور ان کے خسارہ کا اس وقت ہوگا۔

ثَمَانِيَةَ آلاَفٍ نَّبِيٍّ أَمْرًا بَعَثَهُ  
الْآلِفِ نَبِيٍّ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ  
وَأَمْرًا بَعَثَهُ الْآلِفِ نَبِيٍّ مِنْ  
سَائِرِ النَّاسِ وَمَا كَانَ  
لِرَسُولٍ مِنْهُمْ أَنْ يَأْتِيَ  
بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ  
لِيَلْزِمَهُمْ عَيْبًا مَسْرُومًا  
فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ يَنْزِلُ  
الْعَذَابُ عَلَى الْكَافِرِ قَضِيًّا  
بَيْنَ الرَّسُولِ وَمُكَدًّا بِهَا  
بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ  
الْمُبْطِلُونَ ○ أَيْ ظَهَرَ  
الْقَضَاءُ وَالْخُسْرَانُ لِلنَّاسِ وَهُمْ  
خَاسِرُونَ فِي كُلِّ وَقْتٍ قَبْلَ ذَلِكَ

### تشریح

(۷۸) رسول اور رسالت کی نشانی | اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں حضرت محمد کو اپنا رسول مقرر کیا رسولوں کا مقرر کیا جانا کوئی نئی بات نہیں ہے شروع سے اللہ تم کا طریقہ ہی رہا ہے کہ انسانوں میں سے کسی کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور رسول کے ذریعے لوگوں تک اپنی ہدایت پہنچانے کا انتظام کیا۔ حضرت محمد سے پہلے جو رسول گزرے ہیں ان میں سے بعض کے حالات قرآن میں آئے ہیں اور کچھ ایسے بھی رسول ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ رسالت کے ثبوت کے طور پر جو نشانیاں اور معجزے رسولوں کو دئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے بھیجے ہوئے رسولوں کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں۔ کسی رسول کی یہ طاقت نہ تھی اور نہ ہے کہ اللہ کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کوئی معجزہ دکھادیں اور نہ کوئی نبی معجزہ دکھانے پر قادر ہے۔ جب بھی کوئی معجزہ کسی نبی سے ظاہر ہوا وہ جب ہی ظاہر ہوا جب اللہ نے چاہا اور مناسب سمجھا۔

معجزہ کوئی کھیل اور تماشیا نہیں ہے معجزہ کا ظہور ایک فیصلہ کن چیز ہے جب معجزہ ظاہر ہوتا ہے تو اس کو ماننا پڑتا ہے اور جو لوگ اس کو نہیں مانتے انہیں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے اس لئے تم یہ جو معجزوں کی فرمائش کرتے ہو اور تقاضے کرتے ہو کہ فلاں معجزہ دکھاؤ فلاں معجزہ دکھاؤ یہ تقاضے کر کے خود اپنی شامت کو دعوت دے رہے ہو۔

رسول کے سچے ہونے کے لئے ایک نہیں بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ تمہیں نہیں معلوم کہ جن قوموں نے معجزوں کی فرمائش کی اور جب وہ نشانی اور معجزہ آگیا اور غلط کار لوگوں نے اس کو نہیں مانا تو وہ خسارے میں پڑ گئے۔

اللہ کا حکم آنے کے بعد رسول اور ان کی قوم میں منصفانہ فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت رسول اور ان کے ماننے والے کامیاب ہوتے ہیں اور اہل باطل کے حصے میں خسارے کے سوا کچھ نہیں آتا۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا

اللَّهُ	الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	الْأَنْعَامَ	لِتَرْكَبُوا
اللہ	وہ جس نے	بنائے	تمہارے لئے	چوبائے	تاکہ تم سوار ہو

اللہ (وی) ہے جس نے تمہارے لئے چوبائے بنائے تاکہ تم سوار ہو

مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٤٩﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ

مِنْهَا	وَمِنْهَا	تَأْكُلُونَ	وَلَكُمْ	فِيهَا	مَنَافِعُ
ان سے	اور ان سے	تم کھاتے ہو	اور تمہارے لئے	ان میں	بہت سے فائدے

ان میں سے (بعض پر) اور ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے ہو اور تمہارے لئے ان میں بہت سے فائدے ہیں۔

وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا

وَلِتَبْلُغُوا	عَلَيْهَا	حَاجَةً	فِي	صُدُورِكُمْ	وَعَلَيْهَا
اور تاکہ تم پہنچو	ان پر	حاجت	تمہارے سینوں (دلوں) میں	اور ان پر	

اور تاکہ تم ان پر (سوار ہو کر) اپنے دلوں کی مراد (منزل مقصود) کو پہنچو۔ اور ان پر

وَعَلَى الْفُلْكِ تَحْمَلُونُ ﴿٥٠﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

وَعَلَى	الْفُلْكِ	تَحْمَلُونَ	وَ	يُرِيكُمْ	آيَاتِهِ
اور	کشتیوں پر	لے پھرتے ہو	اور	وہ دکھاتا ہے تمہیں	اپنی نشانیاں

اور کشتیوں پر تم لے پھرتے ہو اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے

فَأَيُّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ﴿٥١﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

فَأَيُّ	آيَاتِ	اللَّهِ	تُنْكِرُونَ	أَفَلَمْ	يَسِيرُوا
تو کن کن	اللہ کی نشانوں کا	تم انکار کرو گے	پس کیا وہ نہیں	چلے پھرے	

تم اللہ کی کن کن نشانوں کا انکار کرو گے؟ پس کیا وہ زمین میں چلے

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ

فِي	الْأَرْضِ	فَيَنْظُرُوا	كَيْفَ	كَانَ
میں	زمین	تو وہ دیکھتے	کیسا	ہوا

پھرے نہیں؟ تو وہ دیکھتے کہ کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا

عَاقِبَةُ	الَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	كَانُوا
انجام	ان لوگوں کا جو	ان سے قبل	گائے تھے

انجام ان لوگوں کا جو ان سے قبل تھے۔ وہ تعداد اور

أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَثَارًا فِي الْأَرْضِ

أَكْثَرُ	مِنْهُمْ	وَأَشَدَّ	قُوَّةً	وَأَثَارًا	فِي الْأَرْضِ
زیادہ	ان سے	اور بہت زیادہ	قوت	اور آثار	زمین میں

قوت میں ان سے بہت زیادہ تھے اور وہ زمین میں (ان سے بڑھ کر) آثار چھوڑ گئے

فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۷۶﴾

فَمَا أَغْنَىٰ	عَنْهُمْ	مَا	كَانُوا	يَكْسِبُونَ
سو نہ ان کے کام آیا	ان کے	جو	گائے تھے	وہ کماتے (کرتے) تھے

سو جو وہ کرتے تھے ان کے (کچھ) کام نہ آیا۔

﴿۷۶﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ هُنَا

خَامَّةٌ وَالظَّاهِرُ الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ لِيَتْرَكِبُوا مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

وَالسَّيْلِ وَالنَّوْبَرِ وَالصُّوْبِ

وَالْقَبْلُوعَا

عَلَيْهَا حَاجَةٌ فِي صُدُوقِكُمْ

هِيَ حِمْلُ

الْإِتْقَالِ إِلَى الْبِلَادِ

وَعَلَى الْفَلَاحِ السَّمِينِ

فِي الْبَحْرِ

تَحْمَلُونَ ۝

﴿۷۸﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ

فَإِذْ آيَاتِ

اللَّهِ الدَّالَّةُ عَلَىٰ وَحْدَانِيَّتِهِ

﴿۷۶﴾

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ

هُنَا

خَامَّةٌ

وَالظَّاهِرُ

الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ

لِيَتْرَكِبُوا

مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾

وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

وَالسَّيْلِ

وَالنَّوْبَرِ

وَالصُّوْبِ

وَالْقَبْلُوعَا

عَلَيْهَا

حَاجَةٌ

فِي

صُدُوقِكُمْ

هِيَ

حِمْلُ

الْإِتْقَالِ

إِلَى

الْبِلَادِ

وَعَلَى

الْفَلَاحِ

السَّمِينِ

فِي

الْبَحْرِ

تَحْمَلُونَ ۝

﴿۷۸﴾

وَيُرِيكُمْ

آيَاتِهِ

فَإِذْ

آيَاتِ

اللَّهِ

الدَّالَّةُ

عَلَىٰ

وَحْدَانِيَّتِهِ

﴿۷۹﴾

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ

هُنَا

خَامَّةٌ

وَالظَّاهِرُ

الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ

لِيَتْرَكِبُوا

مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾

وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

وَالسَّيْلِ

وَالنَّوْبَرِ

وَالصُّوْبِ

وَالْقَبْلُوعَا

عَلَيْهَا

حَاجَةٌ

فِي

صُدُوقِكُمْ

هِيَ

حِمْلُ

الْإِتْقَالِ

إِلَى

الْبِلَادِ

وَعَلَى

الْفَلَاحِ

السَّمِينِ

فِي

الْبَحْرِ

تَحْمَلُونَ ۝

﴿۷۸﴾

وَيُرِيكُمْ

آيَاتِهِ

فَإِذْ

آيَاتِ

اللَّهِ

الدَّالَّةُ

عَلَىٰ

وَحْدَانِيَّتِهِ

﴿۷۹﴾

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ

هُنَا

خَامَّةٌ

وَالظَّاهِرُ

الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ

لِيَتْرَكِبُوا

مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾

وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

وَالسَّيْلِ

وَالنَّوْبَرِ

وَالصُّوْبِ

وَالْقَبْلُوعَا

عَلَيْهَا

حَاجَةٌ

فِي

صُدُوقِكُمْ

هِيَ

حِمْلُ

الْإِتْقَالِ

إِلَى

الْبِلَادِ

وَعَلَى

الْفَلَاحِ

السَّمِينِ

فِي

الْبَحْرِ

تَحْمَلُونَ ۝

﴿۷۸﴾

وَيُرِيكُمْ

آيَاتِهِ

فَإِذْ

آيَاتِ

اللَّهِ

الدَّالَّةُ

عَلَىٰ

وَحْدَانِيَّتِهِ

﴿۷۹﴾

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ

هُنَا

خَامَّةٌ

وَالظَّاهِرُ

الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ

لِيَتْرَكِبُوا

مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾

وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

وَالسَّيْلِ

وَالنَّوْبَرِ

وَالصُّوْبِ

وَالْقَبْلُوعَا

عَلَيْهَا

حَاجَةٌ

فِي

صُدُوقِكُمْ

هِيَ

حِمْلُ

الْإِتْقَالِ

إِلَى

الْبِلَادِ

وَعَلَى

الْفَلَاحِ

السَّمِينِ

فِي

الْبَحْرِ

تَحْمَلُونَ ۝

﴿۷۸﴾

وَيُرِيكُمْ

آيَاتِهِ

فَإِذْ

آيَاتِ

اللَّهِ

الدَّالَّةُ

عَلَىٰ

وَحْدَانِيَّتِهِ

﴿۷۹﴾

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ

هُنَا

خَامَّةٌ

وَالظَّاهِرُ

الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ

لِيَتْرَكِبُوا

مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾

وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

وَالسَّيْلِ

وَالنَّوْبَرِ

وَالصُّوْبِ

وَالْقَبْلُوعَا

عَلَيْهَا

حَاجَةٌ

فِي

صُدُوقِكُمْ

هِيَ

حِمْلُ

الْإِتْقَالِ

إِلَى

الْبِلَادِ

وَعَلَى

الْفَلَاحِ

السَّمِينِ

فِي

الْبَحْرِ

تَحْمَلُونَ ۝

﴿۷۸﴾

وَيُرِيكُمْ

آيَاتِهِ

فَإِذْ

آيَاتِ

اللَّهِ

الدَّالَّةُ

عَلَىٰ

وَحْدَانِيَّتِهِ

﴿۷۹﴾

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

الْأَنْعَامَ قَبْلِ الْإِبِلِ

هُنَا

خَامَّةٌ

وَالظَّاهِرُ

الْبَقَرُ

وَالْغَنَمُ

لِيَتْرَكِبُوا

مِنْهَا

وَمِنْهَا

تَأْكُلُونَ ۝

﴿۷۷﴾

وَلَكُمْ فِيهَا

مَنَافِعٌ

مِنَ الدُّبُرِ

تُشْكِرُونَ ۝ اسْتَفْتَاهُمْ تَوْبَةً  
وَمَذَكَّرَهُمْ آيَاتِ أَشْهُرٍ مِّنْ  
تَّانِيْنِهِمْ

(۸۲) پس کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کر دیکھتے کیا ہوا انہما  
ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔

کہ وہ ان سے زیادہ تھے تعداد میں اور زیادہ تھے قوت میں  
اور مضبوط قلعوں اور مکانات والے تھے کہ جو ان کو نصیب  
نہیں ہوئے اور ان کے نشانات زمین میں بہت زیادہ تھے ان  
کے نشانات سے۔ ہونہ نفع دیا ان کو ان کے ان افعال اور زور  
آوری نے۔

(۸۲) أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ  
فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ  
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ  
كَانُوا أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ  
قُوَّةً وَأَثَارًا فِي الْأَرْضِ  
مِن مَّصَانِعِ وَقُصُورِهِمْ فَمَا  
أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا  
يَكْسِبُونَ ۝

(۷۹) محمد کی دعوت حق کے لئے نشانیاں بہت ہیں | محمد تمہیں توحید اور آخرت کی دعوت دے رہے ہیں اس سچی دعوت  
کو سمجھنے کے لئے جگہ جگہ نشانیاں بکھری ہوئی ہیں۔ جس میں سے ایک نشانی جو رات دن تمہارے مشاہدے  
اور تجربے میں آتی ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسے جانور بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو  
ایسے جانور بھی بنائے جن کا تم گوشت کھاتے ہو۔ بتاؤ تمہارے فائدے کے لئے یہ جانور پیدا کرنے  
والا اللہ کے سوا کون ہے ؟

(۸۰) جانور تمہارے ذرا ذرا سے کام آتے ہیں | یہ جانور جس میں سواری اور گوشت کھانے کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے  
ہیں جہاں تم جانا چاہتے ہو وہاں پہنچاتے ہیں۔ اللہ نے تمہارے لئے ان جانوروں کو مسخر کر دیا ہے کہ  
تم ان پر سواری کرتے ہو اور وہ تمہیں منزل پر پہنچا دیتے ہیں۔ اسی طرح اللہ نے تمہارے لئے سمندر میں  
کشتیاں تیرا دی ہیں کہ تم ان پر بیٹھ کر سمندر میں سفر کرتے ہو اور سامان ادھر سے ادھر لے جاتے ہو بتاؤ یہ  
سب آسانیاں تمہارے لئے کون کرتا ہے۔

(۸۱) کیا یہ نشانیاں تمہارے لئے کافی نہیں ہیں | کیا یہ قدم قدم پر بکھری ہوئی اللہ کی نشانیاں جو وہ تمہیں دکھا رہا ہے  
کیا یہ نشانیاں کافی نہیں ہیں ان میں سے کس کس نشانی کا انکار کرو گے؟ پھر کون سا معجزہ اور کون سی نشانی  
دیکھنا چاہتے ہو؟ چشم بصیرت کے لئے تو جگہ جگہ نشانیاں ہی نشانیاں ہیں۔

(۸۲) گر نہ بیند بروز شپرو چشم چشم آفتاب را چہ گشاہ  
اگر شپوک (چمگادلو) کو دن کی روشنی میں نظر نہ آئے تو اس میں سورج کا کیا تصور ہے؟  
گذشتہ قوموں کی تاریخ سے سبق حاصل کرنا زمین میں چل پھر کر دیکھو کتنی ہی قومیں گزری ہیں جو ایک سے ایک بڑھ  
کر طاقت والی تھیں زمین پر انھوں نے اپنی شاندار یادگاریں چھوڑی ہیں۔ علم و فنون میں ان کی ترقیات  
قابل رشک تھیں لیکن ان کی یہ مادی طاقت اور یہ ظاہری ترقی ان کو ان کے برے انجام سے نہیں بچا سکی ان  
کا یہ برا انجام کیوں ہوا کیوں ان کو تباہی اور بربادی سے دوچار ہونا پڑا اس کا جواب آنے والی آیت میں دیکھیے۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا

فَلَمَّا	جَاءَتْهُمْ	رُسُلُهُم	بِالْبَيِّنَاتِ	فَرِحُوا	بِمَا
پھر جب	ان کے پاس آئے	ان کے رسول	کھلی نشانیوں کے ساتھ	خوشی کے ساتھ	ان کے پاس
پھر جب	ان کے پاس	ان کے رسول	کھلی نشانیوں کے ساتھ آئے تو وہ اس علم پر اترانے لگے		

عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

عِنْدَهُمْ	مِنَ	الْعِلْمِ	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَا	كَانُوا
ان کے پاس	سے	علم	اور گھیر لیا	انہیں	جو وہ تھے	
جو ان کے پاس تھا۔ اور انہیں اس (عذاب) نے گھیر لیا جس کا						

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا

بِهِ	يَسْتَهْزِءُونَ	فَلَمَّا	رَأَوْا	بَأْسَنَا	قَالُوا
اس کا	مذاق اڑاتے	پھر جب	انہوں نے دیکھا	ہمارا عذاب	وہ کہنے لگے
وہ مذاق اڑاتے تھے پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو وہ کہنے لگے					

أَمَّا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا

أَمَّا	بِاللَّهِ	وَحَدَاهُ	وَكَفَرْنَا	بِمَا	كُنَّا
ہم ایمان لائے	اللہ پر	وہ واحد	اور ہم منکر ہوئے	وہ جس	ہم تھے
ہم اللہ واحد پر ایمان لائے اور ہم اس کے منکر ہوئے جس کو ہم					

بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ

بِهِ	مُشْرِكِينَ	فَلَمْ	يَكُ	يَنْفَعُهُمْ
اس کے	شریک کرتے	تو نہ	ہوا	ان کو نفع دینا
اس کے ساتھ شریک کرتے تھے تو (اب ایسا) نہ ہوا کہ ان کا ایمان				

إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ

إِيمَانُهُمْ	لَمَّا	رَأَوْا	بَأْسَنَا	سُنَّتَ	اللَّهِ
ان کا ایمان	جب انہوں نے دیکھا	ہمارا عذاب	دستور	اللہ	اللہ
ان کو نفع دینا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا۔ اللہ کا دستور ہے					

الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَيْرَ

الَّتِي	فَدَا خَلَتْ	فِي	عِبَادِهِ	وَ	خَيْرَ
وہ جو	گزر چکا ہے	میں	اس کے بندوں	اور	گھاٹے میں گئے

جو اس کے بندوں میں گزر چکا۔ (ہوتا چلا آیا ہے) اور اس وقت

هٰنَالِكَ الْكٰفِرُونَ ﴿٨٥﴾

هٰنَالِكَ	الْكٰفِرُونَ
اس وقت	کافر (جمع)

کافر گھاٹے میں رہ گئے

۹  
۱۴

﴿۸۳﴾ پس جب لائے ان کے پاس ان کے بغیر ظاہر مجھے کفار  
خوش ہوئے اس علم سے جو پیروں کے پاس تھا بطور اہل اور  
تسخر کے انکار کی نیت سے۔

اور آپہنچا ان پر وہ عذاب جس کو وہ نہیں سمجھتے تھے۔

﴿۸۴﴾ سو جب انہوں نے دیکھا ہمارے سخت عذاب کو  
کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے انٹر اکیلے پر اور کفر کیا  
ان کا جن کو ہم اس کا شریک بناتے تھے۔ یعنی توں  
کو چھوڑ دیا۔ اور ان سے بیزاری ظاہر کی۔

﴿۸۵﴾ پر ان کو کچھ نفع نہ دیا ان کے ایمان لانے نے جبکہ  
دیکھ لیا انہوں نے ہمارے سخت عذاب کو۔  
یہی راہ ہے طریقہ خداوندی امتوں گذشتہ میں کہ

﴿۸۳﴾ فَلَمَّا جَاءَ تَهُمْ رُسُلُهُمْ  
بِالْبَيِّنَاتِ الْمُعْجِزَاتِ  
الظَّاهِرَاتِ فَرِحُوا بِأَيِّ  
الْكُفْرَانِ بِمَا عِنْدَهُمْ أَيْ  
الرُّسُلِ مِنَ الْعِلْمِ فَزَحَّ  
إِسْتَفْزَاءً وَخِيفًا مُنْكَرِينَ  
لَهُ وَحَاقَ نَزْلَ بِهِمْ مَا  
كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○  
أَيَّ الْعَذَابِ

﴿۸۴﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا أِنَّا  
شِدَّةً عَذَابِنَا فَالتَّوَّابِ  
إِنَّمَا بِاللهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا  
بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ○

﴿۸۵﴾ فَلَمَّا يَكُ يَنْفَعُهُمْ  
إِنَّمَا تَهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا  
سُتَّتْ اللهُ نَصْبَهُ عَلَى الصَّدْرِ

## فیصل

بوقت نزول عذاب ایمان لانے سے ان کو  
کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

بِفِعْلِ مُقَدَّرٍ مِّنْ لَّمْ يَنْظُرْ  
الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي  
عِبَادِهِ فِي الْأَمْثَلِ  
يَنْقَعُهُمْ إِلَّا نِسَانَ  
نُزُولِ الْعَذَابِ وَخَسِرَ  
هَذَا لِكَفْرٍ وَنُ  
تَبَيَّنَ خُسْرَانُهُمْ لِكُلِّ  
وَهُمْ خَاسِرُونَ فِي كُلِّ  
وَقْتٍ قَبْلَ ذَلِكَ

اور ظاہر ہو گیا اس وقت خسارہ کافروں کا ہر ایک  
شخص کو۔

## تشریح

(۸۳) گذشتہ قوموں کی تباہی کی وجہ ان کا صداقت سے  
منہ موڑنا تھا۔

انہی کرام جس چیز کی دعوت دینے کے لئے آتے ہیں وہ یہ ہے  
انسان اپنے فلسفے اپنے سائنس اور اپنے بنائے ہوئے قانون  
میں اور خود ساختہ اصولوں میں الجھ کر یہ بات نہ بھول جائے کہ پروردگار نے انسان کو ایک خاص مقصد کے  
لئے اس زمین پر بھیجا ہے۔ وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف ہو اس کو فکر و نظر کی اور عمل  
کی آزادی حاصل ہو۔ اخلاقی تدریجوں کو فروغ ہو اور انسان امن و امان کے ساتھ اللہ کی زمین پر رہتے ہوئے  
اپنی مرضی سے اللہ کی اطاعت و فرماں برداری اور اس کے قانون پر عمل پیرا ہو سکے۔  
اگر انسان اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا چاہے تو کوئی زور زبردستی کوئی اقتدار اور کوئی فلسفہ جیتا  
اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بنے۔

مگر ہوا یہ ہے کہ جب قوموں کو طاقت ملی تو انہوں نے اپنے بنائے ہوئے نظام کو دنیا پر مسلط کرنا چاہا اور  
اس کے لئے انہوں نے مکرو فریب کے ساتھ طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا۔ جب اللہ کے رسول ان کے  
پاس کھلی کھلی دلیلیں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے علم و طاقت کے زعم میں ان کی بات پر توجہ نہیں دی۔ نہ صرف  
یہ کہ ان کا راستہ روکا بلکہ ان کا مذاق اڑایا۔ لیکن جلد ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہی  
حقیقت تھی اور جس چیز کو وہ اختیار کئے ہوئے تھے وہ ایک سراب سے زیادہ نہ تھی۔

(۸۴) عذاب کو دیکھ کر ایمان لانا بے سودا جب تک ہمارا عذاب سامنے نہیں آیا وہ دنیا کی زندگی میں اللہ کے دین کا، پیغمبروں  
کی دعوت کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب قیامت قائم ہوگی عذاب کی جو بات کہی گئی تھی وہ سامنے آئے گی تو پکارا نہیں گئے کہ ہم  
نے یہ بات مان لی کہ اللہ وعدہ لا شریک لہ ہے۔ جن کو ہم نے معبود بنا رکھا تھا وہ سب ایک جھوٹ تھا ہم ان کا انکار کرتے  
ہیں واقعی ساری کائنات پر ایک اللہ ہی کی حکومت ہے۔

(۸۵) ایمان اور توبہ کا فائدہ موت سے پہلے پہلے ہے | لیکن ایمان لانا جب آنکھوں کے سامنے عذاب آجائے اور موت کے بعد  
انسان سب کچھ آنکھوں سے دیکھ لے تو چھٹانے کا اور اپنی کوتاہی کے اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایمان اور توبہ  
کا فائدہ اسی وقت تک ہے جب تک آدمی اللہ کے عذاب یا موت کی گرفت میں نہ آجائے۔ عذاب آجانے یا موت کے



آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے۔ یہ بے اختیاری یقین نہ نجات کا باعث بن سکتا ہے اور نہ اس سے عذاب ٹل سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ الشَّيْءَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا التَّائِبِينَ يَدْخُلُونَ وَكَلَّمَ الْقَائِدَ (سورہ نازعہ آیت ۵۱)۔

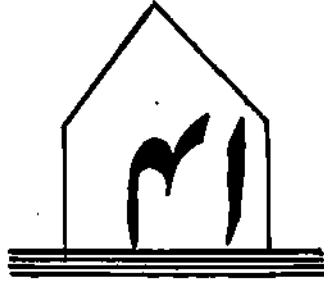
(مگر توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو برے کام کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی۔ اور جس طرح توبہ ان لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک حق کے منکر ہیں۔)

نبی نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُعْرَضْ

(اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اسی وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک موت کے آثار شروع نہ ہوں۔)

توبہ کا مطلب رجوع کرنا اور پلٹنا ہے۔ گناہ کے بعد بندے کا اللہ سے توبہ کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ بندہ اپنے کئے پر پشیمان ہے اور آقا کی فرماں برداری کی طرف پلٹ آیا ہے۔ اور اللہ کی طرف توبہ کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مالک کی نظر عنایت پھر بندے کی طرف متوجہ ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے یہاں معافی ان بندوں کے لئے ہے جو نادانی کی وجہ سے قصور کرتے ہیں اور جب آنکھوں پر سے جہالت کا پردہ اٹھتا ہے تو فرزندہ ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگ لیتے ہیں۔

مگر توبہ ان کے لئے نہیں ہے جو اللہ سے بے خوف ہو کر گناہ پر گناہ کئے جائیں اور جب موت کا فرشتہ سامنے کھڑا ہو تو معافی مانگنے لگیں۔ اسی طرح جب موت آگئی امتحان کی مہلت پوری ہو گئی تو اب پلٹنے کا کوئی موقعہ نہیں ہے۔ دوسری زندگی کی سرحد میں داخل ہو کر جب سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس نے دیکھا کہ دنیا میں جو کچھ سمجھتا تھا یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے تو اب معافی مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔



# حَمَّ السَّجْدَةِ

○ ترتیب تلاوت ————— ۲۱	○ ترتیب نزول ————— ۶۱
○ مکی / مدنی ————— مکی	○ تعداد رکوعات ————— ۶
○ تعداد آیات ————— ۵۲	○ تعداد الفاظ ————— ۸۰۹
○ تعداد حروف ————— ۳۳۰۶	

- سُورَةُ كَانَام دُولْفَطُوں سَے رَل كَرِنَا هَے اِيك لَفْظِ حَمَّ يَعْنِي وَه سُوْرَتِ حِيں كَا اَنَاَز لَفْظِ حَمَّ سَے هُوَا هَے دُوْر لَفْظِ اَلْسَّجْدَةِ يَعْنِي وَه سُوْرَتِ حِيں مِيں اِيك جَلْهَ پَر اَيْتِ سَجْدَه اَاتِي هَے۔
- ① يِه سُوْرَتِ حَضْرَتِ حَمْزَه رُفْهَ كَے اِيْمَان لَانِے كَے بَعْد اُوْر حَضْرَتِ عَمْرُوفِ كَے اِيْمَان لَانِے سَے پَهْلَے نَاَزِلِ هُوْنِي هَے۔ حَضْرَتِ حَمْزَه رُفْهَ كَے اِسْلَام لَانِے كَا دَاقِعَه بِي بُوْرَے عَجِيْب طَرِيْقَه سَے پِيْش اَيَا هَے۔ حَضْرَتِ حَمْزَه اَبِ كَے چچَا بِي حَمَّ اُوْر رِضَايِي بَهَائِي بِي ————— اَبُو جَهْلِ اَبِ كَا اُوْر اِسْلَام كَا دُشْمِن تَهَا اِيك رُوْز اَنْ حَضْرَتِ مِ كُوْه صَفَا كَے قَرِيْب بِيْطَه تَهْمَ كَے اَبُو جَهْلِ اَدِهْر اَنْكَلَا۔ اَبِ كُو دِيكْهَ كَر اَلْحِي سَيْدِ صِي بَاتِيں كَرْنِے لِگَا، اَبِ خَامُوْشِ رَهَے كُوْنِي جَوَاب نِهِيں دِيَا۔ اَبُو جَهْلِ نَے دِيكْهَا كَے كُوْنِي جَوَاب نِهِيں دِيْتِے تُو اِيك پَتْرَا بِيْطَا كَر اَبِ كَے سَر پَر مَارَا۔ خُونِ پَه نَكَلَا مَكْر اَبِ خَامُوْشِي كَے سَاْتَه گْهَر آ گَئے۔

حزہ حسب معمول، شام کو شکار سے واپس آئے راستہ میں عبداللہ بن جدعان کی باندی سے ان کو ابوہل کی حرکت کا پتہ چلا تو خون کھول اٹھا۔ ان کا معمول تھا کہ واپس گھر آکر پہلے کعبہ کا طواف کرتے پھر گھر جاتے۔ طواف کعبہ کے لئے تیر کمان لٹکائے بیت اللہ کی طرف چلے تو وہاں ابوہل اپنے ہم نشینوں سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ طواف سے فارغ ہو کر حضرت حمزہ سید سے ابوہل کی طرف گئے، جاتے ہی ابوہل کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔

پھر کہا کہ میں بھی محمد کے دین پر ہوں اور وہی کہتا ہوں جو محمد کہتے ہیں۔ اب میرے سامنے بول کر لکھا (اَشْتَمْتُهٗ وَ اَنَا عَلٰٓی دِیْنِہٖ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ فَتَرُوْا عَسَیْ رَانَ اَسْتَظَعْتُ۔) بنی مخزوم کا ایک شخص ابوہل کی حمایت کے لئے اٹھا۔ مگر ابوہل نے یہ کہہ کر روک دیا کہ نہیں زیادتی میری تھی۔

حضرت حمزہ واپس آکر حضرت محمد سے ملے اور کہا۔ بھتیجے! میں نے ابوہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ آپ نے فرمایا چچا۔ یہ میرے لئے کوئی خوشی کی خبر نہیں ہے۔ مجھے اس وقت خوشی ہوگی جب اللہ کا سچا دین قبول کریں گے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ ”میں محمد کے دین پر ہوں“ بے اختیاری میں دل کی یہ آواز حقیقت بن گئی۔

○ اسلام کی اتنی شدید مخالفت کیوں تھی۔؟ اللہ کی ذات کو تو وہ شرک و کافر بھی بڑا مانتے تھے۔ اللہ کی صفات میں اللہ کے علاوہ دوسروں کو شریک کرتے تھے۔ نجات کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ بت عبادت کی ایک علامت تھی۔ مخالفت کی وجہ کیا تھی؟ اتنی ہی تھی کہ حضرت محمد بت پرستی سے خدا پرستی کی طرف لے جانا چاہتے تھے؟ گہرائی میں دیکھئے تو بڑی وجہ اس پورے سسٹم اور نظام کی تبدیلی تھی جس میں یہ لوگ رہ رہے تھے۔ اس سسٹم سے ان کا اقتدار وابستہ تھا۔ اللہ کے اقتدار کا مطلب ان کے اقتدار کا خاتمہ تھا۔ کتنے انسانوں کو انہوں نے اپنا غلام بنایا ہوا تھا، ان کی زندگی جانوروں سے بدتر کر رکھی تھی۔ حضرت محمد کی پیش کردہ دعوت کا مطلب اس غلامی کا خاتمہ تھا۔ انسانی برابری کا یہ پیغام ان کو کب بجاتا تھا جس میں غلام اور آقا کی کوئی تمیز نہ تھی۔ بالادستی اور زبردستی کا خاتمہ یہی ایک سبب ان کی انا کے لئے کافی تھا۔ سب خدا کے بندے اور وہ اللہ کے بندوں کا ایک خدا۔ جوڑے خداؤں کے خاتمہ کا مطلب ان کا اپنا خاتمہ تھا۔ سوال بتوں کی خدائی کا نہیں ان کی اپنی خدائی کا تھا۔ اس لئے وہ کسی قیمت پر اس نظام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ جس کا مطلب انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر صرف ایک خدا کا بندہ بنانا تھا۔ جس کا مطلب ہر طرح کے امتیازات کو ختم کر کے انسانوں کو بندوں کی سطح پر رکھنا تھا۔ نہ کسی ایک طبقہ کو خدائی کی سطح پر۔ مخالفین کے لئے ہجرت انگیز بات اس دین کے قبول کرنے والوں کی استقامت تھی۔ ہر طرح کے حربے آزمانے کے باوجود ایک شخص کو بھی اپنی جگہ سے ایک انچ نہ ہلا سکتے تھے۔

○ اسلام کے ماننے والوں، اور اس دین حق میں داخل ہونے والوں کا رویہ یہ تھا کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے تو کیا دیتے اینٹ کا جواب اینٹ سے بھی نہ دیتے۔ ماریں بہتے اور صبر کرتے۔ اس سے اسلام کی اخلاقی برتری لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتی جا رہی تھی۔ اگر تھپڑ کا جواب تھپڑ سے

دیاجائے تو یہ چیز کا مقابلہ چھڑے ہو جاتا، اور ظالم اور مظلوم دونوں ایک سطح پر آجاتے ہیں۔ دونوں کی سطح نمایاں کرنے کے لئے کسی طرف کا سب سے بہترین ہتھیار صبر ہے۔ صبر بزرگی کا نام نہیں ہے۔ اس کا نام کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ سب کچھ سہ کر دہ صرف اپنے موقف پر ٹٹے رہنا بلکہ دعوتِ اسلامی کے فریضے سے کسی حال میں دست بردار نہ ہونا — اور یہ دکھانا کہ کسی ظالم کا طاقت ور ہاتھ ہیں اس ذمہ داری کا داغی سے روک نہیں سکتا۔

مسلمانوں کا اس کا شکر لینے کے پاس کوئی جو انہیں تھا اس لئے انہوں نے ایک دوسرے سے سوچنا شروع کیا کہ کون سے چیزوں سے معاہدہ کریں۔ ابوالولید مقبرین نے یہ کہہ کر قریش نے اپنی طرف سے نماندہ بنا کر حضرت محمد کے پاس گفتگو کے لئے بھیجا۔ ابوالولید نے کہا۔ بیٹے تم شریف ہو۔ ایک معزز خاندان کے فرد ہو۔ مگر تم نے پوری قوم کو ایک کش مکش میں مبتلا کر دیا ہے، یہ بتاؤ کہ آخر تمہارا مقصد کیا ہے؟

اگر تم مال دولت چاہتے ہو — تو ہم مل کر تمہیں اتنا مال دے دیتے ہیں کہ تمہیں سے مالدار بن جاؤ۔ اگر تمہیں عزت کی خواہش ہے۔ تو ہم سب مل کر تمہیں اپنا سردار بنائے لیتے ہیں۔ اور تمہاری جو خواہش ہو بتاؤ ہم پوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت محمد نے کہا ابوالولید آپ اپنی بات کہہ چکے۔ تو جواب سنئے۔ اس کے جواب میں نبی نے —

سورہ ختم کی تلاوت فرمائی، جس میں ان کی بے ہودہ پیش کش کی طرف انتہا کے بغیر اس مخالفت کو موضوع بنایا گیا ہے جو قرآن مجید کی دعوت کو زک دینے کے لئے کفار مکہ کی طرف سے اس وقت انتہائی ہٹ دھرمی اور بد اخلاقی کے ساتھ جاری تھی۔ اس اندھی اور بہری مخالفت کے جواب میں سورہ طہ مجیدہ میں جو کچھ فرمایا گیا اس کا حاصل یہ ہے۔

۱۔ یہ خدای کا نازل کردہ کلام ہے اور عربی زبان ہی میں ہے۔ جاہل لوگ اس اندر علم کی کوئی روشنی نہیں پاتے مگر سمجھ بوجھ والے اس روشنی کو دیکھ بھی رہے ہیں اور اس سے فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں۔

۲۔ تم نے اگر اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لئے ہیں اور اپنے کان پر گھڑ لے ہیں تو نبی کے یہودیہ کام نہیں کرو کہ زبردستی تمہیں اپنی بات مانے اور بھاگتے تو سننے والوں کو ہی سنا سکتا ہے اور سمجھنے والوں کو ہی سمجھا سکتا ہے۔

۳۔ تم جا، اپنی آنکھیں اور کان بند کر لو اور اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لو مگر حقیقت یہی ہے کہ تمہارا خدا اس ایک ہی اور تم کو دوسرے کے بند نہیں ہو۔

۴۔ تمہیں کچھ احساس بھی ہے کہ یہ شرک اور کفر تم کس کے ساتھ کر رہے ہو۔ اس خدا کے ساتھ جو تمہارا اور باری کائنات کا خالق و مالک اور رازق ہے اس کا شریک تم اس کی حقیر خلق کو بناتے ہو۔

۵۔ نہیں ماننے تو خیر دار ہو جاؤ کہ تمہاری طرح کاغذاب اچانک ٹوٹ پڑنے کے لئے تیار، جیسا عباد اور ٹھوڈ پر آیا تھا۔ جب نبی اس آیت پر پہنچے

فَإِنْ أَهْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودٍ۔ تو عقبہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا ایسا نہ کہیے۔

عقبہ واپس آیا تو اس کا انداز بدلا ہوا تھا اس نے کہا بھائیو! میری رائے ہے کہ اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر یہ غالب آگیا تو تمہارا بھائی ہے اس کی کامیابی تمہاری کامیابی ہوگی اور تباہ ہو گیا تو سب سے چھوٹ جاؤ گے۔

قریش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم پر بھی محمد کا جادو چل گیا ہے — عقبہ نے کہا تم جو چاہے کرو میں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔

اسلام کی دعوت کے خلاف ان تمام مشکلات کے باوجود اعلیٰ اخلاق اور حسن کردار وہ ہتھیار تھا جس نے تمام مخالفتوں کے باوجود اسلام کے راستے میں آنے والی ہر مشکل کو دور کر دیا اور یہی وہ بات ہے جو اس پوری سورت کا حاصل اور خلاصہ ہے۔ اور ہر دور میں ہمارے لئے کامیابی کا راستہ دکھانے والی ہے۔

آیاتہا ۵۴

۱۴۱۔ سُورَةُ حَمْدِ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ - ۶۱

رُكُوعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

حَمْدٌ ۱ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۲ كِتَابٌ

حَمْدٌ	تَنْزِيلٌ	مِّنَ	الرَّحْمَنِ	الرَّحِيمِ	كِتَابٌ
حَمْدٌ	نازل کیا ہوا	سے	نہایت رحم کرنے والا	مہربان	ایک کتاب

حَمْدٌ (یہ کلام) نازل کیا ہوا ہے، نہایت رحم کرنے والے مہربان (اللہ کی طرف) سے۔ یہ ایک کتاب ہے

فُصِّلَتْ آيَتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۳

فُصِّلَتْ	آيَتُهُ	قُرْآنًا	عَرَبِيًّا	لِّقَوْمٍ	يَعْلَمُونَ
جدا جدا (واضح) کر دی گئیں	آیتوں کی	قرآن	عربی زبان میں	ان لوگوں کے لئے	وہ جانتے ہیں۔

اس کی آیتیں واضح کر دی گئی ہیں۔ قرآن عربی زبان میں ہے ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں۔

سُورَةٌ فَصِّلَتْ مَكِّيَّةٌ ثَلَاثٌ

وَخَمْسُونَ آيَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَمْدٌ ۱ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِهِ

تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ

الرَّحِيمِ ۲ مُبْتَدَأٌ

كِتَابٌ خَبْرَةٌ فَصِّلَتْ

آيَتُهُ بَيِّنَاتٌ بِالْأَحْكَامِ

وَالْقَصَصِ وَالْمَوَاعِظِ

قُرْآنًا عَرَبِيًّا حَالٌ

مِّنْ كِتَابٍ بِصِفَتِهِ لِقَوْمٍ

مُتَعَلِّقِينَ بِفُصِّلَتْ يَعْلَمُونَ ۳

يَعْلَمُونَ ذَلِكَ وَهُمْ الْعَرَبُ

سورہ فصِّلَتْ مکی ہے اس میں تریپن آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے

حَمْدٌ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے

مراد لی۔

تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ یہ کتاب جس میں تمام

احکام اور قصے اور نصیحتیں کھلی کھلی بیان

ہوئی ہیں اتاری ہوئی ہے اللہ بہت بخشنے والے

نہایت مہربان کی۔

وہ کتاب قرآن ہے عربی زبان میں۔ اس میں احکام

وغیرہ بیان کئے گئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو

اس کو سمجھتے ہیں یعنی اہل عرب کے لئے۔

## تشریح

① حسراً یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ اور اس کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ ان کا تلفظ الگ الگ حروف کی شکل میں ہوتا ہے یعنی ح کو الگ اور ق کو الگ پڑھا جائے گا۔ ان حروف کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

② قرآن رحمن اور رحیم کی طرف سے اتارا ہوا ہے یعنی قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ کی اپنے بندوں پر بڑی مہربانی اور رحمت ہے کہ ان کی ہدایت کے لئے ایسی عظیم اشیان اور بے مثال کتاب اس نے نازل فرمائی ہے اس کی طرف سے ہدایت کا آنا بندوں کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔

اگر کوئی اس کلام پر ناگواری محسوس کرتا ہے یا اس پر عمل کرنے سے بچتا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سختی اختیار کرتا ہے اور اس سے منہ موڑتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی صفات رحمن اور رحیم کا ذکر کر کے یہ بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے گمراہی کے اندھیرے سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آئیں جس طرح اس نے اپنے بندوں کے لئے روزی کا انتظام کیا ہے کہ وہ کھانے کے لئے رزق اور ان کی زندگی کی ضروریات پوری کرنے کا سامان کرتا ہے اسی طرح اس نے اپنی عنایت سے اپنے بندوں کے لئے علم کی روشنی دکھانے کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ اب بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی اس نعمت کا شکر ادا کرے اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائے۔

③ اس کتاب میں صاف صاف باتیں عربی زبان میں ہیں اس کتاب میں ہر بات کھول کھول کر صاف صاف بتائی گئی ہے جس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے جو بات بھی کہی گئی ہے واضح اور دو ٹوک ہے حق اور باطل الگ الگ کر کے بتا دیا گیا ہے اچھائی اور برائی نیکی اور بدی ہر بات کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ کون سے طریقے پر چلنے میں انسان کی بھلائی ہے، کون سا طریقہ ہے جو نقصان پہنچانے والا ہے۔

کیونکہ اس کتاب کے اولین مخاطب اہل عرب ہیں اس لئے یہ کتاب ان کی زبان عربی میں نازل کی گئی ہے اس زبان کی لطافتوں اور نزاکتوں کو اہل زبان اچھی طرح سمجھتے ہیں وہ خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کتاب کی زبان اور مضامین کا معیار انسانی معیار سے بہت بلند ہے۔ وہ اس کی تعلیم کو سمجھ کر دوسری قوموں تک اس کی تعلیم پہنچانے کا ذریعہ بنا سکتے ہیں۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں کی زبان ہی استعمال کی جائے گی اور وہ کوئی ایک ہی زبان ہو سکتی ہے کسی چیز کو پھیلانے کا یہی فطری طریقہ ہمیشہ سے رہا ہے اس لئے یہ کتاب اہل عرب اور غیر اہل عرب تمام عالم کے لئے ہے۔

البتہ اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن میں علم ہے اور طلب ہے جس طرح۔ قیمتی ہیرا اس شخص کے لئے بے کار ہوتا ہے جو پتھر اور ہیرے کا فرق نہ سمجھتا ہو۔ اسی طرح نادان لوگوں کے لئے قیمتی سے قیمتی بات بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر  
مردن داں پر کلام نرم و نازک بے اثر

بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ

بَشِيرًا	وَنَذِيرًا	فَأَعْرَضَ	أَكْثَرُهُمْ	فَهُمْ
خوش خبری دینے والا	اور ڈرسانے والا	سو منہ پھیرا	ان میں سے اکثر	پس وہ

خوش خبری دینے والا اور ڈرسانے والا، سو ان میں سے اکثر نے منہ پھیرا۔ پس وہ

لَا يَسْمَعُونَ ﴿٣﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيْ أَكِنَّةٍ وَمِمَّا

لَا يَسْمَعُونَ	وَقَالُوا	قُلُوبُنَا	فِيْ + أَكِنَّةٍ	مِمَّا
سننے نہیں	اور انھوں نے کہا	ہمارے دل	بردوں میں	اس سے جو

سننے نہیں اور انھوں نے کہا اس (بات) جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو ہمارے دل

سَدَعُونَآ إِلَيْهِ وَفِيْٓ أَذَانِنَا وَقُرْٓؤَانِنَا

سَدَعُونَآ	إِلَيْهِ	وَفِيْٓ +	أَذَانِنَا	وَقُرْٓؤَانِنَا
تم بلاتے ہو ہیں	اس کی طرف	اور ہمارے کانوں میں	بوجھ۔ گرائی	اور ہمارے درمیان

بردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرائی ہے اور ہمارے اور

وَبَيْنَكُمْ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّا عَمِلُونَ ﴿٥﴾ قُلْ

وَبَيْنَكُمْ	حِجَابٌ	فَاعْمَلْ	إِنَّا	عَمِلُونَ ﴿٥﴾
اور تمہارے درمیان	ایک پردہ	سو تم اپنا کام کرو	بیشک ہم	کام کرتے ہیں

تمہارے درمیان ایک پردہ ہے۔ سو تم اپنا کام کرو بے شک تم تو اپنا کام کرتے ہیں آپ فرماؤں

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ إِلَىٰٓ أَنَا إِلَهُكُمْ

إِنَّمَا	أَنَا +	بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	يُوحَىٰٓ
اس کے سوا نہیں	کہ میں ایک بشر	تم جیسا	دھکی جاتی ہے	میری طرف

اس کے سوا نہیں کہ میں ایک بشر ہوں تم جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے یہ کہ تمہارا معبود

إِلَهُٗ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوا ﴿٦﴾

إِلَهُٗ	وَاحِدٌ	فَاسْتَقِيمُوا	إِلَيْهِ	وَاسْتَغْفِرُوا ﴿٦﴾
معبود	یکتا	پس سیدھے رہو	اس کا رخ اس کی طرف	اور اس سے مغفرت مانگو

معبود یکتا ہے۔ پس سیدھے رہو اس کے حضور اور اس سے مغفرت مانگو

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ

وَوَيْلٌ	لِّلْمُشْرِكِينَ	الَّذِينَ	لَا يُؤْتُونَ
اور خرابی	مشرکوں کے لئے	وہ جو	نہیں دیتے
اور خرابی ہے مشرکوں کے لئے وہ جو زکوٰۃ نہیں			

الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿٧﴾

الزَّكَاةَ	وَهُمْ	بِالْآخِرَةِ	هُمْ	كَافِرُونَ
زکوٰۃ	اور وہ	آخرت کا	وہ	منکر ہیں
دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں				

﴿۴﴾ وہ قرآن کو فحش ہی دیتا ہے اور ڈراتا ہے۔ پس منہ پھیرا ان میں سے بہتوں نے سو وہ نہیں سنتے سنا قبول کرنے کی نیت سے۔

﴿۵﴾ اور کہتے ہیں پیغمبر سے کہ ہمارے دل پردوں میں ان امور سے جن کی طرف تم ہم کو بلا تے ہو اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے۔ اور ہم میں اور تجھ میں دین کے بارے میں اختلاف ہے۔

پس تو اپنے دین کے موافق عمل کر ہم اپنے مذہب پر عمل کرتے ہیں۔

﴿۶﴾ اے محمد کہہ دے کہ بات یہ ہے کہ میں تم جیسا ایک آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے یہ کہ بیشک تمہارا معبود ایک ہے سو اسی کی طرف سیدھے رہو ساتھ ایمان لانے اور اس کی بندگی کرنے کے۔

اور اس سے بخشش مانگو اور رحمت معیشت ہے مشرکوں پر

﴿۷﴾ وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے وہ منکر ہیں۔

﴿۴﴾ بِسْمِئِهَا صَفَاةٌ فَذَانِ وَذُنُورَاهُ  
فَاعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ  
لَا يَسْمَعُونَ ○ سَمَاعٌ قَبُولٌ

﴿۵﴾ وَقَالُوا الْبَيْنُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ  
أَكْثَرُ مِمَّا كُنَّا نَعْتَدُ  
إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ  
نَمُتُّ ○ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنَكَ  
حِجَابٌ خَلَاتٌ فِي الدِّينِ  
فَاعْمَلْ عَلَى دِينِكَ  
إِن تَنَاظَرُوا ○ عَلَى دِينِنَا

﴿۶﴾ هَلْ أَمْتًا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ  
يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنَا إِلَهُكُمْ  
إِلَهُ وَاحِدٌ ○ فَاسْتَقِيمُوا  
إِلَيْهِ بِالْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ  
وَاسْتَعِزُّوا بِهِ ○ وَوَيْلٌ كَلِمَةٌ  
عَذَابٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ○

﴿۷﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ  
وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ○



## تشریح

(۴) قرآن ایک ملی کتاب ہے | قرآن صرف ایک فلسفہ یا تخیل نہیں ہے جس کے ماننے یا نہ ماننے سے کچھ حاصل نہ ہو بلکہ یہ عمل کی طرف بلانے والی کتاب ہے۔ یہ کتاب بتاتی ہے کہ اگر اس پر عمل کرو گے تو دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بشارتیں ہیں یہ کتاب خبردار کرتی ہے کہ اگر ان طریقوں کو چھوڑو گے جن کی طرف یہ کتاب رہنمائی کر رہی ہے تو اس کے نتیجے تمہارے لئے بڑے ہولناک ہوں گے۔ غرض یہ کتاب عمل کی دعوت اور اس کے نتائج سے آگاہ کرتی ہے مگر اس کے باوجود بہت لوگ اس سے روگردانی کرتے ہیں اور سن کر نہیں دیتے۔ ان کو سنائی کیوں نہیں دیتا اور سن کر بھی کیوں نہیں سن سکتے اس کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے۔

(۵) سنسنے کی وجہ ہٹ دھرمی | صبح اور سچی بات سن کر بھی کیوں سنائی نہیں دیتا اس کی وجہ ہے ہٹ دھرمی ضد اور تعصب۔ یہ چیز انسان کے درمیان ایسی مڑکاوٹ بن جاتی ہے کہ آدمی سن کر بھی سننا اور دیکھ کر بھی نہیں دیکھتا ان کے دلوں پر غلاف چڑھ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اس لئے جس چیز کی طرف ہمیں بلا رہے ہو اس کا ہمارے دلوں تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اب ہم سن کر بھی سنائی نہیں دیتا۔ ہمارے اور تمہارے درمیان ایسی روکاٹ پیدا ہو گئی ہے جو ہمیں قریب نہیں آنے دیتی۔ بس اب آپ اپنا کام کے جائیں ہمیں کوئی لینا دینا نہیں ہے اور ہم اپنا کام کریں گے اور اپنا راستہ نہیں چھوڑیں گے۔

(۶) تمہارے دلوں کو بدلنا میرے بس میں نہیں ہے | میرے بس میں یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنی ضد اور ہٹ کی وجہ سے جو اپنے دلوں پر غلاف چڑھا لیا ہے اس کو اتار کر پھینک دوں اور تمہارے وہ کان جن کو تم نے خود ہی بہرہ کر لیا ہے ان کو کھول دوں اور میرے اور اپنے درمیان جو تم نے اپنی دشمنی کی وجہ سے دوری پیدا کر لی ہے اس کو ختم کر دوں۔ میں تو ایک انسان ہوں اس کو سمجھا سکتا ہوں جو سمجھنے کے لئے تیار ہو اور اس سے مل سکتا ہوں جو ملنے کے لئے تیار ہو۔ چاہے تم اپنے دلوں پر غلاف چڑھاؤ چاہے تم اپنے کانوں کو بہرہ کر لو مگر سچائی یہی ہے کہ تمہارا سب کا پروردگار ایک ہی ہے۔ یہ بات مجھے وحی کے ذریعے بتائی گئی ہے جس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ بات میں نے نہ خود بنائی ہے نہ یہ کوئی فلسفہ ہے بلکہ وہ حقیقت اور سچائی ہے جس کا علم وحی کے ذریعے ہوا ہے، وہ صداقت جو پروردگار نے منکشف کی ہے۔ پس جب وہ ایک ہی پروردگار ہے تو اسی کے قانون اسی کے ضابطے اور اسی کی شریعت پر اپنی زندگی کو دھسا لو اور اب تک جو بے وقافی اپنے پروردگار سے کرتے رہے ہو وہ شرک اور نافرمانی وہ خدا فراموشی جو اب تک ہوتی رہی ہے اس کے لئے پروردگار سے معافی مانگو۔ اللہ کے ساتھ سا بھی بنانے والوں کے لئے تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۷) نفس کی پاکیزگی سے دور، غریبوں کا حق مارنے والے | اللہ کے ساتھ تو ان کا معاملہ یہ ہے کہ اس کی عاجز مخلوق کو اس کی خدائی میں سا جھے دار بناتے ہیں۔ نفس کی پاکیزگی سے دور ہیں کہ اس میں شرک کی گندگی بھری ہوئی ہے۔

بندوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے عزیز مسکین محتاج پر خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انجام کی طرف سے بالکل غافل، انہیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی ہوگی اور حساب کتاب ہوگا اس لئے ان کا مستقبل ہلاکت اور بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ عقائد بھی غلط، اخلاق بھی بُرے، اعمال بھی ناشائستہ۔ غرض اپنے رب اور انسانوں کے حقوق سے غافل اور لاپرواہ۔ اس لئے کہ انہوں نے بیغمبروں کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے گمراہی کے اندھروں میں بھٹک رہے ہیں۔

إِنَّ الْكَذِبِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

إِنَّ	الْكَذِبِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	لَهُمْ
بے شک	جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے اچھے	ان کے لئے
بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے ان کے لئے				

أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۸ قُلْ أَيْسَرُ لَكُمْ تَكْفُرُونَ بِالَّذِي

أَجْرٌ	غَيْرُ مَمْنُونٍ	قُلْ	أَيْسَرُ لَكُمْ	تَكْفُرُونَ	بِالَّذِي
اجر	ختم نہ ہونے والا	فرمادیں	کیا تم	انکار کرتے ہو	اس کا جس نے
اجر ہے ختم نہ ہونے والا آپ فرمادیں کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے					

خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ إِندَادًا ذَلِكَ

خَلَقَ	الْأَرْضَ	فِي يَوْمَيْنِ	وَتَجْعَلُونَ لَهُ	إِندَادًا	ذَلِكَ
پیدا کیا	زمین	دو دنوں میں	اور تم ٹھہراتے ہو	اس کے	شریک (جمع) یہ
زمین کو دو دنوں میں پیدا کیا اور تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو یہی ہے					

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۹ وَجَعَلَ فِيهَا رِوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا

رَبِّ الْعَالَمِينَ	وَجَعَلَ	فِيهَا	رِوَاسِيَ	مِنْ فَوْقِهَا
سارے جہانوں کا رب	اور اس نے بنائے	اس میں	پہاڑ (جمع)	اس کے اوپر
سارے جہانوں کا رب اور اس نے اس میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور				

وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ

وَبَرَكَ	فِيهَا	وَقَدَّرَ	فِيهَا	أَقْوَاتَهَا	فِي	أَرْبَعَةِ
اور برکت رکھی	اس میں	اور مقرر کیں	اس میں	ان کی خوراکیں	میں	چار
اس میں برکت رکھی اور اس میں چار دنوں میں ان کی خوراکیں مقرر						

أَيَّامٍ سَوَاءٍ لِّلسَّاعِلِينَ ۱۰

أَيَّامٍ	سَوَاءٍ	لِّلسَّاعِلِينَ
دن (جمع)	یکساں	تمام سوال کرنے والوں کے لئے
کیں۔ یکساں تمام سوال کرنے والوں کے لئے		

فیصل

۸) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے واسطے ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

۹) تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي كُنَّا نُنزِلُ بِهَا الذِّكْرَ عَلَى الْكَافِرِينَ لَعَلَّهُمْ يُعْذِرُونَ لَقَدْ آتَيْنَا الْإِنسَانَ الْإِسْمَ الَّذِي أَعْلَمَ بِذَاتِ نَفْسِهِ أَتَى النَّاسَ وَالْأَنْعَامَ عَلِيمًا وَجَعَلْنَاهُمْ لِقَاءَ رَبِّهِمْ أَجْمَعِينَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ (مراد دودن سے اقوار اور پیر کا دن ہے)

اور کرتے ہو تم واسطے اس کے شریک۔

وہ مالک ہے تمام جہان کا (عالم ناسوی) اللہ کا نام ہے اور جمع لانا اس کا باعتبار اختلاف اقسام عالم کے ہے۔ اور یاروں کے ساتھ جمع لانا بہ سبب علیہ دینی کے عقلا کو جو افراد عالم سے ہیں۔

۱۰) اور بنائے اللہ نے زمین میں پہاڑ ثابت رہنے والے اس کے اوپر سے۔

اور زمین میں برکت پیدا کی پانی اور کھیتی اور دودھ والے جانوروں کی کثرت سے۔ اور تقسیم کی اس میں نئی آدمیوں اور جانوروں کی۔ یہ تمام چیزیں جو زمین میں پیدا کی گئیں دودن میں ہوئیں منگل اور بدھ میں۔ پس گل چار دن ہو گئے،

پورے، نہ کم نہ زیادہ۔ ان کے لئے جو زمین کے اور اس کے اندر جو کچھ رکھا گیا اس کی تدبیر کرنے کی دریافت کرتے ہیں حاصل یہ کہ جن کو اس امر کی تحقیق منظور ہے کہ زمین و مافینا کس قدر مدت میں پیدا ہوئے تو وہ جان لیویں کہ چار دن میں سپکام متعلق زمین کے پورے ہو گئے۔

۸) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ

۹) هَلْ أُمِّلُكُمْ بِتَحْقِيقِ الْهَمَزَةِ الثَّانِيَةِ وَتَسْهِيلِهَا وَإِدْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهَا بِوَجْهِهَا وَبَيْنِ الْأُولَى لِتَكْتُمُونَ بِالذِّكْرِ

خَلَقَ الْاَكْرَهْنَ فِي يَوْمَيْنِ الْأَحَدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا شُرَكَاءَ ذَلِكَ رَبِّ الْمَلِئِكِ الْعَلِيِّينَ

جَمْعُ عَالِمٍ وَهُوَ مَا سَوَى اللَّهِ وَجَمْعٌ لِاخْتِلَافِ أَنْوَاعِهِ بِالنِّسَاءِ وَالنُّونِ تَعْلِيْبًا لِلْعُقُلَاءِ

۱۰) وَجَعَلَ مُسَانِمًا وَلَا يَجُوزُ عَظْمُهُ عَلَى صِلَةِ الذِّكْرِ لِلْفَاحِصِ الْأَجْنَبِيِّ فِيهَا رَوَايَةُ حَبَالًا شَوَابِتٍ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكُ فِيهَا بِكَثْرَةِ السِّيَابِ وَالشَّرُوعِ وَالطَّرُوعِ وَقَدَّرَ قَسَمَ فِيهَا أَقْوَامَهَا لِلنَّاسِ وَالْبَهَائِمِ فِي تَمَامِ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ أَيْ أَجْعَلَ وَمَا ذَكَرَ مَعَهُ فِي يَوْمِ الثَّلَاثَاءِ وَالْأَرْبَعَاءِ سَوَاءً مَسْمُوتٌ عَلَى التَّضَدِّرِ أَيْ اسْتَوَاتِ الْأَمْرِ بَعْدَ اسْتَوَاءِ لَا تَزِيدُ وَلَا تَنْقُصُ لِلشَّاطِلِينَ عَنِ خَلْقِ الْأَرْضِ بِهَا فِيهَا

## تشریح

۸) ایمان لانے والوں کے لئے دائمی اجر | ایک طرف وہ لوگ ہیں جو نہ اللہ کا حق پہچانتے ہیں نہ بندوں کا اور نہ آخرت کے اجر و ثواب کو مانتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کا حق بھی پہچانتے ہیں اس پر ایمان لانے میں اور صرف ایمان ہی نہیں لاتے بلکہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو نیک عمل کے سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ جس کا جو حق ہے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو نیکی کرتے ہیں وہ اللہ کی رضا کے لئے کرتے ہیں آخرت کے اجر و ثواب کے لئے کرتے ہیں اس میں کوئی دکھاوا نہیں ہوتا کسی پر احسان نہیں جاتے۔ ایسے نیک بندوں کے ساتھ اللہ کا معاملہ یہ ہوگا کہ ان کو وہ جزا دی جائے گی جس کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور ان کے ثواب میں کبھی کمی نہ آئے گی اور اللہ تعالیٰ جو ان کو ان کے نیک کاموں کا انعام عطا فرمائیں گے اس پر کسی احسان کا اظہار نہیں فرمائیں گے۔ عرض یہ کہ جنت میں پہنچ کر نہ ان کو فنا ہوگی اور نہ ان کا ثواب فنا ہوگا۔

۹) اللہ رب العالمین کے برابر کوئی دوسرا کیسے ہو سکتا ہے؟ | اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے زمین کو دو دن میں بنا دیا وہ پروردگار جو مارے جانوں کا رب ہے، ہر ایک کی پرورش کرتا ہے ہر ایک کا حاجت روا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ کوئی دوسرا جو ایک ذرے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتا وہ اس کا ہمسرہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ کی قدرت کا انکار اس کی وحدانیت اور اس کی صفات کمالیہ سے منہ موڑنا اور وہ ہستیاں جن کی کوئی قدرت نہیں ہے ان کو اللہ کے ہمسرہ سمجھنا انتہائی حیرت کی بات ہے۔ بھلا کہاں پروردگار عالم اور کہاں یہ عاجز ہستیاں جن کو کوئی بھی اختیار نہیں ہے ایک بے اختیار صاحب اختیار کے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟

۱۰) زمین جس کو اللہ نے بنایا ذرا اس کی برکتوں کا اندازہ کرنا | یہ زمین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے صرف دو دن میں بنا دی جو حرکت کرنے کے باوجود اس طرح جمی ہوئی ہے کہ اس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی، اس کے اوپر پہاڑوں کی میخیں گاڑ دی ہیں جانتے ہو کہ اس زمین کے پیٹ میں کیسی کیسی برکتیں رکھ دی ہیں؟ اس کے پیٹ میں بے حد بے حساب سامان ہے جو سا ہا سال سے نکلتا چلا آ رہا ہے جو چھوٹے سے چھوٹے کیرٹے سے لے کر انسان کی بڑی سے بڑی ضرورت کو پورا کرتا ہے اس کے اندر سے پانی نکلتا ہے جس کی وجہ سے کھیتیاں اُگتی ہیں، ہوا کا غلاف چرلھا ہوا ہے جس کی وجہ سے انسان اور جانوروں کی زندگی ممکن ہوتی ہے اور یہ تمام چیزیں ایک خاص اندازے اور حکمت سے زمین کے اندر رکھی ہوئی ہیں جو ہر خطے اور ہر ملک کے باشندوں کی طبیعت اور ان کی ضرورت کے مطابق مہیا کی گئی ہیں۔ یہ سارا کام چار دن میں مکمل ہوا۔

دنوں سے مراد وہ دن نہیں ہیں جو زمین اور سورج کی پیدائش کے بعد اس کی گردش سے جو بیس گھنٹوں کے ہوتے ہیں بلکہ دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن کی نسبت سورج حج میں ارشاد ہوا ہے۔

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (رکوع ۱۱ آیت ۱۷)

(مگر تیرے رب کے یہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔)

اس لئے دنوں کی مقدار کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے مطلب یہ ہے کہ زمین میں زندگی کے آغاز سے لے کر قیامت تک جس جس قسم کی جتنی مخلوق اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والے تھے ہر ایک کی ٹھیک ٹھیک ضرورت کے مطابق غذا کا پورا سامان اس نے زمین کے اندر رکھ دیا اور انسان کی ضرورت اور اس کے ذوق کی تسکین کے لئے جن جن غذاؤں کی ضرورت ہے اس کی طلب پوری کرنے کے لئے مکمل انتظام کر دیا اور اس تمام تخلیقی انتظامات میں جن کی حکمتوں کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا صرف چار دن صرف ہوئے

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ

ثُمَّ	اسْتَوَىٰ	إِلَى	السَّمَاءِ	وَهِيَ	دُخَانٌ	فَقَالَ
پھر	اس نے توجہ فرمائی	طرف	آسمان	اور وہ	ایک دھواں	تو اس نے کہا

پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ ایک دھواں تھا . تو اس نے اس

لَهَا وَاللَّأَرْضِ انْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا

لَهَا	وَاللَّأَرْضِ	انْتِيَا	طَوْعًا	أَوْ	كَرْهًا	قَالَتَا
اس سے	اور زمین سے	تم دونوں آؤ	خوشی سے	یا	ناخوشی سے	ان دونوں نے کہا

سے اور زمین سے کہا تم دونوں آؤ خوشی سے یا ناخوشی سے ، ان دونوں نے کہا

اتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَيْنَ سَبْعَ مِائَاتٍ فِي

اتَيْنَا	طَائِعِينَ	فَقَضَيْنَ	سَبْعَ	مِائَاتٍ	فِي
ہم دونوں آئے	(حاضر ہیں) خوشی سے	پھر اس نے بنائے	ساتھ	آسمان	میں

ہم خوشی سے حاضر ہیں۔ پھر اس نے دو دنوں میں سات آسمان

يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا

يَوْمَيْنِ	وَأَوْحَىٰ	فِي	كُلِّ	سَمَاءٍ	أَمْرَهَا
دو دن	اور وحی کر دی	میں تو	ہر	آسمان	اس کا کام

بنائے اور ہر آسمان کو اس کے کام کی وحی کر دی۔ اور

وَرَبَّاتْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَحِفْظًا

وَرَبَّاتْنَا	السَّمَاءَ	الدُّنْيَا	بِمَصَابِيحٍ	وَحِفْظًا
اور ہم نے زینتی	آسمان	دُنیا	چراغوں (ستاروں) سے	اور حفاظت کے لئے

ہم نے آسمان دُنیا کو ستاروں سے زینت دی اور حفاظت کے لئے (بھی)

ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝۱۲

ذَلِكَ	تَقْدِيرُ	الْعَزِيزِ	الْعَلِيمِ
یہ	اندازہ (فیصلہ)	غالب	علم والا

یہ غالب، علم والے (اللہ کا فیصلہ) ہے۔

فیصل

۱۱) پھر قصد کیا آسمان کی طرف اور حال یہ کہ وہ بخار واقع ہوا  
 زمین کو کہ جو کچھ میں تم سے ارادہ کرتا ہوں اس کے  
 موافق ہو جاؤ خوشی سے یا زبردستی۔

انہوں نے کہا کہ ہم اور وہ جو ہمارے اندر ہیں سب  
 تیرے حکم کے تابع ہیں خوشی سے

۱۲) پس کر دیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو سات دو دن  
 میں یعنی جمعرات اور جمعہ میں۔ آسمانوں اور  
 زمینوں کے بنانے سے جمعہ کی پچھلی ساعت  
 میں فراغت ہوئی۔ اور اسی وقت بنا یا  
 گیا آدم۔ اب یہ مجموعہ ایام زمین و آسمان  
 کے بنانے کا موافق ہو گیا اس عدد کے  
 جو دوسری جگہ فرمایا ہے کہ زمین و آسمان  
 کو چھ دن میں بنا یا۔

اور وحی کی ہر آسمان میں اس امر کی جو وہاں کے  
 رہنے والوں کو حکم کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور  
 فرماں برداری کرنا۔

اور ہم نے زمین میں دی آسمان دنیا کو ساتھ ساتھ  
 کے اور آسمانوں کو محفوظ رکھا شیاطین کے سننے  
 سے جو وہ چوری سے سننا چاہتے ہیں ساتھ انکاروں  
 کے۔

یہ تقدیر ہے اللہ کی جو غالب ہے اپنی بادشاہت میں

۱۱) ثُمَّ اسْتَوَىٰ فَصَدَّ إِلَىٰ  
 السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ مُّخَارٌ  
 مَّرْتَفَعٌ فَقَالَ لَهَا وِلَاكِي  
 ائْتِيَا إِلَىٰ مِرَادِي مِمَّا  
 طَوَعْتَا أَوْ كُرِهْتَا فِي مَوْضِعِ  
 الْحَالِ أَمْ طَاغَتَيْنِ أَوْ  
 مَكْرَهَتَيْنِ وَقَالَتَا أَتَيْنَا  
 بِسَمْنٍ فِينَا طَائِعِينَ ○  
 فِيهِ تَغْلِيْبُ الْمَذْكُورِ الْعَاقِلِ  
 أَوْ نَزَلْنَا بِخَطَايَاهُمَا مَنْزِلَتَهُ  
 فَفَضَلَهُنَّ الضَّمِيرُ بِزَجْمٍ  
 ۱۲) إِلَى السَّمَاءِ لِأَنَّهَا فِي مَعْنَى  
 الْجَمْعِ الْأَيْلَةَ إِلَيْهِ أَيْ  
 صَبَرَهَا سَبْعَ سَلْوَاتٍ فِي  
 يَوْمَيْنِ الْخَبِيرِ وَالْجُمُعَةِ  
 فَتَرَعُ مِنْهَا فِي آخِرِ سَاعَةٍ  
 مِنْهُ وَفِيهَا خَلَقَ آدَمَ وَ  
 لِذَلِكَ لَمْ يَقُلْ هُنَا سَوَاءٌ  
 وَوَأَفْتَقَ مَا هُنَا آيَاتُ خَلْقِ  
 السَّلْوَاتِ وَالْأَرْضِ فِي سِتَّةِ  
 أَيَّامٍ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ  
 أَمْرَهَا الَّذِي أَمَرَ بِهِ  
 مَنْ فِيهَا مِنَ الطَّاعَةِ  
 وَالْعِبَادَةِ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ  
 الدُّنْيَا بِمَصَابِيحِ بِنُجُومٍ  
 وَحِفْظًا مِّنْ نُّصُوبٍ  
 بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ أَيْ  
 حَفِظْنَا مَا عَنِ اسْتِرَاقِ  
 الشَّيَاطِينِ التَّمَعِّ بِالشَّهْبِ  
 ذَلِكُ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

جاننے والا ہے اپنی مخلوق کو۔

## فِي مُلْكِهِ الْعَلِيمِ بِمَخْلَقِهِ

### تشریح

(۱۱) تخلیق کائنات | اللہ تعالیٰ کائنات یعنی زمین و آسمان کی تخلیق کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت کائنات ایک بے شکل غبار کی طرح فضا میں پھیلے ہوئے دھوئیں جیسی تھی اس کو ساکنس داں سماجے (NEBUCA) سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ زمین و آسمان کے ملاپ سے دنیا بسائی جائے وہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں، بہر حال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا۔ دونوں کے ملاپ سے کائنات کی تخلیق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طبیعت ایسی بنائی کہ ان میں تال میل قائم ہو، آسمان سے سورج کی شعائیں آئیں، گرمی پڑے۔ ہوائیں اٹھیں ان سے گرد و غبار اور بھاپ اوپر چڑھی، پھر بھاپ بارش ہو کر برسی، اور زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔

فرمایا تھا کہ زمین میں ہم نے ٹھیک ٹھیک اندازے سے تمام سامان مہیا کر دیا۔ یعنی زمین میں ان چیزوں کے نکلنے کی قابلیت رکھ دی۔ یہ زمین و آسمان یعنی پوری کائنات اللہ کے نقشے کے مطابق وجود میں آگئے، ادھر اللہ کا حکم ہوا ادھر ساری چیزیں اپنے مالک کے نقشے کے مطابق ڈھلتی چلی گئیں۔

پہلے کون سی چیز پیدا ہوئی کون سی چیز بعد میں، بنی قرآن مجید اس سے بحث نہیں کرتا وہ زمین و آسمان کی پیدائش کو انسان کے غور و فکر کے لئے پیش کرتا ہے جہاں خدا کی نعمتوں کا احاطہ دلانا مقصود ہوتا ہے وہاں وہ زمین کا ذکر پہلے کرتا ہے کیوں کہ زمین آسمان سے زیادہ قریب ہے اور جہاں خدا کی عظمت اور اس کی قدرت کے کمال کا تصور دلانا ہوتا ہے وہاں عام طور پر آسمانوں کا ذکر پہلے کرتا ہے۔

(۱۲) سات آسمانوں کی تخلیق | اللہ تعالیٰ نے دو دن میں سات آسمان پیدا فرمائے، اس طرح چار دن وہ اور دو دن یہ ملا کر کُل چھ دن ہو گئے۔ ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔ اللہ کو معلوم ہے کہ کون سے آسمان میں کون سی مخلوق بستی ہے اور ان کا کیا رنگ ڈھنگ ہے۔ جب اس چھوٹی سی زمین میں ہزاروں کا رخانے ہیں تو اتنے بڑے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔ زمین والے آسمان کو ستاروں کے چراغوں سے روشن کر دیا۔ دیکھنے میں ایسا لگتا ہے کہ یہ سب ستارے اسی زمینی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو جب یہ قدرت چراغ روشن ہوتے ہیں تو آسمان کی رونق دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر ان آسمانوں کو محفوظ کر دیا کسی کی دہاں پہنچ نہیں ہے۔ فرشتوں کے پرے لگے ہوئے ہیں۔ وہ طاقت و نظام جو اس زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا اس کے محکم نظام میں کوئی رخنہ اندازی نہیں کر سکتا۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ ضِعْفًا مِثْلَ

فَإِنْ	أَعْرَضُوا	فَقُلْ	أَنْذَرْتُكُمْ	ضِعْفًا	مِثْلَ
پھر اگر	وہ منحہ موڑ لیں	تو فرمادیں	میں ڈراتا ہوں تمہیں	ایک چنگھاڑ	جیسی

پھر اگر وہ منحہ موڑ لیں تو آپ فرمادیں میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک چنگھاڑ سے جیسی

ضِعْفَةٍ عَادٍ وَثَمُودَ ۝۱۳ إِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ

ضِعْفَةٍ	عَادٍ	وَثَمُودَ	إِذْ	جَاءَتْهُمْ	الرُّسُلُ
چنگھاڑ	عاد	اور ثمود	جب	آئے ان کے پاس	رسول

چنگھاڑ سے عاد و ثمود (پر عذاب آیا تھا) جب ان کے پاس رسول آئے

مِنْ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا

مِنْ أَيْدِيهِمْ	وَمِنْ خَلْفِهِمْ	أَلَّا تَعْبُدُوا
ان کے آگے سے	اور ان کے پیچھے سے	کہ تم نہ عبادت کرو

ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے کہ تم اللہ کے سوا کسی

إِلَّا اللَّهَ، قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلْنَا

إِلَّا اللَّهَ	قَالُوا	لَوْ شَاءَ	رَبُّنَا	لَأَنْزَلْنَا	مَلَائِكَةً
سوائے اللہ	انھوں نے جواب دیا	اگر چاہتا	ہمارا رب	تو ضرور اتارتا	فرشتے

کی عبادت نہ کرو تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا رب چاہتا تو ضرور فرشتے اتارتا

فَأَنبَأْنَا إِمْرًا سَلَّمْتُمْ بِهِ كَفِرُونَ ۝۱۴

فَأَنبَأْنَا	إِمْرًا	سَلَّمْتُمْ	بِهِ	كَفِرُونَ
پس ہم	اس کو جو	تم بھیجے گئے ہو	اس کا تھ	منکر ہیں

پس تم جس (پیغام) کے ساتھ بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں

۱۳) سو بعد اس بیان کے بھی اگر کفار کہہ ایمان سے منہ پھیریں تو کہہ دے کہ میں تم کو ڈراتا ہوں اس عذاب مہلک سے جو عاد اور ثمود پر آیا کہ وہ تم کو نیست و نابود کر دے جیسا ان کو کر دیا

۱۴) فَإِنْ أَعْرَضُوا أَى كُفْرًا مَكَّةَ عَنِ الْإِيْمَانِ بَعْدَ هَذَا الْبَيَانِ قَطْلُ أَنْذَرْتُكُمْ كَمَا هُوَ مَعْنَى ضِعْفَةٍ مِثْلَ عَادٍ وَثَمُودَ أَى عَذَابًا يُهْلِكُكُمْ



مِنَ الَّذِينَ أَهْلَكْتُمْ

۱۲) اذ جاءتهم الرسل من  
بين ايديهم ومن خلفهم  
ان مقبلين عليهم ومدبرين  
عنهم فكفروا كمناسيت و  
الاهلاك لظن زمانه فقط  
ان اى بان لا تعبدوا الا الله  
قالوا لو شاء ربنا لاذنوا  
بنا لا نكفركم كفرون

۱۲) جب آئے ان کے پاس پیغمبر ان کے آگے اور پیچھے  
سے یعنی ان کی طرف متوجہ ہونے والے اور ان  
سے منہ پھیرنے والے۔ سو انھوں نے کفر کیا ساتھ  
پیغمبروں کے جیسا کہ بیان اس کا آگے آتا ہے اور  
ہلاک کرنا صرف اس پیغمبر کے زمانہ میں ہوا۔  
وہ پیغمبر ان کے پاس یہ حکم لے کر آئے کہ نہ پرستش کرو تم گمراہی کی  
وہ بولے اگر اللہ چاہتا تو فرشتوں کو اتارنا سو ہم ملکہیں ان  
احکام کے جو تم لائے جن کو تم اپنے گمان میں اللہ کے احکام  
کہتے ہو۔

### تشریح

۱۳) اگر اتنی مضبوط نشانیوں کو بھی ماننے کے لئے تیار  
ہیں ہو تو عار و ثمود جیسے عذاب کا انتظار کرو  
چیزوں میں آپس میں تال میل جو اس محکم نظام کو مربوط کئے ہوئے ہے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس ساری کائنات کا  
خالق اس کا پروردگار اس کا حاکم اس کا منتظم اس کا مدبر اور جلانے والا ایک اور صرف ایک ہے۔ اگر اتنی مضبوط  
دلیلوں کے باوجود یہ لوگ سچائی کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمہیں اسی طرح کے اچانک ٹوٹ  
پڑنے والے عذاب سے باخبر کرتا ہوں جیسا قوم عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا اور جس طرح ان کی ضد اور بے جا ہٹ صدق  
سے انکار اور انبیاء کرام کا انکار کرنے کی وجہ سے وہ اچانک عذاب میں گرفتار ہو گئے تھے میں تمہیں باخبر کرتا ہوں  
کہ کہیں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی نہ ہو جائے۔

اس سورت حم السجدہ کی تلاوت کرتے ہوئے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پر  
پہنچے تو ابو ولید، عقبہ بن ربیعہ جو قریش کی طرف سے آپ کے پاس گفتگو کے لئے آیا تھا تو اس کے چہرے کا رنگ  
بدل گیا اس نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا کیا سنا کہتے ہیں۔

۱۴) یہ کیسے رسول ہیں جو ہم ہی جیسے انسان ہیں | جب ان کے پاس یکے بعد دیگرے رسول آتے رہے ان کے اپنے ملک میں بھی اور اس پاس  
کے علاقوں میں بھی جہاں ضرورت ہوئی اللہ نے رسول بھیجے اور ان کو پہلو سے سمجھانے اور راہ راست پر لانے کی کوشش کی ان کو گمراہی ہوئی تدریج اور آنے  
والے وقت سے آگاہ کیا اور کوئی پہلو سمجھانے کا نہیں چھوڑا اور وہ رسول ہی تو علم دیتے رہے کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ تو رسولوں کے ساتھ  
ان کا معاملہ ہی رہا کہ یہ تو ہم ہی جیسے انسان ہیں اگر اللہ کو کوئی رسول بھیجنا ہی ہوتا تو کسی فرشتے کو بھیجتے۔ اس لئے ہم بتائیں تاکہ تم اللہ کے بھیجے ہوئے  
رسول ہو یعنی ہر قوم کی ذہنیت یہ رہی کہ انھوں نے رسولوں کو رسول ماننے سے اس انکار کر دیا کہ یہ تو ہم ہی جیسا ایک انسان ہے حالانکہ انسان  
ہونا رسولوں کا کمال ہے کیوں کہ لوگوں کی اصلاح کے لئے صرف علم کافی نہیں ہوتا بلکہ احساس کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔  
جو خود غم نہیں کھا سکتا وہ ایک غمزدہ کی تسلی بھی نہیں کر سکتا۔ جو خود بھوک سے آزاد ہے وہ بھوکے کی دل بوزی نہیں  
کر سکتا۔ قرآن کریم نے جگہ جگہ رسول کا انسان ہونا ایک نعمت قرار دیا ہے۔ اس لئے اس بنا پر رسول کا انکار کرنا  
کہ وہ انسان ہے صرف انکار کا ایک بہانہ ہے۔ ورنہ دیکھنا یہ چاہیے کہ وہ انسان اپنی انسانیت میں کتنا  
کامل درجے کا ہے۔

فَمَا عَادُوا فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ

فَمَا	عَادُوا	فَاسْتَكْبَرُوا	فِي الْأَرْضِ	بِغَيْرِ الْحَقِّ	وَقَالُوا	مَنْ
پھر	جو	عاد	زمین (ملک) میں	ناحق	اور وہ	کہنے لگے
کون						
پھر جو عاد تھے وہ ملک میں غرور کرنے لگے ناسحق اور وہ کہنے لگے ہم سے						

أَشَدُّ مِمَّا قَوْمَهُ أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ

أَشَدُّ	مِمَّا	قَوْمَهُ	أَوْلَمْ يَرَوْا	أَنَّ اللَّهَ	الَّذِي	خَلَقَهُمْ
زیادہ	ہم سے	قوت	کیا وہ نہیں دیکھتے	کہ اللہ	وہ جس نے	پیدا کیا انھیں
زیادہ قوت میں کون ہے؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ ہے! جس نے انھیں پیدا کیا ہے						

هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٥﴾

هُوَ	أَشَدُّ	مِنْهُمْ	قُوَّةً	وَكَانُوا	بِآيَاتِنَا	يَجْحَدُونَ
وہ	بہت زیادہ	ان سے	قوت	اور وہ تھے	ہماری آیتوں کا	انکار کرتے
وہ بہت زیادہ ہے ان سے قوت میں ، اور وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے ۔						

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَحْسَاتٍ

فَأَرْسَلْنَا	عَلَيْهِمْ	رِيحًا	صَرْصَرًا	فِي	أَيَّامٍ	نَحْسَاتٍ
پس ہم نے بھیجی	ان پر	ہوا	تند و تیز	دونوں میں	نحس	نحس
پس ہم نے بھیجی ان پر، نحس کے دنوں میں تند و تیز ہوا						

لِنَذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

لِنَذِيْقَهُمْ	عَذَابَ	الْخِزْيِ	فِي	الْحَيَاةِ	الدُّنْيَا
تاکہ ہم چکھائیں انھیں	عذاب	رسوائی	میں	زندگی	دنیا
تاکہ ہم انھیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں					

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾

وَلَعَذَابُ	الْآخِرَةِ	أَخْزَىٰ	وَهُمْ	لَا يُنصَرُونَ
اور البتہ عذاب	آخرت	زیادہ رسوا کرنے والا	اور وہ	مدد نہ کئے جائیں گے
اور البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور نہ وہ مدد نہ کئے جائیں گے۔				

۱۵) سو ماد نے زمین میں ناحق تکبر کیا۔ جب ان کو عذاب الہی سے ڈرایا گیا۔

وہ بولے کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے یعنی کوئی نہیں۔

(ان کے زور کا یہ حال تھا کہ ان میں سے ایک آدمی بڑے سے بڑے چھر کو پیاز سے اکھاڑا تھا، اور جہاں چاہتا اس کو رکھ دیتا۔)

کیا وہ نہیں جانتے کہ بالیقین اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ان سے زیادہ قوت والا ہے۔ اور تھے وہ لوگ منکر ہمارے معجزوں سے۔

۱۶) سو ہم نے بھی ان پر ٹھنڈی ہوا سخت آواز والی جس میں بارش نہ تھی۔

ایسے دنوں میں کہ وہ ان پر مغوس تھے۔

تاکہ ہم ان کو چکھادیں عذاب رسوائی کا زندگی دنیا میں۔

اور بے شک عذاب آخرت کا زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور ان کی کوئی مدد نہ کرے گا کہ ان کو اس عذاب سے بچاوے۔

۱۵) فَامْتَاعًا وَفَسَادًا  
فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ  
وَقَالُوا لَمَّا خُوفُوا  
بِالْعَذَابِ مِنْ أَسَدٍ  
مِمَّا قُوَّةٌ أَىٰ لَأَحَدٌ  
كَانَ وَاحِدُهُمْ يَمْلِكُ  
الصَّخْرَةَ الْعَظِيمَةَ مِنْ  
الْجَبَلِ يَجْعَلُهَا حَيْثُ يَشَاءُ  
أَوْ لَمْ يَرَوْا يَعْلَمُونَ  
أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ  
أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا  
بِآيَاتِنَا الْمُعْجَزَاتِ يُجْحَدُونَ

۱۶) فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ  
رِيحًا صَرْصَرًا بَارِدَةً  
شَدِيدَةً الصَّوْتِ بِلَا  
مَطَرٍ فِي أَيَّامٍ نَحْسَاتٍ  
بِكَسْرِ الْمَاءِ وَسُكُونِهَا  
مَشْعُومَاتٍ عَلَيْهِمْ  
لِنَذِيرَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ  
الَّذِي فِي الْحَيَاةِ  
الدُّنْيَا وَالْعَذَابُ  
الْآخِرَةُ أَخْزَىٰ أَشَدُّ  
وَهُمْ لَا يَنْصَرُونَ  
بِمَنْعِهِ عَنْهُمْ

## تشریح

(۱۵) قوم عاد کی اگڑوں | عاد اصل میں ایک شخص کا نام ہے جو نوح ؑ کی پانچویں نسل اور ان کے بیٹے سام کی اولاد میں سے تھا۔ اس شخص کی اولاد اور پھر پوری قوم ”قوم عاد“ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ قرآن مجید کی سورۃ النجر میں عاد کے ساتھ ”إِذْ ذَاتِ الْعِبَادِ“ کا لفظ بھی آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عاد کو لازم بھی کہا جاتا تھا۔

طوفانِ نوح کے بعد جب دنیا دوبارہ آباد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو قوم نوح کا جانشین بنایا اور بے مثال جہانی ڈیل ڈول عطا کیا۔ ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دئے۔ جزیرہ نمائے عرب میں عمان سے لے کر حضرموت، یمن اور حدود عراق تک ان کی بستیاں تھیں۔ ان کی زمینیں بڑی شاداب تھیں، ہر قسم کے باغات تھے۔ رہنے لگے لے بڑے بڑے شان دار محلات بنائے تھے بڑے قدر اور جہانی طاقت کے مالک تھے۔ مگر ان کی کج فہمی نے ان نعمتوں کو ان کے لئے وبال بنا دیا۔ قوت و شوکت کے نشے میں بدست ہو کر ڈینگیں مارنے لگے کہ مَنْ أَسَدُهُمْ وَإِنَّا مِنَ الْفِرْعَوْنِ

ہم سے زیادہ طاقت ور کون ہے!؟

اور رب العالمین جس کی نعمتوں کی بارشیں ان پر ہو رہی تھی اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا پاٹ میں لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت ہود ؑ کو بھیجا جو خود انہی کے خاندان سے تھے۔ حضرت ہود ؑ حضرت نوح ؑ کی پانچویں نسل اور سام کی اولاد میں سے ہیں۔ ہود ؑ نے قوم عاد کو توحید اختیار کرنے اور ظلم چھوڑ کر عدل و انصاف پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ مگر یہ لوگ اپنی دولت اور قوت کے لئے میں سرشار تھے انھوں نے حضرت ہود ؑ کی بات نہ مانی اور یہ نہ سمجھا کہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ طاقت ور ہے۔

(۱۶) قوم عاد پر عذاب | ان کے اس غرور و تکبر اور اللہ کی مخلوق پر ظلم کرنے کے نتیجے میں اس قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔ پہلا عذاب تو یہ آیا کہ تین سال تک مسلسل بارش بند رہی۔ زمینیں سوکھ گئیں، باغات جل گئے اس پر بھی جب یہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو وہ ہولناک عذاب قوم عاد پر نازل ہوا جس نے اس قوم کو اس قوم کے بڑے حصے کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

عذاب کے یہ دن قوم عاد کے لئے بڑے منحوس اور ان کی بد بختی کا نشان تھے۔ عذاب کی صورت یہ تھی کہ تیز طوفانی ہوا مسلسل سات رات اور آٹھ دن تک چلتی رہی۔ ہوا کے زور سے لوگ اس طرح گر گر کر مر گئے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے گرے پڑے ہوں جیسا کہ سورۃ الحاقہ میں فرمایا ہے۔

وَأَمْثَلُ عَادٍ فَتَاهَلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَاقِطًا  
عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَلَاثِينَ أَيَّامٍ مُمْتَرًا فَتَنَزَّلُ الْمَوْتُومُ  
فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَحْبَابُ كَعَلْبٍ خَاوِيَةٍ ۝  
(آیت ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵،

(اور عادی ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دئے گئے۔ اللہ نے اس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن ان پر مسلط رکھا۔ تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پھرتے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔)

سورۃ الزارعات میں ارشاد ہوا ہے۔ وَرَبِّ عَادٍ إِذْ أَسْلَمْنَا عَلَيْهِمُ الثَّرِيدَ الْعَقِيمَ

مَا تَذُرُّ مِن شَيْءٍ إِلَّا جَعَلْنَاهُ كَالزَّمِينِ (آیت ۲۷، ۲۸ بارہ سورۃ ۵)

(اور تمہارے لئے نشانی ہے عاد میں جب کہ ہم نے ان پر ایک ایسی بے خیر ہوا بھیج دی کہ جس چیز پر بھی وہ گزر گئی اُسے بوسیدہ کر کے رکھ دیا۔)

عقیم بانجھ عورت کو کہتے ہیں یعنی وہ ایسی سخت گرم اور خشک ہوا تھی کہ جس چیز پر سے وہ ہوا گزر گئی آتے سُکھا کر رکھ دیا۔ جس وقت یہ ہوا آرہی تھی اس وقت قوم عاد کے لوگ خوش ہو رہے تھے کہ خوب گٹا گٹا گرم کر آئی ہے بارش ہوگی اور سوکھے دانوں میں پانی پڑ جائے گا مگر وہ آئی تو ایسی کہ اس نے پورے علاقے کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ جیسا کہ سورۃ الاحقاف میں ارشاد ہوا ہے۔

قَلَّمَآرَاوَكُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالَ لَوْ هَذَا عَارِضٌ  
مُّنْطَرِفًا لَّسَاءَ لَكُم مَّا اسْتَعْبَدْتُمْ بِهِ رِجِيهِمْ فِيمَا عَدَا ب  
آلِيْمُهُ تَذَرُّ مَرَكُلٌ شَيْءٌ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا بَرَى إِلَّا الْمَسْكَنَةُ  
كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ (آیت ۲۳، ۲۵)

(پھر جب انھوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم کو سیراب کرے گا۔  
\_\_\_\_\_ نہیں بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لئے تم جلدی چھا رہے تھے یہ ہوا طوفان ہے جس میں دردناک  
عذاب چلا آرہا ہے۔ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گا۔ آخر کار ان کا حال یہ ہوا کہ ان کے رہنے کی  
جگہوں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔)

یہ عذاب ان پر اس لئے نازل کیا گیا کہ دنیا کی زندگی میں ہی ذلت اور رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں  
یہ اُن کے اسی غرور کا جواب تھا کہ وہ خم ٹھونک ٹھونک کر کہتے تھے کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے؟ اللہ نے  
ان کو اس طرح ذلیل کیا کہ ان کی آبادی کے بڑے حصے کو ہلاک کر دیا۔ ان کا وہ تمدن جس پر وہ ناز کرتے تھے  
میلیا میٹ کر کے رکھ دیا۔ اس قوم کا تھوڑا بہت حصہ جو باقی رہ گیا تھا وہ دنیا کی انہیں قوموں کے آگے ذلیل  
دخوار ہوا جن پر یہ کبھی اپنا زور جتایا کرتے تھے۔

یہ تو ہوا دنیا کا عذاب، آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ رُسوا کن ہے۔ وہاں ان کو کوئی مدد کرنے  
والا نہ ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی فکر بڑی ہوگی اور محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے دعوے دار آنکھیں چُرا نہیں گے۔

ہودؑ اور ان کے ساتھی جو ایمان لائے تھے انھوں نے ایک احاطے میں پناہ لے لی تھی  
یہ عجیب بات تھی کہ اس طوفانی ہوا سے بڑے بڑے محلات ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے لیکن اس احاطے میں  
ہوا نہایت معتدل ہو کر داخل ہوتی تھی حضرت ہود اور ان کے سب ساتھی عین عذاب کے دوران بھی اس جگہ  
مطمئن بیٹھے رہے ان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

قوم کے ہلاک ہونے کے بعد حضرت ہودؑ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں منتقل ہو گئے  
اور یہیں آپ کی وفات ہوئی۔

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَىٰ

وَأَمَّا	ثَمُودُ	فَهَدَيْنَاهُمْ	فَاسْتَحَبُّوا	الْعَمَىٰ	عَلَىٰ
اور رہے	ثمود	سو ہم نے راستہ دکھایا انھیں	تو انھوں نے پسند کیا	اندھا پن	پر

اور رہے ثمود سو ہم نے انھیں راستہ دکھایا تو انھوں نے ہدایت (کے مقابلے) پر اندھا رہنا

الهُدَىٰ فَآخَذَتْهُمْ سُعِقَةٌ الْعَذَابِ الْهُونِ

الهُدَىٰ	فَآخَذَتْهُمْ	سُعِقَةٌ	الْعَذَابِ	الْهُونِ
ہدایت	تو انھیں آ پکڑا	چنگھاڑ	عذاب	ذلت

پسند کیا، تو انھیں چنگھاڑ نے آ پکڑا (یعنی) ذلت کے عذاب نے

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ

بِمَا	كَانُوا يَكْسِبُونَ	وَ	نَجَّيْنَا	الَّذِينَ
اس کی سزا میں جو	وہ کما تے (کرتے) تھے	اور	ہم نے بچایا	وہ لوگ جو

اس کی سزا میں جو وہ کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو بچایا

آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ

آمَنُوا	وَ	كَانُوا يَتَّقُونَ	وَيَوْمَ	يُحْشَرُ	أَعْدَاءُ
ایمان لائے	اور	وہ پرہیزگاری کرتے تھے	اور جس دن	جمع کئے جائیں گے	دشمن

جو ایمان لائے اور وہ پرہیزگاری کرتے تھے اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی

اللَّهُ إِلَى النَّارِ فَلَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾

اللَّهُ	إِلَى النَّارِ	فَلَهُمْ	يُوزَعُونَ
اللہ	جہنم کی طرف	تو وہ	گروہ گروہ کئے جائیں گے۔

طرف جمع کئے جائیں گے تو وہ گروہ درگروہ (تقسیم) کر دئے جائیں گے۔

﴿١٤﴾ اور لیکن ثمود کے لئے ہم نے راہ ہدایت کو بیان کر دیا سو انھوں نے پسند کیا کفر کو ہدایت پر پس پکڑا ان کو سخت آواز نے جو عذاب تھا ذلیل کرنے والا۔ بہ سبب ان کی کمائی کے۔

﴿١٤﴾ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ طَرِيقَ الْهُدَىٰ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ إِيْتَاذُ الْكُفْرِ عَلَى الْهُدَىٰ فَآخَذَتْهُمْ سُعِقَةٌ الْعَذَابِ الْهُونِ الْهُونِ الْهَيْنِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○

۱۸ اور نجات دی ہم نے اس عذاب سے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اللہ سے تھے اللہ سے۔

۱۸ وَجَعَلْنَا مِنْهَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَشْكُرُونَ ○ اللَّهُ

۱۹ وَكُلُّكُمْ لِنَحْنُ عِدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ كَوْنُهُمْ فِيهَا وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ لَآتُونَ اللَّهَ بِخَبْرٍ لَّعَلَّ كَثِيرٌ يَّهْتَفُونَ بِهِ إِذْ يُؤْتَىٰ بِهِ وَلَئِن يَأْتَىٰهُمُ الْبُخْرَىٰ لَهُمْ فِيهَا عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ يَسْأَلُونَ

۱۹ وَادْكُرْ يَوْمَ تَشْكُرُ يَا أَيُّهَا النَّارُ الْبِفَتْوحَةِ وَهُمْ الشَّيْبَانِ وَفَتِحَ الْهَمَزُ عِدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ كَوْنُهُمْ لِيُؤْتَىٰ بِهِمْ

### تشریح

۱۷ قوم ثمود عذاب اچھا کہ قوم عاد کے حالات میں اوپر بتایا گیا ہے کہ عاد ایک شخص کا نام ہے جو نوح کی پانچویں نسل اور ان کے بیٹے سام کی نسل میں ہے۔ عاد کے دادا کا نام ارم ہے اس کے ایک بیٹے عوس کی اولاد میں عاد ہے اور دوسرے بیٹے جثو کا بیٹا ثمود ہے۔ عاد اور ثمود دونوں ارم کی شاخیں ہیں اسی لئے قرآن حکم نے قوم عاد اور قوم ثمود کے واقعات اور حالات اکثر مقام پر ساتھ ساتھ ذکر کئے ہیں۔

قوم ثمود جس علاقے میں رہتی تھی اس کا نام قرآن مجید میں الجحر آیا ہے اور اب یہ اجڑی بستی مدائن صالح کے نام مشہور ہے۔ اللہ نے اس قوم کی ہڈی کے لئے حضرت صالح کو پیغمبر فرمایا تھا۔ قوم ثمود نے حضرت صالح سے ایسی نشانی کا مطالبہ کیا تھا جس کا بت ہو جائے کہ اللہ نے حضرت صالح کو اپنا پیغمبر فرمایا ہے۔ ان کے مطالبے پر معجزے کے طور پر اونٹنی کا ظہور ہوا۔ حضرت صالح نے ان کو باخبر کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے یہ اولاد تمہاری زمینوں میں چلتی پھرتی ہے۔ ایک دن یہ کیلی پانی پینے لگی اور دوسرے دن پوری قوم کے جانور پانی پینے لگے اگر تم نے اس کو ہاتھ لگایا تو تم پر اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑے گا۔ قوم کے لوگ کچھ دن بادل ناخواستہ اونٹنی کو بڑاشت کرتے رہے اور آخر ایک سائز کر کے انھوں نے اونٹنی کو قتل کر دیا۔

قوم ثمود کے لوگ پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر اونچے اونچے مکان بنایا کرتے تھے آج بھی مدائن صالح میں ان کے کھنڈرات موجود ہیں۔ حضرت صالح نے ان کو خبردار کیا کہ بس اب تین دن اپنے گھروں میں رہ لیں۔ جب اللہ کے فیصلے کا وقت آگیا تو اللہ نے حضرت صالح اور ان لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لائے تھے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے ان کو محفوظ رکھا باقی ساری قوم ذلت آمیز عذاب سے ہلاک ہو گئی۔ یہ عذاب ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے آیا کہ انھوں نے راہ راست پر چلنے کے بجائے انہما بنا رہنا پسند کیا۔

۱۸ اہل ایمان عذاب سے محفوظ رہے | جو لوگ حضرت صالح پر ایمان لائے تھے اور گمراہی اور بد عملی سے پرہیز کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ذلت آمیز عذاب سے محفوظ رکھا۔ وہ ذلت آمیز عذاب کیا تھا؟ ایک سخت زلزلہ آیا اور اس کے ساتھ ایک ہولناک آواز تھی جس سے لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے۔

۱۹ اگلی پھلی تمام نسلوں کا اکٹھا حساب کیا جائے گا | انسان کے اعمال کے اثرات صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ دوسروں تک بلکہ بعض اوقات آنے والی نسلوں تک چلتے رہتے ہیں۔ اور ان سب کا ذمہ دار وہ شخص ہوتا ہے جس نے اس عمل کو رواج دیا ہے چاہے وہ اچھا عمل ہو یا بُرا۔ اس لئے ذمہ داری اور جواب دہی صرف اپنی ذات تک نہیں رہتی بلکہ اس کرنے والے کے اعمال سے متاثر ہو کر جن لوگوں نے وہ کام کئے ہیں ان سب کا تعلق بھی اس شخص کے ساتھ ہو گا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یہ کام کئے۔ اب آخرت میں جب حساب کتاب ہو گا تو ان تمام نسلوں کو جو اگلی پھلی گزر چکی ہیں گھیر کر میدانِ حشر میں لایا جائے گا اور آخر پھر وہ اسی طرح اپنے اعمال بد کی وجہ سے دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے۔

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا وَهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَ

حَتَّىٰ	إِذَا	مَا جَاءُوهَا	وَهَا	شَهِدَ	عَلَيْهِمْ	سَمْعُهُمْ	وَأَبْصَارُهُمْ	وَ
یہاں تک کہ	جب	وہ آئیں گے اس کے پاس	گوایں گے	ان پر	ان کے کان	اور ان کی آنکھیں	اور	

یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست

جُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوا لَوْلَا جُلُودُهُمْ لِمَ

جُلُودُهُمْ	بِمَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ	وَقَالُوا	لَوْلَا	جُلُودُهُمْ	لِمَ
ان کی جلدیں (گوشت پوست)	اس پر	جو وہ کرتے تھے۔	اور وہ کہیں گے	اپنی جلدوں (گوشت پوست) سے	کیوں	

گوایں گے اس پر جو وہ کرتے تھے۔ اور وہ اپنے گوشت پوست سے کہیں گے تم نے ہمارے

شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۗ

شَهِدْتُمْ	عَلَيْنَا	قَالُوا	أَنْطَقَنَا	اللَّهُ	الَّذِي	أَنْطَقَ	كُلَّ شَيْءٍ ۗ
تم نے گواہی دی	ہم پر (ہم پر)	وہ جواب دیں گے	ہیں گواہی دی	اللہ	وہ جس نے	گواہ فرمایا	ہر شے

خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گے ہمیں اس اللہ نے گواہی دی جس نے ہر شے کو گواہ فرمایا۔

وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تَرْجِعُونَ ﴿۲۱﴾

وَهُوَ	خَلَقَكُمْ	أَوَّلَ	مَرَّةٍ	وَإِلَيْهِ	تَرْجِعُونَ
اور وہ۔ اس	تمہیں پیدا کیا	پہلی	مرتبہ	اور اسی کی طرف	تم لوٹائے جاؤ گے۔

اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

﴿۲۰﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا زَابَدَةٌ جَاءُوهَا

شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ

أَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

﴿۲۱﴾ وَقَالُوا لَوْلَا جُلُودُهُمْ لِمَ

شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقَنَا

اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۗ

أَيُّ أَرَادَ نَطَقَهُ وَهُوَ خَلَقَكُمْ

أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تَرْجِعُونَ ○

﴿۲۰﴾ یہاں تک کہ جب دوزخ میں پہنچیں گے گواہی دیں گے

ان پر ان کے کان اور آنکھیں اور چھڑی بدن کی ان

اعمال کی جو وہ کرتے تھے۔

﴿۲۱﴾ اور کفار اپنے بدن کے چڑوں سے کہیں گے تم نے

ہمارے مقابلے میں کیوں کر گواہی دی۔ وہ کہیں گے ہم کو

گواہ کیا اللہ نے جس نے ہر چیز بولنے والی کو گواہ کیا

اور اسی نے تم کو پیدا کیا اول مرتبہ اور اسی کی طرف تم

لوٹ کر جاؤ گے۔



بعض نے کہا کہ یہ بدن کی کھالوں کے کلام میں سے ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے ہے جیسا کہ اس سے آئندہ کی کلام بھی اللہ تعالیٰ کی ہے اور یہاں اس کو بیان کرنا اس لئے مناسب ہوا کہ جلد کا بولنا کلمہ میں آجاوے کہ جو اللہ عزوجل کو اول مرتبہ پیدا کرنے اور بعد موت کے دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے وہ اعضاء اور کھالوں کے گویا کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔

قِيلَ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْجَلُودِ قِيلَ  
هُوَ مِنْ كَلَامِ اللَّهِ تَعَالَى كَالَّذِي  
بَعْدَكَ وَمَوْقِعُهُ تَقْرِيبُ  
مَا قَبْلَهُ بَأْسَ الْقَادِرِ عَلَى  
إِنشَاءِكُمْ ابْتِدَاءً وَإِعَادَتِكُمْ بَعْدَ  
الْمَوْتِ أَحْيَاءً قَادِرٌ عَلَى إِنشَاءِ  
جُلُودِكُمْ وَأَعْضَائِكُمْ

### تشریح

(۲۰) میدان حشر میں حساب کتاب کا منظر | میدان حشر میں جب حساب کتاب ہوگا اور کوئی ہیکڑو قسم کا مجرم اپنے جرائم کا انکار ہی کرتا چلا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے جسم کے اعضاء ایک ایک کر کے شہادت دیں گے کہ اس نے ان سے کیا کیا کام لئے تھے۔ جسم کے اعضاء کی گواہی دینے سے پتہ لگتا ہے کہ عالم آخرت محض ایک روحانی عالم نہیں ہوگا بلکہ انسان وہاں دوبارہ اسی طرح جسم و روح کے ساتھ زندہ کئے جائیں گے جس طرح وہ اب دنیا میں رہتے ہیں بلکہ جسم بھی وہی دیا جائے گا جو اس دنیا میں ہے کیونکہ بدن کے اعضاء جیسی گواہی دے سکتے ہیں جب وہ وہی اعضاء ہوں جن سے اس نے دنیا کی زندگی میں کام لیا تھا۔ تو وہاں ان کے کان گواہی دیں گے، ان کی آنکھیں، ان کے جسم کی کھال گواہی دیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کرتے رہے ہیں۔

(۲۱) منکرین کا اپنے جسم سے خطاب اور ان کا جواب | جب اللہ کے حکم سے انسان کے اپنے بدن کی کھال اور اس کے اعضاء خود انسان کے خلاف گواہی دیں گے بلکہ ہر وہ چیز گواہی دے گی جس کے سامنے انسان نے عمل کیا تھا تو انسان اپنے جسم کے اعضاء اور کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی۔ جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تمہیں بولنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ بولنا تم کو کس نے سکھایا؟ بدن کی کھال اور اعضاء جواب میں کہیں گے کہ جس کی قدرت نے ہر چیز کو گویا ہی دی ہے اسی نے ہم کو بھی بولنے کی طاقت دے دی ہے۔ اور جب وہ قادر مطلق ہونا چاہتا ہے تو کس کی مجال ہے اس کے حکم سے انکار کر سکے۔ قرآن مجید میں ہے کہ انسان کے اعضاء ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز بول اٹھے گی جس کے سامنے انسان نے وہ کام کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ زمین کو بھی قوت گویا ہی دیدیں گے اور وہ سارے راز اللہ کے حکم سے باہر نکال کر رکھ دے گی۔ جیسا کہ سورہ زلزال میں ارشاد ہوا ہے۔

وَآخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا وَقَالَ الْأَرْضُ كَمْ مَا لَهَا يَوْمَئِذٍ تُخَدِّثُ  
أَخْبَارَهَا بَأْسَ رَبِّكَ أَوْحَىٰ لَهَا

زمین وہ سارے بوجھ نکال پھینکے گی جو اس کے اندر بھرے پڑے ہیں۔ اور انسان کہے گا کہ یہ اسے کیا ہو گیا ہے اس روز زمین اپنی ساری سرگذشت سنا دے گی۔ یعنی جو کچھ انسان نے اس کی پیٹھ پر کیا ہے اس کی ساری باتیں بیان کر دے گی۔ کیونکہ تیرا رب اسے بیان کرنے کا حکم دے چکا ہوگا۔

آخر انسان اسی رب کے سامنے واپس آجائے گا جن نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا۔ جس کے لئے پہلی مرتبہ پیدا کرنا مشکل نہ تھا اس کے لئے انسان کو دوبارہ جوں کا توں بنا کر رکھ کر دنیا اور بھی مشکل نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ پورپوری ہی بنا دیں جیسی پہلے تھی۔ (بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَنْ نَسُوِيَ بَنَاتِهِ)

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

وَمَا	كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ	أَنْ يَشْهَدَ	عَلَيْكُمْ	سَمْعُكُمْ
اور جو	تم چھپاتے تھے	کہ گواہی دیں گے	تم پر (تمہارا) سنا	تمہارے کان

اور جو تم چھپاتے تھے کہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہارے کان

وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ

وَلَا أَبْصَارُكُمْ	وَلَا جُلُودُكُمْ	وَلَكِنْ	ظَنَنْتُمْ
اور نہ تمہاری آنکھیں	اور نہ تمہاری جلدیں (گوشت پوست)	اور لیکن (بلکہ)	تم نے گمان کر لیا تھا

اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے گوشت پوست، بلکہ تم نے گمان کر لیا تھا

أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۲﴾

أَنَّ اللَّهَ	لَا يَعْلَمُ	كَثِيرًا	مِمَّا	تَعْمَلُونَ
کہ اللہ	نہیں جانتا	بہت کچھ	اس کے	تم کرتے ہو

کہ اللہ اس سے (اس کے متعلق) بہت کچھ نہیں جانتا جو تم کرتے ہو۔

﴿۲۲﴾ اور تم لوگ بوقت گناہ اور غم کرنے کے اپنے افعال پوشیدہ نہ رکھتے تھے اپنے کانوں اور آنکھوں اور کھالوں سے اور جس طرح لوگوں سے مخفی رکھتے تھے اپنے اعضاء سے نہ رکھتے تھے کیونکہ تم کو حشر و نشر کا یقین نہ تھا یعنی نہ یہ خیال تھا کہ ہمارے اعضاء ہماری بدکرداری پر گواہی دیں گے۔ لیکن تم نے بوقت چھپانے اپنے افعال کے لوگوں سے اور پردہ میں کرنے کے یہ گمان کیا کہ اللہ تمہارے بہت سے افعال کو نہیں جانتا۔

﴿۲۲﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ عِنْدَ رَبِّكَ بِكُمْ الْفَنَاءُ حِشٌّ مِنْ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ لَا تَنْتُمْ لَمْ تَوْفِقُوا بِالْبُعْثِ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ عِنْدَ اسْتِتَارِكُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ○

### تشریح

﴿۲۲﴾ دنیا میں گناہ کرتے وقت تمہیں گمان بھی نہ تھا کہ ہمارا ہی بدن ہمارے خلاف گواہی دے گا۔ جب تم دنیا میں چھپ چھپ کر دوسروں کی نگاہوں سے بچ کر گناہ کرتے تھے تو تمہیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا کہ کبھی ہمارا ہی بدن، ہمارے ہی جسم کے اعضاء اور ہمارے ہی بدن کی کھال ہمارے خلاف گواہی دے گی۔ تمہیں خیال بھی نہیں تھا کہ اپنے ہی بدن سے بھی پردہ کریں اور کرنا بھی چاہیں تو کرتے کیسے؟ تمہارے طرز عمل سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہ ہوگی۔ اگر تمہیں یقین ہوتا کہ اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ تمہاری ہر بات سے باخبر ہے اور تمہاری ہر حرکت ریکارڈ ہو رہی ہے تو تم کبھی ایسے کام نہ کرتے۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ

وَذٰلِكُمْ	ظَنُّكُمُ	الَّذِي	ظَنَنْتُمْ	بِرَبِّكُمْ
اور اس	تمہارا گمان	وہ جو	تم نے گمان کیا تھا	اپنے پروردگار کے متعلق

تمہارے اس گمان (خیال باطل) نے جو تم نے اپنے رب کے متعلق کیا تھا۔

اَرَادَكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳

اَرَادَكُمْ	فَاَصْبَحْتُمْ	مِنَ	الْخٰسِرِيْنَ
ہلاک کیا تمہیں	سو تم ہو گئے	سے	خسارہ پانے والے

تمہیں ہلاک کیا سو تم ہو گئے خسارہ پانے والوں میں سے

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوٰى لَّهُمْ وَاِنْ

فَاِنْ	يَّصْبِرُوْا	فَالنَّارُ	مَثْوٰى	لَّهُمْ	وَاِنْ
پھر اگر	وہ صبر کریں	تو جہنم	ٹھکانا	ان کے لئے	اور اگر

پھر اگر وہ صبر کریں تو (بھی) جہنم ان کے لئے ٹھکانا ہے اور اگر

يَسْتَعْتَبُوْا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝۲۴ وَقَيِّضْنَا

يَسْتَعْتَبُوْا	فَمَا هُمْ	مِنَ	الْمُعْتَبِيْنَ	وَقَيِّضْنَا
وہ معافی چاہیں	تو نہ وہ	سے	معافی قبول کئے جانے والے	اور ہم نے مقرر کئے

وہ (اب) معافی چاہیں تو وہ معافی قبول کئے جانے والوں میں سے نہ ہوں گے۔ اور ہم

لَهُمْ قُرْنًاۗ فَرِيْنُوْا لَهُمْ مَّآبِيْنَۗ اٰیْدِيْهِمْ

لَهُمْ	قُرْنًاۗ	فَرِيْنُوْا	لَهُمْ	مَّآبِيْنَۗ	اٰیْدِيْهِمْ
ان کے لئے	کچھ ہم نشین	تو انھوں نے آراستہ کر رکھا	ان کے لئے	جو ان کے آگے	ان کے ہم نشین مقرر کئے

تو انھوں نے ان کے لئے آراستہ کر رکھا یا جو ان کے آگے

وَمَا خَلَفَهُمْ وَحَوْۗ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُۗ فِيۗ

وَمَا خَلَفَهُمْ	وَحَوْۗ	عَلَيْهِمْ	الْقَوْلُۗ	فِيۗ
اور جو ان کے پیچھے	الذہری ہو گئی	ان پر	قول	میں

اور جو ان کے پیچھے تھا اور ان پر قول (عذاب کی وعید) پوری ہو گئی اُن

أَمْرٍ قَدْ دَخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَ

۱	أَمْرٍ	قَدْ دَخَلَتْ	مِنْ قَبْلِهِمْ	مِنَ الْجِنِّ	وَ
۱	اُمّتوں	جو گزر چکیں	ان سے قبل	جنات پرے۔ کی	انہ
اُمّتوں میں جو گزر چکی ہیں ان سے قبل جنات اور انسانوں					

۳  
ع  
۱۷

الْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ ۝۲۵

۲	الْإِنْسِ	إِنَّهُمْ	كَانُوا	خَسِرِينَ	۝۲۵
۲	انسان	بے شک وہ	خارہ پانے والے		
کی۔ بے شک وہ خارہ پانے والے تھے۔					

۲۲) اور یہ تمہارا گمان جو تم نے اپنے رب کی طرف کر رکھا ہے اس نے تم کو تباہ کیا۔

پس ہو گئے تم لوٹنا پانے والوں میں سے۔

۲۳) پس اگر صبر کریں کفار عذاب پر تو دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔

اور اگر حق تعالیٰ کی رضا جوئی میں کوشش کریں تو اللہ ان سے راضی نہیں ہو سکتا۔

۲۵) اور ہم نے ان کا ساتھی شیطانوں کو بنا دیا جو سب ہوئے ان کے گمراہ ہونے کے۔

پس اچھا کر دکھلایا ان شیاطین نے ان کے واسطے ان امور کو جو ان کے آگے ہیں یعنی امور دنیا کو کر ان میں خواہش نفسانی کی پیروی کریں اور ان امور کو جو ان کے پیچھے ہیں امور آخرت سے یعنی ان کی نسبت یہ کہا کہ نہ حشر و نشر ہے نہ حلب مائل ہے کہ شیاطین کے پہکانے سے دنیا میں انھوں نے خواہش نفسانی کی پیروی کی اور آخرت کے حق اور جہانزاد کے منکر ہوئے۔ اور ان رشتات ہو گا کہ عذاب کا معنی لکھنا ہے

۲۲) وَذَلِكَ مِمَّا مَبْتَدَأُ ظَنَّكُمْ

بِدَالٍ مِنْهُ الْبَدِي ظَنَنْتُمْ  
بِرَبِّكُمْ نَعْتَابُ الْبَدَلِ وَ  
الْخَبِيرُ أَسْرَادُكُمْ أَيْ أَهْلُكُمْ

فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَسِرِينَ ○

۲۳) فَإِنْ يَصْبِرُوا عَلَى الْعَذَابِ

وَالنَّارِ مَثْوًى مَنَزِلٌ

لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتَبُوا

يَنْظُرُوا الْعَذَابَ أَيْ الرِّضَى فَمَا

هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ○

الْمُرَضِينَ

۲۵) وَقَيِّضْنَا سَبَبَاتَهُمْ

فُرْتَاءَ مِنَ الشَّيَاطِينِ

فَزَيَّوْا لَهُمْ مَتَابِعِينَ

أَيْ دِيَهُمْ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا

وَإِتِّبَاعَ الشَّهَوَاتِ وَمَا

خَلَفَهُمْ مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ

بِقَوْلِهِمْ لَا تَبْتَغُوا الْآجِسَابَ وَحَقَّقُوا

عَلَيْهِمُ الْقَوْلَ بِالْعَذَابِ وَهُوَ لَا مَلْعَنَ

جَهَنَّمَ الْآيَةَ فِي جَنَّةٍ أَمْ قَدِ  
خَلَقْتَ هَلْكَتَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ  
وَالْإِنْسِ وَالنَّهْمُ كَانُوا خَسِرِينَ ○

جَهَنَّمَ الْآيَةَ مِنْ جَنَّةٍ أَمْ قَدِ  
خَلَقْتَ هَلْكَتَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ  
وَالْإِنْسِ وَالنَّهْمُ كَانُوا خَسِرِينَ ○

## تشریح

(۲۲) تمہارا غلط گمان ہمیں لے ڈوبا | اصل میں آدمی کا رویہ اور طرز عمل اس کے گمان کے برابر ہوتا ہے۔ ایک مومن کا رویہ اس لئے درست ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کے بارے میں صحیح گمان رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میرا رب میری ہر بات سے باخبر ہے۔ اور اگر میں اس کی فرماں برداری کروں گا تو وہ مجھ سے راضی اور خوش ہوگا اور مجھے اس کا اچھا بدلہ اس کی بارگاہ سے عنایت ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب کہتا ہے میں اس گمان سے ہوں جو مجھ سے میرا بندہ رکھتا ہے۔ (اِنشَاءً عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ)۔ بخاری و مسلم

(۲۳) اب ان مجرمین کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں | یہ مجرم جو دنیا میں یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے گناہوں کی کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ اب یہ صبر کریں یا نہ کریں ان کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہی ہے۔ اگر دوزخ سے نکلنا چاہیں تو نکل نہ سکیں گے اور دنیا کی طرف پلٹ کر جانا چاہیں تو جا نہ سکیں گے اور توبہ اور معذرت کریں تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی بغرض یہ کہ اب ان کا آخری انجام اور ٹھکانا دوزخ ہے۔ دنیا میں تو ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اگر صبر کرے تو مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور دنیا میں معذرت خواہی سے پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں لیکن آخرت کا معاملہ دنیا سے مختلف ہے کیونکہ آخرت آخری نتیجے کی جگہ ہے دنیا میں جیسا بویا ہے آخرت میں ویسا ہی کاٹنا ہے۔

(۲۴) ان کے ماتھی وہ تھے جو ہر بڑی چیز کو اچھا کر کے دکھاتے تھے | اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص بری نیت اور غلط خواہشات رکھتا ہے تو اس کے آگے پیچھے اسی کی طرح کے لوگ اس کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ اگر آدمی خود اچھا ہے تو بڑوں کے ساتھ زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔ اسی طرح اگر خود بُرا ہے تو اسے اچھے لوگوں کی رفاقت راس نہیں آتی۔

سے کندہم جنس باہم جنس پرواز پے کبوتر با کبوتر باز یا باز  
(ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ اڑا کرتا ہے۔)  
جب آدمی خود غلط ہے تو اس کو غلط ہی ساتھی مل جاتے ہیں جو اس کے ہر عمل کو اس کی لگا ہوں میں اچھا کر کے دکھاتے ہیں۔ وہ اس کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ جو کچھ کر رہے ہیں بالکل ٹھیک کر رہے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے لئے یہی راستہ ہے۔ یہ کچھ لوگ جو آخرت کی باتیں کرتے ہیں، اول تو یہ آخرت و آخرت کچھ ہے نہیں اور مان لو اگر ہو بھی تو جس پروردگار نے آپ کو یہاں نعمتوں سے نوازا ہے وہاں بھی وہ اپنے اکرام و انعام کی بارش کرے گا۔

اور آخر وہی فیصلہ چسپاں ہو کر باجوان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں کے گروپوں پر چسپاں ہو چکا تھا  
وہی خسارہ وہی نقصان، آخر دوزخ کو بھی تو بھرنای تھا۔

اصل میں اللہ کے ذکر سے غفلت انسان کو شیطان کے جال میں پھنسا دیتی ہے جیسا کہ سورہ زخرف میں ارشاد ہوا۔

وَمَنْ يَغْتَبِ خَيْرًا يَكْتَسِبْ لَكَ شَيْطَانًا مَوْلَاكَ فَرِيضًا - (آیت ۲۲ رکووع ۲۵ پارہ ۲۵)

(جو شخص خیر کے ذکر سے تغافل برتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ

وَقَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	لَا تَسْمَعُوا	لِهَذَا	الْقُرْآنِ
اور کہا	ان لوگوں نے جو	انہوں نے کفر کیا	تم مت سنو	یہ	قرآن

اور ان لوگوں نے کہا جنہوں نے کفر کیا (کافروں نے) کہ تم یہ قرآن سنو، ہی مت

وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾

وَالْغَوَا	فِيهِ	لَعَلَّكُمْ	تَعْلَمُونَ
اور غل مجاؤ	اس میں	شاید کہ تم	تم غالب آ جاؤ

اور (اگر سنا لیں تو) اس میں غل مجاؤ، شاید کہ تم غالب آ جاؤ

﴿۲۶﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے، کفار کہتے تھے کہ سنو تم اس قرآن کو اور اس کے پڑھنے وقت شور و غوغا کرو تاکہ تم غالب آ جاؤ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں اور قرآن پڑھنا ترک کر دیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا۔

﴿۲۶﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا عِنْدَ تَرَاوَعِهِ السَّجْدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ ابْتِغَاءَ بِلَالٍ لَتَغَطُّهُ نَحْوَهُ وَصِحَابُهُ مِنْ قُرَاءَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ فَسَكَتَ عَنِ الْقُرْآنِ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِمْ

### تشریح

﴿۲۶﴾ قرآن سے لوگوں کو روکنے کی کوشش | اسلام کے مخالف خوب جانتے تھے کہ قرآن اپنے اندر بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ قرآن جس شخصیت پر نازل ہو رہا ہے وہ کس پائے کا انسان ہے۔ ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس انسان کا قرآن کو پیش کرنا کس درجہ مؤثر ہے اس لئے انہوں نے یہ کوشش کی کہ نہ تو خود قرآن سنیں اور نہ دوسروں کو سننے دیں۔ اور جب بھی حضرت محمد یا ان کے اصحاب قرآن سنا میں تو اتنا شور و غل مچاؤ اور ان پر اتنے اعتراضات کی بوجھاؤ شروع کر دو کہ قرآن کی آواز ان کی آواز میں دب جائے۔ اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ ہم اسلام کو شکست دے سکیں گے لیکن ان کی یہ تدبیر کارگر نہ ہو سکی حق کی آواز دل کی گہریوں تک پہنچ کر رہی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی : عرب کی زمین جس نحاری ہلا دی

ہو سکتا ہے آج بھی خوشنما تدبیروں سے یہ کوشش کی جائے کہ لوگ قرآن تک نہ پہنچ سکیں، اس کے مضامین اس کا انداز و اسلوب اس کی قوت تاثیر لوگوں کے دلوں کو گریبانہ سکے۔ لیکن آج بھی یہ تدبیر ماضی کی طرح ناکام ہے قرآن سنا سنا یا جا رہا ہے اس کی آواز دنیا کے کونے کونے میں گونج رہی ہے۔ اصلی قرآن کے مقابلے میں نقلی قرآن کے لانے کی بھی کوشش کی گئی مگر وہ بھی ناکام رہی۔ محل میں ٹاٹ کا پوند صاف نظر آ گیا۔ اب دنیا کو معلوم ہو گیا کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ جب پروردگار نے خود لیا ہے وہ پورا ہو رہا ہے۔

فَلَنْذِيْقَرَبَ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا ۝

فَلَنْذِيْقَرَبَ	الَّذِينَ + كَفَرُوا	عَذَابًا	شَدِيدًا
پس ہم ضرور چکھائیں گے	ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا (کافر)	عذاب	سخت
پس ہم کافروں کو ضرور سخت عذاب چکھائیں گے			

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	أَسْوَأَ	الَّذِي	كَانُوا يَعْمَلُونَ
اور ہم انہیں ضرور بدلہ دیں گے	بدترین	وہ جو	وہ کرتے تھے (اعمال)
اور البتہ ہم ان کے بدترین اعمال کا انہیں ضرور بدلہ دیں گے۔			

ذَلِكَ جَزَاءُ أعدَاءِ اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ

ذَلِكَ	جَزَاءُ	أعدَاءِ اللَّهِ	النَّارُ	لَهُمْ
یہ	بدلہ	اللہ کے دشمن (جمع)	جہنم	ان کے لئے
یہ ہے اللہ کے دشمنوں کا بدلہ جہنم اور ان کے لئے				

فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءُ لِمَا كَانُوا يَأْتِنَا

فِيهَا	دَارُ الْخُلْدِ	جَزَاءُ	لِمَا	كَانُوا يَأْتِنَا
اس میں	ہمیشگی کا گھر	بدلہ	اس کا جو	وہ تھے ہماری آیتوں کا
ہے اس میں ہمیشگی کا گھر، اس کا بدلہ جو وہ ہماری آیتوں کا				

يَجْحَدُونَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

يَجْحَدُونَ	وَقَالَ	الَّذِينَ	كَفَرُوا
انکار کرتے	اور	کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (کافر)
انکار کرتے تھے اور کافر کہیں گے اے			

رَبَّنَا أَرَانَا الذَّيْنِ أَضَلَّنَا مِنْ

رَبَّنَا	أَرَانَا	الذَّيْنِ	أَضَلَّنَا	مِنْ
اے ہمارے رب	ہمیں دکھا دے	وہ دونوں	جنہوں نے گمراہ کیا ہمیں	سے
ہمارے رب! ہمیں وہ دونوں دکھا دے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا				

الْحِجْرَةِ وَالْإِنْسِ نَجْعَلُهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا

الْحِجْرَةِ	وَالْإِنْسِ	نَجْعَلُهُمَا	تَحْتَ	أَقْدَامِنَا
جنت	اور انسانوں	ہم ان دونوں کو ڈائیں	تلی	اپنے پاؤں

جنت میں سے اور انسانوں میں سے کہ ہم ان دونوں کو اپنے پاؤں تلی ڈائیں

لِيَكُونَ مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٢٩﴾

لِيَكُونَ	مِنَ	الْأَسْفَلِينَ
تاکہ وہ ہوں	سے	انتہائی ذلیل (جمع)

تاکہ وہ انتہائی ذیلوں میں سے ہوں۔

﴿٢٤﴾ پس ہم ان کو جنہوں نے کفر کیا سخت عذاب میں گرفتار کریں گے اور ان کے عملوں کی بڑی جزا ان کو دیں گے۔

﴿٢٤﴾ فَلَنذِيقَنَّهُنَّ الْكَرْهَ الَّذِي

كَفَرُوا وَعَدَّآبًا شَدِيدًا

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي

كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ أَى

أَقْبَرَ جَزَاءٍ عَلَيْهِم

﴿٢٨﴾ ذَلِكَ أَى الْعَذَابِ

الشَّدِيدِ وَأَسْوَأَ الْجَزَاءِ

جَزَاءٍ أَعَدَّآءُ اللَّهِ

بِتَعْقِيقِ الْهَمْزَةِ الثَّانِيَةِ

وَأَبْدَ الْهَاءِ وَأَوَّ النَّارِ

عَظْمُ بَيَانِ الْجَزَاءِ الْمُخْبَرِ

بِهِ عَنْ ذَلِكَ لَهُمْ

فِيهَا دَامَ الْمُخْلِطُ أَى

إِقَامَهُ لِأَنَّهَا مِمَّا

جَزَاءٌ مَنْصُوبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ

يَفْعَلُهُ الْمُعَذَّرُ بِمَا كَانُوا

﴿٢٨﴾ یہ سخت عذاب اور بدتر سزا

یعنی دوزخ میں جانا

سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی

ان کو دوزخ میں

ہمیشہ رہنا ہے

وہاں سے جُدا ہونا نہیں۔

یہ ان کو سزا ملی

ہر سبب ان کے انکار کرنے کے



احکام قرآنی کو۔

بَايْتِنَا الْعُرَّانِ يَجْحَدُونَ ۝

۲۹) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

فِي النَّارِ مَا بَنَّا آيَاتِنَا

الَّذِينَ أَضَلَّانَا مِنَ

الْجِبِّ وَالْأَنْثَىٰ

إِبْلِيسَ وَقَتَابِيلَ سَنَّا

الْكُفْرَ وَالْقَتْلَ نَجْعَلُهُمَا

تَحْتَ أَقْدَامِنَا فِي

النَّارِ لِيَكُونَنَا مِنَ

الْأَسْفَلِينَ ۝ آمِنُ اشْدَا

عَدَابًا مِّنَّا

۲۹) اور کافر دوزخ میں کہیں گے اے ہمارے

رب ہم کو ان دونوں کو دکھلا آدمیوں

اور جنوں میں سے جنہوں نے ہم کو گمراہ

کیا۔

مراد ان دونوں سے ابلیس اور قابیل آدم

کا بیٹا ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا اور

سب سے پہلے اس نے طریقہ قتل کرنے کا نکالا۔ اور ابلیس

سب سے پہلے کفر جاری کیا۔ ان دونوں کو ہمارے سامنے

کرتا کہ ہم ان کو دوزخ میں اپنے قدموں کے نیچے ڈالیں کہ

وہ ہم سے نیچے کے طبقے میں رہیں جہاں عذاب زیادہ سخت ہے ہمارے عذاب سے

### تشریح

۲۷) ایسے لوگوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر رہے گی | ایسے لوگ جو نہ خود نصیحت کی بات سنیں اور نہ خود دوسروں

کو سننے دیں، حق کے راستے میں روٹے اٹکائیں۔ اللہ کی کھلی نشانیوں کا انکار کرنے والے، ان

لوگوں کو ہم ان کے کرتوتوں کا مزا چکھا کر رہیں گے اور جو تدبیریں اور گھٹیا حرکتیں یہ کرتے رہے

ہیں ان کا پورا پورا بدلہ ان کو ضرور ملے گا۔ وہ بدلہ کیا ہوگا آنے والی آیت میں اس کا ذکر ہے۔

۲۸) منکرین حق کی جزا عذاب دوزخ | اللہ کے یہ دشمن جو..... دل میں سمجھتے تھے کہ بات سچی وہی ہے

جو اللہ کی طرف سے آرہی ہے لیکن منہ مٹ اور تعصب کی وجہ سے اللہ کی نشانیوں کا انکار

کرتے تھے ان کی جزا کیا ہوگی۔ دوزخ کا عذاب اور عذاب بھی دائمی کہ کبھی اس سے چھٹکارا نہ

ملے گا وہاں یہ لوگ اپنے ان لیڈروں کے بارے میں جنہوں نے ان کو گمراہ کیا، کیا کہیں گے؟

اگلی آیت میں اس کا بھی بیان ہے۔

۲۹) گمراہ کرنے والے لیڈروں کے بارے میں | دنیا میں یہ شیطانی لیڈر لوگوں کو گمراہ کرتے رہے۔ لوگ ان کے

پچھے لگے رہے۔ ان کے زندہ باد کے نعرے بھی لگاتے رہے ان

کی محفلوں اور جلسے جلوسوں کی رونقیں بھی بڑھاتے رہے۔ آنکھوں پر پٹی باندھ کر ان کی پیروی کرتے

رہے۔ جب وہاں دوزخ میں پہنچیں گے اور معلوم ہوگا کہ جن لیڈروں پر بھروسہ کیا تھا ان کی بدلت

آج یہ انجم ہوا۔ تو وہاں اللہ تم سے کہیں گے پروردگار جن شیطانی لیڈروں نے ہمیں گمراہ کیا تھا

ذرا ہمیں انھیں دکھا دیجئے۔ وہ ہمارے ہاتھ آجائیں تو ہم انھیں پکڑ کے اپنے پیروں سے روند ڈالیں تاکہ

وہ خوب ذلیل و رسوا ہوں۔ اور انتقام لے کر ہمارا دل کچھ ٹھنڈا ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

إِنَّ	الَّذِينَ	قَالُوا	رَبُّنَا	اللَّهُ	ثُمَّ	اسْتَقَامُوا	تَتَنَزَّلُ	عَلَيْهِمْ
بے شک	وہ جنہوں نے	کہا	ہمارا	رب	پھر	وہ ثابت قدم رہے	اُترتے ہیں	ان پر

بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے

الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشُرُوا بِالْجَنَّةِ

الْمَلَائِكَةُ	أَلَّا	تَخَافُوا	وَلَا	تَحْزَنُوا	وَأَبْشُرُوا	بِالْجَنَّةِ
فرشتے	کہ نہ تم خوف	کھاؤ	اور نہ غم	گین ہو	اور تم خوش	ہو جنت پر

اُترتے ہیں کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غم گین ہو اور تم اس جنت پر خوش ہو

الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾

الَّتِي	كُنْتُمْ	تُوعَدُونَ
وہ جو	تم تھے	تمہیں وعدہ دیا جاتا

جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

﴿۳۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ  
ثُمَّ اسْتَقَامُوا عَلَى التَّوْحِيدِ وَغَيْرِهِ  
مِمَّا وَجَبَ عَلَيْهِمْ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ  
الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ النُّوْبِ  
أَنْ أَيْ بَانَ لَكَ تَخَافُوا مِنْ  
الْمَوْتِ وَمَا بَعْدَهُ وَلَا تَحْزَنُوا  
عَلَى مَا خَلَقْتُمْ مِنْ أَهْلِ وَوَلَدٍ فَتَحْسَبُوا  
تَخْلَفُكُمْ فِيهِ وَأَبْشُرُوا بِالْجَنَّةِ  
الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○

﴿۳۰﴾ بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت رہے توحید پر اور ان احکام پر جو ان کے ذمہ لازم ہیں تو ان کے پاس بوقت موت کے فرشتے یہ پیغام لے کر آتے ہیں کہ تم موت اور موت کے بعد کے احوال کا خوف نہ کرو اور جو کچھ تم اولاد اور متعلقین پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کے بارہ میں غم گین نہ ہو کہ ہم تمہارے خلیفہ ہیں ان میں۔ اور خوش ہو جاؤ ساتھ دخول جنت کے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

تشریح

﴿۳۰﴾ اہل ایمان پر سکنت اور اطمینان قلب | وہ اہل ایمان جو حق پر قائم رہتے ہیں حق کی سر بلندی کے لئے اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں۔ ان کے دلوں پر سکنت کا نزول ہوتا ہے ان کو اطمینان قلب کی دولت حاصل ہوتی ہے فرشتوں کی غیر محسوس آوازیں ان کے دلوں پر دستک دیتی ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور جنت کی بشارت قبول کرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ جنت جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر نعمت ایچھے ہے وہ جنت تمہاری منتظر ہے جہاں خوف کا کوئی مقام نہیں ہے دنیا کی زندگی میں جو تم نے تکلیفیں اٹھائیں اس پر غم مت کرو جو دنیا میں تم چھوڑ کر جا رہے ہو اس پر رنجیدہ مت ہو۔

نَحْنُ أَوْلِيَاكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

نَحْنُ	أَوْلِيَاكُمْ	فِي	الْحَيَاةِ	الدُّنْيَا	وَفِي	الْآخِرَةِ
ہم	تمہارے رفیق	میں	زندگی	دنیا	اور میں	آخرت

ہم تمہارے رفیق تھے زندگی میں دنیا کی اور آخرت میں (بھی)

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا

وَلَكُمْ	فِيهَا	مَا تَشْتَهَى	أَنْفُسُكُمْ	وَلَكُمْ	فِيهَا	مَا
اور تمہارے لئے	اس میں	جو چاہیں	تمہارے دل	اور تمہارے لئے	اس میں	جو

اور تمہارے لئے اس میں (موجود ہے) جو تمہارے دل چاہیں۔ اور تمہارے لئے اس میں (موجود ہے) جو

تَدْعُونَ ۳۱ نَزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۳۲

تَدْعُونَ	نَزُلًا	مِّنْ	غَفُورٍ	رَّحِيمٍ
تم مانگو گے	ضیافت	سے	بخشنے والا	مہربان

تم مانگو گے (یہ) ضیافت ہے بخشنے والے مہربان (اللہ) کی طرف سے

۳۱) ہم تمہارے نگہبان ہیں زندگی دنیا میں اور آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔ یہاں تک کہ تم جنت میں جاؤ۔

اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیزیں ہیں جن کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہاں وہ ہے جو تم مانگو۔

۳۲) یہ مہمانی ہے اللہ بہت بخشش والے اور نہایت مہربان کی۔

۳۱) نَحْنُ أَوْلِيَاكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا أَي حَفِظْنَاكُمْ فِيهَا وَفِي الْآخِرَةِ أَي نَكُونُ مَعَكُمْ فِيهَا حَتَّى تَدْعُوا الْجَنَّةَ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ○ تَطْلُبُونَ

۳۲) نَزُلًا رَّزَقًا مُّثَمَّرًا مُّجْتَمِعًا بِمُجْتَمِعٍ مُّقَدَّمًا بِهَا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ○ أَي اللّٰهُ

### تشریح

۳۱) صاحب ایمان بندوں کا اعزاز اللہ کے وہ نیک بندے جو اللہ کی بندگی پر ثبات قدم رہے اور نیکی کے راستے پر چلے رہے اور اس راہ میں ہر دشواری کو برداشت کرتے رہے ان کو اللہ کے حکم سے فرشتے نسل دیں گے کہ تم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخر میں بھی تمہارے رفیق رہیں گے۔ تم جس جگہ جا رہے ہو وہاں ہمیں وہ سب ملے گا جو تم چاہو گے۔ تم جس چیز کی تمنا کرو گے وہ تمہیں دی جائے گی۔

۳۲) غفور الرحیم کی طرف سے سامان ضیافت اللہ غفور الرحیم کی طرف سے یہ تمہارے لئے سامان ضیافت ہو گا اور ایک بندے کی انتہائی عزت و توقیر ہوگی کہ وہ اپنے پروردگار کا مہمان ہو۔ اللہ خود جس کے میزبان ہوں اور وہ خود اللہ کا مہمان ہو اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہو سکتی ہے۔



وہ سب سے اچھا ہے۔

(۳۳) اور نیکی اور بدی برابر نہیں یعنی نہ تمام نیکیاں باہم برابر نہ تمام بدیاں باہم مساوی کوئی نیکی بڑی ہے کوئی چھوٹی اسی طرح کوئی گناہ بڑا ہے کوئی چھوٹا۔ بدی کو دور کر اس خصلت سے جو عمدہ تر ہے جیسے یہ کہ غصہ کو صبر سے دفع کر اور جہل کو حلم سے اور کوئی برائی کرے تو اس کو معاف کر۔

اگر تو ایسا کرے گا تو جو تیرا جانی دشمن ہے وہ ایسا ہو جاوے گا جیسا دوست قریب یعنی تیرا دشمن تیرے ساتھ ایسی محبت کرنے لگے گا جیسے دوست درشتہ دار محبت کرے اگر تو ایسا کرے گا جو بیان ہوا۔

### مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(۳۳) وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ وَإِنْ جُزِيَ بَاتِهِمَا إِنْ بَغَضَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِذْ فَعِيَ بِالَّذِي أُوِيَ السَّيِّئَةُ بِالَّذِي أُوِيَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةُ هِيَ أَحْسَنُ كَالْغَضَبِ بِالصَّبْرِ وَالْجَهْلِ بِالْحِلْمِ وَالْأَسَاءَةِ بِالْعَفْوِ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ أُوِيَ فِيصْبِرُ عَدَاوَتِكَ كَالصَّدِيقِ الْقَرِيبِ فِي مُحَبَّتِهِ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَالَّذِي مُبْتَدَأٌ وَكَأَنَّهُ الْخَبْرُ وَإِذَا أَظْفَرُ بِمَعْنَى التَّشْبِيهِ -

### تشریح

(۳۳) سب سے بڑی نیکی دوسروں کو اللہ کی طرف بلانا ہے | اگرچہ خود نیک ہونا اچھے عمل کرنا اور اللہ کی بندگی پر ثبات قدم ہونا یہ بھی انسان کی بڑی سعادت ہے اور نیکی کا ایک بڑا درجہ ہے لیکن اس سے بلند درجہ نیکی کا یہ ہے کہ خود نیک عمل کرتے ہوئے دوسروں کو نیکی کے راستے کی طرف دعوت دی جائے اور اپنے قول اور اپنے عمل سے لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف رغبت دلاتا رہے اور شدید مخالفت کے ماحول میں بھی جہاں اپنے دین کا اعلان اور اظہار کرنا گویا مصیبتوں کو دعوت دینا ہے وہاں بھی ڈٹ کر کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ کمال درجے کی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے اسلام کے اظہار کے ساتھ اللہ کی مخلوق کو اللہ کی بندگی کی دعوت دے۔ اور اس کام کو کرتے ہوئے خود اس کی زندگی اتنی پاکیزہ، اس کے اخلاق اتنے اعلیٰ اور اس کا کردار اتنا بلند ہو کہ کسی کو حرف گیری کی گنجائش نہ ملے۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ تم نہیں تو کہہ رہے ہو۔ اور خود تمہارا اس پر عمل نہیں۔

(۳۳) تبلیغ و دعوت کے آداب | تبلیغ و دعوت کے آداب اور اس کا طریقہ بتلاتے ہوئے پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ نیکی خود اپنی جگہ ایک طاقت ہے — اور چاہے وہ بظاہر کمزور نظر آتی ہو لیکن حقیقت میں کمزور نہیں ہے۔ اور برائی خواہ بظاہر طاقت ور نظر آتی ہو لیکن حقیقت میں کمزور ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی فطرت نیکی پر بنائی گئی ہے۔ اسلئے انسان چاہے کتنا ہی بگڑ جائے بہر حال

اس کی فطرت کبھی نہ کبھی سامنے آ ہی جاتی ہے — اور وہ بدی سے نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ایک بڑا انسان خود اپنی نظروں میں گر جاتا ہے اور اس کے دل میں ایک چور سا بیٹھ جاتا ہے جو اس کے عزم و ہمت کو کمزور کر دیتا ہے۔

ایک واقعہ سے یہ بات اچھی طرح نکھر کر سامنے آ سکتی ہے۔ واقعہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے کا۔ باہر کا ایک تاجر آیا اور اس نے ابو جہل سے کچھ معاملہ کیا مگر ابو جہل نے رقم دینے میں آنا کانا کی۔ اس نے نیکے کے بہت لوگوں سے مدد چاہی مگر کوئی مدد کے لئے آگے نہ بڑھا۔ کچھ لوگ پیٹھے ہوئے تھے انھوں نے لطف لینے کے لئے اس تاجر سے کہہ دیا کہ محمد سے کہو وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔ وہ شخص حضرت محمد کے پاس آیا واقعہ بیان کیا۔ آپ فوراً اس کے ساتھ ابو جہل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

کچھ لوگ دور سے یہ سب دیکھ رہے تھے اور منتظر تھے کہ اب دونوں مخالف آپس میں بھڑیں گے مگر سب حیران رہ گئے جب حضرت محمد نے ابو جہل کے گھر جا کر اس کو بلایا اور اس سے کہا کہ اس تاجر کی رقم دو۔ اور ابو جہل نے چپ چاپ وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔

بعد میں لوگوں کے پوچھنے پر ابو جہل نے کہا کہ جب محمد نے مجھے اس تاجر کی رقم دینے کے لئے کہا تو مجھے ایسا لگا کہ اگر میں ان کی بات نہیں مانوں گا تو نہ جانے کیا ہو جائے گا۔ یہ ہے وہ حق اور نیکی کی طاقت اور سچائی کا جھوٹ پر غلبہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکی میں جو طاقت ہے وہ بدی میں نہیں۔

دعوت و تبلیغ کے آداب اور طریقہ بتلاتے ہوئے، نیکی اور بدی کا موازنہ کرتے ہوئے نیکی کی قوت کا احساس بھی دلایا اور یہ بھی بتایا کہ بدی کا مقابلہ محض نیکی ہی سے نہ کرو بلکہ اعلیٰ درجہ کی نیکی سے کرو۔ اور اعلیٰ درجے کی نیکی یہ ہے کہ جو تم سے بڑا سلوک کرے موقع ملنے پر تم اس کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرو۔ گالی سن کر خاموش رہ جانا اور جواب نہ دینا بے شک نیکی ہے لیکن گالی کے بدلے میں دعا دینا اعلیٰ درجے کی نیکی ہے — اور یہ وہ نیکی ہے جو بدترین دشمن کو بھی جگری دوست بنا دیتی ہے۔

بے شک کچھ لوگ ایسے ہو سکتے ہیں جو برائی کے جواب میں آپ کی نیکی سے متاثر نہ ہوں اور آپ کی خوش اخلاقی اس کی بد اخلاقی کے جواب میں اس پر اثر نہ کرے مگر ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں اور آخر کار ایک دن ایسے لوگ بھی متاثر ہو کر ہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہوا ہے۔

عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً

(آیت ۷ پارہ ۲۵ سورہ ممتحنہ)

(یعنی کہ اللہ کبھی تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان محبت ڈال دے جن سے تم نے دشمنی مولیٰ ہے۔) بہر حال دعوت الی اللہ کا کام کرنے والوں کو بڑے عزم و ہمت و صبر و استقلال، حسن اخلاق اور حکمت و دانائی کی ضرورت ہے اس لئے خود نیک ہونا بے شک اچھا ہے لیکن اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ دوسروں کو نیک بنایا جائے۔ اس کے لئے جو حوصلہ چاہیے اس کا ذکر آنے والی آیت میں کیا جا رہا ہے۔

وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا ذُو

وَمَا يُلْقَاهَا	إِلَّا	الَّذِينَ	صَبَرُوا	وَمَا يُلْقَاهَا	إِلَّا	ذُو
اور نہیں ملتی یہ	مگر	وہ جنہوں نے	صبر کیا	اور نہیں ملتی یہ	مگر	دلے
اور یہ (بات) نہیں ملتی مگر انہیں جنہوں نے صبر کیا اور یہ نہیں ملتی مگر						

حِطَّ عَظِيمٍ ۳۵) وَإِنَّمَا يَنزِعَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ

حِطَّ	عَظِيمٍ	وَإِنَّمَا	يَنزِعَنَّكَ	مِنَ	الشَّيْطَانِ
نصیب	بڑے	اور اگر	تمہیں دوسرا آئے	سے	شیطان
بڑے نصیب والے کو اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی دوسرا					

نَزَعٌ ۳۶) فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۳۶)

نَزَعٌ	فَاسْتَعِذْ	بِاللَّهِ	إِنَّهُ	هُوَ	السَّمِيعُ	الْعَلِيمُ
کوئی دوسرا	تو پناہ چاہیں	اللہ کی	بے شک وہ	وہی	سننے والا	جاننے والا
آئے تو اللہ کی پناہ چاہیں بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔						

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا

وَمِنْ	آيَاتِهِ	اللَّيْلُ	وَالنَّهَارُ	وَالشَّمْسُ	وَالْقَمَرُ	لَا
اور سے	انکی نشانیاں	رات	اور دن	اور سورج	اور چاند	نہ
اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند۔ تم نہ						

تَسْجُدُ وَاللشَّمْسِ وَاللْقَمَرِ وَأَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي

تَسْجُدُ	وَاللشَّمْسِ	وَاللْقَمَرِ	وَأَسْجُدُوا	لِلَّهِ	الَّذِي
تم سجدہ کرو	سورج کو	اور نہ	چاند کو	اللہ کو	وہ جس نے
سورج کو سجدہ کرو، نہ چاند کو، اور تم اللہ کو سجدہ کرو وہ جس نے					

خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ آيَا تُعْبَدُونَ ۳۷)

خَلَقَهُنَّ	إِن	كُنتُمْ	آيَا	تُعْبَدُونَ
پیدا کیا انہیں	اگر	تم ہو	اس کی	عبادت کرتے
ان (سب) کو پیدا کیا۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔				

- ۳۵) اور یہ عمدہ خصلت صابروں ہی کو عطا ہوتی ہے۔  
اور یہ خصلت اسی کو ملتی ہے جو بڑے حصہ والا ہے۔ یعنی ثوابِ عظیم جو اس خصلت کے پاتا ہے۔  
۳۶) اور اگر تجھ کو اس خصلت وغیرہ دیگر امور خیر سے اثر شیطان نے روکے اور اس کے موافق عمل نہ کرنے دے۔

تو پناہ مانگ اللہ سے کہ وہ تجھ سے اثر شیطانی دفع فرمادے گا۔  
بے شبہ وہ سننے والا ہے بات کو جاننے والا ہے بندوں کے افعال کو۔

- ۳۷) اور اس کی بڑی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن اور سورج اور چاند۔ نہ سجدہ کرو تم سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان چاروں نشانیوں کو پیدا کیا۔  
اگر ہو تم اللہ ہی کی پرستش کرنے والے۔

۳۵) وَمَا يُلْقَاهَا آتَىٰ لَا يُلْوِي الْخُصْلَةَ  
الشَّيْءَ هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ  
صَبَرُوا ۗ وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا  
ذُو حِظٍّ شَوَابٍ عَظِيمٍ ۝  
۳۶) وَإِنَّمَا فِيهِ إِذْعَانُ تَوْنٍ إِن  
الشَّرْطِيَّةِ فِي مَا السَّرَّاحَةُ  
يَنْزَعَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعًا  
أَيُّ إِن يَضْرَفَكَ عَنِ الْخُصْلَةِ  
وغيرُهَا مِنْ الْخَيْرِ صَارَتْ  
فَأَسْتَعِذُ بِاللَّهِ مِنْ جَوَابِ الشَّرْطِ  
وَجَوَابِ الْأَمْرِ مَحْذُوفٍ  
أَيُّ يَدْفَعُهُ عَنْكَ إِنَّهُ هُوَ  
السَّمِيعُ الْقَوْلُ الْعَلِيمُ ۝  
۳۷) وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ  
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۗ لَا تَسْجُدُوا  
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا  
لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ أَيُّ  
الآيَاتِ الْأَرْبَعِ إِن كُنْتُمْ  
إِنِّي لَا تَعْبُدُونَ ۝

### تشریح

- ۳۵) عزم و حوصلہ کا یہ اعلیٰ مقام غیر معمولی آدمی کو ہی ملتا ہے | بدی کے جواب میں نیکی کرنا اور بد خواہی کے جواب میں خیر خواہی اور وہ بھی کوئی ایک آدمی تہہ نہیں بلکہ مستقل طور پر سالہا سال تک پورے صبر اور حوصلے کے ساتھ اس سوز و گمبھیا کا استعمال کرنا کسی معمولی آدمی کا کام نہیں ہے اس کے لئے بڑا دل گردہ چاہیے۔ ایک طرف طاقت کے نشے میں بدمست ہو۔ دوسری طرف وہ شخص ہو جو ٹھنڈے دل سے حق کی سر بلندی کے لئے کام کرنے کا پورا ارادہ کر چکا ہو۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس میں نیکی سچائی ایسی جڑ پکڑ چکی ہو کہ کوئی بھی خیرات اور خباثت اس کو اس کے بلند مقام سے نیچے لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ صفات ایک بلند مرتبے اور بڑے نصیبیہ والے انسان میں ہی ہو سکتی ہیں اور جس میں یہ باتیں موجود ہوں دنیا کی کوئی طاقت اس کو کامیابی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔ بڑی بات کو برداشت کر کے بھلائی سے اس کا جواب دینا کوئی شک نہیں اس کے لئے بڑا حوصلہ چاہئے یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کی طرف سے خوش نصیب اور اقبال مند بندوں کو ملتی ہے۔  
ایک دشمن وہ ہے جو آپ کے اچھے معاملے اور حسن اخلاق سے متاثر ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسے بھی دشمن ہوتے ہیں کہ



چاہے تم کتنی ہی نرمی برتو کتنا ہی اچھا معاملہ کرو وہ اپنی دشمنی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ایسے بچے شیطانوں سے محفوظ رہنے کی تدبیر اللہ تعالیٰ نے والی آیت میں بتا رہے ہیں۔

(۳۳) شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے اللہ سے پناہ مانگو | ایسے وقت میں جب حق اور باطل میں شدید کش مکش ہوتی ہے، حق پرست انسان بدی کا مقابلہ نیکی سے کرتا ہے مد اخلاقی کا جواب اخلاق سے دیتا ہے تو اس وقت شیطان کو بڑی پریشانی ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اشتعال دلا کر کوئی ایسی بات کرادے جو حق پرست کے مقام بلند سے کمتر ہو اور اس کو ایک مقام پر کھڑا کر دے۔ اس وقت میں شیطان سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیدے اور اس سے مد مانگے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ص کی موجودگی میں ایک شخص حضرت صدیق اکبر رض کو برا بھلا کہنے لگا۔ حضرت صدیق صبر کے ساتھ سنتے رہے اور نبی ص مسکراتے رہے۔ آخر حضرت صدیق رض کے صبر کا پیمانہ ٹریز ہو گیا اور انھوں نے بھی جواب میں ایک سخت بات کہہ دی۔ اس کے سنتے ہی نبی ص کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ خاموشی کے ساتھ اٹھ کر روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیق پیچھے پیچھے گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ماجرا ہے وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا اور آپ سنتے رہے اور جب میں نے جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جب تک تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا۔ مگر تم بول پڑے تو فرشتے کی جگہ شیطان آ گیا میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

(مسند امام احمد۔ راوی حضرت ابو ہریرہ رض)

معلوم ہوا کہ ایسے نازک موقع پر جب صبر کا دامن چھوٹنے لگے اور دل میں غصے کی کیفیت پیدا ہو تو اللہ سے مد مانگئے۔ اس کی مدد کے بغیر انسان اپنے کو بچا نہیں سکتا۔ صاحب ایمان اور اللہ کی طرف دعوت دینے والے کو جو چیز سکون دیتی ہے وہ یہ کہ اللہ سب کچھ سن اور دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتا ہے۔

(۳۷) زمین و آسمان میں اللہ کی نشانیاں | حق کی طرف دعوت دینے والا جہاں اپنے قول اور عمل سے اللہ کی طرف دعوت دے وہ اس طرف بھی توجہ دلائے کہ زمین و آسمان کا یہ نظام اللہ کی عظمت اس کی وحدانیت اور اس حقیقت کی طرف بلا رہا ہے کہ موت کے بعد انسان پھر زندہ ہوگا۔ ذرا انسان غور سے دیکھے، دن اور رات کا آنا سورج اور چاند کا نکلنا کیا یہ اللہ کی نشانی نہیں ہے۔ رات کو سورج کا چھپنا اور چاند کا نکلنا، دن کو چاند کا چھپنا اور سورج کا نمودار ہونا بتا رہا ہے کہ چاند اور سورج اللہ کے قانون میں بندھے ہوئے ہیں یہ اللہ کے حکم کے سامنے مجبور ہیں اس واسطے یہ سجدہ کرنے کے مستحق نہیں ہیں بلکہ سجدہ کرنے کا مستحق وہ ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور اللہ کو سجدہ کرنے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں ہے بلا کسی واسطے کے اس کو سجدہ کرو جو ان کا خالق ہے۔

جس طرح رات کے بعد دن کی روشنی آتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس پرست اور ہیں کہ باطل کے اندھے کو حق کی روشنی سے بدل دیں۔ داعی کی بلند ہمتی اور اس کی خوش اخلاقی باطل کے اندھیرے کو حق کی روشنی سے بدل سکتی ہے۔ وہ اپنے قول و عمل کے ساتھ اللہ کی نشانوں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرے اور بتائے کہ زمین و آسمان کا عظیم الشان نظم و نسق سوچنے والوں کو اللہ واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔

فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ

فَإِنْ	اسْتَكْبَرُوا	وَالَّذِينَ	عِنْدًا + رَبِّكَ	يُسَبِّحُونَ
پس اگر وہ	تکبر کریں	سو وہ جو	آپ کے رب کے نزدیک	وہ تسبیح کرتے ہیں

پس اگر وہ تکبر کریں (تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے) سو وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ رات

لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴿۳۸﴾

لَهُ	بِاللَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	وَهُمْ	لَا يَسْأَمُونَ
اس کی	رات	اور دن	اور وہ	نہیں اکتاتے

اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ اکتاتے نہیں اور اس کی

آيَتِهِ أَنْ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا

آيَتِهِ	أَنْ تَرَى	الْأَرْضَ	خَاشِعَةً	فَإِذَا	أَنْزَلْنَا
اس کی نشانیوں	کہ تو	زمین	دلی ہوئی (سنان)	پھر جب	ہم نے اتارا

نشانیوں میں سے ہے کہ تو زمین کو سنان دیکھتا ہے پھر جب ہم نے اس پر

عَلَيْهَا الْمَاءَ أَهْتَزَّتْ وَرَبَّتْ وَإِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا

عَلَيْهَا	الْمَاءَ	أَهْتَزَّتْ	وَرَبَّتْ	وَإِنَّ	الَّذِي	أَحْيَاهَا
اس پر	پانی	وہ ہلکانے لگتی ہے	اور پھولتی ہے	بیشک	وہ جس نے	اس کو زندہ کیا

پانی اتارا تو وہ ہلکانے لگتی ہے اور پھولتی ہے ، بیشک وہ جس نے اس کو زندہ کیا

لَمْ يَحْيِ الْمَوْتَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾

لَمْ يَحْيِ	الْمَوْتَىٰ	إِنَّهُ	عَلَىٰ كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيرٌ
البتہ زندہ کرنے والا	مردوں کو	بیشک وہ	ہر شے پر		قدرت رکھنے والا

البتہ وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے بیشک وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے

﴿۳۸﴾ پس اگر کفار اللہ اکیلے کو سجدہ کرنے سے تکبر کریں تو اس کے لئے دن رات نماز پڑھتے ہیں اور اس کی تسبیح میں شب و روز مشغول ہیں فرشتے جو تیرے رب کے پاس ہیں۔

﴿۳۸﴾ فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا عَنِ السُّجُودِ لِلَّهِ وَحَدَّثُوا وَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ أَيُّ الْمَلَائِكَةِ يُسَبِّحُونَ

يُصَلُّونَ لَهُ بِاللَّيْلِ  
وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ  
لَا يُبْصِرُونَ

اور وہ کسی وقت نماز اور تسبیح سے نہیں سمجھتے۔  
حال یہ کہ اس کو تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں۔

(۳۹) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے یہ کہ تو دیکھتا ہے  
زمین کو خشک کہ اس میں سبزہ گھاس کچھ نہیں۔  
پس جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ حرکت  
کرتی ہے اور پھولتی ہے ساتھ سبزہ کے

(۳۹) وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْزَلَ  
سُرِّي الْأَرْضِ خَاشِعَةً  
بِأَسْفَلِهَا لَأَنْبَاتٍ فِيهَا  
فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا  
الْمَاءَ أَهْلَكْنَا نَحْرَكًا  
وَرَبَّتْ وَأَنْتَفَخَتْ وَوَعَلَتْ إِنْ  
الَّذِي أَحْيَاهَا لِلْحَيَاةِ  
الْمَوْتِ وَإِنَّ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرٌ

بے شک جس نے زمین مردہ کو زندہ کیا وہی  
زندہ کرنے والا ہے مردوں کو  
بے شبہ وہ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

### تشریح

(۳۸) کائنات کا نظام اللہ کی توحید کا گواہ ہے | اگر کچھ لوگ اپنے غرور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس سچی بات کو نہ مانیں کہ اللہ کے  
ساتھ کوئی شریک نہیں ہے تو کوئی پروا نہیں۔ اگر یہ احمق نہیں مانتے نہ مانیں کائنات کا پورا نظام جو فرشتوں  
کے ذریعے چل رہا ہے اللہ کی توحید اور اس کی بندگی میں رواں دواں ہے اور اس نظام کے چلانے کے  
لئے جو فرشتے مقرر ہیں وہ شب و روز بلا تھکے اللہ کی تسبیح و تقدیس ..... اور اس کی عبادت میں مشغول ہیں۔

اس آیت پر حکم دیا گیا ہے کہ انسان عملاً اللہ کو سجدہ کر کے اپنی بندگی کا اظہار کرے۔ اِنَّا لَا نَعْبُدُ اِلَّاكَ  
پر سجدہ کیا جائے یا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ پر۔ یہ آیت سجدہ ہے اور یہاں سجدہ کرنا چاہیے۔

(۳۹) سوکھی زمین کی شادابی آخرت کی دلیل ہے | انسان مر جاتا ہے اس کا بدن مٹی میں مل کر مٹی بن جاتا ہے۔ اللہ  
قیامت کے دن اس مردہ بدن کو زندگی عطا فرمائیں گے اور یہ اسی طرح جی اٹھے گا جیسے موت  
سے پہلے تھا۔ بے شک اللہ تم اس پر فتا در ہیں کہ پور پور بالکل پہلے کی طرح بنا دیں۔

مردہ انسان کو زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے مردہ زمین کو شادابی دینا۔ تم اپنی آنکھوں  
سے دیکھتے ہو کہ زمین سوکھی پڑی ہے ہر طرف خاک اڑتی نظر آرہی ہے لیکن جیسے ہی اس پر پانی  
کا پھینٹا پڑا اس کی تروتازگی اس کی رونق اور اس کا ابھار قابل دید ہوتا ہے۔ آخر یہ تبدیلی  
کس کے دست قدرت کا نتیجہ ہے جو پروردگار مردہ زمین کو زندگی دے سکتا ہے کیا وہ مرے  
ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ زندگی کی لہر نہیں دوڑا سکتا؟ کیا وہ قادر مطلق مردہ  
بدنوں کو اللہ کے دین کے اثر سے حیات نو نہیں دے سکتا؟ بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ  
ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفُونَ عَلَيْنَا

إِنَّ	الَّذِينَ	يُلْحِدُونَ	فِي	آيَاتِنَا	لَا	يَخْفُونَ	عَلَيْنَا
بے شک	جو لوگ	کج روی کرتے ہیں	میں	ہماری آیات	وہ پوشیدہ نہیں	ہم پر	

بے شک جو لوگ ہماری آیات میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم پر (ہم سے) پوشیدہ نہیں

أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ

أَفَمَنْ	يُلْقَى	فِي	النَّارِ	خَيْرٌ	أَمْ	مَنْ	يَأْتِي	آمِنًا	يَوْمَ
تو کیا جو	ڈالا جائے	آگ میں	بہتر	یا جو	آئے	امان کماٹھ	دن		

تو کیا جو شخص آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا جو روز قیامت امان کے ساتھ

الْقِيَامَةِ أَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٠﴾

الْقِيَامَةِ	أَعْمَلُوا	مَا	شِئْتُمْ	إِنَّهُ	بِمَا	تَعْمَلُونَ	بَصِيرٌ
قیامت	تم کرو	جو تم چاہو	بیشک وہ	جو تم کرتے ہو	دیکھنے والا		

آئے؟ تم جو چاہو کرو، بے شک تم جو کچھ کرتے ہو وہ دیکھنے والا ہے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّ

إِنَّ	الَّذِينَ	كَفَرُوا	بِالذِّكْرِ	لَمَّا	جَاءَهُمْ	وَإِنَّ
بے شک	وہ جنہوں نے	انکار کیا	ذکر (قرآن) کا	جب	وہ آیا ان پاس	اور بیشک یہ

بے شک جن لوگوں نے قرآن کا انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا (وہ اپنا انجام دیکھیں گے)

لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٣١﴾ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

لَكِتَابٌ	عَزِيزٌ	لَا	يَأْتِيهِ	الْبَاطِلُ	مِنْ	بَيْنِ	يَدَيْهِ
البتہ کتاب ہے	گرامی قدر	اس کے پاس نہیں آتا	باطل	اس کے سامنے سے			

بے گرامی قدر کتاب ہے۔ اس کے پاس نہیں آتا باطل اس کے سامنے سے

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٣٢﴾

وَلَا	مِنْ	خَلْفِهِ	تَنْزِيلٌ	مِّنْ	حَكِيمٍ	حَمِيدٍ
اور نہ	اس کے پیچھے سے	نازل کیا گیا	سے	حکمت والے	سزاوار حمد	

اور نہ اس کے پیچھے سے (قرآن) نازل کیا گیا ہے حکمت والے سزاوار حمد (اللہ کی طرف سے)

## مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ

مَا يُقَالُ	لَكَ	إِلَّا	مَا قَدْ قِيلَ	لِلرُّسُلِ	مِنْ قَبْلِكَ
نہیں کہا جاتا	آپ کو	سوائے	جو کہا جا چکا ہے	رسولوں کو	آپ سے قبل

آپ کو اس کے سوا نہیں کہا جاتا جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جا چکا ہے

## إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿۴۳﴾

إِنَّ	رَبَّكَ	لَذُو مَغْفِرَةٍ	وَ	ذُو عِقَابٍ	أَلِيمٍ
بیشک	آپ کا رب	بڑی مغفرت والا	اور	سزا دینے والا	دردناک

بیشک آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے۔

﴿۴۰﴾ بلاشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی اور بدینی کرتے ہیں یعنی قرآن کو جھٹلاتے ہیں ان کا حال ہم پر محقق نہیں سویم ان کو سزا دیں گے۔

پس کیا وہ شخص اچھا ہے جو دوزخ میں ڈالا جاوے یا وہ شخص جس کو قیامت میں امن اور نجات حاصل ہو۔ یعنی دوسرا شخص بہتر ہے۔ اے لوگو تم جو چاہو کام کرو بالیقین اللہ تمہارا حال دیکھتا ہے۔ (یہ تہدید ہے ان کے لئے)

﴿۴۱﴾ بے شک جو لوگ منکر ہوئے قرآن کے جب کہ وہ ان کے پاس آیا ہم ان کو جھٹلانے کی سزا دیں گے۔ بے شبہ قرآن کتابی عت اور غالب و محکم ہے۔

﴿۴۲﴾ اس میں باطل کو دخل نہیں نہ اس کے سامنے نہ اس کے پیچھے یعنی نہ کوئی پہلی کتاب اس کی تکذیب کر سکی نہ پھلی اور نہ شیطان اس میں کسی قسم کا تغیر اور کمی زیادتی کر سکے۔ یہ کتاب اتاری ہوئی اور سچی ہوئی ہے اللہ حکمت والے تعریف کئے گئے کی۔

﴿۴۳﴾ اے محمد تیرے لئے وہی کہا جاتا ہے جو مجھ سے پہلے پیغمبروں کو کہا گیا یعنی مجھ کو جھٹلانا کافروں کا نئی بات نہیں مجھ سے پہلے پیغمبروں کی بھی اسی طرح تکذیب ہوئی ہے۔ بیشک تیرا رب صاحب بخشش ہے ایمان والوں کے لئے اور سخت عذاب کرنے والا ہے کافروں کو۔

﴿۴۰﴾ إِنَّ الْكَافِرِينَ يُلَجِدُونَ مِنَ الْحَدِيثِ

وَلِجِدِّي آيَاتِنَا الْقُرْآنِ بِالْكَذِبِ

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْكَ فَنَجَازِيهِمْ

أَفْسَرَ يُلْفَى فِي النَّارِ خَيْرٌ

أَمْ مَتَى يَأْتِي إِمْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

إِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ تَهْدِيذٌ لَّهُمْ

﴿٤١﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ

الْقُرْآنِ لَنُحَاجُّهُمْ هَهُؤُا فَجَازِيهِمْ

وَإِنَّهُ لَكُنْزٌ عَزِيزٌ ﴿٤٢﴾ مَنِيْعٌ

﴿٤٣﴾ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ أَمْ لَيْسَ قَبْلَهُ كِتَابٌ

يَكْتُوبُهُ وَلَا بَعْدَهُ كِتَابٌ مِمَّنْ

حَكِيمٌ حَمِيدٌ ﴿٤٤﴾ أَمْ أَلَلَّ النَّحْمُورُ

فِي أَمْرِهِ

﴿٤٣﴾ مَا يُقَالُ لَكَ مِنْ الشُّكْرِ إِلَّا

مِثْلَ مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ

مِنْ قَبْلِكَ وَإِنَّ رَبَّكَ

لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ

وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٤﴾ لِّلْكَافِرِينَ

## تشریح

(۴۰) مخالفین کی چالیں ہم سے چھپی نہیں ہیں | کائنات میں پہلی ہونے والی نشانیاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ پروردگار ایک ہے اور اس کے ساتھ کوئی سا بھی اور شریک نہیں ہے۔ مردہ زمین کا جی اٹھنا مرنے کے بعد حقیقی زندگی پر کھلی شہادت اور اللہ کی قدرت کی واضح نشانی ہے۔

ان باتوں کے برحق ہونے کے باوجود جو لوگ ہماری آیتوں کو الٹے معنی پہناتے ہیں، سیدھی بات کو پیڑھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کی آیات کا صحیح اور صاف مطلب نہ لے کر اس کو غلط معنی پہناتے ہیں ان کی یہ چالیں ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ جب چاہیں گے دیکھ لیں گے۔ فی الحال اس نے ڈھیل دے رکھی ہے کیونکہ وہ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا۔ جو تمہاری سمجھ میں آئے کرتے جاؤ مگر تمہاری ساری حرکتیں اس کی نظر میں ہیں۔ خوب سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی ہوئی آگ میں گرے وہ بہتر ہے یا وہ بہتر ہے جو اپنی سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے۔

(۴۱) گھٹیا چالوں سے پھائی کوشکت نہیں دی جاسکتی | گھٹیا چالوں سے پھائی کو ہرایا نہیں جاسکتا کیوں کہ اس میں صداقت کا زور ہے۔ یہ علم حق ہے اس میں دلیل و حجت ہے اس میں زبان و بیان کا زور ہے۔ اس میں اس خدا کی طاقت ہے جس نے اس کتاب کو نازل کیا ہے۔ اس میں اس رسول کی شخصیت کا زور ہے جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہے۔ جھوٹ اور گھو کھلے پراپیگنڈے سے اس کوشکت نہیں دی جاسکتی۔

(۴۲) قرآن کو نہ جھٹلایا جاسکتا ہے اور | قرآن کی تعلیم کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ اس میں جو حقائق پیش کرتے ہیں کوشکت دی جاسکتی ہے۔ | گئے ہیں کوئی علم کوئی تجربہ اور کوئی مشاہدہ اس کو غلط ثابت نہیں کر سکتا۔

باطل خواہ سامنے سے آکر حملہ کرے یا پیچھے سے اس کوشکت نہیں دے سکتا۔ اس کی دعوت تمام مخالفتوں کے باوجود پھیل کر رہے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا کلام ہے جو حکیم و حمید حکمت والا اور قابل تعریف ہے۔ اس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ کہیں سے آہی نہیں سکتا۔ اس کتاب کی حفاظت کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ باطل کی کیا مجال ہے کہ اس میں دخل اندازی کر سکے۔

(۴۳) ہر زمانے میں پھائی کا انکار کرنے | اے نبی م جو کچھ آج آپ کو کہا جا رہا ہے اس میں کوئی چیز ایسی والوں کا ہی طریقہ رہا ہے۔ | نہیں ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے نہ کہی جا چکی ہو۔ ہر زمانے میں پھائی کا انکار کرنے والوں کا طریقہ یہی رہا ہے۔ اسی طرح سے الزام تراشیاں کی گئیں، اذیتیں پہنچائی گئیں، بُرا بھلا کہا گیا۔ بے شک آپ کا رب بڑا درگزر کرنے والا ہے۔ مخالفین کو مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ پیغمبر بھی ان کی باتوں پر صبر کرتے رہے۔ آپ کے صبر کے نتیجے میں کچھ لوگ توبہ کر کے راہ راست پر آجائیں گے۔ اور جو لوگ اپنی روش اور ضد پر قائم رہیں گے وہ آخر کار اللہ کے دردناک عذاب کے مستحق بنیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تم بخشنے والے بھی ہیں اور سزا دینے والے بھی۔

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ	قُرْآنًا	عَجَبِيًّا	لَقَالُوا	لَوْلَا	فُصِّلَتْ	آيَاتُهُ
اور اگر ہم بناتے	قرآن کو	عجیب (زبان) کا	تو وہ کہتے	کیوں نہ صاف بیان کی گئیں	اسکی آیتیں	اور اگر ہم بناتے
اور اگر ہم قرآن کو	عجیب زبان کا بناتے	تو وہ کہتے	اس کی آیتیں کیوں نہ صاف بیان کی گئیں			

ءَ أَعْجَبِيٍّ وَعَرَبِيٍّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

ءَ أَعْجَبِيٍّ	وَعَرَبِيٍّ	قُلْ	هُوَ	لِلَّذِينَ	آمَنُوا
کیا عجیب (کتاب)	اور عربی (رسول)	فرمادیں	وہ۔ یہ	ان لوگوں کے لئے جو	ایمان لائے
کیا کتاب عجیب اور رسول عربی؟	آپ فرمادیں جو ایمان لائے	یہ ان لوگوں کے لئے			

هُدًى وَشِفَاءً وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي

هُدًى	وَشِفَاءً	وَالَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	فِي
ہدایت	اور شفا	اور جو لوگ	ایمان نہیں لائے	میں
ہدایت اور شفا ہے	اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے	ان کے		

إِذَا نَهَمُ وَقُرٌّ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ

إِذَا نَهَمُ	وَقُرٌّ	وَهُوَ	عَلَيْهِمْ	عَمًى	أُولَئِكَ
ان کے کانوں	گرائی	اور وہ۔ یہ	ان پر	اندھا پن	یہ لوگ
کانوں میں گرائی ہے	اور یہ ان کے لئے اندھا پن ہے۔	(گویا)	یہ لوگ		

يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۚ

يُنَادُونَ	مِنْ	مَّكَانٍ	بَعِيدٍ
پکارے جاتے ہیں	سے	کسی جگہ	دور
پکارے جاتے ہیں	کسی	دور جگہ سے۔	

(۳۳) لو اگر ہم اس قرآن کو عجیب زبان میں اتارتے تو کفار کہتے کہ قرآن کے احکام ایسی زبان میں کیوں نہ بیان کئے گئے جس کو ہم سمجھ لیتے۔ یہ کیسی بات ہے کہ پیغمبر عربی ہو اور کتاب اس پر نازل ہوئی عجیب ہو۔

(۳۳) وَلَوْ جَعَلْنَاهُ آيَ الذِّكْرِ قُرْآنًا عَجَبِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا هَلَّا فَصَّلَتْ بَيِّنَاتٍ آيَاتُهُ حَتَّى تَفْهَمُهَا أَقْرَابُ عَجَبِيٍّ وَنَبِيٍّ عَرَبِيٍّ

اسْتَفْهَامًا شَكَرَ مِنْهُمْ بِتَحْقِيقِ  
 الْهُمَزَةِ الثَّانِيَةِ وَقَلْبَهَا الْفَتْحَ  
 بِإِسْبَاعٍ وَدُونِهِ هَلْ هُوَ  
 لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى مِنَ  
 الضَّلَالَةِ وَالشُّكَاةِ مِنَ الْجَهْلِ  
 وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي  
 آذَانِهِمْ وَهُمْ يَسْمَعُونَ  
 وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَنَى مَضَلًا  
 يَفْهَمُونَهُ أَوْ لَعَلَّكَ يَتَادُونَ  
 مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ○  
 أَيْ هُمْ كَالْمُنَادَى مِنَ  
 مَّكَانٍ بَعِيدٍ لَا يَسْمَعُ  
 وَلَا يَفْهَمُ مَا يُنَادَى بِهِ

اے محمد کہہ دے کہ قرآن ہدایت ہے ایمان والوں کو۔

اور شفاء دینے والا ہے جہل کی بیماری سے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے کہ وہ قرآن کو سن نہیں سکتے اور دیکھ نہیں سکتے۔

یہ لوگ دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔ یعنی ان کا حال ایسا ہے جیسا کسی شخص کو بہت دور جگہ سے پکارا جاوے کہ وہ نہ بات سن سکے نہ اس کو سمجھ سکے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی نہ قرآن کو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔

### تشریح

قرآن عربی کے سوا دوسری زبان میں کیوں نہیں؟ | جو لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ حضرت محمد کا اپنا بنایا ہوا کلام ہے۔ انھوں نے ایک بات یہ نکالی کہ صاحب ہم تو جن یقین کرتے کہ یہ قرآن اللہ کا نازل کیا ہوا ہے، جب یہ عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں ہوتا عربی تو حضرت محمد کی اپنی مادری زبان ہے اپنی زبان میں انھوں نے ایک کلام بنایا ہے۔ اگر عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں یہ کلام ہوتا تو ہم یقین کر لیتے کہ واقعی یہ اللہ کا کلام ہے، محمد کا کلام نہیں ہے کیوں کہ یہ کلام عربی میں نہیں ہے اور محمد کی زبان عربی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر عربی کے علاوہ دوسری زبان میں ہوتا تو پھر یہ اعتراض کیا جاتا کہ لیجئے صاحب، اولین مخاطب بھی عربی، رسول بھی عربی اور کلام غیر عربی۔ اور کہا جاتا کہ بھلا ہم اس زبان کو کیا سمجھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ قرآن اپنی جگہ ہدایت کا کلام ہے اور اپنے ماننے والوں کو بصیرت اور سوجھ بوجھ عطا کرتا ہے اور ان کے صدیوں کے روگ مٹا کر ان کے دلوں کو شفا دیتا ہے۔

قرآن کی اس خوبی کے باوجود فائدہ اس سے وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے اور ان کے کانوں میں دشمنی کی ڈائیں لگی ہوئی ہیں وہ سن کر بھی نہیں سنتے۔ اگر آپ ان کو سنائیں گے تو ایسا لگے گا جیسے دُور سے کوئی پکار رہا ہو اور آپ کی آواز کان کے پردوں سے ٹکرا کر گزر رہی ہو مگر دل اور دماغ تک پہنچنے کا اس کو راستہ نہ مل رہا ہو۔



وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ

وَلَقَدْ آتَيْنَا	مُوسَى	الْكِتَابَ	فَاخْتَلَفَ	فِيهِ
اور تحقیق ہم نے دی	موسیٰ	کتاب	تو اختلاف کیا گیا	اس میں
اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا				

وَلَوْ لَأَكَلِمَهُ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ

وَلَوْ	لَأَكَلِمَهُ	سَبَقَتْ	مِنْ رَبِّكَ	لَقُضِيَ
اور اگر	نہ ہوتی ایک بات	پہلے ٹھہر چکی	آپ کے رب کی طرف سے	توفیصلہ ہو چکا ہوتا
اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ان کے درمیان				

بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٍ ﴿۳۵﴾

بَيْنَهُمْ	وَإِنَّهُمْ	لَفِي	شَكٍّ	مِنْهُ	مُرِيبٍ
ان کے درمیان	اور بے شک وہ	ضرور شک میں	اس سے	تردد میں ڈالنے والے شک میں	ہیں
فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بے شک وہ ضرور اس سے تردد میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔					

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا

مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	فَلِنَفْسِهِ	وَمَنْ	أَسَاءَ	فَعَلَيْهَا
جن	عمل کئے	اچھے	تو اپنی ذات کے لئے	اور جس	برائی کی	تو اس پر (اس کا وبال)
جس نے اچھے عمل کئے تو اپنی ذات کے لئے (کئے) اور جس نے برائی کی اس کا وبال ہی پر ہوگا۔						

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۳۶﴾

وَمَا	رَبُّكَ	بِظَلَّامٍ	لِّلْعَبِيدِ
اور نہیں	آپ کا رب	مطلق ظلم کرنے والا	اپنے بندوں پر
اور آپ کا رب اپنے بندوں پر مطلق ظلم کرنے والا نہیں۔			

﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ اَلَمْ يَلْمِكَ اَلَّذِي يَدْعُوكَ بِالْاِثْمِ وَالْكَفْرِ اِنَّكَ تَكْتُمُ الْاٰيٰتِ الْكُبْرٰى اِنَّكَ تَكْتُمُ الْاٰيٰتِ الْكُبْرٰى اِنَّكَ تَكْتُمُ الْاٰيٰتِ الْكُبْرٰى

﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ اَلَمْ يَلْمِكَ اَلَّذِي يَدْعُوكَ بِالْاِثْمِ وَالْكَفْرِ اِنَّكَ تَكْتُمُ الْاٰيٰتِ الْكُبْرٰى اِنَّكَ تَكْتُمُ الْاٰيٰتِ الْكُبْرٰى اِنَّكَ تَكْتُمُ الْاٰيٰتِ الْكُبْرٰى

اور اگر تیرے رب کی طرف سے یہ بات پہلے سے مقرر نہ ہوتی کہ اس نے حساب اور جزا و سزا کو قیامت کے آنے پر مؤخر کیا ہے تو دنیا میں ہی ان پر حکم ہو جاتا اور ان کے اختلاف کا فیصلہ یہیں ہو جاتا۔

اور بے شبہ یہ لوگ جو اس کو بھٹلاتے ہیں سخت تردد اور شک میں اس سے جو کوئی نیک عمل کرتا ہے۔

كَانِفِرَاتٍ وَتَوَلَّا كَلْبَةَ  
سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ بِتَاخِرِ  
الْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ الْخَلِيقِ  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَقْضَى  
بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا فِيمَا  
اخْتَلَفُوا إِنِّيهِ وَإِنَّهُمْ  
أَيُّ الْمُسْكِنِينَ يَه لَعْنَى  
شَاقٍ مِنْهُ مُرِيبٍ ○ مَوْقِعِ  
الرَّيْبَةِ

④ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے واسطے کرتا ہے۔ اور جو کوئی برائی کرتا ہے اس کا فرار اسی کو ہے۔ اور تیرا رب بندوں پر بالکل ظلم نہیں کرتا جیسا کہ دوسری آیت میں ہے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ۔ یعنی بلاشبہ تیرا رب ذرہ کی برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

④ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ  
عَمَلٍ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلِيَهَا  
أَيُّ فَضْرٍ رُ أَسَاءَتْهُ عَلَى  
نَفْسِهِ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ  
لِّلْعَبِيدِ ○ أَيُّ بَدِيءٍ ظَلِيمٍ  
لِقَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ  
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

### تشریح

④ یہ بھٹلانا کوئی نیا نہیں ہے۔ موسیٰ کے تعلق سے بھی یہ ہو چکا ہے۔ ان کے دل اندر سے مضطرب ہیں۔ حضرت موسیٰ کو بھیجا اور ان پر اپنی کتاب تورات نازل کی تو ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا کہ کچھ لوگوں نے مانا اور کچھ سخت مخالفت پر عمل گئے۔

مخالفین کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں کہ یہ طے کر لیا ہے کہ مخالفین کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ دیا جائے گا اس لئے ان کو مہلت دی جاتی رہی ورنہ معاملہ وہیں ختم کر دیا گیا ہوتا۔ اور کیونکہ اللہ کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ حق اور ناحق کے اختلافات کا آخری فیصلہ دنیا کے خاتمے پر قیامت کے دن ہوگا اور وہیں بات کھول دی جائے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ اس لئے دنیا میں حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا جاتا۔ بلکہ انسانوں کے سمجھ ان کے شعور و آگہی اور ان کے انتخاب کی آزادی کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے کون سا راستہ چننے ہیں۔

اختلاف کرنے والوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ سخت اضطراب اور خلجان میں مبتلا ہیں۔ ان کے دل اندر سے توہمی کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ قرآن کا پیش کرنے والا نہ جھوٹا ہے، نہ مجنون اور پاگل ہے ایک نیک نفس خدا پرست اور پاکیزہ اخلاق و کردار کا انسان جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر ان کے ذاتی مفادات، ان کے نفس کی خواہشات اور ان کے جاہلانہ تعصبات ان کو مخالفت پر ابھارتے ہیں اس طرح ان کا دل کچھ اور کہتا ہے اور عمل کچھ اور کہتا ہے۔

(۳۶) انسان اچھا برا جو کرے گا اپنے لئے جو کوئی نیک عمل کرے گا اپنے لئے اچھا کرے گا اور جو بدی کرے اس کا بدلہ اور اس کا نتیجہ سامنے آجائے گا۔ اسی پر ہوگا۔ اور آپ کا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے کہ کسی انسان کی نیکی ضائع کر دے یا ایک کی بدی دوسرے پر ڈال دی جائے اس لئے ہر شخص اپنے عمل کو دیکھ لے جیسا کرے گا ویسا ہی نتیجہ اس کے سامنے آئے گا اللہ کی طرف سے کوئی زیادتی کسی پر نہ ہوگی۔ کیوں کہ نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلہ روز قیامت ہی ملے گا۔ اور مخالفت کرنے والے اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ اس لئے آگے کی آیت میں قیامت کے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے کہ۔

إِنِّيهِ يَوْمَئِذٍ عَلَّمَ السَّاعَةَ (اس ساعت کا علم اللہ ہی کو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔)

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ

إِلَيْهِ	يُرَدُّ	عِلْمُ السَّاعَةِ	وَمَا تَخْرُجُ	مِنْ	ثَمَرَاتٍ
اسی طرف	لٹایا جاتا ہے	قیامت کا علم	اور نہیں نکلتا	کوئی	پھل (جمع)

قیامت کا علم اسی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اور کوئی پھل اپنے گاہوں

مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أَنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا

مِنْ	أَكْمَامِهَا	وَمَا تَحْمِلُ	مِنْ أَنْثَىٰ	وَلَا تَضَعُ	إِلَّا
سے	غلظوں (گاہوں) جمع	اور نہیں حاملہ ہوتی ہے	کوئی عورت	اور نہ پھینکتی ہے	مگر

سے نہیں نکلتا اور کوئی عورت (مادہ) حاملہ نہیں ہوتی اور وہ پھینکتی نہیں مگر (بیب)

بِعِلْمِهِ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِيَ قَالُوا

بِعِلْمِهِ	وَيَوْمَ	يُنَادِيهِمْ	أَيْنَ	شُرَكَائِيَ	قَالُوا
اس کے علم میں	اور جس دن	وہ پکارے گا انہیں	کہاں	میرے شریک	وہ کہیں گے

اس کے علم میں ہوتا ہے۔ اور جس دن وہ انہیں پکارے گا کہاں میں میرے شریک؟ وہ کہیں گے

أَذِّنْكَ مَأْمِنًا مِنْ شَيْدٍ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

أَذِّنْكَ	مَأْمِنًا	مِنْ شَيْدٍ	وَ	ضَلَّ	عَنْهُمْ	مَا كَانُوا
اطلاع دے گا	ہمیں	کوئی شائد	اور	کھو گیا	ان سے	جو تھے

ہم نے تھے اطلاع دیدی کہ ہم میں سے کوئی (اس کا) شائد (گولہ) نہیں۔ اور وہ جسے اس سے قبل (اللہ کے ہوا) پکارتے

يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُمُ مِنَ مَحْيِرٍ ۖ

يَدْعُونَ	مِنْ قَبْلُ	وَظَنُّوا	مَا لَهُمُ	مِنْ مَحْيِرٍ
وہ پکارتے	اس سے قبل	اور انھوں نے سمجھا لیا	انہیں ان کے لئے	کوئی بھلاؤ (خلاصی)

تھے، ان سے کھو گیا۔ اور انھوں نے سمجھ لیا کہ (اب) ان کے لئے کوئی خلاصی نہیں۔

۲۶) إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ الْخِيَامَاتِ كَيْفَ هُوَ

کی خبر اللہ ہی کو ہے کوئی دوسرا اس وقت کو نہیں جانتا۔ اور نہیں نکلتا ہے کوئی پھل اپنے غلاف سے مگر اللہ کے علم سے اور کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ پھینکتی ہے مگر اس کے علم سے۔ اور جس دن اللہ ان کو آواز دے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک، وہ بوسے گے کہ اب ہم تجھ سے کہے دیجئے۔

۲۷) إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ مَتَىٰ تَكُونُ لَا يَعْلَمُهُ

غَيْرُهُ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ فِي ذُرَائِعِهَا ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا أَوْ عَيْنِهَا جَمْعٌ كَيْفَ يَكْسِرُ الْكَافُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أَنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ

کہ ہم میں سے کوئی اس امر کا گواہ نہیں کہ تیرا کوئی شریک ہے۔

(۲۸) اور پوشیدہ ہو جاویں گے ان سے وہ بت جن کو کفار نے کے سوا پوجتے تھے۔ اور یقین کر لیں گے کفار کہ عذاب سے کوئی صورت بچنے کی اور کوئی جگہ بھاگنے کی نہیں۔

أَيُّ اعْتِنَاكَ الْآنَ فَاِمْتَا مِنْ شَرِيكٍ  
أَيُّ شَاهِدٍ بِأَنَّ لَكَ شَرِيكًا

(۲۸) وَضَلَّ غَايِبٌ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ  
يَعْبُدُونَ مِنْ قَبْلُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْأَشْجَارِ  
وَمَا ظَنُّوا الْيَقِينُ مَا لَهُمْ مِنَ  
مَنْحِيصٍ مَهْرَبٌ مِنَ الْعَذَابِ  
وَالنَّفْيُ فِي الْمَوْضَعَيْنِ مُعْتَقٌ عَيْنِ  
النَّعْمَلِ وَقِيلَ جُنْدَهُ النَّفْيِ سَدَّتْ  
مَسَدَ الْمَفْعُولَيْنِ

### تشریح

(۲۶) قیامت اور تمام اُمور غیب کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا علم صرف اللہ کو ہے | قیامت کب آئے گی کوئی بڑے سے بڑا نبی اور بڑے سے بڑا فرشتہ بھی اس کا وقت متعین کر کے یہ نہیں بتا سکتا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرشتہ اور نبی یہ کہنے ہی پر مجبور ہوں گے کہ

”مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا أَعْلَمُ مِنَ السَّمَاءِ“

جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ قیامت ہی نہیں تمام امور غیب اور اس کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا اللہ کو تفصیلی علم ہے۔ اللہ کا علم ہر چیز کا احاطہ کرتے ہوئے ہے، کوئی کھجور اپنے گچھے سے، کوئی دانہ اپنے خوشے سے اور کوئی پھل اپنے پھلکے سے باہر نہیں آتا جس کی اللہ کو خبر نہ ہو۔ کوئی عورت یا کوئی مادہ جانور اس کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے جو چیز وہ جن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ جب ان چھوٹی چھوٹی جزئیات کا علم اللہ کو ہے تو موجودہ دنیا کا خاتمہ اور آخرت کا ظہور کب ہونے والا ہے کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا اور نہ اس کو خبر رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ خبر رکھنے کے بجائے کہ قیامت کب آئے گی انسان قیامت پر یقین رکھے اور اس دن کی فکر اور تیاری کرے۔

حدیث میں آتا ہے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک شخص نے زور سے پکار کر کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے جواب دیا وہ تو آئی ہی ہے، تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے (وَيَحْلِفُ اِيْمَانًا كَاِيمَانِهِ لَا مَحَالَةَ فَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟)

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے خطاب کر کے جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو سا بھی بناتے تھے فرمائیں گے: میرے وہ شریک کہاں ہیں؟ یہ کہیں گے ہم عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی ان کی گواہی دے والا نہیں ہے۔ یعنی یہ حقیقت ہم پر کھل چکی ہے کہ جو ہم سمجھے بیٹھے تھے وہ غلط تھا۔ کچھ لوگ اس وقت بھی ڈھٹائی سے کہہ دیں گے کہ ہم میں کوئی اس جرم کا اعتراف کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

(۲۸) اس وقت ان کو کوئی مددگار نظر نہیں آئے گا | اس وقت وہ سارے جھوٹے معبود جن کو وہ دنیا میں پکارتے تھے اور ان سے مدد مانگتے تھے کم ہو جائیں گے۔ مایوسی کی حالت میں ہر طرف نظر دوڑائیں گے مگر کوئی مددگار نہ ملے گا۔ سمجھ لیں گے کہ اب کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

لَا يَسْمَعُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ

لَا يَسْمَعُ	الْإِنْسَانُ	مِنْ	دُعَاءِ الْخَيْرِ	وَإِنْ	مَسَّهُ
نہیں تھکتا	انسان	سے	بھلائی مانگنے	اور اگر	اسے لگ جائے

انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا، اور اگر اسے کوئی برائی لگ جائے

الشَّرْفِيُّوسُ قَنُوطٌ ﴿٣٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْتَهُ رَحْمَةً مِنَّا

الشَّرْفِيُّوسُ	قَنُوطٌ	وَلَئِنْ	أَذَقْتَهُ	رَحْمَةً	مِنَّا
برائی	تو یوں ہو جاتا	ناامید	اور البتہ اگر	ہم چکھائیں اسے	رحمت

تو ناامید ہو کر مایوس ہو جاتا ہے۔ اور البتہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اپنی طرف سے

مِنْ أَعْدَائِهِمْ لِيَقُولَنَّ هَذَا إِلَىٰ يَوْمِ نُنزِلُ

مِنْ أَعْدَائِهِمْ	لِيَقُولَنَّ	هَذَا إِلَىٰ	يَوْمِ نُنزِلُ
بعد	کسی تکلیف	جو اس کو پہنچی	تو وہ ضرور کہے گا

اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ ضرور کہے گا یہ میرے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں رکھتا

السَّاعَةَ قَائِمَةً لَا إِلَهَ إِلَّا رَبِّي وَإِنِّي بِمَا كُفَرْتُمْ

السَّاعَةَ	قَائِمَةً	وَلَا إِلَهَ إِلَّا	رَبِّي	وَإِنِّي	بِمَا كُفَرْتُمْ
قیامت	قائم ہونے والی	اور البتہ اگر	مجھے لوٹا یا گیا	اپنے رب کی طرف	بیشک

کہ قیامت قائم ہونے والی ہے اور اگر مجھے اپنے رب کی طرف لوٹا یا گیا تو بیشک اس کے پاس

لِلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا

لِلْحُسْنَىٰ	فَلَنُنَبِّئَنَّ	الَّذِينَ كَفَرُوا	بِمَا عَمِلُوا
البتہ بھلائی	پس ہم ضرور آگاہ کریں گے	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اس سے جو انھوں نے کیا (اعمال)

میرے لئے البتہ بھلائی ہے۔ پس ہم کافروں کو ان کے اعمال سے ضرور آگاہ کریں گے اور البتہ

وَلَنذِيقَهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٤٥﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا

وَلَنذِيقَهُمْ	مِنْ	عَذَابٍ	غَلِيظٍ	وَإِذَا	أَنْعَمْنَا
اور البتہ ہم ضرور چکھائیں گے انہیں	سے	ایک عذاب	سخت	اور جب	ہم انعام کرتے ہیں

ہم انہیں ضرور چکھائیں گے ایک عذاب سخت اور جب ہم انسان پر

## عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَابِجَانِبَهُ وَإِذَا مَسَّهُ

عَلَى	الْإِنْسَانِ	أَعْرَضَ	وَنَابِجَانِبَهُ	وَإِذَا	مَسَّهُ
پر	انسان	وہ منحرف ہوتا ہے	اور بدل لیتا ہے	اور جب	آگے لے

انعام کرتے ہیں تو وہ منہ موڑ لیتا ہے، اور اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور جب اُسے (فدا)۔

## الشَّرُّ فَذُوًا دُعَاءِ عَرِيضٍ ⑤

الشَّرُّ	فَذُوًا	دُعَاءِ	عَرِيضٍ
برائی	تو دعاؤں والا		(لمبی) چوڑی

برائی لگے تو لمبی چوڑی دعاؤں والا (بن جاتا) ہے۔

④ آدمی دعا، خیر کرنے سے کبھی نہیں تھکتا یعنی ہمیشہ اپنے رب کے مال اور ندرستی وغیرہ مانگتا رہتا ہے اگر اس کو تنگ دستی اور سختی پہنچتی ہے تو اللہ کی رحمت سے ناامید اور مایوس ہو جاتا ہے۔ (یہ حال اور جو اس کے بعد آتا ہے کافر کا ہے)

## ④ لَا يَسْأَلُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ

الْخَيْرِ رَأَى لَيْزَالَ يَسْأَلُ رَبَّهُ  
السَّالَ وَالصَّعَةَ وَغَيْرَهُمَا وَإِنْ  
مَسَّهُ الشَّرُّ الْفَقْرُ وَالشَّدَّةُ  
فَيَسْأَلُ قَنُوطًا ۝ مِنْ رَحْمَةِ  
اللَّهِ وَهَذَا أَوْ مَا بَعْدَهُ فِي

الْكَافِرِينَ

## ⑤ وَلَكِنْ لَمْ يَسْمِعْ أَذْقَنَهُ

أَتَيْنَاهُ رَحْمَةً غَنَى وَصِحَّةً  
مِمَّا مِنْ بَعْدِ ضُرِّ آءِ شِدَّةٍ  
وَبَلَاءٍ مَسَّهُ لِيَقُولَنَّ

هَذَا لِي أَيْ بَعْدَ مَا

أُظِنُّ السَّاعَةَ فَتَأْتِيَهُ

وَلَكِنْ لَمْ يَسْمِعْ مِنْ جَعْتِ

إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَكَ

لِلْحُسْنَى أَي الْجَنَّةِ

فَلَسْتُ بِمِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بِمَا عَمِلُوا وَلَسْتُ بِقَتْلِهِمْ مِنْ

عَذَابِ غَلِيظٍ ۝ شَدِيدٍ وَاللَّامُ

فِي الْفِعْلَيْنِ لَمْ يَسْمِعْ

⑤ اور البتہ اگر اس کو دولت اور ندرستی دیتے ہیں اپنی

رحمت سے بعد سختی اور مصیبت کے جو اس کو پہنچے تو وہ کہتا ہے یہ بسبب میرے اعمال کے ہے۔

اور مجھے گمان نہیں کہ قیامت ہوگی۔

اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچا یا جاؤں گا تو میرے لئے وہاں بھی بھلائی ہے یعنی جنت۔

موا بالضرورة ہم خبر کر دیں گے کافروں کو ان کے اعمال کی اور ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے۔

(۵۱) اور جس وقت ہم انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ اس کی شکر گزاری سے منہ موڑتا ہے اور شکر سے اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔

اور جب اس کو کوئی نعمتی اور تکلیف پیش آتی ہے تو بڑی لمبی دعائیں مانگتا ہے۔

(۵۱) وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ  
الْجَنَسِ أَعْرَضَ عَنِ الشُّكْرِ وَ  
كَاءَ بِجَانِبِهِ ثَمَنِي غُظْفًا مُتَكَثِرًا  
وَقَدْ حَبَّرَاءَ بِتَقْدِيرِ الْهَمَزَةِ  
وَإِذَا مَسَّهُ الشُّكْرُ وَتَدَوَّ  
دَعَاءَ عَرِيضًا كَثِيرًا

### تشریح

(۴۹) انسانی فطرت کے عجیب پہلو | انسانی فطرت کا یہ عجیب رخ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ خوش حال، تندرستی، عیش و آرام جتنے بھی ہو سکیں اس کو ملتے رہیں، اس کی حرص کہیں ختم نہیں ہوتی، کسی حد پر پہنچ کر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اگر بس چلے تو ماری دنیا کی دولت اور اچھی سے اچھی چیز اپنے قبضے میں کر لے۔ لیکن دوسری طرف اس کا مزاج یہ ہے کہ جہاں ذرا کوئی پریشانی آئی حالات اس کے خلاف ہوئے تو مایوس اور ناامید ہو کر بیٹھ جاتا ہے کیوں کہ اس کی نظر سامنے کے حالات پر ہوتی ہے اس قادر مطلق پر اعتماد نہیں ہوتا جو مسبب الاسباب ہے۔ اور وہ چاہے تو آن کی آن میں اسباب کو پلٹ کر رکھ دے۔

(۵۰) اگر حالات حق میں ہو جائیں تو کہے گا یہ | اور اگر ایسی کے بعد حالات حق میں ہو جائیں اور بد حالی خوش حالی سے بدل جائے تو یہ سب کچھ میری قابلیت کی وجہ سے ہوا | نہیں کہے گا کہ یہ اللہ کی رحمت سے ہوا ہے بلکہ یہی کہے گا کہ یہ سب میری قابلیت کا نتیجہ ہے۔ میں نے یوں کیا تھا۔ جی تو یوں ہوا ہے۔ اور پھر گزری ہوئی پریشانیوں کو بھول کر عیش و آرام کے نشے میں ایسا مخمور ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی مزے ہمیشہ رہیں گے اور کبھی درمیان میں اگر قیامت کا ذکر آجاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آئے گی۔ اور اگر آگئی اور مجھے لوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا پڑا تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہاں میرے ساتھ معاملہ اچھا ہی ہوگا۔ اگر میں اللہ کی نظر میں بُرا ہوتا تو مجھے دنیا میں یہ مزے کیوں ملتے۔ حالاں کہ وہ لوگ جو ناشکری کے غرور میں پڑے ہوئے ہیں انھیں ہم بتا کر رہیں گے کہ وہ دنیا میں کیا کر کے آئے ہیں۔ ایسے منکرین کو سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور اُن کی عمر بھر کی کرتوت شدید عذاب کی شکل میں ان کے سامنے آئے گی۔

(۵۱) انسان عیش و آرام میں اپنے رب کو بھول جاتا ہے | انسان کو جب ہم نعمتیں عطا کرتے ہیں تو وہ عیش و آرام میں پڑ کر منعم حقیقی کو بھول جاتا ہے اور شکر گزار ہونے کے بجائے اکر جاتا ہے اور پروردگار کے سامنے جھکنے کو اپنی توہین سمجھنے لگ جاتا ہے۔ لیکن جب کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو اسی پروردگار کے سامنے لمبی لمبی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔ اس وقت اسے یہ خیال نہیں ہوتا کہ اب کس منہ سے اپنے رب کو پکارے جس کو عیش کے وقت بھول چکا تھا۔

غرض یہ کہ انسان میں نہ پریشانی میں صبر ہے اور نہ خوش حالی میں شکر ہے۔ یہ انسانی فطرت کا ایک پہلو ہے اور اس کی کمزوری ہے۔ لیکن وہ انسان بھی ہیں جنہوں نے اپنی ان کمزوریوں پر قابو پا کر اللہ کے قریبے مراتب حاصل کئے ہیں اور وہ ہمیشہ صابر و شاکر رہتے ہیں۔



قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ

قُلْ	أَرَأَيْتُمْ	إِنْ كَانَ	مِنْ	عِنْدِ اللَّهِ	ثُمَّ	كَفَرْتُمْ	بِهِ
فراہیں	کیا تم نے دیکھا	اگر ہو	سے	اللہ کے پاس	پھر	تم نے کفر کیا اس سے	

آپ فراہیں کیا تم نے دیکھا (یہ تو بتلاؤ) اگر (یہ قرآن) اللہ کے پاس سے ہو پھر تم نے اس سے کفر کیا

مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي سُقَاقٍ أَبْعِدُ ۝۵۲ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا

مَنْ	أَضَلُّ	مِمَّنْ	هُوَ	فِي	سُقَاقٍ	أَبْعِدُ	سَنُرِيهِمْ	آيَاتِنَا
کون	بڑا گمراہ	اس سے جو	وہ	میں	سُقَاقٍ	سُقَاقٍ	ہم جلد دکھائیں گے انہیں	اپنی آیات

تو اس سے بڑا گمراہ کون جو دُور دراز کی جُند میں ہو؟ ہم جلد اپنی آیات انہیں اطراف عالم

فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَّبِعِنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوْ

فِي	الْأَفَاقِ	وَفِي	أَنْفُسِهِمْ	حَتَّىٰ	يَتَّبِعِنَ	لَهُمْ	أَنَّهُ	الْحَقُّ	أَوْ
اطراف عالم میں	اور میں	ان کی ذات	یہاں تک	ظاہر ہو جائے	ان کے لئے	کہ وہ	حق	کیا	

میں اور (خود) ان کی ذات میں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ وہ (قرآن) حق ہے کیا

لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۵۳ إِلَّا أَنَّهُمْ

لَمْ	يَكْفِ	بِرَبِّكَ	أَنَّهُ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ	شَهِيدٌ	إِلَّا	أَنَّهُمْ
کافی نہیں	آپ کے لئے	کہ وہ	پر	ہر شے	شاید	خوب یاد رکھو	بیشک وہ		

آپ کے رب کے لئے کافی نہیں کہ وہ ہر شے کا شاہد ہے۔ خوب یاد رکھو! بے شک وہ

فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ إِلَّا أَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝۵۴

فِي	مِرْيَةٍ	مِّنْ	لِّقَاءِ	رَبِّهِمْ	إِلَّا	أَنَّهُ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	مُّحِيطٌ
شک میں	ملاقات سے	اپنا رب	یاد رکھو	بیشک وہ	ہر شے پر	کا	احاطہ کئے ہوئے		

اپنے رب کی ملاقات (رہو دو حاضری) سے شک میں ہیں، یاد رکھو! بیشک وہ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

۵۲) ان سے کہہ دو کہ تم مجھ کو بتلاؤ اگر یہ قرآن اللہ کا بھیجا ہوا ہو

جیسا کہ پیغمبر صاحب بیان کرتے ہیں پھر تم نے اس کا انکار کیا اور کافر رہے تو اس سے زیادہ کون بے لڑی پرہے جو مرتدِ ناحق خلاف پر ہو۔ (یہ ان

۵۲) قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ آي

الْقُرْآنِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ كَمَا قَالِ  
السَّابِقِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَفَرْتُمْ  
بِهِ مَتَىٰ أَيُّ لَا أَحَدٌ أَضَلُّ

مَنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ خَلِيفٍ  
بَعِيدٍ ○ عَنِ الْحَقِّ أَوْ فَمِنْ هَذَا  
مَوْفَعٍ مِنْكُمْ بَيِّنَاتٍ لِيُحَالِلَهُمْ  
سَأَلُ بِهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ ○  
أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْ  
السَّيِّئَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ وَالْأَشْجَارِ  
وَفِي أَنْفُسِهِمْ مِنْ لَطِيفِ  
الصَّنْعَةِ وَبَدِيعِ الْحِكْمَةِ حَتَّى  
يَكْبِتِينَ لَهُمْ آيَةَ الْقُرْآنِ  
الْحَقِّ وَالْمُنزَّلِ مِنَ اللَّهِ  
بِالْبَعَثِ وَالْحِسَابِ وَالْعِقَابِ  
فَيُعَاقِبُونَ عَلَى كُفْرِهِمْ بِهِ وَيُجَازِي  
بِهِ أَوْلَئِكَ بِرَبِّكَ فَاعْلَمْ  
بِكُفْرِ آيَتِهِ عَنِ كُلِّ فِتْنَةٍ  
شَهِيدٌ ○ بَدَلْ مِنْهُ أَى أَوْ  
لَمْ يَكْفِهِمْ فِي صِدْقِكَ آيَةُ  
رَبِّكَ لَا يَغِيبُ عَنْهُ رَفِئٌ مِمَّا  
أَلَا تَهْتَمُّ فِي مَوْبِقِ شَيْءٍ  
مِنْ تَفَاقُرِ رَبِّهِمْ لِذِكْرِهِمْ الْبَعَثِ  
أَلَا إِنَّهُ تَعَالَى بِكُلِّ شَيْءٍ  
مُحِيطٌ ○ عَلِمًا وَقَدِيرًا فَيُجَازِيهِمْ  
بِكُفْرِهِمْ

کافروں کا حال بیان ہو) یعنی تم سے  
زیادہ کوئی گمراہ نہیں جو ضد سے اتنی خلافت پر  
جھے ہوئے ہو۔  
(۵۲) نزدیک ہے کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں دکھلا دیں گے  
اطراف آسمان اور زمین میں جیسے چاند و سورج و ستارے  
و سبزہ و درخت وغیرہ۔

اور ان کی جانوں میں عمدہ اور پاکیزہ کاری گری،  
اور نادر حکمت۔ یہاں تک کہ ان پر کھل جاوے  
گا یہ امر کہ قرآن سچی کتاب اور اللہ کی بھیجی ہوئی  
ہے کہ اس میں حشر و نشر و حساب و عذاب و ثواب کا  
بیان ہے پس کافروں کو سزا دی جائے گی بسبب  
ان کے انکار اور کفر کے ساتھ قرآن اور اس کے لانے والے کے  
کیا ان کو تیرے بچے ہونے کی یہ دلیل کافی نہیں کہ تیرا رب  
ہر ایک چیز کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں  
وہ جس امر کی خبر دیوے وہ ضرور ہونے والا ہے اور  
اس میں کذب کا احتمال نہیں۔

(۵۳) آگاہ رہو بلا شک کفار اپنے رب کے صلے سے شک  
اور تردد میں ہیں کہ وہ حشر کے منکر ہیں۔ آگاہ رہو جن  
تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے باعتبار علم اور قدرت  
کے سو وہ ان کو عوض ان کے کفر کا دیگا۔

## تشریح

(۵۲) قرآن کو اللہ کا کلام ماننے سے انکار کا نتیجہ کیا ہوگا | انسان کی عجیب و غریب فطرت کا نقشہ بڑے مؤثر انداز میں پیش کرنے کے  
بعد تنبیہ کی جا رہی ہے کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر تمہیں توجہ دلاتی ہے اور تمہارے انجام سے تمہیں آگاہ کرتی  
ہے اگر اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہو۔ جیسا کہ واقعہ میں آئی ہے اور اسی نے یہ کتاب نازل کی ہے۔  
اور تم نے اس بات کو نہ مانا اور اپنے انجام کی منکر نہ کی اور اس کی بیش قیمت باتوں کا انکار کرتے رہے اور اس کی  
مخالفت میں اتنے دور نکل گئے کہ اب کوئی بات سننے اور سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے تو بتاؤ اس سے بڑھ کر گمراہی  
اس سے زیادہ خسارہ اور اس سے زیادہ نقصان اور کیا ہو سکتا ہے۔

(۵۳) انفس و آفاق میرا قرآن کی حقانیت کی نشانیاں | اسلام اور قرآن کے حق ہونے کے دوسرے دلائل اور نشانیاں تو اپنی  
ہیں جو لوگ اس بات کا انکار کر رہے ہیں کہ قرآن اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب ہے یا اسلام کی صداقت کے منکر ہیں ہم ان

انفس و آفاق باہر بھی اور خود ان کے اندر بھی عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔ اللہ کی قدرت کے وہ نمونے ماننے آئیں گے جس سے قرآن اور حضرت محمد کی صداقت روزِ روشن کی طرح آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگے گی۔ وہ نشانیاں یہ ہیں کہ — اسلام کی دعوت کے اثرات جہاں جہاں پہنچے انسان کے بہترین جوہر کھلتے چلے گئے۔ اسلام نے ان میں وہ انقلاب پیدا کر دیا اور وہ فضائل اخلاق ان میں ظاہر ہوئے کہ حکمرانوں کی سیاست، انصاف کی کرسی پر بیٹھنے والوں کی عدالت، سپہ سالاروں کی جنگی قیادت اور کاروبار کرنے والوں کی تجارت میں وہ اخلاق وہ کردار اور وہ طاقت و نظافت پیدا ہو گئی کہ اسلامی معاشرے کے مقابلے میں دوسرے معاشرے بہت کمتر نظر آنے لگے۔ اسلام نے انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں وہ انقلاب پیدا کر دیا کہ رنگ و نسل و وطن اور زبان کی بنیاد پر انسانوں کی تفریق ختم ہو گئی اور نیچے کا امتیاز مٹ گیا اور انسانی مساوات کا وہ منظر نظر آیا کہ آقا اور غلام کی تیز مٹ گئی۔ عورتوں کی پستی جرائم کی کثرت شراب نوشی، نشہ آور چیزوں کا استعمال ختم ہو گیا۔ دیکھتے دیکھتے انسان اولیٰ و خرافات کے چکر سے نکل کر معقول طرز فکر اور عمل کی شاہراہ پر گامزن ہو گیا۔

یہ تھیں وہ نشانیاں جو باہر بھی نظر آرہی تھیں اور اندر بھی اور صاف نظر آنے لگا کہ قرآن کی تعلیم برحق ہے — کیا قرآن کی حقانیت کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ اللہ تم خود اس کے حق ہونے کے گواہ ہیں۔ اس کے بعد اور کون سی شہادت ہے جس کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

اللہ کی ملاقات سے انکار اصل میں حق سے انکار کرنے والے یہ لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ اللہ سے ملنے اور اس کے سامنے جانا نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ہر وقت گھیرے ہوئے ہے۔ یہ لوگ کسی دقت بھی اس کی گزرتے باہر نہیں جاسکتے۔ اگر مرنے کے بعد بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں، پانی میں بہ جائیں، ہوا میں منتشر ہو جائیں تب بھی اللہ تم کا علم اور اس کی قدرت ان کو جمع کر کے ان کے اعمال کا ان سے حساب لے لے گی۔

۲۲

# الشُّورَىٰ

ترتیب تلاوت	○ ۲۲	ترتیب نزول	○ ۶۲
مکی / مدنی	○ مکی	تعداد رکوعات	○ ۵
تعداد آیات	○ ۵۲	تعداد الفاظ	○ ۸۶۹
تعداد حروف		○ ۳۵۲۵	

- اس سورت کی آیت ۲۸ میں لفظ "شُورَىٰ" آیا ہے "وَأْمُرْكَ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ" اس آیت سے لے کر اس سورت کا نام "شُورَىٰ" رکھا گیا ہے یعنی یہ وہ سورت ہے جس میں لفظ شُورَىٰ آیا ہے۔
- اس سورت کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت پچھلی سورت حم السجدہ کے فوراً بعد ہی نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں اس بات کو نمایاں کیا گیا ہے کہ مخالف جس بے جا طریقے سے محمد کی مخالفت کر رہے ہیں ان کے مقابلے میں آپ کا رویہ کتنا شریفانہ اور سنجیدہ ہے۔ اس سورت میں بڑے دل نشین انداز میں اسلامی دعوت کی حقیقت اور اس کی صداقت کو سمجھایا گیا ہے۔
- بات اس طرح شروع کی گئی ہے کہ حضرت محمد جو باتیں پیش کر رہے ہیں وہ کوئی نادر اور نرالی باتیں نہیں ہیں۔ پیغمبروں کا آنا اور ان پر اللہ کی طرف سے وحی کا نازل ہونا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جو تاریخ میں پہلی

بارپیش آ رہا ہو جب سے انسان دنیا میں آیا ہے اللہ کی طرف سے اس کی ہدایت اور رہنمائی کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اس نے اپنے پیغمبر بھیجے ہیں اور ان پر اپنی ہدایت نازل کی ہے اور ان کے ذریعے وہ ہدایت بندوں تک پہنچائی گئی ہے اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی شخص کا رسول کے طور پر مقرر ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ لوگوں کی قسمتوں کا مالک بن گیا ہے۔ قسمیں تو اللہ تم نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں۔ نبی کا کام خبردار کرنا اور اللہ کی ہدایت کا پہنچانا۔ اس سوال کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ اللہ تم نے تمام انسانوں کو پیدا کرنا شروع کیا ہے اور ان کو اپنا دیا کہ وہ اللہ کی طرف جا ہی نہ سکے۔ اس کا جواب دیا گیا ہے کہ فکر و عمل کی آزادی جو اللہ نے اپنے بندوں کو دی ہے وہ اسی لئے دی ہے کہ وہ شعوری طور پر اپنے اختیار سے اللہ کو اپنا ولی بنائے اور اس کی رحمت خاص کو پاسکے۔

اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد جو دین پیش کر رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس دین کی اولین بنیاد یہ ہے کہ چونکہ اللہ تم پوری کائنات کا اور انسان کا خالق ہے اس لئے وہی مالک اور حاکم بھی ہے اور یہ اسی کا حق ہے کہ اس کا حکم اس کی مخلوق پر چلے۔ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو شارع بننے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جس طرح حکومتی حاکمیت اللہ کے لئے مخصوص ہے اسی طرح تشریحی حاکمیت بھی اللہ ہی کا حق ہے اور انسان کافر ہے کہ اپنے اختیار سے اس شریعت کو قبول کرے اور نافذ کرے۔ یہی شریعت ہے جو انسان کے لئے دین مقرر کرتی ہے اس کو زندگی کا راستہ بتاتی ہے اور یہی دین ہر زمانے میں ہر پیغمبر کو دیا جاتا رہا ہے۔

اللہ کے دین کو چھوڑ کر غیر اللہ کے بنائے ہوئے آئین کو اختیار کرنا اللہ کے خلاف بغاوت یہ اتنا شدید جرم ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں تو کوئی بعید نہیں۔

اللہ نے اس دین کو دل نشین طریقے سے سمجھانے کے لئے تمہاری ہی زبان میں کتاب نازل کی، اس کتاب کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے حضرت محمد اور ان کے اصحاب کی زندگیوں کو دیکھو اور غور کرو کہ اس کتاب پر عمل کے نتیجے میں کیسے انسان تیار ہوتے ہیں۔

غرض یہ سورت اللہ کے دین کے نہ ماننے والوں کو خبردار بھی کرتی ہے۔ دین کی حقیقت بھی سمجھاتی ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ محمد کی زندگی کو دیکھو۔ چالیس سال تک ان کا بالکل خاموش رہنا اور پھر چالیس سال بعد اچانک اس تعلیم کا پیش کرنا جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی آپ کے سچے نبی ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ آپ پر وحی کن طریقوں سے آتی ہے اور اللہ تم اپنی ہدایت اپنے نبی پر کس طرح اتارتا ہے۔

رُكُوعَاتُهَا ۵

۱۳۲۔ سُورَةُ الشُّورَى مَكِّيَّةٌ ۲۲۱۔

آيَاتُهَا ۵۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱

الشکر کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

حَمْرٌ ۱ عَسَقٌ ۲ كَذٰلِكَ يُوْحٰى اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ

حَمْرٌ	عَسَقٌ	كَذٰلِكَ	يُوْحٰى	اِلَيْكَ	وَاِلَى	الَّذِیْنَ
ح۔ میم	عین۔ سین۔ قاف	اسی طرح	وحی فرماتا	آپ کی طرف	اور طرف	وہ جو
ح۔ میم۔ عین۔ سین۔ قاف	اسی طرح آپ کی طرف اور آپ کے پہلوں کی طرف					

مِن قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۳ لَهُ مَا فِی

مِن قَبْلِكَ	اللّٰهُ	الْعَزِیْزُ	الْحَكِیْمُ	لَهُ	مَا	فِی
آپ سے پہلے	اللہ	غالب	حکمت والا	اسی کے لئے	جو	میں
اللہ وحی فرماتا ہے ، غالب حکمت والا۔ اسی کے لئے ہے جو						

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۷ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۴

السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی الْاَرْضِ	وَهُوَ	الْعَلِیُّ	الْعَظِیْمُ
آسمانوں	اور جو	زمین میں	اور وہ	بلند	عظمت والا
آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے ، اور وہ بلند عظمت والا ہے۔					

سورۃ شوریٰ مکی ہے مگر یہ چار آیتیں قُلْ لَّاۤ اَشْكُرُكُمْ سے آخر تک۔ اس سورۃ میں تریپن آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع ہے الشکر کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہا مہربان ہے

- ۱ حَمْرٌ
- ۲ عَسَقٌ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حروف سے ارادہ کیا۔
- ۳ كَذٰلِكَ يُوْحٰى اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ اللہ اسی وحی کے وحی بھیجی ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلے پیروں کی طرف جو غالب ہے اپنے ملک میں۔

سُورَةُ الشُّورَى مَكِّيَّةٌ اِلَّا قُلْ لَّاۤ اَشْكُرُكُمْ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

- ۱ حَمْرٌ
- ۲ عَسَقٌ۔ اللہ اعلیٰ پروردگار ہے
- ۳ كَذٰلِكَ اٰیٌ مِّثْلُ ذٰلِكَ الْاِلْحٰۤاءِ يُوْحٰى اِلَيْكَ وَاُوْحٰى اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۷ اللّٰهُ فَاعْلَمِ الْاِلْحٰۤاءِ الْعَزِیْزُ فِی

مَلِكِهِ الْحَكِيمِ ۝ فِي صُنْعِهِ

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

الْاَرْضِ ۝ خَلَقَ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۝

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

النَّبِيِّ

تشریح

حکمت والا ہے اپنے افعال میں۔  
 (۴) اسی کی ملک اور مخلوق اور بندے میں جو کمال  
 میں ہیں اور جو زمین میں اور برتر ہے اپنی مخلوق پر  
 بڑی شان والا ہے۔

۱ | حرف ایہ حروف مقطعات ہیں ان کو الگ الگ کر کے حاء، میم اس طرح پڑھا جاتا ہے ان کی صحیح مراد اللہ ہی کو معلوم ہے۔

۲ | یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں ان کو بھی اسی طرح الگ الگ کر کے پڑھا جاتا ہے یعنی عین، سین، قاف۔ صحیح مراد کا علم اللہ ہی کو معلوم ہے کچھ لوگوں نے ان کے اشارات متعین کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔

۳ | اللہ کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں پر وحی نازل کرتا رہا ہے | اللہ تعالیٰ کی عادت اور اس کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے جس سے اس کی حکمت اور اس کی شان حکومت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ پورے جو نہایت اعلیٰ اور نہایت ہی عمدہ مضامین پر مشتمل ہے آپ کی طرف بذریعہ وحی نازل کی جا رہی ہے۔

وحی وہ ذریعہ علم ہے جو اللہ کی طرف سے اپنے مخصوص بندوں پر نازل کیا جاتا ہے۔ انسان کو اس علم کی ضرورت ہے کیونکہ یہ علم کائنات کی توجیہ کرتا ہے انسان کو اس کا مقصد بتاتا ہے اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کو یاد دہانی کراتا ہے کہ اللہ نے اس کو دنیا میں کیوں بھیجا ہے۔ وحی کے ذریعے جو علم ہوتا ہے اس میں قیاس اور گمان نہیں ہوتا بلکہ مکمل یقین ہوتا ہے اور پوری صحت کے ساتھ اللہ کے رسول اللہ کے بندوں کے سامنے اس کو پیش کرتے ہیں۔ آج کے دور میں یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اللہ اور اس مخصوص بندے کے درمیان نظر آنے والا یہ رابطہ جس کو وحی کہا جاتا ہے کیسے قائم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ موجودہ ایجادات میں ریوٹ کنٹرول کا آلہ انسان کے ہاتھ میں دے کر ان دیکھے رابطے کو سمجھنا بہت آسان کر دیا ہے۔

۴ | زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی ملکیت ہے | کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کو بغیر کسی کی مدد کے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اس لئے زمین و آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ایک ایک ذرے کا اللہ تعالیٰ بلا شریک غیرے مالک ہے۔ جب خالق بھی وہی ہے اور مالک بھی وہی ہے تو حکم بھی اسی کا چلتا ہے اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاٰمْرُ۔ جس طرح اس کی مخلوق اور خود انسان اس کے تکوینی احکام کا پابند ہے جس میں اس کا کوئی اختیار نہیں، اسی طرح اس سے مطالبہ ہے کہ اللہ کے تشریحی احکام میں بھی اپنی مرضی سے اس کی پابندی کرے۔

اسی کی دعوت انبیاء کرام دیتے رہے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دے رہے ہیں۔ قرآن اسی کی کلام بلاتا رہا ہے۔ وہ خالق اور مالک اور وہ حاکم انتہائی برتر اور عظیم ہے۔ کون اس کا ہمسر ہو سکتا ہے کون اس کی ذات، اس کی صفات، اس کے اختیارات اور اس کے حقوق میں حصہ دار بن سکتا ہے۔ وہ تو سب سے برتر ہے۔ انتہائی عظمت والا ہے۔ کوئی مخلوق میں بڑے سے بڑا اس کی عظمت کو چھو بھی نہیں سکتا۔

تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ

تَكَادُ	السَّمَوَاتُ	يَتَفَطَّرْنَ	مِنْ فَوْقِهِنَّ	وَالْمَلَائِكَةُ
---------	--------------	---------------	------------------	------------------

قرب	آسمانوں (جمع)	پھٹ پڑیں	اپنے اوپر سے	اور فرشتے
-----	---------------	----------	--------------	-----------

قرب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي

يُسَبِّحُونَ	بِحَمْدِ رَبِّهِمْ	وَيَسْتَغْفِرُونَ	لِمَنْ فِي
--------------	--------------------	-------------------	------------

تسبیح کرتے ہیں	اپنے رب کی تعریف کے ساتھ	اور وہ مغفرت طلب کرتے ہیں	اس کے لئے جو
----------------	--------------------------	---------------------------	--------------

تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں جو زمین میں

الْأَرْضِ إِلَّا أَنْ اللَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ⑤

الْأَرْضِ	إِلَّا أَنْ	اللَّهُ	هُوَ	الْغَفُورُ	الرَّحِيمُ
-----------	-------------	---------	------	------------	------------

زمین	یاد رکھو	بیشک اللہ	وہ وہی	بخشنے والا	مہربان
------	----------	-----------	--------	------------	--------

میں۔ یاد رکھو! بے شک اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

وَالَّذِينَ	اتَّخَذُوا	مِنْ دُونِهِ	أَوْلِيَاءَ	اللَّهُ
-------------	------------	--------------	-------------	---------

اور جو لوگ	ٹھہراتے ہیں	اس کے بوا	رفیق	اللہ
------------	-------------	-----------	------	------

اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں اللہ کے سوا (دوسروں کو) رفیق

حَفِظُوا عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ⑥

حَفِظُوا	عَلَيْهِمْ	وَمَا أَنْتَ	عَلَيْهِمْ	بِوَكِيلٍ
----------	------------	--------------	------------	-----------

دیکھنے والا ان پر	(انہیں بکھڑا ہے)	اور آپ نہیں	ان پر	ذمہ دار
-------------------	------------------	-------------	-------	---------

اللہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ اور آپ ان پر ذمہ دار نہیں۔

⑤ نزدیک ہے اس کی عظمت اور کبریائی سے پھٹ جاویں اور ٹوٹ جاویں آسمان اپنے اوپر سے یعنی ہر ایک آسمان دوسرے کے اوپر سے ٹوٹ جاوے اور فرشتے اپنے رب کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ حمد کے اور بخشش مانگتے ہیں ایمان والوں کے لئے جو زمین میں ہیں۔

⑤ تَكَادُ بِالنَّوْنِ وَفِي قِرَاءَةِ بِالنَّوْنِ وَالتَّشْدِيدِ مِنْ فَوْقِهِنَّ أَيْ تَشَقُّ كُلُّ وَاحِدَةٍ فَوْقَ الْآخِي تَلِيهَا مِنْ عَظَمَتِهِ تَعَالَى وَاللَّهُ لَمَّا كَتَبَ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ أَيْ مَلَائِكَتِيْنَ بِالنَّوْنِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ



آگاہ رہو بے شہرہ نظر ہے بخشے والا اپنے دوستوں کو مہربان ہے ان پر۔

اور جو لوگ اللہ کے سوا بتوں کو معبود بناتے ہیں اللہ ان کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے تاکہ ان کو سزا ان اعمال کی دیوے اور تو ان کا ذمہ دار نہیں کہ ان کی پیدائش سے جو مقصود ہے اس کو حاصل کرے تیرا کام صوف پہنچا دینا ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ  
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

۶ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ  
أَيْدِيَهُمْ أَوْلِيَاءَ لَعَلَّهُمْ  
يَحْفَظُوا مَا  
آتَتْ عَلَيْهِمْ يَكْفِيلٌ ۝ تَخْضَعُ  
الْمَطْلُوبُ مِنْهُمْ مَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ

## تشریح

۵ اللہ تر عظیم کی جناب میں اس گناہی پر آمان پھٹ کر گرتا ہے | اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کے خالق ہیں مالک ہیں اور تمام کائنات پر انہی کی حکومت ہے ان کی جناب میں یہ گناہیاں کہ کسی کو اللہ کا بیٹا، کسی کو اللہ کا شریک، کسی کو اللہ کے برابر حاجت روا اور فریاد رس بنانا یہ کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں قریب ہے کہ ان باتوں پر اوپر سے آسمان پھٹ پڑے جیسا کہ سورہ مہریم میں ارشاد ہوا

تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَكْفُقَطْنَ مِنْهُ وَتَشَقُّ الْأَرْضُ وَتُنْحَرُّ الْجِبَالُ هَذَا أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ  
وَلَدًا ۱۔ (سورہ مہریم آیت ۱۷ تا ۱۹ رکو ۷۷)

(قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمن کے لئے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا رحمن کی پریشان نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔)

فرشتے انسانوں کی یہ باتیں سن سن کر کانپتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سبحان اللہ کس کی یہ حیثیت ہو سکتی ہے کہ رب العلیین کی برابری کرے۔ وہ اللہ سے زمین والوں کے حق میں مغفرت کی درخواستیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ کی حلیمی اور رحم پوشی تو ہے جس کی بدولت ایسے ایسے ظالم سالوں سال تک اور ایسے معاصرے صدیوں تک مہلت پاتے چلے جاتے ہیں اور اللہ کی طرف سے ان کو دنیا میں سب کچھ ملتا رہتا ہے۔ دنیا کی زندگی کی زینت دیکھ کر نادان لوگ غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

۶ جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا دلی بنالیا، اللہ ان کے خیر نہیں ہے | اللہ کے جناب میں ایسے گناہوں کو جو دوسری ہستیوں کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہیں اللہ تعالیٰ مہلت تو دیتا ہے لیکن یہ مہلت ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ان کے سب اعمال اللہ کے یہاں محفوظ ہیں وقت آنے پر کھول کر رکھ دئے جائیں گے۔

○ ولی اور سرپرست کے کئی مفہوم ہوتے ہیں۔ ایک مفہوم یہ ہے کہ آدمی جس کے کہنے پر چلے جس کے مقرر کئے ہوئے طریقوں اور ضابطوں کی پیروی کرے وہ اس کا ولی ہے۔

○ ولی کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جس کی رہنمائی پر آدمی بھروسہ کرے اور یہ سمجھے کہ یہ مجھے صحیح راستہ بتانے والا ہے۔

○ ولی کا تیسرا مطلب ہے کہ میں جو کچھ کروں گا اگر اس کوئی دوسرا نتیجہ سامنے آنے لگا یہ میرا ولی اور سرپرست مجھے بچالے گا۔

○ ولی کا چوتھا مفہوم یہ ہے کہ اس کے متعلق آدمی یہ سمجھے کہ یہ میری فوق الفطری طریقے سے مدد کرنے والا ہے۔ مجھے آفتوں سے بچاتا ہے میری مرادیں پوری کرتا ہے۔

اس اعتبار سے جو اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا ولی سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نظر رکھے ہوئے ہے۔ اے پیغمبر آپ ان کی باتوں کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ آپ کا کام صرف پیغام حق پہنچا دینا ہے۔ ان کا حساب کتاب چکا دینا ہمارا کام ہے۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا

وَكَذَلِكَ	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ	قُرْآنًا	عَرَبِيًّا
اور اسی طرح	ہم نے وحی کیا	آپ کی طرف	قرآن	عربی زبان

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کیا قرآن عربی زبان میں

لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ

لِتُنذِرَ	أُمَّ الْقُرَىٰ	وَمَنْ	حَوْلَهَا	وَتُنذِرَ
تاکہ آپ ڈرائیں	ام القری (اہل مکہ)	اور جو	اس کے ارد گرد	اور آپ ڈرائیں

تاکہ آپ ڈرائیں اہل مکہ کو اور انہیں جو اس کے ارد گرد ہیں اور آپ ڈرائیں

يَوْمَ الْجُمُعِ لِأَسْرَيبَ فِيهِ طَفْرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ

يَوْمَ الْجُمُعِ	لِأَسْرَيبَ	فِيهِ	طَفْرِيقٌ	فِي الْجَنَّةِ
جمع ہونے کا دن	نہیں شک	اس میں	ایک فریق	جنت میں

جمع ہونے کے دن سے ، کوئی شک نہیں اس میں ایک فریق جنت میں ہوگا

وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ

وَفَرِيقٌ	فِي	السَّعِيرِ	وَلَوْ	شَاءَ اللَّهُ	لَجَعَلَهُمْ
اور ایک فریق	میں	دوزخ	اور اگر	چاہتا اللہ	ضرور بنا دیتا انہیں

اور ایک فریق دوزخ میں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور انہیں ایک امت

أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي

أُمَّةً	وَاحِدَةً	وَلَٰكِنْ	يُدْخِلُ	مَنْ يَشَاءُ	فِي
امت	ایک	اور لیکن	وہ داخل کرتا ہے	جسے چاہتا ہے	میں

بنا دیتا اور لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِهِ ۝ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

رَحْمَتِهِ	وَالظَّالِمُونَ	مَا لَهُمْ	مِنْ وَّلِيٍّ	وَلَا نَصِيرٍ
اپنی رحمت	اور ظالم (جمع)	انہیں کئے	کوئی کارساز	اور نہ مددگار

کرتا ہے اور ظالموں کے لئے نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔

## فیصل

⑤ اور مثل اسے وہی کرنے کے ہم نے تیری طرف وحی کرا  
قرآن جو عربی زبان میں ہے۔  
تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں کو اور تمام لوگوں  
کو۔

اور ڈراوے لوگوں کو قیامت کے دن سے جس میں  
تمام مخلوق جمع ہوگا۔  
اس کے ہونے میں کچھ تردد نہیں۔  
ایک گروہ ان میں سے جنت میں ہوگا  
اور ایک جماعت دوزخ میں۔

⑧ اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک مذہب پر  
کردیتا یعنی اسلام پر۔

لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں  
داخل فرماتا ہے۔  
اور کافروں کے لئے کوئی دوست اور مددگار  
نہیں، جو ان سے عذاب کو دفع کرے۔

⑤ وَكَذَلِكَ مِثْلُ ذَلِكَ الْإِنجَاءِ  
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ فَتْرَانَا  
عَرَبِيًّا لَتُنذِرَ مَن تَخْشَى  
أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا  
أَيَّ أَهْلِ مَكَّةَ وَسَائِرِ  
النَّاسِ وَتُنذِرَ النَّاسَ  
يَوْمَ الْجُمُعِ أَيَّ يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
تُجْمَعُ فِيهِ الْخَلْقُ لِأَرِيْبِ  
شَكِّ فِيهِ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ  
فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي  
السَّعِيرِ ۝ الثَّارِ

⑧ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ  
أُمَّةً وَاحِدَةً أَيَّ عَلَى  
دِينٍ وَاحِدٍ وَهُوَ الْإِسْلَامُ  
وَلَكِنْ يَدْخُلُ مَنْ  
يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَ  
الظَّالِمُونَ الْكَافِرُونَ مَا  
لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا  
نَصِيرٍ ۝ يَدْفَعُ عَنْهُمْ

## تشریح

## العذاب

ہم نے قرآن اس لئے نازل کیا کہ وہ حق اور  
باطل کو الگ الگ کر دے۔ جس طرح پہلے نبیوں اور رسولوں پر وحی نازل کی جاتی رہی ہے اسی  
طرح ہم نے عربی زبان میں تمہاری طرف قرآن وحی کیا ہے کیونکہ تمہارے اولین مخاطب اہل عرب ہیں اس  
لئے اس کتاب کی زبان عربی ہے تاکہ وہ براہ راست اللہ کے کلام کو سمجھ سکیں۔  
خفیہ دعوت کے بعد اعلانیہ تبلیغ کا پہلا مرحلہ یہ تھا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے دین کی دعوت

اعلانہ دعوت کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ مکہ بحرمہ جو جغرافیائی اور مذہبی اعتبار سے مذہبی حیثیت رکھتا ہے وہاں کے اور قرب و جوار کے لوگوں کو دین کی دعوت دی جائے اور ان کو بتایا جائے کہ ایک دن آنے والا ہے جب تمام اگلے پچھلے انسان اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کے لئے جمع ہوں گے اس دن کے آنے میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے یہ ایک یقینی بات ہے۔ اس وقت تو انسان دو حصوں میں تقسیم ہوں گے ایک جنتی اور دوسرے دوزخی۔ انھیں بتا دو کہ جن گمراہیوں اور اخلاق و کردار کی جن خرابیوں میں تم لوگ مبتلا ہو اور تمہارا انفرادی اور اجتماعی زندگی جن غلط اصولوں پر چل رہی ہے اس کا انجام تباہی ہے اور یہ تباہی صرف اس دنیا تک نہیں ہے بلکہ آگے وہ دن بھی آنا ہے جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو جمع کرے ان کا حساب لے گا۔ اب وہ خود فیصلہ کر لیں کہ کون سے گروہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اس گروہ میں جو اُس دنیا میں کامیاب ہو گا یا اس گروہ میں جس کے دونوں جہاں برباد ہو جائیں۔

(۸) انسان کی آزادی میں اللہ تعالیٰ کی اللہ تعالیٰ کی ایک مسموم مخلوق فرشتے ہیں جن میں فرماں برداری کے علاوہ بے پناہ حکمت پوشیدہ ہے۔ نافرمانی کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ان کی تخلیق ہی ایسی ہوتی ہے کہ جو اُن کو حکم دیا جاتا ہے بے چون و چرا اس پر عمل کرتے ہیں۔

فرشتوں کے علاوہ بھی اللہ کی کائنات میں چاند سورج اور ستارے، زمین و آسمان، ہوائیں بارش، شجر و حجر سب اللہ کے احکام کے تابع اس کے آگے سر جھکانے والے اور اس کے مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا یہ تقاضہ ہوا کہ ایک ایسی مخلوق انسان پیدا کرے جس کو ایک محدود دائرے میں آزادی اور عمل کا اختیار ہو وہ خود اپنی مرضی سے اپنا راستہ منتخب کرے، اس کو اچھے بُرے کی تمیز شعور علم و فہم اور بصیرت دی جائے تاکہ وہ گمراہی اور ہدایت میں فرق کر سکے اور اپنی مرضی سے اپنا راستہ چن سکے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے تو انسان کو عمل کی آزادی نہ دیتے اور سب کو ایک امت بنا دیتے جس میں نافرمانی کی طاقت ہی نہ ہو۔

مگر اللہ نے انسان کو ایک ذی اختیار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کر کے اس کو خلافت عطا کی اور زمین کے ذرائع اس کے تصرف میں دیئے تاکہ یہ اس امتحان سے گزر سکے جس میں کامیاب ہو کر کوئی بندہ اللہ کی رحمت خاص کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اللہ کی رحمت خاص اسی کو ملتی ہے جو اللہ کے حضور میں اپنی بندگی کا اندازہ پیش کرے، اس کو اپنا ولی بنائے، اس کا دامن تھامے اس سے مدد اور رہنمائی مانگے تاکہ پروردگار اس کو زندگی کے امتحان سے بخیریت گزرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اس کی رحمت خاص میں داخل ہو سکے۔ لیکن جو ظالم اللہ سے منہ موڑے اللہ کے بجائے دوسروں کو اپنا ولی بنائے۔ اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ خواہ مخواہ اس کا ولی بنے۔ اللہ کے سوا ہرے سے کوئی علم کوئی طاقت اور کوئی اختیار نہیں ہے کہ اس کو کامیاب کر سکے۔

یہ ہے وہ حکمت جس کا اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر شخص نے اپنا جہاد راستہ اختیار کیا ہے لیکن اللہ کا پسندیدہ راستہ وہی ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ بتایا ہے۔

أَمَّا تَخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ وَاللَّهُ هُوَ

أَمَّا	تَخَذُوا	مِنْ دُونِهِ	أَوْلِيَاءَ	فَاللَّهُ	هُوَ
کیا	انہوں نے ظہرائے	اس کے سوا	کارساز (جمع)	پس اللہ	دی

کیا انہوں نے اللہ کے سوا کارساز ظہرائے ہیں؟ پس اللہ ہی

الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

الْوَلِيُّ	وَهُوَ	يُحْيِي	الْمَوْتَىٰ	وَهُوَ	عَلَىٰ	كُلِّ	شَيْءٍ
کارساز	اور وہی	زندہ کرتا ہے	مردوں	اور وہ	پر	ہر	چیز

کارساز ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قدرت

قَدِيرٌ ۙ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ

قَدِيرٌ	وَمَا	اخْتَلَفْتُمْ	فِيهِ	مِن شَيْءٍ	فَحُكْمُهُ	إِلَى اللَّهِ
قدرت رکھنے والا	اور جس	اختلاف کرتے ہو تم	اس میں	کسی چیز	تو اس کا فیصلہ	طرف پاس اللہ

رکھنے والا ہے۔ اور جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے

ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۙ فَاطِرُ

ذَلِكُمُ	اللَّهُ	رَبِّي	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَإِلَيْهِ	أُنِيبُ	فَاطِرُ
وہی ہے	اللہ	میرا رب	اس پر	بھروسہ کیا میں نے	اور اس کی طرف	میں رجوع کرتا ہوں	پیدا کرنے والا

وہی ہے اللہ میرا رب اس پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

السَّمَاوَاتِ	وَالْأَرْضِ	جَعَلْ	لَكُمْ	مِنْ أَنْفُسِكُمْ	أَزْوَاجًا
آسمانوں	اور زمین	اس نے بنائے	تہماری	تہماری ذات (جنس) سے	جوڑے

اور زمین کا پیدا کرنے والا۔ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بنائے جوڑے

وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ لَيْسَ

وَمِنَ	الْأَنْعَامِ	أَنْزَلْنَا	إِلَيْكُمْ	لَيْسَ
اور سے	چوپایوں	جوڑے	وہ پھیلاتا ہے تمہیں	اس (دنیا) میں نہیں

اور چوپایوں کے جوڑے۔ وہ تمہیں اس دنیا میں پھیلاتا ہے۔ اس کے

## کَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۱۱

کَمِثْلِهِ	شَيْءٌ	وَهُوَ	السَّمِيعُ	الْبَصِيرُ
اس کی مثل	کوئی شے	اور وہ	سننے والا	دیکھنے والا
مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔				

۹) کیا ان کافروں نے اللہ کے سوا بتوں کو اپنا دوست اور مددگار بنا یا۔

وہ ان کے دوست نہیں۔

پس اللہ ہی مددگار ہے ایمان والوں کا اور وہی زندہ کرتا ہے مڑوں کو۔

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

۱۰) وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۗ وَخِلافُكُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۗ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۗ

اور جس امر میں تم کافروں کے ساتھ اختلاف کرتے ہو، امور مذہب وغیرہ سے پس حکم اس کا راجع ہے طرف اللہ کے وہ تم میں فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن۔ ان سے کہہ دے یہ اللہ میرا رب ہے اسی پر میں سبجورجور کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

۱۱) وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا بدوئنا مثال کے۔ اس نے تمہارے لئے بیویاں بنائیں تمہاری جانوں سے چنانچہ حوا کو آدم کی پسلی سے پیدا کیا اور پیدا کئے اس نے چوپایوں سے جوڑے یعنی نر اور مادہ وہ تم کو بڑھاتا ہے ساتھ تو والد اور ناسل کے (یڈروم میں ضمیر خطاب سے مراد آدمی اور چہار پایہ دونوں لئے گئے تغلیبا)

اللہ کی مثل کوئی چیز نہیں (کمثلہ میں کاف زائدہ

۹) أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَيْ الْأَصْنَامِ أَوْلِيَاءَ ۚ أَمْ مَنقُطَةً بَمَعْنَى بَيْلِ الشَّيْءِ لِلدَّلِيلِ تَقَالِ وَهَمْزُهُ إِلَّا نَكَارَ أَيْ لَيْسَ التَّخِذُ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۚ فَالَّذِي هُوَ التَّوَلَّى أَيْ التَّاصِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُنَافِقِينَ لِمَجْرَدِ الْعُظْمِ وَهُوَ يُعْمَلُ مِنَ التَّوَلَّى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۱۰) وَمَا اخْتَلَفْتُمْ مَعَ الْكُفَّارِ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ مِنَ الدِّينِ وَغَيْرِهِ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ إِلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْضَلُ بَيْنَكُمْ قُلُوبُكُمْ لَكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ عَلَيْهِ تَوَكَّلُوا وَإِلَيْهِ أُنِيبُوا ۝

۱۱) فَاطْرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مُبْدِيهَا جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا حِينَ خَلَقَ حَوَاءَ مِنْ ضِلْعِ آدَمَ ۚ وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا كَوُرًّا وَإِنثَا يَذُرُّكُمْ بِالْمُعْجَمَةِ يُخَلِّقُكُمْ فِيهِ فِي الْجَعْلِ الْمَذْكُورِ أَيْ يَكْتُرُكُمْ بِسَبَبِهِ بِالنَّوَالِدِ وَالصَّغِيرِ لِلانثا مِ وَالانعام بِالغَلِيْبِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل نہیں نہ یہ کہ یوں کہا جائے کہ اس کی مثل کا کوئی نظیر نہیں تعالیٰ اللہ من ذلک علواً کبیراً اور وہ سنا ہے جو کچھ کہا جاتا ہے دیکھتا ہے جو کچھ کیا جاتا ہے

الْكَافُ زَائِدَةٌ لِكَائِنٍ تَعَالَى  
لَا مِثْلَ لَهُ وَهُوَ السَّمِيعُ  
لَمَّا مَعَالُ الْبَصِيرِ ۝ بِنَايَ فَعَلُ

## تشریح

۹) ولی حقیقت میں وہ ہے جو موت و حیات پر قدرت رکھتا ہے | مخلوق کا ولی اس کا سرپرست اور اس کا کارساز وہ ہے

جو موت اور زندگی پر قدرت رکھتا ہے۔ جو زندگی دے سکتا ہے اور موت دے سکتا ہے وہی حقیقت میں رفیق اور مددگار — — ہونے کا مستحق ہے۔ اور وہ ہستی ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ کی۔ ولی بنانا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو چاہو ولی بنا کر بیٹھ جاؤ۔ ولایت تو ایک وصف ہے اور وہ وصف صرف اللہ تعالیٰ میں ہے کہ وہ بے جان مادوں میں جان ڈال کر جیتا جاگتا انسان پیدا کر دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے اس کو چھوڑ کر دوسری محتاج ہستیوں کو ولی بنانا جہالت بھی ہے حماقت بھی۔

۱۰) اللہ کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہے | اے پیغمبر آپ ان کو بتادیں کہ سب جھگڑوں کے فیصلے اللہ کے سپرد ہونے چاہئیں جب ولایت اور حاکمیت اسی کی ہے تو اس کے ولی ہونے کا منطقی تقاضا یہی ہے کہ انسانوں کے باہمی اختلافات کا فیصلہ کرنا اسی کا حق ہے وہ جس طرح عالم آخرت میں فیصلے کے دن کا مالک ہے اسی طرح دنیا میں حکم الٰہی کا ہے یہ اسی کا حق ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون سے طریقے درست ہیں اور کون سے غلط۔

علا بھی حق اور باطل کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں چاہے بظاہر اس فیصلے کے نفاذ میں تاخیر نظر آتی ہو۔ بندے کے لئے جائز نہیں ہوگا کہ وہ اللہ کے فیصلے سے سرتابی کرے۔ میں ہمیشہ اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں، اسی سے رہنمائی طلب کرتا ہوں اسی کی تعلیم و ہدایت میں معاملات کا حل تلاش کرتا ہوں، اسی کی پناہ ڈھونڈتا ہوں ہر معاملے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۱۱) اللہ جیسا کوئی نہیں ہے | اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اپنی صفات میں اپنے کمالات میں بے مثال ہیں ان جیسا کوئی نہیں ہے۔ ان کے احکام اور فیصلوں کی طرح کوئی فیصلہ نہیں ہے کوئی حکم نہیں ہے اس کے دین جیسا کوئی دین نہیں ہے، اس کا کوئی جوڑا نہیں ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے، اس کا کوئی ہم جنس نہیں ہے وہ اپنی ذات میں یکتا اور اپنی صفات میں لاجواب ہے۔ وہ زمین اور آسمان کا بنانے والا ہے اس کا کمال یہ ہے کہ اس نے تمہاری اپنی ہی جنس سے تمہارے لئے مرد و عورت کے جوڑے پیدا کئے۔ اسی طرح جانوروں میں بھی انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے اور اس طرح جوڑے بنا کر وہ تمہاری نسلیں پھیلاتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے وہ کائنات میں ہر وقت ہر ایک کی سنتا ہے مگر اس کا دیکھنا اور سنا بھی مخلوق کی طرح نہیں ہے اس کی ذات والاصفات تمام کمالات کا مجموعہ ہے مگر کوئی کمال ایسا نہیں ہے جس کی کیفیت بیان کی جاسکے۔ کیوں کہ اس کی نظیر کہیں موجود نہیں ہے وہ مخلوق کی مشابہت اور مماثلت سے پاک ہے۔ وہ سننے والا ہے مگر مخلوق کی طرح نہیں وہ دیکھنے والا ہے مگر مخلوق کی طرح نہیں۔ اس کی صفات کی کیفیت سمجھ میں نہیں آسکتی۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ يَبْسُطُ

لَهُ	مَقَالِيدُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	يَبْسُطُ
اس کے پاس	کنجیاں	آسمانوں	اور زمین	وہ فراخ کرتا ہے

اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں وہ رزق فراخ کرنا

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ إِنَّهُ بِكُلِّ

الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَشَاءُ	وَيَقْدِرُ	إِنَّهُ	بِكُلِّ
رزق	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے	اور تنگ کرتا ہے	بیشک وہ	ہر

ہے جس کے لئے وہ چاہتا ہے (اور جس پر چاہے) تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ ہر

شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ

شَيْءٍ	عَلِيمٌ	شَرَعَ	لَكُمْ	مِنَ الدِّينِ
شے	جاننے والا	اس نے مقرر کیا	تمہارے لئے	وہی دین

شے کو جاننے والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے

مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

مَا وَصَّى	بِهِ	نُوحًا	وَالَّذِي	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ
اس نے جس کا حکم دیا	اس کا	نوح ؑ	اور وہ جس	ہم نے وحی کی	آپ کی طرف کو

قائم کرنے کا اس نے حکم دیا تھا نوح ؑ کو اور جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی کی اور

وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَىٰ

وَمَا وَصَّيْنَا	بِهِ	إِبْرَاهِيمَ	وَمُوسَىٰ	وَعِيسَىٰ
اور جس کا حکم دیا ہم نے	اس کا	ابراہیم ؑ	اور موسیٰ ؑ	اور عیسیٰ ؑ

جس کا حکم ہم نے ابراہیم ؑ اور موسیٰ ؑ اور عیسیٰ ؑ کو دیا تھا کہ تم

أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَىٰ

أَنْ	أَقِيمُوا	الدِّينَ	وَلَا تَتَفَرَّقُوا	فِيهِ	كَبُرَ	عَلَىٰ
کہ	تم قائم کرو	دین	اور تفرق نہ ڈالو	اس میں	گراں	ہر

دین قائم کرو، اور اس میں تفرق نہ ڈالو، آپ جس کی طرف انہیں بلاتے ہیں وہ مشرکوں پر



المُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي

المُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي

مشرکوں جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں اس کی طرف اللہ چن لیتا ہے

گراں گزرتی ہے۔ اللہ (اپنے قُرب کے لئے) جس کو چاہتا

إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾

إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

اپنی طرف جسے وہ چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اس کی طرف جو رجوع کرتا ہے

ہے چن لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف سے ہدایت دیتا ہے۔

﴿١٢﴾ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ یعنی بارش کا اتارنا اور سبزہ کا جمانا سب اس کے قبضہ میں ہے۔

جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ فرماتا ہے آزمائش کے طور سے۔ اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے آزمائش کی راہ سے۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

﴿١٢﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، أَي مَعَاتِبُهُمْ خَزَائِنَهُمَا مِنَ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ وَعَيْرِهَا مَا يَبْسُطُ الرِّزْقَ يُوسِّعُهُ لِمَنْ يَشَاءُ أَمْتَعَانَا وَ يَقْدِرُهُ يُضَيِّقُهُ لِمَنْ يَشَاءُ اِبْتِلَاءً إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٣﴾

﴿١٣﴾ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا هُوَ أَوْلُ أَنْبِيَاءِ الشَّرِيعَةِ وَالتَّوْحِيدِ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ هَذَا هُوَ الْمَشْرُوعُ

﴿١٢﴾ اس نے تمہارے لئے ظاہر اور مقرر کر دیئے دین کے احکام جس کی اس نے وصیت کی نوح ؑ کو۔ (نوح سب میں اول پیغمبر ہیں جو احکام شریعت لائے) اور وہ جو ہم نے تیری طرف وحی کی۔ اور وہ جس کی ہم نے وصیت کی ابراہیم کو اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کہ دین قائم اور اس میں تفرق نہ ڈالو۔

(یہ ہے وہ حکم جس کو اللہ نے شروع کیا اور نوح وغیرہ کو اس

فیصل

کی وصیت فرمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی گئی مراد اس سے توحید ہے )

بھاری اور دشوار ہے مشرکوں کو اقرار توحید جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے۔

اللہ پسند کرتا ہے توحید کے لئے جس کو چاہے۔

اور ہدایت فرماتا ہے توحید کی طرف اس کو جو اللہ کی بندگی کی طرف متوجہ ہو۔

التَّوْحِيْدُ يَهْدِيْهِ وَالْمُؤْحَىٰ اِلَىٰ  
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ التَّوْحِيْدُ كَبْرُ عَظْمٍ  
عَلَى الْمَشْرِكِيْنَ مَا تَذَعُوهُمْ  
اِلَيْهِ مِنْ التَّوْحِيْدِ اَللّٰهُ  
يَجْتَبِيْ اِلَيْهِ اِلَى التَّوْحِيْدِ  
مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِيْ  
اِلَيْهِ مَنْ يَّزِيْبُ ۝ يُقْبِلُ  
عَلَى طَاعَتِهِ

## تشریح

۱۲ وہ زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے | زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں اس کو اختیار ہے کہ جس خزانے میں سے جس کو جتنا چاہے عطا فرمادے۔ تمام مخلوق کو روزی دینے والا وہی ہے لیکن کمی اور زیادتی کی مقدار اپنی حکمت کے موافق مقرر کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون کتنی عطا کا مستحق ہے اور اس کے حق میں کتنا دینا مصلحت کے مطابق ہوگا۔ ہر چیز اسی حساب سے چاہے روزی ہو یا دوسری چیزیں نبی ملی حکمت اور مصلحت کے مطابق دیتا ہے۔

۱۳ حضرت نوح سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد تک تمام نبیوں اور ان کی امتوں کی ذمہ داری کہ وہ اپنے قول عمل سے دین کو قائم رکھیں

طوفان نوح کے بعد نسل انسانی کے اولین پیغمبر حضرت نوح اور آخری پیغمبر حضرت محمد، اس کے علاوہ جلیل القدر پیغمبروں میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ہیں۔ یہ سب اور دیگر پیغمبر ایک ہی دین لے کر آئے تھے۔ اس دین کی بنیادی تعلیمات ایک ہی تھیں۔ عقائد، اخلاق، دین کے اصول ان سب میں تمام پیغمبر متفق رہے ہیں۔ بعض جزئیات میں حسب مصلحت کچھ فرق ہوا اور دین کے قائم کرنے کے طور طریق اللہ نے ہر زمانے میں جدا جدا ظہرادیئے۔ دین تمام انبیاء کے درمیان مشترک تھا اور جس نبی کی امت کو جو شریعت بھی اللہ نے دی تھی وہ اس امت کے لئے دین تھی۔ سب انبیاء اور ان کی امتوں کو حکم ہوا کہ اللہ کے دین کو اپنے قول اپنے عمل سے قائم کریں اور قائم رکھیں۔ اور اصل دین میں کسی طرح کی تفریق اور اختلاف کو روانہ رکھیں۔

اے نبی، آپ ان کے سامنے اسی دین کی صاف شاہراہ پیش کر رہے ہیں جو ہمیشہ سے تمام انبیاء کا دین رہا ہے۔ اور یہ نادان اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے اٹسا اس کو زحمت سمجھ رہے ہیں۔ مگر انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں کھینچ کھینچ کر اپنی طرف لا رہا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بھی اسی کو راستہ دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اب یہ اپنی اپنی قسم ہے کہ کوئی اس نعمت کو پائے اور کوئی گنوائے۔

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

وَمَا تَفَرَّقُوا	إِلَّا	مِنْ بَعْدِ	مَا جَاءَهُمْ	الْعِلْمُ	بَغْيًا
اور انہوں نے تفرق نہ ڈالا	مگر	اس کے بعد	کہ آگیا ان کے پاس	علم	بغیاً

اور انہوں نے تفرق نہ ڈالا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس علم (وحی) آگیا، آپس کی ضد

بَيْنَهُمْ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ

بَيْنَهُمْ	وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ	مِنْ رَبِّكَ	إِلَىٰ	أَجَلٍ
آپس کی	اور اگر نہ	فیصلہ	گزر چکا ہوتا	آپ کے رب کی طرف سے	تک	ایک مدت

کی وجہ سے اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک مدت مقرر تک مہلت دینے کا فیصلہ نہ گزر چکا

مُسَمًّى لِّقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ

مُسَمًّى	لِّقَضَىٰ	بَيْنَهُمْ	وَإِنَّ	الَّذِينَ	أُورِثُوا	الْكِتَابَ
مقررہ	توفیصلہ کر دیا جاتا	ان کے درمیان	اور بیشک	جو لوگ	وارث بنائے گئے	کتاب

ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور بیشک جو لوگ ان کے بعد کتاب کے وارث

مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿۱۴﴾

مِنْ بَعْدِهِمْ	لَفِي	شَكٍّ	مِّنْهُ	مُرِيبٍ
ان کے بعد	البتہ وہ شک میں	اس سے	تردد میں ڈالنے والے	

بنائے گئے البتہ وہ اس سے تردد میں ڈالنے والے شک میں ہیں۔

﴿۱۴﴾ اور نہیں متفرق ہوئے تمام اہل مذاہب مذہب میں

اس طرح کہ بعض توحید کے مقرب ہوئے اور بعض کافر رہے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس توحید کا علم آیا۔ یہ کفر ان کافروں کا باعتبار باہمی سرکشی اور زیادتی کے تھا اور ان کی بغاوت اور خود بینی باعث اس کفر کا ہوئی۔

اور اگر تیرے رب کی طرف سے یہ بات مقرر نہ ہوتی کہ بدلہ کا دن قیامت ہے اور جزا و سزا فی الحال نہیں ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اس طرح کہ دنیا ہی میں کافروں کو عذاب ہوتا۔

اور بے شبہ وہ لوگ جو وارث ہوئے

﴿۱۴﴾ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا

فِي الدِّينِ بَأَنَّ وَحَدَّ بَعْضٌ وَ كَفَرَ بَعْضٌ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بِالْتَّوْحِيدِ بَغْيًا مِّنَ الْكَافِرِينَ بَيْنَهُمْ

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ بِشَاخِرِ الْجَوَارِ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ بِعَذَابِ الْكَافِرِينَ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّ

کتاب کے ان کے بعد (مراد ان سے یہود اور نصاریٰ ہیں) وہ شک اور تردد میں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ  
وَهُمْ أُمَّةٌ يَهُودُ وَالنَّصَارَى لَعْنَةُ اللَّهِ  
مُؤْتَمِرِينَ ○ مَوْعِدَ الرَّسُولِ

## تشریح

۱۳) مذاہب کے اختلاف کی بنیادی وجہ لاطعلی نہیں تھی | لوگوں نے الگ الگ مذہب اور نظام زندگی خود ایجاد کر لئے۔ مذاہب کی یہ تفریق لاطعلی کی وجہ سے نہیں تھی۔ اس وجہ سے نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء نہیں بھیجے تھے اور کتابیں نازل نہیں کی تھیں اور لوگوں کو سیدھے راستے کا علم نہیں تھا اور اس لاطعلی کی وجہ سے انھوں نے اپنے اپنے مذہب بنا لئے بلکہ مذاہب کی یہ تفریق اور یہ الگ الگ راستے جو بنائے گئے اللہ کا دین نازل ہونے کے بعد بنائے گئے اور اس کا محرک ضد اور ہٹ اور مال و جاہ کی طلب تھی۔

جو جالاک اور ہوشیار لوگ تھے انھوں نے دیکھا کہ اگر سارے انسان برابر کے درجے کے رہیں ان میں کوئی اونچ نیچ نہ ہوئی ان کا ایک خدا ہو جس کی وہ عبادت کرتے رہے، ایک رسول ہو گا جس کو وہ اپنا رہنما مانیں گے، ایک کتاب ہوگی جس سے ہدایت حاصل کریں گے، ایک صاف ستھرا عقیدہ اور بے لاگ آئین ہوگا جس پر لوگ چلیں گے۔ اس نظام میں وہ کہاں ہوں گے ان کی بڑائی، ان کی چودہرائی، ان کی مشیخت کے لئے اس نظام میں کیا جگہ ہوگی وہ کس طرح لوگوں سے چلیں گے ان کی کرائیں گے۔ یہی وہ جذبہ تھا کہ انھوں نے نئے فلسفے، نئے عقیدے، نئی مذہبیں، نئے نئے نظام زندگی، نئے نئے طریقے عبادت ایجاد کئے اور اللہ کے بہت سے بندوں کو اللہ کے دین کی صاف ستھری شاہراہ سے ہٹا کر مختلف راہوں پر ڈال دیا۔ اور آہستہ آہستہ یہ کش مکش تلخیوں میں بدلتی گئی۔ اور مذہب کا نام پر جنگ و جدال کی نوبت آگئی اور آج انسانی خون کے چھینٹوں سے تاریخ سُرخ نظر آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ حق اور باطل کے دو ٹوک فیصلے کو اس نے قیامت تک ملتوی رکھا۔ کیوں کہ اگر دنیا ہی میں یہ فیصلہ ہو جاتا تو انسان کی آرائش بے معنی ہو کر رہ جاتی۔ یہ بے مذہبی اختلافات کا صحیح پس منظر و حقیقت میں انسان ایک ہے اس کا خالق ایک ہے اس کا معبود ایک ہے اور اس کا رہنا ایک ہے اس کی کتاب ایک ہے، اس کا قبلہ ایک ہے اور اس کی منزل ایک ہے۔

○ مذہبی اختلافات کی ایک وجہ اور بھی ہے کہ ہر نبی اور اس کے قریبی لوگوں کا دور گزر جانے کے بعد جب اگلی نسلوں تک اللہ کی کتاب پہنچی تو انھوں نے اس پر پورا اعتماد نہیں کیا بلکہ وہ اس کے متعلق شکوک میں مبتلا ہو گئے۔ یہی صورت حال توریت اور انجیل کے بارے میں پیش آئی یہ کتابیں اصل عبارت اور اصل زبان میں محفوظ نہیں رہیں اللہ کے کلام کے ساتھ دوسری چیزیں اس طرح شامل ہو گئیں کہ دونوں کو الگ الگ کرنا مشکل ہو گیا۔ ان کے ترجموں میں اصل غائب ہو گئی اور صرف ترجمے باقی رہ گئے۔ اب کوئی شخص یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ جو کتاب اس کے ہاتھ میں ہے یہ وہی کتاب ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے ذریعہ لوگوں کو ملی تھی۔ اور لوگوں نے مذہب کے راستوں کو اتنا پیچیدہ کر دیا کہ حق کو باطل سے الگ کرنا مشکل ہو گیا۔ جب دنیا اس طرح مذہبی اختلافات میں مبتلا ہو تو قرآن کی کیا اہمیت ہے اور اس کی تحلیم کو کس طرح مضبوطی کے ساتھ پیش کرنا چاہیگا اس کا بیان اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

فَلِذَلِكَ فَادُعْهُ، وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ

فَلِذَلِكَ	فَادُعْهُ	وَاسْتَقِمْ	كَمَا	أُمِرْتَ	وَلَا تَتَّبِعْ
پس اسی کے لئے	آپ بلائیں	اور قائم رہیں	جیسا کہ میں نے حکم دیا ہے	تھیں اور آپ نہ چلیں	
پس آپ اسی کے لئے بلائیں اور (اس پر) قائم رہیں جیسا کہ میں نے آپ کو حکم دیا ہے۔ اور آپ ان کی					

أَهْوَاءَهُمْ، وَقُلْ أَمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ

أَهْوَاءَهُمْ	وَقُلْ	أَمَنْتُ	بِمَا	أَنْزَلَ	اللَّهُ	مِنْ	كِتَابٍ
ان کی خواہشات	اور کہیں	میں ایمان آیا	اس پر جو	نازل کی	اشر نے	سے	ہر کتاب
خواہشات پر نہ چلیں، اور کہیں میں ایمان لے آیا ہر کتاب پر جو اشر نے نازل کی							

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَسَرُّكُمْ لَنَا

وَأُمِرْتُ	لِأَعْدِلَ	بَيْنَكُمُ	اللَّهُ	رَبُّنَا	وَسَرُّكُمْ	لَنَا
اور مجھے حکم دیا گیا	کہ میں انصاف کروں	تہا درمیان	اشر	ہمارا رب	اور تمہارا رب	ہمارے لئے
اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اشر ہمارا بھی رب، اور تمہارا بھی رب، ہمارے لئے						

أَعْمَالُنَا وَأَلَكُمْ أَعْمَالَكُمْ لِحُجَّةٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

أَعْمَالُنَا	وَأَلَكُمْ	أَعْمَالَكُمْ	لِحُجَّةٍ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمْ
ہمارے اعمال	اور تمہارے لئے	تمہارے اعمال	کوئی حجت (جھگڑا) نہیں ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان	
ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔					

اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ①۵

اللَّهُ	يَجْمَعُ	بَيْنَنَا	وَإِلَيْهِ	الْمَصِيرُ
اشر	جمع کرے گا	ہمارے درمیان	اور اسی کی طرف	بازگشت
اشر ہمیں جمع کرے گا اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔				

①۵ سو تو اسے محمدؐ لوگوں کو توحید کی طرف بلا اور اسی پر

خود بھی قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم ہوا۔

اور ان کی خواہشات کی پیروی کر کے توحید کو نہ چھوڑ

اور کہہ کہ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو اشر نے

اتاری۔ اور مجھ کو حکم ہے کہ جو کچھ تمہارے درمیان

①۵ فَلِذَلِكَ فَادْعُهُ يَا

مُحَمَّدُ النَّاسَ وَاسْتَقِمْ عَلَيْهِ كَمَا

أُمِرْتَ، وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ

فِي تَرْكِهِ وَهَلْ أَمَنْتُ بِمَا

أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ

## فیصل

حکم کروں انصاف سے کروں۔ اللہ ہمارا اور تمہارا ہے۔ ہمارے واسطے ہمارے عمل ہیں اور تمہارے لئے تمہارے عمل۔ پس ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ نہیں ہے کچھ جھگڑا اور خصومت ہم میں اور تم میں بلکہ ارشاد پہلے اس سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم ہوا اور اللہ ہم تم سب کو آخرت میں جمع کرے گا فیصلہ کرنے کے لئے اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

لَا عَدْلَ أَى بَانُ أَعْدِلَ بَيْنَكُمْ فِي  
الْحُكْمِ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا  
أَعْمَالُنَا وَلكُمْ أَعْمَالُكُمْ  
فَكُلٌّ يُجَازَى بِعَمَلِهِ لَآ  
حُجَّةَ خَصُومَةٍ بَيْنَنَا  
وَبَيْنَكُمْ هَذَا قَبْلَ أَنْ  
يُؤْمَرَ بِالْجِهَادِ اللَّهُ يَجْمَعُ  
بَيْنَنَا فِي الْمَعَادِ لِفَصْلِ  
الْقَضَاءِ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

## تشریح

15) اختلافات کے طوفان میں نبیؐ کا اور قرآن کا کردار | مذہب اور مذہبی گروہوں کے ان تمام اختلافات میں آں حضرت ص کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ پورے عزم کے ساتھ اسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہیں جس کی دعوت آدم و نوح اور ان کے بعد تمام انبیاء کرام دیتے چلے آئے ہیں۔ کسی کو راضی کرنے کے لئے اس دین میں کسی رد و بدل اور کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہاں کچھ دو اور کچھ لو "کا اصول نہیں ہے۔ آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوں۔ اپنے قول و فعل اور اپنے عمل سے اسی راستے پر چلتے رہیں جس پر اب تک گامزن رہے ہیں۔ جھٹلانے والوں کی اور مخالفین کی ذرا پرواہ نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر چاہے وہ تورات ہو یا انجیل چاہے وہ کسی زمانے میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ آپ کہہ دیں کہ میں ان تعریف پر داز لوگوں میں سے نہیں ہوں جو اللہ کی نازل کی ہوئی بعض کتابوں کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے میں ہر اس کتاب کو مانتا ہوں جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ میرا کام پھلی صد اقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی کتاب نچے حکم ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں میرا کام یہ نہیں ہے کہ کسی گروہ کے حق میں اور کسی کے خلاف تعصب برتوں۔ میرا سب انسانوں کے ساتھ عدل و انصاف کا تعلق ہے۔ میں حق کو تمہارے سامنے پیش کرنے پر مانور ہوں۔ اس میں کسی کے لئے کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میں دنیا میں عدل قائم کرنے پر مانور ہوں۔ میری ذمہ داری ہے کہ جو اختلافات تم نے ڈالے ہیں ان کا منصفانہ فیصلہ دوں۔ اور جس طرح تمہیں خدا کی بندگی اور فرمان کار کی طرف بلاؤں اس سے پہلے خود احکام الہی کی تعمیل کر کے اس کا فرماں بردار بندہ ہونا ثابت کروں۔ میرا اور تمہارا رب ایک ہے اس لئے ہم سب کو اس کی خوش نودی کے لئے کام کرنا چاہیے۔ ہم میں کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اس کے ساتھ ہے۔ وہی اس کے سامنے آئے گا ہمیں جھگڑنے کی ضرورت نہیں سب کو اللہ کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ ہمیں اپنے عمل کا خود ہی خمیازہ بھگتنا ہوگا۔

یہ تھا مذہبی اختلافات کے درمیان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن کا منصفانہ اور عادلانہ کردار۔ آخر اسی کردار نے کامیابی کی منزل پر پہنچایا۔ اور اسلام فتح و ترقی کا بن کر ابھرا۔

وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ

وَالَّذِينَ	يُحَاجُّونَ	فِي اللَّهِ	مِنْ بَعْدِ	مَا اسْتَجِيبَ لَهُ
اور جو لوگ	جھگڑا کرتے ہیں	اللہ کے بارے میں	اس کے بعد	کہ قبول کر لیا گیا اس کے لئے اس کو

اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اس کے بعد کہ اس کو قبول کر لیا گیا،

حُجَّتْهُمْ دَاحِضَةً عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ

حُجَّتْهُمْ	دَاحِضَةً	عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	وَلَهُمْ
ان کی جنت	باطل	ان کے رب کے ہاں	اور ان پر	غضب	اور ان کے لئے

ان کی جنت (جھگڑا) ان کے رب کے ہاں باطل چلے گی اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے۔

عَذَابٌ شَدِيدٌ ۱۶) اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

عَذَابٌ	شَدِيدٌ	اللَّهُ	الَّذِي	أَنْزَلَ	الْكِتَابَ	بِالْحَقِّ
عذاب	سخت	اللہ	وہ جس نے	نازل کی	کتاب	حق کے ساتھ

سخت عذاب ہے۔ اللہ ہے جس نے کتاب حق کے ساتھ نازل کی اور

وَالْمِيزَانَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۱۷)

وَالْمِيزَانَ	وَمَا	يُدْرِيكَ	لَعَلَّ	السَّاعَةَ	قَرِيبٌ
اور میزان	اور کیا	مجھے خبر	شاید	قیامت	قریب

میزان (بھی) اور تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہو۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا

يَسْتَعْجِلُ	بِهَا	الَّذِينَ	لَا يُؤْمِنُونَ	بِهَا	وَالَّذِينَ	آمَنُوا
وہ جلدی چاہتے ہیں	اس کی	وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے	اس پر	اور جو لوگ	ایمان لائے

اس کی وہ لوگ جلدی چاہتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو لوگ ایمان لائے

مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۱۸) الْآنَ الَّذِينَ

مُشْفِقُونَ	مِنْهَا	وَيَعْلَمُونَ	أَنَّهَا	الْحَقُّ	الْآنَ	الَّذِينَ
وہ ڈرتے ہیں	اس سے	اور وہ جانتے ہیں	کہ	حق	یاد رکھو	یہ لوگ

وہ اس سے ڈرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے یاد رکھو بے شک جو لوگ

## يَمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۱۸ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ

يَمَارُونَ	فِي السَّاعَةِ	لَفِي ضَلَالٍ	بَعِيدٍ	اَللّٰهُ	لَطِيْفٌ
جھگڑتے ہیں	قیامت کے بارے میں	البتہ گمراہی میں	دور	اللہ	مہربان

قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ دُور (بڑی) گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں

## بِعِبَادٍ ۙ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۱۹

بِعِبَادٍ ۙ	يَرْزُقُ	مَنْ يَّشَاءُ	وَهُوَ	الْقَوِيُّ	الْعَزِيزُ
اپنے بندوں پر	وہ رزق دیتا ہے	جس کو چاہے	اور وہ	قوی	غالب

پر مہربان ہے وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ قوی، غالب ہے

## ۱۶ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي دِينٍ

اَللّٰهُ نَبِيَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا  
اَسْتَجِيبَ لَكَ بِالْاٰيٰتِ اِنْ لَمْ  
يُجِزْهُ وَهُمْ اَلْيَهُودُ حُجَّتْ  
اِحْضَةُ بِالْمَلَّةِ عِنْدَ رَاٰيَتِهِمْ  
وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَاَنْتُمْ  
عِنْدَ اَبِّ شَدِيْدٍ ۝

## ۱۷ اَللّٰهُ الَّذِي اَنْزَلَ الْكِتٰبَ

الْقُرْآنَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ  
بِالْاٰتِ وَالْبِيْرَانِ وَالْعَدْلِ  
وَمَا يُدْرِيكُ يَعْلَمُكَ لَعَلَّ  
السَّاعَةَ اِنِّىْ رَاٰتُهَا قَرِيْبًا ۝  
وَلَعَلَّ مُتَعَلِّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ  
الْعَمَلِ اَوْ مَا بَعْدَهُ سُدَّ  
مُسَدَّ الْمَفْعُوْلِيْنَ

## ۱۸ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ كَا

يُوْمِنُوْنَ بِهَا هَا يَقُوْلُوْنَ مَتٰى  
تَاْتِيْ ظَنَّا مِنْهُمْ اَنْهَا غَيْرُ اَنْبِيَا  
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ  
خَائِعُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنْهَا

## ۱۶ اور جو لوگ اللہ کے دین میں اس کے پیغمبر سے جھگڑتے

بعد اس کے کہ لوگ اس پر ایمان لائے بسبب  
ظاہر ہونے معجزہ اس کے کے۔ ان کا جھگڑنا لغو اور  
ان کی حجت باطل ہے ان کے رب کے نزدیک  
مراد ان سے یہود ہیں۔ اور ان پر اللہ کا غصہ ہے اور  
ان کو سخت عذاب ہونے والا ہے۔

## ۱۷ اللہ وہ ہے جس نے قرآن کو اتارا ساتھ حق کے اور

اتارا میزان کو یعنی عدل اور انصاف کو۔ اور تجھ  
کو کیا خبر شاید قیامت کا آنا نزدیک ہی ہو۔

## ۱۸ قیامت کے آنے میں وہی لوگ جلدی کرتے ہیں

جن کو اس پر ایمان نہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ قیامت  
کب آوے گی اس عہدہ سے کہ قیامت آنے والی  
نہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے وہ قیامت سے ڈرتے  
ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت کا آنا قریب ہے۔



## فیصل

آگاہ رہو بالیقین جو لوگ قیامت میں جھگڑا اور تردد کرتے ہیں وہ گمراہی میں ہیں جو حق سے بہت دور ہے۔

(۱۹) اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اچھوں پر اور بُروں پر کہ ان کو ہلاک نہ کیا بھوک سے بسبب ان کے گناہوں کے وہ روزی دیتا ہے ہر ایک کو ان میں سے جس کو جس قدر چاہے اور وہ قوت والا ہے اپنے ارادہ میں غالب ہے اپنے حکم میں۔

الْحَقُّ ۚ الْآيَاتُ الَّذِينَ  
يُمَارُونَ يُجَادِلُونَ فِي  
السَّاعَةِ لَعْنُ ضَلَالٍ بَعِيدٍ  
اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ بَشَرُهُمْ  
وَنَاجِرُهُمْ حَيْثُ لَمْ يَكِلْكُمْ جُوعًا  
بِنِعَاصِهِمْ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ  
مِنْ كُلِّ مَثَرَةٍ مِمَّا يَشَاءُ وَهُوَ  
الْقَوِيُّ عَلَى مُرَادِهِ الْعَزِيزُ  
الْغَالِبُ عَلَى أَمْرِهِ

## تشریح

(۱۶) جنھوں نے اللہ کے دین کو قبول کر لیا ان سے جھگڑا کرنا بے معنی ہے | جن لوگوں نے اللہ کے دین کو قبول کر لیا ان سے حجت بازی کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب اللہ کے دین کی سچائی پوری طرح واضح ہو چکی اور جنھوں نے اس دین کو قبول نہیں کیا وہ بھی اس سچائی کا اقرار کرنے لگے تو خواہ مخواہ حجت بازی کرنا اللہ کے نزدیک باطل ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ ایک تو خود نہ ماننا اور دوسرے ماننے والوں کو روکنا اور ان سے جھگڑا کرنا تاکہ وہ اس دین کو چھوڑ کر پلٹ آئیں اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

(۱۷) اللہ نے میزان نازل کی ہے | اللہ تم نے اپنی یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی یہ شریعت ہے جو ایک میزان کی طرح ہے جو تول تول کر صحیح کو صحیح، غلط کو غلط دکھاتی ہے۔ یہ شریعت حق اور باطل کے فرق کو دو ٹوک طریقہ پر بتاتی ہے۔ اللہ کی یہ شریعت ایک ترازو کی طرح ہے جو ظلم اور عدل کا فرق بتا دیتی ہے یہ دین حق ایک ترازو کی طرح ہے جو خالق اور مخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتاتی ہے۔

جب تمہارے پاس یہ کتاب حق ایک میزان کی طرح ہے تو اپنے اعمال کو اس ترازو میں تول کر دیکھ لو کہ کہاں تک پورے اور کھرے اترتے ہیں کیا معلوم کہ فیصلے کی گھڑی قریب ہی ہو۔ آدمی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ ایک ماٹس کے بعد دوسرے ماٹس کی مہلت ملے گی یا نہیں اس لئے جو فکر کرنی ہے پہلے سے کر لو۔

(۱۸) قیامت پر یقین نہ رکھنے والوں کا قیامت کے بارے میں مذاق | جو لوگ قیامت پر یقین نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں وہ قیامت کی باتوں کو سُن کر مذاق اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہاں صاحب! قیامت جس کی خبر دی جا رہی ہے کب آئے گی؟ لیکن جو لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں وہ اس ہونا گھڑی کے تصور سے ہی کانپ جاتے ہیں کیوں کہ انہیں یقین ہے قیامت ضرور آئے گی۔ جب ایک شخص قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں رکھتا تو وہ اس کی تیاری بھی کیا کرے گا جتنا اس حقیقت کا مذاق اڑائے گا اتنا ہی اور زیادہ گمراہ ہوتا چلا جائے گا۔

(۱۹) اللہ کی عطا و بخشش کا نظام بڑی باریک بینی کے ساتھ قائم ہے | اللہ تم بڑی باریک بینی کے ساتھ اپنے بندوں کی ان کے احوال کی رعایت کے ساتھ ضرورت پوری فرماتا ہے۔ اس کی عطا و بخشش میں حکمت کا پہلو ہے۔ اور اس کی بخشش کا یہ نظام اپنے زور پر قائم ہے جس کو وہ چاہے اور جتنا چاہے دے وہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس کے اس نظام میں دخل اندازی کر سکے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي

مَنْ	كَانَ + يُرِيدُ	حَرْثًا	الْآخِرَةَ	نَزِدْ لَهُ	فِي
جو شخص	چاہتا ہے	کھیتی	آخرت	ہم اماند کرتے ہیں اس کی	میں

جو شخص چاہتا ہے کھیتی آخرت کی ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے

حَرْثِهِ، وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا

حَرْثِهِ	وَمَنْ	كَانَ يُرِيدُ	حَرْثًا	الدُّنْيَا
کھیتی	اور جو	چاہتا ہے	کھیتی	دنیا

ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اُسے اس میں

نُؤْتِيهِم مِّنْهَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ تَصْيِبٍ ۝۲۰ أَمْ

نُؤْتِيهِ	مِّنْهَا	وَمَالَهُ	فِي الْآخِرَةِ	مِنْ	تَصْيِبٍ	أَمْ
ہم اُسے دیتے ہیں	اس میں	اور نہیں اس کے لئے	آخرت میں	کوئی	حصہ	کیا

کچھ دیتے ہیں اور اس کے لئے نہیں آخرت میں کوئی حصہ۔ کیا

لَهُمْ شُرَكَاءُ اشْرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنُوا

لَهُمْ	شُرَكَاءُ	اشْرَعُوا	لَهُمْ	مِنَ الدِّينِ	مَا لَمْ	يَأْذَنُوا
ان کے لئے	کچھ شریک (جمع)	انھوں نے مقرر کیا	ان کے لئے	ایسا	جو جس نہیں	اجازت دی

ان کے کچھ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کیا ہے جس کی

بِهِ اللَّهُ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ

بِهِ	اللَّهُ	وَلَوْ لَا	كَلِمَةُ الْفَصْلِ	لَفُضِيَ	بَيْنَهُمْ
اس کی	اللہ	اور اگر نہ	ایک قول فیصل	توفیصلہ ہو جاتا	ان کے درمیان

اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ایک قول فیصل نہ ہوتا تو ان کے درمیان نہیں توفیصلہ ہو جاتا

وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۲۱

وَإِنَّ	الظَّالِمِينَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	أَلِيمٌ
اور بے شک	ظالموں	ان کے لئے	عذاب	دردناک

اور بے شک ظالموں کے لئے عذاب ہے دردناک۔

## فیصل

(۲۰) مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزَلَ الْآخِرَةُ فِيمَا حَرْثَهُ  
جو شخص اپنے اعمال سے آخرت کا ثواب حاصل کرنا چاہتا  
ہے ہم اس کے ثواب میں زیادتی کرتے ہیں کہ ایک ٹکی بولے  
دس نیکیاں یا زیادہ دیتے ہیں۔  
اور جو دنیا کی کمائی چاہتا ہے ہم اس کو دنیا میں  
سے حصہ دیتے ہیں موافق اس کی تقدیر کے اس  
میں زیادتی نہیں ہو سکتی۔  
اور آخرت میں اس کے واسطے کچھ حصہ نہیں۔

(۲۱) بَلْ كُفِّرُوا بَعَدَهُمْ كَمَا تُكْفِرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ  
بلکہ کفار مکہ کے لئے ان کے شرکار یعنی شیاطین  
نے مذہب باطل مقرر کیا جس کی اجازت اللہ نے  
نہیں دی۔

جیسے شرک کرنا اور قیامت کا انکار۔  
اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ فیصلہ اور جزا کے لئے قیامت  
کا دن مقرر ہے تو ان میں اور مسلمانوں میں دنیا میں  
ہی فیصلہ ہو جاتا کہ ان کو نہیں عذاب ہوتا۔

اور بیشک کافروں کے لئے عذاب دردناک  
ہے۔

(۲۰) مَنْ كَانَ يُرِيدُ بِعَبَلِهِ  
حَرْثَ الْآخِرَةِ أَى كَسَبَهَا  
وَهُوَ الثَّوَابُ نَزَدَلَهُ فِي  
حَرْثِهِ بِالتَّضْعِيفِ فِيهِ الْحَسَنَةُ  
إِلَى عَشْرَةٍ وَأَكْثَرُ وَمَنْ  
كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا  
ثَوَابَهُ مِنْهَا لَا يَزِيدُ فِي  
مَا قَسَمَ لَهُ وَمَالَهُ فِي  
الْآخِرَةِ مِنْ تَصِيبٍ ○  
(۲۱) أَمْ بَدَلَهُمْ بِكُفْرِهِمْ مَكَّةَ  
شُرَكَاءَهُمْ شَيْاطِينَهُمْ  
شَرَعُوا أَى الشَّرَكَاءُ  
لَهُمْ لِنُكْفَارِهِمْ مِنَ الدِّينِ  
الْفَاسِدِ مَا لَمْ يَأْتِ  
بِهِ اللَّهُ كَالشِّرْكَ وَإِنكَارِ  
الْبَعْثِ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ  
الْفَصْلِ أَى الْقَضَاءِ  
السَّابِقِ بِأَنَّ الْحُزْنَ  
فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَقَضَى  
بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ  
بِالتَّعْذِيبِ لَهُمْ فِي  
الدُّنْيَا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ  
الْكَافِرِينَ لَهُمْ  
عَذَابٌ أَلِيمٌ ○  
مَوْئِيهِ

## تشریح

(۲۰) اظہر کے لطف عام میں اصولی فرق | اللہ تعالیٰ کا عام لطف تمام بندوں کے لئے ہے۔ چاہے وہ فرماں بردار  
ہوں یا نافرمان۔ لیکن رزق رسانی میں فرق ہے کسی کو زیادہ دیا جاتا ہے کسی کو کم۔ اور یہ فسرقات اعمال  
کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کی حکمت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس کو کیسا دیا جائے اور کتنا  
دیا جائے۔ اس فیضان عام کے علاوہ ایک اصولی فرق بھی ہے۔ اور یہ فرق بہت اہم ہے۔  
○ اصولی فرق یہ ہے کہ ایک بندہ حصول رزق کے لئے جدوجہد کرتا ہے مگر اس کا مقصد دنیا نہیں بلکہ آخرت

ہوتی ہے۔ جو شخص آخرت کو مقصد بنا کر جدوجہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کا حصہ وافر ہوگا۔ اور اس کی جدوجہد میں ایسی خیر و برکت ہوگی کہ دنیا میں اس کی تھوڑی سی نیکی آخرت میں دس گنی یا اس سے بہت زیادہ بڑھادی جاتی ہے۔ یہ تو وہ شخص ہے جو آخرت کو مقصد بنا کر دنیا میں جدوجہد کر رہا ہے اور اس کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ سے حصہ مل رہا ہے۔

اب ایک دوسرا شخص ہے جو دنیا ہی کو مقصد بنا کر حصولِ رزق کی کوشش کر رہا ہے اس کی جدوجہد کا حاصل دنیا اور بس دنیا ہے۔ ایسے شخص کو اس کی محنت اور قسمت کے مطابق کچھ نہ کچھ حصہ دنیا میں مل جاتا ہے مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا کہ

عَجَلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِبَنِّ سَرِيْدٍ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ  
جَهَنَّمَ ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۵)

(جو کوئی اس دنیا میں جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہش مند ہوا سے ہم ہمیں دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں پھر اس کے مقسوم میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔)

یعنی جو شخص اپنی کوششوں کا مقصد صرف دنیا اور اس کی کامیابیوں اور خوشحالیوں کو ہی بناتا ہے اُسے جو کچھ ملے گا بس دنیا میں مل جائے گا آخرت میں وہ کچھ نہیں پاسکتا۔ مزید برآں دنیا پرستی اور آخرت کی جوابدہی اور ذمے داری سے بے پروائی اس کے طرز عمل کو بنیادی طور پر ایسا غلط کر کے رکھ دے گی کہ آخرت میں وہ الٹا جہنم کا مستحق ہوگا۔ یہ اصولی فرق ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم رزق اور اس کی بخشش عطا میں کارفرما ہے۔ بے شک اس کا فیضان سب کے لئے ہے مگر اس کی رضا اسی کو ملے گی جو اس کی رضا حاصل کرنا چاہے گا۔ ”فیضانِ محبتِ عام سہی عرفانِ محبتِ عام نہیں۔“

۲۱) الہی قانون کے مقابلے میں انسانی قانون اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا دین جو اس نے اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے بھیجا ہے دین حق ایک مکمل نظامِ شریعت اور دستورِ زندگی ہے جس میں عقائد، عبادات، معاشرت، معیشت، سیاست، زندگی کے تمام امور اس دین میں داخل ہیں اور ہر چیز کے بارے میں مکمل ہدایات موجود ہیں۔ اللہ کے اس قانون کے مقابلے میں اگر کوئی انسانی قانون کو لاتا ہے تو وہ اللہ کے احکام میں دوسروں کو شریک کرتا ہے۔ جس کو اصطلاح میں ”شُرک فی الحکم“ کہا جاتا ہے۔ حکم میں شُرک بھی اسی طرح کا شُرک ہے جیسے عبادت میں اللہ کے سوا دوسروں کو سا بھی اور شریک بنانا۔

انسانوں کے سکھائے ہوئے عقائد اور نظریات اور فلسفے انسانوں کے پیش کئے ہوئے اصول ان کی تہذیب و ثقافت انسانوں کے مقرر کئے ہوئے قوانین اپنی شخصی زندگی میں اپنی معاشرت اور تمدن میں اپنے کاروبار اور لین دین میں اپنی عدالتوں اور سیاست و حکومت میں جاری کرنا گویا اللہ کی شریعت کے مقابلے میں انسانی شریعت کو جاری کرنا اور اختیار کرنا ہے جس کی اللہ کی طرف سے کوئی سند اور اجازت نہیں ہے۔ یہ اللہ کے مقابلے میں اتنی بڑی جرات ہے کہ اگر اللہ نے اپنی حکمت کے مطابق فیصلہ قیامت پر نہ اٹھا رکھا ہوتا کہ جس نے اللہ کی زمین پر اللہ کا بندہ ہوتے ہوئے اللہ کے دین کو چھوڑ کر دوسروں کے بنائے ہوئے دین کو قبول کیا تو دنیا ہی میں ان کا فیصلہ کر دیا جاتا۔ ایسے ظالموں کے لئے آخرت کا دردناک عذاب تو ہے ہی۔ دنیا میں بھی ان کی سزا یہ ہے کہ وہ اپنی متاعِ گراں مایہ کو چھوڑ کر دوسروں کے جھوٹے کے پیچھے پھرنے کے بدلے میں دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور انہیں کبھی عزت کا مقام نہ مل سکے گا۔ جیسا کہ آج دنیا میں ہو رہا ہے کہ مسلم تارکِ قرآن ہو کر دنیا میں رُسوا ہو رہے ہیں۔

تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ

تَرَى	الظَّالِمِينَ	مُشْفِقِينَ	مِمَّا كَسَبُوا + وَهُوَ	وَاقِعٌ بِهِمْ
تم دیکھو گے	ظالموں	ڈرتے ہوں گے	اس سے جو انھوں نے کمایا (اعمال) اور وہ	واقع ہو والا ان پر

تم ظالموں کو دیکھو گے وہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈرتے ہوں گے اور وہ ان پر واقع ہونے والا ہے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضٍ

وَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	فِي رَوْضٍ
اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	میں باغات

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے، وہ جنتوں کے باغات میں ہوں

الْجَنَّةِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ

الْجَنَّةِ	لَهُمْ	مَا يَشَاءُونَ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	ذَلِكَ	هُوَ
جنتوں	ان کے لئے	جو وہ چاہیں گے	ان کے رب کے ہاں	یہ	وہ - یہی

گے، وہ جو چاہیں گے ان کے رب کے ہاں (ملے گا) - یہی ہے

الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾ ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ

الْفَضْلُ	الْكَبِيرُ	ذَلِكَ	الَّذِي	يُبَشِّرُ اللَّهُ	عِبَادَهُ
فضل	بڑا	یہی	وہ جس	الشریحات دیتا ہے	اپنے بندے

بڑا فضل - یہی ہے وہ جس کی شر اپنے بندوں کو بشارت دیتا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَأَسْأَلَنَّكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا

الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	قُلْ	لَأَسْأَلَنَّكُمْ	عَلَيْهِ	أَجْرًا
وہ جو ایمان لائے	اور انھوں نے اچھے عمل کئے	فرمادیں	میں تم سے نہیں مانگا	اس پر	کوئی اجر		

جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے۔ آپ فرمادیں میں تم سے قربت کی

إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ

إِلَّا	الْمَوَدَّةَ	فِي الْقُرْبَىٰ	وَمَنْ	يَقْتَرِفْ	حَسَنَةً	نَّزِدْ
سوائے	محبت	قربت داری میں - کی	اور جو	کمائے گا	کوئی نیکی	بڑھائے گا

محبت کے ہوا اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اور جو شخص کوئی نیکی کمائے گا (کرے گا)

## لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ (۲۳)

لَهُ	فِيهَا	حُسْنًا	إِنَّ	اللَّهَ	غَفُورٌ	شَكُورٌ
اس کے لئے	اس میں	خوبی	بیشک	اللہ	بخشنے والا	قدر دان

ہم اس کے لئے اس میں خوبی بڑھا دیں گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا قدر دان ہے۔

(۲۲) اے محمدؐ تو قیامت کے دن ظالموں کو دیکھے گا کہ وہ ڈرتے ہوئے ہوں گے اپنے گناہوں سے جو انہوں نے دنیا میں کئے کہ اب ہم کو ان کا عوض دیا جائے گا اور ان کو قیامت میں ضرور سزا ہونے والی ہے اور ان کے عملوں کا بدلہ ان کو ملنے والا ہے۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جنت کے عمدہ باغوں میں ہوں گے جو بہ نسبت ان سے کتر مرتبہ والوں کے زیادہ صاف اور ستمرے ہوں گے۔ ان کے واسطے وہ ہے جو وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس۔ یہ بڑی بزرگی ہے۔

(۲۳) یہ وہ ثواب ہے جس کی خوش خبری اللہ نے اپنے بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔

اے محمدؐ کہہ دے کہ میں تم سے احکام الہی پہنچانے پر مزدوی نہیں مانگتا لیکن میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں سے محبت کرو جو تمہارے بھی رشتہ دار ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ کی ہر بطن قریش سے رشتہ داری تھی۔

اور جو کوئی نیکی حاصل کرتا ہے اس کو ہم دوچند

(۲۲) تَرَى الظَّالِمِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
مُشْفِقِينَ خَائِفِينَ مِمَّا كَسَبُوا  
فِي الدُّنْيَا مِنَ الشَّيْءِ  
أَنْ يُجَاوِزُوا عَلَيْهَا وَهُوَ  
أَيُّ الْجَزَاءِ عَلَيْهَا وَأَوْفَى  
بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِمَخَالَةٍ  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الطَّالِحَاتِ فِي سَرَّوَضَاتِ  
الْجَنَّةِ أَتْرَهَابًا بِالنِّسْبَةِ  
إِلَى مَنْ دُونِهِمْ لَهُمْ  
مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ○

(۲۳) ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ  
اللَّهُ مِنَ الْبَشَارَةِ مُخْفَقًا  
وَمُثْمَلًا بِهِ عِبَادَةَ الَّذِينَ  
آمَنُوا وَعَمِلُوا الطَّالِحَاتِ  
فَمَنْ لَكُمْ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ  
أَيُّ عَلَى تَبْلِيغِ الرِّسَالَةِ  
أَجْرًا إِلَّا التَّوَدُّعَ فِي  
الْمَتْرُوفِ اسْتِثْنَاءً مُنْقَطِعًا  
أَيُّ لَكُمْ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا  
فَرَأَيْتُمْ أَيُّ الْقُرْبَىٰ قَرَابَتِكُمْ  
أَيْضًا فَنَاتِ لَهُ فِي كُلِّ  
بَطْنٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَرَابَةٌ  
وَمَنْ يَفْقَرُ فَهُوَ بَكَتَابِ

حَسَنَةً طَاعَةً تَكْرِيْلًا فِيهَا  
حُسْنًا يَتَضَعُ فِيهَا اِنَّ اللّٰهَ  
عَلِيمٌ لِّذُنُوْبٍ شَكُوْرٍ  
لِّلْقَلِيْلِ فَيُضَاعِفُهٗ

کرتے ہیں۔  
بے شکر اللہ گناہوں کا بخشنے والا تھوڑی بندگی کو  
بھی قبول کر کے زیادہ کر دیتا ہے۔

### تشریح

(۲۲) آخرت میں نافرمانوں کو سزائیں اور فرماں برداروں کو عنایتیں | آج یہ نافرمان اور گناہوں پر جری ظالم لوگ دنیا میں بے فکر ہوں مگر  
قیامت کے روز ان کا حال یہ ہوگا کہ اپنے کئے کے انجام سے ڈر رہے ہوں گے اور جس چیز سے وہ ڈر رہے ہوں گے  
وہ ہو کر رہے گی رہائی کی کوئی سبیل نہ ہوگی۔

اس کے مقابلے میں اللہ کے فرماں بردار بندے جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی  
راحتیں حاصل ہوں گی، پروردگار کا قرب حاصل ہوگا۔ اور یہ سب سے بڑا افضل ہے۔ دنیا کے عیش اور یہاں کی  
راحتیں اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

(۲۳) میں تم سے کسی اجر کا طلب گار نہیں مگر ظلم سے تو باز رہو | اللہ تعالیٰ نے نیک عمل کرنے والوں کو جو جنت کی بشارت دی  
ہے وہ لامحالہ واقع ہو کر رہے گی۔ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے وہ یقیناً اس بشارت کے  
مستحق ہیں۔ اے پیغمبران سے یہ بھی کہہ دو کہ میں قرآن جیسی دولت اللہ کی طرف سے تمہیں پہنچا رہا ہوں نہیں ابدی نجات  
اور فلاح کا راستہ بتا رہا ہوں۔ تمہیں ایمان لانے اور نیک عمل کرنے پر جنت کی خوش خبری سننا رہا ہوں۔ میرا یہ کام محض  
اللہ کے لئے ہے میں اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر ایک بات چاہتا ہوں کہ تم میری بات  
مانو یا نہ مانو، اس دین کو قبول کرو یا نہ کرو، میری تائید یا حمایت کرو یا نہ کرو لیکن کم از کم رشتہ داری کا خیال کر کے  
ظلم کرنے اور تکلیف دینے سے تو باز رہو اور مجھے اتنی آزادی تو دو کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا  
رہوں کیا رشتہ داری کے ناطے میں اس کا بھی مستحق نہیں ہوں؟

میں بے شک تم سے اس کام کا کوئی اجر نہیں چاہتا مگر میری یہ خواہش ہے کہ تم صبح راستہ اختیار کرو اور تم میں سے  
رب کے قرب کی چاہت پیدا ہو جائے جیسا کہ سورہ فرقان میں ارشاد ہوا ہے۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ اَلَا مَنْ شَاءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلَىٰ سَبِيْلًا. (فرقان آیت ۳۵)

(ان سے کہہ دو کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میری اجرت بس یہی ہے کہ جس کی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے۔)  
یعنی یہ آزادی ہونی چاہئے کہ جو رب کے راستے پر چلنا چاہے اس پر ظلم نہ ہو اس کے ساتھ دشمنی نہ ہو وہ آزادی  
کے ساتھ جو راستہ اختیار کرنا چاہے کر سکے۔ یہ کیا ستم ہے کہ تم خود بھی حق کو قبول نہیں کرتے، مجھے بھی حق کی بات  
پہنچانے نہیں دیتے اور قبول کرنے والوں کو قبول کرنے نہیں دیتے۔ جو کوئی بھلائی کماے گا اللہ تم اس  
کی بھلائی میں اضافہ کریں گے کیونکہ جب کوئی انسان بھلائی کا اور نیکی کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا  
کی بھلائی کو بڑھاتا ہے آخرت میں اجر و ثواب کے اعتبار سے، اور دنیا میں اس کو نیک خوئی عطا فرما کر اس  
کی لغزشوں کو معاف فرماتا ہے۔ اللہ کے یہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ  
نیک عمل کی قدر فرماتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں بے شک وہ بڑے درگزر کرنے والے  
اور دردمندان ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَأْ

أَمْ	يَقُولُونَ	افْتَرَىٰ	عَلَى اللَّهِ	كَذِبًا	فَإِنْ	يَشَأْ
کیا	وہ کہتے ہیں	اس نے باندھا	اللہ پر	جھوٹ	سو اگر	چاہتا
کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر باندھا ہے جھوٹ۔ سو اگر اللہ چاہتا						

اللَّهُ يَخْتَمُ عَلَىٰ قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ

اللَّهُ	يَخْتَمُ	عَلَى	قَلْبِكَ	وَيَمْحُ	اللَّهُ	الْبَاطِلَ
اللہ	وہ مہر لگا دیتا	پر	تہمارے دل	اور مٹاتا ہے	اللہ	باطل
تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا۔ اور اللہ باطل کو مٹاتا ہے۔						

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

وَيُحِقُّ	الْحَقَّ	بِكَلِمَاتِهِ	إِنَّهُ	عَلِيمٌ	بِذَاتِ
اور ثابت کرتا ہے	حق	اپنے کلمات سے	بے شک وہ	جاننے والا	دلوں کی
اور حق کو ثابت کرتا ہے اپنے کلمات سے بے شک وہ دلوں کی باتوں کو					

الضُّدِّ ۱۳۴ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ

الضُّدِّ	۱۳۴	وَهُوَ	الَّذِي	يَقْبَلُ	التَّوْبَةَ	عَنْ	عِبَادِهِ
باتوں کو		اور وہی	جو قبول فرماتا ہے	توبہ	اپنے بندوں سے		
جاننے والا ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔							

وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۱۳۵

وَيَعْفُو	عَنِ	السَّيِّئَاتِ	وَيَعْلَمُ	مَا	تَفْعَلُونَ
اور معاف کر دیتا ہے	سے۔	برائیاں	اور جانتا ہے وہ	جو تم کرتے ہو۔	
اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔					

۱۳۴) بلکہ وہ کہتے ہیں کہ محمد نے اللہ پر جھوٹ باندھا کہ قرآن کو حق تم کی طرف نسبت کیا۔ پس اگر اللہ چاہے میرے دل کو مضبوط کر دے صبر کرنے کے ساتھ ان کی ایذا رسانی پر ساتھ اس قسم کی باتوں کے جو وہ تجھ کو کہتے ہیں اور بیشک اللہ نے ایسا ہی کیا کہ آپ کو صبر دیا اور اللہ مٹاتا ہے باطل کو جو وہ کہتے ہیں اور ثابت کرتا ہے امر حق اپنے کلام سے جو اپنے پیغمبر پر اتار

۱۳۴) أَمْ بَلْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا بِسَبِّهِ الْقُرْآنَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ فَإِنْ يَشَأْ اللَّهُ يَخْتَمُ بِرَبِّطٍ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِالضَّرْبِ عَلَىٰ أَذَاهُمْ بِهَذَا الْقَوْلِ وَغَيْرِهِ وَقَدْ فَعَلَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ الَّذِي قَالَ لَهُ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ الْمُنزَلَةِ عَلَىٰ نَبِيِّهِ إِنَّهُ



ویک وہ جانتا ہے دلوں کی باتوں کو  
 (۲۵) اور وہی قبول فرماتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور مٹاتا ہے  
 ہے گناہوں کو جن سے بندے توبہ کریں اور جانتا ہے جو  
 کچھ نہ کرتے ہیں۔

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۲۵﴾ بِمَا فِي الصُّدُورِ  
 وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ  
 مِنْهُمْ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ الْمُنَابِ  
 عَنْهَا وَيُعَلِّمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۲۶﴾  
 بِالنَّيَّاءِ وَالنَّيَّاءِ

## تشریح

(۲۳) اشر پر جھوٹا بہتان گھڑنے کا الزام اور وہ بھی محمد جیسی شخصیت پر اکیا یہ لوگ جو حق کا انکار کرتے ہیں اور دین کی مخالفت پر تلے ہوئے  
 ہیں اس قدر جری بے باک اور نڈر ہو چکے ہیں کہ محمد جیسی شخصیت پر اشر پر جھوٹا بہتان گھڑنے کا الزام لگاتے ہیں کہ محمد نے یہ قرآن  
 خود لکھ کر جھوٹا بوٹ اشر کی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ انھوں نے تمہیں بھی اپنے جیسا سمجھ لیا ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ وہی بولا  
 کرتے ہیں جن کو ذرا بھی خوف خدا نہ ہو ان کے دل سیاہ ہو چکے ہوں اور دلوں پر مہر لگ گئی ہو۔ اشر کی عنایت ہے کہ اس نے  
 تمہارے دل پر وہ مہر نہیں لگائی ورنہ یہ وحی کا سلسلہ بند ہو جاتا بلکہ پہلا دیا ہوا بھی چھین لیا جاتا جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل میں  
 ارشاد ہوا ہے کہ۔ وَكُنْ مِنْ شَيْئِنَا لَنْبُدْهُنَّ بِالنَّارِ أَوْ حَيْثُ كَانَ الْيَتْلُ شِعْرًا لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا  
 وَكِيلًا ﴿۲۴﴾ اِنْ فَضَّلْنَا كَانَ عَلَيْنَا كَيْدًا رَاهِ (بنی اسرائیل رکوع ۱۷ آیت ۷۷)۔  
 (اور اے نبی اگر تم چاہیں تو وہ سب کچھ تم سے چھین لیں جو تم نے وحی کے ذریعہ تم کو عطا کیا ہے پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی  
 حمایتی نہ پاؤ گے جو اسے واپس دلا سکے یہ تو جو کچھ تمہیں ملا ہے تمہارے رب کی رحمت بلا ہے حقیقت یہ کہ تم پر فضل بہت بڑا ہے۔)  
 یعنی یہ کلام پیغمبر نے نہیں گھڑا ہے بلکہ تم نے عطا کیا ہے اور اگر تم اسے چھین لیں تو نہ پیغمبر کی طاقت ہے کہ ایسا کلام لائے  
 اور نہ کوئی دوسری طاقت ایسی ہے جو اس کو معجزانہ کتاب پیش کرنے کے قابل بنا سکے۔

اے پیغمبر آپ ان جھوٹے الزامات کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام کرتے رہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہ سارا جھوٹا غبار  
 کی طرح اڑ جائے گا اور جس چیز کو آپ پیش کر رہے ہیں اس کا حق ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ اشر تعالیٰ کا طریقہ یہی ہے کہ وہ  
 باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے فرمانوں سے حق کر دکھاتا ہے۔ یہ الزامات جو آپ پر لگائے جا رہے ہیں اور یہ کوشش  
 جو آپ کے خلاف ہو رہی ہے اس کے پیچھے کیا غرض اور نیت کام کر رہی ہے اسے ہم خوب جانتے ہیں کیوں کہ اشر  
 تعالیٰ سینوں کے چھپے ہوئے راز بھی جانتا ہے۔

(۲۵) بندوں کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ہے اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔

نبی کا کام تو یہ ہے کہ وہ اشر کا پیغام اشر کے بندوں تک پہنچاتا ہے۔ اب کوئی نبی کو سچا سمجھے یا سچا نہ سمجھے۔  
 اصل میں تو نبی خدا کا نمائندہ ہے۔ اور بندوں کا اصل معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہر  
 بندے کے ساتھ اشر کا معاملہ اس کے حال اور استعداد کے مطابق ہوتا ہے وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول  
 فرماتا ہے اور باوجود سب جاننے کے کتنی برائیوں سے درگزر کرتا ہے۔ مگر توبہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے گناہ  
 پر شرمندہ ہو۔ اشر سے معافی مانگے اور اشر کو راضی کرنے کے لئے اس سے مغفرت کا طلب گار ہو۔ جہاں تلافی ملتی  
 ہو تلافی کرے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے اپنے دامن سے گناہوں کے دھبے دور کرے۔ جو کوئی  
 دل سے توبہ کرتا ہے اشر اس کی توبہ ضرور قبول فرماتا ہے۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ

وَيَسْتَجِيبُ	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	وَيَزِيدُهُمْ
اور قبول کرتا ہے	وہ جو	ایمان لائے	اور انھوں نے عمل کئے	اچھے	اور ان کو زیادہ دیتا ہے

اور وہ (ان کی دعائیں) قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے، اور ان کو اپنے فضل

مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿۲۶﴾

مِنْ فَضْلِهِ	وَالْكَافِرُونَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	شَدِيدٌ
اپنے فضل سے	اور کافروں	ان کے لئے	عذاب	بڑا

اور زیادہ دیتا ہے، اور کافروں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ

وَلَوْ	بَسَطَ	اللَّهُ	الرِّزْقَ	لِعِبَادِهِ	لَبَغَوْا	فِي	الْأَرْضِ
اور اگر	کثادہ کر دیتا	اللہ	رزق	اپنے بندوں کے لئے	تو وہ سرکشی کرتے	زمین	میں

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کثادہ کر دیتا، تو وہ زمین میں سرکشی کرتے۔

وَلَكِنْ يَنْزِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۗ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ

وَلَكِنْ	يَنْزِلُ	بِقَدَرٍ	مَّا يَشَاءُ	إِنَّهُ	بِعِبَادِهِ
لیکن	وہ اتارتا ہے	اندازے سے	جس قدر وہ چاہتا ہے	بیشک وہ	اپنے بندوں

لیکن وہ اندازے سے جس قدر چاہتا ہے اتارتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں کی (مضرورتوں سے)

خَيْرٌ بَصِيرٌ ﴿۲۷﴾

خَيْرٌ	بَصِيرٌ
باخبر	دیکھنے والا

باخبر ہے دیکھنے والا ہے۔

﴿۲۶﴾ اور دیتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے جو کچھ وہ مانگتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دیتا ہے۔ اور کافروں کے واسطے سخت عذاب ہے۔

﴿۲۷﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ○

(۲۷) اور اگر فراخ کرے اللہ روزی اپنے تمام بندوں کے لئے تو وہ سب سرکش ہو جائیں اور فساد کریں زمین میں و لیکن وہ اتارنا ہے روزی جس قدر چاہتا ہے

پس فراخ کرتا ہے اس کو بعض بندوں پر، نہ کہ بعض پر اور جن پر فراخ کرتا ہے انہیں میں سرکشی ظاہر ہوتی ہے بے شبہ اللہ اپنے بندوں کے حال کو جانتا ہے ان کے کاموں کو دیکھتا ہے۔

(۲۷) وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ جَمِيعَهُمْ لَتَبَعُوا جَمِيعَهُمْ أَهْلِي طَعْوَانِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِالْخُفْيَةِ وَضِدًّا مِنَ الْأَرْضِ أَقْبَعًا مِمَّا يَشَاءُ فَيَبْسُطُ بِالْبَعْضِ عِبَادَهُ دُونَ بَعْضٍ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ○

## تشریح

(۲۷) نیک بندوں کو اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرتا ہے | اللہ تعالیٰ جہاں اپنے بندوں کی معافی قبول فرماتے ہیں وہاں وہ ایمان دار اور نیک بندے جو اس کی فرماں برداری کرتے ہیں وہ ان کی دعائیں سنتا ہے ان کی نیکیاں قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے جتنا وہ اجر و ثواب کے مستحق ہیں اس سے کہیں زیادہ عطا فرماتا ہے۔ رہے وہ منکر جن کو حق دم تک توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ان کے لئے دردناک سزا ہے کیوں کہ نہ انہیں اپنی برائی کا احساس ہے نہ اس پر شرمندہ ہیں نہ اس سے باز آ رہے ہیں نہ توبہ کر رہے ہیں تو ایسے سرکشوں کو سزا ملے گی تو کیا ملے گا۔ ؟

(۲۷) خوش حالی عام نہ کرنے میں بھی اللہ کی بڑی حکمت ہے | زندگی کے وسائل اور ضروریات اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اس زمین میں مہیا کی ہیں اس کے خزانے میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو اپنے تمام بندوں کو خوش حال بنا سکتا ہے لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایک کو ناپ تول کر دیا جائے۔ بے اندازہ روزی دے کر مال داری کو عام نہ کیا جائے۔ ہوتا یہی ہے کہ عام طور پر مال و دولت کی زیادتی انسان میں عجب اور سرکشی پیدا کر دیتی ہے اور مال و دولت کی حرص بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جتنا آتا ہے اس سے زیادہ کے طلب گار رہتے ہیں۔ نہ وہ اللہ کے سامنے بھکتے ہیں اور نہ اللہ کے بندوں کو خاطر میں لاتے ہیں۔

مکے کے کچھ لوگ جو دوسرے عربوں کی بہ نسبت خوش حال تھے اگرچہ ان کی خوش حالی روم اور ایران کی ترقی یافتہ اور خوش حال قوموں کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی تھی مگر دوسرے عربوں کی بہ نسبت جو خرد مال و دولت اور بڑائی نصیب بھی اس نے ان کو اتنا مغرور بنا دیا تھا کہ قبیلوں کے سردار اس بات میں اپنی توبہ نہیں سمجھتے تھے کہ حضرت محمد کی پیشوائی کو قبول کریں اس لئے لوگوں کی اخلاقی تربیت اور ان کو ایک حد میں رکھنے کے لئے اللہ کی حکمت یہ ہے کہ ہر شخص کو مالدار نہ بنایا جائے اور ہر ایک کو اس کی استعداد اور حالات کی رعایت سے جانچ تول کر دیا جائے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کس کے لئے کیا صورت مناسب ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا ہے کہ اگر اللہ اپنے سب بندوں کو کھلا رزق دے دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کا طوفان برپا کر دیتے۔ مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے نازل کرتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا عام دستور یہی ہے جو اوپر بیان ہوا یہ اور بات ہے کہ کسی وقت معاشرہ اتنا اخلاقی اعتبار سے بلند ہو جائے کہ عام خوش حالی کے باوجود سرکشی کی نوبت نہ آئے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَ

وَهُوَ	الَّذِي	يُنَزِّلُ	الْغَيْثَ	مِنْ	بَعْدِ	مَا	قَنَطُوا	وَ
اور وہی	وہ جو	نازل فرماتا ہے	بارش	بعد	جب مایوس ہو گئے	اور	اور	

اس کے بعد جب وہ ناامید ہو گئے تو وہی ہے جو بارش نازل فرماتا ہے۔ اور اپنی

بِنَشْرٍ رَحْمَتَهُ ۗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾

بِنَشْرٍ	رَحْمَتَهُ	وَهُوَ	الْوَلِيُّ	الْحَمِيدُ
بھیلاتا ہے	اپنی رحمت	اور وہی	کار ساز	ستودہ صفات

رحمت بھیلاتا ہے اور وہی ہے کار ساز ستودہ صفات

﴿٢٨﴾ اور وہی ہے جو بھیجتا ہے بارش بعد اس کے کہ وہ اس کے آنے سے ناامید ہوتے ہیں اور بھیلاتا ہے اپنی رحمت یعنی بارش اور وہ احسان کرنے والا ہے مومنین پر حمد کیا گیا ہے نزدیک ان کے۔

﴿٢٨﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ الْمَطْرَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا اِيَسْئُوا مِنْ سُزُولِهِ وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهُ يَنْسَطُ مَطْرَةٌ وَ هُوَ الْوَلِيُّ الْمُحْسِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ الْحَمِيدُ ۝ الْخَيْرُ دُعَاؤُكُمْ هُمْ

### تشریح

﴿٢٨﴾ بندوں کا ولی اور کار ساز اللہ ہی ہے | اپنی پیدا کردہ ساری مخلوق کے معاملات کا ولی اور کار ساز اللہ ہے جس نے ذمہ داری لے رکھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حاجتوں کو اور ضرورتوں کو پورا کرے گا سب کام اسی کے اختیار میں ہیں جو کچھ وہ کرتا ہے عین حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ جب لوگ ظاہری حالات پر نظر کر کے بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اس وقت اللہ رحمت کی بارش نازل فرماتا ہے اور اپنی مہربانی کے آثار اور اس کی برکتیں چاروں طرف پھیلا دیتا ہے تاکہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ جس طرح رزق اللہ کے قبضے میں ہے رزق کے اسباب بھی اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور قسم کی کار سازی اور اعانت و مدد اللہ کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا مومن کا شیوہ نہیں ہے مگر کبھی کبھی اسباب کا سلسلہ مومن کی نظر میں یا اس انجیز ہو سکتا ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں ارشاد ہوا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْسُّوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا (رکوع ۱۱ آیت ۸)

(جب وہ یوسف سے مایوس ہو گئے تو ایک گونچے میں جا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔)

اسی سورت کی آیت ۱۱ میں ہے۔

حَتَّىٰ اِذَا اسْتَيْسُّوا الرَّسُولَ (رکوع ۱۱)

(یہاں تک کہ پیغمبر جب لوگوں سے مایوس ہو گئے۔)

یہ مایوسی سلسلہ اسباب سے ہے نہ کہ اللہ کی رحمت اور قدرت سے۔ بہر حال مخلوق کا کار ساز اور حاجت روا وہی ہے اور قابل حمد و ستائش بھی وہی ہے کہ اگر کسی میں کوئی خوبی و کمال ہے تو اس کی عطا کردہ ہے اس کا ذاتی کمال نہیں ہے اگر دنیا میں کوئی کسی حیثیت سے کسی کے کام آجاتا ہے تو یہ بھی اللہ کی قدرت سے ہے کہ اس نے اس کو اس قابل بنا دیا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

وَمِنْ	آيَاتِهِ	خَلْقُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَمَا بَيْنَهُمَا
اور سے	اس کی نشانیاں	پیدا کرنا	آسمانوں	اور زمین	اور جو اس نے ان

اور اس کی نشانوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا، اور جو اس نے ان

فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ

فِيهِمَا	مِنْ + دَابَّةٍ	وَهُوَ	عَلَىٰ + جَمْعِهِمْ	إِذَا	يَشَاءُ
ان کے درمیان	جو پائے	اور وہ	ان کے جمع کرنے پر	جب	وہ چاہے

کے درمیان جو پائے پھیلائے، اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قدرت

قَدِيرٌ ۚ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ

قَدِيرٌ	وَمَا أَصَابَكُمْ	مِنْ مُصِيبَةٍ	فَمَا كَسَبَتْ
قدر رکھنے والا	اور جو پہنچی تمہیں	کوئی مصیبت	تو اس کے سبب کیا

رکھتا ہے اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کے سبب (پہنچی) جو تمہارے

أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۚ

أَيْدِيكُمْ	وَيَعْفُوا	عَنْ	كَثِيرٍ
تمہارے ہاتھوں	اور وہ معاف فرمادیتا ہے	سے	بہت

ہاتھوں نے کیا یا (کیا) اور وہ بہت سے (گناہ) معاف (ہی) کر دیتا ہے۔

۲۹ اور اس کی قدرت کی بڑی نشانوں میں سے ہے آسمانوں

اور زمین کا بنانا اور پیدا کرنا اور پھیلا نا ان چیزوں کا جو زمین پر چلتے ہیں آدمی اور دیگر حیوانات۔

اور انسان کے اکٹھا کرنے پر حشر کے لئے جب چاہے قادر ہے۔ (مجموعہ میں ضمیر ذوی العقول کی لائی گئی اور مراد ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب ہیں بوجہ غلبہ دینے ذوی العقول کے غیر ذوی العقول پر۔

۲۹ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضِ وَخَلْقُ مَا

بَيْنَهُمَا وَنَشْرُفِهِمَا مِنْ

دَابَّةٍ ۖ هِيَ مِنَ النَّاسِ

عَلَى الْأَرْضِ مِنْ النَّاسِ

وَعَايِرِهِمْ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ

لِلْكَثْرِ إِذَا يَشَاءُ ۚ قَدِيرٌ ۚ

فِي الضَّمِيرِ تَغْلِبُ الْعَاقِلِ

عَلَى غَيْرِهِ ۚ

۳۰ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ بَلِيَّةٍ وَشِدَّةٍ فَسَمَا كَسَبَتْ إِيْدِيكُمْ أَيْ كَسَبْتُمْ مِنَ الذُّنُوبِ وَعَنْزَبَ بِالْإِيْدِي لِأَنَّ الْكُتْرَ الْأَفْعَالِ تَنَادُلٌ بِهَا وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ مِنْهَا فَكَلَّا مُجَازِي عَلَيْهِ وَهُوَ تَعَالَى أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُثَنَّى الْجَزَاءُ فِي الْأَخْرَةِ وَأَمَّا عَيْرُ السُّدَانِ يَتَيْنُ فَمَا يُصِيبُهُمْ فِي الدُّنْيَا لَوْ فِجَ دَرَجَاتِهِمْ فِي الْأَخْرَةِ

## تشریح

۳۰ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ قَبِيْهَا كَسَبَتْ إِيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ اور اسے ایمان والوں کو کچھ تم کو مصیبت اور سختی پیش آتی ہے یہ بسبب تمہارے انہوں کی کمائی کے ہے یعنی بسبب گناہوں کے جو تم نے کئے (انسان کے تمام گناہوں کو ہاتھ کی کمائی فرمایا حالانکہ بعض افعال ہاتھوں سے نہیں ہوتے اس لئے اکثر کام ہاتھوں سے ہی ہوتے ہیں۔) اور عطا فرماتا ہے اللہ ان گناہوں میں سے بہت کہ ان پر سزا نہیں دیتا اور حق تو ہم بزرگ تر ہے اس کے جس گناہ پر دنیا میں مصیبت اور سختی پیش آئی ہے آخرت میں دوبارہ مواخذہ کرے اور باقی وہ لوگ جو گناہ نہیں کرتے ان کو جو

۳۹ ہر مخلوق اللہ کی گرفت میں ہے | اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو رزق پہنچاتے ہیں اور رزق کے اسباب بارش وغیرہ کا ہونا یہ بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ اس نے اپنی مخلوقات جو زمین اور آسمان میں پھیلا رکھی ہیں ان سب کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے وہ جس طرح اپنی مخلوق کو پھیلانے پر قادر ہے اسی طرح جب چاہے ان کو جمع کرنے پر بھی قادر ہے وہ قیامت کے دن سب کو اکٹھا کر لے گا اور اولین و آخرین کی تمام مخلوقات کو جس طرح بکھیرا تھا پھر جمع کر لے گا۔

۳۰ نعمتوں کی طرح مصیبتوں میں بھی حکمت کا پہلو ہوتا ہے | اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف سے بہت ساری کوتاہیوں اور خطاؤں کو درگزر فرماتے رہتے ہیں اگر ہر جرم پر گرفت ہوتی اور ہر گناہ کی سزا لازماً دی جاتی اور اسی دنیا میں دی جاتی تو زمین پر کوئی متنفس باقی نہ رہتا مگر کیوں کہ اللہ کو اپنی یہ دنیا آباد رکھنی ہے اس لئے بہت سارے گناہوں کو درگزر فرماتے رہتے ہیں اور اس دنیا میں ان پر پکڑ نہیں ہوتی۔

جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں ایک خاص اندازے کے مطابق اوقات اور احوال کی رعایت کرتے ہوئے عطا فرماتے ہیں اسی طرح مصیبتوں کا نزول بھی خاص حکمتوں اور اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً مصیبتیں کبھی خبردار کرنے کے لئے ہوتی ہیں، کبھی خود اپنے بُرے اعمال کی بدولت ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ غفلت دور کر کے توبہ کا موقع دینا چاہتے ہیں۔ کبھی مصیبتیں جب ایک مخلص مومن پر آتی ہیں تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان کو جو رنج اور دکھ اور شکر و غم اور تکلیف پیش آتی ہے یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی خطا کا کفارہ بن جاتا ہے۔

مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصِيٍّ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا عَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَهَ يُشَاكَّهُنَّ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ (بخاری و مسلم)

اللہ کے راستے میں مومن کو جو مصیبتیں پیش آتی ہیں وہ اس کے لئے اللہ کے یہاں ترقی درجات کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کے پیغمبروں اور معصوم بچوں پر جو پریشانیاں آتی ہیں وہ بھی ان کے لئے بلندی درجات کا سبب ہوتی ہیں نہ کہ کسی گناہ کا بدلہ۔

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ

وَمَا	أَنْتُمْ	بِمُعْجِزِينَ	فِي	الْأَرْضِ	وَمَا	لَكُمْ
اور نہیں	تم	عاجز کرنے والے	میں	زمین	اور نہیں	تہمارے لئے

اور تم زمین میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اللہ کے ہوا تمہارے

مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝۳۱ وَمِنْ آيَاتِهِ

مِنْ	دُونِ	اللَّهِ	مِنْ	وَلِيٍّ	وَلَا	نَصِيرٍ	وَمِنْ	آيَاتِهِ
اللہ کے	ہوا	کوئی کارساز	اور نہ	کوئی مددگار	اور اس کی	نشانوں سے	لئے	ہم کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار۔ اور اس کی نشانوں میں

الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝۳۲

الْجَوَارِ	فِي	الْبَحْرِ	كَالْأَعْلَامِ
جہاز	میں	سمندر	پہاڑوں جیسے

سے سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز ہیں۔

۳۱) اور تم اے مشرکوں! اللہ سے بچ کر کسی جگہ زمین میں بھاگ نہیں سکتے کہ اس تدبیر سے اس کے عذاب سے چھوٹ جاؤ۔ اور تمہارے لئے اللہ کے ہوا کوئی دوست اور مددگار نہیں جو تم سے اس کے عذاب کو دور کرے۔

۳۱) وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ اللَّهُ هَزَبًا فِي الْأَرْضِ فَتَقْوُوا اللَّهَ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ آيٍ غَيْرِهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ يَذْفَعُ عَذَابَهُ عَنْكُمْ

۳۲) اور اللہ کی نشانوں میں سے ہیں کشتیاں جو دریا میں چلتی ہیں مثل پہاڑوں کے بلند۔

۳۲) وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ الْكُنُفُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ كَالْجِبَالِ فِي الْعُظْمِ

### تشریح

۳۱) اللہ کے ہوا کوئی مددگار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ بہت سے گناہوں کو اپنی مہربانی سے اور اپنی حکمت سے معاف فرما دیتا ہے وہ جس جرم پر سزا دینا چاہے مجرم بچ کر نکل نہیں سکتا اور نہ اللہ کے ہوا کوئی اور حمایت کرنے والا اور مدد کرنے والا ہے۔ ۳۲) سمندوں میں بڑے بڑے جہازوں کا چلنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کی جہاں بہت سی نشانیاں ہیں وہاں اس کی نشانوں اس کی نشانوں میں سے ہے۔ میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بڑے بڑے پہاڑ جیسے جہاز سمندر کی سطح پر اس طرح چلتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ ابھرے ہوئے ہوں۔

إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ

إِنْ يَشَأْ	يُسْكِنِ	الرِّيحَ	فَيَظْلَنَ	رَوَاكِدَ	عَلَى ظَهْرِهِ
اگر وہ چاہے	ٹھہراے	ہوا	تو وہ رہ جائیگا	کھڑے ہوئے	اس کی پیٹھ پر

اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہراے تو اس کی سطح پر وہ کھڑے ہوئے رہ جائیں۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝۳۳

إِنَّ	فِي ذَلِكَ	لَآيَاتٍ	لِّكُلِّ	صَبَّارٍ	شَكُورٍ
بیشک	اس میں	البتہ نشانیاں	ہر صبر کرنے والے کے لئے	صبر کرنے والے	شکر کرنے والے

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لئے۔ یا

يُؤْتِيهِمْ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝۳۴ وَيَعْلَمَ

يُؤْتِيهِمْ	بِمَا كَسَبُوا	وَيَعْفُ	عَنْ كَثِيرٍ	وَيَعْلَمَ
وہ انہیں ہلال کرے	ان کے اعمال کے سبب	اور ربا، معاف کرے	بہتوں کو	اور جان لیں

وہ انہیں ان کے اعمال کے سبب ہلاک کرے یا بہتوں کو معاف کر دے اور جان لیں

الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَّحِيصٍ ۝۳۵

الَّذِينَ	يُجَادِلُونَ	فِي آيَاتِنَا	مَا لَهُمْ	مِنْ مَّحِيصٍ
وہ لوگ جو	جھگڑتے ہیں	ہماری آیات میں	ہیں ان کے لئے	کوئی خلاصی

وہ لوگ جو ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی خلاصی (جائے فرار) نہیں۔

۳۳) اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک دیوے جس سے وہ کشتیاں کھڑی رہ جاویں دریا میں چل نہ سکیں۔ بے شبہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے (مراد اس سے مسلمان ہے کہ وہ صبر کرتا ہے سختیوں پر اور شکر کرتا ہے راحت اور آسانی میں)

۳۳) إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ ۝۳۳  
هُوَ السُّورَةُ بَصِيْرٌ فِي الشِّدَّةِ وَيَشْكُرُ فِي الرِّخَاءِ

۳۴) أَوْ يُؤْتِيهِمْ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝۳۴  
أَيُّ يُغْفِرُهُمْ بِعَصْفِ الرِّيحِ بِأَهْلِهِمْ بِمَا كَسَبُوا أَيُّ أَهْلَهُمْ

۳۴) یا اگر اللہ چاہے تو سخت ہو اچھا کہ ان کشتیوں کو ترقق کر دے معاف کرے سواروں کے سبب ان سواروں کے گناہوں کے۔



## فیصل

اور وہ اکثروں کے گناہ معاف فرماتا ہے ان کو ترقی نہیں کرتا۔

(۳۵) اور وہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں۔

ان کے لئے کوئی جگہ بھاگنے کی اور عذاب سے بچنے کی نہیں۔

مِنَ الذُّكُوبِ وَيَعْفُ عَنْ  
كَثِيرٍ ۝ مِنْهَا فَلَا يَغْفِرُ أَهْلَهُ  
وَيَعْلَمُ بِالرَّفْعِ مُسْتَانِفًا وَيَتَّصِبُ  
مَغْلُوبًا عَلَى تَعْدِيلٍ مُّقَدَّرٍ أَيْ  
يَعْرِفُهُمْ لِيَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَيَعْلَمُ  
الَّذِينَ يَجَادُّونَ فِي آيَاتِنَا  
مَا لَهُمْ مِنْ مَخْرَجٍ ۝ مَهْرَبٍ  
مِنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ التَّفِي  
سُدَّتْ مَسَدًا مَفْعُولِي يَعْلَمُ  
أَوِ التَّفِي مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ

## تشریح

(۳۳) ہواؤں پر اللہ کی حکومت اور انسان کا رویہ | ہر چیز پر اللہ کی حکومت ہے اور وہ مخلوق کو رزق اور اپنی نعمتیں ایک خاص اندازے اور حکمت کے مطابق دیتا ہے۔ اسی طرح ہوا بھی اللہ کے قبضے میں ہے ہواؤں کے زور سے جو جہاز چل رہے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ہوا کو روک دے تو بادبانی جہاز جو ہواؤں کے زور سے چلتے ہیں سمندر میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ اسی طرح پانی پر بھی اللہ کی حکومت ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس پانی پر جہاز تیرتے رہیں ورنہ طوفان آئے اور ڈبو کر رکھ دے۔ دریائی سفر میں موافق اور ناموافق ہر طرح کے حالات پیش آتے ہیں ناموافق حالات پر انسان صبر کرے اپنے نفس کو قابو میں رکھے تمام حالات میں بندگی کے رویے پر ثابت قدم رہے۔ حالات موافق ہوں تو اللہ کا شکر ادا کرے اپنی ہستی کو بھول کر بغاوت پر آمادہ نہ ہو جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو نعمتیں عطا فرمائے تو وہ اسے اپنا کمال نہ سمجھے بلکہ اللہ کا احسان سمجھے اور اگر حالات دگرگوں ہوں تو محرومیوں کے بجائے اللہ کی عنایتوں پر نظر رکھے۔ عرض خوش حالی اور بد حالی ہر حال میں رب کا شکر ادا کرتا رہے۔

(۳۴) مصیبتیں اعمال کی وجہ سے بھی آتی ہیں | اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو جہاز میں سوار ہونے والوں کے بہت سے گناہوں سے درگزر کرتے ہوئے ان میں سے چند لوگوں کی کرتوتوں کی پاداش میں سارے جہاز کو ڈبو کر کیونکہ اعمال کی پاداش میں بھی مصیبتیں آتی ہیں اور اللہ تم چاہے تو اس تباہی کے وقت بھی بعض کو معاف کر دے عرض معاف کرنا یا سزا دینا سب اللہ کے اختیار میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ بلا وجہ اور بغیر قصور کے کسی کو سزا نہیں دیتے۔

جھگڑا لو لوگ دیکھ لیں گے اس وقت کوئی بچانے والا نہ ہوگا | آج جو لوگ ہماری نشانیوں کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں بھنیں کر رہے ہیں اگر ہم ان کے جہازوں کو ڈبونا چاہیں تو ان کو پستہ چل جائے گا کہ کوئی ان کو بچانے والا نہیں ہے۔ اس وقت وہ عاجز رہ جائیں گے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی۔

جس وقت جہاز سمندروں سے گزرتے ہیں طوفان اٹھتے ہیں سمندری چٹانوں سے جہازوں کے ٹکرانے کا خطرہ رہتا ہے۔ خاص طور پر بحر احمر جس سے گزر کر حبشہ اور افریقہ کے ساحلوں پر جہازوں پر جانا ہوتا تھا اس سمندر میں اللہ کے سوا کون محافظ ہے۔

فَمَا أُوتِيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا

فَمَا أُوتِيْتُمْ	مِنْ شَيْءٍ	فَمَتَاعُ	الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَمَا
پس جو کچھ دی گئی نہیں	کوئی شے	تو فائدہ	دنوی زندگی	اور جو
پس نہیں جو کچھ کوئی شے دی گئی ہے تو وہ دنیاوی زندگی کا (ناپایدار) فائدہ ہے اور جو				

عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَأْسِهِمْ

عِنْدَ اللَّهِ	خَيْرٌ	وَأَبْقَىٰ	لِلَّذِينَ آمَنُوا	وَعَلَىٰ رَأْسِهِمْ
اللہ کے پاس	بہتر	اور ہمیشہ باقی رہنے والا	ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے	اور اپنے رب پر وہ
اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر				

يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْأَثْمِ

يَتَوَكَّلُونَ	وَالَّذِينَ	يَجْتَنِبُونَ	كَبِيرَ الْأَثْمِ
وہ بھروسہ رکھتے ہیں	اور جو لوگ	وہ بچتے ہیں	کبیرہ (بڑے) گناہ
بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور			

وَالْفَوَاحِشِ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾

وَالْفَوَاحِشِ	وَإِذَا	مَا غَضِبُوا	هُمْ يَغْفِرُونَ
اور بے جا گناہوں	اور جب	وہ غصے میں ہوتے ہیں	وہ معاف کر دیتے ہیں
بے جا گناہوں سے۔ اور جب وہ غصے میں ہوتے تو معاف کر دیتے ہیں۔			

﴿٣٦﴾ سوائے اہل ایمان وغیرہ جو چیز تم کو از قسم اسباب دنیا دی جاتی ہے یہ دنیا میں فائدہ اٹھانے کے لئے ہے کہ چند روز اس سے فائدہ اٹھاؤ پھر وہ نیست و نابود ہو جاتی ہے اور جو ثواب اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

﴿٣٧﴾ اور ان لوگوں کے لئے جو بڑے گناہوں اور فحش باتوں سے جو لائق سزا اور حد کے ہیں بچتے ہیں۔

﴿٣٦﴾ فَمَا أُوتِيْتُمْ خَطَابًا لِلْمُؤْمِنِينَ وَعَايِرَهُمْ مِنْ شَيْءٍ مِنْ أَثَابِ الدُّنْيَا فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا يَتَمَتَّعُ بِهِ فِيهَا ثُمَّ يَزُولُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الثَّوَابِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَأْسِهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَتَعْظُمُ عَلَيْهِمُ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْأَثْمِ وَالْفَوَاحِشِ مُوجِبَاتِ الْحُدُودِ مِنَ عَظْمِ الْبَعْضِ

اور جب وہ کسی پرغصہ ہوتے ہیں معاف کر دیتے ہیں

عَلَى الْكُلِّ وَإِذَا مَا عَصَبُوا

هُمْ يَغْفِرُونَ ○

يَتَجَادُونَ

### تشریح

چند روزہ زندگی کا سامان بہتر ہے یا آخرت کی پائیدار زندگی | ان سب باتوں پر غور کرو اور سوچو کہ دنیا کی چند روزہ زندگی (۳۶)

کا سرمایہ بہتر ہے جو تھوڑی مدت کے لئے ملتا ہے اور پھر سب چھوڑ کر انسان خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے یا وہ دولت بہتر ہے جو پائیدار ہے وہ ان لوگوں کو ملے گی جو اللہ کو مانتے ہیں اس کی رہنمائی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اخلاق اور شریعت کے جو اصول عطا کئے ہیں ان پر عمل کرتے ہیں، اللہ کی رضا کو مقصود بنا لیتے ہیں اور حق پر قائم رہتے ہوئے ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں ان کے لئے وہ پائیدار اور دائمی نعمتیں ہیں کہ دنیا کا بڑے سے بڑا سرمایہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں بیچ ہے۔

ایسے لوگوں میں کیا اوصاف ہوتے ہیں، کیا کیا خوبیاں ہوتی ہیں؟ ان کا بیان

آگے آرہا ہے۔

مومن کی صفت بڑے گناہوں سے پرہیز اور غصے سے درگزر | مومن کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ بڑے بڑے گناہوں (۳۷)

سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔ بڑے اور چھوٹے گناہ میں اصولی فرق یہ ہے کہ جو چیز کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہے ○ ان میں ایک تو حق تلفی ہے چاہے وہ اللہ کا حق ہو یا بندوں کا یا اپنے نفس کا۔ اس حق تلفی کو ظلم بھی کہتے ہیں۔

○ دوسری چیز جو کسی عمل کو بڑا گناہ بناتی ہے وہ اللہ سے بے خوفی ہے۔ جان بوجھ کر وہ کام کرے جس سے منع کیا ہے نافرمانی۔ جتنی ڈھٹائی سے ہوگی اتنا ہی وہ گناہ بھی شدید ہوگا۔ اس کے لئے قرآن تفسیق اور نصیت کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

○ تیسری چیز جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہے وہ ان رابطوں کا بگاڑنا ہے جن پر انسانی زندگی کا امن منحصر ہے یہ رابطہ چاہے اللہ اور بندے کے درمیان ہو یا بندے اور بندے کے درمیان ہو اس کے لئے قرآن نے "ففسول" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

یہ تین چیزیں ہیں جو کسی فعل کو بڑا گناہ بناتی ہے۔ اللہ تم کا طریقہ یہ ہے کہ اگر بندہ بڑے گناہوں سے بچے تو وہ چھوٹی خطاؤں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اسی لئے سورہ ناس میں ارشاد ہوا ہے۔

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ مُكْتَفِرٌ عَنكُم مِّنْهَا

(آیت مائدہ ۳۱)

(اگر تم ان بڑے گناہوں سے پرہیز کرو جن سے تمہیں منع کیا جا رہا ہے تو تمہاری چھوٹی موٹی برائیوں کو تہا حساب سے ماف کر دیں گے)

مومن بندے انتقام لینے والے نہیں ہوتے وہ اللہ کے بندوں سے چشم پوشی کا معاملہ کرتے ہیں اور کسی بات پر غصہ آجائے تو اسے پیچھا نہیں کرتے۔ بخاری اور مسلم کی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ البتہ جب اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی ہتک کی جاتی تب آپ مہم سزا دیتے تھے۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۳۸﴾

وَالَّذِينَ	اسْتَجَابُوا	لِرَبِّهِمْ	وَأَقَامُوا	الصَّلَاةَ	وَأَمْرُهُمْ
اور جن لوگوں نے	قبول کیا	اپنے رب کا فرمان	اور انھوں نے قائم کی	نماز	اور ان کا

اور جن لوگوں نے قبول کیا اپنے رب کا فرمان اور انھوں نے نماز قائم کی اور ان کا

وَأَمْرُهُمْ	شُورَىٰ	بَيْنَهُمْ	وَمِمَّا	رَزَقْنَاهُمْ	يُنْفِقُونَ
ان کا کام	مشورہ	باہم	اور اس جو	ہم عطا کیا انھیں	وہ خرچ کرتے ہیں

کام باہم مشورہ (پر مبنی ہوتا ہے) اور جو ہم نے انھیں دیا اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں اور

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿۳۹﴾

الَّذِينَ	إِذَا	أَصَابَهُمُ	الْبَغْيُ	هُمْ	يَنْتَصِرُونَ
جو لوگ	جب	انھیں پہنچے	کوئی ظلم و تعدی	وہ	بدلہ لیتے ہیں

جو لوگ ایسے ہیں کہ جب ان پر کوئی ظلم و تعدی پہنچے تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔

اور ان کے لئے جنھوں نے اپنے رب کی بات مانی اور جو کچھ اس نے توحید اور بندگی کا حکم کیا تھا اس کو بجالا اور نماز بھی ادا کی اور ان کا حال یہ ہے کہ جب ان کو کوئی امر پیش آتا ہے تو باہم اس میں مشورہ کرتے ہیں اور غلطی نہیں کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے حکم الہی کے موافق خرچ کرتے ہیں (یہ لوگ جن کا حال مذکور ہوا ایک قسم دوسری قسم کا ذکر آئے آتا ہے۔

اور ان کے لئے کہ جب ان پر کوئی شخص ظلم کرتا ہے تو وہ اس ظالم سے بقدر اس کے ظلم کے جو اس نے اس پر کیا بدلہ لیتے ہیں۔ یہ دوسری قسم ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ أَجَابُوا إِلَىٰ مَا دَعَاهُمْ إِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَالْعِبَادَةِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ أَدَامُوهَا وَأَمْرُهُمُ الْتَنِي يَبْدَأُ وَلَهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ وَلَا يُعْجِلُونَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ أَعْطَيْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَنْ ذَكَرْ صِفَةٌ

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ الظُّلْمُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ صِفَةٌ أَمْ يَنْتَقِمُونَ مِمَّنْ ظَلَمَهُمْ بِمِثْلِ ظَلْمِهِمْ كَمَا قَالَ تَعَالَى

### تشریح

مومنین کی بہترین صفات - اپنے رب کا حکم ماننے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ معاملات مشورے سے چلاتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔

اہل ایمان کی بہترین صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ - اپنے رب کی پکار پر لبیک کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے کام کے لئے بلائے ہیں تو مستحق نہیں دکھاتے، دوڑ کر جاتے ہیں اور خوشی خوشی اس کام کو انجام دیتے ہیں۔

○ اہل ایمان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں یعنی پورے اہتمام کے ساتھ خشوع اور خضوع اور لگا کر باجماعت نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی مصروفیات میں نماز کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔

○ اہل ایمان کی بہترین صفت یہ ہے کہ وہ اپنے اجتماعی کام باہمی مشورے سے چلاتے ہیں۔ اسلام میں مشورے کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس لئے کہ جس معاملے کا تعلق دو اور دو سے زیادہ آدمیوں سے ہو اس میں سے کسی ایک شخص کا اپنی رائے سے فیصلہ کرنا اور دوسرے کو نظر انداز کرنا زیادتی ہے۔

اسلام میں مشورے کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ اگر کوئی شخص مشورہ نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے۔ مومن نہ خود غرض ہوتا ہے نہ منکبر۔

مشورے کی اہمیت اسلام میں اس لئے بھی ہے کہ ایک مؤمن جو خدا سے ڈرتا ہو اور اسے احساس ہو کہ مجھے اپنے رب کے سامنے جواب دینا ہے وہ کبھی یہ نہیں چاہے گا کہ کسی معاملے کی پوری ذمہ داری اپنے اوپر لے لے۔ نبی سے زیادہ مشورہ فرمانے والے تھے، صحابہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

وَأَمْزُحُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔ (کہ اہل ایمان کے معاملات مشورے سے طے پاتے ہیں۔)

شوری دراصل اسلامی حکومت کا بنیادی اصول ہے۔ شوری نام ہے رائے عامہ کے اظہار کا۔ امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب مفردات القرآن میں وضاحت کی ہے کہ شوری کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کی رائے معلوم کی جائے آنحضرتؐ کو حکم دیا گیا وَشَاوِذْهُمْ فِي الْأَمْرِ یعنی حکومت کے معاملات میں شوری کا نظام اختیار کیجئے۔

حضرت ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ جب شوری کا حکم آیا تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ارشاد اور اس کا رسول شوری سے مستثنیٰ ہے مگر یہ حکم امت کے لئے رحمت ہے۔ حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو وحی نازل ہونے کے باوجود اپنے اصحاب سے مشورہ کا حکم ملتا ہے اور یہ اس لئے تھا کہ قوم کو پورا اطمینان حاصل ہو جائے اور یہ کہ شوری امت کے لئے قانون بن جائے۔

حدیث کی کتاب ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے میں اتنا زیادہ سرگرم ہو جتنے رسول اللہؐ تھے۔

حضرت عمرؓ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف معاملات میں عورتوں سے بھی رائے لیتے تھے۔

ضحاک کا بیان ہے کہ فاروق اعظمؓ نے عورتوں کو بھی رائے دینے کا حق دیا تھا (تفسیر ظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۷ مولانا

شاہ اشرف پانی پتی ج)

مکی دور میں اجتماعی مشوروں کے لئے دارالرقم کو مجلس شوری کا ایوان بنایا گیا تھا۔ مدنی دور میں حضورؐ کے زمانے تک کھلے میدانوں کو بھی اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور مسجد نبویؐ میں بھی اس طرح کے اجتماعات ہوتے تھے۔ خلافت راشدہ میں سب سے پہلے سفیہ بنتی ساعدہ سے ایوان شوری کا کام لیا گیا۔

اسلامی حکومت شوری حکومت ہے اور اسلامی حکومت کا خلیفہ اس کا بااختیار رہنما ہے۔ اس لئے خلیفہ

شوری کے اختیارات کا نااندہ۔ اور انتظامی معاملات میں مجلس شوری کے فیصلوں کا ترجمان۔ قرآن حکیم میں ہے۔

وَأَمْزُحُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ۔ یعنی مسلمانوں کے معاملات اور انتظامی امور آپس کے مشوروں سے انجام پاتے ہیں۔ یہ حکم عام ہے اور حکومت کے صدر نشین کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجلس شوری کے فیصلے کے خلاف کرے۔

قرآن مجید میں ہے کہ وَشَاوِذْهُمْ بِأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ۔

یعنی معاملات میں اپنے اصحاب سے مشورہ کر لیا کیجئے اور جب معاملہ متعلقہ میں عزم کر لیں تو اعتماد خدا ہی پر رکھیں۔ یہاں عزم سے پیدا ہونے والی رائے وہ ہے جو شوری کے فیصلے کی بنیاد پر ہو۔ کیوں کہ قرآن میں شوری کو پہلے ذکر کیا گیا ہے اور عزم کو بعد میں اس لئے منشا اور مقصد یہ ہے کہ کسی معاملے کو طے کرنے کے لئے مجلس شوری طلب کی جائے اور یہ مجلس جو فیصلہ کرے وہ عزم کی بنیاد بن جائے۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیت عزم کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور م سے یہ دریافت کیا گیا کہ عزم سے کیا مراد ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا مَشَاوِرَةُ أَهْلِ الشَّوْرَى شُغْرًا تَبَاغُهُمْ۔ (اہل رائے کا باہمی مشورہ اور اس کے بعد شوری کے فیصلے کی پابندی)۔

چنانچہ ابو بکر جصاص نے "احکام القرآن" میں واضح طور پر لکھا ہے وَفِي ذِكْرِ الْكُوَيْمَةِ عَقِبَتِ الْمَشَاوِرَةُ دَلَالَةً عَلَى أَنَّهَا صَدَرَتْ عَنِ الْمَشْوَرَةِ۔

یعنی قرآن میں عزم کا ذکر شوری کے بعد آیا ہے اور یہ اس کی دلیل ہے کہ فیصلہ اور عزم وہی معتبر ہے جو شوری کے فیصلے کا نتیجہ ہو اور یہ شوری سے صادر ہوا ہو۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ پیغمبر اسلام م اس دنیا میں دو قسم کی ذمہ داریوں پر فائز تھے ایک منصب رسالت دوسرے منصب امامت۔ یہی ذمہ داریاں ہیں جن سے آل حضرت م کے طرز میں فرق ہو جاتا تھا۔ آپ منصب رسالت کا کام خدا کے حکم کے مطابق انجام دیتے تھے اور منصب امامت کا کام شوری کے ذریعے۔

منصب رسالت کے کام کو ادا کرنے کے لئے آپ مشورہ تو کر لیتے تھے لیکن یہ مشورہ لینا صرف تعلیم است کے لئے تھا یہاں صرف خدا کا حکم واجب تعمیل ہوتا تھا۔

شوری کی پابندی کرنے کی مثالیں سیرت نبوی م میں بہت سی مل جاتی ہیں۔ اس لئے شوری اسلام کی ایک مستقل دفعہ ہے جس پر عمل کرنا امیر کے لئے اور اجتماعی کام کو انجام دینے کے لئے ضروری ہے۔

○ اہل ایمان کی ایک صفت یہ ہے کہ ہم نے ان کو جو حلال روزی دی ہے وہ اسی میں سے خرچ کرتے ہیں حرام مال پر ہاتھ نہیں مارتے۔ مال حلال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اس سے دوسرے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں صرف اپنی ذات ہی پر خرچ نہیں کرتے۔

(۳۹) اہل ایمان ظالموں کے ظلم کا مقابلہ کرتے ہیں | یعنی اہل ایمان میں اگر نیچم خوئی اور غفور درگزر کی عادت ہوتی ہے اور ان میں شرافت ہوتی ہے کہ جب غالب ہوں تو مغلوب کا قصور معاف کر دیں اور جب فاتر ہوں تو بدلہ لینے سے درگزر کریں اور جب کسی کمزور آدمی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے چشم پوشی کر جائیں لیکن وہ ظالموں اور جباروں کے لئے نرم چارہ نہیں ہوتے۔ وہ ظالم کا مقابلہ کرتے ہیں اور ظلم کا قلع قمع کرنے کے لئے پوری طرح ڈٹ جاتے ہیں وہ منکر کے آگے جھکتے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ اگر ظالم کو پھوٹ دے دی جائے اور ظلم کا مقابلہ نہ کیا جائے تو ظالم شیر ہو جاتا ہے اور کمزور کا جینا دو بھر ہو جاتا ہے۔ نبی م نے فرمایا کہ ظالم کی بھی مدد کرو اور مظلوم کی بھی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مظلوم کی مدد کرنے کی بات تو مجھ میں آتی ہے، مگر ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے روکا جائے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم  
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ

وَجَزَاءُ	سَيِّئَةٍ	مِثْلُهَا	فَمَنْ	عَفَا	وَأَصْلَحَ	فَأَجْرُهُ
اور بدلہ	برائی	اس جیسی	سو جس	مٹا کر دیا	اور اصلاح کر لی	تو اس کا اجر

اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے۔ سو جس نے معاف کر دیا اور اصلاح (دینی) کر لی تو اس کا

عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَجِبُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٠﴾ وَلَمِنَ انْتَصَرِ

عَلَى اللَّهِ	إِنَّهُ	لَا يَجِبُ	الظَّالِمِينَ	وَلَمِنَ	انْتَصَرِ
اللہ پر ذمہ	بیشک	دوست نہیں رکھتا	(جمع) ظالم	اور البتہ جس	اس نے بدلہ لیا

اجرا اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور البتہ جس نے بدلہ لیا اپنے

بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ ﴿٣١﴾ إِنَّمَا

بَعْدَ ظُلْمِهِ	فَأُولَئِكَ	مَا عَلَيْهِمْ	مِّنْ سَبِيلٍ	إِنَّمَا
اپنے اور ظلم کے بعد	سو یہ لوگ	نہیں ان پر	کوئی راہ	اس کے سوا نہیں

اور ظلم کے بعد، سو یہ لوگ ہیں جن پر کوئی راہ (الزام) نہیں۔ اس کے سوا نہیں

السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي

السَّبِيلُ	عَلَى	الَّذِينَ	يَظْلِمُونَ	النَّاسَ	وَيَبْغُونَ	فِي
راہ (الزام)	پر	وہ لوگ جو	وہ ظلم کرتے ہیں	لوگ	اور وہ فساد کرتے ہیں	میں

کہ الزام ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد

الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٢﴾

الْأَرْضِ	بِغَيْرِ	الْحَقِّ	أُولَئِكَ	لَهُمْ	عَذَابٌ	أَلِيمٌ
زمین	ناحق		یہی لوگ	ان کے لئے	دردناک عذاب	

بجاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے

﴿٣٠﴾ اور بدلہ برائی کا برائی ہے اسی قدر (بدلہ کا نام بھی برائی رکھا) حالانکہ بدلہ لینا گناہ نہیں بہ سبب مشابہ ہونے اس کے کے اول کو یعنی جس کا یہ عوض ہے اور یہ مشابہت ثانی کی اول کو ظاہر ہے ان زمینوں میں جن میں دیسا ہی بدلہ لیا جاتا ہے بعض علمائے فرمایا کہ جب کوئی اس کو یہ لفظ کہے "اخراک اللہ" یعنی بڑا کرے تو اللہ کو اللہ تو بھی اس کے جواب میں ہی لفظ کہے یعنی اخراک اللہ پھر جو کوئی ظالم کے ظلم کو مٹا کرے اور اس کا پورا دوست اور خواہ

﴿٣١﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَجِبُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٠﴾ وَلَمِنَ انْتَصَرِ

ہو جاوے پس عوض اس کا اللہ پر ہے یعنی اللہ اس کو ضرور اجر عطا فرماوے گا بیشک اللہ نہیں دوست رکھتا ظالموں کو جو ابداً کرتے ہیں ساتھ ظلم کے پس ان پر اللہ کا عذاب ضرور آوے گا۔

(۴۱) اور البتہ وہ شخص جو ظالم کے ظلم کا بدلہ لیوے سو یہ ہواد ہے کہ ان پر کچھ مواخذہ نہیں۔

(۴۲) بات یہ ہی ہے کہ مواخذہ ان لوگوں پہ ہے جو آدمیوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں اور گناہ کرتے ہیں۔ یہ ہی لوگ ہیں کہ ان کو عذاب سخت ہونے والا ہے۔

عَنْهُ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ أَلَا إِنَّ اللَّهَ  
يَأْجُرُكَ لِمَجَالَةٍ إِنَّهُ لَا يَحِبُّ  
الظَّالِمِينَ ○ أَلَمْ يَأْتِ الْبَادِيْنَ بِالظُّلْمِ  
فَيَرْتَبْ عَلَيْهِمْ عِقَابَهُ

(۴۱) وَلَمَّا انتصر بعد ظلمه ألقى  
الظَّالِمِ آيَاتَهُ فَأَوْقَعَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ  
سَبِيلٍ ○ مُوَاحِدَةٌ

(۴۲) إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ  
النَّاسَ وَيَبْغُونَ بَعْمَلِهِمْ فِي  
الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ بِالْمَعْصِي  
أَوْ لَعَلَّ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○  
مُؤِيدٌ

### تشریح

(۴۰) بدلے کی اجازت مگر درگزر بہتر | اسلام نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی تمہارے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے تو تم اس کے برابر بدلہ لے سکتے ہو۔ برائی کا بدلہ برائی اگرچہ بظاہر برائی معلوم ہوتا ہے لیکن وہ حقیقتاً برائی نہیں ہے کیونکہ کوئی کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی کرے یہ بات اللہ کو کسی حالت میں پسند نہیں ہے۔ اگر کسی نے زیادتی کی ہے اور درگزر کرنے میں اور معاف کرنے میں بات سنور سکتی ہے تو بہتر یہی ہے کہ معاف کر دے اور چونکہ اس صورت میں معاف کرنے میں نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس معافی کا اجر ہمارے ذمہ ہے۔ کیونکہ تم نے بگڑے ہوئے کی اصلاح کئے بغیر کرنا گھوٹ پیا ہے۔ اور اگر بدلہ ہی لینا مناسب ہو تو بدلہ لے سکتا ہے مگر بدلہ لینے میں زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ انتقام لینے لیتے خود ظالم بن جائیں۔ اگر کوئی کسی کے ٹھپڑ مارے تو ایک ٹھپڑ کا بدلہ ایک ٹھپڑ سے لے سکتا ہے مگر یہ نہیں کہ ایک ٹھپڑ کے ساتھ اس پر لاتوں اور گھونسوں کی بھی بارش کر دے۔ اسی طرح گناہ کا بدلہ گناہ سے لینا بھی جائز نہیں مثلاً اگر کسی نے کسی کے بیٹے کو قتل کیا تو یہ جائز نہیں کہ آدمی جا کر اس کے بیٹے کو قتل کر دے۔ اگر کسی نے کسی کی بہن اور بیٹی کے ساتھ بدکاری کی تو یہ جائز نہیں کہ آدمی بدلے میں اس کی بہن اور بیٹی کے ساتھ خود یہی بری حرکت کرے۔ بدلہ لینے میں ان تمام حدود کا لحاظ رکھنا ہوگا۔

(۴۱) مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا گناہ نہیں ہے | اگرچہ معاف کر دینا پسندیدہ ہے لیکن اگر کوئی مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو قابل ملامت نہیں ہے یہ اس کا حق ہے کہ اگر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کے مطابق ہی اس سے بدلہ لیا جائے ورنہ ظالم کی ہمت بڑھ جاتی ہے اور وہ کمزوروں پر زیادتیاں کرتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات سزا دینا بہتر رہتا ہے۔

(۴۲) ظالم قابل ملامت ہیں | ظالم سے بدلہ لینے والے قابل ملامت نہیں ہیں بلکہ ظالم قابل ملامت ہیں یہ لوگ دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین پہ ناحق زیادتیاں کرتے ہیں اس طرح انتقام لینے سے مدد استحقاق سے جو بڑھ جاتا ہے وہ بھی بڑی زیادتی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔



وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝۴۳

وَلَمَنْ	صَبَرَ	وَغَفَرَ	إِنَّ	ذَلِكَ	لَمِنْ	عَزْمِ	الْأُمُورِ
اور البتہ جس	صبر کیا	اور معاف کر دیا	بیشک	یہ	البتہ سے	بڑی ہمت کے کام	

اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهِ

وَمَنْ	يُضِلِلِ	اللَّهُ	فَمَا لَهُ	مِنْ وَّلِيٍّ	مِّنْ بَعْدِهِ
اور جس	گمراہ کر دے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی کارساز	اس کے بعد

اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے نہیں اس کے بعد کوئی کارساز۔

وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ

وَتَرَى	الظَّالِمِينَ	لَمَّا	رَأَوْا	الْعَذَابَ	يَقُولُونَ
اور تم دیکھو گے	(جمع) ظالم	جب	وہ دیکھیں گے	عذاب	وہ کہیں گے

اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب وہ عذاب دیکھیں گے (تو) وہ کہیں گے

هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ ۝۴۴ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ

هَلْ	إِلَىٰ	مَرَدٍّ	مِّنْ سَبِيلٍ	وَتَرَاهُمْ	يُعْرَضُونَ
کیا	طرف کا	لوٹنا	کوئی راہ	اور تو دیکھے گا نہیں	پیش کے جائیں گے

کیا لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ اور تو دیکھے گا جب وہ عاجزی کرتے

عَلَيْهَا خَشَعِينَ مِنَ الذَّلِيلِ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرَفٍ

عَلَيْهَا	خَشَعِينَ	مِنَ	الذَّلِيلِ	يَنْظُرُونَ	مِنْ	طَرَفٍ
اس (دوزخ) پر	عاجزی کرتے ہوئے	سے	ذلت	وہ دیکھتے ہوں گے	سے	گوشہ نشین

ہوئے ذلت سے دوزخ پر پیش کئے جائیں گے تو وہ دیکھتے ہوں گے نیم کٹادہ

خَفِيٍّ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخُسْرَيْنِ الَّذِينَ

خَفِيٍّ	وَقَالَ	الَّذِينَ	آمَنُوا	إِنَّ	الْخُسْرَيْنِ	الَّذِينَ
پوشیدہ (نیم کٹادہ)	اد کہیں گے	جو ایمان لائے (مومن)	بیشک	خارہ پانے والے	وہ جنہوں نے	

گوشہ نشین سے، اور مومن کہیں گے خارہ پانے والے وہ ہیں جنہوں نے

## خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ

خَسِرُوا	أَنْفُسَهُمْ	وَأَهْلِيَهُمْ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	أَلَا إِنَّ
خارے میں ڈالا	اپنے آپ کو	اور اپنے متعلقین	روز	قیامت	خوب یاد رکھو بیشک

خارے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو روز قیامت، خوب یاد رکھو ظالم

## الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ﴿۳۵﴾

الظَّالِمِينَ	فِي	عَذَابٍ	مُّقِيمٍ
(جمع) ظالم	میں	عذاب	ہمیشہ رہنے والا

بیشک ہمیشہ رہنے والے عذاب میں ہوں گے۔

﴿۳۳﴾ اور البتہ جو شخص صبر کرتا ہے کہ وہ بدلہ نہیں لیتا اور معاف کرتا ہے تو یہ امر شرعاً نہایت پسندیدہ اور مطلوب ہے۔

﴿۳۴﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَاقٍ ۗ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۗ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۗ اور جس کو اللہ گمراہ کرے پس اس کو کئے لئے کوئی اس کے ہوا دہت مددگار نہیں یعنی اللہ کے گمراہ کرنے کے بعد کوئی اس کو راہ پر نہیں لاسکتا۔ اور دیکھے گا تو ظالموں کو کہ جب وہ عذاب کو کچھیں گے کہ آیا کوئی صورت ہمارے لئے دنیا میں واپس جانے کی ہے

﴿۳۵﴾ اور دیکھے گا تو کہ وہ آگ میں پیش کے جاویں گے۔ درآئیاں ایک پست ہوئے بہ سبب ذلت اور رسوائی کے آگ کو دیکھتے ہوں گے ضعیف نظر سے چھپ کر اور آٹھ پڑا کر۔

اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے کہ بے شہرہ ٹوٹے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو اور اپنے گمراہ

﴿۳۳﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ فَلَمْ يَنْتَهِرْهُ أَوْ غَفَرَ لِحَاوَاتِهِ إِنَّ ذَلِكَ الصَّبْرُ ۗ التَّجَاوُزُ لَمَنْ عَزَمَ الْأُمُورَ ۗ أَيْ مَعَزَوْهَا مَا شَاءَ بِمَعْنَى التَّظَلُّوْهَا شَرِّعًا

﴿۳۴﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَاقٍ ۗ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ ۗ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَوْجِدٍ إِلَىٰ الدُّنْيَا مِنْ سَبِيلٍ ۗ طَرِيقٍ

﴿۳۵﴾ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا ۗ أَيْ النَّارِ خَشَعِينَ خَائِفِينَ مُتَوَاضِعِينَ مِنَ الدُّلِّ يَنْظُرُونَ إِلَيْهَا مِنْ طَرَفٍ خَفِيٍّ ۗ ضَعِيفِ النَّظَرِ مُسَارِفَةً ۗ وَمِنْ إِبْتِدَائِيَّةٍ أَوْ بِمَعْنَى النَّبَاءِ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الظَّالِمِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا

دالوں کو ٹوٹے میں ڈالا قیامت میں کہ ان کو ہمیشہ کو دروزنا  
کاستحق کیا اور جو ان تک نہ پہنچا یا جو جنت میں ان کے  
لئے تیار تھے اگر وہ ایمان لاتے۔

أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
بِتَخْلِيدِهِمْ فِي النَّارِ وَعَذَابٌ  
مُّؤَلَّمٌ لَهُمْ إِلَى الْخُورِ الْمُعَدَّةِ  
لَهُمْ فِي الْجَنَّةِ نَوَاسِنًا  
وَالْمَوْضُوعُ خَبْرَاتٌ إِلَّا  
بِالظَّالِمِينَ الْكَافِرِينَ  
فِي عَذَابٍ مُتَعْتِمٍ ۝  
ذَٰلِكَ هُوَ مِنَ مَقُولِ اللَّهِ تَعَالَى

آگاہ ہو بیشک کافرین عذاب دائمی میں رہیں گے۔

### تشریح

(۴۳) صبر کرنا بڑا اولوالعزمی کا کام ہے | بے شک انتقام کی اجازت ہے اور وہ مظلوم قابل ملامت نہیں ہے جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے  
لیکن صبر کرنا اور درگزر سے کام لینا یہ بڑے حوصلے ہمت اور بلند اخلاقی کا کام ہے۔ اس لئے کہ کوئی کتنا بھی ظلم کرے کتنی بھی  
زیادتی ہو اگر مظلوم صبر سے کام لے گا تو ایک نہ ایک دن ظالم کو ضرور پھینکا دیا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت بھی مظلوم کے ساتھ  
ہوتی ہے اس لئے اگر ہم بدلہ کی اجازت ہے مگر معاف کر دینا اس سے بڑھ کر بہادری ہے اور یہ بڑی ہمت کا کام ہے  
حدیث میں آتا ہے کہ جس بندے پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے لئے درگزر کرے تو یقیناً اللہ اس کی عزت بڑھائے  
گا اور اس کی مدد کرے گا۔

(۴۴) جو ہدایت کہاں منہ موڑتا ہے اسے کبھی ہدایت نصیب نہ ہوگی | صبر کرنا اور معاف کر دینا بے شک بڑی اعلیٰ درجے کی صفات ہیں  
مگر یہ صفات انسان کی طلب، اللہ کی توفیق اور دست گیری ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔ جن کے سامنے ہدایت کے لئے قرآن  
جیسی موثر اور دل نشین کتاب ہے اور انسانی کردار کا اعلا ترین نمونہ محمد کی سیرت اس کے سامنے ہے اور وہ یہ بھی دیکھ  
رہے ہیں کہ اس تعلیم کو ماننے والوں کی زندگیوں کیسی صاف ستھری ہیں ان میں عدل و انصاف ہے وہ صبر کرنے والے ہیں  
وسیع القلب ہیں لوگوں کی غلطی سے درگزر کرتے ہیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ ہدایت حاصل نہ کرے تو پھر  
کون اس کو گمراہی سے بچا سکتا ہے۔ آج تو یہ لوگ گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن جب کل فیصلہ ہو چکا ہوگا اور اعمال کے  
نتائج سامنے آئیں گے اور سزا کا حکم نافذ ہو جائے گا تو اب کہیں گے کہ پلٹنے کی کوئی سبیل ہے یا نہیں  
لیکن پھر واپسی کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔

(۴۵) آخرت میں ان کا حال یہ ہوگا کہ ذلت کے مارے سر نہ اٹھا سکیں گے | آج دنیا میں یہ ظالم لوگ اپنے آپ کو بہت بڑا  
سمجھ رہے ہیں لیکن آخرت میں جب عذاب سامنے ہوگا اور جہنم کے سامنے لائے جائیں گے تو ذلت کے مارے یہ  
حال ہوگا کہ آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی کسی سے نگاہیں ملانے کی ہمت نہ ہوگی نظریں بچا بچا کر کنگھیوں سے  
دیکھ رہے ہوں گے، ایک سمبے ہوئے مجرم کی طرح خوف زدہ۔

اس وقت اہل ایمان کہیں گے کہ واقعی اصل خسار، میں وہی رہے جنہوں نے آج قیامت کے دن  
اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو اس پریشانی میں ڈال دیا۔ خبردار رہو ظالم لوگ مستقل عذاب میں ہوں گے  
بدبخت خود بھی ڈوبے اور اپنے متعلقین کو بھی لے ڈوبے

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءٍ يَنْصُرُونَهُمْ مِّنْ دُونِ

وَمَا كَانَ	لَهُمْ	مِّنْ أَوْلِيَاءٍ	يَنْصُرُونَهُمْ	مِّنْ دُونِ
اور نہیں ہیں	ان کے لئے	کوئی کارساز	وہ مددیں انھیں	سوائے

اور ان کے لئے انہیں ہیں کوئی کارساز جو انہیں اللہ کے سوا مدد

اللَّهُ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۝۳۶ اِسْتَجِيبُوا

اللَّهُ	وَمَنْ	يُضِلِّ	اللَّهُ	فَمَا لَهُ	مِنْ سَبِيلٍ	اِسْتَجِيبُوا
اللہ	اور جس	گمراہ کرے	اللہ	تو نہیں اس کے لئے	کوئی راستہ	تم قبول کرو

دیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو اس کے لئے (ہدایت کا) کوئی راستہ نہیں۔ تم اپنے رب کا

لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۝

لِرَبِّكُمْ	مِّنْ قَبْلِ	أَنْ يَأْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا مَرَدَّ	لَهُ مِنَ اللَّهِ
اپنے رب کا (فرمان)	اس سے قبل	کہ آئے	وہ دن	پھرنے والا نہیں	اس کے لئے اللہ سے

فرمان اس سے قبل قبول کر لو کہ وہ دن آئے جس کو اللہ (کی جانب سے) کوئی پھرنے والا نہیں

مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَأٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

مَا لَكُمْ	مِّنْ	مَّلْجَأٍ	يَوْمَئِذٍ	وَمَا لَكُمْ	مِّنْ
نہیں تمہارے لئے	کوئی	پناہ	اس دن	اور نہیں تمہارے لئے	کوئی

تمہارے لئے نہیں اس دن کوئی پناہ اور تمہارے لئے کوئی روک ٹوک

تَكْفِيرٍ ۝۳۷ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

تَكْفِيرٍ	فَإِنْ	أَعْرَضُوا	فَمَا	أَرْسَلْنَاكَ	عَلَيْهِمْ
انکار (روک ٹوک کرنے والا)	پھر اگر	وہ منہ پھریں	تو نہیں	ہم نے بھیجا تمہیں	ان پر

کرنے والا نہیں پھر اگر وہ منہ پھریں تو ہم نے آپ کو ان پر نہیں بھیجا

حَفِيظًا إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا

حَفِيظًا	إِنْ	عَلَيْكَ	إِلَّا	الْبَلَاغُ	وَإِنَّا	إِذَا أَذَقْنَا
نگہبان	نہیں	آپ پر ذمے	سوا	پہنچانا	اور بیشک	جب چکھاتے ہیں

نگہبان۔ آپ کے ذمے پیغام پہنچانے کے ہوا نہیں اور بے شک جب ہم انسان کو

الْإِنْسَانَ مِمَّا رَحِمَهُ قَرِحَ بِهَاءٍ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيْئَةٌ

الْإِنْسَانَ	مِمَّا	رَحِمَهُ	قَرِحَ	بِهَاءٍ	وَإِنْ	تُصِبْهُمْ	سَيْئَةٌ
انسان	اپنی طرف سے	رحمت	خوش ہو جاتا ہے اس	اور اگر	ہینے انھیں	کوئی برائی	

اپنی طرف سے رحمت کا نزلہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر انھیں اس کے بدلے کوئی برائی ہینے

بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ ﴿۳۸﴾

بِمَا	قَدَّمَتْ	أَيْدِيهِمْ	فَإِنَّ	الْإِنْسَانَ	كَفُورٌ
اس کے بدلے	آگے بھیجا	ان کے ہاتھوں	تو بیشک	انسان	بڑا ناشکرا

جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے۔

﴿۳۶﴾ اور ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا جو ان سے عذاب الہی کو دفع کرے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کے لئے دنیا میں کوئی راستہ حق کی طرف نہیں اور نہ آخرت میں جنت ملنے کی کوئی صورت ہے۔

﴿۳۶﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءٍ يَتَخَرَّوْهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَي غَيْرَهُ يَدْفَعُهُ عَنِ ابْنِهِ عَنْهُمْ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۝ طَرِيقٌ إِلَى الْحَقِّ فِي الدُّنْيَا وَإِلَى الْجَنَّةِ فِي الْآخِرَةِ

﴿۳۷﴾ اپنے رب کا حکم مانو یعنی اس کی توحید اور زندگی پر قائم رہو پہلے اس سے کہ وہ دن آوے گا اس کے لئے اللہ کی طرف واپسی کا حکم نہیں۔ یعنی جب وہ دن آجاوے گا تو لوٹ نہ سکے گا۔ مراد اس دن سے قیامت کا دن ہے۔

﴿۳۷﴾ اسْتَجِيبُوا لِلرَّبِّ كَمَا أَجِيبُوا بِالَتَّوْحِيدِ وَالْعِبَادَةِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ هُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ لِأَمْرٍ لَهُ مِنَ اللَّهِ أَي أَنَّهُ إِذَا أَتَى بِهِ لَا يَرْدُّهُ مَا لَكُمْ مِنْ مَسْئَلٍ تَلْتَمِسُونَ إِلَيْهِ يَوْمَ مَعِينٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ ۝ إِنَّكَ لَبِذُنُوبِكُمْ فَإِنْ أَعْرَضُوا عَنِ الْإِجَابَةِ فَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَفِظًا نَحْفَظُ أَعْمَالَهُمْ بَأَنَّ نَوَافِقَ الْمَطْلُوبِ مِنْهُمْ إِنَّ مَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلْغُ وَهَذَا

تمہارے لئے اس دن کوئی جائے پناہ نہیں جہاں تم پناہ پکڑو اور نہ تم اپنے گناہوں کا انکار کر سکو گے۔

پھر اگر وہ منہ پھیریں تیری بات کے ماننے سے تو ہم نے تجھ کو ان کے عملوں کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے عمل موافق مطلوب کے ہو جاویں۔ اور جو ان کی پیدائش سے مقصود ہے وہ حامل ہو جاوے۔ تیرا کام صرف پہنچانا ہے (یہ حکم امر جہاد سے پہلا ہے۔)

اور بے مشبہ ہم جس وقت آدمی کو اپنی رحمت عطا کرتے ہیں یعنی اس کو نعمت بخشدستی اور دولت مندی کی دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور اگر ان کو کوئی کمینیت اور بلا پیش آتی ہے بسبب ان کے بد عملوں کے تو وہ ناشکری کرتے ہیں اس انعام کی جو پہلے ان پر ہوا۔

قَبْلَ الْأُمُورِ بِالْجِبَالِ وَإِنَّا  
إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رِخْوَةً  
نِعْمَةً كَانَتْ لِعَيْنِهِ وَالصَّاعَةَ فَخِرًا  
بِهَاءٍ وَإِن تَصْبِهِمُ الْقَمِيرُ  
لِلْإِنْسَانِ يَاعْتَبَارًا لِّجَنَسِ  
سَيِّئِهِ بَلَاءٌ بِمَا قَدَّمْتُ  
أَيْدِيَهُمْ أَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ  
لِأَنَّ الْكُفْرَ الْإِفْعَالُ تَزَاوُلٌ بِهَا هَاتَانِ  
الْإِنْسَانُ كَفُورٌ ۝ لِلنَّعْمَةِ

## تشریح

(۳۶) جو ہدایت کا طالع ہو اس کے لئے دنیا میں | ایسے لوگ جو سچائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں  
ہدایت نہ آخرت میں نجات

ایسے لوگوں کا کوئی حامی اور سرپرست نہ ہوگا جو اللہ کے معاملے میں ان کی مدد کرے۔ جب انسان ہدایت کا طلبگار نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ہدایت نہیں کرتے اور اسے گمراہی میں پڑے رہنے دیتے ہیں اور جسے اللہ گمراہی میں پھینکے اس کے لئے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

(۳۷) نہ ملنے والا دن آنے سے پہلے اپنے رب کی بات مان لو | اللہ تم انسان کے رب ہیں اس کے پروردگار اس پر مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میرے بندے میری ہدایت کو قبول کر کے میرے انعامات کے مستحق بنیں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس کو نالاد جا سکے گا نہ اللہ تم اس کو ٹالیں گے اور نہ کسی دوسرے میں یہ طاقت ہے کہ اسے ٹال سکے اس دن کے آنے سے پہلے اللہ کی ہدایت کو قبول کر لو۔ دنیا میں تو عذاب ٹل بھی جاتا ہے اللہ تعالیٰ مہلت دے دیتے ہیں کہ شاید میرا بندہ سنبھل جائے مگر وہ دن جو فیصلے کا ہوگا اس دن عذاب ٹالنے نہ ملے گا۔

(۳۸) رسول کی ذمہ داری پہنچانا ہے منوانا نہیں | اگر سمجھانے اور خبردار کرنے کے باوجود لوگ نہیں مانتے تو آپ کا کام پہنچانا ہے زبردستی منوانا نہیں ان کے انکار پر آپ غمگین نہ ہوا کریں۔ عمومی طور پر انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کچھ انعام اور احسان فرمادیں اور انھیں دنیا کی کچھ دولت حاصل ہو جائے تو وہ چھپورے پن پر اتر آتے ہیں اور آپے میں نہیں رہتے اور اگر انھیں سمجھا کر راہ راست پر لانے کی کوشش کی جاتی ہے تو سن کر نہیں دیتے مگر جب ان کے اپنے کرتوتوں کی بدولت کوئی افتاد پڑ جاتی ہے اور کسی پریشانی میں پھنس جاتے ہیں تو ہماری نصیحتوں کو بھول کر ناشکرے پن پر اتر آتے ہیں اور یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ جس حالت میں مبتلا ہوئے ہیں اس میں ان کا اپنا کتنا قصور ہے۔ ایسے لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ نہ خوش حالی میں ان کی اصلاح ہوتی ہے اور نہ بد حالی سے سبق حاصل کرتے ہیں۔

البتہ مخلص اہل ایمان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ وہ منراخی کی حالت میں شکر گزار ہوتے ہیں اور سختی کی حالت میں صبر کرتے ہیں اور کسی حالت میں اللہ کے انعامات اور احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔

لِللّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُخْلُقُ مَا يَشَاءُ

اللہ	ملک	السموات	والارض	یخلق	ما یشاء
اللہ کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین	وہ پیدا کرتا ہے	جو وہ چاہتا ہے

اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۔ جو وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ اِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ

یہب	لمن	یشاء	اناثا	ویہب	لمن	یشاء
وہ عطا کرتا ہے	جس کے لئے وہ چاہتا ہے	بیٹیاں	اور عطا کرتا ہے	جس کے لئے وہ چاہتا ہے	وہ عطا کرتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے

وہ عطا کرتا ہے جس کو وہ چاہے بیٹیاں، اور وہ عطا کرتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے

الذَّكُوْرَ ۝۴۹ اَوْ يَزُوْجِهِمْ ذُكْرًا وَّ اِنَاثًا وَّ

الذکور	۝۴۹	او یزوجہم	ذکرا	واناثا	و
بیٹے	یا انھیں جمع کر دیتا ہے انھیں	بیٹے	اور بیٹیاں	اور	اور

بیٹے، یا انھیں جمع کر دیتا ہے (جوڑے دیتا ہے) بیٹے اور بیٹیاں اور

يَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيْمًا ۝۵۰ اِنَّهُ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۵۱ وَمَا كَانَ

یجعل	من یشاء	عقیما	انہ	علیم	قدیر	وما کان
کر دیتا ہے	جس کو وہ چاہتا ہے	بانجھ	بیشک وہ	جاننے والا	قدرت رکھنے والا	اور نہیں ہے

جس کو وہ چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ جاننے والا، قدرت رکھنے والا ہے۔ اور کسی بضر

لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحِيًّا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ

لبشر	ان یشاء	اللہ	الا وحیا	او	من ورائی
کسی بشر کو	کہ اس سے کلام کرے	اللہ	مگر وحی سے	یا	پچھے سے

کو (بجائے) نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی (اشارے) سے یا پردے کے

حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيْ بِاٰذَانِهِ مَا يَشَاءُ

حجاب	او یرسل	رسولا	فیوحی	بآذینہ	ما یشاء
ایک پردہ	یا وہ بھیجے	کوئی فرشتہ	پس وہ وحی کرے	اس کے حکم سے	جو وہ چاہے۔

پچھے سے، یا وہ کوئی فرشتہ بھیجے، پس وہ اس کے حکم سے جو (اللہ) چاہے وہ وحی کرے (پیغام پہنچاوت)

## إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝۵۱

إِنَّهُ	عَلَىٰ	حَكِيمٍ
بے شک وہ	بلند تر	حکمت والا
بے شک وہ بلند تر، حکمت والا ہے۔		

۴۹) اللہ کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے

۵۰) یادوں عطا فرماتا ہے یعنی لڑکیاں اور لڑکے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ کرتا ہے کہ اس کے نہ لڑکی ہونے لڑکا۔

بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ پیدا فرماتا ہے قدرت والا ہے جو چیز چاہے پیدا کرے۔

۵۱) اور آدمی کی شان کے یہ مناسب نہیں کہ اس سے اللہ باتیں کرے مگر اس طرح کہ خواب میں اس کی طرف وحی بھیجے اور بطور اہسام کے اس کے جی میں کوئی آقا، عقائد فرمائیے یا پس پر وہ اس سے باتیں کرے۔ بائیں طور کہ وہ شخص اللہ کے کلام سنے اور اس کو نہ دیکھے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا یا یہ کہ فرشتہ اس کی طرف بھیجے جیسے جبریل پس وہ اس سے کلام کرے اذن ملائکہ سے جو کچھ اللہ چاہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ برتر ہے صفات ممکنات سے حکمت والا اپنے افعال میں۔

۴۹) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْتَبُ لِمَنْ يَشَاءُ

مِنَ الْاَوْلَادِ اِنَّا نُنَاثِرُ

بِمَهْتَبٍ لِمَنْ يَشَاءُ اَلَّذِي كُوِّنَ

اَوْ يُزَوِّجُهُمْ اَوْ يَجْعَلُهُمْ

ذَكَرًا اَوْ اُنَاثًا وَيَجْعَلُ

مَنْ يَشَاءُ عَقِيْمًا ۗ وَلَا يَلِدُ

وَلَا يُؤَلِّدُ لَهٗ اِنَّهُ عَلِيْمٌ

بِمَا خَلَقَ قَدِيْرٌ ۝ عَلٰٓمًا مَّا يَشَاءُ

۵۱) وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ

اَللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّوحِيَ اِلَيْهِ وَحْيًا

فِي الْمَنَامِ اَوْ بِالْاِلْهَامِ اَوْ اِلَّا مِنْ وَّرَآءِ

حِجَابٍ بِاَنْ يُسَمِعَ كَلَامَهُ وَلَا يَرٰهُ كَمَا وَقَعَ

لِمُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ اِلَّا اَنْ يُرْسِلَ

رَسُوْلًا مِّنْكَ كَجِبْرِیْلِ فَيُوحِيَ الْوَسُوْلَ

اِلَى الْمُرْسَلِ اِلَيْهِ اَنْ يُّكَلِّمَهُ بِاِذْنِهِ

اِنَّ اِلٰهَ مَا يَشَاءُ ۗ اَللّٰهُ اِنَّهُ

عَلِيْمٌ ۝ عَنْ صِفَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ

حَكِيْمٌ ۝ فِيْ صُنْعِهِ

### تشریح

۴۹) زمین اور آسمان کی ہر چیز بر بادشاہی اللہ کی ہے | زمین آسمان اور اس کے درمیان میں جو بھی چیز ہے سب کی بادشاہی کا مالک ہے سختی اور نرمی ہر حالت میں اس کی سلطنت میں اسی کا حکم چلتا ہے۔ یہ حکومت نہ دنیا کے نام نہاد بادشاہوں کو ملی ہے نہ سرداروں کو نہ ولیوں اور نبیوں کو۔ ہر ہر چیز کا مالک اکیلا بلا شریک غیر سے اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ شہنشاہ مطلق ہے کوئی انسان کیا بڑے سے بڑا دنیاوی اقتدار کا مالک سمجھا جاتا ہو کبھی اس پر قادر نہیں ہو سکا کہ اپنی خواہش کے مطابق دوسروں کے یہاں تو کیا اپنے یہاں بھی اولاد پیدا کر سکے۔ وہ جسے چاہتا ہے لڑکیاں



دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔

۵۰) اولاد دینا: دینا اسی کے قبضے میں ہے اور جسے چاہے اولاد دے۔ لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دے اور جسے چاہے بانجھ بنا دے۔ وہ سب جانتا ہے اور ہر چیز پر قدرت دار ہے وہ مختارِ کُل ہے۔

۵۱) اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے علم "وحی" اور "ایمان" عربی زبان کے لفظ ہیں جس کے معنی عطا فرماتا ہے اور وحی کی کئی شکلیں ہوتی ہیں | ہیں "جلدی سے کوئی اشارہ کر دینا؟"

وحی انسان کے لئے وہ اعلیٰ ترین ذریعہ علم ہے جو اسے اس کی زندگی کے متعلق ان سوالات کے جوابات فراہم کرتا ہے جو عقل اور حواس کے ذریعہ حل نہیں ہوتے۔ لیکن ان کا علم حاصل کرنا اس کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو وحی کے ذریعے جو علم عطا فرماتے ہیں اس کے کئی طریقے ہیں۔

○ کبھی وحی قلب کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ براہِ راست نبی کے قلب کو مسخر فرما کر اس میں کوئی بات ڈال دیتے ہیں۔ یہ کیفیت بیداری میں بھی ہو سکتی ہے اور خواب میں بھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم اسی طرح دیا گیا تھا۔

○ وحی کا دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ براہِ راست ہم کلامی کا شرف عطا فرماتا ہے جیسے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہوا وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا (اللہ نے موسیٰ سے خوب باتیں کیں)۔ یا خاتم الانبیاءؐ کو ایسے الہامی میں اسی طرح ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔

○ وحی کی تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ کا فرشتہ پیغام پہنچاتا ہے۔ بعض اوقات یہ فرشتہ نظر نہیں آتا صرف آواز سنائی دیتی ہے اور کبھی وہ انسانی شکل میں آکر پیغام پہنچاتا ہے۔ سورہ شوریٰ کی مذکورہ آیت میں وحی کی انہی تینوں قسموں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

○ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حارث بن ہشام نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا:-

أَحْيَانًا يَا بُنَيَّ مِثْلُ جَلِصَلَةٍ الْخَبْرِيٍّ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ فَيَقْصِمُ عَنِّي  
وَتَذْوَ عَيْتٌ مَأْتَالٌ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ بِي الْمَلَكُ رَجُلًا

(کبھی تو مجھے گھنٹی کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وحی کی یہ صورت میرے لئے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے پھر جب یہ سلسلہ ختم ہوتا ہے جو کچھ آواز میں کہا ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آجاتا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رضی فرماتے ہیں کہ سلسلہ الجرس (گھنٹی کی آواز) سے جو تشبیہ دی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو آواز کے تسلسل کی وجہ سے گھنٹی سے تشبیہ دی گئی ہے اور دوسرے اس اعتبار سے کہ گھنٹی جو مسلسل بج رہی ہو تو عموماً سننے والے کو اس کی آواز کی سمت متعین کرنا مشکل ہوتا ہے کیوں کہ اس کی آواز ہر طرف سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اور باری تعالیٰ جہت اور مکان سے پاک ہے۔ اس لئے کلام الہی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی آواز ایک سمت سے نہیں آتی بلکہ ہر جہت سے آتی ہے۔

وَكذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ

وَكذَلِكَ	أَوْحَيْنَا	إِلَيْكَ	رُوحًا	مِّنْ أَمْرِنَا	مَا كُنْتَ
اور اسی طرح	ہم نے وحی کیا	تمہاری طرف	قرآن	اپنے حکم سے	تم نہ تھے

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے قرآن کو وحی کیا۔ آپ نہ جانتے تھے

تَدْرِى مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي

تَدْرِى	مَا الْكِتَابُ	وَلَا الْإِيمَانُ	وَلَكِنْ	جَعَلْنَاهُ	نُورًا	نَّهْدِي
جانتے	کیا ہے کتاب	اور نہ ایمان	اور لیکن	ہم نے بنا دیا ہے	نور	ہم ہدایت دیتے ہیں

کتاب کیا ہے؟ اور نہ ایمان (کی تفصیل) لیکن ہم نے اسے نور بنا دیا، اس سے ہم اپنے

بِهِ مَن تَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ

بِهِ	مَن تَشَاءُ	مِنْ عِبَادِنَا	وَإِنَّكَ	لَتَهْدِي	إِلَى	صِرَاطٍ
اس سے	جس کو تم چاہتے ہیں	اپنے بندوں میں سے	اور بیشک تم	مزدور رہنمائی کرتے ہو	طرف	راستہ

بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، اور بے شک آپ مزدور رہنمائی کرتے ہیں سیدھے

مُسْتَقِيمٌ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

مُسْتَقِيمٌ	صِرَاطِ	اللَّهِ	الَّذِي لَهُ	مَا فِي	السَّمٰوٰتِ	وَ
سیدھا	راستہ	اللہ کا	وہ جس کے لئے	جو کچھ	آسمانوں میں	اور

راستہ کی طرف (یعنی) اللہ کا راستہ، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور

مَا فِي الْأَرْضِ ۗ إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿۵۳﴾

مَا	فِي الْأَرْضِ	إِلَّا	إِلَى اللَّهِ	تَصِيرُ	الْأُمُورُ
جو کچھ	زمین میں	یاد رکھیں	اللہ کی طرف	بازگشت	تمام کام

جو کچھ زمین میں ہے، یاد رکھیں تمام کاموں کی بازگشت اللہ کی طرف ہے۔

﴿۵۲﴾ اور ہم نے جس طرح اور پیغمبروں کی طرف وحی بھیجی اسی طرح تیری طرف قرآن اتارا اپنے امر سے کہ جس سے دل مرودہ نڈھوتے ہیں۔

تو نہیں جانتا تھا پہلے اس سے کہ تیری طرف وحی آوے، کہ تیرا آن کیا ہے۔ اور نہ ایمان

﴿۵۲﴾ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ رُوحًا هُوَ الْقُرْآنُ بِهِ نَبِّئُكَ بِهِ الْقُلُوبُ مِمَّنْ أَمْرِنَا الَّذِي تُوْحِيهِ إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَدْرِى لَعْرَفٌ قَبْلَ التَّوْحَىٰ إِلَيْكَ مَا

کے احکام اور نشانیوں کو جانتا تھا۔

لیکن ہم نے اس قرآن کو نور بنایا کہ ہم اس سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اپنے بندوں میں سے۔ اور بے شبہ تو بلاتا ہے اس قرآن سے جو تیری طرف بھیجا گیا راہ مستقیم یعنی دین اسلام کی طرف۔

كُنْتَ تَدْرِي نَعْرِفَ قَبْلَ الْوَحْيِ إِلَيْكَ  
مَا الْكِتَابُ الْقُرْآنُ وَلَا الْإِيمَانُ أَمْ  
شِرَافَةَ وَمَعَالِمَهُ وَالشُّعْرُ مَعْتَقٌ لِلْفَعْلِ  
عَنِ الْعَمَلِ أَوْ مَا بَعْدَهُ سُدًّا مَسَدًا  
الْمَفْعُولِينَ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ آيَةً لِّلرُّوحِ  
أَوَّلَ الْكِتَابِ نُوْرًا تَهْدِي بِهِ مَن  
نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ  
لَتَهْدِي كَذَّبَ عَوَابِلُ لِّلنُّسُوحِ  
إِلَيْكَ إِلَى صِرَاطٍ طَرِيقِ  
مُسْتَقِيمٍ ۝ دِينِ الْإِسْلَامِ

(۵۲) کہ جو راستہ ہے اللہ کا جس کی بلک اور مخلوق اور بندے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں۔ آگاہ رہو اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کرتے ہیں۔

صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي  
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ دَمْرًا  
وَخَلْقًا وَعَبِيدًا ۝ إِلَّا إِلَى اللَّهِ تُصِيرُ  
الْأُمُورُ ۝ تَرْجِعُ

### تشریح

(۵۲) قرآن بذریعہ وحی نازل ہوا ہے | ہم نے قرآن کو اسی طرح بذریعہ وحی تمہارے اوپر نازل کیا ہے جس کو وحی کی صورتوں میں سے ایک صورت میں روح الامین ہمارے معتمد فرشتے ہمارے حکم سے تمہارے پاس لے کر آتے رہے ہیں۔ یہ قرآن تمہارے لئے ایک روشنی ہے جس سے ہم اپنے بندوں کو جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں۔ اس قرآن سے پہلے آپ کو معلوم نہیں تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے ایمان کیا ہوتا ہے۔ نہ آپ نے کبھی کتاب الہی کا ذکر سنا تھا نہ آپ کو معلوم تھا کہ فلاں فلاں چیزیں پر ایمان لانا چاہئے نبوت سے سرفراز ہونے سے پہلے تک آپ کے ذہن میں کوئی تصور نہیں تھا کہ آپ کو کوئی کتاب ملنے والی ہے یا ملنی چاہئے آپ آسمانی کتابوں اور ان کے مضامین کے تعلق سے کچھ نہ جانتے تھے۔ آپ کو اللہ پر ایمان تو ضرور حاصل تھا مگر آپ شعوری طور پر اس تفصیل سے واقف نہ تھے کہ انسان کو اللہ کے متعلق کیا کیا باتیں ماننی چاہئیں اور نہ آپ کو یہ معلوم تھا کہ ملائکہ، نبوت، کتب الہی اور آخرت کے متعلق بہت سی باتوں کا ماننا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب باتوں سے واقف کرایا اور بے شک آپ لوگوں کو سیدھے راستے کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

(۵۳) سیدھا راستہ مالک ارض و سما کا راستہ | یہ سیدھا راستہ جس کی طرف آپ لوگوں کی رہنمائی کر رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے جو مالک ارض و سما کا راستہ ہے جو ایک ایک چیز کا بلا شرکت غیرے مالک ہے اور دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ کے حضور میں پیش ہوتا ہے اور اسی کے دربار میں یہ فیصلہ ہوگا کہ کس کا کیا انجام ہونا ہے۔

۴۳

## الزُّخْرُفُ

ترتیب تلاوت	○	۴۳	○
ترتیب نزول	○	۶۳	○
مکی / مدنی	○	مکی	○
تعداد آیات	○	۸۹	○
تعداد کلمات	○	۷	○
تعداد الفاظ	○	۸۴۳	○
تعداد حروف	○	۳۶۵۶	○

اس سورۃ کی آیت ۲۵ میں "زُخْرُفًا" کا لفظ آیا ہے اسی سے لے کر اس سورۃ کا نام "زخرف" رکھا ہے جس کے معنی سونا چاندی کے آتے ہیں۔ یعنی وہ سورۃ جس میں لفظ زخرف آیا ہے۔

اس سورۃ کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ سورۃ مومن، خم سجدہ اور سورۃ شوریٰ تقریباً ایک ہی زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ جب کہ مخالف آپ کی جان تک کے درپے ہو گئے تھے۔ اور آپ پر جان لیوا حملہ ہو بھی چکا تھا۔

سورۃ کے ابتدا میں بتایا گیا ہے کہ مخالفین حق میں قریش سب سے آگے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کا نازل ہونا رک جائے۔ اس کے لئے وہ فتنہ پردازیاں کر رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کسی بھی زمانے میں فتنہ پردازوں کی وجہ سے انبیاء کو بھیجنا اور کتابوں کا اتارنا بند نہیں کیا بلکہ ان ظالموں کو سزا دی ہے جو سچائی کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

○ ان کے جاہلانہ عقائد کی نامعقولیت بڑے حکیمانہ طریقے سے ظاہر کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ایک طرف تو تم لوگ یہ مانتے ہو کہ ہمارا اور کائنات کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ یہ تسلیم کرنے کے باوجود اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہو۔

کتنی نامعقول بات ہے کہ تم فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے ہو۔ بھلا کہاں سے پتہ لگا کہ فرشتے مؤنث ہوتے ہیں پھر تم نے کیسے جان لیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اپنے لئے تو تم بیٹیوں کا ہونا باعث ننگ سمجھتے ہو اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتا کر عورتوں کے کپڑے پہنا کر، دیویوں کا روپ دے کر ان کی پوجا کرتے ہو۔

○ ان نامعقول عقیدوں کے ساتھ تم اس معقول دین کی مخالفت کر رہے جس کو حضرت محمد اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ نہ اللہ کے کوئی اولاد ہے نہ معبود ہونے میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی ایسا سنگ ہے جو جان بوجھ کر نافرمانی کرنے والوں کو اللہ کی پکڑ سے بچا سکے۔

○ قرآن عربی زبان میں ہے یہ نہایت بلند مرتبہ کتاب ہے۔ ہر طرح کی تبدیلی سے محفوظ ہے اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اللہ تعالیٰ کا مطالبہ ہے۔

○ حضرت ابراہیم ؑ نے اپنی قوم اور اپنے والد کو مشرک سے باز رہنے کی نصیحت کی تھی اس کا بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ تم لوگ اپنے آپ کو دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہو پھر بھی شرک میں مبتلا ہو۔

○ بتایا گیا ہے کہ نبی ؑ کا راستہ وہی ہے جو دوسرے نبیوں کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی بھی نبی اور رسول نے نہیں دی۔ اس سلسلے میں حضرت موسیٰ ؑ اور ان کے معجزات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ کا دوبارہ دنیا میں آنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگا۔

○ بتایا گیا ہے کہ جنت کی نعمتوں میں سب سے اعلیٰ نعمت اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا اہل جنت کے لئے سب سے بڑا انعام ہوگا۔

آیات ۱۹

۴۳

سُورَةُ الزُّحْرِ فِكِّيَّةٌ

۶۲

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الشر کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان سے

حَمِّۙ ۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۲ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ

حَمِّۙ	وَالْكِتٰبِ	الْمُبِیْنِ	اِنَّا	جَعَلْنٰهُ	قُرْاٰنًا	عَرَبِیًّا	لَّعَلَّكُمْ
حَم	قسم ہے کتاب	واضح	بیشک ہم	ہم نے بنایا	قرآن	عربی زبان	تا کہ تم

ماہم قسم ہے واضح کتاب کی بے شک ہم نے اسے بنایا عربی زبان میں قرآن، تا کہ تم

تَعْقِلُوْنَ ۳ وَاِنَّهٗ فِیْ اَمْرِ الْكِتٰبِ لَدٰیۤنَا لَعَلٰی حٰكِمٌ ۴ ط

تَعْقِلُوْنَ	وَاِنَّهٗ	فِیْ	اَمْرِ الْكِتٰبِ	لَدٰیۤنَا	لَعَلٰی	حٰكِمٌ
سمجھو	اور بیشک وہ	میں	اصل کتاب (لوح محفوظ)	ہمارے پاس	بلند مرتبہ	با حکمت

سمجھو اور بے شک وہ (قرآن) ہمارے پاس لوح محفوظ میں ہے بلند مرتبہ، با حکمت۔

سورہ زحرف مکی ہے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ آیتہ  
وَاَسْأَلُ مَنْ اَرْسَلْنَا الِیْمٰنِیْنَ ہے باقی تمام سورہ  
مکی ہے۔ اس سورہ میں نواسی آیتیں ہیں۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔ شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخش والا اور نہایت مہربان ہے۔

- ۱ حَمِّۙ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان حرف سے ارادہ کیا۔
- ۲ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔ الواضح المقوم ہے قرآن کی جو راہ ہدایت ظاہر کرنے والا اور بیان کرنے والا ہے، ان امور کو جن کی فریبت میں احتیاج ہے۔
- ۳ بے شک ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں بنایا تا کہ تم اسے مکہ والو اس کے معانی کو سمجھو۔

سُورَةُ الزُّحْرِ فِكِّيَّةٌ و  
فِیْلِ اِلَّا وَاَسْأَلُ مَنْ اَرْسَلْنَا  
الِیْمٰنِیْنَ تَسْعُ وَاَسْأَلُ مَنْ اَرْسَلْنَا  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

- ۱ حَمِّۙ ○ اللہ اعلم بمراد یہ
- ۲ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ○
- ۳ اِنَّا جَعَلْنٰهُ اَوْجَدْنَا الْكِتٰبَ  
قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا بِلُغَةٍ  
الْعَرَبِ لَّعَلَّكُمْ یَا اَهْلَ  
مَكَّةَ تَعْقِلُوْنَ ○ تَفْهَمُوْنَ  
مَعَانِیْہِ

۴ وَاِنَّهٗ مُتَّبِعٌ فِیْ اَمْرِ الْكِتٰبِ

۴ اور بالتحقیق یہ قرآن ہمارے پاس لوح محفوظ میں ثابت

اور لکھا ہوا ہے عالی مرتبہ والی ان کتابوں سے  
جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

بڑی حکمت والا ہے۔

أَصْلُ الْكِتَابِ أَيْ التَّوْحُودِ  
الْمُحْفَظُ الَّذِي نَبَأَ بَدَلًا  
عِنْدَنَا تَعْلِيمًا عَلَيْهِ  
الْكِتَابُ قَبْلَهُ حَكِيمًا ○  
ذُو حِكْمَةٍ بِالْعَنَةِ

### تشریح

۱ حٰحٰ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے اور اس کو حٰ اور مبینہ الگ الگ کر کے  
پڑھا جاتا ہے۔

۲ قسم یہ اس کتاب مبین کی کہ اس کے مصنف ہم ہیں | یہ کتاب مبین، یہ کھلی کتاب حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی غیر مبہم اور  
واضح مضامین پر مشتمل یہ کتاب جو تمہارے سامنے ہے اس کے مصنف محمد نہیں بلکہ ہم خود ہیں۔ ہم نے ہی یہ  
کتاب نازل کی ہے۔ اور یہ کتاب خود اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اس کا لکھنے والا کوئی  
انسان نہیں بلکہ انسانوں کا خالق اللہ ہے۔

۳ تمہیں آسانی سے بھاننے کے لئے | کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تم اس کو آسانی کے  
یہ کتاب۔ عربی زبان میں ہے۔ | ساتھ سمجھ سکتے ہو اور پھر سمجھ کر تمہارے ذریعے سے دنیا کی  
قومیں اس کو سمجھ سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا ہے۔ کیوں کہ یہ تمہاری  
اپنی زبان ہے اور اس کتاب کی قدر و منزلت کا اندازہ کرنے میں تمہیں کوئی دقت  
پیش نہیں آسکتی۔

۴ قرآن وہ حقیقت پیش کرتا ہے جو ام الکتاب | اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف زمانوں میں مختلف ملکوں اور  
بلند مرتبہ والی کتاب میں ثبت ہے۔ | قوموں کی ہدایت کے لئے مختلف انبیاء پر مختلف زبانوں

میں کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں مگر ان سب میں دعوت ایک ہی سچائی کی طرف دی گئی ہے۔ ہر  
کتاب میں خیر و شر کا ایک ہی معیار پیش کیا گیا ہے، انسانی اخلاق اور تہذیب کے ہر زبان میں  
ایک ہی اصول بیان کئے گئے ہیں اور ایک ہی دین یہ سب کتابیں لے کر آئی ہیں۔ یہ اصل حقیقت  
جو اللہ تعالیٰ کے یہاں "ام الکتاب" بنیادی کتاب میں ثبت ہیں جب اور جیسے ضرورت پیش  
آتی ہے موقع کی مناسبت سے خاص عبارت اور خاص زبان میں اسی حقیقت اور سچائی کو پیش کیا گیا  
ہے۔ یہ ہے وہ ام الکتاب وہ حقیقت اور وہ صداقت جو ہمیشہ سے ایک ہے اور  
ایک ہی رہی ہے۔ اسی کو سورہ بروج میں "لوح محفوظ" اور سورہ واقع میں "کتاب مکون" کہا گیا ہے۔  
اسی کو سورہ شعراء میں "نہض زبر الازلین" فرمایا گیا ہے۔

یہ بڑی بلند مرتبہ، حکمت سے لبریز کتاب ہے جس کی مصنف وہ عالی شان ذات والا قدر ہے  
جس کے وجود امتدس نے اس کتاب کو بلندی دی ہے۔ یہ کسی کے گرانے سے گرنے والی نہیں ہے۔ اگر  
تم نے اس کی نافرمانی کی تو تم خود ہی اپنے شرف کا ایک موقع کھود دے گے۔

أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا

أَفَنَضْرِبُ	عَنْكُمْ	الذِّكْرَ	صَفْحًا	أَنْ	كُنْتُمْ	قَوْمًا
کیا ہم ہٹالیں	تم سے	نصیحت	یا اعراض کر کے	کہ	تم ہو	لوگ
کیا ہم یہ نصیحت تم سے			کر کے اس لئے ہٹالیں کہ تم حد سے گزرنے			

مُسْرِفِينَ ۵ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ ۶

مُسْرِفِينَ	وَكَمْ +	أَرْسَلْنَا	مِنْ نَبِيِّ	فِي الْأَوَّلِينَ
حد سے گزرنے والے	اور بہت	بھیجے ہم نے	نبی	پہلے لوگوں میں
دلے لوگ ہو۔ اور ہم نے پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجے۔				

۵ پس کیا ہم روک لیں قرآن کو اور اس کے اوامردنواہی کی تم کو خبر نہ کریں۔ اس وجہ سے کہ تم لوگ شرک میں گرفتار حد سے بڑھے ہوئے ہو۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا۔

۵ أَفَنَضْرِبُ نَسَبَكُ عَنْكُمُ  
الذِّكْرَ الْقُرْآنَ صَفْحًا  
إِمْسَاكًا فَلَا تَكُونُوا مَرْزُوقًا  
تُنْهَوْنَ لِأَجْلِ أَنْ كُنْتُمْ  
قَوْمًا مُسْرِفِينَ ○

۶ اور ہم نے بہت سے پیغمبر پہلے لوگوں میں بھیجے۔

۶ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ  
فِي الْأَوَّلِينَ ○

### تشریح

۵ کیا تمہاری زیادتیوں کی وجہ سے ہم اس وحی کو روک دیں گے | انسانیت کی اعلیٰ و تدریس پیش کرنے والی، انسانی اخلاق کو بلند کرنے والی، انسانیت کو اونچا اٹھانے والی یہ کتاب جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمد پر نازل فرمائی ہے، کیا تمہاری ناشائستہ حرکتوں کی وجہ سے اس کا نازل کرنا بند کر دیا جائے گا؟ کیا تمہاری نالائقی کی وجہ سے درس نصیحت کے اس سلسلے کو ختم کر دیا جائے گا؟ کیا ایک قوم کو اس لئے پستی میں پڑا رہنے دیا جائے گا کہ اس قوم کے کچھ لوگ اپنی حدوں سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اللہ کی رحمت اور اس کی حکمت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ سعید روحوں کو راہ دکھلانے والی، اندھیروں میں بھٹکنے والی، اور روشنی دکھانے والی اس کتاب رحمت کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور یہ جاری رہے گا۔

۶ نبیوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے | گزری ہوئی قوموں میں بھی ہم نے بار بار نبی بھیجے ہیں۔ نبیوں کا آنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ شروع سے ہی اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ نبیوں کے ذریعے اللہ نے اپنی ہدایات بھیجی ہیں اور وہ مختلف قوموں میں اور مختلف ملکوں میں آتے رہے ہیں۔



وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤﴾

وَمَا يَأْتِيهِمْ	مِنْ نَبِيٍّ	إِلَّا	كَانُوا بِهِ	يَسْتَهْزِئُونَ
اور نہیں آیا ان کے پاس	کوئی نبی	مگر	وہ تھے اس سے	ٹھٹھا کرتے

اور ان کے پاس نہیں آیا کوئی نبی، مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرتے تھے۔

فَاهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَ مَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ﴿٥﴾

فَاهْلَكْنَا	أَشَدَّ	مِنْهُمْ	بَطْشًا	وَ مَضَىٰ	مَثَلُ	الْأَوَّلِينَ
پس ہم نے ہلاک کیا	سخت	ان سے	بکرا	اور گزر چکی	مثال (حالت)	پہلے

پس ہم نے ان (اہل مکہ) سے زیادہ سخت بکرا والے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور گزر چکی ہے پہلے لوگوں کی حالت

﴿٤﴾ وَمَا كَانَ يَأْتِيهِمْ آتَاَهُمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٥﴾

كَانَتْهُمْ نَزَاءً فَتَوَمَّلْ بِكَ وَهَذَا نَسِيئَةً لَكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿٥﴾ فَاهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ مِنْ قَوْمِكَ بَطْشًا وَ مَضَىٰ

وَ مَضَىٰ سَبَقَ فِي آيَاتِ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ﴿٥﴾ صِفَتُهُمْ

فِي الْأَهْلَاكِ فَعَابَهُ قَوْمَكَ كَذَلِكَ

﴿٤﴾ اور جو پیغمبران کے پاس آیا انھوں نے اس کے ساتھ استہزاء اور مذاق کیا جیسا کہ اے محمد تیری قوم تیرے ساتھ استہزاء کرتی ہے (اس میں تسلی دی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو)

﴿٥﴾ سو ہم نے ہلاک کیا ان میں سے ان لوگوں کو جو تیری قوم سے قوی تر اور سخت تھے۔

اور پہلے بیان ہی آیتوں میں صفت پہلے لوگوں کے ہلاک کرنے میں پس انجام تیری قوم کا بھی ایسا ہی ہو گا کہ وہ ہلاک کے جاویں گے۔

### تشریح

﴿٤﴾ نبیوں کے ساتھ بدسلوکی ہوتی رہی ہے | جہاں ہر زمانے میں جب جب ضرورت ہوئی انبیاء کرام بھیجے گئے اس کے ساتھ یہ بھی ہوا ہے کہ کسی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی آیا ہو اور لوگوں نے اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کی ہو۔ اگر یہ بے ہودگی اور کچھ لوگوں کی طرف سے یہ گری ہوئی حرکت نبی اور کتاب کے بھیجنے میں مانع ہوتی تو نہ کسی قوم میں کوئی نبی آتا اور نہ کوئی کتاب نازل کی جاتی۔ مگر لوگوں کی اس غلط روش کے باوجود اللہ تم کی طرف سے انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے کتابوں کے نازل ہونے کا سلسلہ جاری رہا کیونکہ اللہ کی رحمت کا تقاضا تھا کہ وہ اپنے بندوں کے لئے ہدایت کا سامان فرمائیں۔

﴿٥﴾ گزری ہوئی قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرو | چند لوگوں کی غلط روش کی وجہ سے تاریخ انسانی میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تم نے اپنے بندوں کو نبوت اور کتاب کی رہنمائی سے محروم کر دیا ہو بلکہ ہمیشہ ہی ہوا کہ جو باطل پرست اپنی طاقت کے نشے میں بدست ہو کر انبیاء کا مذاق اڑاتے تھے وہی تباہ ہو گئے۔ ایسے جھٹلانے والوں کی بہت سی مثالیں پیش کی جا چکی ہیں ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ آگے کی آیتوں میں اللہ تم کی عظمت اس کی قدرت اور کمال کی ان باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کو ایک حد تک مخالفین بھی تسلیم کرتے تھے۔

وَلَيْنٌ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

وَلَيْنٌ	سَأَلْتَهُمْ	مَنْ	خَلَقَ السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ
اور اگر	تم ان سے پوچھو	کس	پیدا کیا آسمانوں کو	اور زمین

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا؟

لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۙ

لَيَقُولُنَّ	خَلَقَهُنَّ	الْعَزِيزُ	الْعَلِيمُ
تو وہ ضرور کہیں گے	انھیں پیدا کیا	غالب	علم والا

تو وہ ضرور کہیں گے انھیں پیدا کیا ہے غالب، علم والا (اللہ) نے

۹ وَلَيْنٌ لَّامُ قَسَمٌ سَأَلْتَهُمْ  
مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ  
الْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ حُذِفَ  
مِنْهُ نَوْنُ التَّرْفِعِ لِتَوَالِي  
النُّونَاتِ وَوَاوِ الضَّمِيرِ  
لِلتَّقَاةِ السَّاكِنِينَ خَلَقَهُنَّ  
الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۙ اٰخِرُ  
حَبْوَابِهِمْ اٰى اَللّٰهُ ذُو  
الْعِزَّةِ وَالْعِلْمِ مَرَادُ  
تَعَالَى

۹ اور بیشک اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو، تو وہ کہیں گے

کہ پیدا کیا ان کو اللہ غالب عزت والا ہے۔ ان کا جواب یہاں ختم ہوا۔ حق تعالیٰ نے یہ اوصاف اور زیادہ بیان فرمائے۔

### تشریح

۹ تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ ہے | یہ لوگ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو ساجھی بنائے ہوئے ہیں، اگر ان لوگوں سے پوچھو کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ خود کہیں گے کہ انہیں اسی زبردست علیم ہستی نے پیدا کیا ہے۔ وہ ہستی جو ہر چیز پر قادر ہے ہر چیز سے باخبر ہے۔ ہر ایک کی ہر ایک ضرورت کا علم رکھنے والی ہے۔ اپنی مخلوق کی حاجت روا ہے وہی علیم وخبیر، وہی کامل قدرت والی ہستی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، اسی نے یہ زمین بنائی ہے، اسی نے یہ آسمان بنائے ہیں۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ

الَّذِي	جَعَلَ	لَكُمْ	الْأَرْضَ	مَهْدًا	وَجَعَلَ	لَكُمْ
وہ جس	بنایا	تہارکے	زمین	فرش	اور بنائے	تہارکے

وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا، اور تمہارے لئے اس میں بنائے

فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰﴾

فِيهَا	سُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُونَ
اس میں	راستے جمع بیل	تا کہ تم	تم راہ پاؤ

راستے، تا کہ تم راہ پاؤ۔

﴿۱۰﴾ وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا جیسا کہ لڑکے کے لئے گہوارہ اور صُولا آرام کرنے کا ہوتا ہے اور اس نے تمہارے لئے زمین میں راستے بنائے تاکہ تم اپنے سفروں میں اپنے مطالب کا لہرہ معلوم کرو اور وہاں پہنچ جاؤ۔

﴿۱۰﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا وَرَأْسًا كَأَنَّهُمْ لِلصَّبِيِّ وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا طُرُقًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۰﴾ إِلَى مَقاصِدِكُمْ مِنْ أَسْفَارِكُمْ

### تشریح

﴿۱۰﴾ زمین کو گہوارہ تمہارے لئے کس نے بنایا | وہی عظیم و خیر ہستی نا جس نے زمین کو تمہارے لئے گہوارہ بنا دیا۔ اس گہوارے میں انسان اس طرح آرام کر رہا ہے جیسے ایک بچہ آرام کے ساتھ پالنے میں لیٹا ہوتا ہے۔ زمین کا یہ گڑہ یہ گولا جو فضا میں لٹکا ہوا ہے اور ایک ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنے محور پر گھوم رہا ہے۔ مگر اس کے باوجود خالق ارض و سما نے اسے ایسا پرسکون بنا دیا ہے کہ یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ گولا فضا میں لٹکا ہوا ہے اور ہم سر کے بل اس پر نکلے ہوئے ہیں۔ ہم اطمینان سے اس پر چلتے پھرتے ہیں اس کا پیٹ چیر چیر کر اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔ وہی عظیم و خیر ہستی جس نے زمین پر راستے بنا دئے تاکہ تم اپنی منزل مقصود کی راہ پا سکو پہاڑوں کے بیچ بیچ میں دڑے پھر پہاڑی اور میدانی علاقوں میں دریا وہ قدرتی راستے ہیں جو اللہ نے زمین کی پشت پر بنا دیئے ہیں اگر یہ قدرتی راستے نہ ہوتے تو انسان کے لئے زمین پر نقل و حرکت آسان نہ ہوتی اگر کبھی قی و دق صحرا میں جانے کا اتفاق ہو جہاں سیکڑوں میل تک زمین ایک طرح کی ہو اور آدمی کو پتہ نہ چلے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچا ہے اس وقت اسے ان راستوں کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ ان امتیازی نشانات کے ذریعے تم اپنی منزل بھی پالیتے ہو اور اللہ کی قدرت اور کاریگری کو دیکھ کر ہدایت بھی حاصل کر سکتے ہو۔

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا

وَالَّذِي	نَزَّلَ	مِنَ السَّمَاءِ	مَاءً	بِقَدَرٍ	فَأَنْشَرْنَا
اور وہ جس	اتارا	آسمان سے	پانی	ایک اندازہ کے	پھرنده کیا ہم نے

اور وہ جس نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمانوں سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے زندہ کیا

بِهِ بَلَدَةٌ مَيِّتًا كَذَلِكَ تَخْرُجُونَ ۱۱

بِهِ	بَلَدَةٌ	مَيِّتًا	كَذَلِكَ	تَخْرُجُونَ
اس سے	شہر	مردہ	اسی طرح	تم نکالے جاؤ گے

مردہ شہر کو اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

۱۱ وہ اللہ ہے جس نے آسمان سے پانی برسا یا بقدر تہائی ضرورت کے۔ اور اس کو اس قدر نہیں برسا یا کہ طوفان ہو جائے۔

پس زندہ کیا ہم نے اس بارش سے شہر مردہ کو۔ اسی طرح تم قبروں سے زندہ کر کے نکالے جاؤ گے۔

۱۱ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ هِيَ أَيُّ بِقَدَرٍ حَاجَتِكُمْ إِلَيْهِ وَلَمْ يُنَزِّلْهُ طَوْفًا بَلَدًا هِيَ أَيُّ نَشَرْنَا أَحْيَيْنَا بِهِ بَلَدًا مَيِّتًا كَذَلِكَ هِيَ أَيُّ مِثْلُ هَذَا الْأَحْيَاءِ تَخْرُجُونَ ۱۱ مِّن قُبُورِكُمْ أَحْيَاءً

تشریح

۱۱ اللہ ہی آسمان سے مناسب مقدار میں پانی برساتا ہے | جہاں اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسانوں کا گوارہ بنا دیا ہے اور اس میں انسانوں کے لئے راستے بنا دئے ہیں اسی طرح آسمان کی طرف دیکھو تو پانی کی ایک مناسب مقدار جو اس کے علم اور حکمت کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے برساتا ہے۔ بارش کا نظام اللہ کی قدرت کی کھلی دلیل ہے اس میں ہر علاقے کے لئے بارش کی ایک اوسط مقدار متعین کر دی ہے جو مدت دراز تک سال بسال اسی طرح چلتی رہتی ہے اس کی حکمت یہ بھی ہے کہ زمین کے بعض حصوں میں خوب بارش ہوتی ہے اور بعض حصے بارش سے محروم رہتے ہیں اس پورے نظام پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا مکمل تصرف اور کنٹرول ہے۔ کسی کی طاقت نہیں ہے کہ اس نظام میں کوئی دخل اندازی کر سکے اور اس تقسیم میں کوئی فرق ڈال سکے۔

اللہ تعالیٰ اس بارش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ زمین اور سبزہ لہلہانے لگتا ہے سوکھی زمین شاداب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک دن مردہ انسانوں کو زندہ کر دیں گے اور وہ اپنی قبروں سے اُپے اٹھیں گے جیسے کبھی مرے ہی نہ ہوں

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ

وَالَّذِي	خَلَقَ	الْأَزْوَاجَ	كُلَّهَا	وَجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنَ
اور وہ جس	پیدا کئے	جوڑے	ان سب	اور بنائی	تمہارے لئے	سے

اور وہ جس نے ان سب کے جوڑے بنائے، اور تمہارے لئے بنائیں

الْفُلُكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿۱۲﴾

الْفُلُكِ	وَالْأَنْعَامِ	مَا تَرْكَبُونَ
کشتیاں	اور چوپائے	جس تم سوار ہوتے ہو۔

کشتیاں اور چوپائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

﴿۱۲﴾ وہ اللہ جس نے تمام اقسام و اصناف کو پیدا کیا۔ اور بنائیں تمہارے لئے کشتیاں اور چارپائے کہ جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

﴿۱۲﴾ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ  
الْأَصْنَافَ كُلَّهَا وَجَعَلَ  
لَكُمْ مِّنَ الْفُلُكِ الْسُّفُنَ  
وَالْأَنْعَامِ كَالْأَسْبَلِ مَا  
تَرْكَبُونَ ○ حُدِثَ  
الْعَابِدُ إِخْتِصَارًا وَهُوَ  
مَجْرُورٌ فِي الْأَوَّلِ أَيْ  
فِيهِ مَنْصُوبٌ فِي  
الْمَثَلِيِّ

تشریح

﴿۱۲﴾ ہر چیز کا جوڑے جوڑے پیدا کرنا، سمندروں میں کشتیاں چلانا اور جانوروں کو انسانوں کی سواری بنانا یہی اللہ کی قدرت کی نشانی ہے

نے تمام چیزوں کو جوڑے جوڑے مثلاً اور متقابل بنایا ہے۔ جیسے نوعِ انسانی میں مرد و عورت، حیوانا میں نر اور مادہ، اسی طرح نباتات میں بھی نر اور مادہ ہیں بلکہ دوسری بہت ساری چیزیں ہیں جن کو پروردگار نے ایک دوسرے کا جوڑ بنا یا ہے۔ اور ان کے ملنے سے نئی نئی چیزیں وجود میں آتی ہیں۔ عناصر کا بعض کا بعض سے جوڑ لگتا ہے اور بعض کا بعض سے جوڑ نہیں لگتا۔ اور ان کی ترکیب سے عجیب عجیب چیزیں وجود میں آرہی ہیں۔ جیسے بجلی میں (NEGATIVE اور POSITIVE) مثبت اور منفی

بجلیاں ایک دوسرے کا جوڑ ہیں اور ان کی کشش سے عجیب کرشمے سامنے آرہے ہیں۔

غرض پورے کارخانہ عالم میں صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی زبردست کاری گر کا بنایا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو سمند میں کشتیاں چلانے جہاز چلانے اور سواری کے لئے جانور استعمال کرنے کی قدرت دی ہے۔

لِئَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

لِئَسْتَوُوا	عَلَىٰ ظُهُورِهِ	ثُمَّ	تَذْكُرُوا	نِعْمَةَ	رَبِّكُمْ
تا کہ تم بیٹھو	ان کی پیٹھوں پر	پھر	تم یاد کرو	نعمت	اپنے رب

تا کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک طور سے بیٹھو، پھر تم یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو

إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ

إِذَا	اسْتَوَيْتُمْ	عَلَيْهِ	وَتَقُولُوا	سُبْحَانَ	الَّذِي	سَخَّرَ
جب	تم ٹھیک بیٹھ جاؤ	اس پر	اور تم کہو	پاک ہے	وہ ذات جس	مسخر کیا

جب تم اس پر ٹھیک بیٹھ جاؤ اور تم کہو پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے لئے مسخر (تالیع فرمان)

لِنَاهَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ ﴿۱۳﴾

لِنَا	هَذَا	وَمَا كُنَّا	لَهُ	مُقْرِبِينَ
ہمارے لئے	اس	اور نہ تھے	ہم اس کو	قربوں میں لانے والے

کیا اور ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے۔

﴿۱۳﴾ لِيَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ ذَكَرَ الْغَيْبِ  
وَجَمَعَ الظُّهُورَ لِنَظَرِ اللَّفْظِ مَا وَمَعْنَاهَا ثُمَّ  
تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ  
عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ  
لِنَاهَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ  
مُطَبِّقِينَ

﴿۱۳﴾ تا کہ تم ان کی پشتوں پر برابر بیٹھو۔  
پھر یاد کرو اپنے رب کا انعام جب کہ تم ان پر برابر  
ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور کہو کہ پاک ہے وہ اللہ جس نے ہمارے  
لئے ان جانوروں کو مسخر کر دیا۔ اور ہم میں ان کے  
مسخر کرنے کی طاقت نہ تھی۔

### تشریح

﴿۱۳﴾ احسان شناسی کا تقاضا۔ منعم حقیقی کی یاد ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منعم حقیقی کو یاد کرنا چاہیے اور احسانِ نعمت سے دل  
شکر نعمت کے جذبے سے لبریز ہونا چاہیے۔

اس آیت کے منشا کو سمجھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے سواری پر سوار ہوتے ہوئے جن اذکار و دعا کی تعلیم دی ہے ان  
سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نعمت دینے والے کو یاد رکھنا چاہیے۔ جہاں چہ حضرت علیؓ  
فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی ﷺ نے بسم اللہ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھا پھر سوار ہونے کے بعد فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ الَّذِي  
سَخَّرَ لِنَاهَذَا اَمْرًا بِمَا نَسَى الْاَلَا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي هـ  
فَاغْفِرْ لِي فَمَا رَأَيْتُ نَفْسِي تَقْبَلُ مَا يَكْفُرُ بِهَا اَمْرًا بِمَا نَسَى الْاَلَا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي هـ  
کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات بڑی پسند آتی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ بندہ میرا یہ جانتا ہے کہ میرے سوا مغفرت کرنے  
والا کوئی اور نہیں ہے۔

وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿۱۳﴾ وَجَعَلُوا آلَهُ مِنْ عِبَادِهِ

وَإِنَّا	إِلَىٰ	رَبِّنَا	لَمُنْقَلِبُونَ	وَجَعَلُوا	آلَهُ	مِنْ عِبَادِهِ
اور بیشک	طرف	اپنا رب	ضرور لوٹ کر جانے والے	اور انھوں نے بنالیا	اس کے لئے	اس کے بندوں میں سے

اور ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور انھوں نے اس کے بندوں میں سے اس کے لئے بنالیا ہے

جُزْءًا مِّنَ الْإِنْسَانِ لِكُفُورٍ مِّبَيْنٍ ﴿۱۵﴾ أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا

جُزْءًا	مِّنَ	الْإِنْسَانِ	لِكُفُورٍ	مِّبَيْنٍ	أَمْ اتَّخَذَ	مِمَّا
جزو الخلق	میں	انسان	ناشکرا	صریح	کیا اس نے بنالیا	اس سے جو

جزو الخلق (جگر) بے شک انسان صریح ناشکرا ہے۔ کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے

يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنَاتِ ﴿۱۶﴾

يَخْلُقُ	بَنَاتٍ	وَأَصْفَاكُمْ	بِالْبَنَاتِ
اس نے پیدا کیا (مخلوق)	بیٹیاں	اور تمہیں مخصوص کیا	بیٹیوں کے ساتھ

(اپنے لئے) بیٹیاں بنالیں؟ اور تمہیں مخصوص کیا (نوازا) بیٹیوں کے ساتھ

﴿۱۳﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

﴿۱۳﴾ اور بے شک ہم کو اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

لَمُنْقَلِبُونَ

﴿۱۵﴾ وَجَعَلُوا آلَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا

﴿۱۵﴾ اور بنایا کافروں نے اس کے بندوں کو اس کی اولاد کے

کہتے ہیں فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ وہ بندے اللہ کے ہیں (جزر سے مراد اولاد ہے کیونکہ ولد جزر ہوتا ہے اپنے والد کا۔

بے شک آدمی جو ایسی باتیں کرتا ہے ظاہر ناشکرا ہے۔

حَيْثُ قَالُوا أَلَمْ تَلْعَنكَ بَنَاتُ اللَّهِ  
لَأَنَّ الْوَالِدَ جُزْءُ الْوَالِدِ وَ  
الْمَلْعَنَةُ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ  
إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفَتَّانٍ ذَلِكِ

لِكُفُورٍ مِّبَيْنٍ ﴿۱۵﴾ بَيْنَ ظَاهِرِ

الْكُفْرِ

﴿۱۶﴾ أَمْ يَتَّبِعُونَ هَمَزَةَ الْإِنكَارِ وَالْقَوْلِ

﴿۱۶﴾ أَمْ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنَاتِ

کیا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں بنائیں اور تم کو خاص کیا ساتھ بیٹیوں کے جیسا کہ تمہارے پہلے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔

مُعَدَّةٌ أَىٰ أَلْفَوْ لَوْنَ اتَّخَذَ مِمَّا

يَخْلُقُ بَنَاتٍ لِنَفْسِهِ وَأَصْفَاكُمْ

أَخْلَصَكُمْ بِالْبَنَاتِ ﴿۱۶﴾ أَلَّا يَرْمُ

مِنْ قَوْلِكُمُ السَّابِقِ فَهُوَ

مِنْ جُمْلَةِ الْمُنْكَرِ

## تشریح

(۱۳) اس سفر کے بعد ایک اور سفر بھی ہے | ہر سفر پر جاتے ہوئے یہ بھی یاد کر لو کہ ایک بڑا اور آخری سفر بھی سامنے ہے اور ہم سب کو ایک دن پلٹ کر اپنے رب کے پاس جانا ہے۔

سواری کے استعمال میں خطرات بھی ہوتے ہیں حادثات بھی پیش آجاتے ہیں۔ سفر آخرت کو یاد کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ اگر اس سفر میں موت بھی آئے تو بے خبری میں موت نہ آئے۔

سفر کی یہ دعائیں جو ہمیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں اور نعمت دینے والے کی طرف متوجہ کرتی ہیں اس کے اخلاقی نتائج بڑے خوش گو اور ہو سکتے ہیں۔ جو شخص پورے شعور کے ساتھ نعمت دینے والے کو اور جواب دہی کے خیال کو یاد کر کے چلا ہو اسے خود احساس ہو گا کہ میرا یہ سفر کہیں گناہ کے لئے تو نہیں۔ اگر کوئی کسی کو قتل کرنے جا رہا ہو، کسی پر ظلم کرنے کے لئے سفر کر رہا ہو، کوئی بد اخلاقی کے کام کے لئے سفر کر رہا ہو تو کیا وہ آخرت کو اور اللہ کو یاد کر کے سفر کر سکے گا؟

اس سے جو ضمیر کی بے داری اور قلب و نظر کی پاکیزگی پیدا ہوگی وہ معاشرہ کے لئے کس درجہ فائدہ مند ہو سکتی ہے۔

(۱۵) انسان کی ناشکری | جس پروردگار نے انسان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے وہ سمندروں میں سفر کرتا ہے۔ اللہ نے سواری کے لئے جانور مسخر کر دیئے ہیں اور کتنی ہی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا کی ہیں ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان اللہ کا شکر ادا کرتا اور اس کا احسان مند ہو جاتا اس کے بجائے انسان ناشکری بلکہ گستاخی پر اتر آیا۔ اس کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جز بنا ڈالا یعنی اس کے لئے اولاد تجویز کر دی اور اللہ کے کسی بندے کو اللہ کی اولاد قرار دے دیا — اولاد باپ کی ہم جنس اور اس کے وجود کا حصہ ہوتی ہے۔ کسی کو اللہ کا بیٹا یا بیٹی بنانے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اسے اللہ کی ذات میں شریک کیا جا رہا ہے یا اسے ان صفات اور اختیارات کا حامل قرار دیا جا رہا ہے جو اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں اس سے دعائیں مانگی جا رہی ہیں، اسے حاجت روا سمجھا جا رہا ہے، اس کے سامنے مراسم عبودیت ادا کئے جا رہے ہیں یا یہ سمجھا جا رہا ہے کہ یہ کسی چیز کو حرام یا حلال کر سکتا ہے۔ گویا اس طرح الوہیت کو تقسیم کیا جا رہا ہے اور اس کا ایک جز بندوں کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

پھر اللہ کے لئے اولاد تجویز کرتے ہیں تو نعوذ باللہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنا دیتے ہیں۔ جب کہ خود اپنے لئے بیٹیوں کا ہونا پسند نہیں کرتے اور ان کو اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں — کیسی گستاخانہ حرکت ہے کہ کسی کو اللہ کے ہم جنس بنا دیا جائے یا اس کا ایک جز قرار دے دیا جائے اور جو اپنے لئے پسند نہیں وہ اللہ کے لئے پسند کیا جائے۔

(۱۶) اپنے لئے بیٹے اللہ کے لئے بیٹیاں | کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کی ہیں اور تمہیں بیٹیوں سے نوازا ہے یہ کیسی بے ہودگی ہے کہ چاہتے ہو کہ ہمارے بیٹے ہوں بیٹیاں نہ ہوں۔ اول تو اللہ کے اولاد ہی نہیں ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کی اولاد ہے سب اس کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں وہ سب کا خالق اور پروردگار ہے اس نے اپنی قدرت سے سب کو پیدا کیا ہے۔ پھر یہ کیا نازیبا حرکت ہے کہ اس کی ذات عالی کی طرف اولاد کی اور اولاد میں سے بھی بیٹیوں کی نسبت کرتے ہو۔



وَإِذَا ابْتِشَرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا

وَإِذَا	ابْتِشَرَ	أَحَدُهُمْ	بِمَا	ضَرَبَ	لِلرَّحْمَنِ	مَثَلًا
اور جب	خوش خبری ہی جا	ان میں سے ایک	اس کی جو	اس بیان کہیں	رحمن (اللہ) کے لئے	مثال

اور جب ان میں سے کسی ایک کو اس کی خوش خبری دی جاتی ہے جس کی مثال اس نے اللہ کے لئے (بیٹی کی) دی تو

ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۱۴

ظَلَّ	وَجْهَهُ	مُسْوَدًّا	وَهُوَ	كَظِيمٌ
ہو جاتا ہے	اس کا چہرہ	سیاہ	اور وہ	پُر از غم

اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ پُر از غم ہو جاتا ہے۔

۱۴ اور جب ان میں سے کسی کو خوش خبری سنائی جاتی ہے اس چیز کی جس کی وہ اللہ کے لئے مثال بیان کرتا ہے یعنی دختر کے پیدا ہونے کی خبر اس کو ملتی ہے۔

۱۴ وَإِذَا ابْتِشَرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا جَعَلَ لَهُ شَبَهًا بِنِسْبَةِ الْبَنَاتِ إِلَيْهِ لِأَنَّ الْوَالِدَ يَشْبَهُ الْوَالِدَ الْمَعْنَى إِذَا أَخْبَرَ أَحَدُهُمْ بِالْبَيْتِ تَوَلَدَ لَهُ ظَلَّ صَارَ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا مُتَغَيِّرًا تَغْيِيرٌ مُتَغَيِّرٌ وَهُوَ كَظِيمٌ ○ مُتَغَيِّرٌ غَمًّا فَكَيْفَ يُنْسَبُ الْبَنَاتُ إِلَيْهِ تَعَالَى عَنْ ذَلِكَ

تو اس خبر سے اس کا چہرہ سیاہ اور متغیر ہو جاتا ہے غم سے اور وہ غصہ میں بھر جاتا ہے۔ پس جب خود اس کا یہ حال ہے تو کیوں کر نسبت کرتا ہے بیٹیوں کو طرف اللہ کے۔ وہ برتر ہے اس سے۔

### تشریح

۱۴ جس بیٹی کو اللہ کی طرف منسوب کر رہے ہو خود اپنے لئے اس کا ہونا باعث ننگ شمار سمجھتے ہو جس اولاد کو یعنی بیٹی کو یہ لوگ اس خدائے رحمن کی طرف منسوب کرتے ہیں جب خود ان میں سے کسی کو اس کی پیدائش کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ غم سے بھر جاتا ہے۔ بیٹی کا ہونا اپنے لئے باعث ننگ سمجھتے ہیں۔ بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر غم کا گھونٹ پی کر رہ جاتے ہیں اور بعض اوقات اس بیٹی کو زندہ دفن کر دیتے ہیں اپنے لئے تو بیٹا ہونا پسند کرتے ہیں اور اللہ کی طرف بیٹیاں منسوب کرتے ہیں۔

أَوْ مَنْ يُنشِئُوا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ

أَوْ مَنْ	يُنشِئُوا	فِي الْحِلْيَةِ	وَهُوَ	فِي الْخِصَامِ	غَيْرُ
کیا	جو	پرورش پائے	زیور میں	اور وہ	جھلکے (بحث مباشرہ) میں

کیا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور وہ بحث مباشرہ میں غیر واضح ہو (اُسے اللہ کی بیٹی

مُبِينٌ ۱۸) وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبْدُ

مُبِينٌ	وَجَعَلُوا	الْمَلَائِكَةَ	الَّذِينَ	هُمْ	عِبْدُ
واضح	اور انھوں نے ٹھہرایا	فرشتے	وہ جو	وہ	بندے

کہتے ہیں) اور انھوں نے ٹھہرایا فرشتوں کو عورتیں جو اللہ کے

الرَّحْمَنِ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَآخِلَقَهُمْ سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُمْ

الرَّحْمَنِ	إِنَّا	إِنْ شَاءَ	اللَّهُ	وَآخِلَقَهُمْ	سَتَكْتُبُ	شَهَادَتَهُمْ
رحمن (اللہ کے)	عورتیں	کیا تم موجود تھے	ان کی پیدائش	ابھی لکھ لیا جائے گا	ان کی گواہی (دعویٰ)	بندے ہیں۔

کیا تم ان کی پیدائش (کے وقت) موجود تھے؟ ان کا یہ دعویٰ ابھی لکھ لیا جائے گا

وَيُسْأَلُونَ ۱۹) وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ

وَيُسْأَلُونَ	وَقَالُوا	لَوْ شَاءَ	الرَّحْمَنُ	مَا عَبَدْنَاهُمْ
اور ان سے پوچھا جائے گا	اور وہ کہتے ہیں	اگر چاہتا	رحمن (اللہ)	ہم نہ عبادت کرتے ان کی

اور (عبادت دن) ان پوچھا جائے گا۔ اور وہ کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا ہم ان کی عبادت نہ کرتے،

مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۲۰

مَا لَهُمْ	بِذَلِكَ	مِنْ عِلْمٍ	إِنْ هُمْ	إِلَّا يَخْرُصُونَ
انھیں نہیں	اس کا	کچھ علم	نہیں	وہ

انھیں اس کا کچھ علم نہیں وہ تو صرف اٹکل دوڑاتے ہیں۔

أَمْ آتَيْنَهُم كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَسْكُونَ ۲۱

أَمْ آتَيْنَهُم	كِتَابًا	مِنْ قَبْلِهِ	فَهُمْ	بِهِ	مُسْتَسْكُونَ
کیا	ہم نے دی انھیں	کوئی کتاب	اس سے قبل	سو وہ اس کو	تھامے ہوئے ہیں۔

کیا ہم نے اس سے قبل انھیں کوئی کتاب دی ہے جس کو وہ تھامے ہوئے ہیں۔

۱۸) کیا یہ لوگ ثابت کرتے ہیں اللہ کے لئے وہ جو زینت اور تکلف میں پرورش کی جاتی ہے اور بوقتِ محنت وہ کچھ حجت بیان نہیں کرتی بہ سبب عورت ہونے کے اظہارِ حجت سے ضعیف ہے۔

۱۹) اور بنایا کافروں نے فرشتوں کو جو بندے ہیں رحمن کے عورتیں۔ کیا یہ لوگ حاضر تھے ان کے پیدا ہونے کے وقت جو گواہی دیتے ہیں ان کے عورت ہونے پر نزدیک ہے کہ لکھی جاوے گی ان کی گواہی اس امر پر کہ فرشتے عورتیں ہیں اور ان سے یہ امر پوچھا جائے گا آخرت میں پس مترتب ہوگا اس پر عذاب الہی۔

۲۰) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر رحمن چاہتا تو ہم فرشتوں کی پریش نہ کرتے پس ہمارا پوجنا فرشتوں کو اس کی مشیت سے ہے سو وہ راضی ہے اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِلاَّ الَّذِي كَفَرُوا بِهِ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝۱۹

۲۱) کیا ہم نے ان کو قرآن سے پہلے کوئی کتاب ایسی دی ہے جس میں غیر اللہ کی پرستش کا حکم ہو کہ وہ اس سے دلیل بچوتے ہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہوا۔

۱۸) أَوْ هَنَزَةُ الْأُنْكَارِ دَوَاوِ الْعُظْمِ  
بِجُمْلَةٍ أَى يَجْعَلُونَ لَهَا  
مَنْ يَلْتَمِسُونِ أَى يَسْرِبُونَ  
فِي الْحَلِيَّةِ النَّزِيَّةِ وَهَوِي  
الْخِصَامِ غَيْرِ مَبِينٍ ۝ مُظْهِرُ  
النَّجْوَى لِيُضَعِفَهُ عَنْهَا بِالْأَثْوَى  
۱۹) وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ  
هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَاثًا  
أَشْهَدُوا أَحْضَرُوا خَلْقَهُمْ  
سَأَلَتْ بِشَهَادَتِهِمْ بِأَنَّهُمْ  
إِنَاثٌ وَيَسْأَلُونَ ۝ عَنْهَا  
فِي الْآخِرَةِ فَيَتَرْتَّبُ عَلَيْهَا الْعِقَابُ  
۲۰) وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا  
عَبَدْنَا هُمْ مَا هُمْ بِأَشْيَاءَ  
إِنَّا هُمْ بِشَيْئِهِ فَهَوَّاهِمْ  
قَالَ تَعَالَى مَا لَهُمْ بِذَلِكَ  
الْمَقُولُ مِنَ الرِّضَا يَعْبَادُهَا  
مِنْ عِلْمٍ إِنْ مَا هُمْ إِلَّا  
يَخْرُصُونَ ۝ يَكْذِبُونَ فِيهِ  
فَيَتَرْتَّبُ عَلَيْهِ الْعِقَابُ فِيهِ  
۲۱) أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ أَى الْقُرْآنَ  
بِعِبَادَةٍ غَيْرِ اللَّهِ فَهَمْ بِهِ  
مُسْتَمْسِكُونَ ۝ أَى لَمْ يَقَعْ ذَلِكَ

## تشریح

۱۸) صنف نازک اللہ کے حصے میں دے دیا وہ صنف نازک جو تدرتی طور پر نرم ہے اور وہ زیورات میں پلتی ہے، اور منکری قوت اس کی مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہے اس لئے بحث و حجت میں وہ مردوں کی طرح اپنا مدعا بیان نہیں کر پاتی۔ اس کو اللہ کے حصے میں ڈال دیا اور جو جسمانی اعتبار سے عورتوں کے مقابلے میں مضبوط ہوتا ہے یعنی مرد اس کو اپنے حصے میں لگایا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ عورتوں کی فطرت میں زیب و زینت اور آرائش ہوتی ہے اس لئے اللہ نے ان کے لئے زیورات کا پہننا اور ریشمی لباس جائز رکھا ہے بشرط یہ کہ وہ سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ ادا کرتی رہے۔

حضرت عمر بن العاصؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ سونے کے کنگن پہننے ہوئے

تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے؟ انھوں نے عرض کیا 'نہیں! آپ نے فرمایا تو ان کا حق ادا کرو یعنی ان کی زکات نکالو۔'

(۱۹) فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مؤنث | فرشتے اللہ کے خاص بندے ہیں وہ اللہ کے کارکن ہیں ان سے اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں مختلف کام لیتا ہے۔ وہ نہ مذکر ہیں نہ مؤنث ہیں اور نہ ان میں توالد و ناسل ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جو فرشتوں کو دیویاں بنا کر پوجتے ہیں اپنی طرف سے ہی دیویاں قرار دے دیا ہے۔ کیا جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو پیدا فرما رہے تھے تو انھوں نے ان کے جسم کی بناوٹ دیکھی تھی کہ انھیں عورتیں بنا یا جا رہا ہے؟ ان کی اس بات پر عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔ ان کی یہ بات بطور شہادت ان کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی اور جب وہ اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے تو انھیں اس بات کی جواب دی کرنی ہوگی کہ انھوں نے ایسا کیوں کہا تھا اور کس دلیل سے کہا تھا۔

(۲۰) اپنی مشرکانہ گستاخیوں پر عقلی دلیل | جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو سا بھی اور شریک کرتے ہیں اور اللہ کے لئے اولاد ہونا اور اولاد میں بھی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے ہیں۔ جب ان سے کہا گیا کہ تم ساری ان حرکتوں کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل بھی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ ہاں، ہمارے پاس اس کی عقلی دلیل ہے اور عقلی دلیل کے طور پر وہ بڑی دور کی کوڑی لائے کہ دیکھئے اللہ کے چاہے بغیر تو کچھ ہونہیں سکتا ہم جو اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کر رہے ہیں فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مان کر ان کی عبادت کر رہے ہیں تو یہ جیسی تو ممکن ہوا کہ اللہ نے ہمیں یہ کام کرنے دیا۔ اگر وہ ہمیں روکنا چاہتا تو روک سکتا تھا۔ پھر مدت دراز سے یہ کام ہوتا چلا آ رہا ہے اس پر اس کی طرف سے کسی عذاب کا نہ آنا بتاتا ہے کہ اللہ کو ہمارا یہ کام ناپسند نہیں ہے تو جو کچھ ہم کر رہے ہیں اللہ کے چاہے کر رہے ہیں۔

ان کی اس عقلی ٹمک بندی اور اٹکل کے تیروں کا جواب یہ ہے کہ اللہ کی مشیت اور چیز ہے اور رضا اور چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کام سے راضی نہیں ہے۔ یہ بات وہ اپنے پیغمبروں کے ذریعے اور کتابوں کے ذریعے بتاتے رہے ہیں۔ رہی مشیت کی بات تو اللہ کی حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو آزادی دی ہے۔ خیر و شر کا راستہ بتا کر اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو راستہ چاہے اپنی مرضی سے اختیار کر سکتا ہے اگر انسان شرکار راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو روکتے نہیں مگر اس کے اس کام سے راضی نہیں ہیں۔ اس کا نہ روکنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ راضی بھی ہے۔ اس لئے ان کی عقلی دلیل تیر ٹمکے سے زیادہ نہیں ہے۔ معاملے کی حقیقت کچھ اور ہے۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے اپنی حکمت سے ہی انسان کی آزمائش کے لئے اس کو عمل کی آزادی دی ہے۔

(۲۱) اللہ کی پسند ناپسند کے لئے کیا کوئی سندان کے پاس ہے | یہ تو ہوا مشرکین کی عقلی دلیل کا حال کہ وہ تیر ٹمکے لڑا کر اپنی مشرکانہ حرکتوں کو صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اب رہ گئی نقلی دلیل، کیا خدا کی اتاری ہوئی کوئی کتاب اور کوئی سند ان کے پاس ہے جس میں لکھا ہو کہ اللہ کو شرک پسند ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اگر اللہ کی رضا کے مطابق ہو رہا ہے تو پھر ایک شرک ہی کیا جتنے بھی جرائم ہیں چوری، ڈاکے، قتل، بدکاری، رذوت، بد عہدی جنھیں کوئی بھی نیکی اور بھلائی کا کام نہیں سمجھتا کیا یہ سارے کام اچھے سمجھے جائیں گے۔

اللہ تم اپنی پسند ناپسند اپنی رضا، اپنی کتاب اور اپنے رسولوں کے ذریعہ بتاتے ہیں کہ اللہ کو کون سی باتیں پسند ہیں اور کون سی ناپسند۔

بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا

بَلْ	قَالُوا	إِنَّا + وَجَدْنَا	أَبَاءَنَا	عَلَىٰ + أُمَّةٍ	وَ
بلکہ	وہ کہتے ہیں	بیشک ہم نے پایا	اپنے باپ دادا	ایک طریقہ پر	اور
بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا۔ اور					

إِنَّا عَلَىٰ أَثَرِهِمْ مُهْتَدُونَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَا

إِنَّا	عَلَىٰ + أَثَرِهِمْ	مُهْتَدُونَ	وَكَذٰلِكَ	مَا
بیشک ہم	ان کے نقش قدم پر	راہ پانے والے (چل رہے ہیں)	اور اسی طرح	نہیں
بیشک ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور اسی طرح ہم نے				

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ ثَمُودٍ

أَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	فِي + قَرْيَةٍ	مِّنْ ثَمُودٍ
بھیجا ہم نے	اس سے پہلے	کسی بستی میں	کوئی ڈر سنانے والا
آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا نہیں بھیجا،			

إِلَّا قَالُوا مَتْرَفُوهُآ إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا

إِلَّا	قَالُوا	مَتْرَفُوهُآ	إِنَّا + وَجَدْنَا	أَبَاءَنَا
مگر	کہا	اس کے خوش حال	بیشک ہم نے پایا!	اپنے باپ دادا
مگر اس کے خوش حال لوگوں نے کہا، بیشک ہم نے پایا ہے اپنے باپ دادا کو				

عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ أَثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ﴿۲۳﴾

عَلَىٰ + أُمَّةٍ	وَإِنَّا	عَلَىٰ + أَثَرِهِمْ	مُّقْتَدُونَ
ایک طریقہ پر	اور بیشک ہم	ان کے نقش قدم پر	پیروی کرتے ہیں۔
ایک طریقہ پر اور بیشک ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہیں۔			

﴿۲۲﴾ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم انہیں کے پیچھے چلتے ہیں اور ان سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

﴿۲۳﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا  
أَبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ مِّثْلِهِ  
وَإِنَّا مَا سُونَا عَلَىٰ أَثَرِهِمْ

فیصل

اور ان کے باپ دادوں کا مسلک غیر اللہ کی پرستش کرنا تھا۔

(۲۲) اور اسی طرح ہم نے جس قریبہ میں کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے بھیجا وہاں کے دولت مندوں نے یہی کہا جو تیری قوم کہتی ہے۔

کہ بے شک ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک مذہب پر پایا اور بالضرور ہم انھیں کا اتباع کریں گے۔

مُهْتَدُونَ ○ بِسْمِ وَكَانُوا  
يَعْبُدُونَ غَيْرَ اللَّهِ

(۲۲) وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا  
مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ  
مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ  
مُتْرَفُونَهَا مَا مَنَعُوا  
هَٰذَا مِنْ قَوْلِ قَوْمِ  
هَٰذَا وَإِنَّا لَآبَاءُ  
عَلَىٰ أُمَّةٍ مِّثْلِهِ  
وَإِنَّا لَعَلَىٰ آثَارِهِمْ  
مُهْتَدُونَ ○ مُتَّبِعُونَ

## تشریح

(۲۲) عقلی دلیل نہ نقلی دلیل، بس باپ دادا کی اندھی پیروی | اصل بات تو یہ ہے کہ ان مشرکین کے پاس اپنی غلط حرکتوں کے لئے نہ تو کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی ایسی سند ہے جس سے ثابت ہو سکے کہ یہ باتیں اللہ کو پسند ہیں۔ بس ان کے پاس تو ایک ہی بات ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ انھوں نے فرشتوں کو دیویاں بنایا تھا ہم نے بھی بنا لیا ہے۔

(۲۳) ہر دور میں کھاتے پیتے لوگ باپ دادا کی تقلید کا جھنڈا بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ جس بستی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بھیجا اور انھوں نے آکر اللہ کے دین کی دعوت دی تو قوم کے کھاتے پیتے لوگ حق کی مخالفت میں پیش پیش رہے اور انبیاء کے خلاف عام لوگوں کو بھڑکا کر فتنے برپا کرتے رہے اور ان کا نعرہ یہی رہا کہ قائم شدہ جاہلیت برقرار رہے۔ اور عوام کو اسی بنیاد پر بہکاتے رہے کہ دیکھو باپ دادا کے زمانے سے یہی سب چلا آتا رہا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ خوش حال لوگوں کی چودہراہٹ اور ان کے مفادات کا تحفظ اسی نظام میں ہو سکتا ہے جو پہلے سے قائم شدہ ہے۔ نئے نظام کی باتیں سن کر انھیں خطرہ ہو جاتا ہے کہ عوام میں بیداری پیدا ہو جائے گی لوگ ہمارے پیچھے لگنے کے بجائے خود سوج بھج کر فیصلے کریں گے اور ہمارے مفادات محفوظ نہ رہیں گے۔

وہ اپنے مال و دولت میں مگن رہنے کی وجہ سے دین کے معاملے میں بے فکرے ہو جاتے ہیں۔ اور کیا چیز حق ہے کیا باطل ہے اس کے بارے میں زیادہ سوچنا نہیں چاہتے۔ اس لئے ہر دور میں انبیاء کرام کی نصیحت کے لئے اس بستی اور قوم کے خوش حال لوگ آگے آئے ہیں۔ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہوتی نہیں کوئی معقول بات وہ پیش نہیں کر سکتے۔ بس ایک ہی بات کی رٹ ہوتی ہے کہ باپ دادا سے اسی طرح ہونا چلا آتا ہے۔ صحیح ہو رہا ہے یا غلط یہ سوچنے کی وہ ضرورت نہیں سمجھتے کیوں کہ ان کا مفاد اسی میں ہے۔

قُلْ أَوْ لَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُكُمْ عَلَيْهِ

قُلْ	أَوْ	لَوْ جِئْتُكُمْ	بِأَهْدَىٰ	مِمَّا	وَجَدْتُكُمْ	عَلَيْهِ
نبی نے کہا	کیا	اگر میں لایا ہوں	بہتر راہ بتانے والا	اس جس	تم نے پایا	اس پر

نبی نے کہا کیا (اس صورت میں بھی) اگر میں بہتر راہ بتلانے والا (دین حق) لایا ہوں اس سے جس پر تم نے اپنے

آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿۲۳﴾

آبَاءَكُمْ	قَالُوا	إِنَّا	بِمَا	أُرْسِلْتُمْ	بِهِ	كَافِرُونَ
اپنے باپ دادا	وہ بولے	بیشک ہم	اس پر	جس کا تم بھیجے گئے ہو	انکار کرنے والے	باپ دادا کو پایا؟ وہ بولے بیشک ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔

باپ دادا کو پایا؟ وہ بولے بیشک ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَنْظَرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۲۴﴾

فَانْتَقَمْنَا	مِنْهُمْ	فَأَنْظَرُ	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُكَذِّبِينَ
تو ہم نے بدلہ لیا	ان سے	سو دیکھو	کیا	ہوا	انجام	جھٹلانے والوں

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ سو دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا

وَإِذْ	قَالَ	إِبْرَاهِيمُ	لِأَبِيهِ	وَقَوْمِهِ	إِنَّنِي	بَرَاءٌ	مِّمَّا
اور جب	کہا	ابراہیم	اپنے باپ کو	اور اپنی قوم	بیشک میں	بیزار	اس سے جس کی

اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا بیشک میں اس سے بیزار ہوں جس کی تم

تَعْبُدُونَ ﴿۲۵﴾ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيُهْدِيَنِي

تَعْبُدُونَ	﴿۲۵﴾	إِلَّا الَّذِي	فَطَرَنِي	فَإِنَّهُ	سَيُهْدِيَنِي
تم پرستش کرتے ہو	مگر وہ جس نے	مجھے پیدا کیا	تو بیشک وہ	جلد مجھے ہدایت دے گا۔	

پرستش کرتے ہو، مگر وہاں جس نے مجھے پیدا کیا تو بیشک وہ جلد مجھے ہدایت دے گا۔

﴿۲۳﴾ اس پیغمبر نے ان سے کہا کیا تم پھر بھی اسی کا اتباع کرو گے اگرچہ میں تمہارے پاس ایسا امر لاؤں جو تم کو زیادہ راہ بتانے والا ہے اس طریق سے جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا وہ بولے کہ تو اور تجھ سے پہلے پیغمبر جس قدر احکام انہی لائے ہیں ہم ان کے منکر ہیں۔

﴿۲۳﴾ قُلْ لَنْ نُهْمَ آتَتَّبِعُونَ ذَلِكَ  
وَلَوْ جِئْتُكُمْ بِأَهْدَىٰ  
مِمَّا وَجَدْتُكُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ  
قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ  
بِهِ أَنْتَ وَمَنْ قَبْلَكَ كَافِرُونَ

۲۵) فَسَالِ تَعَالَى تَخْوِيفًا لَهُمْ  
فَمَا تَنْقَبْنَا مِنْهُمْ أَى مِنْ  
الْبُكَذِّ بَيْنَ لِيْلَسُ سُدِّ قَبْلِكَ  
فَمَا نُنْظِرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ  
الْبُكَذِّ بَيْنَ ○

۲۵) اللہ تم نے ان کے ڈرانے کو فرمایا،  
 سو ہم نے بدلہ لیا ان لوگوں سے جنہوں نے تجھے پہلے پیغمبروں  
 کو جھٹلایا۔ پس تو دیکھ کیوں کر ہوا انجام جھٹلانے  
 والوں کا۔

۲۶) وَ اذْكَرُ اذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاٰبِيهِ  
وَ قَوْمِهِ اِنِّىٓ بَرَّآءٌ مِّنْكُمْ  
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ ○

۲۶) وَ اذْكَرُ اذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِاٰبِيهِ  
وَ قَوْمِهِ اِنِّىٓ بَرَّآءٌ مِّنْكُمْ  
مِمَّا تَعْبُدُوْنَ ○

۲۸) اِلَّا الَّذِي فَطَرَنِيْٓ فَاِنَّهُ سَيِّدٌ مِّنْ اٰدَمِ  
مَنْ اٰدَمِ ○ يُرْسِدُنِيْ  
لِدِيْنِهٖ

۲۸) اِلَّا الَّذِي فَطَرَنِيْٓ فَاِنَّهُ سَيِّدٌ مِّنْ اٰدَمِ  
مَنْ اٰدَمِ ○ يُرْسِدُنِيْ  
لِدِيْنِهٖ

## تشریح

۲۳) پیغمبروں کی دعوت ماننے سے انکار | جب پیغمبروں نے دعوت دی کہ ہم تمہیں تمہارے باپ دادا کی راہ سے زیادہ بہتر راہ  
 بتائیں تو کیا تم اسے مانو گے حالانکہ پیغمبر جو بات کہہ رہے تھے وہ نہایت معقول تھی مگر ان خوش حال اور رئیس لوگوں  
 نے رسولوں کو یہی جواب دیا کہ تم جس دین کی دعوت کے لئے بھیجے گئے ہو ہم اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں  
 ہیں۔ ان کا یہ واضح انکار اور انکار ہی نہیں بلکہ اس دین کا مقابلہ کرنا اور اس کی مخالفت میں سارے وسائل  
 صرف کرنا گویا اللہ کے ساتھ لڑائی کا اعلان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بے شک اپنی حکمت اور مصلحت کی وجہ سے  
 انسانوں کو راہ عمل اختیار کرنے کی آزادی دی ہے مگر اس آزادی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسرے لوگ جو حق کے  
 راستے پر چلنا چاہیں ان کو چلنے نہ دیا جائے اور ان کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی جائیں۔

۲۵) اٰخِرُ الشَّرِّ اِنَّ كَيْدَ الْاِنْسَانِ لِرَبِّهِٖٓ اَلَّا يَدْرِيْ  
اِلَّا الَّذِي فَطَرَنِيْٓ فَاِنَّهُ سَيِّدٌ مِّنْ اٰدَمِ  
مَنْ اٰدَمِ ○ يُرْسِدُنِيْ  
لِدِيْنِهٖ

۲۶) حضرت ابراہیم ؑ کی آبا پرستی کے خلاف حق پرستی | حضرت ابراہیم ؑ نے باپ دادا کی غلط روش کو چھوڑ  
 کر حق پرستی اختیار کی اور انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا کہ جن کی تم پرستش کرتے  
 ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ نہ عبادت کے لائق ہیں نہ ان میں معبودیت  
 کی کوئی نشان ہے نہ یہ کسی کی حاجت روائی کر سکتے ہیں نہ کسی کی فریاد سن سکتے ہیں۔

۲۷) اِلَّا الَّذِي فَطَرَنِيْٓ فَاِنَّهُ سَيِّدٌ مِّنْ اٰدَمِ  
مَنْ اٰدَمِ ○ يُرْسِدُنِيْ  
لِدِيْنِهٖ

۲۷) اِلَّا الَّذِي فَطَرَنِيْٓ فَاِنَّهُ سَيِّدٌ مِّنْ اٰدَمِ  
مَنْ اٰدَمِ ○ يُرْسِدُنِيْ  
لِدِيْنِهٖ



وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّكُمْ

وَجَعَلَهَا	كَلِمَةً	بَاقِيَةً	فِي	عَقِبِهِ	لَعَلَّكُمْ
اور اس نے کیا اس کو	بات	باقی رہنے والی	اپنی نسل میں	+ عقیبہ	تاکہ وہ
اور اس (ابراہیم) نے اس کو کیا اپنی نسل میں باقی رہنے والی بات تاکہ وہ					

يَرْجِعُونَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ

يَرْجِعُونَ	بَلْ	مَتَّعْتُ	هَؤُلَاءِ	وَآبَاءَهُمْ
رجوع کرتے رہیں	بلکہ	میں نے سامانِ زینت دیا	ان کو	اور ان کے باپ دادا
رجوع کرتے رہیں۔ بلکہ میں نے انھیں اور ان کے باپ دادا کو سامانِ زینت دیا،				

حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿٢٩﴾ وَلَئِن جَاءَهُمْ

حَتَّىٰ	جَاءَهُمْ	الْحَقُّ	وَرَسُولٌ	مُّبِينٌ	وَلَئِن	جَاءَهُمْ
یہاں تک کہ	آگیا ان کے پاس	حق (قرآن)	اور رسول	مٹا بیان کرنے والا	اور جب	آگیا ان کے پاس
یہاں تک کہ ان کے پاس قرآن آگیا اور صاف صاف بیان کرنے والا رسول۔ اور جب ان کے پاس						

الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿٣٠﴾

الْحَقُّ	قَالُوا	هَذَا	سِحْرٌ	وَإِنَّا	بِهِ	كَافِرُونَ
حق	وہ کہنے لگے	یہ	جادو	اور بیشک	اس کے	انکار کرنے والے
حق آیا تو وہ کہنے لگے یہ جادو ہے اور بے شک ہم اس کے انکار کرنے والے ہیں۔						

﴿٢٨﴾ اور ابراہیم نے کلمہ توحید کو باقی رکھا اپنی اولاد میں جو ہمیشہ رہے گا ان میں وہ شخص جو توحید الہی کا منہر ہوگا۔

تاکہ مکہ والے رجوع کریں اپنے مذہب باطل سے جس پر وہ ہیں اپنے باپ ابراہیم کے دین کی طرف۔

﴿٢٩﴾ بلکہ میں نے مہلت دی نفع حاصل کرنے کو ان مشرکین اور ان کے باپ دادوں کو اور ان پر صبری نہیں کی مٹا کرنے میں یہاں تک کہ آیا ان کے پاس قرآن اور

﴿٢٨﴾ وَجَعَلَهَا أَي كَلِمَةً التَّوْحِيدِ الْمَقْهُومَةَ مِنْ قَوْلِهِ إِنِّي - إِلَى - سَيِّدِينَ كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ ذُرِّيَّتِهِ فَلَا يَتَزَالُ فِيهِمْ مَنْ يُؤَخِّدُ اللَّهُ لَعَلَّكُمْ أَي أَهْلِ مَكَّةَ يَرْجِعُونَ عَنَّا هُمْ عَلَيْهِ أَي دِينِ إِبْرَاهِيمَ أَبِيهِمْ

﴿٢٩﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ الشَّرِكِينَ وَآبَاءَهُمْ وَلَمْ أَعَاجِلْهُمْ بِالْعِقَابِ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ

پیغمبرؐ ظاہر کرنے والا ان کے لئے احکام فریعت کو۔  
(مراد پیغمبر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔)

الْقُرْآنَ وَرَسُولٍ مُّبِينٍ ۝ مُظْهِرٍ  
لَهُمُ الْاَحْكَامَ الشَّرِيعَةَ وَهُوَ  
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
۲۸ ۝ وَلَمَّا جَاءَهُمْ الْحَقُّ الْقُرْآنُ قَالُوا  
هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ۝

۲۸) اور جب ان کے پاس قرآن آیا وہ بولے کہ یہ جادو ہے  
اور بے شبہ ہم اس کے منکر ہیں۔

### تشریح

۲۸) اظہر من جود کبریت ابراہیم نے اپنی اولاد کو کی | اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور عبادت کے مستحق وہی ہیں۔ یہ وصیت ابراہیم ۴ نے اپنی اولاد کو بھی کی  
تاکہ ان کے بعد آنے والے اسی بات کی طرف رجوع کریں جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہے۔  
وَوَصَّى بِهٖا اِبْرٰهٖمُ بَنِيهٖ وَيَعْقُوْبَ (رکوع ۱۱ آیت ۱۲۸ ملا پارہ ۱)  
(اس طریقہ پر چلنے کی ہدایت اس نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب اپنی اولاد کو کر گیا تھا۔)  
اگر اسلاف کی پیروی کرنی ہی تھی تو بہترین اسلاف کی پیروی کرنی چاہئے تھی جنہوں نے سوج سمجھ کر دلائل  
کی روشنی میں حق کا راستہ اختیار کیا تھا۔

۲۹) ابراہیم کے نام لیواؤں نے ان کی وصیت کو بھلائے رکھا یہاں تک کہ | حضرت ابراہیم ۴ نے جو وصیت کی تھی کہ میرے بعد  
اب دلیل روشن کے ساتھ اللہ کے رسول آگئے ہیں۔  
لیوا ان کی وصیت کو بھول گئے اور حضرت ابراہیم ۴ اور حضرت اسماعیل ۴ کے طریقے کو چھوڑ کر گرد و پیش کی بت  
پرست قوموں سے مشرک سیکھ لیا اور حق و باطل کی تمیز کے بغیر آنکھیں بند کر کے دوسروں کی بندگی کرتے رہے  
مگر اللہ تعالیٰ اس کے باوجود ان کو مستعار حیات دیتے رہے۔ ان کی ناشکریوں کے جواب میں اللہ نے  
ان کو مٹایا نہیں یہاں تک کہ اب ان کے پاس حق آگیا اور حق کو کھول کھول کر بیان کرنے والے  
وہ رسول آگئے جن کا رسول ہونا بالکل روشن اور واضح ہے۔ ان کی نبوت سے پہلے کی زندگی اور نبوت کے بعد  
کی زندگی صاف صاف شہادت دے رہی ہے کہ اللہ کے پچھے رسول ہیں۔ یہ اللہ کا سچا دین پہنچا رہے ہیں اللہ  
کا کلام پڑھ کر سنار ہے اور اللہ کے احکام صاف صاف بتا رہے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ فوراً آگے  
بڑھ کر اس سچائی کو قبول کر لیتے۔ مگر ہوا کیا؟ آگے سنیے!۔

۳۰) حق کو قبول کرنے کے بجائے اس کو جادو کہنے لگے | یعنی بجائے اس کے کہ رسول اللہ ۴ اور ان پر ایمان  
لانے والوں کے اونچے اخلاق اور بلند کردار پر غور کرتے، تب یہ دیکھتے کہ جو لوگ اس دین میں داخل ہو رہے  
ہیں ان کے سیرت و کردار میں کس طرح انقلاب برپا ہو رہا ہے اور کس طرح وہ اچھے انسان بن رہے ہیں۔  
انہوں نے اس دین اور اس دین کے تعلق کو جادو سے تعبیر کیا کہ یہ آدمی ایسا جادو گر ہے کہ جو اس پر ایمان  
لے آتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کے کہنے پر ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے  
اس فداکاری اور جہاں نشاری کو جو حق کو پہچاننے اور اس سے تعلق کا نتیجہ تھی انہوں نے  
جادوگری سے تعبیر کیا اور سچائی کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔ بھول گئے کہ حضرت ابراہیم ۴ نے کیا  
وصیت کی تھی اور ان کے نام لیوا ہو کر ہم کیا کر رہے ہیں۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ

وَقَالُوا	لَوْلَا + نُزِّلَ	هَذَا الْقُرْآنُ	عَلَىٰ + رَجُلٍ	مِّنَ
اور وہ بولے	کیوں نہ اتارا گیا	یہ قرآن	کسی آدمی پر	سے

اور وہ بولے یہ قرآن (مکہ و طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں

الْقَرِيَّتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾ أَهْمُ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ

الْقَرِيَّتَيْنِ	عَظِيمٍ	أَهْمُ + يَقْسِمُونَ	رَحْمَتَ	رَبِّكَ
دو بستیاں	بڑے	کیا وہ تقسیم کرتے ہیں	رحمت	تمہارا رب

نہ نازل کیا گیا۔؟ کیا وہ تمہارے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا

نَحْنُ	قَسَمْنَا	بَيْنَهُمْ	مَّعِيشتَهُمْ	فِي	الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	وَرَفَعْنَا
ہم	ہم نے تقسیم کی	ان کے درمیان	ان کی روزی	میں	دنیا کی زندگی	اور ہم نے بلند کئے

اور ہم نے ان کے درمیان ان کی روزی دنیا کی زندگی میں تقسیم کی ہے۔ اور ہم نے ان میں

بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا

بَعْضَهُمْ	فَوْقَ + بَعْضٍ	دَرَجَاتٍ	لِّيَتَّخِذَ	بَعْضُهُمْ	+ بَعْضًا	سُخْرِيًّا
ان میں سے بعض (ایک)	بعض (دوسرے) پر	درجے	تاکہ بنائے	ان میں سے بعض (ایک)	دوسرے کو	خدمتگار

سے ایک کے درجے دوسرے پر بلند کئے ہیں تاکہ ان میں سے ایک دوسرے کو خدمتگار بنائے۔

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٣٢﴾ وَلَوْلَا أَن يَكُونَ

وَرَحْمَتُ	رَبِّكَ	خَيْرٌ	مِّمَّا	يَجْمَعُونَ	وَلَوْلَا	أَن + يَكُونَ
اور تمہارے رب کی رحمت	بہتر	اس سچو	وہ جمع کرتے ہیں	اور اگر (یہ) نہ ہوتا	کہ ہو جائیں	

اور تمہارے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر (احتمال) نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک

النَّاسُ أُمَّةٌ وَآحِدَةٌ لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَنِ

النَّاسُ	أُمَّةٌ + وَآحِدَةٌ	لَّجَعَلْنَا	لِمَن	يَكْفُرُ	بِالرَّحْمَنِ
تمام لوگ	ایک امت (طریقہ)	تو ہم بناتے	ان کے لئے جو کفر کرتے ہیں	رحمن (اللہ) کا	

طریقہ پر ہو جائیں گے تو ہم بناتے ان کے لئے جو کفر کرتے ہیں اللہ کا



## تشریح

(۳۱) نبوت کی بڑے آدمی کو یوں نہیں ہی گئی | جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ کو رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور ان پر اپنا کلام قرآن مجید نازل فرمایا تو پہلے پہلے تو یہ اعتراض کیا گیا کہ کوئی بشر رسول کیسے ہو سکتا ہے مگر جب دلائل سے سمجھا یا گیا کہ جتنے بھی رسول ہوئے ہیں وہ سب بشر ہی تھے، بال بچوں والے تھے، انسانوں کی طرح کھاتے پیتے تھے اور انسانوں کی ہدایت کے لئے بشر ہی رسول ہو سکتا ہے تو کہنے لگے کہ اچھا چلو رسول بشر ہی ہی مگر مرکزی شہروں کے و اطائف کے کسی بڑے آدمی کو نبوت کیوں نہیں دی گئی اور اس پر قرآن کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ کوئی بڑا سردار ہوتا، کوئی بڑا مال دار ہوتا، کوئی بڑا عہدے دار ہوتا۔ یہ کیا ایک شخص جو یم پیدا ہوا، بچوں پر اکر جوان ہوا، تجارت کر کے گزراوقات کرتا ہے اس کو نبی بنانے کی اور اس پر اپنا کلام نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کسی قبیلے کا شیخ یا کسی خانوادہ کا سربراہ نبوت سے کیوں نہیں نوازا گیا۔ یہ تھا اعتراض جو نہایت ہی سطحی اور معمولی درجے کا اعتراض تھا کہ ان کی نظروں میں انسان کی عظمت کا پیمانہ مال و دولت یا کسی قبیلے کا سردار ہونا تھا نہ کہ کردار کی عظمت اور اس کے اوصاف کا حسن۔

(۳۲) تقسیم کا خدائی نظام نہایت حکیمانہ ہے | اللہ تعالیٰ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے کے وسائل و ذرائع کی تقسیم اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور یہ تقسیم نہایت حکیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ساری چیزیں کسی ایک کو نہیں دیں کسی کو اچھی شکل و صورت دے دی تو کسی کو معمولی شکل عطا کر دی اور کسی کو بد صورت بنا دیا، کسی کو اچھی آواز دے دی، کسی کو ذہانت دے دی اور کسی کو کند ذہن بنا دیا، کسی کو طاقت عزت اور شہرت دے دی، کسی کو دولت و حکومت دے دی، کسی کو ریاست و وجاہت دے دی، کسی کو اعلیٰ اخلاق کی دولت سے نوازا دیا۔ عرض یہ عالم گیر خدائی نظام ہے جس میں اللہ کا فیصلہ بڑی حکمت کے ساتھ ہے۔ تاکہ کوئی انسان دوسرے انسان سے بے نیاز نہ ہو بلکہ ہر ایک کسی نہ کسی معاملے میں دوسرے کا ضرورت مند رہے۔ اللہ کی رحمت عام ہر ایک کے لئے ہے جس میں سے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔ اب رہ گئی اس کی رحمت خاص یعنی نبوت، یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ جس کو ریاست و وجاہت ملی ہے اسی کو نبوت بھی ملنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کا نظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تمہارے ہاتھ میں نہیں دیا۔ اگر تم دنیا کی دولت کو بہت بڑی بات سمجھتے ہو جسے دنیا کے رئیس سمیٹ رہے ہیں تو اللہ کی رحمت خاص یعنی نبوت اس دنیا کی دولت سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔ نہ اللہ نے روزی ان کی مرضی سے بانٹی اور نہ پیغمبران کی مرضی سے۔ کس کو کیا دینا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔

اللہ کی رحمت خاص یعنی نبوت دنیا کے مال و دولت اور یہاں کی ریاست و وجاہت سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ اللہ کی نظر میں دنیا کی دولت کوئی قدر قیمت نہیں رکھتی۔

(۳۳) مال و دولت کی فراوانی انسانی شرافت کی دلیل نہیں ہے | اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کا مال و دولت کوئی قابل قدر چیز نہیں ہے نہ اس کا دیا جانا اللہ کے قرب کی دلیل ہے۔ اللہ کی نظر میں یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ دین سے انکار کرنے والوں کے مکان ان کی چھتیں، زینے چاندی جوتے کے بنا دیتے۔ مال و دولت کی فراوانی انسانی شرافت، پاکیزگی نفس اور طہارت روح کی دلیل نہیں ہے مال و دولت تو ان گھٹا انسانوں کے پاس بھی پایا جاتا ہے جن کے کردار کی پستی نے سارے سماج کو سزا کر رکھ دیا ہے۔ تم نے مال و دولت کو آدمی کی بڑائی کا معیار کیسے بنا لیا۔

وَلِيُؤْتِيَهُمْ أَبُوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَكُونُونَ ﴿۳۳﴾

وَلِيُؤْتِيَهُمْ	أَبُوَابًا	وَسُرُرًا	عَلَيْهَا	يَتَكُونُونَ
اور ان کے گھروں کے لئے	دروازے	اور تخت	جن پر	وہ ٹیکہ لگاتے

اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ ٹیکہ لگاتے۔

وَنُرُ خُرُفًا وَإِنْ كُنْ ذَلِكُمْ لَمَّا مَتَاعٌ

وَنُرُ خُرُفًا	وَإِنْ	كُنْ	ذَلِكُمْ	لَمَّا مَتَاعٌ
اور سونے	اور نہیں	سب	یہ	مگر بونجی

اور (وہ بھی) سونے کے۔ اور یہ سب (کچھ) نہیں مگر دنیا کی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عِنْدَ رَبِّكَ

الْحَيَاةِ	الدُّنْيَا	وَالْآخِرَةِ	عِنْدَ	رَبِّكَ
زندگی	دنیا	اور آخرت	تہا	رب کے نزدیک

زندگی کی بونجی، اور تمہارے رب کے نزدیک آخرت

لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۵﴾ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ

لِلْمُتَّقِينَ	وَمَنْ	يَعْشُ	عَنْ	ذِكْرِ	الرَّحْمَنِ
برہنیز گاروں کے لئے	اور جو	شب کوڑی کرے	سے	یاد	رحمن (اثر)

برہنیز گاروں کے لئے ہے۔ اور جو کوئی اللہ کی یاد سے شب کوڑی (غفلت) کرے

نَقِضَ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ﴿۳۶﴾

نَقِضَ	لَهُ	شَيْطَانًا	فَهُوَ	لَهُ	قَرِينٌ
ہم مقرر (مسلط) کرتے ہیں	اس کے لئے	ایک شیطان	تو وہ	اس کا	ساتھی

ہم مسلط کر دیتے ہیں اس کے لئے، ایک شیطان تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔

﴿۳۳﴾ اور ان کے گھروں کے دروازے چاندی کے بناتے اور ان کے لئے تخت چاندی کے تیار کرتے جن پر وہ ٹیکہ لگا کر بیٹھتے۔

﴿۳۳﴾ وَلِيُؤْتِيَهُمْ أَبُوَابًا مِنْ فِضَّةٍ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سُرُرًا مِنْ فِضَّةٍ جَمْعٌ سُرُرٍ عَلَيْهَا يَتَكُونُونَ ○

۳۵) **وَذُخْرُونَ مَا ذَهَبًا أَلْمَعْنَى لَوْلَا**  
**خَوْفُ الْكُفْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ**  
**مِنْ إِعْطَاءِ الْكَافِرِ مَا ذَكَرَ**  
**لَا عَظِيمَنَا ذَٰلِكَ لِقَلَّةِ خَطَرِ**  
**الدُّنْيَا عِنْدَنَا وَعَدَمِ خَطَرِهَا**  
**فِي الْآخِرَةِ فِي الْعَالَمِ وَ**  
**إِنْ مُخَفِّفَهُ مِنَ الشَّقِيكَةِ**  
**كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا بِالتَّخْفِيفِ فَمَا**  
**تَأْبُدُهُ وَيَا تَتَشَدَّدُ بِدَبْعِي**  
**الْأَفْيَانِ نَافِيَهُ مَتَاعِ الْحَيَاةِ**  
**الدُّنْيَا بِمَتَاعِهَا ثُمَّ**  
**يَنْزُولُ وَالْآخِرَةُ الْجَنَّةُ**  
**عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ** ○

۳۶) **وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضٌ لَهُ**  
**شَيْطَانٌ خَافِيٌ لَهُ قَرِينٌ أَلْمَعْنَى كَرِيمٌ**  
**هُوَ رَحْمَنُ الذِّكْرِ عَنِ الْقُرْآنِ سَمْعُهُ مَوْجُودٌ**  
**لَهُ هَبِ اسْمُهُ فِي هَذَا مَوْجُودٌ**  
**لَهُ هَبِ اسْمُهُ فِي هَذَا مَوْجُودٌ**  
**وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضٌ لَهُ**  
**شَيْطَانٌ خَافِيٌ لَهُ قَرِينٌ** ○ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ

۳۵) اور ان کو بہت سا سونا دیتے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر یہ اللہ سے نہ ہوتا کہ اگر ہم کافروں کو یہ نعمتیں جو مذکور ہوئیں دیوں، تو مومن کافر ہو جاویں گے، تو کافروں کو یہ سب زیبائش اور مال و دولت دیتے کیونکہ دنیا کے مال و دولت کی ہمارے نزدیک کچھ وقعت نہیں اور آخرت میں اس کو کچھ حصہ نعمت جنت کا نہ ملتا۔ اور نہیں ہے یہ سب مگر زندگی دنیا میں فائدہ اٹھانا کہ انجام اس کا فنا ہے۔

اور جنت تیرے رب کے نزدیک ڈرنے والوں کے ہی واسطے ہے۔

۳۶) وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضٌ لَهُ شَيْطَانٌ خَافِيٌ لَهُ قَرِينٌ أَلْمَعْنَى كَرِيمٌ ہر جن کے ذکر سے یعنی قرآن سے منہ موڑتا ہے ہم اس کے لئے ہبیا کرتے ہیں ایک شیطان کو کہ وہ اس کا ساتھی ہوتا ہے کسی وقت اس سے جدا نہیں ہوتا۔

## تشریح

۳۳) مال دولت کی حقیقت اللہ کی نظر میں دنیاوی مال و دولت اللہ کی نظر میں اتنا بے حقیقت ہے کہ اگر مصلحت کے خلاف نہ ہوتا تو دین سے انکار کرنے والوں کے گھروں کے دروازے اور وہ تخت جن پر وہ بیٹھے لگائے بیٹھتے ہیں سب مٹانے چاندی کے بنا دیتے۔

۳۵) دنیا متاع حقیر ہے۔ اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے دنیا کی بہاریں تو سب شریک ہیں نیک اور بد سب کو دنیا مل جاتی ہے مگر آخرت کی نعمتیں صرف پرہیزگاروں کے لئے ہیں۔ وہ ابدی نعمتیں جو کبھی زائل نہ ہوں گی اللہ کے ان نیک بندوں کے لئے ہیں جو دنیا کو اپنا مقصد نہیں بنائے بلکہ اللہ کی رضا اور اس کی فرماں برداری کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

۳۶) اللہ کے ذکر سے منہ موڑنے والے کی سزا جو شخص رحمن کے ذکر یعنی قرآن اور اس کی طرف سے آئی ہوئی نصیحت اور اللہ کے ذکر سے منہ موڑتا ہے اس پر ایک شیطان مسلط ہو جاتا ہے جو ہر وقت اس کے دل میں طرح طرح کے دوسے ڈالتا رہتا ہے اس کو اللہ کی یاد سے غافل رکھتا ہے اور آخر تک اس کا پچھا نہیں چھوڑتا کیوں کہ یہ دنیا امتحان اور آزمائش کی دنیا ہے اگر کوئی شخص پھر بھی اپنے آپ کو برائی سے بچانے کی کوشش نہ کرے تو شیطان طاقیتیں اس کی دماغ میں لگاتی ہیں اور برائی کی طرف اس کو کھینچتی رہتی ہیں۔

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَ عَنْ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ

وَإِنَّهُمْ	لَيَصُدُّوْنَ عَنْ	السَّبِيلِ	وَيَحْسَبُونَ
اور بیشک وہ	البتہ وہ روکتے ہیں انھیں	سے	راستہ
اور بے شک وہ	انہیں راستے سے روکتے ہیں،	اور وہ گمان کرتے ہیں	

أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٣٤﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءْنَا قَالَ

أَنَّهُمْ	مُّهْتَدُونَ	حَتَّىٰ	إِذَا	جَاءْنَا	قَالَ
کہ وہ	ہدایت یافتہ	یہاں تک	جب	وہ آئیں گے ہمارے پاس	وہ کہے گا
کہ وہ	ہدایت یافتہ ہیں	یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئیں گے تو وہ			

يَلِيَّتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيُشَسِّ

يَلِيَّتَ	بَيْنِي	وَبَيْنَكَ	بُعْدَ	الْمَشْرِقَيْنِ	فَيُشَسِّ
اے کاش	میرے درمیان	اور تیرے درمیان	دوری	مشرق و مغرب	تو بڑا
(اپنے شیطان ساتھی سے) کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی تو بڑا					

الْقَرَيْنِ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ

الْقَرَيْنِ	وَلَنْ	يَنْفَعَكُمُ	الْيَوْمَ	إِذَا	ظَلَمْتُمْ
ساتھی	اور ہرگز نفع نہ دے گا تمہیں	آج	جب	جب ظلم کیا تم نے	
ساتھی ہے۔ اور جب تم نے ظلم کیا تو آج تمہیں یہ ہرگز نفع نہ دے گا۔					

أَنكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٩﴾

أَنكُمْ	فِي	الْعَذَابِ	مُشْتَرِكُونَ
یہ کہ تم	میں	عذاب	مشترک ہو
کہ تم عذاب میں مشترک ہو۔			

﴿٣٤﴾ اور بیشک شیاطین راہ ہدایت سے روکتے ہیں ان لوگوں کو جو ذکر رحمن سے منہ موڑتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں۔

﴿٣٤﴾ وَإِنَّهُمْ أَيْ الشَّيَاطِينُ لَيَصُدُّوْنَ أَيْ الْعَاشِينَ عَنِ السَّبِيلِ طَرِيقِ الْهُدَى وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ ○ فِي الْجَنَّةِ رِعَايَةَ



۳۸) مَعْنَى مَنْ حَتَّى إِذَا جَاءُوا  
الْعَاشِيَةَ بِقَرِينَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
قَالَ لَهُ يَا لَشَيْبَتِيهِ لَيْتَ  
بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَعْدَ  
الْمَشْرِقَيْنِ أَوْ مِثْلَ بَعْدِ  
مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ  
فِي عَسَى الْقَرِينِ ○ أَنْتَ لِي  
 ۳۹) قَالَ تَعَالَى وَلَنْ يَنْفَعَكُمْ  
أَي الْعَاشِيَةَ تَمَّتْ يَوْمَئِذٍ مَكْرَهُ  
الْيَوْمِ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَيْ تَبَيَّنَ  
لَكُمْ ظُلْمُكُمْ بِالْإِشْرَاقِ فِي  
الدُّنْيَا أَنْتُمْ مَعَ قَرِينِكُمْ  
فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ○  
عَلَيْهِ يَتَّقِدُونَ لِلْأَمْرِ لِعَدَمِ التَّفَضُّحِ  
وَإِذَا بَدَّلَ مِنَ الْيَوْمِ

۳۸) یہاں تک کہ جب وہ اعراض کرنے والا قرآن سے  
 مو اپنے ساتھی یعنی شیطان کے قیامت میں ہمارے  
 پاس آوے گا کہے گا اے کاش میرے اور تیرے درمیان  
 اس قدر دوری ہوتی جیسے مشرق اور مغرب میں۔

۳۹) کہ تو میرا بڑا ساتھی ہے۔  
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور نہ نفع دے گی تم کو آج کے دن  
 اے اعراض کرنے والو ذکر رحمانی سے آرزو تمہاری  
 اور ندامت تمہاری جب کہ ظاہر ہو گیا تم پر تمہارا  
 ظلم بسبب شرک کرنے کے دنیا میں کہ بے شک  
 تم معہ اپنے ساتھیوں مشیطین کے عذاب میں مشرک  
 ہو۔

### تشریح

۳۷) بدی نیکی کی تیز جاتی رہتی ہے | اللہ کی نصیحت اور قرآن سے غفلت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے  
 اور وہ اس کا رفیق بن کر راہِ راستہ سے روکتا رہتا ہے اس کے دل میں طرح طرح کے سوے اور خیالات پیدا  
 کر کے سیدھے راستے سے ہٹاتا رہتا ہے یہاں تک کہ عقلیں ایسی مسخ ہو جاتی ہیں کہ غلط راستے کو ہی ٹھیک راستہ  
 سمجھتے رہتے ہیں۔ نیکی اور بدی کی تیز باقی نہیں رہتی۔

قرآن دراصل حق و باطل کی کسوٹی ہے جو انسان کو صاف صاف بتاتا ہے کہ یہ حق ہے اور یہ باطل ہے  
 قرآن سے ہٹ کر جو بھی راستہ انسان اختیار کرتا ہے وہ باطل کی طرف ہی جاتا ہے۔

۳۸) آخرت میں شیطان کا غصہ | دنیا میں اسی طرح شیطان کے کہنے میں آکر برائی کو اچھائی سمجھتا رہے گا۔ آخر کار جب مرنے  
 کے بعد اللہ کے یہاں پہنچے گا اور وہاں معلوم ہوگا کہ جس راستہ کو وہ صحیح سمجھ رہا تھا وہ غلط تھا اور شیطان نے ان کی آنکھوں  
 پر پردہ ڈال رکھا تھا تو وہاں اپنا غصہ شیطان پر اتارے گا اور کہے گا کہ تو تو بہت ہی بڑا ساتھی نکلا۔ کاش میرے  
 اور تمہارے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گزرتا۔ دنیا میں شیطان کے مشورے  
 پر چلتا رہا۔ اب وہاں جا کر پھٹانے سے کچھ نہ ہوگا۔

۳۹) گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سبھی عذاب میں شریک ہوں گے | وہاں ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے اپنی گمراہی کی ذمہ داری  
 دوسروں پر ڈالیں گے کہ انھوں نے ہمیں راستے سے بھٹکایا۔ یہ ہماری گمراہی کے ذمہ دار ہیں مگر اس وقت یہ بائیں  
 کچھ فائدہ نہ دیں گی اور گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے سبھی عذاب میں شریک ہوں گے۔ عذاب کی شدت ہی  
 اللہ ہی ہوگی کہ وہاں اس طرح کی باتوں سے تسلی کا کوئی سامان نہ ہوگا۔

أَفَأَنْتَ تَسْمِعُ الصَّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ

أَفَأَنْتَ	تَسْمِعُ	الصَّمَّ	أَوْ + تَهْدِي	الْعُمْىَ	وَمَنْ كَانَ
تو کیا آپ	سنائیں گے	بہروں	یا راہ دکھائیں گے	اندھوں	اور جو ہو

تو کیا آپ بہروں کو سنائیں گے؟ یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے؟ اور اس کو جو

فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۴۰﴾ فَأَمَّا نَذُّ هَبْنِ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ ﴿۴۱﴾

فِي ضَلَالٍ	مُّبِينٍ	فَأَمَّا	نَذُّ هَبْنِ	بِكَ	فَإِنَّا مِنْهُمْ	مُنْتَقِمُونَ
گمراہی میں	صریح	پھر اگر	لے جائیں	تہیں	تو بیشک ہم ان سے	انتقام لینے والے

صریح گمراہی میں ہو۔ پھر اگر ہم آپ کو (دنیا سے) لے جائیں تو بیشک ہم (پھر بھی) ان سے انتقام لینے والے ہیں۔

﴿۴۰﴾ پس کیا تو سناسکتا ہے بہروں کو یا راہ دکھا سکتا ہے اندھوں کو اور اس کو جو ظاہر گمراہی میں رہا یعنی یہ لوگ ایسا نہیں لاسکتے۔

﴿۴۰﴾ أَفَأَنْتَ تَسْمِعُ الصَّمَّ  
أَوْ تَهْدِي الْعُمْىَ وَمَنْ

كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ  
بَيِّنٍ أَىٰ فَهَمْ لَا يُؤْمِنُونَ

﴿۴۱﴾ فَأَمَّا فِيهِ إِذْ غَامُؤُونَ  
إِن الشَّرْطِيَّةِ فِي مَا الرَّابِثَةِ

نَذُّ هَبْنِ بِكَ بِأَنَّ نُبَيْثِكَ  
قَبْلَ تَعْذِيبِهِمْ فَإِنَّا مِنْهُمْ  
مُنْتَقِمُونَ ۝ فِي الْآخِرَةِ

﴿۴۱﴾ پس اگر اے محمد ہم تجھ کو وفات دے دیں پہلے ان کے عذاب کرنے سے تو ہم ان سے آخرت میں ضرور بدلہ لیں گے۔

### تشریح

- ﴿۴۰﴾ اندھے بہرے ہدایت نہیں پاسکتے | جن کے کان حق بات سننے سے بہرے ہو گئے ہوں، جن کی آنکھیں حق کو دیکھنے سے اندھی ہو گئی ہوں۔ جو سننے کے لئے تیار نہ ہوں اور حقائق کی طرف سے آنکھیں بند کر لی ہوں، جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہوں اور نکلنے کے لئے تیار نہ ہوں آپ ان کو ہدایت پر کیسے لاسکتے ہیں؟ ان کے غم میں آپ اپنے آپ کو دکھلائیں پہنچانے کی ذمہ داری آپ نے ادا کر دی۔ اب یہ جائیں ان کا کام جانے۔
- ﴿۴۱﴾ ایسے لوگوں کو سزا تو ملنی ہی ہے | یہ لوگ گمراہی کی آخری حدوں کو پہنچ چکے ہیں۔ نہ سننے کو تیار ہیں نہ دیکھنے کو تیار ہیں۔ آپ دنیا میں رہیں یا نہ رہیں ان لوگوں کو سزا تو ملنی ہی ہے۔

أَوْثَرِيَّتِكَ الَّذِي وَعَدْتَهُمْ فَأَنَا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ ﴿۴۱﴾

أَوْثَرِيَّتِكَ	الَّذِي	وَعَدْتَهُمْ	فَأَنَا	عَلَيْهِمْ	مُقْتَدِرُونَ
یا تم دکھا دیں نہیں	وہ جو	ہم نے وعدہ کیا ان	تو بیشک تم	ان پر	قدرت رکھنے والے (قادر) ہیں

یا اگر تم آپ کو دکھا دیں وہ جو ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے (تب بھی) ہم ان پر قادر ہیں۔

فَأَسْتَمْسِكُ بِالَّذِي أُوْحِيَ إِلَيْكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۴۲﴾

فَأَسْتَمْسِكُ	بِالَّذِي	أُوْحِيَ	إِلَيْكَ	عَلَىٰ	صِرَاطٍ	مُسْتَقِيمٍ
پر آپ مضبوطی سے تھام لیں	وہ جو	وحی کیا گیا	آپ کی طرف	بیشک آپ	پر	راستہ سیدھا

پر آپ وہ مضبوطی سے تھام لیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بیشک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

﴿۴۱﴾ یا اگر تیری زندگی میں مجھ کو دکھلا دیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے تو ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔

﴿۴۱﴾ أَوْثَرِيَّتِكَ فِي حَيَاتِكَ الَّذِي وَعَدْتَهُمْ  
بِهِ مِنَ الْعَذَابِ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ عَلَى  
عَدَائِهِمْ مُقْتَدِرُونَ ○ قَادِرُونَ

﴿۴۲﴾ سو مضبوط پکڑ لو اس کو جو تیری طرف وحی کیا گیا یعنی قرآن کو بے شک تو ٹھیک راستہ پر ہے۔

﴿۴۲﴾ فَأَسْتَمْسِكُ بِالَّذِي أُوْحِيَ إِلَيْكَ  
أَيُّ الْقُرْآنِ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ  
طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ○

### تشریح

﴿۴۱﴾ ہمیں ان پر پوری قدرت ہے | یہ پوری طرح ہمارے قابو میں ہیں ہم سے فرج نہیں سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی وعدے کے مطابق ان کا انجام تمہیں دکھا دیں۔

دین کے اور حضرت محمد کے یہ مخالف یہ سمجھتے تھے کہ محمد کی ذات ان کے لئے مصیبت بنی ہوئی ہے۔ یہ کانٹا درمیان سے نکل جائے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ ایسی غلط خیالی کی وجہ سے وہ آپ کو ختم کرنے کے مشورے کرتے رہتے تھے۔ اللہ تم نے نبی کو خطاب کرتے ہوئے ان لوگوں کو جواب دیا ہے کہ اے پیغمبر آپ کے کہنے یا نہ کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ زندہ رہیں گے تو اپنی آنکھوں سے ان کا انجام دیکھ لیں گے اور آپ دنیا سے چلے جائیں گے تو آپ کے پیچھے ان کی خبر لی جائے گی۔ یہ اپنی شامت اعمال سے فرج نہیں سکتے۔ اللہ نے جن کو رحمت بنا کر بھیجا تھا عقل کے اندھے اپنے لئے وہ زحمت سمجھ رہے تھے۔

﴿۴۲﴾ آپ مضبوطی کے ساتھ بے رہی اللہ کے فضل سے آپ سیدھے راستے پر ہیں | آپ اس کتاب کو جو وحی کے ذریعے آپ کے پاس بھیجا جا رہی ہے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھیں آپ حق کے اوپر چم رہیں اور اپنی ذمہ داری کو ادا کرتے رہیں آپ کے لئے یہ اطمینان کافی ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے حق پر ہیں بلذات سبح کی شکر کے بغیر آپ اپنا فرض انجام دیتے ہیں آپ اس بات کی فکر مت کیجئے کہ یہ سب لوگ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے اور کیوں اپنا انجام خراب کر رہے ہیں۔ آپ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے وہ ہی ان کو ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿۳۴﴾

وَإِنَّهُ	لَذِكْرٌ	لَّكَ	وَلِقَوْمِكَ	وَسَوْفَ	تُسْأَلُونَ	وَ
اور بیشک یہ	نصیحت (امر)	آپ کے لئے	اور آپ کی قوم کے لئے	اور عنقریب	تم سے پوچھا جائیگا	اور
اور بیشک یہ (قرآن)	ایک نصیحت	امر ہے آپ کے لئے	اور آپ کی قوم کے لئے	اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا	اور	

سَأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ

سَأَلْ	مَنْ	أَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	مِنْ رُسُلِنَا	أَجَعَلْنَا	مِنْ
پوچھ لیں	جو	ہم نے بھیجے	آپ سے پہلے	ہمارے رسولوں میں سے	کیا ہم نے مقرر کئے	سے
آپ ہمارے ان رسولوں سے پوچھ لیں جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے	کیا ہم نے اللہ نے سوا کوئی					

دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهَ يُعْبَدُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

دُونِ	الرَّحْمَنِ	إِلَهَ	يُعْبَدُونَ	وَلَقَدْ	أَرْسَلْنَا
رحمن (اللہ کے سوا)	کوئی معبود	ان کی عبادت کی جائے	اور تحقیق ہم نے بھیجا	مسنور	مقرر کئے تھے
کہ ان کی عبادت کی جائے	اور تحقیق ہم نے	موسیٰ کو			

مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ

مُوسَىٰ	بِآيَاتِنَا	إِلَىٰ	فِرْعَوْنَ	وَمَلَئِهِ	فَقَالَ
موسیٰ	اپنی نشانیوں کے ساتھ	طرف	فرعون	اور اس کے سردار	تو اس نے کہا
اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا	فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف	تو اس نے کہا			

إِنِّي رَسُولٌ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۶﴾

إِنِّي	رَسُولٌ	رَبِّ	الْعَالَمِينَ
بیشک میں	رسول	تمام جہانوں کا پروردگار	
بیشک میں تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں			

﴿۳۴﴾ اور بیشک یہ قرآن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے باعثِ شرافت ہے کہ ان کی زبان میں اتارا گیا اور نزدیک ہے کہ تم سے سوال کیا جاوے کہ تم نے اس کا حق پورا ادا بھی کیا ہے یا نہیں۔

﴿۳۵﴾ اور پوچھ لے ہمارے ان پیغمبروں سے جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے کہ آیا ہم نے بنائے رحمن کے سوا معبود جن کو

﴿۳۴﴾ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿۳۴﴾

﴿۳۵﴾ وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ

بدستش کی جاوے۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہے اس طرح کہ آپ کے پاس خب معراج میں پیغمبر جمع کئے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ان سے مضمون بالا پوچھ۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ دونوں کتابوں والوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے جس سے چاہے اس امر کو دریافت کر لیں۔ اور ہر حال آپ نے کسی قول موافق اس امر کو کسی سے نہیں پوچھا۔ اس لئے کہ مراد اس حکم سے کہ سوال کر یہ کہ قریش کے مشرکین پر ظاہر اور ثابت ہو جائے کہ کوئی غیر اللہ کوئی کتاب اللہ کی طرف سے خدا کی عبادت کا حکم کرنے کو نہیں آئی۔

الرَّحْمٰنِ اٰی غٰیْرَہِ الْاِلٰہَۃَ یَعْبُدُوْنَ  
قِیْلَ هُوَ عَلٰی ظٰہِرِہٖ بَآئِنٌ جَمِیْعًا لَہٗ  
التَّرٰسُلُ لَیْلَۃٌ الْاِسْرَآءِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ  
اَمَرَ مِنْ اٰی اَہْلِ الْکِتَابِ بَیْنَ  
وَلَمْ یَسْأَلْ عَلٰی وَاَحِدٍ مِنَ الْقَوْلِیْنِ  
لَاکَ التَّرَادُ مِنَ الْاَمْرِ بِالسَّوَالِ  
التَّحْقِیْرِ لِیُشْرِکَ فَرِیْثَ اَنۡہُ  
لَمَرِّیَاتِ رَسُوْلٍ مِنْ اِلٰہِ وَلَا کِتَابٍ  
یَعْبَادُہٗ غَیْرِ اِلٰہِ

۴۱) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآیٰتِنَا  
اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَٲِیْہِ اٰی الْقَبْطِ  
فَقَالَ اِنِّیْٓ اَرَسُوْلٌ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۴۱) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوسٰی بِآیٰتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَٲِیْہِ فَقَالَ  
اِنِّیْٓ اَرَسُوْلٌ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِلَّا اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ کو  
اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے گروہ قبط کی طرف پس کہا  
موسیٰ نے کہ بالظہور میں بھیجا ہوا ہوں تمام جہان کے رب کا۔

تشریح

۴۲) قرآن ایک عظیم نعت ہے، کسی شخص کے لئے اس سے بڑھ کر سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پیغمبری کے لئے اور اس پر اپنی کتاب نازل کرنے کے لئے منتخب کرے اور کسی قوم کے لئے اس سے بڑھ کر خوش بختی کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام قوموں میں سے اس قوم کے فرد کو نبوت کے لئے منتخب کرے۔ ان کی زبان میں اپنی کتاب نازل کرے اور انہیں دنیا میں اللہ کے پیغام کا حامل بنا کر اٹھنے کا موقع دے۔ اس سے بڑھ کر عزت کیا ہوگی کہ وہ اولین مخاطب قرار پائیں۔ وہ چیز جو ان کے فضل و شرف کا سبب اللہ کا وہ کلام جو ساری دنیا کی نجات و فلاح کا ابدی دستور العمل ہے اگر وہ خود کریں تو ان کے لئے دنیاوی اور اخروی سعادت کا اس بڑھ کر کوئی اور موقع نہیں ہو سکتا اگر وہ اس کی نافرمانی کریں گے تو ایک وقت آئے گا کہ انہیں اس بات کی جواب دہی کرنی ہوگی۔

۴۵) ہر رسول نے توحید کی تعلیم دی ہے محمد سے پہلے جتنے بھی نبی اور رسول آئے ان کی کتابوں اور ان کی تعلیمات میں اٹھا کر دیکھ لو کہ کسی نے بھی خدائے رحمن کے سوا کوئی دوسرے معبود مقرر کئے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟ ہر نبی اور رسول کی تعلیم توحید کی تھی کہ خدائے واحد کے سوا کسی کی پرستش نہ کی جائے کسی نبی نے شرک کی تعلیم نہیں دی۔ محمد کی تعلیم اور آپ کا راستہ بھی وہی ہے جو پچھلے نبیوں کا تھا۔ رسولوں کی تعلیمات آج بھی دنیا میں موجود ہیں ان سب میں تلاش کرو سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود اور اطاعت کا مستحق نہیں اور نبی آخر الزماں کی دعوت اور تعلیم بھی یہی ہے۔

۴۶) حضرت موسیٰ کی دعوتوں کو دعوت توحید ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانوں کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیان سلطنت کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو توحید کی دعوت دیں۔ موسیٰ نے فرعونوں کے پاس جا کر کہا کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا رسول ہوں جعفر موسیٰ کے پاس ان کے رسول ہونے کی نشانیاں موجود تھیں جن کو لے کر وہ فرعونوں کے دربار میں گئے تھے۔ ان کے پاس وہ عصا تھا جو اٹھو بن جاتا تھا۔ دوسری نشانی یہ بیضا تھا کہ جب اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈالتے تھے تو وہ انتہائی روشن ہو کر چمکنے لگتا تھا فرعون اور اس کے سرداروں کے لئے موقع تھا کہ وہ حق کو قبول کر لیتے مگر انہوں نے اپنی بادشاہی اور شوکت و عظمت کے زعم میں اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کو جعفر سمجھا مگر اللہ کے فیصلے نے ظاہر کر دیا کہ اس میں جعفر کون ہے؟ جب اللہ خود خبردار کرتے ہیں تو ان کی نشانوں کے ساتھ مذاق کرنا بہت ہنسنا پڑتا ہے جس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کے اس واقعہ میں بھی عبرت اور نصیحت کے ایسے قابل طور گوشے موجود ہیں۔ اور اس قصے کو اسی لئے بیان کیا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بَايَتُنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَضْحَكُونَ ﴿۴۷﴾

فَلَمَّا	جَاءَهُمْ	بَايَتُنَا	إِذَا هُمْ	مِنْهَا + يَضْحَكُونَ
پھر جب	وہ آئے	ہماری نشانیوں کے ساتھ	ناگہاں وہ	اس (ان نشانیوں پر) ہنسنے لگے

پھر جب وہ ہماری نشانیوں کے ساتھ آئے۔ تو ناگہاں وہ ان نشانیوں پر ہنسنے لگے

وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ

وَمَا نُرِيهِمْ	مِنْ آيَةٍ	إِلَّا هِيَ	أَكْبَرُ	مِنْ
اور ہم انہیں دکھاتے تھے	کوئی نشانی	مگر وہ	بڑی	سے

اور ہم انہیں کوئی نشانی نہیں دکھاتے تھے، مگر وہ پہلی نشانی سے بڑی

أُخْتِيهَا زَوَّأْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

أُخْتِيهَا	زَوَّأْنَاهُمْ	بِالْعَذَابِ	لَعَلَّهُمْ
اس کی بہن (دوسری نشانی)	اور ہم نے گرفتار کیا انہیں	عذاب میں	تاکہ وہ

ہوتی۔ اور ہم نے انہیں عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ باز

يَرْجِعُونَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الشُّجْرُ ادْعُ لَنَا

يَرْجِعُونَ	وَقَالُوا	يَا أَيُّهَا	الشُّجْرُ	ادْعُ	لَنَا
وہ باز آجائیں	اور انہوں نے کہا	اے	جادوگر	دعا کر	ہمارے لئے

آجائیں۔ اور انہوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے رب سے

رَبِّكَ بِمَا عٰهَدْتَكَ ۗ اِنَّا لَمُهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾

رَبِّكَ	بِمَا عٰهَدْتَكَ	اِنَّا	لَمُهْتَدُونَ
اپنا رب	اس عہد کے سبب جو تیرے پاس ہے	بیشک ہم	البتہ ہدایت پانے والے

دعا کر اس عہد کے سبب جو تیرے پاس ہے بیشک ہم ہدایت پانے والے ہیں (ہدایت پالیں گے)

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿۵۰﴾

فَلَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُمْ	الْعَذَابَ	إِذَا هُمْ	يَنْكُثُونَ
پھر جب ہم نے ان سے	عذاب ہٹا دیا	ان سے	عذاب	ناگہاں وہ	عہد توڑ گئے۔

پھر جب ہم نے ان سے عذاب ہٹا دیا تو ناگہاں وہ عہد توڑ گئے۔

۴۷) سو جس وقت موسیٰ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا جو دلائل کرتی تھی اس کے پیغمبر ہونے پر ناگاہ وہ لوگ ان سے ہنستے تھے۔

۴۸) اور ہم نے ان کو عذاب کی نشانیاں میں سے ہر ایک نشانی ایسی دکھلائی جو زیادہ بڑی اور ہونا تک تھی اس نشانی سے جو اس سے پہلے تھی جیسے ان پر طوفان کا بھیجنا (مراد طوفان سے وہ پانی جو سات دن تک ان کے گھروں میں رہا اور بیٹھنے والوں کے حلق تک پہنچتا تھا) اور ٹیڑھوں کا بھیجنا۔

اور ہم نے ان کو گرفتار عذاب کیا تاکہ وہ لوگ اپنے کفر سے باز آویں۔

۴۹) اور وہ کہنے لگے موسیٰ سے جبکہ انہوں نے عذاب کو دیکھا کہ اے جادوگر یعنی اے عالم کامل (جادوگر سے مراد ان کے کامل علم میں تھا کیونکہ وہ لوگ جادو کو بڑا علم اور کمال جانتے تھے) ہمارے لئے دعا کر اپنے رب سے ساتھ اس عہد اور قرار کے جو تجھ سے کیا گیا۔ مراد اس سے دور کرنا عذاب کا اگر ہم ایمان لاویں۔

بے شکیبہ ایمان لانے والے ہیں۔

۵۰) پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب موسیٰ کی دعا سے ناگاہ وہ توڑنے لگے عہد اپنا اور اصرار کرنے لگے کفر پر۔

۴۷) فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا الدَّالَّةِ عَلَىٰ رِسَالَتِهِ إِذَا هُمْ مِنْهَا يَصْحَكُونَ ○

۴۸) وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ الْعَذَابِ كَالظُّنُونِ وَهُوَ مَاءٌ دَخَلَ بُيُوتَهُمْ وَوَصَلَ إِلَىٰ حُلُوقِ الْجَالِسِينَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَالْخَبْرَ إِذِ الْإِلَهِ أَكْبَرُ مِنَ اخْتِمِهَا قَرِينَتُهَا الَّتِي قَبْلَهَا وَأَخَذْنَا مِنْهُمُ الْعَهْدَ بِالْعَدْوَانِ ○

۴۹) وَعَلَيْهِمْ يُرْجَعُونَ ○ عَنِ كُفْرِهِمْ ○ وَقَالُوا يَا مُوسَىٰ لَبَأَ دَاوُدُ الْعَذَابِ يَا أَيُّهَا الشَّجَرُ أَيُّ الْعَالَمِ الْكَامِلِ لِرَأْيِ السَّحَرِ عِنْدَهُمْ عِلْمٌ عَظِيمٌ ادْعُ لِنَارِكَ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْكَ مِنْ كَيْفِ الْعَدْوَانِ عَتَاؤِنَا مِنَّا إِنَّا لَمُهْتَدُونَ ○ أَيُّ مُؤْمِنُونَ ○ فَكَيْتَا كَشَفْنَا بِدُعَاءِ مُوسَىٰ عَنْهُمْ الْعَدْوَانَ إِذَا هُمْ يَنْكُفُونَ ○ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ وَيَصْتُرُونَ عَلَىٰ كُفْرِهِمْ

### تشریح

۴۷) فرعونوں نے اللہ کی نشانیاں کا مذاق اڑایا | جب حضرت موسیٰ نے ان کے سامنے اللہ کی نشانیاں پیش کیں تو بجائے اس کے کہ وہ اللہ کی نشانیاں دیکھ کر سنجیدگی سے حضرت موسیٰ کی دعوت پر غور کرتے اٹا وہ ان معجزات کا مذاق اڑانے لگے اور شہتے مارنے لگے۔

۴۸) ہم ان کو ایک سے بڑھ کر ایک نشانیاں دکھاتے گئے | حضرت موسیٰ اللہ کے سچے رسول تھے۔ اللہ کی طرف سے معجزے اور نشانیاں لے کر آئے تھے تاکہ ان کی سچائی اچھی طرح واضح ہو جائے۔ انہوں نے ابتدائی معجزے عصا اور ید بیضاء کے پیش کئے فرعون اور اس کے دربار والوں نے ان معجزات کا مذاق اڑایا مگر حضرت موسیٰ برابر اپنی بات کہتے رہے اور اللہ کے حکم سے ایک سے بڑھ کر ایک معجزے دکھائے تاکہ ان کی صداقت میں کوئی کمی باقی در ہے۔

اللہ تم کے حکم سے حضرت موسیٰ نے جو نشانیاں دکھائیں وہ یہ ہیں۔

- ۱- جادو گروں سے مقابلہ ہوا اور جادو گر شکست کھا کر ایمان لے آئے۔
- ۲- حضرت موسیٰ نے اطلاع دی کہ مصر میں شدید قحط برپا ہوگا، وہ ہوا۔ اور پھر حضرت موسیٰ کی دعا پر ہی وہ دُور ہوا۔
- ۳- حضرت موسیٰ نے بتایا کہ سارے ملک میں ہولناک بارشیں ہوں گی طوفان آئیں گے چنانچہ بارشوں کے طوفان آئے۔ اور یہ مصیبت بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے ہی دفع ہوئی۔
- ۴- پورے ملک پر بڑی ذل کا خوف ناک حملہ ہوا۔ اور یہ آفت بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے دُور ہوئی۔
- ۵- حضرت موسیٰ کے اعلان کے مطابق سارے ملک میں جو مین اور نر مریاں پھیل گئیں جن سے آدمی اور جانور سخت پریشانی میں مبتلا ہوئے، غلوں کے گودام تباہ ہو گئے۔ فرعون اور اس کے سرداروں نے حضرت موسیٰ سے دعا کی درخواست کی اور آپ کی دعا سے یہ آفت دفع ہوئی۔
- ۶- حضرت موسیٰ کی تنبیہ کے مطابق پورے ملک میں مینڈکوں کا سیلاب امانڈ آیا۔ یہ مصیبت بھی حضرت موسیٰ کی دعا ملی۔
- ۷- حضرت موسیٰ کے اعلان کے مطابق خون کا عذاب آیا جس سے تمام نہروں، کنوؤں اور تالابوں کا پانی خون میں تبدیل ہو گیا۔ مچھلیاں مر گئیں ہر جگہ بدبو پیدا ہو گئی۔ ایک ہفتے تک لوگ اس عذاب میں مبتلا رہے اور صافی پانی کو ترس گئے۔ یہ عذاب بھی حضرت موسیٰ کی دعا سے ختم ہوا۔
- غرض اللہ تم ایک سے بڑھ کر ایک نشانیاں دکھاتے رہے تاکہ یہ لوگ اپنی روش سے باز آجائیں۔ مگر ہوتا کیا تھا کہ ہر مرتبہ یہ لوگ وعدہ کرتے اور پھر جاتے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔
- ۴۹- راہِ راست برآئے کا وعدہ۔ جادو اور معجزے کا فرق | جب بھی اللہ کی نون سے اس قسم کا کوئی عذاب آتا تھا وہ حضرت موسیٰ سے درخواست کرتے تھے کہ اپنے رب کی طرف سے جو منصب آپ کو حاصل ہے کہ آپ کی دعا قبول ہوتی ہے اس کی بنا پر ہمارے لئے اللہ کے دعا کریں کہ یہ عذاب ہم پر سے ہٹادے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ نذر۔ راہِ راست برآجائیں گے۔ مگر جنوں ہی ہم وہ عذاب ان پر سے ہٹادیتے وہ اپنی بات سے پھر جاتے تھے اور وعدہ کر کے مکر جاتے تھے۔
- یہ فرعونی ردار اتنے ہٹ دھرم تھے کہ اس مصیبت کے وقت بھی وہ سنت موسیٰ کو اللہ کا پیغمبر ماننے اور کہنے کے بجائے "اے راجہ" کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ حالانکہ وہ خوب جانتے تھے کہ یہ سحر اور جادو نہیں ہے جادو گر زیادہ سے زیادہ جو کر سکتا ہے کہ ایک محدود رقبے میں جو لوگ اس کے سامنے ہوں ان کے ذہن پر ایسا اثر ڈالے جس سے وہ یہ محسوس کرنے لگیں کہ پانی خون بن گیا ہے یا مینڈک اُبلے پڑ رہے ہیں یا بڑی دل چڑھے آرہے ہیں اور اس محدود رقبے کے اندر بھی پانی حقیقت میں خون بننے کا بلکہ ایک دائرہ سے نکل کر پانی کا پانی ہی رہ جائے گا۔ اگر جادو گر کے پاس یہ طاقت ہوتی تو وہ بادشاہوں کی ملازمت کرتے کے بجائے خود بادشاہ بن بیٹھے۔ اور اگر جادو کے زور سے یہ ہو سکتا تو کسی بادشاہ کو فوج رکھنے اور جنگیں لڑنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ لوگ بھی اپنے دلوں میں خوب سمجھتے تھے کہ یہ اللہ رب العالمین کی نشانیاں ہیں مگر پھر یہ جان بوجھ کر ان کا انکار کرتے تھے جیسا کہ سورہ نمل میں ارشاد ہوا۔
- وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا الْأُنثَىٰ  
كُلَّمَا وَاخَلَّتْهُنَّ  
(آیت ۱۷)
- (ان کے دل اندر سے قائل ہو چکے تھے مگر انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان نشانوں کا انکار کیا۔)
- ۵۰- وعدہ کیا مگر گئے | جب حضرت موسیٰ کی دعا سے وہ عذاب مٹ جاتا تھا تکلیف دور ہو جاتی تھی مصیبت کی گھڑی ختم ہو جاتی تھی۔ اپنی بات سے پھر جاتے تھے اور جو قول و قرار کرتے تھے ان سے مکر جاتے تھے جیسے کوئی وعدہ کیا ہی نہ ہو۔



وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ

وَنَادَى	فِرْعَوْنُ	فِي	قَوْمِهِ	قَالَ	يَا قَوْمِ	أَلَيْسَ
اور پکارا	فرعون	میں	اپنی قوم	اس نے کہا	اے میری قوم	کیا نہیں

اور فرعون نے اپنی قوم میں پکارا (منادی کی) اس نے کہا اے میری قوم! کیا

لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي

لِي	مُلْكُ + مِصْرَ	وَهَذِهِ	الْأَنْهَارُ	تَجْرِي
میرے لئے	میرا مصر کی بادشاہت	اور یہ	نہریں	جاری ہیں

مصر کی بادشاہت میری نہیں ہے؟ اور یہ نہریں جاری ہیں

مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تَبْصُرُونَ ۝۵۱

مِنْ تَحْتِي	أَفَلَا	تَبْصُرُونَ
میرے نیچے سے	تو کیا نہیں	دیکھتے تم

میرے (مملکت کے) نیچے سے، تو کیا تم نہیں دیکھتے؟

۵۱ اور فرعون نے ازراہ فخر و تکبر اپنی قوم میں آواز دی کہ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں دریائے نیل کی میرے محل کے نیچے بہ رہی ہیں سو کیا تم میری بڑائی اور باندی کو نہیں دیکھتے۔

۵۱ وَنَادَى فِرْعَوْنُ اِتِّخَاذًا فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي أَفَلَا تَبْصُرُونَ ۝۵۱ عَظِيمِي

تشریح

۵۱ فرعون باقوم سے خطاب کیا ایک طرف یہ حالات پیش آرہے تھے کہ حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے پے درپے نشانیاں پیش کر رہے تھے جس کی وجہ سے ملک کے عوام کا عقیدہ ہل گیا تھا۔ فرعون بھی اس بات کو محسوس کر رہا تھا کہ لوگوں کی وہ عقیدت اور وہ اہتمام کمزور پڑ رہا ہے اور فرعون کا باندھا ہوا وہ ظلم جس کے ذریعہ وہ خدائی اوتار بن کر مصر پر حکومت کر رہا تھا اس کفار پود بکھرے جا رہے ہیں۔ آس پاس کے ملکوں میں مصر کے حاکم کا بڑا دیدہ بہ تھا۔ اس نے اپنے ملک کو بڑا خوش حال بنا رکھا تھا۔ دریائے نیل کا پانی کاٹ کر نہریں بنائی تھیں اور ایک نہر اپنے باغ میں نکالی تھی۔ ایک طرف حکومت تھی دوسری طرف یہ فقیر بے نوا حضرت موسیٰ تھے۔ جن کے پاس نہ کوئی فوج تھی نہ دولت تھی اور نہ حکومت۔ فرعون نے ایک روز قوم کے سامنے خطاب کرتے ہوئے دونوں کی حیثیت کا موازنہ کیا اور کہا کہ کیا یہ مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے، کیا میں نے اس ملک کو خوش حال نہیں بنایا؟ یہ بہتی ہوئی نہریں جنہوں نے اس ملک میں سبز انقلاب برپا کر دیا ہے ملک کو خوش حالی دی ہے، کیا میری بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ یہ ترقیات کے کام جو تم دیکھ رہے ہو کیا میرے اور میرے خاندان کے لئے ہوئے نہیں ہیں۔ کیا تمہیں یہ سب نظر نہیں آتا۔؟

أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ

أَمْ أَنَا	خَيْرٌ	مِّنْ هَذَا	الَّذِي	هُوَ	مَهِينٌ
کیا بلکہ میں	بہتر	اس سے	وہ جو	وہ	کم قدر

بلکہ میں اس سے بہتر ہوں جو کم قدر ہے۔ اور وہ

وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أَلْقَىٰ عَلَيْهِ

وَلَا يَكَادُ	يُبِينُ	فَلَوْلَا	أَلْقَىٰ	عَلَيْهِ
اور وہ معلوم نہیں ہوتا	صاف گفتگو کرتا	تو کیوں نہ	ڈالے گئے	اس پر

معلوم نہیں ہوتا صاف گفتگو کرتا۔ تو اس پر سونے کے ٹکٹن کیوں

أَسْوَرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أُوجَاءُ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾

أَسْوَرَةٌ	مِّنْ ذَهَبٍ	أُوجَاءُ	مَعَهُ	الْمَلَائِكَةُ	مُقْتَرِنِينَ
ٹکٹن	سونے کے	یا آئے	اس کے ساتھ	فرشتے	پڑا باندھ کر

نہ ڈالے گئے؟ یا اس کے ساتھ فرشتے (کیوں نہ) آئے پڑا باندھ کر

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَاطَاعُوهُ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ﴿٥٤﴾

فَاسْتَخَفَّ	قَوْمَهُ	فَاطَاعُوهُ	إِنَّهُمْ	كَانُوا	قَوْمًا	فَسِيقِينَ
پس اس نے عقل کر دیا	اپنی قوم	تو انھوں نے اس کی اطاعت کی	بیشک وہ	تھے	لوگ	نا فرمان

پس اس نے اپنی قوم کو بے عقل کر دیا تو انھوں نے اس کی اطاعت کی بیشک وہ نافرمان لوگ تھے۔

﴿٥٢﴾ أَمْ تَبْصُرُونَ وَحِينِيذٍ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ

هَذَا أَمْ أَيْ مُوسَى الَّذِي هُوَ

مَهِينٌ ۙ ضَعِيفٌ حَفِيفٌ وَلَا يَكَادُ

يُبِينُ ○ يُظْهِرُ كَلَامَهُ لِلتَّغْيِثِ

بِالْجَمْرَةِ الَّتِي تَنَادَلَهَا فِي صِغَرِهِ

﴿٥٣﴾ فَلَوْلَا هَلَّا أَلْقَىٰ عَلَيْهِ إِنْ

كَانَ صَادِقًا أَسْوَرَةٌ مِّنْ

ذَهَبٍ جَمْعُ أَسْوَرَةٍ كَأَنْتَرِبَةٍ

جَمْعُ سَوَارِكٍ كَعَادَتِهِمْ فِيمَا يَسُودُ وَنَتَهُ

﴿٥٢﴾ یاد کیجئے ہو۔ اگر دیکھتے ہو تو ظاہر ہے کہ میں بہتر ہوں موسیٰ سے جو

ضعیف و حقیر ہے

اور اپنی بات بھی ظاہر نہیں کر سکتا یعنی بہ سبب لکنت کے

جو پیش آتی تھی موسیٰ کو منہ میں چنگاری آگ کی رکھنے سے چھوٹی

عمر میں۔

﴿٥٣﴾ سو اگر وہ سچا ہے تو اس کو سونے کے ٹکٹن کیوں نہ پہنائے گئے

یہ کلمہ اس نے ان لوگوں کی عادت کے موافق کہا کہ ان

میں یہ دستور تھا کہ جب کسی کو سردار بناتے تھے تو اس کو

سونے کے ٹکٹن پہناتے تھے اور اس کے گلے میں سونے کے

ہار ڈالتے تھے۔  
یا آتے اس کے ساتھ فرشتے اس کی متابعت میں پرا باندھ کرنا، ان کی  
کی بھائی کی گواہی دیا۔

۵۲) پس کم عقل باپا فرعون نے اپنی قوم کو کہ انھوں نے اس کی  
اطاعت قبول کر لی اور موسیٰ کی تکذیب کے لئے اس کا کہا ان  
لیا۔ وہ فاسق قوم تو تھے ہی۔

أَنْ يَلْبِسُوا كِسْفَ لَيْلٍ رِيحًا  
طَوْنًا ذَنْبًا أَوْ جَاءَهُمْ مِنَ الْمَلَكِ  
مُتَتَرِّبِينَ ۝ مُتَتَابِعِينَ

يَهْدُونَ بِصِدْقِهِ

۵۲) فَاسْتَخَفَّ اسْتَضْرَبَ فِرْعَوْنُ  
فَتَوْمَهُ فَاطَاعُوهُ لَمْ يَمَّا  
يُرِيدُ مِنْ تَكْذِيبِ مُوسَى  
إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

### تشریح

۵۲) بتاؤ ہیں بہتر ہوں یا یہ حقیر انسان | ایک طرف میں اور میرا خاندان ہے جس نے تمہارے لئے اور ملک کی خوش  
جو اچھی اچھی باتیں کرتا ہے | عالی کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ آج مسر کا مقام آس پاس کے ملکوں میں بھی

نمایاں ہے۔ دوسری طرف یہ معمولی سا ذلیل و حقیر انسان ہے جس کے پاس نہ حکومت و عزت ہے نہ دولت ہے نہ کوئی ظاہری  
کمال ہے۔ معلوم نہیں کیا اچھی اچھی باتیں کرتا ہے۔ کیا اس کا مدعا ہے، کیا اس کا مقصد ہے۔؟

۵۲) یہ کیسا پیغمبر ہے کہ اس میں فرعون والی شان و شوکت نہیں ہے | پرانے زمانے کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی شخص کو کسی علاقے کی  
گورنری یا کسی غیر ملک کے لئے بادشاہ کا سفیر مقرر کیا جاتا تھا تو بادشاہ کی طرف سے اس کو خلعت عطا ہوتا تھا جس  
میں سونے کے کنگن بھی ہوتے تھے اور اس کے ساتھ سپاہیوں چوہداروں اور نوکروں کا ایک دستہ ہوتا تھا  
تاکہ اس کی شان و شوکت کا اظہار ہو۔ خود فرعون بھی سونے اور جواہرات کے کنگن پہنتا تھا اور جس کو وزیر بنانا  
تھا اس کو سونے کے کنگن پہناتا تھا اور اس کے سامنے فون صف باندھ کر کھڑی ہوتی تھی۔ اس بات کو سامنے رکھ کر  
فرعون نے کہا کہ اگر موسیٰ اللہ کا پیغمبر اور سفیر ہے تو کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اتارے گئے یا فرشتوں کا ایک  
دستہ اس کی اردلی میں کیوں نہیں آیا جس سے معلوم ہوتا کہ یہ واقعی پیغمبر ہے اور اس کا رعب قائم ہوتا۔

گویا ان کے نزدیک ظاہری شان و شوکت ہی سب کچھ تھی جس سے لوگ مرعوب ہو جائیں کر دار  
کی عظمت اور ان کی صداقت اور وہ نشانیاں جو اللہ کی طرف سے لے کر آئے تھے قابل توجہ نہ تھیں۔

۵۲) اس نے اپنی قوم کو بے وقوف سمجھا اور وہ تھے بھی ایسے ہی | اس نے اپنی قوم کے سامنے حضرت موسیٰ کے پیغمبر ہونے  
کی جو دلیلیں دیں وہ اتنی سطحی تھیں کہ ان کی حقیقت کو ہر شخص معمولی غور و فکر سے سمجھ سکتا تھا کہ ان  
میں فریب مکر اور زنا کے سوا کچھ نہیں ہے مگر اس نے یہ سمجھا کہ یہ بے نصیر اور بزدل لوگ، ان کو میں  
جدھر چاہوں، ہنکا سکتا ہوں۔ یہ میرے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے۔ اور یہی ہوا بھی کہ انھوں نے فرعون  
کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ ان میں اتنی ہمت اور بے داری نہیں تھی کہ وہ سچائی کا ساتھ دے لیں، وہ  
بنیادی طور پر خود بھی نالائق اور فاسق تھے۔ ایسے لوگوں کے سامنے صرف ان کے ذاتی منادات ہونے  
ہیں۔ وہ ہر ظالم کا ساتھ دینے، ہر جبار کے سامنے سر جھکانے، ہر باطل کو قبول کرنے اور ہر سچی آواز  
کو دبانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

فَلَمَّا اسْفُونا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۵﴾

فَلَمَّا اسْفُونا	انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ	فَأَغْرَقْنَاهُمْ	أَجْمَعِينَ
پھر جب انھوں نے غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا	ان سے	پس ہم نے غرق کر دیا انہیں	سب

پھر جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور ان سب کو ہم نے غرق کر دیا

۱۱

فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ﴿۵۶﴾

فَجَعَلْنَاهُمْ	سَلَفًا	وَمَثَلًا	لِلْآخِرِينَ
تو ہم نے کر دیا انھیں	پیش رو (گئے گور)	اور مثال (دعا)	بعد میں آنے والے

تو ہم نے انھیں گئے گور سے کر دیا اور بعد میں آنے والوں کے لئے ایک داستان۔

﴿۵۵﴾ فَلَمَّا اسْفُونا اَعْضَبُونَا انْتَقَمْنَا

مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۵﴾

﴿۵۶﴾ فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا جَمِيعًا سَالِفِينَ

لَنَا دَوْمًا وَخَدَمَ امْنَى سَابِقِينَ

عِبْرَةً وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ﴿۵۶﴾

بَعْدَهُمْ يَتَمَثَلُونَ

بِحَالِهِمْ فَلَا يُقَدِّمُونَ

عَلَى مِثْلِ اَفْعَالِهِمْ

﴿۵۵﴾ پس جس وقت انھوں نے ہم کو غصہ اور غضب دلایا ہم نے

ان سے بدل لایا۔ سو غرق کر دیا ہم نے ان سب کو۔

﴿۵۶﴾ پھر کر دیا ہم نے ان کو عبرت اور مثال واسطے پھلوں

کے کہ وہ ان کے حال سے عبرت پکڑیں اور ویسے افعال

نہ کریں جو وہ کرتے تھے۔

### تشریح

﴿۵۵﴾ مردہ ضمیر لوگوں پر خدا کا غضب آخر ان مردہ ضمیر لوگوں پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام

بڑا دردناک تھا۔ پوری کی پوری قوم مع لاؤ شکر کے سمندر میں غرق ہو گئی اور بعد میں آنے

والی نسلوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو نمونہ عبرت بنا دیا۔ نور و ظلمت فرعون و موسیٰ کی یہ داستان تاریخ

کے سینے پر عبرت کا ایسا نشان ہے جن سے آنے والی نسلیں نصیحت حاصل کرتی رہیں۔

﴿۵۶﴾ سبوتہا عبرت یہ واقعہ صرف ایک قوم کا ہی نہیں بلکہ آنے والے ہر زمانے میں ہر فرعون

کو اور فرعونوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے لئے ایک موسیٰ بھی بھیجا ہے۔ یہ دنیا

ظلم پر قائم نہیں ہے اور ظلم کی پٹنی کبھی پھلتی نہیں ہے۔ اللہ نے اس کائنات کا نظام حق

و انصاف پر بنا یا ہے۔ حق و باطل کی کش مکش بھی اللہ کی حکمت کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موقر دیتے

ہیں، وکیل دیتے ہیں، سنبھلنے کے لئے مہلت دیتے ہیں اور آخری کھینچ لی جاتی ہے۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذْ أَقْرَبَكَ مِنْهُ يُصَلِّدُونَ ﴿٥٤﴾

وَلَمَّا	ضُرِبَ	ابْنُ مَرْيَمَ	مَثَلًا	إِذَا	أَقْرَبَكَ	مِنْهُ	يُصَلِّدُونَ
اور جب	بیان کی گئی	عیسیٰ ابن مریم	مثال	یہاں	تمہاری قوم	اس سے	(خوشی سے) چلانے لگتے ہیں۔
اور جب عیسیٰ ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو یہاں تمہاری قوم اس سے خوشی کے مارے چلانے لگی۔							

﴿٥٤﴾ وَلَمَّا كَثُرَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذْ أَقْرَبَكَ مِنْهُ يُصَلِّدُونَ

اور جس وقت عیسیٰ مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی یعنی یہ آیت نازل ہوئی "انکم وما تعبدون من دون اللہ صلبانم" تو مشرکوں نے کہا کہ ہم خوش ہیں اس سے کہ ہمارا معبود عیسیٰ کے ساتھ ہو۔ کیونکہ عیسیٰ کی بھی پرستش ہوئی ہے اس کو سن کر تیری قوم کے مشرک خوش ہوتے تھے اور شور کرتے تھے۔

﴿٥٤﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ جُعِلَ ابْنُ

مَرْيَمَ مَثَلًا حِينَ نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى "إِن كُفِّرُوا وَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ رَضِينَا أَنْ نَكُونُ إِلَهًا مَعَ عِيسَى لِأَنَّهُ عَبْدٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِذَا قَرَّبَكَ الْمُشْرِكُونَ مِنْهُ مِنَ الثَّمَلِ يُصَلِّدُونَ يَضْجُونَ وَتَرْحَابِيهَا سَبَّحُوهُ

### تشریح

﴿٥٤﴾ حضرت عیسیٰ کے ذکر پر شور و غل | حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سورۃ انبیاء کی یہ آیت تلاوت فرمائی: "إِن كُفِّرُوا وَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" (آیت ۹۸ رکوع ۷۷ پارہ ۱۷)

(بے شک تم اور تمہارے وہ معبود جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔) اس پر ایک شخص جس کا نام "عبد اللہ بن الزبیری" تھا اس نے اعتراض کیا کہ اس طرح تو صرف ہمارے معبود ہی نہیں بلکہ مسیح، عزیٰر اور ملائکہ بھی جہنم میں جائیں گے کیونکہ ان کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس پر نبی ص نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ كُلُّ مَنْ أَحْبَبَ أَنْ يُعْبَدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَهُوَ مِنْ عِبَادِهِ. (ہاں ہر وہ شخص جس نے پسند کیا کہ اس کی بندگی کی جائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس کی بندگی کی۔)

اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے خلق خدا کو خدا پرستی کی تعلیم دی تھی ان کے جہنم میں جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ وہ اس مشرک کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

وَقَالُوا آءِ الْهَيْتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ

وَقَالُوا	آءِ الْهَيْتُنَا	خَيْرٌ	أَمْ هُوَ	مَا ضَرَبُوهُ	لَكَ
اور وہ بولے	کیا ہمارے معبود	بہتر	یا وہ	نہیں بیان کرتے اس کو	تمہارے لئے
وہ بولے کیا ہمارے معبود بہتر ہیں؟ یا وہ (عیسیٰ ابن مریم) وہ اس کو تمہارے لئے					

الْأَجْدَلَاءُ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿۵۸﴾

الْأَجْدَلَاءُ	بَلْ هُمْ	قَوْمٌ	خَصِمُونَ
مگر نہت جھگڑنے کو	بلکہ وہ	لوگ	جھگڑالو

صرف جھگڑنے کو بیان کرتے ہیں بلکہ وہ تو ہیں ہی جھگڑالو۔

﴿۵۸﴾ وَقَالُوا آءِ الْهَيْتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ هُوَ أَى عِيسَى فَتَرْضَى أَنْ تَكُونَ الْهَيْتُنَا مَعَهُ مَا ضَرَبُوهُ أَى الْمَثَلُ لَكَ الْإِجْدَلَاءُ خُصُومَةٌ بِالْبَاطِلِ لِعِبَادِهِمْ أَنْ مَا الْغَيْرِ الْعَاقِلِ فَلَا يَتَنَاوَلُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿۵۸﴾ شَدِيدُ الْخُصُومَةِ

﴿۵۸﴾ اور کہتے تھے کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ یعنی ظاہر ہے کہ عیسیٰ اچھا ہے۔ پس ہم راضی ہیں اس سے کہ ہمارے معبود عیسیٰ کے ساتھ ہوں۔ یہ مثال ان کافروں نے معض جھگڑا کرنے کو بیان کی کہ ان کو ناحق کا جھگڑا مقصود ہے۔ ورنہ وہ خود اس کو جانتے ہیں کہ قاتل غیر ذوی العقول کے لئے ہے عیسیٰ علیہ السلام اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بلکہ وہ ایک قوم ہے بہت جھگڑنے والے۔

### تشریح

﴿۵۸﴾ جھگڑالو مزاج | نبی م نے اسی سورت سورہ زخرف کی گزری ہوئی آیت (آیت ۲۵) تلاوت فرمائی۔

وَأَسْأَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا

مِنْ ذُرِّيَةِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ ۝

(تم سے پہلے ہم نے جنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ دیکھو کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کئے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے۔) اس پر مذکورہ شخص عبد اللہ بن الزبیر نے اعتراض کیا کہ عیسیٰ مریم کے بیٹے کو خدا کا بیٹا قرار دیکر اس کی عبادت کرتے ہیں یا نہیں پھر ہمارے معبود کی برے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مثال جھگڑالو مزاج کی ہے ورنہ حضرت عیسیٰ نے کب کہا تھا کہ میری عبادت کی جائے ان کی تعلیم تو یہی تھی کہ ایک اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔

إِنَّ هُوَ إِلَّا عِبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ

إِنَّ	هُوَ	إِلَّا	عَبْدٌ	أَنْعَمْنَا	عَلَيْهِ	وَ	جَعَلْنَاهُ
نہیں	وہ (عیسیٰ)	صرف	ایک بندہ	ہم نے انعام کیا	اس پر	اور	ہم نے بنایا اس کو

عیسیٰ ؑ صرف ایک بندے ہیں ہم نے انعام کیا ان پر اور ہم نے انہیں

مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝۵۹

مَثَلًا	لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ
ایک مثال	بنی اسرائیل کے لئے

بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنا یا۔

۵۹ عیسیٰ عیسیٰ ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس کو نعمت پیغمبری کی دی اور اس کو بدون باپ کے پیدا کر کے ایک عیب مغرب مثال بنی اسرائیل کے لئے ظاہر کی جس سے دلیل بگڑھی جاوے اس امر پر کہ اللہ کو قدرت ہے جو چاہے پیدا کرے۔

۵۹ إِنَّ هُوَ مَا عِيسَىٰ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ بِالسُّبُوَّةِ وَ جَعَلْنَاهُ لِيُوجِبُودِهِ مِنْ غَيْرِ أَبِي مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ أَيْ كَمَا لِيَسْئَلِ لِعَوْرَاتِهِ يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَىٰ قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَىٰ مَا يَشَاءُ

### تشریح

۵۹ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کی قدرت کا نمونہ تھے | حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ کا بیٹا بنانا اور ان کی عبادت کرنا صرف اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کو اپنی قدرت کے نمونے کے طور پر بغیر باپ کے پیدا کیا تھا۔ ایک جاہلانہ حرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کو بغیر ماں باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا، حضرت عیسیٰ ؑ کو اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ وہ اللہ کے ایک بندے تھے اللہ نے ان کو بہت سے معجزے عطا کئے تھے اور معجزے بھی ایسے تھے جو نہ حضرت مسیح سے پہلے کسی کو دئے گئے اور نہ حضرت مسیح کے بعد کسی کو دیئے گئے۔ وہ مٹی کا پرندہ بناتے اور اس میں چونک مارتے تو وہ اللہ کے حکم سے جیتا جاگتا پرندہ بن جاتا۔ حضرت ابن مریم اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے کو بینا کر دیتے تھے۔ اللہ نے ان کو ایسی مسیحائی عطا کی تھی کہ کوڑھ کے مریض کو تندرست کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سانس میں زندگی کی لہر عطا کی تھی کہ وہ مرے ہوئے کو زندہ کر دیتے تھے۔ ان غیر معمولی واقعات اور معجزات اور ان کی پیدائش کے غیر معمولی واقعہ کو سامنے رکھ کر ان کو خدا کا بیٹا قرار دینا اور ان کو بندے سے زیادہ حیثیت دے کر معبود کا مقام دینا گویا اللہ تبارک و تعالیٰ پر تہمت رکھنا ہے۔ یہ اللہ کا عطیہ اور قدرت ہے وہ جس کو چاہے عطا کر سکتے ہیں۔ بس ان کی حیثیت اتنی ہی تھی کہ وہ اللہ کے ایک بندے تھے جن پر اللہ نے اپنے انعامات عطا فرمائے اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنا دیا وہ بھی ایک بندے تھے اور اللہ کے رسول تھے۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ

وَلَوْ نَشَاءُ	لَجَعَلْنَا	مِنْكُمْ	مَلَائِكَةً	فِي	الْأَرْضِ
اور اگر ہم چاہتے	البتہ ہم کرتے	تم میں سے	فرشتے	میں	زمین
اور اگر ہم چاہتے تو تم میں سے فرشتے پیدا کرتے زمین میں۔ وہ					

يَخْلُقُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ

يَخْلُقُونَ	وَإِنَّهُ	لَعِلْمٌ	لِّلسَّاعَةِ	فَلَا تَمْتَرُنَّ
وہ (تمہارا) جانشین ہوتے	اور بیشک وہ	ایک نشانہ	قیامت کی	تو ہرگز شک نہ کرو تم
تمہارے جانشین ہوتے اور بیشک وہ قیامت کی ایک نشانہ ہیں تو تم ہرگز اس میں شک				

بِهَذَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدُّكُمْ

بِهَذَا	وَاتَّبِعُونِ	هَذَا	صِرَاطٌ	مُسْتَقِيمٌ	وَلَا يَصُدُّكُمْ
اس میں	اور میری پیروی کرو	یہ	راستہ	سیدھا	اور روک نہ تمہیں
نہ کرو اور میری پیروی کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور شیطان تمہیں روک					

الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا

الشَّيْطَانُ	إِنَّهُ	لَكُمْ	عَدُوٌّ	مُّبِينٌ	وَلَمَّا
شیطان	بیشک وہ	تمہارا	دشمن	کھلا	اور جب
نہ دے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب					

جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

جَاءَ	عِيسَىٰ	بِالْبَيِّنَاتِ	قَالَ	قَدْ جِئْتُكُمْ	بِالْحِكْمَةِ
آئے	عیسیٰ	کھلی نشانوں کے ساتھ	اس نے کہا	تحقیق میں آیا ہوں تمہارا پاس	حکمت کے ساتھ
عیسیٰ م آئے کھلی نشانوں کے ساتھ، تو انھوں نے کہا تحقیق میں تمہارے پاس حکمت کے ساتھ آیا					

وَلِأَبْيَنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ

وَلِأَبْيَنَ	لَكُمْ	بَعْضَ	الَّذِي	تَخْتَلِفُونَ
اور اس کے بیان کر دوں	تمہارے لئے	بعض	وہ جو کہ	تم اختلاف کرتے ہو
ہوں اور اس لئے کہ میں تمہارے لئے وہ بعض باتیں بیان کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو				



## فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۖ ﴿٦٢﴾

فِيهِ	فَاتَّقُوا	اللَّهَ	وَأَطِيعُوا
اس میں	سو ڈرو	اللہ	اور میری اطاعت کرو
سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو			

﴿٦٠﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ

بَدَلَكُمْ مِثْلًا لِّبَكَّةَ فِي

الْأَرْضِ تَخْلِفُونَ ۝

بِأَنَّ نَهَلْتَكُمْ

﴿٦١﴾ وَإِنَّهُ أَتَىٰ عِيسَىٰ لَعَلَّمَهُ

السَّاعَةَ تَعَلَّمَ بِنَزْوَالِهِ

فَلَا تَمْتَرْنَ بِهَا حَذَفَ مِنْهُ

نُورُ التَّرْفِيعِ لِلْجَزْمِ وَوَاوُ

الضَّمِيرِ لِاتِّمَاءِ السَّاكِنِينَ تَسْكُرُنَّ

فِيهَا وَقَوْلُهُ لَهَا أَتَبِعُونَ

عَلَى التَّوْحِيدِ هَذَا الَّذِي

أَمْرُكُمْ بِهِ صِرَاطٌ طَرِيقٌ

مُسْتَقِيمٌ ۝

﴿٦٢﴾ وَلَا يَصُدُّكُمْ عَنْ دِينِ اللَّهِ الشَّيْطَانُ ۚ

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

بَيْنَ الْعَدَاوَةِ

﴿٦٣﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

بِالْمُعْجَزَاتِ وَالشَّرَاطِيعِ

قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

بِالسُّبُوءِ وَالشَّرَاطِيعِ الْأَنْجِيلِ

وَالْأَبْيَانِ لَكُمْ بَعْضَ

الَّذِي تَخْلِفُونَ فِيهِ

مِنَ أَحْكَامِ التَّوْرَةِ مِن

﴿٦٠﴾ اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری عوض فرستے پیدا کرتے

زمین میں کہ وہ تمہاری جگہ ہوتے۔ اور تم کو ہلاک کر دیتے۔

﴿٦١﴾ اور بیشک عیسیٰ علامت ہے قیامت کی کہ اس کے

اترنے سے قیامت کا آنا معلوم ہوگا۔ سو تم اس میں شک نہ کرو۔

اور اسے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ میری پیروی کرو

توحید کے اقرار میں۔ یہ جو میں تم کو حکم کرتا ہوں ٹھیک

راستہ ہے۔

﴿٦٢﴾ اور تم کو اللہ کے دین سے شیطان نہ روکے بیشک

وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

﴿٦٣﴾ اور جب کہ لایا عیسیٰ معجزے اور احکام شریعت

کے۔ کہنے لگا میں تمہارے پاس نبوت اور انجیل

کے مسائل لایا ہوں۔

اور تاکہ میں تمہارے لئے بیان کر دوں بعض ان

احکام تورات کو کہ جن میں تم اختلاف کرتے

تھے۔ مراد ان بعض سے دین کے احکام ہیں۔

سو عیسیٰ نے ان سے بیان کر دیئے باقی دین کے  
سوا اور امور میں جو وہ اختلاف کرنے تھے اس سے کچھ توڑنا  
کہ کیا کہ اس سے کوئی نفع نہیں متعلق دینی ہو تو ٹوڑنا اللہ سے اور میری  
فرمان برداری کرو۔

أَمْرًا لِّدِينٍ وَعَنْبِيًّا  
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

تشریح

وہ پائزہ طینت، فرشتہ صفت تھے۔ ہم چاہیں تو  
تم میں بھی فرشتے پیدا کر سکتے ہیں۔

۶۰

یہ بات کہ حضرت عیسیٰ میں فرشتوں کے آثار یا ان جیسی صفات تھیں ان کو  
عبدیت اور بندہ ہونے کے دائرے سے باہر نہیں لے جاتی۔ ہمیں یہ بھی قدرت ہے کہ تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں یا تم میں سے  
بعض کو فرشتہ بنا دیں یا تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں جو فرشتہ صفت ہوں یا تمہاری جگہ آسمان۔ فرشتوں  
کو لاکر زمین پر آباد کر دیں ہمیں سب قدرت حاصل ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ میں فرشتوں جیسی صفات رکھ دیں تو اس  
میں تعجب کی کیا بات ہے۔

حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں | دراصل حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانی اور قیامت کے علم کا ایک ذریعہ ہیں اس لئے  
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مع بدن کے زندہ آسمانوں میں اٹھا لیا ہے اور جب وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو قرب  
قیامت ہوگا۔ اور وہ قیامت کی نشانی اس طرح ہیں کہ جو خدا باپ کے بغیر پجہ پیدا کر سکتا ہے اور جس خدا کا ایک  
بندہ مٹی کے پتلے میں جان ڈال سکتا ہے اور مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اس خدا کے لئے تم یہ بات کیوں کر ناممکن  
سمجھتے ہو کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔ پس پیغمبر کی بات میں شک نہ کرو اور جو دعوت  
وہ پیش کر رہے ہیں اس کو مانو۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھنا۔ یہی سیدھا  
اور صحیح راستہ ہے۔

۶۱

شیطان تمہیں اس راہ سے روک نہ دے | آخرت اور روز قیامت پر ایمان جو انسان کے لئے سیدھا اور  
صحیح راستہ ہے کہیں شیطان طرح طرح کے وسوسے اور خیالات پیدا کر کے اس پر ایمان لانے سے روک دے  
اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اور تمہیں راہ ہدایت سے ہٹانا چاہتا ہے۔

۶۲

حضرت عیسیٰ شریعت موسوی کا اختلاف دور کرنے کے لئے تشریف لائے تھے | حضرت عیسیٰ ۴ نبوت کی مرتبہ نشانیاں اور معجزات  
لے کر آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے پاس دانائی اور حکمت کی پختہ باتیں لے کر آیا ہوں اور دین کی وہ باتیں لے کر  
آیا ہوں جس سے شریعت موسوی کا اختلاف ختم ہو جائے۔ ان پر بعض باتوں کی حقیقت کھول دوں جن میں تم  
اختلاف کر رہے ہو کہ وہ حقیقت میں شریعت میں نہیں تھیں مگر لوگوں نے ان کو داخل شریعت کر لیا جیسا کہ سورۃ  
آل عمران میں ارشاد ہوا کہ :-

۶۳

وَلَا حِجْلًا لَّكُمْ بَعْضُ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (آیت ۵)

اور اس لئے آیا کہ تمہارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔

یعنی تمہارے جہلا کے توہمات تمہارے فقیہوں کی قانونی موٹو گناہیاں، تمہارے رہبانیت پسند لوگوں کے  
تشدات اور غیر مسلم قوموں کے غلبے اور تسلط کی بدولت تمہارے یہاں اصل شریعت الہی پر جن تہود کا اصناف ہو گیا ہے میلان کو فروغ  
کروں گا اور تمہارے لئے وہی چیزیں حلال اور وہی حرام قرار دوں گا جنہیں اللہ نے حلال یا حرام کیا ہے۔ لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری  
اطاعت کرو اس لئے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اللہ کی طرف سے کہہ رہا ہوں۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوا هَذَا

إِنَّ اللَّهَ	هُوَ	رَبِّي	وَ رَبُّكُمْ	فَاعْبُدُوا	هَذَا
بیشک اللہ	وہ	میرا رب	اور تمہارا رب	سو تم اس کی عبادت کرو	یہ

بیشک اللہ ہی ہے میرا رب اور تمہارا رب سو تم اس کی عبادت کرو۔ یہ

صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ

صِرَاطٌ	مُسْتَقِيمٌ	فَاخْتَلَفَ	الْأَحْزَابُ	مِنْ
راستہ	سیدھا	پھر اختلاف ڈال لیا	گروہ (جمع)	آپس

راستہ ہے سیدھا۔ پھر گروہوں نے آپس میں اختلاف ڈال لیا

بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابٍ

بَيْنِهِمْ	فَوَيْلٌ	لِلَّذِينَ	ظَلَمُوا	مِنْ	عَذَابٍ
میں	سو خرابی	ان لوگوں کے لئے	جنہوں نے ظلم کیا	میں	عذاب

سو ان لوگوں کے لئے خرابی ہے جنہوں نے ظلم کیا عذاب سے

يَوْمِ أَلِيمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ

يَوْمِ	أَلِيمٍ	هَلْ	يَنْظُرُونَ	إِلَّا	السَّاعَةَ	أَنْ
دن	دکھ دینے والا دن	کیا	وہ انتظار کرتے ہیں	صرف	قیامت	کہ

دکھ دینے والے دن کے۔ کیا وہ صرف قیامت کا انتظار کرتے ہیں کہ

تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۶۶﴾

تَأْتِيهِمْ	بَغْتَةً	وَهُمْ	لَا يَشْعُرُونَ
وہ ان پر آجائے	اجانک	اور وہ	شعور نہ رکھتے ہوں۔

وہ ان پر اچانک آجائے اور وہ شعور (خبر بھی) نہ رکھتے ہوں۔

﴿۶۴﴾ بے شک اللہ ہی میرا رب اور تمہارا رب ہے سو اسی کی پرستش

کرو۔ یہ راستہ سیدھا ہے۔

﴿۶۵﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَ

رَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوا هَذَا

صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۶﴾

۶۵) **فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فِي عَيْسَىٰ أَهْوَىٰ اللَّهُ أَوْ ابْنُ اللَّهِ أَوْ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ فَوَيْلٌ لِّكُم مِّنْ عَذَابِ الَّذِينَ ظَلَمُوا كَفَرُوا بِمَا قَالُوا فِي عَيْسَىٰ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ إِلْيَاسَ ۝**

۶۵) پس اختلاف کیا عیسیٰ میں چند گروہ نے باہم کہ آیا عیسیٰ اللہ ہے یا اللہ کا بیٹا یا تین معبودوں میں سے ایک معبود۔

سو خرابی ہے ان کے لئے جو کافر ہوئے بسبب اس قول کے جو انھوں نے عیسیٰ کے بارے میں کہا عذاب روزِ دردناک سے۔

۶۶) نہیں منتظر میں کفار مکہ مگر قیامت کے کہ وہ ناگاہ ان پر آپہنچے گی اور ان کو پہلے سے اس کے آنے کی خبر نہ ہوگی۔

۶۶) **هَلْ يَنْظُرُونَ أَي كُفَّارٍ مَّكَّةَ أَي مَا يَنْتَظِرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَدَلٌ مِنَ السَّاعَةِ بَعْتَهُ فِجَاءَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝**

### تشریح

۶۳) حضرت یسح ۴ نے خالص توحید کی دعوت دی | حضرت یسح ۴ نے بڑی صفائی اور وضاحت کے ساتھ خدائے واحد کے ربوبیت اور اس کے معبود ہونے کو بیان فرمایا اور اسی توحید اور رسول کی اطاعت کو ضابطہ مستقیم قرار دیا۔ آپ نے کہیں نہیں کہا کہ ”میں خدا ہوں، یا خدا کا بیٹا ہوں“ کہیں آپ نے اپنی عبادت کی دعوت نہیں دی بلکہ آپ کی تعلیم اور دعوت یہی تھی جس کی تمام انبیاء دعوت دیتے رہے ہیں اور بس کی طرف صدمہ ہمارا ہے۔

۶۵) واضح تعلیم کے باوجود اختلاف اور گروہ بندی | حضرت عیسیٰ ۴ کی تعلیم اور آپ کی دعوت بالکل بے غبار ساف اور واضح تھی۔ آپ نے بنی اسرائیل کو خدائے واحد کی بندگی کی دعوت دی مگر اس کے باوجود مختلف گروہوں اور جماعتوں نے حضرت یسح ۴ کے بارے میں اختلاف کیا۔ ایک گروہ اس حد تک مخالفت پر تل گیا کہ ان پر اجازت ولادت کی تہمت لگا کر ان کو اپنے خیال میں ان کو سولی پر چڑھا دیا۔

دوسرے گروہ نے عقیدت میں غلو کیا اور ان کو خدا بنا بیٹھا۔ پھر ایک انسان کے خدا ہونے کا مسئلہ ایسی گتھی بن گیا جس کو سلجھاتے سلجھاتے بے شمار فرقے بن گئے۔ ان لوگوں کے لئے تباہی ہے جنہوں نے حضرت یسح کی اصل تعلیم کو چھوڑ کر کہیں ان کو خدا کا بیٹا کہیں تین خداؤں میں سے ایک خدا بنا ڈالا۔ انہوں نے ظلم کیا وہ دردناک عذاب سے چھوٹ نہیں سکتے۔

۶۶) کیا یہ لوگ قیامت کے منتظر ہیں؟ | حضرت عیسیٰ کی اتنی واضح تعلیم اور ہدایت کے باوجود جو لوگ ان کی بات نہیں مانتے سمجھ میں نہیں آتا وہ کس بات کے منتظر ہیں۔ ان کے حالات کو دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ جب اچانک قیامت ان کے سر پر آگے ہوگی تبھی وہ سچائی کو مانیں گے مگر اس وقت کا ماننا کچھ کام نہ آئے گا۔

۴  
 ۶۷) الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ

الْأَخِلَاءُ	يَوْمَئِذٍ	بَعْضُهُمْ	لِبَعْضٍ	عَدُوٌّ	إِلَّا	الْمُتَّقِينَ
تمام دوست	اس دن	ان کے بعض (دوسرے)	بعض (ایک)	دشمن	سوا	پرہیزگاروں

پرہیزگاروں کے سوا اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

۵  
 ۶۸) يُعْبَادُ لَأَخْوَفٍ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ

يُعْبَادُ	لَأَخْوَفٍ	عَلَيْكُمْ	الْيَوْمَ	وَلَا	أَنْتُمْ	تَحْزَنُونَ
اے میرے بندو	کوئی خوف نہیں	تم پر	آج	اور نہ تم	غمگین	ہو گے

اے میرے بندو تم پر کوئی خوف نہیں آج کے دن اور نہ تم غمگین ہو گے۔

۶  
 ۶۹) الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۶۹) ادْخُلُوا

الَّذِينَ	آمَنُوا	بِآيَاتِنَا	وَكَانُوا	مُسْلِمِينَ	ادْخُلُوا
جو لوگ	ایمان لائے	ہماری آیات پر	اور وہ تھے	(جمع) مسلم	تم داخل ہو جاؤ

جو لوگ ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلم (فرماں بردار) تھے۔ داخل ہو جاؤ

۷  
 ۷۰) الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ

الْجَنَّةَ	أَنْتُمْ	وَأَزْوَاجُكُمْ	تُحْبَرُونَ
جنت	تم	اور تمہاری بیویاں	تم خوش بخت کئے جاؤ گے۔

تم اور تمہاری بیویاں جنت میں، تم خوش بخت کئے جاؤ گے۔

۶۷) جو لوگ دنیا میں باہم دوست اور گناہوں میں شریک تھے وہ قیامت کے دن ایک دوسرے کا دشمن ہو جاویں گے۔ بجز ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ کی عبادت میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں کہ بے شبہ یہ لوگ باہم ایک دوسرے کے دوست اور محب ہوں گے۔ اور ان سے کہا جاوے گا۔

۶۸) یا عبادِ لَأَخْوَفٍ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ  
 اے میرے بندو تم کو آج کچھ خوف نہیں اور نہ تم کو کوئی غم پیش آوے گا۔

۶۷) الْأَخِلَاءُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ فِي الدُّنْيَا يَوْمَئِذٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ  
 الْمُتَعَابِينَ فِي اللَّهِ عَلَى طَاعَتِهِ فَإِنَّكُمْ أَصْدِقَاءُ وَيُقَالُ لَهُمْ

۶۸) يَا عِبَادِ لَأَخْوَفٍ عَلَيْكُمْ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ

۶۹) وہ بندے جو ایمان لائے میری آیتوں یعنی قرآن پر اور  
تھے وہ اسلام لائے وائے۔

۶۹) الَّذِينَ آمَنُوا نَعْتُ لِعِبَادَتِي  
بِآيَاتِنَا الْمُنِيرَاتِ وَكَانُوا  
مُسْلِمِينَ ○

۷۰) داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری بیبیاں جنت میں ساتھ  
تقظیم اور خوشی کے۔

۷۰) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ مَبْتَدَأُ  
وَأَزْوَاجُكُمْ زَوْجًاكُمْ تَحْبِبُونَ  
تَسْرُونَ وَتَكْرُمُونَ حَبْرُ الْمَبْتَدَأُ

### تشریح

۶۷) قیامت کی ہولناکیاں | صداقت کو تسلیم کرنے کے لئے تم جس روز قیامت کے منتظر ہو اس کی ہولناکیوں کا یہ حال ہوگا کہ  
اس دن صرف وہ تعلق باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں نیکی اور خدا ترسی پر قائم ہیں۔ اور باقی ساری دوستیاں  
دشمنی میں بدل جائیں گی۔ آج جو لوگ گمراہی اور ظلم و ستم میں ایک دوسرے کے مددگار بنے ہوئے ہیں کل قیامت  
کے روز وہ پھٹا رہے ہوں گے کہ فلاں سے دوستی کیوں کی تھی اور اس کے اگسانے سے آج اس مصیبت میں  
گرفتار ہونا پڑا۔ ایک دوسرے پر الزام ڈالنے اور اپنی جان چھڑانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ وہ دن  
آنے سے پہلے ہی سوچ لینا چاہیے کہ کون لوگ لائق تعلق ہیں اور کون انہیں۔

۶۸) اللہ کے نیک بندے بے خوف ہوں گے | قیامت کے دن جب کہ حق کی مخالفت کرنے والے آپس میں دست و گریباں  
ہوں گے ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے۔ اللہ کے نیک بندے۔ اس دن بے خوف ہوں گے۔ نہ تو  
انہیں اپنے گزرے ہوئے وقت اور دنیا چھوڑنے کا غم ہوگا اس لئے کہ انہوں نے اپنی زندگی اللہ کی فرماں برداری  
میں بسر کی۔ نہ انہیں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی ڈر ہوگا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے وعدے پر پورا اطمینان  
کیا ہے۔ کوئی کام کرنے سے پہلے اور کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آدمی کو خوف ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کہ جو میں کرنے جا رہا ہوں  
وہ ٹھیک ہے یا نہیں لیکن اللہ پر ایمان لانے والوں کو کوئی خوف نہیں ہوتا اس لئے کہ انہیں یقین ہے کہ اللہ کی فرماں برداری  
میں اور اس کے حکم کی تعمیل میں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے میں نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ جب ایک چیز  
کا انجام سامنے آجاتا ہے تو اگر انجام اچھا نہ ہو تو انسان کو غم ہوتا ہے کہ میں نے جو کچھ کیا اس کا نتیجہ ٹھیک نہ نکلا۔ مگر  
یہاں اللہ کے نیک بندوں کو اور اس کے فرماں برداروں کو رنج و غم کا بھی کوئی موقع نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کے  
عمل کا جو نتیجہ سامنے آئے گا وہ انتہائی خوش گوار ہوگا۔ اس واسطے ارشاد ہوا کہ اے میرے بندو آج تمہارے لئے  
کوئی خوف نہیں اور تمہیں کوئی غم لاحق ہوگا۔

۶۹) اہل ایمان کو دعوت دی جائے گی | جو نتیجہ ان کے سامنے آئے گا وہ کیسا خوش گوار ہوگا کہ اس روز ان لوگوں سے  
جو اللہ کی آیتوں پر ایمان لائے اور مطیع و فرماں بردار بن کر رہے تھے ان کو دعوت دی جائے گی۔ کس چیز  
کی دعوت، اگلی آیت میں اس کا بیان ہے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دل سے یقین کیا اور دل کے یقین کے ساتھ  
اللہ کے احکام پر عمل کیا۔ ایمان دل کے یقین اور اسلام عمل سے اس کے اظہار کا نام ہے۔ جیسا کہ حدیث جبریل  
میں اس کی تشریح موجود ہے۔

۷۰) جنت میں داخلے کی دعوت | اہل ایمان کو دعوت دی جائے گی کہ آؤ تم اور تمہاری مومن بیویاں تمہارے مومن ساتھی تمہارے  
اہل ایمان رفیق جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں خوش کر دیا جائے گا۔!

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا

يُطَافُ	عَلَيْهِمْ	بِصِحَافٍ	مِّنْ ذَهَبٍ +	وَأَكْوَابٍ	وَفِيهَا	مَا
لئے پھریں گے	ان پر	رکابیاں	سونے کی	اور آبخورے	اور اس میں	جو

ان پر سونے کی رکابیاں اور آبخورے لئے پھریں گے۔ اور اس میں (موجود ہوگا)

تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤١﴾

تَشْتَهِيهِ	الْأَنْفُسُ	وَتَلَذُّ	الْأَعْيُنُ	وَأَنْتُمْ	فِيهَا	خَالِدُونَ
وہ چاہیں گے	جی (جمع)	لذت ہوگی	آنکھوں	اور تم	اس میں	ہمیشہ رہو گے

جو (ان کے) جی چاہیں گے۔ اور آنکھوں کی لذت (ہوگی) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٢﴾

تِلْكَ	الْجَنَّةُ	الَّتِي	أُورِثْتُمُوهَا	بِمَا كُنْتُمْ	تَعْمَلُونَ
یہ	جنت	وہ جس	تم وارث بنائے گئے اس کے	اس کے بدلے تھے	جو تم کرتے۔

یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ان (اعمال) کے بدلے جو تم کرتے تھے۔

﴿٤١﴾ ان کے سامنے لائی جائیں گی رکابیاں اور گلاس سونے کے اور وہاں ان کے لئے وہ سامان موجود ہوگا جو ان کی جانوں کو بھلائے گا۔ اور انھیں اس کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اور تم تو اے اہل جنت، جنت میں ہمیشہ رہو گے۔

﴿٤٢﴾ اور یہ وہ جنت ہے جو تم کو دی گئی بسبب تمہارے اعمال کے۔

﴿٤١﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ بِقِصَاصٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۚ جَسَعُ كُؤُوبٍ وَهُوَ إِنْسَاءٌ لَّا عُرْوَةَ لَهَا لِيشرب الشَّارِبُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ تَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۚ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

### تشریح

﴿٤١﴾ جنت میں اہل ایمان کا اجر اور جنت میں اہل ایمان کی کیسی عزت ہوگی کہ ان کے آگے سونے کے تھال اور ساغر گردش کریں اور وہاں ہر وہ چیز موجود ہوگی جو ان کو بھائے اور نگاہوں کو لذت دے جن میں سب اعلیٰ دیدار خداوندی ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا تمہاں یہاں ہمیشہ رہو گے۔ کبھی تمہیں اس جنت سے نکالا نہ جائے گا۔

﴿٤٢﴾ اچھے اعمال کا بدلہ جنت ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جو تم اچھے عمل کرتے رہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس جنت کا وارث بنایا ہے یہ تمہارے باپ آدم کی میراث تھی جو تمہارے اعمال اور اللہ کے فضل سے تمہیں واپس مل گئی ہے۔

لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۴۲﴾

لَكُمْ	فِيهَا	فَاكِهَةٌ	كَثِيرَةٌ	مِنْهَا	تَأْكُلُونَ
تہمارے لئے	اس میں	میوے	بہت	اس سے	تم کھاتے ہو

تہمارے لئے اس میں بہت میوے ہیں ان میں سے تم کھاتے ہو

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿۴۳﴾

إِنَّ	الْمُجْرِمِينَ	فِي	عَذَابٍ	جَهَنَّمَ	خَالِدُونَ
بیشک	مجرم (جمع)	میں	عذاب	جہنم	ہمیشہ رہیں گے

بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَا يُفْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْسُونَ ﴿۴۵﴾

لَا يُفْتَرُ	عَنْهُمْ	وَهُمْ	فِيهِ	مُبْسُونَ
ہلکانہ کیا جائے گا	ان سے	اور وہ	اس میں	ناامید پڑے رہیں گے۔

ان سے ہلکانہ کیا جائے گا اور وہ اس میں ناامید پڑے رہیں گے

- ﴿۴۲﴾ تمہارے لئے وہاں بہت سے میوے کھانے کے لئے موجود ہوں گے اور جو میوہ کھایا جاوے گا اس کی جگہ دوسرا میوہ فوراً موجود ہو جاوے گا۔ بے شک گنہگار دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔
- ﴿۴۳﴾ ان سے کبھی عذاب کم نہ ہوگا اور وہ وہاں خاموش ہوں گے بسبب ناامیدی کے۔
- ﴿۴۴﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا أَيْ بَعْضُهَا تَأْكُلُونَ ○ وَمَا يُولُوكُلٌ يَخْلَفُ بَدَلَهُ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ○
- ﴿۴۵﴾ لَا يُفْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْسُونَ ○ سَكُوتٌ يَأْسٍ

### تشریح

- ﴿۴۲﴾ جنت میں میووں کی کثرت | کہا جائے گا کہ یہاں تمہارے لئے ہر قسم کے میوے بکثرت موجود ہیں جنہیں تم چن چن کر کھاتے رہو گے اب یہاں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں آئے گی۔
- ﴿۴۳﴾ مجرم ہمیشہ دوزخ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے | اہل ایمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ نہایت عزت کا ہوگا وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان کو طرح طرح کی نعمتیں ہمیشہ ملتی رہیں گی قسم قسم کے پھل ان کے کھانے کے لئے بکثرت ہوں گے۔
- دوسری طرف وہ مجرم جنہوں نے دنیا میں حق کا انکار کیا باطل کے ہنوا ہے، اللہ پر ایمان نہیں لائے اور نہ اس کے دین کی صداقت کو تسلیم کیا تو ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔
- ﴿۴۵﴾ اہل باطل کے عذاب میں کبھی کمی نہ ہوگی | نہ ان پر عذاب کسی وقت ہلکا کیا جائے گا اور نہ کبھی متوی ہوگا یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائیں گے کاب یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔



وَمَا ظَلَمْنَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٥٦﴾ وَنَادُوا

وَمَا ظَلَمْنَهُمْ	وَلَكِنْ	كَانُوا	هُمْ	الظَّالِمِينَ	وَنَادُوا
اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن (بیکہ)	وہ تھے	وہ	ظالم (جمع)	اور وہ پکاریں گے

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، بلکہ وہی ظالم تھے۔ اور وہ پکاریں گے

يُمْلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْكَ قَالِ إِنَّكُمْ مَكْشُورُونَ ﴿٥٧﴾

يُمْلِكُ	لِيَقْضِ	عَلَيْكَ	قَالَ	إِنَّكُمْ	مَكْشُورُونَ
اے مالک	اچھا ہو کہ موت کا فیصلہ کر دے تم پر (ماتن)	تیرا رب	وہ کہے گا	بیشک تم	ہمیشہ رہنے والے

اے مالک (داروغہ تمہیں) اچھا ہو کہ تیرا رب ہماری موت کا فیصلہ کر دے، وہ کہے گا کہ بیشک تم (اسی حال میں) ہمیشہ رہنے والے ہو۔

﴿٥٦﴾ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہی ظالم تھے۔

﴿٥٦﴾ وَمَا ظَلَمْنَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ

الظَّالِمِينَ ○

﴿٥٧﴾ اور وہ آواز دیں گے کہ اے مالک (مالک خازن جہنم کا نام)

﴿٥٧﴾ وَنَادُوا يَا مَالِكُ هُوَ خَازِنُ

چاہیے کہ پورا کر دے تم پر تیرا رب، یعنی تم کو موت دیدے ہزار برس کے بعد مالک ان کو جواب دے گا کہ ہمیشہ کو اسی عذاب میں رہو گے۔

النَّارِ لِيَقْضِيَ عَلَيْكَ رَبُّكَ

لَيَسْتَأْذِنُ قَالَ بَعْدَ أَلْفِ سَنَةٍ

إِنَّكُمْ مَكْشُورُونَ ○

مُقِيمُونَ فِي الْعَذَابِ

دَائِمًا۔

### تشریح

﴿٥٦﴾ مجرمین پر اللہ کا یہ عذاب ظلم نہیں ہے | اہل باطل اور مجرمین پر اللہ تعالیٰ کا یہ عذاب اور ہمیشہ ان کا دوزخ میں رہنا ان کے لوہے

اللہ کی طرف سے کوئی ظلم نہیں ہے بلکہ وہ جرم پر جرم کر کے خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھلائی برائی کے سب پہلو سمجھادیئے تھے۔ پیغمبروں کو بھیجا گیا انہوں نے کھول کھول کر ہر بات بتائی۔ اللہ کی نشانیاں دکھائیں۔ کوئی معقول عذر ان کے لئے باقی نہیں رہا، حجت تمام ہو گئی مگر اس پر بھی وہ نہ مانے، سمجھ کر نہ دیئے اور زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ ایسوں کو سزا دی جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ظلم ہے۔ ظالموں کو سزا دینا ظلم نہیں عین انصاف ہے۔

﴿٥٧﴾ عذاب سے تنگ آ کر موت کی تمنا یہ مجرمین جو عذاب دوزخ میں مبتلا ہوں گے اب نہ ان کا عذاب ہلکا ہوگا

نہ ملتوی ہوگا وہ عذاب سے تنگ آ کر دوزخ کے داروغہ سے کہیں گے کہ تمہارا رب ہمارا کام تمام ہی کر دے تو اچھا ہے۔ وہ عذاب سے تنگ آ کر موت کی تمنا کریں گے۔ داروغہ دوزخ جواب دے گا کہ تم یوں ہی پٹے رہو گے تمہیں کبھی موت نہ آئے گی۔

لَقَدْ جِئْتَكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ

لَقَدْ جِئْتَكُمْ	بِالْحَقِّ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَكُمْ	لِلْحَقِّ
تحقیق تم آئے تمہارے پاس	حق کے ساتھ	لیکن	تم میں سے اکثر	حق سے۔ کو
تحقیق تم تمہارے پاس حق کے ساتھ آئے لیکن تم میں سے اکثر حق کو ناپسند کرنے				

كِرْهُونَ ﴿٤٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٤٩﴾

كِرْهُونَ	أَمْ	أَبْرَمُوا	أَمْرًا	فَإِنَّا	مُبْرِمُونَ
ناپسند کرنے والے	کیا	انہوں نے ٹھہرائی	کوئی بات	تو بیگم	ٹھہرانے والے
والے تھے۔ کیا انہوں نے کوئی بات ٹھہرائی ہے تو بیگم ہم (بھی) ٹھہرانے والے ہیں۔					

﴿٤٨﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے اہل مکہ تم تمہارے پاس حق لائے پیغمبروں کی زبان پر ویسے کن اکثر مکہ والے حق کو برا سمجھنے والے ہیں۔

﴿٤٩﴾ آیا کفار مکہ نے محمد کے ساتھ مل کر کرنے میں کوئی بات پختہ کی ہے سو ہم ان کے ہلاک کرنے میں اپنا مکر پختہ کرنے والے ہیں۔

﴿٤٨﴾ قَالَ تَعَالَى لَقَدْ جِئْتَكُمْ بِأَنْتُمْ عَلَى لِسَانِ الرُّسُلِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ

﴿٤٩﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا أَمْ كُنَّا مَكَّةَ أَحْكَامُونَ أَمْرًا فِي كَيْدِ عُنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّا مُبْرِمُونَ مُخْلِصُونَ كَيْدَنَا فِي أَهْلَائِهِمْ

### تشریح

﴿٤٨﴾ حق تمہارے پاس پہنچا تھا مگر وہ تمہیں برا لگتا تھا یا دیکھو دنیا کی زندگی میں حقیقت کھول کر رکھ دی گئی تھی، سچائی تمہارے سامنے تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ سچائی سے چڑتے تھے، حق ان کو ناگوار ہوتا تھا۔ اندھوں کی طرح غلط لوگوں کے پیچھے لگ گئے آج جو تمہیں سزا مل رہی ہے وہ تمہارے انہی گناہوں کی سزا ہے اس وقت تمہاری آنکھیں کیوں نہ کھلیں۔ دنیا کے معاملات میں تم بڑے ہوشیار تھے لیکن زندگی کے اتنے بڑے فیصلے میں تم ناکام ثابت ہوئے۔

﴿٤٩﴾ نبی کے مخالفین کا فیصلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے تھے مگر ان کے مخالفین پوری پوری مخالفت پر آمادہ تھے ہر دن ایک نیا منصوبہ بناتے تھے کہ کس طرح اللہ کے دین کو شکست دی جائے اور اللہ کے نبی کو نیچا دکھایا جائے۔ ایک مرتبہ انہوں نے مشورہ کیا کہ اب جو بھی حضرت محمد پر اور اللہ کے اس دین پر ایمان لائے ہی کے رشتہ دار اس کو ماریں اور اس کو دین سے پھیریں اس کو مجبور کریں کہ وہ اپنے آبائی دین پر واپس آئے۔ دوسرے یہ کہ جو بھی اجنبی شخص باہر سے آئے اس کو پہلے ہی بتا دیا جائے کہ وہ محمد سے نہ ملے اور اس شخص سے ہوشیار رہے انہوں نے اپنا یہ منصوبہ تیار کر لیا۔ ان کا فیصلہ کچھ تھا اور اللہ کا فیصلہ کچھ اور۔

اللہ کا فیصلہ یہ تھا کہ ان کی تدبیریں ناکام ہوں گی اور اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اس لئے فرمایا کہ ان لوگوں نے کوئی اقدام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اچھا تو ہم بھی ایک فیصلہ کے دیتے ہیں۔ اور ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ مخالف رسوا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے پیغمبر کو عزت عطا فرمائیں گے۔

أَمْ يَحْسِبُونَ أَنَّا لَنَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ

أَمْ يَحْسِبُونَ أَنَّا لَنَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی پوشیدہ باتیں اور ان کی سرگوشیاں ہاں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی پوشیدہ باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو۔ ہاں (کہوں نہیں) ہمارے فرشتے ان

يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبِيدِ ﴿٨١﴾

يَكْتُبُونَ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبِيدِ

لکھتے ہیں۔ آپ فرمادیں اگر اللہ کا کوئی بیٹا تو میں پہلا عبادت کرنے والا

پاس لکھتے ہیں۔ آپ فرمادیں اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں (اس کا) پہلا عبادت کرنے والا ہوتا۔

﴿۸۰﴾ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے دل کی پوشیدہ بات کو اور جو کچھ وہ دوسروں سے پوشیدہ مشورہ کرتے ہیں اور ہم کلمہ کھلا باتیں کرتے ہیں ہمیں سنتے بیشک ہم اسکو سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے جو ان کے اعمال کے محافظ ہیں ان کے پاس اس کو لکھتے ہیں۔

﴿۸۰﴾ أَمْ يَحْسِبُونَ أَنَّا لَنَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ مَا يُسْرُونَ إِلَىٰ غَيْرِهِمْ وَمَا يَجْهَرُونَ بِهِ بَيْنَهُمْ بَلَىٰ نَسْمَعُ ذَلِكَ وَرُسُلْنَا الْحَمَلَةُ لَدَيْهِمْ عِندَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ ذَلِكَ

﴿۸۱﴾ اے محمد کہہ دے اگر بالفرض رحمن کے ولد ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی پرستش کرتا لیکن ثابت ہوئی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کے ولد نہیں اس لئے اس کی پرستش بھی ثابت نہ ہوئی

﴿۸۱﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَرَضْنَا فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبِيدِ ﴿٨١﴾ لِلْوَالِدِ لَكِنْ ثَبَتَ أَنْ لَا وَلَدَ لَهُ تَعَالَىٰ فَانْتَفَتَّ عِبَادَتُهُ

### تشریح

﴿۸۰﴾ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید اور ان کے خفیہ مشورے جانتا ہے۔ حق کے مخالف جو اندر بڑھ کر خفیہ منصوبے بناتے ہیں اور حق و صداقت کے خلاف نئی نئی سازشیں کرتے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور ان کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے بھید بھی جانتے ہیں اور ان کے خفیہ مشورے بھی ہم سنتے ہیں۔ اور اللہ کی سلطنت انتظامی ضابطوں کے مطابق کرنا کا تین ہزار فرشتے ان کے سب اعمال و افعال لکھتے رہتے ہیں۔ ان کی یہ باری غافل قیامت کے دن ہماری عدالت میں پیش ہوگی۔

﴿۸۱﴾ اگر اللہ کے کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔ اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میرا کسی کو خدا کی اولاد نہ ماننا اور نہ تم اللہ کی اولاد کہہ رہے ہو اس کی عبادت سے انکار کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ میں کوئی ہٹ دھرمی برت رہا ہوں یا اپنی ضد پراڑا ہوا ہوں۔ بلکہ میرا انکار اس لئے ہے کہ حقیقت میں نہ خدا کے کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی اور تمہاری یہ باتیں کہ تم کسی کو خدا کی اولاد مانتے ہو حقیقت کے قطعی خلاف ہیں ورنہ میں اللہ کا اتنا وفادار ہوں کہ اگر حقیقت یہی ہوتی جو تم کہہ رہے ہو تو سب سے پہلے میں خود اگے بڑھ کر اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔

## سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

سُبْحٰنَ	رَبِّ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	رَبِّ الْعَرْشِ
پاک ہے	رب	آسمانوں	اور زمین	عرش کا رب

آسمانوں اور زمین کا رب، عرش کا رب اس سے پاک ہے جو

## عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرَهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا

عَمَّا	يَصِفُوْنَ	فَذَرَهُمْ	يَخُوضُوا	وَيَلْعَبُوا
اس سے جو	وہ بیان کرتے ہیں	پس چھوڑ دیں ان کو	وہ بہودہ باتیں کریں	اور کھیلیں

وہ بیان کرتے ہیں۔ پس ان کو چھوڑ دیں کہ وہ بہودہ باتیں کریں اور کھیلیں

## حَتّٰی يُلْقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِیْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾

حَتّٰی	يُلْقُوْا	يَوْمَهُمُ	الَّذِیْ	يُوْعَدُوْنَ
یہاں تک	وہ پالیں	اس دن کو	وہ جس	ان کو وعدہ کیا جاتا ہے

یہاں تک کہ وہ پالیں اس دن کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

﴿۸۲﴾ پاک ہے رب آسمانوں کا اور زمین کا جو رب ہے عرش

و کرسی کا اس امر سے جو کافر بیان کرتے ہیں یعنی جھوٹ بولتے ہیں اس کی طرف اولاد کو نسبت کرتے ہیں۔

﴿۸۳﴾ پس چھوڑ تو ان کو کہ وہ غرض اور فکریں اپنے خیال

باطل میں اور دنیا میں بہو و لعب میں مشغول رہیں یہاں تک کہ وہ ملیں اس دن جس میں ان کے لئے عذاب کا

وعدہ ہے مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔

﴿۸۲﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

رَبِّ الْعَرْشِ الَّذِیْ عَمَّا يَصِفُوْنَ

يَقُوْلُوْنَ مِنَ الْكُذْبِ بِنِسْبَةِ الْوَالِدِ اِلَيْهِ

﴿۸۳﴾ فَذَرَهُمْ يَخُوضُوا فِيْ بَاطِلِهِمْ

وَيَلْعَبُوْنَ فِيْ دُنْيَاهُمْ حَتّٰی يُلْقُوْا

يَوْمَهُمُ الَّذِیْ يُوْعَدُوْنَ

فِيْهِ الْعَذَابُ وَهُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

### تشریح

﴿۸۲﴾ الشّرہ ان رب باتوں پاک ہیں | حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کا فرماں روا، عرش کا مالک ان

ساری باتوں سے جو یہ لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں پاک ہے، اس کی ذات اس سے برتر اور منزہ ہے کہ وہ کسی کا باپ یا بیٹا بنے اس کی ذات میں یہ امکان ہی نہیں ہے۔

﴿۸۳﴾ ان کو اپنے خیالوں میں مگن رہنے دو | یہ اپنی غفلت اور حماقت کے نشے میں بکتے ہیں ان کو بچنے دو

ان کو اپنے باطل خیالات میں غرق اور اپنے کھیل میں منہمک رہنے دو۔ وہ دن آنے والا ہے جس میں ایک ایک کر کے ان کی گستاخیوں اور شرارتوں کا مزا چکھا یا جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ

وَهُوَ	الَّذِي	فِي	السَّمَاءِ	إِلَهٌ	وَفِي الْأَرْضِ
اور وہ	وہ جو	میں	آسمانوں	معبود	اور زمین میں۔ کا

اور وہی جو آسمانوں کا معبود ہے اور زمین کا معبود ہے

إِلَهُهُ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبْرَكَ

إِلَهُهُ	وَهُوَ	الْحَكِيمُ	الْعَلِيمُ	وَتَبْرَكَ
معبود	اور وہی	حکمت والا	علم والا	اور بڑی برکت والا

اور وہی حکمت والا ، علم والا ہے اور بڑی برکت والا

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

الَّذِي	لَهُ	مُلْكُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ
وہ جو	اس کے لئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین

اور جس کے لئے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور

وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ

وَمَا بَيْنَهُمَا	وَعِنْدَهُ	عِلْمُ	السَّاعَةِ	وَ
اور جو ان دونوں کے درمیان	اور اس کے پاس	علم	قیامت	اور

جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اور اس کے پاس ہے قیامت کا علم اور

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ

إِلَيْهِ	تُرْجَعُونَ	وَ	لَا يَمْلِكُ	الَّذِينَ
اس کی طرف	تم لوٹ کر جاؤ گے	اور	اختیار نہیں رکھتے	وہ جن کو

اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے اور وہ جن کو اللہ کے ہوا بکارتے ہو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ

يَدْعُونَ	مِنْ دُونِهِ	الشَّفَاعَةَ	إِلَّا مَنْ
وہ پکارتے ہیں	اس کے ہوا	شفاعت	سوائے جس نے

وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ سوائے اس کے جس نے

شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ

شہد	بِالْحَقِّ	وَهُمْ	يَعْلَمُونَ	وَلَئِنْ
گواہی دی	حق کی	اور وہ	جانتے ہیں	اور اگر
گواہی دی حق کی اور وہ جانتے ہیں اور اگر آپ				

سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَلَّىٰ

سَأَلْتَهُمْ	مَنْ	خَلَقَهُمْ	لَيَقُولُنَّ	اللَّهُ	فَأَلَّىٰ
آپ ان سے پوچھیں	کس	پیدا کیا انہیں	تو وہ ضرور کہیں گے	اللہ	تو کہہ کر
ان سے پوچھیں انہیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے تو وہ					

يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلَ لَهُ رَبِّ انِّ هُوَ لَأَكْبَرُ

يُؤْفَكُونَ	وَقِيلَ	لَهُ	رَبِّ انِّ	هُوَ لَأَكْبَرُ
وہ الٹے پھرے جاتے ہیں	اور	کہا گیا	کہ میرے رب بیشک	یہ
کہہ کر الٹے پھرے جاتے ہیں؟ قسم ہے (رسول کے یہ) کہنے کی اے میرے رب بیشک یہ				

قَوْمٌ لَا يَؤْمِنُونَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ

قَوْمٌ	لَا يَؤْمِنُونَ	فَاصْفَحْ	عَنْهُمْ	وَقُلْ
لوگ	ایمان نہیں لائیں گے	تو آپ منہ پھیریں	ان سے	اور کہیں
لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو آپ ان سے منہ پھیریں، اور سلام				

سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

سَلَامٌ	فَسَوْفَ	يَعْلَمُونَ
سلام	پس جلد	انہیں معلوم ہو جائے گا
کہیں پس جلد وہ (انجام) جان لیں گے۔		

﴿۸۶﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ ۗ وَلَا يَلِدُ ۖ وَلَا يُولَدُ ۖ لَهُ عَرْشٌ مُّبِينٌ

اور اللہ وہ ہے کہ موجود ہے آسمان میں اور زمین میں

﴿۸۷﴾ وَهُوَ الَّذِي هُوَ فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ ۗ يَتَخَفَتِ الْهَمَزَاتُ فِيهِ فَاسْقَاطُ الْأُولَىٰ وَسَهْلِيهَا

کہیں پس جلد وہ (انجام) جان لیں گے۔

فیصل

اور وہ حکمت والا ہے اپنی مخلوق کی تدبیر میں۔

جاننے والا ہے ان کی مصلحتوں کو۔

(۸۵) اور برکت والا اور بڑی نشانی والا ہے وہ اللہ کہ اس کے لئے ہے بادشاہت آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہیں، اور اسی کو خبر ہے قیامت کے وقت کی اور اسی کی طرف تم کو جانا ہے۔

(۸۶) اور جن کو کفار اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں اور ان کی پرستش کرتے ہیں وہ کسی کی سفارش کا اختیار نہیں رکھتے۔

مگر وہ جو گواہ ہیں حق کے اور کلمہ گو ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کے مقرر ہیں۔ اور جو کچھ زبان سے اقرار کرتے ہیں اس کو دل سے بھی جانتے ہیں۔ مراد ان سے عیسیٰ، عزیٰ اور فرشتے ہیں کہ یہ سب سفارش کریں گے ایمان والوں کی۔

(۸۷) اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے اللہ نے۔

پھر وہ کہاں پھرے جاتے ہیں اللہ کی عبادت سے۔

كَالْبَاءِ أَى مَعْبُودٍ وَفِي  
الْأَرْضِ إِلَهٌ وَكُلٌّ  
مِنَ الظُّرُفَتَيْنِ مُتَعَلِّقٌ  
بِمَا بَعْدَ لَا وَهُوَ الْحَكِيمُ  
فِي شَأْنِ بِيْرِ خَلْقِهِ  
الْعَالِيَمُ بِمَضَاجِحِهِمْ  
وَتَبَارَكَ تَعَظَّمَ الَّذِي  
لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَ  
الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا  
وَعِنْدَ لَا عِلْمُ السَّاعَةِ  
مَتَى تَقُومُ وَإِلَيْهِ  
تُرْجَعُونَ ○ بِالشَّاءِ  
وَالْبَاءِ۔

(۸۶) وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ  
يَدْعُونَ يَعْجِدُونَ  
أَي الكُفَّارِ مِنْ دُونِهِ  
أَي اللّٰهِ الشُّمَاعَةَ  
لَا حِدَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ  
بِالْحَقِّ أَى قَالَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَهُمْ  
يَعْلَمُونَ ○ يَقُولُونَ  
مَا شَهِدُوا بِهِ بِأَسْنَتِهِمْ  
وَهُمْ عِيسَى وَعَزِيرُ  
وَالْمَلَائِكَةُ فَإِنَّهُمْ يَشْفَعُونَ

لِلْمُؤْمِنِينَ  
(۸۷) وَلَكِنْ لَمْ يَسْأَلْتَهُمْ  
مَنْ خَلَقَهُمْ لِيَقُولُوا  
اللَّهُ خَلَقَ مِنْهُ نُورٌ الرَّفَعُ  
دَوَادِ الضَّبِيرِ فَإِنِّي يُؤْفَكُونَ ○  
يُضْرَبُونَ عَنْ عِبَادَةِ  
اللَّهِ تَعَالَى

۸۸) وَقِيلَ لَهُ أَيُّ قَوْلٍ مِّمَّنْ دِينِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسْتَمَّ وَتَنَصَّبَهُ عَلَى النَّصْرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ أَيُّ قَوْلٍ يَأْتِي إِنْ هَلُوهُ لَأُولَئِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ مِّنْثُورٌ ○

۸۹) قَالَ تَعَالَى فَاذْفَعُوا عَنَّهُمْ وَفَلَّ سَلَامًا مِّنْكُمْ وَهَذَا أَقْبَلُ أَنْ يَوْمَ مَرِيقَتِنَا لِيَهُمْ فَسْتَوْفُوا تَعْلَمُونَ ○ بِالسَّيِّئِ وَالنَّكَائِ تَهْدِيذُ الْهَمِّ

۸۸) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی کہ اے میرے پیارے بے شک یہ لوگ ایسی جماعت ہیں کہ ایمان نہ لادیں گے

۸۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس منہ موڑ تو ان سے اور کہہ کہ مجھے خدا تم سے بچا دے اور دور رکھے۔ (یہ حکم پہلے اس سے ہے کہ آپ کو ان سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔) پس نزدیک ہے کہ وہ جاں میں گے۔ (یہ تہدید ہے ان کے لئے۔)

### تشریح

۸۴) زمین و آسمان میں وہی تنہا معبود ہے | زمین اور آسمان کے خدا الگ الگ نہیں ہیں۔ آسمانوں میں بھی وہی خدا ہے اور زمین پر بھی وہی خدا ہے ساری کائنات کا خدا ایک ہے۔ اسی کی حکمت نظام کائنات میں کار فرما ہے اور وہ تمام حقائق کا علم رکھتا ہے تمام عالم کون میں وہ اپنے علم اور اختیار سے تصرف کرتا ہے۔

۸۵) زمین و آسمان ہر چیز پر اس کی حکومت ہے | اس کی ذات والا صفات بدرجہا بزرگ و برتر اور اس بات سے بلند ہے کہ کوئی اس کی خدائی میں شریک ہو اور اس کائنات کی فرماں روائی میں اس کے سوا کسی کا بھی دخل ہو۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اس کے حکم کے تابع ہے۔ سب اس کے بندے اور تابع فرمان ہیں نہ ان میں سے کوئی خدائی صفت سے متصف ہے اور نہ کسی کو خدائی کا اختیار ہے۔ وہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی؟ کب یہ نظام ختم ہو جائے گا اس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ سب کو اسی کی عدالت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اگر دنیا میں کوئی کسی کا جامی اور سرپرست بنالے تو وہاں جا کر وہ کسی کام نہ آئے گا اس لئے کہ فیصلہ کا اختیار مالک کائنات کو ہے۔ وہاں پہنچ کر سب کی نیکی بدی کا حساب ہو جائے گا۔

۸۶) اللہ کے سامنے سفارش کا حق | دنیا میں لوگوں نے جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ سب اللہ کے حضور سفارش کا حق نہیں رکھتے۔ البتہ وہ لوگ ضرور دوسروں کی شفاعت کرنے کے قابل ہوں گے جنہوں نے علم کے ساتھ حق کی شہادت دی تھی۔ یعنی وہ اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے ان کے موافق کلمہ اسلام کہا اس کی گواہی دی۔ بغیر کلمہ اسلام کسی کے حق میں سفارش کا ایک حرف نہیں کہہ سکتے اور یہ سفارش بھی وہ نیک لوگ کریں گے جو سچائی کو جانتے ہیں دل سے مانتے ہیں اور اس کو زبان سے کہتے ہیں۔

۸۷) ان کا پیدا کرنے والا کون ہے؟ اگر ان سے پوچھو کہ تمہارا اور تمہارے ان معبودوں کا جن کو تم معبود سمجھ کر عبادت کر رہے ہو پیدا کرنے والا کون ہے؟ تو یہ کہیں گے کہ بنانے والا اور پیدا کرنے والا ایک اللہ ہے۔

بتاؤ جب خالق ایک اللہ ہے تو بندگی کا مستحق کوئی دوسرا کیسے ہو گیا۔ جب اللہ کی عظمت



اور اس کی قدرت کو تسلیم کرتے ہو تو اس بات کو بھی مانو کہ عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ عبادت نام ہے اجہال  
عاجزی کا جو کسی صاحب عظمت ہستی کے سامنے ہوتی ہے۔ جب صاحب عظمت ہستی اللہ کی ہے تو عبادت بھی اسی کی ہونی  
چاہیے۔ پھر کہاں سے یہ دھوکا کھارے ہو کہ مقدمات کو ماننے میں اور نتیجے سے انکار کرتے ہیں۔

قول رسول کی قسم واقعی یہ ہٹ دھرم لوگ ہیں | نبی کا یہ کہنا بھی اللہ کو معلوم ہے کہ ہر چند سمجھانے کے باوجود یہ لوگ  
مان کر نہیں دیتے۔ اللہ اپنے رسول کی مخلصانہ التجا اور درد بھری فریاد کی قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کی مدد ضرور کرے گا  
اور اس کو غالب و منصور کرے گا۔

ان لوگوں کی فریب خوردگی کیسی عجیب ہے کہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودوں کا  
پیدا کرنے والا اللہ ہے اور پھر بھی خالق حقیقی کو چھوڑ کر معبودوں کی بندگی پر اصرار کرتے ہیں۔ پھر واقعی ہٹ  
دھرم لوگ ہیں۔ اور رسول کا کہنا صحیح ہے کہ یہ لوگ مان کر دینے والے نہیں ہیں۔

اے نبی م آپ درگزر سے کام لیں عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا | اے نبی م آپ ان کی سخت باتوں پر توجہ  
نہ ہوں۔ آپ ان سے درگزر کریں۔ اپنا فرض ادا کر کے ان سے منہ پھیر لیں اور کہہ دیں کہ ہمارا سلام لو  
جو بات ہم نے پہنچانی تھی پہنچا دی۔ آخر ان کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ کس گمراہی میں پڑے ہوئے  
ہیں۔



# الذُّخَانُ

ترتیب تلاوت	۴۴	ترتیب نزول	۶۴
مکی / مدنی	مکی	تعداد رکوعات	۳
تعداد آیات	۵۹	تعداد الفاظ	۳۴۹
تعداد حروف		۱۴۹۵	

○ اس لیے سورت کی آیت میں لفظ "ذُّخَانٌ" آیا ہے یَوْمَ تَشْأَبُ السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ — اس آیت کے لفظ "ذُّخَانٌ" کو اس سورت کا عنوان بنا یا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ ذخان آیا ہے۔

○ یہ سورت کب نازل ہوئی۔ کسی معتبر روایت سے اس کا زمانہ نزول متعین نہیں ہوتا۔ اس سورت کے مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جو دو تین سورتیں نازل ہوئی ہیں اس کے فوراً بعد ہی اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی ہے۔

○ مسودتے کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ نبی کی دعوت کے مقابلے میں مخالفین کی ضد اور ہٹ دھرمی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور آپ کے ہر طرح کے سمجھانے کے باوجود یہ لوگ اپنی ضد پر قائم تھے بلکہ مخالفت میں

اور شدت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے زما فرمائی کہ ان پر ایسا قحط نازل فرمائے کہ جیسے یوسف کے زمانے میں قحط پڑا تھا۔ شاید اس پریشانی سے گھبرا کر ان کے دلوں میں کچھ نرمی پیدا ہو، یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور سچائی قبول کرنے پر مائل ہوں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا قبول فرمائی پورے عرب میں شدید قحط پڑا۔ قحط ایسا تھا کہ خشک سالی سے لوگ بلبلا اٹھے۔ قریش کے بعض سردار جن میں ابوسفیان نمایاں تھے حضور ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اپنی قوم کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ یہی موقع تھا جس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

○ اس سے سورت میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام اور اس کی نازل کی گئی کتاب ہے۔ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ یہ قرآن محمد ﷺ نے لکھا ہے تو یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ سچائی یہ ہے کہ اس کتاب کے لکھنے والے اور نازل کرنے والے خود اللہ تعالیٰ ہیں جس کا ثبوت خود یہ کتاب ہے۔

○ آگس تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کی اس کتاب اور اللہ کے رسول سے تم جنگ کر کے تم جیت جاؤ گے تو یہ تمہاری نادانی ہے۔ حق بہر حال غالب آکر رہے گا۔

○ تیسری بات یہ بتائی گئی کہ جہاں اللہ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تمہاری روزی کا سامان کرے تمہاری ہدایت کا سامان کرنا بھی اسی کی رحمت کا تقاضا ہے۔ اور اسی لئے اس نے تمہاری بھلائی کے لئے رسول بھیجا ہے اور اپنی کتاب نازل کی ہے۔

○ چوتھی بات یہ بتائی گئی کہ جب یہ اس رسول کو نہیں ماننے جس کی زندگی آئینے کی طرح ان کے سامنے ہے تو ایک قحط سے ان کی غفلت کیسے دور ہوگی۔

○ فرعون اور قوم فرعون کا حوالہ دیا گیا کہ وہ قوم بھی ایسی آدمیوں سے گزری مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑی رہی آخر کار بڑی گرفت میں مبتلا ہوئی اور ایسی اللہ کی پکڑ آئی کہ قوم فرعون ہمیشہ کے لئے عبرت کا نمونہ بن کر رہ گئی۔

○ آخرت کے موضوع کو لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک دن انسانوں کو زندہ کر کے اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا جو لوگ مجرم ہوں گے ان کا کیا انجام ہوگا اور جو لوگ دنیا میں اللہ کی فرماں برداری اختیار کریں گے وہ اللہ کے انعامات سے سرفراز ہوں گے۔ اور یہ کہہ کر بات سمیٹ دی گئی کہ اگر تم سمجھانے سے نہیں سمجھتے تو انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور ہمارے رسول بھی۔ وہ وقت آ ہی جائے گا۔

آیاتہا ۵۹

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۲۴-

رُكُوعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے۔

حَمَّ ۱ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ

حَمَّ	وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ	اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي	لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ
حَمَّ	قسم۔ کتاب	واضح	بیشک ہم نے نازل کیا ہے

حام۔ ہم۔ قسم ہے واضح کتاب کی۔ بیشک ہم نے اسے ایک مبارک رات میں نازل کیا

اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۳ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۴

اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ	فِيهَا يُفْرَقُ	كُلُّ أَمْرٍ	حَكِيمٍ
بیشک ہم ہیں	ڈرانے والے	اس میں	نیمل کیا جاتا ہے

بیشک ہم ہی ڈرانے والے ہیں۔ اس (رات) میں ہمارے پاس سے حکم ہو کر ہر حکمت والا امر فیصل کیا جاتا ہے

سورہ دخان مکی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ آیت اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ الْعَذَابِ الِذِي كُنِيَ نَبِيْسٌ مَدَنِيٌّ هُوَ اور اس سورت میں ہمیں یاستادوں یا ائسٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان ہے۔

۱ حَمَّ۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے ان فرسوں سے مراد لی۔

۲ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ۔ اللہ قسم ہے قرآن کی جو ظاہر کرنے والا ہے حلال کو حرام سے۔

۳ بے شک ہم نے اس قرآن کو مبارک رات میں اتارا۔ مراد

اس سے شب قدر ہے یا شعبان کی پندرہویں رات

کہ اس میں قرآن لوح محفوظ سے جو ساتویں آسمان میں

ہے آسمان دنیا میں نازل ہوا۔

بے شک ہم قرآن سے لوگوں کو ڈراتے ہیں۔

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ

وَقِيلَ اِلَّا كَاثِفُو الْعَذَابِ

اَلَا يَهِي سِتًّا اَوْ سَبْعًا اَوْ تِسْعًا

وَخَمْسُونَ اَيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمَّ ۱ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِهِ

۲ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۳ اَلظُّهْرُ

لِلْفُلُلِ مِنَ الْحَرَامِ

۴ اِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ

مُبَارَكَةٍ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ

اَوْ لَيْلَةُ الْتَصْفِ مِنْ شُعْبَانَ

نَزَلَ فِيهَا مِنْ أَمْرِ الْكِتَابِ مِنَ

السَّمَاءِ السَّابِعَةِ إِلَى السَّمَاءِ

الدُّنْيَا اِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۵

مُخَوِّفِينَ بِهِ

(۴) اس رات میں ہر ایک امرِ نختہ کا فیصلہ ہوتا ہے روزی اور وقت ہر ایک کام موت و غیرہ کا مقرر ہوتا ہے کہ جو امور اس سال میں اگلے برس کی اسی رات تک پیش آنے والے ہوتے ہیں سب اس میں طے ہوتے ہیں۔

(۴) فِيهَا أَي فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ  
أَوْ لَيْلَةِ نَضْفِ شُعْبَانَ يُعْتَرَفُ  
بِعَنْصَلِ كُلِّ أَمْرٍ حَكِيمٍ  
مُعَلِّمٍ مِنَ الْأَرْزَاقِ وَالْأَجَالِ وَعَلَيَّهَا  
الَّتِي تَكُونُ فِي الْعَشَةِ إِلَى مِثْلِ مَلَكٍ  
الْكَلْبَةِ تَشْرِيح

(۱) حَمًا حَا- مِينًا یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں۔ ان کو الگ الگ کر کے حَا اور مِیْم پڑھا جائے گا۔

(۲) یہ کتاب خود گواہ ہے کہ اس کے مصنف ہم ہیں | یہ کھلی کتاب تمہارے سامنے ہے اے آنکھیں کھول کر دیکھو اس کے صاف صاف مضامین اس کا معیاری ادب، اس کی تعلیم جو حق اور باطل کو الگ الگ کرنے والی ہے کھلی شہادت دے رہی ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ نہ اس کے مصنف محمود ہیں اور نہ کوئی اور بلکہ اس کے مصنف ہم ہیں۔ اور اس کا ثبوت خود اسی کتاب کے اندر موجود ہے جو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ایسی معیاری کتاب کا لکھنے والا اللہ العزیز کے سوا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔

(۳) قرآن بڑے مرتبے والی اور مبارک رات میں نازل ہوا | وہ ساعت بڑی ہی سعید بڑی ہی مبارک اور بڑی مرتبے والی رات تھی جب ہم نے غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو متنبہ اور خبردار کرنے کے لئے اس کتاب کے نازل کرنے کا فیصلہ کیا وہ شب قدر اور بڑی رتے والی رات تھی جیسا کہ ارشاد ہوا۔ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (ہم نے اس کو ایک مرتبے والی رات میں نازل کیا)۔ (سورہ قدر پارہ ۱۱۱ رکوۃ ۱ آیت ۱)

یہ مرتبے والی رات رمضان کی راتوں میں سے ایک رات تھی جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد ہوا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا) (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵ رکوۃ ۱)۔ قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بدرجہ تیس سال میں حضرت محمد پر نازل ہوا اور اسی رات میں اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

(۴) ہم فیصلوں کی رات | یہ وہ رات تھی جس میں ہر معاملے کا حکیمانہ فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے یعنی سال بھر کے متعلق تضاد و تدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم اثان رات میں لوح محفوظ سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں جو تکوینات کے شعبے میں اللہ کی طرف سے کام کرنے والے ہیں۔ سورہ قدر میں ارشاد ہوا ہے۔

تَنْزِيلُ الْمَلَكِ وَالنُّزُوحُ فِيهَا بِأَذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ

(یعنی اس رات میں ملائکہ اور جبرئیل اپنے رب کے اذن سے ہر طرح کا حکم لے کر اترتے ہیں۔)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نظم و نسق میں یہ ایسی رات ہے جس میں وہ افراد اور قوموں اور ملکوں کی قسمتوں کے فیصلے کر کے اپنے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ پھر وہ ان ہی فیصلوں کے مطابق اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں۔

بعض روایات سے جن میں حضرت عکرمہ سے زیادہ نمایاں ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرہویں رات ہے جس کو شبِ برات بھی کہا جاتا ہے۔ ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتداء اور شب قدر پر انتہا ہوئی ہو۔

أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً

أَمْرًا	مِّنْ عِنْدِنَا	إِنَّا + كُنَّا	مُرْسِلِينَ	رَحْمَةً
علم ہو کر	ہمارے پاس سے	بیشک ہم	بھیجنے والے	رحمت

ہمارے پاس سے علم ہو کر بیشک ہم ہی (رسول) بھیجنے والے ہیں۔ رحمت

مِّنْ رَبِّكَ ۗ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

مِّنْ	رَّبِّكَ	إِنَّهُ	هُوَ	السَّمِيعُ	الْعَلِيمُ
سے	تہا ر رب	بیشک وہ	وہی	سننے والا	جاننے والا

آپ کے رب کی طرف سے۔ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

۵) فیصلہ ہو جاتا ہے ہماری طرف سے بے شک ہم ہی ہیں بھیجنے والے محمد کو اور اس سے پہلے پیغمبروں کو۔

۶) یہ رحمت ہے تیرے رب کی ان لوگوں پر جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے۔ بے شبہ وہ سنا ہے ان کی باتوں کو جانتا ہے ان کے افعال کو۔

۵) أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝

۶) رَحْمَةً ۗ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

تشریح

۵) رسول کو بھیجنے کا فیصلہ | اس رات کے اہم فیصلوں میں سے ایک اہم فیصلہ یہ بھی تھا کہ جبرئیل ؑ کو قرآن دیکر محمد رسول اللہ کے پاس بھیجا۔ قرآن کا محمد پر نازل ہونا اس رات کے فیصلوں میں سے ایک اہم فیصلہ تھا جو سر امر حکمت پر مبنی تھا۔ کیوں کہ اللہ کے کسی فیصلے میں نہ کسی غلطی اور خامی کا امکان ہوتا ہے بلکہ ہر فیصلہ نہایت حکیمانہ اور نہایت محکم ہوتا ہے۔

۶) یہ ہماری رحمت کا تقاضا تھا | کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے ان کی ہکار سنا اور ان کی فہم جانتا ہے اس لئے عین ضرورت کے وقت جب عالم انسانیت کو اس کی ضرورت تھی خاتم النبیین م پر قرآن نازل فرما کر عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ رسول م کا بھیجنا اور اس پر کتاب نازل کرنا حکمت کا بھی تقاضا تھا اور رحمت کا بھی اللہ کی رحمت اور ربوبیت کا تقاضا صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے بندوں کی پرورش کا سامان کرے بلکہ اس کی رحمت اور ربوبیت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ان کو تاریکی میں بھٹکتا نہ چھوڑے ان کے لئے ہدایت کی روشنی کا انتظام کرے۔ ہدایت کا صحیح علم اللہ ہی دے سکتا ہے کیونکہ وہ تمام حقائق کو جانتا ہے وہی بتا سکتا ہے کہ انسان کے لئے ہدایت کیا ہے اور گمراہی کیا ہے، حق کیا ہے باطل کیا ہے۔ انسان کے لئے خیر کس چیز میں ہے اور شر کس چیز میں۔ تمام دنیا کے انسان مل کر بھی اگر اپنے لئے کوئی راستہ متعین کریں تو کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ راستہ صحیح اور حق ہوگا اس لئے راہ ہدایت دکھلانے کا راستہ اللہ تم نے اپنے ذمے رکھا ہے۔ اور یہ اس کا کرم اور اس کی عنایت ہے کہ اس خیر و برکت کی رات میں انسانوں کے لئے اس نے یہ اہم فیصلہ فرمایا۔

## رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوقِنِينَ ﴿۷﴾

رَبِّ السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَمَا بَيْنَهُمَا	اِنْ كُنْتُمْ	مُّوقِنِينَ
رب ہے آسمانوں	اور زمین	اور جو ان دونوں درمیان	اگر تم ہو	یقین کرنے والے

رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو

## لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ الْاُولٰٓئِنَ ﴿۸﴾

لَا اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	يُحْيِي وَيُمِيتُ	رَبُّكُمْ	وَرَبُّ	الْاُولٰٓئِنَ
نہیں کوئی معبود	اس کے سوا	وہ جان ڈالتا ہے اور جانتا ہے	تمہارا رب	اور رب	تمہارا باپ دادا

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جان ڈالتا ہے وہی جان نکالتا ہے اور (وہی) رب، تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا۔

﴿۷﴾ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے

اگر تم اے مکہ والو اس امر کا یقین رکھتے ہو کہ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا تو اس امر کا بھی یقین کر لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیچھے ہوئے ہیں۔

﴿۸﴾ نہیں کوئی معبود مگر وہ۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا۔

﴿۷﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

بَيْنَهُمَا يَرْفَعُ رَبُّ خَبْرَ ثَالِثٍ وَيَجْزِي بِذَلِكُ مِنْ رَبِّكَ اِنْ كُنْتُمْ رِيَا اَهْلَ مَكَّةَ مُّوقِنِينَ ﴿۷﴾ بِاَنَّهُ تَعَالٰى رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَنْفَسُوا بِاَنَّهُ مُحَمَّدٌ اَرْسُولُهُ

﴿۸﴾ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اَبَائِكُمُ الْاُولٰٓئِنَ ﴿۸﴾

### تشریح

﴿۷﴾ اللہ کے رب ہونے پر یقین اگر تم میں کسی چیز پر یقین کرنے کی صلاحیت ہے تو سب سے پہلی چیز جس پر یقین کرنا چاہیے وہ اللہ کی ربوبیت کا ہے کہ اللہ ہی ہر چیز کا مالک پروردگار ہے۔ اللہ کے رب ہونے کے آثار کائنات کے ذرے ذرے میں روز روشن کی طرح واضح ہیں اور اگر واقعی اللہ کے رب ہونے پر یقین ہے تو یہ ماننا ہوگا کہ اس کی شان رحمت اور اس کی پروردگاری کا عین تقاضا ہے کہ وہ انسانوں کی رہبری کے لئے اپنے رسول بھیجے اور اپنی کتابیں نازل کرے۔

جب اللہ تم ہی پوری کائنات کے اور انسان کے پروردگار اور مالک ہیں تو اللہ کے ملوک اور بندے ہونے کی حیثیت سے انسان کا فرض ہے کہ مالک کی طرف سے جو ہدایت آئے اُسے ماننے اور مالک جو حکم دے اس کے سامنے فرماں برداری کے لئے سر جھکا دے۔

﴿۸﴾ حقیقی معنی دی ہے حقیقی معنی وجود جس کا حق یہ ہے کہ اسی کی عبادت بندگی اور پرستش کی جائے اس کے سوا کون ہو سکتا ہے جس کے تپنے میں موت و حیات ہے۔ وجود و عدم اس کے تصرف میں ہے اولین و آخرین جتنے بھی ہیں وہ سب کا پروردگار ہے۔ یہ ایسی صاف حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں جو بے جان مادے میں جان ڈال کر جینا جا سکتا انسان بناتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کی زندگی کو ختم کر سکتا ہے اور جب تک چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کا رب بھی وہی تھا اور تمہارا رب بھی وہی ہے۔

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۙ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي

بَلْ هُمْ	فِي شَكٍّ	يَلْعَبُونَ	فَارْتَقِبْ	يَوْمَ	تَأْتِي
بلکہ وہ	شک میں	کھیلتے ہیں	تو تم انتظار کرو	اس دن	لائے

بلکہ وہ شک میں پڑے کھیلتے ہیں۔ تو آپ اس دن کا انتظار کریں کہ

السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۙ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا

السَّمَاءُ	بِدُخَانٍ	مُبِينٍ	يَغْشَى	النَّاسَ	هَذَا
آسمان	دھواں	ظاہر	وہ ڈھانپ لے گا	لوگوں	یہ

آسمان دھواں ظاہر لائے وہ ڈھانپ لے (بچھا جائے) لوگوں پر۔ یہ ہے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ رَبَّنَا كَشِفْنَا عَنْكَ الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۙ

عَذَابٌ	أَلِيمٌ	رَبَّنَا	كَشِفْنَا	عَنْكَ	الْعَذَابَ	إِنَّا	مُؤْمِنُونَ
عذاب	دردناک	اے ہمارے	کھول (دور کر دے)	ہم سے	عذاب	بیشک ہم	ایمان لے آئیں گے

دردناک عذاب۔ (اب وہ کہیں گے) اے ہمارے رب ہم سے عذاب دور کر دے بیشک ہم ایمان لے آئیں گے

أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۙ

أَنَّى	لَهُمُ	الذِّكْرَى	وَقَدْ جَاءَهُمْ	رَسُولٌ	مُبِينٌ
کہاں	ان کو	نصیحت	اور تحقیق آچکا ان کے پاس	رسول کھول کھول کر بیان کرنے والا	

ان کو کہاں نصیحت ہوگی؟ ان کے پاس تو کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آچکا ہے۔

- ۹) بلکہ یہ لوگ شک میں ہیں قیامت سے تیرے ساتھ ای  
محمدؐ استہزاء کرتے ہیں۔ سو کہا محمدؐ نے کہ اے میرا اللہ  
میری مدد فرما ان پر ساتھ ایسے سات سالوں کے جیسے یوسفؑ  
کے زمانے میں سات سال قحط رہا ان پر بھی سات برس قحط ہوا اللہ تعالیٰ  
پس منتظر رہ تو ان کے لئے اس دن کا کہ آسمان سے دھواں  
ظاہر ہو جو لوگوں کو محیط ہو جاوے گا پس قحط سالی ہوئی زمین میں  
اور وہ لوگ سخت بھوک میں گرفتار ہوئے یہاں تک کہ شدت بھوک  
میں ان کو آسمان وزمین کے درمیان مثل دھوئیں کے نظر آتا  
تھا۔  
۱۰) جو لوگوں کو محیط ہو جاوے گا۔ اس کو دیکھ کر وہ بولے یہ نہایت

- ۹) بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنَ الْبَعْثِ  
يَلْعَبُونَ ۙ اِسْتَهْزَآءٌ بِكَ  
يَا مُحَمَّدٌ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعْنِيْ عَلَيْهِمْ  
يَسْتَجِبْ كَسَبَعِ يُوْسُفَ . قَالَ تَعَالَى  
۱۰) فَارْتَقِبْ لَهُمْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ  
بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۙ فَتَأْجِدُ  
الْاَرْضَ وَاِسْتَدَّ بِهٖمُ الْجُودُ ۙ اِلَى  
اَنْ رَّاوَا مِنْ سِدْقٍ تَبَّهٖ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ  
بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ  
۱۱) يَغْشَى النَّاسَ فَقَالُوا هَذَا عَذَابٌ



○ اَلَيْسَ

۱۲ رَبَّنَا اَكْثَفْنَا عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا  
مُؤْمِنُونَ ○ مُصَدِّقُونَ

بَيِّنَاتٍ ○ قَالَ تَعَالَى

۱۳ اِنَّا لَهَمُ الدِّنِ كَوْمِي اِنِّي لَا يَنْفَعُهُمْ  
الْاِيْمَانُ عِنْدَ نَزْوَالِ الْعَذَابِ وَقَدْ  
جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبَيِّنٌ ○ بَيِّنٌ

تشریح

- دردناک عذاب ہے۔  
۱۲ اے ہمارے رب دور کر ہم سے اس عذاب کو بیشک ہم  
تصدیق کرتے ہیں تیرے پیغمبر کی  
فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔  
۱۳ ان کو کچھ نفع نہیں دے سکتا ایمان لانا بوقت آجانے عذاب  
کے حالات آ یا ان کے پاس پیغمبر جس کی پیغمبری ظاہر تھی۔

۹ حق کا انکار کرنے والے دھوکے میں ہیں | ان واضح نشانیوں اور کھلی دلیلوں کا تقاضا یہ تھا کہ اسی کو رب مانتے اسی کے  
آگے سر جھکاتے، اسی کی بندگی کرتے۔ مگر یہ سچائی کا انکار کرنے والے نہ جانے کس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ یقین کے  
بجائے شکوک و شبہات میں مبتلا رہتے ہیں۔ اگر ذرا بھی غور کریں تو سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کی یہ حیرت انگیز تخلیق اور کائنات  
کا یہ حکیمانہ نظام بغیر کسی حکیم و داناکے وجود میں نہیں آسکتا۔ اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرنے کے بجائے وہ دنیا کے کلمے اور  
دنیا کے عیش میں اپنے دل و دماغ اور جسم کی ساری صلاحیتیں فروغ کرتے رہتے ہیں انھیں اپنے مشغلوں سے اتنی فرصت نہیں ملتی  
کہ وہ حق کے بارے میں غور کریں۔ مذہب کو بھی وہ ایک ذہنی تفریح اور رسم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں  
نہ آخرت کی فکر ہوتی ہے اور نہ وہ سچائی تک پہنچ پاتے ہیں۔

۱۰ کھلی کھلی دلیلوں کے باوجود جب تم مان کر نہیں دیتے تو قیامت کا انتظار کرو | تمہارے سامنے سچائی کی کھلی کھلی دلیلیں ہیں تمہارے سامنے  
رسول کی بے داغ زندگی ہے رسول تمہیں بار بار سمجھا رہے ہیں تمہیں حق کے قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہیں جب  
تم نہ رسول کے بھاننے سے ماننے ہو اور قحط کی شکل میں جو تمہیں کی گئی ہے اس سے تمہیں ہوش نہیں آتا تو بس پھر  
قیامت کا انتظار کرو اس وقت تمہیں پتہ چل جائے گا کہ حق کیا تھا اور باطل کیا تھا۔ قیامت کے قریب آسمان صرزع دھواں  
لئے ہوئے آئے گا۔ یہ پہچان ہوگی کہ قیامت اب بالکل نزدیک آچکی ہے۔

۱۱ یہ دھواں لوگوں پر چھا جائے گا | یہ دھواں لوگوں پر اس طرح چھا جائے گا کہ سب لوگ اس کی لپیٹ  
میں آجائیں گے۔ البتہ نیک آدمیوں پر اس کا بہت ہلکا سا اثر ہوگا۔ یہ ہے دردناک سزا اس بات پر کہ یہ  
لوگ آخر تک حق سے غافل رہے۔

۱۲ اب کہتے ہیں کہ قحط کا عذاب ٹال دیں،  
ہم ایمان لے آئیں گے۔

ان کی تیبہ کے لئے اور ان کو خبردار کرنے کے لئے کہ شاید  
ان کے دل نرم پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قحط کا عذاب مسلط کیا تو اب یہ کہتے ہیں کہ اے پورے دردگار ہم  
پر سے یہ عذاب ٹال دے ہم ایمان لاتے ہیں۔

۱۳ ان کی غفلت دور ہونے والی نہیں ہے | اس وقت قحط کے عذاب سے گھبرا کر کہہ تو رہے ہیں کہ ہم ایمان  
لاتے ہیں لیکن جب ان کے سامنے رسول مبین ہے جس کی سیرت کھلی کھلی ان کے سامنے ہے جب  
اس کو دیکھ کر یہ ایمان نہیں لاتے تو قحط کے عذاب سے ان کی غفلت کہاں دور ہونے والی ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱۴﴾

ثُمَّ	تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَقَالُوا	مُعَلِّمٌ	مَّجْنُونٌ
پھر	وہ پھر گئے	اس سے	اور کہنے لگے	سکھایا ہوا	دیوانہ

پھر وہ اس سے پھر گئے اور کہنے لگے (یہ تو کسی کا سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔)

إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿۱۵﴾

إِنَّا	كَاشِفُو	الْعَذَابِ	قَلِيلًا	إِنَّكُمْ	عَائِدُونَ
بیشک ہم	کھولنے والے	عذاب	چندے	تم بیشک (اصل حالت پر لوٹ آنے والے ہو۔)	بیشک ہم

بیشک ہم چندے عذاب کھولنے والے ہیں (مگر تم بیشک پھر اصل حالت پر لوٹ آنے والے ہو۔)

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطِشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿۱۶﴾

يَوْمَ	نَبْطِشُ	الْبَطِشَةَ	الْكُبْرَىٰ	إِنَّا	مُنْتَقِمُونَ
جس دن	ہم پکڑیں گے	پکڑ	بڑی (سخت)	بیشک ہم	انتقام لینے والے

جس دن ہم سخت پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ

وَلَقَدْ	فَتَنَّا	قَبْلَهُمْ	قَوْمَ	فِرْعَوْنَ	وَجَاءَهُمْ
اور ہم	آزمائے تھے	ان سے قبل	قوم	فرعون	اور آیا ان کے پاس

اور ہم ان سے قبل قوم فرعون کو آزمائے تھے۔ اور ان کے پاس ایک

رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿۱۷﴾

رَسُولٌ	كَرِيمٌ
ایک رسول	عالی قدر

عالی قدر رسول آیا۔

﴿۱۴﴾ پھر انہوں نے اس سے منہ موڑا اور کہا کہ یہ جنونی ہے

سکھلایا گیا کہ کوئی آدمی اس کو قرآن سکھاتا ہے۔

﴿۱۵﴾ بے شک ہم دُور کرنے والے ہیں بھوک کے عذاب کو

﴿۱۴﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا

مُعَلِّمٌ أَيْ يُعَلِّمُهُ الْقُرْآنَ  
بَشَرٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱﴾

﴿۱۵﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ

## فیصل

تھوڑے زمانہ تک ہو دور کر دیا اللہ نے ان سے عذاب کو۔ بالضرورت تم لوٹنے والے ہو اپنے کفر کی طرف سو وہ لوٹے کفر پر

۱۶) یاد کرو جبکہ ہم ان کو پھڑپھڑائیں گے سخت پکڑنا (مراد اس سے بدرکادن ہے) بے شک ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔

۱۷) اور بے شک ہم نے آزمایا ان سے پہلے فرعون کو اور اس کی قوم کو۔ اور آیا ان کے پاس پیغمبر جو بزرگ ہے اللہ کے نزدیک۔ یعنی موسیٰؑ یہ پیغام لے کر آئے کہ۔

أَيُّ الْجُوعِ عَنْكُمْ مِنَّا  
وَكَلِيلًا فَكَشَفْنَا عَنْهُمْ غُلَّتَهُمْ  
عَاذُونَ ۝ إِلَىٰ كُفْرِكُمْ  
فَعَادُوا إِلَيْهِ

۱۶) يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ  
هُوَ يَوْمٌ نُبْذِرُ آيَاتِنَا تَقِيمُونَ ۝  
مِنْهُمْ وَالْبَطْشُ الْآخِذُ  
بِشِدَّةٍ

۱۷) وَلَقَدْ فَتَنَّا بَنِي إِسْرَائِيلَ  
قَوْمًا فِرْعَوْنًا مَعَهُ وَ  
جَاءَهُمْ رَسُولٌ شَاكِرٌ هُوَ مُوسَىٰ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَرِيمٌ ۝ عَلَىٰ اللَّهِ تَعَالَىٰ

## تشریح

۱۳) قحط کا عذاب ٹل گیا تو پھر بدل گئے | حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اللہ نے قحط کا عذاب دور کر دیا تو بجائے اس کے کہ شکر گزار ہوتے اور وعدے کے مطابق سچائی کو تسلیم کرتے، مگر پھر بدل گئے اور وہی پرانے الزامات دہرانے لگے کہ یہ رسول تو سکھایا پڑھایا پاؤلا ہے۔ یعنی وہی باتیں جو پہلے کہہ رہے تھے وہی نامعقول الزامات جو پہلے لگاتے تھے وہی دہرانے شروع کر دیئے۔

۱۵) ہٹ دھرمی | حق کا انکار کرنے والوں کی ہٹ دھرمی کا حال یہ ہے کہ اب تو گڑا گڑا رہے ہیں کہ ہم پر سے یہ عذاب ہٹا لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کر رہے ہیں کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ اس عذاب کو دور کر دے تو ہم ایمان لے آئیں گے مگر ان کا یہ کہنا بس دکھاوے کے لئے ہے، ہم خدا عذاب ہٹائے لیتے ہیں تو یہ لوگ پھر وہی کریں گے جو پہلے کر رہے تھے ان کی ہٹ دھرمی میں کوئی فرق آنے والا نہیں ہے۔

۱۶) ان کو تو بس بڑی ضرب کا انتظار ہے | جس روز ہم بڑی ضرب لگائیں گے یعنی قیامت کا دن اور سب کچھ سامنے آجائے گا۔ وہ دن ہوگا جب ہم ان سے انتقام لیں گے۔ دنیا کیوں کہ دارالامتحان ہے ابھی مکمل نتیجہ یہاں سامنے آنا نہیں ہے اس لئے اس دن سب کچھ کھل کر سامنے آجائے گا۔

۱۷) فرعون اور اس کی قوم بھی آزمائش میں ڈالی جا چکی ہے | ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو اسی آزمائش میں ڈالا تھا جب ایک نہایت شریف خصلت رسول کو ہم نے ان کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو سمجھایا اور انھوں نے اس کی بات نہیں مانی تو اسی طرح کے قحط کی اور مختلف قسم کے غذاؤں کی آزمائشیں آئیں۔ کبھی ٹڈیوں کا عذاب، کبھی خون کا، کبھی چوڑوں کا۔ مگر ہر بار اس قوم نے یہی کیا کہ جب عذاب آتا تھا تو، تو بے تلا کرنے لگتے تھے اور جب عذاب ٹل جاتا تھا تو پھر وہی پرانی روش اختیار کر لیتے تھے۔ باطل پرست قوموں کا مزاج ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے وہی ضد وہی ہٹ دھرمی وہی نہ مانوں کی رٹ واضح دلیلوں اور کھلی کٹانوں کے باوجود باطل پرستوں سے رہنا اور حق کا انکار کرتے رہنا۔

أَنْ أَدُّوْا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝۱۸ وَأَنْ لَا تَعْلُوا

أَنْ أَدُّوْا	إِلَىٰ	عِبَادِ اللَّهِ	إِنِّي لَكُمْ	رَسُولٌ أَمِينٌ	وَأَنْ لَا تَعْلُوا
کہہ کر دو	میرے	بندے اللہ کے	بیشک میں تمہارے لئے	ایک رسول امین	اور یہ کہ تم ہر کشتی نہ کرو

کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کر دو، بیشک میں تمہارے لئے ایک رسول امین ہوں۔ اور یہ کہ تم اللہ کے

عَلَى اللَّهِ إِنِّي أَسْأَلُكُمْ بِسُلْطَنِ مُّبِينٍ ۝۱۹ وَإِنِّي عَدْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ

عَلَى اللَّهِ	إِنِّي أَسْأَلُكُمْ	بِسُلْطَنِ	مُّبِينٍ	وَإِنِّي عَدْتُ	بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ
اللہ پر	بیشک میں آیا ہوں تمہارا	دلیل کے ساتھ	واضح	اور بیشک میں	اپنے رب کی اور تمہارا رب

مقابل ہر کشتی نہ کرو، بیشک میں تمہارے پاس واضح دلیل کے ساتھ آیا ہوں اور بیشک میں پناہ چاہتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارا رب کی

أَنْ تَرْجُمُونَ ۝۲۰ وَإِنْ لَمْ تَوْمِنُوا لِي فَاغْتَرِلُون ۝۲۱

أَنْ تَرْجُمُونَ	وَإِنْ لَمْ تَوْمِنُوا	لِي	فَاغْتَرِلُون
کہ تم مجھے سنگسار کر دو	اور اگر تم ایمان نہیں لاتے	مجھ پر	تو ایک کنارے ہو جاؤ مجھ سے

(۱۸) کہ تم مجھے سنگسار کر دو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے ایک کنارے ہو جاؤ۔

۱۸) اے اللہ کے بندو جو کچھ میں تم کو حکم کرتا ہوں ایمان لائے  
کا اس کو پورا کرو اور میری اطاعت کرو۔

بیشک تمہاری طرف پیغمبر ہو کر آیا ہوں۔

امانت دار ہوں ان احکام پر جو مجھ کو دئے گئے۔

۱۹) اور یہ کہ تم اللہ کے سامنے مجھ پر نہ کرو، اس کی بندگی  
سے منہ نہ موڑو۔ بیشک میں تمہارے پاس دلیل ظاہر

لایا ہوں اپنے پیغمبر ہونے کی۔

اس پر انہوں نے اس کو ڈرایا کہ ہم تجھے سنگسار کریں  
گے۔ اس نے کہا۔

۲۰) اور بے شک میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب اور تمہارے  
رب کی کہ تم مجھ کو سنگسار کرو۔

۲۱) اور اگر تم میری بات نہیں مانتے تو مجھ کو چھوڑو اور اپنے رب سے  
پھر بھی انہوں نے اس کو نہ چھوڑا

۱۸) أَنْ أَيُّ بَانَ أَدُّوْا إِلَىٰ مَا أَدْعُوكُمْ

إِلَيْهِ مِنَ الْإِيمَانِ أَيُّ أَظْهَرُوا

إِيمَانَكُمْ بِالطَّاعَةِ لِي بِأَنَّ

عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ

أَمِينٌ ۝ عَلَىٰ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ

وَأَنْ لَا تَعْلُوا تَتَجَبَّرُوا عَلَىٰ

اللَّهِ بِتَرَاكٍ طَاعَتِهِ إِنِّي

أَسْأَلُكُمْ بِسُلْطَنِ مُّبِينٍ ۝ بَيْنَ عَلَىٰ رِسَالَتِي

فَتَسُوْعِدُوْهُ بِالرَّجْمِ فَقَالَ

وَإِنِّي عَدْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ

تَرْجُمُونَ ۝ بِالْحَجَارَةِ

وَإِنْ لَمْ تَوْمِنُوا لِي فَاغْتَرِلُون ۝

تَصَدَّقُوا إِذْ أَيْ فَاغْتَرِلُون ۝

فَاغْتَرِلُون ۝

## تشریح

۱۸ قوم فرعون رسول نے کہا تھا کہ میں رسول امین ہوں | اللہ تم نے جب حضرت موسیٰ کو قوم فرعون کے پاس بھیجا تو حضرت موسیٰ نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو

انہوں نے کہا میں رسول امین ہوں یعنی اپنی طرف کوئی بات ملا کر کہنے والا نہیں ہوں کوئی قانون اپنی طرف گھرنے والا نہیں ہوں، اپنی ذاتی خواہش سے کچھ کرنے والا نہیں ہوں بلکہ پروردگار نے میرے پیچھے والے نے جو مجھ سے کہا ہے وہ کسی کی بیٹی کے بغیر تم تک پہنچا رہا ہوں۔ میں پوری طرح بھروسے کے قابل ہوں لہذا میری بات مانو۔ جو میں ہدایت پیش کر رہا ہوں اس کی پیروی کرو۔ یہ میرے رب کی طرف سے تمہارے اوپر میرا حق ہے تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم اللہ کے آزاد کردہ بندوں کو اپنا غلام بناؤ۔ ان کو میرے حوالے کر دو میں ان کو جہاں چاہوں لے جاؤں۔

۱۹ سرکشی مت کرو میں سند لے کر آیا ہوں | اللہ کے مقابلے میں سرکشی کا رویہ اختیار مت کرو کیونکہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اللہ کی طرف سے کہہ رہا ہوں اور اس کا انکار کرنا گویا اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے میں مکمل سند اور صریح دلائل کے ساتھ آیا ہوں۔ اگر تمہیں اس میں شک ہے کہ میں اللہ کا بھیجا ہوں یا نہیں تو میں تمہارے سامنے وہ سندیں پیش کر رہا ہوں جو اللہ کی طرف سے میرے رسول مقرر ہونے کی کھلی دلیل ہیں۔ حضرت موسیٰ فرعون کے دربار میں پہلی مرتبہ پہنچنے کے بعد سے مصر کے آخر زمانہ قیام تک فرعون اور اس کی قوم کو وہ کھلے معجزے دکھاتے رہے جو آپ کے سچے رسول ہونے کی دلیل تھے۔ عصا، یبریا، اور دوسرے کئی معجزات جو حضرت موسیٰ کی صداقت کی کھلی نشانی تھے۔ وہ لوگ ایک سند کو جھٹلاتے تھے تو حضرت موسیٰ ایک دوسری سند پیش کر دیتے تھے مگر قوم فرعون کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑی رہی۔

۲۰ موسیٰ نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ میں آچکا ہوں | جب فرعون حضرت موسیٰ کو دھمکیاں دیتا تھا تو آپ ان کی دھمکیوں کے جواب میں فرماتے تھے کہ میں تمہارے ظلم اور ایذا سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں وہ میری حمایت پر ہے اور مجھے اس کی حفاظت پر بھروسہ ہے۔

۲۱ مجھے ایذا پہنچانے سے باز رہو | فرعون اپنی ہٹ دھرمی پر اڑا ہوا تھا۔ ادھر حضرت موسیٰ جو نشانیاں پیش کر رہے تھے اس کا کچھ نہ کچھ اثر مصر کے لوگوں پر پڑ رہا تھا اگرچہ وہ ابھی فرعون کے ڈر سے کھل کر سامنے نہیں آ رہے تھے مگر فرعون محسوس کر رہا تھا کہ اس کا سنگھاسن ہل رہا ہے۔ اس نے لوگوں کے سامنے اپنا اور موسیٰ کا مقابلہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ بتاؤ میں بہتر ہوں یا یہ جعفری آدمی جو ابھی ابھی باتیں کرتا ہے نہ اس کا کوئی دبدبہ ہے نہ وقار ہے۔ ہمارے نعروں کے پاس سونے کے کنگن ہوتے ہیں یہ کیسا خدا کا سفیر ہے کہ نہ اس کے پاس سونے کے کنگن ہیں نہ اس کے چوب دار اور خادموں کا کوئی دستہ ہے۔

فرعون اتنا زیادہ گھبرا گیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس وقت حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا کہ: - اِنِّیْ عٰذُکُمْ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَبَدِّلٍ لَّا یُوْثِقُ مِیْثَاقَہٗمْ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (سورہ مومن آیت ۲۷)

(میں نے پناہ لی اپنے رب اور تمہارے رب کی ہر اس متکبر سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔)

حضرت موسیٰ نے اس بات کا حوالہ دے کر فرمایا کہ دیکھو میں تمہارے حملوں کے مقابلے میں اللہ رب العظیم کی پناہ میں آچکا ہوں۔ اب تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو نہ مانو۔ مگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مجھ پر ہرگز ہاتھ مت ڈالنا۔ اور اپنی قوم کو لے جاؤں تو راہ مت روکنا۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِ هُوَ لَكُمْ قَوْمٌ مَّجْرُمُونَ ﴿۲۲﴾ فَاسْرِرْ

فَدَعَا	رَبَّهُ	أَنِ	هُوَ لَكُمْ	قَوْمٌ	مَّجْرُمُونَ	فَاسْرِرْ
تو اس نے دعا کی	اپنے رب سے	کہ	یہ	مجرم	قوم	تو تو لے جا

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (ارشاد الہی ہوا) تو تم میرے

يَعْبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبِعُونَ ﴿۲۳﴾ وَاشْرِكْ

يَعْبَادِي	لَيْلًا	إِنَّكُمْ	مُتَّبِعُونَ	وَاشْرِكْ
میرے بندوں کو	رات میں	بیشک تم	پیچھا کئے جاؤ گے (تو تم کو پیچھا لگائے)	اور چھوڑ جاؤ

بندوں کو لے جاؤ راتوں رات، بے شک تمہارا تعاقب ہو گا۔ اور دریا کو چھوڑ جاؤ (پار کر جاؤ)

الْبَحْرَ رَهْوًا إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوا

الْبَحْرَ	رَهْوًا	إِنَّهُمْ	جُنْدٌ	مُغْرَقُونَ	كَمْ	تَرَكُوا
دریا	ٹھہرا ہوا	بیشک وہ	ایک لشکر	ڈوبنے والے	وہ کتنے (ہی) چھوڑ گئے	

ٹھہرا (تھما) ہوا۔ بے شک وہ ایک لشکر میں ڈوبنے والے۔ اور وہ چھوڑ گئے کتنے ہی

مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۲۵﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۲۶﴾

مِنْ	جَنَّاتٍ	وَعُيُونٍ	وَزُرُوعٍ	وَمَقَامٍ	كَرِيمٍ
سے	باغات	اور چشمے	اور کھیتیاں	اور مکان	نفیس

باغات اور چشمے اور کھیتیاں اور نفیس مکان

﴿۲۲﴾ سو اس نے دعا کی اپنے رب سے کہ بے شک یہ لوگ تم کو کرنے والے ہیں پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ۔

﴿۲۳﴾ لے جا تو میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات میں بالظہور فرعون اور اس کا لشکر تمہارا پیچھا کریں گے۔

﴿۲۴﴾ اور میں وقت تو اور میرے اصحاب دریا کو طے کر لو تو اس کو کھلا ہوا ٹھہرنے والا چھوڑ دے تاکہ اس میں داخل ہو جاویں قبلی۔

﴿۲۲﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِ هُوَ لَكُمْ قَوْمٌ مَّجْرُمُونَ ﴿۲۲﴾ فَاسْرِرْ مُشْرِكُونَ فَقَالَ تَعَالَى

﴿۲۳﴾ فَاسْرِرْ بِقَطْعِ الْهَنْزَةِ وَوَصَلِهَا بِعِبَادِي بَنِي إِسْرَائِيلَ لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبِعُونَ ﴿۲۳﴾ يَتَّبِعُكُمْ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ

﴿۲۴﴾ وَاشْرِكِ الْبَحْرَ إِذَا قَطَعْتَهُ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ رَهْوًا مَا كُنَّا مُتَّفِرِّجًا حَتَّى تَدْخُلَهُ الْقَبْطُ

بے شک وہ تمام لشکر غرق کیا جاوے گا۔ اس پر موسیٰ کو اطمینان ہوا پس غرق کئے گئے وہ یعنی فرعون اور اس کا لشکر۔ کس قدر باغ اور نہریں بہتی ہوئی۔

(۲۵)

إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ  
فَاطْمَئِنَّا بِذَٰلِكَ فَمَا غُرِقُوا

(۲۵) كَمْ شَرَكُوا مِنْ جَلَّتْ

بِأَبْنِئِ وَيَعْيُونَ  
تَشْجِرِي

(۲۶) اور کھیتیاں اور عمدہ مجالس۔

(۲۶) وَفُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ

مَجْلِسٍ حَسِينٍ

### تشریح

(۲۲) حضرت موسیٰ کی دعا | آخر مجبور ہو کر حضرت موسیٰ ؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ لوگ باز آنے والے نہیں ہیں اب ان کے ساتھ رعایت برتنے اور ان کو اصلاح کا موقع دینے کی کوئی گنجائش نہیں رہی اب وقت آ گیا ہے کہ حضور آخری فیصلہ فرمادیں۔

(۲۲)

(۲۳) امت موسیٰ کو ہجرت کا حکم | اللہ تم نے حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا کہ میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ ان میں بنی اسرائیل مصر کے وہ قبیلے باشندے جو اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور وہ بھی جنہوں نے حضرت موسیٰ کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔ سب کو راتوں رات مصر سے لے کر نکل پڑو۔ اللہ تم نے حضرت موسیٰ کو بتا دیا کہ ہجرت کے لئے رات کا وقت ہے کیونکہ دن ہوتے ہی تمہارا بچھا گیا جائے گا۔

(۲۳)

(۲۴) سمندر کو اسی حالت پر رہنے دو | حضرت موسیٰ ؑ اللہ تم کے حکم کے مطابق ایمان لانے والے اہل اسلام اپنی امت کو لے کر صبح راتوں رات روانہ ہوئے۔ فرعون کو جب معلوم ہوا کہ موسیٰ ؑ قوم کو لے کر مصر سے نکل گئے، ہیں تو اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کا بچھا گیا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ حضرت موسیٰ کے آگے سمندر تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر، حضرت موسیٰ درمیان میں پوری قوم کے ساتھ پھنسے ہوئے تھے۔ اس وقت جب بچنے کی کوئی صورت نہ تھی اللہ تم نے حضرت موسیٰ ؑ کو حکم دیا کہ انا عصا سمندر پر بارو۔ حضرت موسیٰ کے لاٹھی مارنے پر سمندر بیچ میں سے پھٹ گیا پانی دونوں طرف رک گیا اور درمیان میں راستہ پیدا ہو گیا۔ حضرت موسیٰ ؑ اپنی پوری امت کو لے کر بحفاظت سمندر پار کر گئے اور وہ چاہتے تھے کہ دوبارہ لاٹھی مار کر سمندر کو برابر کر دیں تاکہ فرعون کا لشکر اس راستے سے گزر کر ان تک نہ پہنچ سکے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا موسیٰ سمندر کو اسی حال پر کھلا چھوڑ دو جس طرح وہ پھٹا ہوا ہے اسی طرح پھٹا کا پھٹا رہنے دو تاکہ فرعون اپنے لشکر سمیت اس راستے پر اتر آئے پھر سمندر کو چھوڑ دیا جائے گا اور یہ پوری فوج سمندر میں غرق کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فرعون مع اپنے پورے لشکر کے غرقاب ہو گیا۔

(۲۴)

(۲۵) فرعونوں کے شاندار عمل | فرعونی سمندر میں غرق ہو گئے۔ کیسے کیسے ان کے شاندار عمل تھے باغات تھے چٹے تھے اور کھیت تھے جو وہ چھوڑ گئے۔ یہ سب چیزیں جو انہوں نے جمع کی تھیں اسی دنیا میں رہ گئیں۔

(۲۵)

(۲۶) عیش کے سرو سامان | کتنے ہی عیش کے سرو سامان جن میں وہ مزے کر رہے تھے وہ حسرت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے اور یہ سب چیزیں اسی دنیا میں پڑی رہ گئیں۔

(۲۶)

وَنِعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿۲۷﴾ كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا

وَنِعْمَةٍ	كَانُوا فِيهَا	فَاكِهِينَ	كَذَلِكَ	وَأَوْرَثْنَاهَا	قَوْمًا
اور نعمتیں	وہ تھے	اس میں	مزے اڑاتے	اسی طرح	اور ہم نے وارث بنایا ان کا قوم

اور نعمتیں جن میں وہ مزے اڑاتے تھے۔ اسی طرح (نوا) اور ہم نے دوسری قوم کو ان کا

اٰخِرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوا

اٰخِرِيْنَ	فَمَا بَكَتْ	عَلَيْهِمُ	السَّمَاءُ	وَالْاَرْضُ	وَمَا كَانُوا
دوسرے	سو نہ روئے	ان پر	آسمان	اور زمین	اور نہ ہوئے وہ

وارث بنایا، سوان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور نہ ہوئے وہ

مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا اِسْرٰٓءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ

مُنْظَرِيْنَ	وَلَقَدْ بَعَثْنَا	اِسْرٰٓءِيْلَ	مِنَ	الْعَذَابِ
ڈھیل دیئے گئے	اور تحقیق ہم نے نجات دی	بنی اسرائیل	سے	عذاب

ڈھیل دیئے گئے (انھیں ڈھیل نہ دی گئی) اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت والے عذاب سے

الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيًّا مِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

الْمُهِيْنِ	مِنْ	فِرْعَوْنَ	اِنَّهٗ	كَانَ	عَلِيًّا	مِنَ	الْمُسْرِفِيْنَ
ذلت والا	سے	فرعون	بیشک وہ	تھا	سرکش	حد سے بڑھ جانے والوں میں سے	

نجات دی (یعنی) فرعون سے بیشک وہ حد سے بڑھ جانے والوں سے سرکش تھا۔

﴿۲۷﴾ اور ناز و نعمت وہ چھوڑ گئے جن میں وہ آرام اور راحت اٹھاتے تھے۔

﴿۲۸﴾ بات یہ ہی ہے جو ہم نے بیان کی۔ اور ہم نے ان کے اموال کا وارث دوسری قوم کو کیا یعنی بنی اسرائیل کو۔

﴿۲۹﴾ سو نہ روئے ان پر آسمان اور نہ زمین بخلاف ایمان والوں کے کہ ان کی موت سے روتی ہے ان کی ناز پڑھنے کی جگہ زمین سے۔ اور ان کے علوں کے پڑھنے کی جگہ آسمان سے۔

﴿۲۷﴾ وَنِعْمَةٍ مُّثَعَةً كَانُوا فِيهَا فَكَاهِيْنَ ۝ نَاعِيْبِيْنَ

﴿۲۸﴾ كَذَلِكَ ۝ اَوْرَثْنَاهَا اَيُّ اَمْوَالِهِمْ قَوْمًا اٰخِرِيْنَ ۝ اَيُّ بَنِي

اِسْرٰٓءِيْلَ ﴿۲۹﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ ۝ مَخْلَافِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسْكُوْنَ عَلَيْهِمْ بِمَوْتِهِمْ مُّصْلٰهَتُهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَمَصْعَدُ



## فیصل

وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ اور ان کو ہلکت نہ دی گئی تو بہ  
کی کہ وہ تو بہ کر سکیں۔

۳۰) وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ مِنْ فِرْعَوْنَ  
اور بیشک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب کو وہ  
ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور عورتوں کو خدمت میں رکھتا تھا۔

۳۱) بے شک فرعون متکبر  
مد سے بڑھنے والا تھا۔

عَلَيْهِمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ وَمَا  
كَانُوا مُنظَرِينَ ○ مُؤَخَّرِينَ لِنُؤْيَةٍ  
۳۰) وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ  
مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ○  
قَتَلَ الْكِنَانَةَ وَاسْتَخَذَ أَمْرًا مُنْجِيًا  
۳۱) مِنْ فِرْعَوْنَ وَقِيلَ لَهُ إِنَّكَ مِنَ الْعَذَابِ  
بِقَدِيرٍ مُضَافٍ إِلَى عَذَابِ وَقِيلَ  
حَالٌ مِنَ الْعَذَابِ إِنَّهُ كَانَ  
عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ○

## تشریح

۳۷) عیش کے سامان سب دھرے رہ گئے | کیسی کیسی نعمتیں تھیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے، کیسے کیسے سامان عیش  
تھے جن کے وہ مزے لوٹ رہے تھے۔ ان کے جانے کے بعد ہم سب یہیں دھرے رہ گئے۔

۳۸) فرعونوں کے مارے سرو سامان کے دوسرے لوگ وارث ہو گئے | فرعونی اپنی زمین اپنے سرو سامان سب اس دنیا میں چھوڑ کر  
چلے گئے۔ یہ ان کا انجام ہوا۔ اور ہم نے دوسروں کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا۔ دنیا میں یہی ہوتا ہے انسان مال و دولت  
جمع کرتا ہے، سامان عیش اکٹھے کرتا ہے، چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس پر قابض ہو جاتے ہیں۔

۳۹) نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین | یہ تھی قوم فرعون کہ جب پکڑ آگئی تو ذرا سی مہلت نہ دی گئی۔ ان کی موت پر نہ آسمان رویا نہ  
زمین نے کوئی آنسو بہایا۔ جب وہ حکمراں تھے ان کی عظمت کے ڈنکے بجتے تھے، ان کی تعریفوں کے ترانوں سے  
فضائیں گونج رہی تھیں، خوشامدیوں کے بھیگتے آگے پیچھے لگے رہتے تھے، ان کی ہوا باندھی جاتی تھی، ان کی آرزوؤں  
کے پل باندھے جاتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے ساری دنیا ان کے احسانوں کے تلے دبی ہوئی ہے۔  
مگر جب گرے تو کوئی آنکھ ان پر رونے والی نہ تھی — جب گرے تو ایسے اٹھا کر پھینک دیئے  
گئے، جیسے کوڑا پھینک دیا جاتا ہے۔

۴۰) بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات | فرعون مع لشکر کے سمندر میں غرق ہو گیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ  
نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات عطا فرمادی۔ اس فرعون نے پوری قوم کو غلام بنا کر رکھ لیا تھا  
انتہا تھی کہ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا تاکہ ان کو اپنی باندی بنالے اور اس  
طرح پورے قوم آہستہ آہستہ اپنی شناخت ختم کر دے اور اس کا وجود مٹ جائے۔

۴۱) فرعون بذات خود عذاب تھا | بنی اسرائیل پر فرعون نے جو جو ستم کئے وہ تو تھے ہی۔ اصل میں بذات خود فرعون  
ہی مجسم عذاب تھا جو بھی بنی اسرائیل پر ظلم ہوتے تھے ان کی جڑ یہی فرعون تھا۔ طرح طرح سے اس قوم کو تکلیفیں  
دیتا تھا ذلیل کرتا تھا۔ بڑے اونچے درجے کا سرکش تھا۔

وہ لوگ جو اپنے تکبر اور غرور میں حد سے آگے گزر جاتے ہیں ان تکبرین میں فرعون بڑا متکبر اور سرکش  
تھا یعنی تکبرین میں بھی بڑا اونچے درجے کا متکبر۔ سرکشوں کا سردار۔ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت  
پر خدائی روپ دھارے بیٹھا تھا۔

وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ﴿٣٢﴾

وَلَقَدْ + اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ + عِلْمٍ عَلَىٰ + الْعَالَمِينَ

اور البتہ ہم نے انھیں پسند کیا دانستہ تمام جہان والوں پر

اور البتہ ہم نے انھیں تمام جہان والوں پر دانستہ پسند کیا

وَأَتَيْنَهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿٣٣﴾

وَأَتَيْنَهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ

اور ہم نے انھیں دی نشانیاں وہ جن میں آزمائش کملی

اور ہم نے انھیں کملی نشانیاں دیں جن میں کملی آزمائش تھی

إِنَّ هُوَ إِلَّا لِيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾ إِنَّ هِيَ إِلَّا

إِنَّ هُوَ إِلَّا لِيَقُولُونَ إِنَّ هِيَ إِلَّا

بیشک یہ لوگ البتہ کہتے ہیں نہیں یہ مگر صرف

بے شک یہ لوگ کہتے ہیں یہ تو صرف ہمارا ایک

مَوْتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿٣٥﴾

مَوْتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ

ہمارا مرنا پہلی (ایک ہی) بار اور ہم نہیں دوبارہ اٹھائے جانے والے

ہی بار مرنا ہے اور ہم دوبارہ اٹھائے جانے والے نہیں۔

﴿٣٢﴾ اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو پسند کیا اور فضیلت دی ان کے زمانہ کے عقلا پر در آں حالیکہ ہم ان کے مال سے واقف تھے۔

﴿٣٣﴾ اور ہم نے ان کو وہ نشانیاں دیں جو ظاہر انعام تھا جیسے دریا کو چیرنا ان کے چلنے کو اور من و سلویٰ ان پر اتارنا اور اس کے سوا اور نعمتیں ان کو دیں۔

﴿٣٢﴾ وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ أَىٰ

بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ عِلْمٍ

مِنَّا بِحَالِهِمْ عَلَىٰ

الْعَالَمِينَ ○ أَىٰ عَالَمِي

زَمَانِهِمْ أَى الْعُقَلَاءِ

﴿٣٣﴾ وَأَتَيْنَاهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ

مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ ○

بِنِعْمَتِهِ ظَاهِرَةٌ مِّنَ

فَلَقِ الْبَحْرَ وَالسَّمَاءَ

السَّلْوَىٰ وَغَيْرِهَا

۳۳) اِنَّ هَؤُلَاءِ اَيُّ كُفَّارٍ

۳۳) بے شک کفار مکہ کہتے ہیں۔

مَكَّةَ لَيَقُولُنَّ

۳۵) اِنَّ هِيَ مَا الْمَوْتَةُ الْبَرِيَّةُ

۳۵) کہ وہ موت جس کے بعد حیات ہوتی ہے وہی ہماری اول موت

يَعْدُهَا الْحَيٰوةُ الْاٰمُوْتَتْنَا

الْاٰمُوْتَةَ لَ اَيُّ وَهْمٍ نُّظَمُّ

۳۶) وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِيْنَ

بِمَبْعُوْتَيْنِ اَحْبَاءَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ

اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے زندہ کر کے اس دوسری موت کے بعد۔

### تشریح

۳۳) دنیا کی قوموں میں بنی اسرائیل کا انتخاب | اللہ تم کا دستور یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی زمین کی سلطنت اس قوم کے سپرد کرتا ہے جو اس کے بنائے ہوئے اس گلشن کو آباد رکھ سکے۔ یہ دنیا ایک طرح سے اللہ تم کا چمن ہے چمن کا مالک جب اپنے گلستاں کے لئے کسی کو مالی کے طور پر چنتا ہے تو یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرے گلشن کے پتوں اور پھولوں کی بلا امتیاز و تفریق دیکھ بھال کر سکے اور ان کو پروان چڑھا سکے گا؟۔

اللہ تم قوموں میں اسی قوم کا انتخاب کرتا ہے جو انصاف کے ساتھ باغبانی کے فرائض انجام دے سکے فرعون کے بعد اس وقت کی قوموں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا انتخاب فرمایا۔ اس قوم کی خوبیاں اور کمزوریاں، دونوں اللہ تعالیٰ کی نظر میں تھیں لیکن اس وقت کی قوموں میں قوم بنی اسرائیل کا انتخاب اس لئے کیا گیا کہ اس وقت یہی قوم دنیا کی انقلابی قوموں میں زیادہ موزوں تھی۔ اللہ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے اور توحید کا علم بلند کرنے کے لئے دوسری قوموں پر ترجیح دیتے ہوئے بنی اسرائیل کا انتخاب کیا۔ جتنے پیغمبر بنی اسرائیل میں آئے اتنے دنیا کی کسی قوم میں نہیں آئے۔ یہ بھی اس قوم کی فضیلت ہے۔

۳۴) بنی اسرائیل کی آزمائش کے لئے طرح طرح کی نشانیاں دکھائی گئیں | قوم بنی اسرائیل ہر طرح کے دور سے گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے ذریعے ایسی نشانیاں دکھائیں جس میں قوم کی کھلی آزمائش تھی مثلاً چالیس سال تک اتنی بڑی قوم کے لئے من و سلویٰ کا انتظام۔ تیرے کھلے میدان میں پوری قوم پر بادل کا سایہ اور اس کے علاوہ بہت سی نشانیاں۔

۳۵) مشرکین مکہ کی گمراہی | قوموں کی تاریخ ان کی زندگی کے نشیب و فراز، فرعون جیسے منکر کی سلطنت کا خاتمہ اور پھر اللہ کی طرف سے بنی اسرائیل کا قوموں کی امامت کے لئے انتخاب، پھر ان کا زوال عبرت کی یہ تمام داستانیں سامنے رکھی گئیں۔ مکہ کے مشرک اور باطل پرست اس کے باوجود اپنی گمراہی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں اگلی آیت میں دیکھیے۔

۳۶) باطل پرست کہتے ہیں کہ اس موت کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے | باطل پرست اور مکہ کے مشرک اپنی گمراہی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے کہ بس یہ موت جو دنیا میں آئے گی اور پہلی بار جب ہم مریں گے تو فنا ہو جائیں گے اس کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے کوئی حشر اور کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ نہ ہمیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور نہ اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا کوئی حساب کتاب ہوگا۔ اس طرح وہ آخرت اور موت کے بعد زندگی کا انکار کرتے ہیں۔ اور اپنی گمراہی کا اظہار کرتے ہیں۔

فَاتُوا يَا بَابِنَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۶﴾ أَهْمُ خَيْرٌ أَمْ قَوْمٌ تُبِيعُ

فَاتُوا	يَا بَابِنَا	إِنْ كُنْتُمْ	صَادِقِينَ	أَهْمُ	خَيْرٌ	أَمْ	قَوْمٌ	تُبِيعُ
تولے آؤ	ہمارے باپ دادا	اگر تم ہو	سچے	کیا وہ	بہتر	یا	قوم	تبع
اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے آؤ کیا وہ بہتر تھے یا تمہیں کی قوم								

وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿۳۷﴾

وَالَّذِينَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	أَهْلَكْنَاهُمْ	إِنَّهُمْ	كَانُوا	مُجْرِمِينَ
اور جو لوگ	ان سے قبل	ہم نے ہلاک کیا انہیں	بیشک وہ	تھے	مجرم (جمع)
اور جو لوگ ان سے قبل تھے؟ ہم نے انہیں ہلاک کیا بیشک وہ مجرم لوگ تھے۔					

﴿۳۶﴾ سو اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ ہم مرکز زندہ ہوں گے  
تو لاؤ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

﴿۳۷﴾ کہ یہ لوگ بہتر ہیں یا قوم تمہیں (سچے بغیر ہوا ہے یا کوئی نیک آدمی  
تھا) اور وہ امتیں جو ان سے پہلے گزریں کہ ہم نے ان کو  
ہلاک کیا بسبب ان کے کفر کے حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ  
ان سے زیادہ قوت والے نہیں سو وہ لوگ ہلاک  
کئے گئے بیشک وہ لوگ مشرک تھے۔

﴿۳۶﴾ فَاتُوا يَا بَابِنَا إِنْ كُنْتُمْ  
صَادِقِينَ ○ إِنَّا نَبَعْتُ بَعْدَ مَوْتِنَا  
أَيُّ مُحَمَّدًا قَالَ تَعَالَى

﴿۳۷﴾ أَهْمُ خَيْرٌ أَمْ قَوْمٌ تُبِيعُ هُوَ نَبِيُّ  
أَوْ رَجُلٌ صَالِحٌ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ  
مِنَ الْأُمَمِ أَهْلَكْنَاهُمْ بِكُفْرِهِمْ  
وَالنَّبْعُ لِيَسْؤُوا أَقْوَى مِنْهُمْ  
فَأَهْلِكُوا إِنَّهُمْ كَانُوا  
مُجْرِمِينَ ○

### تشریح

﴿۳۶﴾ اگر سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو قبروں سے اٹھا کر لاؤ! اس موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا نہیں ہے کوئی  
مشرک نہ ہو، کوئی عالم آخرت نہیں ہے، کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔ اپنے اس دعوے کے لئے  
ان کی دلیل یہ تھی کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا جو مر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لاؤ۔  
حالاں کہ یہ دلیل نہایت بھونڈی دلیل تھی اس لئے کہ یہ کب کہا جا رہا تھا کہ انسان مرنے کے  
بعد اسی دنیا میں زندہ ہوگا۔ بلکہ بتایا یہ جا رہا تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ دوسری دنیا میں زندگی ہوگی۔  
یہ کب کہا کہ مرنے کے بعد زندہ ہو کر اسی دنیا میں واپس آئیں گے۔ یہ دعویٰ نہ نبی نے کیا تھا نہ کسی مسلمان  
نے کہ ہم مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ بلکہ دوسری زندگی کا تعلق عالم آخرت کے ساتھ ہے اور اس کے  
لئے بہت سی دلیلیں قرآن نے پیش کی ہیں۔ عقل بھی کہتی ہے کہ ایک ایسا عالم ہونا چاہیے کہ جہاں انسان  
کو اپنے اعمال کی پوری پوری جزا ملے۔ اور پورے پورے بدلے کے لئے یہ عالم کافی نہیں ہے بلکہ اس کے  
لئے ایک اور عالم کی ضرورت ہے اس لئے یہ دنیا دار العسل ہے اور آخرت دار الخبز، ہے جہاں انسان کو

زفہ کر کے اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔  
جو پروردگار انسان کو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دوبارہ  
انسان کو جنوں کا توں بنا کر کھڑا کر دے۔

یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے اور اس دنیا میں انسان ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے  
یہاں انسان کا قیام عارضی ہے۔ ایک مقررہ مدت تک اس کو اس دنیا میں رہنا ہے۔ اس دنیا کے بعد  
ایک دوسرا عالم ہے جسے عالم آخرت کہتے ہیں۔ عالم آخرت میں اس دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا حساب  
کتاب ہوتا ہے۔ اس کے مطابق جزا سزا ملتی ہے۔ عالم آخرت لافانی ہے اور یہ عالم فانی ہے۔ عالم  
آخرت اور اس دنیا کے درمیان موت کا پردہ حائل ہے جسمانی موت کے بعد انسان اس عالم میں چلا  
جاتا ہے۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے اسی جسم و جان کے ساتھ انسان کو زندہ اٹھائیں گے اور انسان  
الشرکی عدالت میں پیش ہوگا۔ — یہ ہے عقیدہ آخرت۔

(۳۷)

عقیدہ آخرت کی اہمیت یہ ہے کہ جو شخص یا جو قوم اس کا انکار کرے اس میں لازمی طور پر اخلاقی برائی  
پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ انکار آخرت کسی شخص یا گروہ یا قوم کو مجرم بنائے بغیر نہیں رہنے دیتا۔  
انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جتنے لوگ برباد ہوئے ہیں ان کی بربادی میں لازمی  
طور پر عقیدہ آخرت کا انکار شامل رہا ہے۔

اس عقیدے کا انکار گھن کی طرح انسانیت کو ختم کر دیتا ہے اور انسان اپنی اغراض کا  
اور خواہشات کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے۔

مکے کے باطل پرست جو آخرت کا انکار کر رہے تھے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ نے قوم تبع اور اس سے  
پہلی قوموں کی تباہی ان کی بربادی بطور مثال عبرت پیش کی ہے۔

یہ قوم تبع کیا ہے؟ اصل میں یہ یمن کے بادشاہ کا لقب تھا۔ یمن کا ایک قبیلہ تھا حمیر۔ اس قبیلے کے جو  
بھی بادشاہ ہوتے تھے ان کا لقب تبع ہوتا تھا جیسے فارس کے بادشاہوں کا لقب کسری، روم کے بادشاہوں کا  
لقب قیصر، اور مصر کے بادشاہوں کو فرعون کہا جاتا تھا۔ اسی طرح یمن کے قبیلے حمیر کو تبع کہتے تھے۔ یہ لوگ  
قوم سبا کی ایک قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ سہلہ رقم میں ان کو سبا کے ملک پر غلبہ حاصل ہوا اور ستلہ  
تک یہ اس ملک پر حکمرانی کرتے رہے۔ بڑی قوت اور شوکت والی قوم تھی عرب میں صدیوں تک ان کی عظمت  
کے گیت گائے جاتے رہے۔ اور آخر یہ قوم اپنی بد اخلاقی اور عیش پرستی کی وجہ سے اسی طرح  
تباہ ہو گئی جس طرح ان سے پہلی قومیں عاد و ثمود وغیرہ اپنی نافرمانیوں اور ظلم کی وجہ سے ہلاک  
کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ قریش کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم ان قوموں سے کچھ زیادہ افضل نہیں  
ہو۔ یہ اپنے زمانے کی بڑی ترقی یافتہ قومیں سمجھی جاتی تھیں۔ مگر ان کی تباہی کے اسباب  
پر غور کرو تو اس کی تہہ میں تمہیں عقیدہ آخرت کا انکار نظر آئے گا جس نے ان قوموں  
کو بد اخلاقیوں اور بد کاریوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ اور آخر کار یہ قومیں اپنی دنیوی ترقیوں کے  
باوجود تباہ کر دی گئیں۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِيبِينَ ﴿٣٨﴾

وَمَا خَلَقْنَا	السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ	وَمَا بَيْنَهُمَا	الْعِيبِينَ
اور ہم نے پیدا کیا	آسمانوں اور زمین	اور جو ان کے درمیان ہے	کھلتے ہوئے
اور آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھلتے ہوئے (عبث کھیل کود) نہیں پیدا کیا			

مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾

مَا خَلَقْنَاهُمَا	إِلَّا بِالْحَقِّ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُونَ
ہم نے پیدا کیا انہیں	مگر حق کے ساتھ (ٹھیک طور پر)	اور لیکن	ان میں سے اکثر	نہیں جانتے
ہم نے انہیں نہیں پیدا کیا مگر ٹھیک طور پر لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے				

﴿٣٨﴾ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے ابو و لعب کی راہ سے نہیں بنایا۔

﴿٣٨﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعِيبِينَ ○ يَخْلُقُ ذَلِكَ حَالًا

﴿٣٩﴾ ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے حق بنایا کہ ان کو دیکھ کر ہماری قدرت اور توحید وغیرہ پڑھیں پکڑی جاوے۔

﴿٣٩﴾ مَا خَلَقْنَاهُمَا وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ أَيُّ مُحَقِّبِينَ فِي ذَلِكَ لِيَسْتَدِلَّ بِهِ عَلَىٰ قُدْرَتِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا وَغَيْرِ ذَلِكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ أَتَىٰ كُفْرًا مَكْتَبًا ○ لَا يَعْلَمُونَ ○

لیکن کفار مکہ اس کو نہیں جانتے۔

### تشریح

﴿٣٨﴾ کارخانہ عالم کوئی کھیل تماشا نہیں | یہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزیں یہ اتنا بڑا کارخانہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے | کھیل تماشے نادان بچے کیا کرتے ہیں کوئی دانا آدمی کوئی کام بے مقصد اور فضول نہیں کرتا | کعبہ پروردگار عالم سے یہ امید رکھنا کہ اس نے اتنا بڑا کارخانہ ایک تماشے کے طور پر بنایا ہو نادانی کی بات ہے۔

﴿٣٩﴾ اشر نے یہ کارخانہ عالم بڑی حکمت سے بنایا ہے | اللہ نے یہ کارخانہ زمین و آسمان کی یہ تمام چیزیں بڑی حکمت سے پیدا کی ہیں جس کا نتیجہ ایک دن نکل کر رہے گا۔ وہی نتیجہ آخرت ہے۔ جو شخص موت کے بعد کی زندگی اور آخرت کی حسرتا اور سزا کا انکار کرتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ کارخانہ کوئی بچوں کا کھلونا ہے کہ بس ایک دن یوں ہی ختم ہو جائے گا کسی اچھے اور برے کام کا کوئی نتیجہ نہ لکے گا یہ کائنات ایک خالق حکیم کی بنائی ہوئی ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اس نے یہ عالم بنایا اس نے انسان کو پیدا کیا اس کو عقل و شعور دانا ئی اور علم عطا کیا تاکہ یہ دیکھے کہ انسان کس راہ پر چلتا ہے۔ یہی اس کی حکمت تخلیق ہے یہ زندگی ایک امتحان ہے اور امتحان کا نتیجہ لازماً نکل کر رہے گا۔ اسی نتیجہ کا نام آخرت ہے۔

## اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ اَجْمَعِينَ ﴿۴۰﴾

اِنَّ	يَوْمَ . الْفَصْلِ	مِيقَاتُهُمْ	اَجْمَعِينَ
بیشک	فیصلہ کا دن	ان سب کا وقت مقرر	سب

بیشک فیصلہ کا دن (روز قیامت) ان سب کا وقت مقرر (میعاد) ہے

﴿۴۰﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ اللّٰهُ فِيْهِ بَيْنَ الْعِبَادِ مِيقَاتُهُمْ اَجْمَعِينَ ○  
لِلْعَذَابِ الدّٰئِمِ

﴿۴۰﴾ بے شک قیامت کا دن جس میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیے گے بندوں میں

ان سب کافروں کے لئے عذاب دائمی کا وقت ہے۔

### تشریح

﴿۴۰﴾ سب کے لئے فیصلے کا ایک دن مقرر ہے | اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کا ایک نظام بنا یا ہے کہ ایک مقررہ وقت تک انسان کو دنیا میں رہنا ہے پھر وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کی بساط لپیٹ دیں گے قیامت قائم ہوگی تمام انسان اللہ کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ اعمال کا حساب کتاب ہوگا اور آخری فیصلہ کر دیا جائے گا۔ یہ تمام کام اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق ہوں گے۔ اسی کے مطابق اللہ تم مردوں کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ حیات بعد الموت (موت کے بعد زندہ ہونا) یہ سب اللہ کے منصوبے کے مطابق انجام پائے گا۔ اس بات کو ماننا یا نہ ماننا انسان کی مرضی پر ہے۔ اگر وہ مانے گا تو اپنا ہی بھلا کرے گا اور اس دن کی کامیابی کے لئے تیساری کرے۔ اگر نہیں مانتا اور یہ بھٹتا ہے برائی بھلائی جو کچھ ہے اسی دنیا کی زندگی تک ہے۔ مرنے کے بعد کوئی عدالت نہیں ہے اچھے برے اعمال کا نتیجہ سامنے آنا نہیں ہے تو وہ خود اپنے ہی حق میں برا کرے گا۔

یہ مطالبہ کرنا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو جو مر چکے ہیں زندہ کر کے دکھاؤ۔ یہ ایک بجا مطالبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نظام ایک مقررہ منصوبے پر چل رہا ہے کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔ کہ اگر کوئی موت کے بعد کی زندگی سے انکار کرے تو فوراً ایک مردہ قبرستان سے اٹھا کر اس کے سامنے کھڑا کر دیا جائے کہ یہ رہا موت کے بعد زندگی کا ثبوت۔

اس طرح کی فرمائشیں کرنا سنجیدہ اور صاف فکر لوگوں کا کام نہیں ہے۔ غور و فکر کا پہلو تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو بے مقصد نہیں بھیجا اور اللہ کا بنایا ہوا یہ نظام بڑا حکیمانہ ہے اور اس میں کوئی چیز بھی بے فائدہ اور بے کار نہیں ہے۔ اس انسان جیسی اہم مخلوق کو اللہ نے ایک بڑے مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اسی مقصد کی تکمیل کے نتیجہ کا نام آخرت ہے۔ قابل توجہ بات جو ہے وہ یہ ہے کہ جو پروردگار ہر چیز کے پیدا کرنے کے قابل ہے اس کے لئے انسان کو دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کرنا کون سا مشکل کام ہے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٣١﴾

يَوْمَ	لَا يُغْنِي	مَوْلَىٰ	عَنْ	مَوْلَىٰ	شَيْئًا	وَلَا هُمْ	يُنصَرُونَ
جس دن	نکام آئے گا	کوئی ساتھی	کسی ساتھی کے	کوئی ساتھی	کچھ	اور نہ وہ	مدد کئے جائیں گے
جس دن کام نہ آئے گا کوئی ساتھی کچھ بھی کسی ساتھی کے اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے							

۲  
۱۳  
۱۵

الْأَمَنُ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٣٢﴾

الْأَمَنُ	مَنْ	رَحِمَ اللَّهُ	إِنَّهُ	هُوَ	الْعَزِيزُ	الرَّحِيمُ
مگر	جس	رحم کیا اللہ نے	بیشک وہ	وہ	غالب	رحم کرنے والا
مگر جس پر اللہ نے رحم کیا بیشک وہی غالب رحم کرنے والا ہے						

إِنَّ شَجَرَةَ الزُّقُومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿٣٣﴾

إِنَّ	شَجَرَةَ	الزُّقُومِ	طَعَامُ	الْأَثِيمِ
بیشک	درخت	تھوہر	کھانا	گنہگاروں
بیشک تھوہر کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے۔				

﴿٣١﴾ وہ دن کہ اس میں کوئی دوست اور رشتہ دار کسی دوست اور رشتہ دار سے کچھ عذاب دفع نہ کر سکے گا۔

اور نہ ان کی مدد کی جاوے گی کہ وہ عذاب پہنچ جاویں۔

﴿٣٢﴾ مگر وہ جن پر اللہ رحم کرے۔ مراد ان سے ایمان والے ہیں کہ وہ باہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے علم الہی سے۔ بے شک اللہ غالب ہے کفار سے بدل لینے میں۔

رحمت والا ہے ایمان والوں پر۔

﴿٣١﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ

مَوْلَىٰ بِفِرَاقِهِ أَوْ صِدَاقِهِ

أَيُّ لَا يَدْفَعُ عَنْهُ شَيْئًا

مِنَ الْعَذَابِ وَلَا هُمْ

يُنصَرُونَ ○ يُنصَرُونَ

مِنْهُ وَيَوْمَ بَدَلٌ مِنْ يَوْمِ

الْفَصْلِ

﴿٣٢﴾ الْإِمْنُ رَحِمَ اللَّهُ

وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ فَإِنَّهُ

يَشْفَعُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

بِإِذْنِ اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ

الْغَالِبُ فِي إِشْتِمَائِهِ

مِنَ الْكُفَّارِ الرَّحِيمُ ○

بِالْمُؤْمِنِينَ



۴۲) اِنَّ شَجْرَةَ الزُّقُومِ هِيَ  
مِنْ اَخْبَثِ الشَّجَرِ الَّذِي تَرْبُوهُ  
يُنْبِتُهَا اللّٰهُ فِي الْجَحِيْمِ طَعَامٌ  
الَّذِي لَمْ يَكُن لِّاٰنْسٍ مِنْ اٰنْسٍ  
اَنْ يَّجْعَلَ لَهَا مَوْتَاجًا

۴۳) اِنَّ شَجْرَةَ الزُّقُومِ هِيَ  
بے شک درخت زقوم گنہگاروں کا کھانا ہے یعنی ابوبہل اور ارمکے نامیوں  
کا جو بہت گناہ کرنے والے تھے۔ (زقوم ایک نہایت  
کڑوا اور بد مزہ درخت ہے جو مکہ کی زمیں ہوتا ہے)  
اللہ تعالیٰ قدرت سے اس کو دوزخ میں جمادے گا۔

## تشریح

۴۱) اس دن نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا اور نہ کہیں قیامت کا وہ دن جب اللہ کی عدالت قائم ہوگی وہاں ہر ایک کے  
مدد بہنچ سکے گی۔ اپنے اعمال ہی اس کا ساتھ دیں گے وہ دن ایسا ہوگا کہ نہ کوئی کسی کی  
حمایت کرے گا اور نہ کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

دنیا کی عدالتوں میں وکیل بھی ہوتے ہیں، حمایتی بھی مل جاتے ہیں، ادھر ادھر سے کسی مدد کی بھی امید  
ہو جاتی ہے۔ یہاں کی عدالتوں میں بیخ کا جھوٹ اور جھوٹ کا بیخ بھی بن جاتا ہے۔  
لیکن اللہ کی عدالت کا معاملہ بالکل مختلف ہوگا وہاں فیصلہ حقائق کی بنیاد پر ہوگا۔ کوئی سفارش کوئی وکالت  
کوئی حمایت کچھ کام نہ آئے گی۔ اس لئے کسی پر بھروسہ کر کے یہ سمجھنا کہ یہ ہمیں وہاں چھڑانے کا ہمارا نجات دہندہ  
بن جائے گا یا کہیں سے کوئی مدد مل جائے گی۔ ان کی عدالت میں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ وہاں میزان عدل قائم  
ہوگی۔ بے لاگ عادلانہ اور بالکل کھر فیصلہ ہوگا۔

۴۲) اللہ کی عدالت کا رنگ منصفانہ اور رحمانہ ہوگا اللہ کی عدالت میں مکمل اختیارات اللہ تم کے ہوں گے وہی حاکم حقیقی ہے  
اور وہی اس عدالت کا حاکم اعلیٰ ہوگا اس کے فیصلے کو نافذ کرنے سے نہ کوئی طاقت روک سکے گی اور نہ اس کے  
فیصلے پر کوئی اثر انداز ہو سکے گا۔ اس کی شان یہ ہے کہ وہ انصاف کرنے میں رحم دلی سے کام لے گا اس کی عدالت کا رنگ  
انتہائی منصفانہ اور رحمانہ ہوگا کیونکہ وہ چیز پر غالب ہے لیکن اس کے ساتھ اس کی شان رحمت ہے۔ حدیث میں آتا ہے  
کہ اس دن وہی بچے گا جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے۔

اِنَّ اَنْ يَّتَخَفَتْنَا فِي اللّٰهِ بِرَحْمَتِنَا  
عدالت کے اس انداز کو بیان کرنے کے بعد آگے بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی عدالت میں جو لوگ مجرم ثابت  
ہوں گے ان کا کیا انجام ہوگا اور فرماں برداروں کو کس طرح انعامات سے نوازا جائے گا۔

۴۳) دوزخ میں زقوم کا درخت زقوم جس کو سینڈیا تھوہر کہتے ہیں ایک قسم کا درخت ہے جو تہامہ کے علاقے میں ہوتا ہے  
اس کا ذائقہ انتہائی کڑوا اور بو بڑی ناگوار قسم کی ہوتی ہے۔ توڑنے پر اس میں سے دودھ کی قسم کا رس نکلتا  
ہے۔ اگر یہ بدن کو لگ جائے تو ورم ہو جاتا ہے۔ دوزخ میں یہ درخت کیسا ہوگا اس کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم  
ہے۔ زقوم کے درخت کی مشابہت کی وجہ سے اس کو بیان کیا گیا ہے۔ اختراک اسی ہے صحیح کیفیت اللہ ہی  
کو معلوم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوزخ کا یہ درخت ایسا ہی ہوگا جیسے سمجھ لو دنیا میں تھوہریا  
سینڈیا کا درخت ہوتا ہے۔

۴۴) گنہگاروں کا کھانا زقوم کا یہ درخت جس کا پھل نہایت کڑوا اور بدبودار ہوتا ہے وہ گنہگاروں کا اور مجرمین کا کھانا ہوگا۔ اور یہ  
کھا کیا ہوگا اور اس کا اثر کیا ہوگا۔ اس کی کیفیت اگلی آیت میں بیان ہو رہی ہے۔

كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝۳۵ كَغَلِي الْحَمِيمِ ۝۳۶

كَالْمُهْلِ	يَغْلِي	فِي الْبُطُونِ	كَغَلِي	الْحَمِيمِ
دیکھتا ہوتا ہے کی طرح	کھولتا	پیٹوں میں	جیسے کھولتا ہوا	گرم پانی

(۳۵) پیٹوں میں دیکھتے ہوئے تانبے کی طرح کھولتا رہے گا جیسے کھولتا ہوا گرم پانی

خُذُوهُ فَاعْتَلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝۳۶

خُذُوهُ	فَاعْتَلُوهُ	إِلَىٰ	سَوَاءِ	الْجَحِيمِ
پکڑ لو اسے	پھر کھینچو اسے	تک	نیچوں نیچ	جہنم

اسے پکڑ لو پھر اسے جہنم کے نیچوں نیچ تک کھینچو۔

۳۵) جیسے سیاہ تیل کا تلچٹ کر وہ پیٹوں میں جوش کرے گا۔

۳۵) كَالْمُهْلِ اِي كَذِي

الزَّبْتِ الْاَسْوَدِ خَبْرُ ثَابِتٍ

يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝

بِالْفُتُوْقَانِيَةِ خَبْرُ ثَابِتٍ و

بِالسَّحْتَانِيَةِ حَالٌ مِّنَ الْمُهْلِ

۳۶) كَغَلِي الْحَمِيمِ ۝ الْبَاءُ

السَّيْدِيَّةُ الْخُرَادَةُ

۳۷) خُذُوهُ يُقَالُ لِلزَّبْتَانِيَةِ

خُذُوا الْاَشْيِمَ فَاَعْتَلُوهُ يَكْنُو

الْبَاءُ وَفِيهَا جُرُودٌ بِغِلْظَةٍ وَشِدَاةٍ اِلَىٰ

سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ وَسَطِ النَّارِ

۳۷) دوزخ کے فرشتوں سے کہا جاوے گا پکڑو اس نافرمان کو اور سختی سے کھینچ کر وسط دوزخ میں ڈالو۔

۳۶) جیسے کھولتا ہوا پانی۔

### تشریح

۳۵) زقوم کا پھل پیٹ میں جوش مارے گا جب دوزخی زقوم کے پھل کو چبائیں گے تو اس کے چبانے سے جوش نکلے گا وہ ایسا ہوگا جیسے تیل کی تلچٹ۔ پیٹ میں جا کر جوش مارے گا۔

۳۶) جیسے کھولتا پانی جوش مارتا ہے جب زقوم کے پھل کا یہ رس پیٹ میں پہنچے گا اور وہ تیل کی تلچٹ جیسا ہوگا تو وہ پیٹ میں جوش مارے گا ایسے جوش مارے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔ یہ ہوگا دوزخ کے مجرمین کا کھا جا جو ان کو کھانے کے لئے دیا جائے گا۔

۳۷) اس کو کھینچتے ہوئے لے چلو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان مجرمین کو پکڑو اور کھینچتے ہوئے رکھتے ہوئے جہنم کے نیچوں نیچ لے جاؤ اور جہنم کے نیچوں نیچ لے جا کر کیا کرو۔ اگلی آیت میں اس کا حکم دیا جا رہا ہے۔

ثُمَّ صَبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿۳۸﴾

ثُمَّ	صَبُّوا	فَوْقَ	رَأْسِهِ	مِنْ	عَذَابِ	الْحَمِيمِ
پھر	ڈالو	پر۔ اوپر	اس کا سر	سے	عذاب	کھولتا ہوا پانی

پھر اس کے سر پر ڈالو کھولتے ہوئے پانی کے عذاب سے

ذُقْ لَّا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿۳۹﴾ إِنَّ هَذَا

ذُقْ	إِنَّكَ	أَنْتَ	الْعَزِيزُ	الْكَرِيمُ	إِنَّ هَذَا
چکھ	بیشک تو	تو	زور آور	عزت والا	بیشک یہ

چکھ بیشک تو (اپنے زعم میں) زور آور عزت والا ہے۔ بے شک یہ ہے

مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ﴿۵۰﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي

مَا كُنْتُمْ	بِهِ	تَمْتَرُونَ	إِنَّ	الْمُتَّقِينَ	فِي
جو تم تھے	اس میں	شک کرتے	بیشک	متقی (جمع)	میں

جس میں تم شک کرتے تھے۔ بے شک متقی امن کے

مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿۵۱﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۵۲﴾

مَقَامٍ	أَمِينٍ	فِي	جَنَّاتٍ	وَعُيُونٍ
مقام	امن	میں	باغات	اور چشمے

مقام میں ہوں گے باغات اور چشموں میں

﴿۳۸﴾ پھر اس پر گرم پانی ڈالو جو اس کو ہمیشہ  
بلاوے۔

﴿۳۹﴾ اور اس کو کہا جائے گا چکھ تو بس عذاب کو بے شک  
تو اپنے دعوے کے مطابق بڑا عزت والا بزرگ مرتبہ  
تھا کہتے تھے تمہارے دونوں پہاڑوں کی درمیان

﴿۳۸﴾ ثُمَّ صَبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ

مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿۳۸﴾

أَيُّ مِنَ الْحَمِيمِ الَّذِي

لَا يُفَارِقُهُ الْعَذَابُ قَهُوُ

أَبْلَغُ مِمَّا فِي آيَةِ يُصَبُّ

مِنْ فَوْقِ رُؤْسِهِمُ الْحَمِيمِ

وَيُقَالُ لَهُ ذُقْ أَيُّ الْعَذَابِ

﴿۳۹﴾ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ

سَبَّغِيكَ وَقَوْلِكَ مَا بَيْنَ

میں مجھ سے زیادہ کوئی عزت والا اور بزرگ مرتبہ نہیں  
 (۵۰) اور روزِ عیون سے کہا جاوے گا کہ یہ عذاب میں کونم دیکھتے ہو  
 وہ ہے جس میں تم کو شک اور تردد تھا۔

جَبَلِيْمًا اَعَزُّوْا كَرَمًا مِّبْنِي  
 وَيُعَالُ لَهْمَرَاتِ هَذَا  
 اَلَّذِي سَرَوْنَ مِنَ الْعَذَابِ  
 مَا كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَرْوُونَ  
 فِيْهِ تَشْكُرُونَ

(۵۱) بے شک پر ہیزگار ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں کوئی خوف  
 نہیں۔  
 (۵۲) باغوں میں اور نہروں میں۔

اِنَّ الْمُنْفِقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ مَّجْلِسٍ  
 اٰمِيْنَ  
 فِيْ جَنَّتٍ بَسَاتِيْنٍ وَعَيْوُنٍ

## تشریح

(۳۸) کھوتا پانی اس کے سر پر اُٹھ لیا حکم ہوگا کہ جہنم کے بیچوں بیچ لے جا کر کھوتا ہوا پانی اس کے سر پر ڈالا وہ پانی دارغ  
 سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکل آئے گا۔ یہ ہوگا کھولتے ہوئے پانی کا عذاب۔

(۳۹) جگہ عذاب کا مزہ اُکھا جائے گا اب چکھو اس عذاب کا مزہ۔ تم وہی تو ہو جو دنیا میں بڑے معزز اور بڑے محکم  
 سمجھے جاتے تھے اور اپنے آپ کو سردار ثابت کیا کرتے تھے۔ اب وہ عزت اور سرداری کہاں گئی۔ اب اس عزت  
 والے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب ہے، جو آنتیں کاٹتا ہوا باہر نکل رہا ہے۔

(۵۰) ہی تو ہے جس کے آنے پر تم شک کرتے تھے۔ تمہیں کہاں یقین تھا کہ یہ دن بھی دیکھنا پڑے گا اسی دھوکے میں تھے کہ  
 بس یوں ہی مزے میں زندگی گزر جائے گی اور مٹی میں بل کر مٹی ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نہ کوئی حساب کتاب ہوگا  
 نہ پوچھ پرسش۔ مغبروں کی باتوں پر تمہیں یقین نہیں تھا اور حساب کے اس دن کے آنے پر شک کرتے  
 تھے۔ اب دیکھ لو آگیا وہ دن۔

اس سے آگے ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے اللہ کی فرماں برداری کی پیروی کی باتوں کو سچا مانا ان کے ساتھ کیا عزت  
 اور اکرام کا معاملہ ہوگا کیا کیا نعتیں ان کو دی جائیں گی۔ آگے والی آیت سے ان کا بیان شروع ہو رہا ہے۔

(۵۱) اللہ ڈرنے والوں کی حالت اللہ سے ڈرنے والے وہاں امن چین سے ہوں گے کسی طرح کا خوف اور غم پاس نہ آئے گا۔  
 جنت ایسی امن کی جگہ ہوگی جہاں کسی قسم کا غم پریشانی کوئی خطرہ اور کوئی مشقت اور تکلیف نہ  
 ہوگی۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ نے  
 فرمایا کہ اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے  
 اب تمہیں موت نہ آئے گی، ہمیشہ خوش حال رہو گے کبھی خستہ حال نہ ہو گے، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے  
 نہ ہو گے۔

تو ایسے امن کا مقام اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائیں گے اور وہ بے خوف و خطر  
 وہاں رہیں گے۔

(۵۲) وہاں باغات ہوں گے اور پانی کے چشمے ہوں گے وہاں قسم قسم کے سرسبز و شاداب باغات ہوں گے جن میں طرح طرح  
 کے پھل ہوں گے، قسم قسم کے پھول ہوں گے چشمے اور بھرنے بہتے ہوں گے۔ غرض ایسے نظارے ہوں گے جو  
 انتہائی دل کش اور دل فریب ہوں گے۔

يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿۵۲﴾

يَلْبَسُونَ	مِنْ	سُندُسٍ	وَإِسْتَبْرَقٍ	مُتَقَابِلِينَ
پہنے ہوئے	سے	باریک ریشم	اور دبیز ریشم	ایک دوسرے کے آمنے سامنے
پہنے ہوئے باریک اور دبیز ریشم کے کپڑے ایک دوسرے کے آمنے سامنے				

كَذَلِكَ تَدْوَرُ أَعْيُنُهُمْ فِي صُورَةٍ مِثْلَى ثِيَابٍ وَذَوَاتٍ يُرَىٰ فِيهَا جُودٌ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُحَوِّرُ عَيْنَ الَّذِينَ كَذَلِكَ وَهُمْ ضَلُّوا لِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۵۳﴾

كَذَلِكَ	تَدْوَرُ	أَعْيُنُهُمْ	فِي صُورَةٍ	مِثْلَى ثِيَابٍ
اسی طرح	اور ہم جوڑے بنا دیئے ان کے	خوب رو بڑی بڑی آنکھوں والیاں	خوب رو بڑی بڑی آنکھوں والیاں	ایسی طرح ہم خوب رو بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے ان کے جوڑے بنا دیں گے

﴿۵۲﴾ دیباچ کے باریک اور موٹے کپڑے پہنے ہوئے،

ایک دوسرے کو دیکھتا ہوگا۔ ان میں سے کسی کو کسی کی پشت نظر نہ آوے گی۔ کہ ان کے تحت جن پر وہ بیٹھے ہوئے ہونگے ہر طرف کو پھرتے رہیں گے۔

﴿۵۳﴾ بات یہی ہے جو مذکور ہوئی۔ اور ہم ان کا نکاح کر دیں گے یا ان کو نزدیک کر دیں گے خوبصورت عورتوں بڑی بڑی آنکھوں والیوں بھلی نگاہ والیوں سے۔

﴿۵۲﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ

وَإِسْتَبْرَقٍ أَي مَادَّةٍ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَمَا غَلَّظَ مِنْهُ مُتَقَابِلِينَ ○ قَالَ أَي لَا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى قَوْمٍ بَعْضٍ

بَدْوٍ أَوْ أَسْرَةٍ بِهِمْ كَذَلِكَ يُعْتَدِرُ قُبُلَهُ الْأَمْرُ

وَرَوَّجْتَهُمْ مِنَ التَّرْوِيجِ أَوْ قَرَّبْنَا هُنَّ بِحُورٍ عِينٍ ○ بِنِسَاءٍ بَيْضٍ وَأَسْعَافٍ الْأَعْيُنِ جَسَانَهَا

تشریح

﴿۵۲﴾ جنت والوں کا لباس جنت میں ان کا لباس حریر و دیا کا ہوگا۔ یعنی باریک ریشمی کپڑا اور باریک اور دبیز ریشم کی پوشاک ان کا لباس ہوگی۔ دنیا میں مردوں کے لئے ریشمی لباس جائز نہیں ہے جنت میں ان کو ریشمی لباس پہنا یا جائے گا۔ جنہوں نے اللہ کے احکام کی پاس داری کی۔ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے یعنی بے تکلف دوستوں کی طرح، محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقاتیں ہوں گی مجلسیں ہوں گی آمنے سامنے نشستیں ہوں گی کوئی ایک دوسرے سے بچنے کی کوشش نہیں کرے گا بلکہ ملاقات کر کے خوش ہوگا۔

﴿۵۳﴾ حسین عورتوں سے جوڑے ملائے جائیں گے | گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حسین عورتوں سے ان کے جوڑے ملائے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہ لڑکیاں ہوں جو جوان ہونے سے پہلے انتقال کر گئی ہوں اور ان کے والدین جنت کے مستحق ہوں۔ ممکن ہے کہ ایسی لڑکیوں کو اللہ تعالیٰ اہل جنت کے لئے حوری بنا دے یعنی گورے رنگ کی خوبصورت آنکھوں والی لڑکیاں اور وہ ہمیشہ ہی نوخیز لڑکیاں رہیں گی۔

يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿۵۵﴾

يَدْعُونَ	فِيهَا	بِكُلِّ	فَاكِهَةٍ	آمِنِينَ
وہ مانگیں گے	اس میں	ہر قسم	میوہ	الطہنان سے
وہ مانگیں گے اس میں الطہنان سے ہر قسم کا میوہ				

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ

لَا يَذُوقُونَ	فِيهَا	الْمَوْتَ	إِلَّا	الْمَوْتَةَ
وہ نہ چکھیں گے	وہاں	موت	سوائے	موت
وہ پہلی موت کے سوا وہاں (پھر) موت کا ذائقہ				

الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۵۶﴾ فَضَلًا

الْأُولَىٰ	وَ	وَقَّهُمْ	عَذَابَ	الْجَحِيمِ	فَضَلًا
پہلی	اور اس (اللہ تعالیٰ) انہیں	عذاب	جہنم		فضل سے
نہ چکھیں گے اور اللہ نے انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا تمہارے					

مِّن رَّبِّكَ ۗ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۵۷﴾

مِّن	رَّبِّكَ	ذَٰلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيمُ
سے	تمہارا رب	یہ	یہی	کامیابی	بڑی
رب کے فضل سے یہی ہے بڑی کامیابی					

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾

فَإِنَّمَا	يَسَّرْنَاهُ	بِلِسَانِكَ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُونَ
اس کے سوا نہیں	ہم نے اسے آسان کر دیا	آپ کی زبان پر	تاکہ وہ	نصیحت پکڑیں
اس کے سوا نہیں کہ ہم نے اس (قرآن) کو آسان کر دیا ہے آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں				

فَأَرْقُبْ إِنَّمَا مَرْتَقِبُونَ ﴿۵۹﴾

فَأَرْقُبْ	إِنَّمَا	مَرْتَقِبُونَ
پس آپ انتظار کریں	بے شک وہ	انتظار میں ہیں
پس آپ انتظار کریں بے شک وہ بھی منتظر ہیں۔		

۵۵) اہل جنت، جنت میں خادموں سے ہر ایک قسم کا میوہ جنت کا مانگیں گے۔

امون ہوں گے میوہ کے ختم ہونے سے اور اس کی مٹنے سے ہر ایک خوف سے۔

۵۶) وہاں ان کو موت نہ آوے گی بعد اس موت کے جو ان کو زندگی دنیا میں زندگی کے بعد پیش آئی۔

اور تیرا رب ان کو عذاب دوزخ سے بچا دے گا

۵۷) اپنے فضل سے۔ یہ بڑی نجات اور مقصدیابی ہے

۵۸) پس بات یہ ہی ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان

کر دیا تیری زبان میں تاکہ اہل عرب اس کو تجھ سے سُن کر سمجھیں۔

شاید ان کو نصیحت ہو کہ وہ ایمان لاویں۔

لیکن وہ ایمان نہ لاویں گے۔

۵۹) پس منتظر رہ تو ان کی ہلاکی کا بے شبہ وہ منتظر ہیں تیری ہلاکی کے۔

۵۵) يَدْعُونَ يَطْلُبُونَ الخدم

فِيهَا أَي الْجَنَّةِ أَنْ

يَأْتُوا بِكُلِّ وَفَاكِهَةٍ

مِثْلِهَا أَمِينِينَ ○ مِنْ

الْقِطَاعِهَا وَمَضْرُوتِهَا

وَمِنْ كُلِّ مَعْزُوبٍ حَالٍ

۵۶) لَا يَدْرُقُونَ فِيهَا

الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَ

الْأُولَى هِيَ الَّتِي فِي

الدُّنْيَا بَعْدَ حَيَاتِهِمْ

فِيهَا قَالَ بَعْضُهُمْ إِلَّا

بِعَنِي بَعْدَ وَوَقَاهُمْ

عَذَابَ الْجَحِيمِ ○

۵۷) فَضَلًّا مَصْدَرٌ بِمَعْنَى

تَفَضُّلاً مَنْصُوبٌ بِتَفَضَّلَ

مُقَدَّرًا مِنْ رَبِّكَ

ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

۵۸) فَانشَأْنَا يَسْرِينَا سَهَلْنَا

النُّقْرَانَ بِلِسَانِكَ

بِلُغَتِكَ لِتَقْرَأَهُ الْقَرْبُ

مِنْكَ لَعَلَّهُمْ

يَتَذَكَّرُونَ ○ يَتَعَطَّوْنَ

فَيُؤْمِنُونَ لَكِنَّهُمْ

لَا يُؤْمِنُونَ

۵۹) فَأَمَّا تَقِيبُ انْتِظَرُ

إِهْلَاكَهُمْ إِيَّاهُمْ

مِنْ تَقِيبُونَ ○ هَلَاكَكَ

اور یہ ارشاد جناب باری کا جہاد کے علم سے پہلا ہے۔

وَهَذَا قَبْلَ نَزْوَالِ  
الْأَمْْرِ بِجِهَادِهِمْ

### تشریح

(۵۵) اہل جنت بے منکری سے ہر میوہ منگوائیں گے | جنت کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نعمت تو یہ ہوگی کہ مرد و عورت کے جوڑے ہوں گے۔ اور یہ جوڑے بڑے بڑے مناسب اور موزوں ہوں گے جن میں ایک دوسرے کے لئے دل کشی ہوگی۔

کھانے پینے کی نعمتوں میں سے یہ نعمت ہوگی کہ ہر طرح کے میوے بے منکری سے جو دل چاہے گا منگوائیں گے۔ اور وہ حاضر کر دیا جائے گا، کوئی منکر نہ ہوگی۔ پوری دل جمعی اور اطمینان سے کھائیں پئیں گے۔ جو چیز جتنی چاہیں گے جنت کے خادموں کو لانے کا حکم دیں گے اور وہ پیش کر دی جائے گی۔ اگر آدمی ہوٹل میں ہو اور کوئی چیز طلب کرے تو منکر رہتی ہے کہ بل آئے گا وہ ادا کرنا پڑے گا۔ مگر میں ہو تب بھی یہ اطمینان نہیں ہوتا کہ جو چیز طلب کی جا رہی ہے اس کا ذخیرہ گھر میں ہے یا نہیں۔ لیکن جنت میں یہ منکر نہ ہوگی ہر چیز کے بے شمار ذخیرے جو نہ ختم ہونے والے ہوں گے موجود رہیں گے۔ اہل جنت کو بل کی ادائیگی کی منکر نہ ہوگی۔ مال اللہ کا ہوگا اور بندے کو اس کے استعمال کی کھلی اجازت ہوگی۔

(۵۶) جنت میں نہ ختم ہونے والی زندگی | جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت یہ ہوگی کہ انسان کو حیات ابدی مل جائے گی۔ اور جنت کی یہ لطف بھری زندگی کبھی ختم نہ ہوگی موت جو دنیا میں آتی تھی آجی اب دوبارہ کبھی موت نہ آئے گی۔ اہل جنت کبھی موت کا مزاج چکھیں گے۔

(۵۷) بفضل الہی عذاب دوزخ سے حفاظت | دوسرا انعام اللہ کا یہ ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے انسان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ جہنم کے عذاب سے بچ جانا اور جنت میں داخل ہونا محض اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔

بے شک آدمی کو انعام اس کے حُسنِ عمل پر ملے گا۔ لیکن حسنِ عمل کی توفیق یہ بھی اللہ کے فضل سے ہے۔

پھر یہ کہ انسان کتنا بھی اچھے سے اچھا عمل کرے اس میں کوئی نہ کوئی کمی رہ ہی جاتی ہے۔ یہ اللہ کا فضل، اس کی بندہ نوازی اور کرم فرمائی ہے کہ وہ بندہ کی کمزوریوں کو اور اس کے عمل کی خامیوں کو نظر انداز کر کے اس کے عمل کو قبولیت عطا فرمادے۔

نجام کا ارشاد ہے آپ نے فرمایا: ”عمل کرو اور اپنی طاقت کی حد تک زیادہ سے زیادہ ٹھیک کام کرنے کی کوشش کرو مگر یہ جان لو کہ کسی شخص کا محض اس کا اپنا عمل ہی جنت میں داخل نہ کرادے گا۔“

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کا عمل بھی؟ فرمایا ہاں! میں بھی محض اپنے عمل کے



زور سے جنت میں نہ پہنچ جاؤں گا، اِلا یہ کہ مجھے میرا رب اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔  
اس لئے اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ عذاب الہی سے محفوظ و مامون رہے اور لبر الابد  
کے لئے اللہ کی مہربانیوں اور اس کے فضل سے فائدہ اٹھاتا رہے۔

(۵۸) قرآن سے فائدہ اٹھانا مشکل نہیں ہے | قرآن آسان ہے۔ عرب والوں کے لئے اس لئے بھی آسان ہے  
کہ ان کی مادری زبان عربی میں ہے تاکہ وہ اس کو آسانی سے سمجھ لیں اور اس کو یاد رکھیں اور اس سے  
نصیحت حاصل کریں اور پھر دوسرے لوگوں کو سمجھائیں۔ دوسرے لوگوں کے لئے بھی قرآن کا سمجھنا اس  
کے مضامین سے فائدہ اٹھانا کوئی مشکل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تم نے ہر بات کو بہت کھول کھول کر  
اور تمام انسانوں کے سامنے رکھتے ہوئے آسان بنا کر پیش کیا ہے۔

(۵۹) تم بھی انتظار کرو یہ بھی منتظر ہیں | اتنا سمجھانے کے باوجود اگر اب بھی یہ نہ سمجھیں اور نصیحت کو قبول نہ کریں تو دیکھنے  
رہو کہ ان کی کس طرح شامت آتی ہے۔ اور یہ بھی منتظر ہیں کہ تمہاری دعوت کا کیا انجام ہوتا ہے۔  
دونوں اپنی اپنی جگہ انتظار کرتے رہیں۔ نتیجہ جلد ہی سامنے آجائے گا۔



۴۵

# الْبَجَائِثُ

- |                         |                         |
|-------------------------|-------------------------|
| ○ ترتیب تلاوت ————— ۴۵  | ○ ترتیب نزول ————— ۶۵   |
| ○ مکی / مدنی ————— مکی  | ○ تعداد رکوعات ————— ۴  |
| ○ تعداد آیات ————— ۳۷   | ○ تعداد الفاظ ————— ۴۹۲ |
| ○ تعداد حروف ————— ۲۱۳۱ |                         |

- اس سورت کا نام "الْبَجَائِثُ" اس سورت کی آیت ۲۵ "وَسُرَىٰ كُلِّ أُمَّةٍ جَائِثَةٌ" (تم ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا دیکھو گے) سے لے کر رکھا گیا ہے۔ یعنی وہ سورت جس میں لفظ جائثہ آیا ہے۔
- سُورَةُ الْبَجَائِثِ اور اس سورت کے مضامین میں مشابہت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت، سورَةُ دُحَانَ کے بعد قریب کے زمانے میں ہی نازل ہوئی ہے۔
- اس سورت کا اصل موضوع یہ ہے کہ توحید اور آخرت کے متعلق مخالفین کے شبہات اور ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اور ان کو خبردار کیا گیا ہے کہ قرآن کی دعوت کے مقابلے میں ان کا مخالفانہ رویہ انتہائی غیر مناسب ہے۔
- سُورَةُ الْبَجَائِثِ کے شروع میں توحید پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ خود انسان کا اپنا وجود، پھر زمین و آسمان میں جگہ جگہ پھیلی ہوئی بے شمار نشانیاں جو قدرت کے مظاہر ہیں ان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ذرا ان نشانیوں پر غور کرو کہ ہر

چیز اللہ کے وجود اور اس کی وسعت کی گواہی دے رہی ہے۔

سہر گیا ہے کہ از زمین روئید ۛ وحدہ لا شریک لی گوئید

گھاس کا ایک پتہ بھی زمین سے نکلتا ہے تو وحدہ لا شریک کہتا ہوا آتا ہے۔

○ بتایا گیا ہے کہ انسان جتنی چیزیں اپنے کام میں لاتا ہے چاہے وہ کھانے کی ہیں، رہنے کی ہیں یا اور دوسری چیزیں ہیں وہ خود بہ خود وجود میں نہیں آتیں۔ اگر کوئی شخص صحیح غور و فکر سے کام لے تو اس کی اپنی عقل ہی پکار اٹھے گی کہ کوئی بالائے ترستی ہے جو ان سب چیزوں کی پیدا کرنے والی ہے۔ وہی ہستی انسان کی من ہے اور اسی کا یہ حق ہے کہ انسان اس کا شکر گزار ہو۔

○ حق کا مقابلہ کرنے والے اہل باطل کو خبردار کیا گیا ہے کہ یہ قرآن بھی وہی دعوت لے کر آیا ہے جو اس سے پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور اسی دعوت کا حامل ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل تمام دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت کے مستحق ہوئے تھے جب انھوں نے دین کی اس نعمت کی نافرمانی کی تو ان کی قدر و منزلت بھی ختم ہو گئی اور وہ قوموں کی رہنمائی کی فضیلت سے محروم کر دیئے گئے۔

○ رسول اللہ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان مخالفین کی بے ہودگیوں پر درگزر سے کام لیں اللہ تم خود ان سے نمٹ لیں گے اور آپ کو آپ کے صبر کا بہترین اجر ملے گا۔

○ آخرت کے متعلق مخالفین کے جاہلانہ خیالات پر کلام کیا گیا ہے وہ کہتے تھے کہ زندگی بس اسی دنیا کی حد تک ہے اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ ان کو سمجھا یا گیا ہے کہ تمہاری یہ باتیں محض تمہارے گمان ہیں۔ تمہارا علم نہیں ہے تم اپنے گمان سے سمجھ بیٹھے ہو کہ روئیں قبض نہیں کی جاتیں بلکہ فنا ہو جاتی ہیں۔ موت کے بعد زندگی سمجھنے کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے کہ جس پروردگار نے پہلی بار انسان کو پیدا کیا وہ دوبارہ بھی موت کے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے۔

○ سب سے بنیادی بات جو اس سورت میں بھائی گئی ہے کہ آخرت کا انکار اس دنیا میں بھی اخلاق کے لئے تباہ کن ہے۔ دنیا میں جتنی قومیں گمراہ ہوئی ہیں اور جن کے اخلاق بگڑے ہیں آخرت کے انکار کی وجہ سے بگاڑ آیا ہے۔

○ ایک دن آئے گا کہ یہ سب سچائیاں تمہارے سامنے کھل جائیں گی۔ اس دن تمہیں حسرت ہوگی پھٹاؤا ہوگا مگر اس وقت پھٹاؤا کام نہ آئے گا۔



آیاتہا ۳۷

= ۲۵ = سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ = ۶۵ =

رُكُوعَاتُهَا ۴

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا، مہربان ہے

## حَمْدٌ ① تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ②

حَمْدٌ	تَنْزِيلُ الْكِتَابِ	مِنَ اللَّهِ	الْعَزِيزِ	الْحَكِيمِ
حَمْدٌ	نازل کی ہوئی کتاب	اللہ کی طرف سے	غالب	حکمت والا

ح۔ ہم یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے غالب حکمت والے اللہ کی طرف سے

سورہ جاثیہ مکی ہے مگر یہ آیت تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ آمَنُوا يُغْفِرُ لَهُمْ  
مذنی ہے اور اس سورت میں چھتیس یا سینتیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت بخشش والا اور نہایت مہربان  
ح۔ اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس ان حروف سے ارادہ کیا۔

① تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ  
قرآن اتارا ہوا ہے اللہ کا جو غالب ہے اپنے ملک میں حکمت  
والا ہے اپنے افعال میں۔

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ الْاَقْلُ  
لَّذِينَ آمَنُوا يُغْفِرُوا الْاِيَةَ  
وَهِيَ سِتُّ اَوْ سَبْعٌ وَثَلَاثُونَ  
آيَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
① حَمْدٌ ② اللَّهُ اعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِهِ  
② تَنْزِيلُ الْكِتَابِ الْمُرَادُ مُبْتَدَأُ  
مِنَ اللَّهِ خَبْرَةٌ الْعَزِيزِ فِي مُلْكِهِ  
الْحَكِيمِ فِي صُنْعِهِ

## تشریح

① حَمْدًا یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے ح اور میم الگ الگ کر کے پڑھا جائے گا۔  
② قرآن اللہ نے نازل کیا ہے | یہ کتاب قرآن مجید محمد کی تصنیف نہیں ہے بلکہ اس کتاب کا نزول اللہ  
کی طرف سے ہے جو زبردست بھی ہے اور حکیم بھی۔

انسان، اس کے زبردست اور غالب ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کرے کیونکہ اس کی  
نافرمانی کر کے وہ اس کے عتاب سے بچ نہیں سکتا۔

وہ حکیم اور دانا بھی ہے اس کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت ہے۔ اس کے حکیم ہونے کا تقاضا  
یہ ہے کہ انسان اپنے دل کی رضا اور شوق اور لگن سے اس کے احکامات کی پیروی کرے کیوں کہ حکیم ہونے  
کی وجہ سے اس کی تعلیم نہ تو غلط ہو سکتی ہے اور نہ نامناسب ہو سکتی ہے بلکہ اس میں انسان کے لئے  
فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اور فائدہ بھی دونوں جہان کا۔ اس دنیا میں بھی اس کو صلاح نصیب ہوگی اور  
آخرت میں بھی بامراد ہوگا۔ لہذا ایسے عزیز حکیم پروردگار کی بات ماننے میں ذرا بھی تاثر نہ ہونا چاہئے۔

إِنِّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝۳

إِنِّ فِي	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	لَآيَاتٍ	لِّلْمُؤْمِنِينَ
بیشک میں	آسمانوں اور	زمین	البتہ نشانیاں	اہل ایمان کے لئے

بے شک آسمانوں اور زمین میں البتہ اہل ایمان کے لئے نشانیاں ہیں

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ آيَةٌ

وَفِي	خَلْقِكُمْ	وَمَا	يَبُتُّ	مِنْ دَابَّةٍ	آيَةٌ
اور میں	تمہاری پیدائش اور جو	وہ پھیلاتا ہے	جو جانور	نشانیاں	

اور تمہاری پیدائش میں اور جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں یقین

لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝۴ وَ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

لِقَوْمٍ	يُوقِنُونَ	وَ	اخْتِلَافِ	اللَّيْلِ	وَالنَّهَارِ
یقین کرنے والے لوگوں کے لئے	اور	تبدیلی	رات	اور دن	

کرنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں اور رات اور دن کی تبدیلی میں

وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

وَمَا	أَنْزَلَ اللَّهُ	مِنَ السَّمَاءِ	مِنْ رِزْقٍ	فَأَحْيَا	بِهِ	الْأَرْضَ
اور جو	الشر نے اتارا	آسمان سے	رزق	پھر زندہ کیا	اس سے	زمین

اور اس رزق میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا، پھر اس سے زندہ کیا زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ آيَةٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝۵

بَعْدَ	مَوْتِهَا	وَتَصْرِيفِ	الرِّيحِ	آيَةٌ	لِقَوْمٍ	يَعْقِلُونَ
اس کے بعد (موت کے بعد)	اور گردش	ہوائیں	نشانیاں	عقل (سیم) رکھنے والوں کے لئے		

اس کے خشک ہو جانے کے بعد اور ہواؤں کی گردش میں عقل سیم والوں کے لئے نشانیاں ہیں

۳) بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں بہت بڑے نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت اور اس کے واحد ہونے پر واسطے ایمان والوں کے۔

۴) إِنِّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ آيَاتٍ لِّمَنِ عَلَى قُدْرَةَ اللَّهِ وَوَحْدَانِيَّتِهِ نَعَالِي لِّلْمُؤْمِنِينَ ○

## فیصل

④ اور بڑی نشانی ہے اس کی قدرت اور توحید کی تم میں سے ہر ایک آدمی کے پیدا کرنے میں کہ اول نطفہ تھا پھر خون بستہ ہوا پھر ٹکڑا گوشت کا یہاں تک کہ انسان بنا۔ اور ان جانوروں کے پیدا کرنے میں جو زمین پر چلتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں۔

ان لوگوں کے لئے جو قیامت کا یقین رکھتے ہیں۔

⑤ اور رات اور دن کے آنے جانے میں۔

اور بارش میں جو اشر نے آسمان سے اتاری تمہاری روزی کے لئے۔

جس سے زندہ کیا اس نے زمین مردہ کو۔

اور ہوا کے چلنے اور پھرنے میں جنوب اور شمال کی طرف۔

اور اس کے ٹھنڈا اور گرم ہونے میں بڑی نشانیاں ہیں

ان لوگوں کے لئے جو دیں کو سمجھتے ہیں پس ایمان لاتے ہیں۔

④ وَفِي خَلْقِكُمْ اٰیٰتٍ خَلِقُ

كُلٌّ مِّنْكُمْ مِنْ نُّطْفَةٍ

ثُمَّ عَلَقَةٍ ثُمَّ مُضْغَةً

اِلٰی اَنْ صَارَ اِنْسَانًا وَّخَلِقُ

مَا يَبْتَئِسُ بِفَعْرِئِي فِي الْاَرْضِ

مِنْ ذَا اَبَةٍ هِيَ مَا يَدُبُّ

عَلَى الْاَرْضِ مِنْ النَّاسِ

وَغَيْرِهِمْ اٰیٰتٍ لِّتَعْتَوْهُمْ

بِیُوقِنُوْنَ ۝ بِالْبَعَثِ

⑤ وَفِي اخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَ

النَّهَارِ اٰیٰتٍ لِّتَعْتَوْهُمَا

وَمَا اَنْزَلْنَا مِنَ

السَّمَاۗءِ مِنْ رِّزْقٍ

مَطْرًا لَّا نَسَبُ الرِّزْقِ

فَاَحْيَاۤیْهِ الْاَرْضَ

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ

الرِّیَاحِ تَفْلِیۡنِہِمَا مَرَّةً

جُنُوبًا وَّ مَرَّةً شِمَالًا

وَبَارِدَةً وَّ حَارَّةً

اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝

الدَّلٰیِلُ وَیُوقِنُوْنَ

## تشریح

④ ایمان لانے والوں کے لئے زمین و آسمان میں بے شمار نشانیاں ہیں! آدمی ماننا چاہے تو زمین اور آسمان کی بناؤٹ میں اور اس کے مضبوط نظام میں غور کر کے مان سکتا ہے کہ کوئی ان کا پیدا کرنے والا اور ان کو قائم رکھنے والا ضرور ہے۔

اگر ذرا بھی غور کرے تو انسان دیکھے گا کہ ہر چیز میں کہاں حکمت اور ایسی خوبی نظر آئے گی جس سے بنانے والے کی قدرت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن دیکھنے کے لئے آنکھیں چاہئیں۔ گلشن کی رونق اور اس کے حسن و جمال کو دیکھنے کے لئے آنکھوں کی ضرورت ہے۔ اندھے کو کیا پتہ لگتا ہے کہ پھولوں کا حسن کیا ہے۔ انسان اگر آنکھیں کھول کر دیکھے تو اللہ کی معرفت مشکل نہیں ہے۔

زہلی کا محاورہ ہے کہ مینگنیاں بتاتی ہیں کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے۔

« الْبَفْرَةَ سَدَّ عَلَى الْبَعِيرِ »

نشان قدم بتاتے ہیں کہ اس راستے پر کوئی چلا ہے۔

« الْأَسَدَامُ سَدَّ عَلَى النَّبِيرِ »

پھر کائنات کا یہ عجیب و غریب نظام اپنے بنانے والے کو جو لطیف و خیر ہے کیسے بتائے گا

فَكَيْفَ لَا يَسُدُّ هَذَا النَّظَامُ الْعَجِيبُ الْعَرِيبُ عَلَى الصَّانِعِ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ

خود انسان کی اور دوسرے جانداروں | اگر انسان خود اپنے وجود کی بناوٹ پر اور زمین و آسمان میں کی بناوٹ میں اللہ کی نشانیاں ہیں | پھیلے ہوئے طرح طرح کے جانداروں کی ساخت پر غور کرے تو

اسے عرفان و یقین تک پہنچانے والی ہزار ہا نشانیاں ملیں گی۔ بے شمار ایسی علامتیں نظر آئیں گی جنہیں دیکھ کر انسان کو اس میں کوئی شک نہ رہے گا کہ ان چیزوں کو بنانے والا اعلیٰ درجے کا حکیم و دانا اور قدرت والا ہے اور اس کو یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا کہ ان تمام چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے والا ایک ہی ہے اور ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ اگر ایک سے زیادہ بنانے والے ہوئے تو ہر چیز میں یہ ربط اور یہ نظام جو ایک کو دوسرے سے باندھے ہوئے ہے نظر نہ آتا۔

اہل فکر و دانش کے لئے قدم قدم پر اللہ کی نشانیاں | اللہ نے انسان کو عقل و فہم کی دولت سے نوازا ہے اس کو اس بات کا شعور دیا ہے کہ وہ ایک چیز کو دیکھ کر اس سے نتیجہ نکالتا ہے اور اس کے ذریعے دوسری چیز کو سمجھ لیتا ہے۔

اب ذرا غور کرو پوری باقاعدگی کے ساتھ دن اور رات کا آنا، دن کا روشن ہونا اور رات کا تاریک ہونا۔ آہستہ آہستہ دن کا بڑا ہونا رات کا چھوٹا ہونا۔ پھر آہستہ آہستہ رات کا بڑا ہونا اور دن کا چھوٹا ہونا، پھر ایک وقت پر دونوں کا برابر ہو جاتا۔ یہ فرق اور اختلاف جو دن اور رات میں پائے جاتے ہیں اور اس سے بڑی حکمتیں وابستہ ہیں یہ اس بات کی نشانی ہے کہ سورج، زمین اور موجودات جو بھی ہیں ان سب کا خالق ایک ہے اور اس نے چاند سورج، زمین سب کو اپنی قدرت میں قابو کیا ہوا ہے۔ پھر اس کا اقتدار اندھا اور بہرا اقتدار نہیں ہے بلکہ ایک حکیمانہ اقتدار ہے۔ جس نے زمین پر زندگی کی بے شمار قسموں کو رہنے کے قابل بنایا ہے۔

اسی طرح بارش کا برسنا جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے پانی کے ایک پھینٹنے سے ہی سوکھی زمین ہری بھری ہو جاتی ہے اسی طرح ہواؤں کا چلنا۔ کبھی گرم ہوا چلتی ہے کبھی ٹھنڈی، کبھی ہلکی کبھی تیز اس سے طرح طرح کی حکمتیں وابستہ ہیں۔ ان سب چیزوں میں ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِأَيِّ

تِلْكَ	آيَاتُ	اللَّهِ	نَتْلُوهَا	عَلَيْكَ	بِالْحَقِّ	فَبِأَيِّ
یہ	احکام	اللہ	ہم وہ پڑھتے ہیں	آپ پر	حق کے ساتھ	پس کس

یہ اللہ کے احکام ہیں ہم آپ پر حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) پڑھتے ہیں۔ پس اللہ کے

حَدِيثًا بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ وَيَلْ

حَدِيثًا	بَعْدَ	اللَّهِ	وَآيَاتِهِ	يُؤْمِنُونَ	﴿٦﴾	وَيَلْ
بات	اللہ کے بعد	اور اس کی آیات	وہ ایمان لائیں گے	خبر		

اور اس کی آیات کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ؟ خرابی ہے

لِكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٧﴾ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ

لِكُلِّ	أَفَّاكٍ	أَثِيمٍ	يَسْمَعُ	آيَاتِ	اللَّهِ
ہر جھوٹ باندھنے والے کے لئے	گنہگار	وہ سنا ہے	اللہ کی آیات		

ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے لئے وہ اللہ کی آیات کو سنا ہے

تَتْلَاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَانُ لَمْ

تَتْلَاهُ	عَلَيْهِ	ثُمَّ	يُصِرُّ	مُسْتَكْبِرًا	كَانُ	لَمْ
پڑھی جاتی ہیں	اس پر	پھر	اڑا رہتا ہے	تکبر کرتا ہوا	گویا کہ	نہیں

جو اس پر پڑھی جاتی ہیں ، پھر کرتا ہوا اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے سنا

يَسْمَعُهَا فَبَشِيرَةٌ بَعْدَ آبِ الْيَمِّ ﴿٨﴾

يَسْمَعُهَا	فَبَشِيرَةٌ	بَعْدَ	آبِ	الْيَمِّ
سنا اس نے	پس اسے خوش خبری دو	عذاب		دردناک

ہی نہیں پس اسے دردناک عذاب کی خوش خبری دو۔

﴿٦﴾ یہ آیتیں جو مذکور ہوئیں اللہ کی دیسیں ہیں جو اس کی

توجہ بہ بردالت کرتی ہیں۔

ہم ان کو تجھ پر پڑھتے ہیں ساتھ حق کے۔

﴿٦﴾ تِلْكَ آيَاتُ الْمَذْكُورَةِ

آيَاتُ اللَّهِ حُجَجَهُ الدَّالَّةُ

عَلَى وَحْدِ آيَاتِهِ نَتْلُوهَا

نَقْضُهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ



## فیصل

پس کفار مکہ بعد قرآن کے جو اللہ کا کلام ہے اور بعد اس کی نشانیوں اور دلیلوں کے کس بات پر ایمان لاویں گے۔

حاصل یہ کہ وہ ایمان نہ لاویں گے۔

④ خرابی اور مصیبت ہے ہر ایک جھوٹے گنہگار کی۔

⑧ جو سنتا ہے اللہ کی آیات کو جو اس پر پڑھی جاتی ہیں۔ پھر اصرار کرتا ہے اپنے کفر پر عجز کرنے والا ایمان لانے سے۔ گویا کہ اس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں۔ پس خبر دے اس کو عذاب دردناک کی۔

مُتَعَلِّقٌ يَسْتَلُوا فَيَأْتِي  
حَدِيثٌ بَعْدَ اللَّهِ أَيْ  
حَدِيثٌ وَهُوَ الْقُرْآنُ  
وَآيَتُهُ حُجَجُهُ يُؤْمِنُونَ  
أَيْ كُفَّارِ مَكَّةَ أَيْ لَا يُؤْمِنُونَ

وَفِي قِرَاءَتِهِ بِالتَّاءِ  
وَيَلُّ كَلِمَةً عَذَابٍ تَكُلُّ  
أَقَالِكِ كَذَابٍ أَتِيئِمِ ۝

كَثِيرًا لِأَنَّهُ  
يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ الْقُرْآنَ  
تَتَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ عَلَيَّ  
كُفْرَهُ مُسْتَكْبِرًا مُتَكَبِّرًا عَنِ  
الْآيَاتِ لِيَسْمَعَهَا  
فَيَصِرُّهُ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝

## تشریح

⑥ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اب اس کے بعد کون سی یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جنہیں ہم ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں بات رہ گئی جس پر یہ ایمان لائیں گے۔ اللہ تم کے وجود اس کی وحدانیت پر ان دلائل کے بعد اب کون سی دلیل باقی رہ جاتی ہے ان دیکھی حقیقتوں کا یقین دلانے کے لئے جو زیادہ سے زیادہ معقول بات ہو سکتی ہے وہ سامنے رکھ دی گئی۔ ایمان لانے کے لئے اب اس سے بڑھ کر اور کون سی بات ہو سکتی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی انکار پری ٹکا ہوا ہے تو اس کا کوئی علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

④ تب ہی ہے جھوٹے بد عمل شخص کے لئے وہ جھوٹا آدمی جو حقیقت کو دیکھ کر جان بوجھ کر انکار کرتا رہے اور اپنی بد عملی کے اندر مبتلا رہے اس کے لئے تب ہی ہے۔

⑧ جھوٹا بد عمل گھنڈی جس نے اپنے دل کے دروازے بچائی کے لئے بند کر لئے ہیں ایک شخص وہ ہے اللہ کی باتوں کو کھلے دل سے نیک نیتی کے ساتھ سنتا ہے اور سنجیدگی کے ساتھ ان پر غور کرتا ہے۔ اگر اس کے ایمان لانے میں پر لگ رہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ کل کوئی دوسری بات اس کے دل کو اپیل کر جائے اور وہ مان لے۔

لیکن ایک شخص وہ ہے جو پہلے ہی انکار کا فیصلہ کر چکا ہے۔ غور و فکر کے لئے تیار نہیں ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بچائی اس کو اپیل نہیں کرتی۔ بد عمل ہے ایسی کوئی تعلیم ماننے کو تیار نہیں ہوتا جو اس پر اخلاقی پابندی عائد کرتی ہو۔ گھنڈی ہے۔ بھٹتا ہے کہ ہمیں سب پتہ ہے۔ ہیں کوئی کیا سکھائے گا۔ ایسا شخص جو اپنے دل کے دروازے بند کئے بیٹھا ہے اس کو دردناک عذاب کا مزدہ سنا دو۔

وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ

وَإِذَا	عَلِمَ	مِنْ آيَاتِنَا	شَيْئًا	اتَّخَذَهَا	هُزُوًا	أُولَٰئِكَ
اور جب	واقف ہو	ہماری آیات میں سے	کسی شے	وہ اس کو بھڑاتا ہے	یسی مذاق	یہی لوگ

اور جب وہ ہماری آیات میں سے کسی شے پر واقف ہو تو وہ اس کو بھڑاتا (بناتا) ہے یسی مذاق۔ یہی لوگ

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝۹۱ مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ وَ

لَهُمْ	عَذَابٌ	مُّهِينٌ	مِنْ وَرَائِهِمْ	جَهَنَّمُ	وَ
ان کے لئے	عذاب	رہوا کرنے والا	ان کے دوسری طرف (آگے)	جہنم	اور

میں جن کے لئے رھوا کرنے والا عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے۔ اور ان کے

لَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ

لَا يُغْنِي	عَنْهُمْ	مَا كَسَبُوا	شَيْئًا	وَلَا مَا اتَّخَذُوا	مِنْ
نکام آئے گا	ان کے	جو انھوں نے کمایا	کچھ	اور نہ جو انھوں نے ٹھہرایا	کے

کچھ کام نہ آئے گا جو انھوں نے کمایا اور نہ وہ جن کو انھوں نے اللہ کے سوا

دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝۹۲ هَذَا

دُونِ	اللَّهِ	أَوْلِيَاءَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ	عَظِيمٌ	هَذَا
بولئے	اللہ	کارساز	اور ان کے لئے	عذاب	بڑا	یہ (قرآن)

کارساز ٹھہرایا اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ سہرا آن (سورہ)

هُدًى وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ

هُدًى	وَالَّذِينَ	كَفَرُوا	بِآيَاتِ	رَبِّهِمْ	لَهُمْ
ہدایت	اور جن لوگوں نے	کفر کیا (نمانا)	آیات کو	اپنے رب	ان کے لئے

ہدایت ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اپنے رب کی آیات کا ان کے لئے

عَذَابٌ مِّنْ رَّجْزٍ أَلِيمٍ ۝۹۳

عَذَابٌ	مِّنْ	رَّجْزٍ أَلِيمٍ
ایک عذاب	سے	دردناک عذاب

دردناک عذاب میں سے ایک بڑا عذاب ہوگا

## فیصل

⑨ اور اس کا حال یہ ہے کہ جب وہ جان لیتا ہے ہاوی آیتوں سے کسی چیز کو یعنی قرآن کی کسی آیت کو تو اس کے ساتھ مذاق اور ہنسی کرتا ہے۔ جو لوگ جھوٹ بولتے انہیں کے لئے عذاب اہانت والا۔

⑩ ان کے آگے دوزخ ہے۔ اور ان کو کچھ نفع نہ دے گا ان کا مال اور افعال اور نہ وہ بت جن کو انہوں نے اللہ کے سوا دوتا بنا یا۔ اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

⑪ قرآن ہدایت ہے مگر ابھی سے۔ اور جو لوگ منکر ہوئے اپنے رب کی آیتوں سے ان کے لئے سخت عذاب دردناک کا حصہ ہے۔

⑨ وَلَا ذَا عِلْمٍ مِّنْ آيَاتِنَا آيَ الْقُرْآنِ  
شَيْئًا لَّا تَخَذُلُهَا هَزُوا بِهَا  
مَهْنُؤًا بِهَا أَمْ لَكُم مِّنْ آيَاتِنَا آيَاتٌ كُنَّا  
لَهُمْ عَذَابٌ مُّبِينٌ ○ ذُو إِهَانَةٍ  
مِّنْ وَرَائِهِمْ آيٌ أَمْ أَمِهُمُ إِلَّا نَجْنِيهِمْ  
فِي النَّارِ نَبَا جَهَنَّمَ هَ وَاللَّيْفِي  
عَنَّهُمْ مَا كَسَبُوا مِنَ الْمَالِ  
وَالْمَعَالِ شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا  
مِّنْ دُونِ اللَّهِ آيَ الْأَصْنَامِ  
أُولَئِكَ هُمْ عَذَابٌ  
عَظِيمٌ ○  
⑪ هَذَا آيَ الْقُرْآنِ هُدًى  
مِّنَ الضَّلَالَةِ وَالشَّيْءِ  
كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَّهُمْ  
عَذَابٌ حَقٌّ مِّنْ رَّبِّهِمْ آيَ  
عَذَابِ آلِ إِمْرٍ ○ مؤلف

## تشریح

⑨ بد بخت اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتا ہے | اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر تو کیا کرتا کیونکہ وہ تو پہلے ہی انکار کا فیصلہ کر چکا ہے اس سے بڑھ کر بد بخت کا حال یہ ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے جب کوئی نشانی اس کے سامنے آتی ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں فلاں بات آئی ہے تو اس کو سیدھے معنی کے بجائے اس لئے معنی میں لیتا ہے اور اس میں کوئی بات نکال کر مذاق کا موضوع بناتا ہے۔ اللہ کی نشانیوں کے ساتھ اہانت کا معاملہ کرتا ہے کہ یہاں تو روز ایسی ایسی باتیں آتی رہتی ہیں۔ جیسا ذلت آمیز رویہ اس کا اللہ کی نشانیوں کے ساتھ ہے ایسا ہی ذلت آمیز عذاب اس کو دیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوگا۔

⑩ ان کے پرے جہنم ہے اور کوئی ان کے کام نہ آئے گا | یہ اپنی شرارتیں کے جارہے ہیں۔ ان کو احساس ہی نہیں ہے کہ جہنم ان کا منتظر ہے آخرت سے بے فکر ہو کر یہ خود عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ دنیا میں جو انہوں نے مال و دولت کمایا ہے اور جس اولاد کے لئے حلال و حرام کی پروا کئے بغیر مال جمع کیا ہے ان میں سے کوئی چیز ان کے کام نہ آئے گی وہ مر پرت بھی جن کو انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا دلی بنا رکھا ہے جنہیں اپنا رفیق مددگار اور قائد سمجھ رکھا ہے انہیں بند کر کے جن کی پیروی کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد نہ کر سکے گا ان کو زبردست عذاب دیا جائے گا اور ان کو کوئی پھرانے والا نہ ہوگا۔

⑪ قرآن سراسر ہدایت ہے | یہ قرآن جس کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں اور جس کی رہنمائی ان کو منظور نہیں ہے یہ سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے۔ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جو سب طرح بھلائی برائی انسان کو سمجھانے کے لئے آئی ہے جنہوں نے یہ آیات کو ماننے سے انکار کیا اور مگر اسی میں بھٹکتے رہے ان کے لئے بلا کا دردناک عذاب ہے۔

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لَتَجْرِيَ الْفُلُكُ

اللَّهُ	الَّذِي	سَخَّرَ	لَكُمْ	الْبَحْرَ	لَتَجْرِيَ	الْفُلُكُ
اللہ	وہ جس	سخر کیا	تہارے لئے	دریا	تاکہ چلیں	کشتیاں

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو سخر کیا تاکہ چلیں اس میں

فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ

فِيهِ	بِأَمْرِهِ	وَلِتَبْتَغُوا	مِنْ فَضْلِهِ	وَلِعَلَّكُمْ
اس میں	اس کے حکم سے	اور تاکہ تلاش کرو	اس کے فضل سے	اور تاکہ تم

اس کے حکم سے کشتیاں اور تاکہ اس کے فضل سے (روزی) تلاش کرو، اور تاکہ تم

تَشْكُرُونَ ۱۲ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ

تَشْكُرُونَ	وَسَخَّرَ	لَكُمْ	مَّا فِي	السَّمَوَاتِ
شکر کرو	اور اس نے سخر کیا	تہارے لئے	جو	آسمانوں میں

شکر کرو۔ اور اس نے تمہارے لئے سخر کیا جو آسمانوں میں

وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ

وَمَا فِي	الْأَرْضِ	جَمِيعًا	مِنْهُ	إِنَّ فِي	ذَلِكَ
اور جو	زمین میں	سب	اپنے حکم سے	بیشک	اس میں

اور جو زمین میں ہے سب کو اپنے حکم سے بے شک اس میں

لَايَةٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۱۳

لَايَةٍ	لِّقَوْمٍ	يَتَفَكَّرُونَ
نشانیوں	ان لوگوں کے لئے جو	غور و فکر کرتے ہیں

غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

۱۲ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لَتَجْرِيَ الْفُلُكُ مِنْ فَضْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۱۲ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سخر کیا دریا کو تاکہ اس میں کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم طلب کرو اس کے فضل کو تجارت سے۔

۱۳ اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لَتَجْرِيَ الْفُلُكُ مِنْ فَضْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۱۳ اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے سخر کیا دریا کو تاکہ اس میں کشتیاں چلیں اس کے حکم سے اور تاکہ تم طلب کرو اس کے فضل کو تجارت سے۔

اور تاکہ تم شکر کرو۔  
 (۱۲) اور مسخر کیا تمہارے لئے جو آسمانوں میں ہیں سورج اور چاند  
 اور ستارے اور پانی وغیرہ۔

اور جو کچھ زمین میں ہیں جانور اور درخت اور گھاس  
 اور نہریں وغیرہ۔

یعنی ان سب چیزوں کو تمہارے نفع کے لئے بنایا  
 اپنی طرف سے۔  
 بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کو  
 جو ان میں فکر کر کے ایمان لاتے ہیں۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ  
 وَسَخَّرْنَا لَكُمْ مِثْقَالَ  
 الذَّرَّةِ مِنْ شَمْسٍ وَ  
 قَمَرٍ وَنَجْمٍ وَمَاءٍ  
 وَعَنْبَرٍ وَمِثْقَالَ  
 الْأَرْضِ مِنْ  
 ذَاتِ بَيْتٍ وَشَجَرٍ وَ  
 نَبَاتٍ وَأَنْهَارٍ وَعَنْبَرٍ  
 أَمْ خَلَقَ ذَلِكَ لِمَنْ  
 أَرَادَ مِنْهُ  
 حَيْثُ شَاءَ كَيْدًا  
 فَتَنَّهُمْ  
 حَالَ أَمْ سَخَّرَهَا  
 كَأَنَّهَا  
 مِنْهُ تَعَالَى  
 إِنَّ فِي  
 ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ  
 يَتَفَكَّرُونَ  
 فِيهَا قِيُومُونَ

### تشریح

(۱۲) اللہ کی نشانوں میں سے ایک سمندر کی تسخیر | اللہ کی بے شمار نشانوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے  
 تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر دیا ہے کہ تم جس طرح چاہتے ہو اس کو استعمال کرتے ہو۔ میلوں گہرے سمندر میں  
 کشتیاں اور جہاز چلاتے ہو سمندر کے پانی پر تیرتے ہوئے تمہارے جہاز تمہاری تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔  
 سمندر سے تم پھلیاں پکڑتے ہو شکار حاصل کرتے ہو اس کی تمہیں سے موتی نکالتے ہو۔ غرض یہ کہ سمندر  
 تمہیں طرح طرح سے فائدہ پہنچاتا ہے تاکہ تم اس سے فائدہ حاصل کرتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولو، اس کا حق پہچانو  
 زبان و دل ہر طرح سے اس کا شکر ادا کرو تمہارا جسم اور بدن بھی اس کا احسان مند ہو اور تمہارا قلب بھی اس  
 مالک حقیقی کے احسان کے سامنے جھکا ہوا ہو۔

(۱۳) ایک سمندر ہی یک زمین و آسمان کی ساری | ایک سمندر ہی تمہیں طرح طرح سے فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ اللہ نے زمین  
 ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا | و آسمان کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا کہ یہ تمام چیزیں اللہ  
 کے حکم اور قدرت سے اور اس کی مہربانی سے انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی جانور تمہارا بوجھ اٹھا رہا  
 ہے، کوئی تمہارے لئے دودھ پیدا کر رہا ہے، کوئی تمہارے لئے کھانے کا سامان دے رہا ہے۔ تم  
 ہواؤں میں اڑ رہے ہو، تو ہوائیں تمہارے لئے مسخر کر دی ہیں۔ یہ ساری نعمتیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں ان  
 کے پیدا کرنے میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے یہ نعمتیں اپنی طرف سے انسانوں کو عطا فرمائی ہیں۔

اس میں غور کرنے کے لئے نشانیاں ہیں کہ زمین سے آسمان تک تمام چیزوں اور طاقتوں  
 کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم ایک اللہ ہے جس نے ان چیزوں کو ایک مقررہ قانون کے تابع کر رکھا  
 ہے اور صرف وہی انسان کی شکر گزاری اور نیا زندگی کا مستحق ہے۔

## قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

قُلْ	لِلَّذِينَ	آمَنُوا	يَغْفِرُوا	الَّذِينَ	لَا يَرْجُونَ
فرادیں	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	وہ درگزر کریں	ان لوگوں سے جو	امید نہیں رکھتے

آپ ان لوگوں کو جو ایمان لائے (مومنوں کو) فرادیں وہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے ایام کی

## أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۴﴾

أَيَّامَ	اللَّهِ	لِيَجْزِيَ	قَوْمًا	بِمَا	كَانُوا	يَكْسِبُونَ
اللہ کے ایام	تاکہ وہ بدلہ دے	ان لوگوں کو	اس کا جو	تھے	وہ کمانے (اعمال)	

امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ ان لوگوں کو بدلہ دے ان کے اعمال کا۔

## قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا

لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ يُغْفِرُونَ

أَيَّامَ اللَّهِ وَفَاتِحَةَ أَيِّ غَفْرًا

لِلْكَفَّارِ مَا دَفَعَ مِنْهُمْ مِنَ

الَّذِي لَكُمْ وَهَذَا قَبْلَ

الْأَمْرِ بِجِهَادِهِمْ لِيَجْزِيَ

أَيَّامَ اللَّهِ وَفِي قِرَاءَةِ

بِالنُّبِيِّ قَوْمًا بِمَا

كَانُوا يَكْسِبُونَ ○

مَنْ التَّغْفِيرِ لِلْكَفَّارِ

أَذَاهُمْ

## ﴿۱۴﴾ اے محمد کہہ دے ان لوگوں سے جو ایمان لائے

کہ معاف کریں قصور ان لوگوں کا جو اللہ کے وقائع

اور حوادث سے نہیں ڈرتے یعنی کفار نے جو کچھ

تم کو تکالیف پہنچائی اس کو معاف کرو (یہ حکم پہلے اس

سے ہے کہ آپ کو جہاد کا حکم ہوا۔)

تاکہ بدلہ دیوے اللہ ان لوگوں کو جو کافروں کی ایذا

رسانی پر چشم پوشی کرتے ہیں اور ان کا قصور معاف

کرتے ہیں ان کی نیک کمائی کا۔

## تشریح

﴿۱۴﴾ شرارتی اور گھٹیا لوگوں کے مقابلے میں اہل ایمان کا رویہ [جنہیں خدا سے بے خوفی نے اخلاق و آدمیت کی ساری حدیں

ٹوڑنے پر جبری کر دیا ہے اور وہ اللہ کے عذاب سے بے فکر ہیں انہیں اس بات کا کوئی خیال ہی نہیں ہے

کہ کبھی وہ جُرادن بھی آسکتا ہے جب اللہ کا غضب ہم پر ٹوٹ پڑے۔

اے نبی! آپ اہل ایمان سے کہہ دیں کہ ایسے لوگوں سے درگزر کریں اور ان کی حرکتوں کا کوئی نوٹ نہ

لیں تاکہ جو کچھ وہ لوگ کر رہے ہیں اللہ تم خود اس گروہ کو اس کے کرتوتوں کا بدلہ دے۔

بے شک ایسی باتوں پر صبر کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے مگر وہ یہ سوچ کر تحمل سے کام لیں کہ اللہ تم ان کے

صبر و تحمل کا بہترین بدلہ دے گا۔ اور اس گروہ کی شرارتوں پر ستمنا مل کر رہے گی۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلِيَهَا

مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	فَلِنَفْسِهِ	وَمَنْ	أَسَاءَ	فَعَلِيَهَا
جس	عمل کیا	نیک	تو اپنی ذات کے لئے	اور جس	برا کیا	تو اس پر
جس نے نیک عمل کیا اپنی ذات کے لئے (کیا) اور جس نے بُرا کیا تو (اس کا وبال) اسی پر ہوگا						

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

ثُمَّ	إِلَىٰ + رَبِّكُمْ	تُرْجَعُونَ	وَلَقَدْ	آتَيْنَا
پھر	تم اپنے رب کی طرف	تم لوٹائے جاؤ گے	اور تحقیق	ہم نے دی
پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل				

بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَةَ

بَنِي	إِسْرَائِيلَ	الْكِتَابَ	وَالْحُكْمَ	وَالنَّبُوءَةَ
بنی اسرائیل	کتاب	اور حکومت	اور نبوت	اور نبوت
کو کتاب (توریت) اور حکومت اور نبوت دی۔ اور				

وَدَرَّاقْنَهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ

وَدَرَّاقْنَهُمْ	مِّنَ الطَّيِّبَاتِ	وَفَضَّلْنَاهُمْ	عَلَىٰ
اور ہم نے عطا کیں انھیں	پاکیزہ چیزیں	اور ہم نے فضیلت دی انھیں	پر
ہم نے انھیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں، اور ہم نے انھیں جہان والوں			

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَأَتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ

الْعَالَمِينَ	وَ	أَتَيْنَاهُمْ	بَيِّنَاتٍ	مِّنَ الْأَمْرِ
جہاں والے	اور	ہم نے انھیں دیں	واضح نشانیاں	امر سے (دین کے بارے میں)
پر فضیلت دی اور ہم نے انھیں دین کے بارے میں واضح نشانیاں دیں				

فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِمَّنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ

فَمَا	اخْتَلَفُوا	إِلَّا	مِمَّنْ	بَعْدَ	مَا جَاءَهُمُ	الْعِلْمُ
تو انھوں نے اختلاف نہ کیا	مگر	اس کے بعد	جب آگیا ان کے پاس	علم	علم	علم
تو انھوں نے اختلاف نہ کیا مگر اس کے بعد جب کہ ان کے پاس علم آگیا						

بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ

بَغْيًا	بَيْنَهُمْ	إِنَّ	رَبَّكَ	يَقْضِي	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ
ضد سے	آپس کی	بیشک	تمہارا رب	فیصل دے گا	ان کے درمیان	دن

آپس کی ضد کی وجہ سے ، بیشک تمہارا رب ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا

الْقِيمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝۱۴

الْقِيمَةِ	فِيمَا	كَانُوا	فِيهِ	يَخْتَلِفُونَ
قیامت	اس میں	وہ تھے	اس میں	اختلاف کرتے

قیامت کے دن جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

۱۵) جو کوئی نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو کو برائی کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے پھر تم لوٹ لے جاؤ گے اب رب کی طرف۔ پس وہ بدلہ دے گا نیکو کار اور بدکار کو

۱۶) اور با تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو تورات دی اور فیصلہ کرنا درمیان لوگوں کے موافق حکم تورات کے اور پیغمبری دی موسیٰ اور ہارون کو ان میں سے

اور ان کو حلال اور پاک روزی دی جیسے من سولوی

اور ان کو بزرگی دی ان کے زمانہ کے عقلا پر۔

۱۷) اور ہم نے ان کو دین کے بارہ میں حلال اور حرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اطلاع دی لیں دیں۔

سو نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے میں۔ مگر بعد اس کے کہ ان کو اس کا علم ہوا ، بسبب بغاوت اور حسد کے

۱۵) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ

عَمِلَ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا

أَسَاءَ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

تَرْجَعُونَ ۝ تَصِيدُونَ

فِي جَارِي الْمُضْلِحِ وَالسَّيِّئِ

۱۶) وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

الْكِتَابَ الشُّرُوحَ وَالْحُكْمَ

بِهِ بَيْنَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّوۃَ

لِمُوسَىٰ وَهَارُونَ مِنْهُمْ

وَمَنْ رَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ

الْحَلَالَاتِ كَالسَّلْوَىٰ وَالسَّلْوَىٰ

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ۝

عَالِيۃً زَمَانِهِمُ الْعُقُلَاءَ

۱۷) وَإَتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ

أَمْرَ الَّذِينَ مِنَ الْحَلَالِ

وَالْحُرَامِ وَبَغْضَةً مِّنْهُ عَلَيْهِ

أَنْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ

فَمَا اخْتَلَفُوا فِي بَغْضَتِهِ

إِلَّا مِمَّنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ

الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ



جو ان کے دلوں میں پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ بیٹک تیرا بقیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا ان امور میں جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

لَبَقِيَ حَدِيثَ بَيْنَهُمْ حَسَدًا  
لَهُ ان رِبِكَ يَقْضِي  
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
فَمَا كَانُوا يَخْتَلِفُونَ ○

### تشریح

۱۵) ہر ایک کے عمل کا نفع نقصان اسی کو پہنچتا ہے | اگر کوئی کسی کے ساتھ بُرا کرتا ہے تو حقیقت میں اس کے برے عمل کا بدلہ خود کرنے والے کو ہی ملتا ہے۔ اور اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کا صلہ خود اچھے کام کرنے والے کو ہی ملتا ہے۔ عمل کرنے والے کو یہ سوچنا چاہیے کہ جو میں کر رہا ہوں ویسا ہی میرے سامنے آئے گا اور پھر اللہ کے یہاں پہنچ کر ساری اچھائی برائی جو کچھ کیا ہے سامنے آجائے گا۔

۱۶) پنداشت ستم گر کہ جفا بر من کرد ؛ برگردن او بساند و بر ما بگذشت  
(ظالم سمجھتا ہے کہ ظلم اس نے ہم پر کیا ہے اس کے ظلم کا وبال اس کی گردن پر رہ گیا اور ہم پر سے ظلم گزر گیا) بنی اسرائیل پر نوازشیں | ہم نے بنی اسرائیل کو روحانی اور مادی ہر طرح کی نعمتیں عطا کی تھیں۔ انھیں کتاب کا علم و فہم، دین کی سمجھ اور کتاب کے منشاء کے مطابق کام کرنے کی حکمت معاملات میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطا کی تھی۔ انھیں سلطنت عطا کی یہاں تک کہ ان پر من و سلویٰ نازل کیا۔ پھر اس زمانے میں دنیا کی تمام قوموں میں سے بنی اسرائیل کو اس خدمت کے لئے چن لیا کہ وہ اللہ کے دین کی دعوت لے کر اٹھیں اور خدا پرستی کے علم بردار ہوں۔

۱۷) بنی اسرائیل کے لئے اس سے بڑھ کر فضیلت کیا ہوگی کہ بے شمار بغیر اسی قوم میں سے چنے گئے بنی اسرائیل کا باہم تفرقہ لاطمی کی وجہ سے نہ تھا | بنی اسرائیل کو دین کی واضح ہدایات، مفصل احکام اور کھلے کھلے معجزات دیئے گئے تھے جو دین کے بارے میں بطور حجت پیش کئے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود بنی اسرائیل میں بے شمار فرقے بن گئے۔

یہ فرقے لاطمی کی وجہ سے نہ تھے بلکہ اصل کتاب کو چھوڑ کر آپس کی ضد اور نفسانیت کی وجہ سے تھے۔ قیامت کے دن فیصلہ ہو جائے گا اور معلوم ہو جائے گا کہ یہ فرقہ بندیوں نفس پوری کے سوا اور کچھ نہ تھیں۔

اصل میں ہوتا یہ ہے کہ دین کے صاف صاف اصول اور شریعت کے واضح احکام سے ہٹ کر اپنے اپنے مدارس منکر ایجاد کر لئے جاتے ہیں۔ تاکہ اپنے لئے کوئی مقامی امتیاز حاصل کیا جاسکے۔ دین کی صاف شفاف شاہراہ کو چھوڑ کر نئے نئے فلسفے، نئے نئے عبادت، نئی رسومات ایجاد کرنے کا منشاء لوگوں کو اپنے گرد جمع کرنا اور اپنی مذہبی اسٹیٹس بنانا اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

بنی اسرائیل کی فرقہ بندیوں کی تاریخ دہرائی جا رہی ہے تاکہ امت محمدیہ اس پر غور کرے۔ یہاں پر ہر مکتب فکر اور ہر مسلک اپنا جھنڈا لے کر کھڑا ہے اور مسلک کو اصل دین بنا لیا ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو دین کی دعوت و تبلیغ اور اس کی اشاعت کے لئے مامور کیا تھا نہ کہ مسالک کی تردید کے لئے۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ

ثُمَّ	جَعَلْنَاكَ	عَلَىٰ + شَرِيعَةٍ	مِّنَ + الْأَمْرِ
پھر	ہم نے کر دیا آپ کو	شریعت (خاص طریقہ) پر	آدین کے بارے میں
پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقے پر کر دیا۔			

فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸﴾

فَاتَّبِعْهَا	وَلَا تَتَّبِعْ	أَهْوَاءَ	الَّذِينَ	لَا يَعْلَمُونَ
تو آپ ان کی پیروی کریں	اور نہ پیروی کریں	خواہشات	ان لوگوں کی جو	علم نہیں رکھتے
تو آپ اس کی پیروی کریں اور جو لوگ علم نہیں رکھتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں				

إِنَّهُمْ لَن يَغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

إِنَّهُمْ	لَن يَغْنُوا	عَنكَ	مِنَ اللَّهِ	شَيْئًا
بیشک وہ	ہرگز کام نہ آئیں گے	آپ کے	اللہ سے سامنے	کچھ
بے شک وہ اللہ کے سامنے آپ کے کام نہ آئیں گے کچھ بھی				

وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

وَإِنَّ	الظَّالِمِينَ	بَعْضُهُمْ	أَوْلِيَاءُ	بَعْضٍ
اور بیشک	ظالم (جمع)	ان میں سے بعض (ایک)	رفیق (جمع)	بعض (دوسرے)
اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔				

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۹﴾ هَذَا ابْصَارُ لِلنَّاسِ

وَاللَّهُ	وَلِيُّ	الْمُتَّقِينَ	هَذَا	ابْصَارُ	لِلنَّاسِ
اور اللہ	رفیق	پرہیزگاروں	یہ	دانائی کی باتیں	لوگوں کے لئے
اور اللہ پرہیزگاروں کا رفیق ہے یہ لوگوں کے لئے دانائی کی باتیں ہیں					

وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۲۰﴾

وَهُدًى	وَرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُوقِنُونَ
اور ہدایت	اور رحمت	یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے	
اور ہدایت اور رحمت یقین رکھنے والوں کے لئے			

## فیصل

۱۸) پھر ہم نے تجھ کو اسے محمدؐ امر دین کے ظاہر طریقہ پر مقرر کیا اور شریعت دیکھ بھیجا۔ سو تو پیروی کر اس کی اور نہ پیروی کر ان لوگوں کی خواہشوں کی جن کو علم نہیں یعنی غیر اللہ کی پرستش میں ان کا کہنا مان۔

۱۸) ثُمَّ جَعَلْنَاكَ بِأَعْيُنِنَا سُرَّةً عَلَىٰ شَرِيحَةٍ طَرِيقَةٍ مِنَ الْأُمْرِ الْمُرِيدِينَ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○ فَبِعِبَادَةٍ غَيْرِ اللَّهِ

۱۹) بے شبہ وہ بالکل نہیں دفع کر سکتے تجھ سے عذاب الہی کو۔

اور بے شک کافروں میں سے ایک دوسرے کا دوست اور مددگار ہے۔ اور اشر مددگار ہے مومنین کا۔

۱۹) إِنَّهُمْ لَنْ يُلْغَوْا أَيْدِيَهُمْ عَنكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَذَابِهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ الْكَافِرِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ○

۲۰) یہ قرآن بینائی دیتا ہے لوگوں کو احکام اور حدود میں

اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو وقتاً پر یقین رکھتے ہیں۔

۲۰) هَذَا آيَاتُ الْفُرْقَانِ بَصَائِرٌ لِلنَّاسِ مَعَالِمٌ يُنْبِئُونَ بِهِ فِي الْأَحْكَامِ وَالْحُدُودِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ○ بِاتَّبَعَتْ

## تشریح

۱۸) اے نبی! آپ دین کی صاف شاہراہ پر ہیں | دین کا وہ صاف و شفاف راستہ جس میں نہ گروہ بندیاں تھیں نہ فرقہ پرستیاں اس کی طرف دعوت دینے کے لئے بنی اسرائیل کو مامور کیا گیا تھا۔ اے نبی اب وہی کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے بنی اسرائیل کے باہمی اختلافات اور فرقہ وارانہ کش مکش کی موجودگی میں ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستے پر قائم کر دیا۔ آپ کو اور آپ کی امت کو چاہیے کہ اسی راستے پر قائم رہتے ہوئے چلتے رہیں۔ کبھی بھول کر بھی جاہلوں کی خواہشات پر توجہ نہ دیں۔ نہ اختلاف و تفرقے میں پڑیں اور نہ ان کی حرکتوں سے تنگ آکر دین کے کام کو چھوڑیں۔

۱۹) نادانوں کی خواہش پر دین کو بدلا نہیں جاسکتا | جو لوگ خود بھٹکے ہوئے ہیں ان کو راضی کرنے کے لئے دین میں کوئی راستی پسند گمراہیوں کے رفیق نہیں ہو سکتے | رد و بدل نہیں ہو سکتا اگر تم ان کی خواہش کی پیروی کرو گے تو وہ اللہ کے مواخذے سے تمہیں بچانہ سکیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو خود بے راہ رہو اسٹی پند ان کے رفیق ہو جائیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ اللہ کے فرماں بردار بندے ان کا رفیق و سرپرست اللہ ہے | اللہ کے راستے پر چلیں اور اسی پر چھروسہ رکھیں۔

۲۰) قرآن بصیرت اور ہدایت کی کتاب ہے | قرآن بڑے بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اور یہ شریعت دنیا کے تمام انسانوں کے لئے روشنی ہے۔

یہ کتاب لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کا راستہ سمجھاتی ہے جو خوش قسمت اس کی ہدایت اور نصیحتوں پر یقین کرتے ہیں ان کے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت و برکت ہے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ

أَمْ حَسِبَ	الَّذِينَ	اجْتَرَحُوا	السَّيِّئَاتِ	أَنْ نَجْعَلَهُمْ
کیا گمان کرتے ہیں	وہ جنہوں نے	کما تیں (کیں)	برائیاں	کرم کر دیں گے انہیں

کیا وہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں جنہوں نے برائیاں کیں کہ ہم انہیں ان

كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ

كَالَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ	سَوَاءٌ
ان لوگوں کی طرح جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	اچھے	برابر

لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے تاکہ برابر ہو جائے

مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۲۱﴾

مَحْيَاهُمْ	وَمَمَاتِهِمْ	سَاءَ	مَا يَحْكُمُونَ
ان کا جینا	اور ان کا مرنا	بُرا	جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

ان کا جینا اور ان کا مرنا۔ بُرا ہے جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

﴿۲۱﴾ کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر اور معاصی مائل کئے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو برابر ان لوگوں کے کر دیں گے

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ برابر ہو جینا اور مرنا ان کا۔ یعنی ان کا یہ گمان باطل ہے کہ ہم ان کو آخرت میں ایمان والوں کے برابر کر دیں گے بھلائی اور خوبی اور عیش میں جیسا کہ دنیا میں ان کو فراغت دی۔

﴿۲۱﴾ أَمْ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الَّذِينَ كَفَرُوا  
حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا  
اَلْكُفْرَ وَ  
النَّعَاصِي اَنْ نَجْعَلَهُمْ  
كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
سَوَاءٌ خَيْرٌ مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ  
مُبْتَدَأٌ وَمَغْطُوفٌ وَالْجُمْلَةُ  
بِدَلٍّ مِنَ التَّكَاثُفِ وَالظَّمَانِ  
لِلْكُفَّارِ اَلنَّعْيِ اَحْسَبُوا  
اَنْ نَجْعَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ  
فِي خَيْرٍ كَالْمُؤْمِنِيْنَ  
اَمْ فِي رَا عِنْدَ مِنَ  
الْعَيْشِ مُسَاوِلِعَيْشِهِمْ  
فِي الدُّنْيَا حَيْثُ قَالُوا

جیسا کہ کفار کہتے تھے کہ اگر ہم مبعوث

ہوئے تو ہم کو تم سے بہتر ثواب دیا جائے گا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے خیال کے انکار میں۔ بڑا ہے جو کچھ وہ حکم کرتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ فی الواقع ایسا نہیں جیسا کفار گمان کرتے ہیں۔

کافروں کے لئے آخرت میں عذاب ہے۔ برخلات اس عیش اور تنعم کے جو ان کو دنیا حاصل تھی۔

اور ایمان والوں کے لئے آخرت میں ثواب ہے بسبب ان کے نیک عملوں کے دنیا میں جیسا کہ نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا اور روزہ رکھنا وغیرہ۔

لِيُؤْمِنُوا بِمَا لَمْ يُؤْمِنُوا  
بُعِثْنَا لِنُعْطِي مِنَ  
الْخَيْرِ مِثْلَ مَا تُعْطُونَ  
فَسَأَلَ تَعَالَى عَلَى  
وَدُنِيِّ انْكَارِهِ بِالْهَيْزَلِ  
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○  
أَي لَيْسَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ  
فَتَهُمُّونَ الْآخِرَةَ  
فِي الْعَدَابِ عَلَى خِلَافِ  
عَيْشِهِمْ فِي الدُّنْيَا  
وَالْمُؤْمِنُونَ فِي  
الْآخِرَةِ فِي الثَّوَابِ  
بِعَمَلِهِمُ الصَّالِحَاتِ  
فِي السَّيَامِ وَالصَّلَاةِ  
وَالزُّكُوفِ وَالصَّالِحَاتِ  
وَمَا مَصْدَرِيهِ "أَي بَيْتِ  
حُكْمًا حُكْمُهُمْ هُدًى"

### تشریح

نیکوں اور بدوں کا انجام ایک نہیں ہو سکتا | اچھائی اور برائی نیکی اور بدی کا فرق ہر انسان کے شعور میں موجود ہے ہر آدمی نیکی اور بدی میں تمیز کرتا ہے۔

جب نیکی اور بدی خیر و شر ایک نہیں ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نیکی کرنے والے کا بھی وہی انجام ہو جو بدی کرنے والے کا ہوگا۔ یہ خیال بالکل ہل ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں اور بدوں کا مرنا اور جینا برابر کر دے گا۔ دونوں کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ آخرت میں ظاہر ہو کر رہے گا۔ نیکی اور بدی کے آثار فی الجسد دنیا کی زندگی میں بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ ان کی پوری حقیقت آخرت میں روشن ہو جائے گی۔ ایک شخص جو زندگی بھر اللہ کے قانون کا پابند رہا، حق والوں کے حق ادا کرتا رہا، ناجائز فائدوں اور لذتوں سے اپنے آپ کو محروم کئے رکھا، سچائی کی خاطر نقصان برداشت کرتا رہا۔ اس کے مقابلے میں دوسرا شخص اپنی ناجائز خواہشات ہر طرح سے پوری کرتا رہا نہ اللہ کا حق پہچانا، نہ بندوں کا حق ادا کیا اپنے فائدے کے لئے سب کچھ کر گزرا۔

کیا اللہ تعالیٰ ان دونوں کے فرق کو نظر انداز کر دے گا۔ اس کے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ جن کی زندگی میں یہ فرق رہا موت کے بعد بھی یہ فرق نمایاں ہو۔

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ

وَخَلَقَ	اللَّهُ	السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضَ	بِالْحَقِّ	وَلِتُجْزَىٰ
اور پیدا کیا	اللہ	آسمانوں	اور زمین	حق (حکمت) کے ساتھ	اور تاکہ بدلہ دیا جائے

اور اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا حکمت کے ساتھ، اور تاکہ ہر شخص کو

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۲﴾

كُلُّ	نَفْسٍ	بِمَا	كَسَبَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُونَ
ہر	شخص	اس کا	جو اس نے کیا (اعمال)	اور وہ	ظلم نہ کئے جائیں گے

اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے۔

﴿۲۲﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۲﴾ اور اللہ نے زمین اور آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے ساتھ تاکہ اس کی قدرت اور توحید پر دلالت کرے اور تاکہ ہر ایک نفس کو موافق اس کے عملوں کے بدلہ ملے۔ اہل معصیت اپنے کئے کی سزا کو پہنچیں اور اہل طاعات کو ان کی نیکیوں کی ثواب ملے۔ پس جسے برابر ہو سکتے ہیں کافر اور مسلمان۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔

﴿۲۲﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ مُتَعَلِّقٌ بِخَلْقِ لِيَدُلَّ عَلَىٰ قُدْرَتِهِ وَوَحْدَانِيَّتِهِ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ مِنَ الْعَمَلَاتِ فَلَا يُسَادِرِي السَّكَانِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

### تشریح

﴿۲۲﴾ اللہ تعالیٰ کا حکیمانہ نظام | اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو یوں ہی کھیل کے طور پر بے کار پیدا نہیں کیا بلکہ یہ ایک بامقصد حکیمانہ نظام ہے تاکہ لوگ اس نظام پر غور کر کے معلوم کر سکیں کہ بے شک جو چیز بنائی گئی ہے ٹھیک ٹھیک صحیح اندازے پر بنائی گئی ہے اور سمجھ لیں کہ اس منظم کارخانہ ہستی کا کوئی عظیم الشان نتیجہ نکلنے والا ہے۔ اسی کا نام عالم آخرت ہے جہاں ہر ایک کو اس کی کمائی کا پھل ملے گا۔ اگر اچھے انسانوں کو ان کی نیکی کا بدلہ نہ ملے اور ظالموں کو ان کے ظلم کی سزا نہ دی جائے اور مظلوموں کی داد دہی نہ ہو تو یہ ظلم ہوگا۔ اللہ کی سلطنت میں ایسا ظلم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح یہ بات بھی اللہ کے انصاف کے خلاف ہوگی کہ کسی نیک انسان کو اس کی نیکی کا بدلہ اس کے حق سے کم دیا جائے۔ یا کسی مجرم کو اس کے گناہوں سے زیادہ سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں پورا پورا انصاف ملے گا نہ کسی کو کسی کی نیکی کا بدلہ کم ملے گا اور نہ کسی مجرم کو اس کے جرم سے زیادہ سزا ملے گی۔

أَفْرَعَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ

أَفْرَعَيْتَ	مَنِ	اتَّخَذَ	إِلَهَهُ	هَوَاهُ	وَأَضَلَّهُ	اللَّهُ
کیا تم نے دیکھا	جو جس	بنایا	اپنا معبود	اپنی خواہش	اور گمراہ کر دیا ہے	اللہ

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے بنا لیا اپنی خواہشوں کو اپنا معبود، اور اللہ نے علم کے باوجود

عَلَىٰ عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ

عَلَىٰ	عِلْمِهِ	وَخَتَمَ	عَلَىٰ سَمْعِهِ	وَقَلْبِهِ	وَجَعَلَ	عَلَىٰ
علم پر	(باوجود)	اور اس پر لگا دی	اس کے کان	اور اس کے دل	اور کر دیا (ڈال دیا)	پر

اسے گمراہ کر دیا، اور ہر لگادی اس کے کان اور اس کے دل پر اور ڈال دیا اس کی

بَصِيرَةٍ غِشْوَةً ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا

بَصِيرَةٍ	غِشْوَةً	فَمَنْ	يَهْدِيهِ	مِنْ بَعْدِ	اللَّهِ	أَفَلَا
ان کی آنکھ	پر پردہ	تو کون	اسے ہدایت یگا	اللہ کے بعد	تو کیا نہیں	

آنکھ پر پردہ تو اللہ کے بعد اُسے کون ہدایت دے گا تو کیا تم

تَذَكَّرُونَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ

تَذَكَّرُونَ	وَقَالُوا	مَا هِيَ	إِلَّا	حَيَاتُنَا	الدُّنْيَا	نَمُوتُ
تم غور کرتے	اور انہوں نے کہا	نہیں یہ	صرف	ہماری زندگی	دنیا	ہم مرتے ہیں

غور نہیں کرتے۔ اور انہوں نے کہا یہ (اور کچھ) نہیں صرف ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مرتے ہیں

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ

وَنَحْيَا	وَمَا يُهْلِكُنَا	إِلَّا	الدَّهْرُ	وَمَا لَهُم	بِذَلِكَ
اور ہم جیتے ہیں	اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں	مگر صرف	زمانہ	اور نہیں	انہیں اس کا

اور ہم جیتے ہیں۔ اور ہمیں صرف زمانہ ہلاک کر دیتا ہے اور انہیں اس کا کوئی علم

مِنْ عِلْمِهِ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۲۴﴾

مِنْ	عِلْمِهِ	إِنْ	هُمْ	إِلَّا	يَظُنُّونَ
سے۔ کوئی	علم	نہیں	وہ	مگر صرف	انکل دوڑاتے ہیں۔

نہیں ہے، وہ صرف انکل دوڑاتے ہیں۔

## فیصل

۲۲) پس خبر دے تو مجھ کو آیا وہ شخص راہ پاسکتا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنایا کہ جس پتھر کو خوب صورت دیکھا اس کو پوجوں گا اور اس کو اللہ نے گمراہ کیا در آں حالے کہ حق تعالیٰ اس کی پیدائش سے پہلے جانتا تھا کہ یہ شخص اہل ضلالت سے ہے۔

اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی کہ وہ نہیں سنتا ہدایت کی بات کو اور نہ اس کو سمجھتا ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ اندھیری کا ڈال دیا کہ وہ ہدایت کی راہ کو نہیں دیکھ سکتا۔

سو کون ہدایت کر سکتا ہے اس کو بعد اس کے کہ اللہ نے اس کو گمراہ کیا یعنی وہ ہدایت نہیں پاسکتا پس کیا تم کو اس سے نصیحت حاصل نہیں ہوتی۔

۲۳) اور مشرکوں کے انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ نہیں ہے زندگی مگر کیا ہمارا دنیا میں جینا کہ ہم میں کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے۔

اور نہیں مارتا ہم کو مگر گزرنا زمانے کا۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا لَكُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ إِذْ تَقُولُونَ اس بات کی خبر نہیں یہ محض ان کا گمان اور خیال ہے۔

۲۲) أَفَرَأَيْتَ أَخْبَرْتَنِي مِمَّنِ اتَّخَذَ  
الْهَيْهَةَ هُوَ أَكْبَرُ مَا يَهْتَوَاهُ مِنْ حَجَرٍ  
بَعْدَ حَجَرٍ يَزَاكُ أَحْسَنُ وَ  
أَضَلُّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ مِنْهُ  
تَعَالَىٰ أَيُّ عَالِمَاتٍ هُوَ  
مِنَ أَهْلِ الضَّلَالَةِ قَبْلَ خَلْقِهِ  
وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَكَلَّمَ  
يَسْمَعُ الْهُدَىٰ وَلَمْ يُعْقِلْهُ وَجَعَلَ  
عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَلَئِمَّا  
يُبْصِرُ الْهُدَىٰ وَيُعْذِرُ مِمَّا  
الْمَفْعُولُ الثَّانِي لِرَأَيْتَ أَيُّ أَيُّهَا  
هَمَّتْ يَهْتَدِيهِ مِنْ بَعْدِ  
اللَّهُ أَيُّ بَعْدَ إِضْلَالِهِ إِثَابُهُ  
أَيُّ لَا يَهْتَدِي أَفَلَا كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ  
تَتَعَطَّوْنَ فِيهِ إِذْ عَمَّ إِضْطِ  
الثَّانِي فِي الذَّلَالِ وَقَالُوا  
أَيُّ مُنْكَرُوا الْبَعْثِ مَا هِيَ  
أَيُّ الْخَبْرَةِ إِلَّا كَحَيَاتِنَا الَّتِي  
فِي الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَىٰ  
أَيُّ نَمُوتُ بَعْضُ وَيَحْيَىٰ  
بَعْضُ بَيِّنَاتٍ يُؤْتِيهِمْ وَمَا  
يَهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ أَيُّ مُرُورِ  
الزَّمَانِ قَالَ تَعَالَىٰ وَمَا  
لَهُمْ بِذَلِكَ الْمَقُولِ مِنْ عِلْمٍ  
إِنْ مَا هُمْ إِلَّا يُظُنُّونَ ○

## تشریح

۲۳) آخرت کی جوابی ہے بے منکری انسان کو خواہشات کا غلام بننا دینی ہے۔ انسان کو جو چیز آدمیت کے دائرے میں رکھتی ہے اور اس کو بے راہ روی سے بچاتی ہے وہ صرف یہ احساس ہے کہ وہ ایک ذمہ دار ہستی ہے اور اس کو اپنے کئے ہوئے کاموں کا اللہ کے سامنے جواب دینا ہے۔ درنہ انسان خواہشات کا ایسا غلام بن جاتا ہے کہ گویا نفس کی خواہشات ہی اس کا معبود بن جاتی ہیں۔ وہ نفس کے اشاروں پر اس طرح چلتا ہے جیسے کوئی معبود کے حکموں پر عمل کر رہا ہو۔ پھر اسے حلال حرام کی کوئی پرواہ نہیں رہتی۔ وہ ہر وہ کام کرتا ہے جو اس کا نفس اس سے کرنا چاہتا ہے۔



ہے۔ اور ان ذمہ داریوں سے بچتا ہے جن کو اٹھانے سے اس کا نفس انکار کر دیتا ہے۔ غرض وہ نفس کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے اور نفس ہی اس کا معبود ہو جاتا ہے۔ نفس کی خواہشات کے آگے اس طرح سر جھکاتا ہے جیسے کسی کو معبود کے آگے جھکنا چاہیے۔

ایسا نہیں ہے کہ وہ لاعلم ہوتا ہے سب کچھ جانتے بوجھتے وہ اپنے نفس کی تابع داری کرتے ہوئے گمراہی کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ کان ہوتے ہوئے بھی سنتا نہیں ہے۔ اور دل ہوتے ہوئے بھی محسوس نہیں کرتا اور اس کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے اس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے۔

اس کے باوجود یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں کہ آخرت کا انکار انسانی اخلاق کو کس طرح تباہ کر دیتا ہے، تباہی کے اس مقام پر پہنچ کر اب کون ہے جو اسے واپس لاسکتا ہے۔

(۲۳) آخرت کا انکار۔۔۔ مگر ان کے پاس آخرت کے انکار کرنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کے اس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں | سوا کوئی اور دوسری زندگی نہیں ہے۔ بس یہی ایک جہان ہے جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے بالکل اسی طرح جیسے بارش ہونے پر زمین سے سبزہ اُگا اور پھر خشکی کا زمانہ آیا تو وہ کھ کر ختم ہو گیا۔ یہی حال آدمی کا بھو۔ ایک وقت آتا ہے۔ انسان پیدا ہوتا ہے۔ پھر مقررہ وقت تک زندہ رہتا ہے آخر گردش ایام سے مرگنا ہو جاتا ہے۔ موت و حیات کا سلسلہ یوں ہی چلتا رہتا ہے اس سے آگے کچھ اور نہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ انسان کی روح اللہ کے حکم سے قبض نہیں کی جاتی اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ آخرت کے انکار کرنے والوں کے اس عقیدے کی کوئی علمی بنیاد نہیں ہے۔ آخر گردشِ دوراں کیا چیز ہے زمانے میں یا جس کو دہر کہتے ہیں اس میں نہ جس ہے نہ شعور ہے اور نہ ارادے کی طاقت ہے۔ آخر یہ زمانے کی گزری کیا اس نظام کائنات کو چلا رہی ہے؟ یہ موت و حیات کا ایک سلسلہ کیا بے مقصد اور بے فائدہ ہے؟ کیا انسان کو دنیا میں بغیر کسی مقصد کے وجود دیا گیا ہے؟

اگر ایسا نہیں ہے تو آخر وہ طاقت وہ قدرت جو بڑی حکمت کے ساتھ اس پورے نظام کو تھامے ہوئے ہے اور جس نے ایک خاص مقصد کے لئے انسان کو دنیا میں بھیجا ہے اس کے ماننے میں کون سی رکاوٹ ہے؟ زیادہ سے زیادہ علمی طور پر جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ مرنے کے بعد کوئی زندگی ہے یا نہیں؟

مگر یقینی طور پر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نہیں ہے۔ آخر اس نہیں کی دلیل کیا ہے؟ عقلاً یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ اس کا امکان ہے کہ موت کے بعد دوسری زندگی ہو۔ اس امکان کو جو بات یقین میں بدلتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اس کائنات کا مدبر و منتظم ہے وہ اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ بار بار اس کی خبر دے رہا ہے۔

عقل یہ تعاضا کرتی ہے کہ ایسا جہاں برپا ہونا چاہیے جہاں انسان کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ مل سکے گا۔ ہماری عقل ”چاہیے“ تک پہنچا دیتی ہے اور مذہب اس ”چاہیے“ کو ”یقین“ میں بدل دیتا ہے۔ لیکن آخرت کا انکار کرنے والوں کے پاس انکل پچو باتوں کے سوا کوئی بھی دلیل نہیں ہے۔

وَإِذَا تَسَلَّى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ

وَإِذَا	تَسَلَّى	عَلَيْهِمْ	آيَاتُنَا	بَيِّنَاتٍ	مَا كَانَ
اور جب	پڑھی جاتی ہیں	ان پر	ہماری آیات	واضح	نہیں ہوتی

اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کی حجت (دلیل)

حُجَّتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا

حُجَّتُهُمْ	إِلَّا أَنْ	قَالُوا	اِئْتُوا	بِآبَائِنَا
ان کی حجت	سوا	یہ کہ	وہ کہتے ہیں	ہمارے باپ دادا کو

نہیں ہوتی اس کے سوا کہ وہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۵﴾

إِنْ	كُنْتُمْ	صَادِقِينَ
اگر	تم ہو	سچے

اگر تم سچے ہو۔

﴿۲۵﴾ اور جس وقت ان کو سنائی جاتی ہیں ہماری آیتیں ظاہر یعنی قرآن کے احکام جو دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ ہم تقدیراً ہی مردوں کو زندہ کرنے پر۔ تو اس وقت وہ کوئی حجت پیش نہیں کر سکتے۔ مگر یہ کہتے ہیں لاؤ تم ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے۔ اگر تم سچے ہو اس دعوے میں سچے ہو کہ تم مبعوث ہو گے۔

﴿۲۵﴾ وَإِذَا تَسَلَّى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا مِنَ الْقُرْآنِ الذَّلِيلَةِ عَلَيَّ قُلُوبُهُمْ خَالٍ مَا كَانُوا حُجَّتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا أَخْيَاءَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ إِنَّا نَبُغْثُ

تشریح

﴿۲۵﴾ ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ! آخرت کا انکار کرنے والوں کے سامنے جب مضبوط عقلی دلیلیں دی جاتی ہیں جن میں بتایا جاتا ہے کہ حکمت اور انصاف کا عین تقاضا یہ ہے کہ آخرت برپا ہوئی چاہیے اور بغیر آخرت کے ہمارا نظام عالم بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے تو آخرت کا انکار کرنے والے اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ اچھا اگر تم سچے ہو کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوتا ہے تو ہمارے باپ دادا جو دنیا سے گزر چکے ہیں ان کو زندہ کر کے ہمارے سامنے لاؤ گویا ان کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی کوئی کہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی ہے اسے فوراً ہی قبر سے ایک مردہ اٹھا کر زندہ کر کے دکھانا چاہیے۔

حالانکہ فرداً فرداً زندہ کرنے کی بات کہیں نہیں کہی گئی ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بیک وقت تمام انسانوں کو بکر زندہ کرے گا اور ان تمام انسانوں کا حساب کتاب کرے گا اور سزا کا فیصلہ کرے گا۔

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا

قُلِ	اللَّهُ	يُحْيِيكُمْ	ثُمَّ	يُمِيتُكُمْ	ثُمَّ	يُجْمَعُكُمْ	إِلَى	يَوْمِ	الْقِيَامَةِ	لَا
فرادیں	اللہ	تہیں جلاتا ہے	پھر	وہیں موت دے دیتا	پھر	وہیں جمع کرے گا	قیامت	کا	دن	نہیں
آپ فرمادیں اللہ (ہی) تمہیں جلاتا ہے پھر (وہی) تمہیں موت دے دیتا پھر (وہی) تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا۔ جس میں										

رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَ لِلَّهِ مُلْكُ

رَيْبَ	فِيهِ	وَلَكِنَّ	أَكْثَرَ	النَّاسِ	لَا	يَعْلَمُونَ	وَ لِلَّهِ	مُلْكُ
کوئی شک	اس میں	اور لیکن	اکثر لوگ	جانتے	نہیں	اور اللہ کے لئے	بادشاہت	ملکت
کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اور اللہ (ہی) کے لئے ہے بادشاہت								

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُخْسِرُ

السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَيَوْمَ	تَقُومُ	السَّاعَةُ	يُخْسِرُ
آسمانوں	اور زمین	اور جس دن	قائم ہوگی	قیامت	اس دن خسارہ پائیں گے
آسمانوں کی اور زمین کی، اور جس دن قیامت قائم (ہو) گی اس دن باطل پرست					

الْمُبْطِلُونَ ﴿٢٧﴾ وَ تَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَائِثَةٌ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ

الْمُبْطِلُونَ	وَ تَرَىٰ	كُلَّ	أُمَّةٍ	جَائِثَةٌ	كُلُّ	أُمَّةٍ	تُدْعَىٰ
باطل پرست	اور تم دیکھو گے	ہر	امت	گھٹنوں کے بل کر ہوئے	ہر	امت	پکاری جاگی
خسارہ پائیں گے۔ اور تم ہر امت کو گھٹنوں کے بل کرے ہوئے دیکھو گے، ہر امت اپنے نامہ اعمال							

إِلَىٰ كَيْبَآءٍ أَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾

إِلَىٰ	كَيْبَآءٍ	أَلْيَوْمَ	تُجْزَوْنَ	مَا	كُنتُمْ	تَعْمَلُونَ
اپنی کتاب (نامہ اعمال) کی طرف	آج	تمہیں بدلہ دیا جائے گا	جو	تھے	تم کرتے	تھے۔
کی طرف پکاری جائے گی۔ آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا اس کا جو تم کرتے تھے۔						

(۲۶) کہہ دے کہ اللہ تم کو زندہ کرتا ہے لفظ سے پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو اکٹھا کرے گا زندہ کر کے قیامت کے دن کہ جس کے ہونے میں کچھ شک اور شبہ نہیں لیکن اکثر آدمی جو کہنے والے ہیں کلام مذکور کے۔

(۲۶) قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ حِينَ كُنتُمْ نُطْفًا ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُجْمَعُكُمْ أَحْيَاءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَرْيَبَ شَكٌّ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ وَهُمْ غَافِلُونَ مَا ذُكِّرُوا

## لَا يَعْلَمُونَ

۲۷) وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَ  
الْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ  
يُبَدِّلُ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ خُسرًا  
الْمُبْطِلُونَ ○ أَلْكَافِرُونَ أَيْ  
يَنْظُرُ خُسرًا لَهُمْ بِأَنْ يُصَيِّرُوا إِلَى

النَّارِ

۲۸) وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ أَيْ أَهْلَ دِينِ  
جَاهِلِيَّةٍ تَتَقَالَى عَلَى الرُّكْبِ أَوْ مُجْتَمِعَةٍ كُلِّ  
أُمَّةٍ تَدْعِي إِلَى كِتَابِهَا كِتَابُ  
أَعْمَالِهَا وَيَقَالُ لَهُمْ الْيَوْمَ  
تُحْجَرُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○  
أَيْ جَزَاؤُهُمْ

نہیں جانتے۔

۲۷) وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ  
يُبَدِّلُ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ خُسرًا  
الْمُبْطِلُونَ الخ اور اللہ ہی کے واسطے ہے بلکہ آسمانوں کی اور زمین کی اور جس دن قیامت ہوگی اس روز لوگوں میں پڑیں گے کھر کرنے والے یعنی ان کا خسارہ اس روز ظاہر ہو جائے گا کہ وہ ڈالے جاویں گے دوزخ میں

۲۸) اور دیکھے گا تو ہر ایک مذہب والوں کو سب کے سب گھنٹوں پر گرے پڑے ہوں گے۔ ہر ایک گروہ بلائے جاویں گے اپنے نامہ اعمال کی طرف اور ان سے کہا جائے گا آج تم کو تمہارے اعمال کی جزا دینا ہے۔

## تشریح

۲۷) موت اور زندگی اللہ کے اختیار میں اور وہی اے نبی! ان سے کہو کہ نہ تو زندگی اتفاقاً ملتی ہے اور نہ موت خود بخود آتی ہے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا۔ بلکہ اللہ ہی تمہیں زندگی دیتا ہے وہی تم سے زندگی چھینتا ہے وہی قیامت کے دن تم سب کو زندہ کر کے جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہر ایک کو الگ الگ زندہ نہیں کیا جائے گا بلکہ مجموعی طور پر قیامت کے روز زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ لیکن اکثر لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس بات کو نہیں جانتے کہ آخرت کا ہر باہونا نہ تو عقل کے خلاف ہے اور نہ اس نظام کائنات کے اگر کائنات کے نظام پر غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کے آنے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

۲۷) باطل پرستوں کو قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا زمین و آسمان ہر جگہ اللہ کی بادشاہی ہے کوئی چیز اس کو وہ کس دھوکے میں پڑے ہوئے تھے کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہے وہ اس پر بھی پوری طرح قادر ہے کہ جو انسان مرچکے ہیں ان کو دوبارہ زندہ کر کے کھڑا کر دیں۔ باطل پرستوں کو قیامت کے دن پتہ لگ جائے گا کہ وہ کس دھوکے میں پڑے ہوئے تھے۔

۲۸) قیامت کا ہولناک منظر۔ ہر گروہ کو اس دن قیامت کا ہولناک منظر ایسا ہوگا کہ بڑے بڑے ہیکڑا لوگ گھنٹوں ان کے اعمال نامے تھمائے جائیں گے کے بل گرے ہوئے ہوں گے۔ سب کی ہیکڑی نکل جائے گی۔ میدان حشر کا منظر اور اللہ کی عدالت کا رعب سب پر طاری ہوگا۔ ہر گروہ کو آواز دی جائے گی کہ آئے اپنا نامہ اعمال دیکھے اور ان سے کہا جائے گا کہ آج تم لوگوں کو ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے تھے۔ ہر ایک کا حساب اس کے اعمال کے مطابق ہوگا جو دنیا میں اس نے کیا یا تھا اس کو اس کا وہی بدلہ ملے گا۔

هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنْ كُنَّا نَسْتَشِيرُ مَا

هَذَا ۱ +	كِتَابُنَا	يَنْطِقُ	عَلَيْكُمْ	بِالْحَقِّ	إِنْ كُنَّا	نَسْتَشِيرُ	مَا
یہ ہماری کتاب	(تحریر) بولتی ہے	تم پر (تہمت لگاتی ہے)	حق کے ساتھ	بیشک ہم	لکھاتے تھے	جو	جو
یہ ہماری تحریر ہے جو تمہارے متعلق حق کے ساتھ بولتی ہے۔ بے شک ہم لکھاتے تھے جو							

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

كُنْتُمْ	تَعْمَلُونَ	فَأَمَّا	الَّذِينَ	آمَنُوا	وَعَمِلُوا	الصَّالِحَاتِ
تم کرتے تھے	پس جو لوگ	ایمان لائے	اور انھوں نے	عمل کے نیک	کئے	تھے
تم کرتے تھے پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے						

فِي دُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿۳۰﴾

فِي	دُخَانٍ	مُبِينٍ	ذَلِكَ	هُوَ	الْفَوْزُ	الْمُبِينُ
تو وہ داخل کرے گا	انھیں	ان کا رب	اپنی رحمت میں	یہ	وہ (بہی)	کامیابی
تو انھیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہی ہے کھلی کامیابی						

- ﴿۲۹﴾ یہ ہماری کتاب یعنی تمہارے اعمال نامے جو فرشتے لکھتے تھے تم پر سچی گواہی دیتے ہیں اور حق الامر ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک تم لکھتے تھے اور یاد رکھتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے۔
- ﴿۳۰﴾ پر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو ان کا رب اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل فرما دے گا۔ یہی ہے نجات پانا ظاہر و باہر۔

﴿۲۹﴾ هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنْ كُنَّا نَسْتَشِيرُ مَا نَعْبُدُ وَنَحْفَظُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۹﴾

﴿۳۰﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ جَنَّاتٍ دُخَانٍ مُّبِينٍ ﴿۳۰﴾

### تشریح

- ﴿۲۹﴾ اعمال کا ٹھیک ٹھیک ریکارڈ ہے جس کے اعمال ہیں اس کا ٹھیک ٹھیک ریکارڈ سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو ہر چیز ازل سے ہے مگر ما بطنے میں ہر انسان کی ایک بات ایک حرکت، ایک چیز یہاں تک کہ اس کی نیت اور ارادے، اس کی خواہشات اور خیالات اور ہر چھٹی سے چھٹی چیز کا مکمل ریکارڈ بے کم و کات سامنے رکھ دیا جائے گا کہ لویہ ہے تمہارا اعمال نامہ۔
- ﴿۳۰﴾ نیک عمل کرنے والوں پر اللہ کی عنایتیں ہیں جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے دنیا میں نیک کام کئے تھے انھیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام دے گا اور ان پر ہر قسم کی مہربانیاں ہوں گی اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ فَمَا سَتَكْبَرْتُمْ ۖ

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا	أَفَلَمْ تَكُنْ	آيَاتِي	تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ	فَمَا سَتَكْبَرْتُمْ ۖ
اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	سو کیا نہ تھیں	میری آیات	پڑھی جاتی تھیں تم پر	تو تم نے تکبر کیا اور
اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائے گا) سو کیا تم میری آیات نہ پڑھی جاتی تھیں؟ تو تم نے تکبر کیا اور				

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ أَقِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَالسَّاعَةُ

كُنْتُمْ	قَوْمًا	مُّجْرِمِينَ	وَإِذَا	أَقِيلَ	إِنَّ	وَعْدَ اللَّهِ	حَقٌّ	وَالسَّاعَةُ
تم تھے	لوگ	مجرم (جمع)	اور جب	کہا جاتا تھا بے شک	کہا جاتا تھا بے شک	اللہ کا وعدہ	حق	اور قیامت
تم مجرم لوگ تھے۔ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے اور قیامت میں								

لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَسْنَأُ

لَا رَيْبَ	فِيهَا	قُلْتُمْ	مَا نَدْرِي	مَا السَّاعَةُ	إِنْ نَسْنَأُ
کوئی شک نہیں	اس میں	تم نے کہا	ہم نہیں جانتے	کیا ہے قیامت	ہمیں ہم گمان کرتے
کوئی شک نہیں، تو تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے؟ (ہاں) ہم صرف ایک توہم گمان کرتے تھے					

وَمَا نَحْنُ بِمُتَّبِعِينَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَأَ لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

وَمَا	نَحْنُ	بِمُتَّبِعِينَ	وَبَدَأَ	لَهُمْ	سَيِّئَاتُ مَا
اور نہیں	ہم	یقین کرنے والے	اور کھل گئیں	ان پر	برائیاں جو
اور نہیں ہیں ہم یقین کرنے والے۔ اور ان پر ان کے اعمال کی برائیاں کھل					

عَمِلُوا وَخَافَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٣﴾

عَمِلُوا	وَخَافَ	بِهِمْ	مَا كَانُوا	بِهِ	يَسْتَهْزِءُونَ
(نہوں نے کیا) اعمال	اور گھبرایا	انہیں	جس کا وہ تھے	اس کا	وہ مذاق اڑاتے۔
میں اور انہیں اس (عذاب) نے گھبرایا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔					

﴿۳۱﴾ اور لیکن وہ لوگ جو کافر ہوئے پس کہا جائے گا ان سے کیا تم کو میری آیتیں یعنی قرآن کے احکام نہیں سنائے جلتے تھے سو تم نے ان احکام کے سننے اور ماننے سے تکبر کیا اور تم نے لوگ کفر کرنے والے۔

﴿۳۲﴾ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اے کافر اے بے شک

﴿۳۱﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا قِيلَ لَهُمْ أَفَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ فَمَا سَتَكْبَرْتُمْ ۖ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ كَافِرِينَ

﴿۳۲﴾ وَإِذْ أَقِيلَ لَكُمْ آيَاتُ الْكُفَّارِ إِنَّ

اللہ کا وعدہ حشر و شکر کا سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ تردد نہیں۔  
تم اس کے جواب میں کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کیا چیز ہے قیامت ہم کو اس کا صرف ایک دم ہے یہ یقین نہیں کہ قیامت ضرور ہوگی۔

اور ان پر کھل جاوے گی آخرت میں برائی ان کے اعمال کی جو وہ دنیا میں کرتے تھے یعنی وہاں وہ اپنے کے کی سزا کو پہنچیں گے اور ان کو گھیر لوے گا وہ عذاب جس کو وہ ہنسی سمجھتے تھے۔

وَعَدَ اللَّهُ بِالْبَعْثِ حَقًّا وَالسَّاعَةَ  
بِالْوَعْدِ وَالنَّصِيبَ لِأَرْبَابِ شَيْءٍ  
فِيهَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِي مَا  
السَّاعَةُ إِنْ مَا نُنظِرُ الْأَكْثَرُ  
قَالَ الْمُبْرِدُ أَصْلُهُ إِنْ نَحْنُ  
إِلَّا نُنظِرُ نَفْسًا وَمَا نَحْنُ  
بِمُصْتَبِقِينَ ○ أَتَى آتِيَهُ  
وَبَدَأَ أَظْهَرَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ  
سَيِّئَاتِ مَا عَمِلُوا فِي الدُّنْيَا  
أَي جَزَاءُهَا وَحَقِّ  
سُؤْلِ بِسْمِ مَا كَانُوا  
بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ○  
أَي الْعَذَابِ

## تشریح

مجرمین کا حال جن لوگوں نے اللہ کی نشانیاں ماننے سے انکار کیا ان سے کہا جائے گا کہ جب تمہارے سامنے اللہ کی نشانیاں رکھی جاتی تھیں تو ان کو مان کر اللہ کی فرماں برداری کرنا تم اپنی شان سے کتر سمجھتے تھے تمہارے گھنڈ میں مبتلا تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا مقام اس سے بہت اونچا ہے کہ ہم اللہ کی بندگی کریں ہماری طرف سے نصیحت میں کوئی کمی نہ چھوڑی گئی مگر تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی۔ آخر پکے مجرم بن کر رہے اور تم پہلے ہی جرائم پیشہ تھے۔

وہ لوگ جو قیامت کے ممکن ہونے کا گمان رکھتے تھے | ایک تو وہ لوگ تھے جو آخرت کا کھلا انکار کرتے تھے دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو قطعی انکار تو نہیں کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ممکن ہے قیامت قائم ہو لیکن نتیجے کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ اصل تو یہ ہے کہ آخرت کی جواب دہی کی بنیاد پر زندگی کی تعمیر کی جائے۔ آخرت کے ہونے میں شک ہو یا اس کا انکار ہو دونوں ہی صورتیں غیر ذمہ دارانہ روش کو ظاہر کرتی ہیں۔

جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے تو وہ یہ کہتے تھے کہ ہمیں نہیں معلوم قیامت کیا ہوتی ہے۔ گمان تو ہے مگر ہمیں یقین نہیں ہے۔

دنیا میں کی ہوئی اپنی غلطی قیامت کے دن ان کے سامنے آجائے گی | قیامت کے دن ہر ایک کا کچا چٹھا اس کے سامنے آجائے گا جیسا اس نے دنیا میں عمل کیا تھا اس کا نتیجہ اس کے سامنے ہوگا۔ اس وقت وہ لوگ جو دنیا میں یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ٹھیک ہے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہمیں کسی کے سامنے جواب نہیں دینا ہے ان کو پتہ چل جائے گا کہ وہ جن باتوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور جن باتوں کو وہ غلط سمجھتے تھے آج انھیں کے پھیر میں وہ پھنس گئے ہیں۔

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسِفُكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ

وَقِيلَ	الْيَوْمَ	نَنسِفُكُمْ	كَمَا	نَسِيتُمْ	لِقَاءَ
اور کہا جائے گا	آج	ہم نے بھلا دیا تمہیں	جیسے	تم نے بھلا دیا	ہمنا

اور کہا جائے گا آج ہم نے تمہیں بھلا دیا ہے جیسے تم نے اپنے اس

يَوْمِكُمْ هَذَا وَمَا أُرِيكُمْ النَّارَ وَمَا لَكُمْ

يَوْمِكُمْ	هَذَا	وَمَا أُرِيكُمْ	النَّارَ	وَمَا لَكُمْ
اپنے دن	اس	اور تمہارا ٹھکانا	جہنم	اور نہیں تمہارے لئے

دن کے ملنے کو بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا کوئی

مِّنْ تَصِيرِينَ ﴿۳۴﴾ ذَلِكُمْ بِأَنكُمُ اتَّخَذْتُمْ

مِّنْ تَصِيرِينَ	ذَلِكُمْ	بِأَنكُمُ	اتَّخَذْتُمْ
کوئی مددگار (جمع)	یہ	اس لئے کہ تم	تم نے بنا لیا

مددگار نہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ تم نے بنا لیا تھا

آيَاتِ اللَّهِ هُزُؤًا وَغَرَّتْكُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

آيَاتِ	اللَّهِ	هُزُؤًا	وَغَرَّتْكُمْ	الْحَيَاةُ	الدُّنْيَا
اللہ کی آیات	ایک مذاق	اور فریب دیا تمہیں	زندگی	دنیا	دنیا

اللہ کی آیات کو ایک مذاق، اور تمہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا رکھا تھا

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

فَالْيَوْمَ	لَا يُخْرَجُونَ	مِنْهَا	وَلَا هُمْ
سو آج	وہ نہ نکالے جائیں گے	اس سے	اور نہ انھیں

سو آج وہ اس سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ انھیں (اللہ کی)

يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۳۵﴾

يُسْتَعْتَبُونَ
رضامندی حاصل کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

رضامندی حاصل کرنے کا موقع دیا جائے گا۔



## فیصل

۳۳) اور ان سے کہا جاوے گا کہ آج ہم تم کو دوزخ میں ڈال کر خبر نہ لیں گے جیسا کہ بھولے اپنے اس دن کو یعنی اس دن سے ملنے کی تیاری نہ کی اور عمل صالح بجا نہ لائے۔  
اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور تم کو کوئی اس سے بچانے والا اور مدد کرنے والا نہیں۔

۳۵) یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کو یعنی قرآن کو نبی سمجھا۔

اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈالا کہ تم نے یہ کہا نہ قیامت ہے نہ حساب۔

سو آج وہ دوزخ سے نکالے نہ جاویں گے اور ان سے اس امر کی طلب نہ ہوگی کہ وہ اپنے رب کو خوش کریں تو بہ اور بندگی کر کے کیوں کہ اس روز بندگی وغیرہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

۳۳) وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسَاكُمْ  
بِمَتْرُوكِكُمْ فِي النَّارِ  
كَمَا نَسَيْتُمْ لِمَتَاعِ  
يَوْمِكُمْ هَذَا اٰتِي تَرْكِكُمْ  
الْعَمَلِ لِيُقَاتِيَهُ وَمَا وَاوَاكُمْ  
النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ  
تَصْرِيحٍ ۝ مَا نَعْنِيْنَ مِنْهَا  
۳۵) ذٰلِكُمْ بِاَنكُمۡ اتَّخَذْتُمْ  
آيَاتِ اللّٰهِ الْقُرْآنِ  
هٰرُورًا وَّغُرُورًا  
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا حَتّٰى  
فَلْتُمْ لَا تَبْعَثْ وَلَا جَنَابَ  
وَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ  
بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ  
مِنْهَا مِنَ النَّارِ وَلَا هُمْ  
يُسْتَعْتَبُونَ ۝ اٰتِي لَا يَطْلُبُ  
مِنْهُمْ اَنْ يُّرَضُوا اَمْ يَنْهٰكُمْ بِالتَّوْبَةِ  
وَالطَّاعَةِ لِاَسْتَهْلَاكَ تَنْفَعُ  
يَوْمَئِذٍ

## تشریح

۳۳) وہ دنیا میں اللہ کو بھول گئے تھے | دنیا میں وہ اللہ کو بھولے رہے اس بات سے غافل رہے کہ انہیں ایک دن ان کو بھلا دیا جائے گا۔ دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ ان سے کہہ دیا جائے گا کہ جس طرح تم دنیا میں ہمیں بھول گئے تھے آج ہم تمہیں اسی طرح بھلائے دیتے ہیں۔ آج ہم تمہیں مہربانی سے یاد نہیں کریں گے۔ تمہیں عذاب میں پڑا چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے اپنے آپ کو دنیا کے مزدوں میں پھنس کر چھوڑ دیا تھا۔ آج تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۳۵) دنیا میں اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے | آخرت کا انکار کرنے والوں کا یہ انجام اس لئے ہوا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑاتے تھے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ دنیا کے مزدوں میں پڑ کر انہیں یہ خیال ہی نہیں ہوتا تھا کہ کبھی ہم نے مرنا ہے اور اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور اگر کبھی کچھ خیال آیا بھی تو یہ سوچ کر تسلی دے لی کہ جیسے یہاں ہمارا زور چلتا ہے وہاں بھی ہمارا زور چلے گا۔ نہ ان کو دوزخ سے نکالا جائے گا اور نہ یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ معافی مانگ کر اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ

فَلِلَّهِ	الْحَمْدُ	رَبِّ	السَّمَوَاتِ	وَرَبِّ	الْأَرْضِ
پس اللہ کے لئے	تمام تعریفیں	رب	آسمانوں	اور رب	زمین

پس تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۶﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي

رَبِّ	الْعَالَمِينَ	وَلَهُ	الْكِبْرِيَاءُ	فِي
رب	تمام جہانوں	اور اس کے لئے	کبریائی	میں

اور رب ہے تمام جہانوں کا اور اسی کے لئے ہے کبریائی (بڑائی)

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳۷﴾

السَّمَوَاتِ	وَالْأَرْضِ	وَهُوَ	الْعَزِيزُ	الْحَكِيمُ
آسمانوں	اور زمین	اور وہ	غالب	حکمت والا

آسمانوں میں اور زمین میں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

﴿۳۶﴾ پس لائق حمد و ثنا اللہ ہے کہ اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا تکذیب کرنے والوں کے لئے۔

وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور رب ہے تمام جہان کا۔ یعنی ان تمام اشیاء کا خالق ہے۔

(عالم ماسوی اللہ کا نام ہے۔ جمع لانا اس کا بوجہ مختلف ہونے انواع عالم کے ہے)۔

﴿۳۶﴾ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ الْوَصْفُ

بِالْجَمِيلِ عَلَى وَفَاءٍ وَعُنْدَهُ فِي الْمُكْتَبِينَ

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ

الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۷﴾

خَالِقُ مَا ذَكَرُوا الْعَالِمِ

مَا سِوَا اللَّهِ وَجَمِيعِ

لَاخْتِلَافِ أَنْوَاعِهِ

وَرَبِّ بَدَلُ

﴿۳۷﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَاءُ الْعِظَمَةُ

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

﴿۳۷﴾ اور اسی کو ہے بڑائی آسمانوں میں اور زمین میں۔

حَالِ أَيْ كَابْتِنَةٌ فِيهِمَا  
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
تَقْدِيمٌ

اور وہ عزت والا حکمت والا ہے۔

### تشریح

۳۶) تشریح اللہ تعالیٰ کے لئے ہے | پس حقیقت میں حمد و ثنا اور تمام ستائش کا مستحق اللہ ہی ہے جو زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔

۳۷) کبریا یعنی صرف اللہ ہی کے لئے ہے | زمین و آسمان میں بڑائی صرف اسی کے لئے ہے اور وہی زبردست اور دانا ہے انسان اس کے احسانات کی اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرے۔ اس نے ہدایت کا جو سامان کیا ہے وہ اپنی مہربانی سے کیا ہے، اس سے فائدہ اٹھائے۔ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کرے۔  
حدیث قدسی ہے:-

« الْكِبْرِيَاءُ بِرَادِئِ وَالْعِظَمَةُ بِإِشَارِئِ  
كبریا یعنی چادر ہے۔ اور عظمت میرا تہبند ہے۔  
فَمَنْ نَزَعَنِي وَأَجَدَ مِنْهُمَا قَدْ فَتِنَهُ فِي الْمَنَارِ—  
جو ان دونوں میں یعنی بڑائی اور عظمت میں مجھ سے جھگڑا کرے گا، میں اُسے اٹھا کر آگ میں پھینک دوں گا۔

AF-1537